صحاح ستہ کی منتخب احادیث کا منفرد مجموعہ

عقائد اہلِ سُنّت

صحاح ستہ کی روشنی میں

از قلم

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر

اکبر بُک سیلرز لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقائدِ اہل سنت

صحاح ستہ کی روشنی میں

Marfat.com

Marfat.com

صحاح ستہ کی منتخب احادیث کا منفرد مجموعہ

عقائد اہلِ سُنّت

صحاح ستہ کی روشنی میں

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Marfat.com

111667

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	....	عقائد اہلسنت صحاح ستہ کی روشنی میں
موضوع	....	صحاح ستہ کی منتخب احادیث
مصنف	....	مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحناف لاہور)
پروف ریڈنگ	....	الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامعہ امیر حمزہ لاہور
صفحات	....	1008
تعداد	....	1100
کمپوزنگ	....	فرخ علی
ناشر	....	اکبر بک سیلرز لاہور
قیمت	....	800روپے

اسٹاکسٹ

☆ نظامیہ کتاب گھر، زبیدہ سنٹر، اُردو بازار لاہور

☆ مکتبہ فیضانِ سنت، اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان

☆ احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی

☆ مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف

☆ اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی

☆ رضا بک شاپ، فوارہ چوک، گجرات

Marfat.com

مولانا محمد جمیل احمد ... لاہور پاکستان

فہرست

بخاری شریف

پیش لفظ ___ ۳۱
حالات زندگی امام بخاری علیہ الرحمۃ ___ ۳۴
امام بخاری علیہ الرحمۃ کی صحیح بخاری شریف ___ ۵۴
بخاری شریف پہلی جلد کے حوالہ جات
ہر نیک عمل کی قبولیت کا دارومدار خلوص نیت پر ہے ___ ۷۷
اس حدیث کے مختلف الفاظ ___ ۷۷
اس حدیث کی اہمیت وافادیت ___ ۷۸
یہ حدیث گنجینۂ برکات ہے ___ ۷۸
نیت کس چیز کا نام ہے؟ ___ ۷۹
اخلاص کی برکات ___ ۸۰
اس حدیث کے بارے میں اختلاف کا خلاصہ ___ ۸۰
مومن کی نیت اس کے ارادے سے بہتر ہے ___ ۸۱
دین کی بنیاد چار احادیث پہ ___ ۸۲
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا حضور علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ ___ ۸۲
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ ___ ۸۳
منافق کون ہے؟ ___ ۸۴
تمنائے شہادت ___ ۸۵
زیادہ نفلی عبادت کر کے اپنے آپ کو نہ تھکاؤ ___ ۸۵
آیت کے نزول پر عید منانا ___ ۸۶
بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنے پر بھی ثواب ہے ___ ۸۷
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ کئی طرح کی بیعت کرتے ___ ۸۷
وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا ___ ۸۸
لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ ___ ۸۸
شاہد کا معنیٰ حاضر و ناظر ___ ۸۹
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا جذبہ تبلیغ ___ ۸۹
يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا ___ ۹۰
مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ___ ۹۱
فقہاء کرام کا مقام ___ ۹۱
سردار بننے سے پہلے دین سیکھو ___ ۹۲
قابل رشک انسان کون ہے؟ ___ ۹۲
حدیث کا دوسرا جز ___ ۹۳
رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں ___ ۹۳
تبرک کا ثبوت ___ ۹۴
حضور علیہ السلام کا فضلہ حاصل کرنے کے لیے صحابہ کرام کی بے تابی ___ ۹۴
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بزرگی کا معیار ___ ۹۵
حضور علیہ السلام کا بال مبارک اور اس کی اہمیت ___ ۹۶
عاشقاں اوز خوباں خوب تر ___ ۹۶
ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لئے ایک مہینہ کا سفر کیا ___ ۹۷
عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرمائیں ___ ۹۷
قیامت کی نشانیاں ___ ۹۷

Marfat.com

اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ ____ ۹۸
اختیارات کی چند مثالیں ____ ۹۹
حضور علیہ السلام نے فلاں چیز فرض فرمائی کہنا ____ ۱۰۰
حضور علیہ السلام سے حاجتیں طلب کی جاتی تھیں ____ ۱۰۱
نگاہِ مصطفیٰ ﷺ ____ ۱۰۱
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود ____ ۱۰۱
ہمارے آقا علیہ السلام نے کیا کیا دیکھ لیا ____ ۱۰۲
مجھ سے جو چاہو پوچھ لو، اعلان مصطفیٰ ﷺ ____ ۱۰۳
اس حدیث کا پس منظر ____ ۱۰۴
امام الانبیاء علیہ السلام کا اندازِ تکلم ____ ۱۰۴
جس کا کوئی نہ ہو اس کے حضور ہیں ____ ۱۰۵
دہرے ثواب کا حقدار ____ ۱۰۶
خواب میں زیارت مصطفیٰ ﷺ ____ ۱۰۶
حدیث قرطاس ____ ۱۰۷
حضرت عمر کا یہ کہنا کہ ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے ____ ۱۰۸
کیا حضور علیہ السلام حضرت علی کی خلافت لکھنا چاہتے تھے؟ ____ ۱۰۸
اس بارے میں اہل محبت کیا کہتے ہیں؟ ____ ۱۰۹
علوم مصطفیٰ ﷺ ____ ۱۰۹
حضرت ابو ہریرہ اور ان کا حافظہ ____ ۱۱۰
یہودی علم نبوت کو مان گیا ____ ۱۱۱
شرمیلا اور متکبر علم حاصل نہیں کر سکتا ____ ۱۱۱
شک، یقین کو زائل نہیں کرتا ____ ۱۱۲
نبیوں کا خواب بھی وحی ہوتا ہے ____ ۱۱۳
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ ____ ۱۱۳
کتے کو پانی پلانے والا بخشا گیا ____ ۱۱۴
قبر میں عذاب کا ٹہنیوں کے ذریعے علاج ____ ۱۱۴
حالت نماز میں پشت انور پہ کافروں کا غلاظت پھینکنا ____ ۱۱۵
کافر بھی جانتے تھے کہ حضور علیہ السلام کی دعا رد نہیں ہوتی ____ ۱۱۶
خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا اعزاز ____ ۱۱۷
مسواک کرتے وقت ادائے محبوبانہ ____ ۱۱۷
دعا میں الفاظ کی رعایت ____ ۱۱۸
حضور علیہ السلام کی قوت مردانگی اور اس کا راز ____ ۱۱۹
تعدد ازواج کی حکمت ____ ۱۱۹
ہمارے آقا علیہ السلام نے سرکش جن کو قابو کر لیا ____ ۱۲۰
وہ تصور میں رہتے ہیں میرے ____ ۱۲۱
تصورِ شیخ کے بارے میں احادیث ____ ۱۲۱
خصائص و امتیازات مصطفیٰ ﷺ ____ ۱۲۳
حکمت عملی یا مداہنت فی الدین؟ ____ ۱۲۴
ابتداءً ہر نماز کی دو دو رکعتیں ہی فرض تھیں ____ ۱۲۵
صرف ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا اور صحابہ کرام کی تنگدستی کے
واقعات ____ ۱۲۵
جب اللہ نے وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت پیدا کرو ____ ۱۲۶
پیکر شرم و حیاء، پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ____ ۱۲۷
ولیمۂ مصطفیٰ ﷺ ____ ۱۲۸
کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض ____ ۱۲۸
جس طرف رُخ وہ موڑ لیتے ہیں ____ ۱۲۸
اہل مدینہ نے اسلحہ پہن کر حضور علیہ السلام کا استقبال کیا ____ ۱۲۹
نمازی کے لئے فرشتوں کی دعا ____ ۱۳۰
مسجد کی صفائی کی فضیلت ____ ۱۳۱
مسجد میں (اچھے) اشعار پڑھنا ____ ۱۳۲
تم حضور ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کر رہے ہو؟ ____ ۱۳۳
برے اشعار کی مذمت ____ ۱۳۳
چھڑیاں روشن ہوگئیں ____ ۱۳۴
رازدارِ نبوت ____ ۱۳۴

Marfat.com

کسی نقشِ پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں ۱۳۵
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ زبردست عامل بالسنۃ تھے ۱۳۵
حضور آ گئے ہیں حضور آ گئے ہیں ۱۳۶
نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ ۱۳۷
اذان و نماز کے بارے میں احادیث و اقوال ۱۳۷
چہرۂ مصطفیٰ مثلِ قرآن ہے ۱۳۸
نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا ۱۳۹
سورۂ اخلاص کی محبت، ضامن جنت ۱۴۰
سب سے حسین آواز والے ہمارے پیارے نبی علیہ السلام ۱۴۰
نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے ذکر کرنا ۱۴۱
گھر میں سونے کی ڈلی نے نبی علیہ السلام کو بے چین کر دیا ۱۴۱
غیر مقلدین کے لیے ۱۴۲
عورتوں کو مسجدوں میں جا کر نماز پڑھنے سے کیوں روکا گیا؟ ۱۴۲
جمعہ کے دن پہلے آنے والے کا ثواب ۱۴۲
جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند ۱۴۳
وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ۱۴۴
نہ کہیں جہاں میں اماں ملی...... ۱۴۴
نوری مکھڑا نالے زلفاں کالیاں...... ۱۴۵
شہر اور دیہات سیراب ہو گئے ۱۴۶
یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ (ﷺ) کے واسطے ۱۴۷
توسل کا استحباب ثابت ہو گیا ۱۴۷
منکرین توسل کا استدلال اور اس کا جواب ۱۴۸
بارش کیوں روکی جاتی ہے؟ ۱۴۹
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور علیہ السلام کا معاملہ ۱۵۰
از عرش نازک تر ۱۵۱
مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام ۱۵۱
ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ رسول اللہ ﷺ کے
آگے ہو کر نماز پڑھائے ۱۵۲
وصالِ یار پہ یارِ غار کے تاثرات ۱۵۳
کیا حضور پاک کو اپنے انجام کی بھی خبر نہیں؟ ۱۵۳
چار تکبیر نمازِ جنازہ اور غائبانہ نمازِ جنازہ ۱۵۴
جنگِ موتہ کا آنکھوں دیکھا حال مدینہ میں بیان ہو رہا ہے ۱۵۵
دعائے مصطفیٰ عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاء، اور عطائے خدا جَلَّ وَعَلَا ۱۵۷
برکت کی دعا اور اس کی قبولیت ۱۵۸
موسیٰ علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام ۱۵۸
خدا کے فرستادہ کے ساتھ یہ معاملہ؟ ۱۵۹
ہمارے آقا علیہ السلام کی خدمت کرنے والا یہودی کا بچہ آگ
سے بچ گیا ۱۵۹
حضور علیہ السلام کے صاحبزادے (حضرت ابراہیم) کی
وفات کا واقعہ ۱۵۹
حضرت عمر اور حجر اسود ۱۶۱
جو کام حضور پاک نے کیا ہم وہ کبھی نہ چھوڑیں گے ۱۶۲
حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کا بخار
میں اشعار پڑھنا ۱۶۳
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعائے مدینہ ۱۶۳
ایک مزدور صحابی کی برکت سے اُمت پہ آسانی ۱۶۳
میں تم جیسا نہیں ہوں (فرمانِ نبوت) ۱۶۴
بچوں کا روزہ ۱۶۴
حضور ﷺ کے ہاتھ ریشم سے زیادہ نرم اور کستوری
سے زیادہ خوشبودار تھے ۱۶۵
حضرت انس کیلئے حضور علیہ السلام کی دعا ۱۶۵
ایک علمی نکتہ ۱۶۶
شیطان کسی کے دل میں کسی کے متعلق بھی وسوسہ ڈال سکتا ہے ۱۶۶
حضرت ابوہریرہ نے دامن پھیلا دیا اور حضور علیہ السلام نے

Marfat.com

ان کا دامن بھر دیا ۱۶۷

اخوت اس کو کہتے ہیں...... ۱۶۸

استن حنانہ از ہجرِ رسول (ﷺ) ۱۶۸

حضرت جابر کے ساتھ حضور علیہ السلام کا لین دین ۱۶۹

علماء کرام و پیرانِ عظام کے لیے ۱۶۹

میں نے حضور علیہ السلام سے مدد طلب کی، حضرت جابر ۱۷۰

حضور علیہ السلام کی اُمت پہ اللہ کا فضل ۱۷۱

مال وارثوں کا ہوگا، قرضہ ہم ادا کریں گے، فرمانِ رسالت ۱۷۱

گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں ۱۷۲

کھیتی باڑی کی فضیلت ۱۷۲

گائے اور بھیڑیے نے کلام کیا ۱۷۳

تین شخصوں کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا ۱۷۳

دودھ حضور ﷺ نے پیا دل میرا خوش ہوگیا،
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ۱۷۴

کسی کی حاجت روائی و مشکل کشائی کرنا ۱۷۴

راستے کے حقوق ۱۷۵

ازواجِ مطہرات میں طبعی غیرت کا ایک واقعہ ۱۷۶

وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں ۱۷۷

ایک نیا لطیفہ ۱۷۷

یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ (ﷺ) ۱۷۸

ان کے جو غلام ہوگئے ۱۷۸

ہدیہ تحفہ لینا دینا ۱۷۹

ایک پرانا لطیفہ ۱۷۹

اپنی بیٹی کے گھر میں دنیا کا اثر دیکھ کر حضور علیہ السلام کا رویہ ۱۸۰

شریعت کا حکم ظاہر پہ لگے گا ۱۸۱

ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا ۱۸۲

کسی کی تعریف کرنے کا طریقہ ۱۸۳

صحابی رسول ﷺ کا رئیس المنافقین کو جواب ۱۸۴

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر ۱۸۴

حدیبیہ کے مقام پہ حضرت علی المرتضیٰ کا عاشقانہ کردار ۱۸۵

انقلاب محمدی کا ایک نمونہ ۱۸۵

مقام حدیبیہ پہ صدیق اکبر کا ایک گستاخ کیلئے سخت جملہ ۱۸۶

اس حدیث سے دو گستاخ فرقوں کی تردید ہوگئی ۱۸۷

آتا ہے یتیموں پہ انہیں پیار کچھ ایسا ۱۸۸

خادم خاص کے تاثرات ۱۸۹

نور کے موتیوں کی لڑی بن گئی ۱۸۹

آقائے دوجہاں ﷺ کا شعری ذوق ۱۹۰

اشعار میں دعا کرنا ۱۹۱

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ۱۹۱

اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ ۱۹۲

ایک بہادر مگر جہنمی کا قصہ ۱۹۳

تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ ۱۹۴

ترکوں سے جنگ اور فرمانِ رسالت ۱۹۴

روضۂ خاخ پہ خط پکڑا گیا، علم غیب کا ثبوت ۱۹۵

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑھیں ۱۹۶

تیرے اخلاق کو قرآن کی تفسیر کہتے ہیں ۱۹۷

قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ (قیام تعظیمی) ۱۹۷

ایک سوال کا منطقیانہ جواب ۱۹۷

رسول خدا کی بیٹی دشمن خدا کی بیٹی کے ساتھ نہیں رہ سکتی ۱۹۸

بھلائی کافر بھی کرے تو اس کو نہ بھلاؤ ۱۹۹

مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم ۲۰۰

حضور علیہ السلام پر درود و سلام کیسے پڑھا جائے؟ ۲۰۳

نئی تبلیغی جماعت کے لیے ایک پرانا تحفہ ۲۰۴

کیا یہ بھی مجدد ہیں؟ ۲۰۵

Marfat.com

میں تو محمد ہوں (ﷺ) ______ ۲۰۷
تو دوزخی نہیں ہے ______ ۲۰۸
جو جس کے ساتھ محبت کرے گا قیامت کو اسی کے ساتھ ہوگا ______ ۲۰۹
ایثار ہو تو ایسا ہو ______ ۲۱۱
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی مجلسیں یاد کر کے
رویا کرتے ______ ۲۱۲
دو جید صحابیوں کے صاحبزادوں کی گفتگو ______ ۲۱۳
بہترین شعر کا ایک مصرعہ ______ ۲۱۳
غیر اللہ کی تعظیم ______ ۲۱۴

بخاری شریف دوسری جلد کے حوالہ جات

نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں ______ ۲۱۶
جنت سے اتنی سی دیر بھی جدائی برداشت نہیں ______ ۲۱۷
غزوۂ احد میں حضور علیہ السلام کے باڈی گارڈ ______ ۲۱۸
غزوۂ احزاب کی چند یادیں ______ ۲۱۹
تیری ''دعا'' حلیف قضا و قدر کی ہے ______ ۲۲۰
کیا تم ایسے ہی ہو؟ ______ ۲۲۱
اے اسامہ تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد اس کو قتل کر دیا؟ ______ ۲۲۱
تو حدود اللہ میں رعایت کی بات کرتا ہے؟ ______ ۲۲۲
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے؟ ______ ۲۲۳
''اللہ رسول کا احسان ہے'' کہنا جائز ہے ______ ۲۲۳
اطاعت و فرمانبرداری بھلائی کے کاموں میں ہے ______ ۲۲۴
گستاخ رسول ﷺ کی ظاہری علامات ______ ۲۲۵
کعبہ کے اندر کعبے کا کعبہ (ﷺ) ______ ۲۲۵
وسعتِ ظرفی کی ایک مثال ______ ۲۲۶
اللہ اور اس کے رسول کا بلاوا ______ ۲۲۷
جب موت کو بھی مار دیا جائے گا ______ ۲۲۹
اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور علیہ السلام پر کیسے درود
بھیجتے ہیں؟ ______ ۲۳۰
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کے فرمان کو مثل قرآن
سمجھتے تھے ______ ۲۳۲
سب عیدیں مناؤ حضور آ گئے ہیں ______ ۲۳۳
بوقت ضرورت اپنی تعریف کرنا ______ ۲۳۴
اللہ تعالیٰ کے ہاں کون بہتر ہے؟ ______ ۲۳۵
وہ تجھ سے بہتر ہے ______ ۲۳۶
غیرت مند صحابی کا اپنی بیوی کو جواب ______ ۲۳۸
اللہ نے سچ کہا، تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے ______ ۲۴۰
ایمان کی فضیلت ______ ۲۴۱
لا الہ الا اللہ کی فضیلت ______ ۲۴۲
مَنْ لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ ______ ۲۴۳
میں اس چادر کو اپنا کفن بناؤں گا ______ ۲۴۴
میں تجھے حضور علیہ السلام کا فرمان سنا رہا ہوں تو اپنے صحیفے کی
بات کرتا ہے ______ ۲۴۵
اے ابو عمیر! تیری چڑیا کا کیا ہوا؟ ______ ۲۴۶
یہ بات صرف حضور علیہ السلام کو ہی زیبا ہے ______ ۲۴۷
مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے ______ ۲۴۸
صاحب معطر پسینہ ﷺ ______ ۲۴۸
بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ کی خوشی ______ ۲۴۹
اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کا کیا مطلب؟ ______ ۲۵۰
اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں ______ ۲۵۱
مالدار خسارے میں ہیں مگر ______ ۲۵۲
کیا شراب پینے والا بھی اللہ و رسول کا محب ہو سکتا ہے ______ ۲۵۳
حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی تو گناہ (حد) معاف ______ ۲۵۴
بدترین لوگ کون ہیں؟ ______ ۲۵۴
ہر بعد والا حاکم پہلے سے زیادہ برا ہوگا ______ ۲۵۶

Marfat.com

معاملہ بایں جا رسید ۲۵۶
پس چہ باید کرد؟ ۲۵۶
عذاب کی لپیٹ میں نیکوکار بھی آجاتے ہیں ۲۵۷
جس حکمران نے اپنی ذمہ داری نہ نبھائی ۲۵۸
نماز کو طول دینے والے امام پر حضور ﷺ کی ناراضگی ۲۵۸
دینی کاموں پر اجرت لینا ۲۵۹
کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا؟ ۲۵۹
اِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ۔ مدینہ بھٹی کی طرح ہے ۲۶۰
محبوبہ محبوبِ خدا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عاجزی ۲۶۱
ذرّے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے ۲۶۲
آیۂ مذکورہ اور مسائلِ خمسہ ۲۶۲
امر کا مقابل مباح ایک مثال ۲۶۳
آخری حدیث ۲۶۴
لفظ سبحان کی تحقیق ۲۶۵
اعمال کو تولے جانے کا مطلب؟ ۲۶۵
اعمال کیوں تولے جائیں گے؟ ۲۶۶
ایک شبہ اور اس کا ازالہ ۲۶۶
میزان کو کہاں قائم کیا جائے گا؟ ۲۶۶
انسانوں کی تین قسمیں ہوں گی ۲۶۷

مسلم شریف

نشانِ منزل ۲۷۱
پیش لفظ ۲۸۳
حالاتِ زندگی حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ۲۸۵
امام مسلم کی صحیح مسلم ۲۸۹
شروحاتِ صحیح مسلم ۲۹۸
حضور ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے کا وبال ۲۹۹
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست ۳۰۰
حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فیصلے ۳۰۲
مسئلہ صحیح ہے مگر روایت منقطع ہے ۳۰۳
حدیث جبریل علیہ السلام ۳۰۵
افلح ان صدق۔ اگر اس نے سچ کہا تو کامیاب ہے ۳۰۵
دین سکھانے میں سہولت اور وقفہ کا خیال رکھنا ۳۰۶
نماز و زکوٰۃ میں فرق کرنے والے کے لیے صدیق اکبر کا فیصلہ ۳۰۷
جنت میں جانے کے لیے پورے دین پہ ایمان لانا ضروری ہے ۳۰۸
معجزہ اور اختیارِ مصطفیٰ ﷺ ۳۰۹
ایک حدیث سے پچیس مسائل کا حسین استنباط ۳۰۹
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ۳۱۳
چغل خور جنت میں نہ جائے گا ۳۱۴
ایک حکیمانہ بات ۳۱۵
سماعِ موتیٰ اور پیشوائے وہابیہ ۳۱۶
امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے خصوصی رعایت ۳۱۶
ذکر الٰہی کی برکت ۳۱۷
بندے کی بات سن کر اللہ تعالیٰ کا ضحک فرمانا ۳۱۹
فتنے کا اندیشہ ہو تو نام لیے بغیر بات کی جاسکتی ہے ۳۱۹
طہارت نصف ایمان ہے اور...... ۳۲۰
مسجد میں پیشاب کرنے والے اعرابی کے ساتھ حضور علیہ السلام کا حسن سلوک ۳۲۲
صحابی نے یہودی کو دھکا دیا کہ تو یا محمد کی بجائے یا رسول اللہ کیوں نہیں کہتا ۳۲۳
حضور علیہ السلام کے بال مبارک تیرے بالوں سے زیادہ بھی تھے اور پاکیزہ تر بھی ۳۲۴

Marfat.com

اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے چہرے کو دیکھتا رہتا ہے ۳۲۵
حضور علیہ السلام نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر قوم کا امام بنا دیا ۳۲۷
صحابی نے حضور علیہ السلام سے جنت بھی مانگ لی اور...... ۳۲۷
اس وقت رسول اکرم ﷺ کے دربار کا عالم کیا ہوگا؟ ۳۲۸
تصور شیخ کا مسئلہ ۳۲۸
تعلیم نبوی کا قابل رشک انداز ۳۲۹
زلف ورخسار کی بات ۳۳۰
بدعت کے بارے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ ۳۳۱
میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر حضور علیہ السلام کے گھر کیساتھ ہو مگر کیوں؟ ۳۳۲
وکان رسول اللہ (ﷺ) رَحِيمًا رَفِيقًا ۳۳۳
اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور...... ۳۳۳
دو نمازوں کو جمع کرنے کا مسئلہ ۳۳۴
جماعت کھڑی ہو تو فجر کی سنتوں کا کیا کیا جائے؟ ۳۳۴
کیا یہ بدعت ہے؟ ۳۳۵
اللہ تعالیٰ نے صحابی رسول ﷺ کا نام لے کر ان کو یاد فرمایا ۳۳۶
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی ۳۳۸
معلم علم وحکمت ﷺ کا علاج کرنے والا اپنا علاج کروا بیٹھا ۳۳۹
ہمارا اور حضور علیہ السلام کا ایک ہی تنور تھا ۳۴۰
قرب خدا کی لذت ۳۴۰
خوف خدا کا عالم ۳۴۱
ابو سلمہ سے بہتر کون ہوسکتا ہے؟ ۳۴۲
اپنے نواسے کی وفات پہ امام الانبیاء کا رونا ۳۴۲
عظیم الشان معجزہ ۳۴۴
ہر نیکی صدقہ ہے كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ ۳۴۵
دین میں اچھا طریقہ رائج کرنے پر ثواب ملتا ہے ۳۴۶
-مرد چوں پیر شود حرص جواں گردد ۳۴۷
سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں ۳۴۸
نہ یہ بدعت ہے نہ دین میں اضافہ ہوا ۳۵۰
میری وہی نیت ہے جو میرے نبی کی نیت ہے (ﷺ) ۳۵۱
حجۃ الوداع کی مفصل حدیث سے ڈیڑھ سو فوائد (حدیث نمبر) ۳۵۱
-صحابی رسول ﷺ کو بیماری میں فرشتوں کا سلام ۳۶۲
ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول لینا زیادہ بہتر ہے یا رسول اللہ ﷺ کا؟ ۳۶۲
ہماری ایک بُری عادت ۳۶۳
حجر اسود کو چھڑی لگا کر چھڑی کو چومنا حجر اسود کو ہی چومنا ہے ۳۶۳
یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ۳۶۴
کتابت حدیث ۳۶۵
اے مدینہ تیرا جواب نہیں ۳۶۵
مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَ مِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ۳۶۶
مرزائیوں کے ایک سوال کا جواب ۳۶۷
مرزا قادیانی کی بکواسات ۳۶۷
مرزائیوں کا درود ۳۶۸
فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۳۶۹
حضور علیہ السلام کے ایک ولیمے کا حال ۳۷۰
حضرت عمر فاروق کی نیاز مندی کا عالم ۳۷۱
میں نے حضور علیہ السلام کی بات مانی تو اللہ نے اتنا نوازا کہ مجھ پہ رشک ہونے لگا ۳۷۱
عورت کے پیٹ میں بچہ کیسا ہے سرکار ﷺ نے بتا دیا ۳۷۲

صحیح مسلم جلد نمبر ۲ کی منتخب احادیث

کتاب البیوع کی اصل عظیم ___ ۳۷۵
حضور علیہ السلام نے جنت کو کس طرح بیچ دیا؟ ___ ۳۷۶
رضائے خدا و مصطفیٰ حاصل ہو چاہے اپنا نقصان ہی ہو جائے ۳۷۷
مدار اسلام حدیث ___ ۳۷۸
"حضور علیہ السلام کی برکت سے یوں ہو گیا" کہنا جائز ہے ۳۷۸
صحابہ کرام مکہ شریف میں مرنے کو پسند نہیں کرتے تھے ___ ۳۷۹
میں اللہ کے رسول کی پناہ طلب کرتا ہوں ___ ۳۸۰
غلاموں کے ساتھ صحابہ کرام کا برتاؤ ___ ۳۸۰
میں حاتم طائی کا بیٹا ہوں اور تو مجھ سے صرف سو درہم مانگ رہا ہے؟ ___ ۳۸۰
سفید بالوں کا خیال کیا جائے ___ ۳۸۱
اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا ___ ۳۸۱
نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاجتیں پیش کی جاتیں ___ ۳۸۲
قانون کی پاسداری ___ ۳۸۲
حضرت ماعز اسلمی کی توبہ ___ ۳۸۲
رزق حلال اور صدق مقال کی ایک عظیم مثال ___ ۳۸۳
ایک واقعہ ___ ۳۸۳
بشیر و نذیر نبی علیہ السلام کا وعظ پُر تاثیر ___ ۳۸۴
لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو ___ ۳۸۴
اللہ تعالیٰ کا ایک نبی علیہ السلام کی دعا پہ سورج روک دیا گیا ___ ۳۸۵
تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا ___ ۳۸۵
بدر میں محبوب خدا ﷺ نے اپنے رب سے محبوبانہ انداز میں دعا کی ___ ۳۸۶
مقامِ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کیا ہے؟ ___ ۳۸۶
ہاتھ پھیلا کر دعا کرنا مستحب ہے ___ ۳۸۷
ایک مشت خاک سے چار ہزار کافروں کو شکست ہو گئی ___ ۳۸۷
وہی ہوا جو عالم ما کان و ما یکون نے فرمایا۔ ﷺ ___ ۳۸۸
مکہ معظمہ بھی بزور شمشیر فتح ہوا ___ ۳۸۸
اگر یہ ادب کی وجہ سے ہے تو وہ بھی ادب ہے ___ ۳۸۸
جس کے لیے حضور علیہ السلام رحم کی دعا کر دیں وہ شہید ہے ۳۸۹
صحابہ کرام کی فداکاریاں ___ ۳۹۰
ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے ___ ۳۹۰
یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ ___ ۳۹۱
صحابی رسول ﷺ کا حسن عقیدہ ___ ۳۹۲
شوق شہادت ___ ۳۹۳
حضرت عمر فاروق نے منبر رسول ﷺ کے پاس اونچی بولنے سے منع فرمایا ___ ۳۹۳
نیکی میرے آقا کی بارگاہ کے ادب کا نام ہے ___ ۳۹۴
جان عالم ﷺ کے فرمان پہ جان قربان کر دی ___ ۳۹۴
اب اگر لڑائی ہوئی تو خدا دیکھے گا میں کیا کرتا ہوں ___ ۳۹۵
کون کون شہید ہے؟ ___ ۳۹۵
وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ___ ۳۹۶
نگاہ نبوت کا کیا کیا دیکھ لیتی ہے؟ ___ ۳۹۶
حریص علیکم کی شان والے آقا علیہ السلام کو ایک ایک امتی کی کتنی فکر ہے؟ ___ ۳۹۷
ان احادیث پہ امام نووی کا تبصرہ ___ ۳۹۷
جو حضور پاک کی پسند وہی ہماری پسند ___ ۳۹۸
میں اس چھت کے اوپر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے میرے آقا تشریف فرما ہوں ___ ۳۹۸
حضور علیہ السلام کے جبہ مبارکہ سے شفاء حاصل کی جاتی تھی ۴۰۰
قبضے میں جس کے ساری خدائی...... ___ ۴۰۱
تاجِ کسریٰ زیر پائے امتش ___ ۴۰۱

Marfat.com

ان احادیث پہ کون عمل کرے گا؟ ۴۰۱
تکبر عزازیل راخوار کرد ۴۰۱
صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جذبۂ اطاعت ۴۰۲
بعض اچھے نام کو بدلنے کی حکمتیں ۴۰۳
اہل کتاب کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟ ۴۰۴
شیطان کی کارگزاری ۴۰۴
صاحب قرآن علیہ السلام کا قرآن مجید پہ یقین کامل ۴۰۵
ہم تقدیر سے تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں' قول عمر رضی اللہ عنہ ۴۰۶
ان کے کرم کی بات نہ پوچھو ۴۰۷
کس کو کیا کہا جائے؟ ۴۰۷
امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا شعری ذوق ۴۰۸
ہم نے آپ کو شاعر نہیں بنایا کا مطلب ۴۰۸
اچھے برے خواب اوران کی تعبیر ۴۰۹
جس نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی ۴۰۹
ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام ۴۱۰
سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القرار کی سرداری ۴۱۰
حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم النشور کی برکت کے واقعات ۴۱۱
دنیا و آخرت میں مدد کرنے کا ثبوت ۴۱۲
تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا ۴۱۲
لوگو! مسلمان ہو جاؤ' محمد اتنا دیتے ہیں کہ پھر فاقہ کا ڈر نہیں رہتا ۴۱۳
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفاداری ۴۱۴
تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں ۴۱۵
اللہ تعالیٰ کا نام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۴۱۶
شان موسوی بزبان مصطفوی علیہما السلام ۴۱۷
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام ۴۱۷
وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر ۴۱۸
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام ۴۱۹
مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین ۴۱۹
فضائل الصحابہ علیہم الرضوان بلسان النبوۃ علیٰ صاحبھا السلام ۴۲۱
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام ۴۲۲
اَلْكِنَايَةُ اَبْلَغُ مِنَ التَّصْرِيْحِ ۴۲۲
محبوبانہ جلال کی ایک مثال ۴۲۳
آمدم برسرِ مطلب ۴۲۳
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی موت پہ عرش الٰہی جھوم اٹھا ۴۲۴
عقل کا تقاضا ۴۲۴
اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟ ۴۲۵
دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم نعت خوان ۴۲۵
حضرت حسان کو سپیشل بلایا گیا ۴۲۶
حضرت حسان بن ثابت کے اشعار ۴۲۷
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تبرک لینے کے لئے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بے تابی ۴۲۸
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے ۴۲۹
سو سال تک تم میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا ۴۲۹
نیکی اور گناہ کی جامع تعریف ۴۳۰
ہمیں کیسا مسلمان ہونا چاہیے؟ ۴۳۰
یہ ہنسنے کی بات نہیں ہے ۴۳۲
صرف اور صرف اللہ مدد کا نعرہ ۴۳۲
مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ ۴۳۲
غیبت اور بھتان میں کیا فرق ہے؟ ۴۳۳
غیبت کے جواز کی صورتیں ۴۳۳
میں باعث زحمت نہیں بلکہ سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں ۴۳۵
منافق دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہے ۴۳۵

Marfat.com

معمولی کاموں پہ بخشش کی نوید جانفزا ____ ۴۳۶

تصویر کا دوسرا رُخ ____ ۴۳۶

اچھی بری صحبت کی ایک عمدہ مثال ____ ۴۳۷

جو جس کے ساتھ دنیا میں محبت کرے گا قیامت کو اسی کے ساتھ ہی ہوگا ____ ۴۳۸

نیک لوگوں کے ساتھ محبت کا فائدہ ____ ۴۳۸

یہود و نصاریٰ کی نقالی اور مسلمان ____ ۴۴۰

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود ____ ۴۴۰

کیا یہ وہی امریکہ نہیں ہے؟ ____ ۴۴۱

اہل اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کا ایک خوفناک منصوبہ ____ ۴۴۲

خدا بندے سے خود پوچھے...... ____ ۴۴۲

ماں باپ کو بھی اولاد کے ساتھ وہ پیار نہیں جو حضور ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ ہے ____ ۴۴۴

اگر تم گناہ نہ کرو گے تو...... ____ ۴۴۵

رب کی رحمت سے بڑی ____ ۴۴۵

خوف خدا پہ بخشش کا ایک عجیب واقعہ ____ ۴۴۶

ایک حدیث اور چھتیس فائدے ____ ۴۴۶

واقعہ افک سے پچاس سے زیادہ فوائد ____ ۴۴۸

حرم نبی علیہ السلام کی حفاظت بھی ہو گئی اور ملزم بھی بچ گیا ____ ۴۴۹

دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے ____ ۴۴۹

میاں بیوی میں جدائی کرا کے شیطان کتنا خوش ہوتا ہے؟ ____ ۴۵۰

خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا ان کا ____ ۴۵۱

جنت و دوزخ کا بیان ____ ۴۵۲

قیامت اور سماع موتیٰ کی احادیث ____ ۴۵۲

مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کو بھی دے دیا ____ ۴۵۳

خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی ____ ۴۵۴

پھر چمن آباد ہوگا نغمۂ توحید سے ____ ۴۵۴

بشر بے چین ہو تو انقلاب آیا ہی کرتے ہیں ____ ۴۵۵

دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی؟ ____ ۴۵۶

جو حضور علیہ السلام کی طرف ہجرت کا ثواب حاصل کرنا چاہے ۴۵۷

صحابی باپ کا اپنے نالائق بیٹے کو جواب ____ ۴۵۷

بادل سے آواز آئی کہ فلاں کے باغ کو پانی پلاؤ ____ ۴۵۹

وہ بولیں تو ان کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں ____ ۴۶۰

یا رسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے ____ ۴۶۰

مدنی آقا علیہ السلام کی مدینہ شریف آمد پہ اہل مدینہ کی خوشی ____ ۴۶۱

کیا عیدیں صرف دو ہی ہیں؟ ____ ۴۶۲

یوں نہ نکلیں آپ بر چھا تان کر ____ ۴۶۳

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر ____ ۴۶۳

مسلم شریف کی آخری حدیث ____ ۴۶۴

ترمذی شریف

حرف آغاز ____ ۴۶۷

مقدمہ ____ ۴۶۹

امام ترمذی ____ ۴۸۶

جامع ترمذی ____ ۴۹۱

اَبْوَابُ الطَّهَارَةِ (پاکیزگی کے ابواب) ____ ۵۱۱

نماز طہارت کے بغیر اور صدقہ خیانت کے ساتھ قبول نہیں ____ ۵۱۱

صحابی رسول ﷺ نے معترض کو لاجواب کر دیا ____ ۵۱۲

گناہ مٹانے والے اور درجات بلند کرنے والے تین کام ____ ۵۱۴

نگاہ نبوت قبر کے اندر کے حالات بھی دیکھ لیتی ہے ____ ۵۱۴

اَبْوَابُ الصَّلٰوةِ (نماز کے باب) ____ ۵۱۶

اقامت کے وقت نماز کیلئے کب کھڑے ہونا چاہئے ____ ۵۱۷

نمازیں پانچ پڑھو ثواب پچاس کا ملے گا ____ ۵۱۸

Marfat.com

جمعہ اور نماز با جماعت کا اہتمام نہ کرنے والا دوزخی ہے ۔۔۔ ۵۱۸
رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ۔۔۔ ۵۱۹
حضور علیہ السلام لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے ۔۔۔ ۵۱۹
امام نے آیت پڑھی تو خوف خدا سے جان نکل گئی ۔۔۔ ۵۲۱
اَبْوَابُ الْوِتْرِ (وتروں اور دیگر نفلی نمازوں کا بیان) ۔۔۔ ۵۲۱
حضور! آپ پہ درود کیسے بھیجیں؟ ۔۔۔ ۵۲۲
اَبْوَابُ الْجُمُعَةِ (جمعہ کا بیان) ۔۔۔ ۵۲۲
اَبْوَابُ الْعِيدَيْنِ (عیدوں کا بیان) ۔۔۔ ۵۲۳
اَبْوَابُ السَّفَرِ (سفر کا بیان) ۔۔۔ ۵۲۴
اَبْوَابُ الزَّكٰوةِ (زکوٰۃ کے باب) ۔۔۔ ۵۲۴
اَبْوَابُ الصَّوْمِ (روزہ کے باب) ۔۔۔ ۵۲۵
اَبْوَابُ الْحَجِّ (حج کا بیان) ۔۔۔ ۵۲۶
اَبْوَابُ الْجَنَائِزِ (جنائز کا بیان) ۔۔۔ ۵۲۷
اَبْوَابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان) ۔۔۔ ۵۲۸
اَبْوَابُ الرَّضَاعِ (رضاعت کا بیان) ۔۔۔ ۵۲۹
اَبْوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ (طلاق اور لعان کا بیان) ۔۔۔ ۵۳۰
اَبْوَابُ الْبُيُوْعِ (تجارتوں کا بیان) ۔۔۔ ۵۳۱
اَبْوَابُ الْاَحْكَامِ (احکام کا بیان) ۔۔۔ ۵۳۱
اَبْوَابُ الدِّيَاتِ (دیتوں کا بیان) ۔۔۔ ۵۳۲
اَبْوَابُ الْحُدُوْدِ (سزاؤں کا بیان) ۔۔۔ ۵۳۳
اَبْوَابُ الصَّيْدِ (شکار کا بیان) ۔۔۔ ۵۳۴
اَبْوَابُ الْاَضَاحِيْ (قربانیوں کا بیان) ۔۔۔ ۵۳۵
چند شبہات کا ازالہ ۔۔۔ ۵۳۵
اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں حکمتیں ہیں ۔۔۔ ۵۳۷
پیش نظر تو مرضی جاناناں چاہیے ۔۔۔ ۵۳۸
قربانی و ذبیحہ کے چند مسائل ۔۔۔ ۵۳۸
اَبْوَابُ النُّذُوْرِ وَالْاَيْمَانِ (نذروں اور قسموں کا بیان) ۔۔۔ ۵۴۰
اَبْوَابُ السِّيَرِ (جہادی سفروں کا بیان) ۔۔۔ ۵۴۰
اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ (جہاد کی فضیلت کا بیان) ۔۔۔ ۵۴۱
اَبْوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان) ۔۔۔ ۵۴۲
اَبْوَابُ اللِّبَاسِ (لباس کا بیان) ۔۔۔ ۵۴۲
موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کس حالت میں ہم کلام ہوئے؟ ۵۴۳
اَبْوَابُ الْاَطْعِمَةِ (کھانوں کا بیان) ۔۔۔ ۵۴۴
اَبْوَابُ الْاَشْرِبَةِ (پینے کا بیان) ۔۔۔ ۵۴۵
اَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ (نیکی اور صلہ رحمی کا بیان) ۔۔۔ ۵۴۶
کئی نبیوں کی تعلیمات کا خلاصہ آٹھ باتوں میں ۔۔۔ ۵۴۷
اَبْوَابُ الطِّبِّ (علاج معالجہ کا بیان) ۔۔۔ ۵۴۸
اَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کے ابواب) ۔۔۔ ۵۴۹
مسائل وراثت کی احادیث ۔۔۔ ۵۴۹
اَبْوَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان) ۔۔۔ ۵۵۰
اَبْوَابُ الْوَلَاءِ وَالْهِبَةِ (ولاء اور ھبہ کا بیان) ۔۔۔ ۵۵۱
اَبْوَابُ الْقَدَرِ (تقدیر کا بیان) ۔۔۔ ۵۵۱
اَبْوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان) ۔۔۔ ۵۵۲
اَبْوَابُ الرُّؤْيَا (خوابوں کا بیان) ۔۔۔ ۵۵۴
اَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان) ۔۔۔ ۵۵۴
اَبْوَابُ الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان) ۔۔۔ ۵۵۵
حضرت عثمان غنی اور قبر کا منظر ۔۔۔ ۵۵۵
اَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ (قیامت کا بیان) ۔۔۔ ۵۵۶
امام اعظم علیہ الرحمۃ کی اپنے بڑے بیٹے حماد کو ایک نصیحت ۵۵۷
لایعنی کام کونسا ہے؟ ۔۔۔ ۵۵۸
فائدہ ۔۔۔ ۵۵۸
اَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ (جنت کا بیان) ۔۔۔ ۵۵۹
اَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ (دوزخ کا بیان) ۔۔۔ ۵۵۹
اَبْوَابُ الْاِيْمَانِ (ایمان کا بیان) ۔۔۔ ۵۶۰

Marfat.com

اَبْوَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان) ۵۶۱

اَبْوَابُ الْاِسْتِیْذَانِ (اجازت طلب کرنے کا بیان) ۵۶۲

اَبْوَابُ الْاٰدَابِ (آداب کا بیان) ۵۶۳

اَبْوَابُ الْاَمْثَالِ (مثالوں کا باب) ۵۶۴

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ (قرآن مجید کی فضیلت) ۵۶۴

اَبْوَابُ الْقِرَاءَاتِ (مختلف قراءآت کا بیان) ۵۶۵

اَبْوَابُ تَفْسِیْرِ الْقُرْآنِ (قرآن پاک کی تفسیر کا بیان) ۵۶۶

موسیٰ علیہ السلام کتنی تجلی سے بے ہوش ہو گئے ۵۶۷

مشرق و مغرب میں جو کچھ ہے حضور علیہ السلام اس کو جان گئے ۵۶۸

اَبْوَابُ الدُّعَاءِ (ذکر و دعا کا بیان) ۵۶۸

کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں ۵۶۹

سوحج، سو جہاد اور سو غلام آزاد کرنے کا ثواب ۵۶۹

نیند نہ آنے کا علاج ۵۷۰

دعاؤں کے بارے میں مختلف احادیث ۵۷۰

اَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ (فضائل کا بیان) ۵۷۱

حضرت علی المرتضیٰ محبوب خدا کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہیں ۵۷۲

زمین و آسمان پہ حضور علیہ السلام کی حکومت ہے ۵۷۳

چراغ و مسجد و محراب و منبر ۵۷۳

اے تیری آواز آواز خدا ۵۷۴

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے ۵۷۴

محمد کی نسبت بڑی چیز ہے۔ ﷺ ۵۷۵

روشنی کے مینار ۵۷۶

قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے ۵۷۷

شمائل ترمذی کے حوالہ جات ۵۷۸

نور وحدت کا ''ٹکڑا'' ہمارا نبی ﷺ ۵۷۸

چہرۂ انور چودھویں کا چاند ۵۷۹

چہرے کی چمک سبحان اللہ ۵۸۰

درو دیوار تیرے نور سے اب جگمگاتے ہیں ۵۸۱

حضرت سلمان فارسی کا مقدر جاگ اٹھا ۵۸۱

یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے ۵۸۲

حضور علیہ السلام کے قدم کی برکت سے جنت واجب ہو گئی ۵۸۲

تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت ۵۸۳

ایک بکری کی کتنی دستیاں ہو سکتی ہیں؟ ۵۸۴

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی ۵۸۴

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو ۵۸۵

سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام ۵۸۶

کیا حضور علیہ السلام اشعار پڑھتے تھے؟ ۵۸۷

سیرت النبی ﷺ کے نورانی جلوے ۵۸۸

حضور علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات ۵۸۸

حضور علیہ السلام کی بیرونی مصروفیات ۵۸۹

حضور علیہ السلام کی مجلس کا حال ۵۸۹

صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی زیارت سے اپنی بھوک کا علاج کر لیتے ۵۹۰

میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا ۵۹۰

بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ ۵۹۱

حبیب خدا کا نظارہ کروں میں ۵۹۲

دین کو دینداروں سے حاصل کرو ۵۹۲

ترمذی شریف اور فقہی مذاہب ۵۹۴

ایک بنیادی اور ضروری بحث ۵۹۴

قاعدہ اور نظریہ میں فرق ۵۹۵

فقہی مسئلہ کا علم نحو سے جواب ۵۹۵

فقہ حنفی کے ایک سو پچیس ۵۹۶

اساسی قواعد ۵۹۶

ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ۵۹۶

Marfat.com

امور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں ۵۹۷
شک سے یقین زائل نہیں ہوتا ۵۹۷
ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں ۵۹۷
جو چیز ضرورۃً مباح کی گئی ہو وہ بقدر ضرورت ہی مباح ہوگی ۵۹۸
عادت کو حکم بنایا گیا ہے ۵۹۸
جب مقتضی اور مانع کے درمیان تعارض آجائے تو مانع کو ترجیح ہوگی ۵۹۸
ہر ولایت میں اس شخص کا حق دوسروں سے مقدم ہوگا جو اس کے حقوق و مصالح کے قیام پر زیادہ قادر ہو ۵۹۹
جس چیز کا جواز عذر کی وجہ سے ہے عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہو جائے گا ۵۹۹
جو جز کل سے جدا نہ ہو سکتا ہو وہ کل کے ذکر کی طرح ہے ۶۰۰
جب کسی کام میں مباشر اور مسبب جمع ہو جائیں تو حکم کی نسبت مباشر کی طرف ہوگی ۶۰۰
حکم مصلحت راجحہ کے تابع ہوتا ہے ۶۰۰
جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے ۶۰۱
جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوگا ۶۰۱
گواہ پیش کرنا مدعی پر ہے اور قسم مدعی علیہ پر ۶۰۲
زمانہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی کا انکار نہ کیا جائے گا ۶۰۲
حقوق باہم متعارض ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟ ۶۰۲
عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃً قبول ہے قضاءً نہیں ۶۰۳
قسم کا دارومدار الفاظ پر ہے نہ کہ اغراض پر ۶۰۳
جو چیز جس حالت پہ ہو اس پہ باقی رہتی ہے ۶۰۳
اصل میں بری الذمہ ہونا ہے ۶۰۳
ولایت خاصہ ولایت عامہ کے مقابلہ میں زیادہ قابل ترجیح ہوتی ہے ۶۰۴
قبل از وقت کسی شی کے حصول کی کوشش کی تو ۶۰۴
جہاں تک ممکن ہو کلام کو بامعنی بنانا اس کو مہمل بنانے سے بہتر ہے ۶۰۴
شارع کا کلام جب دو مساوی احتمال رکھتا ہو ۶۰۴
احتمال کی وجہ سے استدلال باطل ہو جاتا ہے ۶۰۵
نقصان و ضرر کا ازالہ کیا جائے گا ۶۰۵
نقصان کا ازالہ نقصان کے ساتھ نہیں کیا جائے گا ۶۰۵
عام نقصان کو دور کرنے کیلئے خاص نقصان کو برداشت کیا جائے گا ۶۰۵
جب دو نقصان جمع ہو جائیں تو؟ ۶۰۶
تاسیس تاکید سے بہتر ہے ۶۰۶
سوال، جواب میں لوٹ آتا ہے ۶۰۶
حصول نفع کی بہ نسبت نقصان سے بچنا زیادہ بہتر ہے ۶۰۶
جب دو برائیاں باہم متعارض آجائیں تو ہلکی کو اپنا لیا جائے ۶۰۷
عبادت میں ایثار مکروہ ہے ۶۰۷
جب دو امر ایک ہی طرح کے جمع ہو جائیں اور دونوں کا مقصود ایک ہو تو...... ۶۰۷
غالب اور مشہور امر کا اعتبار ہوگا نہ کہ نادر کا ۶۰۸
نقصان بھی نفع کے ساتھ ہی ہوتا ہے ۶۰۸
غیر کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ۶۰۸
اجرت اور ضمان ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتے ۶۰۹
اَلْخِرَاجُ بِالضِّمَانِ. منافع ضمانت کے عوض ہے ۶۰۹
اجتہاد اجتہاد کے ساتھ باطل نہیں ہوگا ۶۰۹
نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں ۶۱۰
مسائل اجتہادیہ میں حاکم کا حکم اختلاف ختم کر دیگا ۶۱۰
ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ کمائی کو صدقہ کرنا ۶۱۰
نئے واقعہ کی نسبت اس کے قریب ترین وقت کی طرف کی جائے گی ۶۱۱

Marfat.com

شک کی بنا پر کسی عمل کا اعتبار نہ ہوگا ـــــ ۶۱۱
قلت وکثرت میں شک لاحق ہوا تو قلت کا حکم لگایا جائے گا ـــ ۶۱۱
کسی عمل میں تعیین شرط نہ ہوتو اس میں خطا ہو جانا نقصان
دہ نہیں ہے ـــــ ۶۱۱
اصل یہ ہے کہ کلام میں حقیقی معنی ہی مراد لیا جائے گا ـــــ ۶۱۲
شرط میں شک پڑ جانا مشروط میں شک کو ثابت کر دے گا ـــــ ۶۱۲
عوام کے مسائل وحقوق میں حاکم وقت کے تصرفات مصلحت
پہ مبنی ہوتے ہیں ـــــ ۶۱۲
گونگے کا اشارہ معہود بیان کی مانند ہے ـــــ ۶۱۲
ترجمان کا قول مطلقاً قبول کیا جائے گا ـــــ ۶۱۳
اشیاء میں اصل جائز ہونا ہے جب تک کہ عدم اباحت پہ کوئی
دلیل نہ ہو ـــــ ۶۱۳
تصریح کے مقابلہ میں دلالت کا اعتبار نہیں ـــــ ۶۱۳
جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع واپس آ جاتا ہے ـــــ ۶۱۴
ساقط ہونیوالا حکم واپس نہیں آتا جس طرح کہ معدوم نہیں لوٹتا ۶۱۴
ممتنع عادی ممتنع حقیقی کی طرح ہوتا ہے ـــــ ۶۱۴
پرانی چیز کو اس کے پرانے پن پہ ہی چھوڑا جائے گا ـــــ ۶۱۵
حاضر شئی میں وصف لغو اور غائب میں معتبر ہوتا ہے ـــــ ۶۱۵
سبب ملکیت کا تبدیل ہونا ذات کے تبدیل ہونے کے قائم
مقام ہے ـــــ ۶۱۵
اپنے ہی عقد کو توڑنے کی کوشش مردود ہوگی ـــــ ۶۱۵
جو کسی چیز کا مالک ہوگا وہ اس کی ضروریات کا بھی مالک ہوگا ـــ ۶۱۶
شرعی سبب کے بغیر کسی غیر کا مال لینا کسی کیلئے جائز نہیں ـــ ۶۱۶
جب اصل ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جاتی ہے ـــ ۶۱۶
جب کوئی شئی باطل ہوگی تو اس کے ضمن میں آنیوالی شئی بھی
باطل ہو جائے گی ـــــ ۶۱۶
جب اصل باطل ہو جائے تو اسے بدل کی طرف پھیر دیا
جائے گا ـــــ ۶۱۷
مطلق اپنے اطلاق پہ جاری رہتا ہے ـــــ ۶۱۷
صفات عارضہ میں اصل ان کا عدم وجود ہے ـــــ ۶۱۷
امور باطنیہ میں شئی کی دلیل ہی اس کے قائم مقام ہوتی ہے ۶۱۷
گواہی خلاف ظاہر کے اثبات اور قسم اصل کو باقی رکھنے کیلئے
ہوتی ہے ـــــ ۶۱۸
بندے کا اپنے اقرار کے ساتھ مواخذہ ہوگا ـــــ ۶۱۸
کسی شئی کے بارے میں شہادت کب جائز ہوتی ہے؟ ـــــ ۶۱۸
حرمت سے اباحت اور اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونا ۶۱۸
حدود کو قیاس سے نہیں بلکہ توقیفی احکام و دلائل سے ثابت کرنا
ہوگا ـــــ ۶۱۹
حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں ـــــ ۶۱۹
وجود میں تابع حکم میں بھی تابع ہی ہوتا ہے ـــــ ۶۱۹
متبوع کے سقوط سے تابع بھی ساقط ہو جاتا ہے ـــــ ۶۲۰
تابع متبوع پر مقدم نہیں ہوتا ـــــ ۶۲۰
جس شئی کا عقد کرنا موکل کیلئے جائز ہے اس کیلئے وکیل بنانا بھی
صحیح ہے ـــــ ۶۲۰
کسی شرط پہ معلق چیز اسی وقت ثابت ہوگی جب شرط پائی
جائے گی ـــــ ۶۲۰
ہر نص پہ اس کے مطلق ومقید ہونے کے اعتبار سے عمل کیا
جائے گا ـــــ ۶۲۱
غیر مقصود عمل میں مشغول ہونا، مقصود عمل سے اعراض کے
مترادف ہے ـــــ ۶۲۱
ظاہر صرف استحقاق کا دفاع کرتا ہے اس کو ثابت نہیں کرتا ـــ ۶۲۱
گواہ لانا اسی کے ذمہ ہوگا جس کا دعویٰ ظاہر صورت کے خلاف
ہوگا ـــــ ۶۲۲
مسلمانوں کے امور صواب وصلاح پہ محمول ہوں گے ـــــ ۶۲۲

Marfat.com

امین کا قول ہی بینہ کے بغیر قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے ۶۲۲
عادت عام یا غالب ہو جائے تو اس کا اعتبار کیا جاتا ہے ۶۲۳
واجب کو مکمل کرنے والی شئی بھی واجب ہے ۶۲۳
شرط کی رعایت بقدر امکان لازم ہوتی ہے ۶۲۳
شرعاً ثابت ہونے والا عمل ایسے عمل پہ مقدم ہوتا ہے جو شرط سے
ثابت ہو ۶۲۴
حکم ثابت کرنیوالا دلیل لانے کا محتاج ہوتا ہے ۶۲۴
گواہی حجت متعدیہ ہے اور اقرار حجت قاصرہ ہے ۶۲۴
آسان کام تنگی کے سبب ساقط نہیں ہوگا ۶۲۵
فائدہ مشقت کی مقدار حاصل ہوتا ہے اور مشقت فائدے کی
مقدار ہوتی ہے ۶۲۵
مشقت آسانی لاتی ہے ۶۲۵
ممنوع و فاسد افعال کا سبب بننے والے ذرائع کو ختم کرنا
ضروری ہے ۶۲۵
کوئی حکم فعل کی جہت سے ثابت ہو جاتا ہے جبکہ وہ قول کی
نسبت سے ثابت نہیں ہوتا ۶۲۶
وہ حقوق جو ورثاء کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور جو منتقل
نہیں ہوتے ۶۲۶

سنن ابوداؤد

امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ ۶۳۱
سنن ابی داؤد ۶۳۶
سنن ابی داؤد شریف کی منتخب احادیث کے حوالہ جات
کِتَابُ الطَّھَارَۃِ ۶۴۶
پیکر شرم وحیا امام الانبیاء علیہ الوف التحیۃ والثناء ۶۴۶
مصائب اٹھ گئے آقا تیرے تشریف لانے سے ۶۴۷
رب کی رحمت سے دوری کے تین کام ۶۴۸
حضور ﷺ نے صحابی کی درازیٔ عمر کی خبر دی ۶۴۹
مسواک کے آداب ۶۴۹
تیر پہ تیر کھاتے رہے مگر نماز نہ توڑی ۶۵۰
مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں ۶۵۱
معراج کی رات کے تین تحائف ۶۵۱
اسلام قبول کرنے پر کفر کی تمام نشانیاں ختم کر دینی چاہئیں ۶۵۲
کِتَابُ الصَّلٰوۃِ (نماز کا بیان) ۶۵۳
حضور غوث اعظم کا فرمان ۶۵۳
احکام کے متعلق ضروری اصطلاحات ۶۵۴
کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے والے کو امامت سے معزول
کر دیا گیا ۶۵۶
بلایا لامکاں پہ جب خدا نے ۶۵۶
اذان سے پہلے دعا اور اذان کے بعد درود ۶۵۷
نماز با جماعت اور سنت کی اہمیت ۶۵۸
گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف جانے کا ثواب ۶۵۸
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ۶۵۹
سراپا نور مکمل بشر ﷺ ۶۶۰
نماز کے تشہد میں حضرت ابن عمر نے اضافہ کیا تو کسی نے
اعتراض نہ کیا ۶۶۱
حضور ﷺ کا حکم اور صحابی کی اطاعت ۶۶۱
ازواج مطہرات اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں ۶۶۲
اے ربیعہ! مجھ سے مانگ لے ۶۶۳
قرض ادا ہو گیا اور پریشانی دور ہوگئی ۶۶۴
کِتَابُ الزَّکٰوۃِ (زکوٰۃ کا بیان) ۶۶۵
حضور ﷺ زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو دعاؤں سے
نوازتے ۶۶۶
مالدار ہونے کے باوجود کون کون صدقہ وزکوٰۃ لے سکتا ہے ۶۶۶

Marfat.com

كِتَابُ الْمَنَاسِكِ (ارکان حج کا بیان) ___ ۶۶۸
توکل کیا ہے؟ ___ ۶۶۸
اونٹوں میں حضور علیہ السلام کے ہاتھوں ذبح ہونے کا جذبہ ۶۶۸
حیات النبی ﷺ کی دلیل ___ ۶۶۹
كِتَابُ النِّكَاحِ وَالطَّلَاقُ (نکاح اور طلاق کا بیان) ___ ۶۶۹
حضرت علی کا حضور کے سامنے فیصلہ کرنا اور حضور کا مسکرانا ___ ۶۷۰
كِتَابُ الصَّوْمِ (روزوں کا بیان) ___ ۶۷۱
كِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان) ___ ۶۷۲
میرا بیٹا شہید ہوا ہے حیا تو نہیں مری ___ ۶۷۲
قبر انور سے نور کے جلوے ___ ۶۷۳
نجات کا دارومدار ایمان وعقیدے پر ہے ___ ۶۷۳
عرش سے اونچا ہے ان کے پاؤں کا تلوا بلند ___ ۶۷۵
جانوروں کی مشکل کشائی ___ ۶۷۵
کرنے کے اصل کام ___ ۶۷۶
الوداعی دعا ___ ۶۷۷
حضور ﷺ اہل اسلام کی پناہ گاہ ہیں ___ ۶۷۷
اولاد کی محبت ___ ۶۷۸
نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے ___ ۶۷۹
كِتَابُ الضَّحَايَا (قربانی کا بیان) ___ ۶۷۹
كِتَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان) ___ ۶۸۰
كِتَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کا بیان) ___ ۶۸۱
حضور ﷺ ہماری جانوں کے بھی ہم سے زیادہ
مالک ہیں ___ ۶۸۲
خراج، غنیمت اور حکمرانی کا بیان ___ ۶۸۲
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است ___ ۶۸۳
ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں ___ ۶۸۴
صحابہ کرام کی توہین بدبختی کی انتہا ہے ___ ۶۸۴
كِتَابُ الْجَنَائِزِ (جنازے وغیرہ کا بیان) ___ ۶۸۵
بھلا ہمیں ان سے واسطہ کیا..... ___ ۶۸۶
بلند آواز سے ذکر کرنے والے کی مرنے کے بعد عزت وشان ___
نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کرنا ___ ۶۸۸
مرنے والے کے لیے دعا کیوں کی جاتی ہے؟ ___ ۶۸۸
ایک ذوق کی بات ___ ۶۸۹
چھ ماہ بعد قبر کھودی گئی تو جسم سلامت تھا ___ ۶۸۹
كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ (قسم اور نذر کا بیان) ___ ۶۹۰
كِتَابُ الْبُيُوعِ (تجارتوں کا بیان) ___ ۶۹۰
سود سے کوئی نہیں بچ سکے گا ___ ۶۹۱
نیک نیتی کی برکات اور تجارت کا فائدہ ___ ۶۹۲
مزارعت کا مسئلہ ___ ۶۹۳
صحابی رسول ﷺ کی حضور ﷺ سے محبت
کا ایک انداز ___ ۶۹۳
والدین اور اولاد کا رشتہ ___ ۶۹۴
كِتَابُ الْقَضَاءِ (فیصلوں کا بیان) ___ ۶۹۵
مجتہدین کے لئے اسوۂ حسنہ ___ ۶۹۵
امت کے لئے آسانیاں پیدا کرو ___ ۶۹۶
غلط سفارش، باطل پہ جھگڑا کرنا اور تہمت کا گناہ ووبال ___ ۶۹۶
حضرت خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر ___ ۶۹۶
''میرے لئے اللہ ہی کافی ہے'' کا نامناسب جگہ پہ استعمال ۶۹۷
كِتَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان) ___ ۶۹۷
علماء حق کی عظمت وشان ___ ۶۹۸
عالم باعمل دوزخ کی آگ سے آزاد ہے ___ ۶۹۹
عالم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے ___ ۷۰۰
جب عالم اور عابد پل صراط پہ جمع ہوں گے ___ ۷۰۰
كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ (پینے کی چیزوں کا بیان) ___ ۷۰۱

Marfat.com

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ (کھانے کا بیان) ۷۰۲
ایک محدث اور طفیلی کا عجیب واقعہ ۷۰۲
یہ بھی تو حدیث ہے ۷۰۳
کیا اسلاف کا کھانا تمہارے باپ کے کھانے کی طرح تھا؟ ۷۰۴
سرورِ عالم نبی الانبیاء میرے رسول ﷺ ۷۰۴
جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند ۷۰۴
خانہ کعبہ کی فضیلت ۷۰۵
علاج معالجہ، کہانت، بدشگونی اور عتق کا بیان ۷۰۶
محمد کی غلامی ہے ''شرط'' آزاد ہونے کی ۷۰۶
قرأت کا بیان ۷۰۷
كِتَابُ اللِّبَاسِ (لباس کا بیان) ۷۰۷
ہدیوں، تحفوں کا تبادلہ ۷۰۸
صحابی رسول ﷺ کا ذوق محبت ۷۰۸
کنگھی کرنے اور انگوٹھی پہننے کا بیان ۷۰۹
كِتَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان) ۷۱۰
كِتَابُ الْمَلَاحِمِ (جنگوں کا بیان) ۷۱۰
كِتَابُ الْحُدُوْدِ (سزاؤں کا بیان) ۷۱۱
كِتَابُ الدِّيَاتِ (دیتوں کا بیان) ۷۱۲
قتل کی تین اقسام ہیں ۷۱۲
كِتَابُ السُّنَّةِ (اتباع سنت کا بیان) ۷۱۳
حضور ﷺ کی امت میں سب سے پہلے کون جنت میں جائے گا ۷۱۴
عورت کا ایک فتنہ عظیمہ ۷۱۴
وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے ۷۱۵
آسمانی ملائک اور خیر الخلائق ﷺ ۷۱۶
حضور ﷺ کا غلام فرشتوں کا امام ۷۱۷
فریاد امتی جو کرے حال زار میں ۷۱۷
كِتَابُ الْاَدَبِ (ادب کا بیان) ۷۱۸
غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ رسول اعظم ﷺ کی بارگاہ میں ۷۱۸
قیام تعظیمی اور اخلاق و سخاوت نبوی ۷۱۹
گر تم ہی نہ سنو گے تو پھر کون سنے گا؟ ۷۲۰
مالک کونین ﷺ ۷۲۱
سید الکونین ﷺ ۷۲۲
رحمت کا ہے دروازہ کھلا مانگ ارے مانگ ۷۲۳
تین شخصوں کی تعظیم کرنا اللہ ہی کی تعظیم سے ہے ۷۲۴
فقراء کی فضیلت ۷۲۵
آقائے دو جہاں ﷺ کے بیٹھنے کا ایک انداز ۷۲۶
مسلمان کی عزت و حرمت ۷۲۶
جو مسلمان فوت ہو جائے تو اس کی خوبیاں ہی بیان کرو ۷۲۷
کیا یہ شرک ہے؟ ۷۲۸
شیطان کو ذلیل کرنے کا نسخہ ۷۲۹
بعثت سے پہلے حضور ﷺ کی وعدہ وفائی ۷۲۹
وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا ۷۲۹
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے ۷۳۰
حضور ﷺ کا فرمان حق ہے میں ہی بھول گیا ۷۳۱
آندھی اور بادل دیکھ کر محبوب خدا کی کیفیات ۷۳۱
مرغ تو نماز کے لئے جگائے اور...... ۷۳۲
صحابہ کرام کی خوشی کی انتہاء ہو گئی ۷۳۳
اولاد اور والدین ۷۳۳
غلام کو دوگنا ثواب ۷۳۴
روایت حدیث کے بارے میں حضرت عمر کی احتیاط ۷۳۵
اتنی ہی بات پہ جنت مل گئی ۷۳۶
غیر مقلدین کی توجہ کیلئے ایک انوکھا مضمون ۷۳۷

Marfat.com

قرآن پاک سے ۷۳۷
اہل علم سے گزارش ۷۳۸
جوتے پہن کر نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟ ۷۳۹
علماء نجد سے ایک سوال ۷۳۹
عمامہ شریف کے بارے میں ارشادات وتصریحات ۷۴۰
عمامہ شریف سے شیطان لعین کی نفرت ۷۴۱
اس بارے میں چند مزید مسائل ۷۴۲
ایک کپڑے میں نماز پڑھنا ۷۴۳
ہر نماز کے لئے الگ وضو کرنا ۷۴۴
کیا تیمّم کے ساتھ نماز نہیں ہوتی؟ ۷۴۴
وضو کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟ ۷۴۵
علماء غیر مقلدین کے القابات ۷۴۵
غیر مقلدین کو امام اعظم کی بددعا لگ گئی ۷۴۷
پانی کو کوئی شئے ناپاک نہیں کرتی ۷۴۷
آگ والی چیز کو کھا کر وضو کرنا ۷۴۸
عورت کو چھونے سے وضو کا لازم ہونا ۷۴۹
موزوں پہ مسح کرنے کا مسئلہ ۷۴۹
غسل کے بارے میں سوال ۷۵۰
کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا مسئلہ ۷۵۰
دین ملاں فی سبیل اللہ فساد ۷۵۱
نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ ۷۵۱
انسان کو اشارہ ہی کافی ہے ۷۵۲
اشاروں کی زبان میں غیر مقلدین سے پچاس سوالات ۷۵۲

سنن نسائی

پیش لفظ ۷۶۳
امام نسائی ۷۶۵
سنن نسائی ۷۷۰

سنن نسائی کی منتخب احادیث

کِتَابُ الطَّھَارَۃِ (پاکیزگی کا بیان) ۷۸۰
شریعت کا ہر حکم علت کے ساتھ جڑا ہوا ہے ۷۸۰
مسواک کی اہمیت وفضیلت ۷۸۰
فطرت کے کام ۷۸۱
داڑھی مبارک کے بارے میں دیگر روایات وفتاویٰ ۷۸۱
کسریٰ ایران کے ایلچی دربارِ رسالت میں ۷۸۲
فرشتوں کی تسبیح ۷۸۳
داڑھی کی مقدار کے بارے میں ائمہ اربعہ کا فتویٰ ۷۸۳
ایک مٹھی سے زائد داڑھی کاٹ سکتے ہیں ۷۸۳
قضائے حاجت کے لئے آبادی سے دور جانا اور اس بارے میں رخصت ۷۸۴
نبی اکرم ﷺ پیکر شرم وحیا ۷۸۵
حضور علیہ السلام اپنی امت کے لئے باپ کی مانند ہیں ۷۸۵
اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرنے سے کیوں نہ روکا گیا ۷۸۶
تمام محدثین قیاس کو ماننے والے تھے ۷۸۶
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ ۷۸۷
علم نبوت کی وسعتیں ۷۸۸
حضرت عائشہ صدیقہ نے مسئلہ پوچھنے کے لئے سائل کو حضرت علی نے پاس بھیجا ۷۸۹
میں بوڑھا ہو گیا ہوں' کیا اس عمر میں حضور علیہ السلام پہ جھوٹ بولوں گا؟ ۷۸۹
ایمان دل میں آیا تو ناپسندیدہ ترین' پسندیدہ ترین نظر آنے لگا ۷۹۰
ایک کام میں دونوں پہلو جائز ہوں تو یہ اللہ کی نعمت ہے جس پر شکر ادا کیا جائے ۷۹۱

1116 67

Marfat.com

پیارے نبی علیہ السلام کا اپنے پیارے صحابہ کرام سے ایک
پیارا انداز ۷۹۲
کِتَابُ الْمِيَاهِ (پانیوں کا بیان) ۷۹۳
عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام ۷۹۳
حضور علیہ السلام کی صحبت کی برکت ۷۹۴
کِتَابُ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ حیض و استحاضہ (کے خون)
کا بیان ۷۹۴
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا ۷۹۵
ایک نومسلمہ عورت کا بیان ۷۹۵
ایک غیر مسلمہ عورت کا کردار اور ہم ۷۹۶
کِتَابُ الْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ (غسل اور تیمم کا بیان) ۷۹۷
حضور علیہ السلام کی پانچ خصوصیات ۷۹۷
کِتَابُ الصَّلٰوةِ (نماز کا بیان) ۷۹۷
بیعت جہاد و بیعت اسلام کے علاوہ بیعت کا ثبوت ۷۹۸
گانے باجے کی حرمت ۷۹۹
گانے باجے کے بارے میں احادیث ۷۹۹
اعضاء جسمانی کی بدکاری ۸۰۰
گانا سننے کی سزا ۸۰۱
مسئلہ قوالی ۸۰۱
بے پردگی کا گناہ ۸۰۲
نابینا سے پردے کا حکم ۸۰۳
محبوبہ محبوب رب العالمین کا عمل مبارک ۸۰۴
کِتَابُ الْمَوَاقِيْتِ (اوقات نماز کا بیان) ۸۰۵
حق نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے ۸۰۵
علم غیب عطائی پہ احادیث مبارکہ ۸۰۶
حضور علیہ السلام تا قیامت ہر شے کو دیکھتے ہیں ۸۰۷
کل کی خبر اور دل کی بات ۸۰۸
کِتَابُ الْاَذَانِ (اذان کا بیان) ۸۰۹
اذان میں نام محمد ﷺ پہ انگوٹھے چومنا ۸۰۹
حضور علیہ السلام کی قیادت میں داخلۂ جنت ۸۱۰
حضور علیہ السلام کا نام چومنے والا کبھی اندھا نہ ہوگا ۸۱۰
صرف ناخن ہی کیوں چومے جاتے ہیں؟ ۸۱۱
تقبیل ابہامین کی روایت کی فنی حیثیت ۸۱۱
آدم علیہ السلام کو تو نور نظر آیا تھا تو انہوں نے آنکھوں کو چوما
تم کیوں چومتے ہو؟ ۸۱۲
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا ۸۱۳
کِتَابُ الْمَسَاجِدِ (مسجدوں کا بیان) ۸۱۳
مرزائیوں کے ایک سوال کا جواب ۸۱۴
حدیث لَا تُشَدُّوا الرِّحَالُ...... کا مطلب ۸۱۴
کِتَابُ الْقِبْلَةِ (قبلہ کا بیان) ۸۱۵
کِتَابُ الْاِمَامَةِ (امامت کا بیان) ۸۱۶
خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی ۸۱۷
کِتَابُ الْاِفْتِتَاحِ (نماز شروع کرنے کے بیان میں) ۸۱۷
مسئلہ رفع یدین ۸۱۷
حدیث (1) ۸۱۷
حدیث (2) ۸۱۸
حدیث (3) ۸۱۸
حدیث (4) ۸۱۸
رفع یدین کے مسئلہ پر امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ کا مناظرہ ۸۱۹
نماز میں قرأت کا آغاز کہاں سے ہو؟ ۸۱۹
قرأت خلف الامام کا مسئلہ ۸۲۰
امام کے پیچھے آمین کہنے کا مسئلہ ۸۲۱
دعا آہستہ ہونی چاہیے ۸۲۲
نماز کے بعد باآواز بلند ذکر کرنے کا مسئلہ ۸۲۳

Marfat.com

قرآن مجید کی تلاوت کے متعلق احادیث ۸۲۴
کِتَابُ التَّطْبِيْقِ (رکوع میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھنا) ۸۲۵
منگتے ہیں، کرم ان کا سدا مانگ رہے ہیں ۸۲۵
کِتَابُ السَّهْوِ (نماز میں بھول جانے کا بیان) ۸۲۶
حضور ﷺ کا نام لے کر حدیث بیان کرنا ۸۲۷
کِتَابُ الْجُمُعَةِ (جمعۃ المبارک کا بیان) ۸۲۷
کِتَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ (سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان) ۸۲۸
میرے ماں باپ آپ پہ قربان ۸۲۸
کِتَابُ الْكُسُوْفِ (سورج و چاند) گہن کا بیان ۸۲۹
نماز کے دوران جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمانا ۸۲۹
کِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ (بارش طلب کرنے کا بیان) ۸۳۰
کِتَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ (نماز خوف کا بیان) ۸۳۰
کِتَابُ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ (نماز عیدین کا بیان) ۸۳۱
حضور علیہ السلام کا خطبہ اور اس میں بدعت کے لفظ کی وضاحت ۸۳۲
کام نیا ہے لیکن بدعت نہیں ۸۳۲
کِتَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ وَتَطَوُّعِ النَّهَارِ (دن اور رات کے نوافل کا بیان) ۸۳۳
وہ نبیوں میں نبی ایسے...... ۸۳۳
کِتَابُ الْجَنَائِزِ (بیماری، موت اور تجہیز و تکفین کا بیان) ۸۳۴
موت و حیات کے بارے میں نکتۂ قرآنی ۸۳۴
مومن و کافر کی موت کا حال ۸۳۵
میت پہ رونا کیسا ہے؟ ۸۳۵
حضور علیہ السلام کی دعا سے عورت کی عمر بہت طویل ہوگئی ۸۳۶
ہر مردہ بولتا ہے نیک ہو یا بد ۸۳۶
سر کٹانے کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے ۸۳۷
مالِ غنیمت میں معمولی چوری کی قباحت ۸۳۸
قرآن والے قبر میں بھی آگے آگے ۸۳۸
جس کا بچہ فوت ہو جائے اس کی فضیلت ۸۳۹
کِتَابُ الصِّيَامِ (روزوں کا بیان) ۸۴۰
پڑھ کر کلمہ مسلماں ہو گیا ۸۴۰
کِتَابُ الزَّكٰوةِ (زکوٰۃ کا بیان) ۸۴۰
میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں ۸۴۱
وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں ۸۴۲
بہترین صدقہ کون سا ہے؟ ۸۴۲
کِتَابُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ (ارکان حج کا بیان) ۸۴۳
حضور پاک کے فرمان کے مقابلہ میں کسی کی بات نہ مانی جائے گی ۸۴۴
حضور علیہ السلام کی رنگت رات کو بھی خالص چاندی کی طرح چمکتی تھی ۸۴۴
کِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان) ۸۴۵
بہترین اور بدترین شخص کون ہے؟ ۸۴۵
ایمان، جہاد اور ہجرت کا ثواب ۸۴۶
کِتَابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان) ۸۴۷
ولیمے کے کھانے میں برکت ۸۴۸
مہاجرین و انصار صحابہ کرام کی ایک دوسرے پہ فداکاری ۸۴۸
کِتَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ (بیویوں کے ساتھ سلوک کا بیان) ۸۴۹
خاوند کے لئے آداب و ہدایات ۸۴۹
بیوی کے لئے آداب و ہدایات ۸۵۰
نکاح و جماع کے آداب ۸۵۰
کِتَابُ الطَّلَاقِ (طلاق کا بیان) ۸۵۱
کِتَابُ الْخَيْلِ وَالسَّبْقِ وَالرَّمْيِ (گھوڑوں کا، گھڑ دوڑ کا اور تیر اندازی کا بیان) ۸۵۲

Marfat.com

کِتَابُ الْاِحْبَاس (راہ خدا میں مال وقف کرنے کا بیان) ۸۵۲
کِتَابُ الْوَصَایَا (وصیتوں کا بیان) ۸۵۳
حضور ﷺ کی وصیت ۸۵۳
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے قرضے کا معاملہ ۸۵۴
کِتَابُ النُّحْلِ (عطیہ کے بیان میں) ۸۵۴
کِتَابُ الْھِبَۃِ (ہبہ کا بیان) ۸۵۵
کِتَابُ الرُّقْبٰی وَالْعُمْرٰی (رقبیٰ اور عمریٰ کا بیان) ۸۵۶
عمریٰ کی اقسام ۸۵۶
کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ (قسموں اور نذروں کا بیان) ۸۵۷
کِتَابُ الْمُزَارَعَۃِ (زمین کو بٹائی پر دینے کا بیان) ۸۵۸
زمین کو کرائے پہ لین دین کرنے میں تحریر لکھنے کا طریقہ ۸۵۸
تاجر کے آداب ۸۵۹
کِتَابُ الْمُحَارَبَۃِ (لڑائی کا بیان) ۸۶۰
نابینا صحابی کی غیرت ایمانی ۸۶۰
یہودیوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور پاؤں چومے ۸۶۱
حضور کی آنکھیں اور کانِ لعل کرامت ۸۶۲
ایک حدیث کے سات مطالب ۸۶۲
کِتَابُ قِسْمِ الْفَیْءِ (مال فئی کی تقسیم کا بیان) ۸۶۳
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ۸۶۳
کِتَابُ الْبَیْعَۃِ (بیعت کا بیان) ۸۶۴
مشکل کام کے لئے آنے والے کو آسان کام بتا دیا ۸۶۵
کِتَابُ الْعَقِیْقَۃِ (عقیقہ کا بیان) ۸۶۵
کِتَابُ الْفَرَعِ وَالْعَتِیْرَۃِ (فرع اور عتیرہ کا بیان) ۸۶۶
علم نبوت کی تو حد ہی نہیں ۸۶۷
کِتَابُ الصَّیْدِ وَالذَّبَائِحِ (شکار اور ذبیحوں کا بیان) ۸۶۷
کِتَابُ الضَّحَایَا (قربانیوں کا بیان) ۸۶۸
میرا ہاتھ اور انگلیاں حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور انگلیوں کی طرح نہیں ۸۶۸
اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ ۸۶۹
کِتَابُ الْبُیُوْعِ (خرید و فروخت کا بیان) ۸۶۹
حدیث شریف میں قاعدۂ کلیہ فقہیہ ۸۷۰
فقہی مسائل ۸۷۰
کِتَابُ الْقَسَامَۃِ وَالْقَوَدِ وَالدِّیَاتِ (قسم، قصاص اور دیتوں کا بیان) ۸۷۱
اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کیلئے حضور علیہ السلام کی غیرت ۸۷۲
کِتَابُ قَطْعِ السَّارِقِ (چور کا ہاتھ کاٹنے کا بیان) ۸۷۲
ملزم کو مار کر جرم تسلیم کرانا منع ہے ۸۷۳
کِتَابُ الْاِیْمَانِ وَشَرَائِعِہٖ (ایمان اور اس کے ارکان کا بیان) ۸۷۳
اصطلاحی ایمان ۸۷۴
تین صفات سے ایمان کی حلاوت نصیب ہو جاتی ہے ۸۷۴
اہل ایمان لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے ۸۷۵
کِتَابُ الزِّیْنَۃِ (آرائش و زیبائش کا بیان) ۸۷۵
نعمت کا اظہار کیا جائے، یہی حکم خدا و مصطفیٰ ﷺ ہے ۸۷۶
حضور ﷺ نے سونے کی کڑھائی والا جبہ زیب تن فرمایا ۸۷۶
ضروری وضاحت ۸۷۶
مسک سے بہتر پسینہ ۸۷۷
دولت کے آنے پہ آنسو بہانا ۸۷۷
کِتَابُ آدَابِ الْقُضَاۃِ (قاضیوں کے آداب کا بیان) ۸۷۸
نور کے منبروں پہ بیٹھنے والے سات اشخاص ۸۷۸
درست فیصلہ کرنے والے کو دوہرا ثواب ۸۷۹
کِتَابُ الْاِسْتِعَاذَۃِ (اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا باب) ۸۷۹
کن کن چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے ۸۸۰

Marfat.com

كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ (شراب اور دیگر پی جانیوالی چیزوں کا بیان) ______ ۸۸۰
شراب تمام برائیوں کی جڑ (ام الخبائث) ہے ______ ۸۸۱
صحابیٔ رسول ﷺ کی غیرت ایمانی ______ ۸۸۱
صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا تقویٰ ______ ۸۸۲

سنن ابن ماجہ

امام ابن ماجہ کے حالات زندگی ______ ۸۸۵
سنن ابن ماجہ ______ ۸۸۹
كِتَابُ السُّنَّةِ (سنت رسول ﷺ کا بیان) ______ ۸۹۵
غیبی خبر، جو سو فیصد درست ہوئی ______ ۸۹۵
حضور علیہ السلام کا حرام فرمایا ہوا...... ۸۹۶
جو چیز دین میں نہیں اس کو دین سمجھنا "مردود" ہے ______ ۸۹۷
حدیث پہ عمل نہ کرنیوالے بھتیجے سے صحابی نے ہمیشہ کیلئے بول چال بند کردیا ______ ۸۹۷
حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے؟ ______ ۸۹۸
حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت ابن مسعود کی حالت غیر ہوگئی ______ ۸۹۸
آپ کی شان ہے کیا شانِ رسول عربی ______ ۸۹۹
ایک جامع ترین نصیحت ______ ۸۹۹
ایک عظیم الشان سند والی حدیث ______ ۹۰۰
طاقتور مومن کمزور مومن سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے ______ ۹۰۱
اَبْوَابُ فَضَائِلِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (حضور ﷺ کے صحابہ کرام کے فضائل کا بیان) ______ ۹۰۱
میں اور میرا سارا مال حضور ہی کا ہے (ﷺ) ______ ۹۰۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خصوصی چار فضائل ______ ۹۰۲
اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان کے ساتھ حضرت ام کلثوم کا نکاح کیا ______ ۹۰۲
جس کا میں مولا اس کا علی مولا ______ ۹۰۳
حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے حضرت علی المرتضیٰ کو نہ سردی لگتی نہ گرمی ______ ۹۰۳
زمین پہ چلتا پھرتا شہید ______ ۹۰۳
نورِ عین مصطفیٰ شاہِ حسن ______ ۹۰۴
حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں ______ ۹۰۴
رسول اللہ کا بلال بہترین بلال ہے ______ ۹۰۵
دیدار خداوندی ______ ۹۰۵
حضرت جابر کے والد حضرت عبداللہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات ۹۰۶
قاتل و مقتول دونوں جنت میں ______ ۹۰۶
شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ ﷺ ______ ۹۰۷
کہاں ہیں جبارین ومتکبرین؟ ______ ۹۰۸
قرآن والے ہی اللہ والے ہیں ______ ۹۰۸
ایک حدیث کے لئے مدینہ سے دمشق تک کا سفر ______ ۹۰۹
دین کی بات (حدیث) دوسروں تک پہنچانے والے کو حضور علیہ السلام کی دعا ______ ۹۰۹
خیر والے اور شر والے لوگ ______ ۹۱۰
سات قسم کی نیکیاں موت کے بعد بھی کام آئیں گی ______ ۹۱۰
علم کے بارے میں حضور علیہ السلام کی دو دعائیں ______ ۹۱۱
اہل علم کے لئے حضور علیہ السلام کا فرمان ______ ۹۱۲
اَبْوَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا (طہارت اور اسکی سنتوں کا بیان) ______ ۹۱۲
شرم وحیائے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ______ ۹۱۳
گناہ ختم کرنے اور نیکیاں بڑھانے والا کام ______ ۹۱۳
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی "لاجوابی" ______ ۹۱۴
تیرے خُلق کو رب نے عظیم کہا ______ ۹۱۴

Marfat.com

اَبْوَابُ التَّیَمُّمِ (تیمم کا بیان)	۹۱۵
محبوبہ محبوبِ ربّ العالمین (ﷺ)	۹۱۵
لعاب دہن میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو	۹۱۶
کِتَابُ الصَّلٰوۃِ (نماز کا بیان)	۹۱۶
نمازوں کے اوقات کا مسئلہ پوچھنے والے کو دو دن انتظار کرایا گیا	۹۱۶
اَبْوَابُ الْاَذَانِ وَالسُّنَّۃِ فِیْھَا (اذان اور اس میں سنت کا بیان)	۹۱۷
گناہ معاف، شفاعت حلال	۹۱۸
اَبْوَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ (مسجدوں اور نماز باجماعت کا بیان)	۹۱۸
ستر ہزار فرشتوں کی دعائے مغفرت	۹۱۹
اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات فرماتا ہے	۹۱۹
اَبْوَابُ اِقَامَۃِ الصَّلٰوٰتِ وَالسُّنَّۃِ فِیْھَا (نمازوں کو قائم کرنا اور ان میں سنتوں کا بیان)	۹۲۰
نماز میں امام کے پیچھے قرأت کا مسئلہ	۹۲۱
دو کاموں کو عادت بنانے سے جنت میں داخلہ	۹۲۱
تین شخصوں کی نماز قبول نہیں	۹۲۲
لوگوں پہ یہ زمانہ آچکا	۹۲۲
فرشتے خدا کے سامنے کس طرح صفیں بناتے ہیں	۹۲۳
قبلہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض	۹۲۳
ہماری نماز اور حضور علیہ السلام کی نماز	۹۲۴
ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ	۹۲۵
ایک حدیث کے معاوضہ میں مسجد بھر سونا	۹۲۵
نماز مصطفیٰ (ﷺ) اللہ اکبر	۹۲۶
جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے	۹۲۶
تیری خلق کو رب نے جمیل کیا	۹۲۷
قرآن عمدہ آواز سے پڑھو اور رو رو کر پڑھو	۹۲۷
سو جانے پر بھی صدقہ کا ثواب	۹۲۸
کسی کام میں وسعت ملنے پہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے	۹۲۸
حضور علیہ السلام کے وسیلے سے دعا کرنا	۹۲۹
گناہ ہو جائے تو اس کو معاف کروانے کا طریقہ	۹۲۹
جیسے میری سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی	۹۳۰
اُستن حنانہ از ہجر رسول ﷺ	۹۳۱
ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ	۹۳۲
اَبْوَابُ مَاجَآءَ فِی الْجَنَائِزِ (بیماری، موت اور تجہیز و تکفین کا بیان)	۹۳۲
زندوں کا مرنے والے کے ذریعے فوت شدہ کو سلام بھیجنا	۹۳۳
مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	۹۳۳
مردہ کی وجہ سے زندہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے	۹۳۴
جنازہ تب ہے جب حاضر ہو نہ کہ غائبانہ	۹۳۴
حضور علیہ السلام کی دعا میں اتنا اثر ہے کہ فوت شدہ کی آواز سنوا سکتے ہیں	۹۳۵
یہودیوں کی مخالفت کرنے کا حکم	۹۳۵
اَبْوَابُ مَاجَآءَ فِی الصِّیَامِ (روزوں کے ابواب)	۹۳۶
ہائے میں اس دن روزہ نہ رکھتا اور حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھا لیتا	۹۳۷
ہڈیوں کا تسبیح پڑھنا اور فرشتوں کا استغفار کرنا	۹۳۷
اَبْوَابُ الزَّکٰوۃِ (زکوٰۃ کا بیان)	۹۳۸
اَبْوَابُ النِّکَاحِ (نکاح کا بیان)	۹۳۹
اگر حضور کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر	۹۳۹
اسامہ اگر لڑکی ہوتا......	۹۴۰
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا استدلال	۹۴۰
ایک ہی وقت میں دی گئیں تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں	۹۴۱

Marfat.com

یزید بن رکانہ والی حدیث میں تین طلاق کا ذکر نہیں بلکہ ایک طلاق بائن کا ہے	۹۴۱
اَبْوَابُ الْکَفَّارَاتِ (کفاروں کا بیان)	۹۴۲
حضور علیہ السلام نے اپنے چچا کی قسم کو ٹوٹنے سے بچالیا	۹۴۲
اَبْوَابُ التِّجَارَاتِ (تجارتوں کا بیان)	۹۴۲
اونٹ بھی واپس کر دیا اور رقم بھی دے دی	۹۴۳
صبح کا وقت بابرکت ہوتا ہے	۹۴۴
سود خور کا حال	۹۴۵
تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے	۹۴۵
غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ	۹۴۶
آپ ہیں رحمت غفار رسولِ عربی	۹۴۶
بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے	۹۴۷
بَابُ الْاَحْکَامِ (فیصلوں کا بیان)	۹۴۷
دعائے مصطفیٰ ﷺ	۹۴۸
اَبْوَابُ الشَّھَادَاتِ (گواہیوں کا بیان)	۹۴۹
اَبْوَابُ الْھِبَاتِ (ھبہ وغیرہ کا بیان)	۹۴۹
اَبْوَابُ الصَّدَقَاتِ (صدقات کا بیان)	۹۵۰
آتا ہے غریبوں سے انہیں پیار کچھ ایسا	۹۵۱
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر	۹۵۱
گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں	۹۵۱
قرض دینے کا ثواب صدقہ دینے سے زیادہ ہے' کیوں؟	۹۵۲
مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ حضور تشریف لے آئے ہیں تو برکت ضرور ہوگی:	۹۵۳
اَبْوَابُ الرُّھُوْنِ (رہن کا بیان)	۹۵۳
اَبْوَابُ الشُّفْعَۃِ (شفعہ کا بیان)	۹۵۴
اَبْوَابُ اللُّقْطَۃِ (گری پڑی یعنی گمشدہ چیز کے بیان میں)	۹۵۵
جو اللہ پہ بھروسہ کرے......	۹۵۵
اللہ جس کو چاہے بغیر حساب کے رزق عطا فرمائے	۹۵۵
اَبْوَابُ الْعِتْقِ (غلاموں کی آزادی کا بیان)	۹۵۶
اَبْوَابُ الْحُدُوْدِ (شرعی سزاؤں کا بیان)	۹۵۷
چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف	۹۵۷
چور کے لئے سزا کے بعد حضور علیہ السلام کی دعا	۹۵۸
گانا گانے کی اجازت مانگنے پہ حضور ﷺ کی ناراضگی	۹۵۸
اَبْوَابُ الدِّیَاتِ (دیتوں کا بیان)	۹۵۹
اَبْوَابُ الْوَصَایَا (وصیتوں کا بیان)	۹۶۰
وصیت کرنے میں عدل اور ظلم کی جزا و سزا	۹۶۰
اَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (وراثت کے حصوں کا بیان)	۹۶۰
علم الفرائض کا نصف علم ہونا	۹۶۱
علم الفرائض سب سے پہلے بھلایا جائے گا	۹۶۱
اَبْوَابُ الْجِھَادِ (جہاد کا بیان)	۹۶۲
گرد و غبار کستوری بن جائے گا	۹۶۳
حضور علیہ السلام نے جیسے فرمایا بیسوں سال بعد ویسا ہی ہوا	۹۶۴
ایسا شہید جس کی روح اللہ تعالیٰ خود اپنے دست قدرت سے قبض فرماتا ہے	۹۶۴
شہید ستر افراد کی شفاعت کرے گا	۹۶۵
اَبْوَابُ الْمَنَاسِکِ (مناسک حج کا بیان)	۹۶۵
حاجی کون ہے اور حج کیا ہے؟	۹۶۶
یاد مصطفیٰ ایسی بس گئی ہے سینے میں (ﷺ)	۹۶۶
یہ مقام آہ و بکا ہے	۹۶۷
حج تمتع کے بارے میں حضرت عمر کا ایک اجتہاد	۹۶۷
قبولیت دعائے سرکار اور شیطان کی چیخ و پکار	۹۶۸
جن کو امت کا غم ہی ستاتا رہا	۹۶۹

Marfat.com

مکہ معظمہ کی سرزمین افضل ترین ۹۶۹
اے مدینہ تیرا جواب نہیں ۹۷۰
اَبْوَابُ الْاَضَاحِیِّ (قربانیوں کا بیان) ۹۷۰
اَبْوَابُ الذَّبَائِحِ (ذبیحوں کا بیان) ۹۷۱
اَبْوَابُ الصَّیْدِ (شکار کا بیان) ۹۷۲
شانِ سرکار سے آگہی چاہیے ۹۷۲
جانور بھی اگر کسی نبی کا گستاخ ہے تو اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے ۹۷۳
ایک حدیث میں آدھا علم ۹۷۳
اَبْوَابُ الْاَطْعِمَةِ (کھانوں کا بیان) ۹۷۴
پیکرِ نور کی تنویر کے صدقے جاؤں ۹۷۴
بسم اللہ شریف کی برکت ۹۷۴
کیا میں تم گنواروں کی وجہ سے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دوں ۹۷۵
کھانا کھا کر دعا کرنے سے گزشتہ گناہوں کی معافی ۹۷۶
غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ ﷺ ۹۷۶
ہائے میں نے ایسا کیوں کیا؟ ۹۷۶
اہلِ دنیا اور اہلِ جنت کے کھانوں کا سردار کھانا کون سا ہے؟ ۹۷۷
امام الانبیاء ﷺ کی عاجزی ۹۷۷
اللہ کی نعمتوں کی قدر اللہ کے محبوب سے پوچھو ۹۷۸
پہلا میوہ اور امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی بابرکت دعا ۹۷۸
جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: حضور آپ کی امت فالودہ کھائیگی ۹۷۹
فاقہ کشی ومیانہ روی وبسیار خوری ۹۷۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے گھر سے کھانا نہ کھایا' کیوں؟ ۹۸۰
اَبْوَابُ الْاَشْرِبَةِ (پی جانیوالی چیزوں کا بیان) ۹۸۱
جہاں حضور کا دہنِ اقدس لگا صحابیہ نے مشک کا وہ حصہ کاٹ کر بطورِ تبرک رکھ لیا ۹۸۱
جس کو یہ آگ جلائے وہ امر ہوتا ہے ۹۸۲
اَبْوَابُ الطِّبِّ (طب کے بیان میں) ۹۸۲
ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ ۹۸۳
خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی ۹۸۴
حضور پاک نے مکھی کے پروں میں بیماری وشفا کے جراثیم دیکھ لیے ۹۸۵
حضور علیہ السلام کے غسالے کی برکت سے آسیب کا اثر ختم ہو گیا ۹۸۵
دستِ اقدس سے گورنر کے وسوسوں کا علاج ہو گیا ۹۸۶
کِتَابُ اللِّبَاسِ (لباس کا بیان) ۹۸۶
اَبْوَابُ الْاَدَبِ (ادب وآداب کا بیان) ۹۸۷
یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا ۹۸۷
مزاح کے ایک واقعہ پہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام ایک سال تک ہنستے رہے ۹۸۸
اچھے اشعار حضور علیہ السلام کو پسند تھے ۹۸۹
اَبْوَابُ الذِّکْرِ (ذکر واذکار کا بیان) ۹۸۹
اَبْوَابُ الدُّعَآءِ (دعاؤں کا بیان) ۹۹۰
اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کے جلوے ۹۹۱
تین دعائیں ہر حال میں قبول ہوتی ہیں ۹۹۱
اَبْوَابُ تَعْبِیْرِ الرُّؤْیَاءِ (خوابوں کی تعبیر کا بیان) ۹۹۲
اَبْوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان) ۹۹۲
مردِ مومن کی حرمت کعبہ سے کہیں زیادہ ہے ۹۹۲
پانچ گناہوں کی دنیا میں ہی پانچ سزائیں ۹۹۳
بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے ۹۹۴
معراج کی رات ایک قبر سے خوشبو آ رہی تھی ۹۹۴
قیامت کی نشانیاں ۹۹۵
اَبْوَابُ الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان) ۹۹۶

Marfat.com

جنت کے بادشاہ ۹۹۶
حکمت کی بات سن کر چھپا لینے والے کی مثال ۹۹۷
حضور علیہ السلام کے آنسوؤں سے قبر کی مٹی گیلی ہوگئی ۹۹۷
دکھاوے کی نماز پڑھنے والا ۹۹۸
ایک آیت پہ عمل کرنا تمام لوگوں کو کافی ہو جائے ۹۹۸
اس امت کی مثال چار آدمیوں کی سی ہے ۹۹۹
حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں صحابہ کرام کی قلبی کیفیت ۹۹۹
توبہ کرنے کی اہمیت ۱۰۰۰
تیری شان جل جلالہ ۱۰۰۱
افضل مومن اور بڑا عقلمند کون ہے؟ ۱۰۰۱
حضرت عثمان غنی اور موت کی یاد ۱۰۰۲
قبر کے حالات اور آخرت کے مناظر ۱۰۰۳
کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ ۱۰۰۴
دوزخ کا حال ۱۰۰۴
جنت کا حال ۱۰۰۵
جنت کی بہاریں ۱۰۰۵
جنت و دوزخ کا دُعا کرنا ۱۰۰۶

Marfat.com

پیش لفظ

دورۂ حدیث شریف کے بابرکت سال پوری صحاح ستہ سے اپنے ذوق کے مطابق میں نے حوالہ جات جمع کئے جو ابتداءً تو ہر کتاب کے شروع و آخر میں خالی صفحات پر لکھتا گیا لیکن بعد میں ایک ڈائری کے اندران حوالہ جات کو ترتیب سے لکھ کر محفوظ کرلیا، بہت سے علماء و طلباء درس نظامی بالخصوص دورۂ حدیث پڑھنے والے طلباء نے کئی مرتبہ اصرار کیا کہ اگر انہیں اسی حالت میں، انہی سرخیوں کے ساتھ چھپادیا جائے تو یہ خزانہ نہ صرف محفوظ ہو جائے گا بلکہ کئی صاحبانِ ذوق اور متلاشیانِ علم کی علمی پیاس بھی بجھ جائے گی اور ان کے ذوق کی تسکین بھی ہو جائے گی۔ خود میرے محسن و مربی اور درس نظامی از اول تا آخر کے مہربان و مشفق استاذ گرامی حضرت مفتی عبدالقیوم خان صاحب نے کئی مرتبہ اس ڈائری کو ملاحظہ فرمایا اور حکم دیا کہ ''تو نے اتنی محنت کی ہے اس کو مزید محنت کئے بغیر جوں کا توں چھپادے'' الحمدللہ! اس سے قبل میری اکیس کتب بازار میں آچکی ہیں، اب کچھ فراغت ہوئی ہے تو میں نے اس کام کا آغاز کر دیا ہے اور آج بروز پیر شریف ماہ رجب المرجب ۱۴۲۹ ہجری بمطابق 13 جولائی 2008ء کو نئی مسجد میں نئی رہائش پر اس نئے کام کا آغاز بخاری شریف کی پہلی حدیث شریف بمع مختصر تشریح لکھ کر کر دیا ہے، عجیب اتفاق ہے کہ پچھلے ماہ جامع مسجد مولا نا روحی اندرون بھاٹی گیٹ میں ستائیس سال کے عرصہ میں درس قرآن مجید مکمل کیا اور مجھے پیر سیّد مسعود احمد رضوی صاحب نے بتایا کہ قبلہ سیّد ابوالبرکات مفتی اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے بھی اندرون دہلی گیٹ (پرانے حزب الاحناف) میں ستائیس سال کے اندر ہی قرآن پاک کا درس مکمل فرمایا (الحمد لله علىٰ هٰذه الموافقة) بھاٹی گیٹ میں رہائش تنگ ہونے کی وجہ سے یکم جون 2008ء کو میں بھاٹی دروازے سے ریونیو سوسائٹی کے بی بلاک کی خوبصورت مسجد فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا میں آ گیا اور آج ہی نماز فجر کے بعد نئے سرے سے قرآن مجید کے درس کا آغاز کیا اور موقع کو نہایت مناسب سمجھتے ہوئے آج سے ہی اس نئے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام کی تکمیل میں آسانی پیدا فرمائے اور اس کو اہل ذوق و محبت کے لئے نافع اور میرے لئے نجات کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین بجاه سيّد الانبياء والمرسلين عليه وعلىٰ آله واصحابه افضل الصلوٰة واكمل التسليم

ارادہ تو میرا یہی ہے کہ یہ سارا کام ایک ہی جلد میں جمع ہو جائے کیونکہ تفصیل میں جائے بغیر صرف عنوان کی اصل عربی عبارت بمعہ حوالہ اور ضروری ترجمہ پر ہی اکتفاء کرنا چاہتا ہوں ورنہ اہل علم نے ان موضوعات میں سے ایک ایک موضوع پر

Marfat.com

پوری پوری کتابیں لکھی ہیں، لہٰذا بجائے اس کے کہ مثلاً حضور علیہ السلام کی سخاوت کی بات آئے تو اس پر لکھنا شروع کر دوں، ایسا نہیں کروں گا بلکہ آپ کی سخاوت والی حدیث کے اصل الفاظ بمعہ حوالہ لکھ دوں گا۔ باقی رہی تفصیل تو وہ اس موضوع پر لکھی گئی کتب سے لے لیں کیونکہ سفینہ چاہئے اس بحر بے کراں کے لئے

پھر بھی ہوسکتا ہے کسی جگہ کچھ نہ کچھ لکھنا پڑ جائے اور اس طرح اگر یہ سلسلہ بڑھتا نظر آیا تو ہر کتاب کے حوالوں کو علیحدہ علیحدہ شائع کرنا پڑے گا۔ تاہم اس میں بھی ان شاء اللہ اختصار ہی پیش نظر رہے گا۔ چنانچہ سب سے پہلے اصح الكتب بعد كتاب الله يعني الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم وسننه وايامه (بخاری شریف) سے اس بابرکت کام کا آغاز کیا جارہا ہے۔ وما توفيقي الا بالله

جہاں حدیث کا نمبر لکھا ہے اس سے مراد دارالسلام کا مطبوعہ مجموعہ کتب صحاح ستہ کا نمبر ہے اور جہاں صفحہ نمبر لکھا ہے اس سے مراد مطبوعہ نور محمد، اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی کا صفحہ ہے۔ یاد رہے کہ معنون حدیث کے تحت بھی بہت ساری احادیث کا خلاصہ درج کر دیا گیا ہے۔ بعض جگہ نمبر اور صفحہ دونوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے تا کہ حاشیہ دیکھنے میں سہولت رہے کیونکہ مجموعہ میں حاشیہ نہیں ہے۔

اس بابرکت اور مفید کام میں جو حضرات میری حوصلہ افزائی فرماتے رہے میں ان کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ جن میں سے چند نام مندرجہ ذیل ہیں۔ استاذ محترم مفتی عبدالقیوم خان صاحب منہاج القرآن لاہور، استاذ محترم مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب نقشبندی، حضرت مولانا محمد منشاء تابش قصوری جامعہ نظامیہ لاہور، پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی مکتبہ نبویہ لاہور، صاحبزادہ سیّد مصطفیٰ اشرف رضوی حزب الاحناف لاہور، صاحبزادہ سیّد مرتضیٰ اشرف رضوی علی بابا بیکرز لاہور، پیر طریقت علامہ حافظ عبدالغفور گولڑوی چوہان روڈ لاہور، علامہ حافظ غلام عباس فیضی ناظم و مہتمم جامعہ فاروقیہ رضویہ جوہر ٹاؤن لاہور، برادر اصغر الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی پرنسپل جامعہ امیر حمزہ جامع مسجد قبا باغوالی بھاٹی گیٹ لاہور، برادر عزیز علامہ قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور، میاں عبدالعلی عابد صاحب حنیب ہوٹل داتا دربار والے (جو میرے لیے بڑی محبت کے ساتھ مجموعہ ستہ حجاز مقدس سے لے کر آئے)

حضرت علامہ سیّد باقر علی شاہ صاحب، حضرت مولانا محمد یٰسین حاکی صاحب، حضرت مولانا محمد عمران فاروقی صاحب، حضرت مولانا محمد اشتیاق صاحب، حضرت مولانا صفدر علی خان صاحب، حضرت قاری عبدالمنان صاحب (مدرسین جامعہ فاروقیہ رضویہ جوہر ٹاؤن لاہور)، صاحبزادہ قاری محمد اکرم فیضی صاحب سابق امام جامع مسجد داتا دربار، محترم قاری محمد اکرم فیضی صاحب کالج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور، جناب قاری غلام معین الدین سیالوی صاحب مسلم ٹاؤن لاہور، مبلغ ختم نبوت فاتح مرزائیت قاری محمد ریاض فاروقی صاحب، مبلغ دعوت اسلامی مولانا محمد عبدالرشید عطاری صاحب، جناب قاری محمد اختر علی سیالوی صاحب جامع ... شاہ ابوالخیر گڑھی شاہو لاہور، جناب پیر حافظ محمد عثمان نوشاہی صاحب گڑھی شاہو لاہور، محترم ملک نثار احمد

Marfat.com

صاحب صدر انتظامیہ مسجد فاطمۃ الزہراء' جناب حافظ محمد شفیع غوری صاحب' جناب جاوید اقبال ہاشمی صاحب' جناب سیّد آلِ احمد شاہ صاحب' جناب ملک شوکت اقبال صاحب' جناب چوہدری محمد جاوید طفیل صاحب' جناب ظفر الاسلام صاحب' جناب میاں محمد سعید صاحب' الحاج میاں محمد ریاض صاحب' جناب ڈاکٹر ذوالفقار احمد چاولہ صاحب (ریونیوسوسائٹی لاہور)، جناب سیّد شبیر حسین شاہ رضوی صاحب فیصل آباد، جناب حافظ محمد زبیر مجددی صاحب سیالکوٹ، جناب چوہدری احمد حسن صاحب' حافظ محبوب الٰہی صاحب' قاری غلام رسول صاحب اعوان ٹاؤن لاہور، قاری خدا بخش بصری صاحب مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور، مرید خاص حضرت محدثِ اعظم پاکستان الحاج میاں محمد شریف پرؔواز صاحب لاہور بروسٹ والے، برخوردار محمد عثمان غنی بن عبدالغنی ضیاء صاحب (ریونیوسوسائٹی لاہور) ثناء خوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قاری محمد ریاض فریدی رضوی صاحب (مدینہ شریف)، جناب الحاج میاں حسیب احمد صاحب (مدینہ شریف) جناب ملک نثار احمد صاحب صدر' عزیز القدر مولانا سجاد حیدر رضوی صاحب' عزیزم محمد فیضان رضا صاحب' جناب محمد غواص عباسی صاحب' برخوردار کلیم اللہ صاحب (طلبائے جامعہ فاروقیہ رضویہ) ' قاری ممتاز حسین چشتی صاحب' سیّد ایوب علی طلحہ صاحب' محمد عثمان عطاری صاحب' حسن رضا عطاری صاحب' محمد شعیب صاحب' حافظ فراز محمود رانا بن محمود اکرام رانا صاحب' ڈاکٹر آصف آقبال صاحب' ڈاکٹر نعیم شہزاد صاحب ریونیوسوسائٹی۔

ے آباد حشر تک رہیں سب قدر داں میرے

Marfat.com

حالات زندگی امام بخاری علیہ الرحمۃ

ازعلامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی جامعہ اشرفیہ مبارک پورانڈیا

ولادت:

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی ولادت ماوراء النہر کے مشہور شہر بخارا میں ۱۳ شوال ۱۹۴ ہجری کو بروز جمعہ مبارکہ بعد عصر ہوئی۔ اس وقت سارا سلاطین عباسیہ کی سطوت وشوکت کا سکہ چار دانگ عالم میں چل رہا تھا۔ پورا ماوراء النہر بشمول بخارا انہیں کے زیرنگیں تھا۔ بخارا میں ان کی طرف سے والی رہتا تھا یہ عہد ہارون الرشید کے بیٹے امین کا تھا۔

نام ونسب:

امام بخاری علیہ الرحمۃ کا نام محمد تھا اور کنیت ابوعبداللہ، امیر المؤمنین فی الحدیث، ناصر الاحادیث النبویہ، ناشر المواریث المحمدیہ، آپ کے القاب ہیں۔ مگر ان سب پر بخاری نسبت ایسی غالب آئی کہ سب القاب پیچھے رہ گئے۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن ھَرِدِزْبَہ ہے۔ ھُرِدِزْبَہ کے معنی کاشتکار کے ہیں یہ مجوسی تھا اور مجوسیت ہی پر مرا۔ امام بخاری کے پردادا مغیرہ اس وقت کے والی بخارا یمان جعفی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے اور ان کے ساتھ عقد موالات کرلیا جو احناف کے مذہب میں موجب توریث ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: الولاء لحمة کلحمة النسب، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے پوچھا اگر کوئی مشرک کسی مسلمان کے ہاتھ پر ایمان لائے تو سنت کیا ہے۔ فرمایا: وھوا ولی الناس بمحیاہ ومماتہ، وہ اس کی موت اور زندگی کا سب سے زیادہ حقدار ہے (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ ۲۶۴) اسی وجہ سے امام بخاری کو بھی جعفی کہا جاتا ہے۔ جبکہ یمان امام بخاری کے شیخ، مسندی کے پردادا ہیں۔

ہردزبہ کے والد کے نام میں اختلاف ہے کسی نے بذ زبہ، کسی نے احنف کہا، کسی نے کچھ اور نام بتایا۔

(طبقات کبریٰ ج ۲ ص ۲)

امام بخاری کے والد ماجد بڑے ممتاز بزرگ اور متبحر عالم تھے۔ امام بخاری کے شیخ الشیخ امام عبداللہ بن مبارک تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ کی صحبت میں رہتے تھے صاحب روایت محدث تھے۔ عبداللہ بن مبارک امام مالک اور ان کے اصحاب و معاصرین سے روایت کرتے تھے۔ بڑے ہی مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ ایسے کہ بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے کہ

Marfat.com

میری سب دعائیں دنیا ہی میں نہ قبول کر فرما کچھ آخرت کے لئے بھی رہنے دے۔ اکل حلال کے ایسے پابند تھے کہ حرام تو حرام مشتبہات سے بھی بچتے تھے۔ وصال کے وقت فرمایا! میرا مال حرام تو حرام شبہات سے بھی پاک ہے۔ اکل حلال استجابت دعاء کے لئے اکسیر اعظم ہے۔

یتیمی وتربیت:

امام بخاری علیہ الرحمۃ ابھی صغیر السن ہی تھے کہ ان کے والد ماجد انہیں داغ یتیمی دے گئے ان کی پرورش والدہ ماجدہ نے کی۔ عہد طفلی ہی میں امام بخاری کی بینائی جاتی رہی۔ بہت علاج کیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ ان کی والدہ ماجدہ ان کی بینائی کے لئے ہمیشہ گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں کرتی رہیں۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ابوالانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے تیری دعا قبول فرمائی اور تیرے بچے کی بینائی واپس فرمادی۔ صبح کو امام بخاری بینا ہو کر اٹھے۔ پھر آنکھوں میں وہ روشنی آئی کہ چاندنی میں لکھا پڑھا کرتے تھے۔ خراسان میں بھی ایک دفعہ یہی حادثہ پیش آیا تو کسی نے بتایا کہ سر مونڈ کر خطمی کا لیپ سر پر کریں۔ بینائی واپس آجائے گی۔ امام بخاری نے یہی کیا اور پوری بینائی واپس آگئی اور ایسی کہ پھر کبھی نہ گئی۔ (طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۴)

حفظ حدیث کی ابتداء:

حسب دستور امام بخاری مکتب میں ابتدائی تعلیم حاصل کر رہے تھے جب قریب قریب دس سال کے ہوئے تو بالہام ربانی تحصیل حدیث کا شوق پیدا ہوا اور امام بخاری وہاں کے مشہور محدثین کی خدمت میں اخذ حدیث کے لئے حاضر ہونے لگے۔ مثلاً سلام بن محمد بیکندی، محمد بن یوسف بیکندی، عبداللہ بن محمد مسندی اور ابراہیم بن اشعث وغیرہ۔ چند مہینوں میں اتنا عبور ہو گیا کہ محدثین کو ٹوکنے لگے۔ بخارا میں ایک مشہور محدث داخلی تھے۔ امام بخاری ان کے یہاں بھی حدیث حاصل کرنے جاتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ایک حدیث کی سند کتاب میں دیکھ کر اس طرح پڑھی۔ عن سفیان عن ابی الزبیر عن ابی ابراھیم۔ امام بخاری نے بلا تاخیر ان سے کہا ابوالزبیر، ابراہیم کے راوی نہیں۔ پھر آپ نے عن الزبیر عن ابراھیم کیسے پڑھا۔ داخلی نے نوعمر بچہ دیکھ کر جھڑک دیا۔ امام بخاری نے پھر کہا کہ اصل میں دیکھ لیں کیا ہے؟ اس پر داخلی مکان میں تشریف لے گئے اور کتاب کا اصل نسخہ لے کر آئے اور امام بخاری سے دریافت کیا تم یہ بتاؤ صحیح نام کیا ہے؟ امام بخاری نے فرمایا کہ یہ ابوالزبیر نہیں بلکہ زبیر بن عدی ہیں اور یہی ابراہیم کے تلمیذ ہیں۔ داخلی نے اس کے مطابق اپنی کتاب درست کر لی۔ اس وقت امام بخاری کی عمر صرف گیارہ سال تھی۔ اسی قوت حافظہ کا نتیجہ تھا کہ سولہ سال کی عمر میں امام عبداللہ بن مبارک اور امام وکیع کی کتابیں اور اصحاب امام اعظم کی کتابیں حفظ کر لیں۔ (طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۴)

تحصیل علم:

۲۱۰ ہجری میں امام بخاری کی عمر جب سولہ سال کی تھی اپنے بڑے بھائی احمد بن اسماعیل اور والد کے ہمراہ حج کو گئے۔ والد

Marfat.com

اور بھائی توحج سے فارغ ہو کر وطن واپس ہو گئے مگر امام بخاری مکہ معظمہ میں ہی رہ گئے۔ وہاں تحصیل علم و تصنیف و تالیف و علم دین کی نشر و اشاعت میں مصروف رہے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں قضایا الصحابہ والتابعین نامی کتاب لکھی اور اسی عمر میں اپنی مشہور کتاب، کتاب التاریخ مزارِاقدس حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر چاندنی میں لکھی اور ابھی داڑھی مونچھ بھی نہیں نکلی تھی کہ محدثین نے ان سے احادیث اخذ کرنا شروع کر دیا تھا۔ (ایضا) علامہ ابن حجر نے فرمایا: امام بخاری نے جب تحصیل حدیث شروع کی تھی اگر اسی وقت مکہ آجاتے تو ان اونچے طبقے کے محدثین سے انہیں بھی بلاواسطہ تلمذ حاصل ہو جاتا جن سے ان کے معاصرین کو ہے۔ مگر تاخیر سے مکہ حاضری کی وجہ سے ان اونچے طبقے والوں سے تلمذ نہ ہوسکا مگر ان کے قریب العہد بزرگوں سے حاصل ہوا۔ مثلاً یزید بن ہارون، ابوداؤد طیالسی، علامہ ابن حجر کا بیان ہدیۃ الساری مقدمہ فتح الباری میں مختلف ہے۔ ص ۴۷۹ پر مبدء طلب حدیث کے باب میں یہی ہے کہ ۲۱۰ ہجری میں حج کیا اس حساب سے امام بخاری کی عمر اس وقت سولہ سال ہوئی لیکن ثناء الناس کے عنوان کے تحت ص ۴۸۴ پر خود امام بخاری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے اٹھارہ سال کی عمر میں پہلا حج کیا۔ اس حساب سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری نے پہلا حج ۲۱۲ ہجری میں کیا تھا لیکن میں نے پہلا قول اختیار کیا اس لئے کہ اس میں علامہ ابن حجر کے الفاظ یہ ہیں کہ میں حمیدی کے یہاں گیا جب کہ میری عمر اٹھارہ سال کی تھی یعنی اول حج کے سال تو دیکھا کہ ان میں اور ایک صاحب کے درمیان ایک حدیث کے بارے میں بحث ہو رہی تھی۔ حمیدی نے مجھے دیکھتے ہی کہا لو وہ آگئے جو ہمارا فیصلہ کر دیں گے۔ میں نے حمیدی کے حق میں فیصلہ دیا کیونکہ حق ان کے ساتھ تھا چونکہ حج کے بعد امام بخاری مکہ ہی میں رہ گئے تھے تو ہوسکتا ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ جب پہلا حج کر کے مکے میں مقیم تھا تو یہ واقعہ پیش آیا۔ رواۃ سے تعبیر میں کچھ ردوبدل ہو گیا۔ علامہ قسطلانی نے بھی اپنی شرح کے مقدمہ میں یہی لکھا ہے کہ ۲۱۰ھ سولہ سال کی عمر میں حج کے لئے گئے۔ طبقات کبریٰ میں بھی علامہ سبکی نے یہی لکھا ہے۔

۲۱۰ ہجری میں امام عبدالرزاق یمن میں باحیات تھے۔ امام بخاری نے ان کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا مگر کسی نے بتایا کہ وصال ہو گیا ہے تو یمن نہیں گئے۔ ان کے تلمیذ سے اخذ حدیث فرمائی۔

امام بخاری خود فرماتے ہیں: میں علم حدیث کی طلب کے لئے دوبار مصر دوبار شام دوبار جزیرہ گیا۔ چار بار بصرہ، چھ سال حجاز میں رہا۔ کوفہ و بغداد کتنی بار گیا اس کا شمار نہیں۔

اس سے ظاہر ہوا کہ اس عہد میں بغداد کی طرح کوفہ بھی علم دین خصوصاً علم حدیث کا مرکز اعظم تھا۔ آج رفاض اور غیر مقلدین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر لوگ کوفہ کو جو چاہیں کہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ اس عہد میں کوفے کی علمی مرکزیت دنیا اسلام میں مسلم تھی اس کے علاوہ امام بخاری نے اور بھی دور دراز شہروں کے سفر کئے ہیں۔ مثلاً بلخ گئے اور حضرت امام اعظم کے تلمیذ مکی بن ابراہیم سے اخذ حدیث کیا، امام بخاری نے ان سے اپنی صحیح میں گیارہ ثلاثیات روایت کی ہیں۔ ان جگہوں کے علاوہ نیشاپور، مرو، ری، واسط، قیساریہ اور عسقلان وغیرہ بھی گئے۔ (طبقات ج ۲ ص ۵)

Marfat.com

قوت حافظہ وجودت ذہن:

تعلیم وتعلم کے لئے سب سے اہم جو چیز ہے وہ قوت حافظہ اور جودت ذہن ہے۔ اللہ عزوجل نے امام بخاری کو یہ تمام باتیں بدرجہ اتم عطا فرمائی تھیں جس کے چند واقعات گزر چکے ہیں۔ ان کے حافظے کا یہ حال تھا کہ جس بات کو ایک مرتبہ سن لیتے یا پڑھ لیتے ایسی یاد ہو جاتی کہ پھر کبھی نہ بھولتے۔ اسماعیل بن حاشد کہتے ہیں کہ میں اور چند ساتھی امام بخاری کے ہم سبق تھے چنانچہ ہم لوگ حدیث سننے کے لئے بصرہ کے محدثین کے پاس جایا کرتے تھے ہم اور جو سنتے لکھ لیا کرتے۔ امام بخاری کچھ نہیں لکھتے تھے صرف سن کر چلے آتے۔ ہم نے ان سے بار بار کہا کہ وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ؟ تم بھی جو سنو لکھ لیا کرو لیکن امام بخاری پر کچھ اثر نہ ہوا۔ سولہ دن کے بعد انہوں نے کہا: تم لوگوں نے مجھے بہت ملامت کی اور ملامت کر کے تنگ کر دیا اب تک جتنی حدیثیں لکھ چکے ہو مجھے سناؤ۔ اس اثناء میں پندرہ ہزار احادیث ہم لوگوں نے لکھی تھیں۔ ہم نے اپنے نوشتوں سے دیکھ کر پڑھنا شروع کیا تو یہ حال ہوا کہ ہمارے نوشتوں میں غلطی تھی ان کی یادداشت میں کوئی غلطی نہ تھی یعنی ہم نے اپنے مکتوبات کی ان کی یادداشت سے تصحیح کی پھر فرمایا: تم لوگ سمجھتے ہو کہ میری سرگردانی بے کار ہے اور میں وقت ضائع کر رہا ہوں؟ (ایضا) محمد بن ازہر کہتے ہیں کہ میں محمد بن حرب کے یہاں حدیث سننے کے لئے جاتا تھا امام بخاری بھی جاتے تھے لیکن میں لکھتا تھا اور وہ نہیں لکھتے تھے۔ کسی نے کہا کہ محمد بن اسماعیل لکھتے نہیں تو میں نے کہا اگر تم سے کوئی حدیث لکھنے سے رہ جائے تو ان سے پوچھ کے لکھ لینا۔

- محمد بن حاتم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ، فریابی کے حلقہ درس میں حاضر تھے امام بخاری بھی تھے۔ فریابی نے ایک حدیث کی سند یوں بیان کی حدثنا سفیان عن ابی عروبة عن ابی الخطاب عن ابی حمزة اس سند میں حضرت فریابی نے راویوں کی کنیتیں ذکر کیں نام نہیں لیا۔ پھر پوچھا بتاؤ! ان تینوں کے کیا نام ہیں؟ حاضرین مجلس نہ بتا سکے تو امام بخاری نے بتایا کہ عروبہ معمر بن راشد ہیں اور ابو الخطاب قتادہ بن دعامہ اور ابو حمزہ حضرت انس ہیں۔ امام بخاری کے منہ سے یہ نام سنتے ہی حاضرین پر سکتہ طاری ہو گیا۔ (مقدمہ فتح الباری)

- ایک دفعہ سمرقند میں چار سو محدثین نے متفقہ طور پر طے کیا کہ امام بخاری کو مغالطہ میں ڈال دیں اس کے لئے انہوں نے عراق کی اسناد میں شام کی اور شام کی اسناد میں عراق کی، حرم کی اسناد میں یمن کی اور یمن کی اسناد میں حرم کی اسناد خلط ملط کر کے سات دن تک یہ لوگ امام بخاری کو پریشان کرتے رہے مگر ان کا حربہ کارگر نہ ہوا۔ یہ لوگ ایک بار بھی امام بخاری کو مغالطہ نہ دے سکے نہ سند میں نہ متن میں۔

بغداد میں امتحان:

جب امام بخاری بغداد تشریف لے گئے تو وہاں کے محدثین نے ان کے حافظے و وسعت علم کا امتحان لینا چاہا۔ اس کے لئے باہمی مشورے سے یہ طے کیا کہ ایک سو احادیث کے متون اور اسناد میں ردوبدل کر کے انہیں جانچا جائے۔ چنانچہ سو

Marfat.com

احادیث میں سے ہر ایک کے متن کو دوسری سند کے ساتھ اور دوسرے کی سند کو اس کے متن کے ساتھ ملا دیا گیا۔ دس آدمی سوال کرنے کے لئے منتخب ہوئے۔ ایک ایک شخص کو دس دس حدیثیں دی گئیں' ایک تاریخ مقرر ہوئی۔ اس میں امام بخاری مجلس عام میں تشریف لائے اور ہزار ہا محدثین، فقہاء، عوام وخواص شریک ہوئے۔ جب مجمع پرسکون ہو گیا تو حسب قرارداد ایک شخص کھڑا ہوا اس نے ایک ایک کر کے اپنی دسوں حدیثوں کو پڑھا۔ ہر حدیث کے سننے کے بعد امام بخاری یہ فرماتے تھے میں اسے نہیں پہچانتا۔ اسی طرح دس آدمیوں نے سو احادیث پڑھی اور ہر حدیث پہ امام بخاری کا یہی جواب تھا کہ میں اس سند کے ساتھ اس حدیث کو نہیں جانتا۔ اس پر بے علم خوش ہوئے کہ امام بخاری واقعی ان احادیث کو نہیں جانتے مگر اہل علم جان گئے کہ معاملہ کیا ہے؟ جب دسوں آدمی بیٹھ گئے تو امام بخاری نے پہلے شخص سے فرمایا۔ آپ نے جو پہلی حدیث پڑھی تھی وہ اس طرح نہیں بلکہ صحیح یوں ہے اس متن کی سند یہ ہے۔ جس ترتیب سے اس نے پیش کی تھی اس ترتیب سے ہر ایک کی تصحیح کرتے گئے۔ یہاں تک کہ دسوں آدمیوں کی بیان کردہ سو احادیث پر اسی ترتیب سے کلام فرمایا جس ترتیب سے ان لوگوں نے سوال کیا تھا۔ جب امام بخاری فارغ ہوئے تو تمام مجلس سے تحسین و آفریں کا شور اٹھا اور حاضرین نے امام بخاری کے خداداد فضل و کمال کا لوہا مان لیا۔ اسی موقع پر کسی زندہ دل نے کہا: ھذا اکبش نطاح یہ زبردست سینگ مارنے والا مینڈھا ہے۔ (طبقات ج ۲ ص ۶)

سلیم بن مجاہد کا بیان ہے کہ میں ایک دن محمد بن سلام بیکندی کے حلقہ درس میں پہنچا تو انہوں نے فرمایا: تھوڑی دیر پہلے اگر آئے ہوتے تو میں تم کو وہ بچہ دکھاتا جسے ستر ہزار حدیثیں یاد ہیں۔ سلیم کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر وہاں سے اٹھا اور امام بخاری کی تلاش شروع کر دی' آخر کار ان کو ڈھونڈ نکالا۔ ان سے پوچھا کہ کیا تمہی وہ صاحبزادے ہو جسے ستر ہزار حدیثیں یاد ہیں؟ امام بخاری نے فرمایا: مجھے اس سے بھی زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔ اور میں جن جن صحابہ سے روایت کرتا ہوں ان میں سے اکثر کے مفصل حالات بھی جانتا ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ کہاں پیدا ہوئے کہاں ان کا وصال ہوا' کہاں رہتے تھے؟ میں صرف اسی حدیث کی روایت کرتا ہوں جس کی اصل کتاب وسنت میں پاتا ہوں' یہ واقعہ سولہ سال سے کم عمر کا ہے۔ (ایضاً ج ۲ ص ۵)

تعدد طرق پر احاطہ:

اس عہد میں احادیث کا ایسا چرچا تھا کہ جسے بھی دین سے شغف ہوتا وہ کچھ نہ کچھ احادیث ضرور مع سند و متن کے یاد رکھتا۔ چونکہ ایک ایک حدیث بیسیوں سندوں کے ساتھ منتشر تھی چنانچہ محدثین اپنی اپنی صواب دید پر ایک یا چند طرق پسند فرما لیتے۔ امام بخاری کا اس خصوص میں بھی یہ امتیاز ہے کہ اس عہد میں احادیث کے جو طرق موجود تھے ان سب پر انہیں احاطہ تھا اور وہ بھی پوری رد و قدح، جرح و تعدیل کے ساتھ' اس سلسلے میں متعدد واقعات ہیں۔

یوسف بن موسیٰ مروزی کا بیان ہے کہ میں بصرے کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ منادی کی آواز سنائی دی اے علم کے طلب گارو! محمد بن اسماعیل یہاں آئے ہوئے ہیں جن کو ان سے حدیث سننی ہو وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ یوسف نے بتایا کہ میں نے دیکھا ایک دبلا پتلا نوجوان ستون کے پاس حد درجہ سادگی پورے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے' یہی

Marfat.com

امام بخاری تھے۔منادی کی نداسن کرلوگ چاروں طرف سے ان کے گرد اکٹھے ہوگئے۔لوگوں نے ان سے درخواست کی کہ ہمیں احادیث لکھانے کے لئے کوئی مجلس منعقد کیجئے۔امام بخاری نے اگلے دن کا وعدہ کرلیا۔دوسرے دن صبح کو مجلس درس منعقد ہوئی۔امام بخاری نے فرمایا: اے اہل بصرہ! میں وہی احادیث لکھواؤں گا جو تمہارے شہر کے محدثین کے پاس ہیں مگر ایسی سند کے ساتھ جو ان کے پاس نہیں۔

اس کے بعد امام بخاری نے منصور کی سند سے ایک حدیث لکھوائی اور بصرہ میں یہ حدیث دوسری سندوں کے ساتھ مشہور تھی۔اسی طرح امام بخاری نے کثیر احادیث لکھوائیں اور سب کے بارے میں فرمایا: تمہارے یہاں کے لوگ اس سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور میں فلاں سند کے ساتھ روایت کرتا ہوں۔

علل قادحہ میں مہارت:

کبھی بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حدیث ہر عیب سے پاک ہے اور بالکل صحیح ہے' جرح کی کوئی گنجائش نہیں مگر حقیقت میں کوئی ایسا سقم ہوتا ہے کہ وہ حدیث ساقط الاعتبار ہوتی ہے۔مثلاً بظاہر متصل ہے مگر حقیقت میں متصل نہیں۔بظاہر مرفوع ہے مگر حقیقت میں موقوف ہے یا متن میں ردوبدل ہوگیا ہے یا سند میں یا کسی راوی سے وہم ہوگیا ہے۔اس کی شناخت حدیث کا بہت اہم فن ہے۔حتیٰ کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا کہ ان علل کی معرفت بغیر الہام کے نہیں ہوسکتی۔محدثین نے فرمایا: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ محدث یہ پہچان جاتا ہے کہ یہ حدیث معلول ہے مگر علت کسی کو نہیں بتا سکتا جیسے ماہر سنار سونے کو پرکھ کر جان جاتا ہے کہ کیسا ہے مگر دوسرے شخص کو سمجھا نہیں سکتا۔اس فن میں بھی امام بخاری یکتا تھے۔

ایک دفعہ نیشاپور میں جو امام مسلم کا وطن تھا امام بخاری تشریف فرما تھے امام مسلم امام بخاری سے ملاقات کے لئے آئے' اسی اثناء میں کسی نے یہ حدیث پڑھی۔

عن ابن جریج عن موسی بن عقبة عن سهیل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم قال کفارة المجلس اذا قام العبد ان یقول سبحنك اللهم وبحمدك اشهدان لا اله الا انت استغفرك واتوب الیك

ابن جریج موسی بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں وہ سہیل بن ابی صالح سے وہ اپنے باپ سے وہ حضرت ابوہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ جب کھڑے ہوتو یہ پڑھ لیا کرو ''اے اللہ! میں تیری تسبیح کرتا ہوں تیری حمد کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تیری طرف توبہ کرتا ہوں اور تیری بخشش کا طالب ہوں''۔

اس حدیث کو سن کر امام مسلم نے کہا، سبحان اللہ کتنی عمدہ حدیث ہے۔کیا اس حدیث کی سند اس سے بڑھ کر دنیا بھر میں ہے؟ امام بخاری نے فرمایا: نعم لکنه معلول۔ہاں سند تو اچھی ہے لیکن معلول ہے۔امام مسلم اس کو سنتے ہی کانپ اٹھے اور کہا ''لا اله الا اللّٰه'' آپ مجھے اس کی علت بتادیجئے۔امام بخاری نے فرمایا: اللہ عزوجل نے جس چیز کو پوشیدہ رکھا ہے اسے

Marfat.com

پوشیدہ ہی رہنے دو۔امام مسلم نے اٹھ کر امام بخاری کے سر کو بوسہ دیا اور عاجزی کے ساتھ درخواست کرتے رہے۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رو دیں گے۔آخر کار امام بخاری نے فرمایا: اتنے مُصر و بضد ہو تو اس کی غیر معلول سند سنو،

حدثنا موسى بن اسماعيل حدثنا وهيب حدثنا موسى بن عقبة عن عون بن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كفارة المجلس ...... الحديث،

اس کو سننے کے بعد امام مسلم باغ باغ ہو گئے اور امام بخاری سے کہا: اے امام میں شہادت دیتا ہوں کہ دنیا میں آپ کی نظیر نہیں جو آپ سے بغض رکھے وہ حاسد ہے۔(ارشاد الساری شرح بخاری ج اص ۳۰،مقدمہ فتح الباری ص ۴۸۶) اس قصے میں بیہقی نے مدخل میں اس طرح لکھا ہے کہ امام مسلم امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے' ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور عرض کیا: اجازت دیجئے کہ آپ کے پاؤں کو بوسہ دوں اے استاذ الاستاذین وسید المحدثین وطبیب الحدیث فی علله، آپ سے محمد بن سلام نے یہ حدیث بیان کی ہے۔حدثنا محمد بن مخلد بن يزيد قال اخبرنا ابن جريج حدثني موسى بن عقبة عن سهيل بن ابى صالح من ابيه عن ابى هريرة عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى كفارة المجلس، الحديث، یہ سن کر امام بخاری نے فرمایا: یہ حدیث مجھ سے ایک اور طریقہ سے بیان کی گئی ہے۔ حدثنا احمد بن حنبل و يحيى بن معين قالا حدثنا حجاج بن محمد عن بن جريج قال حدثني موسى بن عقبة عن سهيل عن ابيه عن ابى هريرة ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال كفارة المجلس، الحديث، یہ حدیث سنا کر امام بخاری نے فرمایا: یہ حدیث اچھی ہے۔اس سند کے ساتھ دنیا میں سوائے اس کے اور کوئی حدیث نہیں مگر یہ معلول ہے۔اس لئے کہ موسیٰ بن عقبہ کا سماع سہیل سے ثابت نہیں۔پھر سابق طریقے سے حدیث بیان فرمائی اور فرمایا: یہ اس سے بھی بہتر ہے۔(مقدمہ فتح الباری ص ۴۴۶)

نیشاپور ہی کا واقعہ ہے کہ ایک بار محمد بن یحییٰ ذہلی اور امام بخاری ایک جنازے میں جا رہے تھے ذہلی امام بخاری سے رواۃ اور علل کے بارے میں سوالات کرتے جاتے تھے اور وہ فر فر تیر کی طرح یوں بتاتے جاتے تھے جیسے قل ھو اللہ احد پڑھ رہے ہوں۔(ایضاً ص ۴۸۶،ارشاد الباری ج اص ۳)

عادات واطوار:

امام بخاری کے والد نے ترکے میں بہت زیادہ مال چھوڑا تھا اور وہ اس مال کو مضاربت پر دیتے تھے۔ایک دفعہ ایک شخص کے ذمے پچیس ہزار درہم امام بخاری کے باقی رہ گئے تو امام بخاری نے دس درہم ماہانہ کی قسط مقرر فرما دی۔مگر کچھ وصول نہ ہوا۔

ایک بار ابوحفص نے امام بخاری کے پاس کچھ سامان تجارت بھیجا کہ اسے بیچ دیں' تاجروں کو پتہ چلا تو امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور پانچ ہزار درہم نفع دینے کو کہا' یہ رات کا وقت تھا۔امام بخاری نے فرمایا: اس وقت آپ لوگ جائیں اور صبح کو آئیے گا۔دوسرے دن صبح کو تاجروں کا دوسرا گروہ آیا اس نے دس ہزار نفع دینے کو کہا' امام بخاری نے فرمایا: میں نے

Marfat.com

رات ہی کو نیت کر لی تھی کہ پہلے گروہ کو دوں گا اور میں نیت بدلنا پسند نہیں کرتا۔

ایک بار امام بخاری لکھ رہے تھے کہ آپ کی باندی گزری اس کے پاؤں سے دوات کو ٹھوکر لگی اور دوات گرگئی۔ امام بخاری نے اس سے فرمایا: دیکھ کر چلا کرو‘ باندی نے شوخی سے جواب دیا جب راستہ نہ ہو تو کیا کروں؟ آپ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور کہا! جاؤ تم آزاد ہو۔

امام بخاری نے کبھی اپنی ذات کا کسی سے انتقام نہیں لیا۔ ان کے اساتذہ میں محمد بن یحییٰ ذہلی تھے۔ یہی بزرگ اس کا سبب بنے کہ امام بخاری کو نیشاپور چھوڑنا پڑا۔ مگر امام بخاری نے ان کی مرویات کو صحیح بخاری میں بھی درج فرمایا۔ البتہ بجائے محمد بن یحییٰ کے یا تو صرف محمد ذکر کرتے ہیں یا بجائے باپ کے پردادا کی طرف نسبت کر کے محمد بن خالد لکھتے ہیں۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو بتایا کہ ذہلی مجھ پر جرح کرتا ہے اگر میں اس کا نام بطرز مشہور لکھوں تو وہ متعین ہو جائے گا۔ لوگ کہیں گے کہ جو شخص ان پر جرح کرتا ہے اس کو یہ عادل جانتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کی جرح درست ہے اور میں مجروح ہوں۔ یعنی عادل وہ ہے جو جھوٹ نہ بولے اور جب ذہلی نے امام بخاری پر جرح کیا تو اگر جرح صحیح تو امام بخاری مجروح اور جرح غلط تو ذہلی کاذب اور غیر عادل۔

مگر خلجان اب بھی باقی رہتا ہے کہ جب ذہلی نے امام بخاری پر جرح کی تو صرف روایت میں ان کا نام بدلنے سے یہ احتمال کیسے ختم ہو گیا۔ وہ تو اب بھی اپنی جگہ باقی رہا اگر ذہلی صادق ہے تو امام بخاری مجروح اور امام بخاری بے داغ تو ذہلی غیر عادل۔

بات یہ ہے کہ معاصرین کی جرحیں اس وقت قابل اعتنا نہیں جب کہ یہ معلوم ہو کہ یہ کسی اختلاف کی وجہ سے جرح کر رہا ہے۔ امام بخاری اور ذہلی میں مسئلہ خلق قرآن پر شدید اختلاف ہوا جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے ذہلی امام بخاری پر جرح کرتے تھے۔ یعنی معاصرانہ چشمک اس لئے وہ جرح ناقابل اعتبار ہے۔

اس کے باوجود کہ میراث میں کثیر دولت پائی تھی چاہتے تو رئیسانہ ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزارتے۔ مگر امام بخاری بہت سادہ زاہدانہ طور پر گزر بسر کرتے تھے۔ چوبیس گھنٹے میں دو تین بادام پر گزارہ کرتے کبھی صرف سوکھی گھاس پر، چالیس سال تک بے شوربے کے سوکھی روٹی کھائی، بیمار پڑے اور اطباء نے قارورہ دیکھا تو انہوں نے بتایا کہ ان کا قارورہ راہبوں کے قارورے کے مثل ہے۔ یہ صرف سوکھی روٹی کھاتے ہیں جس سے آنتیں سوکھ گئی ہیں۔ لوگوں کے بہت اصرار کرنے پر بمشکل شیرہ انگور سے روٹی کھانا قبول کیا۔

محمد بن حاتم وراق کہتے ہیں کہ امام بخاری جب سفر میں رہتے تو ہم تمام خدام کو ایک کمرے میں رکھتے اور خود سب سے علیحدہ ایک کمرے میں۔ ایک بار میں نے دیکھا کہ وہ رات میں پندرہ بیس مرتبہ اٹھے اور چقماق سے آگ جلا کر چراغ جلاتے اور احادیث کے اوراق پڑھتے‘ کہیں کہیں نشان لگاتے اور پھر تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا: رات کو آپ نے

Marfat.com

بار بار خود زحمت اٹھائی مجھے جگا دیتے۔ فرمایا: تم! جوان ہو اور گہری نیند سوتے ہو تمہاری نیند خراب ہوتی۔

امام بخاری بہت ماہر تیر انداز تھے شاید ہی کوئی تیر خطا کرتا۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ اپنی طویل صحبت میں صرف دو بار میں نے ان کے تیر کو خطا ہوتے دیکھا۔ ایک مرتبہ فربر میں تھے جبکہ امام بخاری سوار ہو کر تیر اندازی کے لئے نکلے خدام ساتھ تھے۔ شہر پناہ کے اس دروازے پر جس سے نہر کے دہانے تک راستہ جاتا ہے۔ ہم لوگ تیر اندازی کرنے لگے امام بخاری کا ایک تیر پل کی میخ میں جا لگا جس سے میخ پھٹ گئی۔ امام بخاری نے فوراً تیر اندازی موقوف کر دی اور ہم لوگوں کو واپسی کا حکم دیا اور ایک گہرا سانس لیا اور ابوجعفر سے فرمایا: تم سے ایک کام ہے اس پل کے مالک کے پاس جاؤ اور کہو کہ بخاری کے تیر سے میخ پھٹ گئی ہے دو باتوں میں سے ایک کرو، یا تو اجازت دو وہ ہم اس کی میخ بدل دیں یا اس کی قیمت لے لو اور غلطی معاف کرو۔ اس پل کے مالک حمید بن اخضر تھے میں نے جا کر امام بخاری کا پیغام انہیں پہنچایا تو حمید نے کہا! امام بخاری سے جا کر میرا اسلام کہو اور عرض کرو، آپ سے مواخذہ نہیں میرا تمام مال آپ پر قربان۔ میں نے واپس آ کر امام بخاری کو جب ان کا جواب سنایا تو ان کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور فرط مسرت میں اس دن ہم لوگوں کو پانچ سو احادیث سنائیں اور تین سو درہم صدقہ کئے۔

ایک دن امام بخاری حدیث بیان کر رہے تھے کہ ان کے ایک تلمیذ ابو معشر ضریر کو وہ حدیث بہت پسند آئی۔ وہ عالم کیف میں ہاتھ اور سر ہلانے لگے۔ ان کی اس حرکت پر امام بخاری مسکرا دیئے پھر بعد میں امام بخاری کو احساس ہوا اور ابو معشر ضریر سے معافی مانگی۔

امام بخاری فرماتے ہیں: میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن اللہ عزوجل مجھ سے غیبت پر مواخذہ نہیں فرمائے گا۔ اس میں اتنے محتاط تھے کہ نقد و جرح میں حالانکہ راویوں کے حالات بیان کرنا ضروری ہے مگر آپ نے اس موقع پر بھی انتہائی احتیاط کی یہاں تک کہ بدرجہ مجبوری اگر کسی کے کاذب ہونے کو ظاہر کیا ہے تو بطور حکایت مثلاً کذبہ فلاں رماہ بالکذب فلاں۔

ایک بار جب کہ فربر میں قیام تھا بخارا کے قریب ایک مسافر خانہ کی امام بخاری نے تعمیر شروع کی۔ خدام و معتقدین کو ساتھ لے کر کام شروع کیا کام شروع ہوا تو بہت سے لوگ رضا کارانہ طور پر کام کرنے کے لئے آ گئے انبوہ کثیر جمع ہو گیا۔ امام بخاری خود کام کرتے، اینٹیں اٹھاتے، دیوار میں لگاتے، ایک خادم نے عرض کیا! آپ رہنے دیں ہم لوگ کافی ہیں۔ فرمایا: یہ تکلیف آخرت میں نفع بخش ہوگی۔ کام کرنے والوں کے لئے امام بخاری نے ایک گائے ذبح کی۔ ہم فربر سے تین روپے کی روٹیاں لائے تھے۔ ایک روپے کی پانچ من کے حساب سے پندرہ من روٹیاں تھیں۔ آج کل کے حساب سے یہ کل روٹیاں چونتیس کلو گرام سے کچھ تھوڑی سی زائد تھیں۔ ابتدا میں امام بخاری کے ساتھ صرف سو آدمی تھے مگر اب تعداد بہت بڑھ گئی تھی، مگر امام بخاری کی کرامت کہ سب نے آسودہ ہو کر کھایا اور روٹیاں کافی بچ گئیں۔

امام بخاری کی فیاضی کا عالم یہ تھا کہ کبھی کبھی ایک دن میں تین تین سو درہم صدقہ کر دیا کرتے۔ مضاربت سے ان کی آمدنی

Marfat.com

پانسو ماہانہ تھی۔ یہ ساری رقم طلبہ پر صرف کر دیتے تھے۔ ایام تحصیل میں اپنے شیخ آدم بن ایاس کے یہاں تھے۔ کھانے پینے کا سامان ونقد سب خرچ ہوگیا اور گھر سے خرچ آنے میں دیر ہوگئی۔ ان دنوں انہوں نے گھاس کھا کر گزارا کیا کسی سے نہ سوال کیا کرتے، قرض بھی نہیں مانگا، تین دن یہی حال رہا تیسرے دن ایک اجنبی صاحب آئے جنہیں امام بخاری بھی نہ پہچانتے تھے اور اشرفیوں کی تھیلی نذر کی۔

عبادت وریاضت:

ان سب خوبیوں پر مستزاد یہ کہ بہت ہی زبردست عبادت گزار تھے۔ کثرت سے نوافل پڑھتے، شب بیداری کرتے، قرآن مجید کی تلاوت کا اتنا شوق تھا کہ گویا وہ روحانی غذا تھی۔ رمضان المبارک آجاتا تو تلاوت قرآن تقریباً چوبیس گھنٹے جاری رہتی' بعد عشاء تراویح کی ہر رکعت میں بیس آیات کی تلاوت کرتے۔ اس طرح پورا قرآن مجید پورا کرتے۔ پھر آدھی رات سے سحر تک دس پارے روز پڑھتے۔ دن میں روزانہ پورا قرآن مجید ختم کرتے۔ ان کا ارشاد ہے کہ ہر قرآن مجید کے ختم کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۴۸۲ طبقات الشافعیہ الکبریٰ ج ۲ ص ۹)

اس سے ان غیر مقلدین کو ہدایت حاصل کرنی چاہئے جو اپنے آپ کو امام بخاری کا کٹر مقلد ظاہر کرتے ہیں۔ مگر سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ روزانہ قرآن مجید مکمل پڑھتے تھے یہ ناجائز و بدعت ہے۔ امام اعظم کے اس ختم کو تو بدعت کہہ دیا' پھر امام بخاری کے اس عمل کو کیا کہیں گے کہ وہ روزانہ ایک ختم دس پارے، چار سو آیات کی تلاوت کرتے تھے۔

نیز غیر مقلدین نے آرام پسند کاہل افراد کو اپنے دام میں پھنسانے کے لئے تراویح بجائے بیس کے آٹھ رکعت کر دی ہیں وہ آئیں اور دیکھیں کہ امام بخاری بھی بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ اس لیے کہ قرآن میں کم از کم چھ ہزار آیتیں ہیں اور آٹھ رکعت میں کل ایک سو ساٹھ آیتیں بنتی ہیں اس طرح تیس رات میں کل چار ہزار ساٹھ آیتیں ہوئیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ امام بخاری آٹھ رکعت تراویح پڑھتے تھے تو لازم آئے گا کہ تراویح میں پورا قرآن ختم نہ کرتے' یہ روایت کے خلاف ہونے کے ساتھ خلاف سنت بھی ہے۔ سنت یہ ہے کہ کم از کم ایک ختم قرآن مجید پڑھا جائے جبکہ احناف کے مسلک پر بلا کسی دغدغے کے درست ہے۔ بیس رکعت میں بحساب فی رکعت بیس آیات چار سو آیتیں ہوئیں اور پندرہ دن میں چھ ہزار۔ اس طرح فی رکعت بیس آیات کے حساب سے قرآن مجید رمضان میں ضرور ختم ہو جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ لازم آئے گا کہ امام بخاری پندرہ ہی دن میں تراویح کے اندر ختم قرآن کر لیتے تھے۔ اس لزوم میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اس کا امکان ہے کہ پندرہ دن قرآن مجید اور پندرہ دن سورتوں میں تراویح پڑھتے ہوں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے ہدی الساری مقدمہ فتح الباری میں لکھا۔

اذا کان اول لیلة من رمضان یجتمع الیه — جب رمضان کی پہلی رات آتی تو ان کے اصحاب ان

Marfat.com

اصحابه فيصلي بهم و يقرأ في كل ركعة عشرين آية و كذالك الى ان يختم القرآن
کے پاس جمع ہوتے یہ انہیں پڑھاتے، ہر رکعت میں بیس آیتیں پڑھتے یہاں تک کہ قرآن ختم کرتے۔

(مقدمہ فتح الباری ص ۴۸۲)

یہ بھی ضروری نہیں کہ صرف ایک ہی قرآن ختم کرتے ہوں ہو سکتا ہے دو قرآن ختم کرتے ہوں۔ اس دوسرے احتمال پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ اگر رمضان انتیس دن کا ہو تو لازم آئے گا کہ کسی دن بیس کے بجائے چالیس آیتیں پڑھی جائیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باعتبار اغلب واکثر کے بیس آیتوں کو ذکر کیا گیا اور یہ تو اتنا اغلب واکثر ہے کہ انتیس دن میں صرف ایک دن کا تخلف ہے۔

عبادت میں استغراق:

ایک دفعہ کسی باغ میں امام بخاری کی دعوت تھی ظہر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے شروع کیے جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے کرتے کا دامن اٹھایا اور اپنے ایک ساتھی سے کہا: دیکھو تو میرے کرتے کے اندر کچھ ہے؟ انہوں نے دیکھا ایک بھڑ ہے جس نے سولہ سترہ جگہ ڈنک مارا ہے اور یہ سب جگہیں سوجھ گئی ہیں کسی نے کہا کہ پہلی بار جب اس نے ڈنک مارا تھا تو نماز کیوں نہیں توڑ دی؟ فرمایا: میں ایک سورہ پڑھ رہا تھا اسے پوری کئے بغیر نماز توڑنے کو جی نہیں چاہا۔ (قسطلانی ج اص ۳۱)

ادب واحترام:

ایک دفعہ امام بخاری مسجد میں حدیثیں بیان فرما رہے تھے کہ ایک شخص ؓ نے اپنی داڑھی میں لگے ہوئے تنکے کو نکال کر مسجد کے فرش پر ڈال دیا۔ امام بخاری نے لوگوں کی نظریں بچا کر اس تنکے کو اٹھا کر اپنی آستین میں رکھ لیا۔ لوگوں کے چلے جانے کے بعد اس تنکے کو مسجد کے باہر پھینکا۔ ان لوگوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے جو اپنے کپڑوں کو گرد سے بچانے کے لئے مسجد کی چٹائیاں جھاڑ کر مسجد کے فرش پر گرا دیتے ہیں۔ عالمگیری میں ہے کہ چٹائی کے گرد و غبار کو جھاڑ کر مسجد کے فرش پر گرانا منع ہے۔ یہ بالکل ایسا ہے جیسے کوئی اپنے پہنے ہوئے کپڑے سے گندگی پونچھ کر اپنے بدن پہ مل لے۔ اسے کون پسند کرے گا؟ اصل مسجد فرش ہے اور چٹائی وغیرہ اس کا لباس۔

اعتراف فضل:

امام بخاری کے کمال کی معراج یہ ہے کہ ان کے فضائل ومناقب کا اعتراف خود ان کے عہد کے تمام اساطین ملت وائمہ حدیث وارباب فضل وکمال نے کیا اور ان کے بارے میں ایسے ایسے عظیم الشان کلمات مدح وثناء کہے ہیں۔ جو امام بخاری کی جلالت شان کی دستاویز ہیں اور ان میں صرف تلامذہ واصاغر ہی نہیں بلکہ اساتذہ بھی ہیں اور معاصرین بھی۔ اگر ان تمام کلمات کو جمع کیا جائے تو ہزاروں صفحات ناکافی ہیں۔ علامہ ابن حجر جیسے علم کے بحر ناپید کنار نے یہاں تک لکھ دیا کہ امام بخاری کی عظمت شان میں اتنے کلمات کہے گئے ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو کاغذ وقلم ختم ہو جائیں گے مگر کلمات ختم نہ ہوں

Marfat.com

گے۔اس لئے کہ وہ ایسے بحر تھے جس کا کوئی ساحل نہیں۔

کلمات اساتذہ:

ابو مصعب احمد بن ابو بکر زہری نے کہا: محمد بن اسماعیل حدیث کی بصیرت اور حدیث کی سمجھ امام بن حنبل سے زیادہ رکھتے ہیں۔کسی نے اس پر تعجب کرتے ہوئے کہا آپ حد سے آگے بڑھ گئے تو ابو مصعب نے کہا اگر تم مالک کا زمانہ پاتے انہیں اور امام بخاری کو دیکھتے اور پہچانتے تو کہتے دونوں ایک ہی ہیں۔

قتیبہ بن سعید نے کہا: میں فقہاء، زہاد، عباد کے پاس بیٹھا میں نے ان جیسا کسی کو نہیں دیکھا وہ اپنے زمانے میں ایسے تھے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ میں۔امام احمد بن حنبل نے فرمایا: سرزمین خراسان نے بخاری جیسا آج تک پیدا نہیں کیا۔قتیبہ سے شراب کے نشہ سے مست کی طلاق کے بارے میں سوال ہوا اور اتنے میں امام بخاری آگئے' قتیبہ نے امام بخاری کی طرف اشارہ کر کے کہا! لو یہ احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، علی بن مدینی کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے یہاں بھیج دیا۔یعنی یہ تنہا ان تینوں ائمہ کا مجموعہ ہیں۔اسحاق بن راہو یہ ایک مرتبہ مسجد میں منبر پر بیٹھے ہوئے حدیث بیان کر رہے تھے امام بخاری بھی موجود تھے۔ ایک حدیث پر انہیں امام بخاری نے ٹوک دیا۔اسحاق بن راہو یہ نے امام بخاری کے قول کو مان لیا اور حاضرین سے فرمایا: اے محدثین اس جوان کو دیکھو! ان سے حدیثیں سیکھو اگر یہ امام حسن بصری کے زمانے میں ہوتے تو وہ بھی حدیث وفقہ کی معرفت میں ان کے محتاج ہوتے۔

علی بن مدینی نے کہا: بخاری نے اپنے مثل کو نہیں دیکھا۔ بخاری جس کی تعریف کر دیں وہ ہمارے نزدیک پسندیدہ ہے۔ حالانکہ علی بن مدینی وہ جلیل محدث ہیں کہ خود امام بخاری نے فرمایا: میں نے علی بن مدینی کے علاوہ کسی کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا نہیں جانا۔رجاء بن رجاء نے کہا: بخاری کی فضیلت علماء پر ایسی ہی ہے جیسے مردوں کی عورتوں پر' وہ اللہ کی آیتوں میں سے ایک آیت ہیں جو زمین پر چلتے ہیں۔

کلمات معاصرین:

یہ تو بہت ہوتا ہے کہ شفیق اساتذہ اپنے ہونہار تلامذہ کو نوازتے ہیں مگر ایک معاصر دوسرے معاصر کے فضل وکمال کا بہت کم اعتراف کرتا ہے۔اپنے اوپر تفوق تسلیم کرنا تو بہت دور کی بات ہے معاصرانہ چشمک مشہور ہے مگر امام بخاری کے فضل وکمال کا یہ زریں ورق ہے کہ ان کے معاصرین نے بھی نہایت صفائی اور تصریح کے ساتھ ان کے فضل وکمال بلکہ اپنے اوپر ان کی برتری کو بھی تسلیم کیا ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی نے کہا: میں نے حرمین، حجاز، شام، عراق کے علماء کو دیکھا مگر امام بخاری جیسا جامع کسی کو نہیں پایا۔وہ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ سمجھ والے ہیں۔

ابو الطیب حاتم بن منصور نے کہا: امام بخاری علم کی بصیرت اور عبور میں اللہ کی آیتوں میں سے ایک آیت ہیں۔امام

Marfat.com

ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے کہا: آسمان کے نیچے بخاری سے زیادہ حدیث جاننے والا کوئی نہیں۔ امام ترمذی نے کہا: علل و اسانید کا بخاری سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں۔ امام مسلم نے ان سے مخاطب ہو کر کہا: آپ کے مثل دنیا میں کوئی نہیں۔ پہلے امام مسلم کا قول گزر چکا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے پاؤں کو بوسہ دوں۔ استاذ الاستاذین، سیّد المحدثین، طبیب الحدیث فی عللہ، ابوعمر وخفاف نے کہا: بخاری نے اپنا مثل نہیں دیکھا یہ امام احمد اور اسحاق وغیرہ سے بیس درجے اعلم بالحدیث ہیں جو ان کی گستاخی کرے اس پر میری طرف سے ہزار لعنت۔

عبداللہ بن حماد آملی نے کہا: میری آرزو ہے کہ میں امام بخاری کے جسم کا ایک بال ہوتا اور جو شرف اس بال کو حاصل ہے مجھے حاصل ہوتا۔ سلیم بن مجاہد نے کہا: میں نے ساٹھ سال سے بخاری سے زیادہ فقیہہ اور پرہیز گار کسی کو نہیں دیکھا۔ موسیٰ بن ہارون حمال بغدادی نے کہا: اگر تمام اہل اسلام اکٹھے ہو کر یہ چاہیں کہ محمد بن اسماعیل جیسا کوئی پالیں تو یہ ناممکن ہے۔ رہ گئے تلامذہ اور بعد کے علماء نے کیا کیا؟ کہا اس کا سلسلہ اتنا دراز ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں۔

مشائخ اور ان کے طبقات:

امام بخاری کا فضل وکمال یہ بھی کچھ کم نہیں کہ انہوں نے علم حدیث کی تحصیل میں اس کا لحاظ نہیں کیا کہ ہم جس سے حدیث حاصل کر رہے ہیں یہ ہم سے بڑا ہے کہ برابر ہے کہ چھوٹا، انسان کے دماغ میں جب پندار کا غرور پیدا ہو جاتا ہے تو اپنے سے چھوٹے تو چھوٹے ہیں برابر تو برابر ہیں اپنے بڑوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتا ہے۔ جاہل رہنا پسند کرتا ہے، جہل مرکب میں گرفتار رہنا قبول کرتا ہے مگر دوسرے سے کچھ پوچھنا اپنی کسر شان سمجھتا ہے۔ یہ پندار انسان کو علم سے محروم رکھتا ہے۔ اکثر بے جا حیاء آڑے آجاتی ہے۔ مگر امام بخاری ان دونوں عیبوں سے پاک تھے۔ اس حدیث الکلمة الحکمة ضالة المؤمن حیث ما وجدھا فھو احق بھا علم مومن کی گمشدہ دولت ہے جہاں بھی پائے وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے (ابن ماجہ باب الحکمة) کے سچے عامل تھے اسی لئے ان کے اساتذہ کی فہرست میں جہاں اس وقت کے مسلم الثبوت مشائخ محدثین ہیں وہیں ان کے معاصرین وتلامذہ بھی ہیں۔ ان کے اساتذہ پانچ طبقات کے ہیں جن کی تعداد ایک ہزار اسی ہے۔

طبقہ اولیٰ

وہ مشائخ جو ثقات تابعین سے روایت کرتے ہیں جیسے محمد بن عبداللہ انصاری، مکی بن ابراہیم، انیس عبیدالدین موسیٰ اسماعیل بن ابی خالد اور نعیم صاحب حِلیہ وغیرہ۔

طبقہ ثانیہ:

وہ مشائخ جو طبقہ اولیٰ کے معاصرین ہیں مگر وہ ثقات تابعین سے روایت نہیں کرتے جیسے آدم بن ابی ایاس، ابو مسہر سعید بن ابی ریم اور ایوب بن سلیمان وغیرہ

Marfat.com

طبقہ ثالثہ:

وہ مشائخ جو کبار تبع تابعین سے روایت کرتے ہیں جیسے سلیمان بن حرب، قتیبہ بن سعید، نعیم بن حماد، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین، امام احمد بن حنبل وغیرہ۔

طبقہ رابعہ:

امام بخاری کے درس کے رفقاء جنہوں نے امام بخاری سے پہلے علم حدیث کی تحصیل شروع کی تھی جیسے ابوحاتم رازی، محمد بن عبدالرحیم، حمید بن حمید، احمد بن نضر، محمد بن یحییٰ ذہلی وغیرہ۔ امام بخاری نے اس وقت ان لوگوں سے روایت کی جب ان کے مشائخ وصال پا گئے اور جو احادیث ان کے پاس تھیں وہ کسی اور کے پاس نہ تھیں۔

طبقہ خامسہ:

اس طبقے میں وہ محدثین ہیں جو امام بخاری کے تلامذہ تھے جیسے عبداللہ بن حماد آملی، عبداللہ بن عباس خوارزمی، اور حسین بن محمد قبانی۔

تلامذہ:

اس زمانے میں حرمین طیبین کے سوا کوفہ، بصرہ، بغداد، نیشاپور، سمرقند، بخارا علوم دینیہ کے اہم مراکز تھے۔ ان شہروں میں امام بخاری بار بار گئے۔ بے شمار لوگوں کو حدیث پڑھائیں اور یہ سلسلہ ابتداء ہی سے شروع ہو گیا تھا جہاں جاتے لوگوں کو حدیث پڑھاتے اور ساتھ ہی ساتھ علم حدیث کی تحصیل بھی کرتے کبھی کبھی ہزار ہا کے مجمع میں حدیث املا کراتے۔ محمد بن صالح نے کہا: میں نے بغداد میں ان کی حدیثیں لکھنے والوں کا مجمع بیس ہزار تک دیکھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے تلامذہ بخارا سے لے کر حجاز، شام، مصر تک پھیل گئے۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۴۹۲)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا کہ جن لوگوں نے ان سے صحیح بخاری سنی ان کی تعداد نوے ہزار ہے۔ یہ صحیح بخاری کا حال ہے۔ اس کے علاوہ امام بخاری سے احادیث اخذ کرنے والوں کی کیا تعداد ہے؟ یہ آج کون شمار کر سکتا ہے۔ جب کہ اس عہد میں گنتی نہ ہو سکی۔

نیشاپور کا فتنہ:

جب ۲۵۰ ہجری میں بغداد سے امام بخاری نیشاپور آئے۔ اہل نیشاپور کو جب ان کی آمد کی خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے دو تین منزل آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ عوام وخواص، علماء وصلحاء ورؤسا سبھی تھے اور اس شان سے نیشاپور آئے کہ اس وقت تک اس شان وشوکت کا استقبال نیشاپور میں نہ کسی عالم کا ہوا تھا نہ کسی حاکم کا۔ یہ امام مسلم کا بیان ہے اس وقت نیشاپور میں محمد بن یحییٰ ذہلی مشہور محدث عوام وخواص کے مرجع اعظم تھے یہ بھی استقبال کرنے والوں میں تھے۔ بلکہ لوگوں کو اس کی ترغیب بھی

Marfat.com

دی۔انہوں نے لوگوں سے کہا: کل میں خود ان کے استقبال کو چلوں گا جس کا جی چاہے چلے۔نیشاپور میں آکر امام بخاری نے دارالبخارین میں قیام کیا۔امام ذہلی نے لوگوں کو تنبیہ کر دی تھی کہ امام بخاری سے علم کلام کا کوئی مسئلہ نہ پوچھنا۔خدانخواستہ اگر وہ ہمارے مسلمات کے خلاف کوئی بات کہہ دیں گے تو ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف ہو جائے گا جس پر خراسان کے رافضی، ناصبی، جہمی، مرجی ہنسیں گے۔

امام بخاری نے جب احادیث کا درس دینا شروع کیا تو لوگ جوق در جوق آنے لگے۔اتنی بھیڑ ہونے لگی کہ دار ہی نہیں بام و در بھر گئے۔دوسری درسگاہیں خالی ہو گئیں یہ وہ زمانہ تھا کہ معتزلہ نے خلق قرآن کا مسئلہ پوری دنیائے اسلام میں پھیلا رکھا تھا۔اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ قرآن اللہ عزوجل کا کلام ہے۔جس طرح اس کی ساری صفات قدیم و غیر مخلوق ہیں اسی طرح قرآن بھی قدیم وغیر مخلوق ہے۔اس کے برخلاف معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ قرآن مخلوق ہے۔یہ اختلاف بغداد میں اٹھا اور پورے بلاد اسلامیہ میں پھیل گیا۔اس سلسلے میں متشدد حنابلہ یہاں تک آگے بڑھ گئے کہ ہماری قرأت کو بھی غیر مخلوق کہنے لگے۔ یہ مسئلہ خواص سے بڑھ کر عوام میں بھی پھیل چکا تھا۔معتزلی وغیر معتزلی کی علامت بن چکا تھا۔

ابھی نیشاپور میں امام بخاری کو درس حدیث دیتے ہوئے دو تین دن ہی گزرے تھے کہ کسی نے بھری مجلس میں ان سے سوال کر دیا۔قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟

امام بخاری نے اس سے مونہہ پھیر لیا اور کوئی جواب نہیں دیا اس نے تین بار پوچھا ہر بار امام بخاری نے مونہہ پھیر لیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ جب اس شخص نے بہت الحاح کے ساتھ اصرار کیا تو امام بخاری نے یہ جواب دیا۔قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے اور بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور امتحان بدعت ہے۔

اس پر اس شخص نے فساد مچا دیا یہاں تک کہ آپس میں مار پیٹ کی نوبت آگئی گھر والوں نے بیچ بچاؤ کر کے مجمع کو ہٹایا۔

بعض روایتوں میں ہے کہ نیشاپور کے بعض مشائخ نے جب دیکھا کہ امام بخاری کے آتے ہی ہماری مجلسیں اجڑ گئیں تو انہوں نے اس سائل کو سکھا کر بھیجا تھا چونکہ ذہلی ان بزرگوں میں سے تھے جو ہماری تلاوت کو بھی غیر مخلوق مانتے تھے۔اس لئے انہوں نے یہ اعلان کر دیا جو شخص قرآن کو غیر مخلوق کہتا ہے وہ بدعتی ہے۔اس سے میل جول، سلام، کلام بند کر دیا جائے۔اب جو محمد بن اسماعیل کے یہاں جائے اسے متہم جانو کیونکہ ان کی مجلس میں وہی جائے گا جو ان کے مذہب پر ہوگا۔امام بخاری لاکھ کہتے رہے کہ میں نے یہ نہیں کہا مگر اب ان کی یہ بات سننے والا کون تھا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امام مسلم اور احمد بن مسلمہ کے سوا تمام لوگوں نے امام بخاری کے یہاں جانا چھوڑ دیا۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ ذہلی نے یہ کہا: جو یہ کہے ہماری مجلس میں نہ آئے۔امام مسلم موجود تھے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے ان کے ساتھ احمد بن مسلمہ بھی چلے آئے۔امام مسلم نے وہاں سے آتے ہی ذہلی سے جتنی احادیث لکھی تھی۔سب اونٹ پر لاد کر واپس کر دیں۔امام مسلم نے اپنی صحیح میں، ذہلی کی کوئی روایت نہیں لی ہے۔اس کی وجہ یہی ناراضگی بتائی جاتی ہے مگر حیرت اس پر ہے کہ اس کے بالمقابل انہوں نے امام بخاری کی بھی کوئی روایت نہیں لی ہے۔ یہ بھی

Marfat.com

روایت ہے کہ جب امام مسلم اور احمد بن مسلمہ ذہلی کی مجلس سے پہلے آئے تو ذہلی نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ شخص (بخاری) میرے ساتھ شہر میں نہیں رہے گا۔اس کے بعد احمد بن مسلمہ، امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ کہا: یہ شخص یعنی ذہلی پورے خراسان خاص کر اس شہر میں مقبول ہے۔ہم میں سے کسی میں یہ طاقت نہیں کہ اس سے اس معاملہ میں بات کر سکے آپ نے کیا سوچا ہے؟ یہ سن کر امام بخاری نے اپنی داڑھی مٹھی میں لی اور کہا!

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد اللھم انك تعلم انی لم اردالمقام بنیشا بورا شرا ولا بطر اولا طلبا للریاسة

(مقدمہ فتح الباری ص۴۹۲)

میں اپنے معاملہ کو اللہ عزوجل کے سپرد کرتا ہوں جو بندوں کو دیکھتا ہے۔اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے نیشاپور میں قیام کا ارادہ اپنی بڑائی و بزرگی ظاہر کرنے اور ریاست حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا۔

ذہلی نے حسد کی وجہ سے ایسا کیا ہے اب میں اپنے وطن چلا جاؤں گا۔اے احمد! میں کل صبح ہی کوچ کر جاؤں گا۔

بخارا کو واپسی:

نیشاپور سے امام بخاری اپنے وطن کی طرف چلے، جب بخارا والوں کو معلوم ہوا تو مسرت کی لہر دوڑ گئی۔تین میل دور تک شامیانے ،نصب کئے گئے۔تمام شہر والے استقبال کو نکلے اور امام بخاری پر، موتیوں کو نچھاور کرتے ہوئے بخارا لائے۔

اپنے وطن آکر امام پورے اطمینان وسکون کے ساتھ درس حدیث دینے لگے۔تشنگانِ علم حدیث ہر چہار طرف سے ٹوٹ پڑے۔ چھ سال تک امام بخاری کا فیضان جاری رہا۔مگر حاسدین نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔اس وقت حکومت عباسیہ کی طرف سے بخارا کا والی خالد بن احمد ذہلی تھا۔اس کو امام بخاری سے برگشتہ کرنے کے لئے حاسدین نے کہا: آپ امام بخاری سے کہیے کہ وہ آپ کے صاحبزادوں کو آپ کے محل میں آکر اپنی جامع اور تاریخ پڑھا دیں۔خالد نے امام بخاری کے پاس یہ پیغام بھیجا تو امام بخاری نے جواب دیا: یہ علم حدیث ہے میں اسے ذلیل نہیں کروں گا۔اگر آپ کو خواہش ہے کہ آپ کے بچے مجھ سے پڑھیں تو اپنے بچوں کو میری مجلس میں بھیج دیں تاکہ دوسرے طلبہ کے ساتھ وہ بھی پڑھیں۔خالد نے کہلا بھیجا اگر آپ میرے محل میں نہیں آسکتے تو میں اپنے بچوں کو آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا مگر جب یہ پڑھنے حاضر ہوں تو ان کے ساتھ کوئی دوسرا نہ ہو بلکہ ان کو تنہا پڑھائیں۔میرے فرستادے چوبدار دروازے پر متعین رہیں گے کسی کو اس وقت اندر نہ جانے دیں گے۔امام بخاری نے اسے بھی پسند نہ فرمایا۔اور فرمایا: علم میراثِ رسول ہے اس پر ہر امتی کا حق برابر ہے میں کسی کی تخصیص نہیں کروں گا اس سے وہ امام بخاری پر غضب ناک ہو گیا۔اور بخارا سے جلاوطنی کا حکم دے دیا)۔

وفات:

امام بخاری جلاوطنی کا حکم سننے کے بعد بخارا سے نکلے۔جب سمرقند والوں کو معلوم ہوا! امام بخاری وطن چھوڑ رہے ہیں تو انہوں نے خط لکھ کر درخواست کی کہ ہمارے یہاں تشریف لاکر ہمیں عزت بخشیں۔امام بخاری نے سمرقند کا رخ کیا جب سمرقند

Marfat.com

کے قریب ایک موضع خرتنگ پہنچے تو اطلاع ملی کہ سمرقند میں بھی ان کے بارے میں اختلاف ہو گیا ہے۔ خرتنگ میں امام بخاری کے کچھ رشتہ دار بھی تھے۔ آپ نے وہیں عارضی طور پر اس وقت کے لئے قیام فرمانے کا ارادہ کر لیا جب تک باشندگان سمرقند کوئی آخری فیصلہ نہ کر لیں۔

پیہم حوادث وشورش نے امام بخاری کے صبر کا پیمانہ لبریز کر دیا۔ دنیا سے اکتا گئے۔ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد سوز قلب سے یہ دعا کی۔

اللھم قد ضاقت علی الارض بما رحبت فاقبضنی الیك (مقدمہ فتح الباری ص ۴۹۴)

اے اللہ! زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی ہے۔ مجھے اپنی طرف اٹھا لے۔

چند دن کے بعد بیمار پڑ گئے۔ اسی اثناء میں سمرقند سے قاصد آیا کہ آپ سمرقند تشریف لائیں۔ امام بخاری سمرقند جانے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ مگر سمرقند کے قاصد کے ساتھ ساتھ پیک اجل بھی آ رہا تھا۔ سمرقند جانے کے لئے اٹھے، موزے پہنے، عمامہ باندھا، آپ کے میزبان غالب بن جبریل بازو پکڑ کر سواری تک لے چلے۔ بمشکل بیس قدم چلے ہوں گے کہ فرمایا: مجھے چھوڑ دو مجھ پر ضعف طاری ہو گیا ہے۔ غالب کا بیان ہے ہم نے چھوڑ دیا تو آپ نے کچھ دعائیں پڑھیں اور لیٹ گئے۔ لیٹتے ہی روح جوار قدس میں پرواز کر گئی۔ وصال کے بعد جسم اقدس سے پسینہ نکلنا شروع ہوا اتنا نکلا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا اور کفن پہناتے وقت تک نکلتا رہا۔ وصیت فرمائی تھی کہ مجھے تین کپڑوں میں کفن دینا جن میں نہ کرتا ہو یعنی سلا ہوا نہ عمامہ، اسی کے مطابق عمل ہوا تیرہ دن کم باسٹھ سال کی عمر میں ہفتہ کے دن یکم شوال کی رات آپ کا وصال ہوا۔ عید الفطر کے دن بعد نماز ظہر اس گنجینہ کرامت کو ہم نے دفن کیا۔

مزار پاک:

دفن کے بعد قبر اطہر سے مشک کی خوشبو اٹھتی تھی۔ لوگ دور دور سے آ کر مزار پاک کی مٹی لے جانے لگے جس سے گڑھا ہو گیا۔ عقیدت مندوں نے لکڑی کا احاطہ بنا دیا پھر لوگ احاطے کے باہر کی مٹی لے جانے لگے۔ اس ظاہر و باکرامت کے بعد بہت سے مخالفین مزار اقدس پر آئے اظہار ندامت اور توبہ کی۔ (ایضاً)

امام بخاری کی وفات کے ایک سال بعد سمرقند میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے بار بار نماز استسقاء پڑھی، دعائیں مانگیں مگر بارش نہ ہوئی۔ بالآخر ایک مرد باخدا نے سمرقند کے قاضی سے جا کر کہا! تم شہر والوں کو لے کر امام بخاری کے مزار پر حاضر ہو جاؤ اور وہاں دعا مانگو امید ہے کہ اللہ عزوجل تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔ قاضی شہر باشندگان سمرقند کو لے کر امام بخاری کے مزار پاک پر حاضر ہوئے۔ لوگوں نے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ رو رو کر بارش کے لئے دعائیں کیں۔ امام بخاری سے درخواست کی کہ دعاء کے قبول ہونے کی سفارش کر دیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ فضاء پر بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ مسلسل سات دن تک ایسی بارش ہوئی کہ ان لوگوں کو اپنے گھر سمرقند جانا ممکن نہ ہوا۔ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۲ ص

Marfat.com

۱۵)اسی کو حدیث میں فرمایا:

لن تخلوا الارض من ثلثين مثل ابراهيم بهم تغاثون وبهم ترزقون وبهم تمطرون
(ابن حبان عن ابی ہریرہ)

ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے مشابہت رکھنے والے تیس شخص زمین پر ضرور رہیں گے انہیں کی بدولت تمہاری فریادسنی جائے گی اور انہیں کے سبب رزق پاؤ گے اور انہیں کی برکت سے بارش دیئے جاؤ گے۔

امام بخاری کی تاریخ ولادت صدق ۱۹۴ ہے اور تاریخ وفات نور ۲۵۶ اور مدت عمر کی تاریخ حمید ۶۲ ہے۔ کسی نے ان سب پر جامع ایک رباعی کہی ہے۔

كان البخاری حافظا و محدثا جمع الصحيح مكمل التحرير
ميلاده صدق ۱۹٤ و مدة عمره فيها حميد ٦٢ و انقضى فی نور ۲٥٦

اسی قسم کی جامع تاریخ کسی نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی نکالی ہے۔

ان باز الله اشهب جاء فی عشق ٤٧٠ ومات فی كمال ٩١

بارگاہِ رسالت میں امام بخاری کی مقبولیت:

محبوب خدا کی محبت ایمان کی جان ہے۔ امام بخاری کو محبوب رب العالمین سے جو محبت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ ان کے ارشادات' ان کے افعال' ان کے احوال' ان کے حلیۂ جمال کے ایک ایک نقش و نگار کی تلاش اور جمع اور پھر اسے پوری دنیا میں پھیلانے کی سعی پیہم میں گزارا۔ اس کے لئے انہوں نے وطن سے دوری' احباب سے مفارقت سفر کی صعوبتیں، حریفوں کے تلخ و ترش حملے سب کچھ انتہائی خندہ پیشانی سے برداشت کئے۔ کیا یہ سب اسیر محبت کے سوا اور کسی کے بس کی بات ہے؟

امام بخاری کے پاس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک تھے جسے وہ اپنے ملبوسات میں رکھتے۔ جب امام بخاری کا یہ حال تھا تو رحمۃ للعالمین کی عنایتیں اور کرم فرمائیاں تو سب پر عام ہیں امام بخاری پر کیوں نہ ہوتیں۔ وراق کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے خواب دیکھا کہ امام الانبیاء کہیں جا رہے ہیں پیچھے امام بخاری بھی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک اٹھانے کے بعد وہیں امام بخاری بھی قدم رکھتے ہیں جہاں سے قدم مبارک اٹھا ہے۔

امام بخاری کے مشہور تلمیذ فربری کا بیان ہے میں نے خواب دیکھا کہ میں کہیں جا رہا ہوں ناگہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ عرض کیا! محمد بن اسماعیل کے یہاں' فرمایا: جاؤ ان سے میرا اسلام کہنا۔

عبدالواحد بن آدم طواویسی نے بیان کیا میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک جگہ کھڑے ہیں جیسے کسی کی انتظار ہے۔ میں نے دریافت کیا حضور کس کی انتظار ہے؟ فرمایا: بخاری

Marfat.com

کی۔طواویسی کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد خبر ملی کہ امام بخاری کا وصال ہوگیا ہے۔ مجھے تحقیق کے بعد معلوم ہوا! جس رات زیارت اقدس سے مشرف ہوا تھا وہی رات امام بخاری کے وصال کی تھی۔جس کا استقبال شہنشاہ کونین اپنے صحابہ کے ساتھ عالم بالا میں کریں اس کی عظمتوں کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔(مقدمہ فتح الباری ص۴۹۴)

فقہی مذہب:

امام عبدالوہاب تقی الدین سبکی نے طبقات الشافعیہ میں امام بخاری کا ذکر کیا ہے اس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ شافعی تھے۔ان کی کتاب بھی اس کی ایک طرح تائید کرتی ہے کیونکہ اس کی اکثر احادیث امام شافعی کے مذہب کی مؤید ہیں وہ لکھتے ہیں:

ابوعاصم عبادی نے امام بخاری کو اپنی کتاب الطبقات میں ذکر کیا اور لکھا ہے کہ امام بخاری نے زعفرانی، ابوثور اور کرابیسی سے حدیث سنی ہے علامہ سبکی نے اضافہ کیا کہ مکے میں حمیدی سے شافعی فقہ حاصل کیا۔یہ چاروں حضرات امام شافعی کے اصحاب میں سے ہیں۔(الطبقات الشافعیہ ج۲ص۳-۴)

امام بخاری، امام شافعی سے اپنی صحیح میں البتہ روایت نہیں کرتے اس لئے کہ امام شافعی کا ادھیڑ عمر میں وصال ہوگیا تھا اور امام بخاری کی ملاقات امام شافعی کے ہمعصروں سے ہوگئی تھی ان سے حدیثیں لیں اور روایت کیں۔اگر امام شافعی سے روایت کرتے تو لامحالہ امام شافعی اور امام بخاری کے مابین ایک راوی کا اضافہ ہوجاتا اور سند بڑھ جاتی جس سے تنزل ہوجاتا۔اس سے معلوم ہوا! سند میں جتنا کم واسطہ ہوا تنی ہی سند عالی ہوتی ہے اور وہ قابل لحاظ ہے۔

اور یہی رائے حضرت علامہ شہاب الدین احمد خطیب قسطلانی کی بھی ہے۔(ج۱ص۳۱) ان دونوں کی بنیاد ابوعاصم عبادی کے اوپر تھے۔یہ امام بخاری سے بہت قریب ہیں۔امام بخاری کے سو سال کے بعد ان کی پیدائش ۳۵۷ ہجری میں ہوئی۔اس لئے اس بارے میں ابوعاصم کی رائے بعد والوں کے بہ نسبت زیادہ وزنی ہے۔

نواب صدیق حسن ابجد العلوم میں لکھتے ہیں۔

ونذکر بعد ذلك نبذ امن ائمة الشافعية وهولاء صنفان احدهما من تشرف صحبة الامام الشافعي والآخر من تلاهم من الائمة، امام الاول فمنهم احمد الخلال، ابوجعفر البغدادي، وامام الصنف الثاني فمنهم محمد بن ادريس، ابوحاتم الرازي، محمد بن اسماعيل البخاري و محمد بن الحكيم الترمذي(ص۸۱۱)

اس کے بعد ہم کچھ ائمہ شوافع کا ذکر کرتے ہیں یہ دو قسم کے ہیں، ایک وہ جنہوں نے امام شافعی کی صحبت پائی دوسرے وہ جو ان کے بعد آئے۔پہلی قسم میں احمد بن خلال، ابوجعفر بغدادی ہیں اور دوسری قسم میں محمد بن ادریس، ابوحاتم رازی، محمد بن اسماعیل بخاری، محمد بن حکیم ترمذی ہیں۔

Marfat.com

لیکن امام بخاری جہاں اکثر احادیث امام شافعی کے مذہب کے مواقف لائے ہیں وہیں بہت سے مسائل میں ان سے اختلاف بھی کیا ہے۔اس کے برخلاف ابوالحسن بن العراقی نے کہا کہ یہ حنبلی تھے۔امام بخاری نے خود بیان کیا میں آٹھ بار بغداد گیا اور ہر بار امام احمد کے پاس بیٹھا۔آخری بار جب میں رخصت ہونے لگا تو فرمایا: اے ابوعبداللہ! علم اور قدرداں لوگوں کو چھوڑ رہے ہو اور خراسان جارہے ہو۔جب بخارا سے جلاوطن ہوئے تو نہایت حسرت سے فرماتے اب امام احمد کا قول یاد آرہا ہے۔

ابوعاصم کی دلیل گزر چکی کہ انہوں نے اس بناء پر امام بخاری کو شافعی کہا کہ انہوں نے امام شافعی کے تلامذہ سے اخذ علوم کئے۔حتیٰ کہ فقہ شافعی بھی ان کے تلمیذ حمیدی سے پڑھی اور ابوالحسن بن العراقی نے بھی امام احمد سے تلمذ کی بناء پر ان کو حنبلی کہا۔

ظاہر ہے کہ محض تلمذ کی بناء پر کسی کے متعلق استاذ کا مقلد ہونے کا دعویٰ درست نہیں۔ان کی کتاب نظر کے سامنے ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مذہباً نہ شافعی ہیں اور نہ حنبلی بلکہ سب سے الگ ان کا ایک مذہب ہے۔اس لئے ہم علامہ ابن عابدین شامی اور اپنے دیگر اکابر کی اس رائے سے متفق ہیں کہ وہ مجتہد مطلق تھے۔

علامہ شامی نے ''عقود اللآلی فی مسند العوالی'' میں امام بخاری کے مجتہد ہونے کی تصریح کی ہے۔علاوہ ازیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے صاحبزادے حضرت شیخ نورالحق محدث جلیل نے تیسیر القاری میں بھی اس کا اشارہ دیا ہے فرماتے ہیں:

> گفتہ اند کہ وی در زمان خود در حفظ احادیث و اتقان آں و فہم معانی کتاب و سنت و حدت ذہن و جودت بحث و وفور فقہ و کمال زہد و غایت ورع و کثرت ابلاغ بر طرق حدیث و علل آں دقت نظر و قوت اجتہاد و استنباط فروع از اصول نظیر نداشت

علامہ سخاوی کا بھی یہی مختار ہے۔(تیسیر القاری فی شرح البخاری الجزء الاول ص ۳)

Marfat.com

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی صحیح بخاری

تمام کتب حدیث میں جس کتاب کو سب پر صحت وقوت کے اعتبار سے فوقیت حاصل ہے وہ جامع صحیح بخاری ہے۔ یہی اکثر محدثین کی رائے ہے۔ حتیٰ کہ یہ مقولہ تقریباً متفق علیہ ہے۔ ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری'' البتہ بعض مغاربہ صحیح مسلم کو بخاری پر فوقیت دیتے ہیں۔ حافظ ابوعلی نیشاپوری نے کہا کہ صحیح مسلم سے بڑھ کر آسمان کے نیچے کوئی کتاب نہیں اور بعض ان دونوں کو ایک درجے میں رکھتے ہیں۔ مگر صحیح یہی ہے کہ بخاری شریف کو تمام کتب حدیث پر صحت وقوت میں ترجیح ہے رہ گئی صحیح مسلم تو اس کی فوقیت، حسن بیان، جودت وضع، خوبی ترتیب اور اسناد میں دقیق اشارات اور بہترین نکات کی رعایت میں ہے۔

باعتبار صحت کے بخاری، صحیح مسلم پر بدرجہا فائق ہے۔ اس لئے کہ حدیث کے صحیح ہونے کا مدار اتصال سند، اتقان رواۃ' عدم شذوذ ونکارت ودیگر علل وسقم سے خالی ہونے پر ہے اور اس بناء پر صحیح بخاری، صحیح مسلم سے بہت آگے ہے۔

اتصال سند کی قوت دونوں کی شرائط سے ظاہر ہے۔ امام بخاری معاصرت کے ساتھ لقا بھی شرط کرتے ہیں اور امام مسلم صرف معاصرت۔ اگرچہ صرف معاصرت اتصال کے لئے کافی ہے مگر لقا سے جو قوت زائد ہوگی وہ کسی پر مخفی نہیں۔

اتقان رجال کی بات یہ ہے کہ اولاً امام بخاری طبقہ ثانیہ یعنی ان تلامذہ سے جو شیخ کی خدمت میں کم رہے بہت کم روایت کرتے ہیں وہ بھی چن چن کر' اور امام مسلم طبقہ ثانیہ کی روایت بلا جھجک لاتے ہیں۔

ثانیاً وہ رواۃ جن سے صرف امام بخاری روایت کرتے ہیں وہ چھ سوتیں ہیں۔ ان میں صرف اسی ضعیف ہیں اور جن سے صرف امام مسلم روایت کرتے ہیں وہ چھ سوبیس ہیں۔ جن میں ایک سوساٹھ ضعیف ہیں۔

ثالثاً امام بخاری کے جو راوی ضعیف ہیں وہ ان کے براہِ راست استاذ ہیں جن کے حالات کو وہ خود جانتے ہیں اور ان کو اچھی طرح پرکھ سکتے ہیں۔ برخلاف امام مسلم کے کہ ان کے جن راویوں پر حکم ضعف ہے وہ بالواسطہ شیخ ہیں۔ یہ خود ان کو اچھی طرح پرکھ نہیں سکتے تھے۔

رابعاً مجروح راویوں سے امام بخاری نے بہت کم روایت کی ہے۔ جبکہ امام مسلم نے بہت زیادہ کی ہے۔

عدم شذوذ وعدم علل قادحہ کی جہاں تک بات ہے تو اس سلسلے میں جو اعداد وشمار ہیں وہ یہ ہیں بخاری کی صرف اسی احادیث

Marfat.com

میں یہ نقص نکالا گیا ہے اور مسلم کی ایک سو تیس میں۔ اس لحاظ سے بھی صحیح بخاری صحیح مسلم پر فوقیت رکھتی ہے۔ یہ بات صرف موازنہ کی حد تک ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ صحیحین اپنی نظیر آپ ہیں۔

وجہ تصنیف:

تابعین کے اخیر دور میں باقاعدہ مرتب مبوب احادیث کی کتابیں تصنیف ہونی شروع ہو گئی تھیں۔ تبع تابعین میں یہ کام اور زیادہ ترقی کر گیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ کی کتاب الآثار، امام مالک کی موطا، جامع سفیان ثوری، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، عبداللہ بن مبارک کی کتاب، وکیع کی کتاب، امام شافعی کی کتاب، مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ۔ مگر اب تک جتنی کتابیں لکھی گئیں کسی میں یہ التزام نہیں تھا کہ صرف صحیح احادیث ہی لکھی جائیں۔ مصنفین نے ہر قسم کی احادیث جمع کر دی تھیں۔ اس کی شدید ضرورت تھی کہ کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جس میں مصنف صرف انہیں حدیثوں کو جگہ دے جو صحیح ہوں۔

اس ضرورت کا احساس امام بخاری کے استاذ اسحاق بن راہویہ کو ہوا۔ انہوں نے ایک دن اپنے تلامذہ سے فرمایا: اگر تم لوگوں سے ہو سکے تو کوئی ایسی کتاب مختصر لکھ دو جس میں صرف صحیح احادیث ہی ہوں۔ اس وقت امام بخاری بھی اس مجلس میں حاضر تھے۔ ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اسی وقت طے کر لیا کہ میں ایسی کتاب لکھوں گا۔

اس کے علاوہ اس کا باعث امام بخاری کا ایک خواب بھی ہے۔ انہوں نے خود بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں خدمت اقدس میں کھڑا ہوں میرے ہاتھ میں پنکھا ہے اور میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے مکھیاں ہانک رہا ہوں۔ کسی معبر سے تعبیر پوچھی تو اس نے تعبیر دی کہ آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جھوٹ دفع کریں گے۔ اس خواب نے مجھے اس پر ابھارا کہ ایک جامع صحیح لکھوں۔

تصنیف کی غرض:

احادیث صحیحہ کا جمع کرنا' اپنے عقائد و معمولات کا بیان اور ان پر حتی الوسع احادیث سے استدلال، عقائد و اعمال میں اپنے مخالفین کا رد پہلا مقصد بالکل ظاہر ہے۔ دوسرا اور تیسرا مقصد احادیث کے ابواب سے ظاہر ہے اور امام بخاری کے کلمات سے بھی جو انہوں نے جگہ جگہ ارشاد فرمائے ہیں کتنے ابواب ایسے ہیں جن کی تائید میں کوئی حدیث نہیں لا سکے۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام بخاری پہلے باب قائم کرتے ہیں پھر اس کے مطابق حدیث تلاش کرتے ہیں اگر مل جاتی ہے تو لکھ لیتے ہیں نہیں ملتی تو بھی باب جوں کا توں چھوڑ دیتے ہیں۔ شاید اس امید پر کہ اگر کوئی حدیث مل جائے گی تو بعد میں یہاں درج کر دیں گے لیکن اخیر عمر تک نہیں ملی تو باب یوں ہی رہ گیا۔

ہمارے بتائے ہوئے تیسرے مقصد پر سینکڑوں ابواب شاہد ہیں۔ خصوصیت سے کتاب الایمان کے ابواب اور کتاب الحیل پوری کی پوری آپ غور کریں ابتداء ہی میں عمل کے گھٹنے، بڑھنے پر اور یہ کہ ایمان قول بھی ہے اور عمل بھی۔ بھر پور زور صرف فرما دیا چونکہ اس مضمون کی کوئی حدیث نہیں تھی تو اقوال صحابہ و تابعین سے اس کو ثابت کرنے میں اپنی دانست میں کوئی کمی اٹھا

Marfat.com

نہیں رکھی۔ مگر اس کے بعد بھی انہوں نے اس سے متعلق دسیوں باب باندھے ہیں۔ مثلاً قیام لیلۃ القدر من الایمان، الجھاد من الایمان، تطوع قیام رمضان من الایمان، صوم رمضان احتسابا من الایمان، الصلوٰۃ من الایمان، زیادۃ الایمان و نقصہ، الزکوٰۃ من الاسلام، اتباع الجنائز من الایمان، اداء خمس من الایمان، باب ماجاء ان الاعمال بالنیۃ والحسبۃ وبکل امرأ ما نوٰی فدخل فیہ الایمان والوضوء والصلوٰۃ والزکوٰۃ والحج و الصوم والاحکام۔

اور کتاب الحیل کا مقصد تو بالکل کھلا ہوا ہے کہ وہ صرف امام بخاری نے اپنے غضب وجلال ظاہر کرنے کے لئے لکھی ہے لیکن بزرگوں کے ہر کام میں برکت ہی برکت ہوتی ہے۔ ان ابواب کی برکت سے ہمیں احادیث کے وہ گراں قدر تحفے ملے جو دوسری جگہ بھی ہیں مگر امام بخاری والی بات کہاں؟ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ وجزی عنی وعن جمیع اھل الاسلام خیر الجزاء۔

ادب اور اہتمام:

امام بخاری کو چھ لاکھ احادیث یاد تھیں۔ ان میں اچھی سے اچھی عمدہ سے عمدہ ترصحیح سے اصح اعلیٰ سے اعلیٰ تر کو منتخب کر کے اس عظیم تصنیف میں رکھی ہیں اور انتخاب میں انہیں اپنی معلومات کے ایک ایک نقطے کو صرف کر کے اپنی فکر و تدبیر کی آخری حد کو چھو کر بھی اطمینان نہ ہوتا تو اللہ عزوجل کے حضور استخارہ کرتے پھر صفحہ قرطاس کے حوالے کرتے۔

تصنیف و تالیف کے لئے جتنی تنہائی ہو بہتر ہے مگر امام بخاری نے اسے بھری مسجد حرام اور مسجد نبوی میں لکھا۔ ایک بار مطمئن نہ ہوئے تو تین بار لکھا۔ یہ سب وہی اعلیٰ سے اعلیٰ ترصحیح سے اصح کے انتخاب کے لئے تھا۔ وہ خود فرماتے ہیں۔

مجھے چھ لاکھ حدیثیں یاد ہیں ان میں چن چن کر سولہ سال میں اس جامع کو میں نے لکھا ہے اور اسے میں نے اپنے اور اللہ کے درمیان حجت بنایا ہے۔ میں نے اپنی اس کتاب میں صرف صحیح احادیث داخل کی ہیں اور جن صحیح حدیثوں کو میں نے اس خیال سے کہ کتاب بہت طویل نہ ہو جائے ترک کر دیا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہیں۔

امام بخاری نے یہ کتاب کہاں لکھی اس کے بارے میں انہوں نے خود فرمایا: میں نے اسے مسجد حرام میں اس طرح لکھا ہے کہ ہر حدیث کے لکھنے سے پہلے غسل کرتا پھر دو رکعت نفل پڑھتا پھر استخارہ کرتا جب کسی حدیث کی صحت پر دل جمتا تو اسے کتاب میں درج کرتا۔

لیکن اس پر اشکال یہ ہے کہ وہ مسجد حرام میں سولہ سال کبھی نہ رہے بلکہ متفرق طور پر ان کا مکہ معظمہ میں جو قیام رہا اس کی مجموعی مدت بھی سولہ سال نہیں۔

اس کا جواب علامہ ابن حجر نے یہ دیا کہ انہوں نے تصنیف کی ابتداء مسجد حرام میں کی پھر جہاں گئے اسے لکھتے رہے اور ایک توجیہ یہ بھی ہے جو ہمارے مشائخ نے کی ہے کہ اس کا مسودہ مختلف بلاد میں لکھا۔ مسجد حرام میں بیٹھ کر اس کا مبیضہ کیا ہے۔

Marfat.com

تراجم ابواب کے لئے صرف ایک روایت ہے کہ اسے امام بخاری نے مزار اقدس و منبر مبارک کے مابین ریاض الجنہ میں بیٹھ کر اصل کتاب میں منتقل کیا ہے۔ غالباً اسی وقت کے بارے میں یہ روایت ہے کہ میں اس کتاب میں کسی حدیث کے لکھنے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتا ہوں کہ یہ آپ کا ارشاد ہے یا نہیں؟ جب حضور فرماتے ہاں تو لکھتا۔ (اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۰)

اور میرے خیال میں سب سے اچھی توجیہ یہ ہے کہ امام بخاری نے پہلے مسودہ تیار کیا جن میں ابواب اور ابواب سے مناسب احادیث جمع کیں۔ یہ مختلف بلاد میں تیار کیا پھر مسجد حرام میں حاضر ہو کر اس مسودہ میں جو احادیث تھیں ان کو مبیضہ کیا۔ ابواب کی جگہ خالی رکھی اور حرم نبوی میں حاضر ہو کر ترجمے کو اصل کتاب میں منتقل کیا۔ اس لئے کہ ترجمے کے بارے میں جو لفظ وارد ہے وہ یہ ہے۔

حول تراجم جامعه بين قبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم و منبره وكان يصلي لكل ترجمة ركعتين (مقدمہ فتح الباری وغیرہ ص ۴۹۰)

اس کتاب کے تراجم ابواب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پاک اور منبر اقدس کے مابین منتقل کیا اور ہر ترجمے کے لئے دو رکعت نماز پڑھتے

حول کا ترجمہ سوائے منتقل ہونے کے اور کچھ نہیں بنتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ترجمے کا کوئی مسودہ پہلے سے تھا۔ اس سے تحویل کر کے لکھتے تھے۔ تحویل کی دوسری تعبیر یہی ہے کہ اس کو منتقل کرتے تھے جس کا حاصل یہ ہوا کہ تراجم پہلے سے لکھے تھے۔ مگر جس صحیفے میں بڑھاتے تھے اس میں تراجم کی جگہ خالی تھی تو لازم کہ پہلے احادیث بلا تراجم لکھی تھیں اور یہ روایت کہ اس کو تین مرتبہ لکھا اس سے مراد یہی ہے کہ پہلے ایک مسودہ تیار کیا جس میں ترجمۃ الباب اور اس سے متعلق احادیث تھیں۔ پھر مسجد حرام میں اسے صاف کیا اور ترجمہ باب کی جگہ چھوڑ دی اور حرم نبوی میں حاضر ہو کر مسودہ سے تراجم ابواب اصل کتاب میں اضافے کئے اور اس کے ساتھ پھر اس پر ایک تنقیحی نظر بھی ڈالی۔ والعلم عند اللہ تعالیٰ

کتاب کی تصنیف کے بعد امام بخاری نے اپنی یہ کتاب امام احمد بن حنبل یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی کو دکھائی۔ ان حضرات نے اس کی بہت تحسین کی جس سے امام بخاری کو طمانیت قلب حاصل ہوئی۔ محمد بن حاتم وراق نے کہا میں نے امام بخاری سے پوچھا کہ آپ نے اپنی اس صحیح میں جتنی حدیثیں لکھی ہیں وہ سب آپ کو یاد ہیں؟ فرمایا: جامع صحیح کی کوئی حدیث مجھ سے چھپی نہیں اس لئے کہ میں نے اس کو تین بار لکھا ہے۔

بارگاہِ رسالت میں اس کتاب کی مقبولیت:

صحیح بخاری کی معراج کمال یہ ہے کہ مصنف کی ذات کی طرح ان کی کتاب بھی محبوب رب العالمین کی بارگاہ میں مقبول ہوئی۔ ابوزید مروزی نے بیان کیا کہ ایک بار میں مطاف میں رکن کے مابین سویا ہوا تھا کہ میرا نصیبہ جاگا۔ سرکار ابد قرار مونس

Marfat.com

ہر بے قرار تشریف لائے اور فرمایا: اے ابوزید! کب تک شافعی کی کتاب پڑھو گے؟ میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی کتاب کون سی ہے؟ فرمایا: محمد بن اسماعیل کی جامع۔

طرز:

امام بخاری کا اسلوب اس کتاب میں یہ ہے کہ وہ پہلے باب باندھتے ہیں کبھی کبھی باب کے مناسب ایک یا چند آیات ذکر کرتے ہیں۔ کبھی باب سے متعلق معلق احادیث اور اقوال سلف صحابہ یا ائمہ تابعین و تبع تابعین ذکر کرتے ہیں پھر اگر باب کی موید کوئی ایسی حدیث ہوتی ہے جو ان کی شرائط پر پوری ہو تو اسے مع سند کے ذکر کرتے ہیں۔ کبھی ایک کبھی متعدد کبھی مفصل کبھی مختصر کبھی پوری حدیث، کبھی حدیث کا کوئی جز۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی حدیث کے جز کو باب کا عنوان بناتے ہیں کبھی کسی آیت کو، اس سے یہ فائدہ حاصل ہو جاتا ہے کہ یہ باب دلیل کا محتاج نہیں۔ کبھی کسی حدیث کے جز کو باب کا عنوان بنانے سے یہ افادہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث لائق حجت ہے۔ خواہ وہ ان کے ان شرائط پر ہو جن کا انہوں نے اس کتاب میں التزام کیا ہے۔ خواہ نہ ہو۔ کبھی باب کی تائید میں صرف قرآن مجید کی آیات ذکر کر کے چھوڑ دیتے ہیں کوئی حدیث معلق یا مسند نہیں ذکر کرتے۔ کہیں کہیں صرف ابواب کے عنوان قائم کر کے چھوڑ دیتے ہیں نہ کوئی آیت ذکر کی ہے نہ حدیث۔ کہیں کہیں ائمہ مذاہب پر بہت درست لہجے میں تعریفیں بھی کی ہیں۔ اکثر ایسا ہے کہ ایک ہی حدیث متعدد جگہ ذکر کرتے ہیں اس سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ اس حدیث سے جتنے مسائل انہوں نے مستنبط کئے سب مذکور ہو جاتے ہیں۔ دوسرے تعدد طرق سے اس حدیث کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ ایک حدیث پر مختلف چند ابواب سے کبھی یہ بھی اشارہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث اپنے عموم پر ہے یا اس میں کوئی تخصیص ہے۔ یہ اپنے اطلاق پر ہے یا اس میں کوئی تقیید ہے۔ تخصیص اور تقیید ہے تو کیا ہے؟ کبھی مبہم معانی کی توضیح مقصود ہوتی ہے کبھی آیات قرآنیہ اور احادیث کے مشکل الفاظ کی تفسیر بھی کرتے جاتے ہیں۔

شرائط:

امام بخاری یا امام مسلم نے اپنی ان مخصوص شرائط کا ذکر نہیں کیا جن کا ان دونوں حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں التزام کیا ہے۔ صرف حدیث مفصل کے سلسلے میں مقدمہ مسلم سے یہ معلوم ہوا! ان دونوں بزرگوں میں یہ اختلاف ہے کہ امام بخاری معاصرت کے ساتھ ثبوت لقاء کی شرط ضروری قرار دیتے ہیں اور امام مسلم معاصرت کافی سمجھتے ہیں۔ امام مسلم نے لقاء کی شرط کے ضروری نہ ہونے پر بہت لمبی بحث کی ہے۔ جس کی بنیاد یہ ہے کہ گفتگو اس صورت خاص میں ہے کہ راوی ثقہ ہو مدلس نہ ہو اور لقاء کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ تلمیذ کا شیخ سے سماع ثابت ہو۔ صرف لقاء سے سماع لازم نہیں ہو سکتا ہے۔ ملاقات ہوئی ہو مگر سماع نہ ہو تو یہ شرط بلا ضرورت ہے۔ جب ہم نے مان لیا کہ یہ راوی ثقہ ہے مدلس نہیں اور یہ کہہ رہا ہے کہ فلاں سے روایت ہے تو یہی اس کا قول دلیل سماع ہے۔ خواہ دونوں کی ملاقات کا ثبوت ہو خواہ نہ ہو۔ پھر ملاقات کے ثبوت کی شرط سے کیا فائدہ۔ امام مسلم کی یہ بات بہت وزنی ہے اگرچہ یہ بات ظاہر ہے کہ اگر تلمیذ و شیخ میں لقاء بھی ثابت ہو تو اس سے قوت زیادہ مل جاتی ہے۔

Marfat.com

بخاری کے مسلم پر تفوق کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

اس کے علاوہ اور کیا کیا خصوصی شرائط ہیں؟ محدثین نے اس کی کھوج لگانے کی بہت کوشش کی مگر کوئی خاص شرط معلوم نہ ہوسکی۔ سوائے اس کے کہ دیگر محدثین نے حدیث کے صحیح ہونے کے لئے جن شرائط کا اعتبار کیا ہے اس پر مستزاد یہ ہے کہ امام بخاری زیادہ ایسے راویوں سے حدیث لیتے ہیں جو اپنے شیخ کے ساتھ بہت زیادہ رہا ہو اس کو یہ لوگ اپنی زبان میں کثیر الملازمت اور اس کے مقابل کو قلیل الملازمت بولتے ہیں اور کبھی جب کسی موضوع پر کثیر الملازمت تلامذہ کی روایت نہیں ملتی تو بدرجہ مجبوری قلیل الملازمت تلامذہ کی بھی احادیث لے لیتے ہیں مگر ایسا پہلے کی بہ نسبت کم ہے۔

قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا کہ امام بخاری کی یہ بھی شرط ہے کہ حدیث کی روایت میں کہیں دو راوی سے کم نہ ہوں حتیٰ کہ وہ دو صحابی سے مروی ہو۔ مگر یہ شرط بھی اکثری ہوسکتی ہے کلی نہیں۔ اس لئے کہ بخاری کی پہلی حدیث وانما الاعمال بالنیات، میں مسلسل حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لے کر یحییٰ بن سعید تک صرف ایک ہی راوی ہیں۔ حضرت عمر کے بعد علقمہ اور ان کے بعد محمد بن ابراہیم اور ان کے بعد یحییٰ بن سعید ہیں۔ ہاں امام بخاری کی ایک خاص شرط کا ذکر ملتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں صرف اس سے حدیث لیتا ہوں جو ایمان قول کو بھی مانے اور عمل کو بھی۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۴۷۹)

تکرار احادیث:

امام بخاری نے اکثر احادیث کو ایک سے زیادہ جگہ ذکر کیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض احادیث کو سولہ سولہ جگہ ذکر کیا ہے۔ یہ حقیقت میں لفظاً تکرار ہے مگر معنوی اعتبار سے تکرار نہیں۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ تکرار کی دو صورتیں ہیں۔ سند میں تکرار ہو، متن میں تکرار ہو۔ سند کے لحاظ سے اگر دیکھیں تو شاید کوئی جگہ ایسی ہو جہاں امام بخاری نے ایک حدیث کو دو جگہ ایک ہی سند کے ساتھ ذکر کیا ہو۔ مجھے اب تک ایسی کوئی حدیث نہیں ملی ہمیشہ نئی سند نئے طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

۱- وہ حدیث دو یا دو سے زائد صحابہ سے مروی ہو تو اسے مکرر لاتے ہیں۔

۲- وہ حدیث دو یا دو سے زائد تابعین سے مروی ہو تو مکرر لاتے ہیں۔

۳- وہ حدیث ایک سے زائد تبع تابعین سے مروی ہے تو مکرر لاتے ہیں۔

۴- کبھی امام بخاری ایک حدیث کو ایک سے زائد اساتذہ سے سنی ہے تو مکرر لاتے ہیں۔

۵- کبھی امام بخاری کے استاذ الاستاذ ایک سے زائد ہیں تو مکرر لاتے ہیں۔ علی ہذا القیاس۔

اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تعدد طرق سے حدیث قوی سے قوی تر ہو جاتی ہے اگر سلسلہ رواۃ میں صرف ایک ہی ایک افراد ہوں تو یہ حدیث محدثین کی اصطلاح میں غریب کہلاتی ہے اور جب وہ مختلف طرق سے مروی ہوگی تو غرابت سے نکل جاتی ہے۔

رہ گیا متن کا لفظی تکرار اس میں بھی متعدد فوائد ہیں۔ پہلا فائدہ مختلف ابواب پر استدلال، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ راوی کبھی ایک حدیث کو مختصر ذکر کرتا ہے۔ دوسرا مفصل، تو مفصل ذکر کر دینے سے حدیث کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ کبھی

Marfat.com

ایک راوی کسی لفظ سے بیان کرتا ہے دوسرا راوی دوسرے لفظ سے۔ دونوں کو ذکر کرنے سے ایک معنیٰ مقصود کے تعین میں آسانی ہوتی ہے دوسرے روایت بالمعنیٰ کے اپنے شرائط کے ساتھ جواز کا اشارہ ہو جاتا ہے۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کی تفسیر ہو جاتی ہے۔ پانچواں فائدہ کبھی ایک حدیث کو ایک راوی بطریق ارسال ذکر کرتا ہے۔ دوسرا بطریق اتصال، تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث مرسل نہیں متصل ہے۔ چھٹا فائدہ کبھی ایک راوی حدیث کو موقوف کر کے چھوڑ دیتا ہے۔ دوسرا اسے مرفوع روایت کرتا ہے تو تکرار سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث موقوف نہیں مرفوع ہے۔ ساتواں فائدہ یہ ہے کہ کبھی ایک حدیث کو ایک راوی عن فلاں کہہ کے معنعن روایت کرتا ہے۔ دوسرا حدثنا، اخبرنا، سمعت کے صیغے سے جو سماع پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں اس سے حدیث معنعن میں جو تدلیس کا ذرا سا شائبہ ہوتا تھا وہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

سرِ دست تکرار کے یہ بارہ فائدے حاضر ہیں۔ پانچ سند سے متعلق اور سات متن سے متعلق اگر قاری امعان نظر سے ان مکررات میں غور کرے گا تو اس کے علاوہ اور بہت سے فوائد نظر آئیں گے۔

تقطیع:

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی حدیث کے مختلف اجزاء کو مختلف جگہ ذکر کیا جائے۔ خواہ مختلف ابواب میں خواہ ایک ہی باب میں تقطیع کا سبب کبھی یہ ہوتا ہے کہ حدیث کے مختلف اجزاء مختلف اسناد سے مروی ہیں۔ یہ صورۃً تقطیع ہے حقیقتاً تقطیع نہیں بلکہ حقیقت میں ایک ہی حدیث ہے ایک باب میں تقطیع کی یہی صورت ہوتی ہے۔ حدیث کی تقطیع جائز ہے یا نہیں؟ یہ محدثین متقدین میں مختلف فیہ رہا۔ امام بخاری امام مالک اکثر اجلہ محدثین تقطیع کے جواز کے قائل بھی ہیں اور اس پر عامل بھی اور اب تو تقطیع حدیث کے جواز و عمل پر اجماع ہے۔

امام بخاری حدیث کی تقطیع وہیں کرتے ہیں جب حدیث چند احکام پر مشتمل ہو تو وہ حدیث کے ان اجزاء کو چند ابواب میں لاتے ہیں تاکہ کتاب بلا ضرورت طویل نہ ہو پھر ان کو متعدد جگہ متعدد سندوں سے ذکر کر کے اس کو تعدد طرق سے قوی بنا دیتے ہیں۔

کہیں کسی طویل حدیث میں مختلف مضامین یا احکام مذکور ہوئے ہیں جن میں ربط نہیں ہوتا۔ امام بخاری ان مختلف جملوں کو ان کے مناسب ابواب علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے جاتے ہیں۔ پھر کہیں کوئی باب قائم کر کے مکمل حدیث یکجا بیان کر دیتے ہیں۔

ابواب:

امام بخاری کا جو مذہب تھا اس کی کلیات پھر ان کلیات کی جزئیات کو انہوں نے ہزاروں ابواب کی شکل میں جمع کر دیا ہے۔ جن کو تراجم ابواب کہا جاتا ہے۔ ترجمہ باب پر وہ اپنی خداداد ذہانت و ذکاوت سے بعض جگہ ایسے ادق پیرائے میں استدلال کرتے ہیں کہ ذہین سے ذہین محقق و مدقق بھی انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔

اسی وجہ سے ابن خلدون نے کہا کہ بخاری کے تراجم ابواب سے احادیث کی مطابقت اُمت پر قرض ہے اسی قرض کو علامہ

Marfat.com

ابن حجر عسقلانی اور علامہ بدرالدین محمود عینی نے ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور ایک حد تک ادا بھی کر دیا مگر اب بھی بہت سا قرض اُمت پر باقی ہے اور اندازہ یہی ہے کہ وہ قیامت تک باقی رہے گا۔

ان دونوں شارحین نے ترجمۃ الباب اور حدیث میں مطابقت پیدا کرنے کے وقت یہ امور سامنے رکھے ہیں،

۱- مثلاً یہ ضروری نہیں کہ حدیث کی دلالت باب پر مطابقی ہو تضمنی بھی ہو سکتی ہے۔ التزامی بھی، جن کو فقہاء کی زبان میں یوں کہئے حدیث سے ترجمہ باب کا ثبوت کبھی عبارۃ النص سے ہوتا ہے کبھی دلالت النص سے کبھی اشارۃ النص کبھی اقتضاء النص سے۔

۲- کبھی امام بخاری کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں عموم ہے مگر حقیقت میں وہ مخصوص ہے۔ حدیث میں اطلاق ہے مگر وہ حقیقت میں مقید ہے۔

۳- کبھی معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے ترجمۃ الباب سے وہ اس کا افادہ کرتے ہیں۔

۴- کبھی دو مختلف احکام کی علت مشترکہ ہوتی ہے مگر اس علت میں کوئی ابہام ہوتا ہے۔ کسی حدیث میں اس ابہام کی تشریح ہوتی ہے۔ امام بخاری باب میں ایک حکم ذکر کرتے ہیں اور پھر اس کے تحت وہ حدیث ذکر کرتے ہیں جس میں اس ابہام کی تشریح ہے۔ مثلاً باب باندھا

فی کم تقصر الصلوٰۃ — کتنی مسافت کے سفر پر نماز میں قصر ہے۔

اور اس کے تحت حدیث یہ لائے۔

لا تسافر المرأۃ ثلثۃ ایام الا مع ذی محرم — کوئی عورت تین دن کی مسافت پر بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔

دونوں میں کوئی مطابقت نہیں لیکن دونوں کی علت ''سفر شرعی'' ہے۔ سفر شرعی کی کیا مقدار ہے یہ نامعلوم ہے۔ حدیث میں اس ابہام کی یہ تشریح ہے کہ تین دن کی مسافت پر عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ''سفر شرعی کی مقدار'' تین دن ہے۔ ۵- کبھی حدیث میں مختلف معانی کا احتمال ہوتا ہے۔ ترجمہ سے کسی ایک معنی کو معین کرنا مقصود ہوتا ہے۔ ۶- کبھی بظاہر مختلف المعانی احادیث میں ترجمے سے تطبیق کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔

علامہ عسقلانی اور علامہ عینی کی ہزار کدو کاوش کے باوجود کتنے ابواب ایسے ہیں جن میں مذکور احادیث کی ابواب سے مطابقت نہیں ہو سکی۔

تعداد احادیث:

احادیث نبوی خصوصاً بخاری کے ساتھ اُمت کو کتنا شغف تھا اس کا اندازہ اس سے کریں کہ کتب احادیث میں مندرج احادیث کی گنتی بھی کر ڈالی۔ حتیٰ کہ کس صحابی سے کتنی احادیث مروی ہیں ان کو بھی شمار کر لیا ہے۔ بخاری میں کتنی احادیث ہیں اس سلسلے میں شمار کرنے والے مختلف ہیں۔ حافظ ابن صلاح نے بتلایا: صحیح بخاری میں کل احادیث سات ہزار دو سو پچھتر ہیں اور

Marfat.com

حذف مکررات کے بعد چار ہزار۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کے شمار کے مطابق کل احادیث مسندہ مع مکررات سات ہزار تین سو ستانوے ہیں اور معلقات ''ایک ہزار تین سو اکتالیس'' اور متابعات کی تعداد تین سو چوالیس، اس طرح بخاری کی کل احادیث مسندہ، معلقات متابعات ملا کر نو ہزار بیاسی ہیں۔ اگر مکررات کو نکال دیں تو مرفوع احادیث کی تعداد دو ہزار چھ سو تئیس ہے۔

بخاری میں باعتبار سند سب سے اعلیٰ وہ احادیث ہیں جو ثلاثیات کہلاتی ہیں جن کی سند میں امام بخاری اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک بیچ میں صرف تین راوی ہیں۔ ان کی کل تعداد بائیس ہے اور حذف مکررات کے بعد سولہ، ان ثلاثیات میں بیس ثلاثیات وہ ہیں جو امام بخاری نے اپنے حنفی شیوخ سے لی ہیں۔ یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ یہ بائیس ثلاثیات امام بخاری کے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔ مگر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی عام مرویات ثلاثیات ہیں۔

زندہ کرامت:

علامہ احمد خطیب قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کے مقدمہ میں اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اشعۃ اللمعات کے مقدمہ میں اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الباری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بعض عارفین کا قول نقل فرمایا ہے کہ استجابت دعا حل مشکلات قضاء حاجات کے لئے بخاری کا ختم بارہا کا آزمودہ ہے۔ بخاری شریف جس کشتی میں ہوگی وہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گی اور حافظ عماد الدین ابن کثیر نے کہا: اگر قحط کے وقت پڑھی جائے تو بارش ہوگی۔ یہ سب اس لئے ہے کہ امام بخاری مستجاب الدعوات تھے اور انہوں نے اس کے پڑھنے والے کے لئے دعا کی ہے۔

اختلاف نسخ:

بخاری شریف کے نسخے آپس میں بہت مختلف ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ عبد الرزاق بخاری نے کہا: میں نے امام بخاری سے پوچھا کہ آپ نے جتنی حدیثیں اپنی تصنیفات میں لکھی ہیں وہ سب آپ کو یاد ہیں تو انہوں نے فرمایا: ان میں کوئی حدیث مجھ پر مخفی نہیں اس لئے کہ میں نے اپنی ہر کتاب کو تین مرتبہ لکھا ہے اور ہر مصنف جانتا ہے کہ کتاب پر جتنی بار نظر ڈالی جائے گی اتنا ہی اس میں ردوبدل ہوتا رہتا ہے۔ پھر نقل در نقل میں تفاوت ہو جانا لابدی امر ہے۔ حافظ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد مستملی نے کہا: میں نے بخاری کو اس کی اصل سے جو محمد بن یوسف فربری کے پاس تھی نقل کیا ہے۔ میں نے اصل میں جگہ جگہ بیاض دیکھی۔ مثلاً ترجمہ باب ہے مگر اس کے تحت کچھ نہیں کہیں حدیث ہے مگر ترجمہ نہیں میں نے سب کو ملا کر لکھ دیا ہے

بخاری شریف کی شروح:

بخاری شریف کی مقبولیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ حدیث کی کتابوں میں جتنی شرحیں اس کی ہوئیں کسی کی نہیں ہوئیں۔ کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے ۱۰۱۲ ہجری تک پچاس شرحوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ عربی کے علاوہ فارسی، اردو کی شرحوں کو ملا لیا جائے تو ان کی تعداد سو تک پہنچ جائے گی۔ ان پچاس شرحوں میں اللہ

Marfat.com

عزوجل نے دو شرحوں کو سب سے زیادہ مقبولیت عطا فرمائی۔ ایک فتح الباری، دوسری عمدۃ القاری جو عینی کے نام سے مشہور ہے۔ (انہی دو شروح کے بارے میں تفصیلاً کچھ لکھا جاتا ہے)

فتح الباری:

یہ سند الحفاظ علامہ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ہجری کی ہے۔ یہ شعبان ۷۷۲ ہجری میں مصر میں پیدا ہوئے اور وہیں اواخر ذوالحجہ ۸۵۲ھ میں وصال فرمایا۔ وہیں دیلمی کے بغل میں دفن ہیں۔ انہوں نے اگرچہ مختلف دیار کے علماء سے تحصیل علم فرمایا۔ مگر ان کے خاص اساتذہ حافظ زین الدین عراقی اور حافظ سراج الدین بلقینی وغیرہ ہیں۔ ان کی مختلف علوم وفنون پر ڈیڑھ سو سے زائد تصنیفات ہیں۔ یہ بیس سال تک مصر کے قاضی القضاۃ رہے۔ انہوں نے بخاری کی شرح ۸۱۷ ہجری میں لکھنی شروع کی اور ۸۴۲ ہجری میں اس کو مکمل کیا جیسا کہ خود انتقاض الاعتراض میں لکھا ہے۔ یہ شرح سترہ جلدوں میں ہے مگر اب اس کی جلدوں کی گنتی کم کردی گئی ہے۔ سند الحفاظ نے اس شرح میں اپنے علم کے وہ جوہر دکھائے ہیں جن سے دنیا روشن ہے اور روشن رہے گی۔ انہوں نے بخاری کی شرح کا حق ادا کر دیا ہے مشکل الفاظ کی تفسیر مغلق مقامات کی تسہیل، متعارض احادیث کی تطبیق، تراجم ابواب میں جو دقیق معانی ہیں ان کی تبیین، رجال بخاری کی جرح وتعدیل، بخاری پر وارد ہونے والے اعتراضات کی تردید، ترجمہ باب وحدیث میں تطبیق، مسائل کا استنباط، احادیث مختصرہ کی تکمیل، اسماء مبہمہ کی تفسیر، لغات کا حل، اسمائے رجال کی تنقید، عقائد واحکام کی تفصیل اور سب پر محققانہ بحث وتمحیص وہ کون سی اہم بات ہے جو حدیث کی شرح کے لئے ضروری ہے اور وہ اس شرح میں نہیں۔ اس لئے عام طور پر ان کی شرح کو تمام شروح پر برتری دی جاتی ہے ان سب خوبیوں کے باوجود گزشتہ تمام شرحوں کا عطر تحقیق بھی ہے۔ اس شرح میں کیا کیا ہے وہ شرح دیکھنے ہی کے بعد معلوم ہوگا۔

عمدۃ القاری:

یہ علامہ ابن حجر کے معاصر علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد بن موسیٰ عینی کی شرح ہے۔ ان کے والد قاضی شہاب الدین احمد بن قاضی شرف الدین موسیٰ بن احمد حلب کے باشندے تھے۔ وہاں سے ترک وطن کر کے (عین ناب) آگئے تھے۔ یہ حلب سے تین منزل کی دوری پر ہے۔ یہاں کی قضاء ان کے سپرد ہوئی۔ یہیں علامہ عینی سترہ رمضان ۷۶۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کو عینی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی حافظ زین الدین عراقی اور حافظ سراج الدین بلقینی کے تلمیذ ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر وقت کے سربرآوردہ علماء سے بھی تلمذ کا ان کو شرف حاصل ہوا۔ مصر کے شیخ المذہب سراج قاری الہدایہ کے بھی تلمیذ ہیں۔ ۷۸۸ ہجری میں بیت المقدس گئے وہاں ان کی ملاقات اس وقت کے بہت ممتاز عالم علاء الدین علی بن احمد بن محمد سیرامی سے ہوئی۔ پھر انہیں کے ہو کر رہ گئے۔ انہیں کے ساتھ مصر مدرسہ برقوقیہ میں آئے۔ مدت العمر مصر ہی میں رہے۔ وہیں سہ شنبہ کی رات میں چار ذوالحجہ ۸۶۶ ہجری کو علامہ ابن حجر کے تین سال بعد وصال ہوا۔ جب ان کے استاذ شیخ المذہب سراج قاری الہدایہ کا وصال ہوگیا تو ۸۲۹ ہجری کی ربیع الآخر میں یہ مصر کے قاضی القضاۃ بغیر کسی طلب اور خواہش کے مقرر

Marfat.com

ہوئے۔علاوہ اس منصب جلیل کے دوسرے مناصب عالیہ پر بھی مدت دراز تک فائز رہے۔۸۵۲ ہجری میں تمام مناصب سے الگ ہوکر جامعہ ازہر کے قریب محلّہ کناسہ میں اپنا ذاتی مدرسہ قائم کرلیا۔جس پر اپنی تمام کتابیں وقف کردی تھیں۔علامہ ابن حجر کی طرح یہ بھی جملہ علوم وفنون میں یگانہ دیکتا تھے۔ان دونوں میں معاصرانہ نوک جھونک بھی رہتی تھی۔جامعہ مؤیدیہ کا ایک منارہ خستہ ہوکر ایک جانب جھک گیا تھا۔اس کی جدید تعمیر کے لئے اسے گرادیا گیا۔اس وقت علامہ عینی جامعہ مؤیدیہ میں شیخ الحدیث تھے۔اس کے برج شمالی پر درس دیا کرتے تھے۔اس پر علامہ ابن حجر نے یہ دوشعر چست کردیا۔

لجامع مولانا المويد رونق منارته تزهو بالحسن وبالزين

تقول وقد مال عليهم تمهلوا فليس على حسنى اضرمن العين

جامعہ مویدیہ بڑا بارونق ہے۔اس کا منارہ حسن وجمال میں یکتا ہے۔گرتے وقت کہہ رہا تھا مجھے گرنے دو میرے حسن کے لئے نظر بد سے زیادہ کوئی چیز مضر نہیں۔نظر کو عربی میں ’’عین‘‘ کہتے ہیں۔اس سے علامہ عینی پر چوٹ تھی۔

علامہ عینی نے جب یہ اشعار سنے تو علامہ ابن حجر کو یہ جواب بھیجا۔

منارة كعروس الحسن قد حليت وهدمها بقضاء الله والقدر

قالوا اصيبت بعين قلت ذاغلط مأافة الهدم الاخسة الحجر

منارہ دلہن کی طرح سجا ہوا تھا اور اس کا گرنا قضاء وقدر کی وجہ سے ہے۔لوگوں نے کہا کہ اسے نظر لگ گئی ہے میں نے کہا یہ غلط ہے بلکہ یہ حجر (پتھر) کی خست یعنی شکستگی کی وجہ سے گرا۔

علامہ ابن حجر اور علامہ عینی دونوں نے ایک ہی زمانے میں دو چار سال آگے پیچھے بخاری کی شرحیں لکھی ہیں۔علامہ عینی نے یہ کام ۸۲۱ ہجری میں شروع کیا اور ۸۴۷ ہجری میں انتیس سال میں مکمل فرمایا اور علامہ ابن حجر نے ۸۱۷ ہجری میں شروع فرمایا اور ۸۴۲ ہجری میں پچیس سال کے اندر مکمل کیا۔

علامہ ابن حجر کا طریقہ یہ تھا کہ ہفتے میں ایک دن پنیچر کو اپنے تمام تلامذہ کو اکٹھا کرتے ہفتے بھر کا لکھا ہوا برہان بن اخضر کو دیتے۔وہ سب کو سناتے مسودہ سے مقابلہ ہوتا لکھے ہوئے پر بحث ہوتی پھر لوگ اس کی نقلیں کرلیتے۔اس طرح ان کی یہ شرح تکمیل سے پہلے ہی پھیل گئی۔انہیں برہان بن اخضر سے علامہ عینی علامہ ابن حجر کی شرح عاریتاً لے کر دیکھ لیا کرتے تھے اور اپنی شرح میں جابجا علامہ ابن حجر پر تعقب بھی کیا ہے۔چونکہ یہ دونوں وسعت علم وجودت ذہن میں ایک دوسرے کے مثل تھے اس لئے دونوں کے مضامین میں کہیں کہیں توارد ہے۔اس کو یار لوگوں نے یہ رنگ دیدیا کہ علامہ عینی نے علامہ ابن حجر کی شرح سے مضامین نقل کرکے اپنی شرح میں اضافہ کیا ہے۔اس سے یہ لوگ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ علامہ عینی میں اتنی استعداد نہیں تھی کہ بخاری کی شرح لکھتے لہٰذا علامہ ابن حجر کی شرح سے نقل اتاری ہے۔جہاں جہاں توارد ہے وہاں تو یہ بات کہنے کی ایک گنجائش ہے۔مگر علامہ عینی نے علامہ ابن حجر پر جو تعقبات کئے ہیں وہ کہاں سے لائے۔پھر جو مضامین انہوں نے اضافہ فرمائے وہ کہاں

Marfat.com

سے ان کو ملے؟

اس سلسلے میں ایک یہ بھی روایت ہے کہ کسی نے علامہ ابن حجر سے کہا: علامہ عینی کی شرح آپ کی شرح پر فوقیت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں معانی و بیان، بدیع وغیرہ زائد ہیں۔ اس کے جواب میں علامہ ابن حجر نے فرمایا: یہ علامہ عینی نے شیخ رکن الدین کی شرح سے نقل کیا ہے۔ یہ شرح مجھے ملی تھی مگر نا تمام تھی اس لئے میں نے اس کے پورے حصے کو کہیں نہیں لیا تھوڑا تھوڑا کہیں سے لے لیا ہے۔ (الضوء اللامع ج ۱ ص ۱۳۴)

اس سے بھی یہ لوگ یہی باور کرانا چاہتے ہیں کہ علامہ عینی نے صرف نقل ہی کی ہے لیکن یہاں دو سوال ہیں ایک یہ کہ کیا علامہ ابن حجر کی تمام باتیں طبع زاد ہیں، کیا انہوں نے پچھلی شرحوں سے مضامین نہیں نقل کئے ہیں۔ اگر نقل کئے ہیں اور ضرور نقل کئے ہیں تو پھر علامہ عینی کے بارے میں بھی یہی رائے کیوں نہیں قائم کی جاتی۔ ورنہ بات صاف ہے کہ اسلاف کی تصنیفات سے دونوں نے مضامین نقل کئے ہیں۔ اگر علامہ ابن حجر کو نقل کا حق ہے تو علامہ عینی کو بھی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کیا دو اشخاص پر ایک ہی موضوع پر ایک ہی معنی کا توارد نہیں ہوتا؟ اگر ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے تو پھر جو خاص معانی علامہ ابن حجر کے ذہن میں آئے وہ علامہ عینی کے ذہن میں کیوں نہیں آسکتے' اس کی کیا وجہ ہے؟۔ ارباب علم و دانش جانتے ہیں کہ اکثر کسی خاص موضوع پر بحث کے وقت ایک ہی نکتہ بہت سے لوگوں کے ذہن میں آجایا کرتا ہے۔ پھر وہی عرض کرتا ہوں کہ اگر عینی میں صرف وہی مضامین ہوتے جو فتح الباری میں ہیں اور اس پر اضافہ نہ ہوتا وہ بھی ہزاروں، تو اس کی گنجائش تھی کہ ان لوگوں کی بات مان لی جاتی۔ مگر جب عینی میں فتح الباری کے مضامین کے علاوہ اور بہت سے ان مضامین کا اضافہ ہے جو فتح الباری میں نہیں تو اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

کسی نے فتح الباری سے متاثر ہو کر یہ کہا: لاھجرۃ بعد الفتح، اگر یہ بزرگ مجھے ملتے تو عرض کرتا، حضرت بعد الفتح ہے، مع الفتح نہیں۔ جو شخص انصاف و دیانت سے دونوں شرحوں کا مطالعہ کرے گا اس پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جو کچھ فتح الباری میں ہے وہ سب عینی میں ہے اور مزید عینی میں وہ فوائد و نکات و ابحاث ہیں جن سے فتح الباری خالی ہے۔

طرز تصنیف:

علامہ عینی کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلے باب کی توضیح کرتے ہیں، پچھلے باب سے مناسبت بیان کرتے ہیں، پھر باب باندھنے کا جو مقصد ہوتا ہے اس کو بیان کرتے ہیں باب کی تائید میں جو آیت یا تعلیق ہوتی ہے اس کی توضیح کرتے ہیں تعلیق کی سند بیان کرتے ہیں' پھر حدیث کا پورا متن مع سند بیان کرتے ہیں اس کے بعد راویوں کے احوال کو ضروری تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اگر راویوں کے نسب میں خفا ہوتا ہے تو اس کو واضح کرتے ہیں۔ پھر سند کے اندر جو رموز و نکات ہوتے ہیں ان کو بیان کرتے ہیں۔ یہ حدیث بخاری میں کتنی جگہ ہے اس کو اور یہ کہ صحاح ستہ میں سے کس کس کتاب میں ہے اسے بھی ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے بعد مشکل لغات کو حل کرتے ہیں۔ پھر خاص خاص جملوں کی نحوی ترکیب لکھتے ہیں۔ اس کے بعد معانی و بیان و

Marfat.com

بدیع کے نکات بیان کرتے ہیں۔اس کے بعد حدیث پر مفصل بحث کرتے ہیں۔اس سے ثابت ہونے والے مضامین کو واضح کر کے اس سلسلے میں جتنے اقوال ہوتے ہیں سب کو ان کے دلائل کے ساتھ بیان کر کے جو مذہب ان کے نزدیک حق ہوتا ہے اسے عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔اس کے بعد حدیث سے مستخرج مسائل کی فہرست پیش کرتے ہیں پھر حدیث کے مضمون پر وارد ہونے والے سوالوں کو ذکر کر کے ان کے تسلی بخش جوابات دیتے ہیں حدیث میں مذکور اسماء واماکن کی توضیح کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ حدیث کی باب سے مطابقت اور متعارض احادیث میں تطبیق کو بھی واضح کرتے ہیں۔پہلی بار جب کوئی حدیث آتی ہے تو وہیں اس پر سیر حاصل بحث کر دیتے ہیں اور جب وہ دوبارہ یا سہ بارہ آتی ہے تو باب کے مناسب ضروری بات پر اختصار کرتے ہیں۔

علامہ ابن حجر کی عادت یہ ہے کہ جو حدیث جس باب کے تحت مذکور ہوتی ہے اس کے مناسب گفتگو کر کے آئندہ کا حوالہ دے دیتے ہیں۔ایسا بھی ہو گیا ہے کہ پھر آئندہ ان کو یاد نہ رہا اور بات رہ گئی۔

عمدۃ القاری کی یہی وہ خوبیاں ہیں کہ جب عمدۃ القاری مکمل ہو کر منظر عام پر آئی تو علامہ ابن حجر اور ان کے تلامذہ حیران ہو کر رہ گئے۔علامہ ابن حجر کے تلامذہ ان کی طرف سے معذرت کرنے لگے اور علامہ عینی پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی۔اسی کا شاخسانہ برہان بن اخضر والا قصہ بھی ہے۔

علامہ عینی نے علامہ ابن حجر پر جو اعتراضات کیے تھے ان کے جوابات دینے کی انہوں نے کوشش کی پانچ سال تک زندہ رہے۔مگر وہ علامہ عینی کے اعتراضات کا جواب نہ دے سکے۔کچھ اعتراضات کے جوابات لکھے وہ بھی ناتمام رہے اور جو لکھا وہ جواب ہوا کہ نہیں؟ اس بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بخاری کی یہ دونوں شرحیں حقیقی معنوں میں بہت کامل، بہت جامع اور بہت مفید ہیں۔ان دونوں کی نظیر نہ پہلے کی کوئی شرح ہے نہ بعد کی۔مگر بوجوہ کثیرہ علامہ عینی کی شرح فتح الباری سے بڑھی ہوئی ہے۔

علامہ ابن خلدون نے کہا تھا کہ بخاری کی شرح اُمت پر قرض ہے۔حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کہا کہ اس قرض کو ان دونوں شرحوں نے چکا دیا۔

یہ دوسری بات ہے کہ جتنی شہرت فتح الباری کی ہے وہ عینی کو نہیں حاصل ہوئی اس کا سبب خاص یہ ہے کہ فتح الباری عمدۃ القاری کی بہ نسبت مختصر ہے۔اس کی نقل وقرأت دونوں بہ نسبت عمدۃ القاری کے آسان ہے۔اس لئے جو تداول فتح الباری کا ہوا وہ عینی کا نہ ہو سکا۔

علاوہ ازیں علامہ شہاب الدین احمد بن محمد خطیب قسطلانی مصری کی حامل المتن شرح ارشاد الساری ہے۔اس شرح کا اصل ماخذ عمدۃ القاری اور فتح الباری ہے اس میں خاص بات یہ ہے کہ مشکل الفاظ جتنی بار بھی آئے ہیں ہر بار ان کی شرح کرتے ہیں۔تیسیر القاری حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے شیخ نور الحق کی ہے جو کہ فارسی زبان میں ہے۔

Marfat.com

بشیر القاری صدر العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی کی ہے اگرچہ باب بدء الوحی تک ہے مگر تحقیق سے اتنی بھرپور ہے کہ دیکھ کر کہنا پڑتا ہے ترك الاولون للاخرین پھر تفہیم البخاری علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمۃ کی؛ فیوض الباری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ کی شروح بھی قابل ذکر ہیں۔ (صاحب نزہۃ القاری فرماتے ہیں) ہم نے چونکہ (نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری میں) انہی شروح سے استفادہ کیا ہے اس لیے صرف انہی کا ذکر کر دیا ہے)۔

غیر مقلدین کی بخاری سے عداوت

چند تسامحات تو واقعی (بتقاضائے بشریت اور) بر بناء تحقیق امام بخاری علیہ الرحمۃ سے ہوئے لیکن اگر غیر مقلدین کو دیکھا جائے تو پھر آدھی بخاری صاف ہو جاتی ہے۔ غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی نے جمع بین الصلوتین کے عدم جواز پر احناف کی مستدل احادیث پر جو تنقیدیں کی ہیں اس کو سامنے رکھ کر اگر بخاری کو پرکھا جائے تو پھر بخاری کا خدا حافظ...... ہم یہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے رسالہ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلوٰتین کا تھوڑا سا اقتباس پیش کرتے ہیں، پہلے شیخ الکل صاحب کی ایک لن ترانی گوش گزار کر لیں۔ معیار حق میں فرمایا:

مؤلف نے دلائل میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جن کی طرف ہم کو کچھ التفات نہیں یعنی ایک روایت ابوداؤد جس کے راوی میں ضعف تھا۔ ایک روایت معجم طبرانی ایک روایت اربعین حاکم نقل کر کے ان پر طعن کر دیا اور جو روایتیں صحیحہ متداولہ تھیں وہ نقل کر کے ان کا جواب نہیں دیا یہ کیا دینداری ہے؟ اور کیا مردانگی کہ بخاری و مسلم چھوڑ کر اربعین حاکم اور اوسط طبرانی کو جا پکڑا اور ان سے دو روایتیں ضعیف نقل کر کے ان کا جواب دیا۔

چونکہ میاں صاحب مردانگی دیکھنا چاہتے تھے اس لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی مردانگی کا تھوڑا سا نمونہ دکھایا ہے۔ جو یہ ہے:

قسط اوّل:

ابوداؤد میں یہ حدیث ہے:

حدثنا محمد بن عبيد المحار بی حدثنا محمد بن فضيل عن ابيه عن نافع و عبدالله بن واقد ان موذن ابن عمر قال الصلوٰة قال سرحتی اذا كان قبل غيوب الشفق نزل فصلی المغرب ثم انتظر حتی غاب الشفق فصلی العشاء ثم قال ان رسول الله صلی الله تعالٰی عليه وسلم كان اذاعجل به امر صنع مثل الذی صنعت فسارنی ذلك اليوم والليلة سيرة ثلث

نافع اور عبداللہ بن واقد فرماتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے موذن نے نماز کا تقاضا کیا، فرمایا: چلو؛ چلتے رہے، شفق ڈوبنے سے پہلے اتر کر مغرب پڑھی پھر انتظار فرمایا یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اس وقت عشاء پڑھی پھر فرمایا: حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی جلدی ہوتی تو ایسا ہی کرتے جیسا میں نے کیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس

Marfat.com

رات دن میں تین دن کی مسافت قطع کی۔

شیخ الکل صاحب نے اس حدیث پر یہ اعتراض فرمایا: اس میں محمد بن فضیل ہے یہ ضعیف ہے کیونکہ یہ منسوب برفض ہے اس پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اولاً یہ بھی شرم نہ آئی کہ یہ محمد بن فضیل بخاری ومسلم کے رجال سے ہیں۔

ثانیاً امام ابن معین جیسے شخص نے ابن فضیل کو ثقہ، امام احمد نے حسن الحدیث کہا امام نسائی نے لاباس بہ کہا امام احمد نے اس سے روایت کی اور وہ جسے ثقہ نہیں جانتے اس سے روایت نہیں فرماتے۔ میزان میں اصلا کوئی جرح مفسرّ ان کے حق میں ذکر نہ کی۔

ثالثاً یہ بکف چراغے قابل تماشا کہ ابن فضیل کے منسوب برفض ہونے کا دعویٰ کیا اور ثبوت میں عبارت تقریب ''رمی بالتشیع'' ذکر کی۔ ملاجی کو بایں سالخوری ودعویٰ محدثی آج تک اتنی خبر نہیں کہ محاورات سلف واصطلاح محدثین میں تشیع اور رفض میں کتنا فرق ہے۔ میزان میں امام حاکم کے بارے میں یہ قول نقل کر کے کہ کسی نے ان کو رافضی کہا تھا لکھا:

ما الرجل برافضي بل شيعي فقط   یہ رافضی نہیں صرف شیعی ہے

ہاں زبان متاخرین میں، شیعہ روافض کو کہتے ہیں بلکہ آج کل کے بے ہودہ مہذبین روافض کو رافضی کہنا خلاف تہذیب جانتے اور انہیں شیعہ ہی کے لقب سے یاد کرنا ضروری مانتے ہیں۔ خود ملاجی کے خیال میں اپنی ملائی کے باعث یہی تازہ محاورہ تھا یا عوام کو دھوکہ دینے کے لئے متشیع کو رافضی بنایا۔ حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حسن عقیدت رکھتا اور حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان پر افضل جانتا، شیعی کہا جاتا بلکہ جو صرف امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر تفصیل دیتا اسے بھی شیعی کہتے۔ حالانکہ یہ مسلک بعض علماء اہلسنت کا تھا۔ اسی بناء پر متعدد ائمہ کوفہ کو شیعہ کہا گیا۔ بلکہ کبھی محض غلبہ محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شیعی سے تعبیر کرتے۔ حالانکہ یہ محض سنیت ہے۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں خود انہیں محمد بن فضیل کی نسبت تصریح کی کہ ان کا تشیع صرف موالات تھا لکھتے ہیں:

محمد بن فضيل بن غزوان المحدث الحافظ كان من علماء هذا الشان وثقه يحيى بن معين وقال احمد حسن الحديث شيعي قلت كان متواليا فقط

محمد بن فضیل بن غزوان محدث حافظ اور اس صف کے علماء میں سے تھے کہ یحیٰی بن معین نے ان کو ثقہ کہا' احمد نے کہا حسن الحدیث شیعی ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ صرف اہل بیت سے محبت کرنے والے تھے۔

رابعاً ذرا، رواۃ صحیحین دیکھ کر شیعی کو رافضی بنا کر تضعیف کی ہوتی کیا بخاری ومسلم سے بھی ہاتھ دھونا ہے۔ ان کے رواۃ میں تیس سے زائد ایسے لوگ ہیں جنہیں اصطلاح قدماء پر بلفظ تشیع ذکر کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تدریب میں حاکم سے نقل کیا۔

كتاب مسلم ملان من الشيعة   مسلم کی کتاب شیعہ سے بھری پڑی ہے

Marfat.com

دور کیوں جایئے خود یہی ابن فضیل کہ واقع میں شیعی صرف بمعنیٰ محب اہل بیت کرام اور آپ کے زعم میں معاذ اللہ رافضی صحیحین کے راوی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲ص۲۹۶-۲۹۷)

قسط ثانی:

اس پہلی قسط میں شیخ الکل صاحب نے بخاری و مسلم کے تیس رواۃ پر ہاتھ صاف کر دیا جن میں سترہ بخاری کے ہیں۔
احناف کی موید ایک اور حدیث ہے جسے نسائی اور امام طحاوی نے روایت کیا۔ اس کی سند یہ ہے۔
حدثنا ربیع الموذن قال حدثنا بشر بن بکر قال حدثنی بن جابر قال حدثنی نافع قال خرجت، الحدیث

نافع نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ایک زمین کو تشریف لے جاتے تھے کسی نے آ کر کہا! آپ کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید، اخت حجاج اپنے حال میں مشغول ہیں۔ شاید ہی آپ انہیں زندہ پائیں۔ یہ سن کر بہت تیز چلنے لگے اور ان کے ساتھ ایک مرد قریشی تھا۔ سورج ڈوب گیا اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی میں نے ہمیشہ ان کی عادت یہ پائی تھی کہ نماز کی پابندی فرماتے۔ جب انہوں نے دیر کی تو میں نے ان سے کہا نماز، خدا آپ پر رحم فرمائے۔ میری طرف پھر کے دیکھا اور آگے روانہ ہو گئے۔ جب شفق کا اخیر حصہ رہا اتر کر مغرب پڑھی پھر عشاء کی تکبیر اس وقت کہی گئی جب شفق ڈوب چکی تو اس وقت عشاء پڑھی۔ پھر ہماری طرف منہ کر کے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں جلدی ہوتی تو ایسا ہی کرتے۔

اس حدیث پر طعن کرتے ہوئے شیخ الکل صاحب نے بشر بن بکر کے بارے میں لکھا۔
"کہ وہ غریب الحدیث ہے ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف
قالہ الحافظ فی التقریب"
اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تنقید سنیئے۔

اولاً: ذرا شرم کی ہوتی کہ یہ بشر بن بکر، رجال بخاری سے ہیں۔ صحیح حدیثیں رد کرنے بیٹھے تو اب بخاری بھی بالائے طاق۔

ثانیاً: اس صریح خیانت کو دیکھئے کہ تقریب میں صاف صاف بشر کو ثقہ فرمایا تھا اسے ہضم کر گئے۔

ثالثاً: محدث جی تقریب میں "ثقۃ یغرب" ہے کسی ذی علم سے سیکھو کہ فلاں یغرب اور فلاں غریب الحدیث میں کتنا فرق ہے؟

رابعاً: اغراب کی یہ تفسیر کہ ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف، محدث جی غریب اور منکر کا فرق کسی طالب علم سے پڑھو۔

خامساً: باوصف ثقہ ہونے کے مجرد اغراب، باعث رد ہو تو صحیحین سے ہاتھ دھو لیجئے۔ یہ اپنی مبلغ علم تقریب ہی دیکھئے کہ

Marfat.com

بخاری و مسلم کے رجال میں کتنوں کی نسبت یہی لفظ کہا ہے۔ دور مت جائیے یہ بشر خود رجال بخاری سے ہیں۔

سادساً: ذرا میزان تو دیکھئے لکھا ہے۔ اما بشر بن بکر التیسی فصدوق ثقة لاطعن فيه کیوں شرمائے تو نہ ہوگے ایسی ہی اندھیریاں ڈال کر جاہلوں کو بہکا دیا کرتے ہو کہ حنفیہ کی احادیث ضعیف ہیں۔ حاشیے میں گیارہ صحیحین کے ایسے رواۃ کی نشاندہی کی ہے جن میں چھ بخاری کے ہیں اگر پورا تتبع کیا جائے تو اور نکلے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲ ص ۲۹۸-۲۹۹)

قسط ثالث:

نسائی میں حضرت جابر سے مروی ایک حدیث ہے اس کی سند یہ ہے، اخبرنا محمود بن خالد ثنا الولید ثنا ابن جابر ثنی نافع قال خرجت، پھر آگے وہی مضمون ہے جو سابقہ احادیث میں گزر چکا۔ اس پر شیخ الکل صاحب نے یہ جڑ دیا کہ اس میں ولید بن قاسم ہے روایت میں اس سے خطا ہوتی تھی کہا تقریب میں صدوق یخطی۔

اب اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

اولاً: مسلمانو! اس تحریف شدید کو دیکھنا، اسناد نسائی میں یہاں ولید غیر منسوب تھا ملاجی کو چالاکی کا موقع ملا کہ تقریب میں اسی طبقہ کا ایک شخص رواۃ نسائی سے کہ نام اس کا ''ولید'' اور قدرے متکلم فیہ ہے چھانٹ کر اپنے دل سے ولید بن قاسم تلاش لیا حالانکہ یہ ولید بن قاسم نہیں ولید بن مسلم ہیں۔ رجال صحیح مسلم وائمہ ثقات وحفاظ اعلام سے ہیں۔

ثانیاً: بفرض غلط ابن قاسم ہی سہی پھر وہ بھی کب مستحق رد ہیں۔ امام احمد نے ان کی توثیق فرمائی۔ ان سے روایت کی۔ محدثین کو حکم دیا کہ ان سے حدیث سیکھو۔ ابن عدی نے کہا جب کسی ثقہ سے روایت کریں تو ان میں کوئی عیب نہیں اور ابن جابر کا ثقہ ہونا خود ظاہر۔

ثالثاً: ذرا رواۃ صحیح بخاری و مسلم پر نظر ڈالے ہوتے کہ ان میں کتنوں کی نسبت تقریب میں یہی صدوق یخطی، بلکہ اس سے زائد کہا ہے کیا قسم کھائے بیٹھے ہو کہ صحیحین کا رد ہی کر دو گے؟

رابعاً: بخاری میں حسان بن حسان بصری سے روایت کی۔ انہیں کہا صدوق یخطی پھر حسان بن حسان واسطی کی نسبت لکھا، خلطه ابن منده بالذی قبله فوهم وهذا ضعيف، دیکھو صاف بتا دیا کہ جسے صدوق یخطی کہا وہ ضعیف نہیں۔ ملاجی! اپنی جہالت سے مردود واہیات گا رہے ہیں۔

حاشئے میں اٹھارہ ایسے بخاری و مسلم کے رواۃ کا پتہ دیا جن کے بارے میں صدوق یخطی کہا گیا اور دس ایسے جن کو صدوق کے ساتھ کثیر الخطاء یا اس کے ہم معنی کہا گیا۔ اس قسط میں شیخ الکل کی مہربانی سے بخاری و مسلم کے اٹھائیس رواۃ ختم ہو گئے۔ جن میں تئیس بخاری کے رواۃ ہیں۔ آگے بڑھئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲ ص ۲۹۹-۳۰۰)

قسط رابع:

نسائی اور طحاوی کی حدیث صحیح کو عطاف سے معلول کیا اور کہا: وہ وہمی ہے۔ کہا تقریب میں، صدوق یهم، اس کے بعد

Marfat.com

اب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ارشادات سنئے۔

اولاً عطاف کو امام احمد اور یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا و کفی بهما قدوة، میزان میں ان کی نسبت کوئی جرح مفسر منقول نہیں۔

ثانیاً کسی سے پڑھو کہ وہمی اور صدوق یهم میں کتنا فرق ہے۔

ثالثاً صحیحین سے عداوت کہاں تک بڑھے گی۔ تقریب ملاحظہ ہو کہ آپ کے وہم کے ایسے وہمی ان میں کس قدر ہیں۔

حاشیئے میں ایسے رواۃ کے نام گنائے ہیں۔ اس قسط میں صحیحین کے بیس راوی اور گئے جن میں بخاری کے نو ہیں۔

قسط خامس:

حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی امام طحاوی و امام احمد و ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم کے رد کو پھر وہی شگوفہ چھوڑا۔

ایک راوی اس کا مغیرہ بن زیاد موصلی ہے اور یہ مجروح ہے کہ وہمی تھا قالہ الحافظ فی التقریب

اب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اولاً: تقریب میں صدوق کہا وہ صندوق میں رہا۔

ثانیاً: وہی اپنی وہمی نزاکت کہ لہ اوھام کو وہمی کہنا سمجھ لیا۔

ثالثاً: وہی صحیحین سے پرانی عداوت تقریب دور نہیں دیکھئے تو کتنے رجال بخاری و مسلم کو یہی صدوق لہ اوہام کہا ہے۔

رابعاً: مغیرہ، رجال سنن اربعہ سے ہے۔ امام ابن معین و امام نسائی دونوں صاحبوں نے بآں تشدید شدید فرمایا۔ لیس بہ باس، اس میں کوئی برائی نہیں۔ زاد یحییٰ له حديث واحد منكر، اس کی صرف ایک حدیث منکر ہے۔ لا جرم وکیع نے ثقہ، ابوداؤد نے صالح، ابن عدی نے عندی لا باس بہ، کہا تو اس کی حدیث حسن ہونے میں کلام نہیں اگر چہ درجہ صحاح پر بالغ نہ ہو۔ جس کے سبب نسائی نے لیس بقوی، ابواحمد حاکم نے لیس بالمتین عندھم کہا۔ لا انه ليس بقوى ليس بمتين و شتان ما بین العبارتین حافظ نے ثقہ سے درجہ صدوق میں رکھا۔ اس قسم کے رجال اسانید صحیحین میں صدہا ہیں۔

حاشیئے میں صدوق لہ اوہام صحیحین کے جن رواۃ کے بارے میں کہا گیا ان کی تعداد اٹھارہ گنائی۔ ان میں گیارہ رجال بخاری ہیں اور اخیر میں فرمایا: اس قسم کے رجال اسانید صحیحین میں صدہا ہیں۔ (فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۲۰۵-۲۰۶)

تعصب و عناد اس کا نام ہے کہ احناف کی ضد میں صحیح احادیث پر بلا تکلف ایسی تنقیدیں کرتے گئے کہ بخاری و مسلم کی صدہا حدیثیں صاف ہو گئیں۔ اب اس کا فیصلہ انہیں بزرگوں کو کرنا ہے کہ وہ اپنے شیخ الکل کے ہاتھ کی صفائی تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟

ذرهم في خوضهم يلعبون

احوالِ واقعی:

یہ کئی جگہ بتا آیا ہوں کہ امام بخاری کا مقصد صرف صحیح احادیث کا جمع کرنا نہیں بلکہ وہ جن عقائد و اعمال جن کو وہ حق مانتے

Marfat.com

تھے ان کا اثبات اور جسے غلط مانتے تھے ان کا رد بھی مقصود ہے۔ بلکہ اگر میں یہ کہہ دوں کہ یہی مقصود بالذات ہے اور احادیث کی تدوین ثانوی درجے میں ہے تو کوئی بیجا بات نہ ہوگی۔ اس پر دو بہت ٹھوس دلیلیں ہیں۔ ایک یہ کہ جب امام بخاری کو ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد تھیں اور صحیح بخاری میں بمشکل اڑھائی ہزار سے کچھ زائد احادیث ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ آخر وجہ ترجیح کیا ہے؟ کیوں ان اڑھائی ہزار کو درج فرمایا اور ساڑھے ستانوے ہزار احادیث کو چھوڑ دیا؟ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ بقیہ ساڑھے ستانوے ہزار احادیث ان کے مستخرجہ مسائل کے مطابق نہ تھیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے التزام تو اس کا کیا ہے کہ اس کتاب میں کوئی غیر صحیح حدیث نہیں لائیں گے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تعلیقات میں بلا دھڑک ضعاف ذکر کرتے ہیں وہی باب کی تائید۔ جب تائید میں صحیح حدیث نہیں ملی تو ضعیف کو ذکر فرمادیا' اگرچہ تعلیقاً ہی سہی۔

کہیں کہیں تو ابواب میں یہ بھی صنعت ہے کہ حدیث کا جو ٹکڑا لائے ہیں اس سے باب کی کوئی مطابقت نہیں مگر اسی حدیث کو اور کوئی محدث لایا ہے جو مفصل ہے۔ اس سے بخاری کے باب کی مطابقت ہوتی ہے۔ مثلاً امام بخاری نے ایک باب باندھا ہے۔

طول الصلوٰۃ فی قیام اللیل — رات کی نماز میں قیام کو دراز کرنا

اس کے تحت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث لائے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا قام للتھجد من اللیل یشوص فاہ بالسواک — نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے لئے اٹھتے تو اپنا منہ مسواک سے صاف کرتے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۵۳)

اس سے باب کو کیا مطابقت؟ مگر کہا جاتا ہے کہ حضرت حذیفہ ہی سے مسلم شریف میں ایک حدیث مفصل ہے۔ جس میں یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے تہجد کی ایک رکعت میں سورہ نساء سورہ آل عمران پڑھی۔ لیکن یہ حصہ چونکہ امام بخاری کی شرط پر نہیں اس لئے اس کو ذکر نہیں کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ جب یہ حصہ امام بخاری کی شرط پر نہیں تو ان کے نزدیک یہ حصہ ضعیف ہوا کیا امام بخاری احکام میں احادیث ضعاف کو حجت مانتے ہیں؟ اگر یہ توجیہ صحیح ہے تو ماننا پڑے گا کہ امام بخاری کا مقصود اصلی اپنے عقائد و مسائل کی تدوین پھر اس کی تقویت ہے اور اس پر ان کا اتنی شدت سے عمل ہے کہ اگر حدیث صحیح سے کام نہ چلے تو ضعیف سے کام لے لیتے اگرچہ بقول بعضے اشارۃً ہی۔

علاوہ ازیں جب کہ امام بخاری نے اپنی اس کتاب کا نام رکھا الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسننہ وایامہ، تو پھر کوئی بتائے کہ تابعین و تبع تابعین تک کے اقوال اپنے ابواب کی تائید میں کیوں لاتے ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ کہیں کہیں باب اور حدیث میں وہ بھی علاقہ نہیں ہوتا جو مگس کے باغ میں جانے اور پروانے کے خون میں ہے۔ دو نظیریں حاضر ہیں۔

Marfat.com

امام بخاری نے باب باندھا، باب فضل صلوٰۃ الفجر فی جماعۃ اور حدیث لائے:

والذی ینتظر الصلوٰۃ حتّٰی یصلیھا مع الامام اعظم اجرا من الذی یصلی ثم ینام

(بخاری شریف ج اص ۹۰، ایضاح اص ۲۹)

اس شخص کو زیادہ اجر ملے گا جو جماعت کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ جماعت سے پڑھتا ہے بہ نسبت اس کے جو نماز پڑھ کر سو رہتا ہے

اس حدیث میں عشاء کا ذکر ہے اور جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت مذکور ہے۔ فجر کی نماز سے اس حدیث کا کیا علاقہ؟

ایک باب باندھا، الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان، اس پانی کا بیان جس سے انسان کا بال دھویا جائے اور دو حدیث لائے دونوں کو باب سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک یہ:

عن ابن سیرین قال قلت لعبیدۃ عندنا من شعر النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اصبناہ من قبل انس اومن قبل اھل انس فقال لان تکون عندی شعرۃ منھا احب الی من الدنیا ومافیھا

ابن سیرین نے کہا میں نے عبیدہ سے کہا ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں یہ ہمیں انس یا ان کے اہل سے ملے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا ایک بال مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہے۔

دوسری حدیث یہ ہے:

عن انس ان رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لما حلق راسہ کان ابوطلحۃ اول من اخذ من شعرہ

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بال اتروائے تو سب سے پہلے ابوطلحہ نے اسے لیا۔

ان دونوں حدیثوں کو باب سے کیا تعلق ہے معمولی پڑھا لکھا انسان اسے سمجھ سکتا ہے۔

تدلیس:

امام بخاری نے بآں جلالت شان وعظمت مکان کے کہیں کہیں بالقصد یا بلاقصد تدلیس سے بھی کام لیا ہے۔ مثلاً چونکہ امام ذہلی سے یہ ناراض ہو گئے تھے مگر پھر بھی ان سے روایت لی ہے تقریباً بیس جگہ ہوگی مگر کہیں ان کا مشہور نام محمد بن یحییٰ نہیں لیا کہ لوگ جان جائیں کہ یہ فلاں ہیں۔ بدل بدل کر نام لیا ہے۔ کہیں صرف محمد کہا کہیں دادا کی طرف نسبت کر کے محمد بن عبداللہ، کہیں پردادا کی طرف نسبت کر کے محمد بن خالد کہا۔ اس میں دو خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ایک تو اصل راوی کو سننے والے سمجھ نہیں پائے۔ دوسرے یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ محمد، محمد بن عبداللہ، محمد بن خالد الگ الگ تین راوی ہیں۔ یہ بھی تدلیس ہے کہ راوی اپنے شیخ کا وہ نام وہ کنیت وہ لقب وہ نسبت نہ ذکر کرے جس سے وہ مشہور ہے۔ (طبقات المدلسین و بخاری)

علاوہ ازیں، ابوعبداللہ بن ضدہ نے امام بخاری کو مدلس کہا۔ کیونکہ جب ان کا کسی سے سماع نہیں ہوتا تو قال فلاں کہتے

Marfat.com

ہیں اور سماع ہوتا ہے تو اگر چہ وہ موقوف مقطوع کچھ بھی خواہ ان کی شرط پر نہ ہو قال لنا فلاں کہتے ہیں۔

اگر چہ اتنی بات ہے کہ امام بخاری کی عظمت کے پیش نظر یہی کہیں گے کہ انہوں نے تدلیس کسی مصلحت کے پیش نظر کی ہے۔ جیسا کہ امام ذہلی کے بارے میں جو مصلحت تھی اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

جامع صحیح بخاری کا ایک مجمل تعارف ہو گیا ان سب باتوں کو ذہن میں رکھئے گا تو آپ پر یہ بات روشن ہو جائے گی کہ صحیح بخاری کی جو بھی پذیرائی ہے وہ صرف ان احادیث کی وجہ سے ہے جو اس میں درج ہیں اور انہیں احادیث کے اعتبار سے کہا گیا ہے کہ بخاری اصح کتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی کل کی کل احادیث صحیح ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ دیگر کتب احادیث کی بہ نسبت بخاری میں ضعاف بہت کم ہیں۔ رہ گئے ابواب اور ابواب کی تائید میں خود امام بخاری کے ارشادات تو انکو نہ کسی نے اصح کہا ہے اور نہ ان کی پذیرائی ہے۔ ان ابواب پر پوری اُمت نے پوری گفتگو کی ہے۔ یہ ابواب نہ ارشادات رسول ہیں اور نہ شریعت کے اٹل قانون۔ وہ امام بخاری کے مستخرجہ ہیں۔ اُمت کے ہر ذی علم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ امام بخاری کے استنباطات واستخراجات پر کلام کرے اور کرتے آئے ہیں یہی وجہ ہے کہ امام بخاری جن مسائل میں متفرد ہیں انکو تلقی بالقبول حاصل نہ ہو سکی۔

ایک ارشاد:

آج تحصیل علم میں کتنی کاہلی ہے۔ طلبہ کتنے آرام طلب ہیں۔ علماء کتنے سہل پسند ہیں وہ سب پر ظاہر ہے ہم اس سلسلے میں امام بخاری کا ایک ارشاد نقل کر دینا ضروری سمجھتے ہیں شاید ہم کاہلوں کے لئے کچھ مہمیز کا کام کرے۔

تدریب الراوی وقسطلانی میں یہ مذکور ہے کہ قاضی ولید بن ابراہیم، ری کی قضاء پر فائز تھے ان کا بیان ہے کہ جب مجھے علم حدیث کا شوق ہوا تو امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض مدعا کیا تو فرمایا: اے بیٹے! کسی کام کو اس وقت تک شروع نہ کرو جب تک کہ اس کے حدود اور مقادیر کو نہ جان لو۔ میں نے عرض کیا! علم حدیث کے حدود ومقادیر کو بیان فرمائیں تو ارشاد فرمایا:

اعلم ان الرجل لا یصیر محدثا کاملا فی حدیثه الابعد ان یکتب اربعا مع اربع کاربع مثل اربع فی اربع عندا ربع باربع علی اربع عن اربع لاربع وکل هذه الرباعیات لاتتم الاباربع مع اربع فاذا تمت له کلها هان علیه اربع وا بتلی باربع فاذا صبر علی ذلك اکرمه الله تعالیٰ فی الدنیا باربع واثابه فی الأخرة باربع (قسطلانی ج۱ص۱۶)

اس کا حاصل یہ ہے کہ بغیر بارہ رباعیات کے کوئی محدث کامل نہیں ہو سکتا ان بارہ رباعیات کے بعد اگر ایک اور رباعی پر صبر کرے گا تو اسے ایک رباعی دنیا میں اور ایک رباعی آخرت میں ملے گی۔ قاضی ولید کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر گھبرا گیا میں نے درخواست کی کہ اس کی شرح فرما دیں تو امام بخاری نے اس کی شرح یہ کی:

۱- ان یکتب اربعا، یعنی چار چیزیں لکھے، اول احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات

Marfat.com

اوران کی تعداد، سوم تابعین کے احوال، چہارم، بعد کے علماء کے احوال اوران کی تاریخ۔

۲- مع اربع، چار چیزوں کے ساتھ لکھے، اول، راویوں کے نام، دوم، ان کی کنیت، سوم، ان کی سکونت، چہارم، ان کی ولادت اور وفات کی تاریخ۔

۳- کاربع، چار کے مثل جیسے خطیب کے لئے اللہ کی حمد اور توسل کے ساتھ دعاء اور سورتوں کے لئے بسم اللہ اور نماز کے لئے تکبیر لازم ہے اسی طرح راویوں کے نام کنیت، جائے سکونت ولادت ووفات کی تواریخ جاننی لازم ہے۔

۴- مثل اربع، چار کے مثل، اول، مسندات، دوم، مرسلات، سوم، موقوفات، چہارم، مقطوعات، ہر قسم کی احادیث کا جاننا ضروری ہے۔

۵- فی اربع، چار میں، اول، کم سنی، دوم، جوانی، سوم، ادھیڑ عمر میں، چہارم، بڑھاپے میں۔

۶- عند اربع، چار حالتوں میں، اول، عدیم الفرصتی، دوم، فرصت کے وقت، سوم، کشائش کے وقت، چہارم، تنگدستی کے وقت۔

۷- باربع، چار جگہوں میں، پہاڑ، سمندر، آبادی، جنگل۔

۸- علی اربع، چار چیزوں پر پتھروں پر، ٹھیکریوں پر، چمڑوں پر، ہڈیوں پر لکھے جب تک کاغذ میسر نہ ہو۔

۹- عن اربع، ان میں سے جو عمر میں بڑے ہوں جو ہم عمر ہوں، جو عمر میں کم ہوں، اپنے باپ کی کتاب سے اگر یہ یقین ہے کہ یہ اس کے باپ ہی کی کتاب ہے۔

۱۰- لاربع، چار مقصد کے لئے، اللہ کی خوشنودی کے لئے، اس پر عمل کرنے کے لئے بشرطیکہ جو کتاب اللہ کے موافق ہو، اور طلب میں اسے پھیلانے کے لئے، تالیف کے لئے تاکہ اس کے بعد اس کا ذکر باقی رہے۔

یہ دس رباعیاں بغیران دو رباعیوں کے پوری نہ ہونگی وہ یہ ہیں۔

۱۱- الا باربع، بغیران چار چیزوں کے پوری نہ ہوں گی۔ لکھنے کا ڈھنگ، علم لغت، علم نحو، علم صرف۔

۱۲- مع اربع، ان چار چیزوں کے ساتھ جو عطائی ہیں۔ صحت، قدرت، شوق، قوت حافظہ۔

جب یہ اڑتالیس باتیں کسی کو نصیب ہو جائیں تو پھر چار چیزیں اس کی نظروں میں ہیچ ہو جاتی ہیں۔

۱۳- ھان علیہ اربع، بیوی، اولاد، مال، وطن۔

۱۴- وابتلی باربع، چار چیزوں میں آزمایا جاتا ہے، دشمنوں کے تیر ونشتر، دوستوں کی ملامت، جاہلوں کے طعن، علماء کے حسد سے۔

اور جب ان سب پر صبر کرے گا تو۔

۱۵- اکرمہ اللہ فی الدنیا اربع، اللہ عزوجل اسے دنیا میں چار نعمتوں سے نوازے گا۔ قناعت کی عزت، ہیبت، علم کی لذت اور

Marfat.com

حیاتِ ابد۔

۱۶- واثابہ فی الاخرۃ باربع ،اور آخرت میں چار نعمتیں عطافرمائے گا۔اپنے متعلقین میں سے جسے چاہے اس کی شفاعت۔عرش کے نیچے سایہ جس دن سوائے عرش کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے جسے چاہے گا پلائے گا۔ اعلیٰ علیین اور جنت میں انبیاء کرام کا جوار قدس عطافرمائے گا۔

اس کے بعد امام بخاری نے فرمایا: میں نے اپنے اساتذہ سے متفرق جو سنا تھا اکٹھا تم کو بتادیا۔اب تمہیں اختیار ہے علم حدیث حاصل کرو یا یہ ارادہ ترک کردو۔

قاضی ولید نے کہا! یہ سب سن کر مجھ پر ہول سوار ہوگیا۔میں غور کرتا رہا مگر کچھ نہ بول سکا۔ادب سے گردن جھکادی تو امام بخاری نے فرمایا: اگر ان مشقتوں کے اٹھانے کی تم میں طاقت نہیں تو فقہ حاصل کرلو۔اس لئے کہ گھر بیٹھ کر فقہ کا حاصل کرنا ممکن ہے۔اس کے لئے لمبے لمبے سفر شہر شہر قریہ قریہ گھومنے اور سمندروں، دریاؤں کے طے کرنے کی ضرورت نہیں۔حالانکہ فقہ بھی حدیث ہی کا ثمرہ ہے اور آخرت میں فقیہ کا ثواب محدث سے کم نہیں اور نہ فقیہ کی عزت محدث سے کم ہے۔قاضی ولید کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا تو میں نے طلب حدیث کا ارادہ ختم کردیا اور فقہ حاصل کرنے لگا۔یہاں تک کہ اس میں آگے ہوگیا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس دور میں علم حدیث کی تحصیل کے لئے یہ بارہ رباعیاں لابدی تھیں۔مگر آج اگرچہ یہ بارہ رباعیاں ضروری نہیں مگر پھر بھی ان کی غالب اکثر ضروری ہیں۔امام بخاری نے اپنے ذوق ووجدان کے مطابق علم فقہ کو حدیث سے بہت آسان بتایا مگر جو فقہ کی تحصیل میں قدم رکھ چکا ہے وہ جانتا ہے کہ فقہ کے لئے ان بارہ رباعیوں کے ساتھ اور بھی کتنی رباعیاں ضروری ہیں۔اس لئے کہ فقہ کی بنیاد حدیث کے علاوہ تین اور چیزوں پر بھی ہیں۔کتاب اللہ، اجماعِ امت، قیاس۔

تو حدیث کے لئے یہ رباعیاں ضروری ہیں ہی کتاب اللہ کے لئے کتنی رباعیاں چاہئے۔اجماع اُمت کے لئے کتنی رباعیاں چاہئے؟ قیاس کے لئے کتنی رباعیاں چاہئے؟ اگر ہر ایک کی رباعیوں کی تفصیل کی جائے تو ہر ایک کے لئے بارہ بارہ رباعیاں اور ضروری نکل آئیں گی۔

اس کو اب یوں سمجھئے کہ جب فقہ کی بنیاد چار چیزوں پر ہے ان میں ایک حدیث ہے تو علم حدیث، علم فقہ کا ایک چوتھائی ہوا۔ پھر یہ تو صرف حفظ حدیث کے لئے بارہ رباعیاں ہوئیں اور فقہ کے لئے صرف حفظ حدیث کافی نہیں۔اس کے لئے احادیث سے متعلق کتنے علوم کی حاجت ہے وہ بہت تفصیل طلب ہے۔

اس لئے علم فقہ کو علم حدیث سے آسان کہنا اس بناء پر ہے کہ امام بخاری نے اس کی چاشنی نہیں چکھی تھی۔مگر انکو بھی اخیر میں یہ کہنا پڑا کہ فقیہ کا ثواب محدث سے کم نہیں اس کی عزت محدث سے کم نہیں۔آخر کیوں؟ خدا کے یہاں تو العطایا بقدر البلایا ہے۔

فقیہ اعظم ہند حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ

سابق صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارک پور (انڈیا)

Marfat.com

ہر نیک عمل کی قبولیت کا دارومدار خلوص نیت پر ہے

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر مسجد نبوی شریف کے منبر شریف پر لوگوں کے سامنے حدیث بیان کی جس کو حضرت علقمہ بن وقاص لیثی سے محمد بن ابراہیم تیمی نے سنا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری کو یہ حدیث بتائی، ان سے سفیان نے اور سفیان سے حمیدی نے روایت کی جس کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری شریف کی پہلی حدیث کے طور پر نقل فرمایا۔ بنابریں میں نے بھی اس کتاب میں پہلا حوالہ اس حدیث کا دیا حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْ اِلَی امْرَاَۃٍ یَّنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ (حدیث نمبر ۱)

بے شک اعمال کا مدار نیات پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی، پس جس کا ہجرت کرنا دنیا (کا مال پانے) کیلئے یا کسی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کے لئے ہوگا پس اس کی ہجرت اس کی طرف ہے جس کا اس نے قصد کیا ہے۔

اس حدیث کے مختلف الفاظ

یاد رہے: یہ حدیث علاوہ ازیں بھی امام بخاری علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری میں چھ مقامات پہ درج فرمائی ہے اور بعض جگہ بعض الفاظ بھی مختلف ہیں مثلاً

حدیث نمبر ۵۴- میں ''مانویٰ'' کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں

فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ

یعنی جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی پس اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی ہے۔

انہی الفاظ کے ساتھ صاحب مشکوہ نے اس حدیث کو مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث کے طور پر لکھا ہے۔ صرف وانما لکل امری کی بجائے وانما لامری کے الفاظ ہیں جو کہ بخاری شریف ہی کے بعض نسخوں میں موجود ہیں۔

حدیث ۲۵۲۹، میں بجائے انما الاعمال بالنیات کے الاعمال بالنیۃ کے الفاظ ہیں (اس کی وجہ یہ لکھی گئی ہے کہ نیت کا محل چونکہ دل ہے اور وہ تو بنصِ قرآن ایک ہی ہے (ماجعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ، اللہ نے کسی شخص کو

Marfat.com

بھی دو دل نہیں دیئے) لہٰذا محل کے اعتبار سے نیت کو مفرد لایا گیا۔ بخلاف اعمال کے فانها متعلقة بالجوارح فناسب جمعها، کیونکہ ان کا تعلق اعضاء سے ہے اور اعضاء بہت سے ہیں۔ لہٰذا اعمال بصیغۂ جمع ہی مناسب ہے) اور وانما لکل امری، وانما لامری کی بجائے ولامرئ ہے۔

حدیث نمبر ۳۸۹۸، میں بھی الاعمال بالنیۃ کے الفاظ ہیں۔

حدیث نمبر ۵۰۷۰، میں اعمال اور نیات دونوں الفاظ بجائے جمع کے مفرد لائے گئے ہیں یعنی العمل بالنیۃ عمل کا مدار نیت پر ہے اسی کے مطابق میں نے عنوان قائم کیا ہے اس طرح بخاری شریف میں حدیث نمبر ۶۶۸۹ بھی یہی ہے اور حدیث نمبر ۶۹۵۳ بھی یہی ہے مگر آخر الذکر حدیث کے شروع میں انما الاعمال بالنيات سے پہلے یا ایها الناس کے الفاظ ہیں تو صحیح بخاری میں کل سات مقامات پر یہ حدیث آئی ہے کیونکہ اس حدیث پر عمل کی قبولیت کا نیک نیتی کے ساتھ مشروط ہونا بیان ہوا ہے اس لئے بہت سے محدثین نے اپنی کتب کا آغاز اس حدیث سے فرمایا ہے تا کہ تائید الٰہی اور توفیق ربانی سے ان کا یہ نیک عمل بارگاہ صمدانی میں قبول ہو۔

اس حدیث کی اہمیت وافادیت

ابن مہدی الحافظ فرماتے ہیں۔ من اراد ان يصنف كتابا فليبدأ بهذا الحديث، جو شخص بھی کتاب لکھنے کا ارادہ کرے وہ اپنی کتاب کا آغاز اسی حدیث سے کرے اور مزید فرمایا لو صنفت كتابا لبدأت في كل باب منه بهذا الحديث (یعنی) اگر میں کوئی کتاب لکھوں تو اس کتاب کے ہر باب کے شروع میں یہ حدیث ضرور لکھوں (تا کہ بارگاہ رب العزت میں کتاب کا ہر باب شرف قبولیت حاصل کر لے) امام زرکشی فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کا تعلق چونکہ ترجمۃ الباب کے ساتھ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو حکم دیا وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين کہ وہ خالص اس کی ہی عبادت کریں، لہٰذا ہر وہ شخص جو اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے اور مقصود اس سے رضا الٰہی ہو اس کے پیش نظر ہر وقت یہ حدیث رہنی چاہئے۔ خدانخواستہ محنت بھی کرے اور ذرا سا نیت میں فطور آ جانے کی وجہ سے

؎ کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بے کار ہو جائے

یہ حدیث گنجینۂ برکات ہے

امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ حدیث مقابلہ الجمع بالجمع کے قبیل سے ہے یعنی عمل کے ساتھ نیت کا ہونا ضروری ہے اور جس طرح اعمال کئی قسم کے ہیں اسی طرح ان کی نیت بھی کئی طرح کی ہو سکتی ہے۔ (مثلاً علماء فرماتے ہیں ایک بندہ گھر سے نکلتے ہوئے یہ نیت کرلے کہ بھوکا ملے گا تو اس کو کھانا کھلاؤں گا، پیاسا ملے گا تو اس کو پانی پلاؤں گا، ننگا ملے گا تو اس کو لباس پہناؤں گا وغیرہ وغیرہ اور اتفاق سے کوئی بھی شخص اس کو راستے میں ایسا نہیں مل سکا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نیت پر اس کو ایک ایک

Marfat.com

ثواب عطا فرمائے گا نیۃ المؤمن خیر من عملہ)

چونکہ یہ پہلا حوالہ ہے اور پھر حدیث بھی اس قدر جامع کہ ہر عمل کے ساتھ اس کا تعلق ہے اس لئے میں نے سوچا کہ تھوڑی سی وضاحت ہو جائے ورنہ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میرا ارادہ صرف حوالہ جات کی نشاندہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی نہ صرف اس عمل میں بلکہ تمام اعمال میں خلوص نیت کے ساتھ نوازے نہ صرف مجھے بلکہ ہر مسلمان کو تاکہ ہر مسلمان کا ہر نیک عمل نیک نیتی کی بدولت بارگاہ ایزدی میں قبول ہو

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

حدیث شریف میں الاعمال، عمل کی جمع ہے اور یہ فعل کا مرادف ہے مگر جب یہ الفاظ مطلقاً بولے جاتے ہیں تو افعال سے مراد افعال جوارح (ظاہری اعضاء سے صادر ہونے والے کام) ہوتے ہیں اور اعمال اس سے عام ہیں یعنی افعال جوارح، افعال لسان اور افعال قلب سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ حاشیہ خیالی ملا عبدالحکیم میں ہے اور اس کی دلیل بخاری شریف کی وہ حدیث ہے جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پھر عرض کیا گیا، اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ اور پھر حج مقبول۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو تمام عبادات، محرمات، مکروہات اور مناجات اس میں آ جاتے ہیں مگر یہاں مراد اعمال صالحہ ہیں یا زیادہ سے زیادہ مباحات بھی۔

نیت کس چیز کا نام ہے؟

نیت دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں (لغۃً) اور عبادت کیلئے پختہ ارادے کو کہتے ہیں (شرعاً) جیسا کہ تلویح میں ہے۔ پھر عزم، قصد اور نیت میں فرق ہے کہ عزم وہ ارادہ ہے جو فعل پہ مقدم ہو، قصد اس ارادے کو کہا جاتا ہے جو فعل سے متصل ہو اور نیت وہ ارادہ ہے جو عمل سے ملا ہوا بھی ہو اور اس میں عمل کی غایت بھی ملحوظ ہو مثلاً ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا تو سفر شروع کرنے تک عزم ہے سفر شروع ہونے کے بعد قصد ہو گیا اور اگر اس میں یہ بھی ملحوظ ہو کہ یہ سفر حج ہے تو یہ نیت ہے۔ محققین کے نزدیک نیت، عزم اور قصد تینوں میں ارادہ حادث مراد ہے اس لئے ان الفاظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں ہو سکتا۔ بخلاف ارادے کے یعنی اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پہ ہو سکتا ہے بلکہ بار بار ہوا ہے۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (البقرہ) انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس (الاحزاب) انما امرہ اذا ارادشیئا (یٰس)

مراۃ شرح مشکوٰۃ میں حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نیت ارادۂ عمل کو بھی کہتے ہیں اور اخلاص کو بھی یعنی اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کا ارادہ اور مندرجہ بالا حدیث میں دوسرے معنی مراد ہیں یعنی اعمال کا اخلاص ثواب سے ہے یعنی کوئی عمل بھی اخلاص کے بغیر قبول نہیں اور نہ اس پر ثواب ہے خواہ وہ عمل عبادت محض ہو جس طرح نماز روزہ یا

Marfat.com

عبادت غیر مقصودہ ہو جیسے وضو، غسل اور طہارت ثوب و مکان۔

اخلاص کی برکات

صوفیاء کرام فرماتے ہیں اخلاص ایسی نعمت ہے کہ اس کے بغیر عبادت بھی عادت بن جاتی ہے اور اس کی برکت سے (بظاہر) کفر شکر بن جاتا ہے اور معصیت اطاعت ہو جاتی ہے جس طرح حضرت ابوبکر صدیق نے غار ثور میں سانپ کے منہ میں پاؤں دے دیا بظاہر خودکشی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور علیہ السلام کی نیند پہ عملاً نماز عصر چھوڑ دی مگر اخلاص و نیت خیر کی وجہ سے ان حضرات کے یہ کام باعث ثواب ہو گئے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک مستقل باب باندھا ہے من صلی وقدامه تنور او نار او شیء مما یعبد فاراد به وجه الله عزوجل، جو ایسی جگہ نماز ادا کرے جہاں آگے تنور یا آگ یا ایسی شے ہو جس کی عبادت کی جاتی ہے اگر اس کی نیت خالص ہے تو یہ اللہ ہی کی عبادت قرار پائے گی۔ اور پھر اس کے تحت دو احادیث لائے ہیں ایک حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

عرضت علی النار وانا اصلی (بخاری ج ا ص ۶۱)

مجھ پہ آگ پیش کی گئی جبکہ میں نماز ادا کر رہا تھا۔

اور دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سورج گرہن لگا تو حضور علیہ السلام نے نماز پڑھائی پھر فرمایا:

اریت النار فلم ارمنظرا کالیوم قط افظع (ایضاً)

مجھے آگ دکھائی گئی اور آج کے دن سے زیادہ ڈراؤنا منظر میں نے کبھی نہ دیکھا۔

یاد رہے! سامنے آگ ہو تو نماز مکروہ اس وقت ہوگی جب کہ آگ آپ کے اختیار میں ہو اور اگر بغیر اختیار کے ہو تو کراہت نہیں ہے کیونکہ اس وقت کراہت کی علت موجبہ نہیں پائی گئی اور جب ارادہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ہو اور کوئی شے سامنے آجائے تو مضر نہیں جیسا کہ حضور علیہ السلام کے سامنے دوزخ آ گئی لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی ضرر نہ دے سکی۔

اس حدیث کے بارے میں اختلاف کا خلاصہ

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا! وضو میں نیت شرط ہے کیونکہ الاعمال پہ الف لام استغراقی ہے اور مراد اس سے عبادات ہیں خواہ مقصودہ ہوں یا غیر مقصودہ اور الف لام جنسی بھی ہو تو کلمہ حصر انما موجود ہے نیز مسند الیہ کا معرفہ ہونا بھی مفید حصر ہے اور اگر ایک فرد بھی خارج مانیں تو حصر برقرار نہیں رہے گا۔ پھر الاعمال کا مضاف تو بالاتفاق محذوف ہے مگر کوئی خاص لفظ مراد نہیں کہ ثواب الاعمال ہی مانا جائے بلکہ وجود، حصول وغیرہ کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ بالاتفاق اذان، قرأت اور ذکر وغیرہ بغیر نیت کے موجود ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا کسی عمل کا صحیح ہونا اور بات ہے اور اس کا عبادت ہونا دوسری بات ہے۔ دیکھو نکاح اگر بلا نیت طاعت کیا تو عبادت اگرچہ نہ ہوا مگر شرعاً صحیح تو ہو گیا۔

Marfat.com

دیکھو! پانی سے ناپاک کپڑا یا برتن یا بدن پاک کرتے ہوئے طہارت کی نیت نہ بھی کرو تو کپڑا بدن اور برتن بالاتفاق پاک ہو جاتے ہیں۔ (کمافی الحسامی۔باب القیاس)

لہٰذا امام شافعی علیہ الرحمۃ کے استدلال سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ بغیر نیت کے وضو عبادت نہ بن سکا تو ٹھیک ہے ذریعہ عبادت تو ہے جس طرح بغیر نیت طاعت مسجد کی طرف چلنا عبادت نہ سہی مگر ذریعہ عبادت تو ہو گیا۔ دیکھو اس حدیث کے اگلے حصہ میں حضور علیہ السلام نے بلانیت طاعت صرف حصولِ دنیا یا حصول عورت کے لئے ہجرت کرنے والے کی ہجرت کو ہجرت قرار دیا ہے۔ (**فھجرته الی ماھاجر الیه**) اور ان کو ادائے فرض سے بری الذمہ مانا ورنہ لازم آئے گا کہ صحابی تارک فرض ہو کر فاسق ٹھہرے کیونکہ فتح مکہ سے پہلے ہجرت فرض تھی۔ لہٰذا حدیث کے اول و آخر کو تعارض سے بچانے کے لئے الاعمال سے پہلے ثواب کے لفظ کو محذوف ماننا پڑے گا کیونکہ شوافع بھی مانتے ہیں کہ اعمال سے مراد عبادات ہیں۔ نیت سے مراد ارادۂ اطاعت ہے۔ یہاں حذف مضاف ہے اور یہ کہ مضاف ضرورتاً محذوف مانا گیا ہے لہٰذا جو چیز ضرورتاً محذوف مانی جاتی ہے وہ بقدر ضرورت ہی مانی جائے گی ورنہ مفاسد کا دروازہ کھل جائے گا اور پھر اس کے حذف پر قرینہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔ خواہ وہ قرینہ عقلی ہو، لفظی ہو یا معنوی اور تمام اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی **بھی عبادت کا ثواب بغیر نیت** کے نہیں ہے۔

مومن کی نیت اس کے ارادے سے بہتر ہے

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ (اعمال لکھنے والے فرشتوں سے) ارشاد فرماتا ہے:

اذاھم عبدی بسیئة فلا تکتبوھا واذاھم بحسنة فلم یعملھا فاکتبوھا حسنة فان عملھا فاکتبوھا عشرا (متفق علیہ) اس مفہوم کی ایک حدیث نمبر ۶۴۹۱ بھی ہے۔

(اے فرشتو!) جب میرا بندہ برائی کا ارادہ کرے تو (اس کے نامۂ اعمال میں برائی) نہ لکھو اور جب نیکی کا ارادے کرے ا ور نیکی نہیں کی پھر بھی ایک نیکی لکھ لو اور اگر نیکی کر لے تو دس نیکیاں لکھو (**من جاء بالحسنة فله عشرا مثالھا**) چنانچہ غزوۂ تبوک کے موقع پر جو مسلمان اپنی مجبوریوں کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے ان کو ان کی سچی نیت ہی کی بناء پر ثواب میں شامل کیا گیا۔

غزوہ بدر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے لیکن نہ صرف ثواب میں بلکہ مال غنیمت میں بھی برابر کے حصہ دار تھے۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا۔

نیة المؤمن خیر من عمله (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۵۹۴۲ ج ۶ ص ۱۸۵) مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (کیونکہ نیت پہ ثواب) بلا شرط ہے اور عمل پہ بشرط نیت ہے نیز نیت میں مشقت نہیں اور عمل میں مشقت ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ اس حدیث کو باب بدء الوحی میں کیوں لائے ہیں حالانکہ اس حدیث کا اس باب سے بظاہر کوئی تعلق نہیں ہے تو اس کا جواب ابن رشد نے یہ دیا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس تالیف میں ان کی نیت خالص ہے۔ صرف رضائے الٰہی کے حصول کے لئے کتاب لکھ رہے ہیں کوئی دنیوی امور پیش نظر نہیں ہیں۔ چنانچہ شرق

Marfat.com

وغرب میں اس کتاب کا مقبول ہونا امام بخاری کے خلوص نیت کی کافی دلیل ہے۔

دین کی بنیاد چار احادیث پہ ہے

علماء فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص صرف چار احادیث پہ عمل پیرا ہونے کو اپنے اوپر لازم کرلے تو اس کے لئے یہی کافی ہے ایک تو یہی حدیث دوسری وہ جس میں فرمایا گیا الحلال بین والحرام بین و بینهما مشتبهات لایعلمهن کثیر من الناس...... متفق علیہ۔ مشکوۃ ص ۲۴۱)

حرام وحلال واضح ہے اور ان کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے .... تیسری من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه، انسان کے اسلام کی خوبی میں سے یہ بھی ہے کہ ہر بے مقصد بات اور فضول کام کو ترک کر دے اور چوتھی یہ کہ مومن اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنی ذات کے لئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے دوسرے مومن بھائی کے لئے پسند کرتا ہے۔ اس پہ ایک رباعی ملاحظہ ہو۔

عمدة الدین عندنا کلمات — اربع من کلام خیر البریة

اتق الشبهات وازهد ودع ما — لیس یعنیک واعمل بنیة

یعنی ہمارے ہاں عمدہ دین حضور علیہ السلام کے چار ارشادات ہیں۔

۱۔ مشتبہ چیز سے بچو، ۲۔ تھوڑی شے پر اکتفاء کرو، ۳۔ بے مقصد کام کو چھوڑ دو، ۴۔ نیت سے کام کرو۔

یہاں پر حرف آخر کے طور پہ یہ بھی یاد رہے کہ اگر کسی عمل میں ابتداءً نیت ٹھیک تھی بعد میں کوئی ایسی بات شامل ہوگئی جو اخلاص کے منافی ہے تو اعتبار ابتداء کا ہی ہوگا اور عامل کو بدستور ثواب ملے گا۔ الغرض جیسا کہ کہا گیا

هذا الحدیث اصل عظیم من اصول الدین،

یہ حدیث اصول دین کی عظیم بنیاد ہے۔

(وحی کی تعریف اور اس کی اقسام ص ۲ حاشیہ نمبر ۳ پہ عینی کے حوالے سے بیان کی گئی ہیں)

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا حضور علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ غار حراء میں پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ گھبراہٹ سی طاری ہوگئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے جن الفاظ سے آپ کو تسلی دی ان میں حضور علیہ السلام کا مشکل کشا و مددگار ہونا بایں الفاظ بیان کیا۔

وَتُعِینُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ (حدیث نمبر ۳)

''اور آپ حق کی راہ میں پیش آنے والے مصائب پہ مدد فرماتے ہیں''

یہی تو مشکل کشائی ہے، ظلم پہ ظالم کی مدد کرنا تو خود ظلم ہے، اس کا تو کوئی بھی قائل نہیں ہے جبکہ مظلوم کی مدد کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے اگر اللہ کے علاوہ کسی کی مدد شرک ہوتی تو کیا اللہ تعالیٰ خود شرک کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ معاذ اللہ

Marfat.com

وتعاونوا علی البر والتقوی (المائدہ)

اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔

باقی رہی ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب کی اصطلاح تو یہ خانہ ساز ہے۔ شرک شرک ہی ہے چاہے کسی حالت میں ہو۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے جو حضور علیہ السلام سے جنت میں رفاقت مانگی اور عرض کیا! اسئلك مرافقتك فی الجنة، میں آپ سے مانگتا ہوں جنت میں آپ کی رفاقت، کیا صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آقا علیہ السلام سے مافوق الاسباب چیز نہیں مانگ رہے اور آقا علیہ السلام اپنے غلام کو منع نہیں فرما رہے کہ مجھ سے مانگنے کی بجائے خدا سے کیوں نہیں مانگتے جس سے خود میں بھی مانگتا ہوں بلکہ فرمایا: یہ جو تو نے مانگا تجھے مل گیا اس کے علاوہ کچھ اور بھی مانگنا ہے تو مانگ لو

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

(حضور علیہ السلام کی سخاوت پہ اس سے اگلی حدیث ملاحظہ فرمائیں جس کے آخری الفاظ اس طرح ہیں، فلرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود بالخیر من الریح المرسلة، حضور علیہ السلام اجود الناس یعنی سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت میں کھلی تیز ہوا سے عموم نفع میں زیادہ سخی تھے یعنی جس طرح تیز ہوا ہر جگہ پہنچ کر فیض پہنچاتی ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کی سخاوت کا فیض بھی ہر جگہ پہنچتا بلکہ تیز ہوا سے بھی زیادہ یعنی کوئی بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے محروم نہ رہتا)

معلوم ہوا! صحابی کا عقیدہ اور ہے وہابی کا عقیدہ اور ہے، صحابی نبی علیہ السلام سے مانگنا خدا ہی سے مانگنا سمجھتا ہے۔ یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا اور وہابی نبی علیہ السلام سے مانگنے کو شرک سمجھتا ہے۔ اگر یہ شرک ہے تو خود حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابی اس شرک سے کس طرح بچیں گے۔ لہٰذا اس عقیدے سے توبہ ہی بھلی جو امام الموحدین علیہ السلام کو بھی شرک کی زد میں لائے بلکہ اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے (ایمان میں کمی زیادتی کی بحث ص ۵ ج ا حاشیہ نمبر ۱۴ پہ ملاحظہ ہو)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوئی حکم دیتے تو انہی کاموں کا حکم دیتے جنکی ان میں طاقت ہوتی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے۔

اِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ (حدیث نمبر ۲۰) اے ہمارے آقا! ہم آپ کی طرح تو نہیں ہو سکتے ناں۔

اس پر کبھی بھی حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نہیں فرمایا کہ قرآن تو کہتا ہے انما انا بشر مثلکم، اور تم کہتے ہو کہ تم میری مثل نہیں ہو نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی اس آیت کا حوالہ دے کر وہ باتیں کیں جو ہمارے اس دور

Marfat.com

میں بعض نام نہاد توحید پرست کرتے ہیں۔ معلوم ہوا! صحابہ کا عقیدہ وہی تھا جو آج عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

۔ شاہ بطحا کی مدح سرائی اہل سنت کے حصے میں آئی
بگڑی آقا نے سب کی بنائی اپنی قسمت جگائے ہوئے ہیں

منافق کون ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منافق کی چار علامتیں ارشاد فرمائیں اور فرمایا: ان چار میں سے جس کے اندر ایک علامت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ اس کو ترک کر دے اور وہ چار خصلتیں یہ ہیں۔

۱- اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

۲- اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳- اِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، جب عہد معاہدہ کرے تو دغا بازی کرے۔

۴- اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ، جب جھگڑا کرے تو گالی بکے۔ (حدیث نمبر ۳۴)

نفاق کی اور بھی کئی علامات ہیں مثلاً انصار سے بغض رکھنے کو نفاق کی علامت قرار دیا۔ جس نے جہاد نہ کیا اور نہ کبھی جہاد کا شوق دل میں رکھا اور اس حالت میں مر گیا۔ نماز میں سستی کرنا، نماز کو مکروہ وقت میں پڑھنے کی عادت بنا لینا، اذان کے بعد بغیر نماز پڑھے (بلا ضرورت جب کہ واپس آنے کی نیت نہ ہو) مسجد سے چلے جانا وغیرہ۔

یاد رہے! جو منافق ہوگا اس میں یہ علامات ضرور ہوں گی لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس میں یہ علامات ہوں وہ منافق ہی ہو جس طرح کہ کفار و مشرکین۔ لہٰذا اگر کسی مسلمان میں یہ علامات پائی جائیں تو اس کو (حتمی یقینی) منافق تو نہیں کہیں گے۔ ہاں البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مسلمان میں نفاق کی فلاں علامت ہے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں نفاق کی دو قسمیں ہیں، ۱- نفاق فی الاعتقاد یعنی زبان سے اپنے آپ کو مسلمان کہنا اور دل میں کفر رکھنا، ۲- نفاق فی العمل یعنی منافق جیسے کام کرنا جو کہ اہل ایمان کے شایان شان نہیں ہیں۔ پہلی قسم کو نفاق شرعی اور دوسری کو نفاق عرفی بھی کہا جا سکتا ہے یہ بھی یاد رہے کہ کذب فساد قولی ہے۔ خیانت فساد عملی ہے اور وعدہ خلافی فساد نیت ہے۔ چنانچہ حدیث نمبر ۳۳ میں انہی تین کو منافق کی نشانیاں قرار دیا گیا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری میں حضرت ابن ابی ملیکہ (مشہور تابعی) کا قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

ادرکت ثلثین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یخافون النفاق علی نفسہ ما منھم احد یقول انہ علی ایمان جبرائیل و میکائیل

میں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسا پایا کہ (خوف خدا یا تواضع کی وجہ سے) ہر ایک اپنے آپ پر نفاق کا خطرہ محسوس کرتا تھا اور کوئی بھی ان میں سے یہ نہ کہتا کہ میرا ایمان جبریل اور میکائیل علیہما السلام جیسا ہے۔

Marfat.com

اور حضرت حسن بصری سے منقول ہے:

ماخافه الا مؤمن ولا امنه الامنافق (بخاری ج ا ص ۱۲)

نفاق سے مومن ہی ڈرتا ہے اور منافق اس سے بے خوف ہوتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک منافق کی ایک موٹی سی علامت یہ تھی کہ وہ شخص منافق ہے۔ لایحب اللہ ورسولہ، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کرتا ہو۔ (بخاری ج ا ص ۱۵۸ احدیث نمبر ۱۱۸۶)

تمنائے شہادت:

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں صرف جہاد کے لئے نکلا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پہ ہے کہ یا اس کو ثواب دے یا مال غنیمت پائے اور یا شہادت کے ذریعے اس کو جنت میں داخل کرے اور اگر میں اپنی اُمت پر مشقت نہ سمجھتا تو کسی چھوٹے سے لشکر کے بھی پیچھے نہ رہتا۔

وَلَوَدِدْتُ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ (۳۶)

میں اس بات سے محبت کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔

زیادہ نفلی عبادت کر کے اپنے آپ کو نہ تھکاؤ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام ان کے پاس اس وقت تشریف لائے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ حضور علیہ السلام نے اس عورت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا! یہ فلاں عورت ہے اور اس کی (نفلی) نماز کا ذکر کیا (کہ ساری رات نوافل میں گزارتی ہے) اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مَهْ عَلَیْکُمْ بِمَا تُطِیْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَا یَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰی تَمَلُّوا وَکَانَ اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَیْهِ مَادَاوَمَ عَلَیْهِ صَاحِبُهٗ (حدیث نمبر ۴۳)

"چھوڑ! اتنا ہی عمل کرو جس کی تم لوگ طاقت رکھتے ہو، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نہیں تھکے گا تم لوگ تھک جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ (اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو وہ عمل زیادہ پسند ہے جس کا کرنے والا اس عمل پر ہمیشگی کرے"۔

ثابت ہوا کہ مستحبات و نوافل پہ پابندی کرنا اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کو پسند ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پابندی کرنے والا ان چیزوں کو فرض و واجب سمجھ کر پابندی کر رہا ہے بلکہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ عمل پسندیدہ تر بنانے کے لئے پابندی کر رہا ہو۔ لہٰذا ختم درود، میلاد و فاتحہ اور عرس وغیرہ امور مستحبہ پر ہمیشگی کرنے سے یہ امور ناجائز نہیں ہو جاتے بلکہ پسندیدہ تر ہو جاتے ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے لبس الفراء کے باب میں حضور علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ

Marfat.com

حلال وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جس کو اس نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ نہ تو واجب ہے اور نہ ہی حرام اور اس کا کرنا مباح ہے۔

تو اگر مذکورہ امور کو صرف نئے ہونے کی وجہ سے بدعت مذمومہ میں شامل کرو گے تو نماز تراویح باجماعت اور جمعہ کی اذان ثانی کو کیا کہو گے لہٰذا ماننا پڑے گا من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعد من غیر ان ینقص من اجورهم شيء (مشکوٰۃ صفحہ ۳۳ بحوالہ مسلم) جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے گا اس کو طریقہ رائج کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور جتنے لوگ بعد میں اس طریقے پر عمل کریں گے ان کے ثواب میں کمی کئے بغیر ان کے برابر اس رائج کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔

امام حافظ ابو محمد المعروف ابو شامہ اپنی کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث میں بدعت کی تقسیم حسنہ وسیئہ کی طرف کر کے لکھتے ہیں "ہمارے زمانے میں بہترین بدعت ہر سال حضور علیہ السلام کا جشن ولادت منانا ہے اور اس دن لوگوں کا خوشی و مسرت کا اظہار کرنا صدقہ وخیرات کرنا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وتعظیم کا اظہار ہوتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجلالت مستقر ہوتی ہے۔

اور پھر محفل میلاد میں آنا تو اور بھی سعادت کی بات ہے کہ سرکار کی محفل ہے

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

آیت کے نزول پر عید منانا:

ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین آپ کی کتاب (قرآن مجید) میں ایک ایسی آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم یہودیوں پہ نازل ہوتی تو ہم اس آیت کے نزول کے دن کو بطور عید مناتے۔ فرمایا: وہ کون سی آیت ہے اس نے کہا: الیوم اکملت لکم دینکم...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ (حدیث نمبر ۴۵)

ہم اس دن کو اور اس مقام کو بھی پہچانتے ہیں جس میں یہ آیت ہمارے آقا علیہ السلام پر نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن عرفات میں تشریف فرما تھے اور یہ جمعہ کا دن تھا (اور یہ دونوں دن ہمارے لئے عید کی حیثیت رکھتے ہیں یہی کچھ نسائی کی حدیث لاتخذناہ عیدًا کے تحت ماذکر فی یوم عرفة میں علامہ سندھی نے ذکر کیا کہ مراد یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ جمعہ کے دن نازل ہوئی اور اللہ نے ہمارے لئے اس دن دو عیدوں کو جمع کر دیا ایک جمعہ کی عید اور دوسری عرفہ کی)

معلوم ہوا! جس دن کوئی نعمت ملے اس دن کو بطور عید منایا جا سکتا ہے ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس یہودی کو فرما دیتے کہ

Marfat.com

یہ تمہارا دین ہوگا کہ آیت کے نزول پہ عید مناؤ ہم تو اس کو جائز نہیں سمجھتے بلکہ فرماتے ہم تو صرف دو عیدوں کے قائل ہیں۔ منکرین بھی جانتے ہیں کہ عید میلاد ان دو عیدوں کی طرح نہیں نہ اس میں عید الفطر کی طرح نماز نہ عید الاضحیٰ کی طرح قربانی بلکہ صرف خوشی کا دن ہونے کی وجہ سے اس کو عید کہا جاتا ہے' جب ایک آیت کے نزول پہ دو عیدیں ہیں تو محبوبِ خدا کی آمد پہ کیوں نہ عید منائی جائے۔ جن پہ پورا قرآن اترا ہے۔

عید نبوی کا زمانہ آگیا — لب پہ خوشیوں کا ترانہ آگیا
پرچم دین نبی ہے سربلند — کفر کو گردن جھکانا آگیا
ہر ستارے میں بڑھی ہے روشنی — ہر کلی کو مسکرانا آگیا
میرے ہونٹوں پر ہے نعت مصطفیٰ — ہاتھ بخشش کا بہانہ آگیا

(حدیث احسان کا حوالہ بخاری شریف، ص ۱۲، الدین النصیحہ ص ۱۳ - النصیحہ کلمۃ جامعۃ معناھا حیاز الخیر للمنصوح لہ حاشیہ نمبر ۹ ص ۱۳)

بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنے پر بھی ثواب ہے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّكَ لَنْ تُنفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فَمِ امْرَاَتِكَ (حدیث نمبر ۵۶)

جو بھی تو خرچ کرے جبکہ تیری نیت رضا الٰہی ہو تو تجھے اس پر اجر ملے گا یہاں تک کہ اپنی بیوی کے منہ میں جو تو لقمہ ڈالتا ہے۔ (اس سے اوپر والی حدیث میں ہے۔)

اذا انفق الرجل علی اهله يحتسبها فهي له صدقة

جب کوئی شخص اپنے گھر والوں پہ ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو اس پر اسے صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ کئی طرح کی بیعت کرتے:

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، (حدیث نمبر ۵۷)

میں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ نماز کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کی بیعت کی۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر ایک درخت کے سائے میں چلا گیا جب رش کم ہوا تو آپ نے فرمایا: اے سلمہ کیا بیعت نہیں کرے گا؟ میں نے عرض کیا حضور! میں نے بیعت کرلی ہے، فرمایا: اور کرلے۔ فبایعتہ الثانیۃ، پس میں نے دوبارہ بیعت کی۔ راوی (یزید بن ابی عبید) کہتے ہیں میں نے کہا تم نے کس چیز پر بیعت کی تو انہوں نے فرمایا: علی الموت، موت پر۔ (بخاری ص ۴۱۵)

Marfat.com

معلوم ہوا! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ کئی طرح کی بیعت کی لہٰذا یہ کہنا کہ بیعت طریقت کا کوئی ثبوت نہیں ہے یہی تو بیعت طریقت ہے جس میں مرشد اپنے مرید کو انہی باتوں کی تاکید کرتا ہے۔

(وقال عبادة بايعنا النبي على ان لاننتهب (بخاری ج ا ص ۳۳۶)) عبادہ نے فرمایا: ہم نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہم کسی کا مال نہیں لوٹیں گے)

وہ کہ اس در سے پھرا' اللہ اس سے پھر گیا:

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ اچانک تین شخص آئے ان میں سے دو تو حضور علیہ السلام کے سامنے آ گئے اور ایک چلا گیا۔ حضرت ابو واقد فرماتے ہیں: وہ دونوں حضور علیہ السلام کے پاس کھڑے رہے پھر ان میں سے ایک نے حلقہ میں خالی جگہ دیکھی تو وہ وہاں بیٹھ گیا جبکہ دوسرا حلقہ کے آخر میں جا بیٹھا۔ جب حضور علیہ السلام (موضوع سے متعلقہ گفتگو سے) فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: میں تمہیں تین شخصوں کا حال نہ سناؤں

اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْیٰ فَاسْتَحْیَ اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ (حدیث نمبر ۶۶)

ان میں سے ایک نے اللہ کی پناہ لی پس اللہ نے اس کو پناہ دے دی، دوسرا شرما گیا اللہ نے بھی اس سے حیا کی، تیسرے نے منہ موڑ لیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا! حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آنا اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا ہے۔ حضور علیہ السلام کا قرب قرب الٰہی ہے اور آپ کی بارگاہ سے پھرنے والا رب کی بارگاہ سے دور ہونے والا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا ہے

وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اس کی ہوئی — وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا
مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا — کافر ان سے کیا پھرا اللہ اس سے پھر گیا

لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ:

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع کے موقع پہ) اونٹ پہ جلوہ گر (ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے) تھے ایک صحابی نے اونٹ کی مہار یعنی نکیل تھامی ہوئی تھی۔ پھر حضور علیہ السلام نے پوچھا: ای یوم هذا، آج کون سا دن ہے؟ ہم خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ حضور علیہ السلام اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آج قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے ہاں میں جواب دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ای شهر هذا؟ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم پھر خاموش ہو رہے اور گمان کیا کہ آپ اس مہینے کا نام بدل دیں گے، تب آپ نے فرمایا: کیا ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض

Marfat.com

کیا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا:

فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهٗ مِنْهُ (حدیث نمبر ۶۷)

بے شک تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزت ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہے جیسے تمہارے اس دن کی حرمت، تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر کے اندر چاہئے کہ جو حاضر ہے وہ غائب تک (میرا یہ ارشاد) پہنچا دے ہوسکتا ہے حاضر کی بہ نسبت غائب زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔ بخاری شریف کے بعض مقامات (کتاب الحج، کتاب الاضاحی) میں بجائے دو کے تین سوال ہیں اور تیسرا یہ ہے۔ ای بلد هذا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون سا شہر ہے؟ یہی وجہ ہے کہ آخر میں فی بلدکم هذا فرمایا: اتنا اور بھی اضافہ ہے کہ تم بہت جلد اپنے رب سے ملنے والے ہو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو پھر فرمایا: سنو! کیا میں نے پہنچا دیا (دو مرتبہ فرمایا) لوگوں نے عرض کیا، جی ہاں، فرمایا: اے میرے اللہ تو بھی گواہ ہو جا۔

شاہد کا معنیٰ حاضر و ناظر

اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا! شاهد کا معنی حاضر ہے (اس کے علاوہ اور کوئی معنی یہاں بن ہی نہیں سکتا) اور حاضر اگر اندھا نہیں ہے تو ناظر بھی ہے لہٰذا آیت کریمہ یا ایها النبی انا ارسلنك شاهدًا، سے حضور علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوا۔ دوسرا اس حدیث سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بارگاہِ رسالت مآب علیہ السلام کا ادب و احترام سامنے آتا ہے کہ باوجودیکہ سب جانتے تھے کہ یہ حج کا دن ہے، ذی الحجہ کا مہینہ ہے، شہر مکہ ہے لیکن کوئی ایک بھی تو نہیں عرض کر رہا کہ حضور! یہ تین سوال بھی کوئی اتنے مشکل ہیں جو آپ ہم سے پوچھ رہے ہیں، ہم حج کرنے کے لئے آئے ہیں اور حج مکہ شہر میں ہی ہوتا ہے اور آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ بھلا اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے کیونکہ ان کے لئے یہ ہی بڑی بات ہے

مقام وجد ہے اے دل کہ کوئے یار میں پہنچے
بڑے دربار میں آئے بڑی سرکار میں پہنچے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا جذبۂ تبلیغ:

چونکہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مال جمع کرنے کے بارے میں اپنا ایک خاص مؤقف رکھتے تھے اور ان کا یہ مؤقف قرآنی آیت ان الذین یکنزون الذهب، التوبہ سے مستنبط تھا تو اس طرح دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ان کا اختلاف رہتا تھا چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں انہیں اس بارے میں فتویٰ دینے سے روک دیا گیا۔ صحیح بخاری کا مندرجہ ذیل واقعہ جمرہ وسطیٰ کے پاس پیش آیا جب لوگ ان کے پاس بیٹھے تھے اور مسائل پوچھ رہے تھے تو ایک قریشی نے آ کر کہا: آپ کو تو فتویٰ دینے سے روکا گیا ہے، اس پر آپ نے فرمایا:

Marfat.com

لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلٰى هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ ظَنَنْتُ اَنِّيْ اُنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ تُجِيْزُوْا عَلَيَّ لَاَنْفَذْتُهَا ، (ترجمة الباب نمبر ۱۰، العلم قبل القول والعمل)

اگر تم تیز تلوار بھی میری گدی پہ رکھ دو پھر مجھے یہ گمان ہو کہ تلوار کے کام کرنے سے پہلے وہ ایک کلمہ جو میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہہ سکوں گا تو بھی ضرور کہہ کر رہوں گا

ے حلق پہ تیغ رہے سینے پہ جلاد رہے
لب پہ تیرا نام رہے دل میں تیری آس رہے

اصل میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بھی تھا:

من سئل عن علم فکتمه الجم یوم القیمة بلجام من النار

جس سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ اس کو چھپائے تو اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ اسی طرح ایک حدیث میں حق چھپانے والے کو گونگا شیطان کہا گیا۔ باقی رہا اطاعت امیر کا معاملہ تو وہ معصیت میں نہیں۔

واللہ تعالٰی اعلم ورسولہ بالصواب

يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے میری اُمت کے مبلغین! تم لوگوں پر) آسانی پیدا کرو سختی نہ کرو اور (انہیں) خوشخبریاں سناؤ نفرت مت دلاؤ۔

چنانچہ اس سے اگلی حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ کے لئے ہفتے میں صرف ایک دن (جمعرات کا) مقرر کر رکھا تھا بعض لوگوں نے کہا: آپ روزانہ ہمیں وعظ فرمایا کریں، آپ نے جواب دیا صرف اس وجہ سے روزانہ وعظ نہیں کرتا کہ کہیں تم اکتا نہ جاؤ لہٰذا میں تمہاری فرصت ونشاط کا ایسے ہی خیال رکھتا ہوں جیسے حضور علیہ السلام ہمارا خیال رکھتے تھے۔ معلوم ہوا! اچھے کام کے لئے دن مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور ہر وقت وعظ ونصیحت کی محفلیں جمائے رکھنا اور لوگوں کو خوف وعذاب کے واقعات سنا سنا کر ڈراتے رہنا اس میں ضرور حرج ہے (والحرج مدفوع بالنص) کبھی کبھی رُخ والضحیٰ، زلفِ دوتا اور شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ بھی ضرور ہونا چاہئے۔

ے دو عالم بکا کل گرفتار داری — بہر مو ہزاراں گناہ گارداری
ے زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاوَن — اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاوَن

تاہم جہاں صرف بشارتوں سے لوگوں کی طرف سے بدعملی کا خطرہ ہو وہاں انداز محتاط ہونا چاہئے اور یہ ساری رہنمائی ہمیں حضور علیہ السلام کے ارشادات عالیہ سے ہی مل رہی ہے۔ حضور علیہ السلام کی سواری پر آپ کے پیچھے حضرت معاذ سوار تھے۔ آپ نے تین مرتبہ ان کو مخاطب کر کے فرمایا: یا معاذ! اور انہوں نے تین مرتبہ ہی عرض کیا: لبیك یارسول اللہ

Marfat.com

وسعدیک، پھر فرمایا:

ما من احد یشهد ان لا اله الا الله وان محمدًا رسول الله صدقا من قلبه الاحرمه الله علی النار

کوئی شخص جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیا ہے۔

حضرت معاذ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری سنا دوں؟ فرمایا:

اذا یتکلوا، وفی روایة لا ، انی اخاف ان یتکلوا

ناں ناں مجھے خطرہ ہے کہ کہیں لوگ اس پر ہی بھروسہ نہ کر لیں (اور نیک اعمال چھوڑ دیں)

چنانچہ حضرت معاذ نے موت کے وقت لوگوں کو یہ خوشخبری سنا دی تا کہ کہیں علم چھپانے والوں میں سے ہو کر گناہ گار نہ ہو جاؤں (بخاری شریف ۱۲۸-۱۲۹)

ایک اعرابی مسجد میں آیا اور مسجد میں پیشاب کرنے لگا لوگ اس کو پکڑنے لگے تو آپ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو اور پیشاب پہ پانی بہا دو چنانچہ پورا پیشاب کرنے دیا اور فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ خود پانی بہایا اور فرمایا:

بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین (بخاری حدیث نمبر ۲۱۹ و نمبر ۲۲۰)

تم آسانیوں کے لئے آئے ہو نہ کہ مشکلات کے لئے۔

من یرد الله به خیرًا یفقهه فی الدین:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

فقہاء کرام کا مقام

اس حدیث میں خیراً کی تنوین برائے تعظیم ہے یعنی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔ معلوم ہوا! سب سے بڑی بھلائی دین کی سمجھ ہے اور سب سے افضل شخص دین کا فقیہ ہے اور جو فقہاء کا بدخواہ ہے وہ خدا کا دشمن ہے کہ خدا تو ان سے بھلائی کا ارادہ رکھے اور یہ ان کے ساتھ دشمنی کرے فقہاء کی فضیلت پر چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

✱ **فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد** (ترمذی، مشکوٰۃ)

ایک فقیہ ہزار عابد (غیر فقیہ) سے شیطان پہ بھاری ہے۔

✱ **خیارکم فی الجاهلیة خیارکم فی الاسلام اذا فقهوا** (مشکوٰۃ)

جاہلیت میں جو لوگ بہترین تھے وہ اسلام میں بھی بہترین ہیں جبکہ (دین کی سمجھ) حاصل کر لیں۔

Marfat.com

امام حسن بصری علیہ الرحمۃ کے مطابق فقیہ وہ ہے جو دنیا سے بے تعلق ہو کر آخرت کی رغبت رکھے، دین کے متعلق بصیرت رکھتا ہو اور عبادت پہ کاربند ہو ورنہ دنیادار اور جھگڑالو فقیہ کے بارے میں فرمایا گیا:

من طلب العلم لیجاری به العلماء اولیجاری به السفهاء اویصرف وجوه الناس الیه ادخله الله النار (ترمذی، مشکوٰۃ)

جو شخص علماء سے مقابلہ اور علماء سے جھگڑا اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے علم حاصل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں ڈالے گا۔

ایسے ہی علماء (سوء) کے بارے میں فرمایا گیا:

ان شرار الشر شرار العلماء،

سب لوگوں سے بدتر بُرے علماء ہیں اور علماء حق وفقہاء کے بارے میں فرمایا:

ان خیار الخیر خیار العلماء،

بے شک سب سے اچھے لوگ اچھے علماء ہیں (مشکوٰۃ)

سردار بننے سے پہلے دین سیکھو

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: تفقهوا قبل ان تسودوا (بخاری، ترجمۃ الباب نمبر ۱۵) سردار بنائے جانے سے پہلے دین کی سمجھ حاصل کرو تا کہ دین کی روشنی میں اپنے متعلقین کی رہنمائی وعہدداری کرو کیونکہ سرداری مل جانے کے بعد عموماً سرداری علم سے مانع ہو جاتی ہے۔ اس پر امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وبعد ان تسودوا وقد تعلم اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم بعد کبر سنهم (ایضاً)

اور سرداری مل جانے کے بعد بھی (علم حاصل کرو) کیونکہ حضور علیہ السلام کے کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بڑی عمر میں علم حاصل کیا (بہرحال مسلمان سردار کا عالم ہونا ضروری ہے اور حصول علم کے لئے سرداری اور کبر سنی مانع نہیں ہونی چاہئے)

قابل رشک انسان کون ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بندے قابل رشک ہیں ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کو راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور دوسرا وہ بندہ

اتاه الله الحکمة فهو یقضی بها ویعلمها، (بخاری باب لاحسد الا فی اثنین)

جس کو اللہ نے حکمت وبصیرت (دین کی سمجھ) دی اور وہ لوگوں میں اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے

حضور علیہ السلام نے اپنے چچازاد جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے سینے سے لگا کر یہ دعا دی۔

اللهم علمه الکتاب (بخاری حدیث نمبر ۷۵)

Marfat.com

اے اللہ اس کو کتاب کا علم عطا فرما۔

ایک روایت میں ہے اللهم فقهه فی الدین (بخاری ج۱ ص۲۶)

اے اللہ اس کو دین کا فقیہ بنا دے۔ کسی نے کیا خوب کہا

ہمیں دنیا سے کیا مطلب؟ یہ مکتب ہے وطن اپنا
مریں گے ہم کتابوں میں ورق ہوں گے کفن اپنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول امام بخاری علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا:

کونوا ربانیین حکماء علماء فقهاء، اللہ والے یعنی حکمت والے علم والے اور سمجھ (فقہ) والے ہو جاؤ۔

(باب العلم قبل القول والعمل)

حدیث کا دوسرا جز:

تفقه فی الدین والی حدیث کا دوسرا جز حدیث پاک کے مشہور الفاظ ہیں:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ یُعْطِیْ (حدیث نمبر ۷۱)

میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ بعض مقامات بخاری مثلاً کتاب الجہاد میں تعلیقاً قاسم کے ساتھ خازن کا لفظ بھی ہے اور چونکہ یہاں شبہ فعل (قاسم) کا متعلق (مفعول وغیرہ) محذوف ہے تو بقاعدۂ علم معانی اس سے عموم مراد ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت، ہر زمانے میں ہر کسی کو حضور علیہ السلام ہی کے ہاتھوں سے ملتی ہے اگر صرف علم مراد لو گے تو ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ بھی صرف علم ہی عطا کرتا ہے تو جب عطا میں عموم ماننا ضروری ہے تو تقسیم میں بھی عموم ماننا ضروری ٹھہرا چاہے وہ علم ہو، عمل ہو، تقویٰ ہو ہدایت ہو، الغرض اس دنیا کی کوئی نعمت ہو یا اگلے جہان کی۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی (اعلیٰ حضرت)

رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

کسی کے ذہن میں یہ سوال نہ آئے کہ حدیث میں انما کلمہ حصر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام میں صرف تقسیم کرنے ہی کی صفت ہے۔ باقی آپ کا بشیر ونذیر ہونا سراج منیر ہونا (وغیرہ) کہاں گیا کیونکہ یہ حصر سامع کے اعتبار سے ہے کہ اس کو بتایا گیا کہ میں معطی نہیں صرف قاسم ہوں جبکہ سامع کا اعتقاد یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معطی ہیں قاسم نہیں ہیں۔ اس کو قصر قلب کہیں گے اور اگر سامع کا اعتقاد یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معطی بھی ہیں قاسم بھی ہیں تو پھر انما برائے قصر افراد ہوگا یعنی مجھ میں یہ دونوں صفات نہیں بلکہ ان دونوں میں سے صرف ایک صفت ہے (کرمانی) اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرْ ساری کثرت پاتے یہ ہیں

Marfat.com

٭ حضرت موسیٰ اور جناب خضر علیہما السلام کا واقعہ حدیث نمبر ۷۳ میں بیان ہوا علاوہ ازیں بھی امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بارہ مقامات پر اس واقعہ کو بیان فرمایا)

تبرک کا ثبوت:

حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کی اس ادائے دلنواز کو آج تک نہیں بھولا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول سے پانی لے کر میرے چہرے پہ کلی فرمائی اور اس وقت میری عمر پانچ سال تھی۔ (حدیث نمبر ۷۷)

اس حدیث سے جہاں چھوٹے بچے کے ساتھ نبی کریم علیہ السلام کا خوش طبعی فرمانا معلوم ہوا وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک اور پس خوردہ سے برکت حاصل ہوتی ہے اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کو اپنی زندگی کا قیمتی سرمایہ سمجھتے تھے۔ تبھی تو ان لفظوں سے اس حسین واقعہ کو بیسیوں سال بعد بیان کر رہے ہیں۔ عقلت من النبی صلی اللہ علیہ وسلم، کہ مجھے آج تک حضور علیہ السلام کی یہ ادا یاد ہے، پھر یہ بھی یاد رہے کہ کسی کے چہرے پر کلی کرنا یا کھانے میں لعاب ڈالنا یا کسی کا پس خوردہ اس قدر عقیدت و احترام سے لینا تبرک نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ عقیدت نہ ہو تو انہی چیزوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں جابجا آپ کو اس طرح کے جلوے نظر آئیں گے کہ حضور علیہ السلام کے وضو میں استعمال ہونے والے پانی کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کس قدر عقیدت ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کس قدر ادب و احترام والا معاملہ ہوتا، جس پانی سے آپ نوش فرماتے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک کتنی اہمیت کا حامل ہوتا جس سے معلوم ہوگا کہ دوسروں کا معاملہ اور ہے اور محبوبان خدا کی شان اور ہے۔ دوسروں کی جن چیزوں سے نفرت کی جاتی ہے محبوبان خدا کی انہی چیزوں سے محبت کی جاتی ہے۔

حضور علیہ السلام کا فضلہ حاصل کرنے کے لیے صحابہ کرام کی بے تابی

صحیح بخاری باب البصاق والمخاط ونحوہ فی الثوب میں ہے کہ حدیبیہ کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت یہ تھی:

وما تنخم النبی صلی اللہ علیہ وسلم نخامۃ الاوقعت فی کف رجل منهم فدلك بها وجهه وجلده

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک سے نکلنے والا فضلہ بھی کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر گرتا اور وہ اسے اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے۔ راوی کہتے ہیں:

رایت الناس یبتدرون ذلك الوضوء فمن اصاب منه شیئا تمسح به ومن لم یصب منه شیئا اخذمن بلل ید صاحبه

حضور علیہ السلام کے وضو کا پانی لینے کے لئے صحابہ دوڑتے تھے جس کو مل گیا اس نے منہ پہ مل لیا اور جس کو نہ مل سکا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے اس پانی کی تری لے کر اپنی محبت کا اظہار کر لیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۴)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقدح فیہ ماء فغسل یدیہ ووجھہ فیہ ومج فیہ ثم قال لھما اشربامنہ وافرغاعلی وجوھکما ونحورکما (بخاری حدیث نمبر ۱۸۸)

نبی اکرم علیہ السلام نے پانی کا پیالہ منگوایا اس میں اپنے ہاتھوں اور چہرے کو دھویا اور اس میں کلی فرمائی پھر حضرت بلال اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما سے فرمایا: کچھ پی لو اور کچھ منہ اور سینوں پہ مل لو۔ دوسرے لوگوں کی حالت یہ تھی فجعل الناس یاخذوا من فضل وضوئہ فیتمسحون بہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہوئے پانی کو لے رہے تھے اور اپنے جسموں پہ مل رہے تھے (بخاری حدیث نمبر ۱۸۷) ایک روایت میں ہے، کا دوایقتتلون علی وضوءہ (حدیث نمبر ۱۸۹) قریب تھا کہ آپ کا غسالہ حاصل کرنے کے لئے لوگ قتال شروع کردیں گے۔ کیا خوب کہا مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے

زحجرہ پائے در صحن حرم نہ ۔۔۔ بفرق خاک بوسانِ قدم نہ

حضور حجرہ مبارک سے پاؤں صحن حرم میں رکھئے اور اپنے در کی خاک چومنے والوں کے سر کی چوٹی (مانگ) پہ رکھئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بزرگی کا معیار:

حضرت علقمہ فرماتے ہیں: میں شام سے (مدینے شریف) آیا میں نے (مسجد نبوی شریف میں) دو رکعت نماز ادا کر کے یہ دعا کی اللھم یسرلی جلیسا صحالحا، اے اللہ مجھے کوئی اچھا ساتھی ملا دے چنانچہ میں ایک حلقہ میں آیا تو اچانک میرے ساتھ ایک بزرگ بیٹھ گئے میں نے معلوم کیا تو وہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ تھے میں نے ان سے عرض کیا کہ میں نے ایسے ایسے دعا کی تھی تو اللہ نے آپ کو میرا جلیس بنا دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: تو کہاں سے آیا ہے؟ میں نے کوفہ کا نام لیا تو انہوں نے فرمایا:

اولیس عندکم ابن ام عبد صاحب النعلین والو سادۃ والمطھرۃ (بخاری ج۱ ص ۵۲۹)

کیا تمہارے پاس ابن مسعود نہیں ہیں جو حضور علیہ السلام کی نعلین پاک، تکیہ مبارک اور لوٹا شریف اٹھانے والے ہیں۔

اس حدیث کو لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ جیسے عظیم صحابی کے نزدیک بھی عظمت وفضیلت کا معیار تبرکات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتا ہے۔ حالانکہ حضرت ابن مسعود معلم ھذہ الامۃ بھی تھے اور بھی کئی خوبیوں کے مالک تھے لیکن حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے تبرکات کے حوالے سے ہی بات کی ہے۔

ہر وقت علم وعمل اور ایمان ویقین کی بات کرنے والو اور فقط اسی پر ہی خوش رہنے والو کبھی یہ باتیں بھی کیا کرو جو حضور پاک کے صحابہ کرام علیہم الرضوان بڑی عقیدت کے ساتھ کیا کرتے تھے

لگے کیوں نہ آنسوؤں کی جھڑی کہ محبت اپنے گلے پڑی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی وہ ہمیں یہ روگ لگا گئے
وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دوکان اپنی اٹھا گئے

Marfat.com

حضور علیہ السلام کا بال مبارک اور اس کی اہمیت:

امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں: میں نے (جلیل القدر تابعی) حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور علیہ السلام کے کچھ بال مبارک ہیں جنہیں میں نے حضرت انس یا ان کے گھر والوں سے حاصل کیا ہے۔ حضرت عبیدہ نے فرمایا:

لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِيْ شَعْرَةٌ مِّنْهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (حدیث نمبر ۱۷۰)

ان بالوں میں سے اگر ایک بال میرے پاس ہوتو میرے لئے دنیا و مافیھا سے محبوب تر ہو۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جب حضور علیہ السلام نے حلق کروایا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: میرے بال لوگوں میں تقسیم کر دو، چنانچہ حدیث میں ہے: کان ابوطلحة اول من اخذ من شعره (بخاری شریف حدیث نمبر ۱۷۱) سب سے پہلے حضرت ابوطلحہ نے موئے مبارک حاصل کئے، انہوں نے اپنی بیوی اور حضرت انس کی والدہ ام سلیم کو دیئے اور حضور علیہ السلام نے ام سلیم کو فرمایا: انہیں خوشبو میں بسا لینا۔ (مسلم شریف باب السنۃ یوم النحر ان یرمی ثم ینحر ثم یحلق ص ۴۲۱ ھ صحیح ابوعوانہ ومسند امام احمد)

ان بالوں کی اہمیت آج کل کے خشکوں سے پوچھنے کی بجائے سیف من سیوف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے پوچھو جو سخت جنگ کی حالت میں اپنی ٹوپی تلاش کر رہے ہیں کیونکہ اس میں موئے مبارک تھا جس کی وجہ سے ہر جنگ میں فتح نصیب ہوتی تھی۔ (عینی ج ۳ ص ۳۷)

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم　　　الا حدیث یار کہ تکرار کردہ ایم

عاشقانِ او ز خوباں خوب تر

بخاری شریف کی ج ا ص ۳۱۶ کتاب المساقات میں حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک پیالے کے اندر مشروب لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ پیا اور جو بچ گیا اس کو لینے کے لئے اب تمام اہل مجلس بے تاب ہیں لیکن آپ کی دائیں طرف ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا جو حاضرین میں سے سب سے چھوٹا تھا اور بائیں طرف بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے۔ اب حضور علیہ السلام کا طریقہ ہر بابرکت کام دائیں طرف سے کرنے کا تھا چنانچہ آپ نے اس لڑکے سے اجازت لیتے ہوئے فرمایا: اتاذن لی ان اعطیه الاشیاخ، کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ ان بزرگوں میں سے کسی کو دے دوں؟ اس نے جو ایمان افروز جواب دیا وہ یہ تھا ما کنت لاوثر بفضلی منك احدا یارسول اللہ، حضور میں تو آپ کے تبرک کی فضیلت اپنے سوا کسی کو نہیں لینے دوں گا (جبکہ دائیں طرف ہونے کی وجہ سے حق بھی میرا ہی بنتا ہے تو پھر میں اس شرف کے حصول میں اپنے آپ پر کسی کو ترجیح کیوں دوں؟) فاعطاه ایاه، چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو دے دیا

جب بچوں کا یہ حال ہے تو بڑوں کے جذبات کیا ہوں گے؟ یقیناً یہی ہوں گے

پائے رسول پاک پہ سر ہے جھکا ہوا　　　ایسے میں آ اجل تو کہاں جا کے مر گئی

Marfat.com

ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لئے ایک مہینہ کا سفر کیا:

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے باب الخروج فی طلب العلم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما (جو عظیم الشان صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) نے صرف ایک حدیث لینے کے لئے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی طرف ایک مہینے کا سفر کیا۔ پورا واقعہ اس طرح ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا! ملک شام میں ایک صاحب کے پاس حضور علیہ السلام کی ایک حدیث ہے جو میرے پاس نہیں۔ چنانچہ انہوں نے سپیشل اونٹ خریدا، اس پہ کجاوہ کسا اور ملک شام آئے، عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے دربان سے کہا، صاحب خانہ کو اطلاع دو کہ جابر دروازے پہ کھڑا ہے۔ انہوں نے پوچھا! عبداللہ کا بیٹا جابر؟ کہا ہاں، وہ باہر آئے معانقہ کیا میں نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کے پاس حضور علیہ السلام کا ایک فرمان ہے، میں ڈرا اور چاہا کہ اس فرمان کو پانے سے پہلے ہی نہ مر جاؤں، لہٰذا وہ فرمان مجھے سناؤ۔ حضرت عبداللہ نے کہا وہ فرمان یہ ہے کہ حضور علیہ السلام سے میں نے سنا، آپ نے فرمایا:

لوگ قیامت کے دن ننگے بدن، غیر مختون اٹھائے جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور اللہ کا فرمان دور و نزدیک سے برابر سنا جائے گا۔ میں بادشاہ ہوں، میں بدلہ دینے والا ہوں، کوئی بھی جنت کا مستحق، داخل جنت نہیں ہوگا اگر اس کے خلاف کہیں سے ظلم کی آواز اٹھے گی جب تک کہ اس سے بدلہ نہ لے لیا جائے یہاں تک کہ ایک تھپڑ کا بھی' پوچھا گیا کہ لوگ ننگے بدن اور غیر مختون کیوں ہوں گے۔ فرمایا: حسنات وسیئات کی بدولت (نزھۃ القاری شرح بخاری، ملخصاً)

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرمائیں

اس دور کے نام نہاد عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم غور کریں کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک حدیث کے لئے اس قدر اہتمام فرمائیں اور ہماری حالت یہ ہو کہ روزانہ اخبار، ڈائجسٹ، ناول، قصے کہانیاں تو پابندی سے پڑھتے ہیں اور بلا ناغہ نہیں پڑھتے تو خدا کا کلام نہیں پڑھتے اور اپنے نبی علیہ السلام کا فرمان نہیں پڑھتے، حالانکہ ہزاروں ہزاروں احادیث کے مجموعے آج ترجمہ شدہ آسانی کے ساتھ مل جاتے ہیں مگر کتنے لوگوں کے گھروں میں احادیث کے یہ خزانے موجود ہیں، دنیا کی ہر نعمت اپنے گھر میں لانا چاہتے ہیں اور اپنے نبی علیہ السلام کے فرمان کو گھر کے قریب نہیں آنے دیتے شاید اس لئے ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر سکون واطمینان کی دولت سے ہم محروم ہیں کیوں کہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے محروم ہیں۔

دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

قیامت کی نشانیاں

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ، ان یرفع العلم ویثبت الجھل ویشرب الخمر ویظھر الزنا علم اٹھ جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی، شراب پی جائے گی اور زنا عام ہو جائے گا۔

(بخاری شریف حدیث نمبر ۸۰)

Marfat.com

حضور علیہ السلام کا بال مبارک اور اس کی اہمیت:

امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں: میں نے (جلیل القدر تابعی) حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور علیہ السلام کے کچھ بال مبارک ہیں جنہیں میں نے حضرت انس یا ان کے گھر والوں سے حاصل کیا ہے۔ حضرت عبیدہ نے فرمایا:

لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِیْ شَعْرَةٌ مِّنْهُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (حدیث نمبر ۱۷۰)

ان بالوں میں سے اگر ایک بال میرے پاس ہو تو میرے لئے دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہو۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جب حضور علیہ السلام نے حلق کروایا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: میرے بال لوگوں میں تقسیم کر دو، چنانچہ حدیث میں ہے: کان ابوطلحة اول من اخذ من شعره (بخاری شریف حدیث نمبر ۱۷۱) سب سے پہلے حضرت ابوطلحہ نے موئے مبارک حاصل کئے، انہوں نے اپنی بیوی اور حضرت انس کی والدہ ام سلیم کو دیئے اور حضور علیہ السلام نے ام سلیم کو فرمایا: انہیں خوشبو میں بسالینا۔ (مسلم شریف باب السنۃ یوم النحر ان یرمی ثم ینحر ثم یحلق ص ۴۲۱ صحیح ابوعوانہ و مسند امام احمد)

ان بالوں کی اہمیت آج کل کے خشکوں سے پوچھنے کی بجائے سیف من سیوف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے پوچھو جو سخت جنگ کی حالت میں اپنی ٹوپی تلاش کر رہے ہیں کیونکہ اس میں موئے مبارک تھا جس کی وجہ سے ہر جنگ میں فتح نصیب ہوتی تھی۔ (عینی ج ۳ ص ۳۷)

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم ۔ الا حدیث یار کہ تکرار کردہ ایم

عاشقاں از خوباں خوب تر

بخاری شریف کی ج اص ۳۱۶ کتاب المساقات میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک پیالے کے اندر مشروب لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ پیا اور جو بچ گیا اس کو لینے کے لئے اب تمام اہل مجلس بے تاب ہیں لیکن آپ کی دائیں طرف ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا جو حاضرین میں سے سب سے چھوٹا تھا اور بائیں طرف بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے۔ اب حضور علیہ السلام کا طریقہ ہر بابرکت کام دائیں طرف سے کرنے کا تھا چنانچہ آپ نے اس لڑکے سے اجازت لیتے ہوئے فرمایا: اتاذن لی ان اعطیه الاشیاخ، کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ ان بزرگوں میں سے کسی کو دے دوں؟ اس نے جو ایمان افروز جواب دیا وہ یہ تھا ما کنت لاوثر بفضلی منك احدا یارسول الله، حضور میں تو آپ کے تبرک کی فضیلت اپنے سوا کسی کو نہیں لینے دوں گا (جبکہ دائیں طرف ہونے کی وجہ سے حق بھی میرا ہی بنتا ہے تو پھر میں اس شرف کے حصول میں اپنے آپ پر کسی کو ترجیح کیوں دوں؟) فاعطاه ایاه، چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو دے دیا

جب بچوں کا یہ حال ہے تو بڑوں کے جذبات کیا ہوں گے؟ یقیناً یہی ہوں گے

سپائے رسول پاک پہ سر ہے جھکا ہوا ۔ ایسے میں آ اجل تو کہاں جا کے مرگئی

Marfat.com

ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لئے ایک مہینہ کا سفر کیا:

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے باب الخروج فی طلب العلم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما (جو عظیم الشان صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) نے صرف ایک حدیث لینے کے لئے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی طرف ایک مہینے کا سفر کیا۔ پورا واقعہ اس طرح ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا! ملک شام میں ایک صاحب کے پاس حضور علیہ السلام کی ایک حدیث ہے جو میرے پاس نہیں۔ چنانچہ انہوں نے سپیشل اونٹ خریدا، اس پہ کجادہ کسا اور ملک شام آئے، عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے دربان سے کہا، صاحب خانہ کو اطلاع دو کہ جابر دروازے پہ کھڑا ہے۔ انہوں نے پوچھا! عبداللہ کا بیٹا جابر؟ کہا ہاں، وہ باہر آئے معانقہ کیا میں نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کے پاس حضور علیہ السلام کا ایک فرمان ہے، میں ڈرا اور چاہا کہ اس فرمان کو پانے سے پہلے ہی نہ مر جاؤں، لہٰذا وہ فرمان مجھے سناؤ۔ حضرت عبداللہ نے کہا وہ فرمان یہ ہے کہ حضور علیہ السلام سے میں نے سنا، آپ نے فرمایا:

لوگ قیامت کے دن ننگے بدن، غیر مختون اٹھائے جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور اللہ کا فرمان دور و نزدیک سے برابر سُنا جائے گا۔ میں بادشاہ ہوں، میں بدلہ دینے والا ہوں، کوئی بھی جنت کا مستحق، داخل جنت نہیں ہوگا اگر اس کے خلاف کہیں سے ظلم کی آواز اٹھے گی جب تک کہ اس سے بدلہ نہ لے لیا جائے یہاں تک کہ ایک تھپڑ کا بھی' پوچھا گیا کہ لوگ ننگے بدن اور غیر مختون کیوں ہوں گے۔ فرمایا: حسنات وسیئات کی بدولت (نزھۃ القاری شرح بخاری، ملخصا)

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرمائیں

اس دور کے نام نہاد عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم غور کریں کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک حدیث کے لئے اس قدر اہتمام فرمائیں اور ہماری حالت یہ ہو کہ روزانہ اخبار، ڈائجسٹ، ناول، قصے کہانیاں تو پابندی سے پڑھتے ہیں اور بلا ناغہ نہیں پڑھتے تو خدا کا کلام نہیں پڑھتے اور اپنے نبی علیہ السلام کا فرمان نہیں پڑھتے، حالانکہ ہزاروں ہزاروں احادیث کے مجموعے آج ترجمہ شدہ آسانی کے ساتھ مل جاتے ہیں مگر کتنے لوگوں کے گھروں میں احادیث کے یہ خزانے موجود ہیں، دنیا کی ہر نعمت اپنے گھر میں لانا چاہتے ہیں اور اپنے نبی علیہ السلام کے فرمان کو گھر کے قریب نہیں آنے دیتے شاید اس لئے ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر سکون و اطمینان کی دولت سے ہم محروم ہیں کیوں کہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے محروم ہیں۔

دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے — ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

قیامت کی نشانیاں

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے "قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ، ان یرفع العلم ویثبت الجهل ویشرب الخمر ویظهر الزنا علم اٹھ جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی، شراب پی جائے گی اور زنا عام ہو جائے گا۔

(بخاری شریف حدیث نمبر ۸۰)

Marfat.com

اس سے اگلی روایت میں ایک نشانی کا اضافہ ہے اور وہ یہ کہ: تکثر النساء ویقل الرجال حتی یکون لخمسین امراۃ القیم الواحد، عورتوں کی کثرت ہوگی، مرد کم ہو جائیں گے یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگہبان صرف ایک مرد ہوگا۔ (حدیث نمبر ۸۱)

ایک روایت میں ہے فتنے پھیل جائیں گے اور ہرج یعنی قتل عام ہو جائے گا۔ (حدیث ۸۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے ہیں:

ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذالم یبق عالم اتخذ الناس رؤساجھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا، (حدیث نمبر ۱۰۰)

اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم (دین) کو یکدم نہ اٹھائے گا (کہ لوگوں کے سینوں سے نکال لیا جائے) بلکہ علماء کو فوت کر کے علم کو اٹھالے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے اور ان سے مسائل پوچھیں گے اور وہ انہیں بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے (مدینہ کے حاکم) ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ حضور علیہ السلام کی ہر حدیث لکھتے جاؤ کیونکہ علم کے مٹ جانے کا اور علماء کے اٹھ جانے کا خطرہ ہے اور حضور علیہ السلام کی حدیث کے سوا کچھ قبول نہ کیا جائے اور علم کو خوب پھیلاؤ اور (عوام) میں بیٹھو تاکہ بے علم لوگ علم حاصل کریں،

فأن العلم لا یھلك حتی یکون سرا (بخاری ص ۲۰ ج ۱)

کیونکہ جب تک علم کو راز نہیں بنایا جائے گا تب تک علم نہ ختم ہوگا (اس سے ضمناً یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا! کتابت حدیث حضور علیہ السلام کے وصال کے تین سو سال بعد شروع نہیں ہوئی بلکہ بہت پہلے سے یہ سلسلہ شروع ہوا بلکہ خود آپ کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یمن سے آنے والے وفد کے سربراہ ابوشاہ کو حدیث لکھوا کر دی، فقال اکتبوا لابی فلان، (بخاری ج ۱ ص ۲۲) اور حضرت جابر کا ایک حدیث لینے کے لئے مہینے کا سفر کرنا ماقبل میں صحیح بخاری کے حوالے سے گزر چکا ہے)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابن عمرو رضی اللہ عنہ احادیث لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا اس لئے ان کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث ہیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۲)

اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں تشریف فرما تھے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل پوچھ رہے تھے اور ایک شخص نے عرض کیا، میں نے علم نہ ہونے کی وجہ سے قربانی سے پہلے سر منڈوالیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذبح ولا حرج، قربانی کرلے کوئی حرج نہیں۔ پھر دوسرے شخص نے عرض کیا! حضور مجھے پتہ نہیں تھا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کرلی ہے، فرمایا: کنکریاں مارلے کوئی حرج

Marfat.com

نہیں۔ راوی کہتے ہیں:

فَمَا سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ ،

حضور علیہ السلام سے کسی کام کے متعلق جو اپنے مقام سے پہلے یا پیچھے کیا گیا ہو نہ پوچھا گیا مگر آپ نے یہی فرمایا: کرلو کوئی حرج نہیں ہے۔ (حدیث نمبر ۸۳)

جن ائمہ کے نزدیک مندرجہ بالا ترتیب مسنون ہے جیسا کہ امام شافعی واحمد علیہما الرحمۃ، ان کے نزدیک بھی کچھ نہ کچھ حرج تو ہے ہی جبکہ امام ابوحنیفہ و مالک علیہما الرحمۃ کے نزدیک تو ویسے ہی ترتیب واجب ہے۔ عدم علم کی وجہ سے گناہ نہ سہی مگر فدیہ کی ادائیگی ضروری ہے۔ مگر ہم تو یہاں اختیارات مصطفیٰ علیہ السلام کی بات کر رہے ہیں جو بڑی وضاحت کے ساتھ اس حدیث سے ثابت ہو رہے ہیں اور یہ تو بخاری شریف کا ایک مقام ہے اور وہ بھی صرف حج کے موقع کا۔ اسی طرح حج کے موقع پہ جب آپ نے حرم شریف کے کانٹوں اور درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا تو قریش کے ایک شخص نے اذخر گھاس کاٹنے کی رخصت مانگی جو آپ نے دے دی۔ (بخاری ص ۲۲)

جبکہ دیگر معاملات میں آپ کے اختیارات پر سینکڑوں احادیث پیش کی جاسکتی ہیں مثلاً

اختیارات کی چند مثالیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سد واعنی کل خوخة فی هذا المسجد غیر خوخة ابی بکر (بخاری ص ۶۷)

ابوبکر صدیق کے دروازے کے علاوہ ہر کسی کا دروازہ جو اس مسجد کی طرف کھلتا ہے بند کردیا جائے۔

ایک صحابی کو جان بوجھ کر روزہ توڑنے پہ کفارہ لازم کرنے کی بجائے دو من دس سیر کھجوروں سے نواز دیا (مشکوۃ)

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو مردوں کے برابر قرار دے دی۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے خاوند کی شہادت پر چار ماہ دس دن کی بجائے تین روز کا سوگ کافی قرار دیکر آگے نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔

ایک صحابی (حضرت ابوبردہ بن نیار) کیلئے چھ ماہ کا بکری کا بچہ قربانی کے لئے جائز قرار دیا۔ (بخاری ص ۱۳۰، ص ۱۳۰، ص ۱۳۲)

حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کیلئے خارش کے دفیعہ کی خاطر ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔

اپنی مسجد میں اپنے، حضرت علی اور حضرت فاطمہ وحسنین کریمین علیہم الرضوان کیلئے بحالت جنابت آنا جانا حلال قرار دیا۔

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کیلئے سونے کے کنگنوں کی بشارت دی جو عہد فاروقی میں پوری ہو، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کے ساتھ علم غائب کا ثبوت بھی مل گیا۔

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دس ہزار اشرفی پر جنتی مکان فروخت کر دیا اور ضامن خود ہو گئے اس طرح بئر رومہ اور جنت البقیع کی خریداری پر جنت بیچ دی۔

حضرت ربیعہ بن کعب کو جنت میں رفاقت عطا فرما دی۔

الغرض: مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی فرماتے ہیں:

من خصائصه صلى الله عليه وسلم انه كان يخص من يشاء بما يشاء من الاحكام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ شریعت مطہرہ کے احکام میں سے جس کے ساتھ جس کو چاہیں خاص فرما دیں اور جس کو چاہیں مستثنیٰ فرما دیں۔

حضور علیہ السلام نے فلاں چیز فرض فرمائی کہنا

عموماً کہا جاتا ہے فرض اللہ تعالیٰ کا ہے اور سنت حضور علیہ السلام کی مگر یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ آپ بھی کوئی کام فرض فرما سکتے ہیں جیسا کہ بخاری شریف ج ا ص ۱۹۵ پہ ہے، هذه فريضة التي فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم على المسلمين، یہ زکوٰۃ وہ فرض ہے جو حضور علیہ السلام نے اہل اسلام پہ فرض کیا ہے۔ اب یا تو یوں کہہ لو کہ رسول کا فرض کرنا اللہ ہی کا فرض کرنا ہے جیسا کہ رسول کی اطاعت ورضا اللہ ہی کی اطاعت ورضا ہے اور یا یوں کہہ لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو چیزیں فرض وحرام کرنے کا اختیار دیا ہے۔

امام بوصیری علیہ الرحمۃ نے قصیدہ بردہ شریف میں کیا خوب کہا:

نبينا الامر الناهي فلا احد ابر من قول لا منه ولا نعم

علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ نسیم الریاض شرح شفا شریف میں اس شعر کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انه لا حاكم سواه صلى الله عليه وسلم فهو حاكم غير محكوم

آپ کے سوا کوئی حاکم نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مخلوق کے) حاکم (اور صرف اپنے رب کے محکوم) ہیں۔

اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے نہ صرف قرآن میں بلکہ تورات وانجیل میں بھی خدا نے اعلان کیا:

يحل لهم الطيبٰت ويحرم عليهم الخبٰئث ويضع عنهم اصرهم والاغلال التي كانت عليهم

(اعراف ۱۵۷)

(میرا پیارا محبوب) ستھری چیزوں کو حلال کرتا ہے اور گندی چیزوں کو حرام کرتا ہے اور ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے بھاری طوق ان سے اتار پھینکے گا

؎ حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں مردود! یہ مراد کس آیت وخبر کی ہے

Marfat.com

حضور علیہ السلام سے حاجتیں طلب کی جاتی تھیں

صحیح بخاری شریف ص ۱۹۲ ج ۱ میں ہے،

اذا جائه السائل او طلبت اليه حاجة...... جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مانگنے والا آتا یا آپ کی طرف کوئی حاجت لے کر جاتا تو اس کو یہ نہ کہا جاتا کہ اللہ سے کیوں نہیں مانگتا حاجت روا تو صرف وہی ہے بلکہ فرمایا جاتا کہ اس کی حاجت پوری کرنے کی سفارش کر کے اجر پاؤ اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کے صدقے اس کی حاجت کو پورا فرماتا بلکہ اسی میں ص ۱۹۴ پہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر مسلمان پہ صدقہ لازم ہے عرض کیا گیا! اگر صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ ہو تو؟ فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کر کے اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے اور اسی کمائی سے صدقہ بھی کرے۔ عرض کیا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو؟ فرمایا: يعين ذا الحاجة الملهوف، مظلوم و متحیر کی حاجت میں اس کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے اس کو نیکی کا حکم دینا اور بدی سے بچانا بھی صدقہ ہے۔ شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

* حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں غزوۂ فتح کے موقع پر ایک عورت کا چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر اس نے بہت اچھی توبہ کی اور اس کی شادی ہوگئی۔ اس کے بعد وہ اپنی حاجت روائی کے سلسلہ میں آیا کرتی تھی۔ فارفع حاجتها الى رسول الله صلى الله عليه وسلم، پس میں اس کی حاجت کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کر دیا کرتی تھی۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۶۱)

نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت اسماء (بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ میں (اپنی بہن، ام المومنین) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس حال میں آئی کہ وہ نماز پڑھ رہی تھیں، میں نے پوچھا! لوگوں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ (لوگ سورج گرہن کی نماز پڑھ رہے ہیں) اور کہا سبحان اللہ، میں نے کہا کیا کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے سر کے ساتھ اشارہ کیا (کہ ہاں نشانی ہے) میں بھی نماز کے لئے کھڑی ہوگئی حتیٰ کہ مجھے غشی آنے لگی۔ میں نے اپنے سر پہ پانی ڈالنا شروع کیا، نماز کے بعد حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ اَكُنْ اُرِيْتُهُ اِلَّا رَاَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتّٰى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ (الی اٰخرہ، حدیث نمبر ۸۶)

میں نے اس مقام پہ کھڑے ہو کر ہر وہ چیز دیکھ لی جو آج تک نہ دیکھی تھی یہاں تک کہ جنت و دوزخ بھی۔

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

یعنی تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ تک ہر چیز دیکھ لی۔ اب اس سے مراد رویت قلبی ہو یا بصری بہر حال جمیع ما کان و ما یکون کا آپ کی نگاہوں کے سامنے ہونا ثابت ہوا اور جب دیکھنا ثابت ہوا تو علم بھی ثابت ہو گیا۔ مامن شیء میں شیٔ نکرہ ہے جو نفی کے تحت آیا ہے اس میں بھی عموم ثابت ہو گیا' چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہیں والشيء فى قوله مامن شيء اعم العام

Marfat.com

وقد وقع نکرۃ تحت النفی، حضور علیہ السلام کے فرمان میں شئی نکرہ ہے جو حرف نفی کے تحت آکر عام ہو گیا اور پھر شئی کیا ہے؟ شرح عقائد میں ہے الشیء عندنا الموجود، لہٰذا تمام موجودات کو شامل ہو گیا چاہے موجودات ماضیہ ہوں یا آئندہ بلکہ خود مشاہدہ حق بھی اس میں شامل ہے جیسا کہ علامہ عینی نے فرمایا:

اذا الشیء یتناوله لایمنعه والعرف لا یقتضی اخراجه (ج۱ص۹۷)

شئی بمعنی موجود باری تعالیٰ کو بھی شامل ہے، عقل اس کو محال نہیں کہتی اور عرفاً بھی باری تعالیٰ کو اس عموم میں داخل نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ امام اہل محبت نے کیا خوب کہا

؎ اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

ہمارے آقا علیہ السلام نے کیا کیا دیکھ لیا؟

ایک شخص نے کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف نہ پڑھی یہاں تک کہ ایک لقمہ رہ گیا جب اس نے وہ لقمہ اٹھایا تو بسم اللہ پڑھ لی (بسم اللہ اولہ وآخرہ) تو حضور علیہ السلام ہنسے پھر فرمایا: شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا اس نے بسم اللہ پڑھی ہے تو شیطان نے قے کر کے سارا کھایا ہوا نکال دیا ہے (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۶۵)

✵ بخاری شریف ج۱ص۱۶۶ حدیث نمبر ۱۲۴۴ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے اپنے والد ماجد کی شہادت کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا ہے:

لما قتل ابی جعلت اکشف الثوب عن وجهه ابکی وینهونی والنبی صلی اللہ علیه وسلم لاینهانی فجعلت عمتی فاطمة تبکی فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم تبکین اولا تبکین فمازالت الملائکة تظله باجنحتها حتی رفعتموہ

جب میرے والد شہید ہوئے تو میں ان کے چہرے سے کپڑا اٹھاتا اور روتا لوگوں نے مجھے ایسا کرنے سے منع کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا: میری پھوپھی فاطمہ بھی رو رہی تھیں پس حضور علیہ السلام نے فرمایا: تو رو یا نہ رو فرشتے ہمیشہ اپنے پروں سے اس پہ سایہ کناں رہیں گے یہاں تک کہ تم اس کا جنازہ اٹھالو۔

کیا حضور علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کو بھی فرشتے نظر آرہے تھے اور کیا حضور علیہ السلام کو فرشتے نظر نہیں آرہے تھے اور آپ نے صرف گھر والوں کو خوش کرنے کے لئے فرما دیا تھا (معاذ اللہ)

✵ بخاری ص ۱۰۳ ج ۱ پہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ آپ اسی نماز میں اپنی جگہ سے آگے پیچھے ہوئے گویا کہ کوئی چیز پکڑ رہے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پہ آپ نے بتایا: انی رایت الجنة فتنا ولت منها عنقودا ولو اخذته لا کلتم منه ما بقیت الدنیا، میں نے جنت کو دیکھا تو اس سے ایک گچھا پکڑنے کا ارادہ کیا اگر میں لے لیتا تو تم ہمیشہ اس کو کھاتے رہتے جب تک کہ دنیا باقی ہے۔ ام حارثہ کو فرمایا تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے (لہٰذا آہ و بکاء کی ضرورت

Marfat.com

نہیں ہے) حدیث نمبر ۲۸۰۹

✸ صحیح بخاری ص ۵۹ باب عظة الامام الناس فی اتمام الصلٰوة وذکر القبلة، میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

هل ترون قبلتی ههنا فو الله مایخفی علی رکوعکم ولا خشوعکم انی لارکم من وراء ظهری

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری نگاہ صرف سامنے ہی دیکھتی ہے اللہ کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع پوشیدہ ہے نہ تمہارا خشوع (دلی کیفیات) میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں

✸ آپ نے صحابہ کرام کے مجمع میں فرمایا: وانی والله لا نظر الی حوضی الان، اور میں اللہ کی قسم (اگر چہ تمہارے سامنے کھڑا ہوں مگر) اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری ج ا ص ۵۰۸)

<u>مجھ سے جو چاہو پوچھ لو، اعلان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:</u>

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام سے بہت سی چیزوں کے بارے میں (بے فائدہ) سوالات کئے گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ناگوار گزرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلال میں آ کر لوگوں سے فرمانے لگے:

سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ (حدیث نمبر ۹۲) تم مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔

ایک شخص (عبداللہ نامی جس کے نسب میں لوگوں کو شک تھا اس نے موقع غنیمت جانا اور) عرض گزار ہوا، من ابی یارسول الله، یارسول اللہ میرے باپ کا نام بتا دیں، فرمایا: ابوك حُذافة، ایک اور شخص کھڑا ہوا (جس کا نام سعد بن سالم تھا اور اس کا معاملہ بھی پہلے والے کی طرح تھا) عرض کیا! حضور میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ سالم ہے جو شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور کے حجاب میں عتاب باری ملاحظہ کیا تو ڈر گئے اور عرض کرنے لگے،

یارسول الله انا نتوب الی الله، حضور ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔

حدیث کے الفاظ سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ، میں ماعموم کے لئے ہے جو دنیاوی و دینی تمام سوالات کو شامل ہے اور سوال کرنے والوں کے سوال بھی بتا رہے ہیں کہ ایسے سوالوں کے جواب صرف وہی دے سکتے ہیں جو علمك مالم تكن تعلم کی شان رکھتے ہوں

؎ یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے
خبریں وہ دیں کہ جنکی کسی کو خبر نہ تھی

حضور علیہ السلام نے اس انداز میں یہ کچھ کیوں ارشاد فرمایا: اس کے پس منظر میں ایک واقعہ ہے وہ خازن و بیضاوی کے حوالے سے ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

اس حدیث کا پس منظر

سدی نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری ساری اُمت میرے سامنے مٹی کی صورتوں میں پیش کی گئی جیسے حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی اور مجھے بتایا گیا کہ کون شخص مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرے ساتھ کفر کرے گا۔ جب یہ خبر منافقوں کو پہنچی تو انہوں نے ہنسی اور مذاق کے طور پر کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ وہ مومنوں اور کافروں کو جانتے ہیں جو ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے۔ حالانکہ ہم آپکے ساتھ رہتے ہیں ہمیں تو پہچانتے نہیں ہیں۔ جب یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ قیامت تک جو ہونے والا ہے مجھ سے پوچھو میں تمہیں بتاؤں گا۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا! ہم اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پہ اور قرآن کے امام ہونے اور آپ کے نبی ہونے راضی ہیں۔ آپ ہمیں معاف فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سے درگزر فرمائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ایسی بات کرنے سے رکتے نہیں ہو پھر آپ منبر شریف سے اتر آئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم (خازن، بیضاوی)

بخاری شریف میں اس سے اگلی حدیث کے اندر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اس انداز سے معافی مانگنا آیا ہے، فبرك عمر علی رکبتیه فقال رضینا باللہ رباوبالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیه وسلم نبیا ثلثا فسکت، حضرت عمر نے دوزانو بیٹھ کر تین بار عرض کیا ہم اللہ کے رب ہونے پر حضور علیہ السلام کے نبی ہونے پر اور اسلام کے دن ہونے پر راضی ہیں۔ تب حضور علیہ السلام خاموش ہو گئے۔

امام الانبیاء علیہ السلام کا اندازِ تکلم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز تکلم اور انداز گفتگو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اَنَّهٗ كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا (حدیث نمبر ۹۵)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تاکہ بات اچھی طرح سمجھ لی جائے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تو ان کو سلام کرتے تو بھی تین مرتبہ سلام فرماتے۔

اگرچہ یہ تکرار ہمیشہ کا معمول نہ تھا بلکہ کسی ضرورت کے تحت تھا مثلاً یہ کہ بات عام فہم سے بالاتر ہوتی یا مخاطب کچھ فاصلے پر ہوتا جیسا کہ اس کے بعد والی حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک سفر میں حضور علیہ السلام ہم سے (راستے میں) پیچھے رہ گئے، پھر آپ نے ہمیں آلیا جبکہ ہم نے عصر کی نماز مؤخر کر دی تھی اور ہم وضو کر رہے تھے اور اپنے پاؤں کو سرسری طور پر دھو رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ بآواز بلند فرمایا: ویل للاعقاب من النار،

Marfat.com

ایڑیوں (کو وضو میں خشک رکھنے والوں) کیلئے جہنم میں ہلاکت ہے۔ یاد رہے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز بیان اتنا پر تاثیر تھا کہ ایک مرتبہ آپ نے عورتوں کے سامنے وعظ فرمایا اور انہیں صدقہ کرنے کی ترغیب دی آپ کے ساتھ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ تھے۔ حدیث شریف میں ہے:

فجعلت المراۃ تلقی القرط والخاتم وبلال یاخذ فی ثوبہ (بخاری شریف ص ۲۰ حدیث نمبر ۹۸)

عورتوں نے اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں اتار کر حضرت بلال کو دے دیں اور وہ پکڑ کر اپنی جھولی میں ڈالتے گئے۔

جس کا کوئی نہ ہو اس کے حضور ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک روایت میں ہے: عورتوں کی درخواست پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک دن مقرر فرمایا اور انہیں جو وعظ فرمایا اس میں یہ بھی تھا:

مامنکن امرۃ تقدم ثلثۃ من ولدھا الاکان لھا حجابا من النار

تم میں سے جس کے تین بچے (نابالغی کی حالت میں) فوت ہو جائیں یہ بچے اس کے لئے (دوزخ کی) آگ سے آڑ ہو جائیں گے۔

ایک عورت نے عرض کیا اور جس کے دو بچے فوت ہوئے ہوں، فرمایا: دو کا بھی یہی حکم ہے (مرد بھی اس میں داخل ہے جیسا کہ کتاب الجنائز" میں حضرت انس سے ہے، مامن الناس مسلم، اور ترمذی میں دو کی قید بھی نہیں بلکہ ایک بھی ہو تو یہی حکم ہے، ما من مسلمین یتوفی لھما، نابالغ کی شرط اس لئے ہے کہ عموماً ماں باپ کو چھوٹے بچوں سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ بے اولاد بھی مایوس نہ ہوں کیونکہ جس کا کوئی نہیں ہوگا اس کے حضور خود ہوں گے۔ صلی اللہ علیہ وسلم) بہر حال آپ نے عورتوں کا یہ جذبہ دیکھا تو فرمایا: لکن فداء ابی وامی، تم پر میری ماں اور باپ فدا ہوں۔ (بخاری ص ۱۳۳ ج ۱)

آمدم برسرِ مطلب: تین مرتبہ سلام فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً اگر کسی کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں تو گھر میں داخل ہونے کا اذن لینے کے لئے سلام کیا اگر پہلی دوسری بار سلام کہنے پہ اذن نہ ملا تو تیسری بار سلام کہہ کر واپس تشریف لے آتے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ایک حدیث میں بیان ہوا:

اذا ستاذن احدکم ثلثا فلم یؤذن لہ فلیرجع

جب تین بار اجازت چاہو اور اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ اور تین بار سلام کہنے کی دوسری توجیہ یہ ہے کہ پہلی مرتبہ کا سلام استیذان (طلب اجازت کیلئے) ہوتا، دوسری مرتبہ کا سلام تحیۃ ہوتا کہ قوم کے پاس پہنچ کر سلام کیا گیا اور تیسرا سلام مجلس سے رخصت ہوتے ہوئے فرماتے اس کو سلام وداع کہا گیا اور یہ تینوں سلام مسنون ہیں۔ یہی مطلب ہے اس حدیث کا، انہ کان اذا سلم سلم ثلاثا واذا تکلم بکلمۃ اعادھا ثلاثا،

Marfat.com

دہرے ثواب کا حقدار:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تین شخص دہرے ثواب کے حقدار ہیں
۱- رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وہ بندہ جو اہل کتاب میں سے ہو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا اور مجھ پر بھی۔
۲- اَلْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ ،
وہ غلام جو اللہ کا اور اپنے مالکوں کا حق ادا کرتا رہا۔
۳- رَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا (حدیث نمبر ۹۷)
وہ شخص کہ جس کے پاس لونڈی ہو، وہ اس کو اچھے آداب و تعلیم دیتا رہا پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔
حضرت عامر شعبی نے یہ حدیث سنا کر مخاطب سے کہا:
اعطیناکھا بغیر شیء قدکان یرکب فیما دونھا الی المدینة
ہم نے تجھے (یہ حدیث) مفت میں دے دی ہے حالانکہ اس سے کم (فائدہ والی بات) کیلئے مدینہ تک کا سفر کرنا پڑتا تھا۔
شارحین حدیث فرماتے ہیں: دہرا ثواب صرف انہی تین قسم کے لوگوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو دہرے ثواب والا کام کرے مثلاً اولاد، والدین کے حقوق بھی ادا کرنے اور حقوق اللہ بھی ادا کرے۔ اسی طرح رعایا کے حقوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے تو یہ لوگ بھی دہرے ثواب کے حقدار ہوں گے۔

خواب میں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:
مَنْ رَّاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَتِيْ (حدیث نمبر ۱۱۰)
جس نے مجھے خواب میں دیکھا تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔
حضور علیہ السلام کی زیارت کے مشتاق امتی کو چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارکہ ذہن میں رکھے پھر اس کے مطابق زیارت کرے تو اس نے حضور علیہ السلام ہی کی زیارت کی۔ ورنہ یہ تو نہیں کہ شیطان خواب میں آ کر جھوٹ نہیں بول سکتا جیسا کہ کئی نام نہاد پیر اس بیماری میں مبتلا ہیں کہ روزانہ ان کی خواب میں آ کر جھوٹ بول بول کر ان کی گمراہی میں اضافہ کرتا رہتا ہے اور وہ اس کا پیغام ضلالت مریدوں کو سنا سنا کر گمراہ کرتے رہتے ہیں۔
جس طرح شیطان لعین ہمارے حضور علیہ السلام کی شکل و صورت میں نہیں آ سکتا اسی طرح کسی بھی نبی علیہ السلام کی شکل و صورت نہیں اپنا سکتا۔

Marfat.com

نکتہ: شیطان تو کسی بھی نبی کی صورت نہ اپنا سکے اور جب نام نہاد علماء یہ کہتے ہیں کہ ہم حضور جیسے ہیں تو شیطان ان کی زبان سے یہ جملہ سن کر کتنا خوش ہوتا ہوگا اور تھپکی دیتا ہوگا کہ شاباش جو کام میں بھی نہ کر سکا وہ تم نے کر دکھایا کہ میں تو کسی بھی نبی علیہ السلام کی طرح نہ ہو سکا اور تم ہو کہ امام الانبیاء علیہ السلام کی مثلیت کا دعویٰ کر رہے ہو، ان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم (الانعام) بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے تاکہ وہ تم سے جھگڑیں (اور بحث ومناظرے کریں کس بات پر؟ اس بات پر کہ ہم حضور جیسے ہیں، العیاذ باللہ)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انا جعلنا الشیطین اولیاء للذین لا یؤمنون (الاعراف، ۲۷)

(جو اولیاء اللہ کو نہیں مانتے) ہم شیاطین کو ان بے ایمانوں کے اولیاء بنا دیتے ہیں (تاکہ گمراہی میں ان کی مدد کرتے رہیں)

لنھم اتخذوا الشیطین اولیاء من دون اللہ ویحسبون انھم مھتدون (الاعراف، ۳۰)

بے شک انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنا لیا اور گمان کرتے ہیں کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں۔

حالانکہ ہدایت یافتہ تو وہ ہیں کہ جو اللہ کے محبوب کو بے مثل و بے مثال مانیں، اے عقل کے اندھو! جب نبیوں میں کوئی حضور جیسا نہیں ہے تو تم یہ دعویٰ کس طرح کرتے ہو کہ ہم حضور جیسے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

؎ مثال مصطفیٰ کوئی پیمبر ہو نہیں سکتا ستارہ لاکھ چمکے ماہ انور ہو نہیں سکتا

حدیث قرطاس:

حدیث قرطاس کا نمبر صحیح بخاری میں ۱۱۴ ہے اور اس حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری میں اس مقام کے علاوہ اور بھی چھ جگہ لکھا ہے۔ اس حدیث کی آڑ میں بدباطن لوگ، مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عداوت میں دل کھول کر اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ ان کی ان ہوائیوں کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام نے کاغذ قلم طلب کیا تو حضرت عمر نے کاغذ قلم نہ دینے دیا بلکہ کہا کہ حضور علیہ السلام کو سرسام ہو گیا ہے اور آپ کی ھذیانی حالت ہے اور ہمیں اللہ کی کتاب (قرآن پاک) کافی ہے جس پر حضور علیہ السلام ناراض ہوئے اور آپ نے سب کو اپنی بارگاہ سے چلے جانے کا حکم دیا۔ اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ اگرچہ مسند احمد کی روایت کے مطابق سامان کتابت لانے کا حکم حضرت علی المرتضیٰ کو تھا تاہم کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ حضرت عمر نے کہا ہو کہ اَھَجَرَ اِسْتَفْھِمُوْہُ حضور علیہ السلام کی ھذیانی کیفیت ہے اور نہ ہی ان الفاظ کا یہ معنی ہے بلکہ ہجر کا معنی چھوڑنا ہے اور اِسْتَفْھِمُوْہُ کا معنی ہے حضور علیہ السلام سے پوچھا جائے۔ اس طرح دونوں الفاظ کا معنی یہ بنتا ہے کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا جائے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے۔ باقی رہا یہ کہ ہجر صیغہ ماضی کیوں ہے تو اس بارے میں گزارش ہے جس چیز کا وقوع مستقبل قریب میں یقینی ہو اس کو ماضی سے تعبیر کر لیا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت عمر کا یہ کہنا کہ ہمیں ''اللہ کی کتاب کافی ہے''

اور یہ کہ حضرت عمر نے کِتَابُ اللّٰہِ حَسْبُنَا کہہ کر سامان کتابت لانے سے روک دیا تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ جب حضرت عمر نے یہ الفاظ کہے تو حضور علیہ السلام کا دوبارہ سامان کتابت طلب نہ فرمانا حضرت عمر کی گزارش قبول کرنا تھا اور اگر اس کے بعد بھی حضور علیہ السلام کے اس حکم کی تعمیل لازم تھی تو حضرت علی المرتضیٰ پیش کر دیتے اور پھر یہ جمعرات کا دن تھا اور اس کے چار روز بعد حضور علیہ السلام کا وصال ہوتا ہے۔ آخر حضرت عمر چار دن رات وہیں تو نہ بیٹھے رہے اگر نعوذ باللہ شیر خدا، حیدر کرار نے اس وقت حضرت عمر کے ڈر کی وجہ سے سامان کتابت نہ دیا تو ان چار دنوں میں کسی وقت پیش کر دیتے، پھر معترضین یہ بھی نہیں سوچتے کہ اس طرح کے اعتراضات سے خود حضور علیہ السلام پر فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی میں کوتاہی کا الزام آتا ہے کہ اگر اتنا ضروری کام تھا کہ جس کے نہ کرنے سے دین مکمل نہ ہوتا تھا تو ایک حضرت عمر کیا سارا جہان بھی روکتا رہتا تو حضور علیہ السلام ضرور کر گزرتے کیونکہ یہ تو اللہ کا حکم ہے، یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته، اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا اس کو پہنچایئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو فریضہ رسالت سرانجام نہ دیا۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے وزیر ہیں اور وزراء کو اپنی رائے دینے کا حق ہوتا ہے جو حضرت عمر نے دی اور حضور علیہ السلام نے قبول فرمائی جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمر کی رائے کو نہ صرف حضور علیہ السلام نے بلکہ خود عرش والے نے قبول فرمایا اور قرآنی آیت (لولا کتاب من اللہ...... (انفال ۶۸) کے نزول کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر عذاب اترتا تو عمر بن الخطاب اور سعد بن معاذ کے علاوہ سب اس کی لپیٹ میں آجاتے۔ علاوہ ازیں بھی بیسیوں مواقع پہ حضرت عمر نے اپنی آراء دیں اور آپ کی رائے کے مطابق قرآن اترتا رہا۔

کیا حضور علیہ السلام حضرت علی کی خلافت لکھنا چاہتے تھے؟

یہ واویلا بھی کیا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت کی سند لکھنی تھی تو ہم کہیں گے کہ نہیں بلکہ حضرت ابوبکر کی خلافت کی سند لکھنی تھی یہ تو کوئی بات نہ ہوئی اور پھر اس کے بعد حضور علیہ السلام نے مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکالنے اور وفود کے ساتھ حسن معاملہ کا حکم جاری فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے۔ نیز الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم کا ارشاد بھی ملتا ہے اس کے ساتھ ہی آپ نے حضرت علی کی خلافت کا اعلان کیوں نہ فرما دیا۔ اس بارے میں ایک حدیث دیکھئے بخاری ج اص ۴۹۱ پہ کہ آپ کیا فرمانا چاہتے تھے۔

رہ گئی یہ بات کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا ''یہ بڑی مصیبت ہے'' یہ ان کا ذاتی اور جذباتی تاثر تھا جب حضرت علی نے ایسے جذبات کا اظہار نہیں کیا جو ان سے بدرجہا علم وفہم اور دیانت میں آگے ہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بات مرجوع قرار پائے گی۔ لہٰذا

Marfat.com

یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اس بارے میں اہلِ محبت کیا کہتے ہیں؟

اہل محبت کہتے ہیں کہ صحابہ کرام واہل بیت کا کاغذ قلم نہ دینا اور حضور علیہ السلام کا طلب کرنا ایسے ہی ہے جس طرح اولاد وفاشعار ہو اور باپ بیمار ہو اور از راہ شفقت بیماری کی حالت میں کہے لاؤ رسی کلہاڑی میں تمہیں لکڑیاں کاٹ کر لا دوں تاکہ میرے بعد تمہیں سہولت رہے اور وفادار اولاد کہے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں آپ آرام فرمائیں جو کچھ پہلے آپ ہمیں دے چکے ہیں وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ یا استاذ جو اپنے شاگردوں کو محنت کراتا ہے اور امتحان کے دن آزمانے کے لئے کہے لاؤ کاغذ قلم میں تمہیں نوٹس لکھ دوں تاکہ امتحان میں تمہارے کام آئیں تو لائق شاگرد یہی جواب دیں گے آپ فکر نہ کریں آپ نے جو سال بھر ہم پہ محنت کی ہے اس سے ان شاء اللہ ہمارا کام ہو جائے گا۔ آج آپ کی دعا ہی ہمیں کافی ہے (اہل محبت کی توجیہ کتنی شاندار ہے) اور پھر بقیہ دنوں میں حضور علیہ السلام کا چند احکام دینا اور خلافت علی المرتضیٰ کی بات نہ کرنا یہ بتاتا ہے کہ جو احکام دیئے وہی لکھنا چاہتے تھے ورنہ تو ایسے ہی ہوگا کہ آپ خط میں ضروری بات لکھنے کی بجائے دوسری باتیں لکھ دیں اور جو بات لکھنے والی ہے اس کو چھوڑ دیں تو آپ کو عقلمند کون کہے گا؟ اور آپ امام الانبیاء کے بارے میں ایسا سوچیں گے تو پھر آپ کو مسلمان کون کہے گا؟ اور جب حضرت ابوبکر کی خلافت کے واضح اشارے احادیث میں موجود ہیں دیکھئے مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۳، آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: ادعي لي ابابكر اباك واخاك حتى اكتب كتابا فاني اخاف ان يتمنى متمن ويقول قائل انا اولى ويابى الله والمؤمنون الا ابابكر، اپنے باپ اور بھائی کو بلا لو میں ان کے لئے لکھ دوں کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کوئی متمنی تمنا کرے کہ ابوبکر سے زیادہ وہ حق دار ہے حالانکہ اللہ واہل ایمان ابوبکر کے سوا کسی پہ راضی نہیں اور حضرت علی کے بارے ایسی کوئی صراحت نہیں پھر بھی خلافت علی پہ اڑ جانا کہاں کا انصاف ہے؟

علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات کے آخری دنوں (وصال سے ایک ماہ پہلے) ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر فرمایا:

اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ

(حدیث نمبر ۱۱۶)

کیا تم نے اپنی اس رات کا حال دیکھا؟ جتنے لوگ آج روئے زمین پر ہیں ان میں سو سال کے بعد کوئی نہ ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آخری صحابی حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ کا ۱۱۰ ہجری میں وصال ہوا۔ حضرت عیسیٰ و ادریس آسمانوں پر ہیں اور حضرت خضر والیاس زمین پہ یونہی جن اور ابلیس اس فرمان سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ نظروں سے غائب ہیں۔

✻ حضرت اُمّ حرام بنت ملحان کو حضور علیہ السلام نے بتا دیا کہ تو سمندری سفر کرنے والے پہلے قافلے میں شامل ہوگی

Marfat.com

(اور شہید ہو گی) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (بخاری ص ۳۹۱)

* بدر میں مرنے والے کافروں کے بارے میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک دن پہلے ہی میدان میں چھڑی سے نشان لگا کر بتا دیا کہ کل فلاں یہاں مرے گا فلاں یہاں مرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۶۳)

* باب علامات النبوۃ بخاری شریف ص ۵۰۴ پہ کئی احادیث ملاحظہ ہوں جن میں علوم غیبیہ ہی کا ذکر ہے۔

* آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا امۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واللہ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا، (حدیث ۱۰۴۴)

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اُمت جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے۔

* ماں کے پیٹ میں کیا ہے بچہ ہے یا بچی، بد بخت ہے یا نیک بخت، اس کا رزق، اس کی موت و حیات اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے سارا علم فرشتے کو عطا فرما رکھا ہے۔ فیکتب فی بطن امہ، وہ فرشتہ اس کی ماں کے پیٹ میں ہی سارا کچھ لکھ دیتا ہے۔ (بخاری شریف ص ۴۶)

حضرت ابو ہریرہ اور ان کا حافظہ

* حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہزار ہا احادیث کے راوی فرماتے ہیں (یہ نہ سمجھنا کہ میں نے حضور علیہ السلام سے صرف یہی علم حاصل کیا ہے بلکہ) حفظت عن رسول اللہ وعاء ین فاما احدھما فبثثتہ واما الاخر فلو بثثتہ قطع ھذا الحلقوم، (حدیث نمبر ۱۲۰)

میں نے حضور علیہ السلام سے (علم کے) دو برتن حاصل کئے جن میں سے صرف ایک کو پھیلایا ہے (حدیث کی صورت میں) اگر دوسرا علم بھی پھیلا دوں تو میری یہ گردن کاٹ دی جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو علم کے یہ سمندر کیسے حاصل ہوئے؟

خود فرماتے ہیں "میں نے عرض کیا حضور! میں آپ کی احادیث بھول جاتا ہوں" (اس کا علاج فرمائیں) حضور علیہ السلام نے فرمایا: ابسط رداءک فبسطتہ، اپنی چادر پھیلا، میں نے چادر پھیلائی، فغرف بیدہ ثم قال ضمہ فضممتہ فما نسیت شیئا بعد، پس حضور علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کو چلو کی طرح بنا کر اس میں کچھ ڈالا (تاکہ لوگ جان لیں کہ میرا صحابی غیب پہ ایمان رکھتا ہے) اور فرمایا: سمیٹ کر سینے سے لگا لے بس وہ دن گیا اور یہ دن آیا میں کبھی کچھ بھولا ہی نہیں۔

(بخاری شریف حدیث نمبر ۱۱۹)

* حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

کیف بک اذا بقیت فی حثالۃ من الناس (بخاری ص ۶۹ ج ۱)

اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تو ردی لوگوں میں باقی رہ جائے گا۔

Marfat.com

معلوم ہوا! حضور علیہ السلام کو حضرت عبداللہ کے بارے میں علم تھا کہ ان کی عمر لمبی ہوگی اور ایسے لوگوں کا زمانہ پائے گا جو گئے گزرے اور فضول لوگ ہوں گے۔

✱ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھرے مجمع میں فرمایا:

واللہ ما اخاف من بعدی ان تشرکوا ولکن اخاف ان تنافسوا فیھا (بخاری ج ا ص ۵۰۸)

اللہ کی قسم مجھے یہ خطرہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے ہاں یہ ڈر ہے کہ تم مال دنیا میں مقابلہ بازی کرو گے۔

یہودی علم نبوت کو مان گیا:

حضور علیہ السلام مدینہ پاک تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام (یہودیوں کے بہت بڑے عالم) حاضر ہوئے اور عرض کیا میرے تین سوالوں کا جواب دیں کیونکہ ان کا جواب صرف نبی ہی دے سکتا ہے۔

ا- قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: آگ ہے جو مشرق سے مغرب کو جائے گی۔

۲- اہل جنت کا پہلا کھانا کیا ہوگا؟ فرمایا: مچھلی کا جگر۔

۳- بچہ اپنے والدین اور ماموؤں کی شکل پہ کیوں پیدا ہوتا ہے؟ فرمایا: اگر مرد کا انزال پہلے ہو تو باپ کی شکل پہ ہوگا ورنہ ماں (یا کسی ماموں کی شکل پہ)

عبداللہ بن سلام نے نعرہ بلند کیا، اشھد انک رسول اللہ، میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (کاش مسلمان کہلانے والے بھی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے واقعات سن کر خوشی سے نعرے بلند کریں اور سچے دل سے کلمہ پڑھیں اور عظمت رسالت خود بھی مانیں اور دوسرں سے بھی منوائیں) (بخاری شریف ج ا ص ۴۶۹)

نگاہ یار نے اک دم میں ٹکڑے کئے دل کے   نہ دیکھی ہم نے کاٹ ایسی کسی شمشیر براں میں

شرمیلا اور متکبر علم حاصل نہیں کرسکتا:

یہ حضرت مجاہد کا قول ہے: لایتعلم العلم مستحی ولا مستکبر، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نعم النساء نساء الانصار لم یمنعھن الحیاء ان یتفقھن فی الدین، انصار کی عورتیں بہت اچھی ہیں کہ دین سمجھنے میں شرماتی نہیں ہیں۔ (باب الحیاء فی العلم باب نمبر ۵۰)

اس بارے میں چند واقعات ملاحظہ ہوں:

✱ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا اور عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا کیا عورت کو احتلام ہو جائے تو وہ غسل کرے؟ فرمایا: ہاں جب وہ منی کو دیکھ لے۔ حضرت ام سلمہ نے شرم کی وجہ سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور عرض کیا! حضور: کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے:

Marfat.com

قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا (حدیث نمبر ۱۳۰)

فرمایا: ہاں تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو اور کس وجہ سے بچہ اپنی ماں کے مشابہ ہوتا ہے؟

اس سے معلوم ہوا: حضور علیہ السلام کی برکت سے امہات المومنین بھی شیطانی تصرف سے محفوظ ہیں تبھی تو حضرت ام سلمہ نے تعجب کا اظہار کیا اور نہ صرف حضور علیہ السلام کے نکاح میں آنے کے بعد بلکہ پہلے سے ہی ورنہ ام سلمہ حضور علیہ السلام کے نکاح میں آنے سے پہلے ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں اگر وہاں ان کو کبھی احتلام ہوتا تو بھی تعجب نہ کرتیں۔ گویا جس عورت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کی بیوی بنانا تھا اس کو اول دن سے ہی شیطانی تصرف سے محفوظ رکھا۔ پھر حضور علیہ السلام کے بارے میں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں شیطان کا کوئی حصہ تھا جو شق صدر کے موقع پہ آپ کے دل کو زمزم سے دھو کر نکال دیا گیا یا یہ کہ سورۃ النجم کی آیات کی تلاوت میں شیطان کی طرف سے آپ کی زبان اقدس پہ کچھ الفاظ جاری ہو گئے۔ یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔

✵ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا بتاؤ وہ کون سا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور اس کی مثال مسلمان کی سی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لوگ جنگل کے درختوں کے بارے میں سوچنے لگے مگر میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہی ہو سکتا ہے مگر میں (چھوٹا ہونے کی وجہ سے) شرما گیا (اور نہ بول سکا) لوگوں کے پوچھنے پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے جب میں نے اپنے والد حضرت عمر سے یہ واقعہ اور اپنے دل کی بات عرض کی تو انہوں نے فرمایا:

لَاَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ كَذَا وَكَذَا، (حدیث نمبر ۱۳۱)

اگر تو بتا دیتا تو میرے لئے (یہ اعزاز) بہت دولت سے زیادہ محبوب ہوتا۔

✵ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے مذی بہت آتی تھی اور (حضور علیہ السلام کا داماد ہونے کی وجہ سے) میں آپ سے مسئلہ پوچھنے میں شرما گیا چنانچہ میں نے حضرت مقداد سے کہا: حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھو (کہ مذی نکلنے پر وضو ہے یا نہیں؟) انہوں نے پوچھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فيه الوضوء، ہاں وضو ہے۔ (حدیث نمبر ۱۳۲)

شک، یقین کو زائل نہیں کرتا:

ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ مجھے نماز میں شک پڑ جاتا ہے کہ شاید ہوا خارج ہو گئی ہو آپ نے فرمایا:

لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا (حدیث نمبر ۱۳۷)

ایسا شخص جب تک آواز نہ سن لے یا بو نہ پائے نماز جاری رکھے۔

Marfat.com

اس سے فقہاء کرام نے ایک اصول اخذ کیا ہے جس پر ہزار ہا مسائل کی بنیاد رکھی گئی اور وہ یہ کہ، الیقین لا یزول بالشك،شک سے یقین زائل نہیں ہوتا۔فجز اھم اللہ احسن الجزاء

نبیوں کا خواب بھی وحی ہوتا ہے(علیہم السلام):

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام سو کر اٹھے تو آپ نے بغیر وضو کئے نماز پڑھی چنانچہ حضرت عمرو بن دینار سے کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں حضور علیہ السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور آپ کا دل بیدار رہتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عبید بن عمیر سے سنا وہ کہتے تھے: رُؤْيَا الْاَنْبِيَاءِ وَحْيٌ (حدیث نمبر ۱۳۸، ملخصاً) نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے قرآن پاک کی وہ آیت پڑھی جس میں ہے: ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔(ورنہ کسی بھی انسان اولاد ہو یا کوئی اور ہو کو قتل کرنا تو حرام ہے)

سوال پیدا ہوا کہ اگر حضور علیہ السلام کا دل بیدار رہتا تھا تو لیلۃ التعریس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے رہے اور نماز فجر قضاء ہوگئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ تشریعی احکام کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام پر نسیان طاری ہو جاتا ہے تا کہ اُمت کو یہ حالت پیش آئے تو احکام دیئے جاسکیں اور جب حکم شروع ہو جائے تو نسیان زائل ہو جاتا ہے۔

لہٰذا وہ تمام واقعات جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ نسیان طاری ہونے کا ذکر ہے مثلاً حضرت ذوالیدین والی حدیث،

یارسول اللہ انسیت ام قصرت الصلوٰۃ (بخاری ج ص ۶۹)

یا بخاری شریف باب اذاذکر فی المسجدانه جنب یحرج کما هو ولا یتیم۔ والی حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اقامت ہوگئی، صفیں درست کر لی گئیں کہ حضور علیہ السلام تشریف لائے، مصلی امامت پہ جلوہ گر ہوئے تو یاد آ گیا کہ میں جنبی ہوں چنانچہ فرمایا: ٹھہرے رہو پھر واپس تشریف لے گئے۔ غسل فرمایا جب تشریف لائے تو پانی کے قطرے سرِ انور سے گر رہے تھے پھر آپ نے ہمیں نماز پڑھائی' ان سب کا جواب ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا: میں بھولتا نہیں بلکہ بھلایا جاتا ہوں اور اس کی وجہ بھی بیان فرما دی تا کہ (ایسے مقام پہ) سنت قائم ہو جائے۔

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا جبکہ عصر کی نماز کا وقت قریب تھا اور لوگوں نے پانی تلاش کیا تو نہ پایا، حضور علیہ السلام کے پاس تھوڑا سا پانی لایا گیا تو آپ نے اس برتن میں (جس میں تھوڑا سا پانی تھا) اپنا دست اقدس رکھا اور لوگوں کو فرمایا: وضو کرتے جاؤ، حضرت انس فرماتے ہیں:

فَرَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهِ حَتّٰى تَوَضَّئُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ (حدیث نمبر ۱۶۹)

پس میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے پانی جوش مار کر نکل رہا ہے یہاں تک کہ آخری شخص تک سب نے وضو کر لیا۔

Marfat.com

یہی وہ پانی ہے جو دنیا و آخرت کے تمام پانیوں سے افضل ہے یہاں تک کہ زمزم اور حوض کوثر کے پانی سے بھی۔ باختلاف روایات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ستر، تین سو سے کچھ زائد، آٹھ سو، پندرہ سو تھی۔ امام اہل سنت نے اسی موقع کے لیے کہا ہے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

کتے کو پانی پلانے والا بخشا گیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: (پہلی امتوں میں سے) ایک بندہ کہیں جا رہا تھا کہ اس نے دیکھا، پیاس کی وجہ سے ایک کتا گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس میں پانی بھر کر کتے کے منہ میں ڈالا۔ کتے کی پیاس بجھ گئی۔

فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ (حدیث نمبر ۱۷۳)

اللہ تعالیٰ نے (کتے جیسی مخلوق پر اس کی مہربانی کو) قبولیت بخشی اور (اس کے بدلے) اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

بخاری کتاب الانبیاء ذکر بنی اسرائیل میں یہ واقعہ ایک بدکارہ عورت کا لکھا ہوا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا! کیا جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے کا بھی ثواب ہے۔ فرمایا: ہر تر جگر (والے) میں اجر و ثواب ہے۔

امام نووی نے لکھا ہے جس جاندار کو قتل کرنے کا حکم ہے جیسے باولا کتا، یا نقصان دہ کیڑے مکوڑے ان میں شارع علیہ السلام کے حکم کی تعمیل لازم ہے کہ ان کو مارا جائے نہ کہ پالا جائے۔ لہٰذا بعض لوگ جو بھڑوں، چیونٹوں کو شکر، چاول، دال مسور وغیرہ ڈال کر ان کو مارنے کی بجائے ان میں اضافے کا سبب بنتے ہیں جیسا کہ اندرون لاہور شہر کے باغات اور دیواروں کے ساتھ ساتھ رزق کی بے قدری کے مناظر آپ کو ملیں گے جس سے مکانات کی دیواریں بھی کھوکھلی ہوتی ہیں اور درختوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے اور یہ کام سادہ لوگ بعض نام نہاد پیروں کے کہنے پر کرتے ہیں کہ پاس ہی انسان محتاج کھڑے ہیں جو ایک وقت کی روٹی نہیں کھا سکتے تو ان کو دینے کی بجائے دو دو کلو شکر کیڑوں کو ڈالی جا رہی ہے یہ انسانیت کے ساتھ ظلم ہے۔ علماء فرماتے ہیں: جتنا کیڑوں مکوڑوں اور انسان میں فرق ہے اتنا ہی ان کو کھلانے کے اجر و ثواب میں بھی فرق ہے تو کہاں انسان اشرف المخلوقات اور کہاں کیڑے مکوڑے پھر کہاں مسلمان اور کہاں یہ مخلوق۔

قبر میں عذاب کا ٹہنیوں کے ذریعے علاج:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کا گزر مکہ یا مدینہ کے کسی باغ سے ہوا تو آپ نے دو ایسے انسانوں کی آوازیں سنیں جنہیں قبروں میں عذاب ہو رہا تھا، آپ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ (شرک وغیرہ) پہ نہیں بلکہ ایک کو اس لئے کہ اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرے کو اس لئے کہ چغلی کیا کرتا تھا (جس کو عموماً معمولی گناہ سمجھا جاتا ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ہر قبر پہ ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ عرض کیا گیا حضور! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟:

Marfat.com

قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا (حدیث نمبر ۲۱۶)

فرمایا: ہوسکتا ہے جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں ان کے عذاب میں کمی رہے۔

معلوم ہوا! اگر ٹہنیوں سے عذاب میں کمی آسکتی ہے تو پھولوں سے' تلاوت قرآن سے اور دعا سے کیوں نہیں کمی ہوسکتی۔

یقیناً ان تمام چیزوں سے عذاب میں کمی بھی ہوتی ہے اور اگر قبر والا نیکوکار ہے تو اس کے درجات میں بلندی بھی ہوتی ہے۔

باقی رہا یہ کہ حضور علیہ السلام نے ''لَعَلَّ'' کا لفظ ارشاد فرمایا جو کہ امید کے لئے آتا ہے نہ کہ یقین کے لئے۔ تو امام زرقانی نے مواھب کی شرح میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجی (امید) بھی یقینی ہوتی ہے۔ (الرجاء من الله ونبيه للتحقيق) اس حدیث سے ویسے تو کئی مسائل کا استنباط ہوسکتا ہے تاہم علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کم از کم چار باتیں معلوم ہوئیں۔

۱- حضور علیہ السلام نے جان لیا کہ قبروں میں عذاب ہو رہا ہے حالانکہ عذاب نہ نظر آنے والی شئی ہے اگر قبر کھول بھی دی جائے تو ہمیں کچھ نظر نہیں آئے گا۔ مگر حضور علیہ السلام نے منوں مٹی کے نیچے، باہر کھڑے ہو کر عذاب ہوتا ہوا دیکھ لیا تو جو نبی قبر کے باہر کھڑے ہو کر قبر کے اندر سب کچھ دیکھ سکتے ہیں وہ قبر کے اندر جا کر قبر کے باہر بھی سب کچھ دیکھ سکتے ہیں اور صرف عذاب ہی نہیں دیکھتے بلکہ معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ (درود یا نماز) پڑھتے ہوئے بھی دیکھ لیتے ہیں۔

۲- حضور علیہ السلام نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ کس وجہ سے عذاب ہو رہا ہے حالانکہ سبب بھی غیب تھا ایک کا چغلی کھانا اور دوسرے کا طہارت کا خیال نہ کرنا۔ آخر حضور علیہ السلام زندگی میں ان کے ساتھ ساتھ تو نہیں رہے اور کیا خبر کب کے فوت ہوئے ہیں۔

۳- یہ بھی آپ کو علم تھا کہ ان شاخوں کی وجہ سے عذاب میں کمی آئے گی۔

۴- یہ بھی بتا دیا کہ کب تک تخفیف رہے گی (مالم تيبسا) ورنہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح تو ہر خشک وتر چیز کرتی ہے۔ يسبح لله ما في السموات و مافي الارض۔

حالت نماز میں پشت انور پہ کافروں کا غلاظت پھینکنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حرم کعبہ کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے جبکہ ابوجہل اور اس کے ساتھی وہیں پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا! تم میں سے کون یہ کام کرے گا کہ فلاں قبیلے کی اونٹنی کی (جو ذبح کی گئی ہے سلا، بچہ دانی) اٹھا کر لائے اور سجدے کی حالت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پشت پہ رکھے۔ چنانچہ قوم میں سے بڑا بدبخت (عقبہ بن ابی معیط) اٹھا اور سلا لا کر حالت سجدہ میں حضور علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان رکھ دی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہ کر سکا۔ کاش کہ کچھ کر سکتا، وہ خبیث ہنس ہنس کر ایک دوسرے پہ گر رہے تھے اور آقا علیہ السلام سجدہ میں رہے۔ اتنے میں حضور علیہ السلام کی

Marfat.com

صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرارضی اللہ عنہا آئیں اوراس سلا کو اٹھایا تب حضور علیہ السلام نے سجدے سے سرانور اٹھایا اوران ظالموں کے خلاف اس طرح دعا فرمائی:

کافر بھی جانتے تھے کہ حضور علیہ السلام کی دعا رد نہیں ہوتی

اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اے اللہ قریش کو پکڑ لے (تین بار کہا)

یہ سن کر وہ لوگ ڈر گئے کیونکہ جانتے تھے کہ آپ کی دعا ضرور قبول ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام لے کر ان کی ہلاکت کیلئے اس طرح دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِیْ جَهْلٍ وَّعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَيْطٍ

اور ساتویں کا نام بھی لیا مگر (ابن مسعود کہتے ہیں) مجھے یاد نہ رہا۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں:

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعٰى فِی الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ (حدیث نمبر ۲۴۰)

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جس جس کا حضور علیہ السلام نے نام لیا میں نے سب کو (غزوۂ بدر کے موقع پر) بدر کے کنویں میں مرا ہوا پایا۔

وضاحت: ان سات میں سے جس کا نام راوی کو یاد نہ رہا وہ عمارہ بن ولید ہے جو حبشہ میں ایک تہمت کے سلسلہ میں ذلیل ہو کر مرا۔ عقبہ بن ابی معیط بدر میں گرفتار ہوا مدینہ کی طرف جاتے ہوئے ایک مقام پہ خود حضور علیہ السلام نے اس کو واصل جہنم فرمایا۔ باقی پانچ بدر میں مرے لیکن امیہ بن حلف کی لاش کے ٹکڑے ہو گئے۔ جوڑا کھڑ گئے جس کی وجہ سے قلیب بدر کے باہر ہی اس کو مٹی میں دبا دیا گیا۔ حضرت ابن مسعود نے باعتبار اکثر واغلب کے فرمایا کہ میں نے ان سب کو قلیب بدر میں مرا ہوا پایا۔ للاکثر حکم الکل۔

سلا عربی میں بچہ دانی کو کہا جاتا ہے۔ لازم معنی کے اعتبار سے کتاب الصلوۃ والی روایت کے الفاظ (فلیعمد الی فرثها و دمها وسلاها) سے اوجھڑی کا معنی لیا جا سکتا ہے جس میں لید اور بچہ دانی بھی ہوتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے سجدہ کی حالت میں اس ظلم کو برداشت کیا اور سر نہ اٹھایا تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ اتنا وزن تھا کہ سر نہ اٹھا سکے کیونکہ حضرت فاطمہ جو بالکل بچی تھیں انہوں نے آ کر اس بوجھ کو ہٹا دیا تو حضور علیہ السلام بھی ہٹا سکتے تھے مگر چاہتے تھے کہ اس حالت میں سجدہ لمبا کروں تا کہ اللہ کی رحمت زیادہ سے زیادہ میری طرف متوجہ ہو اور اس کا غضب زیادہ سے زیادہ میری دشمنوں پر نازل ہو کیونکہ سجدہ کی حالت میں بندہ سب سے زیادہ اپنے رب کے قریب ہوتا ہے۔ جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت امیر حمزہ کے بارے میں فرمایا: اگر مجھے اپنی پھوپھی صفیہ کا خیال نہ ہوتا تو میں چچا کی لاش کو ایسے ہی بغیر

Marfat.com

دفن کے رہنے دیتا تا کہ درندے ان کو کھا جاتے اور قیامت کے دن ان کا حشر درندوں کے پیٹوں سے ہوتا۔ اسی طرح بیر معونہ کے واقعہ میں حضرت حرام بن ملحان نے بہتے خون میں اپنے ہاتھوں کو رنگا اور چہرے پہ ملتے ہوئے کہا: فزت ورب الکعبۃ، رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بدترین دشمن بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات رد نہیں ہوتی اور یہ کہ ظالم کے لئے جہاں ہدایت کی دعا کرنے کی اجازت ہے وہاں ایسے ظالم جن کی ہدایت کی امید نہ ہو ان کی ہلاکت کی بددعا بھی کی جاسکتی ہے اور بالخصوص جبکہ وہ بدترین کافر بھی ہوں۔

خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا اِعزاز

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری اور چہیتی صاحبزادی، آپ کے جگر کا ٹکڑا اور جنتی عورتوں کی سردار نے بچپن سے ہی اپنے والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم پہ کافروں کی طرف سے ظلم ہوتے دیکھے اور جتنا ہو سکا دفاع بھی کرتی رہیں، غزوۂ احد کے موقع پہ جب حضور علیہ السلام زخمی ہوئے تو حدیث میں آتا ہے۔

کان علی یجئ بترسه فیه ماء وفاطمة تغسل عن وجهه الدم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لا کر دے رہے تھے اور حضرت فاطمۃ الزہراء اپنے ابا جان کے چہرے سے خون دھو رہی تھیں اور جب خون پھر بھی نہ رکا تو سیدہ نے چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخم میں بھری جس سے خون رک گیا۔

فاخذ الحصیر فاحرق فحشئی به جرحه (بخاری حدیث نمبر ۲۴۳)

مسواک کرتے وقت ادائے محبوبانہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے مسواک فرما رہے تھے (اور میں نے آپ کی یہ ادائے دلنواز دیکھی کہ) یَقُوْلُ اُعْ اُعْ، آپ اع اع کی آواز نکال رہے تھے

وَالسِّوَاكُ فِيْ يَدِهٖ كَاَنَّهٗ يَتَهَوَّعُ (حدیث نمبر ۲۴۴)

مسواک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی گویا کہ آپ قے فرما رہے ہیں۔

مسواک نبی اکرم علیہ السلام کی بڑی پیاری سنت ہے۔ ہر نماز کے وقت تلاوت قرآن کے وقت، سونے سے پہلے اور سو کر اٹھنے کے بعد، جب بھی منہ میں بدبو محسوس ہو، جمعہ کے دن، کھانے کے بعد اور بوقت سحر مسواک مستحب ہے۔ مسواک کے ستر فوائد ہیں اور سب سے چھوٹا فائدہ یہ ہے کہ مسواک پر ہمیشگی کرنے والے کو مرتے وقت کلمہ شریف نصیب ہوگا۔

مسواک زیادہ سے ایک بالشت لمبی ہو اور چھوٹی انگلی کے برابر موٹی ہو، خوشبودار یا پھلدار درخت کی نہ ہو بلکہ پیلو یا زیتون وغیرہ کی ہو، استعمال سے پہلے مسواک کو دھو لیا جائے۔ (باقی مسائل بہار شریعت ج ۲ میں دیکھئے)

Marfat.com

یہاں اتنی بات یادرکھیں کہ نبی اکرم علیہ السلام جن کے بول و براز اور پسینے سے بھی خوشبو آتی تھی پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کے دھن اقدس سے (خاکم بدھن) ناگوار بو آئے مگر اس کے باوجود بھی آپ کو مسواک سے اتنی محبت تھی کہ اگر آپ رات کو تین دفعہ اٹھے ہیں تو ہر بار وضو بھی کیا ہے اور ساتھ مسواک بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام من الیل یشوص فاہ بالسواک (حدیث نمبر ۲۴۵)

حضور علیہ السلام رات کو جب بھی اٹھتے تو اپنے منہ کے لئے مسواک کو استعمال فرماتے۔

دعا میں الفاظ کی رعایت:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے بستر پہ آنا چاہو تو نماز جیسا وضو کرو پھر اپنی دائیں کروٹ پہ لیٹ جاؤ، پھر یہ (الفاظ بطور دعا) پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاً وَلَا مَنْجَاً مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ

اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور اپنا معاملہ تجھے سونپا، تجھی کو اپنا پشت پناہ بنایا تیرے ثواب کے شوق اور تیرے عذاب کے ڈر سے تیرے سوا کہیں پناہ نہیں نہ ہی کہیں ٹھکانہ ہے۔ اے اللہ میں تیری اس کتاب پہ ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے اس نبی پہ ایمان لایا جسے تو نے بھیجا۔

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے براء: اگر تو اسی رات مر گیا تو تو فطرت (اسلام) پہ مرے گا یہ کلمات اپنے کلام کے آخر میں کہو، حضرت براء فرماتے ہیں میں نے یہ دعا یاد کرنے کی غرض سے حضور علیہ السلام پہ یہ کلمات دہرائے اور آخری الفاظ میں ونبیک کی بجائے ورسولک کہہ دیا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا ونبیک الذی ارسلت، نہیں یونہی کہو ونبیک (حدیث نمبر ۲۴۷)

اگرچہ وصف رسالت وصف نبوت کو مستلزم ہے لیکن چونکہ دعائیہ الفاظ توقیفی ہوتے ہیں لہٰذا ان میں اپنی طرف سے تصرف نہ چاہیئے۔ اگر وضو نہ ہو تو سوتے وقت وضو کر لینا مستحب ہے' داہنی کروٹ پر سونا سنت ہے اس طرح سونے سے غفلت پیدا نہیں ہوتی اور جاگنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اطباء نے لکھا ہے کہ بائیں کروٹ سونا صحت کے لئے مفید ہے اس طرح سونے سے نیند گہری آتی ہے، کھانا خوب ہضم ہوتا ہے تاہم ہمیں سنت پر ہی عمل لازم ہے۔ اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے، حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام چت لیٹا کرتے تھے لہٰذا آپ سرکار کی ادا اور حکم کو جمع کر لیا جائے کہ کچھ حصہ چت لیٹ جائے پھر داہنی کروٹ پہ لیٹ جائے۔

تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

Marfat.com

الحمدللہ، بخاری شریف کے پہلے جز (پارے) کی احادیث کے حوالہ جات مکمل ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی کتاب الوضوء بھی مکمل ہوا۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ ہر کتاب کے آخر میں ایسی حدیث لائے ہیں جس میں زندگی کے اختتام کی طرف اشارہ ہو جس طرح کہ اس (کتاب الوضوء) کے آخر میں جو حدیث لائے اس میں فَإِنْ مِتَّ من ليلتك فا نت على الفطرة کے الفاظ ہیں۔ کہ اگر تو اس رات مر گیا تو فطرت (اسلام) پہ مرے گا۔ (اس کو علمی دنیا میں براعت اختتام کا نام دیا جاسکتا ہے۔)

حضور علیہ السلام کی قوت مردانگی اور اس کا راز:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُوْرُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ اِحْدٰى عَشْرَةَ (حدیث نمبر ۲۶۸)

حضور علیہ السلام رات یا دن کے کسی حصہ میں اپنی ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے (اور ان کے حقوق ادا کرتے) جبکہ ازواج کی تعداد گیارہ تھی۔ (سعید نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انس نے انہیں نو کی خبر دی)

حضرت قتادہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس سے کہا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنی قوت تھی (کہ ایک ہی وقت میں گیارہ بیویوں کے حقوق ادا فرمالیتے) اس پر حضرت انس نے کہا: ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔

ابونعیم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام کو چالیس جنتی مردوں جتنی طاقت دی گئی، امام ترمذی نے باب صفة الجنہ میں حضرت انس سے روایت کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

ان قوة رجل من اهل الجنة كمائة رجل

جنتی ایک مرد کی طاقت دنیا کے سو مردوں کے برابر ہے۔

تو اس لحاظ سے حضور علیہ السلام کو (دنیا کے) چار ہزار مردوں کے برابر قوت دی گئی۔ حاشیہ بخاری میں توشیح کے حوالے سے ہے، وقد قيل من كان اتقى الله فشهوته اشد (ص ۴۱ حاشیہ نمبر ۴) جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہے اس کی قوت مردانگی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

ابن عربی فرماتے ہیں اس قدر زیادہ قوت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو کھانے میں قناعت عطا فرمائی تا کہ امور شریعہ کی طرح امور اعتباریہ میں بھی آپ کو دونوں فضیلتیں حاصل رہیں یہاں تک کہ دنیا و آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال کامل تھا۔

تعداد ازواج کی حکمت

نو اور گیارہ ازواج کی روایات میں تطبیق یوں ہے کہ آپ نے گیارہ سے ہی نکاح فرمایا مگر ایک وقت میں نو ازواج رہیں

Marfat.com

اور دو لونڈیاں تھیں۔ چنانچہ حضرت خدیجہ کی موجودگی میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا اور آپ کی ساری اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے حضرت خدیجہ ہی کے بطن سے ہے۔ حضرت ابراہیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے۔
دوسری لونڈی کا نام ریحانہ ہے اور تغلیباً سب پر نساء کا لفظ بول دیا گیا۔ یاد رہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام نکاح بیوہ عورتوں سے فرمائے ہیں اور آپ نے عین شباب میں بعمر پچیس برس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جو اس سے پہلے دو بار بیوہ ہو چکی تھیں۔ اس سے تعدّ دازواج کا بہانہ بنا کر حضور علیہ السلام پہ اعتراض کرنے والوں کا اعتراض باطل ہو جاتا ہے کہ آپ نے عیش وعشرت کی وجہ سے زیادہ نکاح نہیں کئے بلکہ اشاعت اسلام کے لئے کئے تھے۔ جس قبیلے کی عورت سے نکاح فرماتے وہ اسلام کے قریب ہو جاتا۔ ورنہ جب تمام قریش نے مل کر کہا کہ آپ ہمارے بتوں کو برا نہ کہا کریں، ہم عرب کی حسین ترین عورت سے آپ کا نکاح کر دیتے ہیں تو اس وقت آپ ان کی پیش کش قبول فرما لیتے لیکن آپ نے ان کی تمام پیشکشوں کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا: اگر تم میرے ایک ہاتھ پہ چاند اور دوسرے پہ سورج بھی لا کر رکھ دو تو میں اپنا مشن جاری رکھوں گا۔ الغرض چار ہزار مردوں کی طاقت رکھنے والے آقا اگر گیارہ عورتوں پہ گزارا کرتے ہیں تو اس کو عیش و عشرت نہیں کہا جائے گا بلکہ کمال تقویٰ کا نام دیا جائے گا۔ ہمارے حضور اس قدر طاقتور اور بہادر تھے کہ ایک دفعہ سارا مدینہ گھبرا گیا تو آپ نے حضرت ابوطلحہ کے گھوڑے پہ سوار ہو کر ہر طرف جا کر جائزہ لیا اور اہل مدینہ کو تسلی دی، ما راینا من شیء، کہ کوئی ایسی بات نہیں اور فرمایا: یہ گھوڑا تو دریا ہے۔ (نمبر ۲۶۲۷)

ہمارے آقا علیہ السلام نے سرکش جن کو قابو کر لیا

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بے شک ایک سرکش اور خبیث جن گزشتہ رات اچانک میرے سامنے آ گیا (یا اسی مفہوم کے کچھ کلمات ارشاد فرمائے) تا کہ میری نماز میں خلل ڈالے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پہ قابو دیا اور میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں تا کہ تم سب لوگ صبح اس کو دیکھ سکو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آ گئی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ

اے میرے رب مجھے ایسا ملک عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو

(راوی حدیث) روح کہتے ہیں: فردہ خاسئا، حضور علیہ السلام نے اسے نامراد واپس بھیج دیا۔ (حدیث نمبر ۴۶۱)

اگر چہ انسان کا جن کو دیکھنا محال نہیں لیکن ہر انسان جن کو نہیں دیکھ سکتا مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم سارے اس کو دیکھتے۔ تو معلوم ہوا! حضور علیہ السلام چاہیں تو تمام لوگوں کو دکھا دیں۔ دوسرا یہ کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی حکومت عطا فرما رکھی ہے مگر آپ نے اس کا اظہار نہ فرمایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے۔ ورنہ آپ نے خود فرمایا: میرے دو وزیر آسمانوں پہ ہیں اور دو وزیر زمین پہ آسمان والے جبریل ومیکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین والے ابوبکر صدیق اور

Marfat.com

عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں اور وزیر تو اسی علاقے میں ہوتے ہیں ناں جہاں کسی کی حکومت ہوتی ہے نہ یہ کہ حکومت پاکستان میں ہو اور وزیر بھارت میں، دوسرے ملکوں میں سفیر تو ہوتے ہیں وزیر نہیں ہوتے۔ تو معلوم ہوا! حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی حکومت عطا فرما کر شہنشاہ کونین بنایا ہے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں   دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

وہ تصور میں رہتے ہیں میرے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک مسئلہ بڑے ہی پیارے انداز میں بیان فرماتی ہیں:

كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيصِ الطِّيبِ فِيْ مَفْرَقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ (حدیث نمبر ۱۴۷)

(عرصہ گزر گیا مگر میں آج بھی) گویا کہ دیکھ رہی ہوں حضور علیہ السلام کی مانگ میں خوشبو کی چمک کو حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے (جو کہ آپ نے احرام باندھنے سے پہلے لگائی تھی اور اس کا اثر باقی رہا)

قارئین کرام! آپ کو اب تک معلوم ہو چکا ہوگا کہ بخاری شریف کی احادیث کو پیش کر کے ان سے عموماً ان مسائل کا استنباط نہیں کر رہا جو معمول بھا ہیں یا جواب تک اہل علم کا طریقہ رہا ہے کہ ان سے صرف فقہی مسائل ہی اخذ کئے جائیں بلکہ کئی احادیث کے تحت نئی نئی باتیں آپ کو ملیں گی جو کہ ایک طالب علمانہ کوشش ہے اگرچہ مجھ جیسے ہیچ مداں کے لئے حدیث کے میدان میں اس طرح کا ایک بالکل نیا انداز اپنانا مشکل ہے لیکن یہ دورہ حدیث شریف کے اساتذہ کرام کی مہربانی ہے کہ ان کی زبان سے سنے ہوئے نکات آپکی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جن میں بعض نکات بالکل نئے ہیں۔ مثلاً اس حدیث کو لے لیجئے کہ اس سے ایک ایسا مسئلہ بڑی وضاحت کے ساتھ حل ہو رہا ہے کہ جس کے بارے میں دوسرے لوگوں کی طرف سے شرک تک کے فتوے لگائے جاتے ہیں (اور بلکہ حضور علیہ السلام کے تصور سے نماز کے ضائع ہونے کا قول کیا جاتا ہے اور نعوذ باللہ اس کو گدھے اور بیل کے تصور سے برا کہا جاتا ہے) یعنی تصور شیخ کا مسئلہ اور حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین فرما رہی ہیں کہ میری پیارے آقا آج بھی میری نگاہوں کے سامنے ہیں اور میں ان کی مانگ میں لگائی ہوئی خوشبو کی چمک کو گویا دیکھ رہی ہوں اور یہ پیارا عقیدہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہی نہیں بلکہ صحاح ستہ میں اس پر کئی حوالے موجود ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

تصور شیخ کے بارے میں احادیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کا مکۃ المکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف لانا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كانى انظر الى النبى صلى الله عليه وسلم على راحلته وابوبكر ردفه وملاء بنى النجار حوله

(بخاری شریف ج ۱ ص ۶۱)

گویا میں اب بھی اپنے آقا علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ سواری پہ تشریف فرما ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

Marfat.com

آپ کے پیچھے ہیں اور بنی نجار کی جماعت آپ کے ساتھ ہے۔

✱ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم علیہ السلام کے غسل مبارک کا ایک منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فخرج نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کانی انظر الیہ الان یقطر راسہ ماء (بخاری شریف ج ۱ ص ۸۱)

حضور علیہ السلام (غسل کرنے کے بعد) تشریف لائے گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سرِ انور سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔

✱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کانما انظر الی بیاضہ فی یدہ، گویا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اس کی سفیدی دیکھ رہا ہوں (مہر مبارک کی جو انگوٹھی میں تھی اور انگوٹھی چاندی کی تھی جو کہ آپ نے ہاتھ میں پہن رکھی تھی اور اسی کی چمک کی بات حضرت انس کر رہے ہیں) (بخاری ج ۲ ص ۸۷۳)

✱ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مسواک کرنے کے انداز کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

فکانی انظر الی سواکہ تحت شفتہ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳)

گویا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک کے نیچے مسواک کو دیکھ رہا ہوں۔

✱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام سے میں نے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا یا اللہ جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے اس کو جنت میں داخل فرما، چنانچہ داخل کر دیا جائے گا پھر میں کہوں گا جس کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہے اس کو بھی جنت میں داخل فرما۔

فقال انس کانی انظر الی اصابع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

حضرت انس فرماتے ہیں گویا کہ مجھے حضور علیہ السلام کی مبارک انگلیاں نظر آ رہی ہیں۔ (بخاری شریف ص ۱۱۱۸ ج ۲)

وہ تصور میں رہتے ہیں میرے کیسے کہہ دوں کہ دیکھا نہیں ہے
ایسے پردے کے قربان جاؤں لاکھ پردوں میں پردہ نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کانی انظر الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یحکی نبیا من الانبیاء ضربہ قومہ فادموہ فھو یمسح الدم عن وجھہ وھو یقول رب اغفر لقومی فانھم لا یعلمون (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴)

گویا کہ میں حضور علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں میں سے ایک نبی علیہ السلام کا قصہ بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو اتنا مارا کہ لہولہان ہو گئے۔ اپنے چہرۂ انور سے خون صاف کر رہے تھے اور اپنے رب سے دعا کر رہے تھے اے اللہ! میری قوم کو بخش دے۔ یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں (یہ نبی علیہ السلام بھی ہمارے آقا و مولیٰ ہی تھے اور واقعہ طائف کا

Marfat.com

بیان ہورہا ہے مگر عاجزی وانکساری کی وجہ سے اپنا نام ظاہر نہ فرمایا)

بخاری شریف کے علاوہ دیگر کتب صحاح اور مشکوٰۃ کے مندرجہ ذیل مقامات پہ کافی النظر کے الفاظ والی احادیث ملاحظہ ہوں۔

ترمذی ج ۲ص ۱۴۷، ج ۲ص ۱۰۱، شمائل ترمذی ص ۷، ابوداؤد شریف ص ۶۵ ج ص ۱۱۸ ص ۱۲۶، ۲۴۱ ج ۱، ابن ماجہ ص ۳۶ ج ص ۳۰۰، مشکوٰۃ ص ۴۵۴

* عورت ناقص العقل والدین ہوتی ہے، حدیث نمبر ۳۰۴

خصائص وامتیازات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَّمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ

مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں۔

۱- نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ، ایک مہینے کی مسافت تک میرے مخالفین کے دلوں میں میرا رعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی۔

۲-وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ

اور میرے لئے ساری زمین کو نماز کی جگہ بنادیا گیا اور پاک کرنیوالی بنادیا گیا۔

میری اُمت کے جس شخص پر جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لے۔

۳-وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ

میرے لئے اموال غنیمت کو حلال کردیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھے۔

۴-وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ

اور مجھے شفاعت (کبریٰ) عطا فرمائی گئی۔

۵-كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً (حدیث نمبر ۳۳۵)

ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ حضور علیہ السلام کے خصائص وخصائل و امتیازات ابوسعید نیشاپوری نے شرف المصطفیٰ میں ساٹھ بیان کئے۔ خصائص کبریٰ میں امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے کثیر تعداد میں بیان فرمائے۔ کتب حدیث میں مندرجہ بالا پانچ کے علاوہ مزید یہ بھی ملتے ہیں۔

* اعطیت بجوامع الکلم، مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے۔
* ختم بی النبیون، مجھ پر نبیوں کی آمد کا سلسلہ ختم کیا گیا۔
* جعلت صفوفنا کصفوف الملائکة، ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی طرح بنایا گیا۔
* اوتیت هولاء الایات الاخرسورة البقرة من کنز تحت العرش، مجھے سورہ بقرہ کی آخری آیات عرش

Marfat.com

کے نیچے خزانے سے دی گئیں۔

* او تیت مفاتیح خزائن الارض، مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔
* سمیت احمد، میرا نام احمد رکھا گیا۔
* جعل لی التراب طھور، میرے لئے مٹی کو پاک کرنیوالا بنایا گیا۔ (تیمم کے لیے)
* جعلت امتی خیر الامم، میری اُمت کو بہترین اُمت بنایا گیا۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بَری — حیراں ہوں میرے شاہا میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا — خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

* حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک سفر میں ہار گم ہونا اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کی آیت کا نازل ہونا حدیث نمبر ۳۳۴ میں دیکھیے۔

* لیلۃ التعریس میں صبح کی نماز قضاء ہونے کا واقعہ اور اس واقعہ میں حضور علیہ السلام کے عظیم معجزے کا ذکر حدیث نمبر ۳۴۴ میں ہے۔

حکمت عملی یا مداھنت فی الدین:

اس طویل حدیث میں ایک مقام پہ خاص طور پر میں نے ایک حوالے کا نشان لگایا اس کا ذکر کر دوں کہ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے شدید پیاس کی وجہ سے حضور علیہ السلام سے پانی طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہما (جس کا نام عوف ہے اور راوی ان کا نام بھول گئے) کو پانی کی تلاش میں بھیجا، انہیں ایک عورت ملی جو پانی سے بھرے ہوئے دو بڑے مشکیزے یا چھاگلیں اونٹ پہ رکھ کر لے جا رہی تھی۔ ان ہر دو حضرات نے اس عورت سے پانی کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا! کل اس وقت میں پانی کے پاس تھی (یعنی پانی بہت دور ہے) اور ہمارے مرد پیچھے رہ گئے ہیں، انہوں نے فرمایا: یہ بات ہے تو چل ہمارے ساتھ، وہ بولی کہاں؟ فرمایا: ہمارے حضور، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، قالت الذی یقال لہ الصابی، عورت بولی کیا وہی شخص جس کو صابی کہا جاتا ہے اور خود امام بخاری نے حدیث کے آخر میں صابی کا معنی کیا ہے۔ ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں جانے والا جبکہ ابوالعالیہ نے فرمایا ہے: الصائبین اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو کہ زبور پڑھتے ہیں اور ''اَصْبُ'' کا معنی ہے میں مائل ہوں۔ مجاہد نے کہا نہ یہ یہودی ہیں نہ عیسائی نہ ان کا کوئی دین ہے، ان کا ذبیحہ حرام ہے اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں۔ بہر حال دونوں صحابہ میں سے کسی نے بھی اس عورت کو نہیں کہا کہ تو غلط کہتی ہے وہ صابی نہیں ہیں بلکہ فرمایا: ھو الذی تعنین، وہی جو تو سمجھ رہی ہے کیونکہ اگر اس کو ٹوکتے تو مطلوبہ نتیجہ (پورے خاندان بمعہ اس عورت کا مسلمان ہونا) سامنے نہ آتا، فیہ حسن الادب اذلو قالا لا لفات المقصود اونعم اذ فیہ تقریر ذلک (کذافی العینی) اس میں حسن ادب ہے کیونکہ اگر انکار کرتے تو مقصد فوت ہو جاتا اور ہاں کہتے تو اس کی

Marfat.com

بات کی تصدیق تھی۔ ثابت ہوا کہ موقع محل دیکھ کر بڑے فائدہ کے حصول کے لئے اس طرح کی نرمی جائز ہے اور یہ مداھنت فی الدین نہیں ہے جو کہ ناجائز ہے بلکہ حکمت عملی ہے جو کہ حکم خدا ہے ادع الی سبیل ربك بالحكمة۔

✷ حدیث معراج جس میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ حضور علیہ السلام کی ملاقات کا تذکرہ ہے اور پچاس سے پانچ نمازیں فرض ہونے کا ذکر حدیث نمبر ۳۴۹ میں ملاحظہ ہو

ابتداءً ہر نماز کی دو دو رکعتیں ہی فرض تھیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِيْ صَلٰوةِ الْحَضَرِ (حدیث نمبر ۳۵۰)

اللہ تعالیٰ نے جب نماز فرض کی تو سفر و حضر میں دو دو رکعتیں ہی فرض فرمائیں پھر سفر میں تو دو ہی رہیں اور حضر میں (بعض کے اندر) اضافہ کر دیا گیا۔

صرف ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا اور صحابہ کرام کی تنگدستی کے واقعات:

حضرت محمد بن منکدر رفرماتے ہیں: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک ہی کپڑے (تہبند) میں نماز ادا کر رہے ہیں اور اس طرح کہ اسے گدی پر باندھے ہوئے تھے حالانکہ ان کے کپڑے مشجب (کپڑے رکھنے کی جگہ) پر رکھے ہوئے تھے، کسی نے عرض کیا کہ آپ ایک ہی چادر میں نماز ادا کر رہے ہیں؟ فرمایا:

لِيَرَانِيْ اَحْمَقُ مِثْلُكَ، تیرے جیسے بے وقوف کو دکھانے کیلئے پھر خود ہی فرمایا: حضور علیہ السلام کے دور میں ہم میں سے کس کے پاس دو کپڑے ہوتے تھے؟ (حدیث نمبر ۳۵۲)

حضور علیہ السلام نے خود ایک کپڑے میں نماز ادا فرمائی ہے۔ (۳۵۳)

اور وہ اس طرح کہ اس کپڑے کے دونوں کنارے دونوں کندھوں پہ الٹ کر ڈالتے (۳۵۴) وجہ وہی تھی کہ دو کپڑے میسر نہ تھے۔ بعض صحابہ کی حالت یہ تھی کہ حضرت سھل فرماتے ہیں:

يصلون مع النبي صلى الله عليه وسلم عاقدى ازرهم على اعناقهم كهيئة الصبيان

(ایک چادر وہ بھی چھوٹی ہونے کی وجہ سے) حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھتے تو بچوں کی طرح گردن کے ساتھ باندھ لیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ستر اصحاب صفہ دیکھے کہ ان میں سے بعض وہ تھے جن کے پاس صرف ایک چادر یا تہبند یا کمبل ہوتا جو انہوں نے اپنی گردنوں کے ساتھ باندھا ہوتا تھا، (پنجابی میں اس کو بوکی باندھنا کہا جاتا ہے) بعض کا کپڑا آدھی پنڈلی تک ہوتا اور بعض کا ٹخنوں تک جسے وہ اپنے ہاتھوں سے تھامے رکھتے تا کہ شرمگاہ برہنہ نہ ہو

Marfat.com

جائے۔ (بخاری ص ۶۳ ج ۱)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی کسی وجہ سے گھر میں تلخ کلامی ہوئی اور ناراض ہو کر مسجد میں چلے گئے۔ حضور علیہ السلام کو علم ہوا تو آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ دیکھا تو حضرت علی کی حالت یہ تھی کہ ایک طرف سے ان کی چادر گری ہوئی تھی، جسم پہ مٹی لگی ہوئی تھی۔ حضور علیہ السلام حضرت علی کے جسم سے مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرمار ہے تھے: قم ابا تراب قم ابا تراب، اٹھ اے مٹی والے اٹھ اے ابوتراب۔ (بخاری ج ۱ ص ۶۳)

چنانچہ عورتوں کو حکم تھا:

لاترفعن رؤسکن حتّٰی یستوی الرجال جلوسا

تم اپنے سروں کو سجدے سے نہ اٹھایا کرو جب تک کہ مرد پوری طرح سنبھل کر نہ بیٹھ جائیں (تا کہ کسی عورت کی نظر کسی مرد کی شرمگاہ پہ نہ پڑے) (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۱)

چنانچہ احتباء سے منع فرمایا گیا اور احتباء یہ ہے کہ:

ان یحتبی الرجل فی ثوب واحد لیس علی فرجہ منہ شیئا

ایک کپڑے کو اپنے گرد اس طرح لپیٹ کر بیٹھنا کہ شرمگاہ ننگی رہے۔ اس بارے میں چند احادیث بخاری شریف ج اول کے مندرجہ ذیل صفحات پہ ہیں ۶۴، ۵۳، ۸۲۔ اسی طرح اشتمال الصماء سے بھی منع فرمایا اور وہ فقہاء کے نزدیک یہ ہے کہ ایک کپڑے میں لپٹ جائے پھر اس کا ایک کنارہ اٹھا کر کندھے پہ کر لے جس سے شرمگاہ برہنہ ہو جائے۔ اگر شرمگاہ برہنہ نہ ہو تو ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اہل لغت کی تفسیر کے مطابق اشتمال الصماء اور ہے اور فقہاء کرام نے جو تفسیر کی ہے اس کے ساتھ نماز حرام ہے۔

جب اللہ نے وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت پیدا کرو

معلوم ہوا! کپڑوں کی قلت تھی اس لئے یہ اجازت تھی ورنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جب ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

اذا وسع اللّٰہ فاوسعوا، جب اللہ نے وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت کرو (اور کم از کم دو کپڑوں میں تو نماز پڑھو)

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۳)

لہٰذا سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اس معاملہ میں بخل کرنا اور ننگے سر نماز کے لئے کھڑے ہو جانا یا پورے بازوؤں والی قمیص ہونے کے باوجود شرٹ میں نماز پڑھنا یا آستینیں چڑھا کر نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے۔

یاد رہے! کپڑے اگرچہ کفار کے بنے ہوئے ہوں ان کو نہ صرف یہ کہ بغیر دھونے کے پہنا جا سکتا ہے (جبکہ ان کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو) بلکہ ان میں نماز بھی پڑھی جا سکتی ہے (جبکہ ان پر جاندار کی تصاویر وغیرہ نہ ہوں) حضرت حسن بصری رضی

Marfat.com

اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجوس جو کپڑے بُنتے ہیں ان کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ (بخاری ص ۵۲ ج ۱)

حضرت معمر فرماتے ہیں: میں نے امام زہری کو دیکھا کہ وہ یمن کے ان کپڑوں کو پہن لیا کرتے تھے جو پیشاب سے رنگے جاتے تھے (ایضا) یا تو دھو کر استعمال کرتے یا پھر یہ حلال جانوروں کا پیشاب ہوتا جوان کے نزدیک پاک ہے۔ حضور علیہ السلام نے خود شامی جبہ استعمال فرمایا جس کی آستینیں اتنی تنگ تھیں کہ جبہ کے اندر سے بازو نکالنے پڑے (اور شام اس وقت دار الکفر تھا) (بخاری شریف حدیث نمبر ۳۶۳)

خیال رہے! کفار کی وضع کے کپڑے پہننا بحکم حدیث ممنوع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایاکم وزی الا عاجم، عجمیوں کی وضع سے بچو، نیز فرمایا:

من تشبه بقوم فهو منهم، جو کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ لہٰذا اس سے مراد یہ ہوسکتا ہے کہ وہ چیز جو کفار کی علامت (شعار) بن چکی ہو یا بحالت مجبوری اجازت ہو اور جبہ شامیہ جو حضور علیہ السلام نے استعمال فرمایا وہ اگرچہ شام میں بنتا تھا مگر اہل عرب بکثرت استعمال کرتے تھے۔ لہٰذا وہ کفار کی وضع کا نہ تھا۔

پیکر شرم وحیاء، پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (اہل مکہ کے ساتھ) خانہ کعبہ کے لئے پتھر ڈھو رہے تھے اور حضور پاک صرف تہبند پہنے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس نے کہا! اے بھتیجے اگر تو تہبند کھول (اتار) کر پتھر کے نیچے کندھے پہ رکھ لے (تو سہولت ہو جائے) چنانچہ جونہی آپ نے تہبند اتارا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش ہوکر گر پڑے، فما رای بعد ذلك عريانا (حدیث نمبر ۳۶۴) اس کے بعد آپ کو کبھی برہنہ نہ دیکھا گیا اور یہ واقعہ بھی اس لئے ہوا کہ ابھی وحی نہیں آئی تھی اور حلال وحرام کے احکام نازل نہ ہوئے تھے۔ لہٰذا یہ معصیت نہ ہوا پھر اس زمانے میں لوگ اس میں کوئی حرج نہ جانتے تھے۔ تبھی آپ کے چچا نے آپ کو مشورہ دیا لیکن آپ کی حالت نے بتادیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اچھے اخلاق اور پاکیزہ طبیعت پہ پیدا فرمایا ہے اور آپ اعلان نبوت سے پہلے بھی رذائل اور معایب سے مبرّا تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام کنواری شرمیلی پردہ نشین لڑکی سے بھی زیادہ حیاء والے تھے یہی وجہ تھی کہ ستر کھلتے ہی بے ہوش ہوگئے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "صحیح بات یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر عیب سابق ولاحق سے منزہ ہیں اور ہر اس چیز سے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا شبہ بھی ہو معصوم ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ اس کا تصور بھی محال کے مثل ہے اس لئے کہ گناہ کا تصور تو شریعت کا حکم آجانے کے بعد ہی ہوگا خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ (شرح شفا ملا علی قاری ج ۲ ص ۲۶۴)

نیچی نظروں کی شرم و حیاء پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

ولیمۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

خیبر فتح ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عرض کرنے پر وہاں کے سردار کی بیٹی حضرت صفیہ بنت حیی کو آزاد فرما کر ان سے نکاح کیا اور راستے ہی میں حقوق زوجیت ادا فرمائے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: جس کے پاس جو کچھ ہے (ولیمے کے لئے) لے آؤ چنانچہ دستر خوان بچھا دیا گیا لوگ آنا شروع ہو گئے کوئی کھجور لا رہا ہے تو کوئی گھی لے کر آ رہا ہے کسی کے پاس ستو تھے تو وہ لے کر آ گیا ان سب کو ملا کر ملیدہ بنایا گیا: فکانت ولیمة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پس یہ حضور علیہ السلام کا ولیمہ تھا۔ (حدیث نمبر ۲۷۱)

حضور علیہ السلام نے ہر کام میں سادگی کو پسند فرمایا ہے۔ کھانے پینے میں بھی اور پہننے میں بھی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: (ریشم حرام ہونے سے پہلے) حضور علیہ السلام کو ریشمی قبا ہدیہ میں دی گئی، آپ نے پہنی نماز پڑھی اور نماز کے بعد کراہت کرتے ہوئے سختی سے اتار دی اور فرمایا:

لا ینبغی هذا للمتقین، یہ پرہیزگاروں کے لئے نہیں ہے۔ (بخاری ص ۵۴ ج ۱)

کاش اہل اسلام اپنے ہر معاملہ میں اس سادگی کو اپنائیں اور تکلفات کو پس پشت ڈالیں جتنے اخراجات شادی بیاہ اور ولیموں پہ ہوتے ہیں وہ اپنے غریب مسلمان بھائیوں کی غربت کے خاتمے کیلئے کریں تو جنت کی ہوائیں چلنے لگیں اور حضور علیہ السلام کی نظر رحمت ہم پہ ہونے لگے۔

کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام جب (مکہ شریف سے ہجرت کر کے) مدینہ پاک تشریف لائے تو اپنے ننہال انصار میں اترے اور آپ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ (کعبہ شریف) ہوتا اور حضور علیہ السلام نے کعبہ کی طرف منہ کر کے جو سب سے پہلی نماز ادا فرمائی وہ عصر کی تھی اور لوگوں نے بھی نماز پڑھی، ایک صاحب ایک مسجد کے پاس سے گزرے جبکہ لوگ رکوع میں تھے۔ اس صاحب نے اللہ کی قسم اٹھا کر (باآواز بلند) کہا کہ حضور علیہ السلام نے مکہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی ہے یہ سنتے ہی وہ لوگ بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ اسی موقع پہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے پارے کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں جن میں حضور علیہ السلام کو علیحدہ اور تمام اہل ایمان کو علیحدہ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ (حدیث نمبر ۳۳۹)

جس طرف رُخ وہ موڑ لیتے ہیں

نیز فرمایا: فلنولینك قبلة ترضها، ہم ضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جو آپ کو پسند ہے۔ معلوم ہوا! اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی پسند کا بہت لحاظ فرماتا ہے کہ آپ کی پسند کی خاطر ساری کائنات کے قبلے کو تبدیل فرما دیا

ے ویکھو محبوباں دی مرضی تے قبلے بدلائے جاندے نیں

Marfat.com

اہل عرب ایک بات کہا کرتے تھے کہ فلاں کو فلاں سے اتنی محبت ہے اگر اس کا محبوب اپنے محب کو کہے تو وہ اپنا قبلہ تبدیل کردے۔ مگر اس مثال کو عملی جامہ کسی نے کبھی نہ پہنایا۔ آخر خدا نے یہ کام کر دکھایا اور دنیا کو بتا دیا کہ مجھے اپنے محبوب سے اتنی محبت ہے کہ اگر میرا محبوب مجھے کہے بھی نہ بس دل میں خواہش پیدا کرے تو میرے سارے جہان کے قبلے کو تبدیل کردوں۔

کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض — جس طرف رخ وہ موڑ دیتے ہیں
جس طرف وہ نظر نہیں آتے — ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ بھی دیکھیں فاستقبلوها و كانت وجوههم الى الشام فاستدار واالى الكعبة (بخاری ص ۵۸ ج ۱) شام (بیت المقدس) کی طرف منہ کر کے نماز ادا کر رہے ہیں جونہی سنا کہ حضور علیہ السلام نے کعبہ کی طرف منہ کرلیا ہے تو نماز کے اندر ہی کعبہ کی طرف منہ پھیر لیا۔

مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے — یہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

آقا علیہ السلام بھی ان نفوس قدسیہ کی دلجوئی فرماتے اس کی صرف ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ (جو کہ نابینا تھے اور گھر میں نماز ادا کرتے تھے حضور علیہ السلام کو دعوت دیتے ہیں کہ میرے گھر میں کسی مقام پہ نماز ادا کریں تا کہ اس جگہ کو مسجد البیت بنالوں حضور علیہ السلام ان کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: این تحب ان اصلی لك من بيتك، کس جگہ تیرے لئے نماز ادا کروں؟ کہتے ہیں میں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا تو حضور علیہ السلام نے تکبیر کہی، ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں اور آپ نے دو رکعت نماز (نفل بغیر تداعی کے باجماعت) پڑھائی۔ (بخاری ج ۱ ص ۶۰)

اہل مدینہ نے اسلحہ پہن کر حضور علیہ السلام کا استقبال کیا:

جب حضور علیہ السلام مکہ شریف سے ہجرت کر کے حضرت ابوبکر صدیق کی معیت میں مدینہ پاک تشریف لائے تو مدینہ کے عوالی (بالائی حصہ) میں بنو عمرو بن عوف قبیلہ کے ہاں آپ نے چوبیس دن قیام فرمایا پھر آپ نے بنو نجار قبیلہ کو (جو کہ حضرت عبدالمطلب کا ننہالی قبیلہ تھا اور بچپن میں جب حضور علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ مدینہ تشریف لائے تو اسی قبیلہ کے ہاں اس رشتہ کی وجہ سے قیام فرمایا اور اس قبیلہ کو بلانے کا سبب بھی یہی تھا چنانچہ جب آپ نے اس قبیلہ کو) بلایا تو وہ کس شان سے آئے حدیث کے الفاظ ہیں:

فَجَاءُوْا مُقَلِّدِيْنَ السُّيُوْفَ (حدیث نمبر ۴۲۸)

وہ لوگ تلواریں لگائے ہوئے (حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں) حاضر ہوئے۔ اس حدیث میں ہے کہ آپ نے بنی نجار کو فرمایا: یہ باغ پیسے لے کر مجھے بیچ دو تو انہوں نے عرض کیا! لا والله لا نطلب ثمنه الا الى الله، ہم تو اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے لیں گے۔ چنانچہ وہاں مشرکین کی قبریں تھیں جن کو آپ نے اکھیڑنے کا حکم دیا (اور آج یار لوگ اس واقعہ کو لے کر اولیاء کرام کی قبروں کے درپے ہیں کہاں مشرکین کی قبریں اور کہاں اولیاء اللہ کے مزارات چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔)

Marfat.com

پھر وہاں حضور علیہ السلام نے اس طرح مسجد تعمیر فرمائی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خود بھی موجود رہے۔ وہ پتھر اٹھا کر لاتے اور حضور علیہ السلام ان کی یوں حوصلہ افزائی فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَهْ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

اے اللہ آخرت کی بھلائی (جیسی) کوئی بھلائی نہیں (میرے) انصار و مہاجرین کو اپنی بخشش نصیب فرما۔ (حدیث نمبر ۴۲۸)

اس حدیث میں خاص طور پہ جو بات یاد رکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ

فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقبور المشركين فنبشت

پس حضور علیہ السلام کے حکم سے مشرکین کی قبروں کو اکھیڑ دیا گیا جبکہ اہل اسلام کی قبروں کی عزت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ لہٰذا جہاں بھی قبروں کو اکھیڑنے کا ذکر آئے گا وہاں مشرکین ہی کی قبریں مراد ہوں گی نہ کہ اہل اسلام کی اور یہ بہت بڑی بددیانتی و بدبختی ہے کہ اس حوالے کو لے کر صحابہ کرام، اہل بیت عظام، ازواجِ مطہرات اور اولیاء کرام کی قبروں کی توہین کی جائے جیسا کہ جنت البقیع میں کیا گیا۔

دوسری بات یہ کہ بنی نجار نے اپنے رواج کے مطابق مسلح ہو کر حضور علیہ السلام کی آمد پر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ لہٰذا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پہ اگر چودہ اگست اور تیئس مارچ کی طرح جھنڈیاں لگا کر اور چراغاں کر کے اپنے آقا علیہ السلام کی آمد کی خوشی منائی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ کیا وجہ ہے کہ جس قائداعظم نے پاکستانی قوم کو ہندو کی غلامی سے نجات دلائی اس دن کوئی فتویٰ نہیں لگتا تو جس دن پوری اُمت کو جہنم کی آگ سے نجات دلانے والے تشریف لائے آخر سارے فتویٰ اسی دن ہی کیوں یاد آتے ہیں؟

نمازی کے لئے فرشتوں کی دعا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عظمت نشان ہے جب تک نمازی نماز پڑھ کر اپنی جگہ (مسجد میں جہاں نماز ادا کی ہے) میں بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت و رحمت کرتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ تب تک جاری رہتا ہے جب تک وہ بندہ بے وضو نہیں ہو جاتا۔ فرشتوں کی دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ (حدیث نمبر ۴۴۵) اے اللہ اس کو بخش دے، اے اللہ اس پر رحم فرما۔

یہ حدیث بخاری شریف ج ا کے ص ۶۹ پہ قدرے تفصیل کے ساتھ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: گھر یا بازار میں اکیلے نماز پڑھنے کی بہ نسبت جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب پچیس گنا زیادہ ہے پس جب تم میں سے کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں صرف نماز کے ارادے سے آئے تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک گناہ معاف ہوگا۔ یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہو جائے پس جب مسجد میں داخل ہو گیا تو نماز میں رہے گا جب تک (نماز کے انتظار میں) وہاں بیٹھا رہے جہاں نماز پڑھی ہے اتنی دیر فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں

Marfat.com

جب تک وضو توڑ کر کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ (یاد رہے! حدیث میں آتا ہے دن اور رات کے فرشتے صبح وعصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں اور جب رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود ان سے پوچھتا ہے! تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے تو وہ عرض کرتے ہیں: ترکناهم وهم يصلون واتيناهم وهم يصلون، ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس سے واپس آئے تو بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری ج ا ص ۷۹)

✵ نماز فجر کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر، فجر کی نماز اجالے میں پڑھو اس میں اجر زیادہ ہے۔ حضور علیہ السلام جب فجر کی نماز کا سلام پھیرتے تو: تعرف الرجل جليسه ويقرا بالستين الى المائة، تو ہر شخص اپنے ساتھی کو اجالے کی وجہ سے پہچان سکتا تھا۔ اور ساٹھ سے سو تک آیات پڑھی جاتی تھیں۔ (بخاری ج ا ص ۷۸)

✵ رمضان شریف میں سحری اور نماز فجر کے درمیان پچاس یا ساٹھ آیات پڑھنے کے برابر فاصلہ ہوتا (ج ا ص ۸۱ بخاری) اس سے غلس یعنی اندھیرے میں نماز پڑھنے کا جواز تو مل سکتا ہے لیکن فضیلت ثابت نہیں ہو سکتی۔

✵ نماز باجماعت کیلئے امام کے انتظار کا ثبوت ص ۸۱ اور ص ۸۴ پر دیکھئے۔

✵ فرائض کے علاوہ باقی نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ (ج ا ص ۱۰۱ بخاری)

✵ حضرت عمر نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی ایک سو بیس آیات پڑھتے تھے۔ (ص ۱۰۸ ج ا بخاری)

بات ہو رہی تھی فرشتوں کی دعا کی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص فرشتوں کی دعائیں لینا چاہے اور بغیر محنت کے گناہ معاف کروانا چاہے وہ نماز پڑھ کر باوضو مصلے پہ بیٹھا رہے۔ ایک تو اس کو نماز کا ثواب ملتا رہے گا کیونکہ نماز کے انتظار میں بیٹھنا بھی نماز کے قائم مقام ہے۔ دوسرا وہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت کا حقدار ہو جائے گا کیونکہ فرشتوں کی دعا کے قبول ہونیکی زیادہ امید ہے اور فرشتے اسی کے لئے دعا کرتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور یہ کہ بے وضو شخص فرشتوں کی دعاؤں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لئے حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ مسجد میں قصداً بے وضو بیٹھنے کو مکروہ فرماتے ہیں۔

حضرت عمار کے بارے میں فرمایا: تقتله الفئة الباغيه (حدیث نمبر ۴۴۷)

اس کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

مسجد کی صفائی کی فضیلت:

مسجد بنانا بڑے ثواب کا کام ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا (قال بكير حسبت انه قال يبتغي به وجه الله) بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ (حدیث نمبر ۴۵۰)

جو شخص اللہ کی رضا کیلئے مسجد بنوائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کی مثل جنت میں (اس کا گھر) بنائے گا۔

Marfat.com

تاہم مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت بھی کچھ کم نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا عورت مسجد (نبوی شریف) کی صفائی کیا کرتی تھی جو فوت ہوگئی۔ حضور علیہ السلام نے اس کے بارے میں پوچھا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا (کہ وہ فوت ہوگئی ہے اور ہم نے رات کو ہی اس کا جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کردیا ہے' آپ کو اطلاع اس لیے نہ دی کہ رات کے وقت آپ کو تکلیف ہوگی) تو سرکار نے فرمایا: تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ کی چلو مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پہ تشریف لائے اور اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ (حدیث نمبر ۴۵۸)

اور فرمایا: ان ھذہ القبور مملوءۃ علی اھلھا وان اللہ ینور ھا لھم بصلوتی علیھم

(مسلم شریف ج ا باب الصلوٰۃ علی القبر ص ۳۱۰)

ان قبروں میں اندھیرا تھا میری نماز کی برکت سے اندھیرا روشنی میں تبدیل ہوگیا۔

بخاری شریف کی حدیث نمبر ۴۶۰ میں ہے کہ وہ عورت ہی تھی۔

بہر حال معلوم ہوا! مسجد کی خدمت وصفائی اللہ کی بارگاہ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے تبھی تو حضرت عمران کی بیوی حسنہ نے نذر مانی تھی: مافی بطنی محررا، جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: محررا للمسجد یخدمہ، یعنی مسجد (اقصیٰ) کی خدمت کیلئے آزاد ہے۔ (بخاری شریف ج ا ص ۶۵)

اور یہ بھی معلوم ہوا! حضور علیہ السلام کے دورِ اقدس میں آپ جب تک نماز جنازہ ادا نہ فرماتے تھے قبریں روشن ومنور نہیں ہوتی تھیں۔ نیز مسجد کی صفائی کرنے والی وسیلہ بنی حضور علیہ السلام کی دعا یا نماز جنازہ کا اور اس وسیلے سے تمام اہل قبور کا کام بن گیا کہ سب کی قبریں روشن ہوگئیں۔

مسجد میں (اچھے) اشعار پڑھنا:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو انہوں نے فرمایا: یہاں اشعار پڑھ رہے ہو حالانکہ تم سے بہتر ذات (حضور علیہ السلام) یہاں تشریف فرما ہیں۔ حضرت حسان نے حضرت ابو ہریرہ کی طرف دیکھا (کہ مجھے حضرت عمر سے بچانے کا انتظام کرو اور کہا) اے ابو ہریرہ! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں مجھے بتاؤ کہ تم نے حضور علیہ السلام سے سنا نہیں کہ (آپ مجھے) فرمایا کرتے:

يَا حَسَّانُ اَجِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (حدیث نمبر ۴۵۳)

اے حسان! اللہ کے رسول کی طرف سے (کافروں کو) جواب دے۔ اے اللہ تعالیٰ! روح القدس (جبریل امین) کے ذریعے اس (حسان) کی مدد فرما۔

حضرت ابو ہریرہ نے کہا! ہاں ایسا ہی ہے میں نے (حضور علیہ السلام سے خود) سنا۔ یہاں حدیث مختصر ہے پوری حدیث کا نمبر ۳۲۰۲ ہے۔

Marfat.com

تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کر رہے ہو؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف کے تقدس کا بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں: میں مسجد میں کھڑا تھا تو مجھے کسی نے کنکری ماری میں نے دیکھا تو حضرت عمر تھے جو مجھے فرما رہے تھے کہ ان دو شخصوں کو بلا کر لاؤ میں ان کو بلا کر لایا تو حضرت عمر نے ان سے پوچھا تم کس قبیلے سے ہو یا کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا! ہم طائف سے آئے ہیں فرمایا: اگر تم اس شہر کے ہوتے (باہر سے نہ آئے ہوتے) تو میں تمہیں صرف سزا دیتا: (انہوں نے پوچھا: ہمارا جرم کیا ہے؟ فرمایا: یہ کم جرم ہے کہ) ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم دونوں حضور علیہ السلام کی مسجد میں آواز بلند کر رہے ہو۔ (بخاری شریف ص ۶۷ ج ۱)

کیونکہ جب ظاہری حیات میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے اونچی آواز کرنے سے منع فرمایا گیا ہے: یا ایھا الذین امنو الاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی، (الحجرات)۔ تو بعد الوصال بھی یہی حکم ہے۔ اس عاجز کو پہلی مرتبہ ۱۹۸۹ء میں حاضری کا موقع نصیب ہوا تو ریاض الجنہ شریف میں تلاوت کرتے ہوئے آواز بلند ہوگئی تو ایک عربی نے یہی آیت پڑھ کر میری رہنمائی فرمائی۔ جس پر میں شرمندہ بھی ہوا اور آگاہ بھی ہوا کہ جب تلاوت کی آواز بلند کرنا بھی مناسب نہیں ہے تو باتیں کرنا کیوں نہ ادب کے خلاف ہوگا۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر — نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

عجیب بات ہے کہ حضرت عمر نے یہ نہیں فرمایا: اللہ کے گھر میں یا اللہ کی مسجد میں آوازیں بلند کرتے ہو نہ ہی ان لوگوں نے عرض کیا: ان المساجد للہ، مسجدیں تو ساری اللہ کی ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کہاں سے آگئی۔ معلوم ہوا! اس وقت تک ابھی اس نظریہ کے لوگ پیدا نہیں ہوئے تھے جن کو اس طرح کی باتوں میں شرک نظر آتا ہے۔

بُرے اشعار کی مذمت

بُرے اشعار کے بارے میں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے:

لان یمتلئ جوف احدکم قیحا خیر من ان یمتلئ شعرا

(بُرے) اشعار پڑھنے سے پیٹ کو پیپ سے بھر دینا بہتر ہے۔

اور اچھے شعروں کے بارے میں فرمایا: ان من الشعر لحکمۃ، بعض اشعار میں دانائی ہوتی ہے۔ قرآن مجید سورۂ شعراء کے آخر میں بُرے شعراء کی مذمت کی گئی اور ایماندار، نیک اعمال والے اور کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے شعراء کی حوصلہ افزائی فرمائی گئی پھر حمد خدا اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اچھے اشعار کون سے ہو سکتے ہیں؟

حمد ہے اس ذات کو جس نے مسلماں کر دیا — عشق محبوب خدا سینے میں پنہاں کر دیا

* بنی حنیفہ قبیلے کے سردار ثمامہ بن اثال کو مسجد میں باندھا اور پھر اسلام قبول کرنے کا واقعہ حدیث نمبر ۴۶۹ میں ہے اور

Marfat.com

اس ایمان افروز واقعہ کوتمام تفصیلات کے ساتھ ہماری کتاب الباقیات الصالحات میں پڑھا جاسکتا ہے۔

چھڑیاں روشن ہوگئیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دو شخص حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے عبادہ بن بشرا اور اسید بن الحضیر رضی اللہ عنہما (نماز کی انتظار کی وجہ سے رات دیر تک حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر رہنے کے بعد جب) بارگاہ نبوت سے گھر کی طرف واپس لوٹے تو ان کے ہاتھوں میں دو چھڑیاں مثل چراغ ان کے آگے آگے روشنی کر رہی تھیں اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو گھر پہنچنے تک ہر ایک کے ساتھ ایک ایک (نور کی) روشنی تھی۔ (حدیث نمبر ۴۶۵)

یہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ کا فیضان تھا کہ چھڑیوں نے روشنی دینی شروع کر دی اس لحاظ سے یہ حضور علیہ السلام کا معجزہ تھا اور دوسری جہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامت تھی۔ امام اہل سنّت نے کیا خواب کہا:

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

رازدارِ نبوت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَاعِنْدَ اللّٰهِ

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا و آخرت میں اختیار دے دیا ہے تو اس بندے نے آخرت کو اختیار کرلیا ہے۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق نے رونا شروع کر دیا (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے دل میں سوچا (کہ اس میں رونے کی کون سی بات ہے) اس بوڑھے کو کس چیز نے رلایا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کو دنیا و آخرت میں اختیار دیا ہے اور اس بندے نے آخرت کو پسند کرلیا ہے (لیکن بعد میں پتہ چلا کہ) وہ بندہ تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وکان ابوبکرا علمنا، واقعی ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے پر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا اَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ

اے ابوبکر! مت رو رفاقت اور مال کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر کا ہے۔

وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِّنْ اُمَّتِيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ

اگر اپنی اُمت میں سے میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کا رشتہ اور محبت کافی ہے۔

لَا يُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةُ اَبِيْ بَكْرٍ

Marfat.com

مسجد میں جتنے دروازے کھلتے ہیں سب بند کر دیئے جائیں مگر ابوبکر کا دروازہ (باقی رہنے دیا جائے) (حدیث نمبر۴۶۶)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پہ بخاری شریف میں کئی احادیث ہیں ان میں سے چند مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔

(ص ۶۷، ص ۶۸، ص ۶۹، ص ۸۴، ص ۸۵، ۹۱، ص ۳۰۷، ۳۸۰، ص ۵۵۲، ج ۱)

کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: میں نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ ان جگہوں کو تلاش کر کر کے وہاں نماز ادا فرماتے تھے کہ جہاں (دوران سفر) حضور علیہ السلام نے نماز ادا کی ہوتی اور فرماتے کہ ان کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (حدیث نمبر ۴۸۳، نمبر ۱۵۳۲)

اگلی حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو وہ تمام مقامات یاد تھے جہاں حضور علیہ السلام نے نماز ادا کی تھی اور آپ ان مقامات کی علامات بھی بتاتے: وقد کان عبداللہ یعلم المکان الذی کان صلی فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور حتی الوسع ان مقامات کے علاوہ مقامات پہ نماز ادا نہیں کرتے تھے، فلا یصلی الظهر حتی یاتی ذلك المکان فیصلی فیہ الظهر (طویل حدیث)

مجھے کیا غرض تھی رکوع سے مجھے ہوش کب تھی سجود سے
کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

اور جب حضرت عبداللہ کعبہ معظمہ میں داخل ہوتے تو حضرت بلال (ان کا مزاج سمجھ کر) انہیں بتاتے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فیہ، حضور علیہ السلام نے یہاں نماز ادا فرمائی ہے اور وہ فرماتے حرج تو کوئی نہیں چاہے کعبہ کے کسی کونے میں نماز پڑھ لی جائے۔ (مگر میرا ایک اپنا ذوق ہے) (حدیث نمبر ۵۰۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زبردست عامل بالسنۃ تھے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایمان افروز عقیدہ بعض لوگوں کو جب پسند نہیں آتا تو کہہ دیتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تو سہولت پسند تھے حالانکہ آپ سہولت پسند نہ تھے بلکہ زبردست عامل بالسنہ اور عالم بالحدیث تھے اس بارے میں ایک حدیث ملاحظہ ہو۔

حضرت سالم اپنے باپ عبداللہ سے ہی روایت فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کے دور میں جس کو کوئی خواب آتا وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بیان کرتا اور آپ اس کی تعبیر ارشاد فرما دیتے۔ حضرت عبداللہ کو خواب آیا تو انہوں نے شرم وحیاء کی وجہ سے حضور علیہ السلام کے سامنے تو بیان نہ کیا لیکن اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا۔ انہوں نے آگے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم الرجل عبداللہ لو کان یصلی من الیل

Marfat.com

عبداللہ بہت اچھا بندہ ہے اگر رات کو نماز (تہجد) پڑھا کرے۔

فکان بعد لاینام من الیل الا قلیلا (حدیث نمبر ۱۱۲۱) اس کے بعد حضرت عبداللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔

وکان ابن عمر یحج کثیرا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بہت زیادہ حج کیا کرتے تھے۔ (باب من لم یدخل الکعبۃ ترجمۃ الباب نمبر ۵۳ من ابواب الحج) ایک روایت جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حجاج بن یوسف کے ساتھ مکالمہ پہ مشتمل ہے دیکھئے بخاری شریف حدیث نمبر ۱۶۶۰، نمبر ۱۶۶۲، ۱۶۳۹۔

آپ نے ایک سودا کیا جس میں آپ کا نقصان تھا بائع حاضر ہوا کہ سودا واپس کر لو فرمایا: دعھا رضینا بقضاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقصان ہے تو ہوتا رہے ہم حضور علیہ السلام کے فیصلے پہ راضی ہیں۔ (تفصیل دیکھئے حدیث نمبر ۲۰۹۹ میں)

حضور آ گئے ہیں حضور آ گئے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مقام (روحاء) پہ جو نماز پڑھنے سے منع فرمایا تھا تو صرف اس لئے کہ التزام نہ کیا جائے تاکہ بعد والے لوگ یہاں نماز پڑھنے کو واجب نہ سمجھنے لگیں مگر حضرت عبداللہ اس احتمال سے محفوظ تھے۔ یاد رہے! روحاء وہ مقام ہے جس کو حدیث میں جنت کی وادی فرمایا گیا ہے اور اس جگہ حضور علیہ السلام سے پہلے ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز ادا فرمائی اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حج یا عمرہ کرنے تشریف لے گئے تو ستر ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ وہاں سے گزرے اس لئے اس جگہ سے صحابہ تبرک حاصل کرتے ہوئے وہاں نماز ادا فرماتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لقد ادرکت کبار اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبتدرون عند المغرب وزادشعبۃ عن عمرو عن انس حتّٰی یخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری حدیث نمبر ۵۰۳) میں نے بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس حال میں پایا کہ مغرب کی اذان کے وقت بڑی عجلت سے ستونوں کی طرف جاتے یہاں تک کہ حضور علیہ السلام حجرہ انور سے باہر تشریف لاتے۔

تاکہ حضور علیہ السلام حجرہ انور سے باہر تشرف لائیں اور ہمیں حضور علیہ السلام کا دیدار حاصل ہو اور ہم تڑپ کر نمازیوں کو بتائیں کہ حضور آ گئے ہیں حضور آ گئے ہیں

فجاء محمد سراجًا منیرًا فصلوا علیہ کثیرًا

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یزید بن ابی عبید نے پوچھا: آپ مصحف کے پاس والے ستون کے قریب قصداً نماز ادا فرماتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: فانی رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحری الصلوٰۃ

Marfat.com

عندھا، بے شک میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے ساتھ قصداً نماز ادا فرماتے تھے۔

(حدیث نمبر ۵۰۲ بخاری)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ:

حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ (حدیث نمبر ۵۱۰)

اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو علم ہو کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو چالیس کھڑا رہنا نمازی کے آگے سے گزرنے سے اس کے لئے بہتر ہوتا۔

راوی کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے چالیس دن کہا چالیس مہینے کہا یا چالیس سال۔ بزار کی روایت میں چالیس سال ہے اور ابن ماجہ شریف میں سو سال کا ذکر ہے۔

طبرانی میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو جان بوجھ کر نمازی کے آگے سے گزرے گا وہ قیامت کے دن تمنا کرے گا کہ کاش وہ درخت ہوتا۔

کعب الاحبار فرماتے ہیں زمین میں دھنسا دیا جانا نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہے۔ علامہ عینی نے اس کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا ہے۔ (تفہیم البخاری ص ۸۵۷ ج ۱)

مسئلہ کی رو سے حالت قیام میں جب نمازی کی نظر سجدہ گاہ پہ ہو تو جہاں تک آگے نظر جائے وہ تقریباً تین صفیں بنتی ہیں تو اس کے بعد گزرا جا سکتا ہے۔ اس گناہ سے اُمت کو بچانے کے لئے حضور علیہ السلام نے نمازی کو سترہ گاڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

امام کے آگے سترہ ہو تو مقتدیوں کے لئے وہی کافی ہے۔ (بخاری ص ۷۱ ج ۱)

کسی بندے کو آگے بٹھا کر یا کھڑا کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے وہ اس کا سترہ بن جائے گا جبکہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو نہ کہ نمازی کی طرف (ص ۷۳)

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک سترے کی اونچائی کم از کم کجاوے کی لکڑی کے برابر یعنی ایک ہاتھ ہونی چاہئے۔

✵ حضور علیہ السلام کا نماز میں اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو اٹھانا (نمبر ۵۱۶) (دوسرے پارے کی منتخب احادیث مبارکہ کے حوالہ جات مکمل ہوئے اور یہ پارہ حدیث نمبر ۵۳۰ پہ مکمل ہو رہا ہے)

اذان ونماز کے بارے میں احادیث واقوال:

۱- گرمیوں میں ظہر کی نماز دیر سے ادا کی جائے: فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش وخروش (لپٹ) میں سے ہے۔ (نمبر ۵۳۶)

Marfat.com

موذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: ٹھنڈی کر ٹھنڈی کر یا فرمایا: انتظار کر انتظار کر...... یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا گیا۔ (نمبر ۵۳۹)

۲- شیطان اذان کی آواز سن کر گوز زنی کرتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ (ص ۸۵)

۳- سُر میں اور راگ لگا کر اذان پڑھنا (جس سے الفاظ بدل جائیں منع ہے) ص ۸۵

۴- بے وضو اذان پڑھنے کی اجازت اور کانوں میں انگلیاں نہ ڈالنے کی رخصت (۸۸)

۵- کھانا سامنے ہو (اور بھوک لگی ہو) تو اگرچہ اقامت ہو جائے اور قرأت امام کی آواز سنائی دیتی رہے پھر بھی پہلے ''طعام بعد کلام'' (ص ۹۲)

۶- فاسق (عملی نہ کہ اعتقادی) کے پیچھے نماز پڑھنے کا جواز۔ (ص ۹۶)

۷- سری نماز میں حضور علیہ السلام کبھی کبھی کوئی آیت جہراً پڑھتے (تعلیم اُمت کیلئے) (ص ۱۰۵)

۸- نماز میں آمین آہستہ کہنا: من وافق قوله قول الملائكة غفرله ما تقدم من ذنبه، جس کا قول (آمین کہنا) فرشتوں کے قول (آمین کہنے) کے مواقف ہو گیا اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے (کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں) (ص ۱۰۸)

۹- سات اعضاء پہ سجدہ کرنا (ص ۱۱۲)

۱۰- عذر کی وجہ سے جس طرح ممکن ہو التحیات میں بیٹھا جا سکتا ہے، (ص ۱۱۴)

۱۱- فرض پڑھا کر امام کو ہر طرف منہ کر کے بیٹھنے کی اجازت (دائیں طرف بائیں طرف اور نمازیوں کی طرف منہ کر کے) (ص ۱۱۸)

۱۲- اذا اقيمت الصلوٰة فلا تقوموا حتّٰى ترونى، جب نماز کھڑی ہو تو تم نہ کھڑے ہوا کرو جب تک مجھے دیکھ نہ لو، حدیث نمبر ۶۳۷ کتب فقہ میں ہے ويقوم الامام والقوم عند حي على الصلوٰة ويشرع عند قدقامت الصلوٰة امام اور قوم حي على الصلوٰة کے وقت کھڑے ہوں اور قد قامت الصلوٰة کے وقت نماز کی نیت شروع کر دیں، دیکھئے شرح وقایہ، فتاویٰ شامی، اس مسئلہ کے بارے میں تفصیل ہماری کتاب ''فضائل و مسائل نماز'' میں دیکھئے

۱۳- مقتدی سجدے میں کب جائے، حضرت براء فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام سمع الله لمن حمده کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی پشت کو نہ جھکاتا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں نہ چلے جاتے، ثم نقع سجودا بعده، پھر ہم سجدے میں جاتے۔ حدیث نمبر ۶۹۰

چہرۂ مصطفیٰ مثل قرآن تھے (صلی اللہ علیہ وسلم):

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے تابعدار، خادم اور صحابی نے حدیث بیان کی ہے کہ جس بیماری میں حضور علیہ السلام کا وصال ہوا اس دوران (حضور علیہ السلام کے حکم سے مروا ابابكر فليصل بالناس) ابوبکر

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے یہاں تک کہ جب پیر کا دن آیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفیں باندھے نماز میں تھے تو حضور علیہ السلام نے حجرۂ مبارکہ کا پردہ ہٹایا اور کھڑے ہو کر ہماری طرف دیکھنے لگے۔ کَاَنَّ وَجْهَهٗ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ

گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور قرآن کا ورق تھا۔

چہرۂ مصطفیٰ مثلِ قرآن ہے　　　عاشقوں کی تلاوت پہ لاکھوں سلام

پھر حضور علیہ السلام مسکرائے تو ہم حضور علیہ السلام کو دیکھنے کی خوشی میں قریب تھا کہ نماز چھوڑ بیٹھتے اور (امام کا یہ حال تھا کہ) ابوبکر اپنی ایڑیوں پر پیچھے پلٹے تا کہ صف میں آ جائیں اور انہوں نے سمجھا کہ حضور علیہ السلام نماز کے لئے باہر تشریف لا رہے ہیں اس پر حضور علیہ السلام نے اشارے سے فرمایا: اتموا صلاتکم، اپنی نماز پوری کرو اور پردہ گرا دیا اور اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ (حدیث نمبر ۶۸۰)

سوال یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا حجرہ مبارکہ تو مسجد کی دائیں طرف تھا اور حالت قیام میں مقتدی کی نظر سامنے سجدہ گاہ پہ ہوتی ہے پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ السلام کو کس طرح دیکھ لیا تو معلوم ہوا! صحابہ عبادت خدا بھی کر رہے تھے اور چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کر رہے تھے تو جب زیارت سے نماز نہیں ٹوٹتی تو آپ کا خیال آنے سے کس طرح ٹوٹ سکتی ہے؟

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ہم نماز ظہر و عصر میں حضور علیہ السلام کی قرأت کو اس طرح پہچانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک حرکت کرتی تھی۔ (ص ۱۰۳)

ان مشتاقان دیدار کی پیاس بجھانے کے لئے حضور علیہ السلام نماز کے بعد یوں کرتے: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی صلٰوۃ اقبل علینا بوجھہ (ص ۱۱۷) کہ اپنا چہرہ انور ان کے سامنے کر دیتے۔

صحابہ وہ کہ جن کی ہر صبح عید ہوتی تھی　　　خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ان قوموں (لوگوں) کا کیا حال ہو گا جو اپنی نمازوں میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اور آپ نے اس بارے میں سخت تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَيَنْتَهِيَنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ (حدیث نمبر ۷۵۰)

وہ لوگ اس سے باز آئیں گے یا ان کی نظریں چھین لی جائیں (اور انہیں اندھا کر دیا جائے)

کیا عظمت ہے امام الانبیاء علیہ السلام کی کہ جس نماز میں ہم نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں تو ہمیں حکم ہوتا ہے کہ باز آ جاؤ ورنہ تمہیں اندھا کر دیا جائے گا اسی نماز میں محبوب خدا علیہ السلام آسمان کی طرف نگاہیں اٹھاتے ہیں تو آیت نازل ہوتی ہے۔ قد نری تقلب وجھک فی السماء، ہم آپ کے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھتے رہتے ہیں اور اسی ادائے دلنواز

Marfat.com

کے نتیجہ میں آپ کی مرضی پہ قبلہ تبدیل کر دیا گیا۔

؎ ملک کونین میں انبیاء تاجدار　　　تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ

✷ حضرت سعد بن ابی وقاص کی دعا اور آپ کا بدخواہ تباہ: یہ ایمان افروز واقعہ بخاری شریف کی حدیث نمبر ۷۵۵ میں ملاحظہ ہو۔ حضرت سعد عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور عراق کو فتح کرنے والے مستجاب الدعوات صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سورۂ اخلاص کی محبت، ضامن جنت:

ایک انصاری صحابی مسجد قباء میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی بھی سورہ پڑھتے تو پہلے قل ھو اللہ احد یعنی سورۂ اخلاص ضرور پڑھتے پھر کوئی اور سورہ پڑھتے، نمازیوں نے اعتراض کیا اور یہ مسئلہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ آپ نے امام صاحب سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا، حضور! مجھے اس سورہ سے بہت محبت ہے اس لئے۔ فرمایا: حُبُّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ (باقی اعمال کی جزاء الگ ملے گی صرف) قل ھو اللہ احد کی محبت تجھے جنت میں لے جائیگی۔ (نمبر ۷۷۴) جب صرف قل ھو اللہ کی محبت جنت میں لے جائیگی تو محبوب خدا کی محبت کہاں تک لے جائیگی۔ (مزید دیکھیں حدیث نمبر ۷۷۵)

سب سے حسین آواز والے ہمارے پیارے نبی علیہ السلام:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے عشاء کی نماز میں سورہ التین کی تلاوت سنی۔

وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا اَوْ قِرَاءَةً (نمبر ۷۶۹)

میں نے کوئی بھی حضور علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت آواز والا نہ سنا (یا فرمایا) آپ سے زیادہ خوبصورت قرأت کرنے والا نہ سُنا۔ باقی قاریوں کو تو سننے والے انسان ہوتے ہیں لیکن ہمارے آقا علیہ السلام کی تلاوت جنّ بھی سنتے ہیں تو مسلمان ہو جاتے ہیں۔ دیکھئے بڑا حسین واقعہ حدیث نمبر ۷۷۳

؎ سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے　　　ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے　　　ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

✷ حدیث نمبر ۸۰۶ باب فضل السجود میں بروزِ قیامت ایک گناہ گار کا رب کی بارگاہ میں پیش ہونا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی عنایت کہ دوزخ سے نکالا اور ساری دنیا کی نعمتوں سے دس حصے زیادہ عطا فرما دیا۔ طویل حدیث ہے۔

✷ اس پارے کی آخری حدیث اعتکاف کے بارے میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے لیلۃ القدر کی تلاش میں پورے مہینے کا اعتکاف فرمایا اور جب لیلۃ القدر کو پالیا تو آخری عشرے کا اعتکاف سنت ٹھہرا اب اگر کوئی پورے مہینے کا اعتکاف بھی کرتا ہے تو جائز ہے مگر سنت آخری عشرے کا ہی ہے۔ اس حدیث کا نمبر ۸۱۳ ہے۔

Marfat.com

نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے ذکر کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حِیْنَ یَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ کَانَ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (حدیث نمبر ۸۴۱).

بے شک فرض نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے ذکر کرنا حضور علیہ السلام کے دور میں مروج تھا۔

(مزید فرمایا) كنت اعلم اذا انصرفوا بذلك اذا سمعته، میں بلند آواز سے ذکر سن کر ہی جانتا تھا کہ نماز مکمل ہوگئی ہے۔

اس حدیث میں نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا زبردست ثبوت ہے اور کوئی قید نہیں کہ کوئی خاص ذکر کیا جائے لہٰذا نماز جو کہ افضل العبادات ہے اس کے بعد افضل الذکر لا الہ الا اللہ کرلیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ جب افضل الذکر کے علاوہ اذکار جائز ہے تو پھر افضل الذکر بطریق اولیٰ جائز ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا! سلام کی آواز سے ذکر کی آواز بلند تر ہوتی تھی ورنہ نماز تو سلام پر ختم ہوتی ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما سلام کا نام لینے کی بجائے ذکر کی بات کر رہے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بچے تھے اسی لئے تو گھر میں ذکر کی آواز سن کر نماز کے ختم ہونے کی بات کر رہے ہیں اور بچوں کی بات معتبر نہیں تو کیا یہ بات امام بخاری کو معلوم نہیں تھی جو بچوں کی روایت اصح الکتب بعد کتاب اللہ میں لکھ رہے ہیں اور پھر یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تمام روایات غیر معتبر ہو جائیں گی مزید یہ کہ اس وقت تو بچے تھے لیکن جب بیان فرما رہے ہیں تب تو بچے نہیں تھے

✳ تسبیح فاطمہ کی فضیلت حدیث نمبر ۸۴۳ میں ملاحظہ ہو،

✳ واجب بمعنی سنت کا ذکر الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم، ص ۱۱۸، ص ۱۲۱

گھر میں سونے کی ڈلی نے نبی علیہ السلام کو بے چین کر دیا:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کے پیچھے مدینہ شریف میں نماز عصر ادا کی، سلام پھیر کر حضور علیہ السلام فوراً کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر اپنی رہائش پہ تشریف لے گئے۔ لوگ حضور علیہ السلام کا یہ عمل دیکھ کر گھبرا گئے۔ جب آپ واپس تشریف لائے اور محسوس کیا کہ لوگ میری اس سرعت پہ تعجب کر رہے ہیں تو فرمایا:

ذَکَرْتُ شَیْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَکَرِھْتُ اَنْ یَحْبِسَنِیْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِہٖ

مجھے سونے کا ایک ٹکڑا یاد آ گیا تھا جو ہمارے گھر میں تھا تو میں نے پسند نہ کیا کہ وہ (بروز قیامت) مجھے روکے لہٰذا میں اسے تقسیم کرنے کا حکم دینے گیا تھا (حدیث نمبر ۸۵۱) کاش اس دور میں کوئی طبقہ اس حدیث پہ عمل کرنے والا بھی بن جائے۔

Marfat.com

غیر مقلدین کے لیے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش کے دن اپنے موذن کو کہا جب تو (اذان میں) اشهد ان محمدا رسول اللہ کہے تو حی علی الصلوۃ سے پہلے یوں اعلان کرنا صلوا فی بیوتکم، اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو، جب لوگوں نے اس پر تعجب کیا تو آپ نے فرمایا: فعلہ من ھو خیر منی، مجھ سے بہتر ذات (حضور علیہ السلام) نے ایسا ہی کیا ہے۔ جمعہ کی نماز (باجماعت) عزیمت (لازم) ہے میں ناپسند کرتا ہوں کہ تمہیں (گھروں سے) نکالوں اور تم بارش اور کیچڑ میں چلتے پھرو۔ (حدیث نمبر ۹۰۱) فقہ والے تو حدیث کے تارک سہی کیا حدیث والوں (غیر مقلدین) نے کبھی اس حدیث پہ عمل کیا ہے؟

عورتوں کو مسجدوں میں جا کر نماز پڑھنے سے کیوں روکا گیا؟:

(جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں عورتوں کو مسجد میں آ کر نماز پڑھنے سے روکا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی حکمت پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا:)

لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ (حدیث نمبر ۸۶۹)

عورتوں کی جو حالت ہوگئی ہے اگر حضور علیہ السلام اسے دیکھ لیتے تو آپ بھی انہیں مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا (دفع فتنہ اہم واجبات میں سے ہے)

جمعہ کے دن پہلے آنے والے کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص غسل جنابت کی طرح غسل کر کے (نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے) جائے گویا کہ اس نے اونٹ صدقہ کیا اور دوسری گھڑی جانیوالا گائے صدقہ کرنے والے کی طرح ہے، تیسری ساعت کو جانے والا دنبہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اس کے بعد جانے والا مرغی صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور پانچویں نمبر پہ جانے والا انڈہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔ فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حضرت الملائكة يسمعون الذكر (حدیث نمبر ۸۸۱) پس جب امام (خطبہ کے لئے) نکل آیا تو فرشتے (خطبہ سننے کیلئے) حاضر ہو جاتے ہیں (رجسٹر لپیٹ دیتے ہیں) اور ذکر سنتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے جو اچھی طرح پاک وصاف ہو کر خوشبو لگا کر گھر سے نماز (جمعہ کی ادائیگی کے لئے) نکلے اور دو شخصوں جو مسجد میں اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں ان کے درمیان نہ بیٹھے پھر نماز پڑھے جو اس کے مقدر میں ہے (تحیۃ الوضوء تحیۃ المسجد جمعہ کی پہلی سنتیں) پھر چپ کر کے امام کی باتیں سنے تو ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(نمبر ۸۸۳)

Marfat.com

✵ جمعہ کی طرف جانے والے کو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فی سبیل اللہ جانے والا قرار دیا اور فرمایا: اس پہ دوزخ حرام ہے۔ (۹۰۷)

✵ جمعہ کے دن بارش کے لئے دعا کرانے والے اعرابی کا یہ کہنا کہ ھلک المال وجاع العیال، اور پھر حضور علیہ السلام کا دعا کرنا اور پورا ہفتہ بارش ہونا پھر انگلی سے اشارہ کر کے دعا کر کے بارش رکوانا اور اللھم حوالینا ولا علینا فرمانا، ایمان افروز واقعہ (حدیث نمبر ۹۳۳ میں پڑھیے)

جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند:

۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے پہ (بڑا خوبصورت) ریشمی جوڑا دیکھا اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ اسے خرید لیں، جمعۃ المبارک کے دن اور جب وفود آئیں اسے پہنا کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے وہی پہنے گا جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا، پھر (کچھ عرصہ بعد) حضور علیہ السلام کے پاس اسی طرح کے جوڑے آئے تو آپ نے ان میں سے ایک حضرت عمر کو دیا جس پر انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے وہی جوڑا دے رہے ہیں جس کے بارے میں آپ (اس طرح) فرما چکے ہیں، اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِنِّیْ لَمْ اَکْسُھَا لِتَلْبَسَھَا، میں نے تجھے پہننے کے لئے نہیں دیا۔ چنانچہ حضرت عمر نے مکہ میں اپنے ایک مشرک بھائی کو بھیج دیا۔ (حدیث نمبر ۸۸۶)

۲- حضرت عمرو بن تغلب فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کی خدمت میں کچھ مال آیا تو حضور علیہ السلام نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہ دیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ جن کو نہیں ملا وہ کچھ ناراض ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: اللہ کی قسم! میں کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا اور جس کو نہیں دیتا وہ مجھے زیادہ پیارا ہے اس سے جس کو دیتا ہوں، کچھ لوگ وہ ہیں جن کے دلوں میں حرص و بے صبری ہے (ان کو دے دیتا ہوں) اور کچھ کو اللہ تعالیٰ نے استغناء عطا کیا ہے (ان کو نہیں دیتا) انہی میں عمر بن تغلب بھی ہیں۔ حضرت عمر کہتے ہیں۔

فَوَاللّٰہِ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِکَلِمَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ (حدیث نمبر ۹۲۳)

قسم بخدا! حضور علیہ السلام کا (میرے بارے میں) یہ ارشاد مجھے سرخ اونٹوں یعنی ساری دنیا کی نعمتوں سے زیادہ پسند ہے۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۸۱ پہ یہ حدیث ہے۔

۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک درزی نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (بطور خادم) دعوت میں شریک ہوا، دعوت میں روٹی اور سالن شوربے کدو اور گوشت کا تھا میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کدو شریف کو پیالے کے کناروں سے (شوربے میں سے) تلاش کر رہے تھے، فلم ازل احب الدباء من یومئذ، میں بھی اس دن سے کدو کو پسند کرنے لگا۔ کیونکہ

Marfat.com

جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند

۴-حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم حج کے موقع پہ یمن کی طرف سے آئے تو احرام باندھے ہوئے تھے، حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا: بم اهللت یاعلی، اے علی تو نے کس نیت سے احرام باندھا ہے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! اهللت بما اهل به النبی صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے یہ نیت کی ہے کہ جو میرے نبی کی نیت ہے وہی میری نیت ہے۔ نمبر۴۳۵۲-۵۳-۵۴

جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند

حوالے

* جنگ بعاث اور اوس وخزرج کی ایک سو بیس سالہ لڑائی کا حال ص ۱۳۰ حاشیہ نمبر ۵ پہ ملاحظہ ہو۔
* عید کے دن کھیل تماشا دیکھنا، کھیلنے والوں کو کھیل پر ابھارنا (حلہ شیری دینا) دف بجا کر بچیوں کا اچھے گیت گانا وغیرہ ص ۱۳۰، ص ۱۳۵، ص ۵۰۰ بمعہ حاشیہ نمبر ۵۵،
* ایام تشریق میں تکبیرات کہنے کا ایک انداز ص ۱۳۲
* حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گورنر عراق حجاج بن یوسف کو دلیرانہ جواب، ص ۱۳۳
* چھ ماہ کے بھیڑ کے بچے کی قربانی کی اجازت ص ۱۳۴،
* نماز عید سے پہلے نوافل مکروہ ہیں ص ۱۳۵۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام رات کو (تہجد میں رمضان ہو یا غیر رمضان) گیارہ رکعتیں (آٹھ تہجد تین وتر) پڑھا کرتے تھے،

فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهٗ...... (حدیث نمبر ۹۹۴)

اور ان رکعتوں کے سجدے اتنے طویل ہوتے کہ ہر سجدہ پچاس آیات کی تلاوت کے برابر لمبا ہوتا۔

* نجدیوں نے ستر قراء صحابہ کرام علیہم الرضوان کو شہید کر دیا تو ان کے خلاف حضور علیہ السلام نے ایک مہینہ (روزانہ پانچ نمازوں میں قنوت کی صورت میں) دعا فرمائی ص ۱۳۶
* قبیلہ رعل وذکوان ومضر کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور کچھ لوگوں کے حق میں دعا ص ۱۳۶، ۱۳۷۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی......

مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے کہ انہوں نے فرمایا: جب حضور علیہ السلام نے (مکہ کے) لوگوں کی اسلام سے روگردانی دیکھی تو یہ دعا کی

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ سَبْعًا کَسَبْعِ یُوْسُفَ (حدیث نمبر ۱۰۰۷)

اے اللہ! حضرت یوسف علیہ السلام (کے دور والے قحط) کی طرح ان پر بھی سات سال کا قحط مسلط کر دے چنانچہ ایسی قحط سالی آئی جس نے ہر شئی کو ختم کر دیا یہاں تک کہ ان لوگوں نے چمڑا اور مردار تک کھایا اور جب آسمان کی طرف دیکھتے تو بھوک کی وجہ سے دھواں دکھائی دیتا۔ آخر ابوسفیان حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا محمد انك تامر بطاعة الله و بصلة رحم وان قومك قد هلكوا فادع الله لهم، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کیجئے..........

معلوم ہوا! بدترین دشمن کو بھی اگر پناہ ملتی ہے تو دامن رحمۃ للعالمین میں ملتی ہے اور وہ بھی جانتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی دعا سے ہمارا مسئلہ حل ہو جائیگا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

نہ کہیں جاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرمہائے سیاہ کو تیرے عفو بندہ نواز میں

نوری مکھڑا نالے زلفاں کالیاں......:

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جناب ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ثِمَالَ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

اور گوری رنگت والے جن کے نوری مکھڑے کے صدقے بادل سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ تیموں کے حامی اور بیواؤں کی پناہ ہیں۔ (حدیث نمبر ۱۰۰۸)

اس سے اگلی حدیث میں حضرت عمر بن حمزہ فرماتے ہیں: ہم سے حضرت سالم نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ کبھی میں شاعر (ابوطالب) کے اس قول (شعر) کو یاد کرتا ہوں اور حضور علیہ السلام کے رخ تاباں کو دیکھتا ہوں کہ آپ بارش کیلئے دعا کرتے ہیں تو ابھی منبر سے نہیں اترتے یہاں تک کہ تمام پرنالے زوروں سے بہنے لگتے ہیں۔

تفصیلی واقعہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن ہشام نے اپنی سیرت میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ ایک دیہاتی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے، یارسول اللہ ہمارے پاس نہ کوئی اونٹ رہا جو بولے اور نہ کوئی ایسا بچہ رہا جو خراٹا لے، ہم اس حال میں آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں کہ کنواری لڑکی کا سینہ کام کر کر کے زخمی ہو گیا ہے اور ماں نے بچے سے منہ موڑ لیا ہے اور بھوک کی وجہ سے بچے کو اپنے سے جدا کر دیا ہے نہ میٹھی بات منہ سے نکالتی ہے نہ کڑوی، ہمارے پاس کھانے کے لئے سوائے کڑوے حنظل (تمے) اور ردی علہز کے اور کچھ نہیں۔

وليس لنا الا اليك فرارنا وابن فرار الناس الا الى الرسل

Marfat.com

یارسول اللہ! آپ کے سوا ہماری کوئی پناہ گاہ نہیں اور لوگوں کو رسولوں کی بارگاہ کے علاوہ پناہ مل بھی کہاں سکتی ہے؟
یہ سن کر حضور علیہ السلام چادر مبارک کھینچتے ہوئے منبر پہ تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے ہوئے بارش کی دعا کی اور بارش اس قدر ہوئی کہ نشیبی علاقوں کے لوگ آ کر فریاد کرنے لگے کہ ہم ڈوب رہے ہیں۔ تب حضور علیہ السلام ہنس پڑے اور اتنا ہنسے کہ آپ کے نوکیلے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر فرمایا: اگر آج ابو طالب ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، تم میں سے کون ہے جو ان کا شعر سنائے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حدیث میں مذکور شعر والے قصیدے کے چند اشعار سنائے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔
اس کے بعد بنی کنانہ کے ایک شخص نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے

لك الحمد والحمد ممن شكر سقينا بوجه النبي المطر
فلم يك الا كالف الرداء واسرع حتى راينا الدرر

اے اللہ تیرے لئے ہی حمد ہے اور یہ حمد شکر کرنے والے کی طرف سے ہے کہ حضور علیہ السلام کے رخ تاباں کے طفیل ہمیں بارش سے سیراب کیا گیا۔ بس چادر اٹھنے کی دیر لگی بلکہ اس سے بھی کم کہ ہم نے بادلوں کو دیکھا (اور موسلا دھار بارش ہونے لگی) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سراپا التجاء بن کر عرض کرتے ہیں:

جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

شہر اور دیہات سیراب ہو گئے

خطابی نے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ حضرت عبد المطلب کے دور میں (بارش نہ ہونے کی وجہ سے) مسلسل کئی سال قحط پڑا تو جناب عبد المطلب قریش کے ساتھ کوہِ قبیس پہ تشریف لے گئے اور حضور علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے گئے۔ جناب عبد المطلب نے حضور علیہ السلام کو کندھوں پہ بٹھا کر بارش کی دعا کی تو فوراً بارش ہونے لگی (زرقانی علی المواہب ج اص ۱۹۱) زرقانی نے ہی ابن عساکر کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ جلہمہ بن عرفطہ نے بیان کیا کہ میں مکہ شریف میں آیا اس وقت اہل مکہ قحط کی وجہ سے بہت سختی میں تھے۔ کسی نے کہا لات وعزیٰ کے پاس چلو کوئی مناۃ کے پاس جانے کا مشورہ دینے لگا، ایک خوبصورت، صائب الرائے بزرگ نے کہا: کہاں بھٹکے جا رہے ہو تم میں بقیۃ ابراہیم اور سلالۂ اسماعیل ابو طالب موجود ہیں ان کے پاس چلو۔ چنانچہ سب لوگ ابو طالب کے پاس گئے اور ان سے بارش کے لئے دعا کی درخواست کی، ابو طالب نکلے، ان کے ساتھ ایک بچہ تھا جس کا چہرہ سورج کی طرح چمک رہا تھا اور سورج بھی ایسا کہ جس سے ابھی کالی گھٹا چھٹی ہو اور بھی ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ ابو طالب نے اس صاحبزادے کو اٹھا کر کعبہ کی دیوار کے ساتھ اس کی پشت لگائی۔ صاحبزادے نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اس وقت آسمان پہ بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف سے بادل اٹھا اور موسلا دھار بارش ہونے لگی اور

Marfat.com

شہر و دیہات سب کے سب سیراب ہو گئے۔ (ج ا ص ۱۸۹، ص ۱۹۰)

اس قصیدہ کے ایک سو دس اشعار ہیں اور بحر طویل میں ہے ایک شعر اس میں یہ بھی ہے۔

تلوذبه الهلاك من ال هاشم فهم عنده فی نعمة وفوا ضل

آل ہاشم کے تباہ حال لوگ ان (حضور علیہ السلام) کی پناہ لیتے ہیں یہ لوگ ان کی بارگاہ میں نعمت و فضل میں ہیں۔

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے واسطے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب (عم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے یوں دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ (حدیث نمبر ۱۰۱۰)

اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لے کر حاضر ہوتے تھے تو تو ہمیں بارش عطا فرماتا، اب ہم تیرے دربار میں اپنے نبی علیہ السلام کے چچا کا وسیلہ لے کر آئے ہیں بس تو ہمیں بارش عطا فرما۔ راوی کہتے ہیں بارش نازل ہو جاتی تھی۔

حضرت عمر نے یہ دعا عام الرمادہ میں کی تھیں یہ سن ۱۸ ہجری کا سال تھا۔ اس سال پورے نو مہینے بارش نہ ہوئی جس سے زمین گرد و غبار (رماد) بن گئی اسی لئے اس سال کو عام الرمادہ کہا گیا۔

ابوصالح کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عباس منبر پر تشریف لے گئے تو حضرت عمر نے پہلے یہ دعا کی:

اللهم انا توجهنا اليك بعم نبيك وصنو ابيه فاسقنا الغيث ولا تجعلنا من القانطين

اے اللہ! ہم تیرے نبی کے چچا اور ان کے والد کے برابر کو وسیلہ بنا کر تیری طرف متوجہ ہو رہے ہیں، تو بارش برسا اور ہمیں مایوس ہونے والوں میں مت کرنا۔ پھر حضرت عباس سے کہا: آپ دعا کریں تو انہوں نے یوں دعا کی۔ اے اللہ! بغیر گناہ کے کوئی بلا نہیں اترتی اور توبہ کے بغیر کوئی بلا نہیں ٹلتی۔ میرا وسیلہ لے کر قوم تیری جناب میں متوجہ ہے تیرے نبی کے ساتھ میری قربت کی وجہ سے گناہوں سے آلودہ ہمارے ہاتھ تیری طرف اٹھے ہوئے ہیں اور ہماری پیشانیاں توبہ کے ساتھ، ہمیں بارش سے سیراب کر۔ اس دعا کے بعد آسمان نے پہاڑوں کے مثل پرنالے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ زمین سرسبز ہو گئی اور لوگ جی گئے۔

توسل کا استحباب ثابت ہو گیا

علامہ ابن حجر اور علامہ عینی نے فرمایا: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صالح اور دین دار لوگوں سے اور اہل بیت سے خدا کی بارگاہ میں سفارش طلب کرنا مستحب ہے۔

زبیر بن بکار نے انساب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ

Marfat.com

عنہ نے اس دن یہ خطبہ دیا تھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عباس کو باپ کی جگہ جانتے تھے۔ اے لوگو! اپنے چچا عباس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو برتاؤ تھا اس کی پیروی کرو اور انہیں اللہ کی طرف وسیلہ بناؤ۔ الحدیث

اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں بطریق محمد بن مثنی سند مذکور کیساتھ ذکر کیا ہے۔ نیز اسماعیلی نے بھی بطریق محمد بن مثنی سند مذکور کیساتھ تھوڑے سے تغیر کے ساتھ روایت کیا ہے۔ نیز عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ نیز امام ابوالقاسم ابن عساکر نے بھی کتاب الاستسقاء میں انہیں سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ اہل بیت اور بزرگان دین کو خدا کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا مستحب ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر اور علامہ عینی نے تصریح کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں ہوا اور سب نے اس پر عمل کیا تو توسل کا مستحب ہونا اجماع صحابہ سے ثابت ہو گیا۔

منکرین توسل کا استدلال اور اس کا جواب

اس پر غیر مقلدین اور توسل کے منکرین یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں توسل سے مراد، دعا کی درخواست ہے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس سے دعا کی درخواست کی تھی۔ ہم کہیں گے، دوسری روایتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے اگر یہ لوگ صرف بخاری ہی کی روایت پر ایمان رکھتے تو ایسی بے تکی بات نہ کرتے۔ بخاری کے الفاظ پر ایک نظر ڈالیں۔ حضرت عمر عرض کرتے ہیں، انا کنا نتوسل، الحدیث۔ حضرت عمر بارگاہ خداوندی میں یہ عرض کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کو وسیلہ بناتے تھے اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ لاتے ہیں ہمیں سیراب فرما۔ یہ عرض اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ہے۔ حضرت عباس کی خدمت میں نہیں۔ اس میں صاف صاف تصریح ہے کہ اے اللہ! ہم اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ لاتے ہیں ہم کو سیراب فرما۔ تو یہ عرضداشت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حضرت عباس کے وسیلے سے ہے۔ پھر یہ کہنا کہ توسل سے یہاں مراد دعا کی درخواست ہے۔ ابلہ فریبی اور حدیث کی تحریف معنوی نہیں تو کیا ہے؟ دوسرے طرق میں جو دعا کے کلمات مروی ہیں ان میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔

کبھی ان میں سے کچھ یہ کہہ دیتے ہیں کہ زندہ کا توسل درست ہے۔ مردے کا شرک، ہم کہیں گے۔ اوّلاً اہلسنّت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دنیوی جسمانی حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہیں تو یوں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل درست ہوا؟ اور یہ کہنا کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل اب بھی جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ہی سے کیوں توسل نہیں کیا؟ حضرت عباس سے کیوں کیا۔ یہ پہلے سے بھی بڑی جہالت ہے۔ اگر کسی کام کے چند طریقے ہوں تو ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا اس کی دلیل نہیں کہ دوسرے طریقے غلط ہیں۔ خصوصاً جبکہ اختیار کردہ طریقے میں کوئی خاص فائدہ ہو۔ یہاں بجائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عباس سے توسل میں ایک اہم افادہ مقصود تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کا استحباب سب کو معلوم تھا، ہوسکتا ہے کہ کسی کو وہم ہوتا کہ

Marfat.com

غیر نبی سے توسل حرام ہے۔تو حضرت عمر نے حضرت عباس کو وسیلہ بنا کر بتا دیا کہ غیر نبی سے توسل اسی طرح مستحب ہے جیسے انبیاء کرام سے مستحب ہے۔

ثانیاً علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری (ج ۲ص ۴۱۲) میں اور علامہ احمد خطیب قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمر کے خازن مالک داری کہتے ہیں: حضرت عمر کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو ایک صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی اُمت کے لئے بارش طلب فرمایئے لوگ ہلاک ہو گئے۔ایک صاحب کے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: عمر سے جا کر کہہ دو کہ عنقریب بارش آئے گی۔سیف نے الفتوح میں لکھا ہے کہ یہ صاحب حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ تھے۔اس حدیث کو علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں اور علامہ احمد خطیب قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں صحیح کہا ہے، اسے بیہقی نے دلائل النبوۃ جلد حادی عشر میں روایت کیا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے قرۃ العینین میں الاستیعاب کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ کبھی کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مزار اقدس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر حضور علیہ السلام سے بھی اسعانت کرتے تھے۔اس سے ثابت ہو گیا کہ بارگاہ قدس کے خواص کے مزارات پر طلب حاجات کے لئے حاضری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے اور یہ تو ثابت ہی ہے کہ بعد وصال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔حل مشکلات کے لئے درخواست کرتے، اس لئے یہ کہنا کہ بعد وصال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل حرام یا شرک ہے اس حدیث صحیح کا ردّ ہے۔(نزھۃ القاری شرح بخاری ج ۲ص ۶۱۲ تا ۶۱۴)

بارش کیوں روکی جاتی ہے؟:

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس سوال کا جواب ترجمۃ الباب میں دیا ہے اگر چہ اس کے تحت کوئی حدیث درج نہیں فرمائی، الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

انتقام الرب عزوجل من خلقه بالقحط اذ انتكهت محارمه

(ابواب الاستسقاء۔باب نمبر ۵ بخاری شریف کا ص ۱۳۷)

جب اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑا جاتا ہے اور اس کی حرمتوں کی پامالی کی جاتی ہے تو بارش روک کر قحط سالی کے ذریعے اللہ تعالیٰ (ذوانتقام) اپنی مخلوق سے بدلہ لیتا ہے (استغفر الله ربی من كل ذنب واتوب اليه)

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے — یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

حوالے

✱ نماز استسقاء کے موقعہ پہ اجتماعی دعا (رفع الناس ایدیھم مع الامام) اور بارش کے نزول پہ دعائیہ الفاظ اَللّٰھُمَّ

Marfat.com

صَيِّبًا نَافِعًا ص۱۴۰ پہ دیکھیں

✵ مشہور حدیث اللهم بارك لنا في شامنا ويمننا......ص۱۴۱

✵ سخت آندھی کے وقت حضور علیہ السلام کے چہرے کی کیفیت کا بدلنا بھی اس صفحہ پہ مذکور ہے اور اس حدیث کا نمبر ۱۰۳۵ ہے۔

✵ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نصرت بالصباء، بادصبا (مشرق سے مغرب کی طرف خط استواء پہ چلنے والی ہوا) سے میری مدد کی گئی (حدیث نمبر ۱۰۳۵ پہ ملاحظہ ہو)

✵ غیب کی چابیاں پانچ ہیں حدیث نمبر ۱۰۳۹ دیکھیں۔

صلوٰۃ کسوف کی ایک رکعت میں ایک سے زیادہ قیام ورکوع والی روایت نمبر ۱۰۵۲ (پارہ نمبر ۴ کی منتخب احادیث مکمل ہوئیں ص۱۴۹ سے پانچواں پارہ شروع ہو رہا ہے)

✵ مُحَمَّدٌ حَقٌّ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں (حق وہ ہے جس میں کوئی شک نہ ہو) نمبر ۱۱۲۰،

✵ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا، نمبر ۱۱۳۰

✵ بہترین (نفلی) نماز اور بہترین (نفلی) روزہ داؤد علیہ السلام کا نمبر ۱۱۳۱

✵ شیطان کا بے نمازی کے کانوں میں پیشاب کرنا۔ نمبر ۱۱۴۴

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور علیہ السلام کا معاملہ:

امام زین العابدین یعنی علی بن امام حسین نے بتایا اور انہیں امام حسین نے بتایا اور انہیں حضرت علی شیر خدا (ان کے والد ماجد) نے خبر دی کہ حضور علیہ السلام ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے ہاں ایک رات تشریف لائے اور فرمایا: تم دونوں نے (تہجد کی) نماز نہیں پڑھی؟ حضرت علی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری جانیں اللہ کے قبضے میں ہیں جب چاہتا ہے ہمیں اٹھا دیتا ہے تو ہم اٹھ جاتے ہیں (اور نماز تہجد پڑھ لیتے ہیں) حضرت علی فرماتے ہیں جب میں نے اتنا عرض کیا تو حضور علیہ السلام نے مجھے کوئی جواب نہ دیا، واپس ہو گئے اپنے زانوئے اقدس پہ ہاتھ مارتے ہوئے اور میں نے سنا کہ زبان سے یہ آیت پڑھ رہے تھے، وكان الانسان اكثر شيء جدلا، انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔

(حدیث نمبر ۱۱۲۷)

اس میں تہجد کی نماز کا نوافل میں سے ہونا بیان ہوا ہے مگر اس قدر تاکیدی نفلی نماز ہے کہ حضور علیہ السلام سپیشل اٹھانے کے لئے تشریف لے جاتے اور دوسرا اس میں حضرت علی المرتضیٰ کا فضل وکمال بھی ہے کہ بظاہر اس میں حضور علیہ السلام کی ان پر ناراضگی بیان ہو رہی ہے مگر آپ برملا اس کو بیان فرما رہے ہیں۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

Marfat.com

* مرغ کی آواز کے وقت تہجد کے ٹائم اٹھنا ص ۱۵۲،
* نفلی عبادت حسب توفیق کی جائے، فان اللہ لایمل حتّٰی تملوا، اللہ تعالیٰ تھکنے سے پاک ہے تم ہی تھک جاؤ گے۔ (ص ۱۵۴، ص ۲۶۴)

ازعرش نازک تر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک رات حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی حضور علیہ السلام نے بڑا طویل قیام فرمایا، میں نے (تھک جانے کی وجہ سے) ایک بڑا معیوب ارادہ کرلیا۔ لوگوں نے پوچھا! وہ کون سا معیوب ارادہ تھا فرمایا: هَمَمْتُ اَنْ اَقْعُدَ وَاَذَرَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وہ ارادہ بد یہ تھا کہ میں نے سوچا میں بیٹھ جاؤں اور حضور علیہ السلام کو کھڑا رہنے دوں۔ (حدیث نمبر ۱۱۳۵)

غور کرو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں کس قدر معمولی سی بات بھی گستاخی شمار ہوتی تھی اور آج کل سپیکروں پہ حضور علیہ السلام کی شان میں کیا کیا کہا جاتا ہے مگر ان کی توحید بھی قائم ہے اور ایمان میں بھی کوئی فرق نہیں آرہا، کہیں ایسا تو نہیں، اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَاتَشْعُرُوْنَ، تمہارے اعمال ضائع ہو گئے ہوں اور تمہیں شعور تک نہ ہو۔ حالانکہ نوافل میں اس بات یعنی بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت بھی ہے۔

ادب گا ہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس کم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اس بارگاہ کی ذراسی بے ادبی سے دنیا و آخرت برباد ہو جاتے ہیں۔ صحیح بخاری ج ا ص ۱۴۶ پہ پہلی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے مکہ شریف میں سورۂ نجم پڑھ کر سجدہ کیا، تمام حاضرین نے بھی سجدہ کیا ایک بوڑھے شخص نے کنکریوں کی مٹھی لے کر پیشانی سے لگالی اور کہا: یکفینی ھٰذا، مجھے یہی کافی ہے۔ راوی کہتے ہیں، فرایتہ بعد قتل کافرا، اس کے بعد میں نے اس کو دیکھا کہ کافر ہو کر مرا۔ یہی تو وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بارگاہِ رسالت میں یہ حالت ہوتی کہ، فھاباہ ان یتکلماہ، ڈر ڈر کر کلام کرتے۔ (ص ۱۶۴ بخاری ج ۱) اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ابوقحافہ کے بیٹے کی یہ جرأت کہ حضور علیہ السلام کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ (بخاری ج ا ص ۱۶۶) (تفصیل آگے آرہی ہے)

مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے صبح کی نماز کے وقت فرمایا:

يَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ (نمبر ۱۱۴۹)

اے بلال! مجھے بتاؤ تم نے اسلام (میں آنے کے بعد) کون سا ایسا عمل کیا ہے جس پر ثواب کی امید سب سے

Marfat.com

زیادہ ہو کیونکہ میں نے جنت میں تمہارے جوتے کی آواز اپنے آگے آگے سنی ہے۔

عرض کیا: دن رات میں جب بھی وضو کرتا ہوں جتنی گنجائش ہوتی ہے نماز (تحیۃ الوضو) پڑھتا ہوں اور تو کوئی ایسا عمل نہیں کرتا۔ جب میرے آقا مدینہ میں چلنے والے بلال کی آواز کو جنت میں سن رہے ہیں تو پوری دنیا کا صلوٰۃ وسلام بھی روضہ انور میں سن رہے ہیں کیونکہ موت سے پہلے کسی امتی کا جنت میں جانا ممکن نہیں یا پھر یہ جان لو کہ قیامت کے دن جب حضرت بلال جنت میں جائیں گے اس وقت کی آواز کو حضور علیہ السلام اب سن رہے ہیں یہ تو تمہارے لئے اور بھی مشکل ہے لہٰذا پہلی بات آسان ہے۔ اسی کو مان لو۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔

ہم یہاں سے پڑھیں وہ مدینے سنیں ۔ مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

ہمارے آقا علیہ السلام تو وہ ہیں جو مردوں کی آواز کو بھی سنتے ہیں قبر کے اندر کے حالات دیکھتے ہیں اور بیان فرماتے ہیں: میں نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا: جب جنازہ لے کر چلتے ہو تو مردہ اگر نیک ہو تو کہتا ہے، قد مونی قد مونی مجھے جلدی لے چلو اور اگر غیر صالح ہو تو کہتا ہے، این تذھبون، مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ کافر و مومن سے قبر میں فرشتے کیا پوچھتے ہیں وہ کیا جواب دیتے ہیں اس کا حوالہ دیکھئے۔ (بخاری ص ۱۸۴) یہ سب باتیں بخاری شریف میں موجود ہیں۔

تو میرے آقا اگر مردوں کی آوازیں سنتے ہیں اور قبر کے اندر بھی دیکھتے ہیں، ہم تو پھر زندہ ہیں اور قبروں سے باہر ہیں تو ہماری کیوں نہ سنتے ہوں گے اور ہمیں کیوں نہ دیکھتے ہوں گے۔

حوالے

- اصلاحی بیان پہ مشتمل ایک طویل حدیث ص ۱۸۵
- حضرت عبداللہ بن رواحہ کے خوبصورت اشعار حدیث نمبر ۱۱۵۵ میں دیکھئے۔
- صلوٰۃ الاستخارہ اور اس کی دعا حدیث نمبر ۱۱۱۲،
- مسجد حرام، مسجد نبوی و مسجد اقصیٰ میں نماز کی فضیلت حدیث نمبر ۱۱۸۸ تا ۱۱۹۷
- جریج کا واقعہ جس کو اس کی ماں نے بددعا دی (حدیث نمبر ۱۲۰۶)

ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر نماز پڑھائے:

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام قبیلہ بنی عمرو بن عوف کی صلح کروانے قباء کے علاقے میں تشریف لے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا حضرت بلال نے جناب صدیق اکبر سے نماز پڑھانے کو کہا، آپ آمادہ ہو گئے، نماز کھڑی ہو گئی اتنے میں حضور علیہ السلام تشریف لے آئے اور اگلی صف میں جلوہ گر ہو گئے۔ لوگوں نے ہاتھوں پہ ہاتھ مار کر حضرت ابوبکر کو حضور علیہ السلام کے آنے کی اطلاع کی کیونکہ ابوبکر صدیق خوب جم کر نماز پڑھتے تھے نماز میں ادھر ادھر التفات نہ کرتے تھے۔ جب آوازیں زیادہ

Marfat.com

آنے لگیں تو ابوبکر نے اس طرف توجہ کی، معلوم ہوا! حضور علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے اشارہ فرمایا بھی کہ نماز پڑھاتے رہو (اس سعادت کے ملنے پر) ابوبکر نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی (فحمد اللہ علی ما انعم علیہ من تفویض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر الامامۃ لما فیہ من مزید رفعۃ درجۃ) اور واپس صف میں آ گئے حضور علیہ السلام نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، بعد الصلوٰۃ لوگوں کو نماز میں ہاتھ پہ ہاتھ مار کر اطلاع کرنے کی بجائے سبحان اللہ کہنے کی تلقین فرمائی۔ پھر ابوبکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا:

يَا اَبَا بَكْرٍ مَّا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ حِيْنَ اَشَرْتُ اِلَيْكَ

میرے اشارہ کرنے کے باوجود تو نے نماز کیوں نہیں پڑھائی؟

حضرت ابوبکر صدیق نے جو جواب دیا آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے، باوجود اس کے کہ افضل البشر بعد الانبیاء کی شان رکھتے ہیں مگر اپنا نام تک نہ لیا اور عرض کیا:

مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (حدیث نمبر ۱۱۱۸)

ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ مناسب نہیں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر نماز پڑھاتا رہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

وصال یار پہ یار غار کے تاثرات:

حضور علیہ السلام کا وصال ہوا، ابوبکر صدیق حاضر ہوئے حضور انور پر گر گئے اور آپ کا بوسہ لیا، روئے اور عرض کیا: بابی انت یارسول اللہ، میرا باپ آپ پر قربان ہو جائے اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، لا یجمع اللہ علیک موتتین، اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا (اس میں اشارہ ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت کا وعدہ الٰہی پورا ہو گیا اس کے بعد آپ کو حیات ابدی عطا فرمادی گئی، حضور علیہ السلام کے اپنے فرمان کے مطابق، فنبی اللہ حی یرزق، پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے اس سے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔) اما الموتۃ التی کتب اللہ علیک فقد متھا، جو موت اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لکھ دی (کل نفس ذائقۃ الموت) وہ ہو چکی، الی آخر الحدیث (نمبر ۱۲۴۱)

کیا حضور پاک کو اپنے انجام کی بھی خبر نہیں؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يَفْعَلُ بِيْ

اس حدیث میں کسی کے بارے اندازے اور اٹکل پچو سے حتمی رائے قائم کرنے سے منع فرمایا گیا۔ چنانچہ حدیث کا ابتدائی حصہ اس کی وضاحت کر رہا ہے کہ انصار کی ایک عورت نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات پہ ان کے بارے میں کہا، رحمۃ اللہ علیک ابا السائب فشھادتی علیک لقد اکرمک اللہ، اللہ تعالیٰ کی تجھ پہ رحمت ہو اے ابوسائب (ان

Marfat.com

کنیت تھی) میری گواہی تیرے لئے ہے (یہ الفاظ قسم کے معنی میں بولے جاتے ہیں، انھا قالت اقسم باللّٰہ لقد اکرمك اللّٰہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت دی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: وما یدریك ان اللّٰہ اکرمہ، تجھے کیسے پتہ چلا کہ اللہ نے اس کو مکرم کیا ہے! عرض کیا اور کون مکرم ہوگا اگر یہ نہیں ہیں (یعنی باوجود ایمان اور طاعت خالصہ کے) فرمایا: موت اس کے پاس آچکی ہے اور میں اس کے بارے خیر کی امید رکھتا ہوں۔ واللّٰہ ما ادری وانا رسول اللّٰہ ما یفعل بی، اللہ کی قسم! میں بھی (اندازے سے) اپنے بارے میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں (اور جو جانتا ہوں وحی کے ذریعے سے جانتا ہوں)، ام علاء انصاریہ عورت کہتی ہیں فو اللّٰہ لا ازکی احدا بعدہ ابدًا، اللہ کی قسم! اس کے بعد ہم نے کبھی کسی کی (اس طرح) پاکیزگی کو بیان نہ کیا (حدیث نمبر ۱۲۴۳)

اے اہل ایمان سنو سنو غور سے سنو، کہیں امام الانبیاء علیہ السلام کے بارے میں اپنا عقیدہ نہ خراب کر لینا۔

جس نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ فرمادے: وللاخرۃ خیرلك من الاولٰی ولسوف یعطیك ربك فترضٰی، عسٰی ان یبعثك ربك مقامًا محمودًا، اور جس کے غلاموں کے بارے میں فرمائے، لا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون، اگر اس نبی کو اپنا ہی پتہ نہیں تو اس کا امتی بننے سے تمہیں کیا فائدہ؟ کتنی بڑی جرأت ہے کہ اس حدیث کے تحت تقویۃ الایمان میں ہے ''جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا نہ دوسرے کا''۔

تمام آیات کو نظر انداز کر دیا جن میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی اُمت کے بارے میں بھی فرمایا: یوم لا یخزی اللّٰہ النبی والذین امنوا معہ، لیغفرلك اللّٰہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ تمام احادیث جن میں قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی سرداری، شفاعت کا ذکر ہے اور یہ بھی نہ دیکھا کہ شاید یفعل کا ارشاد ابتداء کا ہو جیسا کہ تمام علماء اس پر متفق ہیں۔ کیونکہ ''حضرت'' نے یہ کتاب لکھی ہی حضور علیہ السلام کی عظمت کو گھٹانے کے لئے ہے اور یہ نہیں جانتے کہ:

وہ جس کو خدا نے بڑھا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے

شاید اس لئے نہیں جانتے کہ ''بڑے حضرت'' جو ہوئے۔

چار تکبیر نماز جنازہ اور غائبانہ نماز جنازہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے نجاشی (شاہ حبشہ اصحمہ یا صحمہ) کے وصال کی خبر اسی دن دی جس دن اس کا وصال ہوا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جنازگاہ کی طرف تشریف لے گئے صفیں بنائی گئیں، و کبر اربعا اور آپ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ (حدیث نمبر ۱۲۴۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نماز جنازہ میں تین تکبریں کہہ کر سلام پھیر دیا، فقیل لہ فاستقبل القبلۃ ثم کبر الرابعۃ ثم سلم (بخاری ج ا ص ۱۷۷) عرض کیا گیا (کہ تین تکبریں ہوئی ہیں تو آپ نے چار تکبیریں مکمل فرما کر پھر سلام

Marfat.com

پھیرا) ایک اور حدیث ص ۱۷۶ پہ ملاحظہ ہو۔

چار تکبیرات کا ذکر تو صراحتاً آ گیا، باقی رہا غائبانہ جنازہ تو اس سلسلہ میں خود جنازہ میں شریک ہونے والوں کی گواہی سن لیجئے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فصلینا خلفه ونحن لانریٰ الا ان الجنازۃ قد امنا

(صحیح ابن حبان، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۴)

ہم نے حضور علیہ السلام کے پیچھے (شاہ حبشہ کے جنازے کی) نماز پڑھی اور ہم نہیں دیکھتے تھے مگر یہ کہ جنازہ ہمارے سامنے ہے۔

جن احادیث میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پہ حقوق کا ذکر ہے وہاں یہ ہے، واتباع الجنائز

(بخاری حدیث نمبر ۱۲۳۹، ۱۲۴۰ نمبر)

جنازوں کے پیچھے چلنا، جنازہ ہوگا تو پیچھے چلیں گے، ایک حدیث میں فرمایا: الجنازہ اذا حضرت، جنازہ تب ہے جب حاضر ہو، کہیں یہ نہیں ہے۔ الجنازہ اذا غابت، تب بھی جنازہ ہے جب غائب ہو۔

حدیث شریف میں ہے، الجنازۃ متبوعة ولا تتبع، جنازہ متبوع ہے۔ (اس کے پیچھے چلا جائے) نہ کہ تابع، اگر میت ہوگی ہی نہیں تو تابع متبوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیس معها من تقدمها، جو اس سے آگے چلے گا وہ جنازے کے ساتھ شامل نہیں ہے۔ (ابو داؤد و ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۱۴۶)

هذا الحديث يوئد مذهب ابی حنيفة، مشکوٰۃ بین السطور۔

فرمایا: ایک مسلمان کا دوسرے پہ یہ بھی حق ہے کہ: یشهده اذا مات، جب وہ مرے تو (جنازہ کیلئے) اس کی میت پہ حاضر ہو۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ ص ۳۹۷)

جنازہ حاضر ہو یا مسلمان جنازے پہ حاضر ہو ایک ہی بات ہے کہ جنازہ سامنے ہو۔ ایک روایت میں ہے، ویتبع جنازۃ اذا مات (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۹۸)

جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے پیچھے چلے۔

باقی رہی یہ بات کہ حضور علیہ السلام کے سامنے اتنی دور سے جنازہ کیسے رکھ دیا گیا تو صلوٰۃ کسوف کے باب میں آپ نے پڑھا کہ حالت نماز میں اسی مدینہ پاک کی مسجد نبوی شریف میں جنت و دوزخ کو آپ سرکار کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا اگر اتنی دور سے جنت دوزخ آ سکتی ہے تو نجاشی کا جنازہ کیوں نہیں آ سکتا۔ (آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا)

جنگ موتہ کا آنکھوں دیکھا حال مدینہ میں بیان ہو رہا ہے:

بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلے پر موتہ نامی ایک مقام پہ جمادی الاولیٰ ۸ ہجری میں اہل اسلام کی کفار کے ساتھ جنگ ہوئی جس میں اہل اسلام کی تعداد تین ہزار تھی اور ان پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر حضور علیہ

Marfat.com

السلام نے بھیجا اور فرمایا: اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب جھنڈا اٹھالیں، اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ علم بردار ہوں گے۔ ایک یہودی نے یہ بات سنی تو ان تینوں سے کہنے لگا اگر یہ نبی ہیں تو تم تینوں جنگ میں مارے جاؤ گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (مدینہ شریف میں منبر انور پہ تشریف فرما ہو کر حضور علیہ السلام فرما رہے تھے)
اَخَذَا الرَّأْيَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ، لو زید نے علم لے لیا ہے پس وہ شہید ہو گیا۔
ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ، اب جعفر نے جھنڈا پکڑ لیا تو وہ بھی شہید ہو گیا۔
ثُمَّ اَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ، دیکھو! اب عبداللہ بن رواحہ نے علم لے لیا ہے وہ بھی شہید ہو گیا۔
وَاِنَّ عَيْنَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِفَانِ، (یہ بیان کرتے ہوئے) حضور علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ مزید فرمایا:
ثُمَّ اَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ وَلِيْدٍ مِّنْ غَيْرِ اِمْرَأَةٍ فَفُتِحَ لَهٗ
پھر بغیر حکم کے حضرت خالد نے علم سنبھال لیا ہے اور انہیں فتح ہو گئی۔

نام نہاد کلمہ گووؤں (گوہ ووں) کو یہ کہنے کی توفیق تو مل گئی کہ دیکھو جنہیں حضور علیہ السلام نے امارت سونپی تھی ان کے ہاتھ پہ فتح نہ ہوئی اور حضرت خالد جو بغیر امیر بنائے علمبردار بن گئے ان کے ہاتھوں فتح ہو گئی۔ مگر جن کو حضور علیہ السلام نے امارت سونپی تھی ان کو شہادت کا رتبہ ملنا اور حضور علیہ السلام کا برسرِ منبر بیان کرنا یہ علم نبوت اور نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال نظر نہیں آ رہا اور غلاظت کی مکھی کی طرح ان کی قسمت میں غلاظت پہ بیٹھنا ہی لکھا ہوا ہے۔

مگر ہمارے علماء نے اس سے یہ مسئلہ اخذ فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ دیکھ رہا ہو کہ اہل اسلام کا اجتماعی یا انفرادی نقصان ہو رہا ہے اور اس میں صلاحیت موجود ہے وہ کام سرانجام دینے کی تو از خود وہ کام سرانجام دے سکتا ہے۔ (الایمان کلہ ادب)

حوالے

- ✷ جیسے کوئی مرے گا ویسے ہی اٹھایا جائے گا (نمبر ۱۲۶۶)
- ✷ رئیس المنافقین کا جنازہ پڑھنا (حدیث نمبر ۱۲۶۹)
- ✷ لعاب دہن اور قمیص سے نوازنا (نمبر ۱۲۷۰)
- ✷ قمیص کیوں پہنائی؟ (حدیث نمبر ۱۳۵۰)
- ✷ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا اگرچہ یہودی کا ہو اور اس حکم کا منسوخ ہونا، اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى (نمبر ۱۲۸۳) صبر تو صدمہ کے آغاز میں (قابل تعریف) ہے (حدیث نمبر ۱۳۰۹ تا ۱۳۱۳)
- ✷ جنازہ جلدی لے کر چلنا اور میت کا یہ کہنا قدمونی، مجھے جلدی لے چلو۔ (نمبر ۱۳۱۵-۱۳۱۶)

Marfat.com

* غربت کی فضیلت میں احادیث ص ۱۷۰، ص ۱۹۰، ۳۴۶،
* حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک سوال اور اس کا جواب (ص ۱۷۱ حاشیہ نمبر ۱۱)
* سورج کے طلوع وغروب کے وقت جنازہ نہ پڑھا جائے (ص ۱۷۶)
* مجھے تم سے شرک کا کوئی خطرہ نہیں (ص ۱۷۹) پوری تفصیل کے ساتھ یہ حدیث ہماری کتاب مقالات وخطبات میں دیکھئے
* ابن صیاد کے بارے حدیث (ص ۱۸۰-۱۸۱)
* حضرت عثمان بن مظعون کی قبر پہ بڑا پتھر رکھا گیا، (ص ۱۸۲)
* مردے کا جوتوں کی آواز سننا، انہ لیسمع قرع نعالھم، (ص ۱۸۳، ص ۱۸۴)

دعائے مصطفیٰ عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاء، اور عطائے خدا جَلَّ وَعَلَا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ (جنہوں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تربیت پائی کیوں کہ ان کی والدہ حضرت ابوطلحہ کے نکاح میں تھیں) فرماتے ہیں: ابوطلحہ کے ایک صاحبزادے بیمار ہوگئے پھر ان کا وصال ہوگیا جبکہ ابوطلحہ مدینے سے باہر گئے ہوئے تھے۔ جب ان کی اہلیہ نے دیکھا کہ بچہ تو فوت ہوگیا ہے تو کچھ کھانا تیار کیا اور بچے کو گھر کے ایک کونے میں سنبھال دیا۔ حضرت ابوطلحہ تشریف لائے اور انہوں نے پوچھا: بچہ کیسا ہے؟ عرض کیا: قد ھدات نفسہ وارجوا ان یکون قد استراح، سکون کے ساتھ ہے اور مجھے امید ہے کہ راحت پا گیا ہوگا (مراد ان کی یہی تھی کہ فوت ہوگیا ہے مگر توریۃً کلام کیا) ابوطلحہ سمجھے کہ (بچہ ٹھیک ہوگیا ہے اور میری بیوی) سچ کہہ رہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے (قربت کے ساتھ) رات گزاری، صبح غسل کیا اور جب ابوطلحہ باہر جانے لگے تو بیوی نے وضاحت کے ساتھ سارا کچھ بتا دیا۔ ابوطلحہ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ (صبح) کی نماز ادا کی پھر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بچے کی متعلق عرض کر دیا اس پر حضور علیہ السلام نے (رات کے واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا:

لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّبَارِکَ لَکُمَا فِیْ لَیْلَتِکُمَا (نمبر ۱۳۰۱)

امید ہے اللہ تعالیٰ تم دونوں کو تمہاری رات میں برکت عطا فرمائے گا۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں انصار کے ایک ساتھی نے مجھے بتایا کہ: میں نے حضرت ابوطلحہ کے نو بیٹے دیکھے، کلھم قد قرأ القرآن، سارے کے سارے قرآن مجید پڑھے ہوئے تھے۔

یعنی افضل ترین لوگوں میں سے تھے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بلکہ خود حضور علیہ السلام کے نزدیک افضل ترین شخص وہی ہوتا جو قرآن پڑھتا پڑھاتا، خیر کم من تعلم القرآن و علمہ، یہی وجہ ہے کہ احد کے شہداء کو جب دفن کرنے کا موقع آیا اور ایک ایک کپڑے میں دو دو شہداء کو لپیٹا گیا تو پہلے حضور پوچھتے:

Marfat.com

ایھم اکثر اخذا بالقرآن ان میں قرآن کس کو زیادہ یاد ہے؟

چنانچہ جس کی طرف اشارہ کیا جاتا اس کو پہلے لحد میں اتارا جاتا۔ دوسرے کو بعد میں (ج۱ص۱۸۰)

بہر حال معلوم ہوا! حضور علیہ السلام ابوطلحہ کے ماضی اور مستقبل کے تمام حالات سے باخبر تھے اور آپ کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے کس عظیم الشان طریقے سے قبول فرمایا۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا بڑھی شان سے جو دعائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

برکت کی دعا اور اس کی قبولیت

حضرت عبداللہ بن ہشام کی والدہ ماجدہ (زینب بنت حمید) انہیں بچپن میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے کر گئیں اور عرض کیا: حضور اس کو بیعت فرمالیں، فرمایا: ھو صغیر فمسح راسه ودعاله، یہ ابھی چھوٹا ہے پس آپ نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی۔ ان کے پوتے زہرہ بن معبد فرماتے ہیں: میرے دادا عبداللہ بن ہشام جب بھی غلہ خریدنے کے لئے بازار جاتے تو عبداللہ بن عمر اور ابن زبیر (رضی اللہ عنہم) (جیسے ماہرین تجارت) کہتے فیقولان له اشرکنا فان النبی صلی اللہ علیه وسلم قد دعالك بالبرکة، ہمیں بھی تجارت میں شریک کرلو کیونکہ حضور علیہ السلام نے تیرے لئے برکت کی دعا کی تھی، چنانچہ عبداللہ بن ہشام ان بزرگوں کو تجارت میں شریک کر لیتے، فربما اصاب الراحلة کما ھی، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ پورا پورا اونٹ منافع میں آجاتا۔ (۲۵۰۱-۲۵۰۲)

موسیٰ علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عزرائیل علیہ السلام کو (اللہ تعالیٰ کے جلالی پیغمبر) موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا، (روح قبض کرنے کے لئے اور جب عزرائیل علیہ السلام نے اس بات کا اظہار کیا تو) موسیٰ علیہ السلام نے عزرائیل علیہ السلام کو ایسا تھپڑ رسید فرمایا کہ عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ پھوٹ گئی۔ رب العالمین کی بارگاہ میں واپس گئے اور عرض کیا:

اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّا یُرِیْدُ الْمَوْتَ، تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔ اللہ پاک نے فرمایا: واپس جاؤ اور ان سے کہو بیل کی پشت پہ ہاتھ رکھیں جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال عمر بڑھادی جائے گی۔ (چنانچہ عزرائیل علیہ السلام نے آکر عرض کردیا تو) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: پھر کیا ہوگا؟ عرض کیا پھر موت، تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ابھی سہی۔ اور اللہ سے سوال کیا پتھر پھینکنے کے فاصلے کی مقدار مجھے (ارض مقدس) بیت المقدس کے قریب (میری قبر کا انتظام) کردے، حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فَلَوْ کُنْتُ ثَمَّ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَہٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ (نمبر ۱۳۳۹)

اگر میں وہاں ہوتا تو ان کا مزار پرانوار (جس میں وہ معراج کی رات کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھ رہے تھے اور میں دیکھ

Marfat.com

رہا تھا) تمہیں ضرور دکھاتا جو راستے کے کنارے سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس ہے۔

خدا کے فرستادہ کے ساتھ یہ معاملہ؟

عجیب بات ہے کہ ہمارے بھیجے ہوئے معمولی بندے کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ کرے جو موسیٰ علیہ السلام نے عزرائیل علیہ السلام کے ساتھ کیا تو بعض دفعہ جنگ شروع ہو جاتی ہے اور خدا کے بھیجے ہوئے کے ساتھ ایسا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تک نہیں۔ معلوم ہوا! ہمارا معاملہ اور ہوتا ہے اور اللہ کے پیاروں کا معاملہ اور ہوتا ہے۔ اسی بات کی کچھ بدمذہبوں اور جہمیہ کو سمجھ نہ آئی اور انہوں نے اس حدیث کی صحت کا ہی انکار کر دیا۔ یہ بھی یاد رکھو! جب بارگاہِ موسوی کی یہ شان ہے تو پھر بارگاہِ مصطفوی کی عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ یہ بھی معلوم ہوا! متبرک مقامات میں دفن ہونے کی خواہش کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی علیہ السلام کی ظاہری زندگی کی اخروی زندگی کے لئے سب سے بڑی خواہش تھی اور اگر اس میں اخروی فائدہ نہ ہوتا تو آپ کیوں ایسی خواہش کرتے۔ لہٰذا اُمت محمدیہ علیٰ صاحبها الصلوٰۃ والسلام کے اولیاء کرام کی قبور (جہاں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا رہتا ہے) کے پاس دفن ہونیکی جگہ مل جانا یا جنت البقیع میں دفن ہونے کی خواہش کرنا اور اس خواہش کا پورا ہو جانا بڑی سعادت ہے۔

ہمارے آقا علیہ السلام کی خدمت کرنے والا یہودی کا بچہ آگ سے بچ گیا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک یہودی کا لڑکا (عبدالقدوس) حضور علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو حضور علیہ السلام اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر فرمانے لگے، اَسْلِمْ، اسلام لے آ۔ اس بچے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا، باپ نے کہا: اطع ابا القاسم، ابوالقاسم (محمد رسول اللہ) کی بات مان لے چنانچہ وہ اسلام لے آیا (اور اللہ کو پیارا ہو گیا) حضور علیہ السلام وہاں سے نکلے تو (خوشی سے یوں اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ (نمبر۱۳۵۶) تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچالیا۔

✵ حضور علیہ السلام کا فرمان: کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ اویمجسانہ (نمبر۱۳۸۵)

ہر بچہ فطرت (اسلام) پہ پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کے صاحبزادے (حضرت ابراہیم) کی وفات کا واقعہ:

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا (رضاعت کے دوران) وصال ہوا تو آپ نے فرمایا: ان له مرضعا فی الجنة (نمبر۱۳۸۲) بے شک اس کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی (جنت کی حور) کا انتظام کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ ابو سیف لوہار کے گھر گئے اور حضور علیہ السلام کے صاحبزادے ابراہیم انہی کے گھر پرورش پا رہے تھے (ابراہیم پہ نزع کا عالم طاری تھا) حضور علیہ السلام نے بیٹے کو ہاتھوں پہ لیا، بوسہ دیا، سونگھا (واپس آ گئے) پھر ہم گئے تو ابراہیم آخری سانس لے رہے تھے (یہ منظر دیکھ کر) حضور علیہ السلام کی آنکھیں بہنے لگیں تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا، آپ بھی یا رسول اللہ (رو رہے ہیں مطلب یہ تھا کہ یہ رونا کہیں صبر کے خلاف تو نہیں) فرمایا: یہ رحمت ہے۔ پھر دوبارہ حضور علیہ السلام کے آنسو نکلے اور فرمایا:

اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا اِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ،

بے شک آنکھ روتی ہے، دل غم سے بھرا ہوا ہے مگر زبان پہ وہی جاری ہوگا جو ہمارے رب کو پسند ہے اور اے ابراہیم ہم تیری جدائی میں بہت غمگین ہیں (نمبر ۱۳۰۳)

(بخاری شریف پارہ نمبر ۵ کی منتخب احادیث کے حوالہ جات تمام ہوئے)

حوالے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن ہونے کے لئے اجازت طلب کرنا، نمبر ۱۳۹۲

* فوت شدہ کے لئے صدقہ کرنا ص ۱۸۶، ص ۳۸۶،
* حضور علیہ السلام کی قبر انور اونٹ کی کوہان کی طرح ہے، ص ۱۸۶،
* من ابتلی من هذه البنات بشیء کن له ستر امن النار، ص ۱۹۰،

جو شخص بچیوں کی آزمائش میں ڈالا گیا تو یہ بچیاں اس کے لئے آگ سے پردہ ہوں گی۔

* عرش کا سایہ کس کس کو نصیب ہوگا؟ ص ۱۹۱،
* حضرت حکیم بن حزام (صحابی رسول علیہ السلام) کا عزم مصمم، حضور علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ آپ کے علاوہ کسی سے کچھ نہ مانگوں گا تو حضرت عمر کے دور میں اپنا حق بھی نہ لیتے، حضرت عمر کو اعلان کرنا پڑتا کہ میں ان کو ان کا حق دیتا ہوں یہ نہیں لیتے، حتی تو فی یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی، (ص ۱۹۹، ص ۳۸۴، ص ۴۸۵)
* کسی سے صدقہ کا مال خرید لینا جو خود نہ دیا ہو جائز ہے۔ (ص ۲۰۱)
* اُحُدٌ جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ (نمبر ۱۴۸۲)

احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

* حضرت امام حسن کو صدقہ کی کھجور منہ میں ڈالنے پر فرمایا۔

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ لَا یَاْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ (نمبر ۱۴۸۵)

Marfat.com

کیا تو جانتا نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ (دوسری روایت میں ہے)

اَمَا شَعُرْتَ اَنَّا لَانَاكُلُ الصَّدَقَةَ (نمبر ۱۴۹۱)

(کیا تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے)

✸ حضرت بریرہ کے متعلق صدقہ کے گوشت کے بارے میں فرمایا:

هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدْيَةٌ (نمبر ۱۴۹۴)

وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

✸ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ اَبِىْ اَوْفٰى (نمبر ۱۴۹۷)

اے اللہ ابو اوفیٰ کی آل پہ صلاۃ بھیج۔

✸ بنی اسرائیل کا مقروض اور مدد الٰہی (نمبر ۱۴۹۸)

✸ توکل یہ نہیں کہ خالی ہاتھ گھر سے نکل پڑے اور پھر لوگوں سے **بھیک مانگتا پھرے**۔ (نمبر ۱۵۲۳)

✸ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حجۃ الوداع میں شرکت (نمبر ۱۵۵۵)

✸ میں کسی کے کہنے پر اپنے آقا علیہ السلام کی سنت نہیں چھوڑ سکتا، فرمان **علی شیرِ خدا**۔ (نمبر ۱۵۶۳)

حضرت عمر اور حجر اسود:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (طواف کرتے ہوئے) حجر اسود کے پاس تشریف لائے اس کا بوسہ لیا اور فرمایا:

اِنِّىْ اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَّا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّىْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يُقَبِّلُكَ مَاقَبَّلْتُكَ (نمبر ۱۵۹۷)

میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے (ذاتی طور پر تو) نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے اگر میں نے حضور علیہ السلام کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔

اس فرمان کی تمام تر تفصیلات ہماری کتاب فضائل ومسائل حج وزیارت میں دیکھئے۔ یہاں اتنی بات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی وجہ، حکمت اور کنہ جاننے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان کے حکم کی اتباع لازم ہے اگرچہ علت وسبب معلوم نہ ہو۔ ورنہ کبھی انسان گمراہ بھی ہو سکتا ہے، کیونکہ بسا اوقات ایک انسان دوسرے انسان کی باتوں کی کنہ جاننے سے عاجز ہو جاتا ہے تو پھر اللہ ورسول کے ہر حکم کی علت وکنہ کس طرح معلوم کر سکتا ہے؟ کیا ہمارے لئے ان کے ارشادات پہ اس لئے ہی عمل کرنا ضروری نہیں کہ یہ ہمارے اللہ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اور بندے کی سعادت ہے کہ ان کی طرف سے اسے کوئی حکم آ جائے۔

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم　　　دو کریموں میں گنہگار کی بن آئی ہے

اور پھر ہر کام کے جو فضائل بیان کر دیئے گئے اگر ان سے بھی عمل کا جذبہ پیدا نہ ہو تو کنہ جاننے سے بھی کچھ نہ ہوگا۔ حجر اسود

Marfat.com

کے فضائل میں یہ ہے کہ یہ اپنے چومنے والوں کی شفاعت کرے گا، یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ بنی آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا (ترمذی)

من فاوضه فانما یفاوض ید الرحمٰن، (ابن ماجہ باب فضل الطواف)

جس نے اس کا بوسہ لیا اس نے اللہ تعالیٰ کے ید قدرت کا بوسہ لیا اور پھر یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یہ ساری فضیلتیں خود ہمارے آقا علیہ السلام نے بیان فرمائیں ورنہ

؎ کہاں یہ مرتبے اللہ اکبر سنگ اسود کے یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

جو کام حضور پاک نے کیا ہم وہ کبھی نہ چھوڑیں گے

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مذکورہ کلمات کہنے کے بعد یوں فرمایا:

ومالنا وللرمل انا كنار اینا المشركين وقد اهكلهم الله

اور ہمیں کیا کام رمل (دوران طواف اکڑ کر چلنے) سے ہم نے تو مشرکوں کو دکھانے کے لئے (کہ ہم مدینہ شریف جا کر کمزور نہیں ہوتے بلکہ طاقتور ہوئے ہیں) رمل کیا تھا (لیکن اب اگرچہ وہاں مشرکین نہیں ہیں مگر رمل پھر بھی ضرور کریں گے کیونکہ)

شیء صنعه رسول الله صلى الله عليه وسلم فلانحب ان نتركه

جو کام حضور علیہ السلام نے کیا ہے ہم اس کو چھوڑ دینا ہرگز پسند نہیں کرتے (نمبر ۱۶۰۵) چھٹے پارے کی منتخب احادیث کے حوالہ جات مکمل ہوئے۔

حوالے

✷ لاصلوٰة بعد صلاتين بعد العصر حتى تغرب الشمس وبعد الصبح حتى تطلع الشمس (ص ۲۵۱)
دو نمازوں کے بعد (نفلی) نماز نہیں عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔

✷ العمرة الى العمرة كفارة لما بينهما والحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة (حدیث نمبر ۱۷۷۳)
ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزاء تو جنت ہے۔

✷ مدینہ شریف کو یثرب نہ کہو اور دیگر فضائل مدینہ پہ احادیث ص ۲۵۲ سے، مابين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة ومنبري على الحوض، (حدیث نمبر ۱۸۸۸) میرے گھر سے منبر تک جنت کا باغ ہے اور میرا منبر حوض کوثر پہ ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کا بخار میں اشعار پڑھنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ پاک تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما بخار میں مبتلا ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق کو جب بخار چڑھتا تو یہ شعر پڑھتے۔

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرنے والا ہے اور حال یہ ہے کہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

اور حضرت بلال کا جب بخار ٹوٹتا تو ترنم (سُر) کے ساتھ بآواز بلند یہ اشعار (رباعی) پڑھتے۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَ جَلِيْلُ

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَ طَفِيْلُ

کاش ایک رات میں ایسی وادی سے گزرتا کہ میرے ارد گرد اذخر اور جلیل (گھاس) ہوتی اور کیا کسی دن مجنہ کے مقام سے بھی گزر سکوں گا اور کیا میری نظر میں شامہ اور طفیل (پہاڑ یا چشمے) ہوں گے۔(نمبر ۱۸۸۹)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعائے مدینہ:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ حضرت عمر شہید کر دیئے گئے ہیں یا شہید کئے جائیں گے، جب یہ خواب انہوں نے حضرت عمر کے سامنے بیان کیا تو حضرت عمر نے فرمایا: میرے لئے شہادت کہاں؟ میں تو جزیرہ عرب کے درمیان رہتا ہوں، جہاد پہ جاتا نہیں، لوگ ہر وقت میرے گرد رہتے ہیں پھر فرمایا: (شہادت) نصیب ہوگی انشاء اللہ تب سے آپ دعا کرنے لگے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ (صلی اللہ علیہ وسلم)(حدیث نمبر ۱۸۹۰)

اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہید ہونے کی دولت سے مالا مال فرما اور میری وفات (شہادت) تیرے رسول کے شہر میں ہو،

لوگ حیران تھے کہ شہادت بھی مانگتے ہیں اور وہ بھی مدینہ شریف میں، ظاہر ہے شہادت تو میدان جنگ میں ملتی ہے مگر پتہ تب چلا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی دعا کو من وعن قبول فرما لیا اور دوران نماز ایک مجوسی کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے۔

؎ جو تیرے منہ سے نکلی وہ بات ہو کے رہی

ایک مزدور صحابی کی برکت سے اُمت پہ آسانی:

ابتداء میں رمضان کا پورا مہینہ صرف افطاری اور سونے سے پہلے تک کھانے کی اجازت تھی۔ حضور علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت قیس بن صرمہ جو محنت و مزدوری کر کے اپنا گزارا کرتے تھے روزہ کی حالت میں سارا دن مشقت کرنے کے بعد شام کو گھر آئے اور اپنی بیوی سے افطاری کے وقت کھانا طلب کیا۔ بیوی نے کہا: کھانا تو نہیں ہے لیکن میں کہیں جا کر تیرے لئے

Marfat.com

کھانا لاتی ہوں، بیوی کو واپس آتے ہوئے دیر ہوگئی یہ سارا دن کام کاج کی تھکاوٹ کی وجہ سے سو گئے، بیوی نے واپس آکر دیکھا تو کہا: خيبة لك، تیرے لئے محرومی ہے، اگلے دن پھر اسی طرح روزے کی حالت میں کام کرتے ہوئے بے ہوش ہو گئے، ان کا معاملہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرما کر ان کے صدقے پوری اُمت پہ کرم فرمادیا اور سحری تک کھانے کی اجازت ہوگئی۔

(اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ، البقرہ آیت نمبر ۱۸۷ (حدیث نمبر ۱۹۱۵))

میں تم جیسا نہیں ہوں (فرمان نبوت):

حضور علیہ السلام نے صوم وصال رکھے (جس روزے میں نہ سحری ہوتی ہے نہ افطاری نہ کچھ کھایا جائے نہ پیا جائے) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی ایسا ہی کرنا شروع کردیا تو ان پہ شاق گزرا (اور بھوک پیاس کی شدت نے انکو کمزور کردیا) تب حضور علیہ السلام نے انہیں منع فرمادیا، انہوں نے عرض کیا آپ بھی تو ایسا کرتے ہیں؟ فرمایا: لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، اِنِّیْ اَظَلُّ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی، میں تم جیسا نہیں مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے (نمبر ۱۹۲۲) وفی روایة لست کاحدمنکم انی اطعم واسقی (نمبر ۱۹۶۱) اوانی ابیت اطعم واسقی اوفی روایة انی لست مثلکم انی اطعم واسقی (نمبر ۱۹۶۲) وفی روایة انی لست کھیئتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقین (۱۹۶۳) وفی روایة انی لست کھیئتکم انی یطعمنی ربی ولیسقینی (نمبر ۱۹۶۴) وفی روایة انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی (نمبر ۱۹۶۵)۔

✵ روزہ توڑنے والے کو کھجوروں کا ٹوکرا عطا فرمادیا، (حدیث نمبر ۱۹۳۶) اس حدیث کی ایمان افروز شرح ہماری کتاب فضائل ومسائل رمضان میں دیکھیے۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

(پارہ نمبر ۷ کی منتخب احادیث کے حوالے مکمل ہوئے)

بچوں کا روزہ:

ایک شخص نے رمضان شریف کے مہینے میں شراب پی لی اسے حضرت عمر فاروق کے پاس لایا گیا تو وہ پھسل گیا اس پر آپ نے فرمایا: تیرا برا ہو ہمارے تو بچے بھی روزے سے ہیں پھر اس کو اسی کوڑے مارے اور ملک شام کی طرف جلاوطن کردیا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب رمضان کے روزے فرض نہیں تھے اور دس محرم کا روزہ فرض تھا تو حضور علیہ السلام نے عاشورہ کے دن انصار کی آبادی میں پیغام بھیجا کہ جس نے صبح اس حال میں کی ہے کہ وہ روزے سے نہیں تھا تو بقیہ دن وہ روزہ دار کی طرح رہے اور جس نے صبح روزے کی حالت میں کی ہے تو وہ سارا دن روزے سے رہے۔ راویہ کہتی ہیں اس کے بعد ہم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور بچوں سے بھی روزہ رکھواتے تھے اور اون کے کھلونے دیکر ان کا دل بہلاتے تھے یہاں تک کہ افطاری کا وقت ہو جاتا۔

(نمبر ۱۹۶۰)

Marfat.com

✻ حضور علیہ السلام شعبان کے تمام روزے رکھتے (ص ۲۶۴) حاشیہ نمبر ۶ میں ہے ای اکثرہ، کیونکہ عربوں کی عادت ہے اذا صام احد اکثر الشهر میں قالو اصام کله، جب کوئی مہینے کے اکثر دن روزہ رکھے تو کہتے ہیں اس نے پورا مہینہ روزے رکھے۔

✻ تین دنوں سے کم میں قرآن پاک کی تلاوت مکمل نہ کی جائے۔ (ص ۲۶۵)

✻ حضرت عمر نے فرمایا: نعم البدعة هذه نماز تراویح کی باجماعت پورا مہینہ ادائیگی بڑی اچھی بدعت ہے۔ (ص ۲۶۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ریشم سے زیادہ نرم اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا مَسَسْتُ حَرِيْرَةً وَّلَا حَرِيْرَةً اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمَمْتُ مِسْكَةً وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ رَائِحَةً مِّنْ رَّائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (حدیث نمبر ۱۹۷۳)

میں نے نہ کسی ریشم کو اور نہ ریشمی کپڑے کو حضور علیہ السلام کی ہتھیلی سے زیادہ نرم پایا اور نہ کستوری و عنبر کو حضور علیہ السلام (کے جسم اقدس) کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار پایا۔

جس کے ہر خط میں ہے موج نور کرم — اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی مہک پہ مہکتی دورد — پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

حضرت انس کیلئے حضور علیہ السلام کی دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام میری والدہ حضرت ام سلیم کے ہاں تشریف لائے تو والدہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں چھوہارے اور گھی پیش کیا، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا گھی کو مشک میں اور چھوہاروں کو واپس برتن میں لوٹا دو کیونکہ میں روزے سے ہوں، اس کے بعد حضور علیہ السلام نے گھر کے ایک کونے میں نفلی نماز ادا فرمائی اور گھر والوں کے لئے دعائے برکت کی۔ اس کے بعد والدہ نے عرض کیا! حضور میرا بیٹا اور آپ کا خادم انس ہے پس حضور علیہ السلام نے میرے لئے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کی دعا فرمائی جس کے الفاظ یہ تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّوَلَدًا وَّبَارِكْ لَهٗ (نمبر ۱۹۸۲)

اے اللہ! اس (انس) کو مال و اولاد سے نواز دے اور اسے برکت عطا کر۔

حضرت انس فرماتے ہیں (یہ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت ہے دیکھ لو) فانی لمن اکثر الانصار مالا، میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں (اور جہاں تک اولاد کا تعلق ہے تو) میری بیٹی اُمینہ نے مجھے بتایا کہ بصرہ میں حجاج بن یوسف کے

Marfat.com

آنے تک میری صلب کے ایک سوبیس سے زیادہ اشخاص دفن ہو چکے ہیں (اور اپنی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی)

ایک علمی نکتہ

قرآن مجید میں جہاں بھی ما ادرٰك آیا ہے ابن عیینہ کے مطابق اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو اس کا علم دے دیا ہوتا ہے، بخلاف وما یدریك کے، حالانکہ وما یدریك لعله یزکی سے ابن عیینہ کا یہ قائدہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ الاعمٰی (ابن ام مکتوم) کا مسلم مخلص ہونا تو سب کو معلوم تھا چہ جائیکہ حضور علیہ السلام کو معلوم نہ ہو یا یہ کہ آیت کے نزول تک علم نہ تھا۔ اس تعلیق سے مقصود یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو شب قدر کا علم تھا کیونکہ وہاں بھی وما ادرك ما لیلة القدر ہے (ص ۲۷۰) حضور علیہ السلام نے ظاہری زندگی کا آخری اعتکاف بیس دن اسی لئے کیا تھا، انه علم بانقضاء اجله فارا دان یستکثر من اعمال الخیر (ص ۲۷۴ حاشیہ نمبر ۴ بحوالہ فتح الباری) آپ کو معلوم تھا میری ظاہری زندگی پوری ہونے والی ہے تاکہ اعمال خیر کی کثرت ہو جائے اور اُمت کے لئے محنت کا ایک سنت طریقہ متعین ہو جائے۔

شیطان کسی کے دل میں کسی کے متعلق بھی وسوسہ ڈال سکتا ہے:

حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ حضور علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ وہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں حالت اعتکاف میں حضور علیہ السلام کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں، تھوڑی دیر تک باتیں کرنے کے بعد واپس جانے لگیں تو حضور علیہ السلام انہیں واپس بھیجنے کیلئے اٹھے، جب وہ مسجد کے اس دروازے پہ پہنچیں جو حضرت ام سلمہ کے حجرے کے پاس ہے تو انصار کے دو شخص وہاں سے گزرے اور انہوں نے حضور علیہ السلام کو سلام عرض کیا آپ نے فرمایا: علی رسلکما، یہیں ٹھہر جاؤ اور سنو یہ (میری بیوی) صفیہ بنت حیی ہے۔ فقال سبحان اللہ یارسول اللہ وکبر علیهما، عرض کیا سبحان اللہ اے اللہ کے رسول (یعنی ہم آپ کے بارے میں بھلا کوئی ایسا گمان کرسکتے ہیں) اور ان پر یہ معاملہ شاق گزرا تب حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الشَّیْطَانَ یَبْلُغُ مِنَ ابْنِ اٰدَمَ (الْاِنْسَانِ) مَبْلَغَ الدَّمِ وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَّقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِکُمَا شَیْئًا

(نمبر ۲۰۳۵)

بے شک شیطان انسان کے جسم میں خون کی جگہ پہنچ جاتا ہے اور مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں (میرے بارے) کچھ (بدگمانی) نہ ڈال دے۔

معلوم ہوا! اپنے آپ کو جہاں تک ہو سکے شکوک وشبہات کا نشانہ نہ بننے دیا جائے۔ بعض لوگ اس چیز کی پرواہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں جب ہم ٹھیک ہیں تو کوئی جو چاہے کہتا پھرے یا معاملہ اللہ پہ چھوڑ دیتے ہیں اور خود کچھ نہیں بولتے یہ بھی درست نہیں بلکہ کم از کم زبان کی حد تک تو اپنی صفائی پیش کر دینی چاہیئے آخر زبان بھی تو اللہ نے ہی دی ہے اور بولنے ہی کے لئے دی ہے تو جب آپ اپنا دفاع نہیں کر رہے تو دوسرا مسلمان آپ سے کیا توقع رکھ سکتا ہے کہ آپ اس کی جان، مال، عزت وآبرو کے محافظ

Marfat.com

بنیں گے۔

یہ بھی معلوم ہوا! معتکف مباح امور میں مصروف ہوسکتا ہے لوگوں سے ملاقات کرسکتا ہے، کسی کام کے لئے اس کی بیوی اس سے بات چیت کرنے کے لئے مسجد میں جاسکتی ہے، نیز بضرورت عورت رات کو گھر سے باہر جاسکتی ہے، گزرنے والے لوگ معتکف کو سلام کرسکتے ہیں۔

✱ حضور علیہ السلام نے گری پڑی کھجور کے بارے میں فرمایا:

لولا ان تکون صدقة لا کلتها، اگر اس کے صدقہ کی کھجور ہونے کا شبہ نہ ہوتا تو میں اس کو کھالیتا۔ (نمبر ۲۰۵۵)

حضرت ابوہریرہ نے دامن پھیلا دیا اور حضور نے ان کا دامن بھر دیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جب لوگوں نے کہا کہ کیا وجہ ہے مہاجرین وانصار میں سے اتنی احادیث کوئی بھی روایت نہیں کرتا جتنی کہ ابوہریرہ کرتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: میرے بھائی انصار ومہاجرین تو اپنے کاروبار میں مصروف رہتے تھے اور میں حضور علیہ السلام کی صحبت میں پابندی کے ساتھ بیٹھتا کیونکہ میں صفہ کے مسکینوں میں سے ایک مسکین تھا اور حضور علیہ السلام کے فرمان یاد کرتا رہتا تھا، حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا: جو اپنا دامن پھیلائے گا جب میں اپنے ارشادات سے نوازوں پھر اپنا کپڑا لپیٹ لے اس کو میری باتیں یاد رہیں گی۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نے ایسے ہی کیا اور کپڑا لپیٹ کر سینے سے لگالیا۔

فمانسیت من مقالة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلك من شیء (نمبر ۲۰۴۷)

تب سے لے کر میں کبھی بھی حضور علیہ السلام کی کوئی بات نہیں بھولا، پیچھے حدیث نمبر ۱۱۹ گزر چکی ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام سے اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا:

ابسط رداك، اپنا دامن پھیلا، میں نے دامن پھیلا دیا، فغرف بیدیه، آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس میں ڈالا اور فرمایا: لپیٹ لے میں نے لپیٹ کر سینے سے لگالیا، فما نسیت شیئا بعد، آج تک میں کچھ نہیں بھولا۔

بلکہ فرمایا: خاص مجھے حضور علیہ السلام نے دو علم عنایت کئے ایک وہ جو پھیلا رہا ہوں (علم حدیث) دوسرا اگر ظاہر کردوں تو لوگ میری گردن کاٹ دیں (نمبر ۱۲۰)

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں　　　دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

✱ حضور علیہ السلام نے ایک صحابی پہ زرد رنگ (کی خوشبو) کا نشان دیکھا اور پوچھا: کیا شادی کر لی ہے؟ عرض کی جی..... فرمایا:

اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ، ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری کیساتھ۔ (ص ۲۷۵)

Marfat.com

اخوت اس کو کہتے ہیں.......:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں جب ہم (ہجرت کر کے) مدینہ شریف آئے تو حضوعلیہ السلام نے (مواخات) مدینہ کے موقع پر میرے اور حضرت سعد بن ربیع کے درمیان مواخاۃ (بھائی چارگی) قائم کی، حضرت سعد نے (مجھے) کہا میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، میں آپ کو آدھا مال دیتا ہوں اور میری دونوں بیویوں میں سے جو آپ کو زیادہ پسند ہو میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں اور جب عدت گزر جائے اور وہ تیرے لئے حلال ہو جائے تو اس سے نکاح کر لینا، میں نے ان کو کہا: مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں، مجھے بازار کے بارے میں بتا دو جہاں تجارت ہوتی ہو، انہوں نے قینقاع بازار کا بتایا اور حضرت عبدالرحمٰن روزانہ پنیر اور گھی لے کر جاتے (اللہ تعالیٰ نے برکت دی ان کی شادی بھی ہوگئی اور جیسا کہ گزرا حضور علیہ السلام نے ان کو ولیمہ کا حکم دیا اگرچہ ایک بکری کا ہو) (نمبر ۲۰۴۸)

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں | تو ہندوستان کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

حوالے

- جو رزق میں برکت چاہتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔ (ص ۲۷۷)
- حضور علیہ السلام نے یہودی کے پاس اپنی درع (ذرع) گروی رکھ کر اپنے گھر والوں کے لئے جو لئے ص ۲۷۸،
- حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ بنے تو فرمایا: میرا کاروبار میرے گھر والوں کے لئے کافی تھا۔ اب میں مسلمانوں کے لئے کام کروں گا اور میرے گھر والے اس مال (بیت المال) سے کھائیں گے،
- ص ۲۷۸، واشمہ (جسم کو گودنے والی) اور مستوشمہ (گودوانے والی) پہ لعنت، ص ۲۸۰،
- لفظ عرس بمعنی شادی حدیث میں (ص ۲۸۰، مشکوۃ شریف ص ۵۷۷)

استن حنانہ از ہجرِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم):

انصار کی ایک عورت نے اپنے بڑھئی بیٹے سے حضور علیہ السلام کی اجازت کے ساتھ منبر بنوا کر سرکار کو پیش کیا اس سے پہلے حضور علیہ السلام کھجور کے ایک پرانے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، جب اگلا جمعہ آیا تو آپ منبر پہ جلوہ گر ہوئے تو وہ تنا چیخنے لگا اور قریب تھا کہ پھٹ جاتا۔ حضور علیہ السلام منبر سے اترے اور اس تنے کو اپنے سینے کے ساتھ چمٹا لیا تو وہ تنا اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے سکون آگیا۔ فرمایا: یہ اس لئے رویا ہے کہ ذکر سنا کرتا تھا (جس سے اب محروم ہو گیا) حدیث نمبر ۲۰۹۵، اس واقعہ کو مولانا روم نے مثنوی شریف میں جس محبت سے بیان کیا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا:

پچھ لکڑی دے اوس ستون کولوں | مار دیندی جدائی حضور دی اے

Marfat.com

حضرت جابر کے ساتھ حضور علیہ السلام کا لین دین:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تو میرا اونٹ تھک گیا اور میں پیچھے رہ گیا، حضور علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے پیچھے رہ جانے کا سبب پوچھا جو میں نے عرض کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے اپنی سواری سے اتر کر میرے اونٹ کو اپنے عصا مبارکہ سے مارا پھر مجھے فرمایا: سوار ہو جا میں سوار ہو گیا تو وہ اتنا تیز دوڑنے لگا کہ روکنے سے بھی رکتا نہ تھا۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں حضور علیہ السلام کے برابر نہ ہو جائے۔ پھر حضور علیہ السلام نے مجھ سے شادی کے بارے میں پوچھا میں نے بتایا: شادی ہو چکی ہے، فرمایا: کنواری عورت سے یا ثیبہ (پہلے سے بیاہی ہوئی مطلقہ یا بیوہ) سے میں نے عرض کیا۔ ثیبہ سے فرمایا: کنواری سے کیوں نہ کی تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے کھیلتی، میں نے عرض کیا میرے گھر میں میری بہنیں ہیں تو مجھے یہی اچھا لگا کہ ایسی عورت آئے جو ان کو اکٹھا رکھے۔ انہیں کنگھی کرے اور ان کی نگہبانی کرتی رہے۔ فرمایا: سنو! تم گھر پہنچ کر (ازدواجی زندگی کے بارے میں) خوب سمجھداری سے کام لینا پھر فرمایا: اونٹ بیچو گے؟ میں نے عرض کیا جی چنانچہ آپ نے ایک اوقیہ کے بدلے مجھ سے اونٹ خرید لیا، پھر یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام مجھ سے ایک دن پہلے مدینہ پہنچ گئے میں اگلے دن پہنچا تو آپ کو مسجد کے دروازے پہ پایا، آپ نے پوچھا: اب آئے ہو؟ میں نے عرض کیا جی، فرمایا: اپنا اونٹ یہاں چھوڑ دو اور مسجد میں جا کر دو رکعت پڑھ لو۔ میں نے نماز پڑھی تو آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ مجھے ایک اوقیہ تول دے اور انہوں نے (حضور علیہ السلام کے حکم سے) مجھے کچھ زیادہ ہی تول دی پھر میں واپس مڑا تو آپ نے مجھے بلوایا میں سوچ رہا تھا ہو سکتا ہے حضور یہ سودا واپس کر دیں اور یہ میرے لئے بہت برا ہو گا لیکن آپ نے فرمایا:

خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ (حدیث نمبر ۲۰۹۷) اونٹ بھی لے جا اور قیمت بھی لے جا۔

اس طرح کا ایک واقعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان سے اونٹ خریدا اور ان کے بیٹے عبداللہ کو عطا فرما دیا۔ (ص ۲۶۱۱)

علماء کرام و پیرانِ عظام کے لیے

اس حدیث کو آج کل کے پیرانِ کرام غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ ہمارے آقا علیہ السلام اپنے غلاموں کی کس طرح خبر گیری فرماتے اور ان سے خیر خواہی کرتے، ان کے گھریلو حالات پوچھتے، مسائل حل فرماتے اور لین دین کے معاملہ میں کیسا کریمانہ سلوک فرماتے۔ صرف نذرانے بٹور کر مرید کی جیب کو خالی کرتے رہنا اور اپنی جیبیں بھرتے رہنا، مرید کی غربت کا کوئی خیال نہ کرنا اور خود امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ دکھانا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں تھا۔

صرف پیروں کو اس لئے مخاطب کیا ہے کہ مذہبی طبقے میں عموماً یہی صاحب حیثیت ہوتے ہیں ورنہ وہ علماء جن کو اللہ تعالیٰ نے وسعت سے نوازا ہے ان کی بھی یہی ذمہ داری ہے کیونکہ ان طبقات کا احترام اور ان کی خدمات میں نذرانہ جات صرف دین اسلام کے حوالے سے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت غلامی کی وجہ سے آتے ہیں لہٰذا یہ لوگ اس پر عمل نہیں کریں

Marfat.com

گے تو اور کون کرے گا؟

آتا ہے فقیروں سے انہیں پیار کچھ ایسا　　　خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

حوالے

✵ تورات میں حضور علیہ السلام کی شان، بڑی شاندار تقریری حدیث نمبر ۲۱۲۵، ہماری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ میں اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

✵ حضور علیہ السلام نے امام حسن کو سینے سے لگایا، بوسہ لیا اور فرمایا: اللهم انی احبه واحب من یحبه، اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ محبت کرنے والے سے بھی محبت کرتا ہوں یا معنیٰ یہ ہے کہ تو بھی اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرتا ہے (ص ۲۸۵، حدیث نمبر ۲۱۲۲)

✵ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوسفیان کی بیوی کو ان کے مال سے بقدر ضرورت خفیہ لینے کی اجازت دی۔ (ص ۲۹۴)

میں نے حضور علیہ السلام سے مدد طلب کی، حضرت جابر:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد ماجد عبداللہ بن عمرو بن حرام کا وصال ہو گیا اور ان پہ قرض (بہت تھا جو میں ادا نہیں کر سکتا) تھا: فَاسْتَعَنْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، تو میں نے حضور علیہ السلام سے مدد طلب کی اور حضور علیہ السلام نے ایسی مدد فرمائی کہ تمام قرض بھی اتر گیا اور کھجوروں کا ڈھیر بھی اسی طرح رہا؛ یہ ایمان افروز واقعہ ہماری کتاب الباقیات الصالحات میں دیکھئے۔ یہاں اتنا سمجھ لیں کہ کیا حضرت جابر ایاك نستعین نہیں پڑھا کرتے تھے؟ تو پھر انہوں نے اس کا کیا معنی سمجھا؟ اور پھر ان کے ان الفاظ پہ اُمت میں سے کبھی کسی نے اعتراض کیا؟ تو پھر ہمارے لئے یہ کہنا کیوں ناجائز ہو گیا۔

یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

اس واقعہ میں ایک جگہ ہے کہ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سارا قرضہ ادا کر دیا تو عصر کی نماز کے وقت فارغ ہو کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی کہ قرضہ بھی ادا ہو گیا اور کھجوریں بھی اتنی بچ گئیں: کانه لم یمس، گویا کہ ان کو چھوا ہی نہیں گیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اخبر ذلك ابن الخطاب، اس بات کی اطلاع عمر بن الخطاب کو بھی دے۔ جب حضرت جابر نے حضرت عمر کو بتایا تو انہوں نے حضرت جابر سے فرمایا:

لقد علمت حین مشی فیها رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لیبارکن فیها (بخاری ج ۱ ص ۳۲۲ ص ۳۲۴)

مجھے تو اس وقت ہی پتہ چل گیا تھا جب حضور علیہ السلام اس سلسلہ میں آپ کے ہاں چل پڑے تھے کہ ضرور برکت ہو گی۔ معلوم ہوا! حضور علیہ السلام چاہتے ہیں کہ میری فضیلت کی بات کا میرے غلاموں کے پاس تذکرہ کیا جائے۔ تبھی تو حضرت جابر کو فرمایا: جا کر عمر کو بھی بتاؤ۔ لہٰذا محافل سجا کر حضور علیہ السلام کی عظمتوں کو بیان کرنے سے حضور خوش ہوئے ہیں۔ اس کام میں ہمارے بزرگوں نے زندگیاں بے کار ہی نہیں کھپا دیں۔ حضرت میاں محمد بخش کے چند اشعار پڑھ لیں۔

Marfat.com

واہ کریم اُمت دا والی تے مہر شفاعت کردا — جبرائیل جہے جس چاکر نبیاں دا سرکردہ
اوہ محبوب حبیب رباناں حامی روز حشر دا — آپ یتیم یتیماں تائیں ہتھ سرے تے دھردا
شداں مداں زیراں زبراں شان تیری وچ آئیاں — عاماں لوکاں خبر نہ کائی خاصاں رمزاں پائیاں
اے سلطان حسن دی نگری راج سلامت تیرا — میں عاجز پردیسی بندہ عدل کریں کجھ میرا

✸ غار میں تین آدمیوں کا واقعہ نمبر ۲۲۱۵، ماں تسکین جاں نامی کتاب میں بمعہ ترجمہ لکھ چکا ہوں۔

✸ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی بیوی کی ہجرت کا واقعہ اور ایک جابر بادشاہ کا حال نمبر ۲۲۱۷، (پارہ نمبر ۸ کی منتخب احادیث کے حوالہ جات تمام ہوئے)

حضور علیہ السلام کی اُمت پہ اللہ کا فضل:

یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام نے اپنی اُمت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: یہود کی مثال صبح سے دوپہر تک محنت کرنے والے کی سی ہے، نصاریٰ کی مثال دوپہر سے عصر تک کام کرنے والے کی سی ہے جن کو ایک ایک قیراط معاوضہ ملا اور اُمت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی مثال عصر سے مغرب تک کام کرنے والے کی طرح ہے جس کو دو قیراط معاوضہ ملے یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے۔ (مفہوم حدیث نمبر ۲۲۶۸)

✸ دم اور تعویز وغیرہ پہ معاوضہ لینا، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک سردار کو دم کر کے تیس بکریاں لینا حدیث نمبر ۲۲۷۶، بمعہ ترجمہ وضروری فوائد ہماری کتاب الدروس العشرہ فی السورۃ الفاتحہ میں دیکھئے۔

✸ صدیق اکبر کی رضی اللہ عنہ ابن دغنہ نے وہی خوبیاں بیان کیں جو حضرت خدیجہ نے حدیث نمبر ۳ میں حضور علیہ السلام کی بیان فرمائیں۔ حدیث نمبر ۲۲۹۷۔

مال وارثوں کا ہوگا، قرضہ ہم ادا کریں گے، فرمانِ رسالت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں جب کوئی فوت شدہ مقروض لایا جاتا تو آپ پوچھتے کیا اس نے مال چھوڑا ہے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے، اگر تو جواب ہاں کے ساتھ ہوتا تو آپ اس کی نماز جنازہ خود پڑھاتے ورنہ مسلمانوں کو فرماتے: صلوا علی صاحبکم، اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو اور جب فتوحات کا دروازہ کھلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ (حدیث نمبر ۲۲۹۸)

میں مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ ان کا مالک ہوں جو کوئی مسلمان مقروض ہو کر فوت ہوگا اس کا قرضہ میں ادا کروں گا اور جو مال چھوڑ کر مرے گا تو مال اس کے وارثوں کا ہوگا۔ مختلف احادیث میں کلاً ضیعۃ اور ضیاعا کے الفاظ ہیں کہ جو بچے بوجھ یا

Marfat.com

قرض چھوڑ جائے تو وہ ہمارے ذمے۔(نمبر ۲۳۹۸،۲۳۹۹)

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر　　سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا حضور علیہ السلام نے ایک خاص عمر کا اونٹ دینا تھا تو اس نے آکر تقاضا کیا اور تقاضے میں بہت سختی کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (اس کو پکڑنے کا) ارادہ کرلیا لیکن حضور علیہ السلام نے (منع کرتے ہوئے) فرمایا:

دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا

کچھ نہ کہو قرض خواہ کو (کوئی ایسی ویسی) بات کرلینے کا حق ہے پھر فرمایا: اس کا اونٹ دے دو، لیکن اس عمر کا اونٹ نہ ملا بلکہ اس سے زیادہ عمر کا (اچھا اونٹ) ملا فرمایا یہی دے دو، اس نے عرض کیا آپ نے مجھے پورا پورا دیا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پورا پورا (بدلہ) دے۔ فرمایا:

اِنَّ خِيَارَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً، نمبر ۲۳۰۵،۲۳۰۶

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو (قرضہ کی) سب سے اچھی ادائیگی کرے

✷ ایک قبیلہ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ اخوت نمبر ۸-۲۳۰۷،

✷ حضرت ابو ہریرہ نے شیطان کو پکڑ لیا پھر چھوڑ دیا اور حضور علیہ السلام نے بن کسی کے بتائے ان کو فرمایا: مافعل اسیرك البارحة، اے ابو ہریرہ تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ اور یہ سلسلہ تین دن تک رات چلتا رہا اور آخری دن اس نے آیت الکرسی وظیفہ کا بتایا اور جان چھڑا کر بھاگ گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اما انه قد صدقك وهو كذوب اس نے یہ سچ کہا مگر ہے وہ بہت جھوٹا (نمبر ۲۳۱۱)

✷ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے بکریاں چرائیں، وكنت ارعاها على قراريط لا هل مكة (ص ۳۰۱)

کھیتی باڑی کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ مُّسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِيمَةٌ اِلَّا كَانَ لَهُ بِهٖ صَدَقَةٌ (نمبر ۲۳۲۰)

مسلمان جو بھی درخت لگاتا ہے یا کھیتی بوتا ہے اس میں پرندہ یا انسان یا چوپایہ کھاتا ہے تو اس مسلمان کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

جب کھیتی باڑی حد اعتدال اور بقدر ضرورت ہو تو امام نووی کے مطابق اس کو تمام پیشوں سے افضل قرار دیا گیا ہے کیونکہ

Marfat.com

اس کا نفع انسان وحیوان سب کو عام ہے اور اس میں غیر اختیاری طور پر بھی ثواب مل جاتا ہے ورنہ یہی پیشہ مذموم قرار دیا گیا جبکہ اس کی وجہ سے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہوتی ہو۔ چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم انصار نے جہاد چھوڑ کر کھیتی باڑی میں پھنسنا چاہا تو قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہو: یا ایھا الذین امنوا لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ، اے ایمان والو: (جہاد چھوڑ کر اور کھیتی باڑی میں پھنس کر) اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور اسی تناظر میں اس حدیث کو لیا جائے کہ جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: لایدخل ھذابیت قوم الا ادخلہ اللہ الذل، جس گھر میں یہ (کھیتی باڑی کے آلات) ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس میں ذلت داخل فرما دے گا۔ (حدیث نمبر ۲۳۲۱) اس دور کے کاشتکار عموماً اس حدیث کی زد میں آتے ہیں، الا ماشاء اللہ۔

✷ کھیتی، جانوروں کی حفاظت یا شکار کے لئے کتا پالنے کی اجازت ہے ورنہ روزانہ کتا پالنے والے کے ثواب میں ایک قیراط کمی ہوتی رہے گی (بخاری ص ۳۱۲ ج ۱ حدیث نمبر ۲۳۲۲، ۲۳۲۳) مکان کی حفاظت کیلئے بھی کتا پالنے کی اجازت ہے اگر یہ مقصد نہ ہو تو نجس ہونے کی وجہ سے اور نجاست کھانے کی وجہ سے اس کے منہ سے لعاب گرتا ہے جس کی وجہ سے گھر ناپاک ہو جاتے ہیں اور ایسے گھروں میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

گائے اور بھیڑیے نے کلام کیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص گائے پہ سوار ہوا تو گائے نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور بول کر کہا: لم اخلق لھذا خلقت للحراثۃ، میں اس (سواری) کیلئے نہیں بلکہ کھیتی باڑی کے لئے پیدا کی گئی ہوں۔ (جب لوگوں نے تعجب کیا کہ گائے کس طرح بول پڑی؟ تو) حضور علیہ السلام نے فرمایا: میرا بھی اس پر ایمان ہے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا بھی (حالانکہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اس وقت وہاں موجود نہ تھے) حدیث کے اگلے حصے میں بھیڑیے کے کلام کرنے کا تذکرہ ہے کہ اس نے بکری پکڑی چرواہے نے چھڑالی تو بھیڑیے نے بول کر کہا یوم السبع کو اس کا کون محافظ ہوگا جس دن میرے سوا کوئی چرواہا نہ ہوگا فرمایا: میرا بھی اس پر ایمان ہے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا بھی۔ (نمبر ۲۳۲۴)

✷ حاکم کی اجازت سے بنجر زمین کو آباد کرنیوالا اس زمین کا مالک ہے، نمبر ۲۳۳۵ عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے اپنے دور خلافت میں اس کے مطابق فیصلہ کیا۔

تین شخصوں کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا:

۱۔ جس کے پاس فالتو پانی ہو اور وہ ضرورت مند مسافر کو نہ دے، ۲۔ لالچ کے لئے کسی امام کی بیعت کرنے والا کچھ ملتا رہے تو خوش رہے ورنہ ناراض۔ ۳۔ عصر کے بعد جھوٹی قسمیں اٹھا کر سامان بیچنے والا۔ یہ لوگ اللہ کی نظر رحمت سے بھی محروم ہوں گے اور ان کو گناہوں سے پاک بھی نہ کیا جائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب بھی ہوگا۔

(خلاصہ حدیث نمبر ۲۳۵۸، نمبر ۲۳۶۹ عن ابی ہریرہ)

Marfat.com

✵ میرے پاس احد (پہاڑ) کے برابر سونا بھی ہوتو قرض کی ادائیگی کیلئے رکھ کر باقی تین دنوں سے پہلے تقسیم کر دے میں میری خوشی ہے، نمبر ۲۳۸۹،

✵ بلی کو باندھ کر بھوکا پیاسا رکھ کر مار دینے والی عورت دوزخ میں چلی گئی اور پیاسے کتے کو پانی پلا اس کی جان بچانے والا مرد جنت میں چلا گیا۔ (نمبر ۲۳۶۳ تا ۲۳۶۵)

✵ انزل القران علی سبعة احرف...... (نمبر ۲۴۱۹)

✵ گھوڑا پالنا تین طرح کا ہے، اجر، ستر اور وزر (ثواب، پردہ اور بوجھ) (ص ۳۱۹ نمبر ۲۳۷۱)،

✵ شراب نوشی کا نقصان اور حضرت امیر حمزہ کا حرمت شراب سے پہلے شراب نوشی کا ایک واقعہ، نمبر ۲۳۷۵،

✵ فان الناس یصعقون یوم القیامة ......شان موسیٰ علیہ السلام بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نمبر ۲۴۱۱،

✵ گری پڑی چیز کا حکم کتاب اللقطہ (۴۵) کی احادیث نمبر ۲۴۳۶ تا ۲۴۳۹۔

دودھ حضور ﷺ نے پیا دل میرا خوش ہو گیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے بکریوں کے چرواہے کو دیکھا جو بکری لے جا رہا تھا میں نے اس سے پوچھا: تو کس قبیلے کا ہے؟ تو اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا جس کو میں جانتا پہچانتا تھا پھر میں نے پوچھا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے اس نے ہاں میں جواب دیا میں نے اس سے اجازت لی۔ دودھ ٹھنڈا کر کے اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کیا: فَشَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ، حضور علیہ السلام نے دودھ پیا یہاں تک کہ میرا دل باغ باغ ہو گیا۔

(خلاصہ حدیث نمبر ۲۴۳۹)

صدیق بردبار و حلیم و حکیم وقت
صدیق رازدار نبوّت مزاج دیں
صدیق نے ثبوت نہ مانگا حضور سے
ان کو صداقت شہِ والا پہ تھا یقیں
ناطہ تمام عمر نہ توڑا حضور سے
بعد از وصال بھی ہیں پیمبر کے ہم نشیں

✵ (اللہ تعالیٰ کی مومن سے سرگوشی نمبر ۲۴۴۱)

کسی کی حاجت روائی و مشکل کشائی کرنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے سالم کو بتایا: حضور علیہ السلام نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر خود ظلم کرے اور نہ اس پر ظلم ہونے دے:

وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (نمبر ۲۴۴۲)

اور جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرمائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کی

Marfat.com

تکلیف دور (مشکل کشائی) کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف میں سے اس کی کوئی تکلیف دور فرمائے گا اور جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

حدیث میں ہے: انصر اخاك ظالما او مظلوما، اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو (تو اس کو ظلم سے روک کر) یا مظلوم ہو (تو اس کو ظلم سے بچا کر) نمبر ۲۴۴۳،۲۴۴۴۔

معلوم ہوا کسی کی مدد کرنا یا کسی سے مدد طلب کرنا، کسی کو حاجت روا یا مشکل کشا کہنا شرک نہیں ہے جب تک کہ اس کے بارے میں خدا ہونے کا عقیدہ نہ رکھا جائے (نعوذ باللہ) اس مسئلہ کے بارے میں ہماری کتاب ''مسئلہ توحید و شرک'' کا مطالعہ فرمائیں۔

✱ سات زمینوں کا ذکر (نمبر ۲۴۵۲،۲۴۵۳)

✱ الدالخصام (سخت جھگڑالو) کون ہے؟ (نمبر ۲۴۵۷)

✱ شراب حرام ہوتی تو مدینہ کی گلیوں میں بہادی گئی (نمبر ۲۴۶۴) یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ اطاعت تھا ورنہ شراب کے عادی جانتے ہیں اس کا چھوڑنا کتنا مشکل ہے اور اس کو بہانا کس قدر گراں گزرتا ہے۔

مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے وہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

راستے کے حقوق:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: راستے پہ بیٹھنے سے بچو اور اگر بغیر بیٹھے چارۂ کار نہ ہو تو اس کے حقوق ادا کرو، عرض کیا وہ کیا حقوق ہیں؟ فرمایا:

۱- غَضُّ الْبَصَرِ، نظر جھکا کے رکھنا۔

۲- کَفُّ الْاَذٰی، تکلیف دہ چیز کو ہٹانا۔

۳- رَدُّ السَّلَامِ، کوئی سلام کرے تو اس کو جواب دینا۔

۴- اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ، نیکی کا حکم دینا۔

۵- نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ، برائی سے روکنا (نمبر ۲۴۶۵)

ابوداؤد شریف میں دو حقوق علاوہ ازیں بیان ہوئے۔

۶- اِرْشَادُ السَّبِیْلِ، راستہ بتانا۔

۷- تَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ، چھینکنے والے کو (یرحمک اللہ کے ساتھ) جواب دینا (جب وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے طبرانی میں ایک حق اور بیان ہوا ہے۔

۸- اِغَاثَةُ الْمَلْھُوْفِ، مظلوم و مصیبت زدہ کی مدد کرنا۔

Marfat.com

✵ سورۂ تحریم میں ان تتو با الی اللّٰہ...... سے مراد حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما (ازواجِ مطہرات) ہیں اور اس بارے میں تفصیلی واقعہ حدیث نمبر ۲۴۶۸ میں ہے۔

✵ (بخاری شریف ص ۳۳۶) پہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص راستے پہ جا رہا تھا کہ اس نے راستے پہ کانٹوں والی ٹہنی پائی تو اس کو راستے سے ہٹا دیا، فشکر اللّٰہ لہ فغفر لہ (نمبر حدیث ۲۴۷۲)، اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کو قبول فرما کر اس کی بخشش فرما دی)

✵ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام (نمبر ۲۴۷۶)،

✵ حرف ھمزہ کو حدیث میں الف کہا گیا ہے، (نمبر ۲۴۷۷)، .

جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے شہید ہے (نمبر ۲۴۸۰)،

(عدل وانصاف کا ایک واقعہ یہودی کا سر کچل دیا گیا (ص ۳۲۵)

✵ میں ارادہ کرتا ہوں کہ کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور جو لوگ با جماعت نماز نہیں پڑھتے خود جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں۔ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (ص ۳۲۶)

✵ طلباء کو تعلیم قرآن کے لئے باندھ دینے کا ثبوت، قید ابن عباس عکرمة علی تعلیم القرآن والسنن والفرائض (ص ۳۲۶)

ازواجِ مطہرات میں طبعی غیرت کا ایک واقعہ:

حضور علیہ السلام اپنی ازواج میں سے ایک کے گھر تشریف فرما تھے کہ ایک زوجہ محترمہ (حضرت زینب یا ام سلمہ یا صفیہ) نے اپنی خادمہ کے ہاتھ ایک پیالے میں کھانا بھیجا تو جس زوجہ محترمہ کے گھر میں حضور تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کھانے پہ ہاتھ مارا اور پیالا ٹوٹ گیا۔ حضور علیہ السلام نے پیالے کو جوڑا، کھانا اس میں ڈال کر فرمایا کھاؤ اور کھانا لانے والے کو روک لیا، جب آپ فارغ ہو گئے تو خادم کے ہاتھ صحیح پیالا واپس بھیج دیا اور ٹوٹا ہوا پیالا رکھ لیا۔ (نمبر ۲۴۸۱) ایسے واقعات کو تعصب نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ ایک فطرتی جذبہ ہے جو اپنے شوہر کی تمام محبتیں حاصل کرنے کیلئے تھا اور حضور علیہ السلام کی محبت کا حصول تو بڑا ہی محمود ہے اور پھر جب حضور علیہ السلام نے یہ سب کچھ برداشت کیا تو ہم کون ہوتے ہیں زبان طعن دراز کرنے والے؟

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے   اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

✵ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے، نمبر ۲۴۷۸، بیہقی میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام ان کو گرانے کے ارادے سے چھڑی کے ساتھ اشارہ کرتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے، جاء الحق وزهق الباطل...... تو بغیر اس کے کہ چھڑی بت کو لگے بت خود بخود ہی گر جاتا۔

؎ تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

Marfat.com

✻ چھوٹے پہاڑ کے برابر بہت بڑی مچھلی جس کو پورا لشکر اٹھارہ دن کھاتا رہا، دو پسلیوں کو جوڑا گیا تو نیچے سے کجاوے سمیت اونٹ گزر گیا۔ (۲۴۸۳)

کھانے پہ برکت کی دعا کرنا، چند افراد کا کھانا پورے لشکر کے لئے کافی ہونا اور اس پر حضور علیہ السلام کا خوش ہو کر اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کا نعرہ بلند فرمانا۔ (نمبر ۲۴۸۴)

وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اشعری قبیلہ کے لوگ جب کسی غزوہ میں محتاج ہو جاتے ہیں یا مدینہ میں ان کے عیال کا غلہ کم ہو جاتا ہے تو ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے ایک کپڑے میں اکٹھا کر کے کسی برتن کیساتھ برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ (ان کی اس خوبی کی بناپر)

فَهُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ، پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (۲۴۸۶)

وہ لوگ جو الحسین منی وانا من حسین، کو بیان کرتے ہوئے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں اور مبالغہ کی تمام حدود کو بھی پھلانگ جاتے ہیں دیکھتے ہیں وہ یہاں کیا معنیٰ کرتے ہیں اور یہ کہ صرف امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہی یہ نہ فرمایا بلکہ پورے قبیلے کے بارے میں اور نہ صرف ایک قبیلے کے بارے میں بلکہ یہی الفاظ قبیلہ اسد کے بارے میں فرمائے کیونکہ: لا یفرون فی القتال ولا یغلون، نہ وہ جنگ سے بھاگتے ہیں اور نہ خیانت کرتے ہیں لہٰذا، ھم منی وانا منھم (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۵۱) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا: العباس منی وانا منہ) (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۷۰)، عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ یہی الفاظ حضرت علی کے بارے میں فرمائے۔ (حدیث نمبر ۲۶۹۹) حضرت فاطمہ کے بارے میں بھی فرمایا: ان فاطمة منی نمبر ۳۱۱۰)

دراصل یہ الفاظ یا حضرت علی المرتضیٰ کے بارے لحمك لحمی جسکمك جسمی، غایت محبت پہ دلالت کرتے ہیں، ان میں لفظ من اتصالیہ ہے جس کا مطلب ہے جو مجھ سے متصل (محبت کے ساتھ جڑا ہوا ہے) میں اس سے متصل ہوں یعنی وہ میرا ہے میں اس کا ہوں (پارہ نمبر ۹ کی منتخب احادیث کے حوالے جات تمام ہوئے)

ایک نیا لطیفہ

چند ہی دن پہلے کی بات ہے ایک صاحب کہنے لگے کہ حضرت جابر کی حدیث جو آپ نے مسجد کی پیشانی پہ لکھی ہوئی ہے انا من نور اللہ ...... ہم نے فلاں فلاں مدرسہ سے پتہ کیا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ میں نے کہا ثبوت جس کتاب میں ہے وہ فلاں فلاں مدرسہ میں نہ پڑھی جاتی ہے اور نہ ہی پڑھاتی جاتی ہے اور وہ کتاب مصنف عبدالرزاق ہے جو کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کے استاذ محترم کی ہے اور اب تو پورے ثبوت کے ساتھ اس کا جز مفقود جس میں یہ حدیث ہے شائع ہو چکا ہے۔ تو وہ صاحب بولے: اگر ثبوت ہو بھی تو پھر بھی اس طرح کی حدیث نہیں لکھنی چاہیے (دراصل اپنے عقیدے کی مجبوری کا اظہار کر

Marfat.com

رہے تھے) میں نے کہا: اگر ثبوت ہے تو پھر کیوں نہ لکھی جائے؟ تو کہنے لگے دیکھوناں جی اس کا اب کیا معنیٰ کریں گے میں نے مندرجہ بالا احادیث سُنا دیں کہ جو معنیٰ ان کا کرتے ہو وہی کرلو اور جو معنیٰ قرآن پاک کی آیت وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ۔(الجاثیہ:۱۳) کا کرتے ہو وہی کرلو مگر حدیث کا تو انکار نہ کرو۔

کہنے لگے اچھا دوسری طرف کوئی ایسی آیت یا حدیث لکھوا دو جس میں نماز کا مسجد کا یا اسی طرح کی تبلیغی واصلاحی بات پہ مشتمل ہو۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ انتظامیہ نے کہا ہے جس مفہوم کی یہ حدیث ہے اسی مفہوم کی کوئی قرآنی آیت ادھر لکھوانی ہے تا کہ آیت ہوگی تو کسی کو اعتراض نہیں ہوگا لہٰذا اس طرف قد جاء کم من اللہ نور والی آیت لکھوائی جائے گی، بس پھر کیا تھا یوں لگا کہ جنوری کے مہینے میں اس پہ ٹھنڈے پانی کا کنستر ڈال دیا گیا ہے زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد

یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم):

حضرت امام زین العابدین (علی بن حسین رضی اللہ عنہما) کے شاگرد سعید بن مرجانہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس غلام کے ایک ایک عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ایک ایک عضو کو آگ سے آزاد فرمائے گا، لے کر پہنچے تو امام زین العابدین نے ایک ایسا غلام آزاد کیا جس کی قیمت حضرت عبداللہ بن جعفر دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار لگا چکے تھے۔(نمبر ۲۵۱۷) اور آپ کا یہ عمل حضور علیہ السلام کے اس فرمان کی وجہ سے تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ ای الرقاب افضل؟ کون سا غلام آزاد کرنا سب سے افضل ہے؟ فرمایا: اعلاھا ثمنا وانفسھا عند اھلھا، جس کی قیمت سب سے زیادہ ہو اور اپنے مالک کو زیادہ پسند ہو۔(نمبر ۲۵۱۸) ادھر غلاموں کو تسلی دینے کیلئے حضور علیہ السلام نے فرمایا: للمملوک الصالح اجران، نیک غلام کو دہرا اجر ملے گا۔(ایک مالک کی خدمت کرنے کا دوسرا اللہ کی عبادت کرنے کا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان پڑھیے: والذی نفسی بیدہ لولا الجھاد فی سبیل اللہ والحج و برامی لاحببت ان اموت وانا مملوک، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر جہاد، حج اور والدہ کی خدمت نہ ہوئی تو میں غلام (مملوک) بن کر دنیا سے جانا پسند کرتا۔(نمبر ۲۵۴۸)

ان کے جو غلام ہو گئے

فرمایا: یہ غلام تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے تابع کیا ہے جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ، جو خود پہنو انہیں بھی پہناؤ، ان کو طاقت سے زیادہ (کام کی) تکلیف نہ دو، فان کلفتموھم ما یغلبھم فاعینوھم، اگر کام ان کی طاقت سے زیادہ ہو تو (ان کا ہاتھ بٹا کر) ان کی مدد کرو، اس فرمان کی وجہ سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جیسا لباس خود پہنتے ویسا ہی اپنے غلام کو بھی پہناتے تھے۔(نمبر ۲۵۴۵) فرمایا: غلام اپنے مالک کو رب نہ کہے بلکہ سیدی، مولائی کہے اور مالک اپنے غلام یا لونڈی کو عبدی یا امتی، (میرا غلام میری لونڈی) نہ کہے بلکہ اے جوان اے لڑکی کہے، حدیث نمبر ۲۵۵۲۔ تا کہ مالک کے دل میں برتری کا

Marfat.com

احساس پیدا نہ ہو اور غلام کے دل میں احساس محرومی و کمتری پیدا نہ ہو۔ یاد رہے کہ آزاد کردہ غلام کو بھی عربی میں مولیٰ کہتے ہیں اسی پر کسی نے کہا:

خواجہ بنا دیا کوئی آقا بنا دیا — بندوں کو ان کے عشق نے مولیٰ بنا دیا
انکی نوازشوں کو کیسے کروں بیاں — خیرات لینے آئے تھے سلطان بنا دیا
احسان تیرے بھولیں گے آقا نہ ہم کبھی — نظریں ملا کے آپ نے رب سے ملا دیا
عشق نبی نے دل میں عجب روح پھونک دی — بت خانہ کو حضور نے کعبہ بنا دیا

اے جذبہ عشق: تو نے بڑا مرتبہ دیا
ہم کو درِ رسول کا منگتا بنا دیا (ﷺ)

یہ بھی یاد رکھیں! لغوی معنی کے اعتبار سے تربیت کرنے والے کو رب کہنے سے شرک لازم نہیں آئے گا جیسا کہ سورۂ یوسف میں ہے خود حضرت یوسف نے قیدی کو فرمایا: اذکرنی عند ربک، اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے میرا ذکر کرنا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے خود عزیز مصر کے بارے میں یہی لفظ بولا، انه ربی احسن مثوای، بے شک وہ تو میری اچھی تربیت کرنے والا ہے، اسی طرح سیدی اور مولیٰ کے الفاظ بھی سمجھ لیجئے، تاہم ہماری اپنی زبان میں رب کا لفظ چونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہو کر رہ گیا ہے اس لئے اس لفظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے علاوہ پر نہ کیا جائے۔

✱ چہرے پہ مارنے کی ممانعت۔ (نمبر ۲۵۵۹)

ہدیہ تحفہ لینا دینا:

حضور علیہ السلام کی خدمت میں دودھ کے نذرانے بھی پیش کیے جاتے جن پر گھر والوں کا گزارا ہوتا ورنہ تو دو دو ماہ گھر میں آگ نہ جلتی (کہ کھانا تیار کیا جائے) (نمبر ۲۵۶۷)، حضور علیہ السلام معمولی ہدیہ بھی قبول فرما لیتے تھے۔ (نمبر ۲۵۶۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر جب حضور علیہ السلام کی باری ہوتی تو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور علیہ السلام کے زیادہ پیار کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے زیادہ ہدیے بھیجتے تھے۔ (نمبر ۲۵۷۴)

معلوم ہوا! یہ کہنا کہ اللہ ورسول کی خوشنودی کے لئے کام کرتا ہوں، شرک نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے اور وہ حضرات حضور علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس طرح کے مقدس حیلے کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی آپس میں کشیدگی کا واقعہ پیش آیا جو کہ حدیث (نمبر ۲۵۸۱) میں ہے۔

لیکن یہ بات ہے حضور علیہ السلام ہدیہ لے کر اس کا عوض بھی عطا فرماتے، (نمبر ۲۵۸۵)

ایک پرانا لطیفہ:

ایک پیر صاحب کا صاحبزادہ اپنے والد صاحب کو دیکھتا کہ وہ لوگوں (مریدین) سے لے لے کر جیب میں ڈالے جاتے

Marfat.com

ہیں تو اس نے عرض کیا ابا حضور! خدا جانے ان بیچاروں کے گھر میں ایک وقت کا کھانا بھی ہوگا یا نہیں لیکن آپ تو کسی کو بھی ''معاف'' نہیں کرتے؟ تو پیر صاحب نے بیٹے کو چپ کرانے کے لئے فرمایا: تجھے پتہ نہیں کہ ہدیہ قبول کرنا حضور علیہ السلام کی سنت ہے۔ اس نے کہا: حضور صرف لینا ہی نہیں بلکہ کچھ نہ دینا بھی سنت ہے۔ فرمانے لگے میں نے ساری سنتوں پہ عمل کرانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، ایک پہ میں عمل کر رہا ہوں دوسری پہ وہ عمل کر رہے ہیں آخر عمل ہی تو کرنا ہے میں کروں یا وہ۔ اتنے میں صاحبزادے کے ذہن میں دوسری حدیث بھی آ گئی، اليد العليا خير من يد السفلى، اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے، مگر اس نے ابا حضور سمجھ کر ''معاف'' کر دیا۔

✵ حضور علیہ السلام نے گھن محسوس کرتے ہوئے گوہ نہ کھائی۔ (نمبر ۲۵۷۵)

✵ خوشبو کا تحفہ حضور علیہ السلام رد نہ فرماتے تھے۔ (ص ۲۵۸۲)۔

یاد رہے! افسران وغیرہ سے کام لینے کے لئے ان کو کچھ دینا ہدیہ نہیں بلکہ رشوت ہے جو کہ حرام ہے بلکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے، كانت الهدية في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم هدية واليوم رشوة، حضور علیہ السلام کے دور میں جو ہدیہ تھا وہ آج کے دور میں ہدیہ تھا جو آج وہ رشوت بن چکا ہے۔ (یہ عمر ثانی کے دور کی بات ہے اور آج زرداری نری بیماری بلکہ لاعلاج بیماری کے دور کا آپ خود اندازہ فرمالیں۔

(بخاری شریف ترجمۃ الباب نمبر ۷امن كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها)

✵ اولاد میں سے (بلا وجہ) بعض کو ہدیہ دینا اور بعض کو نہ دینا گناہ اور ظلم ہے (ص ۳۵۲ ص ۳۶۱)

✵ حضرت امیر معاویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک لاکھ کا نذرانہ (ہدیہ) دیا۔ ترجمۃ الباب من کتاب الھبۃ نمبر ۲۲ ص ۳۵۴،

✵ مشرکین سے ہدیہ لینا اور انکو دینا ص ۳۵۶ و ص ۳۵۷،

✵ زہر آلود بکری کا تناول فرمانا، (ص ۳۵۶)

اپنی بیٹی کے گھر میں دنیا کا اثر دیکھ کر حضور علیہ السلام کا رویہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے مگر گھر کے اندر داخل نہ ہوئے، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جب گھر میں آئے تو حضرت فاطمہ نے ان کے سامنے ماجرا بیان کیا، حضرت علی المرتضیٰ نے حاضر خدمت ہو کر حضور علیہ السلام سے گھر میں داخل نہ ہونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

اِنِّیْ رَاَیْتُ عَلٰی بَابِهَا سِتْرًا مَوْشِيًّا فَقَالَ مَالِیْ وَلِلدُّنْيَا (نمبر ۲۶۱۳)

میں نے دروازے پہ منقش پردہ دیکھا پھر فرمایا مجھے دنیا سے کیا کام؟ حضرت علی نے گھر آ کر حضرت فاطمہ کو بتایا تو انہوں نے کہا: اس بارے میں حضور علیہ السلام مجھے جو حکم فرمائیں سر آنکھوں پر۔ فرمایا:

Marfat.com

تُرْسِلِيْ بِهٖ اِلٰى فُلَانٍ اَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ

فلاں گھر والوں کے پاس بھیج دے وہ اس کے زیادہ حاجت مند ہیں۔

اگرچہ دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا اور ان پر شکر الٰہی بجالانا محمود ہے لیکن جب معاشرے میں کچھ لوگ کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہوں تو کچھ لوگوں کا ناز و نعم سے لطف اندوز ہوتے رہنا اور اپنے بھائیوں کی تنگدستی کا خیال نہ کرنا قطعاً اچھا نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام کی اس تعلیم کو ایک چینی شاعر (چانگ شی شوان) نے اپنے انداز میں بیان کیا جس کا ترجمہ کسی نے اردو میں یوں کیا۔

بشر بس غم منانے کیلئے دنیا میں آتا ہے — دمِ آمد وہ روتا ہے' دمِ رخصت رلاتا ہے
مجھے اس پیڑ کی قسمت پہ آتا ہے بہت رونا — جو اپنے کاٹنے والے کو چھاؤں میں بٹھاتا ہے
وفا کرتا رہا ہوں میں' جفا کرتا رہا ہے تو — یہ فرق حرف واحد ہم میں کیسا فرق لاتا ہے
فراق یار میں اکثر وصال یار ہوتا ہے — کبھی وہ میرے وہموں میں' کبھی خوابوں میں آتا ہے
وہ آنے میں جھجک کیسی' یہ جانے کی تڑپ کیسی — ہمارا یار کس انداز سے یاری نبھاتا ہے
کسے' کس پر' کہاں' کب رحم آتا ہے جہاں بھر میں — شجر سوکھے ہوئے پتوں کو شاخوں سے گراتا ہے
ازل سے چشم دنیا کو فقط گل راس آتے ہیں — میں اک گمنام پتا ہوں جو پھولوں کو سجاتا ہے

✵ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک عورت (تمیمہ بنت وھب، رفاعہ قرظی کی بیوی) کا کھلا سوال اپنے خاوند کی قوت مردانگی کی کمی کی شکایت اور اس کے اندام نہانی کو ہدبۃ الثوب (کپڑے کے پلو کے ساتھ تشبیہ دینا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیرانگی) ۲۶۳۹

شریعت کا حکم ظاہر پہ لگے گا:

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ''زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی کے ذریعے لوگوں کا مواخذہ ہوتا تھا اور اب چونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب ظاہری اعمال پہ کسی کے اچھا یا برا ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

فمن اظهر لنا خيرا امناه وقربناه وليس لنا من سريرته شئى الله محاسبه فى سريرته ومن اظهر لنا سوء لم نامنه ولم نصدقه وان قال ان سريرته حسنة (نمبر ۲٦٤١)

جس سے بھلائی ظاہر ہوگی (یعنی نیک اعمال صادر ہوں گے) اس کو ہم امن بھی دیں گے' قریب بھی کریں گے اس کی خلوت سے ہمیں کوئی غرض نہیں اللہ تعالیٰ خود اس کا محاسبہ فرمائے گا (اگر اس کا باطن اچھا نہیں) بہر حال ہم تو اس کو سچا اور اچھا جانیں گے اور اگر وہ برائی کرے گا تو ہم نہ اس کو امن دیں گے نہ اس کی تصدیق کریں گے اگرچہ وہ کہتا رہے میرا باطن (عقیدہ)

Marfat.com

بہت اچھا ہے۔

حضرت عمر کے اس فیصلے سے نام نہاد عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم (جو صرف عقیدے کا ڈھنڈورا پیٹ کر عمل سے جان چھڑا لیتے ہیں مہینے بعد گیارہویں شریف کر لی کہ ہم بزرگوں کو مانتے ہیں اور سارا مہینہ بزرگوں کی تعلیمات، احکام خداو ارشادات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ فرائض تک سے سستی کرتے رہے، سال بعد میلاد شریف کر لیا اور پورا سال میلا دوالے آقا کی شریعت کا مذاق اڑاتے رہے) عبرت پکڑیں کیونکہ حضرت عمر کے فیصلے عموماً خدائی فیصلے ہوتے ہیں اور آپ فرمارہے ہیں اے بے عمل مسلمان خالی دعوائے مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا۔

✵ حضور علیہ السلام نے حضرت ثویبہ کا دودھ پیا، عم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امیر حمزہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے رضاعی بھائی بھی ہیں ص ۳۶۰

✵ دو جنازوں کو دیکھ کر حضور علیہ السلام کا وجبت فرمانا ص ۳۶۰،

✵ دو شخصوں کی گواہی سے داخلہ جنت ص ۳۶۰،

✵ امام بخاری علیہ السلام کا قال بعض الناس کہہ کر احناف کو نشانہ بنانا کہ وہ قاذف کی گواہی کو جائز نہیں مانتے اگرچہ توبہ کرلے جبکہ قرآن فرماتا ہے: الا الذین تابو...... (سورۃ النور) حالانکہ احناف قبول شہادت کے قائل ہیں صرف ادائے شہادت میں اختلاف کرتے ہیں جس کی صراحت قرآن میں نہیں، ص ۳۶۱،

✵ سب سے بہترین میرا زمانہ ہے......ص ۳۶۳) .

ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا:

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کے پاس قبائیں آئیں (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم فرمائیں) میرے باپ حضرت مخرمہ مجھے فرمانے لگے۔ مجھے حضور علیہ السلام کے پاس لے چل ہوسکتا ہے آپ مجھے بھی کوئی قباء عنایت فرمادیں (چنانچہ میں اپنے باپ کو در مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پہ لے گیا) فقام ابی علی الباب فتکلم، میرے والد دروازے پہ کھڑے ہو کر بولے اور حضور علیہ السلام ان کی آواز کو پہچان کر اس طرح باہر تشریف لائے کہ:

وَمَعَهُ قُبَاءٌ وَهُوَ يُرِيْهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ (نمبر ۲۶۵۷)

آپ کے پاس قباء تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ کو اس کی خوبیاں بیان فرمارہے تھے اور ساتھ ساتھ بتارہے تھے۔ (میرے پیارے) یہ دیکھ میں نے تیرے لئے سنبھال کر رکھی ہوئی تھی، یہ دیکھ میں نے تیرے لئے بچا کر رکھی ہوئی تھی۔

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے　　بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

✵ رضاعت میں ایک عورت کی گواہی کا اعتبار ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، واقعہ افک کی مفصل حدیث نمبر ۲۶۶۰،

Marfat.com

✷ ایک مرد کی گواہی کہاں قبول ہے ص ۳۶۶

✷ حدود اللہ کے بارے میں مداھنت (نرمی) کرنے کی مثال دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

دومنزلہ کشتی ہے اور قرعہ اندازی کے ذریعے کچھ لوگ اوپر والی منزل میں چلے گئے اور کچھ نیچے والی منزل میں...... نیچے والوں نے کلہاڑے کے ساتھ کشتی کو کاٹنا شروع کر دیا اگر اوپر والے ان کا ہاتھ نہیں روکیں گے تو سب تباہ ہو جائیں گے۔

(ملخصاً ص ۳۳۹، ص ۳۶۹)

یعنی حدود اللہ میں مداھنت سے کام لینے والا بھی سب کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔

کسی کی تعریف کرنے کا طریقہ:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار فرمایا:

قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، تیرا برا ہو تو نے اپنے دوست کی گردن کاٹ دی ہے۔ پھر فرمایا: اگر ضرور ہی کسی کی تعریف کرنی ہو تو یوں کہا کرو:

اَحْسِبُ كَذَا وكَذا ان كان يعلم ذلك منه (نمبر ۲۶۶۲)

میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں (یعنی میرے خیال میں وہ ایسا ہے) اور اللہ تعالیٰ ہی اس کا حساب لینے والا ہے۔

(کیونکہ اصل اور سو فیصد صحیح حساب تو اللہ ہی کا ہے) میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بے عیب نہیں گردانتا تاہم میں اسے ایسا ایسا گمان کرتا ہوں جبکہ واقعی اس میں وہ خوبی ہو، ایک حدیث اس موضوع پہ ص ۷۰-۳۶۹ پہ دیکھیں۔

اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو محفلوں میں، سٹیجوں پہ چند ٹکٹوں کی خاطر دنیا داروں کو اتنے بڑے بڑے القابات سے نوازتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے یہ محفل نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو کم ہے اور صدر یا مہمانان خصوصی کے لئے زیادہ ہے۔ حدیث میں ہے: فاسق کی تعریف کرنے سے اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ جاتا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف میں مبالغہ کرنے والے کو فرمایا:

اهلكتم اوقطعتم ظهر الرجل (نمبر ۲۶۶۳)

تم نے اس کو ہلاک کر دیا (یا فرمایا) تم نے اس کی پیٹھ توڑ دی ہے۔ یعنی اس طرح کی تعریف کرنے والے کا تو (ایمان و آخرت کا) نقصان ہوتا ہی ہے جس کی تعریف کر رہا ہے اس کا بھی سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ اگر چہ بظاہر تعریف کرنے والے کی جیب گرم ہو رہی ہے اور جس کی کر رہا ہے اس کی بلے بلے اور واہ واہ ہو رہی ہے۔

وما هذه الحيوة الدنيا الا لهو ولعب وان الدار الأخرة لهي الحيوان، لو كانوا يعلمون

(عنکبوت: ۶۴)

Marfat.com

✸ ایک لڑکی اکیس سال کی عمر میں نانی بن گئی، (ص ۳۶۶)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رئیس المنافقین کو جواب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام سے عرض کیا گیا: بہتر ہوا گر عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے جائیں (دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ ابن حجر فرماتے ہیں ہوسکتا ہے حضور علیہ السلام گئے تو حضرت سعد کی عیادت کے لئے ہوں پھر خیال آیا ہو کہ ابن ابی کو بھی دعوت اسلام دیں کیونکہ دونوں کا قبیلہ ایک ہی تھا۔ بہر حال) حضور علیہ السلام گدھے پہ سوار تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساتھ پیدل چل رہے تھے، شورزمین تھی جب حضور علیہ السلام اس (ابن ابی) کے پاس پہنچے تو اس نے (حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے) کہا: الیك واللہ لقد اذانی نتنُ حمارك۔ ہم سے دور رہ واللہ تیرے گدھے کی بُو نے مجھے ایذاء دی ہے۔ انصار میں سے ایک صحابی (جو اس کے قبیلے سے ہی تھے) نے گرج کر کہا:

وَاللّٰہِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْیَبُ رِیْحًا مِّنْكَ

(اور دشمن خدا) اللہ کی قسم: حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گدھے کی بو (جس کو تو بدبو کہہ رہا ہے) تیری خوشبو (جو درحقیقت بدبو ہے) سے زیادہ اچھی ہے...... (الی آخر الحدیث نمبر ۲۶۹۱)

حضور علیہ السلام کے صحابی نے دنیا کو یہ بتا دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جس شئی کی نسبت ہو جائے اس شئی سے نفرت کرنا خدا و مصطفیٰ جل جلالہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کا کام ہی ہوسکتا ہے اور اس کو ایسا سخت جواب ہی دینا چاہئے کہ جس سے اس کے تن بدن میں آگ لگ جائے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

دشمن احمد پہ شدّت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے

چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کی قوم کا ایک آدمی غضبناک ہوا ادھر حضور علیہ السلام کے غلام کو جلال آیا اور خوب لڑائی ہوئی۔ اس کے اپنے قبیلے کے فرد نے اسے کہہ دیا کہ اگر تیرا حضور علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں تو ہمارا تیرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور ہم تیری جھوٹی سرداری کو نہیں مانتے کیونکہ ہم اپنے آقا علیہ السلام کی سواری کی توہین بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

بہت سادہ سا ہے اپنا اصول زندگی کوثر جو ان سے بے تعلق ہو ہمارا ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر

یاد رکھو! گناہ گار ہونا اور بات ہے اور غدار ہونا دوسری بات، غدار کی معافی نہیں گناہ گار کو معاف کیا جاسکتا ہے۔ اسی وجہ سے بہت سارے خوش نصیب گناہ گار ہونے کے باوجود جبکہ آقا علیہ السلام کی عظمت کی بات ہوئی تو انہوں نے غازیانہ کردار ادا کر کے غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کر دیا۔ وہ نمازیں اور عبادتیں جو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس نہ کریں ادھر

Marfat.com

اِک حضور پاک کی شان میں گستاخی کرتے رہیں اور یہ کہے میں تو حجرے میں بیٹھ کر تسبیح پھیرتا ہوں۔ایسی ریاضتیں اللہ کے غضب کو تیز کر دیتی ہیں اس کی مثال اس عورت کی سی ہے جو کئی حج و عمرے کر چکی، نفلی نماز بھی ترک نہ کرے مگر اس کے باوجود اپنے خاوند کی غدار بن جائے اور غیر سے آنکھ لڑائے اس کا خاوند اس کے ٹکڑے کر دے گا اور اس کی عبادتیں اس کی نگاہوں میں کچھ وقعت نہیں رکھیں گی۔ وہ کیا عاشق رسول ہے جو حضور پاک سے بھی محبت کرے اور آپ کے گستاخوں کے بارے میں بھی نرم گوشہ رکھے۔

نماز اچھی حج اچھا روزہ اور زکوٰۃ اچھی — مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر — خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

حدیبیہ کے مقام پہ حضرت علی المرتضٰی کا عاشقانہ کردار:

جب حدیبیہ کے مقام پہ صلح نامہ لکھا گیا جو کہ حضرت علی المرتضٰی نے لکھا تھا تو اس میں یہ الفاظ بھی تھے۔ محمد رسول اللہ، اس پر مشرکین نے اعتراض کیا کہ ہم تو آپ کو رسول مانتے نہیں، لہٰذا محمد بن عبداللہ لکھوائیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا: کوئی فرق نہیں پڑتا میں محمد رسول اللہ تو ہوں ہی، محمد بن عبداللہ لکھ دو اور محمد رسول اللہ مٹا دو، تو حضرت علی المرتضٰی نے عرض کیا، ما انا بالذی امحاہ، حضور میں وہ نہیں جو اس کو مٹاؤں۔ (۲۶۹۸) اگلی روایت میں ہے لا واللہ لا امحوك ابدا، نہیں اللہ کی قسم! میں کبھی آپ کو نہیں مٹاؤں گا۔ یعنی حضور علیہ السلام تو نام مٹانے کی بات کر رہے ہیں اور حضرت علی عرض کرتے ہیں میں آپ کو نہیں مٹاؤں گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی کے نزدیک حضور پاک کا نام مٹانا ایسے ہی ہے جیسے آپ کی ذات کو مٹانا ہو۔ چنانچہ حضور علیہ السلام حضرت علی سے ناراض نہیں ہوئے کہ تو میری بات کیوں نہیں مان رہا۔ معلوم ہوا! حضرت علی نے جو عرض کیا وہی ان کی شان کے مطابق تھا اور بتا دیا کہ ہر وقت الامر فوق الادب نہیں کبھی الادب فوق الامر بھی ہو جاتا ہے اور یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی جن کا اپنا کردار یہ ہے کہ مسجدوں سے حضور علیہ السلام کا نام مٹانے کی فکر میں رہتے ہیں۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے — پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی

انقلاب محمدی کا ایک نمونہ:

اہل عرب کی بچیوں سے نفرت یہ تھی کہ ان کا وجود بھی برداشت نہ تھا اسی لیے پیدا ہوتے ہی ان کو زندہ درگور کر دیتے اس پر قرآن پاک کی آیات شاہد ہیں۔ واذا بشر احدھم بالانثی (النحل) لیکن حدیبیہ سے اگلے سال جب حضور علیہ السلام عمرہ کے لئے مکہ تشریف لے جاتے ہیں اور عمرہ کرنے کے بعد واپس ہونے لگتے ہیں تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بچی یا عم یا عم۔ اے چچا اے چچا (حضور علیہ السلام حضرت امیر حمزہ کے رضاعی بھائی بھی ہیں اس لئے چچا کہا) کہتی ہوئی حضور پاک کے پیچھے ہو لیتی ہے۔ حضرت علیؓ المرتضٰی اس کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں اور حضرت فاطمہ سے کہتے ہیں اس کو سنبھال لو تمہارے بھی چچا کی بیٹی ہے، حضرت جعفر آگے بڑھتے ہیں اور بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کرتے ہیں میرے بھی چچا کی بیٹی اور ساتھ یہ کہ میرے گھر اس کی

Marfat.com

خالہ ہے۔ حضرت زید نے عرض کیا (اس کے باپ اور میرے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ قائم کیا تھا لہٰذا میری بھی بھتیجی ہے لہٰذا میں اس کا حقدار ہوں۔ بچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کے حوالے کر دی اور فرمایا: الخالة بمنزلة الام، خالہ بمنزلہ ماں ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کو فرمایا: انت منی وانا منك، تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔ حضرت جعفر سے فرمایا: اشبهت خلقی و خلقی، تم میری صورت و سیرت میں مشابہت رکھتے ہو۔ حضرت زید سے فرمایا: انت اخونا ومولانا، تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔ (نمبر ۲۶۹۹) یہ تینوں حضرات تو خوش ہو گئے مگر یہاں دیکھنے والی اور غور کرنے والی بات ہے کہ کہاں اپنی حقیقی بیٹیوں سے اتنی نفرت کہ اس کا زندہ رہنا گوارا نہیں اور کہاں غیر کی بیٹی کی پرورش کا جذبہ کہ ہر کوئی زور لگا رہا ہے بچی مجھے مل جائے۔ یہ ہے انقلاب مصطفوی، دنیا میں جہاں بھی انقلاب آیا ہے انقلابیوں نے لاکھوں انسانوں کا خون بہایا ہے مگر مدینے کے تاجدار نے جو انقلاب برپا کیا ہے اس میں یہ معاملہ نہیں ہوا اور نتیجہ ساری دنیا کے سامنے ہے لوگ حیران ہیں کہ

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا ۔ کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم ۔ اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا

✵ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ

بے شک اللہ کے بندوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ اگر اللہ (کے بھروسے) پر قسم اٹھالیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کر دیتا ہے۔ (نمبر ۲۷۰۳)

✵ امام حسن اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح کا ذکر اور یہ کہ دونوں گروہ مسلمانوں ہی کے ہوں گے جن کے درمیان امام حسن کے ذریعے صلح ہو گی۔

اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (نمبر ۲۷۰۴)

✵ حضور علیہ السلام نے سفارش فرما کر قرضہ آدھا کروا دیا۔ (نمبر ۲۷۰۶)۔ حضور علیہ السلام نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ نہ چھوا (نمبر ۲۷۱۳)۔ (پارہ نمبر ۱۰ کی منتخب احادیث کے حوالے مکمل ہوئے فللہ الحمد)

مقام حدیبیہ پہ صدیق اکبر کا ایک گستاخ کیلئے سخت جملہ:

عروہ بن مسعود ثقفی سفیر قریش نے حدیبیہ کے مقام پہ حضور علیہ السلام کے ساتھ بات چیت کے دوران جب یہ کہا: آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ جائیں گے تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو بڑی جرأت سے جواب میں فرمایا: اُمْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ اَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهٗ جا اپنے (بت)، لات کی شرمگاہ کو چوس، کیا ہم (اپنے آقا علیہ السلام) کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ اسی دوران جب وہ باتیں کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کی داڑھی مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس کے ہاتھ پر اپنی تلوار کے نیام کی نعل مار کر اس کا ہاتھ پیچھے کرتے۔ اس عروہ نے حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کنکھیوں سے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کی ناک مبارک کا فضلہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ہاتھوں پہ لے

Marfat.com

لیتے ہیں اور چہرے یا جسم پہ مل لیتے ہیں، آپ کے وضو کا پانی لینے کے لئے لڑائی کا ماحول بن جاتا ہے۔ جب آپ حکم دیتے ہیں تو صحابہ دوڑ کر حکم بجالاتے ہیں، جب آپ بات کرتے ہیں تو خاموشی چھا جاتی ہے، حضور علیہ السلام کے پاس صحابہ آہستہ آواز سے بولتے ہیں، آپ کی عظمت وشان کے پیش نظر بات کرتے ہوئے نظر بھر کر نہیں دیکھتے تو عروہ نے جا کر یہ ساری باتیں قریش کو بتائیں اور کہا، اے میری قوم!

والله لقد وفدت علي الملوك و وفدت علي قيصر و كسرىٰ ونجاشي والله ان رايت ملكا قط يعظم اصحابه ما يعظم اصحاب محمد محمدًا (صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ کی قسم! میں قیصر وکسریٰ اور نجاشی جیسے بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں کسی بادشاہ کے درباری اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم نہیں کرتے جتنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔

اس حدیث سے دو گستاخ فرقوں کی تردید ہوگئی

(عروہ اگرچہ بعد میں مسلمان ہوگیا لیکن اس سے یہ تو معلوم ہوا! حالت کفر میں اس کو بھی تسلیم تھا کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ جتنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کی بھی اتنی تعظیم نہیں کی جاتی اور وہ کیسے "مومن" ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے ایسا عقیدہ بھی نہیں رکھ سکتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے ایمان کو ایک معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا: فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا، اگر وہ ایسے ایمان لائیں جیسے (اے صحابہ) تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا جائیں گے اور ان کے بارے میں زبان طعن دراز کرنے والوں کو اللہ نے بے وقوف قرار دیا: واذا قيل لهم امنوا كما امن الناس قالوا انؤمن كما امن السفهآء، الا انهم هم السفهاء ولٰكن لايعلمون، الناس سے مراد صحابہ ہیں جنہیں منافقوں نے بے وقوف کہا اور اللہ تعالیٰ نے منافقین کی بے وقوفی پہ مہر لگا دی۔ تو چلئے بے وقوفوں کی بات کر کے ہم اپنا وقت کیوں ضائع کریں ہم دوسرے لوگوں کی طرف آتے ہیں جو تعظیم نبی علیہ السلام کو شرک قرار دیتے ہیں۔ اس حدیث نے ان کے عقیدے کا بھی جنازہ نکال کے چوراہے میں رکھ دیا ہے اور ثابت یہی ہوا جو اعلیٰ حضرت نے فرمایا

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب — اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

(پورا واقعہ حدیث نمبر ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، میں دیکھا جا سکتا ہے)

اس موقع پہ حضرت عمر فاروق کے جذبات اور حضرت ابوبکر کی دانشمندی بھی انہی احادیث میں ملاحظہ ہو۔

- ✱ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی فضیلت، من احصاها دخل الجنة، جو انہیں یاد کرے جنت میں داخل ہوگا۔

(نمبر ۲۷۳۶)

- ✱ آیت الوصية للوالدين کا وجوب منسوخ ہونا اور اس کی جگہ للذكر مثل حظ الانثيين کا نزول، (۲۷۴۷)
- ✱ آیت وانذر عشيرتك الاقربين کا شان نزول...... نمبر ۲۷۵۳،

Marfat.com

✵ صدقہ تنگدستی کی حالت میں کیا جائے نہ یہ کہ موت کی انتظار کی جائے۔ص ۲۸۳،

✵ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ ص ۳۸۷،

✵ خوشی کے موقع پہ مال خرچ کرنا، حضرت کعب بن مالک کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے عرض کیا میں اپنا سارا مال صدقہ کرنا چاہتا ہوں تو حضور علیہ السلام نے بعض مال صدقہ کرنے کا حکم دیا۔نمبر ۲۷۵۷۔

آتا ہے یتیموں پہ انہیں پیار کچھ ایسا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام مکۃ المکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف لائے تو آپ کے پاس کوئی خادم (خاص جو ہر وقت آپ کی خدمت میں رہتا) نہ تھا۔حضرت ابوطلحہ انصاری (جو حضرت انس کے سوتیلے باپ تھے کیونکہ حضرت انس کی والدہ حضرت اُمّ سلیم نے حضرت انس کے والد کے بعد ان سے نکاح کر لیا تھا اور حضرت انس ساتھ آئے تھے) نے میرا ہاتھ پکڑا، دربار رسالت مآب میں لے گئے اور عرض گزار ہوئے: یارسول الله: اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فليخدمك، یارسول اللہ انس سمجھدار بچہ ہے یہ آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔یاد رہے! حضرت ابوطلحہ وہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات میں غزوات کی وجہ سے نفلی روزہ نہ رکھتے اور آپ کے وصال کے بعد عیدین کے علاوہ ہمیشہ روزے سے رہتے ان کی بہادری اور تیر اندازی کا ذکر دیکھیے (نمبر ۲۹۰۲) میں

حضرت ابوطلحہ کے بارے میں یہ بھی آتا ہے، اكثر الانصار بالمدينة مالا من نخل، وكان احب ماله اليه بيرحاء. مدینہ شریف کے امیر ترین آدمی تھے اور ان کا سب سے پسندیدہ مال بیرحاء تھا (باغ جس میں کنواں تھا ٹھنڈے پانی کا) جو مسجد نبوی شریف کے بالکل سامنے تھا (اب مسجد نبوی کے اندر آ گیا ہے اس بار حاضری ہوئی تو ایک مہربان جو مسجد نبوی شریف کی تعمیر نو میں حصہ لے چکے ہیں اور بائیس سال سے مدینہ پاک رہ رہے ہیں۔انہوں نے کنویں والی جگہ کی زیارت کرائی۔انجینئر نے کسی طریقہ سے وہاں دائرہ لگا دیا تا کہ عاشقانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ کی زیارت کر کے اپنی تشنگی دور کرلیں جہاں سے آقا علیہ السلام پانی نوش فرما کر اپنی پیاس بجھایا کرتے تھے۔چونکہ اس جگہ پہ قالین بچھے ہوتے ہیں اس لئے خاص خاص لوگ ہی جانتے ہیں غالباً مین گیٹ باب فہد قریب پڑتا ہے اور دیوار کے ساتھ ہی ہے۔یعنی ابتدائی صفوں میں آتا ہے) جب قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی: لن تنالوا البرحتى تنفقوا مما تحبون، تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ چیز راہ خدا میں خرچ نہ کرو تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: میری طرف سے یہ باغ راہ خدا میں وقف ہے۔حضور علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا: تو نے بڑے نفع والا سودا کیا ہے، قبلناه منك ورددناه عليك فاجعله في الاقربين، ہم نے تیری طرف سے قبول کیا اور تجھے ہی لوٹاتے ہیں۔اپنے قریبیوں میں بانٹ دے، جن کو حصہ ملا ان میں حضرت ابی اور حضرت حسان بھی تھے جنہوں نے اپنا حصہ بعد میں حضرت امیر معاویہ کو بیچ دیا۔(نمبر ۲۷۵۸، نمبر ۲۷۶۹) مطلب یہ کہ حضرت ابوطلحہ غربت سے تنگ آ کر حضرت انس کو حضور علیہ السلام کے پاس نہ چھوڑ آئے تھے بلکہ جذبہ خدمت کے تحت چھوڑا اور

Marfat.com

انہوں نے خدمت کا حق ادا کر دیا۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

خادم خاص کے تاثرات

حضرت انس فرماتے ہیں (خدمت اقدس میں حاضری کے وقت میری عمر دس سال تھی اور حضور علیہ السلام کے وصال کے وقت عمر بیس سال تھی تو پورے دس سال سرکار کی خدمت میں حاضری رہی) فخدمته فی السفر والحضر، میں سفر وحضر میں حضور علیہ السلام کے ساتھ رہا۔

مَا قَالَ لِیْ لِشَیْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ صَنَعْتَ (هٰذَا) هٰکَذَا وَلَا شَیْءٍ لَمْ اَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰکَذَا

(نمبر ۲۷۶۸)

کوئی کام اگر میں نے کر لیا (جس کے بارے میں مجھے حضور علیہ السلام نے نہ کرنے کا کہا ہوتا تو حضور علیہ السلام نے کبھی ایسا نہ فرمایا کہ تو نے ایسے کیوں کیا؟ اور اگر میں نے کوئی کام نہیں کیا (جس کے کرنے کا مجھے کہا گیا ہو) تو کبھی یہ نہ فرمایا کہ تو نے یہ ایسے کیوں نہیں کیا۔(یا جیسے آپ نے فرمایا ویسے نہ کر سکا)

ان کے جو غلام ہو گئے　　　وہ خلق کے امام ہو گئے

حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی ازواج کے گھر تشریف لے جاتے یا پھر مدینہ شریف میں حضرت انس کی والدہ ام سلیم کے ہاں تشریف لے جاتے، جب پوچھا گیا کہ آپ ام سلیم پہ اتنی مہربانی کیوں فرماتے ہیں تو فرمایا:

انی ارحمها قتل اخوها معی، (نمبر ۲۸۴۴)

اس لئے کہ اس کا بھائی حرام بن ملحان بیر معونہ میں میرے لشکر یا میری اطاعت میں شہید کیا گیا۔

- حضرت عثمان غنی کا بلوائیوں سے خطاب اور دو مرتبہ اپنے جنتی ہونے کی بشارت کا ذکر نمبر ۲۷۷۸، ج ص ۳۸۹، ۵۲۲،
- فضائل جہاد کی احادیث،
- حضرت ام حرام بنت ملحان کو شہادت کی بشارت دی جو پوری ہو، ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ۲۷۹۹، ۲۸۰۰،
- جنت کے سو درجے اور ان کے درمیان فاصلہ، فاسئلوه الفردوس، نمبر ۲۷۹۰، اللہ سے جنت الفردوس کا سوال کرو۔
- سات چیزیں ہلاک کرنے والی السبع الموبقات، نمبر ۲۷۶۶

نور کے موتیوں کی لڑی بن گئی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اشعار نہ پڑھے نہ ہی آپ شاعر تھے کیونکہ آپ کے شاعر ہونے کی قرآن مجید میں نفی فرمائی گئی اور نہ ہی شاعر ہونا آپ کے شایان شان ہے لیکن کبھی کبھی رجزیہ الفاظ آپ کی زبان پہ جاری ہوتے رہے جو بظاہر شعر نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت رجز کو شعر نہیں کہا جاتا۔ کبھی بلا قصد و اختیار ایک دو جملے زبان اقدس پہ جاری ہو گئے جو شعر کی شکل اختیار

Marfat.com

کر گئے جس طرح کہ قرآن مجید کی کئی آیات میں یہ رنگ نظر آتا ہے، مثلاً سورہ کوثر ہوگئی یا سورہ فاطر کے مندرجہ ذیل الفاظ۔

وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ الرَّاسِيَاتٍ

ظاہر بات ہے قرآن شعر تو نہیں مگر اس میں نظم ونثر دونوں رنگ پائے جاتے ہیں۔ باقی رہی قرآن پاک کی آیت، وما علمناه الشعر وما ينبغي له، تو اس کا جواب یہ ہے کہ کفار، قرآن پاک کو شعر کہا کرے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا اس آیت میں ردّ فرمایا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ حضور علیہ السلام کو شعر کا علم ہی نہ تھا بلکہ یہ ہے کہ آپ نے شعر کی تعلیم نہ لی اور تعلیم نہ لینے کے باوجود علم ہوسکتا ہے جس طرح آٹا اگر کوئی گوندنہیں سکتا تو یہ تو جانتا ہے کیسے گوندھا جاتا ہے، بہرحال حضور علیہ السلام کی زبان اقدس سے جاری ہونے والے الفاظ جن کو میں نے شعر کا نام دینے کی بجائے ''نور کے موتیوں کی لڑی'' کا نام دیا ہے۔ بخاری شریف کے مندرجہ ذیل مقامات پہ دیکھے جاسکتے ہیں)

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا شعری ذوق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کسی جہاد میں زخمی ہوئی خون نکلا تو آپ کی زبان اقدس سے یہ الفاظ ترتیب پائے:

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَالَقِيْتِ

تو ایک انگلی ہی تو ہے جو زخمی ہوئی ہے اور تجھے جو بھی (تکلیف) پہنچی راہ خدا میں پہنچی۔ (حدیث نمبر۲۸۰۲)

مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت حضور علیہ السلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اینٹ پتھر اٹھا کر لا رہے ہیں اور زبان اقدس سے یہ فرما رہے ہیں۔

هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرْ هٰذَا اَبَرُّ رَبَّنَا وَاَطْهَرْ

یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں، یہ ہمارے رب کے ہاں زیادہ نیک اور پاکیزہ تر کام ہے۔

✷ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام خندق کی طرف تشریف لے گئے، دیکھا تو انصار و مہاجرین سخت سردی کی صبح کو خندق کھود رہے ہیں، ان کے پاس غلام نہیں تھے جو ان کا کام کرتے، حضور علیہ السلام نے ان میں بھوک اور تھکاوٹ کا اثر دیکھا تو زبان اقدس سے یہ جملے جاری ہوگئے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَهْ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

اے اللہ اچھی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، تو انصار و مہاجرین کو بخش دے۔

اپنے محبوب نبی علیہ السلام کی زبان سے اتنی بڑی بشارت سن کر بیک زبان ہو کر انصار و مہاجرین نے جواب میں کہا:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَابَقِيْنَا اَبَدًا

ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر تاحیات جہاد کی بیعت کی ہے۔ (نمبر۲۸۳۴،۲۸۳۵)

بعض مقامات پہ حضور علیہ السلام کے الفاظ میں ان العیش کی جگہ لاعیش الا عیش الاخرہ ہے اور فاغفر کی

Marfat.com

بجائے فاکرم ہے۔ کسی جگہ اصلح ہے اور عیش کی بجائے لاخیر الاخیر الاخرہ ہے۔ کتاب المغازی میں ہے کہ تنگ دستی کا عالم یہ تھا کہ ایک لپ جو لائے جاتے جو بودار سالن میں پکائے جاتے اور یہی کھائے جاتے جو حلق سے نہ اترتے مگر بھوک کی شدت کی وجہ سے کسی نہ کسی طرح (بحالت اضطرار) نگل لئے جاتے۔ بعض جگہ ''اھالہ'' کا لفظ ہے یعنی کوئی بھی ترشی جس کے ساتھ روٹی لگائی جائے، گھی، چربی، زیتون وغیرہ، بعض جگہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب حضور علیہ السلام کو تشریف لاتے دیکھا تو انہوں نے عرض کیا، نحن الذین...... اور حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا: اللھم ان العیش......

اشعار میں دعا کرنا

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے احزاب کے دن حضور علیہ السلام کو خود دیکھا کہ آپ خندق کی کھدائی میں بنفس نفیس شریک ہیں۔ مٹی اٹھا کر لا رہے ہیں، شکم اطہر کی سفیدی کو مٹی نے ڈھانپ رکھا ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) باآواز بلند فرما رہے ہیں:

لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا　　وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلِ السَّكِيْنَةَ عَلَيْنَا　　وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّا قَيْنَا
اِنَّ الْاُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا　　اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً عَلَيْنَا

یہ عبداللہ بن رواحہ کی رجز ہے۔ (بخاری شریف نمبر ۳۰۳۴، نمبر ۲۸۳۷)

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے نہ صدقہ کر سکتے نہ نماز پڑھ سکتے، ہم پہ سکینہ نازل فرمایا اور دشمن سامنے ہو تو ہمارے قدموں کو مضبوط فرما، دشمن نے ہم پہ زیادتی کی، وہ جب ہمیں فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔ (معلوم ہوا! اشعار میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی جاسکتی ہے تو کیا جس کام سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! حضور علیہ السلام وہی کام رب کے سامنے دعا میں کر رہے ہیں؟)

اَنَا النَّبِیُّ لَاکَذِبْ

غزوہ حنین کے موقع پہ قبیلہ ہوازن کی طرف سے جب تیروں کی بوچھاڑ ہوئی تو حضور علیہ السلام اپنے سفید خچر پہ سوار ہو کر میدان میں تشریف فرما تھے اور زبان اقدس سے یہ الفاظ نکلے جو نور کے موتیوں کی لڑی بن گئی۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ　　اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں سچا نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ (نمبر ۲۸۶۴)

ایک شخص نے حضرت براء سے پوچھا کیا تم لوگ غزوۂ حنین میں حضور علیہ السلام کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے فوراً کہا: لکن رسول اللہ لم یفر، لیکن حضور علیہ السلام نہیں بھاگے تھے۔ مطلب یہ کہ تیرے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں آنا چاہئے کہ بھاگنے کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف ہو۔ علماء فرماتے ہیں: جس نے کسی بھی نبی علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ

Marfat.com

وہ جہاد سے بھاگے اس نے کفر کیا اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس نے اس نبی علیہ السلام کی توہین کی ہے اور کسی بھی نبی علیہ السلام کی توہین کفر ہے۔ حضور علیہ السلام کے حکم سے جب حضرت عباس نے مہاجرین وانصار و بیعت رضوان والوں کو واپس بلایا تو تمام کے تمام فوراً حاضر ہو گئے اور محاذ سنبھال کر ایسا حملہ کیا کہ ہوازن وثقیف بھاگ کھڑے ہوئے۔

✵ غزوۂ احد کے موقع پہ کافروں کی طرف سے آواز آئی: اعل ھبل اعل ھبل، ھبل (بت) بلند ہو جا۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: جواب کیوں نہیں دیتے ہو، عرض کیا' حضور' کیا جواب دیں فرمایا: یوں کہو:

اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلّ

اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلّ، اللہ ہی بلند و بالا ہے، ابوسفیان نے پھر کہا: اِنَّ لَنَا الْعُزّٰی فَلَا عُزّٰی لَكُمْ، ہمارے پاس عزیٰ (بت) ہے تمہارے پاس نہیں ہے۔

فرمایا: تم اس کا جواب یوں دو: اَللّٰهُ مَوْلَانَا فَلَا مَوْلٰی لَكُمْ،

اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ (نمبر ۳۰۳۹)

اسی حدیث میں غزوۂ اُحد کا تفصیلی بیان ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خطائے اجتہادی کا ذکر ہے۔

حوالے

عورت کے لئے افضل جہاد حج مبرور ہے نمبر ۲۷۸۴،

✵ من المومنین رجال صدقوا...... ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری کا واقعہ حدیث نمبر ۲۸۰۵

✵ البركة فی نواصی الخيل نمبر ۲۸۵۲

✵ الخيل فی نواصيها الخير الی يوم القيمة ص ۳۹۹

جہاد کے لئے پالے گئے گھوڑے کے فضلات بھی قیامت کے دن نیکیوں کے پلڑے میں ہوں گے۔ ص ۴۰۰۔

✵ عمل قليلا واجر كثيرا نمبر ۲۸۰۸

✵ یوم خندق جبریل علیہ السلام اسلحہ پہن کر آئے نمبر ۲۸۰۳،

✵ انشاء اللہ نہ کہنے کا نقصان نمبر ۲۸۱۹۔

✵ كان النبی صلی الله عليه وسلم احسن الناس واشجع الناس واجود الناس، (نمبر ۲۸۲۰)

حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ حسین، بہادر اور سخی تھے۔

✵ اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر چاریں ہوں تو تمہیں بانٹ دوں، ثم لاتجدونی بخيلا ولا كذوبا ولا جبانا (نمبر ۲۸۲۱)، پھر تم مجھے نہ بخیل پاؤ گے نہ جھوٹا اور نہ بزدل۔

✵ اللہ تعالیٰ کا دو شخصوں پہ ہنسنا (نمبر ۲۸۲۶)

Marfat.com

✵ وحی کے بوجھ سے ران ٹوٹنے لگی۔(نمبر ۲۸۳۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایسے بیٹھتے، کان علی رؤسھم الطیر، گویا کہ ان کے سروں پہ پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔(نمبر ۲۸۴۲)

✵ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام لحیف یا لخیف تھا نمبر ۲۸۵۵،

✵ حضور پاک کے ایک گدھے کا نام عُفَیر تھا۔(نمبر ۲۸۵۶)

✵ اونٹنی کا نام قصواء، عضباء (باب ناقۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب نمبر ۵۹ من کتاب الجہاد والسیر ،غضباء اونٹنی کے بارے میں آتا ہے کہ کوئی سواری اس سے آگے نہ بڑھ سکتی تھی ایک مرتبہ ایک اعرابی کی اونٹنی اس سے آگے نکل گئی یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہ بڑی شاق گزری اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: حق علی اللہ ان لایرتفع شیء من الدنیا الا وضعہ، اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ جو بھی دنیا میں بلند ہوتا ہے اس کو نیچا کر دیتا ہے، نمبر ۲۸۷۲)

✵ عورتوں کی غزوہ احد میں ڈیوٹیاں ،نمبر ۲۸۸۰،

✵ حضرت عمر کے نکاح میں حضرت علی المرتضیٰ کی بیٹی ام کلثوم کا ذکر نمبر ۲۸۸۱،

✵ حضور علیہ السلام کے مسلح پہرے دار حدیث نمبر ۲۸۸۵،

✵ عبدالدرھم اور عبدالدینار کون ہے؟ حدیث نمبر ۲۸۸۷،

✵ صحابی، تابعی اور تبع تابعی کی وجہ سے جنگ میں فتح ،نمبر ۲۸۹۶۔

ایک بہادر مگر جہنمی کا قصہ:

حضرت سھل بن سعد الساعدی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام (کے لشکر یعنی اہل اسلام) اور مشرکین کی جنگ ہو رہی تھی، حضور علیہ السلام کے لشکر میں ایک ایسا شخص تھا جو خوب جنگ کر رہا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رشک کرنے لگے کہ آج فلاں کے برابر ہم میں سے کوئی نہیں لیکن حضور علیہ السلام نے فرمایا: وہ (فلاں) دوزخی ہے، ہم میں سے ایک شخص نے اس کی نگرانی شروع کر دی اچانک اس کو دیکھا کہ شدید زخموں کی تاب نہ لا کر اس نے خودکشی کر لی (اپنی تلوار کا دستہ زمین پہ رکھا اور نوک کو چھاتی کے درمیان رکھ کر اپنے آپ کو اوپر گرا لیا) نگرانی کرنے والے صاحب حضور علیہ السلام کی طرف بھاگ کر آئے، اشھد انک رسول اللہ، کا نعرہ رسالت بلند کیا اور سارا قصہ سنایا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: کبھی ایک شخص بظاہر جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے مگر وہ جہنمی ہوتا ہے اور کبھی اس کا الٹ ہوتا ہے۔(خلاصہ حدیث نمبر ۲۸۹۸)

ہو سکتا ہے یہ شخص منافق ہو، بہرحال اس سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ فٹافٹ کسی کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے کہ کسی پارٹی کا لیڈر مر جائے تو اس کو شہید بنا دیا جائے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث پر باب ہی یہ باندھا ہے: لا یقال فلان شھید یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شہید ہے۔

Marfat.com

✵ تیراندازی کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کی شرکت اور فریقین کو فرمانا کہ میں تم دونوں کیساتھ ہوں، (نمبر۲۸۹۹)

تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟

حضور علیہ السلام درخت کے نیچے آرام فرماتے تھے کہ ایک اعرابی نے تلوار سونت لی اور کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ فرمایا: اللہ...... تین مرتبہ (تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی جو آپ نے پکڑ لی اور اس کو فرمایا: مجھے تو میرے اللہ نے بچالیا اب تو بتا تجھے مجھ سے کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں فرمایا: جا چلا جا اس نے جاتے ہوئے کہا آپ مجھ سے بہتر ہیں پھر بعد میں مسلمان ہو گیا، امام ابن اسحاق) حدیث نمبر ۲۹۱۰،

✵ بدر میں حضور علیہ السلام کی محبوبانہ دعا: اللھم ان شئت لم تعبد بعد الیوم، اے اللہ اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ ہو...... (نمبر ۲۹۱۵)

✵ اس کی خوبصورت تشریح ہماری کتاب ''یاران مصطفیٰ و وارثان خلافت راشدہ'' میں دیکھئے۔

✵ حضور علیہ السلام نے حضرت عبدالرحمٰن اور زبیر رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دے دی۔ نمبر (ب ۲۹۱۹)،

✵ اول جیش من امتی یغذون البحر...... مغفور الھم، (نمبر ۲۹۲۴)، پوری حدیث میں ''یزید صاحب'' کا نام تک نہیں۔ جبکہ اس کے سیاہ کرتوت دیکھنے ہوں تو اسی بخاری شریف کا ص ۴۱۵ اور حاشیہ نمبر ۱۰-۱۱ دیکھیں۔ مزید دیکھنے ہوں تو ہماری کتاب ''کربل کی ہے یاد آئی'' کا آخری حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

✵ پتھر سے آواز آئے گی میرے پیچھے یہودی ہے اس کو قتل کر دو۔ (نمبر ۲۹۲۵)

ترکوں سے جنگ اور فرمانِ رسالت:

حضور علیہ السلام نے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ترکوں سے جنگ کو قرار دیا ہے اور ان کی علامت یہ بتائی کہ وہ بالوں سے بنے ہوئے جوتے پہنتے ہوں گے اور ان کے چہرے چوڑے اور مڑھی ہوئی ڈھال کی طرح ہوں گے۔ آنکھیں، ناک چھوٹی اور رنگ سرخ ہوں گے۔ (نمبر ۲۹-۲۸-۲۹۲۷)

یاد رہے! خراسان اور چین کے درمیان ہندوستان کے شمال میں بسنے والے لوگوں کو ترک کہا جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے ان سے جنگ کرنا منع فرمایا، لیکن تب تک کہ جب تک وہ ہم سے جنگ نہ کریں، فرمایا: اترکوا الترك ماترکوکم، (ص ۵۰۷ باب علامات النبوۃ) لیکن ساتویں ہجری میں محمد شاہ خوارزم نے یہ قیامت ڈھائی کہ ان کو چھیڑ دیا۔ نتیجتاً خراسان سے عراق تک تباہی ہوئی۔ چنگیز خان سے لے کر اس کے پوتے ہلاکو خان تک پوری ایک صدی مسلمانوں کا خون بہایا گیا۔ رافضیوں کا محقق طوسی ان کا آلہ کار بن گیا، ہلاکو تو بغداد پہ بزرگانِ دین کے مزارات کی وجہ سے حملہ نہ کرنا چاہتا تھا مگر محقق صاحب نے کہا یہودیوں نے تو حضرت زکریا علیہ السلام جیسے پیغمبروں کو شہید کر دیا تو ان کا کچھ نہ بگڑا تو کیوں گھبرا گیا ہے چنانچہ اس نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

Marfat.com

حوالے

✱ یہودیوں نے حضور علیہ السلام کو السلام علیکم کہا اور آپ نے وعلیکم فرمایا: نمبر ۲۹۳۵،

✱ حضور علیہ السلام کا خط پھاڑنے والے کا ملک برباد ہوگیا، (نمبر: ۲۹۳۹)، ھلك كسرىٰ ثم لا يكون كسرىٰ بعده، ص ۴۲۵،

✱ خیبر فتح ہوتا ہے اور حضور پوچھتے ہیں این علی، علی کہاں ہے؟ اور وہ دیکھو علی آرہے ہیں، نمبر ۲۹۴۲،

✱ خیبر کے یہودیوں نے لشکر اسلام دیکھ کر کہا: محمد واللہ محمد والخمیس حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اکبر خربت خیبر...... (نمبر ۲۹۴۵)

(پارہ نمبر گیارہ کی منتخب احادیث کے حوالے مکمل ہوئے)

✱ حضور علیہ السلام کی برکت سے کہنا جائز ہے۔ صحابی نے عرض کیا میرے اونٹ کو آپ کی برکت پہنچ گئی ہے۔ قد اصابته بركتك، (نمبر ۲۹۶۸)، بركة الغازى فى ماله بخاری میں باب پورا ہے، باب نمبر ۱۳ کتاب فرض الخمس۔

✱ حضور علیہ السلام نے صحابی کا نام غزوہ کے لئے لکھنے کے باوجود فرمایا:

اذهب فاحج مع امراتك، اپنی عورت کے ساتھ حج کر، (نمبر ۳۰۰۶)

✱ آگ کا عذاب دینا صرف اللہ کی شان ہے، نمبر ۲۹۵۴،

✱ امیر کی اطاعت، نمبر ۲۹۵۷،

✱ دشمن کی زمین میں قرآن لے کر نہ جاؤ، نمبر ۲۹۹۰،

✱ اونچی آواز سے ذکر کرنے سے اس لیے منع فرمایا تاکہ دشمن کو ہمارے آنے کی اطلاع نہ ہو جائے۔ ص ۲۹۹۲

روضہ خاخ پہ خط پکڑا گیا، علم غیب کا ثبوت:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے مجھے زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما کو روضۂ خاخ (مقام) پہ بھیجا اور فرمایا: وہاں تمہیں ہودج نشین (اونٹ پہ سوار) ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے آؤ: ہم گھوڑوں کو دوڑا کر وہاں پہنچے تو واقعی وہاں ہودج نشین عورت ملی ہم نے اس کو کہا خط نکال، اس نے کہا میرے پاس خط نہیں ہے ہم نے کہا ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ خط نکال یا کپڑے اتار کر ہمیں تلاشی دے اس نے اپنے بالوں سے خط نکال کر ہمارے حوالے کر دیا۔ نمبر ۳۰۰۷۔

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے — خبریں وہ دیں کہ جنکی کسی کو خبر نہ تھی

(یہ خط حضرت حاطب بن بلتعہ نے اہل مکہ کو لکھا تھا جس میں حضور علیہ السلام کی (جہادی تیاریوں) باتوں کی خبر دی

Marfat.com

صرف اس لئے کہ ان کے اہل وعیال مکہ میں تھے تا کہ ان کے ساتھ اہل مکہ کا سلوک اچھا رہے، حضرت عمر نے عرض کیا حضور! اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ بدری ہے اور بدر والوں کو اللہ فرما چکا ہے، اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم جو چاہو کرو تمہیں معافی ہے۔

✵ ابن ابی کو حضور علیہ السلام نے جو قمیص پہنائی تھی وہ بدلہ تھی اس قمیص کا جو اس نے بدر کے دن حضرت عباس کو دی تھی، (نمبر ۳۰۰۸)

✵ ایک بندے کو مسلمان کر لینا ساری دنیا کی نعمتوں سے بہتر، (نمبر ۳۰۰۹)

✵ اللہ تعالیٰ نے تعجب فرمایا (جیسا کہ اس کے شایان شان ہے) اس قوم پر جو بیڑیوں میں جکڑی ہوئی جنت میں داخل ہوگی۔ عَجَبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ، (ص نمبر ۳۰۱۰)

✵ ایک نبی اللہ کو چیونٹی نے کاٹا تو انہوں نے چیونٹیوں کی پوری بستی کو جلوا دیا اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی' کاٹا تو ایک نے تھا اور جلوا سب کو دیا حالانکہ وہ تسبیح پڑھتی تھیں۔ (نمبر ۳۰۱۹)

✵ سینے پہ ہاتھ مار کر فیض عطا کرنا اور کعبہ یمانیہ کی بربادی کا ذکر نمبر ۳۰۲۰،

✵ ابورافع یہودی گستاخ کو سوتے میں مار دیا گیا، (نمبر ۳۰۲۲)

✵ کعب بن اشرف کا قتل، (نمبر ۳۰۳۰)، حضور علیہ السلام کثیر الشعر تھے۔ (نمبر ۳۰۳۴)

✵ حضرت سلمہ بن اکوع کی بہادری کا واقعہ: (نمبر ۳۰۴۱).

✵ حضرت خبیب کا سولی چڑھنا، (نمبر ۳۰۴۵)

✵ جمعرات کو حضور علیہ السلام کی بیماری میں اضافہ ہوا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جمعرات کا ذکر کر کے اتنا روئے کہ آنسوؤں سے کنکریاں تر ہو جاتیں، (نمبر ۳۰۵۳)

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑھیں:

حضرت قیس حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت فرماتے ہیں: میں جب سے اسلام لایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پردہ نہ فرمایا (یعنی مجھے گھر میں داخل ہونے سے منع نہ فرمایا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے پردہ نہ تھا ہو سکتا ہے علیحدہ جگہ ہو۔)

وَلَا رَآنِيْ اِلَّا تَبَسَّمَ فِيْ وَجْهِهٖ، اور آپ نے جب بھی مجھے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اقدس پہ تبسم تھا اور میں نے عرض کیا حضور! میں گھوڑے پہ صحیح طریقے سے بیٹھ نہیں سکتا، فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ (اَوْ فِيْ صَدْرِهٖ) وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا، پس آپ نے اپنا دست رحمت میرے سینے پہ (یا اپنے سینہ پہ) مارا اور دعا کی اے اللہ! اس کو (سواری پہ) مضبوط کر دے اور اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔ (نمبر ۳۶-۳۰۳۵)

Marfat.com

تیرے اخلاق کو قرآن کی تفسیر کہتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ جا رہا تھا اور حضور علیہ السلام موٹے کنارے والی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی نے چادر کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ حضور علیہ السلام کے مبارک کندھے پہ نشان پڑ گیا۔ پھر اس نے کہا جو اللہ نے آپ کو دیا ہے اس میں سے مجھے بھی دلوائیں۔ (حضور علیہ السلام نے اس کو اشارۃً بھی نہیں فرمایا کہ یہ کوئی مانگنے کا طریقہ ہے نہ ناراضگی کا اظہار فرمایا بلکہ حلم و کرم کی اعلیٰ مثال پیش فرمائی)

فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَلَهٗ بِالْعَطَاءِ

آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرا دیئے اور پھر اس کو عطا کر دینے کا حکم جاری فرما دیا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں　　اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ (قیام تعظیمی):

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (میثاق مدینہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کرنے والے یہودیوں کا ایک قبیلہ) بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر (قلعہ سے) اترا تو حضرت سعد جو وہاں سے قریب ہی تھے حضور علیہ السلام کے بلاوے پہ گدھے پہ سوار ہو کر آئے، جب قریب پہنچے تو حضور علیہ السلام نے (انصار سے) فرمایا: قوموا الی سید کم، اپنے سردار کی طرف بڑھو تو حضرت سعد آ کر حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھ گئے، ان کو بتایا گیا کہ آپ کے فیصلے پہ اترے ہیں تو انہوں نے عرض کیا میرا فیصلہ یہ ہے کہ لڑنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔ فرمایا: یہی اللہ کا فیصلہ ہے۔ نمبر ۳۰۴۳۔

ایک سوال کا منطقیانہ جواب

کہا جاتا ہے کہ حضرت سعد چونکہ زخمی ہونے کی وجہ سے کمزور ہو گئے تھے تو ان کو سہارا دیکر سواری سے اتارنے کے لئے یہ حکم دیا گیا نہ کہ قیام تعظیمی کیلئے، ورنہ الی سید کم کی بجائے لسید کم فرمایا ہوتا، حالانکہ الی بہ نسبت لام کے قیام تعظیمی پہ زیادہ دلالت کر رہا ہے کیونکہ قیام کی علت بیماری نہیں کہ فرمایا ہو: الی مریضکم بلکہ سیادت ہے اس لئے کہ کسی وصف پر حکم کا ترتب اس وصف کے علت ہونے کی دلیل ہے۔ اس بات کو منطقی انداز میں حضرت تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دورۂ حدیث کے استاذ مولانا احمد علی سہانپوری اور پوری کلاس کے سامنے یوں بیان فرمایا: جب موضوع اور محمول مشتق ہوں تو قضیہ کوئی بھی ہو محمول کا مادہ اشتقاق سبب ہوتا ہے موضوع کے مادہ اشتقاق کے لئے۔ یہاں موضوع و محمول دونوں مشتق ہیں۔ تو قوموا میں قیام کا سبب "سید کم" کی سیادت ہوگی۔ جیسا کہ کہا جائے گا کل کاتب متحرک الا صابع مادام کاتبا، ہر لکھنے والے کی انگلیاں حرکت کرتی ہیں جب تک وہ لکھتا رہتا ہے تو اس میں تحرک اصابع کا سبب کتابت ٹھہرا نہ کہ کوئی اور۔ پھر امام بیہقی نے قیامت تعظیمی کے جائز ہونے کے لئے یہی حدیث پیش فرمائی اور ساتھ حضرت طلحہ کا قیام حضرت کعب بن مالک کے لئے بیان

Marfat.com

کیا۔ اور جو بعض احادیث میں آیا ہے کہ: لا تقوموا کما تقوم الاعاجم، عجمیوں کی طرح کھڑے نہ ہوا کرو تو وہ خاص قسم کے قیام سے منع کیا گیا کہ بادشاہ تخت پہ بیٹھا رہے اور درباری جھکے رہیں، خود حدیث کے الفاظ اس کی نشاندہی کر رہے ہیں یا وہ قیام منع ہے کہ جس کی خود خواہش کی جائے جیسا کہ ترمذی کتاب الاستیذان والادب ص ۱۰۴ پہ ہے۔ من سرہ ان یتمثل له الرجال قیاما فلیتبوأ مقعدہ من النار، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کے لئے قیام تعظیمی کیا، بخاری شریف ص ۴۷۶، قام الیه فصنع کما یصنع الولد بالوالد۔ اور ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو بیٹا اپنے باپ کے ساتھ کرتا ہے۔

حوالے

✵ ان لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجر، نمبر ۳۰۶۲،

✵ مہر نبوت کا ذکر، نمبر ۳۰۷۱،

✵ حضور علیہ السلام نے فارسی کا لفظ بول کر حضرت امام حسن کے منہ سے صدقہ کی کھجور نکلوالی، کخ کخ، ص ۳۰۷۲،

حضرت علی کو حضرت عثمان پہ فضیلت دینے والا سنی ہی ہے، نمبر ۳۰۸۱، دیکھئے بخاری شریف ص ۴۳۳، بین السطور علویا کے تحت لکھا ہے، یفضل علیا علی عثمان وهو مذهب مشهور لجماعة اهل السنه بالکوفه بحوالہ فتح الباری،

✵ حضرت فاطمہ کا ابوبکر صدیق کے پاس میراث کے لئے جانا، نمبر ۳۰۹۲،

✵ حضرت عمر کے دور میں حضرت علی وعباس رضی اللہ عنہما نے حدیث لا نرث ولا نورث کو تسلیم فرمایا تو حضرت عمر نے ان دونوں کو فدک کی آمدنی کا ناظم بنایا یہ وعدہ لے کر کہ جو حضور علیہ السلام اور ابوبکر کے دور میں ہوتا تھا وہی معاملہ ہوگا۔ طویل حدیث، نمبر ۳۰۹۴،

✵ لا نرث...... مفہوم کی حدیث حضرت ابوہریرہ سے بھی مروی ہے، نمبر ۳۰۹۶،

✵ شیعوں کا اعتراض کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: هنا الفتنة، نمبر ۳۱۰۴، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کیا تو کیا جتنے لوگ ادھر رہتے ہیں سب فتنہ باز ہیں، نعوذ باللہ، دیکھئے (حدیث، نمبر ۳۲۷۹)، اس میں صرف مشرق کا ذکر ہے۔

رسول خدا کی بیٹی دشمن خدا کی بیٹی کے ساتھ نہیں رہ سکتی:

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا جبکہ حضرت فاطمہ حضرت علی کے نکاح میں تھیں (حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں نے سنا کہ حضور علیہ السلام نے برسر منبر خطبے میں ارشاد فرمایا: (اور میں اس وقت جوان تھا) اِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّیْ، بے شک فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ اپنے دین کے سلسلہ میں آزمائش میں نہ پڑ جائے۔ پھر حضور علیہ السلام نے بنی عبد شمس سے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور اس رشتہ (مصاہرت) کے

Marfat.com

بارے میں اس کی تعریف کی کہ اس نے مجھ سے جو کہا سچ کر دکھایا۔ مجھ سے وعدہ کیا تو پورا کیا۔ فرمایا: میں کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کر رہا، ولکن واللہ لا تجتمع بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بنت عدو اللہ ابدا، لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی جمع نہیں ہو سکتیں، نمبر ۳۱۱۰،

✸ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آٹا پیسنے کی تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے خادم طلب کیا تو حضور علیہ السلام نے تسبیح فاطمہ عطا فرما دی، نمبر ۳۱۱۳،

✸ اللہ تعالیٰ کے ایک نبی سے بیعت کرتے ہوئے خائن کا ہاتھ چپک گیا، نمبر ۳۱۲۴،

✸ جنگ جمل اور حضرت ابن زبیر کی جائیداد کا تذکرہ، چار بیویاں تھیں ہر بیوی کو بارہ بارہ لاکھ مل گیا، نمبر ۳۱۲۹۔

✸ جائز کام کے بارے میں قسم اٹھالی ہے تو ڑی بھی جائے اور کفارہ بھی ادا کر دیا جائے، نمبر ۳۱۳۳،

(اسی میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے کام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائی کہ تمہیں میں نے سوار نہیں کیا بلکہ اللہ نے سوار کیا ہے)

بھلائی کافر بھی کرے تو اس کو نہ بھلاؤ:

حضرت جبیر کا والد مطعم جو کہ کفر کی حالت میں مرا مکہ کے رؤسا میں سے تھا، جب قریش نے بنی ہاشم کا بائیکاٹ کیا اور معاہدہ لکھ کر کعبہ کے دروازے پہ لٹکا دیا، تین سال بنی ہاشم شعب ابی طالب میں محصور رہے، تین سال کے بعد جن لوگوں کو رحم آیا ان میں مطعم بھی تھا جس نے اس ظالمانہ سلوک کے خلاف آواز بلند کی۔ ایک روایت کے مطابق اس نے اس ظالمانہ معاہدے کو پھاڑ کر پھینک دیا۔ بعض کتب میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام مکہ سے طائف تشریف لے گئے اور ایک مہینے بعد واپس تشریف لائے تو مکہ میں داخل ہونے کے لئے امان کی ضمانت ضروری تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کے پاس پیغام بھیجا کہ تم مجھے امن کی ضمانت دو لیکن کسی نے حامی نہ بھری کہ ہم اہل مکہ کی مخالفت مول نہیں لے سکتے۔ اس وقت مطعم نے اپنی ضمانت پہ حضور علیہ السلام کو مکہ شریف میں لانے کی حامی بھری۔ اگر چہ اس نے اپنی سرداری کی بناء پر ایسا کیا ہوگا مگر حضور علیہ السلام نے اس کے اس اچھے برتاؤ کو یاد رکھا اور ہجرت کے بعد غزوۂ بدر کے موقع پہ جب لوگوں نے سفارشیں کیں کہ قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی سفارش نہ مانی اور فرمایا:

لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ (نمبر ۳۱۳۹)

اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان بدبودار گندوں کی سفارش کرتا تو اس کی وجہ سے میں انہیں آزاد کر دیتا۔

حضرت جبیر بن مطعم نے اپنے باپ کے بارے میں حضور علیہ السلام کی زبان سے نکلنے والے ان الفاظ کو ساری زندگی یاد رکھا اور وجد کر کے لوگوں کو بتاتے تھے کہ میں اس باپ کا بیٹا ہوں جس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا:

ایسے کئی واقعات تاریخ اسلام میں ملتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے کسی کی بھلائی کا ذکر کر کے بعد والوں پہ مہربانی فرمائی ہو

Marfat.com

انہی میں سے ایک واقعہ حاتم طائی کی بیٹی کا ہے کہ حاتم طائی کی سخاوت کی وجہ سے اس کی بیٹی کو بلکہ اس کے پورے خاندان کو آزاد فرمادیا علامہ اقبال کا کتنا پیارا شعر ہے اس بارے میں:

پائے در زنجیر وھم بے پردہ بود گردن از شرم و حیا خم کردہ بود

حوالے

✷ نومسلم بھی مؤلفۃ قلوب میں سے ہیں (۳۱۴۳ ص ۴۴۴ وحاشیہ نمبر ۱۰)

انی لاعطی رجالا حدیث عھدھم بکفر.

✷ میدان بدر میں معاذ ومعوذ کا جذبہ ابو جہل کے بارے میں کہا انہ لیسب رسول اللہ۔ سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو۔ (۳۱۴۱)

✷ اتنی سی بات پہ مجھے حضور علیہ السلام سے حیا آ گئی۔ (۳۱۵۳) یہی تو تقاضائے ایمان ہے۔

✷ مال ملنے کی اطلاع ملی تو صبح کی نماز کے وقت مسجد نبوی شریف بھر گئی۔ (۳۱۵۸)

✷ یزدجر کا دست راست ھرمزان مسلمان ہو گیا۔ (۳۱۵۹)

زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے ان الارض للہ ورسولہ (۳۱۶۸)

✷ حضور علیہ السلام پر جادو کا اثر (۳۱۷۵)

✷ غیبی خبر (۳۱۷۶)

✷ حج اکبر، حج کو اور حج اصغر عمرہ کو کہا گیا۔ (۳۱۷۷)

✷ غیب کی خبر (۳۱۸۰ و ۸۷-۳۱۸۶)

✷ بارھویں پارے کی منتخب احادیث کے حوالے تمام ہوئے)

✷ یمن والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت قبول کر لی اور بنوتمیم نے مال کا تقاضا کیا اور کہا قد بشر تنا فاعطنا. بشارت تو آپ سنا چکے اب کچھ دیں بھی اس پر آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ (۹۱-۳۱۹۰)

مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا علم:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک بار ہم میں قیام فرما ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے تک اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک سب کچھ بتادیا۔

حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَ نَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ (۳۱۹۲)

جس نے یاد رکھا اس کو یاد رہا اور جس نے بھلا دیا وہ بھول گیا۔

شارحین حدیث نے اس حدیث کے تحت لکھا کہ ایک ہی مجلس میں اول سے آخر تک سب کچھ بیان کر دینا یہ حضور علیہ

Marfat.com

السلام کا عظیم معجزہ ہے۔(فتح الباری ج ٦ ص ۲۹۱، عمدۃ القاری ج ۱۵، ارشاد الباری ج ۵ ص ۲۵۰، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

اس مضمون کی احادیث دیگر کتب میں مندرجہ ذیل مقامات پر ملاحظہ ہوں۔(مسند احمد ج ۵ ص ۳۸۵، مسلم ج ۲ ص ۳۹۰)

مسلم شریف میں صبح کی نماز سے لے کر غروب آفتاب تک منبر شریف پہ وعظ فرمانا اور اس میں ما کان وما هو كائن کی خبر دینا بیان ہوا فاعلمنا احفظنا۔ ابوزید انصاری (راوی حدیث) فرماتے ہیں ہم میں سب سے بڑا عالم وہ ہے جس نے حضور علیہ السلام کا وعظ یاد رکھا۔ ترمذی ص ۴۳، بخاری کتاب الفتن اور کتاب القدر میں بھی یہ حدیث دیکھی جاسکتی ہے، طبرانی نے معجم کبیر میں، نعیم بن حماد (جو امام بخاری کے استاذ ہیں انہوں نے) کتاب الفتن میں اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت لکھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الله رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی هذه......

بے شک اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا پس میں ہر وقت ساری دنیا کو دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک دیکھتا رہوں گا جیسے ہاتھ کی ہتھیلی۔ یاد رہے اس سے مراد مخلوق ہے ذات وصفات باری تعالیٰ کا علم اگرچہ حضور علیہ السلام کو عطا کیا گیا مگر وہ اس میں شامل نہیں کہ مخلوق نہیں۔ اسی طرح ممتنعات ومحالات اور وہ ممکنات جو کبھی موجود ہوئیں نہ ہوں گی اگرچہ ان کا علم بھی وافر بلکہ اوفر آپ کو دیا گیا مگر وہ ما کان وما یکون کے دائرے میں نہیں ہیں، احوال بعد القیامہ کے بارے میں اختلاف ہے مگر صحیح یہی ہے کہ وہ اس میں داخل ہیں اور دلیل اس کی یہی حدیث ہے)

حوالے

✷ اللہ تعالیٰ کی اولاد ثابت کرنا اس کو گالی دینا ہے (۳۱۹۳)

✷ ان رحمتی غلبت علی غضبی (۳۱۹۴)

یہ اللہ تعالیٰ نے پہلے دن ہی اپنی کتاب میں لکھ دیا ہے جو عرش کے اوپر اس کے پاس ہے کہ میری رحمت میرے غضب پہ غالب ہے۔

✷ حرمت والے مہینے کون کون سے ہیں۔(۳۱۹٦)

✷ سورج کا سجدہ کرنا اور بروزِ قیامت اس کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا۔(نمبر ۳۱۹۹)

✷ حدیث معراج (۳۲۰۷)

✷ جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت فرماتا ہے آسمانوں میں اعلان کرواتا ہے پھر زمین پہ اپنے محبوب بندے کی قبولیت اتارتا ہے۔(۳۲۱۰)

✷ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جبریل امین کا سلام (۳۲۱۷)

Marfat.com

✵ جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے (۳۲۲۴)

✵ جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو پر اور حضور علیہ السلام کا اس کو اصلی شکل میں دیکھنا۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق مؤقف۔ (۳۲۳۳-۳۴)

✵ کپڑے پہ چھپی تصویر کا جواز (۳۲۲۶) (ہوسکتا ہے یہ ارشاد حرمت سے پہلے کا ہو) (ابن حجر)

✵ سفر طائف، آمد جبرئیل، طائف والوں کو تباہ کرنے کی پیش کش اور حوصلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (۳۲۳۱)

✵ خاوند کو ناراض کر کے رات گزارنے والی عورت پر ساری رات فرشتوں کی لعنت حتی تصبح۔ صبح تک (۳۲۳۷)

✵ حضرت آدم و عیسیٰ علیہما السلام کا حلیہ اور مدینہ کی دجال سے حفاظت بذریعہ ملائکہ (۳۲۳۹)

✵ جنت میں اکثریت فقراء کی اور دوزخ میں عورتوں کی (۳۲۴۱)

✵ حضرت عمر کا جنت میں محل (۳۲۴۲)

✵ جنتی خیمے کا حدود اربعہ (۳۲۴۳)

✵ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر حصے زیادہ تیز (۳۲۶۵)

✵ حضرت سعد بن معاذ کا جنتی رومال (۳۲۴۹)

✵ جنتی درخت کا سایہ (۳۲۵۳)

✵ بے عمل عالم کی دوزخ میں سزا (۳۲۶۷)

✵ بچوں کو شام کے وقت گھر سے نہ نکلنے دو۔ فان الشیطن تنتشر۔ اس وقت شیطان پھیلے ہوئے ہوتے ہیں (۳۲۸۰)

✵ غصے کو ختم کرنے کے لیے تعوذ پڑھو (۳۲۸۲)

✵ جماع کے وقت کی دعا اور اس کا فائدہ۔ (۳۲۸۳)

✵ جمائی کے وقت "ھا" کی آواز نکالنے سے شیطان ہنستا ہے۔ (۳۲۸۹)

✵ کلمہ توحید کی فضیلت (۳۲۹۳)

✵ حضرت عمر نے عورتوں کو فرمایا مجھ سے ڈرتی ہو اور حضور علیہ السلام سے نہیں ڈرتی ہو۔ (۳۲۹۴)

✵ شیطان ناک (خیشوم) میں رات گزارتا ہے۔ (۳۲۹۵)

✵ گدھا شیطان کو دیکھ کر آواز نکالتا ہے اور مرغ فرشتے کو دیکھ کر۔ (۳۳۰۳)

✵ چوہا بنی اسرائیل کی مسخ شدہ قوم ہے کیونکہ اونٹ کا دودھ نہیں پیتا۔ (۳۳۰۵)

✵ مشروب میں مکھی گر جائے تو اس کو غوطہ دو۔ (۳۳۲۰)

✵ آدم علیہ السلام کا قد انور ساٹھ ہاتھ تھا۔ (۳۳۲۶)

Marfat.com

- یہودیوں کے تین سوالوں کا جواب۔(۳۳۲۹)
- عورت پسلی سے پیدا کی گئی۔(۳۳۳۱)
- فان المراۃ خلقت من ضلع
- الارواح جنود مجندۃ(۳۳۳۶)
- حدیث شفاعت(۳۳۴۰)
- جنت میں حضور علیہ السلام کی اُمت کا دیگر امتوں سے تناسب کالشعرۃ السوداء فی جلد ثور ابیض (۳۳۴۸)
- ستاروں کو پیدا کرنے کے تین مقصد۔(ترجمۃ الباب ۳ من کتاب بدء الخلق)
- ذوالخویصرہ والی حدیث یعنی علامات الخوارج یقرؤن القراٰن لا یجاوز حناجرھم۔

(نمبر ۳۳۴۴/۳۶۰۶)

- یاجوج ماجوج۔اصیحابی اصیحابی (یا اصحابی اصحابی) سے مراد مرتدین ہیں۔(۳۳۴۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین "کذبات" (۳۳۵۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آزر انی حرمت الجنۃ علی الکافرین۔آپ نے اپنا ختنہ خود کیا بعمر اسی سال بذریعہ قدوم بسولہ۔(۳۳۵۶-۳۳۵۰)

- گرگٹ نے ابراہیم علیہ السلام پر (آگ بھڑکانے کے لئے) پھونک مارے۔(۳۳۵۹)
- حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کے بارے میں طویل حدیث۔(۳۳۶۴)
- سب سے پہلی مسجد المسجد الحرام پھر مسجد اقصیٰ (۳۳۶۶)

حضور علیہ السلام پر درود وسلام کیسے پڑھا جائے:

حضرت عبداللہ بن عیسیٰ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے دادا عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری سے سنا کہ ان کی ملاقات حضرت کعب بن عجزہ انصاری (صحابی) سے ہوئی تو حضرت کعب نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا تحفہ نہ دوں جو ہمیں حضور علیہ السلام نے عطا فرمایا ہے (ای سمعتھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے عرض کیا ضرور دیجیے۔ فرمایا: ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کیف الصلوۃ علیکم اھل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیك حضور! آپ کے اہل بیت پر درود کیسے پڑھنا ہے کیونکہ سلام پڑھنے کا طریقہ تو ہمیں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے تو حضور علیہ السلام نے درود ابراہیمی تعلیم فرمایا۔

معلوم ہوا درود ابراہیمی صرف درود ہے اس میں سلام نہیں اور اگر قرآن مجید کی آیت صلوا علیه وسلموا تسلیما. پر عمل کرنا ہو تو فقط درود ابراہیمی سے عمل نہ ہوگا بلکہ کوئی ایسے الفاظ ادا کرنے ہوں گے جن میں درود بھی ہو اور سلام بھی ہو۔ لیجیے ایسے

Marfat.com

الفاظ کا تحفہ پرانی تبلیغی جماعت کی طرف سے آپ کو پیش کیا جا رہا ہے اور وہ بھی تبلیغی نصاب سے جس تحفہ کو چھپانے کے لئے تبلیغی جماعت والوں نے فضائل درود کا حصہ الگ کر کے اس تبلیغی نصاب کو فضائل اعمال کے نام سے چھپایا یعنی پرانا تبلیغی نصاب کچھ چھپالیا اور کچھ چھپا دیا تاہم ان کی مرضی ہے نصاب بدلتے ہی رہتے ہیں

ے دنیا نے اپنے آپ کو بدلا گھڑی گھڑی   اک اہل عشق ہیں جہاں تھے وہیں رہے

کیونکہ نصاب بندوں کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بندے جب خود ہمیشہ نہیں رہیں گے تو ان کا نصاب کیوں ہمیشہ رہے گا اور میرے آقا پر درود و سلام تو ہمیشہ ہی پڑھا جاتا رہے گا جب مخلوق نہیں ہوگی تو خالق تو ہوگا ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی)

نئی تبلیغی جماعت کے لیے ایک پرانا تحفہ

نئی تبلیغی جماعت والے یہ بات بھول نہ جائیں کہ تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔

چنانچہ مولانا زکریا سہارنپوری نے تبلیغی نصاب کے ص ۷۰۲ پر لکھا ''اس لئے بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود و سلام کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیک یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا نبی اللہ وغیرہ کے (یوں پڑھا جائے)۔

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ   الصلوۃ والسلام علیك یا نبی اللہ

اسی طرح اخیر تک السلام کے ساتھ الصلوۃ کا لفظ بھی بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔

معلوم ہوا! موجودہ تبلیغی جماعت اپنے بڑوں کا مسلک بھی چھوڑ چکی ہے ورنہ صلوۃ و سلام نہ پڑھتے کم از کم اس کتاب میں رہنے تو دیتے۔ ارے اپنے آقا کی بارگاہ میں سلام نیاز پیش کرنے سے تمہاری جان نکلتی ہے ذرا امام اہل محبت کی دہلیز پہ آئیں (اور اپنے بڑوں کو قبروں میں نہ تڑپائیں) وہ تمہیں بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کون کون سلام عرض کر رہا ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام   ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے
ان پر درود جن کو کسِ بیکساں کہیں   ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے
جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام   یہ بارگاہ مالک جن و بشر کی ہے
شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام   خوبی انہیں کی جوت سے شمس و قمر کی ہے
سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام   تملیک انہیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے
سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام   کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے
عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام   ملجا یہ بارگاہ دعا و اثر کی ہے
شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام   راحت انہیں کے قدموں میں شوریدہ سری کی ہے

Marfat.com

خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے
سب خشک وتر سلام کو حاضر ہیں السلام یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک وتر کی ہے
سب کر وفر سلام کو حاضر ہیں السلام ٹوپی یہیں تو خاک پہ کروفر کی ہے
اہل نظر سلام کو حاضر ہیں السلام یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہل نظر کی ہے
آ کچھ سُنا دے عشق کے بولوں میں اے رضا
مشتاق طبع لذتِ سوز جگر کی ہے

یہ ہیں ہمارے مجدد جو بات بات پہ عظمت مصطفیٰ اور عشق محبوب خدا کی بات کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔(صلی اللہ علیہ وسلم۔رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

کیا یہ بھی مجدد ہیں؟

دوسری طرف ایک ایسے ''مجدد'' بھی دیکھتے جائیے کہ جن کے ہزاروں کی تعداد میں خطبات چھپتے ہیں۔لیکن عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا موضوع ان کے نصیب میں نہیں ہے۔چنانچہ ان کے حالات کو جمع کرنے والے ان کے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن لکھتے ہیں ''دارالعلوم دیوبند کے ایک بڑے جلسۂ دستار بندی میں بعض حضرات اکابر نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت کی مصلحت کے لیے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کیے جائیں تا کہ اپنے مجمع پر جو وہابیت کا شبہ ہے وہ دور ہو اور موقعہ بھی اچھا ہے کیونکہ اس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود ہیں؟ حضرت والا (مجدد صاحب اشرف علی تھانوی) نے باادب عرض کیا: اس کے لیے روایات کی ضرورت ہے اور وہ روایات مجھ کو مستحضر نہیں۔

(اشرف السوانح حصہ اوّل ص ۷۶ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر)

کاش اس موقع پر اہل سنت کے کسی مدرسہ کا سال اوّل کا طالب علم ہی ہوتا تو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ گھنٹوں تقریر کر کے ان حضرات کو بتا دیتا کہ

؎ شاہِ بطحا کی مدح سرائی اہل سنت کے حصے میں آئی بگڑی آقا نے سب کی بنائی اپنی قسمت جگائے ہوئے ہیں

حوالے

✵ کلمات تعوذ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسحاق واسماعیل علیہما السلام کے لئے پڑھا کرتے اور حضور علیہ السلام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے لئے پڑھتے۔(۳۳۷۱)

✵ نحن احق بالشك من ابراهيم ...... حضرت ابراہیم حضرت لوط اور حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے کس قدر عاجزی کا مظاہرہ فرمایا۔(۳۳۷۲)

Marfat.com

* من اکرم الناس ؟(۳۳۷۴)

لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟

* حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا واقعہ (۳۴۰۱)

* خضر نام کی وجہ تسمیہ۔(۳۴۰۲)

* یہودیوں نے حِطَّةٌ کی بجائے کہا حَبَّةٌ فِیْ شَعْرَةٍ (۳۴۰۳)

* ایک نبی کو دوسرے پر کس طرح کی فضیلت نہ دی جائے۔(۳۴۰۸ وحاشیہ ۴، ص ۴۸۴ وحاشیہ ۲ ص ۵۰۷)

* آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے۔

فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰی (۳۴۰۹)

* قول امام شافعی ما اعطی اللّٰہ نبیا ما اعطی محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ہمارے حضور پاک کو عطا فرمایا کسی اور نبی کو نہ دیا' اسی میں زبور کو قرآن فرمایا گیا۔ مزید یہ کہ داؤد علیہ السلام سواری پر زین کسنے کے دوران پوری زبور پڑھ لیتے تھے۔(۳۴۱۷)

* حضرت داؤد وسلیمان علیہما السلام کا ایک بچے کے بارے میں فیصلہ۔(۳۴۲۷)

* بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام سیاست فرماتے:

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء (۳۴۵۵)

* تم ضرور یہود ونصاریٰ کی مکمل پیروی کرو گے۔(۳۴۵۶)

* بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ کذب علی متعمدا......(۳۴۶۱)

* کوڑھی، اندھے اور گنجے کا واقعہ (۳۴۶۴)

* حدیث غار (۳۴۶۵)

(تیرہویں جزء کی منتخب احادیث تمام ہوئیں)

* تین بچے پنگوڑے میں بول پڑے۔(۳۴۶۶)

یا اھل المدینة این علماء کم اے مدینہ والو! تمہارے علماء کہاں گئے (جو تمہیں بتائیں کہ عورتوں کا فیشن تباہی کا پیش خیمہ ہے)(۳۴۶۸)

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ محدَّث ہیں (۳۴۶۹)

* سو افراد کا قاتل بخشا گیا (۳۴۷۰)

* ایمانداری کا اعلیٰ نمونہ۔(۳۴۷۲)

Marfat.com

* جب میں مرجاؤں مجھے جلادینا، خوف خدا کی وجہ سے بخشا جانے والا۔(۳۴۷۸)
* اِذَا لَمۡ تَسۡتَحِ فَاصۡنَعۡ مَا شِئۡتَ (جب حیا نہ رہے تو جو چاہے کر)(۳۴۸۳)
* متکبر قیامت تک زمین میں دھنسا جارہا ہے۔(۳۴۸۵)
* شَرّ النَّاسِ ذَا الۡوَجۡهَيۡنِ (منافق)(۳۴۹۴)
* اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِي الۡقُرۡبٰى سے مراد حضور علیہ السلام کے قرابت دار ہیں۔(۳۴۹۷)
* غیر اب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے کا گناہ۔(۳۵۰۸-۳۵۰۹)
* نام کی تاثیر غفار غفر الله له واسلم سالمها الله و عصية عصت الله ورسوله(۳۵۱۳)
* حبشیوں کو مسجد میں کھیلنے کی اجازت دے دی گئی۔(۳۵۳۰)
* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازیبا الفاظ بولنے سے روک دیا کہ وہ حضور علیہ السلام کے ثناخواں تھے (اگرچہ انہوں نے واقعہ افک میں حصہ لیا)(۳۵۳۱)

میں تو محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم):

کفار و مشرکین مکہ جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کرنا چاہتے تو حضور علیہ السلام کا اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ بولتے تھے کیونکہ کسی کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کہا جائے جس کا معنی ہے بہت تعریف کیا گیا اور پھر اس کی توہین بھی کی جائے تو یہ اپنے آپ کو جھٹلانے والی بات ہوئی چنانچہ وہ محمد کی بجائے مذمم بول کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے تھے اس پر نبی کریم نے ارشاد فرمایا:

اَلَا تَعۡجَبُوۡنَ كَيۡفَ يَصۡرِفُ اللّٰهُ عَنِّيۡ شَتۡمَ قُرَيۡشٍ وَلَعۡنَهُمۡ يَشۡتِمُوۡنَ مُذَمَّمًا وَيَلۡعَنُوۡنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ)(۳۵۳۳)

کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالی اور لعنت کو مجھ سے کیسے پھیرتا ہے وہ مذمم کو گالی دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں جبکہ میں تو محمد ہوں۔(صلی اللہ علیہ وسلم)

اے میرے آقا! جب آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں کہ خدا بھی آپ کی تعریف فرماتا ہے اور ساری خدائی بھی تو پھر میں گناہ گار کیوں نہ آپ کا امتی ہونے پہ وجد میں آکر کہوں:

بریں نازم کہ ہستم اُمت تو — گناہ گارم و لیکن خوش نصیبم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عام فضائل کی تو حد ہی نہیں آپ کے خصوصی فضائل وامتیازات ہی اس قدر ہیں کہ مخلوق ان کو شمار نہیں کرسکتی جو کوئی بھی بیان کرتا ہے صرف حصول برکت کے لئے سمندر سے ایک قطرہ اور ریگستان سے ایک ذرہ کی مثل ہی بیان کرسکتا ہے:

Marfat.com

لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یہ بات ذہن سے کبھی نہیں نکلنی چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق (انبیاء کرام، رسل عظام، عرش معلیٰ، کعبہ معظمہ، کتاب لفظی) سے افضل ہیں۔ دیکھو حضور علیہ السلام نے مکہ معظمہ چھوڑا وہاں سے ہجرت فرمائی تو مسلمانوں کا وہاں رہنا حرام کر دیا گیا (ان الذین توفھم الملائکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا فاولئك ماوٰھم جھنم وساء ت مصیرًا۔(النساء:۹۷) دیکھیے اس آیت کا شان نزول' حالانکہ کعبہ وہیں پر موجود تھا اور جب مکہ فتح ہو گیا تو تا قیامت وہاں رہنے کی اجازت مل گئی بلکہ رہنا ثواب ہو گیا کیونکہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں آ جا سکتے ہیں۔

دھر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات قائم ہے تیری ذات سے سارا نظام کائنات

حوالے

- ✵ وفات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔(۳۵۳۶)
- ✵ امام حسن کی حضور علیہ السلام کے ساتھ مشابہت۔(۳۵۴۲)
- ✵ ابتداء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو سیدھا چھوڑتے تھے بعد میں مانگ نکالتے رہے۔(۳۵۵۹)
- ✵ حضور علیہ السلام نے کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہ لیا۔(۳۵۶۰)
- ✵ حضور علیہ السلام کھانے کو عیب نہیں لگاتے تھے۔(۳۵۶۲)
- ✵ آپ کلام فرماتے تو آپ کے الفاظ کو کوئی گننے والا ہوتا تو آسانی سے گن سکتا۔(۳۵۶۷)
- ✵ دو تین افراد کا کھانا ستر، اسی افراد نے پیٹ بھر کے کھالیا۔(۳۵۷۸)
- ✵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھانا کھاتے وقت کھانے سے تسبیح کی آواز سنتے تھے۔(۳۵۶۹)
- ✵ خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام۔
  (جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں)(۳۵۸۸)
- ✵ عدی بن حاتم کو حضور علیہ السلام نے غیب کی تین باتیں بتائیں جو پوری ہوئیں۔(۳۵۹۵)

تو دوزخی نہیں ہے:

سورۃ الحجرات کی آیت جس میں اہل ایمان کو حضور علیہ السلام سے آواز اونچی کرنے سے منع کیا گیا کا جب نزول ہوا تو حضرت ثابت بن قیس (جن کی آواز طبعاً اونچی تھی) گھر میں بیٹھ گئے۔ حضور علیہ السلام نے ان کے بارے میں پوچھا تو ایک شخص نے عرض کیا۔ میں اس کا حال معلوم کر کے آپ کو بتاؤں گا چنانچہ جب وہ حضرت ثابت کے پاس گیا فوجدہ جالسا فی بیتہ منکسا راسہ تو ان کو اس حال میں پایا کہ وہ اپنے گھر میں سر جھکا کر بیٹھے ہوئے تھے اس شخص نے پوچھا: آپ کا کیا حال

Marfat.com

ہے؟ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھ رہے تھے) حضرت ثابت نے کہا: بہت برا حال ہے کیونکہ میں نے کئی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا کیا ہے لہٰذا میرے عمل ضائع ہو گئے اور میں دوزخی ہو گیا چنانچہ اس شخص نے ساری بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ عظیم خوشخبری سنانے کے لئے دوبارہ حضرت ثابت کے پاس بھیجا کہ جا کر اس کو کہہ دے۔

اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنْ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ. تو دوزخی نہیں بلکہ تو جنتی ہے۔ (۳۶۱۳)

حوالے

- ✻ صحابی رضی اللہ عنہ کے قرآن پڑھنے پر سکینہ نازل ہوئی۔ (۳۶۱۴)
- ✻ حضور علیہ السلام کے گستاخ کو مرنے کے بعد زمین نے بھی قبول نہ کیا۔ (۳۶۱۷)
- ✻ حضور کو نہ صرف اپنے وصال کا بلکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا بھی علم تھا۔ (۳۶۲۳)
- ✻ سیدة نساء اهل الجنة (او نساء المومنین)
- ✻ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کی کعبہ پر اجارہ داری تسلیم نہ کی۔ امیہ بن خلف کو پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام نے میری موت کی خبر دی ہے تو بدر کے دن ڈر کے مارے گھر سے نہیں نکلتا تھا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے وہ ہو کر رہے گا چنانچہ ابوجہل اس کو زبردستی نکال کر لے گیا اور وہی ہوا جو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ (۳۶۳۲)
- ✻ جبرئیل علیہ السلام کا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حاضر ہونا۔ (۳۶۳۳)
- ✻ کافروں کے مطالبہ پر حضور علیہ السلام نے چاند شق کر دیا اور فرمایا گواہ ہو جاؤ۔ (۳۶۳۶ تا ۳۶۳۸، ۳۸۶۸ تا ۳۸۷۱)
- ✻ اور یہ واقعہ رات کو ہوا (حاشیہ ۱۰ص ۵۱۳)
- ✻ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے حضرت عروہ مٹی کا سودا بھی کرتے تو نفع ہی ہوتا۔ (۳۶۴۲)
- ✻ قرآن پاک کی جامع آیت فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره۔ (۳۶۴۶)
- ✻ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِیٌّ وَّ صِدِّيْقٌ وَّ شَهِيْدَانِ. (اے احد رک جا تیرے اوپر ایک اللہ کا نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں) (۳۶۵۷)
- ✻ حضور علیہ السلام نے ایک عورت سے فرمایا: اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آجانا۔ (۳۶۵۹)
- ✻ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف فرمائی۔ (۳۶۷۲)
- ✻ عقبہ بن ابی معیط نے نماز کی حالت میں حضور علیہ السلام کے گلے میں کپڑا ڈال کر دبایا۔ (۳۶۷۸)

جو جس کے ساتھ محبت کرے گا قیامت کو اسی کے ساتھ ہوگا:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ

Marfat.com

قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا: تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کیا اور تو کچھ تیاری نہیں صرف یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضرور رکھتا ہوں اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ (قیامت کو) تو اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ (دنیا میں) تو نے محبت کی۔ (حدیث نمبر ۳۱۵۷ میں یہ ہے کہ اس نے عرض کیا: مَا اعددت لها كبير صيام ولا صلوة ولا صدقة میں نے کوئی زیادہ روزے نمازیں اور صدقات نہیں کئے۔ ولكنى احب الله ورسوله لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضرور کرتا ہوں)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کا یہ فرمان (انت مع من احببت) سن کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اور کسی چیز پر کبھی نہ ہوئی کیونکہ (انى احب النبى صلى الله عليه وسلم و ابابكر و عمر و ارجوا ان اكون معهم بحبى اياهم وان لم اعمل بمثل اعمالهم. (میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں) (۳۶۸۸)

حوالے

✵ ایک مصری نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تین اعتراض کئے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو منہ توڑ جواب دیئے۔ (۳۶۹۹)

✵ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا مفصل واقعہ حدیث (۳۷۰۰) میں دیکھئے۔

✵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی غربت اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سخاوت۔ (۳۷۰۸)

✵ سنۃ الرعاف یعنی نکسیر کا سال۔ (۳۷۱۷)

✵ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فداك ابى و امى (۳۷۲۰)

✵ یہی الفاظ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے غزوۂ احد میں فرمائے (میرے ماں باپ تیرے اوپر قربان) (۳۷۲۵)

✵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے درختوں کے پتے کھا کر جہاد کیا۔ (۳۷۲۸)

✵ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملا کر حضور علیہ السلام نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا۔ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔ (۳۷۴۷)

✵ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد (علیہ الرحمۃ) کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوراه رسول الله صلى الله عليه وسلم لاحبه اگر اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو (اس کے باپ دادا اسامہ وزید رضی اللہ عنہما کی طرح) اس سے بھی محبت فرماتے۔ (۳۷۳۴)

✵ اسی روایت میں ہے کہ حضرت محمد بن اسامہ رضی اللہ عنہ کا نام سن کر فطاطا ابن عمرو نقر بيديه فى الارض

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سر جھکا دیا اور ہاتھوں سے زمین کو ٹھونکا۔

* حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا عراق والے احرام کی حالت میں مچھر مارنے کا مسئلہ تو پوچھتے ہیں لیکن ابن بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (امام حسین رضی اللہ عنہ) کو قتل کرتے ہوئے ان کو مسئلہ یاد نہ آیا۔ (۳۷۵۳)
* حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ وسمے کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ (۳۷۴۸)
* کیا اس سے بال سیاہ ہوتے تھے تفصیل حاشیہ (۵۳۰ وص ۵۵۸ متن میں ملاحظہ فرمائیں)
* حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابو بکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی بلالا۔ (ابو بکر ہمارا سردار ہے جس نے ہمارے سردار بلال کو خرید کر آزاد کیا) (۳۷۵۴)
* معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو کچھ نہ کہو کیونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما (۳۷۶۴)
* فقیہ کی غلطی نہ پکڑی جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان سے **استنباط** (۳۷۶۵)

(پارہ نمبر ۱۴ کی منتخب احادیث کے حوالے مکمل ہوتے ہیں)

ایثار ہو تو ایسا ہو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا (جس کو کھانا کھانے کی حاجت تھی) حضور علیہ السلام نے اپنے تمام گھروں سے پتہ کرایا (کہ کچھ کھانے کو ہے) فقلن ما معنا الا الماء. تمام ازواجِ مطہرات نے عرض کیا: ہمارے پاس پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کون ہے جو اس کی مہمانی کرے؟ انصار میں سے ایک صاحب (ابو طلحہ یا ثابت بن قیس بن شماس یا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم) کھڑے ہوئے اور عرض کیا: میں یہ کام کروں گا چنانچہ اس کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے فرمایا: اکرمی ضیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور علیہ السلام کے مہمان کی خوب خدمت کر۔ بیوی نے عرض کیا ما عندنا الا قوت صبیان۔ ہمارے پاس تو بچوں کے کھانے کے سوا اور کچھ نہیں (مہمان کی خاطر داری کس چیز سے کریں گے؟) فرمایا:

هَيِّئِي طَعَامَكِ وَاَصْبِحِيْ سِرَاجَكِ وَنَوِّمِيْ صِبْيَانَكِ اِذَا اَرَادُوْا عَشَاءً کھانا تیار کر، چراغ جلا اور جب رات کو بچے کھانا مانگیں تو کسی طرح ان کو سلا دینا۔ چنانچہ وفا شعار بیوی نے ایسا ہی کیا۔ کھانا تیار ہو گیا، چراغ روشن ہو گیا، بچوں کو اس نے سلا دیا (فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا وَاَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا) پھر اٹھی چراغ کی طرف یہ تاثر دیتے ہوئے کہ گویا چراغ کو ٹھیک کرنے لگی ہے اور چراغ کو بجھا دیا، دستر خوان بچھا دیا، کھانا لگا دیا اور مہمان کے ساتھ اندھیرے میں بیٹھ کر (منہ سے کھانا کھانے کی آواز نکالتے رہے) تا کہ مہمان سمجھے کہ گھر والے میرے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں (کیونکہ مہمان کے بغیر کھانا کھانا اہل عرب کی روایت کے خلاف تھا) پس اس طرح گھر والوں نے مہمان کا پیٹ تو بھر دیا اور خود بچوں سمیت خالی پیٹ رات

Marfat.com

گزار لی اور جب صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ اَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری رات کی کارروائی پر ہنسا' یا فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس ایثار پر تعجب فرمایا (جیسا اس کے شایان شان ہے) اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصة ومن یوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون (الحشر:۹) اور وہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود فاقے سے ہوں اور جو بچالیا گیا اپنی ذات کے بخل سے پس وہی کامیاب ہیں۔ (۳۷۹۸)

کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسیں یاد کر کے رویا کرتے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے اور کیا دیکھتے ہیں کہ وَهُمْ يَبْكُوْنَ۔ وہ سارے مل کر رو رہے ہیں انہوں نے پوچھا: مَا يُبْكِيْكُمْ۔ کیوں رو رہے ہو؟ تو انصار نے جواباً کہا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا۔ حضور علیہ السلام کا ہمارے ساتھ بیٹھنا بس اسی چیز کو یاد کر کے رو رہے ہیں حضرت ابوبکر وعباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور یہ معاملہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آستانہ عالیہ سے اس حال میں باہر تشریف لائے کہ (مرض الوصال کی وجہ سے سرانور پر) چادر کے کنارے کی پٹی باندھی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ گر ہوئے اور یہ منبر پر جلوہ گر ہونا آپ کی ظاہری حیات کا آخری موقع تھا (اس کے بعد پھر منبر آپ کے وجود باجود کو ترستا ہی رہا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا: اوصیکم بالانصار میں تمہیں وصیت کرتا ہوں (کہ میری اتنی بھی جدائی برداشت نہ کر کے میری محبت میں رونے والے میرے ان غلاموں) انصار کا خیال رکھنا کیونکہ یہ لوگ میرے لئے بمنزلہ معدہ وزنبیل کے ہیں (معدہ میں غذا جمع ہو کر پورے جسم کی نشو ونما کا باعث بنتی ہے اور زنبیل میں اپنی پسندیدہ اشیاء رکھی جاتی ہیں گویا معدہ باطنی قوت کا مرکز ہے اور زنبیل ظاہری شان وشوکت کا اور یہی حال میرے نزدیک انصار کا ہے) اور (لیلۃ العقبیٰ میں) جوانہوں نے میرے ساتھ (میری مدد ونصرت کا وعدہ کیا تھا) اپنا وہ وعدہ پورا کر دکھایا (اور جو ان پر واجب تھا وہ انہوں نے ادا کر دیا) فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ۔ پس ان کے نیکوں کو (عزت واحترام کے ساتھ) قبول کرو اور لغزش کرنے والوں سے درگزر کرو۔ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ اور جس ثواب کے وہ مستحق ہیں وہ اللہ کے ہاں ان کے لئے باقی ہے۔ (۳۷۹۹)

✸ اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ اٹھا۔ (۳۸۰۳)

✸ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابی بن کعب سے سورۃ البینہ سنوں حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ فرمایا ہاں نام لیکر۔ یہ سن کر حضرت ابی رضی اللہ عنہ (جذبات میں

Marfat.com

آ گئے اور خوشی سے) رونے لگے۔(۳۸۰۹)

دو جید صحابیوں کے صاحبزادوں کی گفتگو

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا جانتے ہو میرے باپ نے تیرے باپ سے کیا کہا تھا ابو بردہ نے نفی میں جواب دیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے باپ نے تیرے باپ سے کہا تھا کیا تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ ہم نے حضور علیہ السلام کے ساتھ (آپ کے دور میں) جو بھی نیکی کی اسلام لائے، ہجرت کی، جہاد کیا، یہ باقی رہیں اور جو عمل ہم نے حضور علیہ السلام کے بعد کئے وہ برابر ہو جائیں یعنی نہ ہمیں ان کی جزا ملے اور نہ پکڑ ہو۔ ابو بردہ کہتے ہیں میرے باپ نے جواباً کہا: ہم نے حضور علیہ السلام کے بعد کئی نیک کام کئے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے ہمارے ہاتھ پہ کئی لوگ مسلمان ہوئے ہم تو ان تمام نیکیوں کے ثواب کی امید رکھیں گے (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مؤقف قبول نہ کیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر اپنا مؤقف دہراتے ہوئے فرمایا میں تو یہی چاہتا ہوں تو ابو بردہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ان اباك واللہ خیر من ابی قسم بخدا تیرے والد میرے والد سے بہتر مؤقف رکھتے تھے۔(ص ۵۵۷)

حوالے

* حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ان کی وفات کے بعد بھی اس قدر محبت کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس پر غیرت آنے لگی۔(۳۸۱۷)
* چپ کا روزہ رکھنا ممنوع ہے۔(۳۸۳۴)
* یوم الوشاح کیا ہے؟ (ایک عورت کی دردناک کہانی کا دن)(۳۸۳۵)
* باپ دادا کی قسم اٹھانے سے منع فرمایا گیا۔(۳۸۳۶)

اور اس کا گناہ (بخاری صفحہ ۵۴۱ حاشیہ نمبر ۷ بعض فقہاء نے کفر لکھا ہے)۔

بہترین شعر کا ایک مصرعہ

کسی شاعر کی سب سے سچی بات لبید کا یہ شعر ہے۔

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهُ بَاطِلٌ

سنو اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر شے باطل (فنا ہونے والی) ہے۔ (۳۸۴۱)

یہی معنی زیادہ مناسب لگتا ہے کیونکہ باطل کی ضد حق ہے اور صحیح بخاری کے حوالے سے یہ حدیث گزر چکی ہے الجنہ حق والنار حق و محمد حق...... کرمانی کے حوالے سے بخاری شریف کے ص ۵۴۱ حاشیہ ۱۳ پر یہی لکھا ہے۔ وقولہ باطل ای فانٍ غیر ثابت فھو کقو لہ تعالی کل شیء ھالك الاوجھہ۔

Marfat.com

حوالے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہانت (کے عمل سے آنیوالی کاھن) کی مٹھائی بے خبری میں کھالی اور معلوم ہونے پر قے کردی۔ (حالانکہ شرعاً آپ پر قے کرنا لازم نہ تھا) (۳۸۴۲)

* جھوٹی قسم کا وبال (ایک واقعہ) (۳۸۴۵)
* رجم کی سزا تو بندر بھی تسلیم کرتے ہیں۔ (۳۸۴۹)
* بعثت بعمر چالیس سال، مکی زندگی بعد البعثۃ تیرہ سال مدنی زندگی دس سال۔ (۳۸۵۱)
* دین کے راستے میں تکالیف کا ذکر (۳۸۵۲و۳۸۶۷)
* ہڈی گوبر وغیرہ سے طہارت نہ کرو۔ هما من طعام الجن۔ (۳۸۶۰)
* كَانَ عَلِيًّا جَلَّادًا (بین السطور ص ۵۴۷ حدیث ۳۸۷۲)
* ابو طالب کے بارے میں فرمایا لولا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نچلے درجے میں ہوتے۔ (۳۸۸۳)
* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نکاح کے وقت چھ سال اور رخصتی کے وقت نو سال تھی۔ (۳۸۹۶)
* واقعہ ہجرت اپنی تمام تر تفصیلات کے ساتھ۔ (۳۹۰۵)
* باب المعراج (ص ۵۴۸)
* کافر پر اعتبار کیا جاسکتا ہے استاجر رسول الله وابوبکر رجلا من بنی الدیل (۳۹۰۵وص ۵۵۴)

واقعہ ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے بارے میں پوچھنے والوں کو بتاتے هذا الرجل يهديني السبيل یہ وہ بندہ ہے جو مجھے راہ دکھا رہا ہے۔ (وہ سمجھتے زمینی راہ مراد لے رہے ہیں جبکہ آپ کا مطلب تھا خدا کی راہ' اس کو توریۂ کلام کرنا کہتے ہیں) (۳۹۱۱)

* یہودیوں کا تعصب (ایضا)
* حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رخسار پر بوسہ لے کر حال پوچھا۔ (۳۹۱۸)
* مرثیہ کا لفظ باب ۴۹ من کتاب مناقب الانصار باب من قول النبی صلی الله علیه وسلم اللهم امض لا صحابی هجرتهم و مرثية لمن مات بمكة
* مواخاۃ مدینہ (۳۹۳۸)

غیر اللہ کی تعظیم

یہودیوں نے کہا: ہم عاشورا کا روزہ اس لئے رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس دن فرعون پر غلبہ دیا لہٰذا

Marfat.com

نصومه تعظيماله ہم موسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کی وجہ سے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ غیر اللہ کی تعظیم شرک ہے چاہے وہ موسیٰ علیہ السلام ہوں یا یوم عاشورا بلکہ فرمایا نحن اولی بموسی منکم ثم امر بصومه ہم موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حق دار ہیں پھر آپ نے اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (۳۹۴۳)

✱ غیر اللہ کو رب کہنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ انه تداوله بضعة عشر من رب الی رب (۳۹۴۶)

انہیں دس سے زیادہ آقاؤں (ربوّں) نے ایک دوسرے سے خریدا۔

✱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کے درمیان کا فاصلہ چھ سو سال ہے۔ (۳۹۴۸)

(تم المجلد الاول من صحيح البخاري ويليه المجلد الثاني منه) الحمد للہ آج یکم رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲ ستمبر ۲۰۰۸ء بوقت ظہر پہلی جلد (بخاری شریف کے پندرہ پاروں) کی منتخب احادیث مکمل ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ دوسری جلد جو کہ کتاب المغازی سے شروع ہو رہی ہے کی منتخب احادیث کے حوالوں کو جمع کرنے میں بھی اسی طرح میری مدد فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاه النبي الامين الكريم عليه واله واصحابه و ازواجه و اولياء اُمت و علماء ملته افضل الصلوٰة واكمل التسليم۔ وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب۔

Marfat.com

بخاری شریف' دوسری جلد کے حوالہ جات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن مجید کی اس آیت "الم تر الی الذین بدلو نعمه الله" کے متعلق ارشاد فرمایا: هم کفار قریش، نعمت کے بدلے کفر اختیار کرنے والے کفار قریش ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور احلوا قومهم دار البوار (اور انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر پہنچا دیا) قال النار یوم بدر. یعنی بدر کے دن انہوں نے اپنی قوم کو جہنم میں پہنچا دیا۔ (۳۹۷۷)

تو جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ تو اپنی نعمت کا چرچا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ واذكروا نعمت الله علیکم اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہو۔ واما بنعمة ربك فحدث اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ معلوم ہوا! حضور علیہ السلام کا ذکر خیر کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے اور آپ کے ذکر سے جی چرانا اس عظیم الشان نعمت کی ناقدری اور ناشکری کے مترادف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ہیں (قرآن مجید میں ہے: ذکرا رسولا) آپ اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہیں، اس کی رحمت بھی ہیں، (قل بفضل الله وبرحمته. ولو لا فضل الله علیکم ورحمته) لہٰذا حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوگا تو یونہی سمجھو کہ ذکر خدا ہو رہا ہے، حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو تو خدا کی رحمت و نعمت کا ذکر ہوگا۔

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو　　حسنِ نمکین والا ہمارا نبی

حوالے

فرشتے بھی وہی افضل ہیں جو غزوۂ بدر میں شامل ہوئے۔ (۳۹۹۲)

✷ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی قسمت کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر و عثمان رضی اللہ عنہما کو ان سے نکاح کرنے کی خود پیشکش کی لیکن تاخیر ہو گئی تا آنکہ حضور علیہ السلام نے پیغام نکاح بھیج دیا۔ (۴۰۰۵)

✷ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بلا فدیہ رہائی کی سفارش پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: والله لاتذرون منه درهما. بخدا ایک درہم بھی نہیں چھوڑو گے یعنی پورا پورا فدیہ لینا ہے۔ (۴۰۱۸)

Marfat.com

✸ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام باب (۱۳) من کتاب المغازی (ص ۵۷۴)

✸ مرتے وقت ابوجہل کا تکبر، کیا مجھ سے بڑا بندہ بھی کوئی مارا ہے اور کہا:

فلو غیر اکار قتلنی. کاش کوئی اور مجھے قتل کرتا کسان قتل نہ کرتا۔ (۴۰۲۰)

✸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بدری صحابہ کا وظیفہ بعد والوں سے زیادہ کیا۔ (۴۰۲۲)

(بعد میں معلوم ہوا! ان کی فضیلت تو عظمت کے اعتبار سے ہے تب فرمایا:

ولو استقبلت ما استدبرت لاسوی بین الناس. اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا جو بعد میں ہوا تو ان میں وظیفہ کے اعتبار سے برابری کر دیتا)

✸ حضور علیہ السلام نے مغرب کی نماز میں سورۃ طور پڑھی تو میرے دل میں اسلام کی عظمت بیٹھ گئی۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ (۴۰۲۳)

✸ فتنہ کی نحوست کہ نیک لوگوں کو اٹھا لیا جاتا ہے۔ (۴۰۲۴)

✸ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا تم قلیب بدر کے مرداروں کافروں سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ ما انتم باسمع لما اقول منھم۔ (۴۰۲۶)

✸ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی فدک کے مطالبے کا ارادہ کیا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو روکا (فقلت لھن الا تتقین اللہ) (۴۰۳۴)

فدک کا کنٹرول ہمیشہ اہل بیت کے ہاتھوں میں رہا حضرت علی، عباس، حسن، حسین، زین العابدین، حسن بن حسن، زید بن حسن۔ (رضی اللہ عنہم)

وھی صدقۃ رسول اللہ حقًا. ایضًا.

جنت سے اتنی سی دیر بھی جدائی برداشت نہیں:

✸ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ احد کے دن ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے (جن کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں) عرض کیا: ارایت ان قتلت فاین انا ؟ اگر میں قتل ہو جاؤں تو (قتل ہونے کے بعد میں) کہاں ہوں گا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: فی الجنۃ تو جنت میں جائے گا۔ فَاَلْقٰی تَمَرَاتٍ فِیْ یَدِہٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ (اتنی بات سننے کی دیر تھی کہ) انہوں نے اپنے ہاتھ کی کھجوروں کو زمین پر پھینکا اور قتال شروع کر دیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (۴۰۴۶)

اسی غزوہ کی بات ہے کہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ جو کہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور اس کا ان کو ہمیشہ افسوس رہا کہنے لگے! میں پہلے قتال میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تو شامل نہ ہو سکا اگر اب مجھے موقع ملے گا تو اللہ تعالیٰ میرے

Marfat.com

بارے میں لوگوں کو دکھائے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ یوم احد جب اہل اسلام میں بے چینی کا ماحول پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اللھم انی اعتذر الیك مما صنع ھولاء یعنی المسلمین وابرأ الیك مما جاء به المشرکون اے اللہ جو کچھ مسلمانوں نے کیا میں تیری بارگاہ میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں اور مشرکین کی طرف سے جو کچھ ہوا میں اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں، پھر تلوار لے کر آگے بڑھے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے یا سعد انی اجد ریح الجنة دون احد اے سعد میں احد کے اس پار جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔ میدان میں گئے اور اس جرات کے ساتھ لڑے کہ اسّی سے زیادہ زخم آئے، ان کی بہن نے ان کے جسم پر تل کے نشان سے یا انگلیوں کے پوروں سے ان کی لاش کو پہچانا۔ (۴۰۴۸)

✵ شراب کے حرام ہونے سے پہلے احد کے دن کچھ لوگوں نے شراب پی پھر احد کی لڑائی میں جام شہادت بھی پی لیا۔ (ص ۵۸۹)

✵ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا لایا گیا تو دور نبوت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کی تنگی، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت اور ان کو کفن کے لئے پورا کپڑا نہ ملنے کا ذکر کیا پھر اپنے اوپر دنیا کی وسعت کی بات کر کے روتے رہے اور کھانا نہ کھایا۔ (ایضا)

✵ مدینہ طیبہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے کما تنفی النار خبث الفضة جیسے آگ چاندی کی میل کچیل کو مٹا دیتی ہے۔ (۴۰۵۰)

غزوۂ احد میں حضور علیہ السلام کے باڈی گارڈ:

✵ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّمَعَهُ رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ. (٤٠٥٤)

میں نے احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو شخصوں کو دیکھا کہ وہ حضور علیہ السلام کے دفاع کے لئے کافروں کے ساتھ لڑ رہے تھے دونوں نے سفید رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے اور انہوں نے ایسا قتال کیا کہ نہ اس سے پہلے میں نے کبھی ایسی لڑائی دیکھی اور نہ اس کے بعد (کرمانی میں ہے کہ یہ دونوں فرشتے تھے وفی التوشیح زاد مسلم یعنی جبرئیل و میکائیل، بخاری شریف حاشیہ ۱۴، ص ۵۸۰)

حوالے

✵ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ کافروں کو تیر مار میرے ماں باپ تجھ پہ قربان (۴۰۵۷)

Marfat.com

✱ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اور کسی کے بارے میں میں نے نہیں سنا کہ حضور علیہ السلام نے ایسا فرمایا ہو سوائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے (۴۰۵۹)

✱ احد کے دن ابلیس کی چیخ و پکار اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ کی اہل اسلام کے ہاتھوں شہادت۔ (۴۰۶۵)

✱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے کسی نے کہا: اَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ. اس گھر کی عزت کا واسطہ اور آپ نے نہ روکا (۴۰۶۶) لہٰذا بحرمۃ فلاں کہنا جائز ہے

✱ حضور علیہ السلام کا دانت مبارک شہید کرنے والے کی اولاد کا وہ دانت نہیں ہوتا۔ (ص ۵۸۳ حاشیہ ۱۴)

✱ حضور علیہ السلام نے اپنے دندان مقدس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

اشتد غضب اللّٰه علی قوم فعلوا بنبیه اللہ کا غضب اس قوم پر شدید ہو گیا جس نے اپنے نبی کے ساتھ (ایسا) کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس کو کسی نبی علیہ السلام نے قتل کیا اس پر بھی اللہ کا غضب شدید ہوا اور جس نے کسی نبی علیہ السلام کے چہرے کو خون سے رنگین کیا اس پر بھی اللہ کا غضب شدید ہوا۔ (۴۰۷۳، ۴۰۷۸)

غزوۂ احزاب کی چند یادیں:

✱ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی مگر سارا لشکر سیر ہو گیا اور کھانا اسی طرح ہی رہا حالانکہ کھانے والے ایک ہزار تھے۔ (۴۱۰۲)

✱ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب خندق چھٹ گیا (یعنی مسلمانوں کو عزت مل گئی اور مد مقابل ذلیل و رسوا ہو گئے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا:

اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ. اب ہم ان پر حملہ کریں گے وہ ہم پر نہیں کر سکیں گے ہم خود ان کی طرف جائیں گے۔ (۴۱۱۰)

✱ آپ نے فرمایا: مَلَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ. اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہماری عصر کی نماز قضا کر دی (خلاصۃ) (۴۱۱۱)

✱ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے مندرجہ ذیل الفاظ موتیوں کی لڑی بن کر نکل رہے تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَعَزَّ جُنْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ، فَلَا شَیْءَ بَعْدَهٗ. (۴۱۱۴)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس نے اپنے لشکر کو غلبہ دیا اپنے بندۂ خاص (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد فرمائی، اس نے اکیلے ہی تمام گروہوں (احزاب) کو عبرتناک شکست سے ہمکنار فرمایا، پس اس کے بعد کچھ نہیں۔

Marfat.com

حوالے

* فتنے کا اندیشہ ہو تو سچی بات کرنے سے بھی خاموشی اختیار کی جا سکتی ہے
فَخَشِيْتُ اَنْ اَقُوْلَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ......(۴۱۰۸)

* غزوۂ ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس سواریاں نہ تھیں چلتے چلتے پاؤں پھٹ گئے، ناخن جھڑ گئے اور پاؤں پر کپڑوں کے ٹکڑے باندھ کر سفر کرتے رہے (رقاع رقعہ کی جمع ہے ٹکڑے کو کہتے ہیں اسی سے خط رقعہ ہے جو ٹکڑوں کی صورت میں لکھا جاتا ہے) (۴۱۲۸)

* واقعہ حرہ میں ایک ہزار عورت خاوند کے بغیر حاملہ ہوئی، سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

(ص ۵۹۹ حاشیہ نمبر ۱۰-۱۱)

* فتح مبین صلح حدیبیہ کو کہا گیا ہے (۴۱۷۲)

* معاہدہ کی پاسداری کرتے ہوئے ابوجندل کو حدیبیہ کے مقام پر کفار کے حوالے کر دیا گیا۔ (۴۱۸۰-۸۱)

(پارہ نمبر ۱۶ کی منتخب احادیث کے حوالہ جات مکمل ہوئے)

تیری ''دعا'' حلیف قضاوقدر کی ہے:

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے خیبر کی طرف جاتے ہوئے رات کے وقت خوبصورت اشعار کہے۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا: کون ہے شعر کہنے والا عرض کیا گیا عامر بن اکوع ہے۔ قال یرحمہ اللہ۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے الفاظ سن کر کہا وجبت یا نبی اللہ! حضور اس کے لئے تو (شہادت) واجب ہو گئی، ایسا کیوں نہ کہا کہ اسے روکتے (ابھی شہید نہ ہونے دیتے) ہم مل کر یہود کا محاصرہ کرتے پھر ہمیں ان پر فتح حاصل ہوتی۔ (۴۱۹۶)

تمہارے منہ سے جو نکلی بات وہ بات ہو کے رہی   جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

حوالے

* حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے زخم پر حضور علیہ السلام نے تھتکارا تو درد ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔ فنفث فیہ ثلاث نفثات فما اشتکیتھا حتی الساعۃ (۴۲۰۶) النفثات جمع نفثۃ وھی فوق النفخ دون التفل (یعنی تھتکارنا) جبکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کو باقاعدہ لعاب دھن سے نوازا گیا فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عینیہ ودعا لہ فبرأ حتّٰی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ (۴۲۱۰)

* حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے میں تاخیر کیوں کی اور پھر کیوں بیعت کر لی؟ (۴۲۴۰-۴۱)

Marfat.com

✱ حضورعلیہ السلام نے لکھاھذا ما قاضی محمد بن عبداللہ (راوی کا یہ کہنا کہ آپ کی لکھائی اتنی اچھی نہ تھی یہ راوی کی ذاتی رائے ہوسکتی ہے)(۴۲۵۱)

✱ غزوۂ موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جسم پر نوے سے زیادہ نیزوں اور تیروں کے نشانات تھے۔(۴۲۶۱)

✱ اسی غزوہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں نوتلواریں ٹوٹیں فَمَا بَقِيَ فِيْ يَدِيْ اِلَّا صُفَيْحَةٌ يَمَانِيَّةٌ. فرمایا: آخر میں صرف ایک چوڑی تلوار یمنی میرے ہاتھ میں رہ گئی۔(۴۲۶۶)

کیا تم ایسے ہی ہو؟:

✱ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی ان کی بہن عمرہ نے (سمجھا کہ فوت ہوگئے ہیں اور) رونا شروع کردیا (ان کے بارے میں مبالغہ سے کام لینے لگیں) واجبلاہ واکذا واکذا ہائے پہاڑ ہائے ایسے ہائے ایسے یعنی ان کی خوبیاں گننے لگیں۔ جب ان کو افاقہ ہوا اور بے ہوشی سے واپس آئے تو بہن کو فرمایا:

مَا قُلْتِ شَيْئًا اِلَّا قِيْلَ لِيْ اَنْتَ كَذٰلِكَ (۴۲۶۷)

تو جب بھی کچھ کہتی تھی تو مجھ سے پوچھا جاتا تھا کیا تو ایسا ہی ہے (جیسا تیری بہن کہہ رہی ہے) بھائی کی اس بات کا بہن پر اتنا اثر ہوا کہ فلما مات لم تبك عليه جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت عمرہ رضی اللہ عنہ بالکل نہ روئیں۔(۴۲۶۸)

اے اسامہ: تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد اس کو قتل کر دیا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہمیں حضور علیہ السلام نے (جہینہ کی ایک شاخ) حرقہ (جس نے ایک قوم کو بڑی بے دردی کے ساتھ جلا دیا تھا اس لیے ان کا یہ نام ہوا) کی طرف بھیجا چنانچہ ہم صبح کے وقت ہی ان کے پاس پہنچ گئے اور انہیں شکست دی پھر مجھے اور ایک انصاری ساتھی کو اس قوم میں سے ایک شخص ملا جب ہم نے اس کو گھیرے میں لے لیا تو اس نے لا الہ الا اللہ پڑھنا شروع کر دیا۔ انصاری نے تو اس سے ہاتھ روک لیا لیکن میں نے (یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ ڈر کی وجہ سے کلمہ پڑھ رہا ہے) اس کو نیزہ مار کر قتل کر دیا جب ہم حضور علیہ السلام کے پاس پہنچے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا:

يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.(۴۲۶۹)

اے اسامہ تو نے اس کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا حضور وہ جان بچانے کے لئے لا الہ الا اللہ پڑھ رہا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے جا رہے تھے کہ تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اس کو نہ چھوڑا۔

Marfat.com

یہاں تک کہ میں تمنا کرنے لگا کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا (کہ اتنا بڑا گناہ حالت اسلام میں مجھ سے ہو گیا ہے جس نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تڑپا دیا ہے) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین غلام ہیں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نو سریوں (لشکروں) میں شریک ہوا۔ ان نو میں کبھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم پر امیر بنے اور کبھی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما۔ (۴۲۷۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وانه احب الناس۔ اسامہ مجھے تمام لوگوں سے محبوب تر ہے۔ (۴۴۶۸) اور جب کسی بہت ہی پیارے سے غلطی ہوتی ہے تو اس کا صدمہ بھی کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح کے ایک واقعہ پر فرمایا ھلا شققت قلبه (جب کہا گیا یا رسول اللہ اس نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا تھا) کیوں نہ تو نے اس کا دل پھاڑ (کر دیکھ) لیا؟

مسلم شریف میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كيف تصنع بلا الله الا الله يوم القيمة قاله مرارا. قیامت کے دن جو اس نے لا الله الا الله پڑھا تھا جب وہ کلمہ آئے گا تو اس کے ساتھ تو کیا معاملہ کرے گا۔ (مشکوۃ ص ۲۹۹)

حوالے

✳ اسی طرح کے ایک واقعہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اللهم انی ابرأ اليك مما صنع خالد مرتین۔ اے اللہ جو کچھ خالد نے کیا میں اس سے اپنی برات کا اظہار کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ دو مرتبہ دہرائے۔ (۴۳۳۹)

✳ مکہ مکرمہ رمضان شریف میں فتح ہوا۔ (۴۲۵۷)

✳ واقعہ فتح مکہ (۴۲۸۰)

✳ فتح مکہ کے بعد لوگ جوق در جوق اسلام کی طرف آنے لگے۔ (۴۳۰۲)

ورایت الناس يدخلون فی دين الله افواجاً۔

تو حدود اللہ میں رعایت کی بات کرتا ہے؟:

✳ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں غزوۂ فتح مکہ کے موقع پر ایک عورت نے چوری کی اس کی قوم (سزا سے) گھبرا کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی کہ ہماری سفارش کریں جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ (غضب شدید کی وجہ سے) بدل گیا اور فرمایا: اَتُكَلِّمُنِىْ فِىْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ۔ (۴۳۰۴)

کیا تم اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں میں سے ایک سزا کے بارے میں میرے پاس سفارش لے کر آئے ہو۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور! میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیے۔ جب دن کا پچھلا حصہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

Marfat.com

سن لو! تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہو گئے کہ جب کوئی شریف (امیر، معزز) چوری کرتا تو اس کو (معاف کرتے ہوئے) چھوڑ دیا جاتا اور کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دی جاتی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔ اگر (بفرضِ محال) میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے گی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹوں گا۔ پھر اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا اس کے بعد اس نے بڑی عمدہ توبہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ میرے پاس آئی تھی تو میں اس کی حاجت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتی تھی۔

✱ حنین میں بارہ ہزار مسلمان تھے جبکہ کافر صرف چار ہزار تھے۔ (حاشیہ نمبر ۵، ص ۶۱۷)

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقام جعرانہ پر جو مکہ و مدینہ کے درمیان ہے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور حضور علیہ السلام کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے اتنے میں ایک اعرابی آنکلا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا: آپ نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں کریں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے بشارت ہو، اس نے کہا (زبانی کلامی) بشارتیں بہت ہو چکیں (اب کچھ مال بھی دیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا (طنزیہ) جواب سن کر ایسے ہو گئے جیسے غضبناک ہوں پھر ابو موسیٰ و بلال رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: رَدَّ الْبُشْرٰى فَاقْبَلَا اَنْتُمَا۔ اس نے تو بشارت ٹھکرا دی ہے تم دونوں قبول کر لو۔ چنانچہ دونوں نے عرض کیا: ہم نے آپ کی بشارت قبول کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ منگوایا اس میں اپنے دونوں ہاتھ اور چہرہ دھویا اور اس میں کلی فرمائی پھر فرمایا اس میں سے تم دونوں پی لو اور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو اور تمہیں (پھر) بشارت ہو چنانچہ ان دونوں نے ایسا ہی کیا ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (جو چھپ کر دیکھ رہی تھیں) نے پردے کے پیچھے سے آواز دی اَنْ اَفْضِلَا لِاُمِّكُمَا۔ اپنی ماں کے لئے بھی بچانا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کچھ بچا لیا۔ (۴۳۲۸)

''اللہ رسول کا احسان ہے'' کہنا جائز ہے

ـ ایمان ملا اُن کے صدقے قرآن ملا اُن کے صدقے رحمان ملا ان کے صدقے وہ کیا ہے جو ہم نے پایا نہیں

ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور انصار نے محسوس کیا کہ ہمیں مال نہیں دیا گیا تو حضور علیہ السلام نے خطبہ میں ان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلا کر فرمایا۔ اترضون ان يذهب الناس بالشاة والبعير و تذهبون بالنبي الى رحالكم۔ (۴۳۳۰) کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بکری و اونٹ لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے گھروں میں لے کر جاؤ۔ بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت قبول کرنے کا یہی مطلب ہے کہ وہ خوش نصیب اللہ کے رسول کو اپنے گھر لے کر جا رہا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کو قبول کرتا ہے۔ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو فرمایا: يا معشر الانصار الم اجدكم ضلالا فهداكم الله بي۔ اے گروہ انصار کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا تو اللہ نے

Marfat.com

میرے ذریعے تمہیں ہدایت دی۔ وکنتم متفرقین فالفکم اللہ بی۔ اور کیا تم لوگ بکھرے ہوئے نہیں تھے پس میری وجہ سے اللہ نے تم کو اکٹھا کر دیا۔ وعالۃ فاغناکم اللہ بی اور کیا تم لوگ کنگال نہیں تھے پھر میری وجہ سے اللہ نے تمہیں مالدار کر دیا۔ کلما قال شیئاً قالوا اللہ و رسولہ امن۔ حضور علیہ السلام جو کچھ بھی فرماتے انصار جواب میں عرض کرتے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ احسان فرمانے والے ہیں۔ معلوم ہوا اہل ایمان کے لئے یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ اور رسول کا احسان ہے اور یہ کہ ہمیں ہر نعمت اللہ کے رسول کے ذریعے حاصل ہوئی ہے۔

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا — بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اطاعت وفرمانبرداری بھلائی کے کاموں میں ہے:

✵ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا جس پر انصار میں سے ایک صاحب کو امیر مقرر فرمایا اور سریہ کے تمام شرکاء کو اطاعت امیر کا حکم دیا، امیر لشکر کسی وجہ سے ناراض ہو گئے اور ساتھیوں سے کہا: کیا تمہیں حضور علیہ السلام نے میری اطاعت کا حکم نہیں دیا انہوں نے کہا کیوں نہیں، کہا: میرا حکم ہے لکڑیاں اکٹھی کرو، آگ جلاؤ اور اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ لکڑیاں اکٹھی کی گئیں آگ جلا دی گئی کچھ لوگوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ بھی کر لیا لیکن باقیوں نے انہیں ایسا نہ کرنے دیا اور کہا:

فَرَرْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ۔ ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آگ سے بچنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں نہ کہ آگ میں جلنے کے لئے۔ جب آگ بجھ گئی امیر کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچی تو آپ نے فرمایا:

لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَلطَّاعَةُ فِى الْمَعْرُوْفِ۔ (۴۳۴۰)

اگر یہ لوگ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک آگ میں ہی رہتے فرمانبرداری صرف اچھے کاموں میں ہے۔

یاد رہے! صرف امیر ہی نہیں والدین ہوں، اساتذہ ہوں، یا پیر وغیرہ کوئی بھی شریعت کی مخالفت کا حکم دے تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی کیونکہ شریعت کی پیروی کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہے اور اللہ و رسول کے مقابلہ میں کسی کے حکم کی کوئی حیثیت نہیں۔ بعض نوجوان اپنے چہروں پر داڑھی سجانا چاہتے ہیں تو والدین روک دیتے ہیں ایسے والدین کو خوف خدا سے کام لینا چاہئے اور منع کرنے کی بجائے اجازت دینی چاہئے اور اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اولاد کے دل میں ایسا جذبہ پیدا ہوا ہے تاکہ آگے جا کر اولاد کے ہاتھوں والدین کو راحت نصیب ہو۔

✵ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس وقت تک سواری سے نہیں اتروں گا جب تک کہ اس مرتد کو قتل نہ کر دیا جائے۔ فامر بہ فقتل۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا (۴۳۴۱-۴۲)

Marfat.com

گستاخِ رسول کی ظاہری علامات

✱ فَقَامَ رَجُلٌ غَامِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ...... يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية(۴۳۵۱)

بوجھوتو جانیں؟ یہ کون سا جانور ہے؟ سنو سنو! یہ ہے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذوالخویصرہ جس نے حضور علیہ السلام سے کہا اتق اللہ۔ اللہ سے ڈریے، انصاف کیجیے۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اللہ سے نہیں ڈروں گا تو کون ڈرے گا اور اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو کون کرے گا الا تامنونی وانا امین من فی السماء کیا تم مجھ پر اعتماد نہیں کرتے ہو حالانکہ میں تو اپنے رب کا معتمد علیہ ہوں اور میرے پاس دن رات آسمان سے خبریں آتی ہیں فرمایا: اس کی صلب سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن بہت عمدہ پڑھیں گے مگر گلے کے اوپر اوپر سے پڑھیں گے اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

باقی باتیں تو خیر چھوڑیے ایک بڑی نشانی یادرکھئے کہ اس قدر عبادت وریاضت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کریں گے۔ بظاہر دیکھنے میں ایسا لگتا ہے کہ اس نے یہی تو کہا تھا **اللہ سے ڈریے، عدل کیجیے** اور یہ تو اچھے کام کے بارے میں کہا جا رہا ہے اس میں کون سی گستاخی ہے پھر اس قدر ناراضگی کا اظہار کیوں؟ کہ **لئن ادر کتھم** لا قتلنھم قتل ثمود۔ اگر میں اس کی اولاد کو پالوں تو قوم ثمود کی طرح قتل کردوں۔ تو اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے بہت بڑے عالم کو کوئی کہہ دے ''شرم کیجیے'' حالانکہ شرم وحیاء تو ایمان کا حصہ ہے تو بتائیے یہ گستاخی ہوگی یا نہ ہوگی؟ دیگر علامات بخاری شریف کے دیگر مقامات پر ملاحظہ ہوں جن مقامات کی نشاندہی حدیث (۳۳۴۴) میں کردی گئی ہے۔

✱ یمن میں رہنے والے نے حضور علیہ السلام کے وصال کی خبر سنادی۔ (۴۳۵۹)

✱ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں محفل قرات، سورۃ مریم کی پچاس آیات پڑھی گئیں اور ''قد احسن'' کے الفاظ سے داد دی گئی۔ (۴۳۹۱)

(پارہ نمبر ۱۷ کی منتخب احادیث کے حوالہ جات مکمل ہوتے ہیں۔ پارہ نمبر ۱۸ باب حجۃ الوداع سے شروع ہو رہا ہے)

کعبہ کے اندر کعبے کا کعبہ (صلی اللہ علیہ وسلم):

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھائے ہوئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کی معیت میں کعبہ کے پاس تشریف لائے۔ بیت اللہ شریف کے پاس اونٹنی کو بٹھایا حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے چابی لی، دروازہ کھولا اور بیت اللہ شریف میں داخل ہو گئے۔ یہ تینوں حضرات بھی آپ کے ساتھ تھے، دروازہ بند کرلیا گیا اور دن کا طویل حصہ آپ کعبہ کے اندر رہے۔ دو ستونوں کے درمیان نماز ادا فرمائی۔ (۴۴۰۰)

Marfat.com

✸ خطبہ حجۃ الوداع (۴۴۰۶)

وسعتِ ظرفی کی ایک مثال

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حلق فی حجۃ الوداع. حجۃ الوداع میں حضور علیہ السلام نے حلق کروایا جبکہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حلق اور بعض نے قصر کروایا۔ (۱۰-۴۴۱۱)

جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں حلق کرایا انہوں نے قصر کروانے والوں کو ملامت وغیرہ نہ کی، لہٰذا کسی ایک پیر کے مریدین میں سے کچھ اگر لباس تو پہنیں مگر پیر صاحب جیسا نہ پہنیں یا کسی جماعت کے لوگ اپنے امیر جیسی ٹوپی پگڑی وغیرہ نہ پہن سکیں تو دوسروں کو اتنی سی بات پر انہیں کوسنا نہیں چاہیے جو کام محض جائز ہو اس کا کرنا نہ کرنا مباح ہے وسعت ظرفی سے کام لیتے ہوئے اس طرح کی چھوٹی چھوٹی باتیں برداشت کرلینی چاہئیں۔

حوالے

✸ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کا غزوہ تبوک میں نہ جانا اور ان کی توبہ کا واقعہ وعلی الثلثۃ الذین خلفوا (۴۴۱۸)

✸ لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنے امور عورت کے سپرد کردیئے۔ (۴۴۲۵)

✸ خیبر میں زہر آلود گوشت کھانے کا اثر وفات تک قائم رہا۔ (۴۴۲۸) (تاکہ شہادت کی خواہش پوری ہوجائے)

✸ معوذتین کے ساتھ اپنے آپ کو دم کرنا۔ (۴۴۳۹)

✸ حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کا فیصلہ نہ فرمایا تھا (خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اقرار) (۴۴۴۷، ۴۴۵۸)

✸ منع کرنے کے باوجود بھی حضور کو مرض الموت میں دوائی کھلا دی گئی۔ (۴۴۵۸)

✸ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا حضور علیہ السلام کے وصال پر غم سے نڈھال ہونا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہنا تم نے کیسے گوارا کرلیا کہ اللہ کے رسول پر مٹی ڈال دی۔ (۴۴۶۲) یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التراب.

✸ غزوات کی تعداد میں اختلاف کہیں نو کا ذکر (۴۴۷۱)

✸ کہیں سولہ کا ذکر (۴۴۷۳) (انیس، تیس اور ستائیس کا ذکر بھی ہے)

(اس کے بعد کتاب التفسیر کا آغاز ہو رہا ہے)

Marfat.com

اللہ اور اس کے رسول کا بلاوا:

حضرت ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں مسجد میں نماز کے اندر مصروف تھا کہ حضور علیہ السلام نے مجھے بلایا تو میں نماز کی وجہ سے فوراً حاضر نہ ہوسکا اور اپنی مجبوری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کردی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ۔(۴۴۷۴)

کیا اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید سورۃ انفال میں) فرمانہیں دیا کہ اللہ اور رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائے۔

بلائے اس لئے ترجمہ کیا ہے کہ دعا واحد کا صیغہ ہے حالانکہ پیچھے دو کا ذکر ہے تو آگے واحد کا صیغہ لانے کا مطلب یہ ہے کہ بلانے والی ذاتیں اگرچہ دو ہیں مگر ان کا بلاوا ایک ہے۔ رسول اللہ کا بلاوا اللہ کا بلاوا ہے اور اللہ کا بلاوا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بلاوا ہے۔ بلکہ اللہ بھی جس کو بلاتا ہے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہی بلاتا ہے اور پھر اس کو اپنا بلانا قرار دیتا ہے۔ جیسے: من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی اور جیسے رسول صلی اللہ علیہ وسلمکی بیعت اللہ کی بیعت، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رمی اللہ کی رمی وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اللہ کی رضا واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ۔

مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بلائیں تو اس پر واجب ہے کہ فوراً حاضر خدمت ہو اگرچہ جتنا بھی چلنا پڑے، بات چیت ہوتی رہے جتنی دیر بھی گزر جائے نماز وہیں پر قائم ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں واپس جائے اور نماز وہیں سے شروع کرلے جہاں پر چھوڑی تھی یہ حضور علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے کہ اس امتی کی نماز میں کوئی فرق وخلل نہ آئے گا۔ (کئی لوگ بڑے عجیب عقیدے کے مالک ہیں اور ان کی نماز اتنی کمزور ہے کہ صرف حضور علیہ السلام کا خیال آنے سے ہی نماز خراب ہو جاتی ہے' ان کی سوچ کس قدر بیمار ہے) ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ۔

حدیث کے اگلے حصے میں حضور علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ھی اعظم سورۃ من القران۔ سورۃ فاتحہ قرآن مجید کی تمام سورتوں میں سے عظیم تر سورۃ ہے۔

حوالے

* نماز میں آمین آہستہ کہنے کا ثواب کہ اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ فمن وافق قولہ قول الملائکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔(۴۴۷۵)
* حدیث شفاعت (۴۴۷۶) دوزخ میں صرف وہی باقی رہ جائیں گے کہ جن کے بارے میں خلدین فیھا فرمایا گیا۔
* اَلْکَمْاَۃُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاءُ ھَا شِفَاءٌ لِّلْعَیْنِ (۴۴۷۸) کھمب یا سانپ کی چھتری (برسات میں اگنے والا سفید رنگ کا

Marfat.com

ایک چھوٹا سا پودا چھتری کی مثل)من (من وسلویٰ) سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے۔

✵ يَسْتَفْتِحُوْنَ کا معنی يَسْتَنْصِرُوْنَ۔ (باب ۲ من کتاب التفسیر ص ۶۴۳)

✵ جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام کا معنی اللہ کا بندہ عبداللہ (باب نمبر ۶ ص ۶۴۳)

✵ سب سے بڑے قاضی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان (۴۴۸۱)

✵ قرآن پاک میں ناسخ منسوخ نہ ماننے والا بڑا قاری ہونے کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی معتبر نہ تھا۔ (۴۴۸۱)

✵ تورات کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب بلکہ کہو قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ۔ (۴۴۸۵)

✵ وعلى الذين يطيقونه۔ منسوخ نہیں بلکہ اس سے بوڑھے لوگ مراد ہیں جو روزے نہیں رکھ سکتے فدیہ ادا کر دیں۔ (۴۵۰۵)

✵ اپنی بیوی سے وطی فی الدبر کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا موقف (۴۵۲۷) فی کے بعد بیاض ہے ای فی الدبر (ص ۶۴۹)

✵ منسوخ آیت کو قرآن میں لکھنے کی حکمت (۴۵۳۰)

✵ وقوموا للہ قانتین کے نزول پر نماز میں کلام کرنا بند ہوا۔ (۴۵۳۴)

✵ اليمين على المدعى عليه۔
قسم اس پر ہے جس پر دعویٰ کیا گیا (منکر) (۴۵۵۲)

✵ رجم کی سزا کا ذکر تورات میں بھی ہے۔ (۴۵۵۶)

✵ حسبنا اللہ و نعم الوکیل ابراہیم علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کا وظیفہ۔ (۴۵۶۳)

✵ کسی کا مال باطل طریقے سے ہڑپ کرنا، جھوٹی قسم اٹھا کر کوئی چیز بیچنا یہ ہے
ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا۔ اور یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمنًا قلیلا۔ (ص ۶۵۲ کتاب التفسیر میں ہر جگہ یہی مفہوم بیان ہوا ہے)

✵ ہر نبی علیہ السلام کو دنیا میں رہنے اور دنیا سے جانے کا اختیار دیا گیا۔ (۴۵۸۶)

✵ اَلرَّجْمُ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدُ لِلْبِكْرِ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما (ص ۶۵۷)
(رجم شادی شدہ کے لیے اور کوڑے غیر شادی شدہ کے لئے)

✵ وحی الٰہی کا بوجھ کہ یوں لگا جیسے میری ران ٹوٹ رہی ہے۔ (۴۵۹۲)

✵ یمین لغو جیسے کسی کا یہ کہنا لَا وَاللّٰهِ وَ بَلٰى وَاللّٰهِ (۴۶۱۳)

Marfat.com

✱ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خصی ہونے کی اجازت چاہی۔(۴۶۱۵)
✱ منافقین حضور علیہ السلام سے استہزاً سوال کرتے۔(۴۶۲۲)
✱ مُتَوَفِّيكَ کا معنی مُمِيْتُكَ ہے۔(ص ۶۶۵)
✱ لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ(۴۶۳۷)(اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں)
✱ مطر کا لفظ قرآن مجید میں عذاب کے لئے ہی آیا ہے۔(ص ۶۶۹)
(پارہ نمبر ۱۸ کی منتخب احادیث کے حوالے تمام ہوئے)
✱ ذو علم کا معنی ہے عامل بما علم (ص ۶۷۹ سطر نمبر ۱)(جو علم پر عمل کرے)
✱ نعمة الله کا معنی ہے اللہ کی نعمتیں اور اس کے دن (ص ۶۸۱)
✱ حضرت نوح علیہ السلام کس معنی میں پہلے رسول ہیں؟(ص ۶۸۵ حاشیہ نمبر ۲)
✱ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکین قرآن سن کر گالیاں دیا کرتے تھے۔(۴۷۲۲)
✱ آب حیوۃ کا ذکر۔(۴۷۲۷) لَا يُصِيبُ مِنْ مَّائِهَا شَيْءٌ اِلَّا حَيِيَ۔
✱ لٰكِنَّا سورۃ کہف میں جو ہے اس کا معنی ہے لکن انا۔(ص ۶۸۷)
✱ فرقہ حروریہ (ص ۶۹۰، آخری سطر، حدیث ۴۷۲۸)
✱ موٹا بندہ جس کا وزن قیامت کے دن مچھر کے برابر بھی نہ ہوگا۔(ص ۶۹۱، ۴۷۳۹)
✱ رجم کا معنی گالی دینا لَاَرْجُمَنَّكَ کا معنی ہے لَاَ شْتُمَنَّكَ (ص ۶۹۱، سطر ۹)

جب موت کو بھی مار دیا جائے گا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روز قیامت موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا پھر ایک پکارنے والا اہل جنت کو پکارے گا، اے جنت والو! اہل جنت سر اٹھا کر دیکھیں گے تو منادی انہیں کہے گا کیا تم اس (مینڈھے) کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں پہچانتے ہیں یہ موت ہے اور سب جنت والے اس کو اچھی طرح سے دیکھ لیں گے پھر اس طرح دوزخیوں سے سوال کیا جائے گا اور وہ بھی وہی جواب دیں گے جو اہل جنت نے دیا ہے اور وہ بھی اچھی طرح دیکھ لیں گے پھر اس مینڈھے کو ذبح کر دیا جائے گا اور منادی کہے گا

يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ وَ يَا اَهْلَ النَّار خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ

اے جنتیو! جنت میں ہمیشہ رہو تمہیں اب موت نہ آئے گی اور اے دوزخیو! تم دوزخ میں ہمیشہ رہو گے اور تمہیں بھی موت نہ آئے گی۔ پھر حضور علیہ السلام نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: وانذرهم يوم الحسرة اذ قضى الامر وهم في غفلة اور انہیں ندامت کے دن سے ڈرائیں جب فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ لوگ غفلت میں پڑے ہیں یعنی دنیا والے (وهولاء في

Marfat.com

غفلة) وھم لا یؤمنون اور وہ ایمان نہیں لاتے۔(۴۷۳۰) روایت میں ہے کہ یہ خبر سن کر جنتی اس قدر خوش ہوں گے کہ اگر کوئی خوشی سے مرتا تو جنتی مرجاتے یعنی خوشی کا اس سے آگے کوئی تصور ہی نہیں اور دوزخیوں کو اتنی حسرت وندامت ہوگی کہ اگر کوئی غم سے مرتا تو اس خبر کو سن کر دوزخی مرجاتے۔ یعنی غم کی انتہا ہوجائے گی۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

حوالے

✺ جبرئیل علیہ السلام سے حضور علیہ السلام نے پوچھا ما یمنعك ان تزورنا اکثر مما تزورنا اس سے زیادہ ہماری زیارت کے لئے کیوں نہیں آتے ہو جتنے اب آتے ہو؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وما نتنزل الا بامر ربك۔(۴۷۳۱)

✺ چار آیات کا ایک ہی شان نزول ۔(۳۵-۳۲-۴۷)

✺ آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا جھگڑا فحج ادم موسی ای غلب بالحجة(۴۷۳۸)

✺ جب بچے بوڑھے ہوجائیں گے وتری الناس سکرٰی وما ھم بسکرٰی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پریشانی اور حضور علیہ السلام کا انہیں تسلی دینا اور پھر ان کا خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کرنا۔(۴۷۴۱)

✺ دین اچھا یا برا ہونے کا احمقانہ تصور۔(۴۷۴۲)

✺ حضور علیہ السلام نے جیسا فرمایا انہیں اوصاف والا بچہ پیدا ہوا۔

اکحل العینین سابغ الالیتین خدلج الساقین فھو لشریك ابن سحماء فجاء ت به کذلك۔

(۴۷-۴۵-۴۷ص ۶۹۵)

(اس کی نہایت عمدہ تقریر فیضانِ مسلم شریف میں پڑھیے)

✺ وانذر عشیرتك الاقربین سے مراد نسب کے اعتبار سے قریبی ہیں۔(۴۷۸۱)

✺ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو مددگار کے طور پر اللہ تعالیٰ سے طلب کیا۔ قرآن پاک میں ہے:

ردء یصدقنی جس کا معنی ہے معینا یصدقنی (ص ۷۰۳ س ۹، زیر حدیث ۴۷۷۲)

✺ کاش ابوطالب لا الہ الا اللہ پڑھ لیتے۔ وابی ان یقول لا الہ الا اللہ۔(۴۷۷۲)

✺ لا اعلم یا اللہ اعلم کہنا جبکہ کسی مسئلہ کا علم نہ ہو یہ بھی علم ہے۔(۴۷۷۴، ص ۷۰۳ و ۷۱۰)

✺ کان النبی صلی اللہ علیه وسلم شدید الحیاء (ص ۷۰۷ نمبر ۴۷۹۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے حیا والے تھے)

اللہ تعالیٰ اور فرشتے حضور علیہ السلام پر کیسے درود بھیجتے ہیں؟

✺ حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صَلٰوةُ اللّٰهِ ثَنَاءُ هٗ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی صلوۃ کا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے نبی علیہ السلام کی تعریف فرماتا ہے:
وَصَلٰوۃُ الْمَلَائِکَۃِ الدُّعَاءِ اور فرشتوں کی صلوۃ یہ ہے کہ وہ (حضور علیہ السلام کے درجات کی بلندی کے لئے) دعا کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یُصَلُّوْنَ کا معنی ہے یُبَرِّکُوْنَ۔ وہ دعا برکت کرتے ہیں (باب قولہ تعالیٰ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی زیر حدیث ۴۷۹۶، ص ۷۰۷)

ہزاروں درود ہزاروں سلام بروح محمد علیہ السلام

(پارہ نمبر ۱۹ کی منتخب احادیث کے حوالہ جات اختتام کو پہنچے)

حوالے

✵ سورج کا روزانہ عند الغروب تحت العرش سجدہ کرنا۔ (۴۸۰۲)

✵ یہودی عالم کے عجیب قول سُن حضور علیہ السلام کا ضحک فرمانا۔ (۴۸۱۱) (بعض نے فرمایا ہے کہ تصدیقا لقول الحبر راوی کا اپنا اضافہ ہے کیونکہ دوسری روایات میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ نزہۃ القاری ص ۱۸۴ ج ۵)

✵ انسان کے اجزائے اصلیہ فنا نہ ہوں گے انہی سے اس کو دوبارہ تخلیق کیا جائے گا اور یہ ریڑھ کی ہڈی میں ہوتے ہیں۔ (۴۸۱۴)

✵ کافر بھی جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں قبول ہوتی ہیں تبھی تو قحط کے دنوں میں حاضر ہو کر عرض کر رہے ہیں فاتاہ ابوسفیان فقال ای محمد ان قومك قد هلكوا فادع الله ان يكشف عنهم فدعا ابوسفیان نے کہا آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے دعا کریں ان سے قحط دور ہو جائے آپ نے دعا فرمائی (تو قحط دور ہو گیا اور ہر طرف نور ہی نور ہو گیا) دیکھئے کتاب التفسیر سورۃ دخان ص ۷۱۴، ۷۱۵)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی   میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

✵ مسرفین کا معنی مشرکین (ص ۷۱۴، س ۱)

✵ قال الله یوذینی ابن ادم یسب الدهر و انا الدهر (۴۸۲۶) اللہ کو ایذاء دینے کا کیا مطلب اور میں زمانہ ہوں کا کیا مفہوم ہے دیکھے حاشیہ ۵ ص ۷۱۵)

✵ عبد الرحمٰن بن ابی بکر نے مروان کو یزید کی تعریف کرنے سے ٹوکا تو مروان کا پارہ چڑھ گیا۔ (۴۸۲۷)

✵ بادل دیکھ کر حضور علیہ السلام پر خوف خدا کا غلبہ ہو جاتا (حضور علیہ السلام کھلکھلا کر نہ ہنستے) (۴۸۲۹)

✵ سیماهم فی وجوههم سے مراد عاجزی اور تواضع ہے۔ (۷۱۶)

✵ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ (ایضا)

Marfat.com

* دوزخ کا نعرہ ھل من مزید اور اللہ تعالیٰ کا اس میں قدم رکھنا (۴۸۴۸،۴۹،۵۰)
* قدم رکھنے سے کیا مراد ہے دیکھئے (حاشیہ ا،ص ۷۱۹)
* حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم غیب (مَا فِیْ غَدٍ کے متعلق یعنی ذاتی علم غیب ورنہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں فرما دیا تھا کہ کل فلاں کافر یہاں مرے گا فلاں یہاں) اور رویدار الٰہی کے متعلق موقف۔ (۴۸۵۵)
* ''لات'' حاجیوں کا خدمت گار تھا جس کے نام پہ بت کا نام رکھ دیا گیا۔ (۴۸۵۹)
* سورۃ نجم کی تلاوت پہ مشرکین بلکہ جن وانس نے بھی سجدہ کیا۔ (۴۸۶۲) امیہ بن خلف نے نہ کیا تو کافر ہی مرا (۴۸۶۳)
* دو جنتیں ایک مکمل سونے کی یہاں تک کہ اس کے برتن بھی سونے کے دوسری چاندی کی۔ (۴۸۷۸)
* جنت کا ایک خیمہ جو موتی کو کرید کر بنایا گیا ہر طرف سے اس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی۔ (۴۸۷۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کے فرمان کو مثل قرآن سمجھتے تھے:

* ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں اور گودانے (اپنے جسم پر نشانات بنوانے) والیوں (جس طرح آج کل تیل پر سرمہ ڈال کر سوئی کے ذریعے سے مختلف نشانات بنواتے ہیں یاد رہے کہ مردوں کے لئے حکم اور بھی سخت ہے) اور چہرے کے بال نوچنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے یہ بات بنی اسد قبیلے کی ایک عورت ام یعقوب کو پہنچی تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور عرض کیا مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ جو عورت ایسا ایسا کرتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ فرمایا: میں کیوں نہ اس پر لعنت کروں جس پر حضور علیہ السلام نے لعنت کی ہے اور جس پر کتاب اللہ میں لعنت ہے۔ اس عورت نے عرض کیا کتاب اللہ جو دو تختیوں (گتوں) کے درمیان ہے وہ میں نے ساری پڑھی ہے اس میں تو کہیں بھی ایسی عورت پر لعنت کا ذکر نہیں ہے فرمایا: لو قراتیہ لو جدتیہ اگر تو پڑھتی تو تجھے یہ بات مل جاتی کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنه فانتھوا (الحشر: ۷) اور جو کچھ میرا رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔ اس نے کہا یہ بات تو ہے فرمایا پھر یہی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اس نے کہا: (میں نے سنا ہے کہ) آپ کے گھر والے بھی ایسا کرتے ہیں فرمایا جا کر دیکھ لے وہ گئی تو اس کی اطلاع غلط نکلی جس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لو کانت کذلك ما جامعتنا۔ (۴۸۸۶) اگر میری گھر والی ایسا کرتی تو پھر میرے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی بعض جگہ آخری لفظ ہے ماجامعتھا۔ میں اس کے ساتھ کبھی اکٹھا نہ ہوتا۔ (ص ۷۲۵) بہر حال! معلوم ہوا! حضور علیہ السلام کے فرمان کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک کیا مقام تھا:

قول حق قرآن ہے قول پیمبر ہے حدیث
اہل دل کے واسطے تعظیم ہے دونوں کی ایک

Marfat.com

حوالے

✵ منافقین کی قسموں کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے مجھے جھٹلایا اور ان کی تصدیق فرمائی فکذبنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و صدقہ (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ) تو اللہ نے سورۃ منافقون اتاری۔ حضور علیہ السلام نے میری طرف پیغام بھیج کر مجھے بلوایا اور فرمایا ان اللّٰہ قد صدقك یا زید۔ اے زید! اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق فرمادی ہے۔ (۴۹۰۰)

✵ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کا رہن سہن اور جسم اطہر پر چٹائی کے نشان دیکھ کر رو پڑے، حضور پاک نے پوچھا کیوں روتے ہو؟ عرض کیا: قیصر و کسریٰ (دشمنانِ خدا) تو عیش کریں اور رسولِ خدا کی یہ حالت؟ فرمایا:

اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْیَا وَلَنَا الْاٰخِرَةِ (۴۹۱۳)

کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ ان کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہو۔

✵ عُتُلٍّ بعد ذٰلك زنیم سے کون مراد ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔ (۴۹۱۷، ص ۷۳۱ حاشیہ ۹)

✵ جنت میں کمزور اور جن کو حقیر سمجھا گیا وہ جائیں گے

كُلُّ ضَعِیْفٍ (یستضعفه الناس ویحتقرون) مُتَضَعَّفٍ (متواضع) (۴۹۱۸ و ص ۷۳۱ سطر ۶ و حاشیہ لہ، لعہ)

✵ کافر لوگ ولیوں کے نام پر بتوں کے نام رکھتے تھے (ولیوں کو بدنام کرنے کے لئے جبکہ آج کل کے گستاخ شیطان کے چکر میں آکر بتوں والی آیات ولیوں پر چسپاں کرتے ہیں) بہ بیں تفاوت از کجا تا بکجا است۔ (۴۹۲۰)

✵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے شیطان پر آسمان کی خبریں آنا رک گئیں اور شہاب ثاقب سے اس کی مرمت ہونے لگی اور جن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قرآن مجید سن کر شرک سے تائب ہو گئے۔ (۴۹۲۱)

✵ کبھی واحد ذات کے لئے جمع کا صیغہ تاکید کے طور پر بھی لایا جاتا ہے جیسے انا انزلناہ۔ (ص ۷۴۰)

✵ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَیْنِ۔ (۴۹۳۶)

میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے۔

✵ قرآن پڑھنے میں دشواری آتی ہو تو دو اجر ہیں۔ (۴۹۳۷، ص ۷۳۵)

✵ قیامت کو کوئی شخص کانوں تک پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ (۴۹۳۸، ص ۷۳۶)

سب عیدیں مناؤ حضور آ گئے ہیں:

✵ حضرت عبدان رضی اللہ عنہ (عبداللہ بن عثمان) نے شعبہ سے اور انہوں نے ابی اسحٰق سے روایت کی کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے پہلے مکہ سے مدینہ پاک ہجرت کر کے آنے والے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں یہ دونوں ہمیں قرآن مجید پڑھاتے تھے ان کے بعد حضرت عمار، بلال اور سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) ہجرت کر کے مدینہ شریف آئے پھر حضرت عمر فاروق بیس صحابہ

Marfat.com

کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آئے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

فَمَا رَأَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهٖ حَتّٰى رَأَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ۔(۳۹۴۱)

پس میں نے مدینہ والوں کو اس سے زیادہ کبھی خوش نہ دیکھا جتنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوش ہوئے یہاں تک کہ میں نے چھوٹی بچیوں اور بچوں کو دیکھا کہ کہہ رہے تھے:

حضور آ گئے ہیں حضور آ گئے ہیں سب عیدیں مناؤ حضور آ گئے ہیں

✵ وحی سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غار حرا میں عبادت۔(۴۹۵۳) (پھر ضالا کا معنی بھٹکا ہوا کیسے ہو سکتا ہے جب اعلان نبوت سے پہلے بھی آپ عبادت میں مصروف رہتے)

(کتاب التفسیر یہاں پر مکمل ہوئی)

✵ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نسخہ قرآنی کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام نسخوں کو جلا دینے کا حکم دیا۔ (۴۹۸۷)

بوقت ضرورت اپنی تعریف کرنا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے ہیں انی من اعلمھم بکتاب اللہ۔ میں ان سب سے زیادہ قرآن کا علم رکھتا ہوں وما انا بخیرھم۔ اگرچہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔(۵۰۰۰) چنانچہ حضور علیہ السلام نے جن چار افراد سے قرآن سیکھنے کا حکم دیا ان میں پہلا نام آپ ہی کا ہے پھر سالم، معاذ اور ابی بن کعب۔ رضی اللہ عنہم (ص ۷۴۸ و ۴۹۹۹) (معلوم ہوا بوقت ضرورت تحدیث نعمت کے طور پر اپنی تعریف کرنے کی اجازت ہے۔ ایک حوالہ ص ۸۱۴ حاشیہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ ہو)

(پارہ نمبر ۲۰ کی منتخب احادیث مکمل ہوئیں)

حوالے

✵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بین الدفتین (دو گتوں کے درمیان والا قرآن) چھوڑ کر گئے۔(۵۰۱۹) ظاہری الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجودہ شکل میں قرآن دے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

✵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مد کی رعایت کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے۔(۵۰۴۷)

✵ قرآن پاک میں اپنی عظمت کا بیان سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں خوشی سے بہہ پڑیں۔ (۵۰۵۵، ص ۷۵۶، حاشیہ ۱۰)

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (۵۰۶۳)

Marfat.com

جو میری سنت سے منہ موڑے اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

* چار عورتوں سے نکاح کی اجازت صرف یتیم بچیوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ انصاف کی شرط کے ساتھ دیگر عورتوں سے بھی۔(۵۰۶۴)

وامروا بنکاح من سواهن من النساء.

* حضور علیہ السلام نے تبتل (غیر شادی شدہ) رہنے سے منع فرمایا۔(۵۰۷۳)

* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فصیح کنایہ کہ میرے علاوہ حضور علیہ السلام نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔ (۵۰۷۷)

* حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: انما انا اخوك حضور! میں آپ کا دینی بھائی ہوں۔(۵۰۸۱) (پھر حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے بتادیا کہ دینی بہن بھائی آپس میں نکاح کر سکتے ہیں)

* عورت کے ساتھ مال، عزت، جمال کی بجائے دین کو دیکھ کر نکاح کرنا چاہیے۔(۵۰۹۰)

اللہ تعالیٰ کے ہاں کون بہتر ہے؟

* حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو حضور علیہ السلام نے حاضرین مجلس سے پوچھا: مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا ؟ اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: یہ اس قابل ہے کہ اگر کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو وہ اس سے نکاح کرنے پر تیار ہو، اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش کو قبول کیا جائے اگر یہ کوئی بات کرے تو اس کی بات کو غور سے سنا جائے۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذرا خاموش ہوئے تا آنکہ ایک اور شخص جس کا تعلق غریب مسلمانوں سے تھا وہ گزرا تو آپ نے پھر حاضرین سے پوچھا: مَا تَقُوْلُوْنَ هٰذَا. اس کے بارے میں کیا کہتے ہو عرض کیا: یہ تو ایسا شخص ہے کہ ان خطب ان لا ینکح وان شفع ان لا یشفع و ان قال ان لا یسمع اگر کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو اس کو قبول نہ کرے، اگر کسی کی سفارش کرے تو کوئی نہ مانے اگر بات کرے تو کوئی توجہ سے نہ سنے۔ (یہ سن کر حضور علیہ السلام نے جو فیصلہ فرمایا وہی خدائی فیصلہ ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم. الحجرات) آپ نے فرمایا: هٰذا خیر من اهل الارض مثل هذا. (۵۰۹۱) اس (پہلے) جیسوں سے زمین بھر بھی جائے تو یہ پھر بھی بہتر ہے اور یہ سب صدقہ ہے غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجدد دین وملت نے کیا خوب کہا:

حد اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا ذرّے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے

حوالے

* مردوں کے لئے عورتوں سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔(۵۰۹۶)

* میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں اپنی لونڈی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ) کو آزاد کرنے پر ابولہب

Marfat.com

بھی محروم نہ رہا۔ (۵۱۰۵)

* نسب وسسرال کی وجہ سے سات سات عورتیں حرام ہیں۔ (۵۱۱۱) (نسب کی وجہ سے تو وہی ہیں جو حرمت علیکم امھتکم...... میں بیان ہوئیں جبکہ سسرالی رشتہ میں تغلیباً فرمایا اس میں رضاعی ماں، بہن، جمع بین الاختین اور شوہر والیاں شامل ہیں۔

* حرموا من الرضاعة ما یحرم من النسب۔ (۵۱۱۱) (جو نسب کی وجہ سے حرام وہ رضاعت کی وجہ سے حرام)۔

* نکاح شغار (وٹہ سٹہ) وہ ہے جس میں حق مہر نہ ہو۔ (۵۱۱۲)

وہ تجھ سے بہتر ہے:

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب عورت ہے کہ جس نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کہ اگر آپ کو میری حاجت ہو تو مجھ سے نکاح فرمالیں۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی عورتوں نے ایسا کیا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے اللائی وھبن انفسھن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ عورتیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے یہ بات عجیب لگتی تھی کہ کوئی عورت خود آ کر کسی مرد کو کہے کہ میرے ساتھ نکاح کر لے تا آنکہ قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی: ترجی من تشاء۔ جس کو چاہو ان میں سے پیچھے کر دو اور جس کو چاہو قریب کر لو (یعنی جو عورتیں خود کو آپ کی خدمت مین پیش کر رہی ہیں ان میں سے جس کو چاہو نکاح کر کے اپنے قریب کر لو اور جس سے چاہو نکاح نہ کر کے اس کو اپنے سے پیچھے کر دو) تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا:

ما اری ربك الا یسارع فی ھواك۔ (۵۱۱۳)

میں نہیں دیکھتی مگر یہ کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔ چنانچہ اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں ایک دن حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ان کی صاحبزادی بھی ان کے پاس تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک عورت حضور علیہ السلام کے پاس آئی اور اس نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نکاح کے لئے پیش کیا۔ قالت یا رسول اللہ الك بی حاجة اور عرض کیا: کیا آپ کو میرے ساتھ کوئی حاجت ہے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اگر چاہیں تو مجھے نکاح میں قبول فرمالیں) یہ بات سن کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کہنے لگیں مَا اَقَلَّ حَیَاءَ ھَا وَاسَوْاَتَاهُ وَاسَوْ اَتَاهُ کتنی حیا سے خالی تھی ہائے ہائے یہ تو بہت بری بات ہے۔ اپنی بیٹی کی زبان سے یہ الفاظ سن کر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بیٹی!

هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا۔ (۵۱۲۰)

Marfat.com

وہ (خاتون) تجھ سے کہیں بہتر ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رغبت کرتے ہوئے اپنے آپ کو آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کر دیا (تا کہ اسے حضور علیہ السلام کے ساتھ تعلق زوجیت نصیب ہو اور دنیا و آخرت میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں شامل ہو جائے)

کعبے کی زیارت کرنے سے حقدار جنت کے بنتے ہیں
بھلا ان کو ہم پھر کیا سمجھیں جو یار کے گھر میں رہتے ہیں

حوالے

✻ زمانہ جاہلیت میں چار طرح کا نکاح ہوتا تھا حضور علیہ السلام نے ایک (پہلی قسم جواب موجود ہے) کو قائم رکھا باقی تینوں (متعہ، بدل اور استبضاع) کو ختم فرما دیا۔ (۵۱۲۷)

✻ بالغ عورت کا نکاح جو اس کی مرضی کے بغیر اس کے باپ نے کر دیا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس کو ردّ فرما دیا۔ (۵۱۳۸)

✻ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا۔ (۵۱۴۶)
(بعض بیانات میں جادو کی سی تاثیر ہوتی ہے)

✻ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْوَلِیْمَةِ فَلْیَاْتِهَا۔ (۵۱۷۳)
ولیمہ کی دعوت قبول کرو۔

✻ بدترین ولیمہ وہ ہے جس میں امیروں کو تو بلایا جائے اور غریبوں کو نظر انداز کیا جائے نیز دعوت کو قبول نہ کرنا اللہ اور رسول کی نافرمانی ہے۔ (۵۱۷۷)

✻ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا روزہ ہوتا پھر بھی دعوت قبول فرما لیتے۔ (۵۱۷۹)

✻ شادی سے واپس آنے والی عورتوں اور بچوں کو دیکھ کر حضور علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا: اللھم انتم من احب الناس. تم مجھے تمام لوگوں سے بڑھ کر پیارے ہو۔ (۵۱۸۰)

✻ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک گھر میں تصویر دیکھی تو واپس ہو گئے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیوار پر پردہ لٹکا ہوا دیکھا تو کھانا کھائے بغیر واپس چلے گئے۔ (ص ۷۷۸)

✻ المراۃ کالضلع. عورت پسلی کی طرح ہے۔ (۵۱۸۶)

✻ حضور علیہ السلام کے بعد لوگ عورتوں کے ساتھ قدرے ''فری'' ہو گئے۔ (۵۱۸۷)

✻ گیارہ عورتوں کی کہانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی (۵۱۸۹)

✻ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ (۹۵-۵۱۹۲)

Marfat.com

✹ كنا نعزل على عهد رسول الله والقران ينزل (۵۲۰۸)
(عزل کی اجازت)

✹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر جذبہ غیرت۔ (۵۲۱۱)

✹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سعد سے زیادہ غیرت والا ہوں۔ اور اللہ ہم دونوں سے زیادہ غیرت والا ہے اسی لیے اُس نے حدود قائم فرمائی ہیں۔ (۷۸۶، سطر ۱)

✹ لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا۔ (۵۲۲۲)
(جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ)

غیرت مند صحابی کا اپنی بیوی کو جواب:

✹ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا نکاح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوا فرماتی ہیں باہر کا کام کاج مجھے خود بھی کرنا پڑتا جبکہ میرے گھر میں انصار کی بچیاں آ کر آٹا وغیرہ گوندھ جاتیں اور میں باہر کھیتوں سے (جو زمین حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے دی تھی) گٹھلیاں لے آتی گھوڑے اور اونٹنی کے لئے اور یہ سفر فرسخ کا دو ثلث بنتا تھا جہاں سے مجھے چارہ و پانی وغیرہ بھی لانا پڑتا ایک دن میں سر پر گٹھلیاں اٹھا کر لا رہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف لے جا رہے تھے آپ نے مجھے فرمایا: آ جا میرے پیچھے سوار ہو جا مگر میں اس خیال سے سوار نہ ہوئی کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جو اغیر الناس تھے وہ کہیں گے مردوں کے ساتھ کیوں سفر کیا لیکن جب میں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو وہ فرمانے لگے۔

وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوىٰ كَانَ اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوْبِكِ مَعَهٗ.

قسم بخدا! حضور علیہ السلام کے ساتھ سوار ہو جانے سے تیرا گٹھلیاں اٹھا کر آنا میرے اوپر زیادہ سخت ہے یعنی تجھے ضرور سوار ہو جانا چاہیے تھا۔ (خلاصہ حدیث ۵۲۲۵)

حوالے

✹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا میں جانتا ہوں تو مجھ سے راضی کب ہوتی ہے اور ناراض کب ہوتی ہے۔ (۵۲۲۸)

✹ اَلْحَمْوُ مَوْتٌ. دیور تو موت ہے۔ (۵۲۳۲) ص ۷۸۷ حاشیہ ۹
(پارہ نمبر ۲۱ کی احادیث کے حوالے اختتام کو پہنچے)

✹ ایک عورت (امیمہ) جس کو حضور علیہ السلام نے قربت سے پہلے طلاق دی کیونکہ اس نے کہا تھا اعوذ باللہ منك میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔ فرمایا: لقد عذت بعظيم الحقى باهلك. تو نے بڑی ہستی کی پناہ طلب کی ہے جا اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔ (۵۵-۵۲۵۴)

Marfat.com

✻ کل طلاق جائز الاطلاق المعتوہ (ص ۷۹۴) (معتوہ مجنون ہی کو کہتے ہیں اگر چہ اس میں جنون کی شدت مجنون سے کم ہوتی ہے ای المجنون الذی فی عقلہ نقصان واختلال حاشیہ بخاری بحوالہ لمعات)

✻ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاکم کے بغیر (صرف زوجین کی بات چیت پر) خلع کی اجازت دی۔ (ص ۷۹۴)

✻ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کو مدینہ کی گلیوں میں روتا ہوا دیکھ کر حضور علیہ السلام نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ اس کے پاس واپس آجا جو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ نے قبول نہ کیا۔ (۸۲-۵۲۸۰)

✻ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کو ربّ ماننے والی مشرکہ ہے جس سے مسلمان کا نکاح جائز نہیں۔ (۵۲۸۵) (حالانکہ حضور علیہ السلام کے دور کے عیسائی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے ان اللہ ھو المسیح ابن مریم، ان اللہ ثالث ثلثۃ لیکن اس کے باوجود ان سے نکاح کی اجازت دی گئی۔ والمحصنت من الذین اوتو الکتب من قبلکم۔ اسی لئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ تمام صحابہ اور پوری اُمت کا مؤقف یہی ہے کہ یہودی عیسائی عورت سے مسلمان کا نکاح ہوسکتا ہے بشرطیکہ یہودی عیسائی ہو منکر خدا دھریہ ملحد نہ ہو اور مرد نام نہاد مسلمان نہ ہو کہ نکاح کے بعد بجائے اس کو مسلمان کرنے کے خود یہودی عیسائی بن جائے، معاذ اللہ)

✻ بچی پر ظلم کرنے والے یہودی کا سر پتھر مار کر کچل دیا گیا۔ (ص ۷۹۷)

✻ زمانہ جاہلیت میں عدت کی سختیاں پورا ایک سال کمرے میں رہنا، سال کے بعد جانور کو ہاتھ لگاتی تو وہ مر جاتا۔ (۵۳۳۷)

✻ اَنْفِقْ یَابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْکَ (۵۳۵۲)

✻ بیوگان اور مساکین کو کما کر کھلانے والا مجاہد فی سبیل اللہ یا قائم الیل وصائم النہار کی طرح ہے۔ (۵۳۵۳)

✻ ما شبع ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم من طعام ثلثۃ ایام حتی قبض۔ (۵۳۷۴)
(حضور علیہ السلام کے گھر والوں نے کبھی تین دن پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا)

✻ حضور علیہ السلام نے ساری زندگی نہ پتلی اور نرم روٹی کھائی اور نہ بھنی ہوئی بکری۔ (۵۳۸۵)

✻ ایک بکری کی کلیجی سے تیس افراد نے پیٹ بھر کر کھالیا اور جو غائب تھے ان کے لئے ساتھ بھی لے گئے۔ (۵۳۸۲، ص ۱۱-۸۱۰)

✻ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو ذات النطاقین (دو پٹکوں والی) کیوں کہا جاتا ہے؟ (۵۳۸۸)

✻ حضور علیہ السلام کے سامنے گوہ کھائی گئی مگر آپ نے نہ کھائی۔ (۵۳۹۱)

✻ مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ (۵۳۹۳)

✻ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب الحلواء والعسل (۵۴۳۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم میٹھا اور شہد پسند فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

✵ ایک وقت میں دو کھانے کھانے کا جواز (ص ۸۱۹ حاشیہ ۱۱)

✵ پہلے کھانا پھر نماز اذا وضع العشاء واقیمت الصلوٰۃ فابدء وا بالعشاء۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام کی قرات سن رہے ہوتے اور کھانا کھا رہے ہوتے۔ (۶۴-۵۴۶۳)

(بائیسویں پارے کی احادیث کے حوالہ جات مکمل ہوئے)

✵ بندوق سے مرا جانور حلال نہیں

قال ابن عمر فی المقتوله بالبندقه تلك الموقوذه۔ (ص ۸۲۳)

✵ امام حسن بصری کے ہاں کچھوا کھانے میں حرج نہیں۔

قال الشعبی لو ان اهلی اکلوا الضفادع لا طعمتهم (ص ۸۲۶ سطر ۲-۳)

(احناف کے ہاں مینڈک اور کچھوا دونوں حرام ہیں)

✵ ان اللّٰه لم یجعل شفاء کم فیما حرم علیکم۔ (ص ۸۴۰)

(ابن مسعود) حرام شے میں شفا نہیں۔

✵ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔ (۵۶۱۵)

✵ کانٹا چبھنے پر بھی مومن کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (۵۶۴۰)

✵ کسی پر بھی حضور علیہ السلام سے زیادہ سخت بیماری نہیں آئی۔ (۵۶۴۶)

✵ موت کی تمنا نہ کی جائے۔ (۵۶۷۳)

✵ ما انزل اللّٰه داء الا انزل له شفاء۔ (۵۶۷۸)

اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج اتارا ہے۔

اللہ نے سچ کہا، تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے:

✵ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اخی یشتکی بطنه۔ میرے بھائی کے پیٹ میں تکلیف ہوگئی ہے (اس کا کوئی علاج تجویز فرمائیں) فقال اسقه عسلا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس کو شہد پلا دے (شہد پلایا تو تکلیف میں اضافہ ہوگیا) پھر آیا (اور معاملہ عرض کیا) حضور علیہ السلام نے دوبارہ یہی فرمایا: اس کو شہد پلاؤ (مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ تین بار حاضر ہوا تو آپ نے ہر بار شہد پلانے کا حکم دیا لیکن اس کے پیچش بڑھتے گئے اور جب چوتھی بار) پھر حاضر خدمت ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اِسْقِهُ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے (کہ شہد میں شفا ہے فیه شفاء للناس) اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس کو شہد پلا چنانچہ

Marfat.com

اب کی بار اس نے شہد پلایا تو اس کو شفا ہوگئی۔ (۵۶۸۴)

حوالے

✵ حبۃ السوداء (کلونجی) میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔ (۵۶۸۷)

✵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وبائی علاقے میں جانے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے فرمایا:

نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰی قَدَرِ اللّٰهِ

ہم تقدیر سے تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ (۵۷۲۹)

✵ اِنَّ اَحَقَّ مَآ اَخَذْتُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰهِ. (۵۷۳۷)

جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سب سے زیادہ اجرت کی مستحق ہے (کہ قرآن کے ذریعے دم کر کے اجرت لی جائے)

✵ اَلْعَیْنُ حَقٌّ. نظر حق ہے (یعنی نظر لگ جاتی ہے اس میں کوئی شک نہیں) (۵۷۴۰)

(تیسویں پارے کی منتخب احادیث مکمل ہوئیں)

✵ خیبر کے دن زہر آلود بکری کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا۔ (۵۷۷۷)

✵ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ (۵۷۸۷)

(ٹخنوں سے نیچے چادر لٹکانا آگ میں جانا ہے)

✵ حلالہ کا ذکر حَتّٰی یَذُوْقَ مِنْ عُسَیْلَتِكِ (۵۸۲۵)

ایمان کی فضیلت:

✵ ابوالاسود دؤلی نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی انہوں نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جبکہ آپ سفید لباس زیب تن فرمائے ہوئے سو رہے تھے جب بیدار ہوئے تو فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ جو بندہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ (کر ایمان قبول کر) لے پھر اس پر اس کو موت آجائے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا وان زنی وان سرق. اگر چہ زنا کرے اور چوری کرے۔ فرمایا: وان زنی وان سرق. اگر چہ زنا اور چوری کرے۔ میں نے تین مرتبہ یہی عرض کیا اور حضور علیہ السلام نے تین مرتبہ یہی جواب عطا فرمایا اور تیسری بار ساتھ یہ بھی فرمایا علی رغم انف ابی ذر. ابوذر کی ناک خاک آلود ہونے کے باوجود۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب بھی یہ حدیث بیان کرتے یہ جملہ ضرور دہراتے وان رغم انف ابی ذر (یہ جملہ تحقیر کے لئے بولا جاتا ہے لیکن کبھی محبت کے اظہار کے لئے بھی بولتے ہیں یہاں اسی معنی میں ہے اسی لئے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس کو ضرور دہراتے) امام بخاری نے فرمایا: یہ خوشخبری اس کے لئے ہے جو موت کے وقت

Marfat.com

لا الہ الا اللہ پڑھے یا اس سے پہلے جبکہ توبہ کرلے اور شرمندہ ہو کر کلمہ پڑھے تو اس کے پہلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (۵۸۲۷) لیکن حدیث میں تو یہ قید نہیں لہٰذا یہ خوشخبری اپنے اطلاق پر قائم رہے گی چاہے ایمان لانے سے پہلے کے گناہ ہوں یا بعد کے پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ ایسا شخص دوزخ میں جائے بغیر جنت میں بھیج دیا جائے یا بطور سزا کچھ عرصہ دوزخ میں رہے پھر جنت میں بھیجا جائے تاہم یہ بات تو پکی ہے کہ جنت میں ضرور جائے گا اور یہ بھی کہ کبیرہ گناہ کرنے سے بندہ کافر نہیں ہوتا جیسا کہ معتزلہ اور خوارج کہتے ہیں۔

لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا یا رب علمنی شیئا اذکرك به او ادعوك به اے رب مجھے کوئی ایسی چیز (وظیفہ) عطا فرما کہ جس کے ساتھ میں تجھے یاد کرتا رہوں یا دعا کیا کروں۔ فقال یا موسیٰ قل لا الہ الا اللہ۔ فرمایا: اے موسیٰ! لا الہ الا اللہ پڑھا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا رب کل عبادك یقول هذا اے اللہ یہ کلمات تو ہر بندہ پڑھتا ہے۔ انما ارید شیئا تخصنی به۔ میرا مقصد تو یہ تھا کہ خاص مجھے کچھ عطا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے موسیٰ لو ان السموات السبع و عامرهن غیری والارضین السبع وضعن فی کفة ولا الہ الا اللہ فی کفة لمالت بهن لا الہ الا اللہ۔ اگر ساتوں آسمان اور جو کچھ ان میں ہے میرے سوا اور ساتوں زمینیں (اور جو کچھ ان میں ہے) ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور لا الہ الا اللہ کے الفاظ ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں تو لا الہ الا اللہ کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ (مشکوۃ شریف ص ۲۰۱ بحوالہ شرح السنۃ)

یہ کلمہ نبی سے ملاتا ہے   وحدت کا جام پلاتا ہے
تو کیوں پڑھنے سے شرماتا ہے   کہو لا الہ الا اللہ

حوالے

✵ حضور علیہ السلام نے زنانہ مردوں اور مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی اور ان کو گھروں سے نکال دینے کا حکم دیا۔ (۵۸۸۶)

✵ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مونچھوں کو اتنا پست کرتے کہ کھال کی سفیدی نظر آجاتی اور مونچھ داڑھی کے درمیانی بال بھی کاٹتے (ص ۸۷۴ باب قص الشارب)

✵ مشت بھر داڑھی کا ثبوت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ (ص ۸۷۵)

✵ ان الیهود والنصاری لا یصبغون فخالفوهم۔ (۵۸۹۹)
(یہودی خضاب نہیں لگاتے تم لگایا کرو)

✵ تریسٹھ سال کی عمر میں حضور علیہ السلام کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ (۵۹۰۰)

Marfat.com

✻ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسو مبارک کندھوں تک تھے۔(۵۹۰۴)

✻ حضور علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں کشادہ اور گوشت سے بھرپور تھے، سرانور بھی مناسب حد تک بڑا تھا۔(۱۰-۹-۵۹۰۸) (ضخم کا معنی المنجد میں ہے موٹا)

✻ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضخم الراس والقدمین وکان بسط الکفین۔(ص۸۷۶)

✻ گھر میں جھانکنے کی سزا(۶۳۴۲،۵۹۲۴)

✻ حسن وجمال کے لئے تغیر خلق اللہ کرنے والیوں پر لعنت۔(۵۹۳۱)

✻ ان اشد الناس عذابا عند اللہ (یوم القیامۃ) المصورون (۵۹۵۰) (سب سے شدید عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا)

✻ مصوروں کو فرمایا جائے گا ان تصویروں میں جان ڈالو۔(۵۹۵۱)

✻ صاحب الدابۃ احق بصدر الدابۃ الا ان یاذن لہ۔(ص۸۸۲س۵) (سواری والا سواری کے اگلے حصے کا زیادہ حق دار ہے الا یہ کہ اجازت دے دے)

✻ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حدیث بیان کرتے ہوئے سمعت محمدا صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے۔(۵۹۶۳)

✻ شاهد بمعنیٰ حاضر وناظر، کنت شاهد لابن عمر وساله رجل۔(۵۹۹۴)

✻ حضور علیہ السلام کا اپنی نواسی (امامہ بنت زینب) کو اٹھا کر نماز ادا فرمانا۔(۵۹۹۶)

مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے امام حسن رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا تو اقرع بن حابس تمیمی نے عرض کیا میرے دس بیٹے ہیں میں نے کبھی ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا فنظر الیہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ثم قال من لا یرحم لا یرحم۔ حضور علیہ السلام نے اقرع بن حابس کی طرف دیکھا پھر فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔(۵۹۹۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا تقبلون الصبیان فما نقبلهم۔ آپ اپنے بچوں کو چومتے ہیں ہم تو اپنے بچوں کو نہیں چومتے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اِنْ نَّزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ(۵۹۹۸)

میں کیا کرسکتا ہوں اگر اللہ نے ہی تیرے دل سے رحمت کو نکال باہر کیا ہے۔

Marfat.com

ایک بے تاب عورت جو اپنے بچے کو بے تابانہ پیار کر رہی تھی کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا: اللہ ارحم بعبادہ من ھذہ بولدھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے۔ (۵۹۹۹)

ایک اعرابی نے اس طرح دعا کی اللھم ارحمنی و محمدا ولا ترحم معنا احدا۔ (۶۰۱۰) (اے اللہ مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما ہمارے ساتھ کسی اور کو شامل نہ کر)

حوالے

✷ ایک اعرابی کا مسجد میں پیشاب کرنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس کو مارنے کے لئے اٹھنا اور حضور علیہ السلام کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع فرما کر پیشاب پر پانی بہا دینا۔ (۶۰۲۵)

(پارہ نمبر ۲۴ کی منتخب احادیث کے حوالے تمام ہوئے)

✷ قیامت کے دن بدترین شخص وہ ہوگا کہ دنیا میں لوگ اس کے شر سے بچنے کے لئے اس کو چھوڑ دیں (۶۰۳۲)

✷ مدارت جائز مداھنت ناجائز حاشیہ ۹ ص ۸۹۱

دیکھئے باب مدارات الناس حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انا لنکشر فی وجوہ اقوام و ان قلوبنا تلعنھم

ہم بہت سارے لوگوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں حالانکہ ہمارے دل ان پر لعنت بھیج رہے ہوتے ہیں۔ (ص ۹۰۵ حاشیہ نمبر ۹)

✷ ما سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن شئی قط فقال لا (ص ۶۰۳۴)

ما قال لا الا فی تشھدہ　　لولا التشھد کانت لاءہ نعم

(حضور علیہ السلام نے کبھی لا یعنی "نہیں" نہ کہا سوائے تشہد کے) (فرزدق)

اسی موقع کے لیے اعلیٰ حضرت نے کہا ہے۔ نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

میں اس چادر کو اپنا کفن بناؤں گا:

✷ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک عورت حضور علیہ السلام کے پاس بڑی خوبصورت حاشیہ والی چادر لے کر آئی اور اس نے عرض کیا یہ چادر میں آپ کو اوڑھاؤں گی اور آپ کو ضرورت بھی تھی چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس سے چادر لے لی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک نے عرض کیا: حضور علیہ السلام کتنی خوبصورت ہے یہ چادر آپ مجھے عنایت فرما دیں فرمایا اچھا (تو لے لے) جب حضور علیہ السلام مجلس سے اٹھ کر تشریف لے گئے تو اہل مجلس نے اس کو ملامت کی کہ حضور علیہ السلام کو ضرورت تھی تو نے پھر بھی چادر مانگ لی اور تجھے معلوم بھی ہے کہ حضور علیہ السلام مانگنے والے کو نہ نہیں فرماتے۔ اس نے جواباً کہا:

Marfat.com

رجوت برکتها حین لبسها النبی صلی اللہ علیه وسلم لعلی اکفن فیها میں نے تو یہ چادر اس لئے لی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس کو اوڑھا ہے تاکہ میں اس سے برکت حاصل کروں اور ہوسکتا ہے اپنے کفن میں اس کو استعمال کروں۔(۶۰۳۶)

حوالے

✱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کی خدمت فرماتے رہتے اور نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے (کان فی مهنة اهله فاذا حضرت الصلوٰة قام الی الصلوٰة) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان۔(حدیث ۶۰۳۹)
مهنة اهله ای فی خدمة اهله لیقتدی به فی التواضع وامتهان النفس (حاشیہ۴، ص۸۹۲)

✱ اے ابوبکر! تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو تکبر کی وجہ سے چادر لٹکاتے ہیں۔فرمان نبوت۔(۶۰۶۲)

✱ اپنا پردہ خود فاش کرنے (اپنے خفیہ گناہ ظاہر کرنے) والے کو معاف نہیں کیا جائے گا۔(۶۰۶۹)

✱ اللہ تعالیٰ کی بندے سے سرگوشی (اپنی شان کے مطابق)(۶۰۷۰)

✱ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام تشریف لے جاتے۔(۶۰۷۹)

✱ نفل پڑھ کر حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی۔(۶۰۸۰)

✱ مسلمان کو بغیر تاویل کے کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔(۶۱۰۳)

✱ لیس الشدید بالصُّرعة انما الشدید الذی یملك نفسه عند الغضب.(۶۱۱۴) پچھاڑنے سے کوئی طاقتور نہیں ہوتا طاقتور تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

میں تجھے حضور علیہ السلام کا فرمان سنارہا ہوں تو اپنے صحیفے کی بات کرتا ہے:

✱ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
اَلْحَیَاءُ لَایَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ.
حیا سے بھلائی ہی آتی ہے تو کعب بن بشیر (تابعی) کہنے لگے حکمت (کی کتاب) میں لکھا ہوا ہے ان من الحیاء وقار وان من الحیاء سکینة. حیا سے عزت وسکون حاصل ہوتا ہے (اس پر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ جلال میں آگئے اور فرمایا:

احدثك عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وتحدثنی عن صحیفتك.(۶۱۱۷)
میں تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں اور تو اپنے صحیفے کی بات کرتا ہے۔بعض نے حضرت عمران رضی اللہ عنہ کے غصے میں آنے کی وجہ یہ بھی بیان کی ہے کہ بعض لوگوں مثلاً ابن حجر نے ابوقتادہ عدوی کی جو یہی روایت بیان کی ہے تو اس

Marfat.com

میں یہ بھی ہے کہ حیاء میں کمزوری ہے۔ ظاہر بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ حیاء خیر ہی لاتی ہے اب اس کے مقابلہ میں حیاء کے اندر کمزوری کی بات کرنا صحابی رسول کے لئے سننا کب برداشت ہوسکتا تھا الا یہ کہ ضعف یعنی کمزوری سے مراد عاجزی و درگزر کا مفہوم لیا جائے۔

اے ابوعمیر: تیری چڑیا کا کیا ہوا؟

يَا اَبَا عُمَيْر مَا فَعَلَ النُّغَيْر ؟ اے ابوعمیر (حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے زید بن سہل کی کنیت) تیری چھوٹی سی چڑیا کا کیا ہوا؟ (۶۱۲۹)

علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے فتح الباری میں اس حدیث کے تحت لکھا کہ بعض لوگ محدثین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ ایسی روایات بھی لکھ دیتے ہیں جن میں کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا جیسا کہ یہی حدیث پھر علامہ نے وہ ساٹھ مسائل بیان فرمائے جو علامہ نے اس حدیث سے اخذ فرمائے اور اپنی طرف سے کچھ مسائل کا اضافہ بھی فرمایا۔ ان میں سے یہ مسائل بھی ہیں۔

- ...... بچوں سے خوش طبعی کرنے کا جواز۔
- ...... چھوٹے بچوں کی کنیت رکھنا۔
- ...... حرم مدینہ کا وہ حکم نہیں جو حرم مکہ کا کہ وہاں جانور کو قید کرنے کی اجازت نہیں جبکہ مدینہ شریف میں جنگلی جانور کو پکڑنا اور پالنا جائز ہے۔
- ...... پرندوں کا حال چال پوچھنا جائز ہے۔
- ...... بچے کو نام لینے کی بجائے کنیت سے پکارنا۔
- ...... السجع فی الکلام۔ ردیف و کافیہ کے ساتھ کلام کرنا۔
- ...... بچوں کا پرندوں سے کھیلنا۔
- ...... بچوں سے خوش طبعی کر کے ان کے والدین کے دل کو خوش کرنا اور حضور علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ جیسے مسائل کا استنباط ہوسکتا ہے۔

(دیکھئے بخاری شریف ص ۹۰۵، حاشیہ ۵)

حوالے

✻ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شادی کے بعد بچیوں کے ساتھ گڑیاؤں سے کھیلنا۔ (۶۱۳۰)

✻ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ۔ (۶۱۳۳)
مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

✻ من كان يومن بالله واليوم الاخر فليقل خيرا او ليصمت. جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پہ ایمان رکھتا ہے وہ

Marfat.com

اچھی بات کہے یا چپ رہے۔(۶۱۳۶) (پڑوسی کو تکلیف سے بچانا اور مہمان کی عزت کرنا بھی اسی حدیث میں بیان ہوا)

✵ ان لربك عليك حقا ولنفسك عليك حقا ولا هلك عليك حقا فاعط كل ذی حق حقه.(۶۱۳۹)
(تیرے رب، نفس اور اہل کا تیرے اوپر حق ہے سب کا حق ادا کر)

یہ بات صرف حضور علیہ السلام کو ہی زیبا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض ایسی باتیں بھی ارشاد فرماتے جو کوئی دوسرا کرے تو لوگ اس کو اچھا نہ سمجھیں جیسے ایک حبشی غلام انجشہ کو خیبر کے موقع پر فرمایا: یَا اَنْجَشَةُ رُوَیْدَكَ سَوْقًا بالقواریر (۶۱-۶۱۴۹) اے انجشہ ! شیشیوں کے ہانکنے کو چھوڑ دو۔ انجشہ بہت عمدہ آواز والے تھے اور حدی پڑھ رہے تھے جس کی وجہ سے اونٹ مستی میں تیز چل رہے تھے جن پر امہات المومنین اور ام سلیم رضی اللہ عنہن سوار تھیں تو فرمایا حدی بند کرو کہیں عورتیں گر نہ جائیں۔ دوسرا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تیری آواز بہت میٹھی ہے جو عورتوں کو سننا مناسب نہیں ہے۔ اس معنی کی بنا پر راوی حدیث حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فتكلم النبی صلی اللہ علیه وسلم بكلمة لو تكلم بعضكم لعبتموها علیه قوله. حضور علیہ السلام نے ایسی بات فرمائی کہ اگر تم میں سے کوئی کہے تو تم اس کو عیب سمجھتے۔

حوالے

✵ یوں نہ کہا جائے کہ میرا نفس خبیث ہوگیا ہے بلکہ کہو میرا دل سخت ہوگیا ہے۔ لا یقولن احدكم خبثت نفسی ولكن لیقل لقست نفسی.(۶۱۷۹)

✵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ مانی تو نسلوں تک پریشانی نہ گئی۔(۶۱۹۰)

✵ شہنشاہ نام رکھنے کی قباحت (جبکہ خود رکھے)(۶۲۰۵)

✵ توریۃً کلام کرنا۔(۶۲۰۹ تا ۶۲۱۲)

✵ رب كاسية فی الدنیا عارية فی الاخرة(۶۲۱۸)
دنیا میں بہت ساری لباس پہننے والی آخرت میں لباس سے عاری ہوں گی۔

✵ ان الشیطان یجری من ابن ادم مبلغ الدم.(۶۲۱۹)
شیطان انسان کے جسم میں خون کی جگہ دوڑتا ہے۔

✵ چھینک کا پورا جواب۔(۶۲۲۴)

✵ خلق الله ادم علی صورة (۶۲۲۷)
اللہ نے آدم کو ان کی اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔

✵ نابالغ بچیوں کے شہوت والے اعضاد یکھنا بھی منع ہے۔(ص ۹۲۰ س ۹)

Marfat.com

✵ يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والقليل على الكثير۔ (۶۲۳۱) جو سوار ہے پیدل چلنے والے کو سلام کہے، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کہے اور تھوڑے، زیادہ کو سلام کہیں۔

✵ آنکھ کا زنا دیکھنا، زبان کا زنا بولنا۔ (۶۲۴۳)

✵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبول روایت میں احتیاط اراد عمر التثبت الا ان يجيز خبر الواحد (ص ۹۲۳ سطر نمبر ۱۱)

✵ انا انا (میں میں) کی بجائے اپنا نام بول کر تعارف کراؤ۔ (۶۲۵۰)

مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

اكانت المصافحه فی اصحاب النبی صلى الله عليه وسلم۔ کیا مصافحہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھا؟ تو انہوں نے فرمایا نعم۔ ہاں تھا۔ (۶۲۶۳) رہا یہ سوال کہ مصافحہ کرنے کا طریقہ کیا ہے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے حضور علیہ السلام نے تشہد کی تعلیم ارشاد فرمائی و كفي بين كفيه۔ اس طرح کہ میرا ہاتھ حضور علیہ السلام کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا اور اس کو امام بخاری نے باب المصافحہ میں ذکر فرمایا ہے لہٰذا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرار پایا۔ یہ کہنا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تو ایک ہی ہاتھ تھا' پہلی بات تو یہ ہے کہ جب حضور علیہ السلام کا عمل آپ کے سامنے آگیا تو پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنے کی کیا ضرورت؟ دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ کسی سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کریں گے تو آپ کا ایک ہاتھ ہی اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہوگا اور وہ اسی طرح ہی بتائے گا کہ میرا ہاتھ اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا نہ یہ کہ وہ کہے میرے ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھے لہٰذا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فرمان سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور علیہ السلام نے تو دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرمایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ سے۔ پھر امام بخاری نے باقاعدہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کا باب باندھا ہے باب الاخذ باليدين۔ اور فرمایا وصافح حماد بن زيد ابن المبارك بيديه مصافحہ فرمایا حماد بن زید نے ابن مبارک سے ساتھ دونوں ہاتھوں کے۔

(۶۲۶۳، ۶۴، ۹۲۶)

✵ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا السلام عليك ايها النبی کہنے کی بجائے السلام على النبی کہنا جو تشہد کی دوسری تمام روایات کے خلاف ہے دیکھئے

(حاشیہ ۹ ص ۹۲۶) (پارہ نمبر ۲۵ کی منتخب احادیث کے حوالے مکمل ہوئے)

صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم:

✵ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (ان کی والدہ اور دادی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کے لئے چمڑے کا بستر بچھاتی تھیں جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ (دوپہر کا

Marfat.com

آرام) فرماتے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ سے فارغ ہو کر اٹھتے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کے بال مبارک اور پسینہ مبارک لے کر ایک شیشی میں جمع کرتیں اور ایک قسم کی خوشبو (سک) میں ملا دیتیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت یہ وصیت فرمائی کہ

اَنْ يُّجْعَلَ فِيْ حُنُوْطِهٖ مِنْ ذٰلِكَ السُّكِ قَالَ فَجُعِلَ فِيْ حُنُوْطِهٖ

(میری وفات کے بعد کافور وصندل کے مجموعہ) حنوط میں اس خوشبو کو ملایا جائے چنانچہ ان کی وصیت پر عمل کیا گیا۔

(۶۲۸۱)

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی محبت تھی، جیسا کہ داؤدی کے حوالے سے گزرا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں ایک تو یہ رشتہ اور دوسرا حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے خادم خاص تھے اور پورے دس سال سرکار کی خدمت میں رہے کبھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم راز کی بات بھی فرماتے جو اور کسی سے نہ فرماتے اور پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ اس راز داری کو نبھاتے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ خود ہی فرماتے ہیں: اسر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما اخبرت به احدا بعدہ ولقد سئلتنی ام سلیم فما اخبر تھا به۔ مجھے حضور علیہ السلام نے ایک راز کی بات کہی جو میں نے حضور علیہ السلام کے بعد کسی کو نہ بتائی یہاں تک کہ میری والدہ نے بھی مجھ سے وہ راز کی بات پوچھنا چاہی مگر میں نے ماں کو بھی نہ بتائی۔ (۶۲۸۹)

* حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں اپنا ختنہ خود کیا۔ اہل عرب بھی بالغ ہونے کے بعد ختنے کراتے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی بعد البلوغ ختنہ کرایا۔ (۹۹-۶۲۹۸)

* سیّد الاستغفار۔ (۶۳۰۶)

بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ کی خوشی:

* حضرت حارث بن سوید کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم سے دو احادیث بیان کیں ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسری اپنی طرف سے۔ فرمایا: مومن اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اور ڈرتا رہتا ہے کہ ابھی اس پر پہاڑ گر جائے گا اور بدکار اپنے گناہ کو مکھی کی مانند دیکھتا ہے جو اس کی ناک کے قریب سے گزری تو ہاتھ کے اشارے سے اس کو ہانک دیا جائے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کہ وہ شخص خوش ہوتا ہے جس کے پاس اس کی سواری ہو، اس پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو (تھکاوٹ کی وجہ سے) اس نے اپنا سر رکھا اور سو گیا جب بیدار ہوا تو نہ سواری نہ سامان۔ دھوپ اور پیاس شدید ہوگئی اس کے علاوہ جو کچھ اللہ نے چاہا ہوا (تلاش بسیار کے بعد) اس نے ارادہ کیا وہیں پہ جاتا ہوں جہاں سویا تھا (مایوس ہو کر) وہاں جا کر پھر سو گیا جب بیدار ہوا سر کو

Marfat.com

اٹھایا تو سواری (بمعہ ساز و سامان) پاس کھڑی تھی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا خوش یہ سواری والا ہوا ہوگا۔ (۶۳۰۸)

اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کا کیا مطلب؟

یاد رہے! خوشی کے لئے تغیر لازم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایسی صفت سے پاک ہے جو تغیر کی مقتضی ہو تو یہاں تغیر کا لازم معنی مراد ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی کسی پر خوش ہوتا ہے تو اس کو انعام و اکرام سے نوازتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی توبہ کرنے والے بندے کے گناہ معاف فرماتا ہے اور اس کو انعامات سے نوازتا ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں اس سواری والے شخص کی خوشی کی انتہا یوں بیان کی گئی کہ جب وہ دوبارہ نیند سے بیدار ہوا اور اس نے اپنی سواری اور سامان کو دیکھا تو شدت فرحت کی وجہ سے اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ''اے اللہ تو میرا بندہ میں تیرا رب''۔

حوالے

✳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها۔ آیہ کریمہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی (۶۳۲۷) جبکہ بخاری کتاب التفسیر میں ہے کہ یہ آیت نماز کے ساتھ خاص ہے اور یہی راجح ہے۔

✳ درس قرآن و حدیث ہفتے میں تین مرتبہ دو اور دعا میں قافیہ بندی سے بچو۔ (۶۳۳۷ و ۶۴۱۱) (یزید بن معاویہ کو ابن مسعود کی نصیحت بھی اس میں ملاحظہ ہو)

✳ دعا میں قطعیت ہونی چاہیے یوں نہ دعا کرے ''اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عطا کر دے کیونکہ اللہ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔ (۶۳۳۹)

✳ حضور علیہ السلام نے دشمن کی خوشی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی۔ (۶۳۴۷) (شماتة الاعداء)

✳ سبحان الله وبحمده ایک سو مرتبہ روزانہ پڑھنے سے گناہ مٹ جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (۶۴۰۵)

✳ محفل ذکر کو فرشتے اپنے نوری پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (۶۴۰۸)

(کتاب الرقاق ''رقت انگیز باتوں کا بیان'' حدیث نمبر ۶۴۱۲ سے شروع ہوا)

✳ اگر انسان کو پوری وادی سونے کی بھر کر دی جائے تو دوسری وادی کی خواہش کرے پھر تیسری کی ولا یسد جوف ابن ادم الا التراب (اس کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی) (۶۴۳۶)

✳ اصحاب صفہ کی تنگدستی کا حال اور دودھ پیالہ (۶۴۵۱)

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر؟ جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا (اعلیٰ حضرت)

Marfat.com

✵ کسی کا عمل اس کو نجات نہ دے گا

• ولا انا الا ان یتغمدنی اللّٰہ برحمۃ (۶۴۶۳)

✵ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے نوے حصے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ دنیا میں اتارا اگر کافر کو بھی علم ہو جائے اس رحمت کا جو اللہ کے پاس ہے تو جنت سے مایوس نہ ہو اور اللہ کے ہاں عذاب کا پتہ اگر مومن کو چل جائے تو آگ سے بے خوف نہ ہو۔ (۶۴۶۹)

✵ جب میں مرجاؤں تو میری لاش کو جلا کر راکھ اڑادینا اور پانی میں بہادینا۔ (۶۴۸۱) اللہ کی رحمت کا ایک واقعہ۔

اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں:

✵ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میری اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھیجا اس کی مثال اس شخص کی ہے جو کسی قوم کے پاس گیا اور کہا: میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے اور میں کھلم کھلا ڈرسنانے والا ہوں لہٰذا نجات حاصل کرلو چنانچہ ایک گروہ اس کی بات مان کر رات کی تاریکی میں کہیں چلا گیا اور نجات پا گیا جبکہ دوسرے گروہ نے اس کو جھٹلا دیا اور صبح کے وقت لشکر نے ان پر حملہ کر کے ان کو برباد کر دیا (۶۴۸۲) (لفظ انا سے شروع ہونے والی ایک سو احادیث کی ایمان افروز شرح ہماری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ بلفظ انا میں دیکھئے۔ اور تم دوزخ میں گرے جارہے ہو فَاَنَا اٰخُذُکُمْ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ پس میں تمہیں کمر سے پکڑ کر دوزخ سے بچا رہا ہوں۔ اسی کتاب میں اس سے اگلی حدیث جس کا نمبر ۶۴۸۳ ہے بھی ملاحظہ فرمائیں)

حوالے

✵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بھی بہت بڑا سمجھتے تھے۔ (۶۴۹۲)

✵ من عادیٰ ولیا فقد اذنته بالحرب. (حدیث قدسی) (۶۵۰۲-۷)

(جو میرے ولی سے عداوت رکھے میں اس کو جنگ کا چیلنج کرتا ہوں)

✵ من احب لقاء اللّٰہ احب اللّٰہ لقاءہ (۶۵۰۸)

(جو اللہ سے ملنا چاہے اللہ اس سے ملنا چاہتا ہے)

✵ مرنے والا مستریح (راحت پانے والا مومن) یا مستراح منہ (جس سے مخلوق راحت پائے) یعنی بدکار ہے۔ (۶۵۱۲)

✵ میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو (اھلہ ومالہ) واپس آجاتی ہیں ایک (عملہ) ساتھ رہتی ہے۔ (۶۵۱۴)

(چھبیسویں پارے کی منتخب احادیث مکمل ہوئیں)

✵ قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی، حضور علیہ السلام کے اس فرمان کی یہودی نے بھی تائید کی اور کہا

Marfat.com

سالن بیل اور مچھلی کا ہوگا۔(۶۵۲۰)

✵ کیف یحشر الکافر علی وجهه.(۶۵۲۳)

(کافر کس طرح چہرے کے بل آئے گا؟ جس اللہ نے دنیا میں اس کو پاؤں پہ چلایا وہ قیامت کو منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے)

✵ انکم ملقوا الله حفاۃ عراۃ عزلا.(۶۵۲۵)

(تم اللہ سے ملاقات کرو گے ننگے بے ختنہ)

✵ اول ما یقضی بین الناس بالدماء(۶۵۳۳)

(سب سے پہلے قتل کے فیصلے ہوں گے)

✵ قیامت کے دن کافر اپنے آپ کو بچانے کی خاطر زمین بھر فدیہ دینے پر تیار ہو جائے گا۔(۶۵۳۸)

✵ اللہ کی رضا تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔(۶۵۴۰)

✵ دوزخ میں کم ترین عذاب یہ ہوگا کہ پاؤں آگ میں ہوں گے اور دماغ ابل رہا ہوگا۔(۶۵۶۲)

✵ اتقوا النار ولو بشق تمرۃ(۶۵۶۳)

(آگ سے بچو اگرچہ ایک کھجور کے ایک حصے کے ساتھ)

✵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خود دوزخ سے نکالیں گے۔

✵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے نکلنے والی ایک جماعت کا نام ”جہنمین“ ہوگا۔(۶۶-۶۵۶۵)

✵ آخری جنتی اور آخری دوزخی کا حال(۶۵۷۱)

✵ مشرکین کی اولاد کے بارے میں سوال پر فرمایا:

الله اعلم بما کانوا عاملین(۶۵۹۸) اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

✵ حضور علیہ السلام کا ایک جامع خطبہ اور صحابی رسول کا اس پر تبصرہ۔(۶۶۰۴)

✵ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: الان والله لانت احب الی من نفسی۔ حضور! اللہ کی قسم آپ اب مجھے میری جان سے بھی پیارے ہو گئے ہیں۔ سرکار نے اس پر فرمایا: الان یا عمر۔ اے عمر! اب تیرا ایمان بھی کامل ہو گیا ہے۔(۶۶۳۲)

مالدار خسارے میں ہیں مگر:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے کہ میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ هم الاخسرون ورب الکعبة هم الاخسرون و رب الکعبة رب کعبہ کی قسم!

Marfat.com

وہ لوگ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں میں نے عرض کیا حضور! میرا کیا حال ہے؟ کیا میرے اندر کوئی ایسی بات دیکھی جا رہی ہے یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے ھم الاخسرون حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے اندر چپ رہنے کی طاقت نہ رہی میں نے پھر عرض کیا: من ھم یابی انت و امی یا رسول اللہ. میرے ماں باپ آپ پر قربان! وہ کون لوگ ہیں (جو خسارے میں ہیں) یا رسول اللہ! فرمایا: الاکثرون اموالا الامن قال ھکذا وھکذا وھکذا. زیادہ مال والے مگر ایسے ایسے (یعنی راہ خدا میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے والے اور مال کے حقوق ادا) کرنے والے۔(۶۶۳۸)

✷ لاتحلفوا باباء کم. اپنے باپ دادا کی (قصداً) قسم نہ کھاؤ۔(۶۶۴۶)

✷ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرتے دم تک کلام نہ کرنا شرمندگی کی وجہ سے تھا۔

(حاشیہ ۲، ص ۹۹۶، حدیث ۶۷۲۶)

✷ یمین غموس (زمانہ ماضی کے بارے میں اُٹھائی جانے والی جھوٹی قسم) بھی کبائر میں سے ہے۔(۶۶۷۵)

✷ ابوطالب کو فرمایا قل لا الہ الا اللہ کلمۃ احاج لک بھا عند اللہ.(۶۶۸۱) (لا الہ الا اللہ پڑھ لے میں تیرے لئے اس کلمہ کے ساتھ اللہ کے ہاں اصرار کروں گا)

✷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زمانہ جاہلیت میں مانی ہوئی اعتکاف کی نذر پوری کرنے کی اجازت دی۔(۶۶۹۷)

✷ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے خلاف فتویٰ دیتے ہوئے ان کے فتوے کو گمراہی قرار دیا پھر بھی حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: لا تسالونی مادام ھذا الحبر فیکم. جب تک یہ عالم تم میں ہے ہم سے سوال نہ کیا کرو۔(۶۷۳۶)

کیا شراب پینے والا بھی اللہ و رسول کا محبّ ہوسکتا ہے؟

شرابی کو سزا کے وقت اخزاک اللہ. اللہ نے تجھے ذلیل کیا' نہ کہا جائے۔ یہ شیطان کی مدد ہے۔(۶۷۷۷) ایک حدیث میں فرمایا:

لا تلعنوہ فواللہ ما علمت الا انہ یحب اللہ و رسولہ.(۶۷۸۰) اس پر لعنت نہ کرو جہاں تک میں جانتا ہوں یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ (لہٰذا کسی کی اگر صرف داڑھی نہ ہو یا ٹوپی نہ پہنی ہو تو اتنی سی بات پر یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں جب شراب پینے والے کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوسکتی ہے تو اس کے دل میں کیوں نہیں ہوسکتی ہاں تکمیل محبت کی بات کی جاسکتی ہے)

حوالے

✷ شراب کی حد (سزا) حضور علیہ السلام کے دور میں مقرر نہ تھی۔ (دیکھئے کتاب الحدود کا باب ۲،۴ ص ۱۰۰۳ بمعہ حاشیہ)

Marfat.com

(اس کے ساتھ ہی پارہ نمبر ستائیس کی منتخب احادیث کے حوالے مکمل ہوئے)

✵ الولد للفراش وللعاهر الحجر (۶۸۱۸)

اولاد نکاح والے کی ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔

✵ یہودی علماء نے تورات میں رجم کا حکم چھپا لیا۔ (۶۸۱۹)

✵ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ کہیں گے ہم کتاب اللہ میں رجم (کا حکم) نہیں پاتے۔ الا وان الرجم حق علی من زنی وقد احصن۔ (سن لو شادی شدہ زنا کار کو رجم کرنا حق ہے) (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) (۶۸۲۹)

حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی تو گناہ (حد) معاف:

✵ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے آکر عرض کیا اصبت حدا۔ میں ایسا کام کر بیٹھا ہوں کہ جس کی وجہ سے میرے اوپر حد لازم ہوگئی لہٰذا آپ میرے اوپر حد لاگو فرمائیں حضور علیہ السلام نے سکوت فرمایا (کیونکہ آپ منهی عنه کاموں کے تجسس میں پڑنے کی بجائے پردہ پوشی کو ترجیح دیتے تھے) اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا اس شخص نے بھی باجماعت نماز ادا کی اور پھر حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اصبت حدا فاقم فی کتاب اللہ۔ حضور میں ایسا گناہ کر چکا ہوں جس کی وجہ سے میں سزا کا سزاوار ہوگیا ہوں آپ میرے اوپر اللہ کا حکم جاری کیجئے۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا: الیس قد صلیت معنا؟ کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں ادا کی؟ عرض کیا! کیوں نہیں آپ کے ساتھ ہی نماز ادا کی ہے۔ فرمایا: فان اللہ قد غفر لک ذنبک او قال حدک۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ یا فرمایا تیری حد (سزا) معاف فرما دی ہے۔ (۶۸۲۳) (اس پر ایک سوال اور اس کا جواب ص ۱۰۰۸ حاشیہ ۲ میں دیکھئے)

✵ ثقیفہ بنوساعدہ میں کیا ہوا؟ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تفصیلی بیان (۶۸۳۰)

✵ قتل کے بدلے قتل، شادی شدہ زانی کو اور مرتد کو یعنی اُن تین میں سے ایک وجہ ہو تو کسی کو قتل کیا جائے گا۔ (۶۸۷۹)

✵ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جا سکے گی۔ (۶۹۱۴)

بدترین لوگ کون ہیں؟:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما خارجیوں کو شرار الخلق یعنی بدترین مخلوق قرار دیتے تھے اور اس کی وجہ یہ بیان فرماتے کہ انہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین۔ (۱۰۲۴) وہ لوگ قرآن پاک کی وہ آیات جو کہ کافروں کے متعلق نازل ہوئیں اہل ایمان پہ چسپاں کرتے ہیں۔

آج بھی کچھ لوگ بتوں والی آیات کو اولیاء کرام پہ چسپاں کرتے ہیں خدا جانے ان کا آپس میں کیا رشتہ ہے۔ بڑا بھائی کون ہے اور چھوٹا کون ہے؟ فرق صاف ظاہر ہے وہ کافروں والی آیات کا مسلمانوں پر اطلاق کرتے تھے اور یہ بتوں والی

Marfat.com

آیات کا ولیوں پہ اطلاق کرتے ہیں۔ادھر کفار ہیں اور عام مومنین ہیں اور ادھر بت ہیں اور خاص مومنین اولیاء کرام ہیں۔ حالانکہ بت جسامت دکھاتا ہے ولی کرامت دکھاتا ہے بت کی آنکھ میں لکیر ہے ولی کی آنکھ میں تاثیر ہے۔ بت اللہ کا دشمن ہے اور ولی اللہ کا دوست۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حوالے

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ولو انقض احد علی ما فعلتم بعثمان کان محقوقا ان ینقض (ص ۱۰۲۷، س ۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اتنا ظلم ہوا کہ اگر احد (پہاڑ) پھٹ جائے تو اس کو مناسب ہے کہ پھٹ جائے۔

✱ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے کتاب الحیل میں چند مقامات پر قال بعض الناس اور قال بعضھم کے الفاظ سے احناف مراد لئے ہیں دیکھئے (ص ۱۰۲۹، س ۵، ۹، ۱۹، ۲۴ وص ۱۰۳۰، س ۱، ۲ و ۱۵، ۱۲۵ اسی طرح ص ۱۰۳۱، ص ۳۲ اور ص ۳۳ وغیرہ ان تمام مقامات کا حاشیہ اور شروح پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ امام بخاری نے احناف کا مؤقف پوری طرح سمجھے بغیر تبصرہ فرما دیا ہے۔

✱ وحی کی لذت نہ ملنے پر حضور علیہ السلام نے کئی مرتبہ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرانے کا ارادہ فرمایا۔ (۶۹۸۲، ص ۱۰۳۴)

✱ اچھا خواب جو نیک بندے کو آئے نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ (۶۹۸۳)

✱ جو خواب اچھا نہ ہو وہ کسی سے بیان نہ کرے۔ (۶۹۸۵)

✱ برے خوابوں سے بچنے کا علاج۔ (۶۹۸۶)

✱ من رانی فی المنام فیسرانی فی الیقظة۔ (۶۹۹۳)
جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا۔

✱ رؤیا النہار مثل رؤیا اللیل۔ (۱۰۳۶) تعبیر کے اعتبار سے دن کا خواب رات کے خواب کی طرح ہے یعنی دونوں کی تعبیر ہے۔ (امام ابن سیرین)

✱ خواب میں قید ہونا دین میں ثابت قدمی ہے۔ (القید ثبات فی الدین) (۷۰۱۷)

✱ جھوٹا خواب بیان کرنا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ (۷۰۴۳)

(اٹھائیسویں پارے کی منتخب احادیث مکمل ہوئیں)

✱ بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی۔ من شرار الناس من تدرکھم الساعة وھم احیاء۔ (۷۰۶۷)

Marfat.com

ہر بعد والا حاکم پہلے سے زیادہ برا ہوگا:

حضرت زبیر بن عدی سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور حجاج بن یوسف کے مظالم کی شکایت کرنے لگے تو انہوں نے فرمایا میں اس سلسلہ میں تمہیں تمہارے ہی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان عالی شان سنا دیتا ہوں جو یہ ہے: اصبروا فانہ لایاتی علیکم زمان الاوالذی بعدہ اشر منہ حتی تلقوا ربکم. (۷۰۶۸) صبر کرو کیونکہ ہر بعد والا زمانہ پہلے زمانے سے (حکمرانی کے اعتبار سے) برا ہوگا (اس وقت تک صبر کرتے رہو) یہاں تک کہ اپنے رب سے ملاقات کرو۔

امام شعبی علیہ الرحمۃ نے اس کی ایک مثال دی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اور ان کے بعد تک جب مجرم پکڑا جاتا (جس کی سزا متعین نہ ہوتی) تو اس کو لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے اس کے سر سے عمامہ اتار دیا جاتا جب زیاد حکمران ہوا تو اس نے کوڑوں کی سزا دینی شروع کی اس کے بعد مصعب بن زبیر نے مجرم کی داڑھی مونڈنی شروع کر دی، بشر بن مروان نے ہتھیلی میں کیل ٹھونکنے شروع کر دیئے اور حجاج نے تلوار سے کام لیا۔ دراصل برے حکمران ہمارے برے اعمال کا نتیجہ ہیں: اعمالکم عمالکم.

جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ میرا حال دیکھ حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ

معاملہ بایں جارسید

بات یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں روزانہ بم دھماکے ہو رہے ہیں عالمی سطح پہ عالم کفر کی طرف سے کسی ردّعمل کا اظہار نہیں ہوتا گویا معمول کی بات ہے اور بھارت میں جب بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے تو بلا سوچے سمجھے الزام پاکستان پہ لگا دیا جاتا ہے لیکن یہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے جس کے تحت یہ سارا کچھ ہو رہا ہے تاکہ عراق و افغانستان کے بعد پاکستان کو مشق ستم بنایا جائے اور حکمران ہیں کہ اپنے ہی وطن کو تباہ کرنے پہ ادھار کھائے بیٹھے ہیں ان حالات میں شاعر مشرق، حکیم الامت علامہ اقبال کی زبان میں یہی کہا جا سکتا ہے۔

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
وہ لذت آشوب نہیں بحر عرب میں پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد اس کوہ و بیاں سے حُدی خوان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمد (ﷺ) آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

(علامہ اقبال علیہ الرحمۃ)

پس چہ باید کرد؟

پھر یہ کرنا چاہیے کہ یا تو نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری۔

اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو اپنے ربّ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر رونے سے تو آپ کو نہیں شرمانا چاہیے۔ اس کا اپنا اعلان ہے

Marfat.com

توبوا الی اللہ جمیعًا ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون۔

کسی بزرگ کے سامنے عرض کیا گیا: فلاں حاکم بڑا ظالم ہے دعا کریں اس سے ہماری جان چھوٹ جائے فرمایا میں اپنے اعمال کی درستگی کے لئے دعا کرتا ہوں ہمارے اعمال اچھے ہوں گے تو ہمارے حکمران بھی اچھے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جیسے) حجاج جیسے ظالم کے دور میں گوشہ نشین ہو گئے اور دیہات میں جا کر بود و باش اختیار کر لی جب حجاج نے پوچھا تو فرمایا مجھے حضور علیہ السلام نے گاؤں میں رہنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ (۷۰۸۷)

✱ عیب سے اسم تفضیل اعیب آیا ہے۔ (۷۱۰۷) اس میں نحویوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ رنگ و عیب والے الفاظ سے اسم تفضیل نہیں آتا۔ دیکھئے (ص ۱۰۵۲ حاشیہ ۷)

عذاب کی لپیٹ میں نیکوکار بھی آجاتے ہیں:

✱ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اذا انزل اللہ بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیھم ثم بعثوا علی اعمالھم۔ (۷۱۰۸) جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب اتارتا ہے تو وہ عذاب ہر اس شخص کو پہنچتا ہے جو اس قوم میں ہوتا ہے پھر وہ اپنے اعمال کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة (انفال: ۲۵) اور اس فتنے (عذاب) سے بچو جو تم میں خاص ظالموں کو نہ پہنچے گا۔ یعنی اگر تم اس سے نہ ڈرے اور اس کے اسباب یعنی ممنوعات کو ترک نہ کیا اور وہ فتنہ نازل ہوا تو یہ نہ ہوگا کہ اس میں خاص ظالم اور بدکار ہی مبتلا ہوں گے بلکہ وہ نیک اور بد سب کو پہنچ جائے گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اپنے درمیان ممنوعات نہ ہونے دیں یعنی اپنے مقدور تک برائیوں کو روکیں اور گناہ کرنے والوں کو گناہ سے منع کریں اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو عذاب ان سب کو عام ہوگا۔ خطا کار اور غیر خطا کار سب کو پہنچے گا۔ حدیث شریف میں ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مخصوص لوگوں کے عمل پر عذاب عام نہیں کرتا جب تک کہ عام طور پر لوگ ایسا نہ کریں کہ ممنوعات کو اپنے درمیان ہوتا دیکھتے رہیں اور اس کے روکنے اور منع کرنے پر قادر ہوں باوجود اس کے نہ روکیں نہ منع کریں جب ایسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ عذاب میں عام و خاص سب کو مبتلا کر دیتا ہے۔ ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے "جو شخص کسی قوم میں سرگرم معاصی ہو اور لوگ باوجود قدرت کے اس کو نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ انہیں مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے" اس سے معلوم ہوا! جو قوم نہی عن المنکر ترک کرتی ہے اور لوگوں کو گناہ سے نہیں روکتی وہ اپنے اس ترک فرض کی شامت میں مبتلائے عذاب ہو جاتی ہے۔

✱ ابن عمر رضی اللہ عنہما' یزید پلید کی بیعت پہ کیوں قائم رہے؟ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی بیعت کیوں توڑی۔ (ص ۱۰۵۳ و حاشیہ ۷-۸)

Marfat.com

✵ نفاق حضور علیہ السلام کے دور میں تھا اب ایمان کے بعد کفر ہے۔ انما کان النفاق علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاما الیوم فانما ھو الکفر بعد الایمان۔(۷۱۱۴)

✵ اطاعت امیر۔(۴۵-۷۱۴۲)

✵ لالچی کو حکومت میں شامل نہ کیا جائے۔(۷۱۴۹)

جس حکمران نے اپنی ذمہ داری نہ نبھائی:

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: عبید اللہ بن زیاد نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے اس وقت ملاقات کی جب وہ مرض الموت میں تھے۔ تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کو فرمایا میں تجھے وہ بات بتاتا ہوں جو میں نے حضور علیہ السلام سے خود سنی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ یَسْتَرْعِیْهِ اللّٰهُ رَعِیَّةً فَلَمْ یَحُطْهَا بِنُصْحِهٖ لَمْ یَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔(۷۱۵۰) جس بندے کو اللہ تعالیٰ نے رعیت (پر حکومت) عطا کی اور اس نے خیر خواہی کے ساتھ اس کی نگہبانی نہ کی وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا عنقریب تم لوگ حکومت کی حرص کرو گے اور وہ قیامت کے دن تمہارے لئے ندامت کا باعث ہوگی۔ فنعم المرضعة و بئست الفاطمة. آغاز میں بظاہر حکومت اچھی لگتی ہے کہ اس سے آسائشوں کے دروازے کھلتے ہیں، دولت عزت و شہرت ملتی ہے لیکن انجام عموماً برا ہوتا ہے اور پھر آخرت میں حساب بھی تو حکمران کا ہی سخت ہوگا۔ (ص ۱۰۵۸ و حاشیہ ۴)

✵ ایک بات پر قسم اٹھائی اور اس کی ضد میں بھلائی دیکھی تو قسم توڑ کر کفارا ادا کر دیا جائے۔ (اس حدیث میں ہے) بے مانگے حکومت ملے تو لے لی جائے۔ (ص ۱۰۵۸ باب من سال الامارۃ وکل الیھا)

✵ غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کیا جائے نہ فتویٰ دیا جائے۔(۷۱۵۸)

نماز کو طول دینے والے امام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ فلاں امام کی وجہ سے میں صبح کی نماز با جماعت نہیں پڑھ سکتا کیونکہ وہ نماز کو طول دیتا ہے (راوی کہتے ہیں) وعظ و نصیحت کرتے ہوئے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن سے زیادہ غصے میں کبھی نہ دیکھا پھر آپ نے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْکُمْ مُنَفِّرِیْنَ فَاَیُّکُمْ مَا صَلّٰی بِالنَّاسِ فَلْیُوْجِزْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الْکَبِیْرَ وَالضَّعِیْفَ وَذَا الْحَاجَةِ (۷۱۵۹) اے لوگو! بے شک تم میں سے کچھ (نماز پڑھانے والے لوگوں کو متنفر کرتے ہیں) جب لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو مختصر کرو کیونکہ ان میں بوڑھے، کمزور اور صاحبان حاجت بھی ہوتے ہیں (ایک روایت میں ہے: آپ نے امام کو بلا کر باقاعدہ ڈانٹا اور فرمایا افتان انت اے معاذ! کیا تو فتنہ پھیلانے والا ہے)

Marfat.com

دینی کاموں پر اجرت لینا:

حضرت عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کے کاموں کو سرانجام دینے کی ڈیوٹی دیتے ہو اور جب تمہیں اجرت دی جاتی ہے تو تم اس کو برا سمجھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ایسا ہی ہے۔ فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا میرے پاس گھوڑے ہیں، غلام ہیں اور الحمدللہ میں خوش حال ہوں اور چاہتا ہوں کہ اہل اسلام کی مفت میں خدمت کروں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کر کیونکہ میں نے بھی ایسا ہی ارادہ کیا تھا جیسا کہ تم نے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ عطا فرمانا چاہتے تو میں عرض کرتا کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند کو دے دیں تا آنکہ ایک مرتبہ جب حضور علیہ السلام نے مجھے مال عطا کیا تو میں نے یہی عرض کیا کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند کو دے دیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خذه فتموله و تصدق به فما جاء ك من هذا المال وانت غير مشرف ولاسائل فخذه والا فلا تتبعه نفسك۔ (۷۱۶۳)

اس کو لے لو اور اپنے قبضے میں کر کے صدقہ کر دو اس مال سے جو کچھ تیرے پاس بے طمع اور بے مانگے آئے تو اس کو لے لیا کرو اور اگر نہ آئے تو اس کو لینے کے درپے نہ ہوا کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یا کل الوصی بقدر عمالته۔ وصی اپنے کام کی مقدار کے برابر لے سکتا ہے۔ واكل ابو بكر و عمر۔ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے (بھی بیت المال سے) تنخواہ لی۔ وكان شريح القاضي ياخذ على القضاء اجرا۔ قاضی شریح بھی اپنے منصب قضا کی تنخواہ لیا کرتے۔ (باب رزق الحكام والعاملين عليها ص۱۰۶۱)

لہٰذا دینی کاموں پر تنخواہ لینے کا جواز ثابت ہوا اور اس بارے میں بے دین قسم کے لوگ جو خود لاکھوں کما کر اپنے کتوں کو بھی عیش کراتے ہیں اور رجال دین کی معمولی تنخواہوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور اس کو دین بیچنا کہتے ہیں ان کے اعتراض کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

✵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عمر نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا ہے تو میں رجم کی آیت اپنے ہاتھ سے لکھ دیتا۔ (ص۱۰۶۳س۱)

✵ افسروں کو دیئے جانے والے ہدیے حکومت اسلامی کے حوالے ہوں گے۔ (۷۱۸۷)

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ مسجد قبا میں امامت کا فریضہ سرانجام دیتے تھے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے مہاجرین اولین ہوتے تھے۔ فيهم ابو بكر و عمر و ابوسلمه و عامر بن ربيعه۔ اور ان کے مقتدیوں میں ابوبکر بھی ہوتے، عمر بھی، ابوسلمہ اور عامر بن ربیعہ بھی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین (۷۱۷۵) ایک آزاد شدہ غلام کو مصلیٰ امامت دے دینا اور بڑے بڑے سرداروں کو اس کے پیچھے کھڑا کر دینا یہ کس کی

Marfat.com

نگاہ فیض کا اثر ہے:

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا

حوالے

* اَبْغَضُ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ اَلْاَلَدُّ الْخَصِمُ۔ اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مغضوب اور بدترین بندہ وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔ (۱۸۸ے)

* اے اللہ جو خالد نے (ایک کلمہ گو کو قتل) کیا میں اس سے بیزار ہوں۔ (۱۸۹ے)

* حضور علیہ السلام نے کبھی کسی غیر عورت کا ہاتھ نہ چھوا۔ (۲۱۴ے)

* امام بخاری علیہ الرحمۃ ہر جگہ قال بعض الناس سے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ یا احناف کو مراد نہیں لیتے جیسے کہ فرمایا قَالَ بعض الناس لابد للحاکم من مترجمین۔ بعض نے کہا حاکم کے لئے دو مترجم ضروری ہیں۔ حالانکہ احناف کا یہ موقف نہیں ہے بلکہ یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام بخاری شافعی المذہب نہ تھے لیکن یہ احتمال ہے کہ محرر مذہب حنیفہ امام محمد مراد ہوں۔ (۱۹۵ے)

* حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے یہودیوں کا رسم الخط سیکھنے کا حکم دیا۔ (۱۹۶ے)

* فالمعصوم من عصمہ اللّٰہ۔ (۱۹۸ے)

(معصوم یعنی بچا ہوا یا محفوظ وہ ہے جس کو اللہ بچالے۔ اس سے وہ عصمت مراد نہیں جو کہ خاصہ انبیاء ہے)

* حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو خلافت ملنے کی امید تھی۔ ثم قام علی من عندہ فھو علی طمع وقد کان عبدالرحمٰن بن عوف یخشی من علی شیئا (ای من المخالفۃ النوجبہ للفتنۃ) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ فقال ابایعك علی سنۃ اللّٰہ و رسولہ والخلیفتین من بعدہ۔

(۲۰۷ے، ص ۱۰۷۰، س ۷)

(پس حضرت علی نے حضرت عثمان سے کہا میں اللہ تعالیٰ اور رسول پاک اور آپ کے بعد والے دو خلفاء (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کے طریق پہ آپ کی بیعت کر رہا ہوں)۔

اِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ۔ مدینہ بھٹی کی طرح ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے اسلام پر حضور علیہ السلام کے ہاتھ کے اوپر بیعت کی پھر اس کو بخار ہو گیا اور حاضر خدمت ہو کر بیعت کی واپسی کا تقاضا کرنے لگا بار بار آتا اور کہتا اقلنی بیعتی بیعت واپس فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انکار فرماتے رہے آخر مدینہ چھوڑ کر (واپس گاؤں) چلا گیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

اِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَھَا وَ تَنْصَعُ طِیْبَھَا۔(۷۲۱۱) مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو میل کچیل جدا کردیتی ہے اور صاف ستھرا خالص مال (سونا چاندی) علیحدہ کردیتی ہے۔

حوالے

✱ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مسجد نبوی شریف کے منبر پر ہوئی۔(۷۲۱۷)

صعد المنبر فبایعه الناس عامة.

✱ بارہ امیر ہوں گے (جن پر لوگ متفق ہوں گے یجتمع علیه الناس) کلهم من قریش۔ یہ سب قریش سے ہوں گے۔(۷۲۲۳)

✱ باجماعت نماز نہ پڑھنے والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی (فاحرق علیهم بیوتهم، ان کے گھروں کو جلا دوں)(۷۲۲۴)

✱ دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو بلکہ اللہ سے خیر وعافیت مانگو۔

لا تتمنوا لقاء العدو واسئلوا الله العافية.(۷۲۳۷)

✱ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام (اقامه الله وادامه) اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے غنی (مالدار) کردیا۔ (۷۲۷۱)

✱ ان احسن الحدیث کتاب الله واحسن الهدی هدی محمد صلی الله علیه وسلم وشر الامور محدثاتها.(۷۲۷۷)(خطبہ کے الفاظ)

✱ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا۔ فقال (عمر) کنا نهینا عن التکلف.(۷۲۹۳)

✱ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو (جو کچھ بھی) کہا۔ (وانما جاز للعباس مثل هذا القول لان علیا کان کالولد له)(ص۱۰۸۵ وحاشیہ ۲)(پارہ ۲۹ کی منتخب احادیث مکمل ہوئیں)

✱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عمدہ کپڑے کے ساتھ ناک صاف کی پھر دور نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یاد آ گیا اور کہا بھوک کی وجہ سے میں حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گرا ہوا ہوتا لوگ مجھے مجنون سمجھ کر میری گردن پہ پاؤں رکھ کر گزر جاتے حالانکہ میں مجنون نہ ہوتا بلکہ بھوک کی وجہ سے یہ حالت ہوتی۔ (وما بی من جنون ما بی الا الجوع)(۷۳۲۴)

محبوبۂ محبوبِ خدا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عاجزی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: دفنی مع صواحبی ولا تدفنی مع النبی صلی الله علیه وسلم فی البیت فانی اکره ان ازکی۔ مجھے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے ساتھ جنت البقیع میں ہی دفن کردینا حضور علیہ السلام کے ساتھ دفن نہ کرنا کہ کہیں میرے بارے میں یہ نہ کہا جائے کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی شان

Marfat.com

بہت بلند ہے۔ میں پسند نہیں کرتی کہ میرے متعلق ایسا سمجھا جائے۔ (۷۳۷) یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عاجزی تھی اور قرآن پاک کی اس آیت کے پیش نظر تھی فلا تزکوا انفسکم اپنے آپ کو صاف ستھرا نہ بناؤ۔ ھو اعلم لمن اتقی۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہے۔ (النجم:۳۲) ورنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان وعظمت بہت بلند و بالا ہے۔

ذرّے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا ھل بلغت۔ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنی اُمت کو پہنچا دیا؟ وہ عرض کریں گے نعم یا رب۔ ہاں اے میرے پالنے والے۔ پھر ان کی اُمت سے پوچھا جائے گا ھل بلغکم۔ کیا انہوں نے تمہیں میرا پیغام پہنچایا؟ اُمت کہے گی۔ ما جاء نا من نذیر۔ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں۔ اللہ پاک نوح سے پوچھے گا من شھودك۔ اے پیارے نوح (گواہ لاؤ) تمہارے گواہ کون ہیں؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے محمد وامته۔ آخر الزمان نبی علیہ السلام اور ان کی اُمت مرحومہ میرے گواہ ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا فیجاء کم فتشھدون۔ پھر تمہیں لایا جائے گا اور تم گواہی دو گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وکذلك جعلناکم امة وسطا لتکونوا شھداء علی الناس لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔ (البقرۃ:۱۴۳) اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گواہ ہیں (دنیا و آخرت میں) (۷۳۹)

آیۂ مذکورہ اور مسائلِ خمسہ

مسئلہ نمبر ۱: دنیا میں تو یہ کہ مسلمان کی شہادت مومن کا فر سب کے حق میں شرعاً معتبر ہے اور کافر کی شہادت مسلمان پر معتبر نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲: اس سے یہ بھی معلوم ہوا! اس اُمت کا اجماع حجت لازم القبول ہے۔

مسئلہ نمبر ۳: اموات کے حق میں بھی اس اُمت کی شہادت معتبر ہے رحمت وعذاب کے فرشتے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی تعریف کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا۔ صحابہ کرام نے اس کی برائی کی' حضور علیہ السلام نے فرمایا واجب ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ حضور! کیا چیز واجب ہوئی۔ فرمایا: پہلے جنازے کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوئی دوسرے کی تم نے برائی بیان کی اس کے لئے دوزخ واجب ہوئی۔ تم زمین میں اللہ کے شہداء (گواہ) ہو پھر حضور علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

مسئلہ نمبر ۴: یہ تمام شہادتیں صلحاء اُمت اور اہل صدوق کے ساتھ خاص ہیں اور ان کے معتبر ہونے کے لئے زبان کی نگہداشت شرط ہے جو لوگ زبان کی احتیاط نہیں کرتے اور بے جا خلاف شرع کلمات ان کی زبان سے نکلتے ہیں اور ناحق لعنت

Marfat.com

کرتے ہیں صحاح کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت نہ وہ شافع ہوں گے نہ شاہد۔ اس اُمت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب تمام اولین و آخرین جمع ہوں گے اور کافر سے فرمایا جائے گا کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کوئی نہیں آیا حضرات انبیاء علیہم السلام سے دریافت فرمایا جائے گا تو وہ عرض کریں گے! یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی اس پر ان سے اقامةً للحجة دلیل طلب کی جائے گی وہ عرض کریں گے: اُمت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہماری شاہد ہے۔ تو یہ اُمت پیغمبروں کی شہادت دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی اس پر گزشتہ اُمت کے کفار کہیں گے انہیں کیا معلوم یہ تو ہم سے بعد میں ہوئے تھے چنانچہ اس وقت اس امت سے فرمایا جائے گا تم کیسے جانتے ہو؟ یہ عرض کریں گے یارب تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا قرآن پاک نازل فرمایا ان کے ذریعہ سے ہم قطعی و یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے فرض تبلیغ علیٰ وجہ الکمال ادا کیا پھر سیّد انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی اُمت کی نسبت دریافت فرمایا جائے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تصدیق فرمائیں گے۔

مسئلہ نمبر ۵: اس سے معلوم ہوا! اشیاء معروفہ میں شہادت تسامع کے ساتھ بھی معتبر ہے یعنی جن چیزوں کا علم یقینی سننے سے حاصل ہوا اس پر بھی شہادت دی جاسکتی ہے۔

(خزائن العرفان فی تفسیر القرآن علی کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن والرضوان والغفر ان زیر آیت مندرجہ بالا)

✷ مجتہد مخطی بھی ہوسکتا ہے اور مصیب بھی اگر صحیح مسئلہ اخذ کرلیا تو دو اجر اور اگر قرآن وسنت سے مسئلہ کے استنباط میں خطا ہوگئی تو ایک اجر۔ اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران واذا حکم فاجتهد ثم اخطا فله اجر۔

(۷۳۵۲)

امر کا مقابل مباح ایک مثال

حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: اَحِلُّوْا وَاَصِیْبُوْا مِنَ النِّسَآءِ۔ احرام کھول دو اور عورتوں کے پاس جاؤ۔ ظاہر ہے عورتوں کے پاس جانا مباح ہی رہے گا اور حدیث میں آگے خود حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے وضاحت بھی فرمادی ولم یعزم علیهم. کہ ہم پر حضور علیہ السلام نے عورتوں کے پاس جانا لازم قرار نہ دیا۔ اس کے بعد اسی حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک حالت کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں کس قدر گرمی ہوئی کہ لوگوں کے مزاج میں اس کی وجہ سے اتنی تیزی آجاتی۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ہم کہہ رہے ہیں ”جب ہمارے اور عرفہ کے درمیان پانچ دن رہ جائیں گے تو ہمیں حکم ہوگا کہ عورتوں کے پاس جاسکتے ہو جبکہ فناتی عرفة یقطر مذاکیرنا المذی (ہم عرفات میں آئیں گے تو ہماری شرمگاہوں سے منی ٹپک رہی ہوگی) (۱۰۹۵)

Marfat.com

حوالے

✵ صلوا قبل صلوة المغرب...... لمن شاء۔(ص۱۰۹۵ حاشیہ نمبر۳)
جو چاہے مغرب سے پہلے نماز (نفل) پڑھ لے۔ (یعنی پابندی کوئی نہیں)

✵ علم ظاہر و علم باطن۔ الظاهر علی کل شیء علما و الباطن علی کل شیء علما۔ باب قول الله عالم الغیب فلا یظهر۔(۱۰۹۷)

✵ تشهد ابن مسعود السلام علیك ایها النبی۔ (۷۳۸۱)
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد یہی ہے جو آج ہم پڑھتے ہیں (یعنی السّلام علیك ایها النبی نہ کہ السّلام علی النبی)

✵ اللہ تعالیٰ جنت کو بھرنے کے لئے ایک نئی مخلوق پیدا فرمائے گا۔ (۷۳۸۴)
(یہ وہ انسان ہیں جو اولادِ آدم علیہ السلام نہیں ہیں)

✵ انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی۔ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔ (حدیث قدسی)(۷۴۰۵)

✵ وجوه یومئذ ناظرة...... دیدار الٰہی۔ (۷۴۳۸، ۷۴۳۹)

✵ ان رحمتی وسعت غضبی۔(۷۴۵۳)(میری رحمت میرے غضب سے وسیع ہے)

✵ حدیث معراج۔ ودنا الجبار رب العزة فتدلّٰی حتّٰی کان منه قاب قوسین او ادنی۔(۷۵۱۷، ص۱۱۲۰ سطر ۳۱) شب معراج ربّ العزت نے خود اپنے محبوب اور شبِ اسریٰ کے دولہا کو کتنا قرب عطا فرمایا۔

✵ لیس منا من لم یتغن بالقران۔ (جو قرآن کو اچھی آواز سے نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں)(۷۵۲۷)

✵ موذن کی اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے ہر شئے قیامت کو اس (کے ایمان) کے لئے گواہی دے گی۔ (۷۵۴۸)

آخری حدیث:

✵ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ۔ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِى الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ (۷۵۶۳)

دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہی پیارے ہیں، زبان پر بہت ہی ہلکے ہیں (یعنی ان کی ادائیگی بہت آسان ہے) میزان میں بہت ہی وزنی ہیں۔ (وہ کلمات یہ ہیں) سبحان الله وبحمده (ہم اللہ تعالیٰ کی ہر عیب سے

Marfat.com

پاکی بیان کرتے ہیں) سبحان اللہ العظیم (اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک، بڑی عظمت والا ہے)

(اللہ تعالیٰ کے محبوب کلمے) اس بارے میں یاد رکھیں محبت دل کے میلان کو کہا جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ دل اور میلان دونوں سے پاک ہے تو دو کلمے اللہ کو محبوب ہیں کا کیا معنی ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ یہاں اور ہر جگہ جہاں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی بات ہوگی تو اس سے محبت کا لازم معنی مراد ہوگا یعنی جس سے محبت ہوئی ہے اس پر انعام و اکرام کیا جاتا ہے اس کی کوتاہیوں سے درگزر کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کلمات کو پڑھنے سے بہت زیادہ ثواب سے نوازتا ہے چنانچہ فرمایا سبحان اللہ نصف المیزان والحمد للہ تملاہ سبحان اللہ سے ترازو آدھا بھر جاتا ہے اور الحمد للہ سے پورا بھر جاتا ہے تو جب یہ دونوں چیزیں سبحان اللہ وبحمدہ میں موجود ہیں تسبیح بھی ہے تحمید بھی تو پھر اس کے ثواب کا کون اندازہ لگا سکتا ہے اور یہ کیوں نہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوں۔

یاد رہے! امام بخاری علیہ الرحمۃ اس حدیث کو کل تین مقامات پر لائے ہیں کتاب الدعوات میں سبحان اللہ العظیم پہلے ہے اور کتاب الایمان والنذور اور کتاب التوحید میں یہ جملہ بعد میں ہے پھر کتاب الدعوات اور کتاب الایمان والنذور میں حبیبتان الی الرحمن بعد میں ہے اور یہاں پہلے ہے۔

لفظ سبحان کی تحقیق

سبحان اللہ کے معنی ہیں میں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں یا میں نے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کی۔ سبحان اللہ مفعول مطلق ہے فعل ماضی سَبَّحْتُ کا یا فعل مضارع اُسَبِّحُ کا اس فعل کو سماعی طور پر حذف کرنا واجب ہے اور لفظ سبحان عموماً بطور مضاف ہی مستعمل ہے اگرچہ بعض کلمات عرب میں بغیر اضافت کے بھی آیا ہے۔ کلمہ کا خفیف ہونا اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت ہی مختصر یا ایسا فصیح کہ زبان پر اس کی ادائیگی بہت آسان ہو۔

اعمال کو تولے جانے کا مطلب؟

ثقیلتان فی المیزان میں معتزلہ کا رد ہے جو کلمات کو اعراض کہہ کر ان کے تولا جانے کو تسلیم نہیں کرتے جبکہ قرآن مجید میں کئی آیات اعمال کے وزن کی طرف صراحت کے ساتھ راہنمائی کر رہی ہیں حالانکہ اعمال بھی تو اعراض ہیں۔ فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ الراضیۃ. واما من خفت موازینہ فامہ ھاویۃ. ونضع الموازین القسط...... وغیرہا اور احادیث تو اس بارے میں بے شمار ہیں۔ باقی رہا یہ کہ اعراض کیسے تولے جا سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اعراض میں وزن پیدا کر دے اور وہ اپنے محل کے بغیر تولے جائیں کیونکہ ثقلت موازینہ یا ثقیلتان فی المیزان میں دونوں کلمے اپنے ظاہری معنی پر محمول ہوں گے اور بلا ضرورت ظاہری معنی سے عدول گمراہی ہے۔ بعض نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مراد اس سے اعمال نامے کے وہ دفتر ہیں جنہیں کراماً کاتبین نے لکھا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ بغیر حساب و کتاب کے بھی کسی کو جزا و سزا دے تو یہ ظلم نہیں ہے۔ لیکن حساب و کتاب اور اعمال کا تولا جانا اس لئے ہیں کہ کسی کے ذہن میں اس بارے میں ناانصافی کا شائبہ نہ گزرے کہ کسی پر ظلم ہوا ہے نہ دیکھنے والے کو اور نہ ہی جس کے

Marfat.com

سامنے معلما۔ یہ جارہا ہے اس کو اور ان کے لئے کوئی بہانہ بھی نہ رہے اور حجت بھی تمام ہوجائے۔

امام حاکم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ میزان کے پلڑے اتنے بڑے ہوں گے کہ تمام آسمان وزمین بھی اس میں رکھ دیئے جائیں تو سما جائیں۔

اعمال کیوں تولے جائیں گے؟

رہا یہ کہ جب فرشتے ایک اعمال نامہ تیار کررہے ہیں تو اس کے مطابق فیصلہ کرنے کی بجائے اعمال کو تولنے کی ضرورت کیوں پڑی؟

تو یہ ایسے ہی ہے جیسے مجرم اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے فلاں جرم کیا ہے اس کے باوجود جب اسے سزا سنائی جاتی ہے تو وہ سزا سنانے والے کو اچھا نہیں سمجھتا اور انصاف کا رونا روتا ہے اور فیصلہ ہونے سے پہلے پہلے اس کے پاس اپیل کا موقع ہوتا ہے۔ جب فیصلہ ہوجائے تو بات حتمی ویقینی ہوجاتی ہے پھر نہ اپیل کام آسکتی ہے اور نہ کوئی سفارش تو فرشتوں کے لکھنے کے بعد بھی اعمال کو تولنا فیصلہ سنانے کے لئے ہے اور یہ بتانے کے لئے ہے کہ اب فیصلہ ہوچکا اور کام پکا ہوگیا لہٰذا جنت والے جنت میں ہمیشہ رہنے کا یقین کرلیں اور دوزخ والے دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا یقین کرلیں۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ایک شبہ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ دو برابر کے کاغذ ہیں ایک پر ایک روپے کا حساب وکتاب لکھا گیا ہے اور دوسرے پر ایک لاکھ کا' جبکہ تولنے میں تو دونوں کا وزن برابر ہوگا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ برابر کی دو چیزیں بھی وزن میں مختلف ہوسکتی ہیں ایک طرف ایک دھاگہ ہے دوسری طرف دھاگے کی لمبائی اور موٹائی کے برابر لوہے کی سلائی ہے تو وزن بہرحال سلائی کا زیادہ ہوگا۔ یونہی جب اللہ تعالیٰ نے عدل وانصاف کے لیے ترازو قائم کرنا ہے تو اعمال کا وزن بھی عدل وانصاف کے تقاضوں کے مطابق ہی ہوگا۔ جیسا عمل ہوگا اسی کے مطابق وزن ہوگا۔ کاغذ چھوٹا ہو یا بڑا اس سے کچھ نہ ہوگا۔ جیسا کہ حدیث بطاقہ (جو چند سطور کے بعد آرہی ہے) سے آپ کو بخوبی معلوم ہوجائے گا کہ عمل کے وزن سے کاغذ کا ایک پرزہ حد نگاہ تک پھیلے ہوئے ننانوے رجسٹروں پر بھاری ہوگیا۔ وما ربك بظلام للعبيد۔

میزان کو کہاں قائم کیا جائے گا؟

قیامت کے دن یہ میزان عرش کے پاس قائم کی جائے گی نیکیوں کا پلڑا عرش کی دائیں طرف ہوگا جنت کے سامنے اور برائیوں کا پلڑا عرش کی بائیں طرف دوزخ کے بالمقابل اور اس میزان کا معاملہ دنیا کے میزان کے برعکس ہوگا یعنی جو پلڑا بھاری ہوگا وہ اوپر اٹھ جائے گا اور جو ہلکا ہوگا وہ نیچے جھک جائے گا دلیل یہ ہے اليه يصعد الكلم الطيب۔ اسی کی طرف پاکیزہ کلمات بلند ہوتے ہیں۔ بعض نے فرمایا ہے کہ نہیں وہاں کا معاملہ دنیا کے معاملے کی طرح ہی ہوگا اور دلیل میں فاما من

Marfat.com

فثقلت موازینہ آیہ قرآنی پیش فرمائی ہے اور فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب سے مراد مقبول ہونا ہے۔

انسانوں کی تین قسمیں ہوں گی

پھر انسان کی تین اقسام ہیں: (۱) جو بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ (۲) جو بلا حساب و کتاب دوزخ میں جائیں گے۔ (۳) وہ مومنین جن کی نیکیاں بھی ہوں گی اور برائیاں بھی ہوں گی۔ ابتدأ انہیں شفاعت نصیب نہ ہوگی ان کا حساب بھی ہوگا اور ان کے اعمال بھی تولے جائیں گے۔ اس بارے میں ایک ایمان افروز واقعہ پر اکتفا کر رہا ہوں جو کہ ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد اور مشکوٰۃ میں بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے ایک شخص کو الگ کھڑا کرے گا اور اس کے اعمال نامے کے ننانوے رجسٹر پھیلائے گا ہر دفتر حد نظر تک لمبا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا: کیا ان میں سے تو کسی چیز کا انکار کر سکتا ہے؟ کیا میرے کاتبین نے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں اے پروردگار! اللہ فرمائے گا کیا تیرے لئے کوئی عذر ہے وہ کہے گا نہیں اے پروردگار! اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری ایک نیکی ہمارے حضور ہے اور تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ اس کے بعد کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اللہ فرمائے گا میزان پر جا وہ کہے گا اے پروردگار! ان دفتروں کے مقابلے میں یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا حیثیت رکھتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا وہ سارے دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور وہ کاغذ کا ٹکڑا دوسرے پلڑے میں تو ننانوے رجسٹر ہلکے ہو جائیں گے اور یہ کاغذ کا ٹکڑا بھاری ہو جائے گا اللہ کے نام کا مقابلہ کوئی شے نہیں کر سکتی۔ (اس کو حدیث بطاقہ کہا جاتا ہے)

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب کو حمد و تسبیح پر ختم فرمایا ہے کیونکہ اہل جنت کا ملاقات کے وقت دعائیہ کلام تسبیح ہوگا اور آخری کلام حمد ہوگا جیسا کہ سورۂ یونس میں ارشاد ہوتا ہے۔

دعواهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها سلٰم واٰخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمين.

(آیت نمبر ۱۰)

جنت میں ان کی دعا تسبیح ہوگی، ملاقات کا کلام سلام ہوگا اور آخری دعا اللہ رب العالمین کی حمد ہوگی۔

لیکن امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس اسلوب میں بھی اپنی محدّث ثانہ شان کی جھلک دکھائی ہے اور وہ اس طرح کہ اپنی طرف سے حمد و تسبیح کے الفاظ لانے کی بجائے سیّد الحامدین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے نکلنے والے حمد و تسبیح کے اعلیٰ الفاظ پر اپنی کتاب کو مکمل فرمایا تا کہ حدیث کی روایت بھی ہو جائے اور حمد و تسبیح پر کتاب کا اختتام بھی ہو جائے۔

اسی بابرکت طریقے پہ عمل کرتے ہوئے میں بھی اپنی اس کتاب کو چند حمدیہ اشعار پہ مکمل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

Marfat.com

الٰہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا
جہاں والوں سے کیونکر ہو سکے ذکر و بیاں تیرا
زمین و آسماں کے ذرّے ذرّے میں ترے جلوے
نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا
ٹھکانہ ہر جگہ تیرا سمجھتے ہیں جہاں والے
سمجھ میں آ نہیں سکتا ٹھکانا ہے کہاں تیرا
تیرا محبوب پیغمبر تری عظمت سے واقف ہے
کہ سب نبیوں میں تنہا ہے وہی اِک راز داں تیرا
جہانِ رنگ و بو کی وسعتوں کا راز داں تو ہے
نہ کوئی ہم سفر تیرا نہ کوئی کارواں تیرا
تری ذاتِ معلّٰی آخری تعریف کے لائق!
چمن کا پتہ پتہ روز و شب ہے نغمہ خواں تیرا

دعاؤں کا طالب

غلام حسن قادری

۲۰۰۸ء-۱-۱۲

Marfat.com

مسلم شریف

از

غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف' لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر
۴۰ اردو بازار لاہور

Marfat.com

Marfat.com

نشانِ منزل

استاذ العلمآء مولانا الحافظ القاری غلام حسن قادری

مفتی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف ومدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ جوہرٹاؤن لاہور

(از حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری خطیب مرید کے مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور' پاکستان)

میری زندگی کا ربع صدی سے زائد عرصہ حضرت داتا گنج بخش فیض عالم' مظہر نور خدا رحمۃ اللہ علیہ کے سایۂ عاطف میں گزر رہا ہے۔ یومیہ مرید کے سے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور' تدریسی فرائض کی انجام دہی کیلئے اسی بابرکت راستہ سے آنا جانا ہوتا ہے۔ مزار پُرانوار کی زیارت سے شادکام ہونے کے ساتھ ساتھ سلام پیش کرنے کی سعادت عظمیٰ بھی نصیب ہوتی ہے۔ آپ کے دربار فیض بار کے بالکل قریب ہی لاہور کا مشہور دروازہ بھاٹی گیٹ ہے اس کے ساتھ ہی پولیس سٹیشن سٹریٹ سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں جانا میرا معمول ہے۔ بڑی سڑک کی بجائے بھاٹی اور لوہاری گیٹ کے مابین چھوٹی چھوٹی قدیم گلیوں کو راقم امن کے راستے قرار دیتا ہے کیونکہ یہاں اختلاطِ مردوزن نہ ہونے کے برابر ہے۔

اسی پرامن سٹریٹ کے عین درمیان میں ملت اسلامیہ کی ایک نامور علمی شخصیت حضرت مولانا علامہ صوفی اصغر علی روحی صاحب مرحوم پروفیسر اورینٹیل کالج و یکے از بانیان جامعہ نعمانیہ لاہور کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب جامع مسجد مولانا روحی اہل سنت وجماعت ہے۔ اسی محلہ کے باسیوں میں پروفیسر صاحب مرحوم بھی تھے۔ آج کل اس مسجد کی امامت وخطابت کے فرائض' ممدوح اکابر' خطیب العصر' محترم المقام' حضرت العلام مولانا الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری دامت برکاتہ' باحسن وجوہ سرانجام دے رہے ہیں۔ (یاد رہے! جب یہ مقالہ لکھا جارہا تھا تو مفتی صاحب جامعہ مسجد مولانا روحی میں ہی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور ساتھ ساتھ دارالعلوم حزب الاحناف میں افتاء وتدریس کی ذمہ داری بھی نبھا رہے تھے لیکن جون ۲۰۰۸ء میں آپ نے رہائش کی تنگی کے پیش نظر مسجد مولانا روحی میں اپنے جواں سال صاحبزادے حافظ رضاء الحسن کی ڈیوٹی لگادی ہے اور خود ریونیو سوسائٹی نزد جوہر ٹاؤن تشریف لے گئے ہیں وہاں جامع مسجد فاطمۃ الزہراء میں امامت وخطابت' جامعہ فاروقیہ رضویہ میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا ہے جبکہ دارالعلوم حزب الاحناف کا شعبۂ افتاء تاحال آپ ہی کے پاس ہے) حضرت الموصوف اور راقم الحروف کا مشن اور راستہ ایک ہی ہے۔ بناء علیہ گاہے گاہے سرراہ علیک سلیک ہوتی رہی ایک عرصہ یوں ہی بیت گیا۔ سلام ودعا کے علاوہ بات آگے نہ بڑھی۔ تاہم موصوف کے خصائل جمیلہ وشمائل جلیلہ نے مجھے

Marfat.com

ہر ملاقات پر خاصا متاثر کیا۔ ان کے باطنی اوصاف ان کے ظاہری حسن و جمال پر نمایاں دکھائی دیئے۔ ان کی عاجزی وانکساری کی تو بات ہی کیا۔ کئی بار سوچا وقت میسر ہوتا کہ کھل کر تعارف کیا جائے۔ حسن اتفاق کہ قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی اشرفی مدنی علیہ الرحمۃ خلیفہ اعظم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے عطا فرمودہ ''درود شریف'' کی کتابت نے یہ خواہش با آسانی پوری کر دی۔ یوں آپ سے ربط و تعلق نے استحکام پایا۔ رفتہ رفتہ ذہنی خلاء دور ہوتا چلا گیا اور پھر منزل قرب نے یہاں تک پہنچایا کہ اب حضرت مولانا غلام حسن قادری مدظلہ کے احوال و آثار لکھنے پر روحانی سکون محسوس کر رہا ہوں۔ خیال رہے! مجھے کثیر اہل علم و قلم پر لکھنے کی سعادت حاصل ہے جو ہر شعبہ علم و ادب سے تعلق رکھتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کی شخصیات پر بھی لکھا اور ان کی تصانیف و تراجم پر بھی' اسلاف کے کارناموں کو بھی اجاگر کیا اور اخلاف کی خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کیا جہاں اساتذہ کرام کی خدمت میں نذرانہ قلم ادا کیا وہاں تلامذہ کی بھی حوصلہ افزائی میں کسر نہ چھوڑی۔ یہی وجہ ہے کہ میرے متعدد تلامذہ مقالات و مضامین میں ہی نہیں بلکہ تصانیف و تراجم میں بھی نام پیدا کر رہے ہیں۔ (الحمدللہ علی منہ و کرمہ تعالیٰ)

حضرت مولانا علامہ الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ تو میرے خاص احباء میں شامل ہیں' وہ میری ہی نہیں ہر چھوٹے بڑے' اپنے پرائے' بیگانے' یگانے کی قدر و منزلت کو خوب جانتے پہچانتے ہیں۔ خصوصاً علمائے کرام و مشائخ عظام کے تو دلدادہ ہیں۔ ان کے ادب و احترام اور عزت و توقیر کو ملحوظ رکھنا فرض قرار دیتے ہیں۔ موصوف کا باطن ان کے ظاہر کی طرح خوبصورت ہے۔ گویا کہ وہ اگر ظاہری طور پر مسند افتاء و تدریس پر فائز ہیں تو روحانی و باطنی طور پر مسند طریقت کی بھی زینت ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی علمی و عملی زندگی خوب اور محبوب ہے۔ میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ مفتی صاحب مدظلہ کا علم' عمل سے اور عمل' علم سے عبارت ہے۔ حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ' فی الحال اپنے آپ کو پردۂ اخفاء میں رکھنا چاہتے ہیں مگر وہ وقت بہت قریب ہے کہ جب ان کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے لوگ برملا بہرہ مند ہوں گے اور اس دور میں ایسے پیکر شرافت کا وجود نعمت سے کم نہیں ہے کیونکہ عصر حاضر میں بعض علمائے کرام کے اعمال و افعال پر جب عوام انگلیاں اٹھا رہے ہوں تو صاحب کردار عالم دین کا وجود مسعود غنیمت ہے جن کی بارگاہ میں لوگ حاضر ہو کر استفادہ کریں۔ مفتی صاحب کے اوصاف حمیدہ و کمالات جمیلہ سے صرف نظر کرتے ہوئے آپ کی حیات حسنہ کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو از خود آپ کی عظمت و شوکت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ولادت باسعادت

حضرت مولانا علامہ حافظ قاری غلام حسن صاحب قادری ایک مذہبی' دینی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ حافظ آباد کے ایک مشہور گاؤں چک کھرل میں 13 اکتوبر 1962ء کو میاں محمد حسین ابن میاں علی محمد علیہما الرحمۃ کے ہاں پیدا ہوئے۔ اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے قرآن کریم ناظرہ پڑھا۔ موصوفہ مرحومہ سے گاؤں کے علاوہ اکناف و اطراف کے متعدد دیہات

Marfat.com

کے بچوں نے بھی قرآن کریم پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمۃ نے 5 جولائی 2004ء بروز پیر انتقال فرمایا جبکہ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ تقریباً آٹھ ماہ قبل بتاریخ 7 رمضان المبارک 1424ھ/2 نومبر 2003ء کو راہی جنت ہوئے۔

خدا کی ان پہ رحمت ہو محمد ﷺ کی شفاعت ہو
دعا میری سدا یہ ہے انہیں جنت کی راحت ہو

حفظ قرآن:

کچھ عرصہ مفتی صاحب زید مجدہ اپنے والد ماجد کی معیت میں معاشی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے پھر فطرت نے آپ کی علوم وفنون کی طرف رہنمائی فرمائی گویا کہ جس مقصد کیلئے تخلیق فرمائے گئے تھے۔ دست قدرت نے اسی طرف رخ پھیر دیا۔ چنانچہ 1977ء میں آپ جامعہ حنفیہ رضویہ شیخوپورہ میں حفظ القرآن کیلئے داخل ہوئے اور ڈیڑھ سال کی مختصری مدت میں مکمل قرآن کریم حفظ فرما کر اسی سال مصلیٰ سنایا' جس سے آپ کی عظیم الشان قوت اخذ وحافظہ اور جودت طبع کا پتہ چلتا ہے۔

درس نظامی

امام اہلسنت، مفتی اعظم پاکستان حضرت سیدی ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری اشرفی علیہ الرحمۃ ابن شیخ المحدثین حضرت سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری اشرفی علیہ الرحمۃ بانی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے پہلے عرس مقدس کی تقریب سعید کے موقع پر آپ کے استاذ محترم حضرت فقیر سلطانی مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے شارح بخاری علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا اور آپ نے سلاطین علوم وفنون سے سات سال تک جواہر علمیہ کو بڑی شان سے وصول کیا اور اسی دارالعلوم سے فراغت' دستار فضیلت حاصل کی جن عالی مرتبت اساتذہ کرام سے آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ کی دولت ابدی کی نعمت پائی ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ کیجئے۔

حفظ القرآن کے اساتذہ کرام

جناب حافظ بشیر احمد صاحب' قاری امانت علی صاحب' قاری محمد بنیامین صاحب' قاری سعید الرحمٰن صاحب' حافظ فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ محمد اکرم صاحب۔

تجوید وقرات

درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ نے تجوید وقرات کے لئے جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور میں داخلہ لیا اور مفسر قرآن' زینت القراء حضرت علامہ قاری محمد طیب نقشبندی بن محقق اسلام حضرت الحاج محمد علی نقشبندی (علیہ الرحمۃ) سے ایک سال کے عرصہ میں روایت حفص کا کورس مکمل کیا اور جب امتحان کا مرحلہ آیا تو شیخ القراء حضرت قاری محمد یوسف صدیقی علیہ الرحمۃ (جامعہ صدیقیہ مستی گیٹ لاہور جو کہ خود ہی ممتحن بھی تھے) نے اول پوزیشن حاصل کرنے پر آپ کو خصوصی انعام سے

Marfat.com

نوازا جس کا ثبوت آپ کی سند تجوید وقرات پہ آج بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے استاذ محترم نے نہایت ذوق وشوق کا مظاہرہ فرماتے ہوئے آپ کو سبعہ کی مشہور زمانہ کتاب ''الشاطبیہ'' بھی سبقاً سبقاً پڑھادی۔

درسِ نظامی کے اساتذۂ کرام

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مہر دین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فاضل وشیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف وشیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور' حضرت مولانا عبدالغفور صاحب علیہ الرحمۃ لنڈا بازار والے' حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم خان صاحب سابق مدرس وشیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف' مفتی ادارہ منہاج القرآن لاہور' حضرت مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب نقشبندی اور حضرت مولانا مفتی احمد دین صاحب توگیروی۔

راہِ عمل

حضرت مولانا علامہ حافظ قاری غلام حسن صاحب زید مجدہ نے آغاز ہی سے راہِ عمل اختیار فرمائی تھی۔ دوران تعلیم ہی سے آپ نے امامت وخطابت کے فرائض سنبھال لئے تھے۔ چنانچہ 1982ء سے زیر قلم سطور 2008ء تک جامعہ مسجد حضرت مولانا روحی علیہ الرحمۃ میں انہی مناصب ومراتب پر فائز ہیں۔ نیز شوال 1408ھ/ 1987ء سے مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی عظمت رفتہ کو بحال کیے ہوئے ہیں۔ جملہ کتب عقلیہ ونقلیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ تجوید وقرأت سے بھی طلباء کرام کو نواز رہے ہیں۔ نیز ایک عرصہ سے دارالعلوم میں آنے والے سوالات کے شرعی جوابات کی ذمہ داری بھی آپ کی فقاہت پر منحصر ہے۔ تادم تحریر آپ کے قلم سے ہزاروں فتوے جاری ہو چکے ہیں۔ درس قرآن وحدیث بھی عرصہ دراز سے مذکورہ بالا مسجد میں دیتے آرہے ہیں۔ فن خطابت میں آپ ید طولی رکھتے ہیں۔ جمعۃ المبارک میں اجتماع قابل دید ہوتا ہے۔ ماہ رمضان میں قرآن کریم سنانا آپ کا خصوصی وظیفہ ہے۔

خطاطی

علم وقلم کا آپس میں بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔ ایک صدی قبل کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت ہر عالم عموماً خوشنویس بھی ہوتا تھا مگر نیرنگئی دوران دیکھئے اب بہت کم علماء کرام ہیں جن کا خطاط یا خوشنویس ہونا تو کجا معمولی سی بھی خوشخطی سے بہرہ یاب نہیں ہیں بلکہ بعض تو ایسے ''باکمال'' ہیں کہ انہیں اپنا لکھا ہوا بھی پڑھنا مشکل ہوتا ہے حالانکہ خط بھی شخصیت پر اثر ڈالتا ہے اور پھر کمپیوٹر کے اس دور میں تو خوش خطی عنقاء ہوتی جارہی ہے۔ ان حالات میں حضرت مولانا مفتی غلام حسن صاحب قادری کی ذات ستودہ صفات کی طرف آیئے تو دیکھئے گا آپ نے خطاطی میں بھی بڑا نام کمایا ہے نامور اساتذہ فن سے اس کے حصول میں قطعاً پیچھے نہیں رہے۔ خوب سے خوب تر کی طرف رواں دواں ہیں۔ ہر قسم کے رسم الخط پر عبور رکھتے ہیں۔ اس میں جہاں اساتذہ کرام کی محنت شاقہ کا تعلق ہے وہاں آپ کی دلجمعی' دلچسپی' محنت اور مسلسل جدوجہد کا بھی بڑا حصہ ہے۔ خط طغری میں بھی عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ ایک دن آپ کی ملاقات کیلئے جامع مسجد مولانا روحی میں حاضر ہوا تو باتوں ہی باتوں

Marfat.com

میں میرے نام کا ایک نہایت ہی دلکش، خوبصورت بیل سے مزین طغری سامنے رکھ دیا۔ حالانکہ میرے خواب میں بھی نہیں تھا کہ آپ ایسا نادر اور یادگار تحفہ عنایت فرمائیں گے۔ سچ فرمایا محسن اعظم نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''ہدیے اور تحفے دیتے رہا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے''۔ چنانچہ یوں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان محبت میں اضافہ فرما دیا۔ (وللہ الحمد) آپ نے جن اساتذۂ فن سے خطاطی سیکھی ان کے نام یہ ہیں

استاذ الخطاطین الحاج محمد اعظم صاحب منور رقم علیہ الرحمۃ، زینت الخطاط الحاج صوفی خورشید عالم صاحب خورشید رقم علیہ الرحمۃ، استاذ العصر جناب محمد علی زاہد صاحب اور جناب استاذ غلام رسول صاحب۔

زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً

حیات دنیوی میں ایک صحیح العقیدہ مسلمان کیلئے سب سے بڑی تمنا بارگاہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری ہے۔ حج وعمرہ کی سعادت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت کی دولت جسے نصیب ہو جائے میرے نزدیک وہ نہایت امیر ترین ہے اور وہاں کی سچی تڑپ ایک دن ضرور رنگ دکھاتی ہے اور عاشق زار اچانک **اس نعمت** عظمیٰ سے بہرہ مند ہو جاتا ہے۔ خصوصاً مسجد کی خدمت سرانجام دینے والا خواہ موذن ہو یا امام وخطیب بلکہ **مسجد کا جاروب کش بھی اس نعمت** سے محروم نہیں رہتا حالانکہ بظاہر اس کے وسائل نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس **بکثرت وسائل کے مالک** اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ دراصل بات خلوص، عشق اور قلبی آرزو کی ہے جب طلب صادق ہو تو بات بن جاتی ہے۔

ان کے دریائے کرم میں موج اٹھتی ہے ضرور کوئی انہیں دل سے پکارے تو سہی

میرا ذاتی تجربہ ہے، ایک شب میں نے بڑے درد وسوز سے بارگاہ مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میں یوں استغاثہ پیش کیا:

دکھا دو مجھے اپنا شہر مبارک میرے تاجور شہر یار مدینہ
کبھی ہو طواف حرم مجھ کو حاصل کبھی دیکھوں میں سبزہ زار مدینہ

بس پھر کیا تھا کریم آقا علیہ السلام نے مسلسل نوازا اور اب یوں عرض گزار ہوں۔

مشرف گرچہ شد سہ بار تابش ہے حسرت حاضری کی مثل جامی

حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہ، بھی کشتۂ عشق محبوب کبریا علیہ الوف التحیۃ والثناء ہیں۔ نہ جانے روحی مسجد (جس میں آپ ستائیس سال قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند کرتے رہے اور درسِ قرآن وحدیث سے اُمت محمدیہ کے اذہان وقلوب کو منور کرتے رہے) کے در و دیوار نے کتنی بار آپ کے درد بھرے نالے سن کر بارگاہِ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں سفارش کی ہوگی کہ سرکار اپنے پیارے نواسے امام حسن رضی اللہ عنہ کے غلام کو بھی جمال جہاں آرا کی زیارت سے شاد کام کیجئے۔ ہاں ہاں روضۂ مقدسہ کی زیارت بعینہٖ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے عبارت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانیہ بشارت سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا: من زار قبری کانما زارنی فی حیاتی۔ ''جس (خوش نصیب ایماندار نے)

Marfat.com

میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری حیات مبارکہ میں میری زیارت کی''۔ آخر وہ ساعت سعید آپ کو حرمین شریفین کی روانگی کا مژدۂ جان فزا سنانے کیلئے آ پہنچی۔ چنانچہ دسمبر 1989ء اور اکتوبر 2006ء رمضان المبارک میں اس نعمت عظمٰی سے بہرہ مند ہوئے۔ اب پھر قسمت کا ستارہ چمک رہا ہے۔ امید واثق ہے کہ اس بار پھر ماہ رمضان المبارک میں عمرہ شریف کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کی سعادت بھی حاصل کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

شرف بیعت

طریقت میں بیعت شرط ہے نیز اکابر اسلام کا یہی معمول چلا آ رہا ہے کہ ظاہری علوم وفنون کے ساتھ ساتھ روحانی فیوض و برکات کے حصول کیلئے صحیح العقیدہ صاحب علم وفضل مرشد سے اس سنت مستمرہ کی بھی تکمیل کی جائے۔ چنانچہ اس مقصد کی بازیابی کیلئے آپ نے قطب الوقت حضرت سلطان غلام باہو علیہ الرحمۃ سے بیعت کا شرف پا کر منازل سلوک طے فرمائیں۔

تصانیف

ثقہ عالم دین میں علوم وفنون کی ترویج واشاعت اور تبلیغ کیلئے تین اوصاف کا پایا جانا از حد ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مدرس ہو یا مصنف یا پھر مقرر ہو۔ خوش بخت ہیں وہ علمائے کرام جو ان تینوں اوصاف سے موصوف ہیں اور وہ خال خال ہی ہیں۔

کئی مصنف ومترجم ہوتے ہیں اور بعض مقررین کی صف میں شامل ہیں۔ حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہ ان خوش نصیب علمائے کرام میں شامل ہیں جن میں یہ بھی اوصاف پائے جاتے ہیں۔ مصنف ومترجم کی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس وقت تک آپ کے قلم سے بیس سے زائد کتابیں مارکیٹ میں اپنی حیثیت منوا چکی ہیں۔ آپ بھی ان کتابوں کے نام بمع مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

1- شرح کلام رضا فی نعت المصطفیٰ (ﷺ) المعروف شرح حدائق بخشش

یہ خوبصورت کتاب امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے اردو دیوان ''حدائق بخشش'' (1325ھ) کی عشق ومحبت اور درد وسوز سے لبریز جامع شرح ہے۔ اس میں مناقب کے علاوہ تمام نعتوں' قصائد' مناجات' قطعات' رباعیات' مخمسات اور درود وسلام کی نہایت عام فہم شرح ہے۔ مشکل الفاظ کے معانی اور مفہوم بالکل سادہ اور سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ شرح کے ضمن میں قرآن وحدیث اور دیگر شعراء کے کلام سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ دوران شرح سینکڑوں دیگر موضوعات پر بھی مواد جمع کیا گیا ہے جس سے کتاب کے حسن میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ کتاب کے شروع میں علامہ سید مرغوب احمد اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون ''امام نعت گویاں'' شامل کیا گیا ہے جس سے حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فن شاعری میں مہارت تامہ کا پتہ چلتا ہے۔ اس عاجز (تابش قصوری) کے قلم سے لکھے گئے شارح کے حالات بھی کتاب کا حصہ ہیں۔ بہارِ شریعت سائز کی کتاب ہے جس کے صفحات 1108 ہیں ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

Marfat.com

2-مقام غوث اعظم اعلیٰ حضرت کی نظر میں (رضی اللہ عنہما)

اسے ''شرح حدائق بخشش'' کی باقیات میں شمار کرنا چاہئے کہ یہ حدائق بخشش کی وصل اول تا وصل چہارم کی شرح پر مشتمل ہے۔ وصل اول میں نعت نبوی ہے اور بقیہ تین وصلوں میں حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔ ساتھ ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عربی میں لکھی گئی دو حمدوں کی بھی تشریح ہے۔ شرح کا انداز بالکل وہی ہے جو متذکرہ بالا کتاب میں اپنایا گیا ہے۔

اس کتاب میں حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن سے لے کر وفات تک چیدہ چیدہ واقعات کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز حضور والا کے نونادر عربی قصائد مع اردو اور فارسی میں شعری ترجمہ کے ساتھ شامل کتاب کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایصال ثواب اور گیارہویں شریف کے مسئلہ کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ آخر کتاب میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ صفحات 432 ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

3-شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ بلفظ ''انا'' (صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ گراں مایہ کتاب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان یک صد احادیث مبارکہ پر مشتمل ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان معجز بیان سے بلفظ ''انا'' اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔ ان احادیث کریمہ کی جامع تشریح کی گئی ہے جس کے ضمن میں سینکڑوں ایسی روایات واحادیث سامنے آ گئی ہیں جن سے پیارے مدنی مکی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا پُر وقار نقشہ سامنے آتا ہے۔ پھر ان واقعات کو خوبصورت اشعار سے مزین کر کے گویا کتاب کو چار چاند لگا دیئے گئے ہیں جو بلاشبہ قارئین کے ذوق مطالعہ کو دوبالا سہ بالا بلکہ چہار بالا کر دیتے ہیں۔ کتاب میں جابجا بزرگان دین کے واقعات بغرض اصلاح احوال امت پیش کئے گئے ہیں۔ سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے عقائد حقہ کو بڑے پیارے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ جن کا بنظر انصاف مطالعہ قاری کے ذہن کو مطمئن کر دیتا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ غافل مسلمانوں کو لمحات فکر کے ساتھ متنبہ کیا گیا ہے اور حالات حاضرہ کے آئینے میں بتقاضائے وقت جذبات مسلم کو بیدار کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سرتاپا حلیہ مبارکہ کا بڑا ہی عاشقانہ بیان ہے جسے پڑھ کر ہر خاص وعام جھوم جھوم جاتا ہے اور عاشقان مصطفیٰ کے دل ودماغ معطر ومنور ہو جاتے ہیں۔

ابتداء میں پانچ جید علمائے کرام اور دانشور حضرات کی تقاریظ بھی موجود ہیں اور حافظ محمد زبیر مجددی سیالکوٹی کے قلم سے لکھے ہوئے مصنف علام کے حالات زندگی بھی صدر کتاب میں شامل کئے گئے ہیں۔ صفحات 1000 ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

4-تقریری نکات

ایک سو اکابر واصاغر علماء وخطباء کے خطبات وتقاریر سے ماخوذ حکمت وبصیرت اور شعور آگہی سے بھرپور علمی، تحقیقی اور

Marfat.com

اصلاحی نت نئے کام آنے والے سینکڑوں ''تقریری نکات'' جن میں سے ہر نکتہ اپنے اندر بہت سی معلومات افزا باتیں سموئے ہوئے ہے۔توحیدورسالت'عظمت وشان مصطفیٰ'محبت رسول'سیرت سید المرسلین'میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم'عقائد اہل سنت و اصلاح احوال امت جیسے موضوعات اس کتاب کا اہم حصہ ہیں۔اس کے علاوہ طنز و مزاح کے حوالے سے ایک بڑا ہی دلچسپ قابل مطالعہ باب ''مناظرانہ چٹکلے اور جہان ظرافت'' کا ہے جس میں لطائف علمیہ کے علاوہ بہت سی حقیقت افروز باتیں ہیں۔ یقیناً یہ ایک ایسا باب ہے جسے پڑھ کر ہر خاص وعام بے اختیار محظوظ ہوتا ہے۔(یادر ہے بعض احباب کی خواہش پر یہ باب کتاب کے پہلے ایڈیشن میں شامل کیا گیا تھا لیکن بعض بزرگوں کے حکم پر دوسرے ایڈیشن سے پورا باب نکالنا پڑا۔اس طرح بعض علماء کے نکات میں بھی مناسب ترمیم کی گئی ہے)۔آخر میں ان علماء وخطبا اور کتب کی فہرست دی گئی ہے جن سے ''تقریری نکات'' نقل کیے گئے ہیں۔اس کتاب میں مصنف کے حالات بھی راقم نے لکھے ہیں جن سے مصنف کی شخصیت کے علمی وعملی پہلوؤں کا پتہ چلتا ہے۔صفحات 672 ناشر: کرمانوالہ بک شاپ داتا دربار لاہور۔

5-اٹھارہ تقریریں

اس کتاب کا مکمل نام ''زبدۃ الحسن مقالات وخطبات حسن المعروف اٹھارہ تقریریں'' ہے۔کتاب کے شروع میں حافظ محمد زبیر مجددی کے قلم سے لکھے ہوئے مصنف کے حالات ہیں۔پندونصائح سے متعلقہ عربی ادب کے شاہکار تین خطبات بھی شامل کتاب ہیں۔اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔تقاریر کے موضوعات یہ ہیں۔

(1) فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا (2) قلب مومن (3) بچوں کی صحبت (4) مضامین سورۃ الحجرات (5) معجزہ شق القمر (6) سنت کے دینوی وطبی فوائد (7) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما (8) حقوق والدین (9) حضرت یعقوب علیہ السلام کی علمی شان (10) وسیلے کی برکت (11) محبت ونسبت کا اثر (12) دین اسلام میں مسجد کی اہمیت (13) توبہ واستغفار (14) اسلامی سلام اور اس کا صحیح جواب (15) عید الفطر کی تقریر (16) عیسائیت (حدیث ہرقل) (17) فیضان اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (18) شب برات۔صفحات 640 ناشر: اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور۔

6-کواکب سبعہ

یہ کتاب سات جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔ابتداء میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق قرآنی آیات واحادیث دی گئی ہیں۔اس کے بعد کتاب کا اصل موضوع شروع ہوتا ہے۔جن سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات اس کتاب میں ہیں ان کے نام یہ ہیں (1) سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ (2) مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ (3) شیخ الامت حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ (4) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (5) حضرت سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ (6) حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (7) حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ''کواکب'' کا معنی ہے ستارے لیکن اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "اصحابی کالنجوم "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ صفحات 432 'ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز' گنج بخش روڈ لاہور۔

7-الدروس العشرہ فی السورۃ الفاتحہ

یہ کتاب چاندنی مسجد ریگل چوک لاہور میں دیئے گئے ماہانہ دس و دروس قرآن پر مشتمل ہے۔ پہلا درس تعوذ واستعاذہ کے بارے میں ہے۔ دوسرا درس تسمیہ کا بیان ہے۔ بقیہ سات دروس میں سورۂ فاتحہ کی لاجواب تفسیر ہے۔ اور ہر آیت کا مکمل ایک درس ہے۔ کتاب کے آخر میں مأخذ کی فہرست بھی شامل ہے۔ صفحات 328 'ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ' لاہور۔

8-قرآن اور حاملین قرآن

یعنی قرآنی انسائیکلوپیڈیا۔ جس میں کتاب ہدایت کے بارے میں معلومات کا بیش بہا خزانہ اور عظیم ذخیرہ ہے۔ کتاب زندہ' قرآن حکیم کے مختلف پہلوؤں پہ تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ آئین انسانیت کے کئی گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ لایزال وقدیم مرقع حکمت کے عجائبات' حیرت انگیز واقعات' حقانیت قرآن پہ غیر مسلموں کے اعتراضات اور علوم قرآنی جیسے بے شمار علمی موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ نوع انسانی کے پیام آخریں کے حامل کامل واکمل' سرور کائنات' فخر موجودات' حضور رحمت عالمیاں یعنی صاحب قرآن علیہ السلام کی عظمت پر بھی جابجا نہایت علمی وتحقیقی مواد اس کتاب کے حسین چہرے کا جھومر ہے جو کہ مولف کتاب کا سرمایۂ حیات اور حاصل زندگی ہے۔ کتاب کے تین حصے ایک ہی جلد میں مجلد ہیں۔ پہلے حصے میں عظمت قرآن' علوم قرآن' واقعات وعجائبات قرآن' وظائف واعمال قرآنی اور ادعیہ قرآنیہ کے علاوہ دیگر کئی موضوعات پہ بھی قلم اٹھایا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں حفاظ قرآن پاک کی عظمت اور ان کے فضائل قرآن وسنت اور علماء امت کی تصریحات سے واضح کیے گئے ہیں۔ تیسرے حصے میں حاملین قرآن یعنی علمائے کرام کا مرتبہ و مقام قرآن وسنت کی روشنی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ الغرض یہ بے مثال ولاجواب و باکمال کتاب قرآنی معلومات کیلئے ایک عام قاری سے لے کر ایک عالم تک سب کیلئے بہترین انسائیکلوپیڈیا ہے اور بقول اقبال:

حرف او را ریب نے تبدیل نے آیہ اش شرمندۂ تاویل نے

9-بوستان سعدی

حضرت شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ''بوستان سعدی'' کا انتہائی آسان اور شستہ اردو ترجمہ ہے۔ ہر حکایت کے آخر میں سبق بھی دیا گیا ہے تا کہ قاری کو حکایت کا ماحصل سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ صفحات 232 'ناشر: مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار' لاہور۔

10-گلستان سعدی

حضرت شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''گلستان سعدی'' کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں

Marfat.com

بھی مذکورہ کتاب جیسا انداز اپنایا گیا ہے۔ صفحات 236' ناشر: مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

11- کربل کی ہے یاد آئی

واقعہ کربلا پر اب تک لکھی جانے والی تمام کتابوں اور اس موضوع پر علمائے اہل سنت کی تقاریر کا خلاصہ' ماحصل اور نچوڑ (سرورق) اس کتاب کے تین حصے ہیں جن میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر تذکرہ' واقعہ کربلا کی روئیداد تاریخی حقائق کے ساتھ' عقائد اہل سنت وغیرہ موضوعات کا بیان ہے۔ حصہ سوم میں ''حدیث قسطنطنیہ'' پر مولانا منیر احمد یوسفی صاحب کا رسالہ خلاصۃً شامل ہے جس میں انہوں نے حدیث مذکور پر محققانہ بحث کی ہے۔ اس کتاب کا اکثر حصہ سید السادات حضرت مولانا پیر سید یعقوب شاہ صاحب رضوی آف پھالیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر سے ماخوذ ہے۔ (کیونکہ مصنف زمانہ طالبعلمی میں حضرت شاہ صاحب کی تقریروں سے بہت متاثر تھے گویا یہ کتاب مصنف کی شاہ صاحب قبلہ سے عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے) صفحات 432' ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ' لاہور۔

12- یارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مع وارثانِ خلافتِ راشدہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

صحابہ کرام' خلفائے راشدین مہدیین کے مفصل حالات و واقعات و کرامات پر مشتمل کتاب لاجواب' جس میں صحابہ کرام کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز خلافت راشدہ کا بھی تفصیلاً بیان ہے۔ صفحات 888' ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

13- مقام سیدنا ابراہیم علیہ السلام

حضرت سیدنا و مولانا ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات مبارکہ پر یہ کتاب مستطاب ہے جس میں آپ کی زندگی پر قرآن و حدیث و تاریخی حقائق کے حوالے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین بڑے امتحانات' آپ علیہ السلام کے مناظرے' سنگ اسود اور چاہ زم زم کا مفصل بیان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کے بارے میں تحقیق انیق کی گئی ہے۔ آخر کتاب میں قربانی اور اس کے مسائل و احکام کا بیان ہے۔ نیز کتاب کے آخر میں ماخذ کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ صفحات 208' ناشر: اکبر بک سیلرز اردو بازار' لاہور۔

14- النعمان والرضا

اس کتاب کا عام فہم نام ''دو عظیم رہنما ابوحنیفہ اور رضا'' ہے جس میں امام الفقہ و شرف الفقہاء' سراج الامہ و کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور فقیہ العشق و مجدد الملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و فقہی مقامات اور عشقی و جبی مراتب کا واضح بیان آپ کو پڑھنے کیلئے ملے گا۔ ناشر: پروگیسو بکس اردو بازار لاہور۔

15- الباقیات الصالحات' مقالات و خطبات

اس کتاب میں مختلف موضوعات پہ پچیس خطابات و مقالات ہیں۔ خطباء و مقررین کیلئے یہ کتاب گراں بہا خزانہ ہے۔

Marfat.com

صفحات 600' ناشر: اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔

16-فضائل ومسائل صیام ورمضان' 17-فضائل ومسائل حج'

18-فضائل ومسائل نماز

یہ تینوں کتابیں اپنے اپنے موضوعات کے اعتبار سے جامع کتب ہیں۔ان میں موضوعات سے متعلقہ ہر قسم کے فضائل' مسائل' احکام اور حکایات وواقعات اور متعلقات موجود ہیں۔اہل علم وقلم کیلئے یہ ایک بہترین تحفہ ہیں۔آخرالذکر تو اپنے موضوع پر بڑی ضخیم کتاب ہے۔ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ' لاہور۔

19-دو تحقیقی مقالے

مسئلہ توحید وشرک کے حوالے سے دو تحقیقی مقالے جسے پڑھ کر مخالفین اہل سنت کے پھیلائے ہوئے بہت سے بے بنیاد شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔صفحات:64' ناشر اول: قاری محمد اصغر نورانی لاہور' ناشر دوم: انوار باہو لائبریری لاہور' ناشر سوم: اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور۔

20-البرکات

اس کتاب میں مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد ووظائف کو اکٹھا کیا گیا ہے۔
صفحات 48' ناشر: قاضی پبلی کیشنز لاہور۔

21-ماں تسکین جاں

ماں کی عظمت وشان اور والدین کا مرتبہ ومقام نیز ان کے فرائض وحقوق پہ بڑی ایمان افروز کتاب ہے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں علمی نکات اور خوبصورت اشعار سے اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔اس موضوع پہ تقریر کرنے کیلئے اس کتاب میں وافر مواد ہے۔واقعات وحکایت کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق کو بھی پورا کیا گیا ہے۔اپنی ماں کے ساتھ دلی محبت کرنے والوں کیلئے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔صفحات 130' اکبر بک سیلرز' زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔

22-بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو

بخاری شریف کی بارہ سو منتخب احادیث کے حوالے اور سینکڑوں احادیث پہ مستقل تقاریر' بالخصوص عقائد ومعمولات اہل سنت کو بخاری شریف سے ثابت کیا گیا ہے کیونکہ مخالفین اہل سنت بات بات پہ بخاری شریف کا نام لے کر عام سُنّی پہ رعب جماتے ہیں ان کو بتایا گیا ہے کہ

؎ یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر　　اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ہمارے بزرگوں نے اتنی کچی بنیادوں پر ان عقائد ومعمولات کو نہیں اپنایا ہوا بلکہ نہایت ٹھوس اور معتبر دلائل پہ ہمارے

Marfat.com

مسلک کی بنیاد ہے۔ یہ مرتب کی زمانۂ طالب علمی کی محنت ہے جو انہوں نے دورۂ حدیث کی کلاس کے دوران حوالہ جات مخ
کیے اور اب پچیس سال کے بعد اپنے اساتذہ اور دینی مدارس کے طلباء بالخصوص دورۂ حدیث شریف کے طلباء کے اصرار پر بڑ
محنت کے بعد منظر عام پہ لائے ہیں' اس محنت کا اندازہ لگانے کے لیے کتاب کا مطالعہ شرطِ اوّلیں ہے۔ کتاب کے آغاز میں
علامہ محمد شریف الحق رضوی صاحب علیہ الرحمۃ کے دو وقیع مضامین ہیں جو امام بخاری اور ان کی صحیح بخاری کے عنوان سے معنو
ہیں۔ صفحات تقریباً 370' ناشر: اکبر بک سیلرز

23-فیضانِ مسلم شریف

متذکرہ بالا کتاب کی طرز پہ ہی لکھی گئی ہے اس میں بھی تقریباً بارہ سو احادیث کے حوالے ہیں اور یہ تمام احادیث مسل
شریف کی ہیں۔ لیکن جن احادیث پہ ''بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو'' میں بحث کی گئی ہے ان احادیث کو زیر بحث نہیں لایا گیا او
اگر کوئی ایسی حدیث آ بھی گئی ہے تو اس کا عنوان و تقریر وہ نہیں بلکہ نئے عنوان کے ساتھ نئی تقریر ہے۔ کتاب پڑھنے کے ساتھ
تعلق رکھتی ہے۔ ابتداء میں علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کا صحیح مسلم اور امام مسلم کے حوالے سے ایک مضمون شاملِ کتاب
ہے۔ صفحات تین سو سے زائد۔ ناشر: اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

پیش لفظ

اس سے پہلے بخاری شریف کی منتخب احادیث (بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو) میں قدرے وضاحت سے لکھا جا چکا ہے کہ میں نے یہ سلسلہ کیوں شروع کیا ہے؟ مزید یہ کہ بہت سارے لوگ بڑی کتابوں کو پڑھتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ ان کی سہولت کے لئے بھی اس کام کا آغاز کیا ہے۔ انشاءاللہ ان مجموعوں میں انہیں پوری کتاب کا خلاصہ مل جائے گا۔ پھر یہ کہ مخالفین اہل سنت بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کی دیگر کتب کے بھاری بھرکم نام لے کر ہمارے سادہ لوح لوگوں پر رعب جماتے ہوئے اکثر کہتے ہیں کہ تمہارے معمولات کا ان کتابوں میں کوئی ذکر نہیں ہے تو میں نے کوشش کی ہے کہ ان احادیث کو سامنے لایا جائے جن سے عقائد و معمولات اہل سنت کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ بخاری شریف کی ایک سو چھیاسٹھ احادیث کو باقاعدہ عنوانات کے تحت لکھا گیا جبکہ گیارہ سو اسی احادیث کے صرف حوالوں پہ اکتفا کیا گیا اور مسلم شریف کی ڈیڑھ سو سے زائد احادیث عنوانات کے تحت لکھا اور گیارہ سو پچانوے احادیث کے حوالے دیئے گئے۔

عقائد کے ساتھ ساتھ اصلاح احوال و اعمال پہ بھی اپنی کم علمی کے باوجود لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ احادیث بخاری کو جمع کرنے میں نزہۃ القاری مکمل اور تفہیم البخاری کی پہلی دو جلدوں سے استفادہ کیا گیا اور صحیح مسلم کی احادیث کو جمع کرنے میں علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم کی پہلی جلد اور علامہ وحید الزمان غیر مقلد کی مختصر شرح نووی مترجم کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور اکثر مقامات پہ اسی ترجمے سے ہی عقائد اہل سنت کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے کیونکہ انہی کے پیروکار اس دور میں ہمارے خلاف محاذ کھولے ہوئے ہیں اور خود کو عامل بالحدیث اور ہمیں بدعتی گردانتے ہیں۔ احادیث بخاری میں نزہۃ القاری سے پیش لفظ کے بعد دو مضامین لیے گئے ہیں۔ ایک امام بخاری کے حالات پہ مشتمل ہے اور دوسرا ان کی صحیح بخاری کے بارے میں ہے جبکہ مسلم شریف کی احادیث میں امام مسلم اور ان کی صحیح مسلم کا تعارفی مضمون علامہ سعیدی صاحب کی شرح مسلم سے لیا گیا ہے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور صحاح ستہ کے ساتھ ساتھ مشکوٰۃ شریف کی احادیث کو بھی اسی انداز میں جمع کیا جائے گا کیونکہ مشکوٰۃ کا درس میں نے ۱۹۸۷ء سے شروع کر رکھا ہے جو ہنوز باب فضائل سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم تک پہنچا ہے اور درس مشکوٰۃ کے دوران بہت سے علمی و روحانی نکات کے نوٹس میرے پاس محفوظ ہیں جن کو یکجا کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ

Marfat.com

یاد رہے! اس کتاب میں جہاں صرف حدیث کا نمبر دیا گیا ہے وہاں مسلم شریف مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع کی نمبر مراد ہے۔ اور جہاں مسلم شریف کا صفحہ نمبر لکھا ہے تو اس سے قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی کی مطبوعہ الصحیح المسلم شرحہ الکامل النووی کا صفحہ نمبر مراد ہے اور جہاں کسی اور کتاب کا حوالہ دی گیا ہے وہاں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ بعض نمبر و صفحہ دونوں لکھے گئے ہیں تو نمبر سے مراد مجموعہ میں شامل مسلم شریف کی حدیث کا نمبر ہے اور صفحہ سے مراد مطبوعہ آرام باغ صفحہ ہے اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ مجموعہ حاشیہ سے خالی ہے اور مطبوعہ آرام باغ میں حاشیہ کی سہولت موجود ہے ا حوالے کے ساتھ حاشیہ کا کوئی نہ کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔ اس بابرکت اور مفید کام میں جو حضرات میری حوصلہ افزائی فرماتے ر ان کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں' جن میں سے چند نام مندرجہ ذیل ہیں۔ استاذ محترم مفتی عبدالقیوم خان صاح منہاج القرآن لاہور' استاذ محترم مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب نقشبندی' حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری جامعہ نظامیہ لا پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی مکتبہ نبویہ لاہور' صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی حزب الاحناف لاہور' صاحبزادہ سید مر اشرف رضوی علی بابا بیکرز لاہور' پیر طریقت علامہ حافظ عبدالغفور گولڑوی چوہان روڈ لاہور' علامہ حافظ غلام عباس فیضی ناظم و مہ جامعہ فاروقیہ رضویہ جوہر ٹاؤن لاہور' حضرت مولانا سیّد باقر علی شاہ صاحب' حضرت مولانا محمد عمران فاروقی صاحب' حضر مولانا محمد یٰسین حاکمی صاحب' حضرت مولانا صفدر علی خان صاحب' حضرت مولانا محمد اشتیاق صاحب' جناب قاری محمد عبدالمنا صاحب (مدرسین جامعہ فاروقیہ رضویہ جوہر ٹاؤن لاہور)' برادر اصغر الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی پرنسپل جامعہ امیر حمزہ جا مسجد قبا باغوالی بھاٹی گیٹ لاہور برادر عزیز علامہ قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور' صاحبزادہ قاری محمد اکرم فیض محترم قاری محمد اکرم فیضی کالج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور' جناب قاری غلام معین الدین سیالوی مسلم ٹاؤن لاہور' مبلغ خ نبوّت فاتح مرزائیت قاری محمد ریاض احمد فاروقی' مبلغ دعوت اسلامی مولانا محمد عبدالرشید عطاری' جناب قاری محمد اختر علی سیالو جامع مسجد شاہ ابوالخیر گڑھی شاہو لاہور' جناب پیر حافظ محمد عثمان نوشاہی گڑھی شاہو لاہور' جناب حافظ محمد شفیع غوری' جناب جاو اقبال ہاشمی' جناب ڈاکٹر ذوالفقار احمد چاولہ (ریونیو سوسائٹی لاہور) جناب سید شبیر حسین شاہ رضوی فیصل آباد' جناب حافظ محم زبیر مجددی سیالکوٹ' جناب چودھری احمد حسن صاحب' حافظ محبوب الٰہی صاحب' قاری غلام رسول صاحب اعوان ٹاؤن لاہ قاری خدا بخش بصری صاحب' مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور' حافظ محمد عمر فاروق بن قاری محمد سلطان محمود صاحب جلال بلگ گوجرانوالہ' مولانا محمد علی صاحب گجرات' علامہ قاری ممتاز حسین چشتی صاحب۔

آباد حشر تک رہیں سب مہرباں میرے

Marfat.com

حالاتِ زندگی

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

از: علامہ غلام رسول سعیدی

تیسری صدی کے جن محدثین اور علماء راسخین نے علم حدیث کی تنقیح اور توضیح کے لئے متعدد فنون ایجاد کیے اور اس علم کی توسیع اور اشاعت میں گراں قدر خدمات انجام دیں ان میں امام مسلم بن حجاج القشیری کا نام نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ امام مسلم فن حدیث کے اکابر ائمہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ابوزرعہ رازی اور ابوحاتم رازی نے ان کی امامت حدیث پر شہادت دی۔ امام ترمذی اور ابوبکر خزیمہ جیسے مشاہیر نے ان سے روایت حدیث کو باعث شرف سمجھا اور ابوقریش نے کہا کہ دنیا میں صرف چار حفاظ ہیں اور امام مسلم ان میں سے ایک ہیں۔

ولادت اور سلسلۂ نسب

عساکر الملت والدین ابوالحسین امام مسلم بن الحجاج بن مسلم بن درد بن کرشاد القشیری خراسان کے ایک وسیع اور خوبصورت شہر نیشاپور میں بنوقشیر کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ امام مسلم کی ولادت کے سال میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے ان کا سال ولادت ۲۰۲ھ لکھا ہے۔ امام ذہبی نے ۲۰۴ھ بیان کیا ہے اور ابن اثیر نے ۲۰۶ھ کو اختیار کیا ہے۔

تحصیلِ علمِ حدیث

ابتدائی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اٹھارہ سال کی عمر میں امام مسلم نے علم حدیث کی تعلیم شروع کی، فن حدیث کو انہوں نے انتہائی لگن اور محنت سے حاصل کیا اور بہت جلد نیشاپور کے عظیم محدثین میں ان کا شمار ہونے لگا۔

شخصیت

امام مسلم سرخ وسفید رنگ، بلند قامت اور وجیہہ شخصیت کے مالک تھے۔ سر پر عمامہ باندھتے تھے اور شملہ کندھوں کے درمیان لٹکایا کرتے تھے۔ انہوں نے علم کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ کپڑوں کی تجارت کر کے اپنی نجی ضروریات پوری کیا کرتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں کہ امام مسلم کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ انہوں نے عمر بھر نہ کسی کی غیبت کی نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کے ساتھ درشت کلامی کی۔

Marfat.com

اساتذہ اور مشائخ

علم حدیث کی طلب میں امام مسلم نے متعدد شہروں کا سفر اختیار کیا۔ نیشاپور کے اساتذہ سے اکتساب فیض کے بعد وہ حجاز شام عراق اور مصر گئے اور ان گنت بار بغداد کا سفر کیا' انہوں نے ان تمام شہروں کے مشاہیر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور دیگر مؤرخین نے ان کے اساتذہ میں یحییٰ بن یحییٰ' محمد بن یحییٰ ذہلی' احمد بن حنبل' اسحاق بن راہو یہ عبداللہ بن مسلمہ القعنبی' احمد بن یونس یربوعی' اسماعیل بن ابی اویس' سعید بن منصور' عون بن سلام' داؤد بن عمرو الضبی' ھیثم بن خارجہ' شیبان بن فروخ اور امام بخاری کا تذکرہ لکھا ہے۔

تلامذہ

امام مسلم سے بے حساب لوگوں نے سماع حدیث کیا ہے۔ ان سے روایت کرنے والے تمام حضرات کے اسماء کا شمار مشکل ہے چند اسماء یہ ہیں:

ابوالفضل احمد بن سلمہ' ابراہیم بن ابی طالب' ابوعمرو خناف' حسین بن محمد قبانی' ابوعمرو مستملی' حافظ صالح بن محمد بن علی بن حسن' محمد بن عبدالوہاب' علی بن حسین بن جنید' ابن خزیمہ' ابن صاعد' سراج' محمد بن عبد بن حمید' ابوحامد ابن الشرقی' علی بن اسماعیل الصغار' ابومحمد بن ابی حاتم رازی' ابراہیم بن محمد بن سفیان' محمد بن مخلد دوری' ابراہیم بن محمد بن حمزہ' ابوعوانہ سفرائنی' محمد بن اسحاق فاکہی' ابوحامد اعمشی ابوحامد بن حسنویہ اور امام ترمذی۔

امام ترمذی نے اپنی جامع صحیح میں امام مسلم سے صرف ایک روایت ذکر کی ہے اور وہ یہ ہے: عن یحیی بن یحیی عن ابی معاویة عن محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هریرة "احصو اهلال شعبان برمضان"

کلمات الثناء

امام مسلم کی خدمات اور ان کے کمالات کو ان کے اساتذہ اور معاصرین نے بے حد سراہا ہے۔ ابوعمرو مستملی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمیں اسحاق بن منصور احادیث لکھوا رہے تھے اور امام مسلم ان احادیث میں سے انتخاب کر رہے تھے۔ اچانک اسحاق بن منصور نے نگاہ اوپر اٹھائی اور کہا: ہم اس وقت تک کبھی خیر سے محروم نہیں ہوں گے جب تک ہمارے درمیان مسلم بن حجاج موجود ہیں۔ ان کے ایک اور استاذ محمد بن عبدالوہاب فراد نے کہا: مسلم علم کا خزانہ ہے اور میں نے ان میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں پایا۔ ابن اخرم نے کہا: نیشاپور نے تین محدث پیدا کیے' محمد بن یحییٰ' ابراہیم بن ابی طالب اور مسلم' ابن عقدہ نے کہا: امام مسلم بالمشافہ سماع کے بغیر روایت نہیں کرتے تھے۔ ابوبکر جارودی نے کہا: مسلم علم کے محافظ تھے۔ مسلم بن قاسم نے کہا کہ وہ جلیل القدر امام تھے۔ بندار نے کہا دنیا میں صرف چار حفاظ ہیں۔ ابوزرعہ' محمد بن اسماعیل' دارمی اور مسلم بن حجاج۔

علمی شکوہ

امام مسلم فن حدیث میں عظیم صلاحیتوں کے مالک تھے۔ حدیث صحیح اور سقیم کی پہچان میں وہ اپنے زمانہ کے اکثر محدثین

Marfat.com

نیت رکھتے تھے۔حتیٰ کہ بعض امور میں ان کو امام بخاری پر بھی فضیلت حاصل تھی کیونکہ امام بخاری نے اہل شام کی اکثر روایات ان کی کتابوں سے بطریق مناولہ حاصل کی ہیں۔خود ان کے مؤلفین سے سماع نہیں کیا۔اسی لیے ان کے راویوں میں امام بخاری سے بسا اوقات غلطی واقع ہو جاتی ہے کیونکہ ایک ہی راوی کا کبھی نام ذکر کیا جاتا ہے اور کبھی کنیت ایسی صورت میں بعض دفعہ امام بخاری ان کو دو راوی خیال کر لیتے ہیں اور امام مسلم نے چونکہ اہل شام سے براہ راست سماع کیا ہے اس لیے وہ اس قسم کا مغالطہ نہیں کھاتے۔

امام بخاری سے تعلق خاطر

جس طرح امام بخاری ایمان کے مرکب ہونے کے مسئلہ میں متشدد تھے اور اس شخص سے روایت نہیں لیتے تھے جو بساطت ایمان کا قائل ہو اسی طرح امام محمد بن یحییٰ ذہلی قدم قرآن کے مسئلہ میں متشدد تھے اور اس شخص سے سخت بیزار تھے جو الفاظ قرآن کو مخلوق مانتا ہو۔جب امام بخاری اور امام محمد بن یحییٰ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہوا تو ان میں اور امام بخاری میں سخت منافرت پیدا ہوگئی۔حتیٰ کہ ایک دن محمد بن یحییٰ ذہلی نے اپنی مجلس میں اعلان کر دیا کہ جو شخص الفاظ قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو وہ ہماری مجلس سے چلا جائے۔یہ سن کر امام مسلم نے اپنا عمامہ سنبھالا اور امام ذہلی کی مجلس سے اٹھ کر چلے گئے اور امام ذہلی سے انہوں نے جس قدر احادیث ضبط کی تھیں وہ سب انہیں واپس بھجوا دیں۔

تصانیف

امام مسلم کی عمر کا اکثر حصہ روایت حدیث کے حصول کے لئے مختلف شہروں میں سفر کرتے ہوئے گزرا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ درس و تدریس میں بھی بے حد مشغول رہے۔اس کے باوجود ان سے مندرجہ ذیل تصانیف یادگار ہیں۔

۱-الجامع الصحیح -۲-المسند الکبیر-۳-کتاب الاسماء والکنی -۴-کتاب الجامع علی الباب-۵-کتاب العلل -۶-کتاب الوحدان-۷-کتاب الافراد-۸-کتاب سوالات احمد بن حنبل-۹-کتاب حدیث عمرو بن شعیب-۱۰-کتاب الانتفاع باہب السباع-۱۱-کتاب مشائخ مالک-۱۲-کتاب مشائخ ثوری-۱۳-کتاب مشائخ شعبہ-۱۴-کتاب من لیس لہ الا راو واحد-۱۵-کتاب المخضرمین-۱۶-کتاب اولاد الصحابۃ-۱۷-کتاب اوہام المحدثین-۱۸-کتاب الطبقات-۱۹-کتاب افراد الشامیین -۲۰-مسند امام مالک-۲۱-مسند الصحابۃ۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ امام مسلم نے مسند الصحابہ بڑی تفصیل سے لکھنی شروع کی تھی مگر وہ مکمل نہ ہو سکی اور امام مسلم وفات پا گئے اور اگر وہ اس کو پورا کر لیتے تو وہ ایک ضخیم تصنیف ہوتی۔

وصال

امام مسلم کے وصال کا سبب بھی نہایت عجیب و غریب بیان کیا گیا ہے۔حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ایک دن مجلس مذاکرہ میں امام مسلم سے ایک حدیث کے بارے میں استفسار کیا گیا۔اس وقت آپ اس حدیث کے بارے میں کچھ نہ بتا

Marfat.com

سکے۔ گھر آ کر اپنی کتابوں میں اس حدیث کی تلاش شروع کر دی۔ قریب ہی کھجوروں کا ایک ٹوکرا بھی رکھا ہوا تھا۔ امام مسلم کے استغراق اور انہماک کا یہ عالم تھا کہ کھجوروں کی مقدار کی طرف آپ کی توجہ نہ ہو سکی اور حدیث ملنے تک کھجوروں کا سارا ٹوکرا خالی ہو گیا اور غیر ارادی طور پر کھجوروں کا زیادہ کھالینا ہی ان کی موت کا سبب بن گیا اور اس طرح ۲۴ رجب ۲۶۱ھ اتوار کے دن شام کے وقت علم حدیث کا یہ درخشندہ آفتاب غروب ہو گیا اور اگلے روز پیر کے دن خراسان کے اس عظیم محدث کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

حسن عاقبت

امام مسلم سادہ دل درویش تھے اور علم وعمل کی بہترین خوبیوں کے جامع تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی خدمات کا بہترین صلہ عطا فرمایا۔ ابو حاتم رازی بیان کرتے ہیں' میں نے امام مسلم کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت کو میرے لیے مباح کر دیا ہے اور میں اس میں جہاں چاہتا ہوں' رہتا ہوں۔

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

امام مسلم کی صحیح مسلم

صحیح مسلم کتب صحاح ستہ میں صحیح بخاری کے بعد شمار کی جاتی ہے۔ امام مسلم بن حجاج نے اس کی احادیث کو انتہائی محنت اور کاوش سے ترتیب دیا ہے۔ حسن ترتیب اور تدوین کی عمدگی کے لحاظ سے یہ صحیح بخاری پر بھی فوقیت رکھتی ہے اور زمانہ تصنیف سے لے کر آج تک اس کو قبولیت عامہ کا شرف حاصل رہا ہے۔

متقدمین میں سے بعض مغاربہ اور محققین نے صحیح مسلم کو بے حد پسند کیا ہے **اور اس کو صحیح بخاری** پر بھی ترجیح دی ہے۔ چنانچہ ابوعلی حاکم نیشاپوری اور حافظ ابوبکر اسماعیلی صاحب مدخل کا یہی قول ہے **اور امام عبدالرحمان نسائی نے کہا** کہ امام مسلم کی صحیح' امام بخاری کی صحیح سے عمدہ ہے اور مسلم بن قاسم قرطبی معاصر دارقطنی نے کہا کہ امام مسلم کی **صحیح کی مثل کوئی شخص نہیں** پیش کرسکتا۔ ابن حزم بھی صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دیتے تھے اور خود امام مسلم نے اپنی کتاب کے بارے میں **فرمایا تھا** کہ اگر محدثین دو سو سال بھی احادیث لکھتے رہیں پھر بھی ان کا مدار اسی کتاب پر ہوگا۔ اور اب تو دو سو برس چھوڑ کر گیارہ سو برس ہونے کو آئے لیکن اس مرد خدا کے قول کی صداقت میں کوئی فرق نہیں آیا اور شاہ عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ ابوعلی زعفرانی کو کسی شخص نے وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ تمہاری بخشش کس سبب سے ہوئی تو انہوں نے صحیح مسلم کے چند اجزا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ان اجزاء کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ اس خواب سے معلوم ہوا کہ صحیح مسلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرف قبولیت حاصل کرچکی ہے۔

سبب تالیف اور مدّت

امام مسلم نے اپنی صحیح کی تالیف کا سبب خود بیان فرمایا ہے' وہ لکھتے ہیں کہ مجھ سے میرے بعض تلامذہ نے درخواست کی کہ میں احادیث صحیحہ کا ایک ایسا مجموعہ تیار کروں جس میں بلاتکرار احادیث کو جمع کیا جائے۔ چنانچہ ان کی درخواست پر میں نے اپنی صحیح کی تالیف کی۔ امام مسلم نے تین لاکھ احادیث میں سے اپنی جامع صحیح کا انتخاب فرمایا اور جن مشائخ کی احادیث کو انہوں نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ان سب سے انہوں نے بالمشافہ اور براہ راست سماع کیا ہے اور اس تصنیف میں انہوں نے صرف اپنی ذاتی تحقیق پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ مزید احتیاط کے پیش نظر اس مجموعہ میں صرف ان احادیث کو لائے ہیں جن کی صحت پر اس وقت کے اکابرین کا اتفاق تھا اور پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ تحقیق مزید کیلئے کتاب کی تکمیل کے بعد

Marfat.com

اسے حافظ عصر ابوزرعہ کی خدمت میں پیش کیا جو اس زمانہ میں علل حدیث اور جرح وتعدیل کے فن میں امام گردانے جاتے تھے اور جس روایت کے بارے میں انہوں نے کسی علت کی نشاندہی کی امام مسلم نے اس کو کتاب سے خارج کر دیا' اس طرح پندرہ سال کی لگاتار جدوجہد اور شدید مشقت کے بعد صحیح مسلم کی صورت میں یہ مجموعہ احادیث تیار ہو گیا۔

وجہ تسمیہ

حاجی خلیفہ اور دیگر مؤرخین نے صحیح مسلم کا نام الجامع الصحیح بیان کیا ہے مگر اس نام پر بعض حضرات نے یہ اعتراض کیا ہے کہ جامع حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں تفسیر بھی ہو اور صحیح مسلم میں تفسیر سے متعلق احادیث بہت کم ہیں' اس کا جواب یہ ہے کہ جامع کے تحقق کے لئے کتاب میں نفس تفسیر کا لانا شرط ہے قلت یا کثرت ملحوظ نہیں ہے۔ چنانچہ متقدمین میں سے سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ کی جو تصانیف جامع کے نام سے مشہور ہیں ان میں بھی تفسیر بہت کم ہے۔

صحیح مسلم میں تفسیر اس قدر کم لانے کا سبب یہ ہے کہ تفسیر سے متعلق اکثر روایات امام مسلم کتاب کے شروع میں لے آئے ہیں اور چونکہ اس کتاب میں انہوں نے حتی الامکان تکرار سے گریز کیا ہے' اس لیے کتاب التفسیر میں ان روایات کو دوبارہ نہیں لائے۔

اسلوب

امام مسلم نے اپنی صحیح کی تالیف اور ترتیب میں انتہائی حزم واحتیاط اور کامل ورع اور تقویٰ سے کام لیا ہے۔ امام ابن شہاب زہری' امام مالک اور امام بخاری حدثنا اور اخبرنا کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ابن جریج' اوزاعی' امام شافعی' امام احمد بن حنبل' یحییٰ بن یحییٰ' عبداللہ بن مبارک اور دیگر تمام محدثین حدثنا اور اخبرنا میں فرق کرتے ہیں۔ حدثنا کا استعمال اس وقت کرتے ہیں جب استاذ حدیث کی قرات کرے اور شاگرد سن رہے ہوں اور اخبرنا کا استعمال اس وقت کرتے ہیں جب شاگرد پڑھے اور استاد سن رہا ہو چونکہ اکثر محدثین اخبرنا اور حدثنا میں ایک کا استعمال دوسرے کی جگہ جائز نہیں رکھتے۔ اس لیے احتیاط کے پیش نظر امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے اور حدثنا اور اخبرنا کے فرق کو قائم رکھا ہے۔

امام مسلم نے سند حدیث میں راویوں کے اسماء کے ضبط کا بھی بڑا خیال رکھا ہے جس راوی کا اصل سند میں صرف نام ذکر کیا گیا ہو اور نسب کا ذکر نہ ہو جس کے سبب ابہام پیدا ہو تو وہ اس کی وضاحت کرتے ہیں مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ استاذ کے بیان کیے ہوئے الفاظ میں خلل نہ آئے۔ مثلاً انہوں نے ایک سند ذکر کی۔ حدثنا سلیمان یعنی ابن بلال عن یحییٰ وھو ابن سعید' اس مقام پر استاذ نے سلیمان بن بلال کا نام صرف سلیمان اور یحییٰ بن سعید کا نام صرف یحییٰ ذکر کیا تھا اور ان کے نسب کو ظاہر نہیں کیا تھا۔ امام مسلم چاہتے تو اس کو سلیمان بن بلال اور یحییٰ بن سعید کے نام سے ذکر کر سکتے تھے لیکن اس صورت میں یہ وہم ہوتا کہ شاید استاذ نے اپنی سند میں ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے اس لیے احتیاطاً امام مسلم نے ایک نام کے ساتھ یعنی ابن بلال اور دوسرے نام کے ساتھ وھو ابن سعید لکھا۔

Marfat.com

اسی طرح راوی کے اسم' صفت' کنیت یا نسب میں اختلاف ہو تو امام مسلم اس کا بھی بیان کر دیتے ہیں۔ نیز جس اسناد میں کوئی علت خفیہ ہو اس کو بھی ظاہر کر دیتے ہیں۔ سند میں اگر اتصال یا ارسال اور متن میں زیادتی یا کمی کا اختلاف ہو تو اس کو واضح کر دیتے ہیں الفاظ حدیث کے اختلاف کو واللفظ لفلان کے ساتھ اسی جگہ بیان کر دیتے ہیں۔ صحیح مسلم ان خوبیوں میں منفرد ہے۔ امام بخاری کی صحیح میں یہ خوبیاں نہیں ہیں۔

ایک متن حدیث جب اسانید متعددہ سے مروی ہو تو امام مسلم ان تمام اسانید کو ان کی احادیث کے ساتھ ایک جگہ ذکر کر دیتے ہیں وہ نہ ان احادیث کو متعدد ابواب میں متفرق کرتے ہیں نہ ایک حدیث کی مختلف ابواب میں تقطیع کرتے ہیں۔ حدیث کو اس کے اصل الفاظ کے ساتھ وارد کرتے ہیں نہ روایت بالمعنی کرتے ہیں اور نہ حدیث کا اختصار کرتے ہیں نیز باب کے تحت صرف احادیث لاتے ہیں۔ آثار صحابہ اور اقوال تابعین کے ساتھ احادیث کو مخلوط نہیں کرتے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں احادیث کو ترتیب وار ابواب کے لحاظ سے وارد کیا ہے لیکن تراجم اور عنوانات مقرر نہیں کیے۔ امام نووی فرماتے ہیں اس کا سبب یا تو اختصار تھا یا کوئی اور امر جس کو امام مسلم ہی بہتر طور پر جانتے تھے۔ بہر حال بعد کے لوگوں نے ان ابواب کے تراجم مقرر کر دیئے ہیں جن کو صحیح مسلم کے حواشی میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ ان تراجم میں بعض بہت عمدہ ہیں اور بعض میں رکاکت اور تقصیر ہے۔

شرائط

امام مسلم نے اپنی جامع صحیح میں احادیث وارد کرنے کی یہ شرط مقرر کی ہے کہ حدیث کو نقل کرنے والے تمام راوی مسلم' عادل' ثقہ' متصل غیر شاذ اور غیر معلل ہوں۔ ثقہ کا معیار امام مسلم کے نزدیک یہ ہے کہ وہ راوی طبقہ اولیٰ اور ثانیہ سے ہوں یعنی کامل الضبط والاتقان اور کثیر الملازمت مع الشیخ ہوں۔ یہ طبقہ اولیٰ ہے یا کامل الضبط اور قلیل الملازمت ہوں۔ یہ طبقہ ثانیہ ہے یا طبقہ ثالثہ یعنی ناقص الضبط اور کثیر الملازمت تو ان کی روایات سے امام مسلم انتخاب کرتے ہیں اور استیعاب فقط پہلے دو طبقوں سے کرتے ہیں اور اتصال کا معیار ان کے نزدیک یہ ہے کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان معاصرت کا ثبوت ہو۔

امام مسلم نے رواۃ حدیث کے تین طبقات مقرر کیے ہیں۔ اول وہ ضبط اور اتقان میں اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ ثانی متوسطین اور ثالث متروکین جو متہم بالکذب ہوں اور امام مسلم نے اس کتاب میں حدیث لانے کی شرط یہ قائم کی ہے کہ وہ راوی پہلے دو طبقوں میں سے ہوں اور ان دونوں میں پہلے طبقہ کی روایات مقدم ہوں گی اور تیسرے طبقہ کے بارے میں انہوں نے تصریح کر دی ہے کہ وہ اس طبقہ کی احادیث کی تخریج نہیں کریں گے۔ اس کے باوجود صحیح مسلم میں تیسرے طبقہ کی روایات بھی موجود ہیں۔ اس کی توجیہ میں یہ کہا گیا ہے کہ امام مسلم نے اس طبقہ کی روایات اصالۃً وارد نہیں کیں بلکہ ان کو بالتبع تائید کے مرتبہ میں لائے ہیں یا اس طبقہ کی روایات کو اس وقت لائے ہیں جب وہ کسی زائد خوبی مثلاً علو اسناد پر مشتمل تھیں۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس صنف کی وجہ سے ان راویوں کو طبقہ ثالثہ میں شمار کیا گیا ہے ان میں وہ ضعف مثلاً نسیان یا اختلال

Marfat.com

وغیرہ صحیح مسلم میں ان کی احادیث کے اندراج کے بعد لاحق ہوا ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں احادیث وارد کرنے کے لئے ایک شرط یہ بھی عائد کی ہے کہ اس حدیث کی صحت پر اجماع ہو چکا ہو کیونکہ جب ان سے حدیث ابوہریرہ فاذا قرأ فانصتوا کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آپ نے اس کو اپنی صحیح میں درج کیوں نہیں کیا تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے ہر اس حدیث کو کتاب میں درج نہیں کیا جو صرف میرے نزدیک صحیح تھی بلکہ اس حدیث کو درج کیا ہے جس کی صحت پر اتفاق ہو چکا ہو۔

امام مسلم کی اس شرط پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ صحیح مسلم میں بہت سی ایسی احادیث ہیں جن کی صحت پر سب کا اتفاق نہیں ہے۔ امام نووی نے شرح مسلم میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جن احادیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے ان کے خیال میں ان کی صحت پر سب کا اتفاق ہو چکا تھا۔ خواہ فی الواقع ایسا نہ ہوا ہو اور حافظ ابن صلاح نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ جو احادیث مجمع علیہ نہیں ہیں۔ ممکن ہے ان کو وارد کرتے وقت امام مسلم کو یہ شرط یاد نہ رہی ہو اور علامہ سیوطی نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ اس اجماع سے اجماع اضافی مراد ہے یعنی امام احمد بن حنبل، یحیٰ بن معین، عثمان بن ابی شیبہ اور سعید بن منصور کا اجماع اور امام مسلم کی لائی ہوئی احادیث اس قسم کے اجماع سے بہر حال خالی نہیں ہیں۔

امام بخاری اور علی بن مدینی اتصال کے لئے صرف راوی اور مروی عنہ کی معاصرت کو کافی نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان میں باہم ملاقات کی بھی شرط لگاتے تھے اس لیے امام مسلم نے مقدمہ صحیح میں ان لوگوں پر انتہائی شدید اور تند و تیز رد کیا ہے جس کا ذکر امام مسلم کے ذکر کردہ مقدمہ میں موجود ہے۔

تعلیقات

امام بخاری کی طرح امام مسلم نے اپنی صحیح میں تعلیقات کی کثرت نہیں کی۔ حافظ ابن اصلاح نے صحیح مسلم کے صرف چودہ مقامات گنوائے ہیں جہاں امام مسلم نے سند معلق کے ساتھ احادیث وارد کی ہیں، تفصیل یہ ہے۔

۱- حدیث ابی جہم باب تیمّم

۲- حدیث ابی العلاء باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۳- حدیث یحیٰ بن عسان باب سکوت بین التکبیر والقراۃ

۴- حدیث عائشہ کتاب الجنائز

۵- حدیث عائشہ باب الجوائح

۶- حدیث جعفر بن ربیعہ باب الجوائح

۷- حدیث کعب بن مالک فی تقاضی بن حدرد

۸- حدیث معمر باب احتکار الطعام

Marfat.com

۹-حدیث ابی اسامہ باب فقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰-حدیث ابن عمر آخر باب الفضائل

۱۱-حدیث ابی سعید خدری آخر کتاب القدر

۱۲-حدیث براء بن عازب فی الصلوٰۃ الوسطیٰ

۱۳-حدیث ابو ہریرہ باب الرجم

۱۴-حدیث عوف بن مالک کتاب الامارۃ

حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں: یہ چودہ احادیث اگرچہ سند منقطع سے وارد ہیں لیکن یہ احادیث دوسرے طرق سے جہات صحیحہ سے سند موصول کے ساتھ بھی مروی ہیں اس لیے یہ روایات بھی حکماً صحیح ہیں۔

عدد مرویات

صحیح مسلم کی کل احادیث کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ ابوالفضل احمد بن سلمہ نے بیان کیا ہے کہ صحیح مسلم کی کل احادیث بارہ ہزار ہیں اور ابوحفص نے بیان کیا ہے کہ آٹھ ہزار ہیں۔ الجزائری نے اسی کی توثیق کی ہے اور حذف مکررات کے بعد صحیح مسلم میں بالاتفاق چار ہزار احادیث ہیں۔

حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں کہ حافظ ابوقریش بیان کرتے ہیں: ہم شیخ ابوزرعہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ امام مسلم آئے اور سلام کر کے مجلس میں بیٹھ گئے۔ پھر اپنی صحیح کو پیش کر کے کہا یہ چار ہزار احادیث صحیحہ کا مجموعہ ہے۔ شیخ ابوزرعہ نے سن کر کہا باقی احادیث کس کے لئے چھوڑ دیں۔ حافظ ابن صلاح لکھتے ہیں کہ چار ہزار احادیث سے امام مسلم کی مراد وہ احادیث تھیں جو غیر مکرر ہیں۔

مستخرجات

اصطلاح حدیث میں مستخرج حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کسی کتاب کی احادیث کو دیگر اسانید کے ساتھ اس کے مصنف کی شرائط پر جمع کیا جائے۔ صحیح مسلم کی احادیث کی تخریج میں بہت سی کتب تصنیف کی گئی ہیں چند از اں یہ ہیں:

(۱) المسند الصحیح علی مسلم

یہ حافظ ابوبکر محمد بن محمد النیشاپوری الاسفرائنی المتوفی ۲۸۶ھ کی تصنیف ہے۔ حافظ اسفرائنی اکثر شیوخ میں امام مسلم کے شریک ہیں۔

(۲) التخریج علی صحیح مسلم

یہ ابوجعفر احمد بن حمدان علی النیشاپوری المتوفی ۳۱۱ھ کی تالیف ہے۔

Marfat.com

(۳) مختصر المسند الصحیح علی مسلم

یہ حافظ ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائنی المتوفی ۳۱۶ھ کی تصنیف ہے۔ انہوں نے یونس بن عبدالاعلی اور دوسرے شیوخ مسلم سے روایت کی ہے۔

(۴) التخریج علی مسلم

یہ ابونصر محمد بن محمد الطوسی الشافعی المتوفی ۳۴۴ھ کی تالیف ہے۔

(۵) التخریج علی مسلم

یہ ابوحامد احمد بن محمد الشاذلی الشافعی الہروی المتوفی ۳۵۵ھ کی تالیف ہے۔

(۶) المسند الصحیح علی مسلم

یہ ابوبکر محمد بن عبداللہ الجوزقی النیشاپوری المتوفی ۳۸۸ھ کی تالیف ہے۔

(۷) المسند المستخرج علی مسلم

یہ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی المتوفی ۴۳۰ھ کی تالیف ہے۔

(۸) المخرج علی صحیح مسلم

یہ ابوالولید حسان بن محمد القرشی المتوفی ۴۳۹ھ کی تصنیف ہے۔

Marfat.com

شروحاتِ صحیح مسلم

صحیح مسلم پر متعدد حواشی لکھے گئے اور بہت سی شروحات تصنیف کی گئی ہیں اور تقریباً ہر زمانہ میں علماء راسخین اور جلیل القدر محدثین صحیح مسلم کی احادیث کے اسرار و رموز اور حقائق و دقائق بیان کرتے رہے ہیں۔ سطور ذیل میں چند شروح کے اسماء ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) المفہم فی شرح غریب مسلم

یہ امام عبدالفاخر بن اسماعیل الفارسی المتوفی ۵۲۹ھ کی تالیف ہے۔

(۲) شرح مسلم

یہ امام ابوالقاسم اسماعیل بن محمد اصفہانی متوفی ۵۳۵ھ کی تالیف ہے۔

(۳) المعلم بفوائد کتاب مسلم

یہ ابوعبداللہ محمد بن علی المازری المتوفی ۵۳۶ھ کی تالیف ہے۔

(۴) الاکمال فی شرح مسلم

یہ قاضی عیاض بن موسیٰ المالکی المتوفی ۵۴۴ھ کی تالیف ہے۔

(۵) شرح مسلم

یہ عمادالدین عبدالرحمان بن عبدالعلی المصری المتوفی ۶۲۴ھ کی تصنیف ہے۔

(۶) المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم

یہ شرح ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی المتوفی ۶۵۶ھ کی تالیف ہے۔ اس شرح میں الفاظ غریبہ کے معانی' اعاریب اور احادیث سے مستنبط دیگر نکات کو بیان کیا گیا ہے۔

Marfat.com

(۷) المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج

یہ شرح حافظ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی الشافعی المتوفی ۶۷۶ھ کی تالیف ہے۔ امام نووی نے فرمایا کہ اگر مجھے لوگوں کی پست ہمتی اور قلت رغبت کا خیال نہ ہوتا تو میں سو جلدوں میں اس کی شرح کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شرح کو بے حد مقبولیت عطا فرمائی، عام طور پر برصغیر کے علماء کے پاس یہی شرح ہے جسے صحیح مسلم کے ساتھ چھاپ دیا گیا ہے۔ حافظ شمس الدین القونوی المتوفی ۷۸۸ھ نے اس شرح کا اختصار بھی کیا ہے۔

(۸) شرح مسلم

یہ شرح ابوالفرج عیسیٰ بن مسعود الزوادی المتوفی ۷۴۴ھ کی تالیف ہے۔ پانچ جلدوں پر مشتمل یہ ایک ضخیم شرح ہے۔

(۹) شرح زوائد مسلم علی البخاری

یہ شرح سراج الدین عمر بن علی المتوفی ۸۰۴ھ کی تالیف ہے۔ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۱۰) اکمال اکمال المعلم

یہ شرح امام عبداللہ محمد بن خلیفہ المالکی المتوفی ۸۲۷ھ کی تالیف ہے۔ چار جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم شرح ہے۔

(۱۱) شرح مسلم

یہ شرح شیخ تقی الدین ابوبکر بن محمد الدمشقی المتوفی ۸۲۹ھ کی تالیف ہے۔

(۱۲) الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج

یہ حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کی تالیف ہے۔

(۱۳) شرح مسلم

یہ شرح قاضی زین الدین زکریا بن محمد الانصاری المتوفی ۹۲۶ھ کی تالیف ہے۔

(۱۴) منہاج الابتہاج بشرح مسلم بن الحجاج

یہ شرح شیخ شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ کی تالیف ہے۔ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ تقریباً نصف کتاب کی شرح ہے۔

(۱۵) شرح مسلم

یہ شرح ملا علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ کی تالیف ہے۔ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

(۱۶) فتح الملہم

شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۷۹ھ کی تالیف ہے۔ تین جلدوں میں اخیر کتاب النکاح تک لکھی ہے۔ جسٹس محمد تقی عثمانی نے کتاب الرضاع سے اخیر کتاب تک چار جلدوں میں اس کا تکملہ لکھا ہے۔

(۱۷) شرح صحیح مسلم

یہ شرح (علامہ غلام رسول سعیدی) اس میں پہلے احادیث کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے پھر ان احادیث کی اردو میں شرح کی ہے۔ ۱۴۰۰ھ میں اس شرح کو شروع کیا گیا اور ۱۴۱۴ھ میں اس کا اختتام ہوا' درمیان میں چھ سال بیماری کی وجہ سے سلسلہ تصنیف منقطع رہا۔

Marfat.com

مختصرات صحیح مسلم اور ان کی شروح

صحیح مسلم کا خلاصہ کر کے مختصرات کی بھی تالیف کی گئی ہے اور بعض لوگوں نے ان کی شروح بھی لکھی ہیں۔

(۱) مختصر صحیح مسلم

یہ شرح ابوالفضل محمد بن عبداللہ الریسی المتوفی ۶۵۵ھ کی تالیف ہے۔

(۲) مختصر صحیح مسلم

حافظ ذکی الدین عبدالعظیم المتوفی ۶۵۶ھ کی تالیف ہے۔

(۳) شرح مختصر صحیح مسلم

یہ عثمان بن عبدالملک الکروی المصری المتوفی ۷۳۷ھ کی تالیف ہے۔

(۴) شرح مختصر صحیح مسلم

یہ محمد بن احمد الاسنوی المتوفی ۷۶۳ھ کی تالیف ہے۔

شروح، مختصرات اور مستخرجات کے علاوہ مسلم کے اسماء رجال پر بھی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں ابوبکر احمد بن علی الاصفہانی المتوفی ۲۷۹ھ کی تالیف مشہور ہے۔

(نوٹ: اس پورے مضمون کے حوالہ جات بغرض اختصار نہیں لکھے گئے۔ قارئین کرام ضرورت محسوس کریں تو شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی، جلد نمبر ا کے ابتدائی حصہ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں)

Marfat.com

حضور ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے کا وبال

حضرت ربعی بن حراش فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو دوران خطبہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ (حدیث نمبر۱)

میری طرف جھوٹ کی نسبت نہ کرو کیونکہ جو میری طرف جھوٹ منسوب کرے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بہت زیادہ احادیث اس لیے بیان نہیں کرتا کہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے:

من تعمد علي كذبا فليتبوأ مقعده من النار (۲)

جو شخص جان بوجھ کر جھوٹی بات کی نسبت میری طرف کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

یاد رہے! ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے بھی ہماری طرح نہیں ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا بھی ایسا ہی ہو جیسا کہ ہماری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے اور یہ فرق آپ نے خود بیان فرمایا: چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جب کوفہ کے حاکم تھے تو ان سے علی بن ابی ربیعہ نے مسجد میں یہ بات سنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

ان كذباً علي ليس ككذب على احد (٤)

میرے اوپر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے (کیونکہ کسی دوسرے پہ جھوٹ باندھنے کا یہ گناہ نہیں کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہو جائے جبکہ حضور علیہ السلام کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے کی سزا یہی ہے کہ اس شخص نے اپنا ٹھکانہ دوزخ کو بنالیا) مطلب یہ کہ ایسے شخص نے اپنے آپ کو دوزخ میں جانے کے قابل بنالیا۔ اب خدا ہی ہے جو اس کو (اگر اس میں ایمان ہے تو بالآخر) دوزخ سے بچائے۔ بعض نے یہ بھی فرمایا کہ یہ جھوٹی حدیث گھڑنے والے کے خلاف حضور علیہ السلام کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دوزخ میں داخل فرمائے۔ بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام پر جھوٹ باندھنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے اور اس کا مرتکب اگر توبہ نہیں کرتا تو ضرور دوزخ میں جائے گا۔ پھر اگر توبہ نہ کی مگر ایماندار رہا تو دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا بلکہ ایمان کی وجہ سے آخر کار دوزخ سے نکل آئے گا۔ یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ مومن اگرچہ جتنا ہی گنہگار ہو آخر کار ایمان کی برکت سے اس کو جہنم سے چھٹکارا مل ہی جائے گا۔ یہی مطلب ہے اس حدیث کا من قال لا اله الا اللّٰه دخل الجنة۔ جس نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا (یعنی ایمان قبول کر لیا وہ کتنا ہی بے عمل ہوگا آخر کار) جنت میں داخل

Marfat.com

ہوگا۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جس حدیث کے بارے میں جھوٹ ہونے کا گمان ہو اس کو نہ لکھا جائے نہ بیان کیا جائے الا یہ کہ ساتھ یہ بھی لکھ دیا جائے کہ یہ حدیث موضوع ہے یا منکر ہے یا ضعیف کیونکہ محدثین نے ہر طرح کی احادیث بیان فرمائی ہیں لیکن انہوں نے ساتھ صراحت کر دی اور اگر بیان کرنے والا اپنے خیال کے مطابق صحیح سمجھ کر بیان کر رہا ہے۔ اگر چہ حدیث صحیح نہیں تو بھی اس پر گناہ نہیں ہے۔ جس طرح کہ حاکم اور ابن ماجہ نے بعض احادیث کو صحیح خیال کر کے روایت فرمایا۔ فضائل میں اگر چہ ضعیف حدیث معتبر ہے لیکن حدیث گھڑ لینا ہر گز جائز نہیں ہے جیسا کہ کرامیہ کہتے ہیں کہ فضائل و اخلاق میں حدیث گھڑ لینے کی بھی اجازت ہے' نہیں بلکہ یہ ان کی جہالت ہے۔

صحیح مسلم کے مقدمہ کے آخر میں جو حدیث بیان فرمائی گئی۔ من حدث عنی بحدیث یری انه کذب فهو احد الکاذبین۔ جو شخص میری طرف سے حدیث بیان کرے اور اس کا خیال ہو کہ یہ جھوٹ ہے (پھر بھی بیان کرتا ہے) تو خود کو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ اس حدیث کو چالیس' ساٹھ' ستاسی' باسٹھ یا دو سو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا ہے جن میں سب کے سب عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ اس کے سوا کوئی حدیث ایسی نہیں جس کو تمام عشرہ مبشرہ نے روایت فرمایا ہو۔ بعض نے اس حدیث کو متواتر بھی کہا' یہ حدیث بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے۔ (مختصر شرح نووی)

چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

حضرت ربعی جو مندرجہ بالا حدیث کے راوی ہیں' مشہور تابعی ہیں' ان کے والد کا نام حراش بن جحش عبسی کوفی ہے اور کنیت ابو مریم ہے۔ امام نووی لکھتے ہیں یہ حراش بھائی ہیں' مسعود کے اور مسعود وہ ہیں۔ تکلم بعد الموت' جس نے مرنے کے بعد کلام کیا اور ربعی اور ربیع کے بارے میں امام نووی نے لکھا کہ

ربعی تابعی کبیر جلیل لم یکذب قط و حلف انه لا یضحك حتی یعلم این مصیره فما ضحك الابعد موته

یہ بڑے بلند پایہ تابعی ہیں اور انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا' انہوں نے قسم اٹھائی کہ میں اس وقت تک نہیں ہنسوں گا جب تک کہ جان نہ لوں کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے۔ چنانچہ وفات کے بعد (اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ کر انہوں نے) ہنسنا شروع کیا۔ (امام نووی مزید لکھتے ہیں)

وکذا حلف اخوه ربیع ان لا یضحك حتی یعلم افی الجنة هو او فی النار۔ قال غاسله فلم یزل متبسما علی سریره و نحن نغسله حتی فرغنا (حاشیہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۷)

اور اس طرح ربعی کے بھائی ربیع نے حلف اٹھایا کہ میں اس وقت تک ہنسوں گا نہیں جب تک کہ یہ جان نہ لوں کہ دوزخی ہوں یا جنتی اور جب ان کا وصال ہوا تو ان کو غسل دینے والے نے بیان کیا کہ ہم غسل دیتے رہے اور وہ سریر (پھٹے

Marfat.com

لیٹے لیٹے ہنستے رہے اور اس وقت تک ہنستے رہے جب تک کہ ہم غسل دینے سے فارغ نہ ہو گئے۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا:

نشان مرد مومن باتو گویم — چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

میں تجھے مرد مومن کی نشانی بتاتا ہوں کہ جب اس کو موت آتی ہے تو اس کے لبوں پہ مسکراہٹ ہوتی ہے۔

* كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (حدیث ۵)

بندے کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو (بلا تحقیق آگے) بیان کرنا شروع کر دے۔

ابن وہب فرماتے ہیں، ایسا شخص جھوٹ سے نہیں بچ سکتا۔ ولا یکون اماما ابدا اور نہ ہی کبھی لوگوں کا امام و پیشوا ہو سکتا ہے بلکہ خود اپنی ہی نظر میں ذلیل ہو جاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس کو جھوٹا سمجھتے ہیں (بلکہ اس کی سچی باتوں سے بھی اعتبار اٹھ جاتا ہے)۔

* ہر شخص سے اس کی عقل کے مطابق بات کرنی چاہئے۔ (کلموا الناس علی قدر عقولھم) ورنہ فتنہ کا اندیشہ ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَآ اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيْثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُوْلُهُمْ اِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً (حدیث ۱۴)

جب تو لوگوں سے ایسی احادیث بیان کرو گے جو ان کی سمجھ سے وراء ہیں تو بعض لوگ فتنے میں مبتلا (ہو کر گمراہ) ہو جائیں گے۔

سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ اُمَّتِيْ اُنَاسٌ يُحَدِّثُوْنَكُمْ مَالَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاءُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ (۱۵)

میری امت کے آخری لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہوں گے جو ایسی احادیث بیان کریں گے جن کو نہ کبھی تم نے سنا اور نہ تمہارے باپ دادا نے اپنے آپ کو ان سے بچانا۔

ایک حدیث میں ایسے لوگوں کو دجال اور کذاب فرمایا گیا۔ (۱۶)

حدیث بیان کر کے ایسے غائب ہوں گے کہ سننے والا سوچ میں پڑ جائے گا کہ اس کی شکل تو مجھے معلوم ہے مگر نام نہیں جانتا۔ (۱۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم اس وقت احادیث بیان کیا کرتے تھے، جب لوگ حضور علیہ السلام پہ جھوٹ نہیں باندھا کرتے تھے۔ پھر جب لوگ اچھی بری راہ پر چلنے لگے (یعنی ہر طرح کی حدیث بلا تحقیق بیان کرنے لگے) تو ترکنا الحدیث عنہ ہم نے حضور علیہ السلام کی طرف نسبت کر کے حدیث کو بیان کرنا چھوڑ دیا (۱۹) بلکہ کوئی حدیث بیان کر رہا ہوتا تو توجہ سے سنتے بھی نہ تھے الا یہ کہ ان کی جانی پہچانی حدیث ہوتی۔ (۲۱)

* جن سمندر سے نکل کر قرآن پڑھیں گے جن کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے سمندر میں قید کر دیا تھا۔

Marfat.com

اِنَّ فِی الْبَحْرِ شَیَاطِیْنَ مَسْجُوْنَةً اَوْثَقَهَا سُلَیْمَانُ یُوْشِكُ اَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَأَ عَلَی النَّاسِ قُرْاٰنًا (۱۸)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فیصلے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کی کتاب میں اضافہ کر دیا گیا۔ وَاللّٰهِ مَا قَضٰی بِهٰذَا عَلِیٌّ اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ ضَلَّ کا یہی معنی مناسب ہے۔ نہ یہ کہ حضرت علی غلط فیصلے کرتے تھے۔ اگلی روایات بھی اس کی تائید کر رہی ہیں' ان میں سے پہلی روایت طاؤس سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حضرت علی المرتضیٰ کے فیصلوں کی کتاب آئی تو انہوں نے سب کو مٹا دیا مگر ایک ہاتھ کے برابر (فیصلوں کو رہنے دیا) تو کیا حضرت علی المرتضیٰ جو صحابہ کرام میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے تھے (اقضانا علی) انہوں نے اس قدر نعوذ باللہ غلط فیصلے کیے اور اس بات کی تصریح خود مسلم شریف میں ہے۔ ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی المرتضیٰ کے بعد (ان کے فیصلوں کے بارے میں) نئی باتوں کو نکالا گیا تو حضرت علی المرتضیٰ کے ایک ساتھی نے فرمایا: قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَیَّ عِلْمٍ اَفْسَدُوْا۔ خدا ان کو مارے انہوں نے علم کو کیا بگاڑا ہے۔ (۲۴)

یہی وجہ ہے کہ حضرت مغیرہ اس روایت کو قبول نہ فرماتے جو حضرت علی المرتضیٰ سے کی جاتی جب تک کہ حضرت ابن مسعود کا کوئی ساتھی اس روایت کی تصدیق نہ کرتا۔ (۲۵) تو معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا روایت کا یہ معنی کرنا کہ حضرت علی المرتضیٰ کے فیصلوں میں غلطی تھی۔ بذات خود معنی کرنے والے کی اپنی غلطی ہے جیسا کہ وحید الزمان صاحب نے سمجھا۔ (دیکھئے ترجمہ صحیح مسلم مع شرح نووی ص ۳۲' حاشیہ ف ۱۶)

✻ بے دینوں سے دین سیکھنا' حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں:

اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَكُمْ (۲۶)

بے شک یہ علم دین ہے پس اچھی طرح دیکھ لیا کرو کہ کس سے دین حاصل کر رہے ہو یعنی جو خود بے دین ہے وہ تمہیں کیا دین سکھائے گا لہٰذا سچے صحیح العقیدہ دیندار سے ہی علم دین حاصل کیا جائے۔

انہی سے ہے کہ پہلے زمانے میں کوئی حدیث بیان کرتا تو اس سے سند نہ پوچھی جاتی پھر جب (بے دینی کا) فتنہ پھیلا تو پوچھا جاتا سَمُّوْا لَنَا رِجَالَكُمْ۔ ہمارے سامنے اس حدیث کے رجال کا نام لو (سند بیان کرو) اگر تو وہ اہل سنت ہوں گے تو حدیث مقبول ہے ورنہ نہیں۔ (۲۷)

ابو الزناد کہتے ہیں: اس سلسلہ میں اس قدر احتیاط سے کام لیا جاتا کہ مدینہ شریف میں سو افراد کو میں نے ایسا پایا جو نیک سیرت اور پاکباز تھے مگر انہیں حدیث کی روایت کا اہل نہ سمجھا جاتا تھا۔ (۳۰)

✻ اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ وَلَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَآءَ مَا شَآءَ (۳۲)

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: حدیث کی سند دین سے ہے۔ اگر سند نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا کہہ دیتا (اور اپنی بات چلا کر دین میں من مانی کرتا پھرتا)

Marfat.com

اسی روایت میں ابن مبارک کا قول ہے کہ جو سلف کو گالی دے اس کی روایت ترک کردو اور آپ نے فرمایا: دَعُوْا حَدِیْثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَاِنَّهٗ کَانَ یَسُبُّ السَّلَفَ۔ عمرو بن ثابت سے حدیث نہ بیان کیا کرو کیونکہ وہ اگلے بزرگوں کو برا کہتا تھا۔

مسئلہ صحیح ہے مگر روایت منقطع ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ یَعْنِی الْاِسْنَادَ۔ ہمارے اور دوسرے لوگوں کے درمیان سند حدیث کے ستون حائل ہیں۔ (اس پر دو واقعات صحیح مسلم سے ملاحظہ ہوں)۔

نمبر۱- ابواسحاق ابراہیم بن عیسیٰ الطالقانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن یہ حدیث کیسی ہے جو حضور علیہ السلام سے روایت کی گئی کہ نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ اپنے والدین کے لئے روزے رکھے۔ انہوں نے مجھے فرمایا: اے ابواسحاق یہ حدیث کس نے روایت کی ہے؟ میں نے شہاب بن خراش کا نام لیا تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے وہ تو ثقہ راوی ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ کہ شہاب نے کس سے روایت کی؟ میں نے کہا: حجاج بن دینار سے۔ فرمایا: حجاج بھی ثقہ ہے لیکن اس نے کس سے روایت لی؟ میں نے کہا: حضور علیہ السلام سے اس پر انہوں نے فرمایا:

اِنَّ بَیْنَ الْحَجَّاجِ ابْنِ دِیْنَارٍ وَبَیْنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَفَاوِزَ تَنْقَطِعُ فِیْهَا اَعْنَاقُ الْمَطِیِّ وَلٰکِنْ لَّیْسَ فِی الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ

(والدین کی طرف سے ایصال ثواب کے طور پر) صدقہ کرنے میں تو کوئی اختلاف نہیں البتہ حجاج اور نبی اکرم علیہ السلام کے درمیان اتنے بڑے بڑے جنگل ہیں کہ اونٹوں کی گردنیں تھک جائیں۔ (یعنی حجاج تو تبع تابعین میں سے ہے اس کے اور حضور علیہ السلام کے درمیان دو راوی ہوں گے۔ صحابی و تابعی لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے لیکن مسئلہ اپنی جگہ حق ہے کہ ایصال ثواب اور اپنے والدین کی طرف سے صدقہ و خیرات کے طور پر کچھ خرچ کرنے سے بالاتفاق ثواب پہنچتا ہے۔ اگرچہ عبادات بدنیہ میں شافعیہ کا اختلاف ہے)۔

نمبر۲- ابوعقیل (جن کا نام یحییٰ بن متوکل ضریر ہے) کہتے ہیں کہ میں قاسم بن عبیداللہ کے پاس بیٹھا تھا اور وہاں یحییٰ بن سعید بھی تھے تو یحییٰ نے قاسم سے کہا:

یَا اَبَا مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَبِیْحٌ عَلٰی مِثْلِكَ عَظِیْمٌ اَنْ تُسْاَلَ عَنْ شَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ هٰذَا الدِّیْنِ فَلَا یُوْجَدُ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَّلَا فَرَجٌ اَوْ عِلْمٌ وَّلَا مَخْرَجٌ

اے ابومحمد! آپ جیسے شخص سے یہ بات بہت قبیح (باعث ننگ و عار) ہے کہ آپ سے کوئی دینی مسئلہ پوچھا جائے تو آپ کو اس کا علم نہ ہو (کیونکہ آپ دو بڑے رہنماؤں کے بیٹے ابوبکر صدیق کے نواسے اور عمر فاروق کے پوتے) ہیں اس پر حضرت

Marfat.com

قاسم نے جواب دیا:

اَقْبَحُ مِنْ ذَالِكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ اَنْ اَقُوْلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَوْ آخُذَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ

اس سے زیادہ قبیح بات یہ ہے لیکن اس شخص کے لئے جس کو خدا نے عقل دی ہے کہ میں بغیر علم کے مسئلہ بتادوں یا غیر معتبر شخص سے روایت کردوں۔

فَسَكَتَ فَمَا اَجَابَهٗ ۔ یہ بات سن کر یحیٰی نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی اختیار کرلی۔ (۳۳)

یعنی یحیٰی نے تو امام قاسم کو غیرت دلائی کہ اتنے بڑے بزرگوں کی اولاد ہوکر تم نے علم حاصل نہیں کیا کہ آپ سے کوئی مسئلہ ہی پوچھ لیا جائے لیکن حضرت قاسم نے ایسا جواب دیا کہ یحیٰی سن کر خاموش ہوگئے۔ مطلب یہ تھا کہ تھوڑا علم جو ضبط اور اتقان کے ساتھ ہو اس زیادہ سے بہتر ہے جو خرابی پیدا کرے باقی رہا ہر سوال کا جواب تو یہ ممکن ہی نہیں کیونکہ بڑے بڑے مجتہدین اور علماء نے کئی مسائل پوچھنے پر سکوت فرمایا ہے۔

حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں: جب کسی مجلس میں عباد بن کثیر کا ذکر ہوتا تو میں ان کی عبادت و ریاضت کی تو تعریف کرتا۔ وَاَقُوْلُ لَا تَاْخُذُوْا عَنْهُ۔ اور ساتھ یہ بھی کہتا کہ اس سے حدیث کو روایت کرنے سے بچو (۳۸)

حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں: ''درہم سے کم خون معاف ہے''۔ حدیث کے راوی روح بن غطیف کے پاس ایک جگہ پہ میں بیٹھ گیا۔ چونکہ اس کی یہ روایت کمزور یا ناقابل قبول سمجھی جاتی تھی۔

فَجَعَلْتُ اَسْتَحْيِ مِنْ اَصْحَابِيْ اَنْ يَّرَوْنِيْ جَالِسًا مَعَهٗ

تو میں شرمانے لگا کہ میری ساتھی کیا کہیں گے۔ ادھر اس کی روایت کردہ حدیث کو اچھا نہیں سمجھتا اور ادھر اس کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ (۴۲)

آپ ہی کا ارشاد ہے: بَقِيَّةُ صُدُوْقُ اللِّسَانِ وَلٰكِنَّهٗ يَاْخُذُ مَنْ اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ۔ بقیہ (بن ولید بن صائد) اچھا آدمی ہے لیکن ہر طرح کے لوگوں سے روایت کرتا ہے۔ (یہ اس کی بات اچھی نہیں اور اسی وجہ سے روایت حدیث کے میدان میں وہ کمزور و ضعیف ہے) (۴۳)

✵ قرآن کو یاد کرلینا آسان ہے حدیث کا یاد کرنا مشکل ہے۔ حضرت علقمہ نے فرمایا: قَرَاْتُ الْقُرْاٰنَ فِيْ سَنَتَيْنِ۔ میں نے قرآن مجید دو سالوں میں یاد کرلیا۔

حارث نے کہا: اَلْقُرْاٰنُ هَيِّنٌ وَّالْوَحْيُ اَشَدُّ قرآن کا یاد کرنا آسان ہے اور حدیث کو یاد کرنا بہت مشکل ہے۔ (اگر وحی سے مراد وحی غیر متلو ہے تو فبہا ورنہ حارث کی بدمذہبی ہوگی کہ قرآن کے علاوہ کچھ اور بھی وحی مان رہا ہے۔ جس طرح شیعہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو دین کی کوئی خاص باتیں بتائیں جو دوسروں کو نہ بتائیں اور حضرت علی المرتضیٰ نے اس عقیدے کی تردید بھی فرمائی) (۴۶) اس وجہ سے ابراہیم نے کہا: اَنَّ الْحَارِثَ اتُّهِمَ۔ حارث (کذب یا رفض کے ساتھ) متہم تھا۔ (۴۸)

Marfat.com

(مقدمہ صحیح مسلم کے منتخب حوالہ جات مکمل ہوئے۔اب سابقہ نمبرز کی ترتیب کے مطابق ہی کتاب الایمان سے احادیث مبارکہ کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ)

یاد رہے کہ جن احادیث پر بخاری شریف کی منتخب احادیث کے تحت لکھا جا چکا ہے اور جن احادیث کی نشاندہی بخاری شریف کے حوالے سے ہو چکی۔ان کا حوالہ لکھنے سے عموماً پرہیز ہی کیا جائیگا تا کہ طوالت سے بچا جا سکے۔الا یہ کہ بڑا اہم حوالہ ہو تو اس کی صرف نشاندہی کر دی جائیگی یا پھر نئے عنوان کے ساتھ کچھ لکھا جائے گا۔

حدیث جبریل علیہ السلام:

فَاِنَّهٗ جِبْرَائِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ (۹۳)

(یہ جبرئیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے' یہاں ''دین اللہ'' نہیں کہا کہ اللہ کا دین سکھانے آئے تھے حالانکہ مراد اللہ کا ہی دین ہے۔قرآن پاک میں بھی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ہے تو معلوم ہوا کسی چیز کی نسبت اللہ کی طرف اور بندے کی طرف ہو سکتی ہے۔بعض مناظروں میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے وصیت نامے سے ''میرے دین پر قائم رہو'' کے الفاظ پہ بڑا اعتراض کیا جاتا ہے کہ دیکھو اللہ کے دین پر قائم رہنے کی بجائے اپنے دین کی بات ہو رہی ہے۔یہ معترضین کا بغض ہے جس کا اظہار وہ اس طرح کرتے ہیں۔قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر۔جو سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جو زبان سے ظاہر ہوتا ہے۔قبر میں ہر قبر والے کی طرف دین کی نسبت کی جائے گی اور سوال کیا جائیگا: ما دینك' تیرا دین کون سا ہے؟ قرآن پاک میں ہے دین اللہ اور دین الناس۔لکم دینکم ولی دین۔ تمہارے لیے تمہارا دین میرے لیے میرا دین۔

افلح ان صدق۔اگر اس نے سچ کہا تو کامیاب ہے

حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سن رہے تھے مگر سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہاں تک کہ وہ حضور علیہ السلام کے نزدیک ہو گیا۔تب پتہ چلا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو دن رات میں پانچ نمازیں ادا کرے' اس نے عرض کیا ان پانچ نمازوں کے علاوہ کوئی اور نماز تو میرے اوپر لازم نہیں؟ فرمایا: نہیں الا یہ کہ تو نفل ادا کرے۔پھر آپ نے اس کو ماہ رمضان کے روزوں کے بارے میں بتایا' اس نے عرض کیا: اس کے علاوہ تو میرے اوپر روزے لازم نہیں؟ فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تو نفلی روزے رکھے پھر اس طرح زکوٰۃ کے بارے میں بتایا اس کی فرضیت اور نفلی صدقہ کا ذکر فرمایا: راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص واپس جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ

Marfat.com

اللہ کی قسم! نہ تو میں ان احکام میں اضافہ کروں گا اور نہ ہی کمی کروں گا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ (۱۰۰)

پس حضور علیہ السلام نے (اس کے یہ الفاظ سن کر) فرمایا: اگر سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب ہو گیا۔

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس کو دین کے دیگر احکام بھی بتائے۔ جس پر اس نے کہا قسم بخدا! جو جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پہ فرض فرمایا ہے اس میں کمی بیشی نہ کروں گا لہٰذا یہ اعتراض نہ رہا کہ مذکورہ احکام کے علاوہ بھی تو کئی چیزیں ضروری ہیں مثلاً جہاد ہے، حج ہے وغیرہ۔

مسلم شریف کی اگلی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا: دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ۔ جنت میں داخل ہوگا اس کے باپ کی قسم، اگر سچا ہے (۱۰۱)

اس کے باپ کی قسم! فرمانا بطور عادت اور عرف و تکیہ کلام کے تھا اس میں قسم کا ارادہ شامل نہ تھا اور غیر خدا کی قسم سے جو منع فرمایا ہے وہ ارادۃً قسم اٹھانے سے منع کیا ہے یا کسی کی تعظیم کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے ساتھ مشابہ کر کے قسم اٹھانا مراد ہے یا یہ عمل ممانعت سے پہلے کا ہو سکتا ہے۔ بعض نے یہ جواب دیا کہ حانث ہونے کے ارادے سے غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے ورنہ جائز ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا۔

جو کسی جنتی کو دیکھنے کا خواہش مند ہے وہ اس کو دیکھ لے۔ (۱۰۷)

* اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمَ وَالْاَنَاةُ (۱۱۷)

(حضور علیہ السلام نے ایک شخص جو وفد عبد القیس کا سردار تھا، کو فرمایا) تیرے اندر دو عادتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے۔ ایک سمجھ و عقلمندی اور دوسری بردباری و جلد بازی نہ کرنا۔

دین سکھانے میں سہولت اور وقفہ کا خیال رکھنا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور علیہ السلام نے یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا تو ارشاد فرمایا:

اِنَّكَ تَاْتِيْ قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ فَتُرَدُّ فِيْ فُقَرَآئِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ

تم اہل کتاب کے کچھ لوگوں سے ملو گے تو ان کو اس بات کی طرف بلانا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے

Marfat.com

شک میں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں' پھر اگر وہ اس بات کو مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے دن رات میں ان پر پانچ نمازوں کو فرض فرمایا ہے۔ پھر وہ اگر یہ بھی مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ کو فرض فرمایا ہے: جو ان کے امیروں سے لے کر انہی کے فقیروں میں بانٹ دی جائیگی۔ اگر وہ اتنی بات تسلیم کرلیں تو خبردار (زکوٰۃ میں) عمدہ مال لینے سے بچنا (بلکہ متوسط لینا) اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کی بددعا اور اللہ کی بارگاہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

اس حدیث میں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے کہ کسی پر دین کو پیش کرنا ہو تو یکدم ہی تمام کا تمام دین اس پر لاگو کرنے کی بجائے آہستہ آہستہ' تدریجا' وقفہ کے ساتھ بسہولت اس کو دین کی دعوت دی جائے تاکہ وہ ساتھ ہی ساتھ ذہنی طور پر دین قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا جائے اور اس کو بوجھ محسوس نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام فرمایا تو اس انداز سے کہ پہلے فرمایا: **قل فیھما اثم کبیر** ۔ فرمادیں کہ شراب اور جوئے میں بڑا گناہ **ومنافع للناس** ۔ اور لوگوں کے لئے منافع بھی ہیں۔ **واثمھما اکبر من نفعھما** ۔ اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔ پھر (شراب پی کر) نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ اس کے علاوہ کی ممانعت نہ تھی۔ پھر جا کر کہیں حتمی حرمت کی آیت نازل فرمائی۔ **رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ** ۔

نماز وزکوٰۃ میں فرق کرنے والے کے لیے صدیق اکبر کا فیصلہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ

اللہ کی قسم! میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ (کی فرضیت) میں فرق سمجھے گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ قسم بخدا! اگر وہ لوگ زکوٰۃ کے طور پر حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک رسی بھی دیا کرتے تھے اور اب انہوں نے (اتنی سی زکوٰۃ بھی) دینے سے انکار کیا تو اس پر میں ان سے لڑوں گا۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوبکر صدیق کو مانعین زکوٰۃ کے ساتھ لڑنے سے منع کر رہے تھے' حضور علیہ السلام کے اس حکم کی وجہ سے **امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ**۔ کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں' یہاں تک کہ وہ کہہ دیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس جب وہ یہ کہہ دیں تو ان کا مال' جان مجھ سے محفوظ ہو گیا مگر کسی حق کے بدلے مثلاً کسی کو قتل کر دیا یا شادی شدہ ہو کر بدکاری کر بیٹھا۔ پھر اس کا حساب اللہ پر ہے۔ اب حضرت عمر کہنے لگے **فو اللہ ما ھو الا رایت اللہ قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ الحق**۔ اللہ کی قسم! میں نے یقین کر لیا کہ ان مانعین زکوٰۃ کے ساتھ لڑائی کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو انشراح صدر عطا فرمادیا ہے اور میں نے جان لیا کہ ابوبکر کا فیصلہ حق ہے) (۱۲۴)

✵ **ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفر واللمشرکین...... اور انک لا تھدی من احببت......** کا نزول

Marfat.com

ابوطالب کے ملت عبدالمطلب کے اقرار اور کلمہ طیبہ کے انکار پر ہوا۔(۱۳۴)

جنت میں جانے کے لیے پورے دین پہ ایمان لانا ضروری ہے

مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

جو شخص یہ جانتے ہوئے مر گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ جنتی ہے۔(۱۳۶)

ایک حدیث میں ہے جو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کی بندی کے بیٹے اور کلمۃ اللہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بی بی مریم کی طرف القاء کیا اور اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ روح ہیں اور بے شک آگ حق ہے۔ادخله الله من ای ابواب الجنة الثمانية شاء۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل فرمائے (یعنی اس کے جنت کو جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں)(۱۴۰)

ایک روایت میں توحید و رسالت کی گواہی دینے والے پہ آگ کا حرام ہونا بیان ہوا(۱۴۲) اور یہ حدیث حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت سنائی (بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان ایسی احادیث عوام الناس کو اس لیے نہیں سنایا کرتے تھے کہ کہیں لوگ انہی خوشخبریوں پہ ہی بھروسہ نہ کر بیٹھیں اور اعمال صالحہ سے کنارہ کشی کر لیں جیسا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اللہ کا حق بندوں پہ یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ پہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانے والے کو اللہ تعالیٰ عذاب نہ دے۔ حضرت معاذ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: افلا ابشر الناس۔ کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری سنا دوں؟ فرمایا: لا تبشرهم فيتكلوا۔ ناں، ناں کہیں اس پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔(۱۴۴) حدیث نمبر ۱۴۷ میں بھی اسی طرح کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان ہوا ہے اور حدیث ۵۴۲ بھی ملاحظہ ہو۔

اور یہ خوشخبری حضرت معاذ نے بھی اپنی موت کے وقت سنائی تاکہ علم کی بات چھپانے پہ گناہگار نہ ہوں۔(۱۴۸) ایسی ہی خوشخبریوں کے بارے میں بعض صحابہ کرام کا ذوق یہ تھا کہ حضرت انس فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کا یہ فرمان کہ جو اللہ کے ایک ہونے کی اور میری رسالت کی گواہی دے وہ دوزخ میں نہ جائیگا اور اس کو جہنم کی آگ کے انگارے نہ کھائیں گے۔

فاعجبنی هذا الحديث فقلت لا بنی اكتبه فكتبه۔ مجھے یہ فرمان بہت اچھا لگتا ہے اور میں نے اپنے بیٹے سے کہا، اسے لکھ لے۔ پس اس نے لکھ لیا (یا قطعہ لکھوا کر اپنے سامنے لگوا لیا ہوگا)(۱۴۹)

ان روایات اور اس طرح کی دیگر تمام روایات میں یہی حکمت کارفرما ہے جو عنوان نمبر ۵ میں بیان ہوئی کہ بتدریج لوگوں کو دین کی تعلیمات سے نوازا گیا تاکہ سہولت رہے اور بوجھ نہ بنے ورنہ تمام ضروریات دین پہ ایمان لانا ہر شخص کے لئے لازم و واجب ہے۔ اس طرح تو مرزائی صرف ختم نبوت کا ہی انکار کرتے ہیں دیگر تمام باتوں کو مانتے ہیں حالانکہ تمام امت کے

Marfat.com

نزدیک کافر و مرتد ہیں۔ لہٰذا ایک حدیث کو لے کر باقی تمام کو نظر انداز کر دینا قابل قبول نہیں ہے۔ جنتی ہونے کے لئے پورے دین پر ایمان لانا ضروری ہے۔

معجزہ اور اختیارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ سفر (تبوک) میں تھے کہ لوگوں کے پاس کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے کچھ اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر نے عرض کیا: کاش آپ جس کے پاس جو (کھانا) بچا ہے وہ جمع کر کے دعا برکت فرمائیں (تو سب کے لئے کافی ہو جائے) چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جس کے پاس جو تھا وہ لے آیا۔ گندم، کھجور، گٹھلی۔ پوچھا گیا گٹھلی کو کیا کرتے تھے، جواب ملا کہ اس کو چوس کر پانی (تھوک) نگلتے رہتے اور گزارا کر لیتے تھے۔ چنانچہ ان ساری چیزوں کو جمع کیا گیا۔ فَدَعَا عَلَيْهَا قَالَ حَتّٰى مَلَاَءَ الْقَوْمُ اَزْوِدَتَهُمْ۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا فرمائی تو اس قدر برکت ہوگئی کہ تمام لشکر نے اپنے برتن بھر لیے۔ تب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَايَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فِيْهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (۱۳۸)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ ان دونوں باتوں (شہادتین) میں اس کو شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

اگلی روایت میں ہے سب نے کھانا کھا بھی لیا، برتن بھی بھر لیے پھر بھی کھانا بچ گیا۔ (۱۳۹)

اس سے معجزہ کے بارے میں حضور علیہ السلام کے اختیار کا عقیدہ ملتا ہے کہ حضرت عمر کے عرض کرنے پہ حضور علیہ السلام نے معجزے کا اظہار فرما دیا۔ (مولانا محمود الحسن نے ادلہ کاملہ میں لکھا کہ معجزہ مثل پروانہ نبی علیہ السلام کے اختیار میں ہوتا ہے۔ بروایت استاذ محترم)

ایک حدیث سے پچیس مسائل کا حسین استنباط

حضرت عتبان بن مالک فرماتے ہیں، جب میری نظر کمزور ہوگئی تو میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میری خواہش ہے آپ میرے گھر تشریف لائیں اور کسی جگہ نماز پڑھیں تا کہ میں اس جگہ کو مصلیٰ (جائے نماز) بنالوں (اور ہمیشہ وہاں نماز ادا کیا کروں) چنانچہ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور ساتھ آپ کے اصحاب تھے جنہیں اللہ نے چاہا (اپنے نبی کے ساتھ میرے گھر کے لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں نماز ادا فرمائی...... (الی اخر الحدیث ۱۴۹)۔ اس حدیث سے شارحین حدیث نے پچیس مسائل کا استنباط فرمایا ہے جنہیں یہاں نقل کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

۱۔ جب کوئی شخص مسجد میں جانے سے معذور ہو تو گھر میں کسی جگہ کو نماز کے لئے مخصوص کر دینا مستحب ہے۔

Marfat.com

۲-(بغیر تداعی کے) نوافل کی جماعت جائز ہے۔

۳-رئیس کا اپنے ماننے والوں کے گھر جانا جائز ہے۔

۴-اس حدیث میں نبی علیہ السلام کے حسن خلق اور تواضع کا بھی بیان ہے۔

۵-نابینا شخص کی امامت جائز ہے۔

۶-بارش، اندھیرے یا جان کے خوف کے عذر کی وجہ سے جماعت سے نماز پڑھنے کو ترک کرنا جائز ہے۔

۷-کسی شخص کا اپنی بیماری یا اور کسی مصیبت کی خبر دینا، شکایت ہے نہ صبر کے خلاف ہے۔

۸-اس حدیث میں یہ بھی بیان ہے کہ مہمان گھر والوں کو نماز کی امامت کرا سکتا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ صاحب خانہ مہمان کی بہ نسبت امامت کرانے کا زیادہ حقدار ہے اور بعض اہل علم نے یہ کہا ہے کہ صاحب خانہ کی اجازت سے مہمان جماعت کرا سکتا ہے۔ امام مالک نے کہا ہے کہ صاحب خانہ کے لئے مستحب یہ ہے کہ جب اس سے افضل شخص اس کے گھر آئے تو اس کو نماز کے لئے مقدم کرے اور اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ صاحب خانہ کی اجازت سے مہمان کا نماز پڑھانا جائز ہے۔

۹-مکان میں جس جگہ کو مسجد بنا لیا جائے وہ مالک مکان کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتی اس کے برخلاف محلہ میں جو مسجد بنائی جائے وہ بنانے والے کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے۔

۱۰-نیک لوگوں کے نماز پڑھنے اور فضیلت والے لوگوں کے سجدہ کرنے کی جگہ سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔

۱۱-جب کسی نیک شخص کو کوئی آدمی اس سے تبرک حاصل کرنے کے لئے بلائے تو اس کو جانا چاہئے بہ شرطیکہ اس سے تکبر پیدا نہ ہو۔

۱۲-جب کہیں جانے کا وعدہ کیا جائے تو اس کو پورا کرے۔

۱۳-دن میں نوافل کی جماعت جائز ہے۔

۱۴-علماء کی ضیافت کر کے ان کی تعظیم کرنا چاہئے۔

۱۵-امام کو فساق اور منافقوں پر متنبہ کرنا چاہئے۔

۱۶-اگر لوگ کسی شخص پر فسق کی تہمت لگائیں اور وہ فاسق نہ ہو تو امام پر لازم ہے کہ اس کی برات بیان کرے۔

۱۷-اگر کوئی شخص بغیر عذر کے جماعت میں شریک نہ ہو تو وہ بدگمانی کے محل میں ہے۔

۱۸-دن کے نوافل دو دو کر کے پڑھنے چاہئیں۔

۱۹-اگر کسی شخص کو دعوت دی ہو پھر بھی اس کو میزبان کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنی چاہئے۔

۲۰-جب کوئی نیک شخص کسی کے گھر جائے تو اہل محلہ کو بھی اس کی زیارت اور اس سے استفادہ کے لئے جانا چاہئے۔

۲۱-جو شخص توحید پر مرے اس کو دوزخ میں دائمی عذاب نہیں ہوگا۔

Marfat.com

۲۲۔بعض صحابہ نے حضرت مالک بن وخشم کے متعلق یہ گمان کیا تھا کہ وہ دل سے کلمہ نہیں پڑھتا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا رد کیا اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام دلوں کے حال پر مطلع ہیں۔

۲۳۔اس حدیث کے آخر میں ہے' حضرت انس نے اپنے بیٹے سے کہا اس حدیث کو لکھ لو۔اس میں احادیث کے لکھنے کا ثبوت ہے اور جس حدیث میں حدیث کو لکھنے کی ممانعت ہے وہ ابتداء امر پر محمول ہے۔

۲۴۔اس حدیث میں ہے پہلے آپ نے نماز پڑھائی اور پھر کھانا کھایا کیونکہ حضرت عتبان نے آپ کو نماز پڑھنے کے لئے بلایا تھا اور حضرت ام سلیم کی حدیث میں ہے پہلے آپ نے کھانا کھایا پھر آپ نے نماز پڑھائی کیونکہ انہوں نے آپ کو کھانا کھانے کے لئے بلایا تھا۔خلاصہ یہ ہے کہ دونوں جگہ آپ نے تقاضائے حال کے لحاظ سے ترتیب رکھی۔

۲۵۔اگر نمازی بیٹھے ہوئے لوگوں کی باتیں نماز میں سن لے تو اس سے نماز کے خشوع میں فرق نہیں آتا کیونکہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کی باتیں سنیں اور ان پر تبصرہ فرمایا۔(یہ حدیث بخاری شریف اور دیگر کتابوں میں زیادہ تفصیل سے آئی ہے اور مندرجہ بالا فوائد و مسائل اس حدیث کی تمام روایات کے اعتبار سے ہیں۔شرح صحیح مسلم' ج ا' ص ۴۱۲ از علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ)

٭ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا (۱۵۱)

اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو خدا کی خدائی پر اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر راضی ہو گیا۔

٭ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں۔وَالْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ اور شرم و حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (۱۵۲' حدیث ۱۵۳) میں ہے سب سے افضل (شاخ) لا الٰہ الا اللہ ہے اور سب کم درجہ (کی شاخ) ایذاء دینے والی چیز کو راستے سے ہٹا دینا ہے۔

٭ اسلام میں اٹل اور فیصلہ کن بات یہ ہے۔قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ.تو کہہ' میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر قائم رہ۔(۱۵۹) (قرآن مجید میں ہے ایسے لوگوں پہ فرشتے اترتے ہیں جو انہیں کہتے ہیں نہ ڈرو نہ غم کرو تمہیں بشارت ہو اس جنت کی جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا۔ہم دنیا و آخرت میں تمہارے مددگار ہیں اور تمہیں جنت میں جو چاہو گے ملے گا اور جو مانگو گے ملے گا' یہ مہمانی ہے بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔(حم السجدۃ' ۳۰-۳۱-۳۲)

٭ سب سے بہترین اسلام یہ ہے تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتُقْرِأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ۔تو (بھوکوں اور مہمانوں کو) کھانا کھلائے اور السلام علیکم کہے خواہ تو اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔(۱۶۰) لہٰذا یہ عادت بنا لینا کہ صرف پہچان والے کو ہی سلام کیا جائے' اچھی عادت نہیں ہے۔

٭ سب سے بہترین مسلمان وہ ہے مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ۔جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے

Marfat.com

مسلمان سلامت رہیں۔(۱۶۱)

✵ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ (وفي رواية الرجل) حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (۱۶۸)

کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کو میری محبت اس کے گھر والوں، اس کے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔ ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔(۱۶۹)

✵ مَنْ رَّاٰى مِنْكُمْ مُّنْكَرًا...... جو تم میں سے برائی دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے ختم کرے۔ اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے اس کو برا سمجھے۔ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ۔ اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔(۱۷۷) وَفِيْ رِوَايَةٍ وَلَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ۔ اس کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں (رائی کے دانے کے برابر بھی)۔(۱۷۹)

✵ اپنا نسب، قومیت بدلنا اور اپنے باپ کے علاوہ اپنے آپ کو کسی کی طرف منسوب کرنا اپنے آپ کو کافر اور جہنمی بنانا ہے۔(۲۱۷)

✵ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔(۲۲۱) کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کہ کفر شرعی یا معنی یہ ہے کہ یہ کافروں کا کام ہے یا مطلب ہے کہ اس کا انجام کفر ہے یا یہ کہ حلال جان کر اس سے لڑنا یا اس کو قتل کرنا۔ قرآن حکیم میں ہے: ومن يقتل مومنا متعمدا فجزاءه جهنم۔ یہی تاویلات اگلی حدیث میں بھی ہوں گی۔

✵ لوگوں میں کفر کی دو باتیں موجود رہیں گی۔ اَلطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ۔ نسب میں طعن کرنا اور میت پہ نوحہ کرنا۔(۲۲۸)

✵ ستاروں کو مؤثر (حقیقی) ماننا کفر ہے۔ مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ (۲۳۱)

✵ انصار اور علی المرتضیٰ سے محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے دشمنی نفاق کی علامت ہے۔ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْاَنْصَارِ (۲۳۵) حضرت علی فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو چیرا اور جان بنائی، حضور علیہ السلام نے مجھ سے عہد فرمایا تھا: لَا يُحِبُّنِيْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ (۲۳۹)

✵ عورتیں خاوند کی ناشکری کی وجہ سے جہنم میں زیادہ ہوں گی نیز ان کا ناقصات العقل والدین ہونا۔(۲۴۱) اس حدیث سے شارحین نے دس مسائل اخذ فرمائے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

Marfat.com

۱-اس حدیث میں کفران نعمت اور خاوند کی ناشکری پر کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔

۲-اس حدیث سے ایمان کی کمی اور زیادتی کا استدلال کیا گیا ہے۔

۳-امام اور علماء کا رعایا اور عوام کو وعظ کرنا' ان کو نیکی پر برانگیختہ کرنا اور گناہوں سے منع کرنا۔

۴-اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ متعلم کو اگر عالم کی کوئی بات سمجھ نہ آئے تو وہ عالم سے سوال کرے اور وضاحت طلب کرے۔

۵-شوہر کی اطاعت اور اس کے انعام کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔

۶-ناشکری اور لعن طعن کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

۷-صدقہ کرنے اور استغفار سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۸-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے کوئی چیز مخفی نہیں حتیٰ کہ آپ زمین پر کھڑے ہو کر جہنم کو دیکھ لیتے تھے کیونکہ آپ نے فرمایا: میں نے عورتوں کو بکثرت جہنم میں دیکھا۔

۹-ناشکری پر بھی کفر کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاوند کی ناشکری کو کفر سے تعبیر فرمایا ہے۔

۱۰-چونکہ ابھی تک جنت اور جہنم میں جزا اور سزا کا سلسلہ شروع نہیں ہوا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ''کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو دیکھا'' کے تین مطلب ہیں۔ اول یہ کہ دیکھنے سے مراد علم ہو اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جنتیوں اور جہنمیوں کا علم عطا فرمایا تھا۔ دوم یہ کہ نبی کریم علیہ السلام نے برزخ میں جہنم کے عذاب میں مبتلا ہونے والوں میں بکثرت عورتیں دیکھیں۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عالم مثال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستقبل میں ہونیوالے واقعات دکھا دیئے ہوں۔ (شرح صحیح مسلم ص ۵۳۷ ج نمبر ۱)

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب بندہ سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے:

يَا وَيْلَتٰى اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ (۲۴۴)

ہائے افسوس ابن آدم کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کر کے جنت حاصل کر لی اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا تو میں نے انکار کر کے دوزخ کمالی۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

Marfat.com

☀ اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ (٢٤٦)
بے شک انسان اور اس کے کفر و شرک کے درمیان نماز ترک کردینے کا ہی فرق ہے۔

☀ ہلاک کردینے والے سات گناہ (۲۶۲)

☀ اپنے والدین کو گالی دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی کے والدین کو گالی دو گے تو وہ تمہارے والدین کو گالی دے گا اس طرح گویا تم نے خود اپنے والدین کو گالی دی۔ (۲۶۳)

☀ لباس اچھا پہن لینا تکبر نہیں بلکہ تکبر یہ ہے کہ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔ حق کو جھٹلانا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔ اِنَّ اللّٰہَ جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ (٢٦٥)

☀ کلمہ پڑھنے والے کو قتل کرنے والے نے کہا اس نے ڈر کر کلمہ پڑھا تھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:
اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا
تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا ہے کہ زبان سے۔ (۲۷۷)

☀ حدیث بیان کرتے ہوئے صحابی کا ٹوپی اتارنا (۲۷۹)

☀ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔
جو ہم پہ ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (۲۸۰)

☀ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔
جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (۲۸۳)

☀ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ اَوْ شَقَّ الْجُيُوْبَ اَوْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ (٢٨٥) جو رخساروں پہ طمانچے مارے گا یا گریبان پھاڑے (ماتم کرے) یا جاہلیت کی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

☀ اَنَا بَرِيْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ (٢٨٨)' میں اس سے بیزار ہوں جو (غم میں) بال منڈائے اور چلا کر روئے اور کپڑے پھاڑے۔

چغل خور جنت میں نہ جائے گا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ (٢٩٠) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (٢٩١)
چغل خور جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔
فساد بپا کرنے کے لئے ایک کی بات دوسرے تک پہنچانا چغلی ہے۔ (لہٰذا رفع فساد کے لئے بات پہنچانا جائز ہوا)
(نووی)

Marfat.com

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے ہر بری بات بیان کرنے کو چغلی قرار دیا ہے خواہ اس بات سے کسی کو ہی تکلیف پہنچے۔ پھر یہ بات خواہ اشارے اور کنائے سے ہی کیوں نہ کی جائے۔ امام غزالی فرماتے ہیں جس شخص کے پاس کوئی چغلی کھائے اس پر چھ امور لازم ہیں۔

۱-اس کی بات کی تصدیق نہ کی جائے کیونکہ وہ فاسق ہے۔

۲-اس کو اس برائی سے منع کرے اور چغلی کی قباحت بیان کر کے اس کو سمجھائے۔

۳-اس کو برا سمجھے کیونکہ وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔

۴-جس کی اس نے چغلی کھائی ہے اس کے بارے میں اپنے ذہن میں بدگمانی پیدا نہ کرے۔

۵-اس تجسس میں نہ پڑے کہ واقعی اس کے اندر یہ عیب ہے یا نہیں ورنہ خود اس عیب میں مبتلا ہو جائے گا۔

۶-اس چغلی کو آگے نہ پہنچائے کہ لوگوں سے بیان کرتا پھرے کہ فلاں شخص فلاں کے بارے میں یوں کہہ رہا تھا۔ اس طرح یہ خود بھی چغل خور قرار پائے گا۔

چغل خور کے جنت میں داخل نہ ہونے کا مطلب یہ ہے ابتداءً جنت میں نہ جائے گا یا اچھے لوگوں کے ساتھ جنت کا داخلہ نہ ملے گا یا چغل خوری کو حرام نہ سمجھنے والا اور اس کو اپنا مرغوب مشغلہ بنا لینے والا جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جیسے شراب کے عادی کے بارے میں فرمایا گیا کہ اس کو معاف نہ کیا جائیگا یا پھر خلودفی النار سے مدت طویل مراد ہے۔

ایک حکیمانہ بات

ایک بڑی بابرکت جگہ پہ بیٹھ کر کچھ لوگ دوسروں کی چغلی کر رہے تھے تو ایک سمجھدار بندے نے کہا: امام غزالی نے چغلی کو زنا سے بڑا گناہ لکھا ہے اور ایک بدکارہ عورت صبح سے شام تک اتنی بار بدکاری نہیں کرواتی جتنی بار تم نے چغلی کر کے گناہوں کے انبار اپنے نامہ اعمال میں لگا دیئے ہیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس لعنت سے بچائے۔ اب تو مسجدوں میں نماز پڑھ کر جب تک کسی کی غیبت کر کے نماز کا ثواب ضائع نہ کر لیا جائے اس وقت تک نماز ہضم ہی نہیں ہوتا گویا کہ نمازی نہیں بلکہ خرابی معدہ کا مریض ہے جس کو ہر کھانے کے بعد کوئی نہ کوئی گولی لینی پڑتی ہے۔

اس نمازی کو بھی نماز کے فوراً بعد چغلی کی پڑیا کھانی پڑتی ہے تا کہ نقد ونقد نماز کا ثواب ضائع کر کے جس طرح گھر سے چلا تھا تو دامن میں نماز نہ تھی' جب واپس جائے تو بھی نامہ اعمال میں نماز کا ثواب ندارد۔ کیونکہ اتنے ثواب کو گھر والے کہاں سنبھالیں گے۔ دنیا کی دولت و نعمتیں جتنی بھی ہوں ان کے لئے گھر میں گنجائش ہے مگر قرآن پاک ہو یا دینی کتاب ہو تو وہ اٹھا کر مسجد میں رکھوادی جاتی ہے تا کہ پڑھنی نہ پڑے۔

جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ میرا حال دیکھ — حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ

✱ خودکشی کرنے والے کی سزا۔ جیسے اپنے آپ کو مارا تھا دوزخ میں اسی سزا کے اندر مبتلا رہے گا۔ (۳۰۰'۳۱۱)

Marfat.com

✵ جس شخص کی جرات پہ میدان جنگ میں رشک کیا جارہا تھا' حضور علیہ السلام نے فرمادیا: وہ دوزخی ہے چنانچہ یہی کہ اس نے خودکشی کرلی تو آپ نے فرمایا: اس دین کی مدد اللہ تعالیٰ فاسق وفاجر سے بھی کروادے گا۔ (۳۰۵)

✵ یمن سے ہوا چلے گی جو کسی ایماندار کو زندہ نہ چھوڑے گی۔ (۳۱۲)

احادیث دجال میں امام مسلم نے یمن کی بجائے شام کا ذکر فرمایا ہے۔ ہوسکتا ہے دو ہوائیں چلیں' ایک شام سے دوسری یمن سے یا ان کا مبداء تو ایک ہو اور منتشر ہوکر دوسرے ملک میں پہنچے۔

✵ فتنوں کے دور میں بندہ دن کو مومن ہوگا اور شام کو کافر و بالعکس۔ دین کو دنیا کے بدلے بیچے گا۔ (۳۱۳)

سماع موتی اور پیشوائے وہابیہ

✵ صحابی رسول حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے اعزہ کو وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد میری قبر پر اتنی دیر ٹھہرے رہنا جتنی دیر اونٹ ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ حَتّٰی اَسْتَاْنِسَ بِکُمْ وَاَنْظُرَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِہٖ رُسُلَ رَبِّیْ تاکہ میں تمہارے قرب سے انس حاصل کروں اور دیکھوں کہ فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (۳۲۱)

امام نووی نے لکھا اور پیشوائے غیر مقلدین علامہ وحید الزمان نے ترجمہ کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر ہونے والوں کی آواز سنتا ہے۔ (ترجمہ صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی مترجم ص ۲۱۳' ج ۱)

✵ آیۃ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کا شان نزول۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کا نام لے کر آپ کا ذکر کیا بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کے۔ (۳۲۲)

✵ اسلام لانے سے پہلے کیے جانے والے نیک کاموں کا فائدہ۔ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا اَسْلَفْتَ مِنْ خَیْرٍ۔ انہی نیکیوں کی وجہ سے تجھے اسلام کی نعمت ملی۔ (۳۲۳)

✵ صحابہ کرام کی تکلیف دیکھ کر اللہ نے فوراً آسانی پیدا فرمادی۔ سورۃ بقرہ کی آخری آیات کا شان نزول (۳۲۹)

✵ دل میں آنے والے خیالات پہ پکڑ نہیں۔ مَالَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَتَکَلَّمْ بِہٖ۔ جب تک ان پہ عمل نہ کرے یا ان کو زبان پہ نہ لائے۔ (۳۳۲)

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے خصوصی رعایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے: ''میرا بندہ دل میں نیکی کرنے کا ارادہ ہی کرتا ہے تو میں اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتا ہوں۔ پھر اگر اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنا کر نیکی کرلیتا ہے تو دس نیکیوں کا ثواب لکھتا ہوں اور اگر دل میں برائی کا ارادہ کرے تو جب تک برائی کرتا نہیں اس کا گناہ نہیں لکھتا اور اگر کرلے تو صرف ایک ہی گناہ لکھتا ہوں پھر اگر وہ اپنے ارادے سے رک جائے اور برائی نہ کرے تو بھی اس کو ایک نیکی کا ثواب دے دیا جاتا ہے کیونکہ اس نے میرے ڈر سے برائی نہ کی' اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''جب

Marfat.com

میں سے کسی کا اسلام عمدہ ہوتا ہے پھر وہ نیکی کرتا ہے۔ تُكْتَبُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ تو ایک نیکی کے بدلے دس سے لے کر سات سو تک کا ثواب عطا کیا جاتا ہے جبکہ برائی کا گناہ پھر بھی اتنا ہی رہتا ہے (یعنی ایک برائی پر ایک گناہ) حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملے (۳۳۶) (یعنی موت آنے تک یہی سلسلہ چلتا رہتا ہے)۔

اس لیے بزرگ فرماتے ہیں کہ جس کی عمر تم سے زیادہ ہے اس کا اس لیے بھی احترام کرو کہ عمر زیادہ ہے تو نیکیاں بھی زیادہ ہوں گی اور جس کی عمر تھوڑی ہے اس کو اس لیے اپنے آپ سے بہتر سمجھو کہ اس کی عمر تھوڑی ہے تو گناہ بھی تھوڑے ہی ہوں گے۔ الغرض بدنصیب ہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی اتنی مہربانیوں کے ہوتے ہوئے نہ بخشا جائے۔ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا هَالِكٌ (۳۳۹) خدا کے ہاں کوئی تباہ نہ ہوگا مگر وہ جس کی قسمت میں ہی تباہی ہے۔

* دل میں وسوسوں کے آنے کی بات پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: ذٰلِكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ۔ یہی تو اصل ایمان ہے (۳۴۵) وَفِيْ رِوَايَةٍ تِلْكَ مَحْضُ الْاِيْمَانِ۔ یہ تو عین (بڑا) ایمان ہے۔ (۳۴۲)

* دور صحابہ میں ہی حالات ایسے ہو گئے تھے کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا: پہلے میں ہر شخص یہاں تک کہ یہودی وعیسائی کے ساتھ بھی لین دین کر لیتا تھا اب صرف فلاں فلاں سے کروں گا (اور یہ حکام کی وجہ سے ہوا) (۳۶۷) واما اليوم فما كنت لا بايع الافلانا فلانا۔

* بدء الاسلام غريبا وسيعود كما بدء غريبا فطوبىٰ للغرباء (۳۷۲) اسلام غریب (غریبوں) سے شروع ہوا پھر ایسے ہی لوٹ آئے گا جیسے پہلے تھا پس غرباء کو (جنت کی) مبارک ہو۔

ذکر الٰہی کی برکت

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اللّٰهُ اللّٰهُ (۳۷۵)

جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا رہے گا قیامت قائم نہ ہوگی۔

دوسری روایت میں ہے لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى اَحَدٍ يَقُوْلُ اللّٰهُ اللّٰهُ۔ قیامت اس شخص پہ قائم نہ ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہوگا۔ (۳۷۶) (بلکہ اس کی موت کے بعد ہی قیامت قائم ہوگی تو گویا ذکر الٰہی قیامت کو روکے ہوئے ہیں' اس لیے ذکر الٰہی کی محافل کا اہتمام کرنا چاہئے)۔

* مسلم اور مومن میں فرق' ظاہری احکام بجالانے والا مسلم ہے اور دل سے ایمان لانے والا مومن۔ (۳۷۸) (قل لم تومنوا ولكن قولوا اسلمنا۔ الحجرات سے بھی یہ فرق معلوم ہو رہا ہے)

* حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو بوجہ رغبت عبادت اور مال کی نفرت کے ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھا جائے گا۔

حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا ومافيها (۳۹۰)

Marfat.com

✵ عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم (ص ۸۷) آخری سطر یعنی حضور علیہ السلام کے علاوہ دوسری نبیوں کے لئے بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے درود وسلام بھیجا جاسکتا ہے۔(مودودی صاحب نے رسالہ درود وسلام میں لکھا ہے کہ باقی نبیوں کے لئے علیہ السلام کہا جائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے صلوٰۃ اور سلام دونوں لفظوں کو ملایا جائے۔اسی طرح مسلم شریف ص ۸۸' ج ۱ آخر سے پہلی سطر پہ انزل علی موسیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے الفاظ بھی ہیں۔مزید دیکھیں ص ۹۱)

✵ سورہ اقراء کا نزول اور حضور علیہ السلام کا ورقہ بن نوفل کے پاس جانا۔(۴۰۳)

✵ حدیث معراج (۴۱۱) اس حدیث میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ بیت المعمور ساتویں آسمان سے اوپر ہے اور سدرۃ المنتہی اس سے بھی آگے ہے' ص ۹۱' ج ۱ س ۹-۱۰-۱۱' حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور علیہ السلام کو اپنے سے آگے گزرتے ہوئے دیکھ کر رونے لگے۔(ص ۹۳' حدیث ۴۱۵)

✵ شق صدر کا ذکر ۴۱۳' ۴۱۵

✵ دریائے نیل اور نہر فرات سدرۃ المنتہی کی جڑ سے نکلتی ہیں۔(۴۱۶' ص ۹۴)

✵ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔حضرت دحیہ کلبی کی جبرئیل علیہ السلام سے اور حضور علیہ السلام کی شکل مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ملتی جلتی ہے۔(۴۲۳)

جبرئیل علیہ السلام معراج کی رات چھت کھول کر حضور علیہ السلام ؐ کے پاس حاضر ہوئے۔موسیٰ علیہ السلام کی نماز کا تذکرہ (۴۳۰)

✵ معراج کی رات کے تین تحفے: پانچ نمازیں' سورہ بقرہ کی آخری آیات اور شرک کے سوا ہر گناہ کی معافی (۴۳۱) اسی روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہی چھٹے آسمان پہ ہے۔ہوسکتا ہے جڑ چھٹے آسمان میں ہو اور شاخیں ساتویں آسمان کے اوپر تک ہوں۔(ص ۹۷)

✵ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ کے جواب میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: رَاَیْتُ نُوْرًا۔میں نے نور دیکھا اور نور انی اراہ کے بارے میں تفصیلی بحث ص ۹۹ بمعہ حاشیہ' حدیث ۴۴-نمبر ۴۴۳۔

✵ پل صراط تلوار سے تیز بال سے باریک اَنَّ الْجِسْرَ اَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ وَاَحَدُّ مِنَ السَّیْفِ (۴۵۵) (اس کے بعد احادیث شفاعت ہیں)

✵ وَلٰکِنِّیْ عَلٰی مَا اَشَاءُ قَادِرٌ۔اور لیکن میں جو چاہتا ہوں اس پر قدرت رکھتا ہوں (اور اللہ تعالیٰ جھوٹ کو چاہتا ہی نہیں)(۴۶۳)

Marfat.com

ے کی بات سن کر اللہ تعالیٰ کا ضحک فرمانا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا

میں البتہ ضرور جانتا ہوں اس شخص کو جو سب سے آخر جنت میں جائے گا اور سب کے بعد دوزخ سے نکلے گا۔

وہ ایسا شخص ہوگا جس کو لایا جائے گا تو حکم ہوگا اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرو بڑے گناہوں کو رہنے دو چنانچہ اس ے ایک ایک گناہ کے بارے میں پوچھا جائیگا کہ فلاں دن تو نے یہ گناہ کیا اور فلاں دن یہ؟ تو وہ مانتا جائیگا اور انکار نہ کر سکے گا ڈرتا رہے گا کہ ابھی بڑے گناہوں کی باری بھی آئیگی، حکم ہوگا تیرے ایک ایک گناہ کے بدلے تجھے ایک ایک نیکی دی جاتی ے اس پر وہ کہے گا اے میرے پالنے والے

قَدْ عَمِلْتُ اَشْيَآءَ لَا اَرَاهَا هٰهُنَا ۔

میں نے تو اور بھی (گناہ کے) کام کیے ہیں جو مجھے یہاں نظر نہیں آ رہے (مطلب یہ ہوگا کہ میرے بڑے گناہوں کے لے بڑی نیکیاں عطا کی جائیں)۔ حضرت ابوذر فرماتے ہیں، میں نے دیکھا یہ فرما کر حضور علیہ السلام اتنا ہنسے حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ آپ کی داڑھیں نظر آ گئیں۔ (۴۶۷)

✵ اللہ تعالیٰ دوزخ سے نکلنے والوں (جهنميين) میں سے ہر ایک کو پوری دنیا اور اس سے دس حصے زائد عطا فرمائے ۔(۴۶۹) (معلوم ہوا اللہ تعالیٰ بھی گیارہ کے عدد کو پسند فرماتا ہے ایک دیوانہ کہہ رہا تھا یہ وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں صرف ارھویں شریف پہ ہی اکتفاء کیا کرتے تھے ان کو گیارھویں والے کے وسیلے سے گیارہ گنا سے نواز دیا گیا کیونکہ یہ وہ لوگ ہوں ہمن قال لا اله الا الله وکان فی قلبه من الخير ما يزن شعيرة جنہوں نے صرف لا الہ الا اللہ پڑھا اور ان کے ں میں جو کے دانے برابر نیکی اور بہتری ہوگی)۔

✵ حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں ولكن ائتوا نوحا اول رسول بعثه الله (۴۸۰، ص ۱۰۸)

✵ حضور علیہ السلام کی اپنی امت کے لئے آہ و بکا (۴۹۹)

✵ ایک شخص کو آپ نے فرمایا: اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاكَ فِی النَّارِ۔ بے شک میرا باپ (یعنی چچا) اور تیرا باپ آگ میں ہیں۔ ۵۰، ص ۴۱۱)

✵ سورۃ اللہب کے شان نزول کا واقعہ (۵۰۸)

نے کا اندیشہ ہو تو نام لیے بغیر بات کی جا سکتی ہے

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ چپکے سے نہیں بلکہ آواز بلند پکار کر فرما رہے ہیں:

Marfat.com

اَلَا اِنَّ آلَ اَبِیْ یَعْنِیْ فُلَانًا لَیْسُوْا لِیْ بِاَوْلِیَاءَ اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰہُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ (۵۲۰)

سن لو! فلاں خاندان میرا رشتے دار نہیں ہے۔ میرا دوست تو اللہ تعالیٰ ہے اور نیک ایماندار ہیں۔

اس حدیث سے جہاں غیر مسلموں اور بدمذہبوں سے قطع تعلق کا ثبوت ملتا ہے جو کہ کئی قرآنی آیات میں بھی بیان ہے وہاں یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر شر اور فتنے کا اندیشہ ہو تو شریر اور فتنہ باز کا نام نہ لے کر بھی پوری بات کرنے کی اجازت ہے جس طرح کہ حضور علیہ السلام نے تو ''فلاں'' کا نام لیا لیکن راوی نے نام لیے بغیر پوری وضاحت سے بات کر دی تا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی بچ جائے۔

✻ جنت کے ایک دروازے کی چوڑائی اتنی ہوگی کہ ستر ہزار یا سات لاکھ افراد صف بنا کر داخل ہو سکیں گے۔ (۵۳۶)

(اس کے بعد کتاب طہارت کا آغاز ہو رہا ہے اور آج سترہ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ یوم بدر اور یوم الفرقان کا بابرکت دن ہے۔ روزے کی وجہ سے باطنی طہارت کے ساتھ ساتھ ظاہری طہارت کے حصول کی دعا کرتے ہوئے پہلی حدیث کو عنوان کے ساتھ لکھا جا رہا ہے۔ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین)

طہارت نصف ایمان ہے اور......

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (حدیث کے الفاظ اتنے پیارے اور جاندار ہیں کہ حفظ کرنے کو دل چاہ رہا ہے اس لیے علیحدہ علیحدہ جملہ بمعہ ترجمہ لکھ رہا ہوں)۔

اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔ پاکیزگی آدھے ایمان کے برابر ہے (اگر اس کا جسم فرض کیا جائے)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ۔ اور الحمد للہ میزان کو بھر دے گا۔

وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَآنِ اَوْتَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔ اور سبحان اللہ اور الحمد للہ یعنی حمد و تسبیح بھر دیتی ہیں (ثواب سے) آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے کو

وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ۔ اور نماز ایک نور ہے۔

وَالصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ۔ اور صدقہ ایک روشن دلیل ہے۔

وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ۔ اور صبر ایک روشنی ہے۔

وَالْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ لَّکَ اَوْ عَلَیْکَ۔ قرآن تیرے موافق دلیل ہے (اگر تو اس کے مطابق عمل کرے) یا تیرے خلاف دلیل ہے (اگر اس کے خلاف کرے گا)۔ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَایِعٌ نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْ مُوْبِقُھَا۔ ہر شخص صبح کو اٹھتا ہے یا اپنے آپ کو (نیک کام کر کے اللہ کے عذاب سے) آزاد کرنے والا ہوتا ہے اور یا (برے کام کر کے) اپنے آپ کو ہلاک کرنے والا۔ (۵۳۴)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی نے فرمایا:

Marfat.com

اس حدیث کا ایک معنی یہ ہے کہ طہارت کا اجر بڑھ کر نصف ایمان تک پہنچ جاتا ہے اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ ایمان لانے سے پہلے کے گناہ ایمان کی برکت سے مٹ جاتے ہیں اسی طرح وضو سے پہلے کے گناہ وضو سے مٹ جاتے ہیں لیکن ایمان کے بغیر وضو نہیں ہوتا اس لیے فرمایا: طہور نصف ایمان ہے۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ ایمان سے مراد نماز ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ (بقرہ:۱۴۳) اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تمہارے ایمان یعنی نمازوں کو ضائع کر دے۔

اور چونکہ صحت نماز کے لئے طہارت شرط ہے اس لیے طہارت نماز کے لئے بہ منزلہ جز ہے اس لئے فرمایا طہور نصف ایمان ہے یعنی نماز کا جز ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تصدیق بالقلب اور اطاعت ظاہرہ دونوں ایمان کا جز ہیں اور طہارت نماز کو متضمن ہے جو کہ اطاعت ظاہرہ ہے اس اعتبار سے آپ نے فرمایا: طہور نصف ایمان ہے۔

''الحمدللہ میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور الحمدللہ آسمان اور زمین یا ان کے درمیان کو بھر دیتے ہیں'' سے معلوم ہوا کہ اعمال کو وزن کیا جاتا ہے اور اعمال کم اور زیادہ ہوتے ہیں اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر سبحان اللہ اور الحمدللہ کے ثواب کو مجسم کیا جائے تو ان کی جسامت آسمان اور زمین کو بھر دے گی اور ان کے ثواب کے زیادہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سبحان اللہ کا کلمہ اللہ تعالیٰ کے منزہ ہونے اور ہر نقص اور عیب سے بری ہونے کے معنی پر مشتمل ہے اور الحمدللہ کا کلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف مفتقر ہونے' اس کی حمد وثناء اور اس کا شکر بجالانے پر مشتمل ہے۔ نماز نور ہے کا معنی یہ ہے کہ نماز معصیت اور بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے اور نیکی اور اچھے کاموں کی ہدایت دیتی ہے جس طرح نور اندھیرے کو دور کرتا ہے اور روشنی پھیلاتا ہے۔ اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ نماز کی وجہ سے نمازی کا چہرہ قیامت کے دن منور ہوگا اور دنیا میں بھی نمازی کے چہرے پر تروتازگی ہوگی۔

اور صدقہ برہان ہے کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن جب انسان سے یہ سوال کیا جائیگا کہ اس نے مال کو کہاں صرف کیا؟ تو اس کے صدقات اس کے جواب پر براہین بن جائیں گے۔ اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ مال انسان کو طبعاً عزیز ہوتا ہے اور جب وہ اللہ کی راہ میں مال کو خرچ کرتا ہے اور صدقہ دیتا ہے تو یہ صدقہ کرنا اس کے دعویٰ ایمان کی صداقت پر دلیل بن جاتا ہے۔ (ج ۱ ص ۱۱۸)

✱ وضو کے بعد دوسرا کلمہ پڑھنے کی فضیلت۔ فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يُدْخِلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ۔ جنت کے آٹھ دروازے اس کے لئے کھلے ہیں جس میں سے چاہے جنت کے اندر داخل ہو جائے۔ (۵۵۳)

✱ شیطان ناک کے بانسے میں رات گزارتا ہے۔ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلٰى خَيَاشِيمِهٖ۔ لہٰذا نیند سے بیدار ہو کر وضو کرو اور ناک کی اچھی طرح (تین مرتبہ) جھاڑ کر صفائی کرو۔ (۵۶۴)

✱ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ۔ خرابی ہے' وضو میں ایڑیوں کو خشک رکھنے والوں کے لئے آگ سے' وضو اچھی طرح کرو۔ (۵۷۰)

وضو کرنے سے تمام اعضاء کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ (۵۷۷) (جب تک کبیرہ گناہ سے بچا رہے۔ مَالَمْ يُوتِ

Marfat.com

کبیرۃ ۵۴۳)

✵ قیامت کے دن اعضائے وضو چمکیں گے۔(۵۷۹)

✵ موئے زیر ناف کی آخری حد چالیس دن ہے۔ ان لانترك اكثر من اربعين ليلة (۵۹۹) وحاشیہ ص

۱۲۹- داڑھی کو بڑھانا۔ اعفاء اللحی، مونچھوں کو پست کرانا اور اس سلسلہ میں تفصیل اسی صفحہ کے حاشیہ پہ ملاحظہ ہو۔

✵ بنی اسرائیل میں سے کسی کے بدن پہ پیشاب لگ جاتا تو قینچی سے بدن کا وہ حصہ کاٹ دیتے تھے۔(۶۲۵)

✵ وضو کرنے میں دوسرے سے مدد لینے کی اجازت۔(۶۲۹)

✵ حضور علیہ السلام نے سفر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔(۶۳۳)

مسجد میں پیشاب کرنے والے اعرابی کے ساتھ حضور علیہ السلام کا حسن سلوک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام نے اس کو روکنا چاہا مگر آپ نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرما دیا یہاں تک کہ وہ پیشاب کر چکا۔ پھر آپ نے اس کو بلا کر فرمایا:

اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلِحُ لِشَیْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ اِنَّمَا هِیَ لِذِکْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَائَةِ الْقُرْاٰنِ (۶۶۱)

یہ مسجدیں پیشاب، پاخانے کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ اللہ کے ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کے لئے ہوتی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور پیشاب پہ پانی کا ڈول بہا دیا گیا۔ (حدیث میں ذکر سے مراد ہر طرح کا ذکر ہے۔ تلاوت قرآن ہو، محفل ذکر ہو، مجلس وعظ ہو یا علوم دینیہ کی تعلیم ہو۔ علاوہ ازیں امام نووی علیہ الرحمہ نے اس حدیث سے مندرجہ ذیل مسائل کا استنباط فرمایا ہے جو شرح مسلم کے حوالے سے لکھے جا رہے ہیں)۔

۱- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سبقت کرنی چاہیے۔

۲- صحابہ کرام کا نبی کریم علیہ السلام کے سامنے اعرابی کو منع کرنے کے لئے آپ سے پوچھے بغیر دوڑنا آپ پر سبقت نہیں تھا کیونکہ شارع علیہ السلام کی طرف سے ان کو برائی مٹانے کی عام اجازت تھی اور اب الگ اجازت لینے کی ضرورت نہ تھی۔

۳- اس حدیث میں اھون البلیتین پر عمل ہے، مسجد کو پیشاب سے نجس کرنا بھی ایک بلاء ہے اور کسی شخص کا پیشاب منقطع کر دینا جس میں اس کے بیمار ہونے کا خدشہ ہو اس سے بڑی بلا ہے اس لیے بڑی بلا کے مقابلے میں چھوٹی بلا کو برداشت کرنے کا حکم دیا اور پیشاب سوکھنے کے انتظار کی بجائے مسجد کو دھونے کا حکم دیا تا کہ فوری اور قوی طہارت حاصل ہو۔

۴- جاہل شخص کو آسانی کے ساتھ احکام کی تعلیم دینی چاہیے اور شفقت سے پیش آنا ۵- مانع کے زوال کے بعد ازالہ فساد میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ جیسے ہی اعرابی پیشاب سے فارغ ہوا آپ نے مسجد کے دھونے کا حکم دیا۔

Marfat.com

۶-مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے البتہ وضو کیلئے مسجد میں کوئی الگ جگہ بنالی جائے تو صحیح ہے۔

۷-مسجد میں جانوروں' پاگلوں اور ناسمجھ بچوں کو بغیر کسی اہم مقصد کے داخل کرنا مکروہ ہے کیونکہ ان کی وجہ سے مسجد کی پاکیزگی کا برقرار رہنا مشکل ہے۔البتہ یہ حرام نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا ہے اور آپ کا یہ فعل بیان جواز اور حصول اقتداء کے لئے تھا۔

۸-مسجد میں نجاست کو داخل کرنا حرام ہے اور جس شخص کے بدن پر نجاست ہو اور اس نجاست سے مسجد کے ملوث ہونے کا خدشہ ہو اس کا مسجد میں داخل ہونا بھی جائز نہیں ہے اور مسجد میں بغیر کسی برتن کے فصد لگوانا حرام ہے اور برتن میں فصد لگوانا مکروہ ہے چونکہ مسجد میں جنازے کو داخل کرنے سے مسجد کے ملوث بالنجاست ہونے کا خدشہ ہے اس لئے فقہاء احناف نے مسجد میں جنازہ رکھنے کو مکروہ کہا ہے۔

۹-مسجد میں لیٹنا' پیر پھیلانا' انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا جائز ہے کیونکہ یہ تمام امور احادیث صحیحہ مشہورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال سے ثابت ہیں۔

۱۰-مسجد کو نجاست' گھناؤنی چیزوں مثلاً ناک' تھوک وغیرہ اور تکلیف دہ چیزوں مثلاً کانٹے' شیشے کے ٹکڑوں وغیرہ سے پاک صاف رکھنا چاہئے۔بلند آواز سے باتیں کرنے' خرید و فروخت اور دیگر دنیاوی کاموں سے مسجد کو بچانا چاہئے۔

(ج ا ص ۹۶۴'۹۶۵)

✻ حیض کی حالت میں مباشرت فرمانا سے مراد جماع کرنا نہیں۔جیسا کہ منکرین حدیث نے سمجھ رکھا ہے اور یباشرھا کے الفاظ سے لوگوں کو حدیث سے بدظن کرتے ہیں۔حالانکہ اس کے بعد فوق الازار میں خود بخود مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ مباشرت کا یہاں لغوی معنی مراد ہے لپٹنا' بوس و کنار اور مساس کرنا۔(۶۷۹ تا ۶۸۱ و ص ۱۴۱ بمعہ حاشیہ)

✻ حضرت علی فرماتے ہیں: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً (۶۹۵) مجھے مذی بہت آتی تھی اور میں حضور علیہ السلام سے اس بارے میں مسئلہ پوچھتے ہوئے شرماتا تھا کیوں کہ میرے نکاح میں حضور علیہ السلام کی صاحبزادی تھی۔پھر میں نے حضرت مقداد کے ذریعے مذی کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا اس سے صرف وضو ٹوٹتا ہے' غسل کی حاجت نہیں ہوتی۔اس سے معلوم ہوا فتویٰ لینے کے لئے کسی کو نائب بنایا جا سکتا ہے۔اگرچہ یقینی اور قطعی خبر کے لئے بذات خود پوچھنا ضروری ہے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ سسرال والوں کے ساتھ شرم و حیا کا ایسا معاملہ قائم رہنا چاہئے کہ ان کے سامنے اپنی بیوی سے متعلقہ باتیں جن سے ذہن استمتاع کی طرف جاتا ہو نہ کی جائیں۔

صحابی نے یہودی کو دھکا دیا کہ تو یا محمد کی بجائے یا رسول اللہ کیوں نہیں کہتا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو کہ حضور علیہ السلام کے آزاد شدہ غلام تھے' فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے پاس کھڑا تھا کہ علماء یہود میں سے ایک عالم حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے اس طرح سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

Marfat.com

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعْتُهٗ دَفْعَةً كَادَ يَصْرَعُ مِنْهَا۔ میں نے اس کو اتنا زور سے دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ اس نے مجھ سے کہا: لِمَ تَدْفَعُنِيْ۔ مجھے کیوں دھکے دیتا ہے' میرا جرم کیا ہے؟ میں نے اَلَا تَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (تیرا جرم یہ ہے کہ) تو میرے آقا علیہ السلام کا نام لینے کی بجائے یارسول اللہ کیوں نہیں کہتا...... (۷۱۶)

یارسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے　　　جس نے یہ نعرہ لگایا اس کا بیڑا پار ہے

عامیانہ انداز میں حضور علیہ السلام کا اسم گرامی لینا بھی بے ادبی ہے اور اگر احترام کے انداز میں سرکار کا نام لیا جائے تو اس میں کوئی بے ادبی نہیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی ہی یہ ہے کہ جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ کے پیچھے نماز ادا کی اور حضرت مطرف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

لَقَدْ صَلّٰى بِنَا هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اَوْ قَالَ) قَدْ ذَكَّرَنِيْ هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۸۷۳)

انہوں نے ہماری حضور علیہ السلام کی طرح نماز پڑھائی ہے (یا فرمایا) انہوں نے حضور علیہ السلام کی نماز یاد دلا دی ہے۔

✵ حضور علیہ السلام کی ازواج کے بال کٹوانے کا ذکر (۷۲۸) یا تو اتنی مقدار کٹوائے کہ مردوں سے مشابہت نہ ہوئی یا حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد اپنے اجتہاد سے ترک زینت کے لئے کیونکہ فیشن اور حصول زینت کے لئے عورت کو بال کٹوانا ممنوع ہے۔ امام بخاری نے اس روایت کو عبداللہ بن محمد سے بیان کیا ہے جس میں بال کٹوانے کا ذکر نہیں ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۳۹)

حضور علیہ السلام کے بال مبارک تیرے بالوں سے زیادہ بھی تھے اور پاکیزہ تر بھی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام غسل جنابت فرماتے تو اپنے سر انور پہ تین چلو پانی ڈالتے۔ یہ بات سن کر حضرت حسن بن محمد نے کہا: ان شعری کثیر۔ میرے بال تو بہت زیادہ ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَا ابْنَ اَخِيْ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرَ مِنْ شَعْرِكَ وَاَطْيَبَ (۷۴۳)

اے میرے بھتیجے تیرے بالوں سے حضور علیہ السلام کے بال مبارک زیادہ بھی تھے اور بہت پاکیزہ بھی تھے۔ (اس کے بعد کتاب الصلوٰۃ کی احادیث شروع ہو رہی ہیں)

✵ اذان سن کر حضور علیہ السلام پہ درود بھیجو۔ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ۔ ثُمَّ سَلُوْا لِيَ الْوَسِيْلَةَ۔ پھر میرے لیے وسیلہ مانگو۔ جو میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کرے گا حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ۔ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (۸۴۹)

✵ اذان کا جواب دینے کی فضیلت۔ دخل الجنة۔ وہ جنت میں داخل ہوا۔ (۸۵۰)

✵ اذان سن کر دوسرا کلمہ اور رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا...... پڑھنے سے غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔

✵ اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (۸۵۲)

قیامت کے دن موذن لمبی گردن والے (سردار) ہوں گے۔

Marfat.com

✱ سورۃ فاتحہ بندے اور رب کے درمیان تقسیم کردی گئی۔ نیز سورۃ فاتحہ کو صلوٰۃ کہا گیا۔ قَسَمْتُ الصَّلٰوۃ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ (۸۷۸)

✱ سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں کیا جائے۔

سَجَدَ بَیْنَ کَفَّیْہِ (۸۹۷)

✱ درود اور ہے سلام اور ہے (لہٰذا نماز کے علاوہ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا پہ عمل کرنا ہو تو درود ابراہیمی پڑھنے سے عمل نہ ہو سکے گا) (۹۰۸)

✱ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔ جو مجھ پہ ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا (ترجمہ علامہ وحید الزمان) (۹۱۲)

✱ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی۔ غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ اس کے اگلے گناہ بخش دیئے گئے۔ (۳۴-۹۱۵) (اونچی آمین کہنے کی یہ فضیلت کہیں نہیں ہے اور موافقت تبھی ہوگی کہ جس طرح فرشتوں کی آواز نہیں سنی جاتی آپ کی بھی نہ سنی جائے)۔

✱ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ۔ امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ (۹۲۱)

✱ دو آدمیوں کا سہارا لے کر حضور علیہ السلام مسجد میں با جماعت نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ (۹۳۶)

✱ صحابہ کرام عبادت خدا (نماز) میں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کر لیتے تھے۔ (آج کل تو صرف حضور علیہ السلام کا خیال آنے سے لوگوں کی نماز خراب ہو جاتی ہے۔ بہ بیں تفاوت از کجا تا بکجا است) (۹۴۴)

✱ اَلتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْحُ لِلنِّسَآءِ (۹۵۴) (نماز میں امام کو اطلاع کرنی ہو تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں ہاتھ پہ ہاتھ ماریں)

✱ جو امام سے پہلے (سجدے سے) سر اٹھاتا ہے وہ اس بات سے ڈرے۔ اَنْ یُّحَوِّلَ اللّٰہُ رَاْسَہٗ رَاْسَ حِمَارٍ۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کی طرح کر دے۔ (۹۶۳)

اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے چہرے کو دیکھتا رہتا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَیَنْتَھِیَنَّ اَقْوَامٌ یَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَھُمْ اِلَی السَّمَآءِ فِی الصَّلٰوۃِ اَوْلَا تَرْجِعُ اِلَیْھِمْ (۹۶۶)

لوگ نماز میں آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانے سے باز آجائیں ورنہ ان کی آنکھیں سلامت نہ رہیں گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُھُمْ ورنہ ان کی قوت بینائی سلب کر لی جائے گی۔ (۹۶۷)

Marfat.com

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی اپنی تقاریر میں فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے لیے تو یہ حکم ہے کہ اگر تم نے نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو تمہیں اندھا کر دیا جائے گا لیکن نماز ہی ہیں اگر حضور علیہ السلام آسمان کی طرف دیکھتے ہیں تو فرمایا جاتا ہے۔ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ۔ پیارے آپ کا آسمان کی طرف بار بار چہرہ اٹھانا ہم دیکھتے رہتے ہیں۔(اور نہ صرف دیکھتے ہیں بلکہ...... ویکھو محبوباں دی مرضی تے قبلے بدلائے جاندے نیں)

قرآن مجید میں ہے انلعٰی باعیننا۔ آپ ہر وقت ہماری نگاہوں میں ہیں۔

٭ فرشتے اپنے رب کے سامنے صفیں بنا کر بیٹھتے ہیں۔(۹۶۸)(اسی حدیث میں ہے مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ (نماز میں) رفع یدین کرتے ہو گویا کہ وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں نماز میں سکون سے رہا کرو)۔

٭ امام کے قریب (پہلی صف میں) عقل و شعور والے لوگ کھڑے ہوا کریں۔(۹۷۴)

٭ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ (۹۷۵)

٭ فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ (۹۷۷)

صف سیدھی کرنا نماز کی تکمیل اور اس کے حسن میں سے ہے۔

٭ صف اول کی فضیلت اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو قرعہ اندازی کریں۔(۹۸۱) پیچھے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ پیچھے ہی کر دے گا۔(۹۸۲)

٭ امام مسلم نے باب باندھا اور علامہ وحید الزمان نے ترجمہ کیا کہ "بزمانہ امن خواتین کو مسجد میں جانے کی اجازت"۔ (صحیح مسلم شرح نووی ج ۲ ص ۵۴)

٭ حضور علیہ السلام کی حدیث کے مقابلہ میں اپنی بات کرنے پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بلال بن عبداللہ کو ایسی سنگین بات کی (گالی دی) کہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہ سنی (فَسَبَّهٗ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهٗ سَبَّهٗ مِثْلَهٗ قَطُّ ۹۸۹)

٭ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا۔ آیت کریمہ مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی کہ جب حضور علیہ السلام خوف کی وجہ سے ایک گھر میں پوشیدہ تھے اور حال یہ تھا کہ مشرکین قرآن سن کر قرآن اور صاحب قرآن علیہ السلام کو گالی دیتے تھے اس لیے نماز میں درمیانی آواز سے قرات کرنے کا حکم دیا گیا۔(۱۰۰۱)

٭ جنوں نے قرآن سنا اور ایمان لے آئے۔ فانزل اللّٰہ علی محمد نبیه صلی اللّٰہ علیه وسلم قل اوحی الی انه استمع من الجن (۱۰۰۶)

٭ حضور علیہ السلام نے جنوں کی خوراک متعین فرمائی، فرمایا: ہڈی اور مینگنی سے استنجاء نہ کرو یہ تمہارے بھائیوں (جنوں) کی خوراک ہے۔ جو جانور مذبوح نہ ہو اس کی ہڈی جنوں کی خوراک نہیں ہے بلکہ كُلِّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (۱۰۰۷)

Marfat.com

✱ فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانے کا ذکر ہے جبکہ دوسری دو رکعتوں میں ذکر نہیں۔ (۱۰۱۲-۱۳)

✱ نماز فجر میں ساٹھ سے سو آیات پڑھنا۔(۱۰۳۱)

✱ نماز مغرب میں سورۃ مرسلات اور سورۃ طور کی قرات کرنا۔(۳۵-۱۰۳۳)

✱ حضور علیہ السلام سب سے زیادہ خوش الحان تھے۔(۱۰۳۹)

✱ یَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ۔ اے معاذ کیا تو فسادی ہے (کہ نماز با جماعت میں لمبی قرات کرتا ہے)(۱۰۴۰)

حضور علیہ السلام نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر قوم کا امام بنادیا

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اُمَّ قَوْمَكَ۔ اپنی قوم کی امامت کیا کر۔ میں نے عرض کیا: میں اپنے دل میں کچھ (خوف سا) پاتا ہوں (وسوسوں کا خوف یا یہ کہ امام بن کر کہیں مجھ میں تکبر نہ آ جائے کہ میں قوم کا امام بن گیا ہوں یا یہ کہ شاید میں امامت کے قابل ہوں کہ نہیں) اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: میرے قریب ہو جا اور مجھے اپنے سامنے بٹھایا ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهٗ فِيْ صَدْرِيْ بَيْنَ ثَدْيَيَّ۔ پھر اپنا دست کرم میرے سینے کے درمیان میں رکھا اور فرمایا: پھر جا اور پشت میری طرف کر پھر اپنی مبارک ہتھیلی میری پشت پہ میرے کندھوں کے درمیان میں رکھی اور فرمایا: اُمَّ قَوْمَكَ۔ جا اپنی قوم کی امامت کرا (اب تو امامت کے قابل ہو گیا ہے) اور مسئلہ بھی سن لے کہ جو کسی قوم کی امامت کرائے تو اس کو چاہئے کہ نماز مختصر پڑھائے کیونکہ نمازیوں میں بوڑھے' کمزور اور بیمار و حاجت مند بھی ہوتے ہیں اور اگر کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔(۱۰۵۰)

✱ رکوع سے فارغ ہو کر جب حضور علیہ السلام سجدے میں پیشانی زمین پر رکھتے تب صحابہ کرام سجدے میں جاتے اتنی دیر تک کھڑے رہتے۔(۱۰۶۴)

✱ رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنا منع ہے۔(۱۰۷۶)

✱ سجدے میں دعا کرنے کا حکم (مگر نفلی نماز کے سجدے میں)(۱۰۸۳)

صحابی نے حضور علیہ السلام سے جنت بھی مانگ لی اور......

✱ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ۔ مانگ' میں نے عرض کیا: جنت میں آپ کا قرب مانگتا ہوں (اور آپ سے مانگتا ہوں) فرمایا: اَوْغَيْرَ ذٰلِكَ۔ یہ تو ہو گیا کچھ اور بھی مانگ لے قُلْتُ هُوَ ذَاكَ میں نے عرض کیا (یہ ہو گیا تو سب کچھ ہو گیا) بس یہی کافی ہے (۱۰۹۴) یعنی جنت بھی مل گئی اور جنت میں آپ کی رفاقت بھی مل گئی اس کے علاوہ اور کیا چاہئے...... اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد۔

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے　　　حاضری کا صلہ اور کیا چاہئے

Marfat.com

* نماز میں کپڑوں کو سمیٹنا ممنوع ہے۔(۱۰۹۶'۱۰۹۷'۱۰۹۸)

* حضور علیہ السلام اتنا کھلا سجدہ کرتے کہ بکری کا بچہ اگر چاہتا تو گزر سکتا تھا۔(۱۱۰۷)

اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کا عالم کیا ہوگا؟

حضرت عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام چمڑے کے سرخ شامیانے میں تشریف فرما ہیں اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کے وضو کا بچا ہوا پانی لیا تو لوگ اس کو حاصل کرنے کے لئے جھپٹنے لگے (ترجمہ وحید الزمان' علامہ) پھر جس کو پانی مل گیا اس نے جسم پہ مل لیا اور جس کو نہ مل سکا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے ہاتھ تر کیا (اور جسم پہ مل لیا) پھر حضرت بلال نے برچھا نکالا' اس کو گاڑا جبکہ حضور علیہ السلام سرخ لباس (حلہ) زیب تن کیے ہوئے تھے اور اس کو اٹھائے ہوئے تھے۔(پنڈلیوں تک) اور برچھے کی طرف کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ میں نے انسانوں اور جانوروں کو برچھے کے سامنے سے گزرتے ہوئے دیکھا۔(۱۱۲۰)

* نمازی کے آگے سے گزرنے والا شیطان ہے۔(۱۱۲۹)

* سیاہ کتا شیطان ہے۔ اَلْكَلْبُ الْاَسْوَدُ شَيْطَانٌ (۱۱۳۷)

* حضور علیہ السلام تشریف لے گئے اور تم زمین سے خزانے نکال رہے ہو (۱۱۶۸) حضرت ابو ہریرہ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں تو حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد وہ خزانے ہمیں دے دیئے گئے اور یہ خوشحالی اس کا نتیجہ ہے۔

* مسجد نبوی میں تبدیلی (توسیع) کو لوگوں نے پسند نہ کیا لیکن حضرت عثمان نے کر دی۔(۱۱۹۰) (بدعت حسنہ یہی تو ہے)

تصور شیخ کا مسئلہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے عرصہ بعد فرمایا: فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى اخْتِلَافِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَاَرَاهُمْ۔ گویا میں اس وقت بھی حضور علیہ السلام کی انگلیوں کو دیکھ رہا ہوں (۱۱۹۱) (ترجمہ: علامہ وحید الزمان' صحیح مسلم شرح نووی ج ۲' ص ۱۰۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے تھوک کو کپڑے میں ملنے کا طریقہ کچھ اس انداز سے ہمیں سمجھایا۔

كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ ثَوْبَهٗ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ (۱۲۲۹) گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ حضور علیہ السلام اپنے کپڑے کو الٹ پلٹ کر (کے ہاتھوں میں مل) رہے ہیں (یہ مسئلہ بخاری کی منتخب احادیث میں "وہ تصور میں رہتے ہیں میرے" کے عنوان سے ہم نے تفصیل سے لکھ دیا ہے)

* حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات ہم آدھی رات تک حضور علیہ السلام کی انتظار کرتے رہے۔ آپ تشریف لائے' ہمیں نماز پڑھائی اور اپنے چہرۂ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے (اور منظر اتنا حسین تھا کہ)

Marfat.com

كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ فِيْ يَدِهٖ مِنْ فِضَّةٍ (۱۴۴۹) گویا کہ میں اب بھی آپ کے دست کرم میں چاندی کی انگوٹھی کی چمک کو دیکھ رہا ہوں۔

✱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کا عید کے دن خطبہ ارشاد فرمانے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ حِيْنَ يُجْلِسُ الرِّجَالَ بِيَدِهٖ (۳۰۴۴) گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بٹھا رہے ہیں۔

✱ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: لَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُهِلُّ (۲۸۳۳ تا ۲۸۳۹) گویا کہ میں آج بھی دیکھ رہی ہوں کہ حضور علیہ السلام کی مانگ میں خوشبو چمک رہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک پکار رہے ہیں۔

✱ حضرت ابوموسیٰ نے حضور علیہ السلام کو مسواک کرتے دیکھ کر یہ منظر ہمیشہ یاد رکھا اور حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ عَلٰى سِوَاكِهٖ تَحْتَ شَفَتَيْهِ وَقَدْ قَلَصَتْ گویا میں اب بھی آپ کی مسواک کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہونٹ کے نیچے ٹھہری ہوئی تھی۔ (۴۷۱۸)

✱ حضور علیہ السلام نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تا کہ شاہ روم کو خط لکھ کر اس پہ انگوٹھی سے (جس میں محمد رسول اللہ کے الفاظ نقش تھے) مہر لگائیں کیونکہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهٖ فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ گویا میں آج بھی حضور علیہ السلام کے ہاتھ میں اس انگوٹھی کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔ (۵۴۸۰)

تعلیم نبوی کا قابل رشک انداز

حضرت معاویہ بن حکم سلمی روایت کرتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ باجماعت نماز ادا کر رہا تھا کہ دوران نماز کسی نمازی کو چھینک آ گئی۔ میں نے جواب میں: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ دیا تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا: وَاثُكْلَ اُمِّيَاهُ مَاشَانُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ۔ کاش میری ماں مجھے رو چکی ہوتی (یعنی یہ دن دیکھنے سے پہلے میں مر چکا ہوتا' افسوس مع التعجب کے موقع پر یہ لفظ بولا جاتا ہے) تم لوگ کیوں مجھے گھور رہے ہو؟ (میں نے یرحمک اللہ ہی تو کہا ہے) یہ سن کر لوگوں نے (مجھے خاموش کرانے کے لئے) اپنے رانوں پہ ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ بہر حال میں چپ تو ہو گیا (لیکن مجھے غصہ بہت آ رہا تھا) جب حضور علیہ السلام نے نماز ادا فرمالی۔

فَبِاَبِيْ هُوَ وَاُمِّيْ مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِّنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِيْ وَلَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...... (۱۱۹۹)

Marfat.com

میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہ قربان ہو جائیں۔ میں نے نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی کو ایسا دیکھا کہ آپ سے زیادہ اچھے طریقے سے تعلیم دینے والا ہو' اللہ کی قسم! نہ تو آپ نے مجھے جھڑکا' نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا بلکہ (بڑے پیار سے) فرمایا: دیکھو! نماز میں ایسا کلام نہیں کرنا چاہئے جو لوگوں کے کلام کے مشابہہ ہو بلکہ نماز تو تسبیح' تکبیر اور تلاوت قرآن کا نام ہے یا جس طرح بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا
تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

* اللہ کے بارے میں اشارہ کرنا ہو تو آسمان کی طرف کیا جائیگا۔ (ایضاً)
* قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ سے نماز میں کلام کو منع فرمایا گیا۔ (۱۲۰۳)
* حضور علیہ السلام نے شیطان پہ قابو پالیا۔ (۱۲۰۹'۱۲۱۱)
* حضور علیہ السلام اپنی نواسی کو اٹھا کر نماز ادا فرمانا۔ (۱۲۱۲)
* منبر پہ قیام ورکوع کرنا۔ (۱۲۱۶)
* کھانا چھوڑ کر نماز کی طرف نہ آؤ۔ وَلَا تَعْجَلُوْا عَنْ عَشَاءِ كُمْ (۱۲۴۲)
* خواب میں مرغی ٹھونگ مارے تو تعبیر موت ہے۔ (۱۲۵۸)
* باتیں کرنے سے (اور گھر چلے جانے سے) نہ حضور علیہ السلام کی نماز ٹوٹی نہ صحابہ کرام کی (۹۳-۱۲۸۸)
* سورۂ نجم میں سجدے کی آیت میں غلطی سے حضور علیہ السلام کی زبان سے بتوں کی تعریف کے الفاظ نکلنے کا قول بالکل جھوٹ اور بے اصل ہے۔ (حاشیہ نووی بر صحیح مسلم ص ۲۱۵)
* رفع سبابہ در تشہد کی احادیث (۱۳۰۷ تا ۱۳۱۱)

زلف ورخسار کی بات

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا کہ آپ (نماز کے اختتام پر) دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے۔

حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ (۱۳۱۵)

یہاں تک کہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رخسار انور کی سفیدی (چمک) کو دیکھتا تھا۔

امام نووی نے تو اس حدیث سے امام شافعی اور جمہور سلف وخلف کا یہ فقہی استدلال نقل فرمایا ہے کہ نماز کے بعد دونوں طرف سلام پھیرنا چاہئے۔ یہ تو بڑا واضح استدلال ہے کیونکہ یمین ویسار کا صراحت کے ساتھ ذکر آ گیا۔ لیکن اہل محبت کو اس حدیث میں ایک عاشقانہ استدلال دکھائی دیا تو انہوں نے فرمایا: اگر حدیث سے دونوں طرف سلام پھیرنا ہی بیان کرنا مقصود ہوتا تو بات عن یمینہ و عن یسارہٖ پر ختم ہو جاتی۔ آگے رخسار کی سفیدی دیکھنے کی بات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ فرمایا: اس لئے

Marfat.com

کہ صحابہ کرام جہاں عبادت خدا میں مستغرق رہتے تھے وہاں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی منہمک رہا کرتے تھے کیونکہ اس وقت ابھی یہ عقیدہ ایجاد نہیں ہوا تھا کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آنے سے نماز ضائع ہو جاتی ہے۔ کہاں خیال اور کہاں زیارت اور یہ عقیدہ بھی بیان کرنا مقصود ہے کہ جو لوگ قرآن میں والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ پڑھ کر بھی کہتے ہیں' صرف سیرت کی بات کرو یہ حسن و جمال کے تذکروں سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ ان کو بتانا تھا کہ ہم تو نماز میں بھی زلف و رخسار کی بات نہ کریں تو ہمارا گزارا نہیں ہوتا۔ تم کون ہوتے ہو عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقدس مشن سے روکنے والے۔

منشا یہی ہے سلسلۂ قیل و قال کی　　ہوتی رہے ثنا تیرے حسن و جمال کی

بدعت کے بارے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص' جس کی سانس پھولی ہوئی تھی' مسجد میں آیا اور صف میں شامل ہو گیا اور اس نے یہ الفاظ کہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں بہت زیادہ پاک اور بابرکت

نبی کریم علیہ السلام نے نماز مکمل فرمائی اور پوچھا: اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ۔ یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟

لوگ (ڈر کے مارے) خاموش ہو رہے۔ آپ نے پھر یہی سوال فرمایا اور ارشاد فرمایا: فَاِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ بَاْسًا۔ اس نے کوئی ناجائز الفاظ نہیں بولے۔ تب اس شخص نے کہا: حضور میں نے یہ الفاظ بولے ہیں۔ فرمایا: میں اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ میں نے دیکھا تیرے یہ الفاظ لینے کے لئے بارہ فرشتے ایک پر ایک آ رہے تھے کہ کون ان الفاظ کو (اللہ کی بارگاہ میں) لے کر جائے۔ (۱۳۵۷)۔ اس حدیث سے اگلی حدیث میں بھی ایک ایسے ہی واقعہ کا ذکر ہے۔ اس میں الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ اور فرشتوں کا ذکر نہیں بلکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ۔ مجھے تعجب ہوا کہ ان کلمات کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے الغرض جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ کام حضور نے نہ کیا لہٰذا بدعت ہے وہ بات حضور نے نہ فرمائی لہٰذا بدعت ہے تو کیا حضور علیہ السلام نے ان دونوں شخصوں کو فرمایا تھا کہ یہ الفاظ پڑھا کرو۔ جب نہیں فرمایا تھا تو انہوں نے اپنی طرف سے یہ الفاظ کہے اور حضور علیہ السلام نے منع نہ فرمایا کہ تم اپنی طرف سے دین میں اضافہ کر رہے ہو بلکہ ان کی تعریف فرمائی لہٰذا اچھا کام اگرچہ حضور علیہ السلام نے نہ بھی فرمایا ہو اس کے کرنے میں حرج نہیں ہے۔

* ذکر بالجہر نماز کے فوراً بعد حضور علیہ السلام کے دور میں معمول تھا۔ (۱۳۱۸)
* فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ۔ نماز کے لئے اس وقت تک کھڑے نہ ہوا کرو' جب تک کہ مجھے دیکھ نہ لو۔ (۱۳۶۵)
* حضور علیہ السلام حجرۂ انور سے نکلتے تو حضرت بلال اقامت کہتے۔ (۱۳۷۰)

Marfat.com

✻ آرام طلبی کے ساتھ علم نصیب نہیں ہوتا۔
لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ (یحییٰ بن ابی کثیر، ۱۳۹۰)
✻ گرمی میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا حکم (۱۳۹۶)
✻ گرمی اور سردی دوزخ کے دو سانس ہیں (۱۴۰۱)
✻ ران پر ہاتھ مارنے کی حدیث (ہر راوی نے ران پہ ہاتھ مار کر حدیث بیان کی) (۱۴۶۹، ۱۴۷۱)
✻ لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ۔ اگر تم نے اپنے نبی علیہ السلام کے طریقے کو چھوڑ دیا تو البتہ تم گمراہ ہو گئے۔ (۱۴۸۸) (صحابہ نماز با جماعت کا کس قدر اہتمام کرتے)
✻ عشاء اور صبح کی نماز با جماعت پڑھنے والا ساری رات گویا نماز میں ہی گزارتا ہے۔ (۱۴۹۱)
✻ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مال و اولاد کے لئے حضور علیہ السلام کی دعائے برکت (۱۵۰۱)

میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر حضور علیہ السلام کے گھر کیساتھ ہو مگر کیوں؟

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص کا گھر مدینہ شریف میں تمام گھروں سے دور تھا لیکن اس کی کوئی نماز جماعت سے مس نہیں ہوتی تھی' ہم لوگوں کو اس پر ترس آیا تو میں نے اس سے کہا! کاش تو ایک گدھا خرید لے (تا کہ اس پہ سوار ہو کر مسجد میں آ جایا کرے اور) وہ تمہیں گرمی اور راستے کے کیڑے مکوڑوں سے بھی بچائے' اس نے کہا:
وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ بَيْتِي مُطَنَّبٌ بِبَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سنو! میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے ساتھ ہو۔ (حضرت ابی فرماتے ہیں) اس کی یہ بات مجھ پہ بڑی گراں گزری چنانچہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس کی یہ بات حضور علیہ السلام کے سامنے پیش کی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو بلایا (اور پوچھا کہ یہ بات تو نے کیسے کہہ دی) تو اس نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ (دور سے چل کر مسجد میں آؤں اور آپ کی اقتداء میں نماز ادا کروں اور) اپنے قدموں کا اجر پاؤں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ۔ بیشک تمہیں اجر ملے گا تیری نیت کے مطابق (۱۵۱۶)

ایک روایت میں ہے کہ بعض لوگ جو مسجد سے دور رہتے تھے۔ انہوں نے چاہا کہ مسجد کے قریب آ جائیں تو حضور علیہ السلام نے انہیں روک دیا اور فرمایا: إِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً (دور سے چل کر آنے پر) تمہیں ہر قدم پہ ایک فضیلت ملتی ہے۔ (۱۵۱۸)

صحابہ کرام کہتے ہیں' آپ کا یہ فرمان سن کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ مَا كَانَ يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا (مسجد نبوی شریف کے) قریب آنے پہ اتنی خوشی نہ ہوتی۔ (۱۵۲۰)

✻ حضور علیہ السلام کے سامنے بعد نماز فجر صحابہ کرام کا زمانۂ جاہلیت کی باتیں کر کے ہنسنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

Marfat.com

مسکراتے رہنا۔(۱۵۲۵)

✱ سب سے اچھی جگہ مسجد اور سب سے بری جگہ بازار (۱۵۲۸)

✱ امامت کا زیادہ حقدار بڑا قاری پھر بڑا عالم (۱۵۳۲)

وکان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) رَحِیْمًا رَّفِیْقًا

حضرت مالک بن حویرث فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیس دن تک رہے جبکہ ہم سب لوگ جوان اور ہم عمر تھے۔ ہم نے حضور علیہ السلام کو بہت مہربان اور نرم (مزاج) پایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ ہم واپس اپنے وطن جانا چاہتے ہیں تو آپ نے ہم سے پوچھا: تم کن لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر آئے ہو؟ ہم نے عرض کیا اپنے اعزہ و اقرباء کو۔ پھر آپ نے فرمایا: اچھا جاؤ' ان کو دین سکھاؤ' جب نماز کا وقت ہو تو ایک شخص اذان دے دیا کرے اور جو تم میں سے بڑا ہو وہ نماز پڑھا دیا کرے۔ (کیونکہ وہ لوگ ہجرت اور علم میں برابر تھے اس لیے زیادہ عمر والا ہی احق بالا مامت تھا) (۱۵۳۵)

اس حدیث میں ہے: فَظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا اَهْلَنَا (ہم نے نہیں بتایا بلکہ) خود حضور علیہ السلام نے محسوس فرمایا کہ ہم واپس جانا چاہتے ہیں' اس پر کسی نے کیا خوب کہا:

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے　　　　بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

✱ اِنَّهٗ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ۔ نیند کرنے میں قصور نہیں۔ (قصور تو یہ ہے کہ بندہ جاگتے ہوئے جان بوجھ کر نماز قضا کر دے) رات کو جو کچھ ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ بتا دیا پانی کا ایک پیالا پورے لشکر کو کافی ہو گیا۔ آخر میں آپ نے خود پیا اور فرمایا: اِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا۔ قوم کو پلانے والا خود آخر میں پیتا ہے۔ (یہ سب کچھ حدیث نمبر ۱۵۶۲ میں دیکھئے)

✱ قضا ہو جانے والی نماز کا کفارہ یہی ہے کہ جب یاد آئے اس کو ادا کرو۔ (۱۵۶۶)

✱ ابتداءً ہر نماز کی دو دو رکعتیں ہی فرض ہوئیں پھر سفر میں دو ہی رہیں اور حضر میں بڑھا دی گئیں (۱۵۷۰)

✱ سفر پُر امن بھی ہو تو بھی نماز قصر ہی کرو۔ صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته۔ یہ اللہ نے تمہیں صدقہ (تحفہ) دیا ہے اس کو قبول کرو۔ (۱۵۷۳)

✱ سفر میں سنت و نفل ادا نہ کرنے کی چھوٹ ہے۔ (۱۵۷۹) (ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر میں نے سفر میں سنتیں پڑھنی ہوتیں تو فرض ہی کیوں نہ پورے پڑھ لیتا)۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور......

سردی اور بارش کی رات گھر میں نماز پڑھ لینے کی رخصت (۱۶۰۰) (اہل حدیث حضرات کو سپیکر میں ضرور اعلان کرنا چاہئے) الا صلوا في الرحال

Marfat.com

حضرات: آج نماز گھروں میں ہی ادا کر لو اور اذان میں شہادتین کے بعد یہ اعلان ہونا چاہئے۔ چاہے نماز جمعہ ہی کی ہو (۱۶۰۴) کیونکہ اہل حدیث تو تبھی بن سکیں گے کہ ہر حدیث پہ عمل کریں ہم تو اہل سنت ہیں اور

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور　　نجم ہیں اور ناؤ ہے عزت رسول اللہ کا

دو نمازوں کو جمع کرنے کا مسئلہ

بغیر خوف اور سفر کے دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کا یہی معنی ہو سکتا ہے کہ یہ جمع صوری تھا کہ پہلی نماز کو آخری وقت میں اور دوسری کو ابتدائی وقت میں پڑھا گیا۔ (۱۶۲۸) ورنہ جو خرابیاں لازم آئیں گی ان کے تصور سے روح کانپ اٹھتی ہے۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور خود آپ سے حضرت ابوالشعثاء نے عرض کیا: اظنہ اخر الظھر و عجل العصر۔ میرا خیال ہے حضور علیہ السلام نے ظہر کو آخر وقت میں تاخیر کے ساتھ اور عصر کو اوّل وقت میں جلدی پڑھا ہوگا۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کا معاملہ کیا ہوگا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وانا اظن ذلک۔ میرا بھی یہی خیال ہے (۱۶۳۴)۔ اب وہ لوگ بتائیں جو عرفات و مزدلفہ کے علاوہ ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرتے ہیں۔ ان کا کیا خیال ہے اور ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابًا موقوتًا۔ نماز اہل ایمان پہ وقت باندھا فرض ہے۔ اس آیت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ ؎ ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

✵ امام کو نماز پڑھا کر دائیں بائیں مڑ کر بیٹھنے کی اجازت ہے۔ (۱۶۳۸)

حضور علیہ السلام کا اکثر دائیں جانب مڑ کر بیٹھنا۔ (۱۶۴۰)

جماعت کھڑی ہو تو فجر کی سنتوں کا کیا کیا جائے؟

اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلٰوۃَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةُ (۱۶۴۴) (جب اقامت ہو جائے تو کوئی نماز نہیں سوائے فرض کے۔ فجر کی سنتوں کی اہمیت کے پیش نظر بہت سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان جماعت کھڑی ہوتی اور اس کو پالینے کی امید پہ) مسجد کے کسی کونے میں ادا کر لیا کرتے تھے جیسا کہ معجم طبرانی کبیر ج ۹، ص ۲۷۷ پہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔ جاء ابن مسعود والامام یصلی الصبح فصلی رکعتین الی ساریۃ ولم یکن صلی رکعتی الفجر۔ وہ اس وقت مسجد میں تشریف لائے جبکہ فجر کی جماعت ہو رہی تھی تو آپ نے ایک ستون کی اوٹ میں فجر کی سنتیں ادا فرمائیں جو آپ پہلے ادا نہ کر سکے تھے اور آپ کا یہ معمول مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲، ص ۲۵۱ میں بھی بیان ہوا۔

حضرت سعید بن جبیر علیہ الرحمۃ کے بارے میں ہے کہ وہ اس وقت مسجد میں تشریف لائے کہ جب صبح کی جماعت کھڑی تھی۔ فصلی قبل ان یلج المسجد عند باب المسجد تو آپ نے مسجد کے دروازے کے پاس پہلے سنتیں ادا کیں پھر جماعت کے ساتھ شامل ہو گئے۔ مصنف ج ۲، ص ۲۵۱، مسند احمد ج ۱، ص ۷۷ پہ حضرت علی المرتضٰی کا بھی یہی طریقہ نقل کیا گیا ہے۔

مؤطا امام مالک میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ آپ رات کو وتر نہ پڑھ سکے اور صبح کی

Marfat.com

جماعت کھڑی ہوگئی تھی۔ آپ نے پہلے وتر ادا فرمائے پھر صبح کی جماعت میں شامل ہوئے۔ (ص ۱۱۱) السنن الکبریٰ بیہقی میں تو معنون حدیث کے آخر میں یہ الفاظ موجود ہیں (جب اقامت ہو جائے تو کوئی نماز نہیں سوائے فرض کے) الا رکعتی الفجر سوائے فجر کی دو رکعت (سنتوں) کے۔ (ج ۲ ص ۴۸۳) لہٰذا غیر مقلدین کا اس مسئلہ کی وجہ سے احناف کو کوسنا اور نعوذ باللہ جہنمی قرار دینا جیسا کہ حکیم صادق سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول ص ۴۲ پہ اور جماعت غرباء اہل حدیث کے مفتی عبدالستار نے فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۴۰ پہ لکھا' زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یہ فتوے صرف احناف پہ نہیں لگ رہے بلکہ براہ راست صحابہ کرام پہ بھی لگ رہے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی

کیا یہ بدعت ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "میں نے حضور علیہ السلام کو کبھی نماز چاشت ادا کرتے ہوئے نہ دیکھا۔ وانی لا سبحها۔ اور میں ضرور پڑھتی ہوں کیونکہ حضور علیہ السلام کبھی ایک کام پسند فرماتے مگر اس خوف سے نہ کرتے کہ لوگ بھی کرنے لگیں گے تو کہیں فرض نہ ہو جائے۔ (۱۶۶۲) (اس سے اوپر والی روایت میں حضرت عائشہ ہی سے ہے کہ حضور علیہ السلام سفر سے تشریف لاتے تو نماز چاشت ادا فرماتے لیکن اس سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ ایک کام حضور علیہ السلام نے کبھی کبھار کیا ہو تو اس کو اگر کوئی ہمیشہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور اس پہ یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ جب حضور علیہ السلام نے یہ کام ہمیشہ نہیں کیا تو تو کیوں کرتا ہے؟ اور یہ بھی ایک طرح کا نیا کام ہے اور کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار۔ جس طرح بعض لوگوں کی عادت سی بن گئی ہے کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں) برسبیل تذکرہ یہ روایت بھی پیش نظر رہے کہ فتح مکہ کے موقع پر اتنی زبردست مصروفیت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاتح بن کر مکہ میں داخل ہو رہے ہیں' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُمّ ہانی بنت عبدالمطلب کے ہاں تشریف لے گئے۔ غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرمائی۔ (۶۹-۱۶۶۸)

✱ انسان کے ہر جوڑ پہ جو ہر صبح صدقہ لازم ہوتا ہے وہ اس طرح اترتا ہے کہ ایک بار الحمد للہ کہنا یا سبحان اللہ کہنا یا اللہ اکبر کہنا' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر الگ الگ صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب پہ حاوی ہیں۔ (۱۶۷۱)

✱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حدیث کی روایت میں ایک انداز اوصانی خلیلی میرے پیارے محبوب نے مجھے یوں فرمایا۔ (۱۶۷۲)

✱ حضور علیہ السلام نے صبح کی سنتیں ہمیشہ بہت ہلکی پھلکی ادا فرمائی ہیں۔ (۱۶۸۴)

✱ روزانہ بارہ رکعت نماز (نوافل و سنتیں) پڑھنے والے کے لئے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ (۹۵-۱۶۹۴)

✱ صحابی نے حضور علیہ السلام کے سر انور پہ ہاتھ رکھ کر بات کی۔ (۱۷۱۵)

✱ مرغ کی آواز پر حضور علیہ السلام رات کو نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے۔ (۱۷۳۰)

✱ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ السلام کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: کیا تو

Marfat.com

نے قرآن نہیں پڑھا؟ فان خلق نبی اللہ کان القرآن۔ اللہ کے نبی علیہ السلام کا خلق قرآن ہی تو تھا۔ (یعنی قرآن کی مکمل تفسیر کہ جس چیز کا حکم قرآن میں ہے آپ کا اخلاق اس کا آئینہ دار تھا)۔ (۱۷۳۹)

✵ حضور علیہ السلام تہجد کی بھی قضا فرماتے۔ (۴۳-۱۷۴۴)

✵ رات کا وظیفہ رہ جائے اور اس کو فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لیا تو گویا رات کو ہی پڑھا ہے۔ (کُتِبَ لَهُ كَأَنَّهُ قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ) (۱۷۴۵)

✵ اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نزول اجلال فرما کر بندوں کو اپنی بخشش کی طرف بلاتا ہے۔ (۱۷۷۲ تا ۱۷۷۷)

✵ شب قدر ستائیسویں رات ہے اور اس کی صبح سورج بغیر شعاع کے نکلتا ہے۔ (۱۷۸۵)

✵ دعائے نور کا حوالہ (۱۷۸۸، ۱۷۹۴، ۱۷۹۹)

✵ حضور علیہ السلام کا نیند میں خراٹے لینا (۱۷۹۲)

✵ نبی علیہ السلام کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ (۱۷۹۳)

✵ تہجد کی ایک ہی رکعت میں سورۃ بقرہ، آل عمران دو مرتبہ اور سورۃ نساء کی تلاوت وہ بھی ٹھہر ٹھہر کر (۱۸۱۴)

✵ تہجد کے لئے نہ اٹھنے والے کے کانوں میں شیطان کا بول کرنا (۱۸۱۷)

✵ حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خفگی کا معاملہ (۱۸۱۸)

✵ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ نماز کا کچھ حصہ (نوافل وسنن) گھروں میں ادا کیا کرو۔ (۱۸۲۰) اس سے گھر میں بہتری ہوگی۔ (۱۸۲۲)

✵ جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (۱۸۲۴)

✵ سب سے پسندیدہ کام ہمیشگی والا ہے۔ (۱۸۳۴، ۱۸۳۰)

(احب الاعمال الی اللہ ادومها)

(اس کے بعد کتاب فضائل القرآن کا آغاز ہو رہا ہے)

✵ قرآن تیزی کے ساتھ سینوں سے نکلتا ہے (یعنی جو اس کو پڑھنے سے اعراض کرتا ہے یہ بھی اس کے سینے میں نہیں ٹھہرنا چاہتا کیونکہ بے نیاز کا کلام ہے اگر تو نہیں پڑھتا تو اس کو لاکھوں پڑھنے کے لئے بے تاب بیٹھے ہیں) (۱۸۴۱)

✵ جو قرآن پڑھتے ہوئے اٹکتا ہے اس کو دوہرا اجر ملتا ہے۔ (۱۸۶۳)

اللہ تعالیٰ نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر ان کو یاد فرمایا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی خوبصورت آواز عطا فرما رکھی تھی کہ حضور علیہ السلام نے ان کی قرات

Marfat.com

سن کر انہیں فرمایا:

لَقَدْ اُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ (۵۲-۱۸۵۱)

(اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور خلافت میں نماز تراویح کے لئے انہی کو امام مقرر فرمایا)

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے انہیں قرآن سنانے کا حکم دیا۔ انہوں نے عرض کی: اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَ عَلَيْكَ اُنْزِلَ۔ حضور! میں آپ کو سناؤں؟ آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہے۔ فرمایا: میرا دل چاہ رہا ہے اپنے علاوہ کسی دوسرے سے قرآن سنوں انہوں نے سورۃ نساء کی تلاوت شروع کی اور جب فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ...... کی آیت پر پہنچے (سر جھکا کر بڑی کیفیت میں پڑھ رہے تھے) کسی نے چٹکی کاٹی' سر اٹھایا' دیکھا تو حضور علیہ السلام کے آنسو بہہ رہے تھے۔ (۱۸۶۷) (کیونکہ اس آیت میں حضور علیہ السلام کی علوشان کا ذکر ہے کہ ہر نبی اپنی امت کا گواہ ہوگا اور حضور علیہ السلام ساری کائنات پر گواہ ہوں گے تو یہ رونا خوشی کا رونا تھا)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابی سے فرمایا:

اَمَرَنِيْ رَبِّيْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْكَ

مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن مجید (سورۃ البینہ) **کی تلاوت کروں**۔ انہوں نے عرض کیا: اَللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ۔ کیا اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: اَللّٰهُ سَمَّاكَ لِيْ۔ ہاں ہاں اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ تیرا نام لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابی نے (خوشی کی انتہا میں) رونا شروع کر دیا کہ زہے نصیب مجھ مشت خاک کا رب الافلاک نے نام لیا اور یہ نتیجہ تھا محبت قرآن اور اتباع صاحب قرآن کا) (۶۵-۱۸۶۴)

✵ نماز میں تین آیات پڑھنا تین حاملہ اونٹیاں پانے کے برابر ہے۔ (۱۸۷۲)

✵ سورۃ اخلاص ثلث قرآن ہے۔ (۱۸۸۶) اس سے جو محبت کرتا ہے وہ اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ (۱۸۹۰) اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ۔

✵ قرآن کو زیادہ جاننے والے' آزاد کردہ غلام کو گورنر مکہ بنا دیا گیا۔ ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ اخرین۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے سبب کئی اقوام کو (جو اس پر عمل کریں گی) بلند کرے گا اور کئی قوموں کو (جو اس سے منہ موڑیں گی) پست فرما دے گا۔ (۱۸۹۷)

✵ سات قرات (سبعة احرف) کا ذکر (۱۸۹۹) (اس سے مراد سات مضامین بھی ہو سکتے ہیں۔ وعدہ' وعید' محکم' متشابہ' حلال' حرام' قصص' امثال' سات قواعد تجوید بھی جیسے ادغام' اظہار' تفخیم' ترقیق' امالہ' مد' قصر۔ کیونکہ اہل عرب کا ان قواعد میں اختلاف تھا۔ مثلاً اگر کسی لفظ میں کسی کے لئے ادغام کرنا آسان ہے تو وہ ادغام کر لے دوسرا نہ کرنے میں آسانی سمجھے تو نہ کرے۔ سات قرات مراد ہوں تو بھی اجازت ضرورت کی بنا پر تھی۔ لہٰذا اب سات قرات میں پڑھنے سے پرہیز کیا جائے

Marfat.com

بالخصوص مجمع عام میں۔ اس کی تفصیل اسی حدیث کے تحت نووی شرح مسلم میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (۲۷۳،۲۷۲)

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے قرآن پاک کی تلاوت کے سلسلہ میں اپنی امت کے لئے آسانی پیدا کرنے کی تین بار دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے سات قرات پہ قرآن مجید پڑھنے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا: اب تین دعائیں بھی کرلیں (جو بہرصورت مقبول ہی مقبول ہیں) میں نے دو دعائیں اپنی امت کی بخشش کے لئے کیں۔

وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِیَوْمٍ یَرْغَبُ اِلَیَّ الْخَلْقُ کُلُّهُمْ حَتّٰی اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ (۱۹۰۴)

اور تیسری دعا میں نے اس دن کے لئے سنبھال رکھی ہے جس دن تمام مخلوق کو میری ضرورت ہوگی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) بھی میری طرف ہی رغبت کریں گے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس موقع کے لئے ہی کہا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اس میں اس عقیدے کا زبردست رد ہے کہ حضور علیہ السلام ایک چٹھی رساں کی طرح ہمیں قرآن دے کر چلے گئے۔ اب ہمیں آپ کی ضرورت نہیں۔ نعوذ باللہ۔

جب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے اور حضور علیہ السلام کے بغیر ان کا گزارہ نہیں تو تو کس کھیت کی مولی ہے۔ کہیں حضور علیہ السلام تیرا یہ گستاخانہ عقیدہ دیکھ کر یہ نہ فرمادیں کہ اگر تجھے میری ضرورت نہیں تو جا دفع ہو جا مجھے بھی تیری ضرورت نہیں۔ پھر

اس دن آ کڑ تے مغروری نکل جاوے گی تیری
جس دن کہیا سرور عالم ایہہ نیں امت میری

✵ نماز کی ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنے کا جواز (لیکن یہاں فرضی نماز کا ذکر نہیں ہے) (۱۹۰۸،ص ۲۷۵)

✵ استواء (زوال) کے وقت نماز جنازہ بالاجماع مکروہ نہیں ہے۔

لان صلوٰۃ الجنازہ لاتکرہ فی ھذا الوقت بالاجماع۔ (حاشیہ ص ۲۷۶)

زیر حدیث: کان رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ینھانا ان نصلی فیھن وان نقبر فیھن موتانا

✵ ایک فرمان کو حضور علیہ السلام سات مرتبہ سے زیادہ بھی (مختلف مواقع میں) دہراتے تھے۔ (حدیث نمبر ۱۹۳۰) کے آخری الفاظ۔

✵ حضور علیہ السلام عصر سے پہلے دو رکعتیں ادا فرماتے تھے (ظہر کی بعد والی دو سنتیں۔ قاضی عیاض بحوالہ صحیح مسلم شرح نووی علامہ وحید الزمان) جو اگر کبھی رہ جاتیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) عصر کے بعد ان کی قضا فرماتے۔ (۱۹۳۴)

✵ اذان مغرب کے بعد اور نماز سے پہلے والی دو رکعت کو خلفائے راشدین مستحب نہ جانتے تھے۔ (صحیح مسلم شرح

Marfat.com

نووی۔علامہ وحیدالزمان اس کے بعد کتاب الجمعہ کا آغاز ہو رہا ہے)

✵ حضرت عمر فاروق نے ایک صحابی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو جمعہ کے دن مسجد میں دیر سے آنے پر غصے میں آ کر فرمایا:

ایة ساعة هذا۔ یہ کون سا وقت ہے آنے کا؟ (۵۶-1955)

✵ جمعہ کو جلدی مسجد میں آنے کا ثواب (اونٹ گائے دنبہ مرغی اور انڈے) کے برابر (۸۴-۱۹۶۳)

معلم علم و حکمت ﷺ کا علاج کرنے والا اپنا علاج کروا بیٹھا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص ضماد نامی مکہ میں آیا جس کا تعلق قبیلۂ ازدشنوءہ سے تھا اور وہ آسیب وغیرہ کا علاج کرتا تھا اس نے مکہ کے کچھ بے وقوف لوگوں سے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ) مجنون ہیں تو اس نے کہا میں انہیں دیکھتا ہوں شاید اللہ انہیں میرے ذریعے شفا دے دے۔ چنانچہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں جنون وغیرہ کا علاج کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے میرے ہاتھ پر شفا دے دیتا ہے۔ کیا آپ خواہش رکھتے ہیں کہ میں آپ کا علاج کروں؟

حضور علیہ السلام نے یہ خطبہ پڑھا:

ان الحمدللّٰہ نحمدہ و نستعینه من یهده اللّٰه فلا مضل له ومن یضلل فلاهادی له واشهدان لا الٰه الا اللّٰه وحده لاشریك له وان محمدا عبده ورسوله۔ اما بعد

اس نے یہ خطبہ سنا اور عرض کیا: اَعِدْ عَلَیَّ کَلِمَاتِكَ هٰؤُلَآءِ۔ یہ کلمات دوبارہ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے دوبارہ یہ الفاظ ادا کیے پھر سہ بارہ۔ تو اس نے کہا: لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْکَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ کَلِمَاتِكَ هٰؤُلَآءِ۔ میں نے کاہنوں جادوگروں کی باتیں سنی ہیں۔ شعراء کے اشعار سنے ہیں لیکن ایسا کلام کبھی سننے کو نہیں ملا۔

وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوْسَ الْبَحْرِ۔ آپ کے کلمات تو بلاغت کے سمندر کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔ هَاتِ یَدَكَ اُبَایِعْكَ عَلَی الْاِسْلَامِ۔ اپنا ہاتھ آگے کیجئے میں اسلام پہ آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں فَبَایَعَهٗ۔ پس حضور علیہ السلام نے اس کو بیعت فرمایا۔ دائرہ اسلام میں داخل فرما دیا بلکہ اس نے اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کی (کہ اپنی قوم کو بھی اسلام میں لائے گا) الغرض! جو ہمارے حضور کا علاج کرنے کی بات کر رہا تھا وہ اپنے کفر کا علاج کروا بیٹھا۔ (۲۰۰۸) اور

گر کر قدموں پہ قربان ہو گیا — پڑھ کر کلمہ مسلمان ہو گیا

✵ خطبہ مختصر (اور نماز لمبی) عقلمند ہونے کی نشانی ہے۔ (۲۰۰۹)

✵ بِئْسَ الْخَطِیْبُ اَنْتَ۔ تو بہت برا خطیب ہے (حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو فرمایا: جس نے خطبہ پڑھا اور ومن یعص اللّٰه ورسوله کی بجائے من یعصهما پڑھا) (۲۰۱۰)

Marfat.com

ہمارا اور حضور علیہ السلام کا ایک ہی تنور تھا

حارثہ کی بیٹی فرماتی ہیں کہ میں نے سورۃ قاف حضور علیہ السلام کے منہ مبارک سے سُن کر یاد کی ہے۔(مَا حَفِظْتُ قٓ اِلَّا مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعۃ المبارک کو منبر پر جلوہ گر ہو کر لوگوں کے سامنے خطبہ میں یہ سورت پڑھا کرتے تھے۔(بنت حارثہ یعنی ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان سے پوچھا گیا ہوگا کہ آپ نے کس طرح حضور علیہ السلام کی زبان سے اس سورۃ کو سن کر یاد کرلیا تو انہوں نے فرمایا: وَكَانَ تَنُّوْرُنَا وَتَنُّوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدًا (۱۵-۲۰۱۴)

ہمارا اور حضور علیہ السلام کا تنور ایک ہی تھا۔ سبحان اللہ! حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنا قرب بیان کرنے کا کیسا پیارا انداز ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب رہا کرتے تھے کہ ہمارا تنور بھی ایک ہی تھا جس پر ہم بھی روٹیاں پکایا کرتے اور حضور علیہ السلام کے گھر والے بھی۔ کاش یہ عاجز اس تندور پر نوکر وخادم ہوتا۔

قریب مصطفیٰ ہے کوئی کوئی
مزے یہ لوٹتا ہے کوئی کوئی

٭ حضور علیہ السلام خطاب فرماتے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے' اس سے زیادہ ہاتھوں کو حرکت نہ دیتے تھے۔ (۲۰۱۶)

٭ جمعہ کے فرضوں کے بعد چار رکعت پڑھنے کا ذکر (۲۰۳۷) اور دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر (۲۰۴۱) (لہٰذا چار بھی پڑھ لو اور دو بھی یہی مذہب حنفی ہے۔ کتاب الجمعہ کی احادیث تمام ہوئیں اس کے بعد کتاب صلوٰۃ العیدین کا آغاز ہوتا ہے)۔

٭ حضور علیہ السلام نے چندہ دینے والی عورتوں کو فرمایا: هَلُمَّ فِدًى لَّكُنَّ اَبِيْ وَاُمِّيْ۔ لاؤ (چندہ) میرے ماں باپ تم پہ قربان (۲۰۴۴)

٭ حضور علیہ السلام استسقاء کے علاوہ کسی دعا میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ (نمبر ۲۰۷۶) (کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر مبالغہ کے ساتھ نہ اٹھاتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجائے ورنہ تو تمیں احادیث میں دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔) (صحیح مسلم شرح نووی)

٭ حضور علیہ السلام کی دعا سے پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی (۲۰۷۸) وَلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِّنْ نَّاحِيَةٍ اِلَّا اَخْبَرَ بِجَوْدٍ۔ (یہاں تک مکہ مدینہ کے) باہر سے جو بھی آیا اس نے خیر وارزانی کی خبر دی۔ (۲۰۷۹)

قرب خدا کی لذّت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ بارش ہونے لگی۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا ہٹا (کر گریبان کھول) دیا یہاں تک کہ آپ (کے جسم انور) پر بارش ہوتی رہی۔ ہم نے عرض کیا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا۔ حضور! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے۔ قَالَ لِاَنَّهٗ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ۔

Marfat.com

فرمایا: اس لیے کہ یہ (مینہ) ابھی میرے رب کے پاس سے آ رہا ہے۔ (۲۰۸۳)

غازی عبدالرشید علیہ الرحمۃ نے جب ایک گستاخ کو واصل فی النار کیا اور اس کے بدلے ان کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ جب تختۂ دار پہ چڑھایا گیا اور پھانسی کا پھندا لٹکایا گیا تو آپ نے پھانسی کے پھندے کو چوم کر خود ہی گلے میں ڈال لیا اور فرمایا: اے مجھے میرے رب سے ملانے والے تو نے اتنی دیر کہاں لگا دی۔

مزے یہ لوٹتا ہے کوئی کوئی

خوفِ خدا کا عالم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بادل یا آندھی آتی یا بجلی کڑکتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک بدل جاتا، کبھی باہر تشریف لے جاتے کبھی اندر آتے، کبھی آگے کو چلتے کبھی پیچھے کو۔ پھر اگر بارش ہو جاتی تو آپ کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی، خوف جاتا رہتا اور خوشی کے آثار چہرۂ انور پہ ظاہر ہو جاتے۔ اس موقع پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُكَ خَیْرَهَا وَ خَیْرَ مَا فِیْهَا وَ خَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ

اے اللہ! میں تجھ سے اس ہوا کی بہتری کا طالب ہوں اور جو اس میں ہے اس کی بہتری اور پناہ طلب کرتا ہوں اس کے شر سے اور جو اس کے ساتھ بھیجا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ بادل دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ اس میں پانی ہوگا جبکہ آپ کے چہرۂ انور پر ناگواری کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے) فرمایا: اے عائشہ! اِنِّیۡ خَشِیْتُ اَنْ یَّكُوْنَ عَذَابًا سُلِّطَ عَلٰی اُمَّتِیْ۔ میں ڈرتا ہوں کہ شاید یہ کوئی عذاب نہ ہو جو میری امت پہ بھیجا گیا ہو۔ (۲۰۸۴) دوسری روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا: کہیں ایسا نہ ہو جیسے قوم عاد نے بادل دیکھ کر کہا تھا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا۔ یہ بادل ہم پر برسے گا (لیکن وہ تو عذاب الٰہی تھا) (۲۰۸۵)

خوف خدا کی انتہا ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا: مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ۔ آپ کے ہوتے ہوئے عذاب نہیں آ سکتا۔ سچ کہا کسی نے:

نزدیک آں را بیش بود حیرانی

جب امام الانبیاء اور سید المعصومین اپنے رب سے اس قدر ڈرتے ہیں تو ہم جو کہ سراپا گناہ ہیں، ہمیں کتنا ڈرنا چاہئے اور کتنا ڈرتے ہیں۔ کوئی بندہ کسی بڑے سے بڑے درجے میں جا کر بھی خوف خدا سے بے نیاز نہیں ہو سکتا بلکہ جتنا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے اتنا ہی خوف الٰہی بڑھتا جاتا ہے۔ ضروری ہے کہ ہر بندہ ہر وقت اپنے رب کے عذاب سے ڈرتا رہے اور ہر آن صفات باری تعالیٰ میں مراقبہ کرتا رہے اور اللہ کی پناہ میں رہنے کی دعا کرتا رہے۔

عاشقاں راسہ علامت اے پسر　　رنگ زردو آہ سرد و چشم تر

Marfat.com

✵ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے: لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا (۲۰۸۹)۔ جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو بہت روتے اور کم ہنستے (اس کے بعد کتاب الجنائز کا آغاز ہو رہا ہے)

✵ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اپنے مرنے والوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔ (۲۱۲۳)

ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا تھا' کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ اس کو مصیبت پہنچے اور وہ یہ کہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اُجُرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَاَخْلِفْ لِىْ خَيْرًا مِّنْهَا

ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم سب اسی کی طرف جانے والے ہیں' اے اللہ مجھے اس مصیبت کا ثواب عطا فرما اور اس (نعمت کے بدلے جو مجھ سے لے لی گئی) اچھی (نعمت) عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر چیز اس کو عطا فرمائے گا"۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (میرے خاوند) ابوسلمہ کا وصال ہو گیا۔ میں نے یہی دعا پڑھی اور (ساتھ ساتھ دل ہی دل میں) کہتی: اَىُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِّنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ بھلا ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے کیونکہ ان کا گھر وہ پہلا گھر ہے جس نے حضور علیہ السلام کی طرف ہجرت کی۔ (میں دعا پڑھتی رہی تا آنکہ) اللہ تعالیٰ نے ابوسلمہ کے بدلے (اپنا محبوب عطا فرما دیا اور) مجھے حضور علیہ السلام جیسا شوہر دے دیا۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو حضور علیہ السلام نے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تو حضرت ام سلمہ نے کہا: میری ایک بیٹی بھی ہے اور مجھ میں غصہ بھی ہے۔ حضور علیہ السلام نے کہلا بھیجا:

اَمَّا ابْنَتُهَا فَنَدْعُوا اللّٰهَ اَنْ يُّغْنِيَهَا عَنْهَا وَاَدْعُو اللّٰهَ اَنْ يَّذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ (۲۱۲۶)

ہم اس کی بیٹی کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بیٹی کے فکر سے بے غم کر دے گا اور اس کے غصے کے لئے بھی دعا کروں گا' اللہ تعالیٰ اس کو ختم فرما دے گا۔ دوسری روایت میں بجائے مندرجہ بالا دعا کے مندرجہ ذیل دعا کا ذکر ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ وَلَهٗ وَاَعْقِبْنِىْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً (۲۱۲۸)

اے اللہ! مجھے اور اس (میرے شوہر) کو بخش دے اور مجھے اس سے اچھا بدل عطا فرما۔

اپنے نواسے کی وفات پہ امام الانبیاء کا رونا

✵ اپنے نواسے کی وفات پر حضور علیہ السلام کی چشمان مقدس آنسوؤں سے بہنے لگیں اور فرمایا: هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِىْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ (۲۱۳۵) (پوچھا گیا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا) یہ (رونا جس میں بے صبری اور چیخنا چلانا نہیں ہے) رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اس پہ رحم فرماتا ہے جو دوسروں پہ رحمت کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا آخری وقت تھا تو حضور علیہ السلام صحابہ کرام کے ساتھ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام کی حالت یہ تھی کہ وہ خود فرماتے ہیں: مَاعَلَيْنَا نِعَالٌ وَّلَا خِفَافٌ وَّلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ. نہ ہمارے پاؤں میں جوتے تھے نہ موزے، نہ جسموں پہ قمیص تھی، نہ سر پر ٹوپیاں اور ہم دس سے زیادہ لوگ تھے رضی اللہ عنھم ورضواعنہ۔ حضرت سعد کی حالت دیکھ کر حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام بہت روئے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْ يَرْحَمُ

(۳۸-۲۱۳۷)

اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسوؤں اور دل کے غم پہ عذاب نہیں فرماتا وہ تو اس پر عذاب فرماتا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا اور اس پر ہی رحم کرتا ہے (یعنی زبان سے اچھی بات نکلے تو رحم کرتا ہے اور اگر بُری بات نکالی جائے تو عذاب کرتا ہے)۔

✵ اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى۔ صبر تو وہی ہے جو صدمہ کے شروع میں ہو۔ (۲۱۳۹) (جب رونا صبر کے خلاف نہیں ہے تو جن احادیث میں یہ ہے۔ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ۔ زندہ کے رونے سے مردہ کو عذاب ہوتا ہے۔ (۲۱۴۵) اس سے وہ رونا مراد ہے جو جزع وفزع والا ہو اور ایسے رونے سے میت نے یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ میرے مرنے پہ بھی یہ ایسا ہی کریں گے۔ مرتے وقت منع نہ کیا ہو یا ایسا رونا رونے کی وصیت کر گیا ہو یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق یہ فرمان یہودیوں کے بارے میں ہے۔ (۲۱۴۷، ۲۱۵۳)

✵ حضور علیہ السلام نے نوحہ کو حرام فرمایا لیکن ایک عورت کو ایک قبیلے میں جا کر نوحہ کرنے کی اجازت دی۔ (۲۱۶۵) اس پہ علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں "شارع (علیہ السلام) کو اختیار ہے کہ بعض حکم میں کسی کو خاص کر دیں۔ (صحیح مسلم شرح نووی)

✵ حضور علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کو اپنی تہبند کا کفن پہنایا۔ (۲۱۶۸) یعنی برکت کے لئے (صحیح مسلم شرح نووی از علامہ وحید الزمان، ص ۳۷۹ یعنی بدن سے لگا رہے تا کہ برکت کا موجب ہو۔ (ص ۳۸۰)

✵ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے کفن کے لئے رکھا ہوا کپڑا یہ کہہ کر بیچ دیا اور قیمت خیرات کر دی۔ لَوْ رَضِيَهَا اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ لَكَفَّنَهٗ فِيْهَا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ کپڑا (اتنا ہی) پسند ہوتا تو اس میں اس کے نبی کو کفن دے دیا جاتا۔ (۲۱۷۹) (کیونکہ یہ حلہ یا چادران کپڑوں میں آیا تھا جو حضور علیہ السلام کے کفن کے لئے منگوائے گئے تھے)۔

✵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بہت روایتیں کرنے کی وجہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو شبہ ہوا تو حضرت عائشہ سے تصدیق چاہی اور انہوں نے تصدیق فرما دی۔ قَالَتْ صَدَقَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ۔ ابو ہریرہ نے جو کہا ہے سچ کہا ہے۔ (۹۵-۲۱۹۴)

✵ جنازے میں چالیس آدمی ہوں جو شرک نہ کرتے ہوں تو مردے کے حق میں ان کی شفاعت قبول ہوتی ہے۔

(۲۱۹۹)

Marfat.com

✱ حضور علیہ السلام نے دو جنازوں کو دیکھ کر وَجَبَتْ فرمایا۔ جس کی تعریف کی گئی اس کے لئے جنت واجب دوسرے کے لئے جہنم واجب کیونکہ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِى الْاَرْضِ۔ (تین بار فرمایا) تم زمین پہ اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ (زبان خلق نقارۂ خدا است) (۲۲۰۰)

عظیم الشان معجزہ

✱ حضور علیہ السلام نے نجاشی (اصحمہ شاہ حبش) کی موت کی اسی دن خبر دے دی جس دن اس کا وصال ہوا (نعٰى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ) (۲۲۰۴) و فيه معجزة ظاهرة لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا علامه بموت النجاشى وهو فى الحبشة فى اليوم الذى مات فيه۔ (نووی حاشیہ صحیح مسلم ۳۰۹)

وحید الزمان صاحب نے اس حدیث کے تحت غائبانہ نمازِ جنازہ کی آڑ میں حنفیوں کیخلاف تو اپنے بغض کا اظہار کر دیا ہے لیکن حضور علیہ السلام کے اس ظاہر و باہر معجزے کو بیان کرنے کی توفیق نہیں ہوئی حالانکہ جس نووی کی شرح کر رہے ہیں انہوں نے بڑے اہتمام سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کا ذکر فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے "اس میں حضور علیہ السلام کا واضح معجزہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (سینکڑوں میل دور) اس دن نجاشی کی موت کی لوگوں کو خبر دے رہے ہیں جس دن اس کا حبشہ میں انتقال ہوا۔ (اس حدیث میں اور حدیث ۲۲۱۱ میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ حضور علیہ السلام نے چار تکبیرات کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرمائی اور علامہ وحید الزمان نے بھی لکھا کہ اس سے تکبیرات جنازہ کا چار ہونا بھی ثابت ہوا اور مذہب شافعیہ اور جمہور کا بھی یہی ہے۔ (صحیح مسلم شرح نووی ج ۲ ص ۳۸۸ حاشیہ ۲۲ و ص ۳۹۰ حاشیہ ۲۴)

✱ حضور علیہ السلام کی نماز یا دعا سے تمام قبریں روشن ہوگئیں جو کہ پہلے اندھیرے سے بھری ہوئی تھیں۔ (۲۲۱۵)

✱ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا (۲۱۸) (اختلاف کی تفصیل نووی میں دیکھئے حاشیہ ص ۳۱۰)

✱ احادیث کو یاد کرنے والا طالب علم مجلس صحابہ میں بیٹھ کر بات نہ کرنا۔ ادب و احترام کی وجہ سے کہ مجھ سے بزرگ حضرات تشریف فرما ہیں۔ (۲۲۳۷)

✱ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں وصیت فرمائی کہ میری قبر بھی حضور علیہ السلام کی قبر انور کی طرح (لحد یعنی سامی والی) بنانا اور کچی اینٹیں لگانا۔ (۲۲۴۰)

✱ صحابہ کرام نے حضرت سعد کے جنازے کو مسجد میں لانے پہ اعتراض کیا۔ اس سے فقہ حنفی کی تائید ہوتی ہے کہ اکثریت مسجد میں جنازہ پڑھنے کی قائل نہ تھی۔ (۲۲۵۳)

✱ حضرت عائشہ صدیقہ کو حضور علیہ السلام نے محبت سے سینہ میں مکہ مارا کیوں؟ ایمان افروز واقعہ کے لئے پڑھئے حدیث نمبر ۲۲۵۶)

✱ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب زیارت کیا کرو۔ (۲۲۶۰) (نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

Marfat.com

وَرُدُوْهَا۔ یہاں کتاب الجنائز مکمل ہوئی اور اس کے بعد کتاب الزکاۃ کا آغاز ہوتا ہے)

✱ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوَ اَبِيْهِ (۲۲۷۷) چچا باپ ہی کے برابر ہوتا ہے (ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اس لیے کہ وہ فقیر تھا فاغناہ اللّٰہ۔ پس اللہ نے اس کو غنی کر دیا)

✱ سورۃ زلزال کی آخری دو آیات جامع اور بے مثل ہیں (۲۲۹۰) کا آخری حصہ۔

✱ احد برابر سونا بھی میرے پاس ہو تو میں نہیں چاہتا کہ تین دن میرے پاس رہے مگر وہ دینار جو قرض کی ادائیگی کے لئے رکھ لوں باقی سب کچھ ایسے ایسے (ہاتھوں ہاتھ) لوگوں میں بانٹ دوں۔ (۲۳۰۴)

✱ اگر حکمرانوں کی طرف سے ملنے والی مراعاتِ دین پہ اثر انداز ہوں تو دین بچاؤ اور مال چھوڑ دو (فَاِذَا كَانَ ثَمَنًا لِدِيْنِكَ فَدَعْهُ (۲۳۰۷)

✱ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے جو دن رات خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا (۲۳۰۸)

✱ بہترین مال وہ ہے جو اپنے گھر والوں پہ خرچ کیا جائے۔ (۲۳۱۰)

✱ حضرت ابوطلحہ انصاری نے اپنا باغ (بیرحاء) راہ خدا میں تقسیم کر دیا۔ (۲۳۱۵)

✱ اگر تنگدستی ہے تو خاوند بیوی کو اور بیوی خاوند کو صدقہ دے سکتے ہیں۔ (۲۳۱۸)

ہر نیکی صدقہ ہے كُلُّ مَعْرُوْفَةٍ صَدَقَةٌ

اس حدیث کا نمبر ۲۳۲۸ ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس کے بعد صدقہ کی بہت ساری انواع کو احادیث میں بیان فرمایا گیا۔ مثلاً یہ کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں غرباء صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: مال و دولت والے تمام کا تمام اجر لے گئے کہ ہماری طرح نماز روزے کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور اپنے زائد مالوں میں سے صدقہ بھی دیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: صدقہ کا انتظام اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے بھی فرما دیا ہے اور وہ اس طرح کہ ہر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) صدقہ ہے۔ ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے۔ لا اِلٰہ الا اللّٰہ کہنا صدقہ ہے۔ اچھی بات سکھانا صدقہ ہے' بری بات سے روکنا صدقہ ہے اور اپنی بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے۔ (خلاصہ حدیث ۲۳۲۹)

پیچھے چاشت کی نماز کے بارے میں حدیث ۱۶۷۱ گزر چکی کہ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور ہر جوڑ پہ صدقہ لازم ہے (اور یہ وجوب اس طرح ادا ہوتا ہے کہ) ہر حمد و تکبیر و تسبیح و تھلیل پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ یہاں حدیث ۲۳۳۰ میں یہ بھی ہے کہ راستے سے پتھر' کانٹے یا ہڈی کو دور کر دینے پر بھی صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ اس طرح تین سو ساٹھ جوڑوں کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور ایسا بندہ اس دن (جس دن وہ یہ صدقات مکمل کر لیتا ہے) دوزخ سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ (۲۳۳۰)

✱ شر سے باز رہنا (یا کسی کو شر سے باز رکھنا) بھی صدقہ ہے۔

يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ (۲۳۳۳)

Marfat.com

* جب زمین اپنے خزانے اگلے گی تو چور ڈاکو اور قاتل پچھتائیں گے کہ اس دولت کی خاطر (جس کی طرف آج کوئی دیکھتا تک نہیں) ہم چوری کرتے رہے ڈاکے مارتے رہے اور قتل کرتے رہے۔ (۲۳۴۱)

* صدقہ اگر چہ ایک کھجور کا ہی ہو اللہ کے دائیں ہاتھ میں جاتا ہے پھر وہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔ (۲۳۴۲)

* کھانا پینا پہننا حرام ہو تو دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ (۲۳۴۶)

* اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔ بچو آگ سے اگر چہ کھجور کے ایک ٹکڑے کو صدقہ میں دے کر کے ہی سہی۔ (۲۳۵۰) (اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اچھی بات کر کے بھی دوزخ سے بچ سکتے ہو)

دین میں اچھا طریقہ رائج کرنے پر ثواب ملتا ہے

کچھ لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن، چمڑے کی عبائیں پہن کر تلواریں لٹکا کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے اکثر لوگ قبیلہ مضر کے تھے۔ حضور علیہ السلام سے ان کی غربت دیکھی نہ گئی، بے چینی کے عالم میں اندر باہر تشریف لے جانا اور واپس تشریف لانا ہوا، حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا۔ اذان ہوئی، نماز پڑھائی، خطبہ ارشاد فرمایا، لوگوں کو صدقہ وخیرات کی ترغیب دی یہاں تک کہ کھانے اور کپڑوں کے دو ڈھیر جمع ہو گئے۔ چہرۂ انور سونے کی طرح چمکنے لگا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ

جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے (تا قیامت) جتنے لوگ اس پہ عمل کریں گے ان کے ثواب میں کمی کیے بغیر طریقہ رائج کرنے والے کو سب کے برابر اجر ملے گا (لہٰذا کوئی ہسپتال بنوائے، مدرسہ چلائے، مسجد میں ایسا کام کروائے جس کا رواج حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں نہ تھا یا وہ چیز ہی سرے سے موجود نہ تھی جیسے قالین دریاں، سپیکر اور دیگر جدید مصنوعات سے متعلقہ سامان تو اس بنا پر اس کو بدعت کہہ کر گمراہی کے کھاتے میں نہیں ڈالا جائیگا کہ یہ چیز حضور علیہ السلام کے دور میں نہ تھی۔ اسی طرح محافل میلاد، محافل نعت، ایصال ثواب کی مجلسیں، درود و سلام قبل الاذان ہو یا بعد الاذان والجمعہ، کسی زبان میں ہو کوئی الفاظ ہوں ان سب پہ ثواب ہے۔ جس طرح کہ ان کاموں کو بدعت کہنے والے خود بے شمار کام ایسے کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام کے دور میں نہیں تھے اور ان کو کار ثواب سمجھتے ہیں پھر بتائیں کہ وہ کس اصول کے تحت ثواب ہو گئے اور معمولات اہل سنت کس قاعدے کے تحت بدعت قرار پائے۔ پیمانہ ایک رکھو یا سب کو ثواب کہو یا پھر سب کو بدعت کہو۔)

وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ

Marfat.com

اور جو اسلام میں برا طریقہ رائج کرے گا جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے (گناہ کے) بوجھ میں کمی کئے بغیر طریقہ رائج کرنے والے پر ان سب کے برابر (گناہ کا) بوجھ ہوگا۔(۲۳۵۱)

✵ مزدوری کرنے والے بھی صدقہ وخیرات کرتے تھے اور ان پر ریاکاری کا الزام لگانے والے منافقین کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

(الذین یلمزون المطوعین فی الصدقت......التوبہ)(۲۳۵۵)

✵ بھولے سے زانیہ اور چور کو صدقہ دینے والے کا صدقہ ادا ہوگیا۔ ہوسکتا ہے اس کے صدقے کی برکت سے وہ زنا سے اور یہ چوری سے باز آجائے۔(۲۳۶۲)

✵ شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ۷۴-۲۳۷۱ (ابوبکر کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائیگا جو صفات ابوبکر میں ہیں اگر یہ کسی میں ہوں تو وہ ضرور جنت میں جائے گا)

✵ جو گن گن کر رکھے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو گن گن کر دے گا۔ جو بے حساب خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو بے حساب دے گا۔(۷۷-۷۶-۲۳۷۵)

✵ قیامت کے دن سات افراد اللہ کے (عرش کے) سائے میں ہوں گے جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا۔(۲۳۸۰)

✵ اَلْيَدُ الْعُلْيَا (المنفقه) خَيْرٌ مِّنْ يَدِالسُّفْلٰى (السائله) اوپر والا ہاتھ (خرچ کرنے والا) نیچے والے ہاتھ (مانگنے والے) سے بہتر ہے۔(۲۳۸۵)

✵ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کردیتا ہے۔ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِىْ (۲۳۹۲)

✵ قبولیت اسلام اور جہاد کے علاوہ بھی بیعت ہوسکتی ہے۔(۲۴۰۳)

۴۴-مرد چوں پیر شود حرص جواں گردد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ حُبِّ الْعَيْشِ وَالْمَالِ (۲۴۱۰)

بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کی محبت کے سلسلے میں جوان ہوتا ہے۔ ایک زندگی (دراز) کی محبت اور دوسری (لمبے) مال کی محبت۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی حدیث میں ہے' انسان خود تو بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور اس کی دو چیزیں جوان ہوتی جاتی ہیں' مال کی حرص اور زندگی کی حرص۔(۲۴۱۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

Marfat.com

لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ (۲٤۱٥)

اگر انسان کو (مال و دولت کے) دو جنگل بھر کر دیئے جائیں (اور پوچھا جائے کہ کافی ہے؟ تو) تیسرے کی چاہت کرے گا۔ اس کے پیٹ کو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی۔ اللہ تعالیٰ اس پہ توجہ فرماتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے (یعنی جو دنیا کا لالچ نہ رکھے اس کو اللہ تعالیٰ صبر و قناعت کی دولت سے مالا مال فرما دیتا ہے) کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

چشم تنگ کور دنیادار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

دنیا دار اندھے کی آنکھ کو یا تو قناعت بھر سکتی ہے یا پھر قبر کی مٹی۔

نبی اکرم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے جو مانگنے سے بچنے کا ارادہ کرلے اللہ تعالیٰ اس کو بچالیتا ہے اور جو صبر کی عادت ڈال لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر صبر (کی راہیں) آسان کر دیتا ہے اور صبر سے زیادہ کوئی بھی عطاء الٰہی بہتر اور کشادگی والی نہیں ہے۔ (۲۴۲۴) مزید فرمایا: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كِفَافًا وَّقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ (۲۴۲۶) وہ شخص مراد کو پہنچ گیا اور سلامتی پا گیا جو اسلام لایا اور ضرورت کے موافق رزق سے نوازا گیا اور اس کو جو دیا گیا اس پر قناعت کی نعمت بھی بخشی گئی اسی لیے حضور علیہ السلام نے اپنے گھر والوں کے لئے یہی دعا مانگی ہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْتًا۔ اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کو ضرورت کے مطابق ہی رزق عطا فرما۔ (۲۴۲۷)

✵ جاہلوں، مفسدوں اور سخت دل لوگوں کے شر سے بچنے کے لئے ان سے مدارات کی اجازت ہے۔ حضور علیہ السلام نے صدقہ کا مال مؤلفۂ قلوب (ضعیف الایمان) لوگوں کو دیا۔ عرض کیا گیا: زیادہ حق دار تو دوسرے لوگ تھے۔ فرمایا: انہوں نے مجھے مجبور کیا دو باتوں میں یا تو بے حیائی سے تقاضا کریں یا میں ان کے آگے بخیل ٹھہروں۔ فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ۔ بخیل تو میں ہوں نہیں (۲۴۲۸) ایک مقام پہ فرمایا (میں نے ایسا اس لیے کیا کہ) کہیں وہ (ایمان سے پھر کر) دوزخ میں نہ چلے جائیں۔ (۲۴۳۳)

سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران (شہر) کی بنی ہوئی ایک موٹے کنارے والی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ ایک دیہاتی آیا اور اس نے اس زور سے چادر کو کھینچا کہ میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کے موہرے پہ چادر کا نشان پڑ گیا۔ (اس سے اگلی روایت میں ہے کہ چادر پھٹ گئی اور اس کا ایک کنارہ حضور علیہ السلام کے گلے میں رہا اور اتنا شدید جھٹکا لگا کہ حضور علیہ السلام کا سینہ اور اس اعرابی کا سینہ آپس میں مل گیا) دیہاتی نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مُرْلِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو مال اللہ نے آپ کو دیا ہے اس سے میرا بھی حصہ نکلواؤ۔ (حضور علیہ السلام نے اس کی دست اندازی کے بارے میں ایک لفظ

Marfat.com

بھی ارشاد نہیں فرمایا کہ اتنا ہی کہہ دیا جاتا بھئی یہ کوئی طریقہ ہے چیز لینے کا آخر تو اور طریقے سے بھی بات کر سکتا تھا بلکہ) فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ (۲۴۲۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف توجہ فرما کر ہنسنے لگے اور حکم دیا کہ اس کو کچھ دے دیا جائے۔

سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

خداتعالیٰ ہمیں بھی ایسے لوگوں کے ساتھ حلم وصبر کا مظاہرہ کر کے اپنے آقا علیہ السلام کی اس سنت کو بھی زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور بداخلاق لوگوں کے ساتھ مروت کر کے سوشہیدوں کا ثواب لینے کی توفیق دے یعنی حلوہ کھانے کی سنت کے ساتھ ساتھ پتھر کھانے کی سنت کو بھی اپنانے کی توفیق مل جائے۔

* ذوالخویصرہ والی حدیث (۲۴۴۷ تا ۲۴۷۲) (خوارج کی تفصیلی علامات)
* خارجیوں کو اقرب الی الحق اور ادنی الحق الطائفتین الی الحق گروہ مارے گا جو حضرت علی کا گروہ تھا۔ (۲۴۵۷، ۲۴۶۰)
* حدیث پڑھ کر صَدَقَ اللّٰهُ وَبَلَّغَ رَسُوْلُهٗ کہنا جائز ہے (کیونکہ ان هو الا وحی یوحی۔ ۲۴۶۷)
* جب حروریہ (خارجیوں) نے ثالث مقرر کرنے پر کہا اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ۔ ہم کسی کو اللہ کے سوا حکم نہیں مانتے تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

كَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيْدَ بِهَا بَاطِلٌ۔

بات سچی ہے مگر اس سے ان کا ارادہ باطل کا ہے۔ (۲۴۶۸)

* حضور علیہ السلام حکم فرماتے کہ تم اپنی لڑکی فلاں سے بیاہ دو اور تم فلاں سے (۲۴۸۱) (کتاب الصیام کا آغاز ہو رہا ہے)
* حضور علیہ السلام کے سمجھانے کا انداز ایسا تھا کہ سادہ سے سادہ لوگ بھی سمجھ جاتے۔ جیسے مہینے کے بارے میں انگلیاں بند کر کے اور کھول کر سمجھایا کہ مہینہ یا انتیس دنوں کا ہوتا ہے یا تمیں دنوں کا۔ (۲۵۰۸-۱۰) صبح صادق کا معنی بھی اسی طرح سمجھایا۔ (۲۵۴۲)
* رمضان سے ایک دن پہلے روزہ نہ رکھا جائے الا یہ کہ کسی کا معمول ہو (مثلاً جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھتا تھا کہ اسی دن شعبان کی آخری تاریخ آ گئی (۲۵۱۸)
* اختلاف مطالع کا اعتبار کیا گیا۔ (۲۵۲۸)
* عیدین کے مہینے ناقص نہیں ہوتے (یعنی ان کا ثواب گھٹتا نہیں) (۲۵۳۱)
* حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود کا مفہوم جو صحابی نے سمجھا اور حضور علیہ السلام کا مزاح

Marfat.com

فرمانا ان وسادك لعريض ۔ تب تو تیرا تکیہ بہت چوڑا ہے (کہ مشرق و مغرب اس میں سما گئے) (۲۵۳۳)

* سحری ختم ہونے سے نماز فجر تک پچاس آیات پڑھنے کے برابر وقفہ۔ (۲۵۵۲)
* معلوم وصال سے منع فرمانا (۲۵۶۳ تا ۲۵۷۲)
* روزے کی حالت میں بوس و کنار کی اجازت مگر بہتر رک جانا ہی ہے۔ (۲۵۷۶)
* جنابت کی حالت میں روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ (۲۵۸۹)
* روزہ توڑنے والے کو کھجوروں کا ٹوکرا مل گیا۔ (۲۵۹۵)
* بعض سفر ایسے ہیں کہ جن میں روزہ رکھنا گناہ و نافرمانی ہے۔ (۲۶۱۰)
* وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين۔ منسوخ ہے۔ (۲۶۸۵)
* نفلی روزے کی نیت زوال سے پہلے ہو سکتی ہے۔ (۲۷۱۴)
* صوم دهر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت (۲۷۲۹)

لَاصَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ (۲۷۳۶)

* تین دنوں سے کم مدت میں قرآن پاک نہ ختم کیا جائے۔ (۲۷۳۰) (اس کے بعد کتاب الحج کا آغاز ہو رہا ہے)

نہ یہ بدعت ہے نہ دین میں اضافہ ہوا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر جو تلبیہ کے الفاظ ارشاد فرمائے وہ تو صرف اتنے ہیں:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

''میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں (تیرے دربار میں) میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لیے ہیں اور ملک بھی تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں''۔

جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور خود حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ فرماتے تھے۔

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ ۔ (ایک روایت میں وسعد یک سے پہلے تین مرتبہ لبیک کا لفظ ہے جبکہ ایک اور روایت میں لبیک کے بعد اللّٰھم کا لفظ ہے پھر دو مرتبہ یا تین مرتبہ لبیک کا لفظ آیا ہے اور یہ تمام روایات صحیح مسلم کی ہیں نیچے نمبر دے دیئے ہیں' ترجمہ یہ ہے ''میں حاضر ہوں تیرے دربار میں' میں حاضر ہوں نیک بختی تیری طرف سے ہے اور بھلائی تیرے ہی دونوں ہاتھوں میں ہے حاضر ہوں میں تیرے سامنے اور رغبت کرتا ہوں میں تیری ہی طرف اور عمل تیرے ہی لیے ہے۔ (۲۸۱۲ تا ۲۸۱۴)

کسی نے آج تک نہ تو اس کو دین میں اضافہ قرار دیا ہے اور نہ ہی ان الفاظ کے بدعت ہونے کا قول کیا ہے حالانکہ کہیں

Marfat.com

نہیں ملتا کہ ان بزرگوں نے پہلے حضور علیہ السلام سے ان الفاظ کو تلبیہ میں بڑھانے کی اجازت لی ہو تو ثابت ہوا کہ جہاں دعاؤں اور وظائف میں اچھے لفظوں کا اضافہ کیا جا سکتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھا کام اگر نیا بھی ہو تو اس کی ممانعت نہیں ہے چاہے وہ جمعہ کے دن نبی اکرم علیہ السلام کی بارگاہ میں درود و سلام کی شکل میں ہو یا محفل میلاد کی شکل میں' اس میں یہ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ کام حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام نے کیا ہے یا نہیں کیا۔ اس میں شک نہیں کہ ذہن میں فوراً یہ پہلو آتا ہے کہ جو کام حضور علیہ السلام نے نہ کیا ہم کیوں کریں جیسا کہ جمع قرآن کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروق جیسے صحابی جن کی رائے کے مطابق قرآن مجید کی کئی آیات نازل ہوئیں۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہہ دیا۔ آپ وہ کام (جمع قرآن کا) کیوں کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام نے نہ کیا لیکن حضرت ابوبکر صدیق یہی کہتے رہے کہ اگرچہ حضور علیہ السلام نے یہ کام نہیں کیا مگر اللہ کی قسم کام بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت عمر کی سمجھ میں بات آ گئی اور قرآن جمع ہو گیا۔ ثابت ہوا کہ حق و صواب جو ہے وہ یہی ہے کہ بہتر کام کر لینے میں ہی امت کی بھلائی ہے چاہے وہ پہلے ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

✵ جو احرام باندھے فوت ہو گیا قیامت کے دن لبیک اللھم لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔ (۲۸۹۱)

✵ حضرت عائشہ نے عرض کیا' حضور آپ کو کس نے غصہ دلایا ہے خدا اس کو دوزخ میں ڈالے۔ (۲۹۳۱)

میری وہی نیت ہے جو میرے نبی کی نیت ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک روایت حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ایسی ہی ہے چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں جب حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحائے مکہ میں اونٹ بٹھائے ہوئے تھے اور مجھ سے پوچھا: اَحَجَجْتَ ؟ کیا تو نے حج کی نیت کی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا: بِمَا اَهْلَلْتَ ؟ کیا احرام باندھا؟ میں نے عرض کیا؟ یوں کہ لَبَّيْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ میں حاضر ہوں اسی نیت احرام کے ساتھ جو میرے نبی علیہ السلام نے احرام سے نیت فرمائی ہے۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے (یہ نہیں فرمایا تو نے عبادت کی نیت میں مجھے کیوں شامل کر لیا بلکہ فرمایا: اَحْسَنْتَ۔ تو نے بہت اچھا کیا۔ (۲۹۵۷)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع میں اس طرح نیت فرمائی کہ جو نیت حضور پاک کی وہی میری بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۲۹۴۳)

✵ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کے کہنے پر حج کو عمرہ میں بدل دیا۔ (۲۹۴۶)

حجۃ الوداع کی مفصل حدیث سے ڈیڑھ سو فوائد (حدیث نمبر ۲۹۴۶)

اس حدیث کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں:

وهو حديث عظيم مشتمل علي جمل من الفوائد و نفائس من مهمات القواعد وهو من افراد مسلم لم يروه البخاري في صحيحه ورواه ابوداؤد كروايةمسلم۔

Marfat.com

یہ حدیث (الفاظ کے اعتبار سے طویل ہونے کے ساتھ ساتھ) عظیم الشان اس لیے بھی ہے کہ اس میں بہت سارے فقہی مسائل وفوائد اور اسلام کے قوائد بیان ہوئے ہیں اور یہ حدیث امام بخاری علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری کے اندر بیان نہیں فرمائی لہٰذا یہ امام مسلم کی (افراد) اکیلی احادیث میں سے ہے جبکہ ابوداؤ د نے امام مسلم کی طرح اس حدیث کو روایت فرمایا ہے اور ابوبکر بن منذر نے اس حدیث سے حاصل ہونے والے ڈیڑھ سو سے زائد فوائد ومسائل پر پوری ایک کتاب لکھی ہے۔

ان میں سے کئی مسائل کو امام نووی نے بھی صحیح مسلم کے حاشیہ پر لکھا ہے جو کہ ص ۳۹۴ سے لے کر ص ۴۰۰ تک پھیلے ہوئے ہیں جن میں سے پچھتر مسائل کو یہاں (ضروری کمی بیشی کے ساتھ صحیح مسلم شرح نووی کے حوالے سے) درج کیا جا رہا ہے۔ یاد رہے کہ اس حدیث کو امام جعفر صادق نے اپنے باپ امام محمد باقر سے روایت فرمایا ہے جو کہ امام زین العابدین کے فرزند ارجمند ہیں اور امام زین العابدین امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا کے نور نظر اور نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جگر گوشۂ بتول رضی اللہ عنہا اور جوانان جنت کے سردار ہیں۔ (بہر حال اب مسائل وفوائد ملاحظہ فرمائیں)

یاد رہے ان مسائل میں بہت سارے مسائل کا استنباط امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مذہب کے مطابق ہے کیونکہ امام نووی خود شافعی المذہب ہیں لہٰذا احناف ان مسائل میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے مذہب کے مطابق عمل کریں گے۔ احناف کے دلائل ان میں سے ہر مسئلہ پہ کتب احناف میں مذکور ہیں۔

۱- امام جعفر صادق اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ہم سب لوگوں کا حال پوچھا' اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جب لوگ ملاقات کو آئیں تو ان کے مرتبے ومقام کے مطابق ان کی خاطر داری کی جائے (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: لوگوں کے مرتبے کا خیال رکھا کرو)

۲- امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اپنا تعارف کروایا کہ میں زین العابدین بن امام حسین کا پوتا ہوں تو انہوں نے میری طرف شفقت کا ہاتھ بڑھایا۔ اس سے اہل بیت نبوت کی خاص تعظیم خاطر داری اور دلجوئی کرنے کا مسئلہ معلوم ہوتا ہے۔

۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ اَخِيْ سَلْ مَاشِئْتَ. مرحبا' خوش رہو' شاباش اے میرے بھتیجے پوچھو جو چاہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو ملاقات کو آئے کشادہ دل کے ساتھ اس کو ملنا چاہئے تا کہ اس کا دل خوش ہو اور وہ اپنے مافی الضمیر کو بلاتکلف آپ کے سامنے بیان کر سکے۔

۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ان کے سینے پہ ہاتھ رکھا اور بلا جھجک مسائل پوچھنے کا اذن دیا۔ تو معلوم ہوا کہ اپنے ملاقاتیوں کو نرمی اور اخلاق سے ڈیل کرنا چاہیے تا کہ ان کو آپ کے ساتھ انس پیدا ہو اور ان کا خوف ختم ہو اور بات کرنے

Marfat.com

حوصلہ اور جرأت پیدا ہو اور ان کے آنے کا مقصد پورا ہو سکے۔ کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بے کار ہو جائے۔

(ثم وضع كفه بين ثديى وانا يومئذ غلام شاب)

۵-امام جعفر صادق نے جو یہ فرمایا کہ میں ان دنوں جوان تھا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جابر کی ان کے ساتھ زیادہ محبت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ چھوٹی عمر کے تھے تا کہ ایک جذبے کے ساتھ اس عظیم الشان حدیث کو یاد رکھیں۔

۶-حضرت جابر رضی اللہ عنہ نابینا تھے۔اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔اس سے معلوم ہوا کہ امامت نابینا کی جائز ہے اور اس کے جائز ہونے میں اختلاف نہیں مگر افضل ہونے میں تین قول ہیں۔شافعیہ کے ایک یہ کہ امام ہونا اندھے کا آنکھ والے سے افضل ہے اس لئے کہ اس کی نگاہ کہیں نہیں پڑتی اور خیال نہیں بٹتا۔

دوسرا یہ کہ آنکھ والا افضل ہے اس لئے وہ ناپاکیوں سے خوب بچ سکتا ہے۔

تیسرا یہ کہ دونوں برابر ہیں اور یہی قول صحیح تر ہے اور یہی منصوص ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

۷-یہ کہ گھر والے کا امام ہونا افضل ہے گو نابینا بھی ہو۔

۸-یہ کہ (وہ کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھ کر) نماز جائز ہے ایک کپڑے سے اگرچہ اور کپڑے بھی موجود ہوں جیسے ان کی بڑی چادر پاس ہی پڑی تھی۔

۹-تپائی وغیرہ کا گھر میں رہنا جائز ہے۔پھر نماز پڑھائی پکار دیا تا کہ لوگ تیاری کریں حج کی اور مناسک اور احکام حج خوب سیکھ لیں اور آپ کی باتیں اور وصیتیں خوب یاد کریں اور لوگوں کو پہنچا دیں اور دعوت اسلام کی اور شوکت ایمان کی خوب ظاہر ہو جائے۔

۱۰-امام کو مستحب ہے کہ جب بڑے کام پر چلے تو لوگوں کو آگاہ کر دے کہ اس کی سواری کے لئے تیار ہو جائیں۔

۱۱-سب لوگوں نے احرام حج کا باندھا اسی لئے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر شخص نے وہی کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔پھر جب آپ نے جو لوگ ہدی نہیں لائے تھے ان کو فسخ حج بعمرہ کا حکم فرمایا تو لوگوں نے تامل کیا یہاں تک کہ آپ کو غصہ کرنا پڑا اور آپ نے عذر کیا کہ میرے ساتھ ہدی ہے ورنہ میں بھی احرام کھول ڈالتا اور معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی احرام حج ہی کا باندھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام تھا۔

۱۲-مستحب ہے غسل احرام کا اس عورت کو بھی جو حائضہ ہو یا نفاس والی۔

۱۳-نفاس والی عورت کو مستحب ہے لنگوٹ باندھنا کچھ کپڑا اندام نہانی پر رکھ کے اور اس میں اختلاف نہیں۔

۱۴-وقت احرام کے آپ نے دو رکعت پڑھیں اور نووی نے ان کو مستحب کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ مذہب ہے بہت علماء کا کہ احرام کے وقت دو رکعت مستحب ہے سوا حسن بصری وغیرہ کے اور جو لوگ استحباب کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو اس پر کچھ دم وغیرہ لازم نہیں آتا نہ وہ گنہگار ہوتا ہے مگر ایک فضیلت فوت ہو گئی اور جن وقتوں میں نماز منع ہے اگر اس

Marfat.com

وقت احرام باندھے تو مشہور یہی ہے کہ نہ پڑھے اور بعض اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ پڑھ لے۔

۱۵- حج میں سوار اور پیادہ دونوں طرح جانا روا ہے اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ سب کا اس پر اتفاق ہے اور دلائل کتاب وسنت اس میں موجود ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے: وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ (پارہ ۱۷ سورہ حج) اور اختلاف ہے علماء کا اس میں کہ افضل کیا ہے۔ تو امام شافعی اور مالک اور جمہور کا قول ہے کہ سواری پر جانا افضل ہے اس لئے کہ اس میں پیروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس لئے بھی کہ اس میں مناسک کا ادا کرنا آسان ہے اور اس لئے بھی کہ اس میں خرچ زیادہ ہوتا ہے اور جتنا خرچ زیادہ ہوا اتنا ہی ثواب زیادہ ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے اور داؤد کا قول ہے کہ پیدل جانا افضل ہے کہ اس میں مشقت زیادہ ہے اور یہ قول ٹھیک نہیں اس لئے کہ مشقت مطلوب نہیں بلکہ پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلوب ہے۔

۱۶- یہ جو کہا کہ ان پر قرآن اترتا تھا اس سے ثابت ہو گیا کہ جو عمل ان کی طرف سے روایت ہوا اسی کو اختیار کرنا ضرور ہے اور وہی دین ہے۔

۱۷- لبیک میں زیادتی آپ نے منظور کی اور یہ جو کہا کہ توحید کے ساتھ اس سے معلوم ہوا کہ مشرک لوگ جو شرک کی باتیں بڑھاتے تھے ان کو حضور علیہ السلام نے نکال دیا اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ فقط اتنا ہی لبیک کہنا جتنا حضور علیہ السلام سے ثابت ہے مستحب ہے اور یہی قول ہے امام مالک شافعی کا۔

۱۸- طواف قدوم میں آپ نے تین بار رمل کیا اور چار بار بدستور متعارف چلے اس سے ثابت ہوا کہ طواف قدوم سنت ہے اور اس پر ساری امت کا اتفاق ہے۔

۱۹- طواف سات پھیرے ہے۔

۲۰- یہ کہ رمل تین پھیروں میں اول کے سنت ہے اور رمل اچھل کر چلنے کو کہتے ہیں اور ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں

۲۱- مسئلہ اضطباع کا ہے اور وہ یہ ہے کہ چادر کا ایک حصہ داہنی بغل کے نیچے ڈال دے اور دونوں سرے ایک آگے سے ایک پیچھے سے لے کر بائیں کندھے پر ڈال دے اور دایاں کندھا کھلا رہے کہ اس میں ایک بہادری پائی جاتی ہے اور یہ اضطباع بھی اسی طواف میں ہے جس میں رمل ہے اور اصل رمل کی یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضاء میں مکہ کو تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے کہا کہ ان کو مدینہ کے بخار نے دبلا کر دیا اور یہ سست ہو گئے۔ سو آپ نے حکم دیا کہ اس طرح طواف کریں کہ کافروں پر رعب ہو جائے اور بہادری اور قوت مسلمانوں کی ان پر ظاہر ہو اور بعد اس علت دور ہو جانے کے بھی یہ حکم حجۃ الوداع میں باقی رہا اب وہ قیامت تک ضروری ہو گیا بخلاف حصہ مؤلفۃ القلوب کے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا اب نہ رہا۔

۲۲- مسئلہ یہ ہے کہ جب طواف سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے آ کر دو رکعت طواف کی ادا کرے اور اس میں

Marfat.com

اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے یا سنت اور شافعیہ کے اس میں تین قول ہیں۔ اول اور سب سے صحیح اور پکا یہ ہے کہ یہ سنت ہے۔ دوسرا یہ کہ واجب ہیں۔ تیسرا یہ کہ اگر طواف واجب ہے تو یہ رکعتیں بھی واجب ہیں اور اگر طواف سنت ہے تو یہ بھی سنت ہیں اور بہر حال اگر کسی نے ان کو نہ پڑھا تو طواف اس کا باطل نہیں ہوتا اور مسنون یہی ہے کہ ان کو مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھے اور اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حجر میں (یعنی حطیم میں پڑھے) اور نہیں تو مسجد میں جہاں ہو سکے پڑھ لے۔

۲۳- مسئلہ یہ ہے کہ طواف کی رکعتوں میں پہلی رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ احد پڑھنا سنت ہے۔

۲۴- مسئلہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ طواف قدوم کے بعد سنت ہے کہ جب دو رکعتوں سے فارغ ہو تو پھر حجر اسود کو چھوئے اور باب الصفا سے نکلے اور اسی پر اتفاق ہے کہ یہ چھونا واجب نہیں اور اگر نہ چھوئے تو کچھ دم لازم نہیں آتا اور یہی قول ہے امام شافعی کا۔

۲۵- مسئلہ یہ ہے کہ اس روایت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پہلے مذکور ہے اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ بعد میں تو معلوم ہوا کہ پہلی رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے اور دوسری میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور اس سے ثابت ہوا کہ مقدم مؤخر سورتیں پڑھنا روا ہے اگرچہ بعض جہاں اس میں تعجب کریں اور بعض روایتوں میں اس کے برعکس بھی آیا ہے

۲۶- سعی صفا سے شروع کرنا چاہئے اور یہی قول ہے شافعی اور مالک اور جمہور کا۔ نسائی میں آیا ہے کہ آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ شروع کرو وہیں سے جہاں سے شروع کیا ہے اللہ نے اور اسناد اس کی صحیح ہے۔

۲۷- مسئلہ یہ ہے کہ صفا اور مروہ پر چڑھنا چاہئے اور اس چڑھنے میں اختلاف ہے۔ جمہور شافعیہ نے کہا ہے کہ چڑھنا سنت ہے نہ شرط ہے نہ واجب ہے اور اگر کوئی اس پر نہ چڑھا تو سعی صحیح ہو گئی مگر فضیلت فوت ہوئی اور ابو حفص بن وکیل شافعی کا قول ہے کہ سعی صحیح نہیں ہوئی اور صواب وہی قول اول ہے مگر ضروری ہے کہ صفا کی زمین میں ایڑیاں لگا کر سعی شروع کرے اور مروہ کی زمین میں پیر کی انگلیاں لگا کر تمام کرے کہ سعی ناقص نہ ہو۔

۲۸- مستحب ہے کہ اتنا چڑھے کہ کعبہ دکھائی دے اگر ممکن ہو ورنہ خیر۔

۲۹- مستحب ہے بلکہ مسنون ہے کہ صفا پر کھڑا ہو اور وہی دعائیں پڑھے اور دعا کرے قبلہ رخ ہو کر اور تین بار ذکر اور تین بار دعا کرے اور بعضوں نے کہا تین بار ذکر اور دو بار دعا کرے مگر قول اول صحیح ہے اور اس دعا میں اشارہ ہے کہ جنگ احزاب میں تمام قبائل عرب مدینہ پر چڑھ آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھگا دیا اور یہ جنگ جس کو خندق کہتے ہیں چوتھے سال ہجرت کے یا پانچویں سال میں ماہ شوال میں واقع ہوئی۔

۳۰- یہ کہ وادی کے بیچ میں دوڑنا مستحب ہے باقی چلنا حسب عادت اور اس دوڑنے کو سعی کہتے ہیں اور ہر بار میں جب وادی کے بیچ میں پہنچے دوڑ کر چلے اور اگر کسی نے اس کو ترک کیا تو فضیلت فوت ہوئی۔ یہ مذہب ہے شافعی کا اور ان کے موافقین

Marfat.com

کا اور امام مالک نے کہا ہے کہ جو خوب نہ دوڑا اس پر دوبارہ اعادہ واجب ہے اور ایک دوسری روایت بھی ان سے آئی ہے۔

۳۱-مسئلہ یہ ہے کہ مروہ پہنچ کر بھی وہی ذکر اور دعا کرے جو صفا پر کی ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔

۳۲-معلوم ہوا کہ سعی آپ کی مروہ پر تمام ہوئی تو صفا سے مروہ پر پہنچنا یہ ایک پھیرا ہوا اور وہاں سے پھر صفا پر آنا دوسرا پھیرا ہے۔ ایسے ہی سات پھیرے چاہئیں اور یہی مذہب ہے جمہوری سلف وخلف کا۔

۳۳-مسئلہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لبیک سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی یوں احرام باندھے کہ یا اللہ میرا احرام وہی ہے جو فلاں شخص کا احرام ہو تو یہ روا ہے۔

۳۴-مسئلہ یہ ہے کہ راوی نے جو کہا کہ انہوں نے بال کترائے اور اس سے معلوم ہوا کہ کتروانا بھی روا ہے گو منڈانا سر کا افضل ہے مردوں کو مگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہاں افضل پر اس لئے عمل نہ کیا کہ اگر منڈاتے تو حج کے وقت مطلق بال نہ رہتے اس لئے یہاں تقصیر پر کفایت کی اور حلق نہ کیا۔

۳۵-مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے حج کے لئے آٹھویں تاریخ منیٰ کا ارادہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مکہ میں ہو وہ آٹھویں تاریخ احرام باندھے اور یہی مذہب ہے **امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ** اور ان کے موافقین کا کہ ان کے نزدیک افضل یہی ہے اس حدیث کی رو سے۔

۳۶-آٹھویں تاریخ سے پہلے منیٰ نہ جائے اور امام مالک نے پہلے اس سے جانے کو مکروہ کہا ہے اور بعض سلف نے کہا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں اگر پہلے جائے۔

۳۷-اور یہ جو فرمایا کہ آپ بھی سوار ہوئے۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اس جگہ میں سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے جیسے اور راہوں میں حج کے سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو صحیح کہا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ضعیف یہ بھی ہے کہ پیدل چلنا افضل ہے۔

۳۸-یہ کہ منیٰ میں یہ پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہیں جیسے حضور علیہ السلام نے پڑھیں۔

۳۹-یہ کہ منیٰ میں اس شب یعنی نویں رات کو رہنا سنت ہے اور یہ رہنا مسنون ہے کچھ رکن نہیں نہ واجب ہے اور اگر کسی نے اس کو چھوڑ دیا تو اس پر دم واجب نہیں ہوتا اور اس پر اجماع ہے۔

۴۰-یہ کہ جو کہا جب آفتاب نکل آیا اس سے ثابت ہوا کہ منیٰ سے نہ نکلے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو اور یہ سنت ہے باتفاق۔

۴۱-یہ کہ نمرہ میں اترنا مستحب ہے کہ سنت یہ ہے کہ عرفات میں داخل نہ ہوں جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے۔ پھر جب آفتاب ڈھل جائے ظہر اور عصر ملا کر پڑھیں۔ پھر عرفات میں داخل ہوں اس لئے نمرہ میں اترنا مسنون ہوا۔ پھر جس کا خیمہ ہو لگایا جائے اور زوال کے قبل غسل کریں وقوف عرفات کے لئے پھر جب زوال ہو جائے امام لوگوں کے ساتھ مسجد ابراہیم میں

Marfat.com

جائے اور وہاں دو چھوٹے چھوٹے خطبے پڑھے اور دوسرا خطبہ بہت چھوٹا ہو۔ پھر اس کے بعد ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے ادا کرے پھر نماز سے فارغ ہو کر موقف میں جائے۔

۴۲- یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم کو خیمہ میں یا اور سایہ کے نیچے رہنا درست ہے۔

۴۳- خیموں کا رکھنا روا ہے بالوں کے ہوں خواہ اور کسی چیز کے اور نمرہ ایک موضع ہے عرفات کے بغل میں اور عرفات میں داخل نہیں۔ قولہ' قریش یقین کرتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ قریش تمام عرب کے خلاف کرتے تھے کہ عرب لوگ عرفات میں جا کر وقوف کرتے اور قریش مزدلفہ میں کھڑے رہتے اور کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے گھر والے ہیں۔ ہم حرم سے باہر نہ جائیں گے اور مزدلفہ حرم میں ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بفرمان واجب الاذعان قرآن کے عرفات میں جا کر وقوف کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ یعنی پھر لوٹو وہاں سے جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں یعنی عرفات سے۔

۴۴- قولہ یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عرفات میں داخل ہونا قبل صلوٰۃ ظہر وعصر کے خلاف سنت ہے۔

قولہ آپ وادی کے بیچ میں پہنچے الخ یہ وادی عرنہ ہے جس میں عین کو پیش' رکوز بر اس کے بعد نون ہے اور عرنہ عرفات میں داخل نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور تمام علماء کا یہی قول ہے مگر امام مالک فرماتے ہیں کہ عرفات میں ہے۔

۴۵- قولہ پھر خطبہ پڑھا الخ اس سے مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ خطبہ یہاں مستحب ہے امام کو عرفہ کے دن اور یہ باتفاق امت مسنون ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیہ نے اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ حج میں چار خطبے سنت ہیں۔

ایک تو ساتویں تاریخ ذی حجہ کی کعبہ کے پاس بعد ظہر کے۔

دوسرے یہی جو مذکور ہوا عرنہ میں عرفات کے دن۔

تیسرے یوم النحر میں یعنی دسویں تاریخ۔

چوتھے کوچ کے دن منیٰ سے جس کو یوم نفر اول کہتے ہیں اور وہ ایام تشریق کا دوسرا دن ہے یعنی بارھویں تاریخ اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ یہ سب جگہ ایک ہی ایک خطبہ ہے مگر عرفات کے دن کہ اس میں دو ہیں اور اسی طرح یہ سب خطبے بعد نماز ظہر کے ہیں مگر خطبہ' عرفات کہ وہ قبل ظہر کے ہے اور ہر خطبہ میں احکام ضروریہ کی تعلیم کرنا ضروری ہیں۔

قولہ اور تمہارے خون اور اموال الخ اس میں بڑی تاکید فرمائی کہ جیسے عرب کو اس دن کی حرمت اور اس ماہ کی حرمت اور اس شہر مکہ کی حرمت بخوبی معلوم تھی ویسے ہی ایک دوسرے کو مارنا' مال لوٹنا' ایذا دینا اس کو آپ نے حرام فرمایا۔

۴۶- مسئلہ یہ کہ نظیر دینا اور مثال بیان کرنا اور تشبیہ دینا درست ہے جیسے آپ نے یہاں مال و جان کی حرمت کی تشبیہ دی۔

قولہ ہر چیز ایام جاہلیت کی میرے پیروں کے نیچے ہے' الخ۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ بیع و شراء اور معاملات ایسے کہ جن

Marfat.com

میں ابھی قبضہ نہیں اور خون ایسے جن کا قصاص نہیں لیا گیا اور سود جو وصول نہیں کیا گیا اس کا مطالبہ اب نہ کرنا چاہئے اور یہ سب باطل اور لغو ہو گیا اور ابن ربیعہ کا نام محققوں نے لکھا ہے کہ ایاس تھا بیٹا ربیعہ کا وہ بیٹا حارث کا وہ بیٹا عبدالمطلب کا اور بعضوں نے اس کا نام حارثہ کہا ہے اور یہ لڑکا چھوٹا تھا اور گھروں میں گھٹنوں کے بل چلتا تھا اور بنی سعد اور بنی لیث کے بیچ میں لڑائی ہوئی اور اس کے ایک پتھر لگا اور مر گیا یہ قول ہے زبیر بن بکاء کا۔

۴۷- اور یہ جو فرمایا ڈرو اللہ سے عورتوں کے بارے میں الخ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور اخلاق اور محبت اور نرمی سے بسر کرنا ضروری ہے اور اس بارے میں بہت احادیث آئی ہیں اور بہت ڈرایا ہے آپ نے ان کی حق تلفی سے اور فرمایا ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہتا ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بارے میں ایک کتاب ہے ریاض الصالحین۔ اور یہ جو فرمایا حلال کیا ہے تم نے ان کے ستر کو الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ اس حکم خدائے تعالیٰ سے ان کی شرمگاہیں تم پر حلال ہوئی ہیں تو اس کا خیال رکھو کہ انہیں تکلیف نہ دو اور ان کے حقوق تلف نہ کرو یا اس سے مراد کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے کیونکہ مسلمان عورت غیر مسلمان مرد کو جائز نہیں یا مراد اس سے یہ آیت ہے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ یا مراد کلمہ سے ایجاب و قبول ہے اور یہ کلمہ اللہ ہی نے بتایا ہے اور یہ جو فرمایا تمہارے بچھونے پر الخ اس سے زنا مراد نہیں اس لئے کہ اس میں تو رجم ہے یعنی پتھراؤ کر کے مار ڈالنا بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی غیر کے ساتھ تخلیہ نہ کریں یا کسی کو گھر میں نہ آنے دیں جب تک کہ اجازت نہ ہو خواہ مرد ہو خواہ عورت خواہ اجنبی ہو خواہ بی بی کے محارم میں سے ہو غرض بغیر اجازت شوہر کے کسی کو گھر میں آنے نہ دینا چاہئے پھر خواہ اجازت زبان سے پائی جائے خواہ عرف و عادت سے۔

۴۸- یہ مسئلہ ہے کہ عورت کو مارنا تنبیہ اور تادیب کے لئے جائز ہے مگر ایسی ہی ضرب ہو کہ جس سے ضرر شدید نہ پہنچ جائے اور اگر ایسی مار ماری جو درست ہے یعنی اس میں ضرر شدید نہ تھا اور اتفاق سے وہ مر گئی تو اس پر (یعنی زوج پر) دیت ہے اور زوج کے عاقلہ پر اس کی ادائیگی واجب ہے اور زوج اپنی مال سے کفارہ دے۔

۴۹- قولہ روٹی ان کی الخ معلوم ہوا کہ خرچ عورت کا اور کھلانا پلانا اور کپڑا دستور کے موافق زوج پر واجب ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔

۵۰- وصیت کی آپ نے قرآن کے تمسک پر اور فرمایا کہ جب تک اس کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اور حد بیان کی اس کے تمسک تک معلوم ہوا کہ جس نے قرآن چھوڑ دیا یعنی اس کے اوامر پر عمل نہ کیا' نواہی سے نہ بچا' قصص سے عبرت نہ پکڑی خبروں کی تصدیق نہ کی' وعدوں کی امید نہ رکھی' وعیدوں سے خوف نہ کیا' صفات باری پر یقین نہ لایا وہ گمراہ ہوا۔ یہ اس کا حال ہے جو قرآن کے معانی اور مطالب کو جانتا ہے اور عمل نہیں کرتا ہے۔ پھر اس کا حال پوچھتے ہو جو کم بخت قل ھو اللہ کے معنی بھی نہیں جانتا۔

Marfat.com

۵۱- جو شخص جمع کرے دو نمازوں کو تو اس کو لازم ہے کہ ترتیب سے پڑھے یعنی ظہر' عصر اور پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت اور دوسری کے لئے فقط اقامت کہے اور ان کے بیچ میں کچھ نہ پڑھے اور اس میں شافعیہ کا اتفاق ہے اور یہی صحیح ہے۔

۵۲- پھر سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی آخر الحدیث۔

قولہ پھر آئے کھڑے ہونے کی جگہ تو مستحب ہے جب نماز سے فارغ ہو تو جلد موقف میں آ جائے۔

۵۳- وقوف سواری پر افضل ہے اور اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس میں شوافع کے تین قول ہیں۔ اصح ان میں یہی ہے کہ سواری پر افضل ہے اور دوسرا یہ کہ بے سواری کے افضل ہے۔ تیسرا یہ کہ دونوں برابر ہیں مگر سواری پر فعل نبی علیہ السلام ہے اور بے سواری کے تقریر اور فعل تقریر سے افضل ہے پس قول اول بہتر ہے۔

۵۴- ان پتھروں کے پاس افضل ہے وقوف کرنا اور وہ پتھر بچھے ہوئے ہیں جبل رحمت کے دامن میں اور جبل رحمت زمین عرفات کے بیچ میں واقع ہے۔ غرض موقف مستحب وہی ہے۔

۵۵- آپ نے ظہر اور عصر ملا کر پڑھی اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ جمع یہیں مشروع ہے مگر اس کے سبب میں اختلاف ہے کسی نے کہا سبب اس کا بجا آوری نسک ہے اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ اور بعض اصحاب شافعی کا ہے اور اکثر شافعیہ نے کہا سبب اس کا سفر ہے اور ان لوگوں کا قول ہے کہ جو وہیں رہتا ہو یا مکہ میں ہو کہ وہ منزل سے کم ہے تو اس کا جمع روا نہیں جیسے قصر روا نہیں۔

۵۶- قبلہ کی طرف منہ کرنا وقوف کے وقت مستحب ہے۔

۵۷- قولہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھا لیا۔ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ ایک جانور پر دو آدمی کا بیٹھنا درست ہے اگر جانور طاقت رکھتا ہو اور اس باب میں بہت روایتیں آئی ہیں۔

قولہ سر اس کا کجاوہ کے آگے مورک میں لگ گیا۔ مورک وہ جگہ ہے جو کجاوہ کے آگے ہوتی ہے اور کبھی سوار جب تھک جاتا ہے اور پیر لٹکے لٹکے سن ہو جاتے ہیں تو اٹھا کر وہاں رکھ لیتا ہے اور وہاں ایک چمڑا لگا ہوتا ہے۔

۵۸- سوار کے لیے ضروری ہے کہ پیدلوں کے ساتھ نرمی کرے اور ان کے بیچ میں سواری دوڑائے نہیں کہ ان میں بھاگڑ پڑے اور گڑبڑ ہو یا ہل چل مچے اس لئے آپ مہار کھینچے رہے۔

۵۹- جب عرفات سے لوٹے تو آہستہ آہستہ چلے جلدی چلنے کی حاجت نہیں کہ خلاف سنت ہے۔

قولہ آخر مزدلفہ پہنچ گئے اور مزدلفہ مشہور جگہ ہے حد اس کی مشہور ہے اور عرفات سے تین کوس ہے اور مزدلفہ سے منیٰ تین کوس ہے اور منیٰ سے مکہ تین کوس ہے اور وہ حرم میں داخل ہے۔

۶۰- شب کو آپ وہاں رہے اور شب کو وہاں رہنا حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی اور بعض شافعیہ کا بھی یہی قول ہے اور بعض شافعیہ کے نزدیک فرض ہے۔

Marfat.com

۶۱-آپ نے مغرب اور عشاء ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھیں جیسے ظہر اور عصر عرفات میں پڑھی تھیں اور یہ مذہب ہے شافعی اور زفر کا اور دوسرے اماموں کا اور ابوحنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ عشاء میں اقامت ضروری نہیں اس لئے کہ وہ اپنے وقت پر ہے بخلاف عصر عرفات کے کہ وہ غیر وقت میں تھی۔

۶۲-رات کو مزدلفہ میں رہنا واجب ہے یا سنت ہے صحیح قول شافعی کا یہ ہے کہ اگر کوئی شب کو وہاں نہ رہا تو حج اس کا صحیح ہو گیا اور گنہگار ہوا مگر اس پر دم واجب ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے ترک میں گناہ نہیں اور نہ دم واجب ہوتا ہے مگر وہاں ٹھہرنا رات کو مستحب ہے اور ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ رکن ہے اور بغیر اس کے حج صحیح ہی نہیں ہوتا جیسے بغیر وقوف عرفات کے حج صحیح نہیں ہوتا اور یہ قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ابوبکر بن محمد بن اسحاق بن خزیمہ کا اور علقمہ اور اسود اور شعبی اور نخعی اور حسن بصری کا۔

۶۳-مزدلفہ میں نماز سویرے پڑھنا چاہئے صبح کی اس لئے کہ آج مناسک بہت ہیں۔

یاد رہے! صبح کی نماز میں اذان اور اقامت دونوں مسنون ہیں اور اسی طرح نمازوں میں مسافر کی اور اس میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں بھی اذان دلوائی جیسے حضر میں دلواتے تھے۔

۶۴-قولہ پھر چلے یہاں تک کہ المشعر الحرام میں آئے اور اس سے معلوم ہوا کہ المشعر الحرام وہی قزح ہے اور جماہیر مفسرین اور اہل سیر نے کہا ہے کہ المشعر الحرام تمام مزدلفہ ہے۔

۶۵-معلوم ہوا یہاں بھی وقوف کرنا مناسک حج میں داخل ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں مگر اختلاف اس میں ہے کہ یہاں سے کب چلے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی اور جماہیر علماء کا قول ہے کہ یہاں کھڑا دعا کرتا رہے اور ذکر میں مشغول رہے یہاں تک کہ صبح روشن ہو جائے جیسے اس حدیث میں ہے اور امام مالک نے کہا ہے کہ یہاں سے روشنی ہونے سے قبل چل دے۔

۶۶-قولہ فضل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورتوں سے آنکھ بند کرنا چاہئے۔ اور یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جو قدرت رکھے گناہ سے روکنے کی اپنے ہاتھ سے تو روک دے اپنے ہاتھ سے اسی لئے آپ نے ہاتھ رکھ دیا۔

قولہ بطن محسر میں پہنچے محسر اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ فیل اصحاب فیل کا وہاں رک گیا تھا اور روکنے کو عربی میں حسر کہتے ہیں۔

۶۷-قولہ تب اونٹنی کو ذرا چلایا۔ اس لیے اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ بطن محسر سے جلدی گزرنا چاہئے اور یہ سب سنت ہے۔ اس مقام کی سنتوں میں سے اور وہ ایک تیر کے پٹہ تک ہے یا ڈھیلا پہنچنے کی مسافت تک۔

۶۸-قولہ بیچ کی راہ لی اس سے معلوم ہوا لوٹتے وقت عرفات سے اس راہ سے منیٰ میں داخل ہونا سنت ہے اور یہ اس راہ کے سوا ہے جس راہ سے آپ عرفات کو گئے تھے اور یہ ایسی بات ہے جیسے آپ نے مکہ جاتے وقت ثنیۃ العلیا کی راہ لی اور نکلتے

Marfat.com

وقت ثنیۃ السفلیٰ کی اور عیدین میں بھی آپ ایک راہ سے جاتے دوسرے سے آتے یا استسقاء میں چادر الٹتے۔ غرض یہ سب گویا بطور تفاول کے ہوا۔

۶۹- قولہ جمرہ عقبہ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ جب مزدلفہ سے آئے تو منیٰ میں پہنچ کر پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اس سے پہلے کچھ نہ کرے اور یہ رمی اس کی منیٰ میں اترنے سے پہلے ہو۔ غرض اس رمی سے فارغ ہو کر پھر اترے۔

۷۰- قولہ اور سات کنکریاں الخ اس سے معلوم ہوا کہ سات کنکریاں ماریں دانہ باقلا کے برابر اس سے بڑے نہ چھوٹے اور اگر اس سے بڑے چھوٹے ہوں تب بھی کافی ہیں مگر پتھر ہوں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کے نزدیک سرمہ اور ہڑتال اور سونے اور چاندی وغیرہ سے رمی درست نہیں۔ اسی طرح جن چیزوں کو حجر نہیں کہتے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اجزائے ارض میں جو چیز ہو درست ہے۔

۷۱- معلوم ہوا کہ ہر کنکری پر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر اور معلوم ہوا کہ ایک ایک کنکری الگ الگ مارے اور یہی ثابت ہے۔ احادیث سے اور بطن وادی میں کھڑا ہو اور بعضوں نے کہا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یوم النحر میں یہی رمی جمرہ عقبہ مشروع ہے اور کچھ نہیں اور اس پر اجماع ہے تمام مسلمانوں کا اور یہ رمی نسک میں داخل ہے یا جماع مسلمین اور مذہب شافعیہ کا ہے کہ یہ واجب ہے، رکن نہیں۔ پھر اگر کسی نے چھوڑ دی یہاں تک کہ ایام رمی نکل گئے تو گنہگار ہوا اور اس پر دم لازم آیا اور حج صحیح ہو گیا اور امام مالک نے کہا ہے حج فاسد ہو گیا اور واجب ہیں سات کنکریاں کہ اگر ایک بھی کم ہو گئی تو چھ کافی نہیں ہوتیں۔

قولہ پھر نحر کی جگہ میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ ہدی بہت لانا مستحب ہے کہ آپ کے سو اونٹ ہدی تھے اور پورے ہوئے۔

۷۲- ثابت ہوا کہ مستحب ہے ذبح کرنا ہدی کا اپنے ہاتھ سے اور نیابت بھی جائز ہے بالا جماع جب نائب مسلمان ہو اور پورے ہوئے اس سے۔

۷۳- مستحب ہے جلدی ذبح کرنا ہدایا کا اگرچہ بہت ہوں اور ذبح سب کا یوم النحر میں مستحب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ اونٹ جو آپ کے ساتھ آئے وہ تو آپ نے ذبح کیے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ لائے تھے وہ ان کو ذبح کے لئے دیئے جو وہ یمن سے لائے تھے۔ غرض یہ سب پورے سو ہو گئے۔

۷۴- پھر فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا الخ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ہر قربانی میں سے کچھ کھانا سنت ہے اور چونکہ ہر ایک میں سے کھانا مشکل تھا تو آپ نے یہ ترکیب کی اور اس کے سنت ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے۔

۷۵- معلوم ہوا کہ پانی بھرنا اور پلانا بڑی فضیلت ہے کہ آرزو کی آپ نے اس کی مگر اس خوف سے کہ بنی عبدالمطلب کی خدمت چھن جائے بجا نہ لائے اور معلوم ہوا اس سے کہ بعض مستحبات کا ترک کسی مصلحت سے روا ہے اسی سے ثابت ہوئی فضیلت زمزم کے پینے کی اور بہت روایتیں اس بارے میں آئی ہیں اور یہ ایک مشہور کنواں ہے بیت اللہ شریف سے اڑتیس ہاتھ

Marfat.com

پر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زمین کے تمام کنوؤں سے بہتر زمزم ہے اور سب سے بدتر برہوت۔

✱ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مسائل حج میں اختلاف (۲۹۵۹ تا ۲۹۷۴)

۴۹-صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری میں فرشتوں کا سلام

حضرت مطرف فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ (صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغام بھیج کر بلا جب میں حاضر ہوا تو انہوں نے (دیگر باتوں کے علاوہ بطور خاص) مجھے فرمایا: اِنَّهٗ قَدْ سُلِّمَ عَلَيَّ۔ بے شک مجھ پر سلام بھیجا گیا۔ (۲۹۷۶)

نووی شرح مسلم میں ہے۔

ومعنى الحديث ان عمران بن الحصين رضي الله عنه كانت به بواسير فكان يصبر على المهمات وكانت الملائكة تسلم عليه فاكتوىٰ فانقطع سلامهم عليه ثم ترك الكي فعاد سلامهم عليه۔ (مسلم شریف ص ۴۰۲)

حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو بواسیر کا مرض تھا۔ اس دوران فرشتے ان کو سلام کیا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے داغ لیا تو فرشتوں کا سلام موقوف ہو گیا اور پھر جب داغ لینے سے رک گئے تو فرشتے پھر سلام کے لئے حاضر ہونے لگے اور داغے بغیر نہایت تکلیف میں رہتے تھے (لیکن فرشتوں کے سلام سے لذت لیتے رہتے تھے) چنانچہ اسی مرض میں ان کا وصال ہو گیا۔ (۲۹۷۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول لینا زیادہ بہتر ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سائل کو (جس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول پیش کیا کہ جب تک عرفات میں نہ جائے تب تک طواف نہ کرے) فرمایا: حضور علیہ السلام نے عرفات میں جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف فرمایا (اور باقی رہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی بات تو مجھے یہ بتا کہ) فَبِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ تَاْخُذَ اَوْ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا۔ اگر تو سچا ہے (اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے واقعی یہ کہا ہے) تو حضور علیہ السلام کا قول لینا زیادہ بہتر ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا۔

دورۂ حدیث کے دوران اکثر ایسی باتیں جب سامنے آئیں مثلاً ایک ساتھی نے علامہ اقبال کے حوالے سے کہا کہ ان کی تو داڑھی نہیں تھی۔ استاد محترم نے فوراً جواباً فرمایا: قرآن میں لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ ہے یا لقد کان لکم فی علامہ اقبال اسوۃ حسنۃ ہے؟

یہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ہے جن کے اسوۂ کاملہ سے زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی لی جا سکتی ہے اور آپ ہی کے طریقۂ زندگی کو اپنا رہنما بنانے کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو　　چمن دھر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مئے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو　　بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اس نام سے ہے　　بزم ہستی تپش آمادہ اس نام سے ہے

ہماری ایک بُری عادت

ہماری عادت سی بن گئی ہے کہ بزرگان دین کی زندگی کے بحیثیت انسان کمزور پہلو تو اپنا لیتے ہیں اور ان پہلوؤں کو اپنی بدعملی کے لئے بطور دلیل استعمال کرتے ہیں جبکہ ان کی بابرکت زندگیوں کے مثبت پہلوؤں کی بات آئے تو یہ کہہ کر گلو خلاصی کرانا چاہتے ہیں کہ ہماری کیا مجال کہ ان کا مقابلہ کر سکیں۔ کہاں ہم اور کہاں وہ...... چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ تو کیا تم صرف یہی کر سکتے ہو کہ ان کے کمزور پہلوؤں کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے ان کو بدنام کرتے پھرو کیا یہی تمہاری بزرگوں سے عقیدت ہے؟ اگر یہ محبت ہے تو پھر عداوت کس بلا کا نام ہے؟

خلاف پیمبر کسے راہ گزید　　کہ ہرگز بمنزل نخواھد رسید

✸ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں نماز چاشت کی ادائیگی کو بدعت کہا کرتے تھے۔(۳۰۴۷)

✸ رمضان شریف میں عمرہ کرنا' حج کے برابر ہے۔(۳۰۴۸)(یا فرمایا ہمارے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے (۳۰۴۹)

✸ حضور علیہ السلام کہیں تشریف لے جاتے تو راستہ صاف کرانے کے لئے ہٹو بچو کہنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔(۵۸-۳۰۵۵)

✸ طواف میں رمل کا حکم اس لیے تھا کہ مشرکین نے مشہور کر رکھا تھا کہ مسلمان مدینہ جا کر کمزور ہو گئے ہیں۔(۳۰۵۹)

✸ حضرت عمر نے فرمایا: اے حجر اسود اگر میرے نبی نے تجھے نہ چوما ہوتا تو میں تمہیں کبھی نہ چومتا کیونکہ تو ایک پتھر ہی تو ہے۔(۳۰۷۰)

✸ حضرت عمر کو عبداللہ بن سرجس نے اصلع کہا یعنی گنجا (۳۰۶۹) (اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی برا نہ مانے تو اس کو اس طرح کے نام سے پکارا جا سکتا ہے۔ جس طرح کہ ایک صحابی جن کا نام عبداللہ تھا اور وہ حضور علیہ السلام کو ہنسایا کرتے تھے۔ لیکن ان کو حمار کہا جاتا۔ مشکوۃ ص ۴۱۶ بحوالہ بخاری)

حجر اسود کو چھڑی لگا کر چھڑی کو چومنا حجر اسود کو ہی چومنا ہے

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ وَیَسْتَلِمُ الرُّکْنَ بِمِحْجَنٍ مَعَہٗ وَیُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ (۳۰۷۸)

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بیت اللہ شریف کا طواف فرما رہے ہیں اور رکن (حجر اسود) کو اپنی ہاتھ

Marfat.com

کی چھڑی کے ساتھ چھو کر چھڑی کو بوسہ دے رہے ہیں۔

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ اکثر اپنی تقاریر میں یہ مسئلہ بیان کر کے (کہ اگر کوئی شخص حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکے تو چھڑی سے یا ہاتھ سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو چوم لے تو یہ حجر اسود کو چومنا ہی ہے) فرمایا کرتے: ہم چونکہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے لہٰذا حضور علیہ السلام کا نام آتا ہے تو اپنے انگوٹھوں کو چوم لیتے ہیں اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو تو اپنے انگوٹھوں میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آیا اس لیے انہوں نے انگوٹھے چومے۔ تمہیں تو نور نظر نہیں آتا پھر کیوں چومتے ہو؟ تو جس طرح حجر اسود تک نہ پہنچ پانے والا ہاتھ سے یا چھڑی سے اشارہ کر کے ہاتھ اور چھڑی کو چوم لے تو یہ حجر اسود کو ہی چومنا ہے اسی طرح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور تک نہ پہنچ پانے والا اگر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آدم علیہ السلام کی سنت پہ عمل کرتے ہوئے اپنے انگوٹھوں کو چوم لے تو یہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو چومنا ہے ورنہ تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شیطان نظر آیا تو انہوں نے کنکریاں ماریں آج تمہیں شیطان نظر نہیں آتا پھر حج کے موقع پر کنکریاں مارنے کی زحمت کیوں کرتے ہو؟ حضرت ہاجرہ کو اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی ضرورت تھی اس لیے انہوں نے صفا و مروہ کی سعی کی آج تمہیں پانی کی ضرورت نہیں ہوتی پھر کیوں سعی کرتے ہو؟ طواف میں رمل کرنے کی ایک خاص وجہ تھی جواب نہیں رہی لیکن رمل کیا جاتا ہے اس لیے ناں کہ اللہ کے محبوبوں کی یادیں تازہ ہوتی رہیں تو ہم بھی نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ اس لیے انگوٹھے چومتے ہیں تاکہ آدم علیہ السلام کی سنت زندہ رہے اور ان کی یاد تازہ ہوتی رہے۔

ایہہ پرانیاں رساں یاراں دیاں۔ اسیں گل نال لا کے بیٹھے آں

<u>یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا</u>

پھر فرمایا کرتے: آپ لوگ بھی تو بے شمار چیزوں کو چومتے ہیں اور بے دلیل چومتے ہیں۔ ہم نے کبھی تم پر اعتراض کیا ہے کہ کیوں چومتے ہو؟ اپنی اپنی قسمت ہے تم اور بہت ساری چیزوں کو بے دلیل چومتے ہو اور ہم نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالدلیل چومتے ہیں۔ تم قومی ترانے کے احترام میں کھڑے ہوتے ہو اور ہم صلوٰۃ و سلام کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن کہاں

✵ سنت بمعنی واجب (سعی کو حضرت عائشہ نے سنت کیا اور علامہ وحید الزمان نے لکھا کہ یہاں سنت سے مراد واجب ہے۔ (شرح نووی ص ۳۱۴) تو حنفی کہیں اگر واجب سے مراد سنت لیتے ہیں مثلاً جمعہ کے دن غسل واجب ہے۔ میں واجب بمعنی سنت کیا جائے تو آپ حضرات کا ہاضمہ کیوں خراب ہو جاتا ہے۔ (۳۰۸۱)

✵ سیاہ رنگ کا کان کٹا غلام بھی حاکم ہو تو اس کی اطاعت لازم ہے جب تک وہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا رہے۔ (۳۱۳۸)

✵ حضرت ابوطلحہ کو حضور علیہ السلام نے اپنے بال مبارک عطا فرمائے اور حکم دیا: اَقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ۔ لوگوں میں

Marfat.com

(بطور تبرک) تقسیم کردو۔(۳۱۵۵)

✵ حج کے موقع پہ مناسک حج کے تقدم وتاخر کے سوال پر آپ نے ہر ایک کو یہ جواب دیا (جس سے حضور علیہ السلام کا اختیار ثابت ہوا)

اِفۡعَلۡ وَلَا حَرَجَ۔اب کرلو کوئی حرج نہیں۔(۳۱۵۶ تا ۳۱۶۴)

✵ اونٹ کی قربانی میں سات افراد کی شرکت (۳۱۸۵ تا ۳۱۹۰)

✵ عثمان بن طلحہ سے حضور علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی چابی مانگی۔انہوں نے اپنی ماں سے طلب کی تو ماں نے دینے سے انکار کردیا تو انہوں نے فرمایا: دے دے ورنہ میں اپنی تلوار اپنی پشت سے پار کردوں گا تب ماں نے چابی دی۔(۳۲۳۲)

✵ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کو دیکھنا شروع کیا تو حضور علیہ السلام نے ان کا منہ دوسری طرف پھیر دیا۔(۳۲۵۱)

✵ بچے کے حج کا ثواب اس کی ماں کو ملے گا (۳۲۵۵)

✵ اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے۔(۳۵۵۷)

✵ تین مسجدوں کے علاوہ کجاوے نہ باندھو یعنی سفر نہ کرو۔(۳۲۶۱، ۳۳۸۶)

(اس حدیث کا صحیح مطلب ومفہوم ہماری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ کے ص ۲۷۴ پر دیکھئے)

✵ سواری پر سوار ہونے کی پوری دعا (۳۲۷۵)

✵ اذخر گھاس کو کاٹنے کی حرم میں اجازت دی (جس سے حضور علیہ السلام کا اختیار ثابت ہوا) (۳۳۰۲)

کتابت حدیث

حضور علیہ السلام نے ابوشاہ یمنی کے لئے اپنا فرمان لکھ کر دینے کا صحابہ کرام حکم دیا (معلوم ہوا کہ کتابت حدیث کا کام حضور علیہ السلام کے حکم سے آپ کے دور میں ہی شروع ہو گیا تھا نہ کہ دوسو سال بعد جیسا کہ منکرین حدیث کہتے ہیں اور نہ آپ نے یہ فرمایا کہ قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث کی کیا ضرورت ہے۔(۳۳۰۵-۶)

✵ ابن خطل اگرچہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہے تب بھی ماردو (اس سے حضور علیہ السلام کا اختیار ثابت ہوا) (۳۳۰۸)

✵ فتح مکہ کے موقع پر حضور علیہ السلام نے سیاہ عمامہ شریف باندھا ہوا تھا۔(۳۳۰۹-۱۰)

اے مدینہ تیرا جواب نہیں

جہاں کی دھوپ میں ٹھنڈک ہے جنت کے نظاروں کی
میرے جیسوں کا ان گلیوں میں جانا بھی ہے بے ادبی

Marfat.com

(فضائل مدینہ ہم نے اپنی کتاب شانِ مصطفیٰ میں وجد آفرین انداز میں لکھ دیئے ہیں یہاں صرف حوالۂ حدیث پر اکتفاء کیا جائیگا۔ انشاء اللہ)

نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ کو حرم بنا رہا ہوں (۳۳۱۷)

وہ لوگ جو ہر وقت اللہ اللہ کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور نبیوں کا نام لیا جائے تو ان کو شرک کی بو آنی شروع ہو جاتی ہے جو درحقیقت ان کی اپنی بدعقیدگی کی بدبو ہوتی ہے۔ وہ دیکھیں کہ اس حدیث میں مکہ یا مدینہ کو حرم بنانے کے سلسلہ میں کہیں اللہ تعالیٰ کا نام آیا ہے؟ اگر وہ کہیں اصل عربی عبارت پیش کرو پھر دیکھتے ہیں تو اصل عربی عبارت حاضر ہے دیکھ لیں۔

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّىْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ

ایک حدیث میں ہے اے اللہ مدینہ میں مکہ سے دوگنا زیادہ برکت ڈال۔ (۳۳۲۶)

* هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ۔ یہ (احد) پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے، ہم اس سے محبت کرتے ہیں (۳۳۲۱)

* جو مدینہ شریف کی بھوک (و تکالیف) پہ صبر کرے میں اس (کے ایمان) کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔ (۳۳۴۴)

* اَلْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ۔ مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے جو میل کو نکال دیتا ہے۔ (۳۰۵۲) مدینہ کا نام طابہ ہے طیبہ ہے۔ (۵۷-۳۳۵۶)

مَا بَيْنَ بَيْتِىْ وَمِنْبَرِىْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک عظیم الشان باغ ہے۔ (۳۳۶۹)

یعنی مسجد نبوی شریف کا اتنا حصہ قیامت کے دن جنت کے اندر جائے گا یا مطلب یہ ہے کہ وہاں بیٹھنے سے ایسے سکون ملتا ہے جس طرح جنت میں یا معنی یہ ہے کہ وہاں عبادت کرنے والا اپنے آپ کو جنت میں سمجھے۔

اگلی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں: وَمِنْبَرِىْ عَلَى الْحَوْضِ۔ میرا منبر حوضِ کوثر پر ہے۔ (۳۳۷۰) یعنی جو میرے منبر کے قریب عبادت کرے گا اس کو حوضِ کوثر کے جام سے سیراب کیا جائیگا یا مطلب یہ ہے کہ میرا یہی منبر حوضِ کوثر پہ رکھ دیا جائیگا اور میں اس پر جلوہ گر ہو کر قیامت کے دن اپنی امت کو حوضِ کوثر کے جام بھر بھر کر پلانے کا حکم جاری کروں گا یا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن جو منبر مجھے دیا جائیگا وہ حوضِ کوثر پہ رکھا جائیگا۔ بہر حال جو معنی بھی لیا جائے۔ یہ حقیقت واضح ہے اور ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ

جہاں روضۂ پاک خیر الوریٰ ہے
وہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
کہاں میں کہاں وہ مدینے کی گلیاں
یہ قسمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

Marfat.com

مرزائیوں کے ایک سوال کا جواب

* فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ۔(۳۳۷۶) بے شک میں آخرالانبیاء (تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا) اور میری مسجد (نبوی شریف) تمام مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔ (جو مساجد کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بنائی ہیں)۔ مرزائی اس حدیث کو بنیاد بنا کر کہتے ہیں کہ جب مسجد نبوی شریف آخری مسجد ہے۔ پھر آئے دن نئی مسجدیں بن رہی ہیں تو اس کے آخری ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑا تو حضور علیہ السلام کو آخری نبی مان کر آپ کے بعد اگر اجرائے نبوت کا عقیدہ اپنا لیا جائے تو بھی ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں آخرالمساجد کے الفاظ حدیث میں آئے ہیں وہاں احادیث میں آخر مساجد الانبیاء کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت مبارکہ یہ تھی کہ وہ اللہ رب العزت کا گھر (مسجد) بناتے تھے تو انبیاء کرام کی مساجد میں سے آخری مسجد، مسجد نبوی ہے۔ یہ ختم نبوت کی دلیل ہوئی نہ کہ اجرائے نبوت کی۔ الترغیب والترهیب میں آخر مساجد الانبیاء کے الفاظ صراحت سے موجود ہیں۔ نیز کنز العمال ص ۶ ج ۱۲، نیز ص ۲۷۰، حدیث ۳۴۹۹۹، باب فضل الحرمین میں حضرت عائشہ صدیقہ سے منقول ہے:

عن عائشة قالت قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیه وسلم انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔ (رواه الدیلمی وابن النجار)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں انبیاء میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مسجدوں میں آخری مسجد ہے۔ اس حدیث کو دیلمی، ابن النجار اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے مسلم شریف کی مندرجہ بالا حدیث کی شرح ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ آپ کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام کے ناموں سے دنیا میں مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اب آئندہ چونکہ کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے اس لئے کوئی نئی مسجد بھی کسی رسول کے نام سے تعمیر نہ ہوگی بلکہ یہ مسجد نبوی ہی انبیاء علیہم السلام کی مسجدوں میں آخری مسجد رہے گی۔ (لگے ہاتھوں مرزالعین کی چند غلیظ عبارات بھی پڑھتے جائیے)

مرزا قادیانی کی بکواسات

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ) (اخبار الفضل، قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

* نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی غلطیاں ہوئیں کئی الہام سمجھ نہ آئے۔ (ازالۃ الاوہام مطبع لاہوری ۶۳، ۲، ۳ مصنفہ مرزا قادیانی)
* نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہوسکی۔ میں نے پوری کی ہے۔ (معاذ اللہ)

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۶۵ مصنفہ مرزا قادیانی)

Marfat.com

✵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی پڑتی ہے (معاذ اللہ) (مکتوبات مرزا قادیانی اخبار الفضل ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

✵ روضہ اطہر مصطفیٰ نہایت متعفن اور حشرات الارض کی جگہ ہے (معاذ اللہ) (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

✵ میری وحی کے مقابلے میں حدیث مصطفیٰ کوئی شے نہیں۔ (معاذ اللہ) (اعجاز احمدی ص ۵۶ مصنفہ مرزا قادیانی)

✵ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۲۸-۲۹ مصنفہ مرزا قادیانی)

✵ بعض نادان صحابہ جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ نصرت الحق ۱۲۰)

✵ ابوبکر و عمر کیا تھے وہ حضرت مرزا قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہ تھے۔ (معاذ اللہ)

(ماہنامہ المہدی بابت جنوری، فروری ۱۹۱۵ء، ۲، ۳ صفحہ ۵۷ احمدیہ انجمن اشاعت لاہور)

✵ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو اور ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے۔ اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو تلاش کرتے ہو۔ (معاذ اللہ) (ملفوظات احمدیہ ص ۱۳۱ جلد اول)

✵ کربلا میرے روز کی سیر گاہ ہے۔ حسین جیسے سینکڑوں میرے گریبان میں ہیں۔ (معاذ اللہ) (نزول المسیح ص ۹۹)

✵ سیدالنساء کی ذات کے بارے میں مرزا قادیانی نے جو بکواس کی ہے میرا قلم اسے لکھنے سے قاصر ہے۔

✵ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دیے۔ (معاذ اللہ) (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۲۳۵)

✵ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔ (تذکرہ ص ۳۴۲، ۳۴۳)

مرزائیوں کا درود

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِكَ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ وَالْمَهْدِیِّ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (نعوذ باللہ) (حوالہ ضیاء الاسلام پریس قادیانی رسالہ درود شریف ص ۴۲)

قادیانیوں کا کلمہ یہ ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (نعوذ باللہ) اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ احمد (مرزا غلام احمد) اللہ کے رسول ہیں۔

(افریقہ میں مرزائیوں کی مرکزی عبادتگاہ کی پیشانی پہ یہی خود ساختہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔ جس کی تصاویر اخبارات میں چھپ چکی ہیں اور مرزا ناصر کے دورۂ افریقہ پہ تصویری کتاب Africa Speaks پہ احمدیہ سنٹرل ماسک نائیجیریا کا فوٹو موجود ہے وہاں یہی کلمہ لکھا ہوا ہے۔

✵ جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پہ رکھی گئی ہے (اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى) وہ مسجد نبوی ہے نہ کہ مسجد قبا۔ (۳۳۸۷) (اس میں رد

Marfat.com

ہے ان مفسرین کا جو کہتے ہیں کہ وہ مسجد قبا ہے۔نووی)

✵ حضور علیہ السلام ہر ہفتے مسجد قبا میں تشریف لاتے کبھی پیدل کبھی سوار ہو کر (۹۷-۹۶-۳۳۹۵) (اس کے بعد کتاب النکاح کا آغاز ہو رہا ہے)

✵ روزہ رکھنا گویا اپنے آپ کو خصی کرنا ہے۔(فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ) (۳۳۹۸)

فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے چند صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ السلام کی ازواج پاک سے حضور علیہ السلام کی تنہائی کی عبادت کا حال سنا تو ایک نے کہا میں تو (اب عبادت میں ہی مصروف رہونگا اور) کبھی کسی عورت سے نکاح نہ کروں گا' دوسرے نے کہا میں کبھی گوشت نہ کھاؤں گا۔بعض نے کہا ہم بستر پہ سویا نہیں کریں گے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے) خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنے کے بعد فرمایا: مَا بَالُ اَقْوَامٍ قَالُوْا کَذَا وکَذَا۔

ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ایسی ایسی باتیں کر رہے ہیں جبکہ میرا اپنا حال یہ ہے کہ اُصَلِّیْ وَاَنَامُ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (۳۴۰۳)

میں (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں (دن کو نفلی) روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جو میری سنت سے منہ موڑے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ السلام سے "تبتّل" بیویوں سے جدا رہنے کے ارادے کا اظہار کیا تو حضور علیہ السلام نے اس کا رد فرمادیا اور صحابہ کہتے ہیں وَلَوْ اَذِنَ لَہٗ لَاخْتَصَیْنَا۔اگر ہمیں تبتل کی اجازت مل جاتی تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے۔ (۳۴۰۶)

✵ دل سے گندہ خیال نکالنے کا طریقہ (۳۴۰۶)

✵ متعہ سے حضرت عمر نے منع کیا (اس کا مطلب یہ ہے کہ جن کو یہ حکم نہ پہنچا تھا ان کو پہنچایا کیونکہ حرمت کے چار ماہ بعد حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا) (۳۴۱۶)

✵ عورت کو دولت سے زیادہ جوانی وقوت کی ضرورت ہوتی ہے۔(۳۴۱۹)

✵ متعہ کے قائلین پہ صحابہ کی سختی (۳۴۲۹)

✵ نکاح شغار وٹہ سٹہ کا وہ نکاح ہے جس میں حق مہر نہ رکھا گیا ہو۔(۳۴۶۵)

✵ اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِہَا مِنْ وَّلِیِّہَا۔بالغ عورت اپنے ولی سے زیادہ خود اپنے نفس کی حقدار ہے۔(۳۴۷۶)

✵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بوقت نکاح عمر چھ سال بوقت رخصتی نو سال تھی۔بیماری میں آپ کے بال جھڑ گئے۔ (۳۴۷۹)

Marfat.com

* نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھ لینا بہتر ہے (۳۴۸۵) (ایک عورت نے اپنے آپ کو نکاح کے لئے حضور علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيْهَا وَصَوَّبَهُ۔ آپ نے اس کو خوب اچھے طریقے سے دیکھا۔ (۳۴۸۷) اس حدیث میں ایک صحابی کی غربت کا حال بھی بیان ہوا ہے کہ حق مہر میں دینے کے لئے لوہے کا چھلا بھی نہ ملا۔

* ازواجِ مطہرات کا حق مہر بارہ اوقیہ چاندی (پانچ سو درہم) (۳۴۸۹)

* حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے نکاح کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری کا ہو۔ (۳۴۹۰)

* حضور علیہ السلام نے حضرت صفیہ کو خریدا پھر آزاد کیا اور پھر ان سے نکاح کیا۔ حضور علیہ السلام نے اس نکاح کا ولیمہ کس طرح کیا۔ (۳۴۹۷، ۳۵۰۰)

حضور علیہ السلام کے ایک ولیمے کا حال

* نبی اکرم علیہ السلام نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ولیمہ پہ ایک بکری ذبح کی' اس طرح کا (شان و شوکت والا) ولیمہ اور کسی سے نکاح پر حضور علیہ السلام نے نہ کیا۔ (۳۵۰۳) تین سو افراد نے خوب کھایا۔ اَطْعَمَهُمْ خُبْزًا وَّلَحْمًا حَتّٰى تَرَكُوْهُ۔ (۳۵۰۴) حضرت انس فرماتے ہیں جب سب کھا چکے تو حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا: يَا اَنَسُ اِرْفَعْ۔ اے انس اب (سالن والا برتن) اٹھا لے۔ حضرت انس کہتے ہیں: فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِىْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ۔ میں نہ جان سکا کہ جب میں نے سالن رکھا تھا تب زیادہ تھا یا جب اٹھایا تھا تب زیادہ تھا۔ (۳۵۰۷)

(اس میں بڑا معجزہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ایک دو آدمی کے کھانے میں تین سو اشخاص سیر و آسودہ ہو گئے اور بڑی فضیلت ہے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کی کہ آیہ حجاب انہی کے زمانہ عقد میں اتری۔ (وحید الزمان صاحب)

* دعوت ولیمہ کو ضرور قبول کرو۔ (۳۵۰۹)

* بدترین ولیمہ (کھانا) وہ ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور غریبوں کو نظر انداز کیا جائے۔ (۳۵۲۱)

* عورت نے مسئلہ پوچھا اور کہا میرے خاوند کے پاس کچھ نہیں سوائے کپڑے کے پلو کی مانند مثل هدبة الثوب۔ یعنی قابل جماع نہیں فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ پس حضور علیہ السلام مسکرا پڑے۔ فرمایا: تو پہلے خاوند رفاعہ کے پاس دوبارہ نہیں جا سکتی جب تک اس کی لذت نہ چکھ لے۔

حَتّٰى تَذُوْقِىْ عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ (۳۵۲۷)

* عزل کرنے کی اجازت مگر نہ کرنا اولیٰ ہے (۳۵۴۷) (یہ ہلکا پھلکا زندہ در گور کرنا ہے' (الواد الخفی' ۳۵۶۵)

* رضاعت ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے جن کو نسب حرام کرتا ہے۔

Marfat.com

يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ۔(۳۵۶۹)

✸ بالغ شخص کو عورت کا دودھ پلانا۔(۳۶۰۱)

✸ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پہ پیدا ہوا یعنی خاوند کا اور زانی کے لئے پتھر ہیں یعنی رجم (۳۶۱۳)

✸ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔(۳۶۳۲)

✸ عورت (آدم علیہ السلام کی بائیں) پسلی سے پیدا ہوئی یہ کبھی سیدھی چال نہ چلے گی۔(۳۶۴۳)

✸ اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ (۳۶۴۹)

دنیا برتنے کا سامان ہے اور بہترین برتنے کا سامان نیک عورت ہے۔

✸ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں اکٹھی تین طلاق کو تین ہی قرار دیا گیا اور ان کے اس فیصلے کو صحابہ کرام نے قبول کیا۔(۳۶۷۳ تا ۳۶۷۵)

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

حضور علیہ السلام کو حلوا (شیرینی) اور شہد بہت پسند تھا۔(۳۶۷۹)

حضرت عمر فاروق کی نیازمندی کا عالم

✸ حضرت عمر نے کہا اگر حضور علیہ السلام مجھے فرمائیں تو میں اپنی بیٹی کو جان سے مار دوں۔(لَئِنْ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَرْبِ عُنُقِهَا لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَهَا) اسی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام کے جسم پہ چٹائی کے نشان دیکھ کر حضرت عمر رونے لگے۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا: مَا يُبْكِيْكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ۔ اے خطاب کے بیٹے تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟ عرض کیا حضور! میں کیوں نہ روؤں جبکہ دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے جسم اقدس پہ چٹائی کے نشانات موجود ہیں (حالانکہ آپ رحمۃ للعالمین اور محبوب خدا ہیں اور دوسری طرف دشمنان خدا) قیصر و کسریٰ کو دیکھتا ہوں تو وہ پھلوں اور نہروں میں (سکون کی) زندگی گزار رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے۔

اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَنَا الْاٰخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا

کیا تو اس بات پہ راضی نہیں ہے کہ ہمارے لیے آخرت ہو اور ان کے لئے صرف دنیا (۳۶۹۱)

میں نے حضور علیہ السلام کی بات مانی تو اللہ نے اتنا نوازا کہ مجھ پہ رشک ہونے لگا

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے خاوند ابو عمر نے مجھے طلاق دی تو میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے مجھے عدت گزارنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتا دینا چنانچہ عدت مکمل ہوئی تو میں نے عرض کر دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ مجھے معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم رضی اللہ عنہما نے بھی نکاح کے پیغامات

Marfat.com

بھیجے ہیں اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: ابوجہم تو اپنی لاٹھی کندھے سے نہیں اتارتا (یعنی عورتوں کو بہت مارتا ہے ضراب النساء) اور معاویہ ویسے ہی مفلس آدمی ہے تو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کرے۔ حضرت فاطمہ کہتی ہیں حضرت اسامہ سے نکاح کرنا مجھے ناپسند لگا لیکن جب آپ نے دوبارہ فرمایا تو میں نے حضرت اسامہ سے نکاح کرلیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ۔ اللہ تعالیٰ نے اس قدر بھلائی عطا فرمائی کہ عورتیں مجھ پر رشک کرنے لگیں۔ (۳۶۹۷) (مختصراً)

ایک روایت میں ہے تَزَوَّجْتُهُ فَشَرَّفَنِيَ اللّٰهُ بِاَبِيْ زَيْدٍ وَكَرَّمَنِيَ اللّٰهُ بِاَبِيْ زَيْدٍ۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ابوزید (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ) کے ساتھ نکاح کرنے کی وجہ سے شرافت و بزرگی عطا فرمائی (۳۷۱۴) (اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ پہ عمل کرنے کی برکت تھی) کیونکہ اس سے اوپر والی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: طَاعَةُ اللّٰهِ وَطَاعَةُ رَسُوْلِهٖ خَيْرٌ لَّكِ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تیرے لیے بہت بہتر رہے گی۔ (۳۷۱۲)

✵ وضع حمل کے ساتھ عدت گزاری تو فوراً نکاح ہوسکتا ہے اگرچہ عورت کو نفاس کا خون آ رہا ہو لیکن جب تک خون آ رہا ہے مرد اس سے صحبت نہ کرے گا۔ (۳۷۲۲)

✵ زمانہ جاہلیت میں عورت کا سال بھر کی عدت گزارنا پھر اس کا جانور کو چھونا اور اس کے زہر سے جانور کا مرجانا۔ (۳۷۲۸)

عورت کے پیٹ میں بچہ کیسا ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا

ایک جوڑے کے درمیان حضور علیہ السلام نے لعان کرایا اور جب وہ جوڑا واپس جانے لگا تو آپ نے فرمایا: لَعَلَّهَا اَنْ تَجِيْئَ بِهٖ اَسْوَدَ جَعْدًا فَجَاءَتْ بِهٖ اَسْوَدَ جَعْدًا ہوسکتا ہے۔ اس عورت کے ہاں کالے رنگ کا گھونگریالے بالوں والا بچہ پیدا ہو۔ چنانچہ جس طرح آپ نے فرمایا: ویسا ہی ہوا یعنی ایسا بچہ پیدا ہوا جس کا رنگ سیاہ تھا اور بال گھونگھریالے۔ (۳۷۵۵)

(لعلها کا ترجمہ "ہوسکتا ہے" علی سبیل التنزل کیا ہے ورنہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لعل کا لفظ ان معنوں میں نہیں آتا جن معنوں میں دوسروں کے لئے بلکہ یقین کے معنوں میں آتا ہے اس کی وضاحت ہم نے بخاری شریف کی احادیث کے ضمن میں کردی ہے۔ اگلی حدیث میں یہی واقعہ پوری وضاحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو کہ اس طرح ہے)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں محمد رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی شریک بن سحماء کے ساتھ تو ان کے درمیان لعان ہوا جو اسلام میں سب سے پہلا لعان تھا۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو فرمایا:

اَبْصِرُوْهَا فَاِنْ جَائَتْ بِهٖ اَبْيَضَ سَبْطًا قَضِيْئَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ وَاِنْ جَائَتْ بِهٖ اَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَاءَ

اس عورت کو دیکھتے رہنا اگر تو اس کے ہاں سفید رنگ کا، سیدھے بالوں والا، سرخ آنکھوں والا بچہ پیدا ہو تو وہ (اپنے

Marfat.com

باپ) ہلال بن امیہ کا ہوگا اور اگر سرمئی آنکھوں والا گھونگھریالے بالوں والا' پتلی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوگا تو وہ (جس کے ساتھ اس عورت پر زنا کی تہمت لگائی گئی) شریک بن سحماء کا ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا:

اَنَّهَا جَاءَتْ بِهٖ اَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ (۳۷۵۷)

اس عورت کے ہاں سرمئی آنکھوں والا گھونگھریالے بالوں والا اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں کسی عورت کو بغیر گواہوں کے رجم کرنے کا حکم دیتا تو اس عورت کو سنگسار کراتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اسلام میں یہ دوسری عورت تھی جو برائی کے ساتھ مشہور تھی (یعنی لوگ اس کو فاحشہ سمجھتے حالانکہ نہ گواہ تھے نہ اقرار' صرف حضور علیہ السلام کے اس فرمان کی وجہ سے لوگوں کو اس کے بدکار ہونے کا یقین ہوگیا۔ افسوس کہ وحید الزمان صاحب بجائے اس کے کہ یوں کہتے کہ اس میں حضور علیہ السلام کے علم غیب کی عظیم دلیل ہے۔ لکھتے ہیں کہ یہ آپ نے قیافہ سے فرمایا: اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم قیافہ صحیح ہے اور اس کے موافق گمان ہوسکتا ہے) (۳۷۵۸)

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے — پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی (صلی اللہ علیہ وسلم)

✵ سعد بڑا غیرت مند ہے میں اس سے زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے۔ (۳۷۶۳)

✵ اپنی اولاد کے بارے میں شک کرنے والے کو حضور علیہ السلام نے بڑے حکیمانہ انداز میں سمجھا دیا (والدین سفید رنگ کے ہوں بچہ سیاہ رنگ کا پیدا ہو جائے تو ایسے ہی ہے جیسے سرخ اونٹوں میں کالا اونٹ پیدا ہو جائے) (۳۷۶۶)

✵ صدقہ جب دوسری جگہ جائے گا تو ہدیہ کہلائے گا۔ حضرت بریرہ کے لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا: هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ (وہ گوشت جو بریرہ کو کسی نے صدقہ کے طور پر دیا ہے) وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور (اگر وہی گوشت وہ ہمیں کھلائے گی تو) ہمارے لیے ہدیہ ہوگا۔ (۳۷۸۲)

✵ اِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ۔ ولاء (کا حق جو آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کردہ غلام پہ حاصل ہوتا ہے کہ اپنے آزاد کردہ کا عصبہ کے طور پر وارث ہو جاتا ہے) اس کے لئے ہے جو آزاد کرے گا۔ (اسی لیے یہ حق نہ ہبہ ہوسکتا ہے نہ اس کی بیع ہو سکتی ہے۔ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ۔ (۳۷۸۸) قدتم الجزء الاول بعونہ جل وعلا ویتلوہ الجزء الثانی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (اس کے بعد کتاب البیوع اور ساتھ ہی دوسری جلد کا آغاز ہو رہا ہے۔ رمضان المبارک کے آخری روزے کے دوران پہلی جلد مکمل ہوئی اور یکم شوال المکرم یعنی عید الفطر کے بابرکت دن بعد نماز ظہر دوسری جلد کی منتخب احادیث مبارکہ کو شروع کیا گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک)

Marfat.com

صحیح مسلم جلد نمبر ۲ کی منتخب احادیث

Marfat.com

کِتَابُ البُیُوع کی اصل عظیم

حضور علیہ السلام نے غرر یعنی دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔(۳۸۰۸) امام نووی فرماتے ہیں: فهو اصل عظيم مِّن اصول كتاب البيوع ولهذا قدمه مسلم ويدخل فيه مسائل كثيرة غير منحصرة. یہ حدیث کتاب البیوع میں اصل عظیم (مضبوط بنیاد) ہے اور اس میں بہت سارے مسائل داخل ہیں۔ مثلاً

كبيع الابق والمعدوم والمجهول وما لا يقدر على تسليمه ومالم يتم ملك البايع عليه وبيع السمك في الماء الكثير واللبن في الضرع وبيع الحمل في البطن وبيع بعض الصبرة مبهما وبيع ثوب من اثواب وشاة من شياه و نظائر ذلك فكل هذا بيعه باطل لانه غرر من غير حاجة بھاگے ہوئے غلام کی بیع' معدوم و مجہول شئی کی بیع۔ جس شئی کو بائع مشتری کے حوالے کرنے پہ قدرت نہ رکھتا ہو۔ جس شئی پہ بائع کی ملکیت پوری نہیں ہے۔ مچھلی کی بیع پانی میں' دودھ کی بیع جانور کے تھنوں میں جانور کے پیٹ میں بچے کی بیع' پرندے کی بیع ہوا میں' کپڑوں میں سے غیر معین کپڑے کی بیع' بکریوں میں سے غیر معین بکری کی بیع' یہ سب باطل ہیں کیونکہ ان میں سراسر دھوکہ پایا جاتا ہے۔

نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں وقد يحتمل بعض الغرر تبعا اذا دعت اليه حاجة. کبھی غرر کی بعض صورتیں جائز ہوتی ہیں کیونکہ ان صورتوں میں اصلاً دھوکہ نہیں ہوتا بلکہ تبعاً ہوتا ہے اور پھر ان صورتوں کی طرف حاجت بھی ہوتی ہے (اگر ناجائز ٹھہرائی جائیں تو بہت حرج لازم آتا ہے والحرج مدفوع بالنص۔ حرج نص کی وجہ سے مدفوع ہے)

كالجهل باساس الدار۔ جس طرح کے مکان خریدنا ہو تو اس کی بنیاد کے بارے میں کچھ علم نہیں ہوتا (نہ ہی بنیاد نظر آتی ہے) لیکن چونکہ مکان کے تابع ہو کر اس کی بیع ہوتی ہے لہٰذا جائز ہے۔ (لان الاساس تابع للظاهر من الدار. ولان الحاجة تدعو اليه فانه لايمكن رؤيته)

وكما اذا باع الشاة الحامل والتي في ضرعها لبن فانه يصح البيع. اور جیسا کہ حاملہ بکری (جانور) کی بیع اور وہ کہ جس کے تھنوں میں دودھ ہو۔ (حمل ولبن مجہول ہونے کے باوجود بیع جائز ہے۔ ایک تو ضرورت کی وجہ سے اور دوسرا غرر بالتبع ہونے کی وجہ سے (وكذا القول في حمل الشاة ولبنها)

امام نووی فرماتے ہیں: ولذلك اجمع المسلمون على جواز اشياء فيها غرر حقير۔ اسی طرح کئی اشیاء ایسی ہیں کہ جن میں معمولی غرر کی وجہ سے اہل اسلام کا اجماع ہے کہ بیع جائز ہے جیسا کہ سِٹہ جس میں دانہ ہو اس کی بیع جائز ہے حالانکہ دانے کے بغیر سٹے کی بیع ناجائز ہے۔ (انهم اجمعوا على صحة بيع الحبة المحشوة وان لم يرحشوها ولو

Marfat.com

بیع حشوها بانفراده لم یجز).

واجمعوا علی جواز جارة الدار والدابة والثوب۔ ونحو ذلك شهرا مع ان الشهر قد یکون ثلثین یوما وقد یکون تسعة وعشرین۔

اور (امام نووی فرماتے ہیں) اجماع ہے مکان، چوپایہ اور کپڑے کو کرائے پہ لینے دینے کے جواز پر اور اسی طرح باوجود اس کے کہ اگر مثلاً ایک ماہ کے لئے مکان کرایہ پہ لیا ہے تو) مہینہ کبھی انتیس دنوں کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دنوں کا۔ (نیز فرمایا)

واجمعوا علی جواز دخول الحمام بالاجرة مع اختلاف الناس فی استعمالهم الماء و فی قدر مکثهم

اور اجماع ہے اس بات پہ کہ حمام میں جانا اجرت پر جائز ہے باوجودیکہ پانی کا استعمال کم اور زیادہ ہوتا ہے اور وہاں ٹھہرنے میں بھی کمی بیشی ہوجاتی ہے۔ (مزید فرمایا)

واجمعوا علی جواز الشرب من السقاء بالعوض مع جهالة قدر المشروب واختلاف الشار بین وعکس هذا۔

اور پیسوں کے عوض مشکیزہ سے براہ راست پانی پینے کے جواز پہ بھی اجماع ہے باوجود اس کے کہ کوئی کتنا پئے گا اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ الغرض غرر حقیر یا بالتبع ہو یا اس سے بچنا مشکل ہو تو بیع جائز ہے ورنہ نہیں (مدار البطلان بسبب الغرر والصحة مع وجوده وهو انه ان دعت حاجة الی ارتکاب الغرر ولا یمکن الا حتراز عنه الا بمشقة وکان الغرر حقیرا جاز البیع والافلا) پھر اس باب کے بعض مسائل میں جس نے غرر کو حقیر جانا اس نے جواز کا فتویٰ دے کر بیع کو جائز قرار دیا اور جنہوں نے اس غرر کو بڑا جانا انہوں نے عدم جواز کا قول فرمایا۔

حضور علیہ السلام نے جنت کو کس طرح بیچ دیا؟

کئی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنت بیچی مثلاً جنت البقیع کی خریداری کے موقع پہ، بیئر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرنے کے عوض اور اسی طرح تقریباً اٹھارہ موقعوں پہ حضور علیہ السلام نے جنت بیچی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خریدی (اہل محبت نے کہا: ایک ہی چیز کو بار بار بیچنا اور خریدنا چہ معنی دارد؟ فرمایا: ایک بار تو اپنے لیے خریدی اور سترہ بار حضور علیہ السلام کی امت کے لئے، سبحان اللہ)

فقہ کا قانون ہے کہ بغیر قبضہ کے بیع فاسد ہوتی ہے اور بغیر ملکیت کے بیع باطل ہوتی ہے (یعنی چیز میری ہے لیکن قبضہ کسی اور کا ہے۔ اب میں اس کو بیچوں گا تو بیع فاسد ہوگی اور کسی کی چیز میرے قبضے میں ہے۔ اب میں اسے بیچوں کا تو بیع باطل ہوگی) لیکن اس بیع کو کسی نے آج تک نہ فاسد کہا نہ باطل کہا تو معلوم ہوا کہ جنت پہ حضور علیہ السلام کا قبضہ بھی ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جنت کے مالک بھی ہیں (تبھی تو جنت کے مکانوں پر، دروازوں پر، درختوں کے پتوں پر، فرشتوں اور حوروں کی پیشانیوں پر اللہ کے نام کے ساتھ ہمارے آقا علیہ السلام کا نام لکھا ہوا ہے۔ جب آپ کے مکان پہ آپ کے علاوہ کوئی دوسر

Marfat.com

شخص اپنا نام نہیں لکھ سکتا کیونکہ نہ اس کا قبضہ نہ اس کی ملکیت تو ماننا پڑے گا جو کچھ خدا کا ہے وہ سارا کا سارا محبوب خدا علیہ الوف التحیۃ والثناء کا ہے) یہاں بھی حضور علیہ السلام کی حکومت وہاں بھی حضور کی حکومت (صلی اللہ علیہ وسلم) تبھی تو آپ نے فرمایا: میرے دو وزیر آسمانوں پہ ہیں۔ دو زمین پہ اور وزیر وہیں پر تو ہوتے ہیں جہاں کسی کی حکومت ہوتی ہے۔ کبھی سنا کہ پاکستانی حکومت کے وزیر انڈیا میں ہیں؟ وہاں سفیر ہو سکتے ہیں' وزیر نہیں تو جب آسمانوں اور زمینوں پہ حضور علیہ السلام کے وزیر ہیں تو وہاں آپ کی حکومت ماننی پڑے گی اور یہاں بھی ماننی پڑے گی۔ ہم نے عرض کیا:

وَزِيْرَایَ فِي السَّمَآءِ وَ وَزِيْرَایَ فِي الْاَرْضِ

ظاہر ہے اس حدیث سے حکومت رسول کی۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

* حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ (۳۸۵۸)
* درخت لگانے کا ثواب کہ جو بھی اس سے فائدہ اٹھائے گا' لگانے والے کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔ (۳۹۶۸)
* حضور علیہ السلام نے مقروض کی خیر خواہی کرتے ہوئے اس کا آدھا قرضہ معاف کروا دیا۔ (۳۹۸۴)
* قرضہ معاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ (۳۹۹۴)
* آوارہ کتوں کو مارنے کی اجازت۔ (۴۰۲۱)
* ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ نے کھیتی کے علاوہ تمام کتوں کو مار دینے کے حکم والی حدیث اس لیے یاد رکھی کہ ان کی اپنی کھیتی تھی (اس سے حضرت ابو ہریرہ کی تحقیر منظور نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ چونکہ ان کے پاس کھیت تھا لہٰذا انہیں یہ حکم یاد رہا) (۴۰۳۱)
* شوقیہ کتا پالنے سے ہر روز ثواب میں کمی' صحابی سے پوچھا گیا کیا آپ نے خود سنا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے تو انہوں نے جواب دیا:

اِیْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ۔ ہاں اس مسجد کے رب کی قسم۔ (۴۰۳۶)

رضائے خدا و مصطفیٰ حاصل ہو' چاہے اپنا نقصان ہی ہو جائے

عبدالرحمٰن بن وعلہ مصری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انگور کے شیرہ کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواباً فرمایا کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کے پاس ایک پوری مشک شراب کی لے کر آیا تاکہ حضور علیہ السلام کو تحفہ پیش کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے؟ اس نے عرض کیا مجھے معلوم نہ تھا۔ تب اس نے ساتھ والے شخص کے کان میں ایک بات کی تو حضور علیہ السلام نے پوچھا: تو نے کیا بات کی ہے؟ عرض کیا میں نے کہا ہے اس کو بیچ دو۔ فرمایا: اِنَّ الَّذِيْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا۔ جس اللہ نے اس کا پینا حرام فرمایا ہے اسی نے اس کو بیچنا بھی حرام کیا ہے۔ فَفَتَحَ الْمَزَادَةَ حَتّٰى ذَهَبَ مَافِيْهَا۔ یہ بات سن کر اس شخص نے مشک کا منہ کھولا اور

Marfat.com

ساری شراب بہادی۔(۴۰۴۴)

✷ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک حدیث نہ پہنچی (جو ان کے موقف کے مطابق نہ تھی) تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو حدیث ہم نے حضور علیہ السلام سے سنی وہ ضرور بیان کریں گے۔اگر چہ امیر معاویہ کو اچھا نہ لگے۔(۴۰۶۱)

✷ اِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ۔ سود ادھار میں ہے۔(۴۰۸۹)

مدار اسلام حدیث

✷ اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَّاِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَّ بَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ۔ بے شک حرام وحلال واضح ہے اور ان کے درمیان شبہ والی اشیاء ہیں جو ان سے بچا اس نے اپنا دین وآبرو بچالی...... جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے وہ سنور گیا تو سارا جسم سنور گیا۔ وہ بگڑ گیا تو سارا جسم بگڑ گیا۔ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔ خبردار! وہ دل ہے۔(۴۰۹۴) نووی کہتے ہیں اس حدیث پہ اسلام کا مدار ہے' بعض نے کہا: اس حدیث میں تہائی اسلام ہے باقی دو تہائی اسلام ان احادیث میں ہے: انما الاعمال بالنیات۔ من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه۔ ابوداؤد سجستانی نے چار احادیث پر اسلام کا مدار بیان کیا۔ تین مذکورہ بالا اور چوتھی مندرجہ ذیل لا یومن احد کم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه۔ بعض نے اس کی جگہ یہ حدیث ذکر کی ہے۔ ازهد فی الدنیا یحبك الله وازهد ما فی ایدی الناس یحبك الناس۔ دنیا سے بے رغبت ہو جا تو اللہ کا محبوب بن جائے گا اور لوگوں سے بے نیاز ہو جا پھر خود ہی تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔(حاشیہ صحیح مسلم ج ۲' ص ۲۸)

''حضور علیہ السلام کی برکت سے یوں ہو گیا'' کہنا جائز ہے

حضور علیہ السلام کی برکت سے کہنا جائز ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کے لئے حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی اور جب اونٹ ٹھیک ہو گیا تو حضور کے سوال پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ۔ الحمدللہ آپ کی برکت سے اب بالکل ٹھیک ہے۔(۴۱۰۰)

✷ حضور علیہ السلام کا دیا ہوا سونا حضرت جابر نے بطور تبرک رکھا۔ جو ان سے یوم حرہ کے موقع پہ چھین لیا گیا۔ (۴۱۰۱) (بطور تبرک رکھنا علامہ وحید الزمان کو بھی تسلیم ہے دیکھئے شرح نووی' ج ۴' ص ۳۳۵)

✷ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بددعا سے عورت اندھی ہو گئی۔ گڑھے میں گری' مرگئی اور قبر گھر میں بنی' کہا کرتی تھی اَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدٍ۔ مجھے سعید کی بددعا لگ گئی ہے۔(۳۴-۴۱۳۱) (اس کے بعد کتاب الفرائض کا آغاز ہو رہا ہے)

✷ ھبہ کی ہوئی چیز ہبہ کرنے والے کو خریدنی بھی نہ چاہئے (۴۱۶۹)

✷ حدیث قرطاس (۴۲۳۲)

✷ نذر سے تقدیر نہیں ٹلتی ہاں بخیل کی جیب سے مال نکلنے کا بہانہ بن جاتا ہے۔ جس مال کو وہ کبھی نہ نکالتا۔

Marfat.com

فيخرج بذلك من البخيل مالم يكن البخيل يريد ان يخرج (۴۲۴۳)

✱ جس شی کا بندہ مالک نہیں' اس کے بارے میں مانی ہوئی نذر پوری نہ کی جائے مثلاً یہ کہا کہ اگر کام ہو جائے تو فلاں کی اونٹنی ذبح کر دوں گا۔

وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ (۴۲۴۵)

✱ اپنے کام کی نسبت حضور علیہ السلام نے اللہ کی طرف کی' لوگوں کو سواریاں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیں اور فرمایا: مَا اَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ. تمہیں میں نے نہیں اللہ نے سوار کیا ہے۔(۴۲۶۳)

✱ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ (۴۲۶۰) جو اپنے ساتھی سے کہے آؤ جوا کھیلیں (اگرچہ نہ کھیلیں' صرف اتنا کہنے پر) کچھ نہ کچھ صدقہ کرے) خطابی کہتے ہیں اتنا صدقہ دے جتنے پیسوں سے وہ جوا کھیلنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ (کئی گناہ ایسے ہیں) دل میں ارادہ کرنے سے بھی ان کی نحوست چھا جاتی ہے۔(نووی)

✱ مرغ کا گوشت کھالیا جائے اگرچہ وہ نجاست کھاتا ہو۔(۴۲۶۵)

✱ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نوے بیویوں کا ذکر(۴۲۸۹)

صحابہ کرام مکہ شریف میں مرنے کو پسند نہیں کرتے تھے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے۔حضور علیہ السلام عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے زندگی سے مایوسی کا اظہار کیا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يُنْفَعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ (مایوسی کی کوئی بات نہیں) ہوسکتا ہے تو زندہ رہے یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو تیری وجہ سے فائدہ ہو اور کچھ کو نقصان۔

چنانچہ حضور علیہ السلام کا فرمانا سچ ثابت ہوا کہ حضرت سعد زندہ رہے اور ان کے ہاتھوں عراق فتح ہوا جس سے اہل اسلام کو دین و دنیا کا فائدہ ہوا اور کافروں کو نقصان ہوا۔ کچھ مارے گئے' کچھ قیدی بنے' غلام ہوئے' عورتیں لونڈیاں بنیں۔

چنانچہ ان کا وصال عرصہ بعد مکہ میں ہوا اور حضور علیہ السلام نے ان کی موت پہ افسوس کا اظہار فرمایا:

(ورثي له رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان توفي بمكة)(۴۲۰۸)

وكان يكره ان يموت بالارض التي ها جر منها (۴۲۰۸)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ پسند نہ فرماتے تھے کہ جس جگہ سے ہجرت کی ہے وہاں مجھے موت آئے۔ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان مکروہ جانتے تھے مکہ میں مر جانا۔(شرح نووی' ص۲۵۳' ج ۴)

جبکہ یہی صحابہ کرام علیہم الرضوان مدینہ شریف میں مرنے کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔

Marfat.com

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

میں اللہ کے رسول کی پناہ طلب کرتا ہوں

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو مسعود انصاری جو کہ اپنے غلام کو مار رہے تھے۔ حضور علیہ السلام کے ایک جملے کا یہ اتنا اثر ہوا کہ کوڑا ہاتھ سے گر گیا اور ساری زندگی غلاموں کو نہ مارنے کی قسم کھالی۔ (۴۳۰۸) عرض کیا: اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللہِ (۴۳۰۹) میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

حضور علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ میں تو اللہ کی پناہ طلب کرتے ہوئے اعوذ باللہ کہتا ہوں اور تو بجائے اللہ کی پناہ طلب کرنے کے میری پناہ طلب کر رہا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی پناہ میں آنا خدا ہی کی پناہ میں آنا ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

غلاموں کے ساتھ صحابہ کرام کا برتاؤ

پھر غلاموں کے ساتھ اس قدر اچھا برتاؤ ہونے لگا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جس طرح کا لباس خود پہنتے ویسا اپنے غلام کو بھی پہناتے اور فرماتے' یہ غلام تمہارے بھائی ہی تو ہیں فَاَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ وَاَلْبِسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ (۴۳۱۳) انہیں وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور انہیں وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو اور ان کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دو اور اگر تم نے ان کو ان کی طاقت سے زیادہ کام کہہ دیا ہے تو ان کا ہاتھ بٹایا کرو۔

بلکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جب میں نے حضور علیہ السلام کی زبان اقدس سے غلام کے بارے میں سنا کہ نیک غلام کو دوہرا ثواب ہے۔ ایک اپنے مالک کی خیر خواہی کا اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی عبادت کا تو) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ' حج بیت اللہ اور ماں کی خدمت (میں کوتاہی کی فکر نہ) ہوتی تو میں غلام ہو کر مرنا پسند کرتا۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ نے اپنی والدہ کی وفات کے بعد ہی حج کیا (تاکہ ماں کی خدمت میں کوتاہی نہ ہو جائے) (۴۳۲۰)

میں حاتم طائی کا بیٹا ہوں اور تو مجھ سے صرف سو درہم مانگ رہا ہے؟

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے سو درہم کی خیرات کا سوال کیا تو حضرت عدی نے فرمایا: تَسْئَلُنِیْ مِائَةَ دِرْهَمٍ وَّاَنَا ابْنُ حَاتِمٍ (تو جانتا نہیں) میں حاتم طائی کا بیٹا ہوں اور تو مجھ سے صرف سو درہم مانگ رہا ہے (گویا یہ تو نے میرے باپ کی سخاوت کی توہین کی ہے کہ اتنے بڑے سخی باپ کے بیٹے کے دربار سے صرف سو درہم کی بھیک مانگی ہے)

؎ تیری درگاہ کے فقیروں کا ذکر ہوتا ہے تاجداروں میں

Marfat.com

اسی جلال میں قسم اٹھالی کہ واللہ لا اعطیك خدا کی قسم! میں تجھے نہ دوں گا۔ پھر فرمایا:

لَوْلَا اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ ثُمَّ رَاٰی خَیْرًا مِّنْھَا فَلْیَاْتِ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ۔

(میں تجھے ہرگز نہ دیتا) اگر میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ سنا ہوتا کہ آپ نے فرمایا: جو شخص کسی کام کی قسم کھائے اس سے بہتر دوسرا کام دیکھے تو جو بہتر ہے وہ کرے (اور قسم کا کفارہ ادا کردے) (۴۲۷۹)

چنانچہ پھر آپ نے اس سائل کو چار سو درہم دے کر فرمایا: یہ لے لے، یہ میری سخاوت میں سے تیرے لیے ہے۔ (وللك اربع مائة فی عطاءی' ۴۲۸۰) جب غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطاؤں کا یہ حال ہے تو پھر سرکار کی عطا کا عالم کیا ہوگا؟

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

* قتل کسی نے کیا دیت حضور علیہ السلام نے ادا کردی۔ (۴۳۴۲)

سفید بالوں کا خیال کیا جائے

جو عمر میں بڑا ہو اس کی بڑائی کا خیال رکھنا چاہیے۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آنے والوں میں سے جب چھوٹے نے بات کرنا چاہی تو اس کو فرمایا: کَبِّرْ کَبِّرْ یُرِیْدُ السِّنَّ۔ بڑے کی بڑائی کا خیال کر' بڑے کو بات کرنے دے یعنی جو عمر میں بڑا ہے۔ (۴۳۴۹) اس کا مطلب یہ ہوا کہ فضیلت و رتبہ کا لحاظ اپنی جگہ ہے لیکن زیادہ عمر کے لوگوں کا لحاظ و ادب بھی ضروری ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں اس لیے بھی کہ اس کی عمر زیادہ ہے تو ہوسکتا ہے اس کی نیکیاں بھی تجھ سے زیادہ ہوں۔

* اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ (۴۳۷۴) اللہ کے بندوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسے پہ قسم اٹھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے (یعنی جو بات ان کی زبان سے نکلتی ہے پوری ہوکر رہتی ہے)۔

* جو بھی قتل ہوتا ہے تو اس کا گناہ قابیل کو جاتا ہے۔

لِاَنَّہٗ کَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔ کیونکہ قتل کی بنیاد اس نے رکھی۔ (۴۳۷۹)

* قیامت میں سب سے پہلے (حقوق العباد میں سے) قتل کا فیصلہ ہوگا۔ (۴۳۸۰)

* حضور علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کا دیت سے بچنے کے لئے مقفّی مسجع کلام کرنا۔ کَیْفَ اَغْرَمُ مَنْ لَّاشَرِبَ وَلَا اَکَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَھَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ یُطَلُّ۔ اس کا تاوان کیسے دوں' جس نے نہ پیا اور نہ کھایا' نہ بولا اور نہ چلایا۔ ایسا تو ہو گیا ضائع' فرمایا: یہ تو کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔ (۴۳۹۱) (اس کے بعد کتاب الحدود کا آغاز ہو رہا ہے)

اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دونگا

ایک بڑے خاندان کی عورت نے چوری کی۔ خاندان والوں کو فکر ہوئی کہ اگر اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو پورے خاندان کی بدنامی

Marfat.com

ہوگی۔ حضرت اسامہ کو سفارش کے لئے تیار کیا گیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: جس میں آپ نے فرمایا
سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے کہ جب کوئی شریف (امیر) آدمی ان میں سے چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر کوئی
شخص چوری کر بیٹھتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔

وَایْمُ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَھَا

قسم بخدا! اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا۔ (۴۴۱۰)

نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاجتیں پیش کی جاتیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ چنانچہ بعد میں وہ میرے پاس آیا کرتی تھی
اس نے بہت اچھی توبہ کی، نکاح بھی کر لیا۔ فَاَرْفَعُ حَاجَتَھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ میں اس کی حاجات حضور
علیہ السلام کے سامنے پیش کیا کرتی تھی (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حاجت روائی فرما دیا کرتے تھے) (۴۴۱۱)

قانون کی پاسداری

اگر قانون دینے والا خود ہی قانون پہ عمل نہ کرے گا تو ملک کا نظام تباہ ہو جائیگا' افسوس کہ مسلمان جو سب سے زیادہ قانون
کا احترام کرنے والے تھے' آج تمام قوموں سے زیادہ قانون کو توڑنے والے ہو گئے ہیں' بالخصوص پاکستان تو اس معاملہ میں
بدقسمتی سے اول نمبر پہ آ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارے ملک کے حالات پہ اپنا فضل و کرم نازل فرمائے اور اس قوم کو قانون کا پابند
بننے کی توفیق دے۔ شاید بعض عاقبت نااندیش اس کو آزادی سمجھتے ہوں مگر یہ آزادی نہیں بلکہ بربادی ہے۔ جانور بھی کسی نہ کسی
حد تک اپنے قاعدوں کی رعایت کرتے ہیں تو جب ہم خدا کے قوانین کی خلاف ورزی کریں گے تو ہمیں کون انسان کہے گا
حریت و آزادی یہ ہے کہ انسان قانون کے دائرے میں رہ کر اپنے منافع کے لئے کوششیں جاری رکھے اور عدل و انصاف کا
دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ چاہے اپنے خلاف یا اپنے والدین کے خلاف بھی فیصلہ جا رہا ہو۔ اسی بات کی قرآن نے ہمیں تلقین
فرمائی ہے (وَلَوْ عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ) مندرجہ بالا حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی واضح
دلیل ہے کہ اتنا عدل و انصاف اور ایسی راست بازی اس دور کے عربوں میں بغیر خدائی تعلیم و امداد کے سمجھ میں نہیں آتی۔

حضرت ماعز اسلمی کی توبہ

حضرت ماعز بن مالک اسلمی کے رجم و توبہ کا واقعہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے خود فرمایا: ماعز کے لئے استغفار کرو اس نے
ایسی توبہ کی ہے کہ اگر پوری ایک امت میں بانٹ دی جائے تو ان کو کافی ہو جائے۔

لَقَدْ تَابَ تَوْبَۃً لَوْ قُسِمَتْ بَیْنَ اُمَّۃٍ لَوَسِعَتْھُمْ (۴۴۳۱)

* یہودیوں نے رجم کی آیت کو چھپا لیا۔ (۴۴۳۷)
* حضرت عمر کے دور میں شرابی پر اسی کوڑے حد مقرر کی گئی۔ (۴۴۵۲)

Marfat.com

✸ حضرت عثمان کے فرمان پہ عمل نہ کرنے کی وجہ سے حضرت علی المرتضیٰ امام حسن پہ ناراض ہوئے۔ نیز حضرت علی المرتضیٰ کے نزدیک حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کا فعل سنت ہے۔(۴۴۵۷) شرح نووی میں وحید الزمان صاحب نے بھی یہی لکھا (پھر آپ حضرات تین طلاق بیک مجلس کے مسئلہ میں حضرت عمر کے فیصلے کو خلاف سنت کہہ کر کیوں رد کرتے ہیں اور بے دھڑک کہتے ہیں، شریعت حضور علیہ السلام کی ہے یا حضرت عمر کی؟

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا

(صحیح مسلم شرح نووی ص ۳۴۷ ج ۴)

✸ جب اسلام دل میں اترتا ہے تو حضور علیہ السلام ساری دنیا سے عزیز تر ہو جاتے ہیں۔(۴۴۷۹)

✸ اللہ تعالیٰ (بے فائدہ قیل وقال) بک بک کو ناپسند فرماتا ہے۔(۴۴۸۱)

راوی نے کہا: حَرَّمَ عَلَيْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ۔(۴۴۸۴)
رسول اللہ نے تم پہ حرام کیا ہے۔ یہ نہ کہا کہ اللہ نے تم پر حرام کیا ہے۔

✸ مجتہد خطا پر بھی ہو تو اس کو ایک ثواب (اس کی کوشش کا) ملتا ہے۔(۴۴۸۷)

رزق حلال اور صدق مقال کی ایک عظیم مثال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے دوسرے سے زمین خریدی اور اس زمین سے خریدنے والے کو سونے سے بھرا ہوا ایک گھڑا ملا تو اس نے بائع سے کہا: میں نے صرف زمین خریدی تھی لہٰذا یہ سونا تیرا ہے اس کو لے جا، بائع نے کہا: نہیں زمین میں جو کچھ ہے تیرا ہی ہے لہٰذا میں واپس نہ لوں گا۔ پھر دونوں ایک تیسرے شخص کے پاس فیصلے کے لئے گئے تو اس نے (یہ نہ کہا کہ اگر تمہیں نہیں چاہتے تو میں ضرورت مند ہوں لہٰذا مجھے دے جاؤ بلکہ) دونوں سے پوچھا: کیا تمہاری اولاد ہے؟ ایک نے کہا میرا بیٹا ہے اور دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے، اس نے فیصلہ یہ کیا۔

اَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَاَنْفِقُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا۔
لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو اور اس سونے کو اپنے آپ پہ خرچ بھی کرو اور راہ خدا میں صدقہ بھی کرو۔(۴۴۹۷)

ایک واقعہ

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک قطعہ زمین کے بارے میں دو شخص جھگڑا کر رہے تھے۔ ہر ایک ان میں سے اپنی ملکیت کا دعویٰ کر رہا تھا۔ بات کسی نتیجے پہ نہ پہنچ رہی تھی کہ حضرت بایزید پہ دونوں کی نظر پڑی تو دونوں نے بالاتفاق کہا: جو فیصلہ بایزید فرما دیں گے ہمیں منظور ہوگا۔ آپ نے پہلے کیس سنا پھر فرمایا: ذرا زمین سے ہی نہ پوچھ لیں کس کی ہے؟ چنانچہ زمین سے مخاطب ہو کر فرمایا: خدا کے حکم سے بول کر بتا (جو پتھروں کو بھی قوت گویائی عطا فرما دیتا ہے) تو اس کی ہے یا اس کی؟ زمین نے بول کر کہا: میں نہ اس کی ہوں نہ اس کی ہوں بلکہ یہ دونوں میرے ہیں یعنی مر کر میرے اندر آنے والے

Marfat.com

ہیں۔ دونوں قدموں میں گر گئے اور زمین کی ملکیت سے دستبردار ہو گئے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

* زیادہ سوال کرنے والے پہ نبی علیہ السلام کی ناراضگی۔ (۴۴۹۹)

گری پڑی تھیلی کی دو سال تشہیر کرنے کا حکم دیا گیا۔ (۴۵۰۶)

بشیر ونذیر نبی علیہ السلام کا وعظ پُر تاثیر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ ایک اونٹنی سوار شخص حاضر خدمت ہو کر دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ حضور علیہ السلام نے (اس کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے) فرمایا:

مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّاظَهْرَ لَهٗ وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ

جس کے پاس فالتو سواری ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس حاجت سے زیادہ کھانا ہے وہ اس کو لوٹا دے جس کے پاس کھانا نہیں ہے۔ ان دو چیزوں کے علاوہ بھی حضور علیہ السلام نے بہت ساری چیزوں کا ذکر فرمایا (اور ہم پر آپ کے وعظ کا اس قدر اثر ہوا کہ) رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِيْ فَضْلٍ۔ ہم سمجھے کہ جو بھی شئی حاجت سے زائد ہو اس پر ہمارا قطعاً کوئی حق نہیں (خواہ وہ ہماری اپنی کمائی ہوئی ہو اور ہماری ملکیت و قبضہ میں ہو) (۴۵۱۷) اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

* تھوڑا سا کھانا اور پانی چودہ سو افراد کے لئے کافی ہو گیا۔ (۴۵۱۸) (اس کے بعد کتاب الجہاد والسیر کا آغاز ہو رہا ہے)

لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو

نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے اور یہ آپ نے اس وقت فرمایا کہ جب حضرت ابوموسیٰ اور معاذ رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا۔

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا (۴۵۲۶)

آسانی کرو، سختی نہ کرو اور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ اور اتفاق سے کام کرو اور پھوٹ مت ڈالو (تا کہ لوگ دین اسلام کو جلدی قبول کریں) اس پر وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں "معلوم ہوا فقط وعید (خوف وعذاب) کو بیان کرتے رہنا اور صرف لوگوں کو ڈرانا خوف نہیں۔ (غالباً خوب نہیں لکھنا چاہئے تھا) بلکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم اور بخشش کو بھی بیان کر

Marfat.com

ضروری ہے۔ اسی طرح نابالغ لڑکوں اور نو مسلموں اور گناہ گاروں پر آسانی کرنا چاہئے اور یہ بیان کرنا چاہئے کہ توبہ سب گناہوں کو میٹ (مٹا) دیتی ہے اور اسلام سب گناہوں کو محو کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم شرح نووی' ص ۴' ج ۵)

لہٰذا شارح نووی کے پیروکاروں کو بھی اپنے رویے پہ غور کرنا چاہئے کہ جب شفاعت ورحمت کی بات کی جاتی ہے تو یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ لوگ بے عمل ہو جائیں گے۔ شاید اس لیے کہ ایسی باتوں سے فضائل کا باب کھلتا ہے اور ان کے عقیدۂ مثلیت پہ زد پڑتی ہے جب ہم یوں عرض کرتے ہیں۔

رحمت میرے حضور دی واجاں پئی مار دی   آ جا گناہگارا میں تینوں بچا لواں

اللہ تعالیٰ کا ایک نبی علیہ السلام کی دعا پہ سورج روک دیا گیا

اللہ تعالیٰ کے ایک نبی علیہ السلام (حضرت یوشع بن نون) کی دعا پر سورج کو روک دیا گیا۔ خیانت کرنے والوں کا ہاتھ بوقت بیعت نبی علیہ السلام کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی کمزوری کی وجہ سے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا۔ (۴۵۵۵)

❋ حضرت ابوبکر صدیق کی بات کو حضور علیہ السلام نے سچ کر دکھایا۔ (۴۵۶۸)

❋ ابوجہل کو مارنے والے دونوں معاذ تھے۔ ایک معاذ بن عمرو بن جموح اور دوسرے معاذ بن عفراء (۴۵۶۹)

❋ نامناسب بات کرنے کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے ایک حقدار کا حق روک لیا (تاکہ جس کا دل دکھایا گیا اس کو رنج زیادہ نہ ہو) (۴۵۷۰)

تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا

یاسلمۃ (ابن الاکوع) هَبْ لِيَ الْمَرْاَةَ لِلّٰهِ اَبُوْكَ۔ حضور علیہ لسلام نے حضرت سلمہ سے غنیمت میں ملنے والی لڑکی مانگی۔ ذرا انداز ملاحظہ ہو۔ اے سلمہ! وہ لڑکی مجھے دے دے تیرا باپ کتنا اچھا تھا۔ اس لڑکی کو مکہ بھیج دیا گیا اور اس کے بدلے کئی مسلمان چھڑا لیے گئے جو مکہ میں قید تھے۔ (۴۵۷۳)

❋ حضرت عباس نے حضرت علی المرتضیٰ کے بارے سخت الفاظ کہے (الکاذب الاثم الغادر الخائن) (۴۵۷۷)

اسی حدیث میں ہے: حضرت عمر کے سامنے حضرت علی وعباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کی تصدیق کی جس میں ہے کہ ہم نبیوں کی وراثت نہیں ہوتی۔ ماترکنا صدقۃ۔ جو ہم چھوڑ جائیں صدقہ ہے۔ نیز حضرت عمر نے کہا: تم نے ابوبکر کو بھی اور مجھے بھی جھوٹا' گناہگار' دغاباز اور چور سمجھا

❋ حضرت فاطمہ کی ابوبکر صدیق سے رنجش' مرتے دم تک کلام نہ کرنا اور حضرت علی المرتضیٰ کا حضرت ابوبکر صدیق کو حضرت فاطمہ کے وصال کی اطلاع نہ دینا اور پھر حضرت علی کا ابوبکر صدیق سے مصالحت و بیعت کرنا اور یہ کہنا کہ میرے پاس اکیلے آنا کیونکہ حضرت علی' ابوبکر صدیق کے ساتھ حضرت عمر کے آنے کو ناپسند کرتے تھے۔ (۴۵۸۰)

Marfat.com

* جب حضرت علی نے ابوبکر صدیق کی بیعت کی تب لوگ حضرت علی کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان کی تحسین کرنے لگے۔ (۴۵۸۱)

* حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بھی فدک تقسیم نہ فرمایا بلکہ وہی کیا جو خلفاء ثلاثہ کرتے رہے۔ (۴۵۸۲)

بدر میں محبوب خدا ﷺ نے اپنے رب سے محبوبانہ انداز میں دعا کی

میدانِ بدر میں اہل اسلام کی ظاہری حالت بہت کمزور تھی' اس سے پہلے جنگ کا تجربہ بھی نہ تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پہ محبوبانہ شان دکھائی اور ایسے الفاظ سے اپنے رب کی بارگاہ میں التجاء کی کہ تاریخ نبوت میں کسی نبی علیہ السلام کی ایسی دعا نہیں ملتی۔ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کیا' ہاتھوں کو پھیلایا اور اپنے رب کے سامنے پکار کر یوں دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اَنجِزْ مَا وَعَدْتَنِیْ اَللّٰهُمَّ اٰتِ مَاوَعَدْتَنِیْ اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْضِ

اے اللہ! میرے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا فرما۔ اے اللہ! دے مجھ کو جو تو نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا: اے اللہ! اگر تو اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا تو پھر زمین پہ تیری عبادت نہ ہوگی۔ (۴۵۸۸)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے اہل اسلام کی مدد فرمائی اور کافروں کی کمر توڑ دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک مسلمان ایک کافر کو مارنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اپنے میں کوڑا لگنے کی ایک آواز آئی اور ایک سوار کی آواز آئی۔ اَقْدِمْ حَیْزُوْمِ۔ اے حیزوم آگے بڑھ۔ پھر جو دیکھا تو وہ کافر (بغیر مسلمان کے مارے) مرا پڑا ہے اور اس کی ناک پہ (کوڑے کا) نشان ہے' منہ اس کا پھٹ گیا ہے اور (کوڑے کے زہر سے) جسم اس کا سبز ہو گیا ہے' جب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا: صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَّدَدِ السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ۔ تو نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان سے مدد آئی تھی۔ (حیزوم فرشتے کے گھوڑے کا نام تھا)۔

مقام نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کیا ہے؟

اگر نبی علیہ السلام کا مرتبہ اور مقام اللہ کی بارگاہ میں اتنا ہے جتنا کہ صاحب تقویۃ الایمان نے جابجا بیان کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور علیہ السلام اس انداز سے دعا نہ کرتے اور اگر کر بھی لی تھی تو اللہ فرماتا: تو نے میری عبادت کا ٹھیکہ تو نہیں لے رکھا اگر یہ ہلاک ہو گئے تو کیا ہوگا میں اور مخلوق پیدا کر دوں گا جو میری عبادت کرے گی یا یوں فرمایا جاتا۔ لاتعداد فرشتے جو میری عبادت کرنے والے موجود ہیں۔ لیکن نہیں محبوب کی ادائے دلنواز کو پذیرائی بخشی گئی کہ جب محبوب نے باندازِ محبوبانہ عرض کیا:

پھلا پھولا رہے یا رب چمن میری امیدوں کا   جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

Marfat.com

تو ادھر سے ایک ہزار فرشتے کے ساتھ مدد تین ہزار اور پھر پانچ ہزار کے ساتھ مدد کی آیات نازل ہونے لگیں حالانکہ فرشتہ تو ایک بھی کافی تھا لیکن ہزاروں کی بات کر کے بتا دیا...... جیسا میرا محبوب ہے ویسا نہیں کوئی۔

ہاتھ پھیلا کر دعا کرنا مستحب ہے

اس حدیث کے ابتدائی حصے کے ترجمہ میں علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے یہ نکلا کہ دعا میں قبلہ کی طرف منہ کرنا اور ہاتھ پھیلانا مستحب ہے''۔ میں عرض کروں گا کہ آپ کے اس فرمان سے یہ نکلا کہ اذان کے بعد جو دعا کی جاتی ہے پھر اس دعا کے لئے آپ کے پیروکار ہاتھ کیوں نہیں اٹھاتے جبکہ اس حدیث سے یہ نکل آیا کہ ہر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے چاہئیں اور پھر جب آپ کی طرف سے مستحب نکل آیا تو اسی طرح اگر قرآن و حدیث سے فقہاء کرام فقہی مسائل نکال لیتے ہیں تو وہ آپ کو کیوں چبھتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ کا تعلق ایسی قوم کے ساتھ ہے جو فقہ کے ساتھ عداوت رکھتی ہے۔ ذلك بانهم قوم لايفقهون جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو فقہ عطا کر دیتا ہے۔ من یرداللہ به خیر ایفقه فی الدین ۔ یہ سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ۔

✱ ثمامہ بن اثال سید اہل الیمامہ کا قبول اسلام (۴۵۸۹) (**تفصیل اس واقعہ کی ہماری کتاب الباقیات الصالحات میں** پوری تقریر کی صورت میں دیکھئے)

✱ اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْاَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جان لو۔ (اے یہودیو!) زمین ساری کی ساری اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ (۴۵۹۱)

✱ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِ كُمْ۔ قیام تعظیمی والی حدیث (۴۵۹۶)

✱ خندق میں جبرائیل علیہ السلام کا اسلحہ پہن کر آنا۔ (۴۵۹۸)

✱ شام کے بادشاہ ہرقل کو حضور علیہ السلام کا خط لکھنا۔ (۴۶۰۷)

ایک مشت خاک سے چار ہزار کافروں کو شکست ہوگئی

✱ غزوۂ حنین میں جبکہ لڑائی خوب زوروں پر تھی، حضور علیہ السلام نے کافروں کی طرف چند کنکریاں پھینکیں اور فرمایا: اِنْهَزَمُوْا وَ رَبِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ شکست کھائی کافروں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم (وحید الزمان صاحب نے ترجمہ کیا ہے ''کعبہ کے مالک کی قسم''...... جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے) حضرت عباس فرماتے ہیں کنکریاں مارنے کی دیر تھی کہ کافروں کا زور ٹوٹ گیا اور ان کا کام الٹ ہو گیا۔ (۴۶۱۲)

ایک حدیث میں خاک کی مٹھی کا ذکر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں: شاهت الوجوه۔ بگڑ گئے منہ (کافروں کے) راوی حضرت سلمہ بن الاکوع فرماتے ہیں۔

فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَاَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ

Marfat.com

بذٰلِكَ (٤٦١٩)

کوئی انسان بھی ان (کافروں) میں سے ایسا نہ رہا جس کی آنکھ میں خاک نہ بھر گئی ہو اور اس ایک مٹھی کی وجہ سے آخر وہ بھاگے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

قرآن مجید میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

وہی ہوا جو عالم ما کان و ما یکون نے فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے طائف والوں کو گھیرا اور ان سے کچھ لیے بغیر اپنے صحابہ سے فرمایا: اِنَّا قَافِلُوْنَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔ اگر خدا نے چاہا تو ہم واپس جائیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: نَرْجِعُ وَلَمْ نَفْتَحْهُ۔ فتح کے بغیر ہی لوٹ جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: اُغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ۔ ٹھیک ہے لڑ کر دیکھ لو۔ فَغَدَوْا عَلَيْهِ فَاَصَابَهُمُ الْجُرْحُ۔ جب صبح کو لڑائی ہوئی تو صحابہ کرام کو زخم لگے (اب حضور علیہ السلام نے پھر) فرمایا: اِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا۔ ہم کل لوٹ جائیں گے۔ فَاَعْجَبَهُمْ ذٰلِكَ (جو بات کل ان کو عجیب لگی تھی آج وہی بات) ان کو بھلی معلوم ہوئی۔ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ حضور علیہ السلام اس پر ہنس پڑے (کہ ابھی کل ہی کی تو بات ہے کہ واپسی پر راضی نہ تھے اور لڑنے پر تیار تھے اور جب زخم لگے تو لوٹنے پر تیار ہو گئے ہیں اور اتنی جلدی اپنی رائے کو تبدیل کر لیا)۔ (۴۶۲۰)

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

✵ جنگ بدر کے لئے صحابہ کرام کا جذبہ اور حضور علیہ السلام کا علم غیب۔ (۴۶۲۱)

✵ نزول وحی کے وقت کوئی بھی حضور علیہ السلام کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا تھا

(فَاِذَا جَاءَ فَلَيْسَ اَحَدٌ يَّرْفَعُ طرفه اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (٤٦٢٢)

مکہ معظّمہ بھی بزور شمشیر فتح ہوا

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُحْصُدُوْهُمْ حَصْدًا۔ ان کو کاٹ کے رکھ دو اور باقاعدہ آپ نے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پہ رکھ کر کاٹنے کا اشارہ فرمایا (۲۴-۴۶۲۳) اور یہی قول ہے امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور جمہور علماء کا۔

(نووی حاشیہ مسلم ص ۱۰۳، ج ۲)

✵ حضور علیہ السلام نے ''عاص'' نام بدل کر مطیع رکھ دیا۔ (۴۶۲۸) لہٰذا عاصی بھی اپنے آپ کو نہیں کہلوانا چاہئے۔

اگر یہ ادب کی وجہ سے ہے تو وہ بھی ادب ہے

حضرت علی المرتضیٰ نے حضور علیہ السلام کے حکم کے باوجود حدیبیہ کے موقع پر آپ کا نام مٹانے سے انکار کر دیا (۴۶۳۱)

Marfat.com

(اگر یہ ادب کی وجہ سے تھا تو حدیث قرطاس میں حضرت عمر کا کاغذ قلم نہ دینا بھی ادب کی وجہ سے اور حضور علیہ السلام کی تکلیف کے پیش نظر تھا حالانکہ یہاں حضرت علی کو نام لے کر حکم دیا جا رہا ہے اور وہاں حضرت عمر کا نام نہیں لیا بلکہ تمام گھر والوں کو مخاطب فرمایا)

✵ سخت سردی کی رات میں حضور علیہ السلام کے حکم سے حضرت حذیفہ ساری رات گھومتے رہے تو ایسا لگا گویا گرم حمام میں پھر رہے ہیں اور کام مکمل کر کے واپس آئے تو سردی محسوس ہونے لگی۔ (۴۶۴۰) (شارح نووی علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا معجزہ تھا) (ج ۵ ص ۶۹)

✵ جنت میں حضور علیہ السلام کی رفاقت کی خواہش میں یکے بعد دیگرے سات انصار صحابہ شہید ہو گئے۔ (۴۶۴۱)

✵ نماز کی حالت میں کافروں کا حضور علیہ السلام کی پشت مبارک پہ اونٹنی کی بچہ دانی رکھنا۔ (۴۶۴۹)

✵ طائف سے واپسی پہ فرشتے کا حاضر ہونا کہ اگر اجازت ہو تو پورے شہر کو تباہ کر دوں مگر آپ نے اس کی اجازت نہ دی۔ (۴۶۵۳)

✵ عبداللہ بن ابی کو اس قدر حضور علیہ السلام سے دشمنی اس لیے تھی کہ اس کی تاجپوشی اور سرداری کا معاملہ دھرا کا دھرا رہ گیا جو کہ حضور علیہ السلام کی مدینہ شریف آمد سے پہلے طے پا چکا تھا۔ (۴۶۵۹)

✵ کعب بن اشرف کو مارنے کے لئے صحابی کا حضور علیہ السلام کی شان میں بظاہر نازیبا الفاظ کہنے کی اجازت طلب کرنا اور آپ کا اجازت دے دینا۔ (۴۶۶۴)

جس کے لیے حضور علیہ السلام رحم کی دعا کر دیں وہ شہید ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے لئے رحم کی دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کی سعادت عطا فرمائی بلکہ سرکار جس کے لئے ایسی دعا فرما دیتے۔ صحابہ پہچان لیتے کہ اب اس کو جلد ہی شہادت ملنے والی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے اشعار پڑھنے والے کو دعا سے نوازا۔ (۴۶۶۸)

✵ دشمن پہ رعب طاری کرنے کے لئے اپنی بڑائی کے کلمات کہے جا سکتے ہیں۔ حضرت سلمہ بن اکوع نے کہا: اَنَا ابْنُ الْاَکْوَعِ وَالْیَوْمُ یَوْمُ الرُّضَّعِ۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے یا وہ دن ہے جس میں پہچان ہو گی کہ کس نے شریف ماں کا دودھ پیا ہے اور کس نے کمینی کا۔ (۴۶۷۷)

✵ ایک موقع پر تین مرتبہ ایک صحابی نے حضور علیہ السلام کے حکم سے آپ کی بیعت کی اور اس کی برکت سے دشمن پہ کامیابی ملی۔ (حدیث کا ابتدائی حصہ) حضرت علی المرتضیٰ کا مرحب کو قتل کرنا (حدیث کا آخری حصہ) (۴۶۷۸)

✵ حضرت ابوطلحہ انصاری کی فدا کاری کا واقعہ کہ حضور علیہ السلام کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے ہو گئے، اس حال میں بھی ان پہ اونگھ طاری ہو جاتی اور دو تین مرتبہ ان کے ہاتھ سے تلوار گر گئی (یہ ان کے بہادر ہونے کی اعلیٰ دلیل ہے) (۴۶۸۳)

Marfat.com

صحابہ کرام کی فداکاریاں

سیرت ابن ہشام میں ہے حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی پیٹھ کافروں کی طرف کردی اور حضور علیہ السلام کا دفاع کرتے رہے اور تیر برابر ان کی پیٹھ پر برستے رہے۔ حضور علیہ السلام خود بھی تیراندازی فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کی کمان کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا پھر وہ کمان حضرت قتادہ بن نعمان نے لی اور ان کے پاس رہی اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کافروں کی ضرب سے نکل کر رخسار پہ آ گری۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی جگہ پہ کردیا اور وہ درست ہوگئی بلکہ اس آنکھ سے (دوسری کی نسبت) خوب دکھائی دیتا۔ (از صحیح مسلم شرح نووی ص ۱۰۱-۱۰۰ ج ۵)

* اُمّ عطیہ انصاریہ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ سات غزوات میں حصہ لیا۔ (۴۶۹۰)
* حضور علیہ السلام کے انیس جہادوں کا ذکر۔ (۴۶۹۲)

ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام بدر کی طرف نکلے اور حرۃ الوبرہ (مدینہ سے چار میل دور ایک مقام) پہ پہنچے تو ایک مشہور بہادر آپ کو ملا' صحابہ کرام اس کو دیکھ کر خوش ہوئے لیکن حضور علیہ السلام کے سامنے آ کر جب اس نے اپنی خدمات پیش کیں تو آپ نے فرمایا: جب تو مسلمان ہی نہیں ہے تو فلن استعین بمشرك۔ ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے' وہ دوبارہ آیا تو آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ ایک مقام پہ آپ سے ملا اور عرض کیا میں اللہ رسول پہ ایمان لایا تو آپ نے اس کو قبول فرمایا۔ (۴۷۰۰)

آج کے نام نہاد موحدین جو نبیوں ولیوں کی مدد کو تو شرک کہتے ہیں اور جب اپنے سر پر پڑتی ہے تو یہود و نصاریٰ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ اس حدیث پہ غور کریں تاکہ ان کے عقیدۂ فاسدہ کا علاج ہو اور امریکہ و برطانیہ کی غلامی سے اہل اسلام کو نجات ملے۔ (کتاب الامارۃ کا آغاز ہو رہا ہے)

* مسلمانوں کی چھوٹی سی جماعت کسریٰ کے سفید محل کو فتح کرے گی۔ (حضرت عمر کے دور میں ایسا ہی ہوا)۔ (۴۷۱۱)
* حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عاجزی وانکساری۔ (۴۷۱۳)
* عہدہ ومنصب مانگے بغیر لے لینا جائز ہے اور خدا ایسے عہدیدار کی مدد فرماتا ہے۔ (۴۷۱۵) اور جو عہدہ مانگے اس کو نہ دیا جائے۔ (۴۷۱۷)
* حضرت ابوموسیٰ کے پاس حضرت معاذ بن جبل یمن میں گئے تو ایک قیدی کو دیکھ کر پوچھا: کیا معاملہ ہے۔ عرض کیا گیا یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہوا پھر یہودی ہوگیا فرمایا: میں تب تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اس کو قتل نہ کیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (۴۷۱۸)
* عدل وانصاف کرنے والے حکمران اللہ کے ہاں دائیں طرف منبروں پہ ہوں گے۔ (۴۷۲۱)

Marfat.com

٭ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ (٤٧٢٤)

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔(حدیث کا خلاصہ یہ ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں چوری کرنے کے گناہ کی سنگینیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایسا نہ پاؤں کہ قیامت کے دن اس کی گردن پہ اونٹ بڑ بڑا رہا ہو گھوڑا ہنہنا رہا ہو بکری منمنا رہی ہو یا کوئی اور چیز جو اس نے مال غنیمت سے چرائی ہو گی وہ اس کی گردن پہ ہو اور میرے پاس آ کر کہے: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ۔ اے اللہ کے رسول میری مدد فرمائیں تو میں کہوں مجھے تیری مدد کرنے کا کچھ اختیار نہیں کیونکہ میں تجھے پہلے سے خبردار کر چکا ہوں۔(۴۷۳۴)

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی بھی مدد نہ فرمائیں گے تو بطور خاص ان لوگوں کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایمان کی مدد فرمائیں گے اور اہل ایمان کی مدد فرماتے ہوئے دیکھ کر ہی یہ لوگ آگے بڑھ کے مدد کے لئے پکاریں گے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ جواب ارشاد فرمائیں گے۔ نووی فرماتے ہیں:

ویکون ذلك اولا غضبا علیه لمخالفته ثم یشفع فی جمیع الموحدین بعد ذلك كماسبق فی كتاب الایمان فی شفاعات النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (حاشیہ مسلم شریف،ص ۱۲۳،ج۲)

یہ ابتداء میں اس پہ غصہ کا اظہار کرنے کی وجہ سے فرمائیں گے کیونکہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی پھر آپ تمام موحدین کی شفاعت فرمائیں گے جیسا کہ کتاب الایمان میں گزر چکا جہاں حضور علیہ السلام کی شفاعتوں کا بیان ہے (اور قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی شفاعت سے بڑی کیا مدد ہو سکتی ہے)۔

غلامان محمد محشر میں یوں پہچانے جائیں گے
کہ محشر میں بھی ہوگا ان کا نعرہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

٭ عہدے اور منصب کی وجہ سے جو کچھ ملے گا وہ سرکاری کھاتے میں جمع ہوگا۔(۴۷۳۹)

٭ حاکم حبشی غلام ہاتھ پاؤں کٹا بھی ہو تو اس کی اطاعت لازم ہے جب تک وہ اللہ رسول کی اطاعت کرتا رہے۔
(۴۷۵۶-۵۸-۶۵)

٭ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔ اطاعت صرف نیکی میں ہے۔(۴۷۶۶)

٭ حکمران اگر کھلم کھلا بے دین ہو جائے تو اس کے خلاف بغاوت کی جائے۔(۴۷۷۱)

٭ كانت بنو اسرائیل تسو سهم الانبیاء۔ بنی اسرائیل کے نبی سیاست فرمایا کرتے۔ (یعنی ایسی حکومت جو عوام کی خیر خواہی اور خدمت کے ساتھ ہو)۔(۴۷۷۳)

٭ حضرت امیر معاویہ کی حکومت کے بارے میں کچھ لوگوں کے خیالات اچھے نہ تھے۔(۴۷۷۶)

Marfat.com

٭ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں: لوگ حضور علیہ السلام سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں شر کے بارے پوچھتا کہ کہیں اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ (۴۷۸۵)

٭ حاکم کی اطاعت کس قدر ضروری ہے کہ اگر وہ تیرا مال لے لے اور تیری پیٹھ پھوڑ دے تو بھی اس کی اطاعت کر (تا کہ ملک میں انتشار پیدا نہ ہو اور اسلامی حکومت کمزور نہ ہو اور دشمن کو حملے کا موقع نہ ملے) (۴۷۸۵) ایک حدیث میں ہے جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں (۴۸۰۵) (آج کل کے حکمران تو اتنا بھی نہیں کر رہے)۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن عقیدہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان جب حدیبیہ کے مقام پہ (صلح حدیبیہ کے سال) پہنچے تو وہاں کے کنویں کا پانی بالکل خشک ہو چکا تھا (وحد وابئرها انما تنزه مثل الشراك) فبصق النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيها ودعا فيها بالبركة فجاشت۔ پس حضور علیہ السلام نے اس میں اپنا لعاب دھن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی تو پانی کناروں کے قریب تک آ گیا۔ ایک شخص نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کتنے لوگ تھے (جنہوں نے پانی استعمال کیا۔ نووی کہتے ہیں سائل کو تکثیر ماء کے اس معجزے کا تو علم تھا لوگوں کی تعداد کا علم نہ تھا) تو حضرت جابر نے فرمایا (اس بات کو چھوڑ ہم کتنے تھے) لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا۔ اگر ہم ایک لاکھ (یا اس سے زائد۔ نووی) ابھی ہوتے تو پانی پھر بھی ختم ہونے والا نہ تھے (ختم کیسے ہو سکتا ہے جس پانی کا کنکشن صاحب حوض کوثر نے نہر جنت کے ساتھ کر دیا ہو) كُنَّا اَلْفًا وَّخَمْسَ مِائَةٍ۔ ویسے ہم پندرہ سو افراد تھے۔ (۴۸۱۲) بعض روایات میں چودہ سو کا ذکر ہے۔ (۴۸۱۴) نووی نے دونوں میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ چودہ سو سے زائد اور پندرہ سو سے کم ہوں گے جنہوں نے ان زائد یعنی کسر کا اعتبار کیا انہوں نے پندرہ سو کہہ دیا اور جنہوں نے اعتبار نہ کیا انہوں نے چودہ سو کہہ دیا۔ (حاشیہ صحیح مسلم ص ۱۲۹، ج ۲)

٭ بیعت اسلام پر جہاد پر اور نیکی پر ہو سکتی ہے (لہذا بیعت طریقت جائز ہوئی)۔ (۴۸۲۶)

٭ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا۔ اور جب تمہیں کہا جائے جہاد کے لئے نکلو تو نکل پڑو (۴۸۳۱)

٭ ایک شخص میں ہجرت کرنے کی ہمت نہ تھی اور جب اس نے ہجرت کے بارے میں پوچھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: تو اپنی جگہ عمل کرتا رہ۔ اللہ تیرے کسی عمل کو ضائع نہ فرمائے گا۔ (۴۸۳۲)

٭ حضور علیہ السلام نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ نہ چھوا یعنی بیعت لیتے وقت بھی۔ (۴۸۳۴)

٭ پندرہ برس بلوغ کی آخری حد ہے۔ (۴۸۳۶)

٭ دشمن کی سرزمین پہ قرآن لے کر جانے سے منع فرمایا گیا۔ (۴۸۳۹) (اگر بے ادبی کا خطرہ نہ ہو تو جائز ہے۔

(نووی، حاشیہ صحیح مسلم ص ۱۳۱، ج ۲)

٭ اَلْخَيْلُ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک برکت و خوبی ہے۔

Marfat.com

۴۸)(شکال گھوڑے کو آپ نے ناپسند کیا جس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں سفید ہو یا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں سفید ہو۔
(۴۸۵۷)

ق شہادت

* قیامت کے دن غازی و شہید زخمی حالت میں آئیں گے ان کے خون کا رنگ سرخ ہوگا اور خوشبو کستوری کی سی ہوگی۔
(۴۸۵۹)

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُّ اَنِّیْ اَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلُ

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کروں پھر قتل کیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں پھر قتل کیا جاؤں پھر جہاد کروں پھر قتل کیا جاؤں۔

صرف شہید ہی دنیا میں دوبارہ آنے کی تمنا کرے گا۔ من فضل الشهادة. شہادت کی فضیلت دیکھ کر۔ اور کوئی نہ یہ واہش کرے گا اگر چہ اس کو ساری دنیا و مافیہا ملے۔ (۴۸۶۷)

حضرت عمر فاروق نے منبر رسول ﷺ کے پاس اونچی بولنے سے منع فرمایا

حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے منبر کے پاس جمعہ کے دن بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے کہا:

مَا اُبَالِیْ اَنْ لَّا اَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اَنْ اُسْقِیَ الْحَاجَّ

اسلام لانے کے بعد اگر میں حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ کوئی اور عمل نہ بھی کروں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں یعنی یہ عمل اس کے لئے سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ دوسرے شخص نے کہا:

مَا اُبَالِیْ اَنْ لَّا اَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اَنْ اَعْمُرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

اسلام لانے کے بعد مسجد حرام کی مرمت کرنے کے علاوہ میں کوئی اور نیکی نہ بھی کروں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں یعنی میرے لیے اس سے بڑی اور کوئی نیکی نہیں۔ تیسرے نے کہا: اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ۔ ان تمام کاموں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَقَالَ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عمر نے ان سب کو ڈانٹ پلا دی اور فرمایا: تم حضور علیہ السلام کے منبر شریف کے پاس اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہو۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور حضرت عمر نے جمعہ ادا کرنے کے بعد حضور علیہ السلام کی خدمت میں یہ مسئلہ رکھا تو قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: اجعلتم سكاية الحاج و عمارة المسجد الحرام ...... التوبہ۔ جس میں فرمایا گیا: ایمان کے برابری کوئی نیک عمل نہیں ہوسکتا۔ (۴۸۷۱)

Marfat.com

نیکی میرے آقا کی بارگاہ کے ادب کا نام ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کیسا شاندار اور جاندار عقیدہ تھا کہ حضور علیہ السلام کے سامنے تو آواز بلند کرنے سے قرآن نے منع فرما ہی دیا ہے (اسی طرح قبر انور کے پاس بھی آواز بلند کرنا منع ہے۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے سامنے بھی آواز بلند نہ کی جائے اور یہ حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات کا واقعہ ہے جبکہ آپ بظاہر وہاں تشریف فرما نہ تھے۔ حضرت عمر نے بتا دیا کہ تم نیکیوں کی بات کر رہے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور علیہ السلام کے منبر کا احترام نہ کر کے پہلی کمائی بھی برباد کر بیٹھو۔ تم جانتے نہیں ہو یہ میرے نبی علیہ السلام کا منبر ہے۔ کیا اللہ کی مسجد سے زیادہ منبر رسول کی اہمیت تھی جو حضرت عمر نے مسجد کا نام لینے کی بجائے منبر کا نام لے لیا

یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

✵ اللہ تعالیٰ ہنستا ہے ان دو شخصوں پر کہ ایک قاتل ہے دوسرا مقتول لیکن دونوں جنت میں جا پہنچے۔ (۴۸۹۲)

✵ مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ۔ جو کسی کو نیکی پر رہنمائی کرے اس کو نیکی کرنے والے جتنا ثواب ملے گا۔ (۴۸۹۹)

✵ جنت میں جانے کا شوق رکھنے والے نے چند کھجوریں کھانے کی دیر کرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ (۱۵ا-۴۹۱۳)

✵ عَمِلَ هٰذَا یَسِیْرًا وَّاُجِرَ كَثِیْرًا۔

(ایمان لانے کے فوراً بعد شہید ہو جانے والے کے بارے میں فرمایا)

اس نے عمل تھوڑا کیا اجر زیادہ لے گیا۔ (۴۹۱۴)

جان عالم ﷺ کے فرمان پہ جان قربان کر دی

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ دشمن کے سامنے تھے اور کہہ رہے تھے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ۔ بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں تلے ہیں۔

یہ سن کر ایک غریب میلا کچیلا شخص کہنے لگا: یَا اَبَا مُوْسٰی ءَاَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ هٰذَا۔ اے ابوموسیٰ کیا واقعی تو نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ قَالَ نَعَمْ۔ وہ بولے ہاں۔ فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَقْرَاُ عَلَیْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَیْفِهٖ فَاَلْقَاهُ ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِهٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰی قُتِلَ۔ (۴۹۱۶)

پس وہ اسی وقت اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان کو الوداعی سلام کیا۔ تلوار کو نیام سے نکال کر نیام توڑ دیا۔ میدان میں دشمن کے سامنے گیا، دشمنوں کو مارتا ہوا خود جام شہادت نوش کر لیا۔

✵ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے قراء صحابہ کے شہید ہونے کی خبر ان کی خواہش پر حضور علیہ السلام کو پہنچائی۔ (۴۹۱۷)

Marfat.com

اگر لڑائی ہوئی تو خدا دیکھے گا میں کیا کرتا ہوں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے چچا جو میرے ہم نام بھی تھے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے جس کا ان کو بہت افسوس تھا' کہا کرتے تھے۔

اَوَّلُ مَشْهَدٍ شَهِدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِبْتُ عَنْهُ وَاِنْ اَرَانِیَ اللّٰهُ مَشْهَدًا فِيْمَا بَعْدُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَانِیَ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ

میں حضور علیہ السلام کے ساتھ پہلے ہی غزوہ میں شامل نہ ہو سکا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے حضور علیہ السلام کی معیت میں جہاد کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ مجھے دیکھے گا میں کیا کرتا ہوں۔ ان لفظوں کے سوا کچھ کہنے سے ڈرے (کہ کہیں ایسا دعویٰ نہ کر بیٹھوں جو پورا نہ ہو سکے) پھر حضور علیہ السلام کے ساتھ غزوہ احد میں ان کو جہاد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت سعد بن معاذ کو احد کے دن کہنے لگے: وَاهًا لِرِيْحِ الْجَنَّةِ اَجِدُهٗ دُوْنَ اُحُدٍ۔ ہائے ہائے جنت کی ہوا مجھے احد کی طرف سے آ رہی ہے۔ چنانچہ اس جرات کے ساتھ لڑے کہ ان کے جسم پر اسی سے زائد زخم تھے۔ تلواروں' برچھیوں اور تیروں کے' پہچانے نہیں جا رہے تھے ان کی بہن نے انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ قرآن پاک کی یہ آیت ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه. وہ مردان خدا جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دکھایا۔

(الاحزاب' حدیث نمبر ۴۹۱۸)

* ریا کار شہید' عالم قاری اور سخی سب سے پہلے دوزخ میں جائیں گے۔ (۴۹۲۳)
* صدق دل سے شہادت کی دعا کرنے والا شہید نہ بھی ہو اس کو شہادت کا ثواب مل جائے گا۔ (۴۹۲۹)
* جو جہاد یا نیت جہاد کے بغیر مر گیا وہ منافقت کی موت مرا۔ (۴۹۳۱)
* ایک حدیث میں تین معجزات اور غائب کی خبریں' (۱) اپنی امت کی ترقی کی پیشین گوئی (۲) دریا میں جہاد کرنے کی خبر دینا (۳) ام حرام اس وقت تک زندہ رہیں گی اور اس لشکر کے ساتھ شہید ہوں گی۔ (۴۹۳۴)

کون کون شہید ہے؟

* پانچ قسم کے شہداء کا ذکر۔ ان میں طاعون کی اور پیٹ کی بیماری میں مرنے والا' پانی میں ڈوب کر مرنے والا اور راہ خدا (حج یا جہاد کو جاتے اور واپس آتے ہوئے) مرنے والا بھی شامل ہے۔ (۴۱-۴۹۴۰)
* جہاد کی مشق چھوڑ دینے والے کے بارے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں ہے یا فرمایا وہ گنہگار ہے۔

مَنْ عَلِمَ الرَّمْیَ ثُمَّ تَرَكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْ قَدْ عَصٰى (۴۹۴۹)

* مجاہدین ہمیشہ غالب رہیں گے۔ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ (۴۹۵۳)
* اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ۔ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے۔ (۴۹۶۱)

Marfat.com

(کتاب الجہاد مکمل ہوا۔اب شکار ذبیحہ اور حلال جانوروں کی احادیث کا آغاز ہو رہا ہے)

* نوک دار شیء سے شکار کیا تو حلال ہے چوڑائی کی طرف سے لگی تو حرام۔ (۴۹۷۷)

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

صحابہ کرام ایک ایک کھجور کو چوس کر پورا دن گزارتے رہے اور پتے تر کر کے کھاتے رہے۔پھر اللہ نے ان کو ایسا جانور کھلا دیا کہ تیرہ آدمی اس کی آنکھ کے حلقے میں بیٹھ گئے۔تین سو افراد ایک مہینہ کھاتے رہے۔(۴۹۹۸) یا اٹھارہ دن (۵۰۰۳)

* حضور علیہ السلام کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو بتایا جاتا کہ کون سا کھانا ہے۔(۵۰۳۵)

(وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدَّمُ اِلَيْهِ الطَّعَامُ حَتّٰى يُحَدَّثَ بِهٖ يُسَمّٰى لَهٗ)

* حضور علیہ السلام نے گوہ سے کراہت محسوس کرتے ہوئے نہ کھائی۔(۵۰۳۵)

* جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا گیا۔(۵۰۵۷) (کتاب الاضاحی کا آغاز ہو رہا ہے)

* بااختیار نبی علیہ السلام نے ایک شخص کو چھ ماہ کا بکری کا بچہ قربانی میں ذبح کرنے کی اجازت دے دی اور فرمایا: بِهَا وَلَا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ۔ یہ صرف تیرے لیے ہے۔تیرے علاوہ کسی اور کے لئے نہیں ہے۔(۵۰۶۹-۷۰)

* جس کا ارادہ قربانی کا ہو وہ بال اور ناخن نہ کاٹے۔(۵۱۱۷) (اس کے بعد کتاب الاشربہ کا آغاز ہو رہا ہے)

* سراقہ بن مالک کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔(۵۲۳۹)

* شام کو شیاطین پھیل جاتے ہیں لہٰذا بچوں کو گھروں سے نہ نکلنے دو دروازے بند کر دو برتنوں کو ڈھانپ دو۔(۵۲۵۰)

نگاہ نبوت کا کیا کیا دیکھ لیتی ہے؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو کھانے میں ہاتھ ڈالتے تاوقتیکہ حضور علیہ السلام شروع نہ فرما لیتے۔ایک دن ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانے پر موجود تھے کہ ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی جیسے کوئی اس کو ہانک رہا ہو اور اس نے اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنا چاہا لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کا ہاتھ لیا۔پھر ایک اعرابی آیا اس نے بھی ایسی ہی حرکت کی تو حضور علیہ السلام نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔پھر ارشاد فرمایا: شیطان اس کھانے پہ قابو پا لیتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے (تم نے دیکھا نہیں) وہ ایک لڑکی کو لایا اس کھانے پہ قدرت حاصل کرنے کے لئے تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔پھر ایک اعرابی کو لایا میں نے اس کو بھی ہاتھ پکڑ کر روک دیا۔

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ يَدَهٗ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدِهَا

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔(میرے ہاتھ میں صرف لڑکی اور اعرابی کا ہاتھ ہی نہیں تھا بلکہ) اس کے ہاتھ کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی تھا۔(۵۲۵۹)

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

Marfat.com

* لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدُكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَّسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ۔ تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر نہ پئے اور جو بھول کر پی لے وہ قے کرے۔ (۵۲۷۹)

* اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ۔ حضور علیہ السلام نے زمزم شریف کھڑے ہو کر پیا۔ (۵۲۸۲)

* اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّتَنَفَّسَ فِي الْاَنَاءِ۔
حضور علیہ السلام نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔ (۵۲۸۵)

* اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّتَنَفَّسَ فِي الْاَنَاءِ۔
حضور علیہ السلام نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔ (۵۲۸۵)

* اَلْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ۔ دایاں پھر دایاں ہے (دائیں ہاتھ سے لین دین کیا جائے) (۵۲۸۹)

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ علیکم کی شان والے آقا علیہ السلام کو ایک ایک امتی کی کتنی فکر ہے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لائے اور پانی مانگا، ہم نے بکری کا دودھ دوہا پھر اس میں اپنے اس کنویں کا پانی ملا کر پیش کیا تو آپ نے نوش فرمایا۔ حضرت ابوبکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عمر سامنے۔ دائیں طرف ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے حضرت ابوبکر وعمر کو دینے کی بجائے اعرابی کو اپنا تبرک عنایت فرمایا (نیز فرمایا: دائیں طرف والے مقدم ہیں پھر دائیں طرف والے، حضرت فرماتے ہیں: یہی تو سنت ہے) (۵۲۹۱)

اگلی حدیث جو حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز آئی، آپ نے نوش جاں فرمائی، دائیں طرف ایک لڑکا (غالباً عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بزرگ (حضرت خالد بن ولید وغیرہ) بیٹھے تھے، آپ نے لڑکے سے پوچھا (حق تیرا ہے) اگر تو اجازت دے تو ان بزرگوں) کو (تجھ سے پہلے) دے دوں؟ اس نے کہا: وَاللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا۔ اللہ کی قسم! میں تو آپ کا تبرک پہلے خود ہی لوں گا پھر کسی اور کو دوں گا۔ چنانچہ آپ نے اس کو دے دیا۔ (۵۲۹۲)

ان احادیث پہ امام نووی کا تبصرہ

نووی فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے (اوپر والی حدیث میں) اعرابی سے تو اجازت نہ مانگی لیکن (بعد والی حدیث میں) بچے سے اجازت طلب کی اس لیے کہ بچے کی طرف سے ناراضگی کا خطرہ نہ تھا اور اعرابی کی طرف سے اس کا خطرہ تھا کہ وہ ناراض ہو کر کہیں تباہ نہ ہو جاتے (لقرب عهده بالجاهلية وانفتها و عدم تمكنه في معرفة خلق رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وقد تظاهرت النصوص على تالفه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قلب من يخاف عليه) اس کے بعد نووی نے اس حدیث سے کئی مسائل کا استنباط بھی فرمایا ہے۔ (حاشیہ صحیح مسلم ۲/۱۷۴)

Marfat.com

* گرے ہوئے لقمے کو اٹھانا اور صاف کر کے کھالینا اور انگلیوں کو چاٹنا۔ (۵۳۰۱)

* طفیلی (بن بلائے مہمان) کے لئے میزبان سے اجازت لی جائے۔ (۵۳۰۹)

* حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ کے بغیر دعوت کو قبول نہ فرمایا۔ (۵۳۱۲)

* حضور علیہ السلام خود ہی ایک انصاری صحابی کے گھر بمعہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مہمان بن کر تشریف لے گئے۔ (۵۳۱۳)

* چند افراد کا کھانا ایک ہزار نے کھایا اور پھر بھی اتنا ہی رہا (حضرت جابر نے عرش کے مہمان صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی) (۵۳۱۵)

* بھنے ہوئے گوشت کے باوجود حضور علیہ السلام نے کدو شریف کو تلاش کر کے کھایا۔ (۵۳۲۵)

* اکٹھے کھانا کھانا ہو تو برابری کی بنیاد پہ کھایا جائے یہ نہ ہو کہ ساتھ والا ایک ایک کھجور وغیرہ پکڑے اور تم دو دو۔ الا یہ کہ اس کی اجازت ہو۔ (۵۳۳۵)

* اِنَّ فِی الْعَجْوَۃِ الْعَالِیَۃِ شِفَاءً۔

مدینہ کے بالائی علاقہ کی عجوہ کھجور میں شفا ہے (۵۳۴۱)

* کھنبی میں آنکھ کی شفا ہے اور یہ مَنّ سے ہے جو بنی اسرائیل پہ اترا تھا۔ (۵۳۴۵)

* ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔ (۵۳۴۹)

نِعْمَ الْاُدُمُ الْخَلُّ۔ سرکہ اچھا سالن ہے۔ (۵۳۵۳)

مساواتِ محمدی کی ایک جھلک کہ اپنے برابر پورا پورا کھانا ساتھی کو بھی عطا فرمایا۔ (۵۳۵۵)

جو حضور پاک کی پسند وہی ہماری پسند

(حضرت جابر فرماتے ہیں: جس دن سے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا: مَازِلْتُ اُحِبُّ الْخَلَّ میں ہمیشہ سرکے کو پسند کرنے لگا۔ (کچا) لہسن حضور علیہ السلام نے ناپسند فرمایا۔ حضرت ابوایوب انصاری عرض کرتے ہیں فَاِنِّیْ اَکْرَہُ مَا کَرِھْتَ۔ حضور جب یہ آپ کو ناپسند ہے تو مجھے بھی ناپسند ہے۔ (۵۳۵۷)

میں اس چھت کے اوپر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے میرے آقا تشریف فرما ہوں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ المکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف لائے تو آپ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے نیچے والی منزل میں قیام فرمایا۔ حضرت ابوایوب چونکہ اوپر والے حصہ میں تھے ایک رات کو بیدار ہوئے تو خیال آیا ہم حضور علیہ السلام کے اوپر رہ رہے ہیں چنانچہ ساری رات ایک کونے میں (دیوار کے ساتھ) بیٹھے رہے۔ دن کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: لَا اَعْلُوْ سَقِیْفَۃً اَنْتَ تَحْتَھَا۔ میں اس چھت پر نہیں چڑھوں گا جس کے نیچے آپ قیام

Marfat.com

ں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ان کے جذبے کی قدر فرمائی اور اوپر تشریف لے گئے۔ پھر جب حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے لئے کھانا تیار کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا کر بچا ہوا کھانا گھر والوں کو واپس بھیجتے تو حضرت ابوایوب لوگوں سے پوچھتے: سَئَالَ عَنْ مَوْضِعِ اَصَابِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ کہ حضور علیہ السلام کی انگلیاں کھانے میں کس جگہ لگی ہیں (اور جب بتایا جاتا تو برکت حاصل کرنے کے لئے) اسی جگہ سے کھاتے' ایک دن لہسن کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے کھانا تناول نہ فرمایا تو حضرت ابوایوب گھبرا گئے اور حاضر خدمت ہو کر عرض کیا' کیا یہ کھانا حرام ہے؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُهٗ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: حرام تو نہیں لیکن میں (لہسن کی وجہ سے) اس کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابوایوب نے عرض کیا: فَاِنِّيْ اَكْرَهُ مَا تَكْرَهُ اَوْ مَا كَرِهْتَ۔ جو آپ کو پسند نہیں وہ مجھے بھی پسند نہیں۔ حضرت ابوایوب فرماتے ہیں (حضور علیہ السلام نے لہسن والا کھانا اس لیے ناپسند فرمایا کہ) آپ پر وحی نازل ہوتی تھی (اور لہسن کی بو کی وجہ سے فرشتوں کو اذیت پہنچتی تھی) (۵۳۵۸)

ان عاشقوں کا میں ہوں ادنیٰ نیاز مند — جن کو میرے حضور کی ہے ہر ادا پسند

✱ مہمان کی خدمت کا ایک انوکھا واقعہ اور آیہ کریمہ:

ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة کا شان نزول (۵۳۵۹)

✱ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے بکری کے تھنوں میں دودھ آ گیا۔ آپ نے فرمایا: مَا هٰذِهٖ اِلَّا رَحْمَةٌ مِّنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے (رحمۃ اللعالمین کے لئے) ہوا ہے۔ (۵۳۶۲)

✱ ایک بکری کی کلیجی ایک سوتیس افراد میں سے ہر ایک کو ملی اور ایک بکری کا گوشت ایک سوتیس افراد نے کھایا پھر بھی بچ گیا۔ (۵۳۶۴)

✱ حضرت ابوبکر صدیق کی کرامت کہ ان کے گھر مہمانوں نے کھانا کھایا جتنا پہلے تھا اس سے بھی زائد ہو گیا۔ صَارَتْ اَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ (۵۳۶۵) (اس کو وحید الزمان صاحب نے بھی ابوبکر صدیق کی کرامت مانا ہے اور مزید لکھا' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء کی کرامت حق ہے) (صحیح مسلم مع شرح نووی' ج ۵' ص ۲۹۰)

✱ اصدق الصادقین صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بَلْ اَنْتَ اَبَرُّهُمْ وَاَخْيَرُهُمْ بلکہ تو ان سب سے زیادہ سچا اور سب سے اچھا ہے۔ (۵۳۶۶)

✱ ایک کا کھانا دو کو دو کا چار کو چار کا آٹھ کو کافی ہے۔ (۵۳۶۸)

✱ کافر سات آنتوں میں اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔ (۵۳۷۵) (ایک کافر سات بکریوں کا دودھ پی گیا اور جب مسلمان ہوا تو ایک سے ہی سیر ہو گیا۔ (۵۳۷۹)

✱ کھانے کو عیب نہ لگایا جائے' پسند آئے تو کھالو ورنہ چپ رہو۔

Marfat.com

(ھٰذہ سنة نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم)(۵۳۸۳)

(اس کے بعد کتاب اللباس والزینہ کا آغاز ہو رہا ہے)

✻ سونے چاندی کے برتن میں کھانے پینے والا اپنے پیٹ میں آگ بھرتا ہے۔(۵۳۸۶)

حضور علیہ السلام کے جبہ مبارکہ سے شفاء حاصل کی جاتی تھی

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک تھا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو وہ جبہ میں نے لے لیا (کیونکہ) وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یلبسھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہنا کرتے تھے (اس وجہ سے کہ یہ حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کے بوسے لیتا رہا ہے) نَحْنُ نَغْسِلُهَا للمرضی نستشفی بھا۔ ہم اس کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلایا کرتے تھے تاکہ انہیں بیماریوں سے شفا حاصل ہو۔(۵۴۰۹)

اگر یوسف علیہ السلام کی قمیص ان کے جسم اقدس کے ساتھ لگ کر یعقوب علیہ السلام کے لئے شفا کا باعث بن سکتی ہے تو ہمارے آقا علیہ السلام کا جبہ مبارک اس امت کے بیماروں کے لئے شفا کا باعث کیوں نہیں ہو سکتا۔ وہ یوسف بن یعقوب (علیہما السلام) ہیں اور حضور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں　　سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

✻ اَلْفَوَاطِمُ۔ جمع ہے فاطمہ کی اور اس سے مراد تین فاطمہ ہیں۔ ایک فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری فاطمہ بنت اسد والدۃ علی المرتضی اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجھہ اور تیسری فاطمہ بنت حمزہ عم المصطفی علیہ الوف التحیة والثناء و رضی اللہ عنہ (اللہ تعالیٰ ہمارا حشر ان کے نوکروں چاکروں میں فرمائے)(۵۴۲۲، حاشیہ صحیح مسلم ص ۱۹۲، ج ۲)

✻ حضرت عمر روتے ہوئے دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آقا جو چیز (ریشمی قبا) آپ نے پسند نہ فرمائی وہ مجھے کیوں بھیج دی۔ فرمایا: پہننے کے لئے نہیں بھیجی، اس کو بیچ کر پیسے کسی کام میں لگا لو۔(۵۴۲۴)

✻ حضور علیہ السلام نے حضرت زبیر بن عوام اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت عطا فرمائی۔ (۵۴۳۳)

✻ رنگے ہوئے پیلے کپڑوں کے بارے میں فرمایا: اِنَّ ھٰذِہٖ مِنْ ثِیَابِ الْکُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْھَا (۵۴۳۴) یہ کافروں کا لباس ہے اس کو نہ پہن۔ بَلْ اَحْرِقْھَا بلکہ ان کو جلا دے۔(۵۴۳۶) جمہور علماء شافعی ابوحنیفہ اور امام مالک فرماتے ہیں مباح ہیں اور بعضوں نے مکروہ تنزیہی کہا ہے۔(تفصیل دیکھئے نووی حاشیہ مسلم ۱۹۳، ج ۲)

Marfat.com

قبضے میں جس کے ساری خدائی......

جن کپڑوں میں حضور علیہ السلام کا وصال ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو سنبھال کر رکھ لیا اور لوگوں کو دکھا کر فرماتی تھیں: فِیْ هٰذَا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اس لباس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ ایک موٹا تہبند تھا اور ایک پیوند لگا کمبل تھا اور جس بستر پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمایا کرتے تھے۔ وہ یہ تھا تکیہ چمڑے کا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔ (۵۴۴۶) اور اس طرح بچھونا بھی چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (۵۴۴۷)

قبضے میں جس کے ساری خدائی اس کا بچھونا ایک چٹائی
نظروں میں اتنی ہیچ تھی دنیا صلی اللہ علیہ وسلم

تاجِ کسریٰ زیر پائے امتش

حضرت جابر کو فرمایا تیرے پاس (انماط۔ سوزنیاں) غالیچے وقالین ہیں۔ **عرض** کیا: میرے پاس کہاں سے آئے؟ فرمایا: اَمَا اَنَّهَا سَتَكُوْنُ۔ ہاں ہاں عنقریب ہوں گے۔ (۵۴۴۹)

چنانچہ حضرت جابر فرماتے ہیں ایک وقت آیا کہ میری بیوی کے پاس **قالین تھا۔ میں اس کو کہا کرتا تھا اس کو اپنے سے دور** کر دے وہ کہا کرتی تھیں: قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا **سَتَكُوْنُ۔ حضور** نے فرمایا نہیں تھا کہ تمہارے پاس قالین ہو کر رہیں گے۔ (حالانکہ حضرت جابر کے کہنے کا مطلب تو یہ تھا کہ حضور علیہ السلام نے ان کو اچھا نہ جانا کیونکہ یہ دنیا کی زیب وزینت ہے) (۵۴۵۰)

بوریا ممنون خواب راحتش تاج کسریٰ زیر پائے امتش

ان احادیث پہ کون عمل کرے گا؟

ایک بستر میاں کا دوسرا بیوی کا تیسرا مہمان کا اور چوتھا (اگر ہو تو وہ) شیطان کا۔ (۵۴۵۲)

کیا ان احادیث پہ بھی اہلحدیث حضرات عمل کرتے ہیں اور ضرورت سے زائد اشیاء کو بدعت کہتے ہیں یا صرف نماز کے بعد کلمہ پڑھنا اور جمعہ کے بعد کلمے والے آقا علیہ السلام پہ درود وسلام پڑھنا ہی انہیں بدعت نظر آتا ہے' ماننا پڑے گا کہ ان احادیث پہ اگر عمل کیا ہے تو صحابہ کرام نے کیا ہے یا ان کے بعد اولیاء وصوفیاء نے کیا ہے۔

گھر لٹانا جان دینا کوئی ان سے سیکھ لے

تکبر عزازیل را خوار کرد

✱ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ جو اپنا کپڑا (زمین پہ) تکبر وغرور کی وجہ سے گھسیٹے۔ (۵۴۵۳) حدیث میں خیلاء' بطرا' المخیلہ جیسے الفاظ ہیں جن سے معلوم ہوا تکبر کی نیت نہ ہو تو یہ وعید نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے

Marfat.com

فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۱۰ نصف اول میں لکھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص (شاید پہلی امتوں میں سے) اپنی دو چادروں میں تکبر کی چال چل رہا تھا۔ فَخَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (۵۴۶۸) پس اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا جائے گا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد　　　بزندان لعنت گرفتار کرد

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جذبۂ اطاعت

٭ ایک شخص کے ہاتھ سے حضور علیہ السلام نے سونے کی انگوٹھی اتار کر پھینک دی۔ لوگ اس کو کہتے رہے اٹھا لے بیچ کر کسی کام میں لگا لینا' اس نے کہا: لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَّ قَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۵۴۷۲) نہیں اللہ کی قسم! میں اس کو کبھی نہیں پکڑوں گا جس کو اللہ کے رسول نے پھینک دیا ہے۔ یہی حال تمام صحابہ کرام کا تھا (۵۴۸۳) چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے (سونا حرام ہونے سے پہلے) سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی جس کا نگینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہتھیلی کی طرف رکھا کرتے تھے پھر ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی اور فرمایا: وَاللّٰهِ لَا اَلْبَسُهٗ اَبَدًا۔ اللہ کی قسم! اب میں اس کو کبھی نہ پہنا کروں گا۔ فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ۔ تمام لوگوں نے اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔ (۵۴۸۳)

یاد رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بائیں ہاتھ کی خنصر (چھوٹی انگلی چھینگلی) میں پہنی ہے۔ (۵۴۸۹)

دائیں بائیں ہاتھ کی خنصر اور بنصر (خنصر کے ساتھ والی انگلی) میں انگوٹھی پہنی جا سکتی ہے۔ وسطیٰ' سبابہ (اور ابہام یعنی باقی تین) میں انگوٹھی نہ پہنی جائے۔ (۵۴۹۳)

٭ ایک جوتا پہن کر (بعذر) بھی نہ جائے۔ (۵۴۹۷) (بدصورتی کے ساتھ موچ آنے کا بھی خطرہ ہے)

٭ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو۔ (۵۵۱۰) چنانچہ اس سے اوپر والی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ فتح مکہ کے دن حاضر خدمت ہوئے تو ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ (گھاس) کی طرح سفید تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ۔ ان (کے بالوں) کو کسی شے سے متغیر کر دو اور سیاہی سے بچو۔ (۵۵۰۹)

٭ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔ (۵۵۳۷) كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ۔ ہر تصویر بنانے والا جہنمی ہے۔ (۵۵۴۰)

٭ کچھ سر مونڈ دینا کچھ نہ مونڈنا (پیالہ کٹنگ) منع ہے۔ (۵۵۵۹)

(اس کے بعد کتاب الاداب کا آغاز ہو رہا ہے)

٭ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَاۗئِكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ

Marfat.com

تمہارے ناموں میں سے بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔(۵۵۸۷)

✻ یَا اُخْتَ هٰرُوْنَ میں ہارون علیہ السلام مراد نہیں بلکہ آپ کے نام پہ حضرت مریم کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا۔(۵۵۹۸)

كَانُوْا يُسَمُّوْنَ بِاَنْبِيَاءِ هِمْ وَالصَّالِحِيْنَ قَبْلَهُمْ۔

وہ لوگ اپنی اولاد کا نام نبیوں ولیوں کے ناموں پہ رکھتے تھے۔

بعض اچھے نام کو بدلنے کی حکمتیں

بعض اچھے ناموں کو بدلا گیا برہ کا نام جویریہ رکھا۔ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُّقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ۔ آپ اچھا نہ سمجھتے کہ یوں کہا جائے میں برہ یعنی نیکی کے پاس سے نکلا یعنی نیکی مجھ سے دور ہوگئی۔(۵۶۰۶) اسی طرح افلح' رباح' نافع' نجیح' یسار ناموں سے منع فرمایا کہ اگر تو کہے مثلاً افلح وہاں ہے تو جواب ملے نہیں تو یہ اچھی بات نہ ہوگی کہ کامیابی کی نفی ہو جائے۔(۵۶۰۱)

✻ حضرت زینب بنت جحش کا نام بھی برہ تھا۔ آپ نے بدل کر زینب رکھا۔(۵۶۰۸)

لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ۔ اپنی تعریف مت کرو اللہ زیادہ جانتا ہے کہ تم میں سے نیک کون ہے۔(ایک یہ وجہ بھی بیان فرمائی) شہنشاہ یا ملک الملوک سب سے بُرے نام ہیں۔(۵۶۱۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہنشاہ کہنے کے جواز پہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا پورا ایک فتویٰ فتاویٰ رضویہ شریف میں موجود ہے جو ہم نے اپنی کتاب شرح حدائق بخشش میں نقل کیا ہے' آپ کے اس شعر کے تحت۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

✻ حضور علیہ السلام اپنے اونٹ کو خود مالش فرماتے تھے۔ يَهْنَأُ بَعِيْرًا لَّهٗ۔(۵۶۱۲)

✻ حضرت ابوطلحہ کو فرمایا: رات کو جو تو نے صحبت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ برکت دے چنانچہ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔(۵۶۱۳)

✻ پورے مدینہ سے ایک کھجور بمشکل ملی۔(۵۶۱۷)

✻ يَا اَبَا عُمَيْرُ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ۔ اے ابوعمیر چڑیا کا کیا ہوا؟ ایک بچے کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خوش طبعی۔(۵۶۲۲)

✻ حضور علیہ السلام کا اپنے صحابی کو یا بُنَيَّ کہہ کے مخاطب فرمانا۔(۵۶۲۴)

✻ حضرت عمر فاروق حدیث کے صحیح ہونے پہ گواہ طلب فرماتے ورنہ سزا دیتے۔(۵۶۲۸ تا ۵۶۳۴)

✻ جب کوئی پوچھے کون؟ تو میں کہنے کی بجائے اپنا نام بتایا جائے۔(۵۶۳۵-۳۶)

✻ گھروں میں جھانکنے کی ممانعت(۵۶۳۸)

Marfat.com

* اچانک نگاہ پڑ جائے (غلط جگہ پہ) تو فوراً ہٹالی جائے (اس کی معافی ہے)(۵۶۴۴)
(اس کے بعد کتاب السلام کا آغاز ہورہا ہے)
* سوار پیدل کو چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔(۵۶۴۶)

اہل کتاب کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟

اہل کتاب کے سلام کے جواب میں وعلیکم کہہ دیا جائے۔(۵۶۵۲)

یہودیوں نے حضور علیہ السلام کو السام علیکم کہا اور آپ نے جواب میں وعلیکم کہا اور فرمایا: ہمارے خلاف ان کی دعا رد ہے اور ان کیخلاف ہماری دعا قبول ہے۔ چنانچہ یہودی مارے گئے (۵۶۹۰) السام کا معنی موت ہے۔ حضرت عائشہ نے یہود کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو انہیں خوب ڈانٹا جس پر حضور نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ۔ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔(۵۶۵۶)

مزید فرمایا کہ جب کسی اہل کتاب کی راستے میں تمہارے ساتھ ملاقات ہو جائے تو فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ۔ تو اس کو تنگ راستے کی طرف دبا دو۔(۵۶۶۱)

یعنی راستے کے درمیان میں اس کو چلنے نہ دیا جائے تا کہ ان کی شان وشوکت کا اظہار نہ ہو۔ اگر کسی مجلس میں اہل اسلام اور اہل کتاب دونوں گروہ موجود ہوں تو سلام کہا جائے لیکن نیت مسلمانوں کی جائے۔

* حضور علیہ السلام بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو بھی سلام فرماتے۔(۵۶۶۳)
* اَلْحَمْوُ مَوْتٌ۔ دیور تو موت ہے (لہٰذا اس سے پردہ زیادہ ضروری ہے)۔(۵۶۷۴)
* غیر محرم کسی عورت کے پاس اکیلا نہ جائے بلکہ ایک دو (صالح) مردوں کے ساتھ۔(۵۶۷۷)

شیطان کی کارگزاری

* اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ۔ بے شک شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ (کسی وقت کسی کے بارے میں کسی طرح کا بھی خیال پیدا کر سکتا ہے)(۵۶۷۹)
* حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آنا اللہ ہی کی بارگاہ میں آنا ہے۔(۵۶۸۱)

بخدا خدا کا یہی ہے دَر نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

* زنانہ اور خنثیٰ اجنبی عورتوں کے پاس نہ جائے۔(۵۲۹۱)
* صحابی نے اپنی بیوی سے فرمایا: جب تجھے حضور علیہ السلام نے اپنی سواری پہ اپنے پیچھے سوار ہونے کا فرمایا: تو تو کیوں نہ سوار ہوگئی۔(۵۶۹۲)

Marfat.com

✱ حضور علیہ السلام بیمار ہوتے تو جبرائیل علیہ السلام آپ کو دم کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوتے۔(۵۶۹۹)

✱ اَلْعَیْنُ حَقٌّ۔نظر برحق ہے۔(۵۷۰۱)

✱ جادو سے شفایابی پر جب کسی نے جادو کرنے والے سے انتقام لینے کی بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:لَا اَمَّا اَنَا فَقَدْ عَافَانِیَ اللّٰہُ وَکَرِھْتُ اَنْ اُثِیْرَ عَلَی النَّاسِ شَرًّا۔ مجھے تو اللہ نے شفادے دی ہے' میں نہیں چاہتا کہ (انتقام لے کر) لوگوں میں فساد بڑھاؤں۔(۵۷۰۴)

✱ حضور علیہ السلام نے زہر دینے والی کو قتل کرنے سے منع فرمادیا:(۵۷۰۵)

✱ منتر سے منع فرمانے کے باوجود ایک شخص کو فرمایا:مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّنْفَعَ اَخَاہُ فَلْیَفْعَلْ۔ جو اپنے بھائی کو (منتر کے ذریعے) نفع پہنچا سکتا ہے وہ ضرور پہنچائے (یہ اس وقت فرمایا: جب ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا اور دوسرے کو اس کا منتر آتا تھا)(۵۷۲۷)(بشرطیکہ اس میں شرکیہ مضمون نہ ہو)(۵۷۳۲)

✱ صحابہ کرام نے سورۃ فاتحہ کا دم کر کے بکریاں وصول کیں۔(۵۷۳۳)

✱ درد کا علاج۔درد کی جگہ پہ ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ شریف اور سات بار یہ دعا پڑھو۔اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔(۵۷۳۷)

✱ نماز میں وسوسہ ڈالنے والے شیطان کا نام خِنْزَبْ ہے۔(۵۷۳۸)

✱ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔ہر بیماری کا علاج ہے۔(۵۷۴۱)

✱ کلونجی میں موت کے سوا ہر بیماری کا علاج (شفاء) ہے۔(۵۷۶۶)

صاحب قرآن علیہ السلام کا قرآن مجید پہ یقین کامل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا۔میرے بھائی کا پیٹ خراب ہے اس کو دست آرہے ہیں' فرمایا: اس کو شہد پلاؤ۔وہ گیا بھائی کو شہد پلایا پھر حاضر ہوا اور عرض کی: شہد پلانے سے دست زیادہ ہو گئے ہیں۔آپ نے فرمایا: اور پلا' اس طرح چار بار آیا اور آپ نے ہر بار یہی فرمایا: شہد پلا اور وہ ہر بار یہی کہتا رہا اس کے دست اور زیادہ ہو گئے ہیں۔چوتھی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ اللہ کا قرآن سچ فرماتا ہے (کہ شہد میں شفا ہے) اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے فَسَقَاہُ فَبَرَأَ۔اس نے پھر پلایا تو اس کا بھائی تندرست ہو گیا۔(۵۵۷۰) علماء فرماتے ہیں طب کے کسی مسئلہ کی تائید اگر حدیث سے ہو جائے تو بہت بہتر اور نور علیٰ نور۔اور اگر طبیب حضرات مشاہدہ سے حدیث کے خلاف اپنے دعویٰ کو ثابت کر دیں تو پھر حدیث کی تاویل کی جائے گی اور شہد سے اسہال کا علاج کرنا طب کے بھی عین مطابق ہے۔نووی فرماتے ہیں:علم النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان داء ھذا الرجل مما یشفي بالعسل۔ فیه شفاء للناس جو اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں فرمایا ہے اس میں اگر ہر بیماری

Marfat.com

سے شفاء کی تصریح نہ بھی مانی جائے لیکن اس خاص شخص کے لئے حضور علیہ السلام جانتے تھے کہ اس کی بیماری کا علاج شہد میں ہی ہے۔ واللہ اعلم (حاشیہ صحیح مسلم ص ۲۲۸ ج ۲)

ہم تقدیر سے تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں' قول عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ کی تحقیق کے لئے پہلے مہاجرین کو بلایا پھر انصار کو پھر قریش کے تجربہ کار بوڑھے لوگوں کو اس کے بعد فیصلہ فرمایا کہ وبائی علاقے میں داخل نہ ہوا جائے پھر جب حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے عرض کیا: اَفِرَارًا مِّنْ قَدَرِ اللّٰہِ۔ کیا تقدیر سے بھاگ رہے ہو؟ فرمایا: لَوْ غَیْرُكَ قَالَهَا یَا اَبَا عُبَیْدَةَ۔ کاش اے ابوعبیدہ: تو تو یہ اعتراض نہ کرتا۔ اب اس کا جواب سن لے۔ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ اِلٰی قَدَرِ اللّٰہِ۔ ہاں ہم اگر تقدیر سے بھاگ رہے ہیں تو تقدیر ہی کی طرف جا رہے ہیں یعنی تقدیر سے بھاگا نہیں جا سکتا۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف آ گئے جو کسی کام کے لئے گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: اس مسئلہ کی دلیل تو فرمان رسالت میں موجود ہے اور وہ یہ کہ آپ نے فرمایا:

اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ

جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو کہ وہاں وبا پھوٹ پڑی ہے تو وہاں ہرگز نہ جاؤ اور اگر تم وہاں موجود ہو تو پھر وہاں سے بھاگو نہیں۔

یہ سن کر حضرت عمر نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور (وبا والے علاقے میں جانے کا ارادہ ترک کر کے راستے سے ہی) واپس آ گئے۔ (۵۷۸۴)

✻ ایک پیغمبر لکیریں کھینچ کر حساب لگایا کرتے جوان کے موافق کرے خیر ہے۔ (۵۸۱۵) ورنہ عراف کاہن نجومی کے پاس جا کر آئندہ کی بات پوچھنے سے چالیس دن کی نماز ضائع ہو جاتی ہیں۔ (۵۸۲۱) (اس کے بعد کتاب قتل الحیات وغیرہا کا آغاز ہو رہا ہے)

✻ دو دھاری والا سانپ مار دو کیونکہ وہ آنکھ پھوڑ دیتا ہے اور حمل گرا دیتا ہے۔ (۵۸۲۳)

✻ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام سے مردے کے زندہ ہو جانے کی دعا کی درخواست کی۔ اُدْعُ اللّٰہَ یُحْیِیْهِ لَنَا (۵۸۳۹) (اسی حدیث میں ہے کہ شیطان سانپ کی شکل میں آ سکتا ہے)

✻ گرگٹ کو پہلی ضرب میں مارو تو سو نیکیاں ملتی ہیں۔ (۵۸۴۷)

✻ ایک چیونٹی نے اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کو کاٹا۔ انہوں نے تمام چیونٹیوں کو جلوا دیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے میرے پیارے نبی صرف کاٹنے والی کو ہی جلایا ہوتا (باقی بے چاریوں کا کیا قصور تھا) آپ نے پوری ایک امت کو جلوا دیا۔ (۵۱-۵۸۵۰)

✻ بلی کو باندھ کر بھوکا پیاسا مارنے والی دوزخ میں جا پہنچی۔ (۵۸۵۲)

Marfat.com

✻ کتے کی پیاس بجھانے والی جنت میں چلی گئی۔(۵۸۵۹)

✻ یوں نہ کہا جائے کہ زمانہ بہت برا آ گیا ہے کیونکہ زمانہ کچھ نہیں کر سکتا بلکہ سب کچھ اللہ ہی کرتا ہے یہی معنی ہے اَنَا الدَّھْرُ کا کہ اللہ فرماتا ہے میں خود زمانہ ہوں۔(یا مطلب ہے انا خالق الدھر میں زمانے کو بھی پیدا کرنے والا ہوں)(۵۸۶۲)

ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

انگور کو کرم نہ کہو (کیونکہ اس کا معنی بزرگی ہے اور اہل عرب انگور سے شراب بناتے اور سمجھتے کہ اس کے پینے سے انسان میں کرم کی صفت پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ شراب تو حرام ہے اور بدحواسی پیدا کرتی ہے تو اس کی وجہ سے اچھی صفت کس طرح پیدا ہو سکتی ہے) فرمایا: فَاِنَّ الْکَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔کرم تو مسلمان بندے کو کہا جاتا ہے۔(۵۸۶۷) دوسری حدیث میں ہے: فَاِنَّ الْکَرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔کرم تو دل مسلم ہے۔(۵۸۶۸) اور دل مسلم کی شان یہ ہے کہ اقبال فرماتے ہیں:

دردل مسلم مقام مصطفیٰ است ابروئے مازنام مصطفیٰ است

اور جہاں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کی بات ہے تو ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو (اس حدیث سے اس طرح کا نکتہ بیان کرنا مجذوبیت ہی سمجھ لیجئے)(۵۸۷۵)

کس کو کیا کہا جائے؟

آقا و مالک کو رب کہنے کی بجائے مولا و سیّد کہا جائے (حالانکہ ایک حدیث میں ہے سید بھی اللہ کو ہی کہا جائے اس کے باوجود وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں بعضوں نے اللہ تعالیٰ پہ سید کا اطلاق مکروہ لکھا ہے۔(شرح نووی ج ۵ ص ۴۱۴) پھر آج کل یہی لوگ حضرت علی المرتضیٰ کو مولیٰ کہنے سے منع کرتے ہیں حالانکہ حضور علیہ السلام نے خود فرمایا: من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ۔اور قرآن پاک میں ہے: فان اللہ ھو مولاہ و جبریل وصالح المؤمنین۔(التحریم:۴) اللہ بھی مولیٰ جبریل بھی مولیٰ اور ہر نیک مومن مولیٰ بلکہ سورۃ بقرہ کی آخری آیت میں ہے انت مولانا۔اے اللہ تو ہی مولانا ہے' اس میں حصر ہے کہ اور کوئی مولانا نہیں ہے جبکہ ہر فرقے کا تھوڑا سا پڑھا لکھا بھی مولانا بنا ہوا ہے بلکہ اب تو کچھ حضرات کو مولانا کا لفظ بھی اپنے شایان شان نظر نہیں دیتا اور فرماتے ہیں کہ ہمیں مولانا نہ کہا جائے یعنی خدا کو تو مولانا کہا جا سکتا ہے لیکن ان کے لئے کوئی اس سے بھی اوپر والا لفظ بولا جائے۔اگرچہ بظاہر کسر نفسی کے طور پر کہتے ہیں مگر درحقیقت وہ اس لفظ میں اپنی توہین سمجھتے ہیں کیونکہ جب ان کو دور حاضر کا مجدد کہا جاتا ہے تو پھر وہ منع نہیں کرتے)

خداوند! تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

✻ یوں نہ کہا جائے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا (کہ خبیث کا لفظ کافر پلید کے لئے ہے) بلکہ یوں کہا جائے کہ میرا نفس کاہل وست ہو گیا۔

وَلَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ خَبُثَتْ نَفْسِیْ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِیْ (۵۸۸۰)

Marfat.com

خوشبو اور پھول کے تحفے کو رد نہ کیا جائے۔(۵۸۸۳)(اس کے بعد کتاب الشعر کا آغاز ہو رہا ہے)

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا شعری ذوق

٭ صاحب جوامع الکلم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پہ سوار ہو کر اپنے ایک صحابی سے امیہ بن ابی الصلت کے ایک سو اشعار سنے۔صحابی کہتے ہیں میں ایک شعر پڑھتا تو آپ فرماتے: ھِیْہْ اور پڑھ۔میں پھر پڑھتا تو آپ فرماتے: اور پڑھ۔اس طرح سو پورے ہو گئے۔(۵۸۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے عمدہ شعر جو عرب کے لوگوں (میں سے لبید) نے کہا (وہ یہ ہے)

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَّا خَلَا اللّٰہُ بَاطِلٌ

اللہ کے سوا ہر شے باطل (وفنا ہونے والی) ہے۔(۵۸۸۹)

معلوم ہوا! اچھے اشعار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھے اور آپ کا فرمان ہے ان من الشعر لحکمۃ۔ اس اشعار میں حکمت و دانائی کی باتیں ہوتی ہیں لہٰذا جن احادیث میں شعر و شاعر کی مذمت آئی ہے مثلاً فرمایا: پیٹ کو پھیپھڑوں تک پیپ سے بھر لینا پیٹ کو شعروں سے بھرنے سے بہتر ہے۔لَاَنْ یَّمْتَلِیَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَیْحًا یَرِیْہِ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّمْتَلِیَ شِعْرًا۔(۵۸۹۳) یا ایک شعر پڑھنے والے کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: خُذُوا الشَّیْطٰنَ اَوْ اَمْسِکُوا الشَّیْطٰنَ۔اس شیطان کو پکڑو(۵۸۹۵) اس سے مراد بُرے اشعار و شعراء ہیں۔قرآن مجید سورۂ شعراء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے بھی شعراء کی مذمت فرمائی اور پھر فرمایا: الا الذین امنوا و عملوا الصلحت و ذکروا اللّٰہ کثیرًا وانتصروا من بعد ماظلموا۔مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پہ ظلم ہوا۔

ہم نے آپ کو شاعر نہیں بنایا کا مطلب

حضور علیہ السلام کے بارے میں جو فرمایا گیا: وما علمنٰہ الشعر۔ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھائے تو اس سے مغالطہ نہ ہو کیونکہ شاعر ہونا اور بات ہے اور شعر کو پسند کرنا یا کبھی کبھار کہہ لینا دوسری بات ہے۔الغرض! اچھے اشعار کے ساتھ حضور علیہ السلام کی اس محبت پر چند اچھے اشعار بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر رہا ہوں۔

محمد کی عظمت کا کیا پوچھتے ہو ۔۔۔ کہ وہ صاحب قاب قوسین ٹھہرے
بشر کی سرِ عرش مہماں نوازی ۔۔۔ یہ عظمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالیں ۔۔۔ جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دیں
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ ۔۔۔ یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
قیامت کا اِک دن معین ہے لیکن ۔۔۔ ہمارے لیے ہر نفس ہے قیامت

Marfat.com

مدینے سے ہم جاں نثاروں کی دوری — قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
تم اقبال یہ نعت کہہ تو رہے ہو — مگر یہ بھی سوچا کہ کیا کر رہے ہو
کہاں تم کہاں مدح ممدوح یزداں — یہ جرات نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

یاد رہے اس تصویر (حضور علیہ السلام کے شعری ذوق) کا دوسرا رخ جو اشعار آپ نے اپنی زبان سے پڑھے یا وہ الفاظ جو آپ کی زبان اقدس سے نکلے اور شعر کا روپ دھار گئے۔ وہ تمام کے تمام بخاری شریف کی منتخب احادیث میں ایک مضمون کے اندر جمع کر دیئے گئے ہیں اور یہ مضمون اس مضمون کے ساتھ ملا کر پڑھیں گے تو اہل محبت کو کچھ اور ہی لطف محسوس ہوگا۔ (اس کے بعد کتاب الرؤیا کا آغاز ہو رہا ہے)

اچھے برے خواب اور ان کی تعبیر

✵ برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ جب کوئی برا خواب دیکھے تو بائیں طرف منہ کر کے تین مرتبہ تھوتھو کرے اور اللہ کی پناہ طلب کرے تو اس کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ (۵۸۹۷)

✵ اچھے خواب پر خوش ہونا چاہئے اور اس کو دوستوں کے سامنے بیان کرنا چاہئے۔ (۵۹۰۲)

✵ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں' اچھا خواب اللہ کی طرف سے' برا شیطان کی طرف سے اور تیسرا وہ جو بندے کے خیالات ہوتے ہیں۔ خواب میں اپنے آپ کو بیڑیوں میں قید دیکھنا اچھا خواب ہے اور گلے میں طوق برا خواب ہے۔ (۵۹۰۵)

✵ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّةِ۔ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ (۵۹۰۹) ایک روایت میں ہے اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّةِ۔ اچھا خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک ہے۔ (۵۹۱۶) (بعض روایات میں پچتالیس' چالیس' انچاس' پچاس' چھبیس اور چوالیس کا ذکر بھی ہے۔ یہ بندے کے ایمان کی کیفیات کے اعتبار سے ہے)

جس نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی

مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ (۵۹۱۹)

جس نے خواب میں مجھے دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل میں آ ہی نہیں سکتا۔ (بعض نے کہا: جس کو حضور علیہ السلام کی شکل معلوم نہیں اس کے سامنے آ کر شیطان جھوٹ تو بول سکتا ہے لہٰذا حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک ہر مسلمان کے ذہن میں نقش ہونا چاہئے تاکہ شیطانی دھوکے سے بچا جا سکے)

✵ مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیُقْظَةِ...... جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔ مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے سچ (حق) دیکھا۔ (۵۹۲۰)

✵ خواب میں اپنا سر کٹا ہوا دیکھنا شیطان کا کھیل ہے۔ (۵۹۲۵)

Marfat.com

* تلوار کا ٹوٹا ہوا دیکھنا شہادت ہے۔ (۵۹۳۴) (مرد کا ہاتھ میں کنگن دیکھنا اس کی تعبیر تنگدستی و پریشانی ہے مگر گلے میں ہنسلی دیکھنا عمدہ خدمت ملنے کی علامت ہے اور پاؤں میں گجرے دیکھنا قید ہونے کی دلیل ہے۔ (شرح نووی ص ۴۳۰ ج ۵ بحوالہ تحفۃ الاخبار اس کے بعد کتاب الفضائل کا آغاز ہو رہا ہے)

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عظمت نشان ہے۔

اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَکَّۃَ کَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُہُ الْاٰنَ (۵۹۳۹)

میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مکہ میں مجھے سلام کیا کرتا تھا' میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

سبحان اللہ! پتھر تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہ سلام بھیجے اور وہ بھی اعلان نبوت سے پہلے اور آج کا مفسر اعتراض کرے کہ اذان سے پہلے سلام کہاں لکھا ہے اور جمعہ کے بعد سلام پڑھنا کہاں لکھا ہے؟ اللہ کتنا بے نیاز ہے پتھر کو اپنے محبوب علیہ السلام پہ سلام بھیجنے کی سعادت عطا فرما رہا ہے اور مفسر کو اس سعادت سے محروم فرما رہا ہے۔ وہ بعثت سے پہلے سلام بھیج رہا اور یہ بعثت کے بعد اس سعادت سے انکار کر رہا ہے۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اگر حجر سلام بھیجے تو حضور علیہ السلام اس کو پہچانتے ہیں تو (اشرف المخلوقات) بشر آپ کا امتی صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ محبت پیش کرے تو سرکار اس کو کیوں نہ پہچانتے ہوں گے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے: اسمع صلاۃ اھل محبتی واعرفھم۔ محبت والوں کا درود وسلام میں خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا بھی ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل محبت نے کیا خوب کہا۔

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے

سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القرار کی سرداری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ (۵۹۴۰)

میں ہی قیامت کے دن اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری ہی قبر کھلے گی (اور میں قبر سے باہر تشریف لاؤں گا) اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری ہی سب سے پہلے شفاعت قبول ہوگی۔

اس میں شک نہیں کہ ہمارے آقا علیہ السلام دنیا میں بھی تمام مخلوق کے سردار ہیں لیکن خاص قیامت کا ذکر اس لیے فرمایا کہ دنیا میں بہت سارے لوگ آپ کا کلمہ پڑھ کر بھی آپ کی سرداری کے قائل نہیں ہیں اور قیامت کے دن جب کھلی آنکھوں سے حضور علیہ السلام کی سرداری کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھ لیں گے تو انکار کی کوئی گنجائش نہ ہوگی اور اولاد آدم سے مراد ساری

Marfat.com

یت ہے جس میں آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں اور انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے جب اس پر سرداری مل گئی تو باقی مخلوق ہے فرشتے ہوں یا جن) پر بطریق اولیٰ مل گئی۔اس کی وجہ اعلیٰ حضرت کی زبان سے ملاحظہ فرمائیں۔

مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے — تخم کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے
ان کی نبوت ان کی ابوت ہے سب کو عام — ام البشر عروس انہی کے پسر کی ہے
ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل — اس گل کی یاد میں یہ صدا بوالبشر کی ہے

(ان اشعار کی تشریح شرح حدائق بخشش میں دیکھیں اور لفظ انا سے شروع ہونے والی ایک سو احادیث ہماری کتاب شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ انا میں ملاحظہ فرمائیں اور اپنے آقا کی شان پڑھ کر فدا ہو جائیں)

* سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا۔(۴۷-۴۳-۴۲-۵۹۴۱)

حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم النشور کی برکت کے واقعات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام مالک (صحابیہ) رضی اللہ عنہا ایک کپی میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں گھی بھیجا کرتی تھیں (اللہ تعالیٰ نے اس کپی میں ایسی برکت ڈال دی کہ) وہ ہمیشہ اس میں سے گھی کو استعمال کرتی رہیں یہاں تک کہ ایک دن اس کو نچوڑ بیٹھیں تو ختم ہو گیا۔حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ گھی ختم ہو گیا ہے تو آپ نے فرمایا: عَصَرْتِهَا۔کپی کو نچوڑا ہوگا؟ عرض کیا' جی ہاں۔

فرمایا: لَوْ تَرَكْتِهَا مَازَالَ قَائِمًا۔اگر نہ نچوڑتی تو ہمیشہ گھی نکلتا رہتا۔(۵۹۴۵)

* حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے کھانا طلب کیا۔ آپ نے اس کو آدھا وسق (تیس صاع) جو دیئے۔پھر وہ خود اس کی بیوی اور اس کے گھر آنے والے مہمان ہمیشہ اس سے کھاتے رہے وہ جو ختم تب ہوئے جب اس نے ایک دن ان کو ماپ لیا۔پھر وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ جو ختم ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: لَوْلَمْ تَكِلْهُ لَا كَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ۔اگر تو ان کو نہ ماپتا تو ہمیشہ کھاتا رہتا اور ختم نہ ہوے۔(۵۹۴۶)

* حضور علیہ السلام نے علم نبوت سے دن کے وقت بتا دیا کہ رات کو آندھی چلے گی لہٰذا کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور اپنے اونٹ مضبوطی سے باندھ لینا۔چنانچہ ایسی آندھی چلی کہ ایک شخص جو کھڑا ہوا تھا اس کو اٹھا کر طے کے دو پہاڑوں کے درمیان گرا دیا۔(۵۹۴۸)

* سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے ساتھ اپنی شفقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: تم کیڑوں اور پتنگوں کی طرح آگ میں گر رہے ہو۔فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ۔پس میں ہوں کہ تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچا رہا ہوں۔(۵۹۵۵)

* میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔(۵۹۶۱)

Marfat.com

✸ کسی امت کا اپنے نبی علیہ السلام کی نگاہوں کے سامنے ہلاک ہونا اللہ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے اور نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد امت کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم کی علامت ہے۔ (۵۹۶۴)

✸ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں' مجھے یہ خطرہ نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرو گے۔ وَلٰكِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْكُمْ اَنْ تَتَنَافَسُوْا فِیْهَا۔ لیکن یہ ڈر ہے کہ دنیا کے لالچ میں آ کر ایک دوسرے پر حسد کرنے لگو گے۔ (۵۹۷۶)

دنیا وآخرت میں مدد کرنے کا ثبوت

✸ حوض کوثر کے بیان میں حدیث نمبر ۵۹۹۰ کے تحت علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ یمن والوں نے دنیا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور دشمنوں سے بچایا۔ پس حضرت صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی آخرت میں ان کی مدد کرینگے اور سب سے پہلے حوضِ کوثر سے وہ پئیں گے۔ (شرح نووی' ج ۶' ص ۲۵) جب دنیا وآخرت میں مدد جائز ہوگی تو پھر

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی مدد کے لئے بدر واحد میں فرشتوں کا نزول بھی تو فرمایا چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے احد کے دن سفید کپڑوں والے دو شخصوں کو حضور علیہ السلام کے دائیں بائیں دیکھا جو آپ کی طرف سے خوب لڑائی کررہے تھے کہ اس سے پہلے اور بعد میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا تھا اور وہ جبرائیل امین اور میکائیل علیہما السلام تھے۔ (۶۰۰۵-۶۰۰۴)

✸ حالانکہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم جہاں احسن الناس اور اجود الناس تھے وہاں آپ اشجع الناس بھی تھے۔ (۶۰۰۶) ہم تو پھر اضعف الناس ہیں اور اضعف الناس اگر اشجع الناس سے مدد نہ مانگے تو کس سے مانگے اور پھر ہم سرکار کی بارگاہ کے منگتے بھی تو ہیں اور سرکار اپنے منگتوں کو نوازتے بھی تو ہیں اور اللہ نے ان کو غریب نواز بنایا بھی تو اسی لیے ہے لہٰذا

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے دس سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا موقع ملا۔ میرے آقا کریم علیہ السلام نے کبھی مجھے اف تک نہیں فرمایا اور نہ کبھی (اگر میں نے جو کام مجھے حضور علیہ السلام نے نہ کہا اور میں نے وہ کر دیا تو) آپ نے مجھے یہ نہ فرمایا کہ) لِمَ فَعَلْتَ كَذَا۔ تو نے یہ کام کیوں کیا (اور اگر حضور نے مجھے کوئی کام کرنے کا حکم دیا اور میں نے نہ کیا تو) کبھی آپ نے یہ نہ فرمایا: هَلَّا فَعَلْتَ كَذَا تو نے یہ کام کیوں نہ کیا اور یہ بات حضرت انس نے قسم اٹھا کر کہی۔ اس کا مطلب ہے دس سالوں میں کبھی ایک بار بھی ایسا نہ ہوا۔ (۶۰۱۱) اگلی روایت میں سفر وحضر کا ذکر بھی ہے (حالانکہ حضر میں نہیں تو سفر میں مشقت کی وجہ سے کبھی انسان کو غصہ آ ہی جاتا ہے لیکن) حضرت انس فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ مَا قَالَ لِیْ لِشَیْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا وَلَا لِشَیْءٍ لَمْ اَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا

Marfat.com

اللہ کی قسم! (کوئی کام میں نے جیسا بھی کیا) میرے کریم آقا علیہ السلام نے کبھی نہ فرمایا تو نے یہ کام ایسے کیوں کیا اور اگر کوئی کام نہیں کیا تو کبھی نہ فرمایا کہ تو نے یہ کام ایسے کیوں نہ کیا۔ (۶۰۱۳)

حضرت انس اس کی وجہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا۔ میرے آقا علیہ السلام تمام لوگوں سے بڑھ کر اچھے اخلاق والے تھے (اور اس بارے میں انتہائی بات یہ ہے کہ)

فرماتے ہیں: ایک مرتبہ سرکار نے مجھے کسی کام کے لئے جانے کو کہا تو میں نے زبان سے (صاف صاف) کہہ دیا: وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ۔ اللہ کی قسم! میں نہ جاؤں گا لیکن میرے دل میں یہ تھا کہ کیوں نہ جاؤں گا' ضرور جاؤں گا (سو بار جاؤں گا) لِمَا اَمَرَنِىْ بِهٖ نَبِىُّ اللّٰهِ۔ آخر اللہ کے نبی نے حکم دیا ہے۔ میں نکلا اور بازار میں بچوں کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اچانک تشریف لے آئے اور (بجائے مجھے ڈانٹنے کے) پیچھے سے میری گردن تھامی (جیسے پوچھا جاتا ہے بھلا بتاؤ میں کون ہوں) میں نے سرکار کی طرف دیکھا تو میرے آقا (مسکرا ہی نہیں رہے تھے بلکہ) ہنس رہے تھے (حالانکہ عموماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرایا ہی کرتے تھے خاص خاص موقعوں پر ہنستے یعنی ضحک فرماتے) فَقَالَ يَا اُنَيْسُ اَذَهَبْتَ حَيْثُ اَمَرْتُكَ۔ اے پیارے انس (انیس انس کی تصغیر ہے جو پیار پہ دلالت کرتی ہے اس کے مطابق ترجمہ یہی بنتا ہے) جہاں جانے کا میں نے تجھے کہا تھا وہاں گیا تھا؟ انس فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا: نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ جی حضور یہ دیکھیں میں جا رہا ہوں۔ (۶۰۱۵) (وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ تیرے خلق کو حق نے عظیم کیا' تیری خلق کو رب نے جمیل کیا)

تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا   کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

لوگو! مسلمان ہو جاؤ' محمد اتنا دیتے ہیں کہ پھر فاقہ کا ڈر نہیں رہتا

کسی نے اگر حضور علیہ السلام سے کوئی چیز مانگی ہے تو آپ نے کبھی ناں نہیں کی۔ (۶۰۱۸) اعلیٰ حضرت نے اسی حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔

واہ کیا جو دو کرم ہے شہ بطحا تیرا   نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ایک شخص حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا جبکہ حضور علیہ السلام کے پاس اتنی بکریاں تھیں کہ پوری وادی بھری ہوئی تھی (یعنی دو پہاڑوں کے درمیان جتنی جگہ ہوتی ہے) آپ نے ساری کی ساری بکریاں اس کو عطا فرما دیں' وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا:

يَاقَوْمِ اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِىْ عَطَاءً لَا يُخْشَى الْفَاقَةَ (۶۰۲۰)

اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ پھر تنگدستی و فاقہ کا خطرہ ختم ہو جاتا ہے۔ (اس کا ایک معنی یہ بھی ہے اور وہ معنی لَا يَخْشٰى مضارع معروف کے اعتبار سے ہے کہ حضور علیہ السلام اتنا دیتے ہیں کہ فاقہ سے بھی نہیں ڈرتے یعنی سب کچھ ہی دے دیتے ہیں۔ وحید الزمان صاحب نے اس کو مضارع مجہول لکھا ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ

Marfat.com

بھی کیا ہے۔ شرح نووی، ج ۶، ص ۳۰-۳۱)

کاش یہ عقیدہ ان کے پیروکاروں کا بھی ہوتا جو اس اعرابی کا تھا کہ فان محمدًا یعطی عطاء اللہ تو دیتا ہی ہے اس رسول بھی دیتے ہیں اور اتنا کہ لایخشی الفاقۃ۔ ان کی عطاء کی بات نہ پوچھو

حضرت انس فرماتے ہیں (حضور علیہ السلام کی انہی اداؤں کو دیکھ کر) اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيْدُ اِلَّا الدُّنْيَا يُسْلِمُ حَتّٰي يَكُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا۔ (۶۰۲۱)

ایک شخص دنیا کے حصول کی خاطر مسلمان ہوتا یہاں تک کہ ایک وقت آ جاتا کہ اسلام اس کے نزدیک دنیا اور دنیا کی سار نعمتوں سے زیادہ پیارا ہو جاتا۔ (اور اس حدیث کی ایک روایت میں فما یسلم کی بجائے فما یمسی ہے۔ اس کے مطابق جو تر بنتا ہے وہ سربراہ غیر مقلدین کے قلم سے پڑھیے۔ وہ لکھتے ہیں "یعنی ایک رات بھی نہیں گزرتی تھی کہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) صحبت کی برکت کی وجہ سے سچا مسلمان ہو جاتا اور اسلام (اس) کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ بہتر ہو جاتا) (ج ۶، ص ۳۱)

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

چنانچہ صفوان بن امیہ کو حضور علیہ السلام نے غزوۂ حنین کے موقع پر سو سو کر کے تین سو اونٹ عطا کر دیے۔ کہتے ہیں کہ حضو صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے میرے نزدیک ناپسندیدہ ترین تھے اور اس کے بعد انہ لاحب الناس الی۔ آپ مجھے سار جہاں سے پیارے ہو گئے۔ (۶۰۲۲)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفاداری

حضور علیہ السلام کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنے آقا علیہ السلام کی ان عطاؤں کا خیال رکھتے تھے۔ چنا حضرت جابر سے حضور علیہ السلام نے وعدہ فرمایا کہ بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھے اتنا اور اتنا اور اتنا دوں گا یعنی تین لپ کر۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور حضرت ابوبکر صدیق کے دور میں بحرین سے مال آیا تو انہوں نے حضرت جا تین لپوں کے برابر دیا جو پندرہ سو بنے۔ (۶۰۲۳)

چشم رحمت کا اشارہ چاہیے سبز گنبد کا نظارہ چاہیے
اس طرح میں چاہتا ہوں آپ کو جیسے کشتی کو کنارہ چاہیے
لوگ ظالم ہیں، میں ہوں ناتواں آپ کا مجھ کو سہارا چاہیے
سامنے کچھ بھی نظر آتا نہیں ظلمت شب میں ستارا چاہیے
زندہ رہنے کی مجھے ہے آرزو راکھ میں کوئی شرارہ چاہیے

(رفعت سلطا

٭ حضور علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت ابراہیم جو رضاعت کے دوران فوت ہوئے، اللہ تعالیٰ نے جنت میں

Marfat.com

کے لئے دودائیاں مقرر فرمائیں جو مدت رضاعت تک ان کو دودھ پلاتی رہیں۔(۲۰۲۶)

✱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کنواری باحیا پردہ دار لڑکی سے بھی بڑھ کر شرم وحیا والے تھے۔اس وجہ سے جس چیز کو آپ برا جانتے'صحابہ کرام چہرے سے پہچان لیتے (کہ آپ اس کو ناپسند فرمارہے ہیں مگر حیاء کی وجہ سے زبان سے کچھ نہیں فرمارہے) (۶۰۳۲)

✱ حضور علیہ السلام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہنسی ومزاج کا موقع بھی دیتے۔(۶۰۳۵)

✱ برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی کو تبرک بنانے کا عمل۔(۶۰۴۲)

✱ حضور علیہ السلام حجامت کرواتے تو ہر بال کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پہ گرتا۔(۶۰۴۳)

✱ مدینہ شریف کی دیوانی عورت کے ساتھ حضور علیہ السلام کا حسن سلوک۔(۶۰۴۴)

✱ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ذاتی انتقام نہ لیا اور آپ ہمیشہ دو کاموں میں سے'(جن میں آپ کو اختیار دیا جاتا) آسان کام کو اختیار فرماتے۔(۶۰۴۵)

✱ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک نہایت خوشبودار' ٹھنڈے اور ریشم سے بھی زیادہ نرم تھے۔(۵۳-۶۰۵۲)

✱ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار تھا۔صحابیات شیشوں میں جمع کرلیتیں۔(۶۰۵۵)

✱ حضور علیہ السلام پہلے تو بالوں کو سیدھار کھتے تھے کیونکہ مشرکین مانگ نکالتے تھے اور آپ اہل کتاب کی موافقت کو (جس کام میں حکم نہ آیا ہوتا مشرکین کے مقابلہ میں) پسند فرماتے'بعد میں مانگ نکالتے رہے۔(۶۰۶۲)

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قد انور درمیانہ تھا سینہ مبارک چوڑا تھا۔(بعید ما بین المنکبین) بال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں کی لو تک (بروایت دیگر کندھوں تک) تھے۔ایک مرتبہ آپ نے سرخ رنگ کا (زرد لکیروں والا) لباس زیب تن فرمایا ہوا تھا۔مَارَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ۔میں نے کسی کو بھی آپ سے بڑھ کر خوبصورت نہیں دیکھا۔(۶۰۶۴)

آنکھیں ہیں میری منتظر دیدار کے لئے
دل میں تڑپ ہے کوچۂ سرکار کے لئے
ارض و سماء لوح و قلم گلشن بہشت
سب کچھ بنا ہے احمد مختار کے لئے
آتی نہیں ہے اور موافق کوئی دوا
کافی ہے خاک پا تیرے بیمار کے لئے

✱ حلیہ مبارکہ میں مَنْهُوْسُ الْعَقِبَيْنِ کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ایڑیاں کم گوشت والی تھیں جو کہ پاؤں کے خوبصورت ہونے کی علامت ہے۔(۶۰۷۰)

✱ کسی شخص نے کہا حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح (لمبا) تھا۔حضرت جابر نے فوراً فرمایا: لَا بَلْ کَانَ

Marfat.com

مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ كَانَ مُسْتَدِيْرًا۔ نہیں نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح گول تھا۔ (۶۰۸۴)

✵ حضور علیہ السلام کے سرانور اور داڑھی مبارک میں بیس سے کم سفید بال تھے۔ (۶۰۸۹)

✵ حضور علیہ السلام اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے تریسٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ (۶۰۹۸)

✵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی کے بارے میں نووی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بھی ہزار نام ہیں اور حضور علیہ السلام کے بھی۔ (حاشیہ مسلم، ص ۲۶۱)

✵ فَوَاللّٰهِ لَاَنَا اَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً۔ قسم اللہ کی میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں (لہٰذا میری پیروی کرو جو کام میں جائز کروں اس سے پرہیز کرنے کی ضرورت نہیں) (۶۱۱۱)

✵ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ...... کا شان نزول (۶۱۱۲)

✵ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔
جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔ (۶۱۱۹)

✵ قسم اللہ کی مجھ سے جو پوچھو میں تمہیں اس کا جواب دوں گا۔ (سلونی، ۶۱۲۱)

✵ آپ نے فرمایا: ایک وقت آئے گا کہ میرا دیدار تمہیں مال واہل سے عزیز تر ہوگا۔ (۶۱۲۹)

✵ اَلْاَنْبِيَآءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ (۶۱۳۰) تمام نبی علاتی بھائی ہیں (کا مطلب یہ ہے کہ اصول دین گویا باپ کی طرح ہیں جو ہر دور میں ایک رہے۔ شرع لکم من الدین ما وصّٰی به...... (الشوریٰ، ۱۳) اور فروع گویا ماں کی طرح ہیں ان میں اختلاف ہے اور علاتی بھائی وہی ہوتے ہیں جن کا باپ ایک اور مائیں مختلف ہوں۔ (نووی علی الصحیح المسلم ۶۵-۲۶۴، ج ۲)

اللہ تعالیٰ کا نام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے ایک شخص کو (اپنی کھلی آنکھوں سے) دیکھا کہ چوری کر رہا ہے اور آپ نے اس سے پوچھا: سرقت۔ تو نے چوری کی ہے ناں؟ اس نے کہا: کلا والذی لا الہ الا هو۔ ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ فَقَالَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِيْ۔ میں اللہ پہ ایمان لایا اور میں نے اپنے آپ کو جھٹلایا۔ (مطلب یہ کہ تو جب قسم اٹھا رہا ہے تو تو ہی سچا ہوگا اور میرے دیکھنے میں ہی خطا ہوگئی ہوگی)۔ (صدقت من حلف باللّٰه تعالٰی وكذبت ماظهر لی من ظاهر سرقته فلعله اخذماله فيه حق اوباذن صاحبه اولم يقصد الغصب والاستيلاء او ظهرله من مديديه انه اخذ شيئا فلما حلف له اسقط ظنه و رجع عنه۔

(نووی علی المسلم، ج ۲، ص ۲۶۵، ۱۳۲۷)

Marfat.com

* حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں اپنا ختنہ فرمایا۔(۶۱۴۱)

* ابراہیم خلیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین کذبات (۶۱۴۵)

شان موسوی بزبان مصطفوی علیہما السلام

* پتھر موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر بھاگ گیا۔آپ نے پکارا: ثَوْبِیْ حَجَرُ ثَوْبِیْ حَجَرُ۔اے پتھر میرے کپڑے اے پتھر میرے کپڑے۔فبراہ اللہ مما قالوا۔اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے الزامات سے آپ کو بری کر دیا۔

(۶۱۴۶-۴۷)

موسیٰ علیہ السلام کا عزرائیل علیہ السلام کو تھپڑ رسید کر کے آنکھ پھوڑ دینا۔(۶۱۴۸-۴۹)

موسیٰ علیہ السلام ہی سب سے پہلے قیامت کے دن عرش کو تھامیں گے جبکہ لوگ بے ہوش پڑے ہوں گے۔(۶۱۵۱)

معراج کی رات نبی اکرم علیہ السلام نے کثیب احمر کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا: مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ۔(۶۱۵۷)
مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی وَھُوَ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ (۶۱۵۸)

شان موسوی بھی بڑھی تو یہیں آ کے بڑھی

* کَانَ زَکَرِیَّا عَلَیْہِ السَّلَامُ نَجَّارًا (۶۱۶۲)

زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے

* موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ (۶۳-۶۱۶۵)

ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

جب غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کافروں کو دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہ (کافر) اپنے قدموں کی طرف نظر کریں تو ہمیں دیکھ لیں گے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: یَا اَبَا بَکْرٍ مَاظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا۔اے ابوبکر! ان دو کے بارے میں تو کیا سمجھتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔(۶۱۶۹) اس حدیث سے جہاں حضور علیہ السلام کا توکل علی اللہ ثابت ہوتا ہے وہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ انہوں نے ایسے خوفناک موقع پہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور اس ساتھ کا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا اور اس ساتھ کی برکت سے صدیق اکبر کو خدا کا ساتھ نصیب ہو گیا۔لا تحزن ان اللہ معنا۔جو معیت خدا کی حضور علیہ السلام کو حاصل ہوئی، حضور علیہ السلام کی برکت سے وہی معیت ابوبکر صدیق کو حاصل ہوئی، یوں نہ فرمایا: اللہ معی و معك۔درمیان میں واؤ کا فاصلہ بھی نہ رکھا اور ضمیر بھی تثنیہ جمع متکلم کی، کیا مطلب؟ جس نے خدا کو پانا ہو میرے قدموں کو چوم لے پھر بھی خدا مل جائے گا اور تیرے قدموں کا بوسہ لے لے پھر بھی خدا کو پا لے گا۔ابوبکر صدیق وہ ہیں کہ جن میں اہل جنت کی تمام خوبیاں جمع ہیں۔(۶۱۸۲) ما اجتمعن فی امرء

Marfat.com

الادخل الجنة۔

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفا عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر

حضور علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے: جِئْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَدَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَخَرَجْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ۔ میں آیا اور ابوبکر و عمر آئے، میں داخل ہوا اور ابوبکر و عمر داخل ہوئے، میں نکلا اور ابوبکر و عمر نکلے۔ یہ فرمان و بیان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے جو انہوں نے حضرت عمر کی وفات پہ جاری کیا۔ (۶۱۸۷)

اور حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے جنت میں ایک محل دیکھا اور پوچھا یہ کس کا (اتنا عالیشان) محل ہے تو مجھے بتایا گیا یہ (آپ کے غلام) عمر بن خطاب کا ہے۔ میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو مجھے حضرت عمر کی غیرت یاد آ گئی۔ پھر میں داخل نہ ہوا۔ محل کے ایک کونے میں ایک عورت وضو کر رہی تھی۔ حضرت عمر یہ سن کر رونے لگے اور عرض کرنے لگے: بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَیْكَ اَغَارُ۔ میرے ماں باپ آپ پہ فدا ہو جائیں یارسول اللہ! کیا میں آپ پہ غیرت کروں گا (مطلب یہ کہ میں بھی آپ کا محل بھی آپ کا اگر مجھے مل گیا ہے تو آپ کے صدقہ ہی تو ملا ہے) (۶۱۹۸، ۶۲۰۱)

یہ فیضانِ نگاہ مصطفیٰ ہے دل مضطر کو چین آنے لگا ہے
میں اب آرام سے سوتا ہوں شب کو کہ اب میرا مقدر جاگتا ہے
مدد اے سیّد اولادِ آدم یہاں ہر آدمی بے آسرا ہے
مجھے بھی چادر رحمت عطا ہو یہی میرے قصیدے کا صلا ہے
مقامِ مصطفیٰ اللہ اکبر مری فکر و نظر سے ماورا ہے
یہی در ہے پناہ گاہِ دو عالم زمانہ جس پہ دستک دے رہا ہے
منیر اس در کا ممنونِ کرم ہوں کہ جس در سے مجھے سب کچھ ملا ہے

نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا لَقِیَكَ الشَّیْطٰنُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّكَ (۶۲۲۰) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے شیطان اس راستہ پہ نہیں چلتا جس راستہ پہ عمر چل رہا ہو۔

سوال یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے بارے میں تو ایسا نہیں ہے تو کیا حضرت عمر سے شیطان زیادہ ڈرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ ہو سکتا ہے حضور علیہ السلام سے زیادہ ڈرتا ہو کیونکہ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضور سے کم ڈرتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جتنا کوتوال سے چور ڈرتا ہے اتنا بادشاہ سے نہیں ڈرتا اس سے کوتوال کی بادشاہ پہ فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔

Marfat.com

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر　اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارق حق و باطل امام الھدیٰ　تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام
ترجمان نبی ہم زبان نبی　جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

حلّہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

پیکر شرم و حیاء امام الانبیاء علیہ الوف التحیۃ والثناء نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: اَلَا اَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ. میں اس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔(۶۲۰۹) مصابیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ میری امت میں سب سے زیادہ حیاوالے عثمان غنی ہیں اسی لیے آپ کو کامل الحیاء کہا جاتا ہے۔

زاہد مسجد احمدی پر درود　دولت جیش عسرت پہ لاکھوں سلام
در منثور قرآن کی سلک بھی　زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیص ھدیٰ　حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

مرتضٰی شیر حق اشجع الاشجعین

سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام الانبیاء علیہ السلام کا فرمان ہے: اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ. تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے حضرت ہارونؑ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔(۶۲۱۷)

اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔آپ کو امت میں بہت مرتبہ ملا۔جو بنی اسرائیل میں حضرت ہارون علیہ السلام کو رتبہ ملا تھا لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ ہارون علیہ السلام پیغمبر تھے اور حضرت علی پیغمبر نہیں تھے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر دنیا میں نہیں آ سکتا۔حضرت علی حضور پاک کے چچازاد بھائی تھے اور یہ حدیث آپ نے اس وقت ارشاد فرمائی جب آپ تبوک کی لڑائی کے لئے جانے لگے تھے اور حضرت علی کو مدینہ میں خلیفہ بنایا۔انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔اس وقت آپ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی کہ کیا تم خوش نہیں کہ تمہارا حال ہارون علیہ السلام جیسا ہو کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے تھے تو ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا گئے تھے۔اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ میری وفات کے بعد تم ہی خلیفہ ہو گے کیونکہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں انتقال کر چکے تھے اور ان کے بعد خلیفہ نہیں ہوئے۔غرض یہ کہ وجہ تشبیہ ایک بھی کافی ہوتی ہے اور یہاں تو دو وجہیں موجود تھیں۔ایک قرابت جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ دوسری خلافت اپنی قوم پر اب ساری باتوں میں ہارون علیہ السلام کا مثل ہونا ضروری نہیں مگر جب حدیث میں یہ مذکور ہے کہ

Marfat.com

میرے بعد کوئی نبی نہیں تو معلوم ہوا کہ اور باتوں میں حضرت ہارون علیہ السلام کی مماثلت موجود ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی ایک صفت یہ تھی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سارے بنی اسرائیل سے افضل تھے اور اس لحاظ سے حضرت علی کی فضیلت تمام صحابہ کرام پر بنتی ہے اور یہ فضیلت اضافی ہوسکتی ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے علاوہ تمام صحابہ کرام سے حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں جیسا کہ اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے اور بالفرض فضیلت کل بھی مان لی جائے تو بھی شیخین کی خلافت میں کوئی قدح نہیں ہوتا اس لیے کہ خلافت مفضول کے باوجود فاضل کے لئے درست ہے۔ خاص طور پر اس صورت میں جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا متعدد احادیث میں اشارہ ہے اور اس پر صحابہ کرام نے اجماع کیا حتیٰ کہ حضرت علی نے بھی چھ ماہ کے بعد بیعت کر لی۔ (جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث گزر چکی) یہ بھی یاد رہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام ایک امر خاص میں خلیفہ ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں۔ پھر ایسا ہی حضرت علی کے لئے سمجھنا چاہئے۔ (خلاصۂ کلام شرح نووی)

نووی فرماتے ہیں قال العلماء و فی هذا الحدیث دلیل علی ان عیسی بن مریم علیه السلام اذا نزل فی اخر الزمان نزل حکما من حکام هذه الامة یحکم بشریعة نبینا محمد صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ولا ینزل نبیا۔

علماء نے فرمایا ہے اس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آخری زمانہ میں آسمان سے اس امت کے حاکم بن کر اتریں گے تو وہ شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلے فرمائیں نہ کہ اپنی نبوت وشریعت کے مطابق۔

مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین — ساقیٔ شیر وشربت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفا وجہ وصل خدا — باب فصل ولایت پہ لاکھوں سلام
اولیں دافع اہل رفض و خروج — چارمی رُکن ملت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن — پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
ماحی رفض و تفضیل ونصب وخروج — حامی دین وسنت پہ لاکھوں سلام

✵ حضرت سعد بن ابی وقاص نے فرمایا: میں تین وجہ سے حضرت علی المرتضیٰ کو برا نہیں کہہ سکتا۔ ان کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون (۲) خیبر کے دن انہیں جھنڈا عطا ہوا اور حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں اس کو جھنڈا دوں گا جو اللہ کا محبّ بھی ہوگا' محبوب بھی (۳) آیہ مباہلہ کے نزول پر حضور علیہ السلام نے انہیں فاطمہ' حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے ساتھ ملا کر دعا فرمائی: اللهم هولاء اهلی (۶۲۲۰)

✵ ازواج مطہرات بھی اہل بیت ہیں وَلٰكِنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةُ بَعْدَهٗ اٰلُ عَلِيٍّ وَّاٰلُ عَقِيْلٍ وَّاٰلُ جَعْفَرٍ وَّاٰلُ عَبَّاسٍ (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ) (تو اہل بیت کے دو معنی ہوگئے۔ (۱) گھر میں رہنے والے (۲) جن پر صدقہ حرام ہے) (۶۲۲۵)

Marfat.com

✱ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے نام علی سے زیادہ کنیت ابوتراب پسند تھی۔(۶۲۲۹) (کیونکہ اس کے پس منظر میں حضور علیہ السلام کا پیار ہے۔قم یا اباتراب)

فضائل الصحابہ علیہم الرضوان بلسان النبوۃ علی صاحبہا السلام

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مسلح ہو کر در رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر پہرہ دیتے تھے۔(۶۲۳۰) انہی کو حضور علیہ السلام نے احد کے دن فرمایا: ارم فداك ابی وامی۔ تیز مار (کافروں کو) اے سعد میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔(۶۲۳۳) احد ہی کے دن ایک مشرک جس نے بہت مسلمانوں کو قتل کیا' حضرت سعد نے اس کو بغیر پیکان کے تیر مارا جو اسکی پسلی پہ لگا وہ گرا اور اس کی شرمگاہ کھل گئی۔سعد فرماتے ہیں اس کی یہ ذلت دیکھ کر فضحك رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حتی نظرت الی نواجذہ۔ حضور علیہ السلام اتنا ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھیں مبارک میں نے دیکھ لیں۔ (۶۲۳۷) حضرت سعد کے متعلق قرآن مجید کی تین آیات نازل ہوئیں۔(۶۲۳۸) ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی جن چھ اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی حضرت سعد بھی ان میں سے ایک ہیں۔(۶۲۴۱)

✱ خندق کے دن حضور علیہ السلام نے تین مرتبہ لوگوں کو جہاد کی طرف بلایا اور تینوں ہی مرتبہ حضرت زبیر نے عرض کیا میں حاضر ہوں میں تیار ہوں تب آپ نے فرمایا:

لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیٌّ وَّ حَوَارِیِّ الزُّبَیْرُ (٦٢٤٣)

ہر نبی کا ایک جگری یار اور مصاحب خاص ہوا ہے اور میرا جگری یار زبیر (رضی اللہ عنہ) ہے اور اس دن ان کے لئے بھی حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا: فداك ابی وامی۔میرے ماں باپ تجھ پہ فدا ہوں۔(۶۲۴۵)

حضرت طلحہ و زبیر کی شہادت کا اعلان حضور علیہ السلام نے پہاڑ پہ چڑھ کر فرمایا جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) حرا پہاڑ پہ چڑھے تو وہ حرکت کرنے لگا۔آپ نے فرمایا: اِھْدَأْ فَمَا عَلَیْكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَھِیْدٌ۔رک جا تجھ پہ نبی (علیہ السلام) ہے یا صدیق ہے یا شہید ہیں۔اس وقت پہاڑ پہ نبی و صدیق کے علاوہ عمر' علی' عثمان' طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔(۶۲۴۸)

✱ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: وَاِنَّ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ بَعْدَہٗ۔اپنے باپ (زید) کے بعد اسامہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارا ہے۔(۶۲۶۴)

(علاوہ ازیں دیگر صحابہ کرام' امہات المومنین' امام حسن و حسین اور دیگر اہل بیت اطہار کے فضائل بھی صحیح مسلم کے اسی مقام پہ مل سکتے ہیں۔حضرت فاطمہ کا ذکر علیحدہ ہوگا باقی سب کی بارگاہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے مشہور زمانہ سلام سے نذرانہ عقیدت پیش کر دیتے ہیں)

مومنین پیش فتح و پس فتح سب   اہل خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام
جس مسلمان نے دیکھا انہیں اک نظر   اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام
وہ حسن مجتبٰی سید الاسخیاء راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام
اس شہید بلا شاہ گلگوں قبا بیکس دشت غربت پہ لاکھوں سلام
اہل اسلام کی مادران شفیق
بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام

✵ حدیث ام زرع۔ گیارہ عورتوں کی کہانی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی۔ (۶۳۰۵) (فھد کا معنی ہے چیتاقالت الخامسة زوجي ان دخل فھد)

جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حضرت علی المرتضٰی نے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔ (۶۳۰۷) (اور حضرت فاطمہ کے دیگر فضائل)

پارہ ہائے صحف غنچہ ہائے قدس اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
آب تطہیر سے جس میں پورے جمے اس ریاض نجابت پہ لاکھوں سلام
خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ ومہر نے اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
ان کے مولٰی کے ان پہ کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

اَلْكِنَايَةُ اَبْلَغُ مِنَ التَّصْرِيْحِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی ازواج مطہرات) سے فرمایا:

اَسْرَعُكُنَّ لِحَاقًا بِيْ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا

تم میں سے سب سے پہلے (وصال کر کے) وہ مجھے ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ یہ فرمان عالی شان سن کر تمام ازواج مطہرات اپنے ہاتھ ماپنے لگیں تاکہ معلوم ہوا کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں (اور بظاہر لمبے ہاتھ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے تھے حالانکہ حضور علیہ السلام کی لمبے ہاتھوں سے مراد یہ تھی کہ جو تم سب سے زیادہ سخی ہو۔ چنانچہ جب ۲۰ھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو سب کو معلوم ہو گیا کہ لمبے ہاتھوں سے حضور علیہ

Marfat.com

سلام کی مراد کیا تھی)

قَالَتْ اَطْوَلَنَا یَدًا زَیْنَبُ لِاَنَّھَا کَانَتْ تَعْمَلُ بِیَدِھَا وَتَصَدَّقُ (۶۳۱۶)

(حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں: ہم (ازواج میں) سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ام المومنین حضرت زینب تھیں کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے صدقہ وخیرات کیا کرتی تھیں۔

سچ کہا اہل عرب نے کہ اشارے کنائے سے جو بات کا لطف آتا ہے وہ صراحت کے ساتھ بات کرنے میں نہیں آتا اور پھر اس ذات کا اس انداز میں بات کرنا کہ جو افصح العرب ہیں' سبحان اللہ۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں' نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

محبوبانہ جلال کی ایک مثال

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''بے شک یہ میری ماں (کے وصال) کے بعد میری ماں ہیں'' اس لیے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بایں ہمہ عظمت وشان' حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد زیارت کے لئے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے کیونکہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَزُوْرُھَا۔ حضور جو ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے پھر جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے ہمیں پسند۔ چنانچہ ایک مرتبہ یہ دونوں بزرگ تشریف لے گئے تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا (حضور علیہ السلام کو یاد کر کے) رونے لگیں۔ انہوں نے پوچھا کیوں روتی ہو؟ ماعند اللہ خیر لرسولہ۔ اللہ کے پاس اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو کچھ ہے بہت بہتر ہے۔ (اس سے معلوم ہوا جانتے تھے کیوں روتی ہیں صرف ان کی زبان سے سننا چاہتے تھے) وہ بولیں اس لیے روتی ہوں (کہ حضور کے بچھڑنے سے ہم سے) وحی کا سلسلہ روک دیا گیا ہے۔ فَھَیَّجَتْھُمَا عَلَی الْبُکَاءِ فَجَعَلَا یَبْکِیَانِ مَعَھَا۔ ام ایمن کی اس بات سے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے بھی رونا شروع کر دیا۔ (۶۳۱۸)

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صالحین کی زیارت کے لئے جانا مستحب ہے (اب لاتشدوا الرحال والی حدیث کہاں گئی) اور صالحین کی مفارقت پہ رونا بھی سنت ہے (پھر جب اہل محبت اپنے آقا علیہ السلام کی نعتیں سن کر روتے ہیں تو ان پر تمہیں غصہ کیوں آتا ہے) (شرح نووی' ص ۱۳۴' ج ۶)

آمدم برسر مطلب

جو حدیث بیان کرنا مقصود ہے وہ یہ کہ حضرت انس فرماتے ہیں' ایک مرتبہ حضور علیہ السلام حضرت ام ایمن کے ہاں تشریف لے گئے جبکہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا وہ ایک برتن میں شربت لائیں (اب مجھے نہیں معلوم کہ حضور علیہ السلام کا روزہ تھا یا نہیں) لیکن آپ نے شربت نہ پیا اور واپس کر دیا۔ فَجَعَلَتْ تَصْخَبُ عَلَیْهِ وَ تَذْمُرُ عَلَیْهِ۔ حضرت

Marfat.com

ام ایمن رضی اللہ عنہا اس وجہ سے رونے چلانے لگیں (کہ کیا ہو جاتا ماں کا دل رکھنے کے لئے ہی پی لیتے روزہ تھا تو نفلی ہی بعد میں قضا ہو جاتی لیکن ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی کی شان والے آقا علیہ السلام ہی ان حکمتوں کو جانتے ہیں کہ ایمن کے شربت میں زیادہ لذت تھی یا خدا کی شراب محبت میں زیادہ مزہ تھا۔ رموز سرّ دل بے دل چہ دانند) (۶۳۱۷)

* جنت میں حضرت بلال کو حضور علیہ السلام نے اپنے آگے آگے پایا بلکہ دیکھا فاذا بلال۔ (۲۴-۶۳۲۱)
* حضور علیہ السلام کو مافی الارحام کا علم۔ (۶۳۲۲)
* حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل (۶۳۲۵ تا ۶۳۳۹)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی موت پہ عرش الٰہی جھوم اٹھا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پہ عرش الٰہی ہل گیا (یا کانپ اٹھا یا جھوم گیا)

نووی فرماتے ہیں: اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ عرش کا حرکت کرنا کس معنی میں ہے۔ بعض نے کہا: تحرکہ فرحا لقدوم روح سعد۔ عرش کی حرکت سے مراد یہ ہے کہ ان کی روح عرش پہ پہنچی تو اس کے استقبال کی خوشی میں عرش وجد کرنے لگا اور جعل اللہ تعالیٰ فی العرش تمیز۔ احصل بہ ھذا ولا مانع منہ کما قال تعالیٰ وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ اور یہ کوئی محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش میں تمیز وادراک پیدا کر دیا ہو جس طرح کہ پتھروں کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ کے خوف سے گر جاتے ہیں۔ یہی حدیث کا ظاہر معنی اور قول مختار ہے۔

عقل کا تقاضا

عقلاً بھی یہ بات کوئی محال نہیں کیونکہ عرش بھی باقی اجسام کی طرح ایک جسم ہے اور جسم حرکت وسکون کو قبول کرتا ہے اور بعض نے کہا عرش کے جھومنے سے مراد ہے فرشتوں کا جھومنا کہ حضرت سعد کی روح جب عالم بالا میں پہنچی تو فرشتوں نے جھوم کر فرحت کا اظہار کیا۔ بعض نے یہ کہا کہ حضرت سعد کی موت کا اس قدر صدمہ ہوا کہ عرش الٰہی کانپ اٹھا (ھو کنایۃ عن تعظیم شان وفاتہ) اہل عرب عظیم شئ کی نسبت بڑی چیزوں کی طرف کر دیا کرتے تھے جیسے کہا جاتا ہے: اظلمت لموت فلان الارض وقامت لہ القیامۃ۔ فلاں کی موت سے پوری زمین پہ اندھیرا چھا گیا اور اس کے لئے قیامت قائم ہو گئی۔ (نووی علی المسلم، ص ۲۹۴، ج ۲) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان نے اسی تناظر میں یہ اشعار کہے ہیں جن میں اس پوری بحث کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنّی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

Marfat.com

عرش پہ دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا　　فرش پہ ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

حضرت سعد ہی کے بارے میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (جب ایک ریشمی جوڑا آپ کی خدمت میں تحفہ آیا اور صحابہ کرام اس کی نرمی پہ تعجب کرنے لگے) اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا وَاَلْيَنُ۔ حضرت سعد بن معاذ کو جنت میں ملنے والا رومال (تولیہ) اس سے کہیں بہتر اور ملائم ہوگا۔ (۶۳۴۸)

اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن ایک تلوار ہاتھ میں لی اور فرمایا: مَنْ يَّاْخُذُ مِنِّيْ هٰذَا۔ یہ تلوار مجھ سے کون لے گا؟ فَبَسَطُوْا اَيْدِيَهُمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ۔ (تلوار لینے کے لئے) تمام لوگوں نے ہاتھوں کو بڑھادیا اور ہر ایک کہنے لگا میں لوں گا میں لوں گا (ويقول انا انا) پھر آپ نے فرمایا: مَنْ يَّاْخُذُ بِحَقِّهٖ۔ اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟ تب سارے لوگ پیچھے ہٹ گئے (کیونکہ احد کے دن کی لڑائی بہت مشکل تھی) حضرت سماک بن خرشہ نے عرض کیا: اَنَا اٰخُذُهٗ بِحَقِّهٖ۔ میں اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کروں گا۔ راوی کہتے ہیں: فَاَخَذَهٗ فَفَلَقَ بِهٖ هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ انہوں نے تلوار لی اور مشرکین کی کھوپڑیوں کو اس سے خوب کاٹا۔ (۶۳۵۳)

- ✱ حضرت جابر کے والد پہ فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ کیے رکھا۔ (۶۳۵۴)
- ✱ ایک صحابی کی جرات اور اس کی شہادت پہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا: هٰذَا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں یعنی یہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے اس کی لاش کو اٹھا کر قبر میں رکھا۔ (۶۳۵۸)
- ✱ حضرت ابوذر غفاری کا اسلام قبول کرنا اور ان کی فضیلت۔ (۶۳۵۹)
- ✱ اسلام قبول کرنے کے بعد حضور علیہ السلام نے جب بھی مجھے دیکھا ہنس کر دیکھا۔ (۶۳۶۳) ایک صحابی کا فرمان
- ✱ سینے پہ ہاتھ مار کر فیض عطا فرمانا۔ (۶۳۶۶)
- ✱ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل (۶۳۶۸ تا ۶۳۷۱)
- ✱ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ رازدارانہ بات اپنی ماں کو بھی نہ بتائی۔ (۶۳۷۷) یعنی پوچھنے کے باوجود۔

دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم نعت خوان

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مختلف مواقع پہ اپنے اشعار کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا تحفظ فرمایا۔ حضور علیہ السلام انہیں خود فرمایا کرتے:

اَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

اے حسان: میری طرف سے کافروں کو جواب دے اے اللہ روح القدس کے ساتھ اس کی مدد فرما۔ (۶۳۸۴)

Marfat.com

اور کبھی حضرت حسان خود حضور علیہ السلام سے اجازت طلب کر کے کافروں کا منہ بند کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے مسروق نے عرض کیا کہ آپ حسان کو اپنے پاس کیوں آنے دیتی ہیں حالانکہ وہ آپ پر تہمت لگانے والوں میں شامل تھے (اور ان کو سزا بھی مل چکی) تو حضرت عائشہ نے فرمایا: اس لیے کہ کان ینافح اویھا جی عن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا تحفظ کیا کرتا تھا۔ (ملخصاً ۶۳۹۱)

آپ فرماتی ہیں: حضرت حسان نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں۔ ابوسفیان (حارث بن عبدالمطلب جو آپ کی ہجو کرتا ہے' میں بھی اس کے بارے میں کچھ کہوں) حضور علیہ السلام نے فرمایا: میرا اور اس کا نسب ایک ہے (یہ کیسے ہوگا کہ جب تو اس کے نسب کے بارے میں کچھ کہے گا تو اس کی ہجو کے ساتھ میری ہجو نہ ہو؟) حضرت حسان نے عرض کیا: وَالَّذِیْ اَکْرَمَکَ لَا سُلَّنَّکَ مِنْھُمْ کَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَۃُ مِنَ الْخَمِیْرِ۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی ہے' میں آپ کو ایسے جدا کروں گا جس طرح آٹے سے بال کو جدا کیا جاتا ہے پھر حضرت حسان نے یہ اشعار کہے۔

وَاِنَّ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ بَنُوْ بِنْتِ مَخْزُوْمٍ وَوَالِدُکَ الْعَبْدُ
وَمَنْ وَلَدَتْ اَبْنَاءُ زُھْرَۃَ مِنْھُمْ کِرَامٌ وَلَمْ یَقْرَبْ عَجَائِزَکَ الْمَجْدُ

یعنی بزرگی اور شرافت ہاشم کی اولاد میں بنت مخزوم کی اولاد کو حاصل ہے (اور بنت مخزوم فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں جو ماں تھیں' حضرت عبداللہ اور زبیر اور ابوطالب کی) اور تیرا باپ تو غلام تھا (کیونکہ حارث کی ماں سمیہ بنت موہب تھی اور موہب غلام تھا۔ بنی عبد مناف کا اور ابوسفیان کی ماں بھی لونڈی تھی۔ پھر کہتا ہے) اور شریف وہ ہیں جو زہرہ کی اولاد ہے۔ بنی ہاشم میں سے (اور زہرہ سے مراد ہالہ بنت وہب بن عبد مناف ہے۔ حمزہ اور صفیہ کی ماں) اور تیری بڑھیوں کے پاس شرافت پھٹکی بھی نہیں۔

صحیح مسلم میں شان رسالت کے سلسلہ میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار لکھنے سے پہلے ایک حدیث کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

حضرت حسان کو سپیشل بلایا گیا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہجو کرو قریش کی کیونکہ ہجو ان کو زیادہ ناگوار ہے تیروں کی بوچھاڑ سے۔ پھر آپ نے ایک شخص کو بھیجا ابن رواحہ کے پاس اور فرمایا ہجو کر قریش کی۔ اس نے ہجو کی لیکن آپ کو پسند نہ آئی۔ پھر کعب بن مالک کے پاس بندہ بھیجا پھر حسان بن ثابت کے پاس بھیجا۔ (یعنی فرمایا: بلاؤ میرے حسان کو وہی ان کا دماغ ٹھیک کرے گا) جب حسان آپ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: آ گیا وہ وقت کہ آپ نے بلا بھیجا اس شیر کو جو اپنی دم سے مارتا ہے (یعنی زبان سے لوگوں کو قتل کرتا ہے گویا میدان فصاحت اور شعر گوئی کے شیر ہیں) پھر اپنی زبان باہر نکالی اور اس کو ہلانے لگے اور عرض کیا قسم اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح پھاڑ ڈالوں گا جیسے چمڑے کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حسان جلدی مت

Marfat.com

کیونکہ ابوبکر قریش کے نسب کو بخوبی جانتے ہیں اور میرا بھی نسب قریش ہی میں ہے تو وہ میرا نسب تجھے علیحدہ کر دیں گے۔ پھر حسان ابوبکر کے پاس آئے۔ بعد اس کے لوٹے اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر نے آپ کا نسب مجھ سے بیان کر دیا۔ قسم اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا۔ میں آپ کو قریش میں سے ایسے نکال لوں گا جیسے بال آٹے میں سے نکال لیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے حضرت حسان سے کہ روح القدس ہمیشہ تیری مدد کرتے رہیں گے جب تک تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جواب دیتا رہے گا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے حضور علیہ السلام سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: "هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفَا وَاشْتَفٰى"۔ حسان نے قریش کی ہجو کر کے مومنین کے دلوں کو شفا دی اور کافروں کی عزت کو خاک میں ملا دیا (۶۳۹۵) (اشعار بمعہ ترجمہ اس طرح ہیں)

حضرت حسان بن ثابت کے اشعار

۱-هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ	وَعِنْدَ اللّٰهِ فِیْ ذَاكَ الْجَزَآءُ
۲-هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِيًّا	رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَآءُ
۳-فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَتِیْ وَ عِرْضِیْ	لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَآءُ
۴-ثَكِلْتُ بُنَيَّتِیْ اِنْ لَّمْ تَرَوْهَا	تُثِيْرُ النَّقْعَ غَايَتُهَا كَدَآءُ
۵-يُبَارِيْنَ الْاَ عِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ	عَلٰى اَكْتَافِهَا الْاَسْلُ الظِّمَآءُ
۶-تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ	تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَآءُ
۷-فَاِنْ اَعْرَضْتُمْ عَنَّا اعْتَمَرْنَا	وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَآءُ
۸-وَاِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ يَوْمٍ	يُعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
۹-وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا	يَقُوْلُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهٖ خِفَآءُ
۱۰-وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا	هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَآءُ
۱۱-لَنَا فِیْ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْ مَّعَدٍّ	سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَآءُ
۱۲-فَمَنْ يَّهْجُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ	وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَآءُ
۱۳-وَجِبْرِيْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا	وَرُوْحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهٗ كِفَآءُ

(۱) تو نے برائی کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پس میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے گا۔

(۲) تو نے برائی کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نیک ہیں پرہیزگار ہیں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وفاداری ان کی خصلت ہے۔

(۳) میرے ماں اور باپ اور میری آبرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو بچانے کے لئے ڈھال ہیں۔

(۴) میں اپنی جان کو کھوؤں اگر تم نہ دیکھو اس کو کہ اڑا دے گا غبار کو کداء کے دونوں جانب سے (کداء ایک گھاٹی ہے مکہ کے

Marfat.com

دروازہ پر)

(۵) ایسی اونٹنیاں جو باگوں پر زور کریں گی اپنی قوت اور طاقت سے اوپر چڑھتی ہوئیں ان کے مونڈھوں پر وہ برچھے ہیں باریک ہیں یا خون کی پیاسی ہیں۔

(۶) اور ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے ان کے منہ عورتیں پونچھتی ہیں اپنے سر بندھن سے۔

(۷) اگر تم ہم سے نہ بولو تو ہم عمرہ کرلیں گے اور فتح ہو جائے گی اور پردہ اٹھ جائے گا۔

(۸) نہیں تو صبر کرو اس دن کی مار کے لئے جس دن اللہ تعالیٰ عزت دے گا جس کو چاہے گا۔

(۹) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ایک بندہ بھیجا جو سچ کہتا ہے اس کی بات میں کچھ شبہ نہیں۔

(۱۰) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ایک لشکر تیار کیا وہ انصار کا لشکر ہے جن کا کھیل کافروں سے مقابلہ کرنا ہے۔

(۱۱) ہم تو ہر روز ایک نہ ایک تیاری میں ہیں' گالی گلوچ ہے کافروں سے یا لڑائی ہے یا ہجو ہے کافروں کی۔

(۱۲) جو کوئی تم میں ہجو کرے اللہ کے رسول کی اور ان کی تعریف کرے یا مدد کرے وہ سب برابر ہیں۔

(۱۳) جبرائیل علیہ السلام اللہ کے رسول ہم میں ہیں اور وہ روح القدس ہیں جن کا کوئی مثل نہیں۔

✵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لئے حضور علیہ السلام کی دعا کا ایمان افروز واقعہ (۶۳۹۶) اور ان کے حافظے کا علاج (۶۳۹۷)

✵ حاطب بن ابی بلتعہ کے اہل مکہ کو خط بھیجنے کا واقعہ اور حضور علیہ السلام کا علم غیب (۶۴۰۱)

حضور ﷺ کا تبرک لینے کے لئے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بے تابی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً پانی میں تھوکا' اس میں ہاتھ منہ دھویا اور حضرت بلال اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کو فرمایا اِشْرَبَا مِنْهُ وَاَفْرِغَا عَلٰی وُجُوْهِكُمَا وَ نُحُوْرِ كُمَا وَاَبْشِرَا۔ اس میں سے پی لو' اپنے منہ اور سینوں پہ ڈال لو اور خوش ہو جاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ یہ منظر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پردے کے پیچھے چھپ کر دیکھ رہی تھیں' پکار اٹھیں اَفْضِلَا لِاُمِّكُمَا مِمَّا فِیْ اِنَاءِ كُمَا فَاَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً۔ اپنی ماں کے لئے بھی کچھ بچانا' چنانچہ انہوں نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بھی پیش کیا۔ (۶۴۰۵)

✵ اشعری قبیلہ کے لوگوں کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فَهُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ۔ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (۶۴۰۷)

✵ حضرت ابوسفیان نے تین گزارشات کیں جو قبول ہوئیں۔ (۶۴۰۹)

اس حدیث پہ ایک اشکال اور اس کا جواب (نووی حاشیہ مسلم ص ۳۰۴)

اسی تناظر میں دیکھئے حدیث نمبر ۶۴۱۲۔

Marfat.com

✱ انصار کے بچوں اور عورتوں کو شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھ کر حضور علیہ السلام کا خوشی سے کھڑے ہونا اور فرمانا: تم مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو۔ (۶۴۱۷)

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے گھروں میں سے بہترین گھروں کو شمار کرتے ہوئے پہلے نمبر پر بنی بخار کا پھر بنی عبدالاشہل کا پھر حارث بن خزرج کا اور پھر بنی ساعدہ کا ذکر فرمایا اور آخر میں فرمایا: انصار کے ایک گھر میں بہتری ہے۔ یہ ارشاد سن کر حضرت سعد بن عبادہ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: ہم آخر پہ ہیں۔ لوگوں نے کہا بیٹھ جا کیا تو اس بات پہ راضی نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام نے تیرا گھرانہ چاروں میں رکھا چنانچہ وہ بیٹھ گئے اور چپ ہو گئے۔ (۶۴۲۷)

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

✱ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کی برکت سے فتح و کامیابی ملے گی۔ (۶۴۶۷)

☆ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔

لوگوں میں سے بہترین میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر وہ جو ان کے نزدیک ہیں پھر وہ جو ان کے نزدیک ہیں یعنی صحابہ تابعین اور تبع تابعین۔ (۶۴۷۲)

✱ موٹاپے کی مذمت پر حدیث يُحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ (۷۳-۶۴۷۵)

سو سال تک تم میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا

✱ سو سال کے بعد اس وقت زمین پہ موجود لوگوں میں سے کوئی نہ ہوگا۔ (۶۴۷۹ تا ۶۴۸۶) علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح نکلی اور ایسا ہی ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے اس تاریخ سے سو برس کے بعد کوئی نہ رہا۔ سب سے آخری صحابی ابوالطفیل تھے وہ بھی بقول صحیح ۱۱۰ھ میں گزرے۔ (شرح نووی، ص ۱۹۰، ج ۶)

نووی میں ہے کہ خضر علیہ السلام اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ جمہور کے نزدیک وہ زندہ ہیں اور وہ دریا والوں میں ہیں نہ کہ زمین والوں میں (اسی طرح جنوں میں سے بھی حضور علیہ السلام کو دیکھنے والے اس وقت تک زندہ ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں) (حاشیہ صحیح مسلم ج ۲، ص ۳۱۰)

✱ حضرت اویس قرنی کی فضیلت (۶۴۹۰ تا ۶۴۹۲) (حضرت اویس کے جسم پہ برص کا داغ ہوگا حضور علیہ السلام نے اس کی بھی خبر دی)

✱ مصر میں دو شخص ایک اینٹ کے برابر جگہ لینے کے لئے لڑیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ (۶۴۹۴)

✱ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان اور ان کی والدہ کی جرات و بہادری۔ (۶۴۹۶) (نعش کو سلام کہنا اور اس کو خطاب کرنا)

Marfat.com

✵ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا...... (۶۴۹۷) اگر دین ثریا ستاروں کے پاس بھی ہوتا تو اہل فارس میں سے ا شخص اس کو لے لیتا۔ اگلی حدیث میں دین کی بجائے ایمان کا لفظ ہے اور رجل کی بجائے رجال ہے۔ (۶۴۹۸)

✵ سو آدمیوں میں سے کوئی ایک دیندار ہوگا۔ (۶۴۹۹)

✵ باپ کی قسم جو عادتاً غیر ارادی طور پہ اٹھالی جائے کا ثبوت (۶۵۰۲)

✵ جریج اور اس کی ماں کا ذکر۔ (۹-۶۵۰۸) (دودھ پیتا بچہ بول پڑا)

✵ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ کے دوست کو اس قدر نوازا کہ اپنی سواری بھی دے دی اور اپنا عما شریف بھی اپنے سر سے اتار کر اس کے سر پہ باندھ دیا (۶۵۱۵) (اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کے وصال کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے والدین کی رضا حاصل ہوتی ہے؟ یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے)

نیکی اور گناہ کی جامع تعریف

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ شریف میں پورا ایک سال رہا (اس دوران) میں نے حضور علیہ السلام سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ (۶۵۱۷)

نیکی تو اچھا اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور لوگوں کو اس کے بارے میں علم ہونا تجھے اچھا معلوم نہ ہو۔

نیکی کی تمام اقسام صلہ رحمی ہو یا لطف و مہربانی، حسن صحبت ہو یا حسنِ معاشرت یہ سب حسن خلق میں آ جاتی ہیں اور گناہ کی اس سے زیادہ جامع تعریف ہو ہی نہیں سکتی جو صاحب جامع الکلم نے بیان فرمادی۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

ہمیں کیسا مسلمان ہونا چاہیے؟

لَاتَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا (وَلَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا) وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ (۶۵۳۶)

یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ایک نیک سیرت مسلمان بننے کے لئے نبی اکرم علیہ السلام کتنے ہی خوبصورت الفاظ میں ہدایات جاری فرمائی ہیں یقیناً انہی چند الفاظ پہ ہی عمل کر لیا جائے تو انسان کی دنیا و آخرت سکتی ہے ترجمہ ملاحظہ ہو۔ (اگر چہ ترجمے کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔) آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نہ دشمنی رکھو نہ حسد کرو دوری پیدا کرو (نہ قطع تعلقی کرو نہ ایک دوسرے کی بات پہ کان لگاؤ نہ ایک دوسرے کی ٹوہ میں رہو نہ دنیا کے معاملے میں ایک دوسرے پہ رشک کرو نہ ایک دوسرے کا کام خراب کرو) اور اللہ کے بندے ہو کر بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے

Marfat.com

حلال نہیں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے اوپر ہو جائیں اور وہ آپس میں سلام وکلام ہی نہ کریں۔ ایک حدیث میں ہے یلتقیان فیعرض هذا و یعرض هذا۔ آپس میں ملاقات ہو یہ ادھر منہ پھیر لے اور وہ ادھر منہ پھیر لے۔ وخیر هما الذی یبدأ بالسلام۔ ان دونوں میں سے اچھا وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (۶۵۳۲) (اور اگر ایک دوسرے سے فضل و مال یا حسن و جمال میں بڑھ کر ہو اس لیے نہیں بولتے ہو تو یاد رکھو) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (۶۵۴۳)

اللہ تعالیٰ تمہارے حسن و جمال اور فضل و مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے قلوب واعمال کو دیکھتا ہے۔

ایک حدیث میں بدگمانی سے بچنے کا حکم دیا گیا اور فرمایا: اَلظَّنُّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ۔ بدگمانی بڑا جھوٹ ہے۔ قرآن پاک میں ہے: اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے: اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْزُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ التَّقْوٰى هٰهُنَا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پہ ظلم کرے نہ اس کو ذلیل کرے نہ حقیر جانے (اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے (یعنی صرف ظاہری اچھے اعمال سے بھی بندہ متقی نہیں بنتا جب تک سینہ صاف نہ ہو)

فرمایا: آدمی (کی تباہی کے لئے) اتنی برائی بھی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے' ایک مسلمان کا خون' مال اور عزت دوسرے مسلمان پہ حرام ہے۔ (۶۵۴۱)

مزید فرمایا: دو مسلمان جن میں (بغیر شرعی عذر کے) رنجش ہو جب تک وہ رنجش ختم نہ کریں ان کی مغفرت نہیں ہوتی۔ (۶۵۴۷) بخاری شریف کی معروف حدیث ہے جس میں مسلمان کی تعریف ہی ان لفظوں سے فرمائی گئی۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ مسلمان ہوتا ہی وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔ کاش اس دور کے مسلمان صرف اس مختصر سی حدیث پہ ہی عمل کر لیں تاکہ معاشرے میں جو دوزخ کی آگ لگی ہوئی ہے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خون سے کھیل رہا ہے اس ''کھیل'' کا خاتمہ ہو اور جنت کی ہوائیں چلنا شروع ہو جائیں۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر　　　خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

✱ اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے سے قیامت کے دن اللہ کی رحمت کا سایہ نصیب ہوگا۔ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ۔ جس دن اس کی رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۶۵۴۸)

✱ جو اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کو بغیر لالچ اور بغیر احسان کا بدلہ چکانے کے لئے جائے وہ اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ (۶۵۴۹)

✱ بیمار پرسی کرنے والا واپس آنے تک جنت کے باغ میں رہتا ہے۔ (۶۵۵۱)

✱ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں بیمار' بھوکا اور پیاسا تھا تو نے مجھے پوچھا' کھلایا' پلایا نہیں۔ (۶۵۵۶)

Marfat.com

✴ حضور علیہ السلام پہ بیماری کی شدت بہت زیادہ تھی۔ (۵۸-۶۵۵۷) اور بیماری سے گناہوں کا معاف ہونا۔

یہ ہنسنے کی بات نہیں ہے

حضرت اسود بیان کرتے ہیں کہ قریش کے چند لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے جبکہ آپ منیٰ میں تھیں، وہ لوگ ہنس رہے تھے، آپ نے ان سے ہنسنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا: فلاں شخص خیمہ کی طناب پہ گرا ہے بڑی مشکل سے اس کی گردن یا آنکھ بچی۔ آپ نے فرمایا: مت ہنسو (کیونکہ یہ ہنسنے والی بات نہیں ہے) میں نے خود حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُّشَاكُ شَوْكَةً فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كُتِبَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّمُحِيَتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ (۶۵۶۱)

کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ اس کو ایک کانٹا بھی چبھے یا اس سے بھی (کم یا) زیادہ تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بھی بلند فرماتا ہے اور اس کا گناہ بھی مٹا دیتا ہے۔

ایک حدیث میں حَتَّى النَّكْبَةَ يُنْكَبُهَا کے الفاظ آتے ہیں کہ اس کو ٹھوکر بھی لگے تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

✴ بخار گناہوں کو ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کا زنگ دور کرتی ہے۔ (۶۵۶۹)

✴ حدیث قدسی جس میں دس مرتبہ یا عبادی کا لفظ آیا (۶۵۷۲) (اس حدیث کو ہم نے اپنی کتاب الباقیات الصالحات میں بمعہ تشریح لکھ دیا ہے)

✴ مفلس کون ہے؟ (۶۵۷۹)

✴ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم (۶۵۸۲)

صرف اور صرف اللہ مدد کا نعرہ

✴ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا۔ ایک مومن دوسرے کے لئے دیوار کی طرح ہے جس کا بعض حصہ دوسرے بعض کو مضبوط کرتا ہے یعنی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے رہتی ہے (اسی طرح ایک مومن کو لازم ہے کہ دوسرے مومن کا مددگار رہے) (ترجمہ وحید الزمان شرح نووی ج ۶، ص ۲۲۱) (پھر غیر اللہ کی مدد شرک تو نہ ہوگی) حاشیہ میں مزید لکھتے ہیں ''ہر ایک مومن کو لازم ہے کہ دوسرے مومن کا مددگار رہے، گو وہ مومن کتنا ہی دور ہو اور دوسرے ملک میں رہتا ہو'' مگر جہاں تک ہو سکے اس کی مدد کرنا چاہیے (لہٰذا دور سے مدد ثابت ہوگئی) خصوصاً اس حالت میں جب کافر اس کو ستائیں تو ایک مومن کے لئے تمام دنیا کے مومنوں کو لڑنا چاہئے۔ اب کہاں گیا وہ نعرہ جس کے سٹکر چھپوا کر لاکھوں روپیہ الگ برباد کیا جاتا ہے اور اہل سنت پر کفر و شرک کے فتوے الگ داغے جاتے ہیں۔ ''صرف اور صرف اللہ مدد باقی سب شرک و بدعت''

مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

Marfat.com

مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى (۶۵۸۶)

اہل ایمان کی مثال ان کی دوستی، رحم وکرم اور شفقت میں ایک بدن کی طرح ہے (گویا تمام اہل ایمان ایک جسم کی طرح ہیں) جس طرح پورے جسم کے کسی ایک عضو کو کوئی درد وغیرہ پہنچے تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے نیند نہیں آتی یا بخار ہو جاتا ہے (اسی طرح ایک مومن کو تکلیف پہنچے تو تمام دنیا کے مسلمان بے چین و بے قرار ہو جاتے ہیں) کسی نے کیا خوب کہا۔

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں　　تو ہندوستان کا ہر پیرو جواں بے تاب ہو جائے

جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو تو اس کا اظہار آنکھ کے آنسوؤں سے ہوتا ہے تو جب آنکھ پورے جسم کی اس قدر ہمدرد ہے تو اللہ کو اپنی مخلوق کے ساتھ اور نبی علیہ السلام کو اپنی امت کے ساتھ کس قدر ہمدردی ہوگی؟

مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ　　کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

✱ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، معاف کرنے سے عزت بڑھ جاتی ہے اور عاجزی کرنے والا سر بلند کر دیا جاتا ہے۔ (۶۵۹۲)

غیبت اور بہتان میں کیا فرق ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ کیا تم جانتے ہو غیبت (چغلخوری) کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا: ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ۔ تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے کہ اگر وہ سامنے ہوتا تو اس کو برا لگتا۔ لوگوں نے عرض کیا: اگر چہ ہمارے بھائی میں وہ عیب موجود ہو؟ فرمایا: تبھی تو غیبت ہے۔ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ اور اگر وہ عیب اس میں ہے ہی نہیں پھر تو بہتان و افتراء ہے۔ (۶۵۹۳)

غیبت کے جواز کی صورتیں

نووی فرماتے ہیں: تباح الغيبة لغرض شرعي وذلك لستة اسباب۔ کسی شرعی غرض سے غیبت جائز ہے اور اس کے چھ اسباب ہیں۔

۱- التظلم فيجوز للمظلوم ان يتظلم الى السلطان والقاضي و غير هما ممن له ولاية اوقدرة على انصافه من ظالمه فيقول ظلمني فلان اوفعل بي كذا مظلوم کا بادشاہ یا قاضی یا ان کے علاوہ کسی با اختیار کے سامنے غیبت کرنا یعنی یہ بیان کرنا کہ مجھ پر یہ ظلم کیا گیا ہے۔

۲-الاستغاثة على تغيير المنكر وردالمعاصي الى الصواب فيقول لن يرجو قدرته فلان يعمل كذا فازجره عنه ونحو ذلك

Marfat.com

کسی گناہ اور خلاف شرع کام کو مٹانے کے لئے دوسرے سے فریاد کرنا اور جس کو قدرت ہے اس سے کہنا کہ فلاں شخص ایسا کام کرتا ہے اس کو اس سے باز رکھو۔

٣- الاستفتاء بان يقول للمفتي ظلمني فلان او ابي او اخي او زوجي بكذا فهل له ذلك وماطر يقي في الخلاص منه ودفع ظلمه عني ونحو ذلك فهذا جائز للحاجة والاجودان يقول في رجل اوزوج اووالداوولدكان من امره كذا ومع ذلك فالتعيين جائز لحديث هند و قولها ان اباسفيان رجل شحيح.

فتویٰ لینے کے لئے اگر چہ بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے یا فرضی نام بیان کرے لیکن نام بیان کرنا بھی درست ہے کیونکہ ہندہ نے اپنے خاوند ابوسفیان کا نام لے کر نبی کریم علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تھا کہ وہ بخیل ہے۔

٤- تحذير المسلمين من الشروذلك من وجوه منهاجرح المجروحين من الرواة والشهود والمصنفين وذلك جائز بالاجماع بل واجب صونا للشريعة ومنها الاخبار يعبه عندالمشاورة في مواصلة و منها اذا رايت من يشترى شيئا معيبا او عبدا سارقا اوزانيا او شاربا او نحوذلك تذكره للمشترى اذالم يعلمه نصيحة لا بقصد الايذاء والافسادومنها اذا رايت متفقها يتر ددالي فاسق او مبتدع ياخذ عنه علماً و خفت عليه ضرره فعليك نصيحة بيان حاله قاصد انصيحة و منها ان يكون له ولاية لا يقوم بهاعلى وجهها لعدم اهلية او لفسقة فيذكره لمن له عليه ولاية يستدل به على حاله فلا يغتربه اويلزمه الاستقامة.

مسلمانوں کو شر سے بچانے کے لئے جیسے حدیث کے راویوں اور گواہوں کی جرح اور مصنفین کی اور یہ جائز ہے بالاجماع بلکہ واجب ہے حفظ شریعت کے لئے۔ اسی طرح نکاح کے مشورے میں عیب بیان کرنا یا کوئی شخص کوئی چیز عیب دار مول لے رہا ہو یا چور غلام یا زانی غلام خرید کر رہا ہو تو مشتری کی خیر خواہی کے لئے نہ دوسرے کی ایذاء وفساد کی نیت سے اس کا عیب بیان کر دینا اور اسی میں داخل ہے۔ کسی عہدہ دار اور صاحب حکومت کا عیب بیان کرنا حاکم اعلیٰ کے سامنے تا کہ وہ دھوکہ نہ کھائے۔

٥-ان يكون مجاهر الفسقه او بدعته كالخمرومصادرة الناس وجباية المكوس و تولي الامور الباطلة فيجوز ذكره بمايجا هريه ولايجوز بغيره الابسبب آخر.

یہ کہ وہ شخص علانیہ فسق کرتا ہو جیسے علانیہ شراب پیتا ہو یا بدعت کرتا ہو لوگوں سے جرمانہ لیتا ہو ظلم کرتا ہو تو جو بات علانیہ کرتا ہو اس کو بیان کر دینا نہ اور باتوں کو۔

٦-التعريف فاذا كان معروفا بلقب كالاعمش والاعرج والازرق والقصير والاعمى والاقطع و نحوها جاز تعريفه ويحرم ذكره به تنقصا ولو امكن التعريف بغيره كان اولي والله اعلم

Marfat.com

یہ کہ وہ مشہور ہو گیا ہو کسی لقب سے مثلاً اعمش اعرج ازرق قیصر اعمٰی وغیرہ سے تو بغرض اس کا لقب بیان کرنا درست ہے نہ بغرض توہین اور جو اور طرح سے تعریف کرے تو بہتر ہے۔ (حاشیہ مسلم ص ۳۲۲ ج ۲)

✱ شریر کے شر سے بچنے کے لئے بظاہر اس کی مدارات کرنا جائز ہے اور یہ مداھنت فی الدین نہیں۔ (۶۵۹۷)

✱ جو نرمی سے محروم ہے وہ بھلائی سے محروم ہے۔ (۶۵۹۸)

✱ ایک عورت نے اپنی اونٹنی کو لعنتی کہا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا (اگر یہ) لعنتی ہے تو اس سے سامان اتار لو اور اس کو چھوڑ دو پھر وہ اونٹنی مرتے دم تک آزاد پھرتی رہے کوئی بھی اس سے تعرض نہ کرتا (حالانکہ آپ نے زجراً فرمایا تھا تاکہ لوگ جانوروں پر لعنت نہ کریں) (۶۶۰۴)

میں باعث زحمت نہیں بلکہ سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں

✱ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً۔ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں (۶۶۱۳) (سرکار نے فرمایا: میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ میں بتقاضائے بشریت جس پر بددعا یا لعنت کروں اسکو بھی اجر سے نواز (کر بددعا اور لعنت کو رحمت بنا) دینا (۶۶۱۴) اسی تناظر میں حضرت معاویہ کے بارے میں حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کو دیکھا جائے۔ لَا اشبع الله بطنه۔ اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو نہ بھرے۔ (۶۶۲۸) یہی وجہ سے بعض نے اس حدیث کو امیر معاویہ کے مناقب میں بیان کیا ہے۔ (نووی علی المسلم، ص ۳۲۵، ج ۲)

منافق دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہے

ان من شر الناس ذا الوجهين الذی یاتی هولاء بوجه وهولاء بوجه (۶۶۳۰) لوگوں میں سے بدترین وہ شخص (منافق) ہے جو دو منہ رکھتا ہو۔ ادھر ان کے پاس ایک منہ لے کر آتا ہے (کوئی بات کرتا ہے) اور ادھر ان کے پاس دوسرا منہ لے کر جاتا ہے۔ (اپنا پہلا بیان بدل لیتا ہے) اس کو چالاکی اور ذہانت سمجھنا یا ہنر اور کمال جاننا پرلے درجے کی حماقت و خود فریبی ہے۔ ایسا شخص بے اعتبار ا ہو کر ذلیل ہو جاتا ہے اور معاشرے میں کوئی بھی اس کو منہ لگانے کے لئے تیار نہیں ہوتا، مثل مشہور ہے "دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا" اور آخرت میں ایسے شخص کا کیا حال ہوگا یہ بات قرآن سے پوچھئے: ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار۔ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ایسوں کا ٹھانہ ہوگا۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو ایسوں کو ڈگری دی ہے وہی کافی ہے: الاانهم هم المفسدون. الا انهم هم السفهاء۔ یہی فسادی ہیں، یہی بے وقوف ہیں۔

✱ جھوٹ حرام ہے مگر تین مقامات پہ (بطور توریہ) اس کی اجازت ہے۔ (۱) جنگ میں (۲) دو مسلمانوں کی لڑائی میں صلح کراتے وقت (۳) میاں بیوی کا آپس میں معاملہ ہو تو ایک دوسرے کے سامنے۔ (۶۶۳۳)

✱ سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جھوٹ برائی کی طرف اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ بندہ سچ بول بول کر اللہ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بول بول کر کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (۶۶۳۶)

Marfat.com

✵ بے اولاد وہ ہے جس کے سامنے اس کا کوئی بیٹا فوت نہ ہوا ہو اور پہلوان وہ ہے جو غصے پہ قابو پالے۔(۶۶۴۱)

✵ غصے کا علاج تعوذ میں ہے۔(۶۶۴۶)

✵ انسان کے خالی پیٹ ہونے سے شیطان نے اس کی شہوت اور غصے کا اندازہ لگایا کہ اس کی وجہ سے یہ غصہ بھی کرے گا اور اس میں شہوت بھی ہوگی۔(لہٰذا میرا داؤ اس پر چل جائے گا)(۶۶۴۹)

✵ منہ پہ مارنے سے منع فرمایا گیا۔(۶۶۵۴) فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ۔ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی صورت پہ بنایا ہے۔(ترجمہ وحید الزمان)

✵ مسلمان کو اسلحہ وغیرہ سے صرف ڈرانے پہ فرشتے ڈرانے والے پہ لعنت کرتے ہیں۔(۶۶۶۶)(مسلمان سے لڑنا اور اس کو مارنا کس قدر گناہ کا باعث ہوگا)

معمولی کاموں پہ بخشش کی نوید جانفزا

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ایک عورت کا پیاسے کتے کو پانی پلانے پہ بخشا جانا آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں۔ اب اللہ کی رحمت و مغفرت کے مندرجہ ذیل نظارے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ایک شخص راستے میں جا رہا تھا تو اس نے ایک کانٹوں والی شاخ دیکھی اور اس کو راستے سے ہٹا دیا۔ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمایا اور اس کو بخش دیا۔(۶۶۶۹) (نووی فرماتے ہیں مسلمانوں کو ہر طرح کا فائدہ دینے کا یہی ثواب ہے۔ وفیه التنبیه علی فضیلة کل ما نفع المسلمین اوزال عنهم ضررا (حاشیہ مسلم شریف، ص ۳۲۸، ج ۲)

اس کے بعد والی حدیث میں ہے کہ اس شخص نے صرف ارادہ ہی کیا کہ

وَاللّٰهِ لَأُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيْهِمْ فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ

اللہ کی قسم! میں ضرور اس کو مسلمانوں کے راستہ سے ہٹا دوں گا تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو پس اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل فرما دیا۔(۶۶۷۰)

حضرت ابو ہریرہ ہی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک درخت کو کاٹ دیا جو مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ۔ میں نے اس کو جنت میں مزے اڑاتے ہوئے دیکھا۔(۶۶۷۱) کر لے کوشش رب کی رحمت ہے بڑی

تصویر کا دوسرا رخ

اور تصویر کا دوسرا رخ بھی سامنے رہے کہ ایک بلی کو بھوکا پیاسا مارنے والی عورت دوزخ میں چلی گئی۔(۶۶۷۵) تاہم کسی کو رب کی رحمت سے ناامید کرنا بذات خود اتنا بڑا جرم ہے کہ ایک شخص نے کہا: قسم بخدا! اللہ تعالیٰ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اللہ نے

Marfat.com

فرمایا: یہ کون ہوتا ہے جو قسم اٹھا کر ایسی بات کرتا ہے (جس سے میرا گناہگار بندہ میری رحمت سے مایوس ہو) فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَّاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ۔ میں نے فلاں کو تو بخشش دیا ہے اور تیرے عمل (تیرے اس قول کی وجہ سے) ضائع کر دیئے ہیں۔

(۶۶۸۱) ایک حدیث شریف میں ہے (اپنے آپ کو بہتر سمجھ کر اور دوسروں کو حقیر جان کر) جب کوئی شخص یوں کہتا ہے هَلَكَ النَّاسُ۔ لوگ برباد ہو گئے۔ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ وہ خود (اپنی بڑائی بیان کر کے اور دوسروں کو حقیر جان کر) سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہوتا ہے۔ (۶۶۸۳) کیونکہ کئی لوگ ظاہراً تباہ حال ہوتے ہیں لیکن اللہ کے ہاں وہ بہت مقبول ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ (۶۶۸۲)

بہت سارے لوگ پریشان حال، بکھرے بالوں والے اگر اللہ پہ بھروسہ کر کے کسی بات پہ قسم اٹھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا فرما دیتا ہے کیونکہ ان کا ظاہر اگرچہ بدحال و برباد ہوتا ہے مگر ان کے دل کی دنیا خوشحال و آباد ہوتی ہے اسی لیے کہا گیا۔

خاکساران جہاں رابحقارت منگر توچہ دانی دریں گر دسوارے باشد

✵ مسلمان بھائی کو کشادہ پیشانی سے (مسکرا کر) ملنا بھی نیکی ہے۔ (۶۶۹۰)

✵ حضور علیہ السلام کے پاس لوگ حاجات لے کر آتے تھے۔ (۶۶۹۱) (آپ ان کی حاجات بھی پورے فرماتے اور اہل مجلس سے فرماتے سفارش کرو تاکہ انہیں بھی اچھی سفارش کرنے کا ثواب مل جائے۔ (من یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها)

اچھی بری صحبت کی ایک عمدہ مثال

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اچھے ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ایسے ہے كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ۔ جیسے کستوری بیچنے والا اور بھٹی دھونکنے والا یعنی کستوری بیچنے والا اچھے ساتھی کی مثال ہے۔ اِمَّا اَنْ يُّحْذِيَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبًا۔ یا تو تجھے تحفۃً دے دے گا یا تو اس سے خریدے گا ورنہ اچھی خوشبو تو پا ہی لے گا اور بھٹی دھونکنے والا اِمَّا اَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيْثَةً۔ یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا پھر تجھے (اس کے پاس بیٹھ کر) بدبو تو آئے گی ہی۔ (۶۶۹۲)

حضرت میاں محمد بخش عارفِ کھڑی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کا کیا خوب ترجمہ فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

چنگے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں سودا بھاویں لیّے نہ لیّے ھُلّے اون ہزاراں
بُرے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں کپڑے بھاویں گنج گنج بیہے چنگاں پہن ہزاراں

✵ اپنی بیٹیوں کی پرورش پہ بھی ثواب ملتا ہے اور ایسا کہ اس پر جنت واجب اور دوزخ حرام ہو گئی۔ (۶۶۹۴)

✵ اولاد کے مرنے پہ والدین پہ جنت واجب اور دوزخ سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے۔ (۶۶۹۶ تا ۶۷۰۴)

Marfat.com

٭ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے زمین و آسمانوں میں اعلان کرواتا ہے۔(۶۷۰۵)

٭ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ۔ روحوں میں محبت تھی اسی لیے دنیا میں آ کر جسم بھی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ (۶۷۰۹)

جو جس کے ساتھ دنیا میں محبت کرے گا قیامت کو اسی کے ساتھ ہی ہوگا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک اعرابی دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر قیامت کے بارے میں پوچھنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا: مَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟ تو نے قیامت کی کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کیا: مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَبِيْرٍ اَحْمَدُ عَلَيْهِ نَفْسِيْ۔ قیامت کے لئے کوئی بڑی تیاری تو نہیں کر سکا جس پر اپنی تعریف کروں۔ ایک روایت میں ہے اس نے باقاعدہ نام لے کر کہا کہ نہ زیادہ نمازیں ہیں نہ روزے نہ صدقات۔ ولکنی احب اللہ ورسولہ۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضرور کرتا ہوں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: فَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ تو اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تو نے محبت کی۔ ایک روایت میں ہے باقاعدہ پوچھا گیا: یارسول اللہ! كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ۔ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ایک قوم کے ساتھ محبت تو کرتا ہے مگر (اعمال کے اعتبار سے) اس جماعت کے ساتھ ملا نہیں تو سرکار نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ بندہ اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا تھا۔ حضرت انس فرماتے ہیں: فَمَا فَرِحْنَا بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحًا اَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...... ہمیں اسلام لانے کے بعد کبھی اتنی خوشی نہ ہوئی جتنی کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان سن کر خوشی ہوئی کہ بندہ اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی۔ (پوچھا گیا کیوں؟) حضرت انس نے فرمایا: فَاَنَا اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاَبَا بَكْرٍ وَّ عُمَرَ فَارْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِاَعْمَالِهِمْ۔ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ رسول پاک اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں (لہٰذا قیامت کو انہی کے ساتھ ہوں گا تو پھر خوشی کیوں نہ ہوں) اگرچہ میرے اعمال ان کی طرح کے نہیں۔ (حدیث ۶۷۱۰ تا ۶۷۱۸ تک کا خلاصہ)

نیک لوگوں کے ساتھ محبت کا فائدہ

نووی فرماتے ہیں: فیہ فضل حب اللہ ورسولہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ والصالحين واهل الخير الاحياء والاموات...... اس میں اللہ تعالیٰ اور رسول پاک اور نیک لوگوں کے ساتھ محبت کرنے کی فضیلت ہے چاہے وہ نیک لوگ زندہ ہوں یا فوت شدہ (وحید الزمان صاحب نے نیک لوگوں کے ساتھ محبت کی فضیلت کی بات کو یوں گول فرما دیا ہے کہ ترجمہ میں نووی کی عبارت کے پہلے حصے کا ذکر ہی نہیں ہے جو ہم نے اوپر لکھ دی ہے) اور نووی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم علیہ السلام کی بہترین محبت تو یہ ہے کہ ان کے اوامر و نواہی پہ کاربند رہے اور آداب شریعت کا لحاظ کرے جبکہ یہ بات

Marfat.com

صالحین کے ساتھ محبت کرنے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ان کے سے عمل بھی کرے کیونکہ حدیث میں خود اس کی صراحت موجود ہے۔ ولما یلحق بھم......اور اگر ان جیسے اعمال کی شرط لگا دی جائے تو پھر تو انہی کی طرح ہو جائے گا حالانکہ وہ تو ان کے ساتھ صرف محبت کی بات کر رہا ہے۔

گرچہ ناپاکم ولیکن دل بہ پاکاں بستہ ام

اور کسی نے بڑا اچھا شعر کہا ہے۔

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

میں نیکوں سے محبت تو کرتا ہوں اگرچہ خود نیک نہیں ہوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ (ان کا صدقہ) مجھے بھی نیک بنا دے گا۔

تو جب نیکوں کی محبت یہ ہے تو سید الابرار کی محبت کا مقام کیا ہوگا۔ یقیناً

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد کی محبت ہے سند آزاد ہونے کی خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
مغز قرآن جانِ ایماں روحِ دیں ہست حب رحمۃ للعالمین

حوالے

✱ جس کی نیکی پہ دنیا میں تعریف ہو اس کے اجر و ثواب میں کمی نہیں ہوگی بلکہ یہ مومن کے لئے بالفعل خوشخبری ہے کہ اس کی نیکی قبول ہو گئی ہے۔ (۶۷۲۱) (اس کے بعد کتاب القدر یعنی تقدیر کے بارے میں احادیث ہیں)

✱ آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا مکالمہ۔ (۴۵-۴۴-۴۳-۶۷۴۲)

✱ مخلوق کی تقدیر کو زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھا گیا۔ (۶۷۵۰)

✱ دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔

یصرفہ کیف یشاء۔ انہیں پھیرتا ہے جیسے چاہتا ہے۔ (۶۷۵۰)

✱ عاجزی اور دانائی بھی تقدیر سے ہے۔

انا کل شیء خلقنہ بقدر (۵۱-۶۷۵۲)

✱ آنکھ، کان، زبان اور نفس کا بھی زنا ہوتا ہے۔ (۵۴-۶۷۵۳)

✱ مامن مولود الایولد علی الفطرۃ...... ہر بچہ ایک فطرت پہ پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (۶۷۵۵)

✱ بندر اور سور بننے والی قوموں کی نسل نہیں چلی۔ (۷۱-۶۷۷۰)

✱ تقدیر پر پختہ ایمان رکھو اگر مگر کرنا شیطان کے لئے راہ کھولنا ہے (کہ اگر ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا) ولکن قل قدرہ

Marfat.com

اللہ وما شاء فعل۔ بلکہ یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا جو اس نے چاہا کیا۔(۶۷۷۴)(اس کے کتاب العلم کی احادیث کا آغاز ہو رہا ہے)

✵ اِنَّ اَبۡغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ الۡاَلَدُّ الۡخَصِمُ۔

تمام لوگوں میں سے اللہ کے ہاں بہت براوہ ہے جو سخت جھگڑالو ہے۔(۶۷۸۰)

یہود و نصاریٰ کی نقالی اور مسلمان

✵ اگر یہود نصاریٰ گوہ کے سوراخ میں گھسیں گے تو تم بھی ایسا ہی کرو گے (کہ کوئی فائدہ تو ہوگا تبھی گھس رہا ہے) (۶۷۸۱)

نووی فرماتے ہیں: وفی هذا معجزة ظاهرة لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقد وقع ما اخبر صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (حاشیہ صحیح مسلم ص ۳۳۹، ج ۲)

اس حدیث میں حضور علیہ السلام کا عظیم معجزہ ہے کہ جو آپ نے (آج سے چودہ سو سال پہلے) فرمایا: ہم کھلی آنکھوں سے اس کا ویسے ہی ہونا دیکھ رہے ہیں۔

عربی کا ایک لفظ بولنا پڑ جائے تو ہماری زبان نہیں ساتھ دیتی اور پنجابی بھی بول رہے ہوں تو آدھی انگریزی جھاڑ دیتے ہیں۔ سکول و کالج میں جس نے اسلامیات و عربی پڑھانی ہے اس کے لئے میٹرک ایف یا انگریزی جاننا ضروری ہے حالانکہ اس نے تو اسلامیات پڑھانی ہے۔ انگریزی سے اس کا کیا کام لیکن جس نے انگلش پڑھانی ہے اس کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ چاہے اس کو پہلا کلمہ بھی نہ آئے جو زبان تمام زبانوں کی سردار ہے جو قرآن کی زبان ہے اہل جنت کی زبان ہے قبر و حشر میں بولی جانے والی زبان ہے اور محبوب خدا کی زبان ہے اس سے اس قدر بے اعتنائی اور یہود و نصاریٰ نے جس زبان کو اپنایا اس کے ساتھ اس قدر محبت کہ ایک عالم دین دو گھنٹے قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل تقریر کرے تو یہ معمول کی بات ہے دوسری طرف ایک برائے نام جدید تعلیم یافتہ نیم سافیشنی نام نہاد علامہ اپنی تقریر میں دو جملے انگریزی کے بول دے تو صدائیں بلند ہوتی ہیں کہ بڑا پڑھا لکھا بندہ ہے۔ افسوس! اس قدر مرعوبیت؟

طاق دل میں چراغ انگریزی	سر کے اندر دماغ انگریزی
چال انگریزی ڈھال انگریزی	جسم کا بال بال انگریزی
گلا چھلتا ہے اپنا تو چھل جائے	لہجہ صاحب سے اپنا مل جائے

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

جس مسلمان کو خوبصورت بننے کے لئے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت نظر نہ آئے جو کہ خدا کے بھی محبوب ہیں اور ساری خدائی کے مطلوب بھی اور وہ انگریز کا روپ دھارے، چہرے کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجانے کی بجائے

Marfat.com

حالانکہ اللحیۃ من نور اللّٰہ۔ داڑھی اللہ کا نور ہے تو اس نور کو روزانہ اتار کر گندی نالی میں پھینک دے اس کا ایمان کتنا مضبوط ہوگا؟ بڑی آسانی کے ساتھ اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ولن ترضی عنك الیهود ولا النصٰری حتّٰی تتبع ملتهم۔ یہود و نصاریٰ تم سے تبھی خوش ہوں گے کہ اسلام کو چھوڑ کر ان کا دین اپنا لو۔

یہ تو نووی علیہ الرحمۃ نے اپنے زمانے کی بات کی ہے۔ آج ہماری حالت صرف مشابہت کی ہی نہیں رہی بلکہ ہم تو خواہ عوام ہوں یا حکمران پوری طرح یہود و نصاریٰ کی غلامی کر رہے ہیں۔ کھانا پینا رہن سہن شکل و صورت عادات و اطوار سب کچھ ان کے رنگ میں رنگا ہوا ہے جن کے ساتھ اللہ نے ہمیں دشمنی کرنے کا حکم دیا ہے ہم اپنی کم عقلی کی وجہ سے ان سے دوستی کرنے کو اپنی کامیابی قرار دے رہے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کی بجائے یہود و نصاریٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ٹکریں مار رہے ہیں۔ خدا ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے لیکن امریکہ ناراض نہ ہو اگر صرف اچھی باتوں میں (دنیوی اعتبار سے ہی سہی) ان کی مشابہت کرتے تو کوئی بات نہ تھی تاکہ کم از کم دنیوی طور پر تو ہمیں ان کی طرح ترقی اور شان و شوکت حاصل ہو جاتی۔ اگرچہ اس کام کے لئے بھی ہمیں ان کی طرف دیکھنے کی بجائے ہمیں اپنے شاندار ماضی سے روشنی حاصل کرنی چاہئے جبکہ مغرب ابھی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور اہل سلام بلندیوں پر فائز تھے اور یہ چیز ان کو قران و سنت پہ عمل صحابہ کرام کی روش کو اپنانے اور مدارس و مساجد کو آباد کرنے سے حاصل ہوئی۔ آج ہم اپنی اولاد کو دینی تعلیم دیتے ہوئے گھبراتے ہیں اور ضروری عقائد سکھاتے ہوئے شرماتے ہیں۔ لندن و امریکہ کا ویزہ مل جائے اگرچہ قادیانی بن کر ہی ملے تو ایمان کی دولت ہاتھ سے جاتی ہے تو سو بار جائے لیکن ڈالر اور پاؤنڈ ہاتھ میں آ جائیں۔ پیسہ ہو خواہ کیسا ہو حلال کا ہو یا حرام کا اقبال نے انہی حالات کے لئے کہا تھا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

کیا یہ وہی امریکہ نہیں ہے؟

یہ وہی امریکہ ہے (جو آج پوری دنیا پہ حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے اور خاکم بدہن مسلمان حکمرانوں کی کمزوری کی وجہ سے وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوتا نظر آ رہا ہے) جو اپنے تجارتی بحری جہاز بحیرۂ قلزم سے گزارنے کے لئے سالانہ چالیس ہزار ڈالر اور بیس ہزار عثمانی سکے خلافت عثمانیہ کو پیش کیا کرتا تھا حالانکہ یہ خلافت عثمانیہ کا بالکل آخری دور تھا جب وہ اپنے کمزور ترین دور تک پہنچ چکی تھی بلکہ یوں کہیں کہ وہ آخری سانس لے رہی تھی اور جب وہ اپنے عروج پہ تھی تو اہل اسلام کی اجتماعی قوت کا رعب و دبدبہ کیسا ہوگا۔ چنانچہ تاریخ کے اوراق الٹنے سے پتہ چلتا ہے کہ لندن کے ایک تھیٹر میں گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ایک ڈرامے کا اعلان ہو گیا اور دعوت نامے بھی تقسیم ہو گئے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک اضطراب کی کیفیت تھی۔ خلیفہ عبدالمجید کو علم ہوا تو اس نے برطانوی سفیر کو طلب کر کے کہا: یہ دل آزار ڈرامہ نہیں ہونا چاہئے۔ سفیر نے معذرت خواہانہ

Marfat.com

انداز میں کہا: ڈرامے کی ٹکٹیں اور پاس جاری کر دیئے گئے ہیں لہٰذا اب اس کا رکنا مشکل ہے۔ خلیفہ نے دوبارہ کہا تو سفیر پھر انکار کیا اور کہا جس شو کی ٹکٹیں فروخت ہو چکی ہیں اب اس کے بارے میں بعد میں ہی غور کیا جا سکتا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ چہرے پہ جلال و غضب کی سرخی چھا گئی اور اس نے نیام سے تلوار نکال کر برطانوی سفیر کے سامنے میز پہ رکھ دی اور کہا: اچھا اس بات کا فیصلہ کہ ڈراما ہو گا یا نہیں ہو گا یہ تلوار کرے گی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ڈرامے کا پہلا شو کرنے کی بھی کسی کو ہمت نہ ہو سکی

(روز نامہ نوائے وقت ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۸ء براہ راست از اسرار بخاری)

اہل اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کا ایک خوفناک منصوبہ

آکسفورڈ ڈکشنری کے تازہ ایڈیشن میں دہشت گرد کا لفظ مسلمانوں کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے۔ یہ گستاخانہ جسارت ایک نجی ٹی وی کے مطابق آکسفورڈ ڈکشنری میں اس طرح سے کی گئی ہے کہ دہشت گرد شخص کی جگہ مسلمان تحریر کر دیا گیا ہے۔ ستم ظریفی دیکھیں کہ وہ آکسفورڈ ڈکشنری جسے پوری دنیا میں انگریزی لغت کے اعتبار سے قابل اعتبار اور وقیع سمجھا جاتا ہے اور اس کے بڑے بڑے دفاتر اور نمائندے پاکستان میں براجمان ہیں آج اس قدر متعصب اور غیر یقینی ہو گئی ہے کہ اس میں دہشت گرد کا معنی مسلمان لکھ دیا۔ کیسی عجیب بات ہے کہ برطانیہ نے محض اپنے مذہبی تعصب کی خاطر اپنی علمی روایت کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے۔ یہاں جو لوگ مغرب کی وکالت کرتے ہیں اور اسے مہذب ثابت کرنے پر زور لگاتے ہیں ان کے لیے یہ ایک مثال ہی کافی ہے کہ مغرب والے دہشت گردی کی جنگ کو کروسیڈ کہتے ہیں۔ جواب آں غزل تو یہی ہے کہ ہم بھی اپنی لغات میں دہشت گردی کو کروسیڈ لکھ دیں جس کا مقصد ہی مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا ہے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کا پرانا اور نیا ایڈیشن رہتی دنیا تک اس برطانوی تعصب کو ظاہر کرتا رہے گا جو اس کے ہاں مسلمانوں کے خلاف موجود ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بار بار اسلام دشمنوں کو ہمارے سامنے بے پردہ کر رہا ہے، مگر ہم ہنوز ان کے دامن سے چپکے ہوئے اپنوں کو برا اور غیروں کو اچھا کہتے ہیں۔ (اداریہ روز نامہ نوائے وقت ۱۷ نومبر ۲۰۰۸ء)

✵ علماء نہ رہیں گے، لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے جو بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (۶۷۹۶)

✵ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً ...... جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے گا جب تک لوگ اس پہ عمل کرتے رہیں گے اس کو سب کے برابر ثواب ملتا رہے گا۔ (۶۸۰۰) (کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار کا آغاز ہو رہا ہے)

خدا بندے سے خود پوچھے......

حدیث قدسی أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي ...... اتیته هرولة۔ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہی ہوتا ہوں...... بندہ میرے پاس چل کے آئے تو میں اس کے پاس (اپنی شان کے مطابق) دوڑ کر آتا ہوں۔ (۶۸۰۵)

✵ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کو یاد کر لینے والا جنتی ہے۔ (۱۰-۶۸۰۹)

Marfat.com

✱ اس طرح دعا مانگنا منع ہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف کردے بلکہ پورے یقین سے دعا مانگی جائے۔ (۶۸۱۳)

✱ موت کی دعا مانگنے کی بجائے یوں کہو! اے اللہ! جب تک میرا زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرا مرنا میرے لیے بہتر ہے مجھے موت دے دے۔ (۶۸۱۴)

✱ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهٗ۔

جو اللہ سے ملنا چاہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنا چاہتا ہے۔ (۶۸۱۹ تا ۶۸۲۶)

✱ آخرت کے بدلے دنیا میں عذاب ملنے کی دعا نہ کرو۔ (۶۸۳۵)

✱ نیکوں کی مجلس کے پاس سے گزرنے والا بھی بخشا گیا۔

هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ (۶۸۳۹)

✱ حضور علیہ السلام اکثر یہی دعا فرماتے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً...... (۶۸۴۰)

✱ کلمتان خفیفتان علی اللسان...... (۶۸۴۶)

(اس کی تشریح ہماری کتاب ''بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو'' کی آخری حدیث میں ملاحظہ ہو)

✱ حضور علیہ السلام نے انگلیاں بند فرما کر ایک سائل کو وظیفہ بتایا (یعنی نو مرتبہ یا ہوسکتا ہے ایک ہاتھ کی بند کی ہوں گی یعنی چار مرتبہ پڑھ) انگوٹھے کے علاوہ۔ (۶۸۵۹)

✱ ایک سو مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے ہزار نیکیاں اور ہزار گناہ معاف (۶۸۵۲)

✱ علم دین قرآن کی تلاوت اور درس قرآن کی محفل کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ بدعمل کو اس کا عالی نسب ہونا کچھ کام نہ آئیگا۔ (۶۸۵۳)

✱ محفل ذکر کے شرکاء پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے مباہات (فخر) فرماتا ہے۔ (۶۸۵۶)

✱ حضور علیہ السلام ایک دن میں سو مرتبہ استغفار فرماتے۔ (۶۸۵۸)

✱ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ جنت کے خزانوں میں سے ہے۔ (۶۸۶۸)

✱ حضور علیہ السلام نے شماتۃ الاعداء۔ دشمن کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی ہے۔ (۶۸۷۷)

✱ حضور علیہ السلام نے وظیفے میں بنبیك کی بجائے برسولك کہنے سے روک دیا۔ (۶۸۸۲)

✱ حضرت فاطمۃ الزہراء جب حضور علیہ السلام سے خادم مانگنے آئیں تو (تسبیح فاطمہ کے علاوہ بھی) حضور علیہ السلام نے ان کو ایک وظیفہ بتایا۔ (۶۸۹۱-۶۹۱۵)

Marfat.com

ماں باپ کو بھی اولاد کے ساتھ وہ پیار نہیں جو حضور ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ ہے

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے فائدہ کے لئے چھوٹی سے چھوٹی بات بھی بتادی جو والدین بھی اپنی اولاد کو کم بتاتے ہیں۔ کنگی کرنا' سرمہ لگانا' جوتا پہننا' ناخن کاٹنا' رات کو برتن ڈھانپ کر سونا' بچوں کو شام کے وقت باہر نہ نکالو' رات کو چراغ بجھا کے سویا کرو' کہیں کوئی جانور اس کو کھینچ کر گھر میں آگ نہ لگادے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح حضور علیہ السلام نے ہر موقع کی بھی ارشاد فرمادی تاکہ امت ثواب بھی کماتی رہے اور اس کے گناہ بھی معاف ہوتے رہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پہ جائے تو اس کو جھاڑ لیا کرے۔ تمہیں کیا معلوم کہ اس دوران کیا (موذی) چیز تمہارے بستر پہ آگئی ہو جو تمہیں نقصان پہنچادے اور داہنی کروٹ پہ لیٹ کر یہ دعا (سبحانك ربی بك وضعت جنبی......)(۶۸۹۲)

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

آپ نے خود فرمایا: اَنَا لَكُمْ مِّثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ۔ میں تمہارے لیے ایسے ہوں جس طرح باپ اپنی اولاد کے لئے ہے لیکن بخدا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ساتھ والدین سے بھی بڑھ کر محبت و خیر خواہی فرماتے ہیں لہٰذا ہزاروں ماں اور ہزاروں باپ آپ کے قدموں پہ قربان۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا۔

فان ابی ووالدتی و عرضی لعرض محمد منکم وقاء

بے شک میرا باپ اور میری ماں اور میری عزت حضور علیہ السلام کی عزت پر قربان ہے اور اے کافرو میری یہ تمام چیز تمہارے مقابلے میں حضور کا تحفظ کرنے والی ہیں۔

حوالے

چار کلمات آدھے دن کی عبادت پہ بھاری ہیں اور وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضٰى نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ (۶۹۱۴)

✷ تسبیح فاطمہ کو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے صفین کی رات بھی پابندی سے پڑھا۔(۶۹۱۷)

✷ مرغ فرشتے کو دیکھ کر بولتا ہے لہٰذا اس وقت اللہ سے اس کا فضل مانگو اور گدھا بولے تو (چونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر بولتا ہے لہٰذا) اللہ کی پناہ طلب کرو۔(۶۹۲۰) نووی فرماتے ہیں: فيه استحباب الدعاء عند حضور الصالحين والتبرك بهم (حاشیہ مسلم ص۳۵۱ ج۲) اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کے پاس دعا کرنا اور ان سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔

✷ پس پشت کسی کے لئے دعا کرنے سے خود داعی کو فرشتے کی دعا ملتی ہے (کہ اللہ تجھے بھی وہی کچھ دے جو تو اپنے بھائی کے لئے مانگ رہا ہے)(۶۹۲۷) اور پس پشت کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔(۶۹۲۹)

✷ بندہ ہمیشہ دعا کرتا رہے اور اس کی قبولیت کے بارے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے یعنی ناامید ہو کر دعا مانگنا چھوڑ

Marfat.com

ہے۔(۶۹۳۶)

✴ جنت میں زیادہ تر فقیر لوگ اور دوزخ میں اکثر عورتوں کو دیکھا گیا اور امیروں کو جنت میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔(۶۹۳۷)

✴ مرد کے لئے عورت سب سے بڑا فتنہ ہے۔(۶۹۴۵)

✴ غار میں پھنس جانے والے تین افراد کا قصہ جنہوں نے نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کی تو ان کو چھٹکارا ملا۔ (۶۹۴۹)

✴ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے کس قدر خوش ہوتا ہے۔(۶۹۵۳ تا ۶۹۶۱)

اگر تم گناہ نہ کرو گے تو......

اللہ تعالیٰ گناہ کو پسند نہیں فرماتا لیکن گناہگار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا معاملہ ایسا ہوتا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام سے ایک ایسی حدیث سنی کہ جو تم لوگوں کو (آج تک اس لیے) نہ سنائی (کہ کہیں تم اس پر بھروسہ کر کے نیک اعمال کو ترک نہ کردو لیکن آج تمہیں سنا رہا ہوں تا کہ علم کو چھپانے والوں میں سے نہ ہو جاؤں تو سنو) میں نے حضور علیہ السلام سے سنا:

لَوْلَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُّذْنِبُوْنَ يَغْفِرُ لَهُمْ

اگر تم گناہ نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا فرمائے گا جو گناہ کرے گی تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما دے گا۔(۶۹۶۳)

یہی حدیث حضرت ابوایوب انصاری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم (فنا) کر کے ایسی مخلوق لائے گا جو گناہ کرے گی اور اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے گا۔ (۶۵-۶۴-۶۹۶۳)(تا کہ اس کی شان غفاری کا اظہار ہو)

یاالٰہی رحم کن بر ما ہمہ　　　عفو کن جملہ گناہ ما ہمہ

✴ نَافَقَ حَنْظَلَةُ۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اتنی سی بات کو بھی منافقت سمجھتے تھے کہ ہماری جو حالت دربار رسالت میں ہوتی ہے وہ گھر میں نہیں ہوتی۔(۶۹۶۶)

رب کی رحمت سے بڑی

✴ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پہ غالب ہے۔(۶۹۶۹) زمین پہ اس نے اپنی رحمت کا سو میں سے ایک حصہ اتارا ہے۔(۶۹۷۲) ماں کو جتنی اولاد پیاری ہے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے سے پیار ہے۔(۶۹۷۸)

اگر کافر کو بھی پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کس قدر مہربان ہے۔ مَاقَنَطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ۔ تو کوئی کافر بھی اللہ تعالیٰ کی جنت سے ناامید نہ ہو۔(۶۹۷۹)

Marfat.com

خوف خدا پہ بخشش کا ایک عجیب واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم علیہ السلام نے ایک شخص کا واقعہ بیان فرمایا کہ جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی تھی (لیکن تھا ایماندار) وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو مجھے جلا کر راکھ کر دینا آدھی راکھ جنگل میں ہوا کی نذر کر دینا اور باقی آدھی سمندر میں بہا دینا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کے سامنے جاؤں گا تو وہ مجھے ایسی سزا دے گا جیسی سزا اس نے کسی کو نہ دی ہوگی۔ چنانچہ وہ مرا تو گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر اور جنگل کو حکم دیا کہ اس کی راکھ اکٹھی کر دو پھر اللہ نے (اس کو زندہ فرما کر) پوچھا: لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا۔ تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے ڈرتے ہوئے عرض کیا۔ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَاَنْتَ اَعْلَمُ۔ میرے پروردگار! تو بہتر جانتا ہے تیرے ڈر کی وجہ سے میں نے ایسا کیا۔

فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ (۶۹۸۰)

✵ بار بار گناہ کر کے توبہ کرے تو بھی قبول ہے۔ (۶۹۸۶)

✵ لَيْسَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ...... اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں (اسی لیے اس نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے) (۶۹۹۱)

✵ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ کا شان نزول، نماز کیسے کیسے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ (۷۰۰۱)

✵ ننانوے بلکہ سو افراد کا قاتل نیکوں کے طفیل بخشا گیا۔ (۹-۷۰۰۸)

✵ ایک ایک مسلمان کے فدیے میں ایک ایک یہودی، عیسائی کو جہنم رسید کیا جائے گا۔ (۷۰۱۱)

✵ اللہ تعالیٰ کی بندے سے سرگوشی (اس کی شان کے مطابق) (۷۰۱۵)

ایک حدیث اور چھتیس فائدے

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا۔ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے اصحاب ثلاثہ (حضرت کعب بن مالک اور ان کے دو ساتھیوں) کی توبہ کا واقعہ۔ (طویل حدیث ۷۰۱۶)

امام نووی نے اس حدیث کے تحت جو فوائد لکھے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ غنیمت کا مال مباح ہونا ثابت ہوا۔

۲۔ اہل بدر اور اہل عقبہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔

۳۔ بغیر قسم دیئے قسم کھانا ثابت ہوا۔

۴۔ لڑائی کے وقت امام کا اپنے مقصد کو چھپانا۔

۵۔ نیک بات کی جو فوت ہو جائے آرزو کرنا۔

۶۔ مسلمان کی غیبت کوئی کرے تو اس کو رد کرنا جیسے حضرت معاذ نے کیا۔

Marfat.com

۷-سچائی کی فضیلت
۸-سفر سے آتے وقت مسجد میں دو رکعت پڑھنا۔
۹-مجلس عام میں بیٹھنا۔
۱۰-ظاہر پر حکم کرنا۔
۱۱-اہل ہوا سے ملاقات ترک کرنا اور سلام و کلام نہ کرنا۔
۱۲-اپنے اوپر رونا گناہ کے ڈر سے۔
۱۳-کنکھیوں سے دیکھنا نماز نہیں توڑتا۔
۱۴-سلام بھی کلام ہے۔
۱۵-اطاعت اللہ اور رسول کی عزیزداری پر مقدم ہے۔
۱۶-کلام میں یہ ضرور ہے کہ دوسرے سے بات کرنے کی نیت ہو۔
۱۷-کاغذ کا جس میں اللہ کا نام لکھا ہو جلانا درست ہے۔
۱۸-ایسی بات کو چھپانا جس میں فساد کا ڈر ہو۔
۱۹-عورت سے کہنا اپنے عزیزوں میں جا' طلاق نہیں ہے جب تک نیت نہ ہو طلاق کی۔
۲۰-عورت اپنی خوشی سے خاوند کی خدمت کر سکتی ہے یعنی اس پر واجب نہیں۔
۲۱-صحبت وغیرہ کو کنایہ سے بیان کرنا بہتر ہے۔
۲۲-احتیاط کرنا بہتر ہے۔
۲۳-سجدہ شکر کرنا مستحب ہے۔
۲۴-خوشخبری دینا مستحب ہے۔
۲۵-مبارکباد دینا مستحب ہے۔
۲۶-خوشخبری دینے والے سے سلوک کرنا۔
۲۷-قسم کی تخصیص نیت سے ہو جاتی ہے۔
۲۸-عاریت جائز ہے۔
۲۹-کپڑوں کی عاریت درست ہے۔
۳۰-لوگوں کا جمع ہونا امام کے پیچھے۔
۳۱-اہل فضل جب آئیں کھڑا ہونا مستحب ہے۔

Marfat.com

۳۲- مصافحہ ملاقات کے وقت مسنون ہے۔

۳۳- امام کا خوش ہونا اپنے لوگوں کی خوشی سے۔

۳۴- خوشی کے وقت صدقہ دینا

۳۵- تمام مال صدقہ نہ کرنا۔

۳۶- سب مال صدقہ کرنے سے منع کرنا اور جس سبب سے معافی ہوئی ہو اس کا خیال رکھنا جیسے حضرت کعب نے سچائی کا خیال کیا۔ (نووی علی المسلم ص ۳۶۰ تا ۳۶۴)

واقعہ افک سے پچاس سے زیادہ فوائد

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہ تہمت کا واقعہ افک (تفصیل کے ساتھ) (۷۰۲۰)

(اس حدیث سے امام نووی نے پچاس سے زیادہ فوائد کا استنباط کیا ہے)

(۱) حدیث کی روایت ایک جماعت سے درست ہونا اور ہر ایک سے ایک مبہم ٹکڑا (اور یہ اگرچہ زہری کا قول ہے لیکن اجماع کیا مسلمانوں نے اس کے قبول پر) (۲) قرعہ اندازی کا صحیح ہونا (۳) قرعہ کا واجب ہونا سفر کے وقت جب کسی ایک بیوی کو لے جانا منظور ہو متعدد بیبیوں میں سے (۴) قضائے سفر مقیم عورتوں کے لئے واجب نہ ہونا (۵) سفر میں اپنی بیوی کو ساتھ لے جانا (۶) عورتوں کا ہودے (کجاوے) میں چڑھنا (۷) عورتوں کا جہاد میں جانا (۸) مردوں کا خدمت کرنا عورتوں کی سفر میں (۹) لشکر کا کوچ امیر کے حکم سے ہونا (۱۰) عورت کا جائے ضرورت کے لئے بغیر اجازت خاوند کے جانا (۱۱) عورتوں کا سفر میں ہار پہننا (۱۲) جو لوگ عورت کو اونٹ وغیرہ پر سوار کریں وہ اس سے بات نہ کریں اگر محرم نہ ہوں (۱۳) کم کھانے کی فضیلت عورتوں کے لئے (۱۴) لشکر میں سے بعضوں کا پیچھے رہ جانا (۱۵) مدد کرنا اس کی جو رہ جائے (۱۶) حسن وادب اجنبی عورتوں سے یعنی بات نہ کرنا اور ان کے آگے چلنا (۱۷) آپ پیدل چلنا عورتوں کو سواری پہ چڑھا لینا (۱۸) انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا دینی یا دنیاوی مصیبت پر (۱۹) عورت کا منہ چھپانا اجنبی مرد سے اگرچہ وہ نیک ہو (۲۰) حلف کرنا بغیر استحلاف کے (۲۱) بے ضرورت کے بری بات افشاء نہ کرنا (۲۲) اپنی بیوی سے نرمی اور حسن معاشرت (۲۳) کسی امر کی وجہ سے حسن معاشرت میں کمی کرنا (۲۴) ہر مریض کا حال پوچھنا (۲۵) عورت کو ایک ساتھی لے کر نکلنا (۲۶) اپنے عزیز سے بیزار ہونا جب وہ بری بات کرے (۲۷) فضیلت اہل بدر کی (۲۸) عورت اپنے ماں باپ کے پاس بغیر اجازت خاوند کے نہ جائے (۲۹) تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا (۳۰) مشورہ لینا اپنے گھر والوں سے (۳۱) دوستوں سے بحث کرنا سنی ہوئی بات سے اگر اس سے تعلق ہو اور بے تعلق منع ہے (۳۲) امام کا خطبہ پڑھنا کسی امر مہم کے لئے (۳۳) امام کا شکایت کرنا اپنی رعیت سے (۳۴) فضیلت صفوان بن معطل کی (۳۵) فضیلت سعد بن معاذ کی اور اسید بن حضیر کی (۳۶) فتنہ کو قطع کرنا اور غصہ کو روکنا (۳۷) توبہ کا قبول کرنا (۳۸) استشہاد کرنا آیات قرآنی سے (۳۹) پہلے گفتگو بڑوں کے سپرد کرنا (۴۰) خوشخبری میں جلدی کرنا (۴۱) برات

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بنصِ قرآنی اگر اس میں شک کرے تو وہ بے ایمان ہے باجماع اہل اسلام۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کسی پیغمبر علیہ السلام کی بیوی نے بدکاری نہیں ہے (۴۲) تجدید شکر بروقت تجدید نعمت کے (۴۳) فضیلت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (۴۴) صلہ رحمی کا مستحب ہونا اگرچہ وہ لوگ گنہگار ہوں (۴۵) عفو کرنا گنہگاروں سے۔ (۴۶) صدقہ کا استحباب (۴۷) قسم کے خلاف کرنا اگر خلاف میں نیکی ہو اور کفارہ دینا (۴۸) فضیلت ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی (۴۹) گواہی میں ثابت قدم رہنا یعنی احتیاط سے گواہی دینا (۵۰) دوست کے دوستوں سے سلوک کرنا جیسے حضرت عائشہ نے حضرت حسان سے کیا اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ اور مدّاح تھے (۵۱) خطبہ شروع کرنا اما بعد سے (۵۲) خطبہ شروع کرنا اللہ کی حمد اور درود شریف سے (۵۳) مسلمانوں کا غصہ اپنے امام کی پریشانی کے وقت (۵۴) متعصب کو برا کہنا جیسے حضرت اسید بن حضیر نے حضرت سعد بن عبادہ کو کہا اور مطلب ان کا یہ تھا کہ تم منافقوں کا سا کام کرتے ہو جبھی تو منافقوں کی طرفداری کرتے ہو۔ انتہٰی مختصراً (ترجمہ وحید الزمان۔ بتصرف یسیر)

حرم نبی علیہ السلام کی حفاظت بھی ہوگئی اور ملزم بھی بچ گیا

حضور علیہ السلام کی ام ولد کے ساتھ ایک شخص کو تہمت لگائی گئی۔ حضور علیہ السلام نے اس کے قتل کا حکم جاری کیا پھر وہ شخص مجبوب نکلا (یعنی اس کا ذکر کٹا ہوا تھا) چنانچہ بچ گیا (۷۰۲۳) (ہوسکتا ہے بذریعہ وحی آپ کو حکم ہوا ہو کہ قتل نہ کیا جائے اس کے باوجود قتل کا حکم دیا تاکہ اس کا حال کھل جائے اور تہمت لگانے والوں کا جھوٹ واضح ہو جائے اور نادم و شرمندہ ہوں) اس کے بعد کتاب صفات المنافقین واحکامھم کا آغاز ہو رہا ہے۔

- ✻ رئیس المنافقین علیہ اللعنۃ کے ساتھ امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک۔ (۷۰۲۵ تا ۷۰۲۸)
- ✻ دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین نے بھی قبول نہ کیا۔ (۷۰۴۰)
- ✻ حضور علیہ السلام نے سفر میں ہوا کے چلنے سے پہچان لیا کہ کون منافق مر گیا ہے۔ (۷۰۴۱) (چنانچہ مدینہ آ کر لوگوں کو معلوم ہوا کہ بہت بڑا منافق مرا ہے)۔
- ✻ حضور علیہ السلام نے ایک یہودی عالم کے کلام کی تصدیق فرمائی۔ (۷۰۴۵)
- ✻ اللہ تعالیٰ نے کون سے دن کیا چیز پیدا فرمائی؟ (۷۰۵۳)
- ✻ جب زمین وآسمان کو بدلا جائے گا (یوم تبدل الارض غیر الارض) تو لوگ پل صراط پہ ہوں گے۔ (۷۰۵۶)
- ✻ قیامت کے دن زمین کی روٹی اور بیل و مچھلی کا سالن ہوگا۔ (۷۰۵۷)

دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھوٹے:

حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عاص بن وائل سے قرضہ کی واپسی کا تقاضا کیا تو اس نے مجھے کہا: لَن

Marfat.com

اَقْضِيَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہرگز تجھے قرضہ واپس نہ کروں گا جب تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا انکار نہ کرے۔ فَقُلْتُ لَهٗ اِنِّيْ لَنْ اَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) حتی تموت ثم تبعث تو مر بھی جائے پھر زندہ ہو جائے۔ میں پھر بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کروں گا

سر کٹے کنبہ مرے یا گھر لٹے دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

تو اس نے کہا: اچھا جب مر کر دوبارہ اٹھوں گا تو تیرا قرض بھی ادا کر دوں گا جب مجھے میرا مال اور اولاد ملے گی چنانچہ اس کے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا. الی قوله يَاْتِيْنَ فَرْدًا. (مریم)

کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا مجھے مال واولاد دی جائے گی۔ (۷۰۶۲)

حوالے

ابوجہل حضور علیہ السلام کو تکلیف پہنچانے آیا مگر یکدم بھاگ نکلا اور بولا خندق ہے' ہول ہے اور بازو۔ سرکار نے فرمایا: اگر میرے قریب آتا تو فرشتے اس کی تکہ بوٹی کر دیتے۔ (۷۰۶۵)

* جس چیز کا علم نہ ہو تو یوں کہو اللہ اعلم۔ **یہ بھی علم ہے'** کافروں پہ قحط اترا تو ابوسفیان حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرنے لگا (گویا کافر بھی جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی دعا قبول فرماتا ہے) (۷۰۶۸)
* حضور علیہ السلام نے کافروں کے مطالبے پہ ان کو دو مرتبہ چاند کا ٹکڑے ہونا دکھا دیا۔ (۷۰۷۱ تا ۷۰۷۹)
* جو اللہ دنیا میں انسان کو پاؤں پہ چلا سکتا ہے وہ کافر کو قیامت کے دن منہ کے بل بھی چلا سکتا ہے۔ (۷۰۸۷)
* جنت کا ایک نظارہ دنیا کی ہر تکلیف اور دوزخ کا ایک غوطہ ساری زندگی کی تمام نعمتیں بھلا دے گا۔ (۷۰۸۸)
* کافروں کو ان کی اچھائیوں کا بدلہ دنیا میں ہی دے کر فارغ کر دیا جاتا ہے۔ (۷۰۹۲)
* مومن پہ دنیا میں بہت مصیبتیں آتی ہیں۔

لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيْبُهُ الْبَلَاءُ (۷۰۹۲)

* مومن کی مثال کھجور کے درخت کی سی ہے (مصائب پہ صبر اور نعمت پہ شکر کرتا ہے)

بیٹے کی قابلیت پہ باپ کو کتنی خوشی ہوتی ہے (۷۰۹۸)

میاں بیوی میں جدائی کرا کے شیطان کتنا خوش ہوتا ہے؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: شیطان اپنا تخت (دربار) پانی پہ لگا کر اپنے کارندوں (شتونگڑوں) کو دنیا میں فساد بپا کرنے کے لئے بھیجتا ہے تو اس کے نزدیک اس کارندے کا رتبہ زیادہ ہوتا جو زیادہ فساد ڈالے چنانچہ کوئی آ کر کہتا ہے فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا۔ میں نے فلاں کام کیا (کسی کی چوری کروائی' کسی کی ڈکیتی کروائی' کسی

Marfat.com

کوشراب پلوائی)فَیَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا۔شیطان کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک کارندہ کہتا ہے میں نے فلاں میاں بیوی کے درمیان جدائی کرادی ہے۔فَیُدْنِیْهِ مِنْهُ وَیَقُوْلُ نَعَمْ اَنْتَ۔پس شیطان اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور اعمش کی روایت کے مطابق فیلتزمہ۔اس کو سینے سے لگا تا ہے اور اپنے ساتھ چمٹالیتا ہے اور کہتا ہے تو بہت اچھا ہے اور تو نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ ؎ ایں کارازتو آید ومرداں چنیں کنند(۷۰۱۶)

حوالے

* حضور علیہ السلام کا قرین (ہمزاد) مسلمان ہوگیا۔(۷۱۰۷)
* کوئی شخص بھی اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں نہ جائیگا۔(۷۱۱۱)
* اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا۔کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس وقت فرمایا جب کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کے قدم مبارک سوج گئے اور عرض کیا گیا آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں حالانکہ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ)(۷۱۲۴)
* وعظ وتبلیغ میں میانہ روی سے کام لینا چاہئے تا کہ لوگ ملول نہ ہوں۔(۷۱۲۷)(اس کے بعد کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا واھلھا کا آغاز ہورہا ہے)
* حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَکَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ.جنت مشقت والی چیزوں (عبادات و ریاضات) سے گھیری گئی ہے اور دوزخ نفسانی خواہشات سے گھیری گئی ہے۔(۷۱۳۰)
* جنت میں ایسی نعمتیں ہیں۔لَاعَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ......نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کوئی دل ان کا تصور کرسکتا ہے۔(۷۱۳۲)
* جنت میں ایک درخت کے سائے میں سوار سو برس چلتا رہے گا۔(۷۱۳۶)
* اللہ کی رضا جنت کی سب سے بڑی نعمت ہے۔(۷۱۴۰)
* اہل ایمان کے درجے جنت میں ستاروں کی طرح اونچے اور چمک رہے ہوں گے۔(۷۱۴۴)

خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا ان کا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ رَآنِیْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ (۷۱۴۵)

میری امت میں میرے ساتھ بہت شدید محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک چاہے گا کہ کاش وہ اپنے گھر بار، اہل وعیال اور سامان و مال کے بدلے میری زیارت کر لیتا۔

یارب دکھا دے صورت زیبا حضور کی اشکوں میں ڈھل گئی ہے تمنا حضور کی

Marfat.com

ہر لحظ ایک لطف ہے ہر لحہ اک سرور مجھ پر نوازشات ہیں کیا کیا حضور کی
دونوں جہاں کا آپ کو سردار کر دیا عقبیٰ حضور کی ہے یہ دنیا حضور کی
دامن میں اس نے گوہر مقصود بھر لیا مجلس میں ایک بار جو آیا حضور کی
بعد از خدا ہے جس سے امید کرم ہمیں وہ ایک ذات پاک ہے تنہا حضور کی

جنت و دوزخ کا بیان

جنتی عورتوں کی پنڈلیوں کی ہڈیوں کا گودا نظر آئے گا۔(۱۴۷ے)

✱ جنتیوں کا قد آدم علیہ السلام کے قد جتنا یعنی ساٹھ ہاتھ ہوگا۔(۱۴۹ے)

✱ جنتیوں کا کھانا ایک خوشبودار ڈکار سے ہضم ہو جائیگا۔(۱۵۴ے)

✱ جنتی نہ بیمار ہوں گے نہ مریں گے نہ بوڑھے ہونگے نہ غمگین (۱۵۷ے)

✱ جنت میں خولدار ایک ہی موتی میں ساٹھ میل لمبا محل ہوگا۔(۱۵۸ے)

اس محل کے ہر کونے میں جنتی کی بیویاں ہوں گی۔(۱۶۰ے)

✱ دوزخ کو چار ارب نوے کروڑ فرشتے ستر لگاموں کے ساتھ کھینچ کر لائیں گے۔(۱۶۴ے)

✱ نار جہنم دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہوگی۔(۱۶۵ے)

✱ ایک پتھر پھینکے جانے کے ستر سال بعد دوزخ کی تہہ تک پہنچا۔(۱۶۷ے)

✱ اللہ تعالیٰ دوزخ میں اپنا قدم رکھے گا (اپنی شان کے مطابق)(۱۷۴ے)

✱ جنت کو بھرنے کے لئے ایک نئی مخلوق پیدا کی جائے گی۔(۱۷۵-۷۹ے)

✱ قیامت کے دن موت کو دنبے کی شکل میں ذبح کر دیا جائیگا۔(۱۸۱ے)

✱ کافر کا دانت دوزخ میں احد پہاڑ کے برابر ہوگا۔ اس کی کھال تین دن کی مسافت ہوگی۔ دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تیز رو سوار کے تین دن کی راہ ہوگی۔(۱۸۵-۸۶ے)

✱ جنت میں کمزور لوگ ہوں گے اور دوزخ میں متکبر، جھگڑالو پیٹو ہونگے۔(۱۸۹ے)

✱ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے دریا سے ایک انگلی تر کی۔(۱۹۷ے)

قیامت اور سماع موتی کی احادیث

قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن، بے ختنہ اٹھیں گے۔(۲۰۰ے)

✱ قیامت کے دن بعض کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔(۲۰۳ے)

کیونکہ سورج ایک میل کے فاصلے پہ آ جائیگا۔(۲۰۶ے)

Marfat.com

✱ تین جنتی اور پانچ دوزخی شخصوں کا بیان۔(۷۲۰۷)

✱ حضور علیہ السلام نے قبر میں ہونیوالے عذاب کو سن لیا اور چاہیں تو اللہ سے دعا کر کے دوسروں کو سنا بھی سکتے ہیں۔ (۷۲۱۳)

✱ مردہ قبر میں دفن کر کے جانے والوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے۔اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ۔اور مومن کی قبر ستر ہاتھ تک وسیع ہو جاتی ہے۔(۷۲۲۱)

✱ حضور علیہ السلام کو کل کا علم، بدر میں مشرکین کے بارے میں فرمایا: کل فلاں یہاں مرے گا فلاں وہاں اور ایسا ہی ہوا۔ پھر مرنے کے بعد ان سے کلام بھی فرمایا: عرض کیا گیا حضور! کیا یہ سنتے ہیں؟ فرمایا: تم ان سے زیادہ نہیں سنتے بات یہ ہے کہ یہ جواب نہیں دے سکتے۔(۷۲۲۲)(اس کے بعد فتنوں اور قیامت کی نشانیوں کا بیان ہے)۔

✱ ایک حدیث کی سند میں چار راوی عورتیں ہیں جن میں سے دو امہات المومنین ہیں۔(۷۲۳۶)

✱ قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں۔(۷۲۵۲)

مَاكَانَ وَمَايَكُوْنُ کا علم تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کو بھی دے دیا

نبی اکرم علیہ السلام کی نگاہ نبوت اور علم رسالت کی تو بات ہی کیا ہے۔آپ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا

اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کو میرے لیے لپیٹ دیا تو میں نے زمین کے تمام مشرق اور تمام مغرب دیکھ لئے۔

وَاِنَّ اُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا

میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے زمین کو لپیٹا گیا یعنی تمام روئے زمین پر۔

وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ۔

اور مجھے سرخ وسفید (ساری دنیا کے تمام) خزانے دے دیئے گئے۔(۷۲۵۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں منبر پہ جلوہ گر ہو کر فجر سے مغرب تک صحابہ کرام کو سب کچھ بتا دیا چنانچہ صحابہ کرام فرماتے ہیں:

فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَ بِمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر وہ بات بھی بتا دی جو ہو چکی اور ہر وہ بات بھی جو (تا قیامت اور بعد القیامت) ہونے والی تھی۔ہم میں سے بڑا عالم وہ ہے جس نے حضور علیہ السلام کا اس دن کا وعظ یاد رکھا۔(۷۲۶۷)

ایک روایت میں ہے: مَاتَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ (۷۲۶۲) آپ نے قیامت تک ہونے والی کوئی بات نہ چھوڑی جس کو اس مقام پہ کھڑے ہو کر بیان نہ کر دیا ہو۔

Marfat.com

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

حضور علیہ السلام نے فرمایا جو لوگ دجال سے لڑیں گے میں ان کے نام ان کے باپوں کے نام اور گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا پہچانتا ہوں (اوراس طرح کی بیسیوں احادیث کتاب الفتن واشراط الساعۃ میں دیکھی جا سکتی ہیں) (۷۲۸۱)

آپ نے فرمایا: تم جزیرۂ عرب میں (کافروں سے) جہاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا پھر فارس سے جہاد کرو گے تو فتح ہوگی پھر روم کے نصاریٰ سے لڑو گے تو کامیاب ہو گے پھر دجال سے لڑو گے تو بھی جیت جاؤ گے۔ (۷۲۸۴)

* قیامت سے پہلے دس نشانیوں کا بیان۔ (۷۲۸۶)
* قحط یہ نہیں کہ بارش نہ برسے بلکہ یہ ہے کہ پانی تو برسے مگر زمین سے کچھ نہ اُگے۔ (۷۲۹۱)
* مشرق سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ (۷۲۹۵)
* حضور علیہ السلام نے بتادیا کہ قیامت سے پہلے دوس قبیلہ کی عورتیں شرک کریں گی (اور یہ جو فرمایا: مجھے تم سے شرک کا خطرہ نہیں ہے اس سے گویا کہ آپ نے خود ہی استثناء فرمادیا یعنی عام خص عنہ البعض) (۷۲۹۸) (اسی طرح بعض قبائل کے شرک کرنے کی بھی نشاندہی فرمائی)
* قیامت سے پہلے ہر مومن پاکیزہ ہوا کے ذریعے انتقال کر جائے گا اور قیامت ان پر قائم ہوگی جن میں کوئی خیر نہ ہوگی۔ (۷۲۹۹) قبر کے پاس سے گزرنے والا تمنا کرے گا کہ کاش اس قبر میں میں ہوتا۔ (۷۳۰۱) قتل کرنے والے کو پتہ نہ ہوگا کیوں قتل کر رہا ہے اور قتل ہونے والے کو علم نہ ہوگا کہ کیوں قتل ہو رہا ہے (ایسا اندھیر مچے گا) (۷۳۰۳)
* امام مہدی علیہ السلام کی سخاوت کا ذکر (۷۳۱۵)
* حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ (۷۳۲۲) (اگلی حدیث میں فرمایا: لَوْ اَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْهُمْ۔ اگر لوگ ان سے الگ رہیں تو اچھا ہے۔ (۷۳۲۵) معلوم ہوا کہ باطل پہ حضرت معاویہ کے گروہ کو بھی نہیں کہا جا سکتا ورنہ حضور علیہ السلام واضح حکم فرما دیتے کہ ان سے الگ رہنا ہاں حضرت علی المرتضیٰ حق پر تھے اور امیر معاویہ خطائے اجتہادی پہ تھے۔

پھر چمن آباد ہوگا نغمۂ توحید سے

جس طرح میرے آقا علیہ السلام نے کسریٰ (شاہ ایران) کی موت پہ فرمایا: مَاتَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ۔ کسریٰ مر گیا۔ اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور روم کے بادشاہ کی ہلاکت پہ فرمایا: هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ۔ قیصر (روم کا بادشاہ) مر گیا اب اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مزید فرمایا: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (۷۳۲۹) مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ایران و روم کے خزانے تمہیں ملیں گے اور تم

Marfat.com

ضرور بالضرور ان خزانوں کو براہِ خدا لٹاؤ گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہمارے آقا کی زبان اقدس سے نکلنے والا ہر لفظ پورا ہوگا کیونکہ وماینطق عن الھویٰ ان ھوالاوحی یوحی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے تو بولتے ہی نہیں، جب بلانے والا بلاتا ہے تب بولتے ہیں اور بلانے والا وہ ہے جو علی کل شئی قدیر ہے۔ آج یہودی پوری دنیا کی معیشت پر قبضہ کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے لیکن ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا اور ضرور آئیگا کیونکہ حضور صادق ومصدوق علیہ السلام نے فرمایا ہے:

لَتُقَاتِلُنَّ الْیَھُوْدَ فَلَتَقْتُلُنَّھُمْ حَتّٰی یَقُوْلَ الْحَجَرُ یَا مُسْلِمُ ھٰذَا یَھُوْدِیٌّ فَتَعَالَ فَاقْتُلْہُ (۷۳۳۵)

تم ضرور ضرور یہودیوں سے لڑو گے اور ان کو قتل کرو گے یہاں تک کہ پتھر (بھی تمہاری مدد کرے گا اور بول کر) کہے گا اے مسلمان! ادھر آ یہ دیکھ (میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا) ہے اس کو قتل کر دے۔

مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا

بشر بے چین ہو تو انقلاب آیا ہی کرتے ہیں

مایوسیوں کے بادل چھٹیں گے، انگریز کے ایجنٹ اسی کی گود میں جا کر پناہ لیں گے وہ بھی ان کو نہ مل سکے گی۔ ہاں! ذلت و رسوائی ان کا مقدر ہوگی۔ ملک پاکستان کی سرزمین کے ذروں سے ہی کوئی آفتاب بن کر ساری دنیا کو روشن ومنور کر دے گا اور دنیا دیکھتی ہی رہ جائے گی کیونکہ جو حالات پیدا ہو چکے ہیں ان میں واضح اشارہ ہے کہ اب انقلاب آ کر ہی رہے گا۔

بشر بے چین ہو تو انقلاب آیا ہی کرتے ہیں
اندھیروں کے مقابل آفتاب آیا ہی کرتے ہیں

یہ مہنگائی کا سیلاب، یہ لوڈ شیڈنگ کا عذاب، یہ بدامنی وفسادات، یہ بم دھماکوں اور خودکش حملوں کی بہتات اس بات کی غماز ہے کہ ضرور کچھ ہونے والا ہے اور تو سب کچھ ہو گیا۔ ڈاکوں اور لٹیرے ملک کے سب سے اعلیٰ عہدے پہ فائز ہو چکے، جہاد کو بدنام کیا جا چکا، دین اور رجال دین کی تذلیل ہو چکی، مساجد و مدارس کو دہشتگردی کے مراکز قرار دیا جا چکا۔ بس اب آفتاب رسالت کی کرنوں کے فیض سے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدر منیر طلوع ہونے والا ہے۔

یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے
شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

وہ کون سا دھوکہ اور مذاق ہے جو اس ملک کے ساتھ نہ کیا گیا ہو اور ملک بھی وہ کہ جو پوری دنیا میں ایک نظریے کے تحت حاصل کیا گیا اور نظریہ بھی یہ کہ مسلمان الگ قوم ہے اور غیر مسلم الگ قوم مگر مسلمانوں نے مسلمان بن کر تو نہ دکھایا جو نعرہ لگایا تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔ اس پہ عمل تو نہ کر سکے۔ دنیا کا ہر نظام آزمایا اور تحریک پاکستان کے شہیدوں کے لہو کے ساتھ فراڈ کیا۔ ان کی روحوں کے ساتھ بے وفائی کی۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ خدا سے دعا ہی کی جا سکتی ہے

یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے
پھر وادئ فاراں کے ہر ذرے کو چمکا دے
پھر شوق تماشا دے پھر ذوق تقاضا دے
پیدا دل ویراں میں پھر شورش محشر کر
اس محمل خالی کو پھر شاہد لیلا دے

Marfat.com

اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے

دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی؟

دجال کے ذکر میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِىْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ فَيَقُوْلُ اَلَا تَسْتَجِيْبُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا فَيَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَهُمْ فِىْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ. (۷۳۸۱)

پھر برے لوگ دنیا میں رہ جائیں گے جلد باز چڑیوں یا بے عقل درندوں کی طرح ان کے اخلاق ہوں گے نہ وہ اچھی بات کو اچھا سمجھیں گے نہ بری بات کو برا۔ پھر شیطان ایک شکل بنا کر ان کے پاس آئیگا اور کہے گا تمہیں شرم نہیں آتی۔ وہ کہیں گے کیا حکم ہے تو شیطان ان سے بت پرستی کروائے گا باوجود اس کے ان کی روزی کشادہ ہوگی اور مزے سے زندگی گزاریں گے (کیونکہ آزمائش ہوگی۔ اس کے بعد صور پھونکا جائیگا اور قیامت بپا ہوگی)

* حضرت خضر علیہ السلام دجال سے ملیں گے۔

قال ابو اسحق یقال ان هذا الرجل هو الخضر علیه السلام (حاشیہ نووی بر صحیح مسلم ص ۴۰۲)

* قیامت سے پہلے تیس کے قریب دجال ہوں گے۔

كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ ہر ایک کہے گا میں اللہ کا رسول ہوں۔ (۷۳۴۲)

* حضور علیہ السلام نے ابن صیاد سے سوال کیا اس نے جو جواب دیا' آپ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ قَالَ صَدَقْتَ (معلوم ہوا کہ دشمن کی صحیح بات کو صحیح کہنے میں کوئی قباحت نہیں) (۷۳۵۱) (ابن صیاد اتنا پھولا کہ راستہ بند ہو گیا۔ ۷۳۵۹)

* دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوا ہوگا۔ (۷۳۵۶)

* دجال کے بارے میں تفصیلی حدیث (۷۳۷۳)

وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِىْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔ اللہ تعالیٰ میرا خلیفہ ہے ہر مسلمان پر' جب پورے سال کا اور مہینے کا اور چالیس دن کا ایک دن ہوگا تو نمازیں پھر بھی پوری ہی ادا کرنا ہوں گی وقت کا اندازہ لگا کر۔

* دجال مردے کو زندہ بھی کرے گا۔ (۷۳۷۷)

* ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے دوزخ کے لئے اور ایک جنتی۔ (۷۳۸۱)

* دجال اور اس کے جاسوس کا آنکھوں دیکھا حال حضرت تمیم داری بیان فرماتے ہیں۔ (۷۳۸۶)

Marfat.com

مَنْ اَحَبَّنِیْ فَیُحِبُّ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ۔
جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بھی محبت کرے۔ایضاً

حضور علیہ السلام کی طرف ہجرت کا ثواب حاصل کرنا چاہیے

نبی کریم علیہ السلام کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب کیا ہے اس بارے میں ایک حدیث ملاحظہ ہو۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی نے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی۔ان کا ساتھ بیمار ہو گیا اور تکلیف کو برداشت نہ کرتے ہوئے چھری سے اپنی انگلیوں کے پورے کاٹ دیے اور خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے فوت ہو گیا۔حضرت طفیل نے خواب میں اس کو اچھی حالت میں دیکھا لیکن اسنے اپنے ہاتھوں کو ڈھانپ رکھا تھا' پوچھا: مَاصَنَعَ بِكَ رَبُّكَ۔ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فَقَالَ غَفَرَلِیْ بِھِجْرَتِیْ اِلٰی نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔پھر حضرت طفیل نے پوچھا: ہاتھوں کو کیوں ڈھانپ رکھا ہے؟ تو اس نے کہا: قِیْلَ لِیْ لَنْ نُّصْلِحَ مِنْكَ مَا اَفْسَدْتَ۔ مجھے کہا گیا جو تو نے خود خراب کیا ہے ہم اس کو صحیح نہیں کریں گے۔حضرت طفیل نے یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا تو حضور علیہ السلام نے دعا کی: اَللّٰھُمَّ وَلِیَدَیْہِ فَاغْفِرْ۔اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی ٹھیک کر دے۔(رواہ مسلم-مشکوٰۃ ص ۳۰۰) اس حدیث میں حضور علیہ السلام کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب بخشش کو قرار دیا گیا ہے اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْعِبَادَۃُ فِی الْھَرْجِ کَھِجْرَۃٍ اِلَیَّ (۷٤۰۰)
فتنے اور فساد کے دور میں عبادت کرنا ایسے ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا۔

صحابی باپ کا اپنے نالائق بیٹے کو جواب

عامر بن سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ (میرے باپ) حضرت سعد اپنے اونٹوں میں تھے کہ ان کا بیٹا عمر (جس کو غلطی سے عمرو کہا جاتا ہے یہی بد بخت تھا جو کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آیا اور اپنی آخرت برباد کر بیٹھا) آیا۔حضرت سعد نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الرَّاکِبِ۔میں اس سوار کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔پھر وہ سواری سے اترا اور اپنے باپ کو کوسنے لگا کہ اونٹوں' بکریوں میں رہ رہے ہو اور لوگ (حکومت و خلافت کے لئے) جھگڑ رہے ہیں۔حضرت سعد نے اس کے سینے پہ مارا اور فرمایا:

اُسْکُتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ۔ (۷۴۳۲)
چپ ہو جا میں نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے (جو فتنہ و فساد کے وقت اپنا ایمان بچا کر) استغناء کے ساتھ چھپ کر زندگی گزار رہا ہو (اور عبادت کا وقت ہو تو عبادت میں مصروف ہو جائے۔مگر اس بد بخت نے اپنے عظیم باپ کی نصیحت کو ٹھکرا دیا بلکہ حضور علیہ السلام کے فرمان کی پرواہ نہ کی اور جہنم کا ایندھن بن

Marfat.com

گیا) حالانکہ حضرت سعد وہ ہیں کہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! میں وہ پہلا شخص ہوں کہ جس نے خدا کی راہ میں اہل اسلام کی طرف سے تیر چلایا اور ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ جہاد کو جاتے تو کھانے کو سوا درخت کے پتوں کے کچھ نہ ہوتا اور بکری کی مینگنیوں کی طرح ہمارا پاخانہ ہوتا اور آج بنو اسد کے لوگ مجھے دین سکھانے چلے ہیں تب تو میں بہت خسارے میں ہوا۔ (۷۴۳۳)

حوالے

✵ حضور علیہ السلام نے انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا: بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔ میں اور قیامت دونوں اس طرح بھیجے گئے ہیں (کہ درمیان میں کسی نبی کا فاصلہ نہیں یا) جتنی ایک انگلی دوسری انگلی سے بڑی ہے (اتنا میں قیامت سے پہلے ہوں) (۴-۳-۷۴۰۳)

✵ عَجْبُ الذَّنْب یعنی اجزائے اصلیہ فنا نہ ہوں گے۔
وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (۱۵-۷۴۱۴)

✵ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔
دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ (۷۴۱۷)

✵ دنیا خدا کے ہاں بھیڑ کے مردہ بدبودار بچے سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ (۷۴۱۸)

✵ مرنے کے بعد قبر کی طرف مردے کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو تو واپس آ جاتی ہیں (مال اور اہل) اور ایک ساتھ جاتی ہے۔ (اعمال) (۷۴۲۴)

✵ مال آنے کی خبر سن کر مسجد نمازیوں سے بھر گئی۔
فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۷۴۲۵)
حضور علیہ السلام (لوگوں کی اس حرص پہ) مسکرا دیے۔

✵ اپنے آپ سے کم تر شخص کو دیکھا کرو تا کہ اللہ کی نعمت کی ناشکری نہ کرو۔ (۷۴۲۸)

✵ بنی اسرائیل کے تین شخصوں کا امتحان' اندھا' کوڑھی اور گنجا۔ (۷۴۳۲)

✵ کربلا میں آنے والا حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیٹا عمر نامی تھا نہ کہ عمرو (جیسا کہ ہر کتاب میں لکھا ہوا ہے) (۷۴۳۲)

✵ کھلے کافروں کی بجائے منافق پہ اللہ تعالیٰ غصہ فرمائے گا۔
وَذٰلِكَ يَسْخَطُ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ (۷۴۳۸)

✵ قیامت کے دن اعضاء بول کر بندے کے خلاف گواہی دیں گے۔ (۷۴۳۹)

✵ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا۔

Marfat.com

اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کو بقدر کفایت ہی روزی دے۔ (۷۴۴۰)

* جس کی بیوی ہو اور مکان ہو وہ امیر ہے اور اگر خادم بھی ہو تو بادشاہ ہے۔ (عبداللہ بن عمرو بن عاص کا فرمان) (۷۴۶۲) خود حضور علیہ السلام کے گھروں میں تین تین مہینے تک آگ نہ جلتی۔ (۷۴۵۲)

* بیوہ' مسکین اور یتیم کی مدد کرنے والے کے درجات۔ (۶۹-۷۴۶۸)

* مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (۷۴۷۱)

بادل سے آواز آئی کہ فلاں کے باغ کو پانی پلاؤ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص نے جنگل میں بادل سے آواز سنی کہ فلاں شخص (نام لے کر) کے باغ کو پانی (سینچ) دے پھر وہ بادل ایک طرف چل پڑا اور ایک پتھریلی زمین پہ پانی برسایا' وہاں کی نالیوں میں سے ایک نالی بھر گئی تو وہ شخص پانی کے پیچھے پیچھے گیا کہ اچانک اس نے ایک بندے کو دیکھا کہ اپنے باغ میں پھاوڑے سے اسی پانی کو ادھر ادھر کر رہا ہے۔ اس نے باغ والے سے نام پوچھا تو باغ والے نے کہا تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ وہ بولا: اس لیے کہ میں نے بادل سے ایسی ایسی آواز سنی چنانچہ اس کا وہی نام تھا جو اس نے بادل سے سنا تھا' باغ والے نے اللہ تعالیٰ کے اس احسان پہ وعدہ کیا کہ جو بھی پھل ہوگا ایک تہائی راہ خدا میں دوں گا۔ ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے رکھوں گا اور ایک تہائی سے باغ کے اخراجات پورے کروں گا۔ (۷۴۷۳)

حوالے

* بے عمل ناصح کی دوزخ میں سزا' اس کی انتڑیاں باہر آ جائیں گی اور ان کو لے کر چکی پیسنے والے گدھے کی طرح چکر کاٹ رہا ہوگا۔ (۷۴۸۳)

* جو اپنا گناہ خود ظاہر کرے اس کا گناہ معاف نہ ہوگا۔ (۷۴۸۴)

* چھینکنے والا الحمدللہ کہے تب جواب دینا بنتا ہے ورنہ نہیں۔ (۷۴۸۶)

اسی طرح زکام والے کو بھی جواب دینا کچھ ضروری نہیں۔ (۷۴۸۹)

* اَلتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطٰنِ۔ جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ (۷۴۹۰)

اور جمائی کے دیگر آداب مثلاً جمائی کو جہاں تک ممکن ہو روکا جائے' منہ پہ ہاتھ رکھا جائے ورنہ شیطان منہ میں (مکھی وغیرہ کی صورت میں) گھس جاتا ہے۔ (۷۴۹۱)

* خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ۔ فرشتے نور سے بنائے گئے ہیں۔ (۷۴۹۵)

* بنی اسرائیل کا ایک گروہ چوہوں میں تبدیل ہو گیا تھا' چوہا اونٹ کا دودھ شاید اسی لیے نہیں پیتا (کیونکہ ان کی شریعت میں اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام تھا)۔ (۷۴۹۶)

Marfat.com

✵ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَيْنِ۔
مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔(۷۴۹۸)

✵ مومن کا سارا معاملہ خیر ہی خیر ہے۔تکلیف پہ صبر اور نعمت پہ شکر کرتا ہے۔
اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ (۷۵۰۰)

✵ جو منہ پہ تعریف کرے اس کے منہ میں خاک ڈالو (جبکہ افراط و مبالغہ کے ساتھ کر رہا ہو یا جس کی تعریف کرتا ہے اس میں تکبر آنے کا خطرہ تھا پھر بھی کر رہا ہے)(۷۵۰۵)

(اور جو قابل تعریف ہو اس کی تعریف کرنے میں حرج نہیں۔یقینی خوبی کو یقین کے ساتھ بیان کرے ورنہ یوں کہے)
اَحْسِبُهٗ۔میرے خیال میں وہ ایسا ہے۔(۷۵۰۲)

وہ بولیں تو ان کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو ابو ہریرہ کی باتیں سنتا ہے (کہ تھوڑی دیر میں کتنی ہی احادیث بیان کر جاتا ہے) جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح گفتگو فرماتے:
لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ (۷۵۰۹)
اگر کوئی گننے والا گننا چاہتا تو آپ کی باتوں کو آسانی سے گن سکتا تھا۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کسی کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

✵ حضور علیہ السلام نے اپنی احادیث لکھنے سے منع فرمایا (تاکہ قرآن کے ساتھ مکس نہ ہوں اور یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔نووی علی المسلم ص ۴۱۴ ج ۲)(۷۵۱۰)

✵ اصحاب الاخدود کا قصہ۔(۷۵۱۱)

✵ ابوالیسر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کی طویل حدیث جس میں حضور علیہ السلام کے کئی فرمودات' معجزات (درختوں کا آپ کی اطاعت کرنا' انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا آپ کی دعا کا قبول ہونا' قبر پہ ٹہنیاں لگانا' مسجد میں خوشبو لگانا' ایک بہت بڑی مچھلی کا تذکرہ' حضور علیہ السلام کی بابرکت مجلسوں کا حال) اور کچھ واقعات کا ذکر ہے۔(۷۵۱۲)

یارسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے

باب حدیث ہجرت میں سراقہ بن مالک کے گھوڑے کا زمین میں دھنسنا بیان ہوا اور پھر مدینہ والوں کا حضور علیہ السلام کا استقبال کرنا بیان ہوا چنانچہ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں:
فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخُدَّامُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ

پھر (آپ کی زیارت کرنے کے لئے) مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پہ چڑھ گئے۔ بچے اور غلام راستوں میں پھیل گئے (اور باواز بلند سب مل کے) پکار رہے تھے یا محمدؐ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کسی نے اس منظر کو یوں بیان کیا: فَجَاءَ مُحَمَّدٌ سِرَاجًا مُّنِيْرًا- فَصَلُّوْا عَلَيْهِ كَثِيْرًا كَثِيْرًا (۷۵۲۲) اور اس کا ترجمہ کسی محبت والے نے اس طرح کیا کہ وہ کہہ رہے تھے۔

ہُن ہو گیا کم سُکھالا جے　　　　اوہ: آ گیا کملی والے جے

وحید الزماں صاحب سے اور تو کچھ نہ بن آیا صرف اتنا لکھ دیا کہ "یہ پکارنا ان کا خوشی سے تھا"

(شرح نووی مترجم، ج ۶، ص ۵۱۴)

الحمد للہ! خوشی سے پکارنا تو ثابت ہو گیا، ہم بھی جب محافل میلاد میں حضور علیہ السلام کی عظمت سنتے ہیں تو خوش ہو کر ہی نعرۂ رسالت لگاتے ہیں تو اس کو آپ کے ماننے والے ناجائز کیوں فرماتے ہیں۔ شاید وہ آپ کے فتوے کا مذاق اڑاتے ہیں اور آپ کو منہ چڑھاتے ہیں تو آپ ان کو کیوں نہیں بتاتے ہیں کہ جو اپنے بزرگوں کے ساتھ ایسا رویہ اپناتے ہیں۔ پھر وہ سیدھے جہنم ہی جاتے ہیں اسی لیے میرے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے　　　　یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں　　　　خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

مدنی آقا علیہ السلام کی مدینہ شریف آمد پہ اہل مدینہ کی خوشی

علامہ طنطاوی رجال من التاریخ میں فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ حضور علیہ السلام کی آمد پہ اتنے خوش تھے کہ

ولو استطاعت من الحب لفرشت له الطريق بقطع اكبادها حتى يمشي على قلوبها

(بحوالہ مدینۃ الرسول ص ۱۱۶)

اگر ان کا بس چلتا تو اپنے دلوں کے ٹکڑے فرش راہ کر دیتے تاکہ محبوب خدا علیہ الوف التحية والثناء ان پہ چل کر مدینہ شریف میں داخل ہوتے۔

اس موقع پہ مدینہ شریف کے بچوں اور بچیوں نے یہ یادگار ترانہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔

طلع البدر علينا　　　　من ثنيات الوداع

وجب الشكر علينا　　　　ما دعا لله داع

ايها المبعوث فينا　　　　جئت بالامر المطاع

جئت شرفت المدينه　　　　مرحبا يا خير داع

وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا ہم پر ان کا شکریہ ادا کرنا واجب ہو گیا جو بلانے والے نے ہمیں

Marfat.com

اللہ کی بارگاہ کی طرف بلایا ہے۔ اے ہمارے پیارے نبی آپ ایسا دین لے کر آئے ہیں جس کی اطاعت ہوگی۔ آپ نے مدینہ شریف کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔ اے بھلائی کی دعوت دینے والے آپ کا آنا مبارک ہو۔ حفیظ جالندھری جن کا ترانہ سن کر عام بندے سے لے کر صاحبان جبہ و دستار اور وارثان منبر و محراب بلکہ صدر پاکستان تک سارے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ترانہ تو اس قدر معتبر ہو گیا لیکن اگر وہ حضور علیہ السلام کی عظمت پہ اشعار لکھیں تو خدا جانے وہ کیوں غیر معتبر ہو جاتے ہیں تاہم وہ اس مبارک موقع کے لئے لکھتے ہیں۔

مسلمانوں کے بچے بچیاں مسرور تھے سارے — گلی کوچے خدا کی حمد سے معمور تھے سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہوتی جاتی تھی — درود و نعت کے نغمات کی آواز آتی تھی

بہر حال! حدیث ہجرت کے تحت امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

وفی هذا الحديث معجزات ظاهرات لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(حاشیہ مسلم ص ۴۱۸ آخری سطر)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی عظیم الشان معجزات ہیں۔

* بنی اسرائیل نے دروازے میں داخل ہوتے ہوئے بجائے حِطَّةٌ کہنے کے حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ (دانہ بالی میں) کہا۔ (۷۵۲۳)

* وفات کے دنوں میں حضور علیہ السلام پہ زیادہ وحی آتی اور سب سے زیادہ وحی اس دن آئی جس دن کا آپ کا وصال ہوا۔ (۷۵۲۴)

کیا عیدیں صرف دو ہی ہیں؟

حضرت طارق بن شہاب فرماتے ہیں، یہودیوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا! تم لوگ قرآن مجید میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہو کہ اگر وہ آیت ہم پہ اترتی تو ہم اس دن کو (جس دن وہ آیت نازل ہوئی) عید کے طور پر مناتے، حضرت عمر نے فرمایا: میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ آیت کہاں اتری اور یہ بھی جانتا ہوں کہ کس دن اتری اور یہ بھی جانتا ہوں کہ جب آیت نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام کہاں تھے (تو سن لوا ے یہودیو) یہ آیت عرفات میں اتری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ (۷۵۲۵)

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں عرفہ کا دن بھی عید ہے مسلمانوں کی اور اس دن (جس دن یہ آیت اتری) جمعہ تھا اور جمعہ بھی عید ہے۔ ترجمہ شرح نووی ص ۵۱۵ (اور وہ آیت یہ ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ......)

کاش اس مسئلہ کا پتہ آپ کے نام لیواؤں کو بھی ہوتا تاکہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پہ یہ شور نہ مچاتے کہ عیدیں صرف دو ہی ہیں یہ تیسری عید کہاں سے آ گئی۔ تمہیں تیسری عید کی فکر مارے جا رہی ہے یہاں تو پچاس سے زیادہ عیدیں منائی

Marfat.com

ی ہیں۔

عید نبوی کا زمانہ آ گیا — لب پہ خوشیوں کا ترانہ آ گیا
ہر ستارے میں بڑھی ہے روشنی — ہر کلی کو مسکرانا آ گیا
میرے ہونٹوں پر ہے نعت مصطفیٰ — ہاتھ بخشش کا بہانہ آ گیا
پرچم دین نبی ہے سربلند — کفر کو گردن جھکانہ آ گیا

* جو کوئی مسلمان اسلام کو سمجھ کر کسی کو قتل کرے گا اس کی توبہ قبول نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما (۷۵۴۴) (اس بارے میں منسوخ آیت اور اس کی ناسخ ۷۵۴۵)

* سب سے آخر میں نازل ہونے والی پوری سورۃ النصر ہے۔ (۷۵۴۶)

یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر

علامہ وحید الزمان صاحب نے ترجمہ شرح نووی میں جابجا اور بلاوجہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ پہ چڑھائی کی ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حدیث جس میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: جان لو شراب جب حرام ہوئی تھی تو پانچ چیزوں سے بنا کرتی تھی۔ گندم' جوار' کھجور' انگور اور شہد اور شراب وہ ہے جو عقل میں فتور پیدا کر دے۔ (۷۵۵۹)

اس کے تحت وحید الزمان صاحب نے حسب عادت پھر امام صاحب پہ چڑھائی کی اور لکھا کہ اس سے رد ہو گیا امام ابوحنیفہ کے قول کا کہ شراب خاص ہے انگور سے کیونکہ یہ قول حضرت عمر نے منبر پہ فرمایا اور تمام صحابہ نے قبول کیا کسی نے اعتراض نہ کیا (تو گویا اجماع ہو گیا) حالانکہ امام صاحب کا اس بارے میں موقف یہ ہے کہ کل مسکر حرام۔ ہر نشہ آور چیز حرام ہے پھر رد کس طرح ہو گیا لیکن مترجم کو اپنے گھر کی بھی خبر لینی چاہئے کہ حضرت عمر کا یہ فیصلہ تو قابل قبول ہے کیونکہ اس میں آپ کے خیال کے مطابق رد ہے امام ابوحنیفہ کا۔ تو حضرت عمر نے یکبارگی تین طلاق کا جو فیصلہ فرمایا' بیس تراویح کا جو فیصلہ فرمایا' عورتوں کو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کا بلکہ گھر میں چھپ کر نماز پڑھنے کا جو حکم دیا اور اس پر حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی تصدیق بھی ہے کہ انہوں نے فرمایا: زمانہ بدل گیا ہے عورتیں اب وہ نہیں رہیں اگر آج حضور علیہ السلام بھی ہوتے تو یہی فیصلہ فرماتے۔ علاوہ ازیں بے شمار فیصلے جن کی آپ حضرات کھلے بندوں مخالفت کرتے ہوئے بے دھڑک یہ کہہ دیتے ہیں کہ شریعت حضور کی ہے یا حضرت عمر کی؟ حالانکہ حضور علیہ السلام نے ہی فرمایا ہے: علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔ تم پہ میری اور میرے خلفاء کرام علیہم الرضوان کی سنت لازم ہے۔ جو کہ ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ ہیں۔

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

بالاتفاق حضرت عمر خلیفۂ راشد ہیں اور ان کے مبارک فیصلوں کو صحابہ کرام کی تائید حاصل ہے اور ان کی اپنی عظمت و

Marfat.com

شان یہ ہے کہ سرکار نے فرمایا: میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا اور ان کی رائے کے مطابق قرآن پاک کی بیسیوں آیات نازل ہوئیں۔ ان کے علم پر شیطان کا اثر نہیں ہو سکتا کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: شیطان تو عمر کے سائے سے بھی گھبرا کر بھاگ جاتا ہے اور فرمایا: عمر کی زبان سے حق نکلتا ہے۔ شاید حضور علیہ السلام نے اس لیے حضرت کے بارے میں یہ کچھ فرمایا کہ آپ کو معلوم تھا بعض نام نہاد اور جذباتی لوگ جو عمل بالحدیث کا دعویٰ کریں گے وہ میرے اس یار کے فیصلوں میں شک کریں گے لہٰذا میں پہلے ہی انتظام کر جاؤں کہ جو ان سے بے تعلق ہے وہ میرا ہو نہیں سکتا اس لیے مؤدبانہ گزارش ہے کہ

یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر　　اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

مسلم شریف کی آخری حدیث

سورۂ حج کی آیت هٰذان خصمانِ اختصموا فی ربهم (یہ دونوں گروہ جو لڑتے ہیں اپنے رب کے لئے) بدر میں لڑنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی جب مسلمانوں کی طرف سے سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ حیدر کرار اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب علی المرتضیٰ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور کافروں کی طرف سے ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ اور عتبہ کا بیٹا ولید نکلا۔ (اس حدیث کا نمبر ۶۳-۷۵۶۲) ہے اور یہ مسلم شریف کی آخری حدیث ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلم شریف کی منتخب احادیث مکمل ہوں۔ اس پر میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں، کم ہے کہ اس نے مجھے اپنے پیارے نبی علیہ السلام کی پیاری پیاری احادیث کو جمع کرنے کی سعادت عطا فرمائی ہے۔ اس سے پہلے بخاری شریف کی منتخب احادیث کو جمع کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے پوری صحاح ستہ کی منتخب احادیث کو جمع کرنے کی اور اسی طرح مشکوٰۃ شریف کی احادیث کو بھی اپنے ذوق کے مطابق جمع کرنے کی توفیق بخشے۔ بتقاضائے بشریت خطا و بھول کو معاف فرمائے اور میری اس محنت کو قبول فرما کر بالخصوص میرے والدین اور تمام اہل اسلام کی بخشش کا سبب بنائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام بیماروں کو صحت و تندرستی سے نوازے تا کہ جو کام میں کرنا چاہتا ہوں بآسانی کر سکوں۔

منشا یہی ہے سلسلۂ قیل و قال کی
ہوتی رہے ثنا تیرے حسن و جمال کی

آمین، ثم آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین علیه وآله واصحابه وازواجه و ذریاته واهل بیته واولیاء امته وعلماء ملته واهل سنة اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

(۲۲ شوال المکرم ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۲ اکتوبر ۲۰۰۸ء ۷ کاتک ۲۰۶۵ ب بروز بدھ بوقت چاشت)

Marfat.com

سنن ترمذی شریف اور سنن ابی داؤد کی منتخب احادیث کا مجموعہ

راہِ ہدایت

مصنف

مفتی غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Marfat.com

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	....	راہِ ہدایت
مصنف	....	مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحناف لاہور)
پروف ریڈنگ	....	الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامعہ امیر حمزہ لاہور
اشاعت	....	2012ء
تعداد	....	1100
کمپوزنگ	....	فرخ علی
ناشر	....	اکبر بک سیلرز لاہور
قیمت	....	روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

Marfat.com

حرف آغاز

سنن اربعہ (ترمذی ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ) کی بہت ساری احادیث بخاری ومسلم کے مجموعوں میں آ چکی ہیں اور بہت ساری احادیث کے حوالے مصابح المشکوٰۃ میں لکھ دیے گئے ہیں اور چونکہ میری ڈائری میں ان چار کتابوں کی احادیث کے کچھ حوالہ جات لکھے ہوئے تھے اس لیے ان چاروں کتابوں کی منتخب احادیث کے حوالے دو مجموعوں میں یکجا کر دیئے گئے ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ اس سے پہلے تین مجموعوں میں جن حوالوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے اس میں ان کے علاوہ احادیث کے حوالے جمع ہو جائیں۔ ان حوالوں کی نمبرنگ مجموعہ صحاح ستہ مطبوعہ دارالسلام کے **مطابق** ہے۔ جہاں ترمذی یا حاشیہ ترمذی کا حوالہ دیا ہے اس سے مراد مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک **کراچی** ہے۔ **ترمذی شریف** کی احادیث کے تراجم کے لئے مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب کے ترجمے سے رہنمائی حاصل کی گئی ہے۔ **جبکہ سنن ابی داؤد کی** احادیث اور ترجمہ کے سلسلہ میں علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمۃ کے فیوض وبرکات کو سامنے رکھا گیا ہے۔ **نمبرنگ** موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ کی ہے اور جہاں اصل کتاب ابوداؤد شریف کا صفحہ یا حاشیہ کا حوالہ دیا ہے اس سے مراد بھی ایچ ایم سعید کمپنی کی مطبوعہ ہے جبکہ انہی دو بزرگوں کی مترجم کتب سے دونوں میں سے ہر کتاب کا تعارف اور ہر دو اماموں کے حالات بھی لیے گئے ہیں۔ فقہ حنفی کے بنیادی قواعد جو کہ بعض کتب (مثلاً مجلۃ الاحکام العدلیہ جو کہ سلطنت عثمانیہ کی علماء کونسل نے مرتب کی اس کے مقدمہ) میں ننانوے اور مجامع الحقائق میں محمد بن سعید الخادمی (التوفی ۱۱۷۶ھ) نے ایک سو چون لکھے اور پھر خود ہی اس کی شرح منافع الدقائق فی شرح مجامع الحقائق لکھی۔ اصول الکرخی میں ابوالحسن عبیداللہ بن الحسین الکرخی (متوفی ۳۴۰ھ) نے انتالیس قواعد فقیہ تحریر فرمائے جس کی شرح ابوحفص عمر بن محمد نسفی (متوفی ۵۳۷) نے لکھی اور ہر قاعدہ کے تحت مسائل بھی لکھے۔ اسی طرح ''الاشباہ والنظائر'' میں زین العابدین ابراہیم بن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) نے تحریر فرمائی اور حال ہی میں علامہ محمد انور مگھالوی نے فقہ حنفی کے اساسی قواعد کے نام سے بڑی محنت سے ایک سو قواعد کو جمع کیا اور ہر قاعدے کے تحت مسائل بھی بیان کیے چنانچہ اس کتاب سے اس کام کیلئے زیادہ تر استفادہ کیا گیا ہے۔ لیکن صرف قاعدہ کی عربی عبارت، ترجمہ اور جہاں ضرورت محسوس کی کوئی ایک مسئلہ اور اس قاعدہ کا ماخذ اگر ہوا تو اس کو بیان کر دیا جائے گا۔ زیادہ تر احادیث فقہ حنفی کی تائید کنندہ لکھی گئی ہیں۔ پھر بھی اگر کہیں کوئی شبہ پڑے تو شرح معانی الآثار اور فقہ حنفی کی کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔ صحاح ستہ کی احادیث کو اس انداز سے جمع کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہمارے بہت سارے مقررین وخطباء حضرات اپنی تقریروں میں غیر معتبر قصے کہانیاں بیان کر

Marfat.com

کے اپنا مقصد تو حل کر لیتے ہیں عوام کو بھی خوش کر لیتے ہیں' جبکہ دوسرے لوگ ہم پہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پاس سوائے ان قصے کہانیوں کے اور کچھ بھی نہیں۔ ہمارے مقررین کمزور باتیں بیان کرنے سے جان چھڑائیں اور کتب صحاح ستہ جو کہ ہمارے عقائد کی احادیث کا اپنے اندر ایک عظیم ذخیرہ رکھتی ہیں۔ ان احادیث کو بیان کرنے کی اپنے آپ کو عادت ڈالیں تا کہ لوگوں میں علمی شعور بھی پیدا ہو اور ہمارے دامن پہ لگا ہوا یہ داغ بھی ڈھل جائے۔

اس لیے علامہ اقبال کی زبان میں' میں یہ عرض کر سکتا ہوں۔

اوروں کا ہے پیام اور' میرا پیام اور ہے — عشق کے دردمند کا طرز کلام اور ہے
طائر زیر دام کے نالے تو سن چکے ہو تم — یہ بھی سنو کہ نالۂ طائر بام اور ہے
آتی تھی کوہ سے صدا' راز حیات ہے سکوں — کہتا تھا مور ناتواں' لطف خرام اور ہے
جذب حرم سے ہے فروغ' انجمن حجاز کا — اس کا مقام اور ہے' اس کا نظام اور ہے
موت ہے عشق جاوداں' ذوق طلب اگر نہ ہو — گردش آدمی ہے اور' گردش جام اور ہے
شمع سحر یہ کہہ گئی' سوز ہے زندگی کا ساز — غمکدۂ نمود میں' شرط دوام اور ہے

سنن ابی داؤد کے حوالے جہاں ختم ہوں گے وہاں سے ایک دلچسپ مضمون غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں' صحاح ستہ کی احادیث پر مشتمل ہے جس میں ان سے بیسیوں سوالات کیے گئے ہیں اس سے پہلے اس انداز میں شاید ان سے کسی نے سوالات نہ کیے ہوں۔ لہٰذا حیرانگی ضرور ہوگی اور یہ میری زمانۂ طالب علمی کے اس دور کی کاوش ہے جب میں مشکوٰۃ شریف پڑھ رہا تھا۔

Marfat.com

مقدمہ

علامہ غلام رسول سعیدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

مسلمانوں کے دین کا سرمایہ اوران کی شریعت کی متاع کل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونۂ حیات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واحوال اور آپ کے شب وروز کے معمولات ہی ان کیلئے سرچشمۂ ہدایت ہیں۔ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی کتاب زندگی کے ایک ایک ورق کو حفظ کیا۔ خلوت وجلوت' سفر وحضر اور نجی حالات سے لے کر عام سیاسی معاملات تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی واقعہ نہیں ہے مگر اس کو حضرات صحابہؓ نے محفوظ کرلیا۔ وہ حضور ﷺ کی احادیث کا تذکرہ کرتے اور سینوں سے لے کر صحیفوں تک انہیں محفوظ رکھتے۔ ان کے بعد تابعین اوران کے اتباع نے حفظ اور کتابت کے اس عمل کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری کے بعد حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی اور ابواب وکتب کی ترتیب سے حدیث کی کتابیں مدون ہوئیں۔ یوں ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع سیرت اور دین کی مکمل تصویر پہنچنے کا اہتمام ہوا۔

اکابر علماء ملت اور اسانید شریعت نے علم حدیث کی تحصیل کیلئے اپنی زندگیاں وقف کردی تھیں۔ انہوں نے بارہا صرف ایک حدیث کی خاطر سینکڑوں میل کا سفر کیا۔ طلب حدیث میں کوئی چیز ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔ وہ اپنے شاگردوں سے بھی احادیث روایت کرلیتے تھے۔ انہوں نے احادیث کو اپنے سینوں میں اور پھر نوشتوں میں محفوظ کیا۔ ناقلین حدیث کو پرکھنے کیلئے علم رجال ایجاد کیا اور اس میدان میں حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے۔ مگر حدیث کے ان عظیم کارناموں کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ علم حدیث کی دین میں کیا اہمیت ہے اور اگر امت کے پاس آج احادیث کا یہ سرمایہ نہ ہوتا تو دین کی کیا شکل وصورت ہوتی۔

ضرورت حدیث

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسانی معیشت کے اصول اور مبادی اجمالاً بیان فرمائے ہیں۔ جن کی تعبیر وتشریح بغیر احادیث نبویہ کے ممکن نہیں ہے۔ نیز احکام کی عملی صورت بیان کرنے کیلئے اسوۂ رسول کی ضرورت ہے۔ احادیث رسول ہمیں قرآنی احکام کی عملی تصویر مہیا کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں مثلاً صلوٰۃ' زکوٰۃ' تیمّم' حج اور عمرہ یہ محض الفاظ ہیں۔ لغت عربی ان الفاظ کے

Marfat.com

وہ معانی نہیں بتاتی جو شرع میں مطلوب ہیں۔ پس اگر احادیث رسول موجود نہ ہوں تو ہمارے پاس قرآن کریم کے معانی شرعیہ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا۔

حجیت حدیث

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

۱-اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

۲-ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا۔

رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں جو حکم دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اُس سے رک جاؤ۔

۳-قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

آپ فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔

۴-لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة

تمہارے اعمال کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بعد کے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور آپ کے افعال کا کس ذریعہ سے علم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہمارے لیے نمونہ بنایا ہے۔ پس جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے سامنے نہ ہو ہم اپنی زندگی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ میں کیسے ڈھال سکیں گے اور جبکہ ہمیں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اطلاع صرف احادیث سے ہی ممکن ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس طرح صحابہ کے لئے بنفس نفیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہدایت تھی۔ اسی طرح ہمارے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہدایت ہیں اور اگر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہدایات اور آپ کے نمونہ کیلئے معتبر مآخذ نہ مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کی حجت بندوں پر ناتمام رہے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کے لئے صرف قرآن کو کافی قرار نہیں دیا بلکہ قرآن کے احکام کے ساتھ ساتھ رسول کے احکام کی اطاعت اور ان کے افعال کی اتباع کو بھی لازم قرار دیا ہے اور ان کے اقوال اور افعال کو جاننے کیلئے احادیث کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

احادیث شریفہ کو اگر معتبر نہ مانا جائے تو نہ صرف یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہدایات سے ہم محروم ہوں گے بلکہ قرآن کریم کی دی ہوئی ہدایات سے بھی ہم مکمل طور پر مستفید نہیں ہوسکیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کیلئے قرآن نازل فرمایا لیکن اس کے معانی کا بیان اور اس کے احکام کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردی۔

Marfat.com

چنانچہ ارشاد فرمایا:

وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس مانزل الیھم

ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن کریم) نازل فرمایا تا کہ آپ لوگوں کو بیان کریں کہ ان کی طرف کیا احکام نازل کیے گئے۔

ویعلمھم الکتاب والحکمۃ

اور رسول (ﷺ) مسلمان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

ممکن ہے کوئی شخص یہ کہہ دے کہ آیات کے معانی کا بیان اور کتاب وحکمت کی تعلیم صرف صحابہ کیلئے تھی تو میں اولاً یہ کہوں گا کہ اسلام صرف صحابہ کا نہیں بلکہ قیامت تک کے مسلمانوں کا دین ہے اس لیے جس ہدایت کی انہیں ضرورت تھی ہمیں بھی ضرورت ہے۔ ثانیاً صحابہ کرام جب اپنی بلندی مقام اور جناب رسالت مآب ﷺ سے قرب کے باوجود قرآنی احکام کو سمجھنے کیلئے حضور ﷺ کے بیان اور آپ کی تعلیم کے محتاج تھے تو بعد کے لوگ تو بدرجہ اولیٰ اس بیان اور تعلیم کی طرف محتاج ہوں گے۔ ثالثاً قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منھم لما یلحقوابھم۔

وہ ذات جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک بہت بڑا رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ وہ لوگ پہلے کھلی گمراہی میں تھے اور بعد کے لوگوں کو جو ابھی پہلوں کے ساتھ لاحق نہیں ہوئے۔

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی جو تعلیم دی ہے وہ صحابہ کیلئے بھی ہے اور بعد کے لوگوں کیلئے بھی۔ پس ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کریم کی تعلیم دینا اور آیات کے معانی بیان کرنا جس طرح صحابہ کیلئے تھا اسی طرح قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے بھی ہے اور اگر احادیث کو معتبر نہ مانا جائے تو بعد کے لوگوں کیلئے حضور ﷺ کی تعلیم اور تزکیہ کا کس طرح ثبوت ہوگا اور اس آیت کا صدق کیسے ظاہر ہوگا؟

آپ ہی سوچئے اگر حضور علیہ السلام نہ بتلاتے تو ہمیں کیسے معلوم ہوتا کہ لفظ صلوٰۃ سے یہ ہیئت مخصوصہ مراد ہے۔ موذن کی اذان سے لے کر امام کے سلام پھیرنے تک نماز اور جماعت کی تفصیل ہمیں کیونکر معلوم ہوتی۔ اسی طرح حج اور عمرہ کا بیان احرام کہاں سے اور کس دن باندھنا ہے۔ وقوف عرفہ طواف زیارت وو داع ان تمام احکام کی تفصیل اور تعیین قرآن میں کہیں نہیں ملتی۔ حد یہ ہے کہ قرآن میں یہ بھی مذکور نہیں کہ حج کس دن ادا کیا جائے۔ زکوٰۃ کا صرف لفظ قرآن میں مذکور ہے لیکن عشر اور زکوٰۃ کی کسی تفصیل کا قرآن میں بیان نہیں۔ پھر ان کی شرعی ہیئت کذائی جس سے فرائض، واجبات اور آداب کی تمیز ہو قرآن

Marfat.com

میں کہیں نہیں ملتی۔

قرآن کریم کے بیان کردہ ان تمام احکام کی تفصیل اور تعیین صرف حضور ﷺ ہی سے ملتی ہے۔ عہد رسالت میں صحابہ کو یہ بیان زبان رسالت سے حاصل ہوا اور بعد کے لوگوں کو یہی بیان احادیث نبویہ سے حاصل ہوگا اور جو شخص ان احادیث کو معتبر نہیں مانتا اس کے پاس قرآن کریم کے مجمل اور مبہم احکام کی تفصیل اور تعیین کیلئے کوئی ذریعہ نہیں ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح معانی قرآن کے مبین اور معلم ہیں اسی طرح آپ بعض احکام کے شارع بھی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آپ کی اس حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

یحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث

رسول اللہ پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو حلال اور حرام کیا قرآن میں کہیں ان کا ذکر نہیں ہے۔ ان کا ذکر صرف احادیث رسول ﷺ سے ہی ممکن ہے۔ حضور ﷺ نے شکار کرنے والے درندوں اور پرندوں کو حرام کیا۔ دراز گوش اور حشرات الارض کو حرام کیا اور ہمارے لیے ان احکام کا علم صرف احادیث رسول ﷺ سے ہی ممکن ہے اور اگر احادیث رسول ﷺ کو حجت نہ مانا جائے تو حلت وحرمت کے تمام احکام کیلئے شریعت اسلامیہ متکفل نہیں ہوگی۔

قرآن کریم کے نفس مضمون کو سمجھنے کیلئے بھی ہمیں احادیث کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ قرآن مجید کی بعض آیات کا نزول کسی خاص واقعہ سے متعلق ہوتا ہے۔ بعض دفعہ کسی خاص سوال کے سبب سے کوئی آیت نازل ہوتی ہے اور بعض مرتبہ مشرکین یا منافقین کی کسی بات کے ردّ میں کوئی آیت نازل ہوتی ہے۔ کبھی کسی آیت میں عہد رسالت میں ہونیوالے کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور کبھی صحابہ کے کسی عمل پر تنبیہ یا اس کی تائید میں کوئی آیت نازل ہوتی ہے۔ لہٰذا جب تک اس قسم کی تمام آیات کے پس منظر اور اسباب نزول کا علم نہ ہوان کا کوئی واضح معنی سمجھ میں نہیں آتے او اگر فہم قرآن کے لئے احادیث نبویہ کو ایک معتبر مآخذ اور حجت نہ مانا جائے تو قرآن مجید کی بعض آیات ایک چیستان اور معمہ بن کررہ جائیں گی۔

تدوین حدیث

عام طور پر منکرین حدیث یہ کہتے ہیں کہ احادیث کی تدوین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اڑھائی سو سال بعد کی گئی ہے۔ اس لیے کتب احادیث قابل اعتبار نہیں ہیں لیکن ان کا یہ قول سخت مغالطہ آفرینی پر مبنی ہے کیونکہ احادیث رسول ﷺ کی حفاظت اور کتابت کے سلسلہ میں عہد رسالت سے لے کر اتباع تبع تابعین تک پورے تسلسل اور تواتر سے کام ہوتا رہا ہے اور اڑھائی سو سال کے اس طویل عرصہ کے کسی وقفہ میں بھی اس کام کا انقطاع نہیں ہوا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں متعدد صحابہ کرام نے احادیث کو قلمبند کرنا شروع کر دیا تھا۔ امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل خطبہ دیا۔ یمن کے ایک شخص (ابو

Marfat.com

شاہ) نے آکر عرض کیا۔ اکتب لی یارسول اللہ ۔ میرے لیے یہ خطبہ لکھ دیجئے آپ نے حکم دیا "اکتبوا لابی فلاں" اس شخص کیلئے یہ خطبہ لکھ دو۔(۱)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کو احادیث لکھنے کی عام اجازت تھی۔ انہی سے روایت ہے۔

عن عبداللہ بن عمرو قال کنت اکتب کل شیی اسمعه من رسول الله صلى الله عليه اريد حفظه فنهتنی قريش وقالوا اتكتب كل شيی تسمعه ورسول الله صلى الله عليه وسلم بشريتكلم فی الغضب والرضا فامسكت عن الكتابة فذكرت ذالك الی رسول الله صلى الله عليه وسلم فاوما باصبعه الی فيه فقال اكتب فوالذی نفسی بيده ما يخرج منه الاحق(۲)

عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں حفاظت کے خیال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہر بات لکھ لیتا تھا۔ قریش نے مجھے منع کیا اور کہا تم حضور سے سن کر ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ حضور ﷺ بھی ایک بشر ہیں' آپ کبھی خوش ہوتے ہیں اور کبھی ناراض' یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ جب حضور ﷺ سے میں نے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: لکھا کرو' قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے احادیث لکھنے کا تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

مامن اصحاب النبی صلى الله عليه وسلم احداكثر حديثا عنه منی الاما كان من عبدالله بن عمرو فان كان يكتب ولااكتب (۳)

صحابہ میں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس حضور ﷺ کی احادیث محفوظ نہ تھیں سوا عبداللہ بن عمرو کے کیونکہ وہ احادیث لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

ابو داؤد اور بخاری کی ان روایتوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو احادیث قلمبند کیا کرتے تھے۔ رہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کی وجہ سے ان کا حافظہ بہت تیز ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے وہ احادیث نہیں لکھتے تھے۔ تاہم ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کتب اور صحائف کی شکل میں بھی محفوظ تھیں۔ چنانچہ عمرو بن امیہ بیان کرتے ہیں:

---

(۱) امام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری' ج ا' ص ۲۲

(۲) امام سلیمان بن اشعث ابو داؤد المتوفی ۲۷۵ھ سنن ابو داؤد' ج ۲' ص ۵۱۴

(۳) امام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری' ج ا' ص ۲۲

Marfat.com

تحدث عند ابی هریرہ بحدیث فاخذ بیدہ الی بیتہ فارانا کتباهن حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال هذا هو مکتوب عندی۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حدیث پر گفتگو ہوئی تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور ہمیں احادیث کی کتابیں دکھائیں اور کہا دیکھو وہ حدیث میرے پاس لکھی ہوئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی تمام مرویات لکھی ہوئی محفوظ تھیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ ابتدأ زمانہ رسالت میں احادیث نہیں لکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انہوں نے احادیث کو لکھ لیا۔ اسی زمانہ میں وہ کسی اور شخص سے ان احادیث کو لکھواتے رہے ہوں گے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تو احادیث لکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانے کا شرف بھی حاصل کر لیا تھا۔ چنانچہ قتادہ روایت کرتے ہیں:

کان یملی الحدیث حتی اذاکثر علیہ الناس جاء بمجال من کتب فالقا ها ثم قال هذہ احادیث سمعتها و کتبتها عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عرضتها علیہ۔ (تقیید العلم ص ۹۶-۹۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ احادیث لکھوایا کرتے تھے اور جب لوگ زیادہ تعداد میں آئے تو وہ اپنا صحیفہ لے کر آئے اور اس کو ان کے آگے رکھ کر فرمایا۔ یہ وہ احادیث ہیں جن کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھا اور انہیں میں آپ پر پیش کر چکا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی احادیث کو لکھ کر صحائف میں محفوظ رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے:

یروی ان عبداللہ بن عمر کان اذا خرج الی السوق نظر فی کتبہ وقداکدالراوی ان کتبہ هذہ کانت فی الحدیث (الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، ص ۱۰۰)

روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کبھی بازار جاتے تو اپنی کتابوں کو دیکھ لیتے تھے۔ راوی تاکیداً کہتے ہیں کہ ان کی وہ کتابیں احادیث پر مشتمل تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں آپ کی نظر سے مستحکم حوالے گزر چکے ہیں کہ یہ حضرات عہد رسالت میں احادیث کو صحائف میں لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ اب ہم آپ کے مطالعہ میں ایک ایسا حوالہ پیش کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوگا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بالعموم صحابہ کرام احادیث لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناس من اصحابہ وانامعهم وانا اصغر القوم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمد افلیتبوا مقعدہ من النار فلما خرج القوم

(۱) حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فتح الباری، ج ۱، ص ۲۱۷

Marfat.com

قلت کیف تحدثون عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقد سمعتم ماقال وانتم تنهمکون فی الحدیث عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فضحکوا وقالوا یا ابن اخینا ان کل ماسمعنا منہ عندنا فی کتاب۔[1]

میں دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر تھا اور میں ان سب سے عمر میں کم تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ جب لوگ باہر نکلے تو میں نے ان سے کہا کہ حضور ﷺ نے حدیث کے معاملہ میں کتنی شدید وعید فرمائی ہے اور آپ لوگ بھی بکثرت احادیث بیان کرتے ہیں۔ یہ سن کر وہ لوگ ہنسے اور کہنے لگے: اے بھتیجے ہم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ سب ہمارے پاس لکھا ہوا محفوظ ہے۔

ان احادیث سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ احادیث کو لکھنے اور محفوظ کرنے کا کام عہد رسالت میں شروع ہو چکا تھا اور صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کے افعال اور احوال قلمبند کیا کرتے تھے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بعض احادیث میں لکھنے کی جو ممانعت آئی ہے وہ بعض مواقع کے ساتھ مخصوص ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صورتوں میں لکھنے سے منع فرمایا تھا کہ جن میں قرآن اور حدیث کے اشتباہ کا احتمال تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دور صحابہ میں تابعین نے صحابہ کی مرویات کو لکھ کر محفوظ کرنا شروع کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جن سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث مروی ہیں۔ انہوں نے بے شمار شاگرد پیدا کئے اور ان لوگوں نے ان احادیث کو لکھ کر محفوظ کیا اور یہ سلسلہ روایت آگے بڑھایا۔ چنانچہ مسند دارمی میں ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے بشیر بن نھیک نے آپ کی روایات کو لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے دو ہزار چھ سو ساٹھ (۲۶۶۰) احادیث مروی ہیں ان کی روایات کو دوسرے شاگردوں کے علاوہ کریب نے محفوظ کر لیا تھا[2] اور حضرت انس رضی اللہ عنہ جو کہ دو ہزار دو چھیاسی احادیث کے راوی ہیں۔ ان کے بارے میں مسند دارمی میں ہے کہ ان کی مرویات کو ابان نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث کی روایت کرتی ہیں ان کی احادیث کو عروۃ بن الزبیر نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا[3]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو ایک ہزار چھ سو تیس احادیث کی روایت کرتے ہیں۔ طبقات ابن سعد اور دارمی میں ہے کہ ان کی روایات کو نافع نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا اور حضرت جابر جو ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث کے راوی ہیں۔ ان کی مرویات کو قتادہ بن دعامۃ سروسی نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا[4]۔

---

(۱) حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ مجمع الزوائد (ج ۱ ص ۲-۱۵۱)

(۲) محمد بن سعد کاتب واقدی، طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۱۶

(۳) علامہ جلال الدین الخوارزمی، الکفایۃ ص ۲۲۹

(۴) محمد بن سعد کاتب واقدی، طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۲

Marfat.com

مذکورۃ الصدر سطور میں چند مثالیں پیش کی ہیں ورنہ صحابہ کرام سے احادیث کا سماع اور روایت کرنے والے تمام حضر
احادیث کو ضبط تحریر میں لے آئے تھے۔ پہلی صدی ہجری کے آخیر تک اسی طرح متفرق طور پر کتابت کے سہارے تد
حدیث کا کام آگے بڑھتا رہا۔ احادیث کے یہ صحائف اور نوشتے کسی نقطہ پر مشترک اور کسی جہت سے مجمع نہ تھے۔ بغیر کسی تر
کے تابعین کرام نے اپنی اپنی مرویات کو اپنے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر بن عبدالعز
زمانہ خلافت آیا اور انہوں نے احادیث کو یکجا کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس کام کیلئے انہوں نے معتمد اور مستند علماء کی ایک
مقرر کی جن میں ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم' قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہ
کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز نے مختلف علاقوں سے احادیث کا لکھا ہوا ذخیرہ جمع کیا اور ابن شہاب زہری نے ان احادیث کو ترتی
دیا۔ تہذیب سے منظم اور منضبط کیا[1]۔ احادیث کو جمع اور منظم کرنے کے ساتھ ساتھ حدیث کو سند کے ساتھ بیان کرنے کی ابتد
بھی ابن شہاب زہری نے کی ہے۔ اسی وجہ سے ان کو علم اسناد کا واضع کہا جاتا ہے۔[2]

احادیث کی ترتیب اور تہذیب کا جو کام ابن شہاب زہری نے شروع کیا تھا۔ اس کام کو ان کے مایہ ناز تلامذہ برابر آگے
بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ دوسری صدی کے اخیر میں ان کے ایک نامور شاگرد امام مالک بن انس اصبحی نے احادیث کو با
وار ترتیب دے کر پہلا مجموعہ حدیث' موطا کے نام سے پیش کر دیا۔

موطا امام مالک کے علاوہ امام اعظم نے اپنی مرویات کو کتاب الآثار کے نام سے پیش کیا جس کو ان کے لائق اور قا
صد فخر تلامذہ نے الگ الگ روایت کیا ہے۔ ان حضرات کے علاوہ دوسری صدی کے جن دوسرے متعدد بزرگ مصنفین نے فن
حدیث میں کتابیں پیش کی ہیں ان میں سے بعض کی کتابیں یہ ہیں: سنن ابوالولید (۱۵۱ھ) جامع سفیان ثوری (۱۶۱ھ) مصنف
ابی سلمۃ (۱۶۷ھ) مصنف ابی سفیان (۱۹۷ھ) جامع سفیان بن عیینہ (۱۹۸ھ) اور تیسری صدی کے جن مصنفین نے حدیث
کی کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں سے بعض حضرات کی کتابیں یہ ہیں۔ کتاب الام للشافعی (۲۰۴ھ) مسند احمد بن حنبل
(۲۴۱ھ) الجامع الصحیح للبخاری (۲۵۶ھ) الجامع الصحیح للمسلم (۲۶۱ھ) سنن ابوداؤد (۲۷۵ھ) الجامع للترمذی (۲۷۹ھ) سنن
ابن ماجہ (۲۷۳ھ)

مضبوط اور مستحکم حوالہ جات کی روشنی میں ہم نے آپ کے سامنے عہد رسالت سے لے کر صحاح ستہ کے مصنفین تک
تدوین حدیث کا ایک مربوط جائزہ پیش کر دیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ رسالت سے لے کر اتباع تبع تابعین تک
دور میں احادیث کو قلمبند کیا جاتا رہا اور سینوں سے لے کر صحیفوں تک ہر طرح سے حدیث کی حفاظت کی جاتی رہی۔ نیز

[1] حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ' تدریب الراوی' ص ۴۳

[2] تقدمۃ المعرفۃ الکتاب الجرح والتعدیل' ص ۲۰

Marfat.com

میں لوگوں نے اپنے زمانہ کے مخصوص تقاضوں اور تصنیف وتالیف کے رجحانات کو سامنے رکھ کر احادیث کی تدوین کی۔ں تک کہ تیسری صدی میں مصنفین صحاح ستہ نے پہلے لوگوں کی خوبیوں کو نئے اضافوں کے ساتھ ضم کر کے ایک جامع لوب کے ساتھ اپنی تصانیف کو پیش کیا۔

حدیث کی ضرورت حجیت اور تدوین پر بحث کرنے کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کی تعریف اور اس کی اقسام یرہ پر بھی گفتگو کر لی جائے۔

ریف حدیث

علم حدیث کی دو قسمیں ہیں۔ علم حدیث روایۃً اور علم حدیث درایۃً حدیث از روئے روایت اس علم کو کہتے ہیں جس سے ضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، احوال اور اوصاف کی معرفت حاصل ہو۔ اس علم کا موضوع خود حضور ﷺ کی ذات قدسہ ہے اور علم حدیث از روئے درایت وہ علم ہے جس سے راوی اور مروی عنہ کے حالات بحیثیت رد اور قبول معلوم ہوں۔ ں علم کا موضوع راوی اور مروی عنہ ہیں۔ (۱)

قسام حدیث

حدیث کی تعریف کے بعد اس کی بعض ضروری اقسام کی تعریف پیش کی جاتی ہے۔

مرفوع: جس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

موقوف: جس حدیث میں صحابہ کرام کے اقوال، احوال اور تقریرات کا بیان ہو۔

مقطوع: جس حدیث میں تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

متصل: جس حدیث کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

معلق: جس حدیث کی سند کے شروع سے رواۃ کو حذف کر دیا جائے خواہ یہ حذف بعض کا ہو یا کل کا۔

مرسل: جس حدیث کی سند کے اخیر سے راوی کو ساقط کر دیا جائے۔ مثلاً تابعی حضور علیہ السلام سے روایت کرے اور صحابی کو چھوڑ دے۔

معضل: درمیان سند سے دو متوالی راویوں کو چھوڑ دیا جائے۔

منقطع بمعنی اخص: دو سے زیادہ راویوں کو سند میں ایک جگہ سے یا دو راویوں کو متعدد جگہ سے چھوڑ دیا جائے۔

مضطرب: سند یا متن حدیث میں زیادتی، نقصان یا تقدیم وتاخیر کر دی جائے۔

مدرج: متن حدیث میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

شاذ: جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔ (اس کا مقابل محفوظ ہے)

---

(۱) حضور ﷺ کی تقریرات بھی احوال میں شامل ہیں۔ سعیدی غفرلہ

Marfat.com

منکر: زیادہ ضعیف راوی جس راویت میں کم ضعیف کی مخالفت کرے۔(اس کا مقابل معروف ہے)
معلل: جس حدیث میں علت خفیہ قادحہ ہو مثلاً حدیث مرسل کو موصولاً روایت کیا جائے۔
صحیح لذاتہ: جس حدیث کے تمام راوی متصل، عادل، تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔
صحیح لغیرہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری جائے۔

حسن لذاتہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔
حسن لغیرہ: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو لیکن یہ کمی تعدد طرق روایت سے پوری جائے۔

ضعیف: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے وہ کمی پوری نہ ہو۔
متروک: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔
موضوع: جس حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔
غریب: جس حدیث کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔
عزیز: جس حدیث کے دو راوی ہوں پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔
مشہور: جو حدیث دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو (یعنی سلسلہ سند میں کسی شیخ سے بھی تین سے کم راوی نہ ہوں) اور زیادتی حد تواتر سے کم ہو۔(۱)

متواتر: جو حدیث ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان روایات کا توافق علی الکذب عادۃً محال ہو۔

اقسام کتب حدیث

کتب حدیث کی انواع اور اقسام کافی زیادہ ہیں یہاں پر بعض ضروری اقسام کو بیان کیا جا رہا ہے۔
صحیح: جس کتاب کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہو جیسے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ۔
جامع: جس کتاب میں آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث لائی جائیں اور وہ یہ ہیں۔ سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اشراط، مناقب جیسے بخاری اور ترمذی وغیرہ۔
سنن: جس کتاب میں فقط احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے سنن ابوداؤد و نسائی۔
مسند: جس کتاب میں ترتیب صحابہ سے احادیث لائی جائیں جیسے مسند احمد بن حنبل
معجم: جس کتاب میں ترتیب شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی۔

(۱) غریب، عزیز اور مشہور ان میں سے ہر قسم کو خبر واحد کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

مستخرج: جس کتاب میں کسی اور کتاب کی احادیث کو ثابت کرنے کیلئے ان احادیث کو مصنف کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ کی اسناد سے وارد کیا جائے جیسے مستخرج لابی نعیم علی البخاری۔

مستدرک: جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث کو لایا جائے جو ان ابواب میں کسی اور مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے حاکم کی مستدرک علی الصحیحین۔

رسالہ: جس کتاب میں جامع کے آٹھ عنوانوں میں سے کسی ایک عنوان کے تحت احادیث ہوں جیسے امام احمد کی کتاب زہد آداب میں اور ابن جریر طبری کی کتاب تفسیر میں۔

جز: جس کتاب میں صرف ایک ایک موضوع پر احادیث ہوں جیسے امام بخاری کی جز القراۃ خلف الامام۔

اربعین: جس کتاب میں چالیس احادیث ہوں جیسے اربعین نووی۔

امالی: جس کتاب میں شیخ کے املاء کرائے ہوئے فوائد حدیث ہوں جیسے امالی امام محمد۔

اطراف: جس کتاب میں حدیث کا صرف وہ حصہ ذکر کیا جائے جو بقیہ پر دلالت کرے اور پھر اس حدیث کے تمام طرق اور اسانید بیان کر دیئے جائیں یا بعض کتب مخصوصہ کی اسانید بیان کی جائیں جیسے اطراف الکتب الخمسۃ لابی العباس اور اطراف مزی۔

طبقات کتب حدیث

شاہ ولی اللہ نے کتب حدیث کی صحت' شہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے چار طبقے بیان کیے ہیں جن کو ہم تلخیص کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں۔

۱- پہلا طبقہ ان کتابوں کا ہے جن کی صحت' شہرت اور مقبولیت سب سے زیادہ ہے جیسے صحیح بخاری' صحیح مسلم اور موطا امام مالک۔

۲- دوسرا طبقہ ان کتابوں کا ہے جو صحت' شہرت اور مقبولیت میں پہلے طبقہ کے قریب ہے۔ اس طبقہ کی اکثر کتابوں میں اکثر احادیث صحیح اور حسن ہیں۔ بعض ضعیف روایات بھی آ گئی ہیں لیکن ان کا ضعف بیان کر دیا گیا ہے جیسے جامع ترمذی' سنن ابوداؤد اور سنن نسائی۔

۳- اس طبقہ میں ان مصنفین کی کتابیں ہیں جو امام بخاری اور مسلم پر مقدم' ان کے معاصر یا ان کے مقارب تھے۔ حدیث میں ان کی فنی مہارت تو مسلم تھی لیکن ان کی تصانیف میں دوسرے طبقہ کی بنسبت ضعیف روایات زیادہ بلکہ بعض ایسی احادیث بھی ہیں جو متہم بالوضع ہیں جیسے مسند شافعی' سنن ابن ماجہ' مصنف عبدالرزاق' مصنف ابن ابی شیبہ' سنن دارمی' سنن دارقطنی' سنن بیہقی اور تصانیف طبرانی۔

۴- چوتھے طبقہ میں ان متاخرین علماء کی کتابیں ہیں جن کی روایت کردہ احادیث کا قرون اولیٰ میں ثبوت نہیں ملتا۔ اس کے دو

Marfat.com

ہی مطلب ہیں یا تو متقدمین کو ان احادیث کی اصل نہیں مل سکی اور یا انہوں نے ان روایات میں کوئی علت خفیہ دیکھ کر ترک کر دیا۔ جیسے دیلمی، ابونعیم اور ابن عساکر وغیرہ کی تصانیف۔

مراتب ارباب حدیث

سطور ذیل میں مراتب ارباب حدیث کا بیان کیا جاتا ہے۔

طالب: حدیث کا متعلم

شیخ: حدیث کے معلم کو محدث یا شیخ کہتے ہیں۔

حافظ: جس شخص کو ایک لاکھ احادیث متناً وسنداً اور اس کے رواۃ کے احوال جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

حجۃ: جس شخص کو تین لاکھ احادیث متناً وسنداً اور جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

حاکم: جس شخص کو تمام احادیث مرویہ متناً وسنداً اور جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

حدیث ضعیف کے افراد

جب حدیث کی سند میں کوئی طعن یا جرح پائی جائے تو وہ حدیث باعتبار سند کے مطعون اور مجروح ہو جاتی ہے۔ سطور سابقہ میں اس کی چند اقسام بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً مضطرب، منقطع، معلول، منکر، متروک، مبہم وغیرہم طعن کی یہ تمام اقسام حدیث ضعیف میں داخل ہیں۔ البتہ ان کے مراتب میں فرق ہوتا ہے اور حدیث متروک یعنی جس کا راوی متہم بالکذب ہو باقی اقسام کی بہ نسبت زیادہ شدید ضعف کی حامل ہوتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث کی سند میں متعدد وجوہ طعن ہوں۔ مثلاً وہ حدیث معلول بھی ہو منکر بھی اور متروک بھی لیکن متعدد وجوہ طعن جمع ہونے کے باوجود بھی وہ حدیث ضعیف ہی رہے گی البتہ جس قدر وجوہ طعن زیادہ ہوں گے اس کا ضعف بڑھتا جائے گا۔ بتلانا یہ مقصود ہے کہ سند میں طعن اور جرح کی زیادتی اس کے وضع اور بطلان کو مستلزم نہیں ہوتی حدیث کو صرف اس وقت موضوع قرار دیا جائے گا جب اس کی سند میں کوئی وضاع راوی آ جائے۔

غیر صحیح کی تحقیق

بعض دفعہ محدثین حضرات کسی سند کے بارے میں لکھتے ہیں۔ لایصح یعنی یہ سند صحیح نہیں ہے۔ اس جملہ سے بعض ناواقف لوگ یہ مغالطہ کھاتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع یا باطل ہے حالانکہ اصطلاح محدثین میں صحیح، غلط یا باطل کا مقابل نہیں ہوتا بلکہ صحیح کے مقابلہ میں صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اور ضعیف یہ سب شامل ہیں اور جب وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے یہ صحیح لذاتہ نہیں ہے اور ایسی صورت میں یہ صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ یا حسن لغیرہ ہو سکتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صحت کی نفی تو ضعف کو بھی مستلزم نہیں چہ جائیکہ صحت کی نفی سے وضع یا بطلان کا حکم لازم آئے۔ اس مبحث کی نفیس تحقیق اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی نے رسالہ منیر العینین میں بیان فرمائی ہے۔

Marfat.com

متن اور سند میں احکام کا فرق

راوی کی مجروحیت اور وجوہ طعن کا تعلق سند سے ہوتا ہے۔ متن حدیث کا حکم دوسرے قرائن کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک وضاع راوی بیان کرے۔ پس اس سند کے اعتبار سے تو اس حدیث کو موضوع کہا جائے گا لیکن فی نفسہ وہ حدیث موضوع نہیں کہلائے گی۔ البتہ جب کسی حدیث کی سند میں کوئی وضاع راوی ہو اور اس حدیث کا متن کسی طریقہ سے ثابت نہ ہو تو وہ حدیث مطلقاً موضوع کہلائے گی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ علامہ شمس الدین ذہبی میزان الاعتدال میں بیان فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل نے عن ابراهيم بن موسى المزوری عن مالك عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما ۔ حدیث طلب العلم فریضۃ کو موضوع فرمایا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس سند کے اعتبار سے موضوع ہے ورنہ نفس حدیث دیگر طرق ضعیفہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح تمہید میں حافظ ابن البر نے حدیث الصلوٰۃ بسواك خير من سبعين صلاة کو باطل کہا ہے لیکن علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ یہ حکم بھی اس خاص سند کے اعتبار سے ہے۔

اسی طرح حدیث ضعیف میں بھی ضعف کا حکم باعتبار سند کے ہوتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی صحیح حدیث کو ایک ضعیف راوی بیان کرے۔ پس سند کے اعتبار سے وہ حدیث ضعیف کہلائے گی لیکن متن حدیث کا یہ حکم نہیں ہوگا۔ علامہ نووی فرماتے ہیں:

ان روايات الراوى الضعيف يكون فيه الصحيح والضعيف والباطل فيكتبونها ثم يميز اهل الحفظ والاتقان بعض ذالك من بعض وذالك سهل عليهم معروف عندهم وبهٰذا احتج السفيان الثورى حين نهى عن الرواية عن الكلبى فقيل له انت تروى عنه فقال انا اعرف صدقه من كذبه (۱)

ضعیف راوی کی روایات میں صحیح، ضعیف اور باطل ہر قسم کی احادیث ہوتی ہیں۔ محدثین ان تمام روایات کو لکھ لیتے ہیں پھر اہل علم ان کو تمیز دیتے ہیں اور یہ ان کیلئے آسان ہے۔ اسی دلیل سے سفیان ثوری نے اس وقت استدلال کیا جب ان سے کلبی کی روایات قبول کرنے پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا میں اس کے صدق اور کذب میں تمیز کر لیتا ہوں۔

حدیث موضوع کا حکم

حدیث موضوع سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی حدیث موضوع کو بغیر بیان وضع کے بیان کرنا جائز ہے۔ ایک حدیث متعدد ضعیف اسناد سے بیان کی جائے تو وہ قوی ہو جاتی ہے لیکن اگر ایک حدیث متعدد موضوع اسانید سے بیان کی جائے

(۱) ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم للنووی علی مسلم ج ۱ ص ۲۱

Marfat.com

تو وہ پھر بھی موضوع رہتی ہے کیونکہ شر کے ساتھ شرل جائے تو وہ پھر بھی شر ہی رہتا ہے۔

احادیث سے ثابت ہونیوالے امور کی تفصیل

احادیث سے جو مسائل اور احکام ثابت ہوتے ہیں جن کا تعلق حلت اور حرمت کے ساتھ ہو وہ چار قسم کے ہیں:

(۱) عقائد قطعیہ جیسے توحید و رسالت اور مبدا و معاد

(۲) عقائد ظنیہ جیسے انبیاء کی ملائکہ پر فضیلت اور قبر کے احوال۔

عقائد قطعیہ: ان کے اثبات کیلئے حدیث متواتر ہونی چاہئے۔ عام ازینکہ تواتر لفظی ہو یا معنوی۔

عقائد ظنیہ: ان کے اثبات کیلئے اخبار آحاد کافی ہیں۔

احکام: ان کے اثبات کیلئے حدیث صحیح ہونی چاہئے یا کم از کم یہ کہ وہ حدیث حسن لغیرہ سے کم نہ ہو۔

فضائل و مناقب: اس باب میں بالاتفاق احادیث ضعیفہ کا بھی اعتبار کرلیا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ نووی فرماتے ہیں:

انهم قدير دون عنهم احاديث الترغيب و الترهيب و فضائل الاعمال والقصص و احاديث الزهد و مكارم الاخلاق و نحوذالك ممالا تتعلق بالحلال والحرام و سائر الاحكام وهذا الضرب من الحديث يجوز عنداهل الحديث وغيرهم التساهل فيه و رواية ماسوى لموضوع منه والعمل به لان اصول ذالك صحيحة مقررة في الشرع معروفة عنداهله وعلى كل حال فان الائمة لايردون عن الضعفاء شيا يحتجون به على انفراده في الاحكام۔

حضرات محدثین ضعیف راویوں سے ترغیب' ترہیب' فضائل اعمال' قصص زہد اور مکارم اخلاق میں احادیث راویت کرتے ہیں اور حلال وحرام کے احکام میں ان سے اصلاً روایت نہیں کرتے اور اس قسم کی احادیث میں ضعیف راویوں سے روایت کرنا اور ان پر عمل کرنا صحیح اور شرع میں ثابت ہے اور احکام سے متعلق حدیث میں جب کوئی ضعیف راوی متفرد ہو تو اس کی روایت سے ہرگز استدلال نہیں کیا جاتا۔

علامہ نووی کی اس عبارت سے ظاہر ہوگیا کہ فضائل اور مناقب میں ضعیف روایات کو قبول کیا جاتا ہے اور ان کے مقتضیٰ پر عمل بھی ہوتا ہے البتہ احکام میں ضعاف کا اعتبار نہیں ہوتا لیکن بعض صورتوں میں احتیاط کے پیش نظر احکام میں بھی ضعیف روایات کا اعتبار کرلیا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ نووی لکھتے ہیں۔

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوزويستحب العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف مالم يكن موضوعا واما الاحكام كالحلال والحرام والبيع و النكاح والطلاق و غير ذالك فلايعمل فيها الابالحديث الصحيح اوالحسن الاان يكون في

Marfat.com

احتیاط فی شیء کما اذا ورد حدیث ضعیف بکراھۃ بعض البیوع اوالانکحۃ. (۱)

حضرات محدثین' فقہاء اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحب ہے جبکہ وہ موضوع نہ ہو لیکن حلال اور حرام کے احکام مثلاً بیع' نکاح اور طلاق وغیرہ میں حدیث صحیح یا حسن کے سوا اور کسی پر عمل درست نہیں الا یہ کہ اس میں احتیاط ہو مثلاً بیع یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیث ضعیف وارد ہو۔

حدیث ضعیف کی تقویت

فضائل اعمال اور باب مناقب میں عموماً احادیث ضعیفہ کا اعتبار کیا جاتا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ان بعض قرائن کا ذکر کر دیا جائے جن کی بنا پر حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے اور اس کا ضعف جاتا رہتا ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے چنانچہ تمام مستند اصول حدیث کی کتابوں میں یہ مسئلہ مرقوم ہے۔ محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام نے بھی فتح القدیر (ج ا' ص ۲۴۸ مطبع مصر) میں اس کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور علامہ شعرانی لکھتے ہیں:

وقداحتج جمہور المحدثین بالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقہ ولحقوہ بالصحیح تارۃ وبالحسن اخری (۲)

جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو جمہور محدثین اس سے استدلال کرتے ہیں اور اس کو گاہ صحیح کے ساتھ اور گاہ حسن کے ساتھ لاحق کرتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جب کسی حدیث ضعیف کے موافق مجتہدین میں سے کسی کا قول مل جائے تو اس سے بھی حدیث ضعیف کی تقویت ہو جاتی ہے چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

ان المجتہد اذا استدل بحدیث کان تصحیحالہ کما فی التحریر وغیرہ. (۳)

مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اس کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ جس طرح تحریر میں امام ابن ہمام نے تحقیق فرمائی ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اگر کسی حدیث ضعیف کے موافق اہل علم میں سے کسی کا قول ہو تو اس سے بھی حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے چنانچہ امام ترمذی حدیث: اذا اتی احدکم الصلوۃ والامام علی حال الحدیث کے تحت لکھتے

(۱) ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم للنووی علی مسلم' ج ا' ص ۲۱

(۲) امام عبدالوہاب الشعرانی' میزان الشریعۃ الکبریٰ' ج ا' ص ۶۸

(۳) علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ' ردالمحتار' ج ۴' ص ا

Marfat.com

ہیں: هذا حديث غريب لا نعرف احدا اسنده الا مارویٰ من هذا الوجه والعمل علی هذا عند اهل العلم ۔

ملا علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قال النووی اسناده ضعیف نقله میرك فکان الترمذی یرید تقویة الحدیث بعمل اهل العلم (۱)

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور امام ترمذی اہل علم کے عمل سے اس حدیث کی تقویت کا ارادہ فرما رہے ہیں۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ بعض اوقات صالحین کے عمل سے بھی حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ صلوٰۃ التسبیح جس روایت سے ثابت ہے وہ حدیث ضعیف ہے اور حاکم اور بیہقی نے اس کی تقویت کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ عبداللہ بن المبارک کے عمل کی وجہ سے یہ حدیث تقویت پا گئی۔ چنانچہ مولانا عبدالحیٔ لکھتے ہیں:

قال البیهقی کان عبد الله بن المبارك یصلیها وتداولها الصالحون بعضهم عن بعض وفی ذالك تقویة للحدیث المرفوع (۲)

علامہ بیہقی لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک صلوٰۃ تسبیح پڑھا کرتے تھے اور بعد کے تمام علماء اس کو ایک دوسرے سے نقل کر کے پڑھتے رہے۔ اس وجہ سے اس حدیث مرفوع کو تقویت حاصل ہو گئی۔

اس کے علاوہ تجربہ اور کشف سے بھی حدیث ضعیف کی تقویت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری نے اسی بحث میں ابن عربی کے کشف سے ایک حدیث کی تقویت کا واقعہ بیان کیا ہے۔

روایات مختلفہ میں مذاق ائمہ

جب کسی ایک مسئلہ پر متعدد متعارض روایات وارد ہوں تو اس سلسلہ میں تتبع اور تلاش سے جو ائمہ اربعہ کا مسلک معلوم ہو سکا ہے۔

وہ یہ ہے کہ امام اعظم ایسی صورت میں روایات کے درمیان تطبیق دیتے ہیں اور حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ ہر روایت پر کسی نہ کسی صورت میں عمل ہو جائے اور جب تطبیق نہ ہو سکے تو اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اسلام اور اصول روایت کے قریب تر ہو۔ امام شافعی ایسی شکل میں قوت سند کے لحاظ سے کسی ایک روایت کو لیتے ہیں اور باقی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ امام مالک تعارض کی صورت میں اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اہل مدینہ کے تعامل کے موافق ہو اور امام احمد متقدمین کی اکثریت کا لحاظ کرتے ہیں۔

(۱) ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ ج ۳ ص ۹۸

(۲) مولانا عبدالحی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ الآثار المرفوعۃ ص ۲۳

Marfat.com

مشہور حفاظ

سطور ذیل میں ہم چاروں مسلکوں کے مشاہیر حفاظ کے اسماء پیش کر رہے ہیں۔

احناف: حافظ ابو بشر دولابی' حافظ اسحاق بن راہویہ' حافظ ابو جعفر طحاوی' حافظ ابن ابی العوام سعدی' حافظ ابو محمد حارثی' حافظ عبدالباقی' حافظ ابو بکر رازی جصاص' حافظ ابو نصر کلا بازی' حافظ ابو محمد سمرقندی' حافظ شمس الدین سروجی' حافظ قطب الدین حلبی' حافظ علاؤالدین ماردینی' حافظ جمال الدین زیلعی' حافظ علاؤالدین مغلطائی' حافظ بدرالدین عینی' حافظ قاسم بن قطلو بغا وغیرہم۔

شوافع: حافظ دارقطنی' حافظ بیہقی' حافظ خطابی' حافظ عزالدین ابن سلام' حافظ ابن دقیق العید' حافظ عراقی' حافظ ذہبی' حافظ مزی' حافظ ابن اثیر جزری' سبکی' ہیتمی' ابن حجر وغیرہم۔

مالکیہ: حافظ حسین بن اسماعیل' حافظ رحیلی' حافظ ابن عبدالبر' حافظ ابوالولید الباجی' حافظ قاضی ابوبکر العربی حافظ عبدالحق' حافظ قاضی عیاض' حافظ مازری' حافظ ابن رشد' حافظ ابوالقاسم سہیلی وغیرہم۔

حنابلہ: حافظ عبدالغنی المقدسی' حافظ ابوالفرج بن الجوزی' حافظ ابن قدامہ' حافظ ابن رجب وغیرہم۔

Marfat.com

امام ترمذی

امام ابوعیسیٰ ترمذی عابد وزاہد' بے مثال حافظہ کے مالک اور یگانہ روزگار محدث تھے۔ ادریسی نے کہا ابوعیسیٰ ترمذی ان ائمہ میں سے ہیں جن کی علم حدیث میں پیروی کی جاتی ہے۔ انہوں نے جامع تواریخ اور علل کی تصنیف کی وہ ایک ثقہ عالم تھے اور ایسا حافظہ رکھتے تھے کہ لوگ حفظ میں ان کی مثال دیا کرتے تھے۔(۱) امام ترمذی بے حد عبادت گزار اور پرسوز دل کے مالک تھے۔ یوسف بن احمد بغدادی بیان کرتے ہیں کہ کثرت گریہ وزاری کے سبب وہ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔(۲)

امام ترمذی امام بخاری کے شاگرد تھے۔ نصر بن محمد خود امام ترمذی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن امام بخاری نے ان سے کہا کہ تم نے مجھ سے اس قدر استفادہ نہیں کیا جتنا استفادہ میں نے تم سے کیا ہے اور عمران بن علان نے کہا کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری نے فوت ہونے کے بعد اہل خراسان کے لئے علم وعمل میں امام ترمذی جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔(۲)

ولادت اور سلسلہ نسب

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الضحاک ابن السکن سلمی ترمذی ۲۰۹ھ میں بلخ کے شہر ترمذ میں پیدا ہوئے جو دریائے جیحون کے قریب واقع ہے۔

کنیت ابوعیسیٰ

امام ترمذی کا نام محمد اور کنیت ابوعیسیٰ ہے۔ جامع ترمذی میں انہوں نے اپنے نام کی بجائے کنیت کو اختیار کیا ہے اور جہاں اپنا ذکر کرتے ہیں۔ اس جگہ یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ امام ابن ابی شیبہ نے پوری سند کے ساتھ اپنی مصنف میں روایت کیا ہے کہ ایک شخص کی کنیت ابوعیسیٰ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: ''عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا''۔ اس روایت کے سبب بعض علماء نے ابوعیسیٰ کنیت رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیت ابوعیسیٰ سے نہ منع فرمایا ہے نہ اس کو ناپسند کیا ہے بلکہ صرف ایک امر واقعی کا بیان فرمایا ہے کہ واقعہ میں حضرت عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا۔

(۱) شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ' تہذیب التہذیب' ج ۹' ص ۳۸۸

(۲) ایضاً' ص ۳۸۹

Marfat.com

ثانیاً یہ کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان مزاح کے قبیل سے تھا جیسا کہ ایک شخص نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لئے اونٹ مانگا تو آپ نے فرمایا: میں تمہیں اونٹ کے بچے پر سوار کروں گا۔ وہ کہنے لگا حضور اونٹ کا بچہ تو مجھے گرا دے گا۔ آپ نے فرمایا: ہر اونٹ کسی نہ کسی اونٹ کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

کنیت ابوعیسیٰ کے سلسلہ میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی کنیت بھی ابوعیسیٰ تھی۔ جب حضرت عمر کو اس کنیت کا علم ہوا تو انہوں نے اس کنیت کو ناپسند فرمایا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے بتلایا کہ ان کی کنیت حضور نے رکھی تھی تو حضرت عمرؓ نے اس کو حضور کی خصوصیت قرار دیا اور اس کنیت سے بدستور منع کرتے رہے لیکن اس استدلال میں بھی کچھ جان نہیں ہے کیونکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی یہ کنیت خود حضور علیہ السلام نے رکھی تھی اور حضرت عمر کا اس کو حضور کی خصوصیت قرار دینا اس وقت معتبر ہوتا جب حضور علیہ السلام نے اس کنیت سے منع فرمایا ہوتا۔ نیز یہاں اب کا لفظ ابوت کے معنی میں ہے ہی نہیں۔

امام ترمذی کے ہم نام

امام ترمذی کے ایک ہم نام حکیم ترمذی ہیں۔ بسا اوقات بعض ناواقف لوگ حکیم ترمذی کی روایات کو امام ترمذی کی روایات خیال کر لیتے ہیں۔ حالانکہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اکثر ضعیف اور غیر معتبر روایات جمع کی ہیں اور امام ترمذی کی جامع صحیح میں اکثر صحیح اور معتبر روایات ہیں۔

تحقیق یہ ہے کہ ترمذی نام کے تین مشاہیر اعلام گزرے ہیں:

۱- امام ابوعیسیٰ الترمذی صاحب الجامع الصحیح المتوفی ۲۷۹ھ

۲- ابوالحسن احمد بن الحسن بن جنید الترمذی المتوفی ۲۴۵ھ۔ یہ ترمذی کبیر کے نام سے مشہور تھے اور امام بخاری اور امام ترمذی کے استاذ تھے۔(۱)

۳- ابوعبداللہ محمد بن علی بن الحسن الحکیم الترمذی المتوفی ۲۵۵ھ۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ نبوت پر ولایت کی فضیلت کے قائل تھے۔ اس عقیدہ کے سبب ان کو ترمذ سے نکال دیا گیا۔ پھر یہ بلخ چلے گئے۔ جہاں ان کے ہمنوا مل گئے۔(۲) ان کی کتاب نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول بہت مشہور ہے جس میں ۱۲۸۸ احادیث ذکر کی گئی ہیں۔ حافظ سیوطی نے ان پر زیادتی بھی کی ہے۔(۳)

---

(۱) امام عبداللہ شمس الدین الذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۳۶

(۲) امام عبداللہ شمس الدین الذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۴۵

(۳) حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۹۷۹

Marfat.com

اساتذہ

امام ترمذی نے حصول علم کی خاطر خراسان، عراق اور حجاز کے متعدد شہروں کا سفر کیا اور اپنے وقت کے بہترین افاضل، علوم حدیث کے ماہرین اور جید اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ ان کے اساتذہ میں سے چند حضرات کے اسماء یہ ہیں: قتیبہ بن سعید، ابومصعب، ابراہیم بن عبداللہ ہروی، اسماعیل بن موسیٰ اسدی، سوید بن نصر، علی بن حجر، محمد بن عبدالمالک بن ابی شوارب، عبداللہ بن معاویہ، محمد بن اسماعیل البخاری، مسلم بن الحجاج القشیری، امام ابوداؤد۔ (۱)

تلامذہ

امام ترمذی کے تلامذہ کی بھی ایک طویل فہرست ہے اور بے شمار لوگوں نے ان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان میں سے بعض حضرات کا ذکر کیا ہے، جن کی تفصیل یہ ہے:

ابو حامد احمد بن عبداللہ بن داؤد مروزی، ہیثم بن کلیب شامی، محمد بن محبوب، ابوالعباس محبوبی مروزی، احمد بن یوسف نسفی، ابوالحارث اسد بن حمدویہ، داؤد بن نصر بن سہیل بزدوی، عبد بن محمد بن محمود نسفی، محمد بن نمیر، محمد بن محمود، محمد بن مکی بن فوح، ابوجعفر محمد بن سفیان بن نضر نسفی، محمد بن منذر ابن سعید ہروی اور امام بخاری۔ (۲)

امام ترمذی نے اپنی جامع صحیح میں دو ایسی روایتیں ذکر کی ہیں جن کا امام بخاری نے امام ترمذی سے سماع کیا ہے، جن کی تفصیل یہ ہے:

۱-حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی ناعفان ناحفص بن غیاث بن حبیب بن ابی جمرة عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قول اللّٰہ عزوجل ماقطعتم من لینة اوترکتموھا قائمة علی اصولھا قال اللینة النخلة ولیخزی الفاسقین قال استنزلوھم من حصونھم قال وامروا بقطع النخل فحك فی صدورھم فقال المسلمون قد قطعنا بعضا وترکنا بعضا .فلنسئلن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھل لنا فیما قطعنا من اجروھل علینا فیما نزکنا من وزرفانزل اللّٰہ ماقطعتم من لینة اوترکتموھا قائمة علی اصولھا الایة ھٰذا حدیث حسن غریب وروی بعضھم ھٰذا الحدیث عن حفص بن غیاث عن حبیب بن ابی عمرة عن سعید بن جبیر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرسلا قال ابوعیسٰی سمع منی محمد بن اسماعیل ھٰذا الحدیث(۳)

۲-حدثنا علی بن المنذرنا ابن فضیل عن سالم بن ابی حفصہ عن عطیہ عن ابی سعید قال

---

(۱) امام ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۳۴

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸۷

(۳) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ الجامع الصحیح ص ۴۷۴

Marfat.com

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعلی یاعلی لایحل لاحدان یجنب فی ھٰذا المسجد غیری و غیرك قال علی بن المنذرقلت لضرار بن صردما معنی ھٰذا الحدیث قال لا یحل لا حد یستطرقہ جنباً غیری و غیرك ھٰذا حدیث غریب لا نعرفہ الامن ھٰذا الوجہ وقد سمع محمد بن اسماعیل منی ھٰذا الحدیث واستغربہ۔ (۱)

بے مثل حافظہ

امام ترمذی غضب کا حافظہ رکھتے تھے۔ان کی قوت حفظ سے متعلق ایک واقعہ عام تذکرہ نگاروں نے نقل کیا ہے۔خود امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شیخ سے ان کی احادیث کے دو جز نقل کیے تھے۔ایک مرتبہ مکہ کے سفر میں وہ میرے ہمراہ تھے۔مجھے اب تک ان اجزاء کی دوبارہ جانچ پڑتال کا موقع نہیں ملا تھا۔میں نے شیخ سے درخواست کی کہ آپ ان احادیث کی قرأت کریں اور میں سن کر ان کا مقابلہ کرتا جاؤں۔شیخ نے منظور فرما لیا پھر میں نے ان اجزاء کو اپنے سامان میں تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکے۔بالآخر میں نے ان اجزاء کی مثل سادہ کاغذ اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیے اور شیخ سے قرأت کی درخواست کی۔شیخ قرأت کرتے رہے اور میں اپنے ذہن میں ان احادیث کو محفوظ کرتا رہا۔اتفاقاً شیخ کی نظر ان سادہ کاغذوں پر پڑ گئی اور وہ ناراض ہو کر کہنے لگے تم کو شرم نہیں آتی مجھ سے مذاق کرتے ہو۔پھر میں نے سارا ماجرا سنا کر اپنا عذر پیش کیا اور کہا کہ آپ کی سنائی ہوئی تمام احادیث مجھے محفوظ ہو گئی ہیں۔شیخ نے کہا سناؤ اور میں نے وہ تمام احادیث من وعن سنا ڈالیں۔شیخ نے دوبارہ امتحان لینے کیلئے چالیس ایسی احادیث پڑھیں جو صرف ان سے روایت کی جاتی تھیں۔امام ترمذی نے ان احادیث کو بھی اسی طرح ترتیب وار سنا ڈالا۔اس پر شیخ نے انہیں تحسین و آفرین کرتے ہوئے بے اختیار کہا ''ما رأیت مثلك'' میں نے تمہاری مثل آج تک کسی کو نہیں دیکھا۔(۲)

ابن حزم کا انکار

ابو محمد ابن حزم المتوفی ۴۵۶ھ نے الصال میں امام ترمذی کو مجہول قرار دیا ہے کیونکہ غیر مقلدین حضرات کیلئے ابن حزم امام اور پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے انہیں اس کے انکار پر تعجب ہوا اور انہوں نے ابن حزم کے قول کی تاویلات اور توجیہات کرنی شروع کر دیں لیکن ہمارے لیے یہ امر چنداں باعث حیرت نہیں ہے کیونکہ ابن حزم نے محلی میں امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی وغیرہم مجتہدین کرام کیلئے جگہ جگہ کذب اور سفاہت کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔پس جو شخص ان جیسے صلحائے امت اور ائمہ دین کیلئے کذب اور سفاہت کے الفاظ لا سکتا ہے ایسے زبان دراز شخص کیلئے امام ترمذی کو مجہول کہہ دینا کیا بڑی بات ہو گی۔

---

(۱) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ الجامع الصحیح، ص ۵۳۵

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۳۸۸

Marfat.com

تصانیف

درس وتدریس کی بے پناہ مصروفیات اور کثرت مشاغل کے باوجود امام ترمذی سے مندرجہ ذیل تصانیف یادگار ہیں:

(۱) جامع ترمذی (۲) کتاب العلل (۳) کتاب التاریخ

(۴) کتاب الزہد (۵) کتاب الاسماء والکنی (۶) کتاب الشمائل النبویہ۔

وفات

۱۳ رجب ۲۷۹ھ کو مقام ترمذ میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا اور وہیں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ اس سال جن اور مشاہیر محدثین کا وصال ہوا ان کے اسماء یہ ہیں۔ محدث ابن خلیل بن ثابت' ابوجعفر برجلانی' ابراہیم عبداللہ العبسی الکوفی' محدث مکہ ابویحییٰ عبداللہ بن احمد بن ابی مسرۃ' محدث جعفر بن محمد بن شاکر۔(۱)

(۱) شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۶۳۵

Marfat.com

جامع ترمذی

امام ابوعیسیٰ ترمذی کی جامع صحیح' ترتیب صحاح کے لحاظ سے نسائی اور ابوداؤد کے بعد آتی ہے لیکن اس کو اپنی جودت ترتیب' افادیت اور جامعیت کی وجہ سے جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اس کے سبب اس کو عام طور پر بخاری اور مسلم کے بعد شمار کیا جاتا ہے چنانچہ حاجی خلیفہ اس کا ثالث الکتب الستہ کے عنوان سے کشف الظنون میں ذکر کرتے ہیں۔

حافظ ابن اثیر جامع الاصول میں لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کتب صحاح میں سب سے احسن ہے کیونکہ اس کی افادیت سب سے زیادہ اور ترتیب سب سے عمدہ ہے۔ نیز اس میں تکرار سب سے کم ہے۔ مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال کے ذکر اور انواع حدیث اور احوال رواۃ کے بیان میں یہ کتاب سب سے منفرد ہے۔

شیخ ابواسماعیل ہروی نے کہا کہ میرے نزدیک ابوعیسیٰ ترمذی کی کتاب بخاری اور مسلم کی کتابوں سے زیادہ مفید ہے۔ انہوں نے اس کا سبب بتلاتے ہوئے کہا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے سوا ماہرین علوم حدیث کے اور کوئی شخص استفادہ نہیں کر سکتا۔ بخلاف صحیح ترمذی کے کیونکہ یہ کتاب فقہاء' محدثین اور عام علماء کیلئے یکساں مفید ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو تصنیف کے بعد علماء حجاز پر پیش کیا تو انہوں نے اس کو پسند کیا۔ پھر علماء خراسان پر پیش کیا تو انہوں نے بھی اس کو تحسین کی نظر سے دیکھا۔ امام ترمذی کہتے ہیں جس شخص کے گھر میں یہ کتاب ہو وہ یوں سمجھے گویا اس کے گھر میں نبی کلام کر رہا ہے۔(۱)

تسمیہ

صحیح ترمذی کے نام میں اختلاف ہے۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگ اس کو سنن ترمذی کہتے ہیں لیکن اس کا زیادہ مشہور نام الجامع الصحیح ہی ہے۔ سنن اصطلاح حدیث میں حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس کی ترتیب ابواب فقہ کی طرز پر کی گئی ہو اور چونکہ ترمذی کی ترتیب اسی طور پر ہے اس لیے اس کو سنن کہنا بھی درست ہے۔ رہا الجامع الصحیح کہنے میں ترمذی کے جامع ہونے میں تو کوئی کلام نہیں البتہ صحیح کہنے پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ اس میں حسن اور ضعیف روایات بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ پھر اس کو صحیح کہنا کیونکر درست ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ اس کو صحیح تغلیباً کہا گیا ہے۔

(۱) حافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ ج ۲' ص ۶۳۴

Marfat.com

اسلوب

امام ترمذی نے اپنی جامع کی ترتیب میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ اس قدر عمدہ اور مفید ہے جس کی وجہ سے اس کتاب کو تمام کتب صحاح میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ سطور ذیل میں ہم جامع ترمذی کی چند خصوصیات بمع امثلہ پیش کر رہے ہیں۔

۱- امام ترمذی حدیث ذکر کرنے کے بعد ائمہ مذاہب کے اقوال اور ان کا اختلاف ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے سلمہ بن قیس سے ایک روایت ذکر کی: اذا توضات فانتثرو اذا ستجموت فاوتر۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں:

واختلف اهل العلم فيمن ترك المضمضة والا ستنشاق فقال طائفة منهم اذا تركهما في الوضو حتى صلى اعادوراً واذالك في الوضو والجنابة سواء وبه يقول ابن ابى ليلى و عبد الله بن مبارك و احمد واسحاق و قال احمد الا ستنشاق او كد من المضمضة قال ابوعيسىٰ طائفة من اهل العلم يعيد في الجنابة ولا يعيد في الوضوء وهو قول سفيان الثورى و بعض اهل الكوفة وقالت طائفة لا يعيد في الوضوء ولا في الجنابة لانهما سنة من النبى صلى الله عليه وسلم فلا تجب الاعادة على من تركهما في الوضوء ولا في الجنابة وهو قول مالك وشافعي۔(۱)

۲- امام ترمذی نے اپنی جامع صحیح میں یہ التزام کیا ہے کہ اس کتاب میں صرف ان احادیث کو درج کیا جائے جو کسی نہ کسی امام کا مذہب ہوں۔ البتہ دو حدیثیں ایسی ہیں جن کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ کسی امام کا مذہب نہیں ہے۔ پہلی حدیث یہ ہے: عن ابن عباس قال جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الظهر و العصر و بين المغرب والعشاء بالمدينة من غير خوف ولا مطر ۔لیکن اس حدیث کو اگر جمع صوری پر محمول کر دیا جائے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے ابتدائی وقت میں اسی طرح مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھا تو یہ حدیث ائمہ مذاہب میں سے کسی کے خلاف نہیں رہتی۔ دوسری حدیث یہ ہے: عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شرب الخمر فا جلدوه فان عادفى الرابعةفاقتلوه۔ چوتھی بار شراب پینے پر کسی شخص کو بطور حد قتل کر دینا بے شک کسی امام کا مذہب نہیں ہے لیکن اگر اس قتل کو تعزیر پر محمول کر دیا جائے تو یہ ائمہ مذاہب میں سے کسی کے خلاف نہیں ہے۔ اس تحقیق سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ جامع ترمذی کی تمام احادیث معمول بہا ہیں اور انہوں نے اس کتاب میں کوئی حدیث ایسی ذکر نہیں کی جو کسی نہ کسی امام کا مذہب نہ ہو۔(۲-۳)

۳- جب ایک حدیث کئی صحابہ سے مروی ہو تو جس صحابی سے اس حدیث کی روایت مشہور ہو امام ترمذی اس صحابی کی

(۱) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۰

(۲) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۲۷

(۳) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۷

Marfat.com

روایت ذکر کرتے ہیں اور باقی صحابہ کی روایات کی طرف وفی الباب عن فلاں و عن فلاں کہہ کر اشارہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: عن انس بن مالك قال كان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء قال اللهم انی اعوذ بك من الخبث والخبائث۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وفی الباب عن علی وزید بن ارقم وجابر وابن مسعود۔ پھر اپنی روایت کی وجہ ترجیح ذکر کرتے ہیں۔ قال ابو عیسیٰ حدیث انس اصح شیء فی هذا الباب واحسن۔ امام ترمذی کے اس طریقہ سے تین فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ باب کی غیر مشہور روایات بھی علم میں آ جاتی ہیں۔ ثانی یہ کہ بسا اوقات بعض غیر مشہور روایات کی کسی علت کا بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً یہی حدیث جس کو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور جس کے بعد فرماتے ہیں کہ وفی الباب عن علی و زید بن ارقم و جابر بن مسعود۔ اس میں زید بن ارقم کے بارے میں لکھتے ہیں: وحدیث زید بن ارقم فی اسناده اضطراب اور پھر تفصیل سے وجہ اضطراب بیان کر دی ہے۔ ثالث یہ کہ بعض اوقات غیر مشہور روایات کے متن میں کوئی زیادتی یا کمی ہو تو اس کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں۔ عن جابر بن عبدالله قال نهى النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان نستقبل القبلة ببول فرایته قبل ان يقبض بعام يستقبلها۔ پھر لکھتے ہیں: وفی الباب عن ابی قتادہ و عائشہ و عمار۔ اس کے بعد انہوں نے ابوقتادہ کی روایت ذکر کی ہے جس کے متن میں کمی ہے۔ لکھتے ہیں: عن ابی قتادہ انه رای النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم يبول مستقبل القبلة اخبرنا بذالك قتيبة قال نابذالك ابن لهيعة۔ اس کے بعد مشہور روایات کی وجہ ترجیح بیان کرتے ہیں۔ وحدیث جابر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اصح من حدیث ابن لهيعة وابن لهيعة ضعيف عنداهل الحديث۔ (۱،۲)

۳- امام ترمذی کا عام طریقہ یہ ہے کہ جب کسی صحابی کی روایت ذکر کرنے کے بعد وفی الباب عن فلاں کہتے ہیں تو فی الباب کے تحت اس صحابی کا نام ذکر نہیں کرتے جس کی روایت اصالۃً باب کے تحت لاتے ہیں لیکن بعض جگہ انہوں نے اس طریقہ کے خلاف بھی کیا ہے۔ مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: عن ابی سعيد الخدری عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فی الجنة شجر يسير الراكب فی ظلها مأة عام۔ الحديث۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: وفی الباب عن ابی سعید لیکن اس جگہ ابو سعید کی روایت سے وہ روایت مراد نہیں ہے جس کا امام ترمذی پہلے ذکر کر چکے ہیں بلکہ ایک اور روایت ہے۔ عن ابی سعيد الخدری عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انه قال له رجل يارسول الله ماطوبی قال شجرة مسيرة مأة الحديث (یہ روایت موارد الظمان میں ہے) (۳،۴)

(۱) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۲۷
(۲) ابو عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۳۶۱
(۳) الحافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ موارد الظمان روائد ابن حبان ص ۶۵۲
(۴) ابو عیسیٰ ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۴۷

Marfat.com

۴-امام ترمذی مکمل سند بیان کرنے کے بعد انواع حدیث میں سے اس حدیث کی نوع کا بیان کر دیتے ہیں کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے، حسن ہے یا ضعیف ہے۔ مثلاً روایت کرتے ہیں: حدثنا بندار حدثنا ابو احمد نا سفیان عن معمر عن قتادہ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یطوف علی نسائہ فی غسل واحد۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث انس حدیث صحیح۔ حسن کی مثال یہ ہے: حدثنا علی بن حجر نا عبدالرحمن بن ابی الزناد عن ابیہ عروۃ بن الزبیر عن المغیرہ بن شعبہ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین علی ظاہر ہما قال ابو عیسیٰ حدیث المغیرہ۔ حدیث حسن اور ضعیف کی مثال یہ ہے: حدثنا قتیبۃ قال ثنا رشدین بن سعد عن عبدالرحمن بن زیاد بن انعم عن عتبۃ بن حمید عن عبادۃ بن نسیی عن الرحمان بن غنم عن معاذ بن جبل قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضاء مسح وجہہ بطرف ثوبہ قال ابو عیسیٰ ھٰذا حدیث غریب و اسنادہ ضعیف و رشدین بن سعد و عبدالرحمان بن زیاد بن انعم الافریقی یضعفان فی الحدیث۔(۱،۲،۳)

۵-اگر کوئی حدیث مضطرب ہو تو تعیین کر دیتے ہیں کہ اضطراب سند میں ہے یا متن میں اور بسا اوقات وجہ اضطراب بھی بیان کر دیتے ہیں مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حدثنا جعفر بن محمد بن عمران الثعلبی الکوفی نا زید بن حباب عن معاویہ بن صالح عن ربیعہ بن یزید الدمشقی عن ابی ادریس الخولانی و ابی عثمان بن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضاء فاحسن الوضوء ثم قال اشھدان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھدان محمدا عبدہ و رسولہ الحدیث۔ اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں: وھٰذا حدیث فی اسنادہ اضطراب اور وجہ اضطراب میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن صالح وغیرہ نے زید بن حباب کی مخالفت کی ہے اور سند یوں ذکر کی ہے: عن معاویہ بن صالح عن ربیعہ بن یزید عن ابی ادریس عن عقبہ بن عامر عن عمر اور بعض کا یوں ذکر کیا ہے: عن ابی عثمان عن جبیر بن نفیر عن عمر۔

خلاصہ یہ ہے کہ زید بن حباب کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ادریس اور ابوعثمان ان دونوں اور حضرت عمر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے اور عبداللہ بن صالح وغیرہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ابوادریس اور حضرت عمر کے درمیان عقبہ بن عامر کا اور ابوعثمان اور حضرت عمر کے درمیان جبیر بن نفیر کا واسطہ ہے۔ اس وجہ سے یہ حدیث مضطرب السند ہوگئی۔(۴)

(۱) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۴۱

(۲) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۴۴

(۳) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۴۴

(۴) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۴۴

Marfat.com

۵- جو حدیث معلول ہو امام ترمذی اس کی تصریح کر دیتے ہیں اور بسا اوقات اس کی علت خفیہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حدثنا ابو الولید الدمشقی ناولید بن مسلم اخبرنا ثور بن یزید عن رجاء بن حیوۃ عن کاتب المغیرۃ عن المغیرۃ بن شعبہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مسح اعلی الخف و اسفلہ۔ حدیث کے ذکر کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: ھٰذا حدیث معلول اور وجہ اعلال کے بارے میں فرماتے ہیں: لم یسندہ عن ثور بن یزید غیر الولید بن مسلم۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہ حدیث دراصل مرسل ہے کیونکہ ثور بن یزید کے تمام شاگرد اپنی اسانید میں مغیرہ بن شعبہ کا ذکر نہیں کرتے اور کاتب مغیرہ کی حضور علیہ السلام سے اس حدیث کی مرسلاً روایت کرتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ اصل میں یہ حدیث مرسل ہے۔ اس کے برخلاف ثور بن یزید کے صرف ایک شاگرد ولید بن مسلم اس حدیث کو عن کاتب المغیرۃ عن المغیرہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ موصولاً روایت کرتے ہیں اور حدیث مرسل کو موصول بیان کرنا یہی وہ علت خفیہ ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث معلل قرار پائی۔(۱)

۶- اگر کوئی حدیث منقطع ہو تو امام ترمذی اس کے عدم انقطاع کی تصریح کر دیتے ہیں اور بعض اوقات عدم انقطاع کی وجہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: حدثنا علی بن حجرنا اسماعیل بن ابراھیم عن عبداللّٰہ بن الحسن عن امہ فاطمۃ بنت الحسین عن جدتھما فاطمۃ الکبریٰ قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا دخل المسجد صلی علی محمد وقال رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک الحدیث۔

اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث فاطمۃ حدیث حسن ولیس اسنادہ بمتصل اور اس کا سبب بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت الحسن نے حضرت سیدنا فاطمۃ الکبریٰ کو نہیں پایا تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے صرف چند ماہ بعد آپ کا وصال ہو گیا تھا۔(۲)

۷- جو حدیث غیر محفوظ اور شاذ ہو امام ترمذی اس کی بھی تصریح کر دیتے ہیں اور بسا اوقات وجہ شذوذ بھی بیان کر دیتے ہیں وہ روایت کرتے ہیں: حدثنا عبداللّٰہ ابن ابی زیاد نازید بن حباب عن سفیان عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبداللّٰہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حج ثلث حج حجتین قبل ان یھاجر وحجۃ بعد ما ہاجر الحدیث۔

اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: ھٰذا حدیث غریب من حدیث سفیان لانعرفہ الامن حدیث زید بن حباب الخ ان قال وسالت محمدا عن ھٰذا فلم یعرفہ من حدیث الثوری عن جعفر عن ابیہ عن جابر عن

(۱) عیسیٰ ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۴۰
(۲) عیسیٰ ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۷۳

Marfat.com

النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایتہ لایعد ھٰذا الحدیث محفوظا ۔خلاصہ یہ ہے کہ حدیث شاذ اور غیر محفوظ وہ ہوتی ہے جس میں ثقہ راوی اوثق کی مخالفت کرے یا ایک ثقہ شخص متعدد ثقہ لوگوں کی مخالفت کرے۔اس حدیث کی وجہ شذوذ امام ترمذی نے امام بخاری سے یہ نقل کی ہے کہ اس حدیث کو دوسرے ثقہ راویوں نے سفیان ثوری سے مرسلا روایت کیا ہے اور صرف زید بن حباب نے اس کو سفیان سے موصولاً روایت کیا ہے۔(۱)

۸-جو حدیث منکر ہو امام ترمذی اس کی تصریح کر دیتے ہیں اور بسا اوقات وجہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔اس کی مثال یہ ہے: حدثنا بشر بن معاذ العقدی البصری نا ایوب بن واقد الکوفی عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نزل علی قوم فلایصومن تطوعا الاباذنھم ۔اس حدیث کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: قال ابو عیسٰی ھٰذا حدیث منکر لا نعرف احدا من الثقات روی ھٰذا الحدیث عن ھشام بن عروہ ۔ خلاصہ یہ ہے کہ منکر اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں غیر ثقہ راوی ثقہ راویوں کی مخالفت کرے اور یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ اس سند کے راوی ضعیف ہیں اور ہشام بن عروہ سے اس حدیث کی روایت میں کوئی ثقہ راوی ان کا ساتھ نہیں دیتا۔(۲)

۹-بعض دفعہ امام ترمذی ایک اسناد سے ایک صحیح حدیث ذکر کرتے ہیں اور وہی حدیث بعض دوسری اسانید سے مدرج ہوتی ہے تو امام ترمذی اس کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔اس کی مثال یہ ہے: حدثنا قتیبہ نا اللیث عن ابن شھاب عن عبیداللہ بن عبداللہ ان ابن عباس اخبرہ ان الصعب بن جثامۃ اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بہ بالابواء او بودان فاھدی لہ حمارا وحشیا فردہ علیہ فلما رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکراھیۃ قال انہ لیس بنارد علیك واناحرم ۔اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں۔وقد روی بعض اصحاب الزھری عن الزھری ھٰذا الحدیث وقال اھدی لہ لحم حمار وحش وھو غیر محفوظ حدیث مدرج اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے متن میں راوی اپنے پاس سے کچھ الفاظ داخل کر دے اور اصحاب زہری کی روایت میں ایسا ہی ہے کیونکہ صحیح حدیث میں فاھدی لہ حمارا وحشیا کے الفاظ ہیں اور اصحاب زہری نے لحم کا لفظ زیادہ کر کے اھدی لہ لحم حمار وحش روایت کیا گیا ہے۔(۳)

۱۰-بعض دفعہ امام ترمذی کثرت طرق کا اظہار کرنے کیلئے حدیث ایک سند کے ساتھ مرفوعا ذکر کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ موقوف ہوتی ہے تو امام ترمذی اس کے وقف کی تصریح کر دیتے ہیں۔مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات وعلیہ صیام شھر فلیطعم عنہ مکان کل یوم مسکینا ۔اس

(۱) ابوعیسٰی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۴۰

(۲) ابوعیسٰی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۳۶

(۳) ابوعیسٰی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۴۵

Marfat.com

کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث ابن عمر لا نعرفه مرفوعا الامن هٰذا الوجه والصحیح عن ابن عمر موقوف قوله (۱)

۱۱- اگر حدیث بعض طرق کے لحاظ سے غریب اور بعض کے لحاظ سے مشہور ہو تو اس کا بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً روایت کرتے ہیں: عن حمید عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یتوضوء لکل صلوٰة طاهرا وغیر طاهر قال قلت لانس فکیف کنتم تصنعون انتم قال کنانتو ضوء وضوء احدا۔ اس حدیث کے بعد لکھتے ہیں: قال ابو عیسیٰ حدیث انس حدیث حسن غریب والمشهور عند اهل الحدیث حدیث عمرو بن عامر۔(۲)

۱۲- امام ترمذی عام طور پر حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: هٰذا حدیث حسن صحیح یاهٰذا حدیث حسن غریب یا هٰذا حدیث حسن صحیح غریب پہلی صورت میں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حسن اور صحیح دو مستقل قسمیں ہیں اور اقسام آپس میں متبائن ہوتی ہیں تو ایک حدیث حسن اور صحیح کیسے ہو سکتی ہے۔ بعض لوگوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ صحیح اور حسن کے جمع ہونے میں کوئی تعدد نہیں اس لئے کہ حدیث کا حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ ہونا عین ممکن ہے۔ لیکن یہ جواب قطعاً باطل اور مردود ہے کیونکہ صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اور ضعیف ایک مقسم کے اعتبار سے متعدد اقسام ہیں اور اقسام آپس میں متبائن ہوتی ہیں ان میں سے کوئی سی بھی دو قسمیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس کی مزید وضاحت اس طرح ہے کہ صحیح لغیرہ اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راویوں کے ضبط میں کچھ کمی ہو اور تعدد طرق روایت سے اس کمی کو پورا کر لیا جائے اور حسن لذاتہ اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں تعدد طرق روایت سے اس کمی کو پورا نہ کیا جائے۔ اس تقدیر پر ایک روایت کے صحیح لغیرہ اور حسن لذاتہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کے تعدد طرق ہوں اور نہ ہوں اور یہ اجتماع نقیضین ہونے کی وجہ سے محال ہے۔(۳)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس اشکال کے دو جواب دیئے ہیں۔ اول یہ کہ اس حدیث کے راویوں کے اوصاف میں ائمہ حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض اقوال کے لحاظ سے وہ حدیث حسن اور بعض کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اس صورت میں یہاں حرف عطف اور محذوف ہے۔ ثانی یہ کہ یہ حدیث دو سندوں سے مروی اور ایک سند کے لحاظ سے حسن اور دوسری کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اس صورت میں یہاں حرف عطف واؤ محذوف ہے۔

اس سوال کے چند اور جواب بھی منقول ہیں۔ حافظ عماد الدین نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح کے درمیان متوسط ہے اس لیے ان دونوں قسموں کا ذکر کر دیا۔ شمس الدین جزری نے کہا کہ اس حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو صحیح کے مشابہ ہو

(۱) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۱۲۷

(۲) ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۳۴

(۳) محمد عبدہ الفلاح فیروز پوری وعبد الرحمان مبارکپوری، صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین، ص ۱۴۵ و مقدمہ تحفۃ الاحوذی، ص ۲۱۲

Marfat.com

اس لیے اس پر دونوں وصفوں کا اطلاق جائز ہے۔ ابن دقیق العید نے کہا حسن سے مراد راوی کی صفت عدالت ہے اور صحیح سے مراد اس کی صفت ضبط ہے۔ بعض لوگوں نے کہا یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں اور حسن کے بعد صحیح باعتبار تاکید کے لائے ہیں اور بعض نے کہا حسن اسناد کا وصف ہے اور صحیح اس کا حکم ہے۔

امام ترمذی جس حدیث کے بعد ہذا حدیث حسن غریب کہتے ہیں وہاں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ امام ترمذی کے نزدیک حدیث حسن وہ ہوتی ہے جو طرق متعددہ سے مروی ہو کیونکہ وہ خود کتاب العلل میں لکھتے ہیں: وما قلنا فی کتابنا حدیث حسن فانما اردنابه حسن اسناده عند نا اذکل حدیث یروی لایکون راویه متهما بالکذب ویروی من غیروجه نحوذالك ولایکون شاذافهو عندناحسن (۱) اور حدیث غریب صرف ایک طریقہ سے مروی ہوتی ہے۔ پس ایک حدیث حسن اور غریب دو متضاد وصفوں کی حامل کیسے ہو سکتی ہے؟ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس اشکال کے جواب میں فرمایا کہ حدیث حسن میں دو اصطلاحیں ہیں۔ ایک جمہور کی جس میں تعدد طرق کی شرط نہیں ہے اور ایک امام ترمذی کی جس میں تعدد طرق شرط ہے۔ امام ترمذی جس جگہ ہذا حدیث حسن غریب کہتے ہیں وہاں حسن کا لفظ جمہور کی اصطلاح پر ہے لہٰذا غرابت اس کے منافی نہیں ہے اور جس جگہ فقط ھذا حدیث حسن کہتے ہیں وہ ان کی اپنی اصطلاح پر ہے۔(۱)

۱۳- بسا اوقات امام ترمذی سند کے بعض راویوں پر جرح کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی ہے: حدثنا محمود بن غیلان حدثنا المقری قالانا یحییٰ بن ایوب عن زید بن جبیرة عن داؤد بن حصین عن نافع عن ابن عمران النبی صلی اللّٰه علیه وسلم نهی ان یصلی فی سبع مواطن الحدیث۔ اس کے بعد ذکر کرتے ہیں: قال ابوعیسیٰ حدیث ابن عمر اسناده لیس بذاك القوه وقدتکلم فی زید بن جبیرة من قبل حفظه۔ اس حدیث میں امام ترمذی نے زید بن جبیرہ کے حافظہ پر جرح کی ہے۔(۲)

۱۴- اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی راوی مجہول ہو تو امام ترمذی اس کا تعین کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا هنادناشریك عن ابی فزاره عن ابی زید عن عبدالله بن مسعود قال سالنی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مافی اداوتك فقلت نبیذ فقال ثمرة طیبة وماء طهور قال فتوضامنه۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے ابوزید امام ترمذی اس کے بارے میں فرماتے ہیں: وابوزید رجل مجهول عنداهل الحدیث۔(۳)

۱۵- اور اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی راوی منکر الحدیث ہو تو اس کی بھی تعیین کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حدثنا نصربن علی واحمد بن عبیدالله السلمی البصری قالانا ابوقتیبه۔ مسلم بن قتیبة عن

(۱) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۵۶۵

(۲) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۷۷

(۳) ابوعیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۳۹

Marfat.com

الحسن بن علی الھاشمی عن عبدالرحمان عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال جاء نی جبرئیل فقال یا محمد اذا توضات فانتضح ۔اس حدیث کوذکر کرنے کے بعدامام ترمذی لکھتے ہیں:وسمعت محمد ایقول الحسن بن علی الھاشمی منکر الحدیث ۔(۱)

۱۶-عام طور پر جوراوی کنیت یانسبت کے ساتھ مشہور ہوتے ہیں۔ان کے اسماءاور کنی کی وضاحت خاص اہتمام سے کرتے ہیں۔مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں:ابوصالح والد سھیل ھوابو صالح السمان واسمہ ذکوان ۔ایک اورجگہ لکھتے ہیں:وابوایوب اسمہ خالد بن زید اورنسبت کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔والزھری اسمہ محمد بن مسلم بن عبیداللّٰہ بن شھاب الزھری وکنیۃ ابوبکر۔(۳،۲)

۱۷-اگر کسی راوی کے اسم میں اختلاف ہوتواس کابھی بیان کردیتے ہیں۔مثلاً لکھتے ہیں:ابوالملیح بن اسامۃ اسمہ عامر ویقال زید بن اسامۃ بن عمیر الھذلی ۔اسی طرح لکھتے ہیں:ابو ھریرہ اختلفوا فی اسمہ فقالوا عبد شمس وقالوا عبداللّٰہ بن عمر۔(۴)

۱۸-اگرایک وصف کے ساتھ دوراوی مشہور ہوں توامام ترمذی ان کے اسماءاور مراتب کافرق بیان کردیتے ہیں۔مثلاً وصف صنابحی کے ساتھ دوراوی مشہور ہیں۔ان کے بارے میں لکھتے ہیں:والصنابحی الذی روی عن ابی بکرالصدیق لیس لہ سماع من النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم واسمہ عبدالرحمان بن عسلۃ ویکنی ابا عبداللّٰہ رحل الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو فی الطریق و قدروی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم احادیث والصنابح بن الاعسر الاحمسی صاحب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقال لہ الصنابحی ایضاً وانما حدیثہ قال سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول انی مکاثربکم الامم فلاتقتلن بعدی ۔یعنی ایک صنابحی تابعی ہیں جن کانام عبدالرحمان ہےاوردوسرے صنابحی صحابی ہیں جن کانام صنابح ہے۔یہ دونوں حضور علیہ السلام سےروایت کرتے ہیں مگرایک کی روایت مرسل اوردوسرے کی روایت متصل ہے۔(۵)

۱۹-بسااوقات امام ترمذی کسی حدیث کے بارے میں مختلف اساتذہ اورائمہ حدیث کےاقوال بھی پیش کرتے ہیں۔مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں:حدثنا قتیبۃ وھنا دوابو کریب واحمد بن منیع و محمود بن غیلان وابو عمار قالوانا وکیع عن الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن عروۃ عن عائشہ

---

(۱)ابوعیسیٰ ترمذی متوفی۲۷۹ھ جامع ترمذی،ص۳۳

(۲)ابوعیسیٰ ترمذی متوفی۲۷۹ھ جامع ترمذی،ص۲۶

(۳)ابوعیسیٰ ترمذی متوفی۲۷۹ھ جامع ترمذی،ص۲۷

(۴)ابوعیسیٰ ترمذی متوفی۲۷۹ھ جامع ترمذی،ص۲۶

(۵)ابوعیسیٰ ترمذی متوفی۲۷۹ھ جامع ترمذی،ص۲۶

Marfat.com

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قبل بعض نسائہ ثم خرج الی الصلوٰۃ ولم یتوضوا قال قلت من ھی الاانت فضحکت ۔اس حدیث کوذکر کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں:سمعت ابابکر العطار البصری یذکر عن علی بن المدینی قال ضعف یحیی بن سعید القطان ھٰذا الحدیث وقال ھو شبہ لاشی قال وسمعت محمد بن اسماعیل یضعف ھٰذا الحدیث وقال حبیب بن ابی ثابت لم یسمع من عروۃ ۔اس حدیث کے تحت امام ترمذی نے علی بن المدینی اور امام بخاری کی آراء پیش کی ہیں اور بتلایا ہے کہ ان دونوں کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ان کے علاوہ امام ترمذی، امام ابوزرعہ، امام احمد بن حنبل اور عبدالرحمٰن دارمی کی آراء بھی پیش کرتے ہیں۔(۱)

۲۰-بعض جگہ امام ترمذی اپنے اساتذہ سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی۔حدثنا ھنادو قتیبہ قالاناوکیع عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن ابی عبیدۃ عن عبداللّٰہ قال خرج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لحاجتہ فقال التمس لی ثلثۃ احجار قال فاتیتہ بحجرین وروثۃ فاخذالحجرین والقی الروثۃ وقال انھار کس ۔اس حدیث کوابواسحاق سے اسرائیل نے بھی روایت کیا ہے اور زبیر نے بھی۔امام بخاری نے زبیر کی روایت کومناسب خیال کیا ہے اور اسی کی روایت کو اپنی صحیح میں ذکر ہے لیکن امام ترمذی کہتے ہیں:واصح شی فی ھٰذا عندی حدیث اسرائیل وقیس عن ابی اسحاق عن ابی عبیدۃ عن عبداللّٰہ لان اسرائیل اثبت واحفظ لحدیث ابی اسحاق ۔امام ترمذی کہتے ہیں اسرائیل کی حدیث زبیر سے بہتر ہے کیونکہ زبیر نے اخیر عمر میں ابواسحاق سے سماع کیا ہے اور اس وقت ابواسحاق کا ذہن مختل ہو چکا تھا اس کے بعد امام ترمذی امام احمد بن حنبل کے قول سے اس بات پہ شہادت لاتے ہیں کہ زبیر کی روایت ابواسحاق سے ساقط الاعتبار ہے۔چنانچہ لکھتے ہیں:سمعت احمد بن الحسن یقول سمعت احمد بن حنبل یقول اذا سمعت الحدیث عن زائدہ و زبیر فلا تبال ان لا تسمع من غیرھما الاحدیث ابی اسحاق (۲)

۲۱-امام ترمذی اپنی کتاب میں عنوان قائم کرتے ہوئے بسا اوقات لفظ ابواب کے بعد عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لکھتے ہیں اور اس کے تحت عام طور پر احادیث مرفوعہ ذکر کرتے ہیں اور بعض اوقات لفظ ابواب کے بعد عن رسول اللّٰہ نہیں لکھتے لہٰذا وہاں مرفوع روایات کا التزام نہیں کرتے۔

۲۲-کسی حدیث میں مرفوع اور موقوف کا اختلاف ہوتو اس کو بیان کردیتے ہیں مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: عن زید بن ثابت عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال افضل صلاتکم فی بیوتکم الا المکتوبۃ ۔اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں:وقد اختلفوا فی روایۃ ھٰذا الحدیث فرواہ موسیٰ بن عقبۃ و ابراھیم بن ابی النضر مرفوعا واوقفہ بعضھم (۳)

---

(۱)ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۳۸ (۲)ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۲۹

(۳)ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۹۱

Marfat.com

۲۳-بعض اوقات حدیث میں کوئی مشکل لفظ ہوتو امام ترمذی اس کا آسان لفظ سے معنی بیان کر دیتے ہیں۔مثلاً ایک حدیث کے الفاظ ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہتے ہیں۔اخبرنی بھاو لاتضنن بھاعلی۔امام ترمذی حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ومعنی قوله ولا تضنن بها علی یقول لا تبخل بها علی والصنین والبخیل والضنین المتهم (۱)

۲۴-بسا اوقات امام ترمذی کسی حدیث کا اختصار کرتے ہیں اور اس کے آخر میں لکھ دیتے۔وفی الحدیث قصة یاوفی الحدیث قصة طویلة۔اس کی مثال یہ ہے:عن ابی هریره قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر یوم طلعت فیه الشمس یوم الجمعه فیه خلق آدم وفیه ادخل الجنة وفیه اهبط منها وفیه ساعة لایوافقها عبدمسلم یصلی فیسال الله فیها شیا الا اعطاه ایاه قال ابوهریر ة فلقیت عبدالله بن سلام فذکرت له هٰذا الحدیث فقال انا اعلم بتلك الساعة فقلت اخبرنی بهاولا تضنن بها علی قال هی بعدالعصر الی ان تغرب الشمس فقلت فکیف تکون بعدالعصر وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یوافقها عبد مسلم و هو یصلی وتلك الساعة لا یصلی فیهافقال عبدالله بن سلام الیس قد قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من جلس مجلسا ینتظر الصلٰوة فهو فی الصلٰوة قلت بلی قال فهو ذالك۔اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں:وفی الحدیث قصة طویلة۔(۲)

سنن ابوداؤد میں یہ حدیث مفصل بیان کی گئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:عن ابی هریر ة قال قال رسول الله صلی اللّٰه علیه وسلم خیر یوم طلعت فیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم و فیه اهبط وفیه تیب علیه وفیه مات وفیه تقوم الساعة وما من دابة الاوهی مصیحة یوم الجمعة من حین تصبح حتی تطلح الشمس شفقا عن الساعة الاالجن والانس وفیها ساعة لا یصاد فها عبد مسلم وهو یصلی یسال الله عزوجل حاجة الااعطاه ایاها قال کعب ذالك فی کل سنة یوم فقلت بل فی کل جمعة قال فقراء کعب التوراة فقال صدق رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابوهریرة ثم لقیت عبدالله بن سلام فحدثة بمجلسی مع کعب فقال عبداللّٰه بن سلام قد علمت ایة ساعة هی قال ابوهریره فقلت له فاخبرنی بها فقال عبدالله بن سلام هی آخرساعة من یوم الجمعه فقلت کیف هی آخر ساعة من یوم الجمعة وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایصادفها عبد مسلم وهو یصلی وتلك الساعة لا یصلی فیها فقال عبدالله بن سلام الم یقل رسول الله صلی الله علیه وسلم من جلس مجلسا ینتظر

(۱)ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۹۷

(۲)ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۹۷

Marfat.com

الصلوٰۃ فھو فی صلوٰۃ حتی یصلی قال فقلت بلی قال ھو ذاک ۔(۱)

۲۵۔اگر دو حدیثوں میں تعارض ہوتو بسا اوقات امام ترمذی اس تعارض کو اٹھانے کیلئے کوئی توجیہ اور تاویل پیش کرتے ہیں۔مثلاً حضرت عائشہ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز منہ اندھیرے پڑھا کرتے تھے۔ انصاری حضرات کہتے ہیں کہ عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی چلی جاتی تھیں اور اندھیرے کی وجہ سے وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ اس کے بعد دوسری حدیث انہوں نے رافع بن خدیج سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر ۔فجر روشن ہونے کے بعد نماز پڑھو کیونکہ اس سے زیادہ اجر ملتا ہے۔پہلی حدیث کا مفاد یہ ہے کہ فجر کی نماز جلد پڑھنی چاہئے اور دوسری کا تقاضا یہ ہے کہ تاخیر سے پڑھنی چاہئے۔امام ترمذی ان دو متعارض حدیثوں میں تطبیق دینے کیلئے امام شافعی کی طرف سے دوسری حدیث کی توجیہہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الاسفار ان یتضح الفجر فلا یشك فیه ولم یردان معنی الاسفار تاخیر الصلوٰۃ ۔یعنی اسفار کا مطلب یہ ہے کہ جب صبح یقینی طور پر متحقق ہوجائے اور اس کا وجود مشکوک نہ رہے نہ یہ کہ نماز کو موخر کر کے پڑھا جائے۔(۲)

ہمارے نزدیک یہ توجیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس توجیہ کے اعتبار سے معنی یہ ہوگا کہ جب فجر غیر مشکوک ہوتو زیادہ اجر ملے گا جس کو لازم ہے کہ اگر مشکوک وقت میں فجر پڑھی گئی تو نفس اجر پھر بھی ملے گا اور یہ بداہۃً باطل ہے۔ان متعارض روایتوں میں اصل تطبیق یہ ہے کہ پہلی حدیث میں نفس جواز بیان کیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں استحباب بتلایا گیا ہے۔نیز پہلی حدیث میں عمل کا بیان ہے اور دوسری میں قول کا اور چونکہ قول،عمل پر راجح ہوتا ہے اس لیے تعارض نہ رہا۔

۲۶۔اور کبھی امام ترمذی رفع تعارض کیلئے دو متعارض حدیثوں میں سے کسی ایک کا منسوخ ہونا بیان کر دیتے ہیں مثلاً انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ذکر کی کہ جس چیز کو آگ نے چھوا ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ دوسری حدیث حضرت جابر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا گوشت کھانے کے بعد عصر کی نماز پڑھی اور تازہ وضو نہیں کیا۔اس حدیث کے اخیر میں امام ترمذی لکھتے ہیں: وھذا آخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وکان ھذا الحدیث ناسخ للحدیث الاول مماست النار۔یعنی یہ حدیث پہلی کیلئے ناسخ ہے۔

جامع ترمذی کے علوم

جامع ترمذی میں امام ترمذی نے احادیث کے ذیل میں جو مباحث ذکر کیے ہیں وہ اپنے اندر متعدد علوم وفنون کو سموئے ہوئے ہیں۔حافظ ابوبکر بن العربی نے عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی میں ان میں سے چودہ علوم کی نشاندہی کی ہے۔ہم نے مزید غور وفکر کر کے یہ عدد چوبیس تک پہنچا دیا ہے۔اس کے باوجود اس عدد کو جامع ترمذی کے علوم کا آخری ہندسہ نہیں قرار دیا

(۱) ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی المتوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ص ۱۴۹

(۲) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۵۰

Marfat.com

سکتا۔ جامع ترمذی میں مذکور علوم کی فہرست حسب ذیل ہے۔(۱) بیان مذاہب فقہاء (۲) متروک العمل روایات کی توضیح (۳) ایک حدیث کی روایات کرنے والے تمام صحابہ کا بیان (۴) متن حدیث میں زیادتی اور کمی کا بیان (۵) حدیث کی تصحیح، تحسین اور تضعیف (۶) حدیث مضطرب (۷) حدیث معلول (۸) حدیث مرسل (۹) متصل اور منقطع (۱۰) شاذ اور محفوظ (۱۱) منکر اور معروف (۱۲) حدیث مدرج (۱۳) اختصار حدیث (۱۴) مرفوع اور موقوف (۱۵) حدیث مشہور اور غریب (۱۶) بیان اسناد (۱۷) اختلاف اسماء (۱۸) اسماء مشترکہ میں امتیاز (۱۹) جرح و تعدیل (۲۰) اسماء، کنیت اور نسبت کی وضاحت (۲۱) ائمہ حدیث کی آراء (۲۲) ائمہ حدیث کا اختلاف (۲۳) تطبیق بین الروایات (۲۴) ناسخ اور منسوخ کا بیان اور یہ وہ علوم وفنون ہیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ مستقل حیثیت رکھتا ہے۔

رموز واصطلاحات

امام ترمذی نے اپنی جامع میں بعض خاص اصطلاحات کا استعمال کیا ہے جن کا وہ اکثر ابواب میں ذکر کرتے ہیں۔ سطور ذیل میں ہم ان اصطلاحات کی وضاحت کر رہے ہیں۔

(۱) **فلان ذاهب الحديث:** اس کا مطلب ہے کہ اس شخص کو حدیث یاد نہیں رہتی۔

(۲) **فلان مقارب الحديث:** ابن السید کی رائے ہے کہ اگر مقارب بالکسر ہو تو یہ الفاظ تعدیل سے ہے اور اگر بالفتح ہو تو الفاظ جرح سے ہے لیکن حافظ سیوطی اور حافظ ذہبی کی تحقیق یہ ہے کہ مقارب الحدیث ہر حال میں الفاظ تعدیل میں سے ہے اور یہ لفظ اگر بالکسر ہو تو اس کا معنی ہے۔ حديثه مقارب غيره اور بالفتح کی تقدیر پر اس کا معنی ہے ان حديثه يقاربه حديث غيره بہرحال مقارب مشارک کا تقاضا کرتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ اس کی حدیث دوسرے راوی کی حدیث کے قریب ہے۔

(۳) **شيخ ليس بذاك:** ای ليس بذاك المقام الذی يوثق به یعنی اس کی روایت نامقبول ہے۔ اس اصطلاح پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ شیخ الفاظ تعدیل میں سے ہے اور لیس بذاک الفاظ جرح میں سے ہے اور یہ ترکیب تضاد کو مستلزم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ ایک شخص عدالت کے لحاظ سے کامل ہو اور حافظہ کے لحاظ سے ناقص ہو۔ پس شیخ کا لفظ اس کے کمال عدالت اور لیس بذاک اس کے نقصان ضبط کی طرف راجع ہو اور طیبی نے یہ بھی کہا ہے کہ شیخ کا لفظ اس ترکیب میں لغوی معنی میں مستعمل ہے یعنی بوڑھا آدمی اور اس لحاظ سے اس ترکیب پر کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۴) **اسناده ليس بذاك:** ذاک کا اشارہ مشتغل بالحدیث کے ذہن کی طرف ہے یعنی اس کے ذہن میں جو قوت اسناد کا تصور ہے وہ یہاں مفقود ہے۔

(۵) **هذا حديث جيد:** حافظ ابن صلاح جید اور صحیح کو مساوی قرار دیتے ہیں لیکن بلقینی کہتے ہیں کہ امام ترمذی جید یا قوی کے ساتھ حدیث کو اس وقت موصوف کرتے ہیں۔ جب حدیث حسن کے درجہ سے ترقی کر لے مگر صحیح تک نہ پہنچ سکے اور

Marfat.com

یہی بات صحیح ہے۔

(۶) هٰذا اصح من ذالك: اس قسم کے مقامات پر اصح عموماً ارجح کے معنی میں ہوتا ہے۔یعنی دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور یہ ان میں اصح ہے یا دونوں حسن ہیں اور یہ ان میں زیادہ قوی ہے یا دونوں ضعیف ہیں اور یہ ان میں کم درجہ کی ضعیف ہے۔اسی طرح جب هٰذا اصح شی فی هٰذا الباب کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس باب کی سب احادیث صحیح ہیں بلکہ بسا اوقات باب کی تمام احادیث ضعیف ہوتی ہیں اور جس حدیث کو امام ترمذی ترجمۃ الباب کے اثبات کیلئے وارد کرتے ہیں وہ ان سب میں کم درجہ ضعیف ہوتی ہے اس لیے کہتے ہیں: هٰذا اصح شی فی هٰذا الباب۔

(۷) هٰذا حدیث غریب: امام ترمذی نے کتاب العلل میں غرابت حدیث کی تین وجہیں بیان کی ہیں۔اول یہ کہ سند حدیث میں ایک راوی اپنے شیخ سے اس حدیث کی روایت میں منفرد ہوتا ہے۔اگر چہ دوسرے طرق کے لحاظ سے وہ حدیث مشہور ہوتی ہے اس کی مثال یہ ہے۔ عن حماد بن سلمة عن ابی العشراء عن ابیه قال یارسول اللّٰه اما تکون الزکاة الا فی الحلق فقال لو طعنت فی فخرها اجزاء عنك۔(۱)

حماد بن سلمہ کے علاوہ اور کوئی شخص ابوالشعراء سے اس حدیث کی روایت نہیں کرتا۔اس وجہ سے یہ حدیث غریب قرار پائی ثانی یہ کہ ایک متن حدیث متعدد طرق سے مروی ہے مگر صرف ایک راوی متن حدیث میں دوسروں کی بنسبت کچھ زیادتی بیان کرتا ہے۔تب بھی وہ حدیث غریب کہلاتی ہے بشرطیکہ وہ راوی ایسا ہو جس کے حافظہ پر اعتماد ہو (ورنہ وہ حدیث مدرج ہوگی) اس کی مثال یہ ہے: عن مالك بن انس عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم زکوٰة الفطر من رمضان علی کل حر او عبد ذکر او انثی من المسلمین صاعامن تمر او صاعامن شعیر۔ امام مالک کے علاوہ دوسرے طرق سے جو حدیث مروی ہے اس میں من المسلمین کے الفاظ نہیں ہیں۔یہ زیادتی صرف امام مالک کی روایت میں ہے اس لیے یہ حدیث غریب کہلائی۔ثالث یہ کہ عام ائمہ حدیث کے نزدیک وہ حدیث کسی خاص سند سے معروف ہو اور اس کے سوا کسی اور طریقہ سے اس حدیث کی روایت کی جائے۔پھر بھی وہ غریب ہوگی اس کی مثال یہ ہے۔ حدثنا ابو هشام و ابو السائب و الحسین بن الاسوْد قالوا انا ابو اسامة عن برید بن عبداللّٰه بن ابی بردة عن جده ابی برده عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال الکافر یا کل فی سبعة امعاء و المومن یا کل فی معاواحد۔اس حدیث کی جو سند محمود بن غیلان اور امام بخاری اور دوسرے ائمہ حدیث کے نزدیک معروف ہے وہ یہ ہے: عن ابی اسامة عن برید بن عبداللّٰه الخ۔اور امام ترمذی کی سند چونکہ اس سند معروف کے خلاف ہے۔لہٰذا اس سند کے ساتھ یہ حدیث غریب ہوگئی۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ جب میں نے امام بخاری کو بتلایا کہ ابوکریب کے علاوہ ابوہشام، ابوالسائب اور حسین بن اسود بھی یہ حدیث روایت کرتے ہیں تو وہ حیران رہ گئے اور کہنے لگے

(۱) یہ اجازت حالت اضطرار کیلئے ہے۔

Marfat.com

میں نہیں جانتا تھا کہ اس حدیث کو ابو کریب کے علاوہ کوئی اور بھی روایت کرتا ہے۔

(۸) **هذا حدیث حسن:** جب امام ترمذی کسی حدیث کے ساتھ صرف حسن لکھتے ہیں یعنی صحیح یا غریب کے الفاظ اس کے ساتھ نہیں ہوتے اس وقت ان کی مراد اس حدیث سے وہ حدیث ہوتی ہے جو شاذ ہو اس کے راوی متہم بالکذب نہ ہوں اور طرق متعددہ سے مروی ہو۔

کتاب العلل

(۹) **اهل الرای:** اس لقب سے عام طور پر امام ترمذی احناف کا ارادہ کرتے ہیں۔ رہا یہ کہ احناف کو اہل الرای کس وجہ سے کہتے ہیں تو امام ترمذی کے ساتھ حسن ظن یہی ہے کہ وہ احناف کو ان کی دقت رائے اور اصابت فکر کی وجہ سے اہل الرای کہتے ہیں۔

(۱۰) **بعض اهل الکوفة:** عام طور پر ان الفاظ سے امام ابوحنیفہ کا اور کہیں کہیں سفیان ثوری کا ارادہ کرتے ہیں۔ امام ترمذی نے یہ التزام کیا ہے کہ جامع ترمذی میں دنیا بھر کے مجتہدین کا ذکر کیا لیکن ایک جگہ کے سوا اس کتاب میں کسی جگہ بھی امام الائمہ سراج الامۃ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا۔ البتہ کتاب العمل میں جابر جعفی سے متعلق امام ابوحنیفہ کی ایک روایت ذکر کی ہے اور وہ یہ ہے: **حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو یحیی الحمانی قال سمعت ابا حنیفه یقول ما رایت احد اکذب من جابر الجعفی و لا افضل من عطا بن ابی رباح** ۔ ہم اس طرز عمل پر اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ **یغفر اللّٰه لنا و له و سائر المسلمین**۔(۱)

شرائط

حافظ ابوالفضل بن طاہر حازمی شروط ائمہ میں ذکر کرتے ہیں کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں پہلے چار طبقات کے راویوں سے استیعاب کیا ہے۔ (۱) **کامل الضبط و الاتقان و کثیر الملازمة مع الشیخ** (۲) **کامل الضبط و الاتقان و قلیل الملازمة مع الشیخ** (۳) **ناقص الضبط و الاتقان و کثیر الملازمة مع الشیخ** (۴) **ناقص الضبط و الاتقان و قلیل الملازمة مع الشیخ**۔ ان چار طبقوں کے علاوہ ایک پانچواں طبقہ بھی ہے۔ ناقص الضبط و قلیل الملازمة عوائل الجرح جس کو ضعفاء اور مجہولین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ امام ترمذی نے حسب ضرورت اس طبقہ سے بھی روایات کا انتخاب کیا ہے۔

حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کی احادیث کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) وہ احادیث جو امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہیں۔

(۲) وہ احادیث جو امام نسائی اور امام ابوداؤد کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں۔

---

(۱) باب فی اشعار البدن میں امام ترمذی نے **ویقول ابو حنیفه هو مثلة** کہہ کر امام اعظم کا مذہب ذکر کیا ہے۔ (جامع ترمذی ص ۵۲)

Marfat.com

(۳) وہ احادیث جن کا ابوداؤد اور نسائی نے اخراج کیا اور ان کی علت ظاہر کردی۔

(۴) وہ احادیث جن کا خود امام ترمذی نے اخراج کیا اور ان کی علت بیان کردی۔(۱)

تساہل

احادیث پر کوئی حکم لگانے اور ان کی قسم متعین کرنے میں بعض اوقات امام ترمذی سے تساہل بھی واقع ہوا ہے۔ مثلاً امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا زیاد بن ایوب البغدادی ناابوعامر البغدادی ناکثیر بن عبداللّٰہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابیه عن جده عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال ان فی الجمعه ساعة لا یسال اللّٰہ العبد فیها شیئا الا آتاه اللّٰہ ایاه قالوا یارسول اللّٰہ ایة ساعة هی قال حین تقام الصلوٰة الی انصراف منها۔ اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔ قال ابوعیسیٰ حدیث عمرو بن عوف حدیث حسن غریب۔(۲)

امام ترمذی نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی کی اس حدیث کو حسن قرار دیا حالانکہ کثیر بن عبداللہ مزنی وہ شخص ہے جس کے بارے میں امام شافعی اور امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ کذاب ہے۔ امام ابوزرعہ اس کو واہی الحدیث اور لیس بالقوی لکھتے ہیں۔ ابوحاتم لیس بالمتین کہتے ہیں۔ نسائی اور دارقطنی لکھتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ ابراہیم بن منذر نے کہا کہ یہ شخص سخت جھگڑالو تھا اور ہم میں سے کوئی شخص اس سے روایت نہیں کرتا تھا۔ علی بن مدینی' احمد بن حنبل اور ابونعیم نے اس کو ضعیف قرار دیا۔ ابن سعد اس کو ضعیف اور قلیل الحدیث کہتے ہیں۔ ابن سکن نے کہا اس کا جو نسخہ عن ابیہ عن جدہ مروی ہے اس میں نظر ہے۔ حاکم نے کہا اس نسخہ میں ضعاف اور مناکیر ہیں اور ابن حبان نے کہا اس نسخہ میں موضوع روایات ہیں۔ اس شخص کا نام اپنی کتاب میں لینا اور اس سے احادیث کی روایت کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

خیال رہے کہ امام ترمذی نے کثیر بن عبداللہ کی جس روایت کو یہاں حسن قرار دیا ہے وہ عن ابیہ عن جدہ ہی ہے۔

کثیر بن عبداللہ مزنی کی روایت کو حسن قرار دینا تو ایک تسامح تھا ہی اس سے بڑا تسامح یہ ہے کہ امام ترمذی نے اس کی ایک روایت کو صحیح بھی قرار دیا ہے اور وہ روایت بھی عن ابیہ عن جدہ ہے جس کو ابن حبان موضوعات میں سے اور حاکم ضعاف اور مناکیر میں سے شمار کرتے ہیں۔ روایت ملاحظہ ہو۔ حدثنا الحسن بن علی الخلال ثنا ابوعامر العقدی ثنا کثیر بن عبداللّٰہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابیه عن جده ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال الصلح جائز بین المسلمین الاصلحا حرم حلا لا اواحل حراما و المسلمون علی شروطهم الاشرطا حرم حلالا اواحل حراما۔ اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔ ھٰذا حدیث حسن صحیح (۴)

---

(۱) حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۶۳۴ (۲) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی' ص ۹۷

(۳) شہاب الدین ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب' ج ۸' ص ۴۲۲

(۴) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی' ص ۲۱۳

Marfat.com

اسی طرح ایک اور حدیث امام ترمذی روایت کرتے ہیں: **حدثنا ابو کریب و محمد بن عمرو السواق قالانا یحییٰ بن الیمان عن المنهال بن خلیفه عن الحجاج بن ارطاة عن عطاء عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل قبر الیلافا سرج له سراج فاخذه من قبل القبلة وقال رحمك الله ان كنت لاواها تلاء للقران و كبر علیه اربعا** (۱)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے یحییٰ بن یمان اس کو امام احمد بن حنبل ضعیف قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں لیس بحجۃ' ابن معین لکھتے ہیں کہ یہ شخص اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کونسی حدیث بیان کر رہا ہے۔ احادیث میں اس کو وہم لاحق ہوتے تھے اور یہ ثقہ نہ تھا۔ عبداللہ بن علی بن مدینی کہتے ہیں کہ اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ یہ شخص کثیر الغلط تھا اور احادیث میں اس سے خطا ہوتی تھی۔ ابوداؤد لکھتے ہیں کہ یہ احادیث مقلوب کر دیا کرتا تھا اور اس سے احادیث میں خطا ہوتی تھی۔ امام نسائی اس کو کہتے ہیں لیس بالقوی اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں اور اسی شخص کی حدیث کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔ ہذا حدیث حسن۔ (۲)

اسی طرح بعض دفعہ ایک حدیث منکر ہوتی ہے اور امام ترمذی اس کو شاذ قرار دیتے ہیں۔ خیال رہے کہ منکر وہ حدیث ہے جس میں ضعیف ثقہ کی مخالفت کرے۔ اس کو غیر محفوظ بھی کہتے ہیں۔ بہر حال امام ترمذی نے جس منکر حدیث کو غیر محفوظ کہا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ **حدثنا محمد بن عبیدالمحار بی ناعبدالرحمان بن زید بن اسلم عن ابیه عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاث لایفطرن الصائم الحجامة والقیی و الاحتلام**۔ اس کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: قال ابوعیسیٰ حدیث ابی سعید الخدری غیر محفوظ۔ (۳)

اس کی وجہ امام ترمذی نے یہ بیان کی ہے کہ اس سند کا ایک راوی عبدالرحمان بن زید اس حدیث کو ابوسعید خدری سے موصولاً روایت کرتا ہے جبکہ دوسرے ثقہ راوی عبداللہ بن زید' عبدالعزیز بن محمد اور دوسرے ثقات اس کو مرسلاً روایت کرتے ہیں اور ابوسعید خدری کا ذکر نہیں کرتے اور عبدالرحمان بن زید جو ثقہ راویوں کی مخالفت کر رہا ہے خود ضعیف راوی ہے۔ امام ترمذی نے امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کی شہادتوں سے اس کا ضعف ثابت کیا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث منکر ہوئی اور امام ترمذی کا اس کو غیر محفوظ کہنا محض تساہل ہے۔

بعض اوقات ایک حدیث متصل ہوتی ہے اور امام ترمذی اس کو منقطع قرار دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے۔ امام ترمذی روایت کرتے ہیں: **حدثنا هنادنا هیشم عن ابی الزبیر عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابی عبیده بن عبدالله**

---

(۱) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی' ص ۲۱۳

(۲) شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب' ج ۱۱' ص ۳۰۶

(۳) ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی' ص ۱۲۷

Marfat.com

بن مسعود قال قال عبداللّٰہ ان المشرکین شغلوا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن اربع صلوات یوم الخندق حتی ذھب من اللیل ماشاء اللّٰہ فامر بلالا فاذن ثم اقام فصلی العصر ثم اقام فصلی المغرب ثم اقام فصلی العشاء ۔اس حدیث کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں:حدیث عبداللّٰہ لیس باسنادہ باس الاان ابا عبیدۃ لم یسمع من عبداللّٰہ (۱)

امام ترمذی کا کہنا ہے کہ ابوعبیدہ نے عبداللہ بن مسعود سے سماع نہیں کیا۔صحیح نہیں ہے عبداللہ بن مسعود کی وفات کے وقت ابوعبیدہ کی عمر سات سال تھی اور جب پانچ سال کی عمر میں سنی ہوئی احادیث کی روایت جائز ہے جیسا کہ محمود بن ربیع نے پانچ سال کی عمر میں حضور علیہ السلام سے سنی ہوئی حدیث کی روایت کی ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے چھ سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی احادیث کی روایت کی ہے تو یہ کیوں نہیں جائز کہ ابوعبیدہ نے سات سال کی عمر میں اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی احادیث کی روایت کی ہو۔علامہ عینی لکھتے ہیں کہ محدثین نے غیر معروف راویوں کا سات سال کی عمر میں سماع تسلیم کیا ہے تو ابوعبیدہ جیسے معروف تابعی کا عبداللہ بن مسعود جیسے معروف صحابی سے سات سال کی عمر میں سماع کا کیونکر انکار ہوسکتا ہے۔کرابیسی نے کتاب المدلسین میں اور حاکم نے مستدرک میں ابوعبیدہ کی عبداللہ بن مسعود سے روایت کا ذکر کیا ہے اور طبرانی نے معجم اوسط میں سند صحیح کے ساتھ ابوعبیدہ سے عبداللہ بن مسعود سے سماع کی تصریح کی ہے اور وہ سند یہ ہے:عن زیاد بن سعد عن ابی الزبیر قال حدثنی یونس بن عتاب الکوفی قال سمعت ابا عبیدہ بن عبداللہ یذکر انہ سمع ابا ہ یقول کنت مع النبی علیہ الصلوٰۃ و السلام فی سفر الحدیث ۔اور جب سند صحیح کے ساتھ خود ابوعبیدہ کی عبداللہ بن مسعود سے سماع کی تصریح موجود ہے تو امام ترمذی کا نفی سماع کا قول کرنا تساہل کے سوا اور کچھ نہیں۔(۲،۳،۴)

امام ترمذی کے تساہل کی بحث میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ حدیث ضعیف کو حسن یا صحیح کہنے میں انہوں نے ضرور تساہل کیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ ایک یقینی امر ہے کہ جامع ترمذی میں انہوں نے کوئی موضوع حدیث شامل نہیں کی۔محدث ابن جوزی نے جامع ترمذی کی تیئیس احادیث کو موضوع قرار دیا ہے لیکن یہ ابن جوزی کا تشدد ہے اور اس باب میں ان کی عادت مشہور ہے۔حافظ جلال الدین سیوطی نے الذب عن السنن میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان میں سے کوئی روایت موضوع نہیں۔

---

(۱) حافظ بدرالدین العینی المتوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری ج ۲ ص ۳۰۳

(۲) امام محمد بن اسماعیل بخاری المتوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷

(۳) شہاب الدین ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۴۵

(۴) الشیخ الحافظ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد العینی المتوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری ج ۲ ص ۳۰۲

Marfat.com

تعداد احادیث

شیخ محمد فواد مصری نے جامع ترمذی کی کل احادیث مقصودہ کی تعداد ۱۳۸۵ بتلائی ہے اور توابع اور شواہد کو شامل کر کے شیخ ابراہیم مصری نے جملہ احادیث کی تعداد ۳۹۵۶ بتائی ہے۔

اعلیٰ اسانید

امام ترمذی کی جو حدیث اعلیٰ اسانید پر مشتمل ہے وہ ثلاثی ہے یعنی اس میں امام ترمذی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں۔ جامع ترمذی میں صرف ایک ثلاثی ہے اور وہ یہ ہے: **حدثنا اسماعیل بن موسیٰ الفزاری ابن ابنة اسدی الکوفی ناعمر بن شاکر عن انس بن مالك قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یاتی علی الناس زمان الصابر فیهم علی دینه کالقابض علی الجمر۔**(۱)

ملا علی قاری رحمہ الباری کو اس جگہ ایک تسامح لاحق ہوا ہے اور انہوں نے امام ترمذی کی اس حدیث کو ثنائی قرار دیا ہے۔ یعنی اس حدیث میں امام ترمذی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔ حالانکہ سند حدیث سے ظاہر ہے کہ یہاں امام ترمذی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین راوی ہیں۔ اسماعیل بن موسیٰ، عمر بن شاکر اور انس بن مالک۔(۲)

کتب صحاح میں جامع ترمذی کا مقام

صحت احادیث اور قوت سند کے اعتبار سے جامع ترمذی کا مقام نسائی اور ابوداؤد کے بعد ہے اور کتب صحاح میں یہ پانچویں درجہ پر آتی ہے کیونکہ امام ترمذی طبقہ رابعہ سے اصالۃً احادیث روایت کرتے ہیں جبکہ نسائی اور ابوداؤد اس طبقہ سے صرف انتخاب کرتے ہیں۔ نیز امام ترمذی ضعفاء اور مجہولین کے پانچویں طبقہ سے بھی روایت قبول کر لیتے ہیں۔ جبکہ نسائی اور ابوداؤد اس طبقہ سے اصلاً روایت نہیں کرتے۔ اسی سبب سے حافظ جلال الدین سیوطی امام ذہبی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کا مقام سنن نسائی اور ابوداؤد کے بعد ہے کیونکہ امام ترمذی مصلوب اور کلبی کی روایات کا بھی اخراج کر لیتے ہیں۔(۳)

البتہ حسن ترتیب، حدیث اور فقہ کے متعدد علوم کے شمول اور افادیت کے لحاظ سے جامع ترمذی کا نسائی اور ابوداؤد پر مقام ہے۔ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کے بارے میں یہ بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ مجتہد کے لئے کافی ہے اور مقلد کے لئے مغنی ہے اور غالباً اسی وجہ سے حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اس کو ثالث الکتب الستہ سے تعبیر کیا ہے اور شیخ

(۱) امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی، ص ۳۲۹

(۲) ملا علی القاری الحنفی المتوفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ المفاتیح، ج ۱ ص ۲۳

(۳) الحافظ جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ تدریب الراوی، ص ۵۶

Marfat.com

عبدالحق محدث دہلوی بھی شاید اسی وجہ سے بخاری اور مسلم کے بعد اسی کا ذکر کرتے ہیں۔

شروح

جامع ترمذی کی شروح بھی بکثرت تصنیف کی گئی ہیں لیکن بعض نامکمل رہیں۔ بعض طبع نہ ہوسکیں اور اکثر نایاب ہیں۔ خصو[صاً] برصغیر میں تو جامع ترمذی کی کوئی معتد بہ اور مشہور شرح دستیاب نہیں ہے۔ سطور ذیل میں چند شروح کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱-عارضة الاحوذی: یہ شرح الحافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ الاشبیلی المالکی التوفی ۵۴۶ھ کی تالیف ہے جو ابن العربی [کے] نام سے مشہور ہیں۔

۲-المنقح الشذی: یہ شرح حافظ ابوالفتح محمد بن محمد الشافعی التوفی ۷۳۴ھ کی تالیف ہے۔ یہ ایک مبسوط کتاب ہے ترمذی کے دوثلث سے کم کی شرح دس جلدوں میں کی گئی ہے۔ مصنف اس شرح کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ بعد میں حافظ ز[ین] الدین عراقی نے اس کو مکمل کرنا شروع کیا لیکن وہ بھی پوری نہ کر سکے۔

۳-شرح الزوائد علی الصحیحین و ابی داؤد: یہ شرح سراج الدین عمر بن علی ابن الملقن التوفی ۸۰۴ھ کی تصنیف ہے۔

۴-العرف الشذی: یہ سراج الدین عمر ابن رسلان البلقینی التوفی ۸۰۵ھ کی تالیف ہے اور نامکمل ہے۔

۵-شرح الجامع: یہ شرح حافظ زین الدین عراقی متوفی ۸۰۶ھ کی تالیف ہے اور نا تمام ہے۔

۶-شرح الترمذی: یہ شرح حافظ زین الدین عبدالرحمانؒ بن احمد بن نقیب الحنبلی کی تالیف ہے۔ یہ شرح [بیس] جلدوں پر مشتمل تھی مگر ایک فتنہ میں جل کر ضائع ہوگئی۔

۷-شرح الترمذی: یہ شرح الحافظ زین الدین عبدالرحمان بن احمد بن رجب الحنبلی متوفی ۷۹۵ھ کی تالیف ہے۔

۸-قوت المقتذی: یہ شرح الحافظ جلال الدین السیوطی التوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے۔

۹-شرح ترمذی: یہ شرح علامہ محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار التوفی ۹۸۶ھ کی تالیف ہے۔

۱۰-نفع قوت المقتذی: یہ شرح علامہ سید علی بن سلیمان المالکی التوفی ۱۲۹۸ھ کی تالیف ہے۔(۱)

مختصرات

شروح کے علاوہ جامع ترمذی کی مختصرات بھی تصنیف کی گئی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱-مختصر الجامع: یہ نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی الحنبلی التوفی ۷۱۰ھ کی تالیف ہے۔

۲-مختصر الجامع: یہ نجم الدین محمد ابن عقیل الشافعی التوفی ۷۲۹ھ کی تالیف ہے۔(۲)

---

(۱) ان شروح میں سے اکثر کا تذکرہ حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ نے کشف الظنون ج ۱ ص ۵۵۶ میں کیا ہے۔

(۲) حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۱ ص ۵۵۶

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ الطَّهَارَةِ (پاکیزگی کے ابواب)

نماز طہارت کے بغیر اور صدقہ خیانت کے ساتھ قبول نہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُوْلٍ (حدیث نمبر ۱)

نماز طہارت کے بغیر نامقبول ہے اور صدقہ خیانت کے ساتھ قبول نہیں۔

✧ وضو کرنے سے بندۂ مومن کے اعضاء سے تمام گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں (حدیث نمبر ۲) اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ فَلَا تَقْتَتِلُنَّ بَعْدِی

میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پہ فخر کروں گا لہٰذا میرے بعد ایک دوسرے کو قتل نہ کرنا

✧ وضو نماز کی چابی ہے (دنیاوی امور کو نماز میں) حرام کرنے والی تکبیر ہے اور (ان امور کو) حلال کرنے والا کام سلام پھیرنا ہے۔ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ (حدیث نمبر ۳)' حدیث نمبر ۴ میں ہے: مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الْوُضُوْءُ ۔ نماز جنت کی چابی ہے اور وضو نماز کی کنجی ہے۔

✧ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ الفاظ پڑھے جائیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (حدیث نمبر ۶)

اے اللہ! میں ضرررساں اشیاء اور ناپاکیوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور بیت الخلاء سے نکلتے وقت غفرانک پڑھا جائے یعنی اے اللہ میں تیری ہی بخشش چاہتا ہوں۔

✧ قضائے حاجت یا پیشاب کرتے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کیا جائے نہ پشت (اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا حدیث نمبر ۸ یہی احناف کا موقف ہے۔ اشعۃ اللمعات' ج ۱' ص ۱۹۸)

✧ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا: لَاتَبُلْ قَائِمًا ۔ اس بارے میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں جو تمہیں یہ بتائے کہ حضور علیہ السلام کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے اس کی ہرگز تصدیق نہ کرنا کیونکہ حضور علیہ السلام بیٹھ کر ہی پیشاب فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ حضرت ابن مسعود رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کا فرمان ہے: اِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ تَبُولَ وَاَنْتَ قَائِمٌ ۔کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ظلم ہے (حدیث نمبر ۱۲) بعض اہل نے عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو جائز قرار دیا ہے اور حدیث نمبر گیارہ میں حضور علیہ السلام کا کھڑے ہو کر بول مبارک فرمانا بھی اس بنا پر تھا کیونکہ آپ نے کوڑے کے ڈھیر پہ پیشاب فرمایا تھا جہاں اگر بیٹھ کر پیشاب کرتے تو کپڑے خراب ہو جاتے۔

✧ حضور علیہ السلام پاخانہ و پیشاب کرتے وقت زمین سے قریب ہو کر شرمگاہ سے کپڑا اٹھاتے تھے۔ (حدیث نمبر ۱۴)

✧ شرمگاہ کو دایاں ہاتھ لگانے سے منع فرمایا گیا:

نَهٰى اَنْ يَّمَسَّ الرَّجُلُ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهٖ (حدیث ۱۵)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معترض کو لاجواب کر دیا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے استہزاء کے طور پر کہا (حاشیہ ۲، ترمذی، ص ۱۰) عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَائَةَ ۔تمہارے نبی نے تو تمہیں ہر بات ہی سکھا دی ہے یہاں تک کہ قضائے حاجت کا طریقہ بھی۔ حضرت سلمان نے (احساس کمتری کا شکار ہونے کی بجائے بڑی جرات سے) جواب دیا۔

اَجَلْ نَهَانَا اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ وَّاَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ يَّسْتَنْجِيَ اَحَدُنَا بِاَقَلِّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ (حدیث ۱۶)

ہاں ہاں کیوں نہیں ہمارے آقا علیہ السلام نے ہمیں پاخانہ اور پیشاب کے وقت قبلہ رخ ہو کر بیٹھنے سے منع فرمایا، دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے، تین پتھروں سے کم اور گوبر ہڈی کے ساتھ بھی استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ان کے اعتراض و استہزاء کا مطلب یہ تھا کہ یہ کیسا نبی ہے جو اس طرح کی باتیں بھی بتا دیتا ہے اور آپ کے جواب کا مقصد تھا کہ یہ کیسے عظیم رسول ہیں جو اتنی شان کے مالک ہو کر ہمیں ہر چھوٹی بڑی بات بتا دیتے ہیں اور کچھ بھی چھپا کر نہیں رکھتے۔ اگر آپ ہی چھپائیں گے تو آپ کے علاوہ ہمیں کون بتائے گا اور دین مکمل کیسے ہوگا) امام ترمذی فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کے اکثر صحابہ کرام اور تابعین کا قول یہ ہے کہ صرف پتھر سے بھی استنجا جائز ہے اگرچہ پانی استعمال نہ کرے جبکہ پاخانہ اور پیشاب اثر زائل ہو جائے اور یہی قول سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی و احمد و اسحاق علیہم الرحمۃ کا ہے۔ (جبکہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک اگر نجاست اپنے مخرج سے ایک درہم انداز اُبڑھ جائے تو دھونا فرض ہے ورنہ مستحب اسی طرح امام صاحب کے ہاں ڈھیلوں کی تعداد بھی متعین نہیں یعنی تین سے کم زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اصل مقصد صفائی کرنا ہے جتنوں سے بھی ہو جائے کہ حدیث ۱۵ پر امام ترمذی نے پورا باب باندھا ہے۔ باب فی الاستنجاء بالحجرین یعنی دو پتھروں کے ساتھ استنجا کرنے کا باب اور اس کے تحت جو حدیث لائے ہیں وہ حضرت عبداللہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام قضائے حاجت کیلئے باہر تشریف لے گئے تو آپ نے مجھے تین ڈھیلے تلاش کرنے کا حکم دیا۔ میں دو پتھر اور ایک لید کا ٹکڑا لے کر حاضر

Marfat.com

تو آپ نے ڈھیلے لے لیے اور لید کو یہ کہہ کر پھینک دیا اِنَّهَا رِكْسٌ ۔ یہ تو خود ناپاک ہے۔ (ہاں البتہ طاق ڈھیلے استعمال کرنے چاہئیں جیسا کہ حدیث ۲۷ میں آیا ہے)

لید کی طرح ہڈی سے استنجا کرنے سے بھی منع فرمایا گیا اور فرمایا: فَاِنَّهُ زَادُ اِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ ۔ یہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے (حدیث ۱۶) پانی سے استنجا کرنے کو علماء نے پسندیدہ قرار دیا ہے۔ (یہی مسلک احناف ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان عورتوں کو فرمایا: اپنے خاوندوں کو پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کا کہو مجھے (تو انہیں کہتے ہوئے) شرم محسوس ہوتی ہے۔ پس بے شک حضور علیہ السلام پانی سے استنجا فرمایا کرتے تھے (حدیث ۱۹)

✦ حضور علیہ السلام قضائے حاجت کیلئے دور تشریف لے جایا کرتے تھے اور نرم جگہ تلاش فرماتے (تاکہ چھینٹوں سے بچا جا سکے) حدیث ۲۰

✦ غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا (جبکہ وہاں پانی کھڑا ہو جاتا ہو) اور فرمایا کہ عموماً شبہات اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (حدیث ۲۱)

✦ حضرت زید بن خالد اپنی مسواک قلم کی طرح کان پہ رکھتے اور ہر نماز کیلئے (وضو کرتے وقت) مسواک کرتے' پھر اسی جگہ رکھ لیتے تھے۔ (حدیث ۲۳)

✦ بہتر یہ ہے کہ کلی کیلئے علیحدہ پانی لے اور ناک کیلئے علیحدہ۔ البتہ ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جائز ہے۔ (جیسا کہ حدیث ۲۸ میں ہے) بعض اہل علم نے یونہی کہا ہے۔

✦ داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے (یہی احناف کا موقف ہے) حدیث ۲۹

✦ سر کا مسح کرتے ہوئے پہلے آگے سے پیچھے کی طرف (سر کے درمیان میں) اور پھر پیچھے سے آگے کی طرف (اطراف میں) حدیث ۳۲

✦ سر کے مسح کیلئے نیا پانی لیا جائے (حدیث ۳۵) اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

✦ پاؤں پہ موزے وغیرہ نہ ہوں تو ان کو دھویا ہی جائے گا ورنہ وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ (ایڑیاں خشک رکھنے والوں کے لئے خرابی ہے) کا کوئی معنی نہیں بنے گا۔ (حدیث ۴۱)

✦ اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھونا۔ (حدیث ۴۴) عام علماء کے نزدیک یہی بہتر ہے۔ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں جو اس سے زیادہ مرتبہ دھوئے۔ اس کو گناہ سے امن نہیں جیسا کہ ابن ماجہ شریف کی حدیث میں اس کو ظلم قرار دیا گیا ہے۔ (ترمذی' ص ۱۷' حاشیہ ۱) باب في وضوء النبي صلى الله عليه وسلم كيف كان میں تین تین مرتبہ دھونا ہی حضور علیہ السلام کا وضو بتایا گیا۔ (حدیث ۴۸)

Marfat.com

گناہ مٹانے والے اور درجات بلند کرنے والے تین کام

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جن کے سبب اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل تین کام بتائے۔

۱-اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِہِ۔ تکلیف کے وقت مکمل وضو کرنا۔

۲-کَثْرَۃُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ۔ مساجد کی طرف زیادہ جانا۔

۳-اِنْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ۔ ایک نماز کے بعد دوسری کی انتظار کرنا۔

آخر میں فرمایا: فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ ۔ یہ جہاد ہے۔ اگلی حدیث میں تین مرتبہ اس کو جہاد قرار دیا گیا۔ (حدیث ۵۲-۵۱) مجمع البحار کے حوالہ سے حاشیہ ترمذی میں ہے۔ وقیل معناھا ان ھٰذا الخلال تربط صاحبھا عن المعاصی و تکفه عن الحرام ۔ اس کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ خصلتیں بندے کو گناہ اور حرام سے روک دیتی ہیں (جیسا کہ جہاد سے ظلم وکفر کا خاتمہ ہو جاتا ہے)۔

✧ وضو کے بعد اعضاء کو تولیے سے پونچھنا اور پانی کو خشک کرنا۔ (حدیث ۵۴-۵۳)

✧ وضو کے بعد کلمہ شہادت اور اس کے بعد یہ دعا پڑھنے سے جنت کے آٹھوں دروازے پڑھنے والوں کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (حدیث ۵۵) اے اللہ! مجھے خوب توبہ کرنے والوں اور بہت پاک ہونے والوں میں سے بنادے۔

✧ وضو میں وسوسے ڈالنے والے شیطان کا نام "ولھان" ہے۔ (حدیث ۵۷)

✧ وضو ہونے کے باوجود ہر نماز کیلئے وضو کر لینا مستحب ہے جبکہ ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لینا جائز ہے۔

(حدیث ۶۱-۶۰-۵۹-۵۸)

✧ مرد اور عورت ایک ہی برتن کے پانی سے غسل جنابت کر سکتے ہیں۔ (حدیث ۶۲) (اس سلسلہ میں ممانعت مکروہ تنزیہی پہ محمول ہوگی)۔

(لئلا یخالف الحدیث الآتی)

✧ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا (حدیث ۶۸) ثابت ہوا جاری پانی یا وہ پانی جو جاری کے حکم میں ہے یعنی دہ دردہ حوض میں نجاست گر جائے اور اس کا وصف نہ بدلے تو ناپاک نہیں ہوتا یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا موقف ہے۔

نگاہ نبوت قبر کے اندر کے حالات بھی دیکھ لیتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے

Marfat.com

فرمایا: ان دونوں (قبروں والوں) کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے جرم کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک کو اس لیے کہ لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ۔ یہ پیشاب سے احتیاط نہیں کیا کرتا تھا اور دوسرے کو اس لیے کہ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ۔ چغل خوری کیا کرتا تھا۔ (حدیث ۷۰)

معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف یہ کہ قبروں کے اندر کے حالات جانتے ہیں بلکہ ان وجوہات سے بھی باخبر ہیں کہ جن سے قبروں میں عذاب ہوتا ہے مگر بے خبر' بے خبر جانتے ہیں۔ یعنی جو خود بے خبر ہیں وہ حضور علیہ السلام کے علم کی بھی نفی کے درپے ہیں۔ معراج کی اندھیری رات میں تیز رو براق پہ سوار ہو کر جاتے ہوئے حضور علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھتے دیکھ لیا۔

جس پا سے ٹر جایئے سرکار نظر رکھدے   بیٹھے نے مدینے وچ دو جگ دی خبر رکھدے

✦ صرف شک پڑھنے سے کہ ہوا خارج ہوگئی ہوگی وضو نہیں ٹوٹتا جب تک آواز یا ہوا نہ محسوس کرے (حدیث نمبر ۷۵)

فقہ کا مشہور قانون ہے۔ الیقین لایزول بالشك۔ شک یقین کو زائل نہیں کرتا۔ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ بے وضو ہونے کا اس قدر یقین نہ ہو جائے کہ جس پر قسم اٹھا سکے۔

امام ترمذی علیہ الرحمۃ کا عجیب استدلال کہ باب باندھا ہے "بے وضو شخص سلام کا جواب دے تو مکروہ ہے" اور اس کے تحت حدیث وہ لائے ہیں کہ جس میں ہے حضور علیہ السلام پیشاب فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ لہٰذا ترجمۃ الباب یہ ہونا چاہئے تھا کہ پیشاب کرنے والا اسلام کا جواب نہ دے یا ننگا شخص سلام کا جواب نہ دے۔

(دیکھئے باب ۶۷' حدیث ۹۰)

✦ (بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے تو) عورت کو غسل کرتے ہوئے بال کھولنے کی ضرورت نہیں (جبکہ مرد ہر حال میں کھولے گا) (حدیث ۱۰۵)

✦ غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ (حدیث ۱۰۷)

✦ جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو (حدیث ۱۱۰)

(احناف کے ہاں صرف شرمگاہوں کے مل جانے سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔ دخول سے غسل واجب ہوتا ہے چاہے انزال نہ ہو) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اَلْمَاءُ بِالْمَاءِ۔ (انزال سے غسل کا واجب ہونا) احتلام کے ساتھ خاص ہے۔ (حدیث ۱۱۲)

لہٰذا احتلام یاد ہے مگر تری نہیں پائی تو غسل واجب نہ ہوگا۔ یہی احناف کا مسلک ہے۔

✦ اِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ (احتلام کے مسئلہ میں) عورتیں مردوں ہی کی طرح ہیں۔ (حدیث ۱۱۳)

✦ مذی سے وضو اور منی سے غسل واجب ہوتا ہے۔ (حدیث ۱۱۴)

Marfat.com

✦ (کپڑے پر منی لگ جائے تو کھرچنے اور رگڑنے کی بجائے دھونا ہی مناسب ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے کپڑے سے منی کو دھویا۔ (حدیث ۱۱۷)

✦ جنبی کا غسل سے پہلے سونا جائز اور کم از کم وضو کر لینا سنت ہے۔ (۱۲۰-۱۱۹)

✦ مرد غسل کے بعد جنبی عورت کے جسم کے ساتھ لگ سکتا ہے۔ (۱۲۳)

✦ حائضہ عورت سے بوس و کنار کی اجازت ہے۔ (۱۳۲) بشرطیکہ اپنے آپ پہ کنٹرول کر سکتا ہو۔ اس کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکتا ہے اور حائضہ مسجد سے کوئی چیز پکڑ سکتی ہے صرف ہمبستری منع ہے۔ (۱۳۵-۱۳۴-۱۳۳)

✦ دوبارہ جماع کیلئے کم از کم وضو کر لینا چاہئے۔ (۱۴۱)

✦ (توجہ بٹتی ہو تو) پیشاب پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز نہ پڑھے۔ (۱۴۲)

اَبْوَابُ الصَّلٰوۃِ (نماز کے باب)

✦ صبح کی نماز کو اجالے میں پڑھنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ (۱۵۴) یہ فضیلت صبح کی نماز کو اندھیرے میں پڑھنے پر نہیں بیان ہوئی۔

✦ ظہر کی نماز کو گرمیوں میں ٹھنڈا کیا کرو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی تپش سے ہے (۱۵۷) ظہر کی نماز کو جلدی پڑھنے کا اس طرح حکم نہیں دیا گیا۔

✦ نماز عشاء کے بعد بے فائدہ گفتگو مکروہ ہے جبکہ ضروری اور مفید گفتگو کی اجازت ہے۔ (۱۶۹-۱۶۸)

✦ اَلْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ۔ جنازہ (تب ہے) جب حاضر ہو۔ (۱۷۱) غائبانہ والے کسی حدیث میں دکھائیں۔ اَلْجَنَازَۃُ اِذَا غَابَتْ ۔

✦ نماز کو اس کے وقت پہ ادا کرنا افضل عمل ہے۔ (۱۷۳) حضور علیہ السلام نے ساری زندگی میں دو نمازیں بھی آخر وقت میں نہیں پڑھیں۔ (۱۷۴)

✦ نماز عصر کی خصوصی تاکید کہ جس کی عصر کی نماز رہ گئی گویا اس کی اولاد اور مال ہلاک ہو گئے۔ (۱۵۷)

✦ عصر اور فجر کی نماز کے بعد قضا نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ (۱۸۳)

✦ مغرب سے پہلے (اس حدیث کی بنا پر کہ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ لِّمَنْ شَآءَ۔ ہر دو اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان نماز ہے۔) دو نفل پڑھنے میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے۔ (۱۸۵)

✦ سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت ادا کر لی تو اس کی نماز ہو گئی (۱۸۶) احناف کے ہاں صبح کی نماز کی ایک رکعت پا لی اور سورج طلوع ہو گیا تو نماز نہ ہوگی کیونکہ عصر کا وقت سورج غروب ہونے سے پہلے بھی ناقص تھا بعد میں بھی

Marfat.com

گئی رہا۔لہٰذا عصر ہو جائے گی جبکہ صبح کا وقت طلوع آفتاب سے پہلے کامل تھا تو کامل وقت میں شروع کی ہوئی نماز ناقص وقت میں آ جانے کی وجہ سے نہ ہوئی۔فقہی مسائل میں احناف کے عقلی ونقلی دلائل کے انبار دیکھنے ہوں تو شرح معانی الآثار امام ابوجعفر طحاوی کی کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

✧ اذان کا آغاز کس طرح ہوا۔حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے خواب (۹۰-۱۸۹)

✧ اذان واقامت کے کلمات دودوبار کہے جائیں (۱۹۴) اذان میں ترجیع یعنی کلمات شہادت کو پہلے آہستہ پھر اونچی آواز سے کہنا ابتداء میں صرف تعلیم کے لیے تھا یعنی حضرت عبداللہ بن زید آہستہ آہستہ بولتے تھے اور حضرت بلال بلند آواز سے اذان کہتے جاتے۔

اقامت کے وقت نماز کیلئے کب کھڑے ہونا چاہئے

✧ **لَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ۔**

مجھے دیکھے بغیر (نماز کیلئے) کھڑے نہ ہوا کرو۔(۱۹۵)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب شرح وقایہ میں ہے: **ویقوم الامام والقوم عند حیّ علی الصلوٰۃ ویشرع عند قد قامت الصلوٰۃ .** امام و قوم (نماز کیلئے) حیّ علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں۔

یہ حدیث حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بخاری ومسلم میں بھی گزری ہے (بخاری ج ۱ ص ۸۸) جبکہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے ہے۔ **کان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال بلال قد قامت الصلوٰۃ نهض فکبر**۔کہ جب حضرت بلال قد قامت الصلوٰۃ کہتے تو حضور علیہ السلام کھڑے ہوتے اور تکبیر تحریمہ کہتے۔(اعلاء السنن ج ۴ ص ۳۲۶ کنز العمال ج ۷ ص ۵۴۲ السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۶ مسند بزار ج ۸ ص ۲۹۸)

نووی شرح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے: **یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ وبه قال احمد علیه الرحمة** (ج ۱ ص ۲۲۱ عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۵۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی قول وعمل تھا۔ جبکہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے بارے میں ہے کہ آپ حی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہوتے۔

(فتح الباری ج ۲ ص ۲۲۰ عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۵۳)

عینی شرح بخاری میں قد قامت الصلوٰۃ سے پہلے نماز کیلئے اٹھنا مکروہ لکھا ہے اور اس قول کو مصنف میں ہشام بن عروہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے (ج ۵ ص ۱۵۳) اس بارے میں مزید حوالہ جات' طحاوی' کنز الدقائق' نور الایضاح' تنویر الابصار' درمختار اور ردالمحتار میں استحباب کے ہیں۔جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اقامت کے شروع میں نماز کیلئے کھڑے ہونا مکروہ و نادرست ہے۔طحاوی نے فرمایا یہ ایسا مسئلہ ہے کہ قہستانی نے اسے ذکر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت کے شروع میں کھڑے ہونا مکروہ ہے۔**والناس عنها غافلون** جبکہ لوگ اس سے غافل ہیں۔ترمذی شریف ہی میں حضرت ابن مبارک علیہ الرحمۃ کا

Marfat.com

قول ہے کہ امام اگر مسجد میں موجود ہو تو اقامت کے وقت لوگ قد قامت الصلوٰۃ پہ کھڑے ہوں۔(۵۹۲)
(بعض اس کے بھی قائل ہیں کہ اقامت کے وقت بھی انگلیاں کانوں میں ڈالی جائیں (۱۹۷)

✧ جو اذان کہے وہی اقامت کہے (۱۹۹) یا یہ کہ خود موذن دوسرے کو اقامت کہنے کی اجازت دے دے۔ حدیث میں بلا اجازت و رضامندی موذن کے علاوہ دوسرے شخص کیلئے اقامت کہنے کی ممانعت ہے جو کہ مکروہ تنزیہی کے درجہ میں ہے یعنی بہتر یہی ہے کہ موذن خود ہی اقامت کہے۔ ترمذی میں بعض علماء کا یہ مسلک بیان کیا گیا ہے کہ موذن اذان کا اور امام اقامت کا زیادہ حقدار ہے (۲۰۲) اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ بغیر وضو اذان نہ دی جائے۔ لَا یُؤَذِّنُ اِلَّا مُتَوَضِّئٌ

✧ اذان کے بعد بلا عذر مسجد سے باہر جانا مکروہ ہے۔(۲۰۴)

✧ اذان و اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی۔(۲۱۲)

نمازیں پانچ پڑھو، ثواب پچاس کا ملے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر کم کی گئیں یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔

ثُمَّ نُوْدِیَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّہٗ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَاِنَّ لَکَ بِھٰذِہِ الْخَمْسِ خَمْسِیْنَ (۲۱۳)

پھر آواز دی گئی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ہاں بات نہیں بدلتی اور آپ کیلئے (اور آپ کے صدقے پوری امت کیلئے) پانچ کے بدلے پچاس کا ثواب ہے۔

پھر ایک ایک نماز کا ثواب مزید بڑھایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے پر ایک نماز کا ثواب ستائیس درجے زیادہ ہے۔(۲۱۵)

مسواک کر کے پڑھی جانے والی نماز کا ثواب اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ عمامہ شریف باندھ کر پڑھی گئی نماز ثواب میں اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

جمعہ اور نماز باجماعت کا اہتمام نہ کرنے والا دوزخی ہے

امام مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو دن بھر روزے سے رہتا ہے اور ساری رات نوافل ادا کرتا ہے لیکن جمعہ اور نماز باجماعت نہیں پڑھتا۔ فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی جمعہ اور جماعت سے اعراض کرتے ہوئے ان کے حق کو ہلکا سمجھے اور ان میں سستی کرتے ہوئے حاضر نہ ہو۔(۲۱۸)

✧ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے والے کو پوری رات کے قیام کا ثواب۔(۲۲۱)

✧ جو چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کرے اس کیلئے دوزخ اور نفاق سے برات کو لکھ دیا جاتا ہے۔(۲۴۱)

Marfat.com

✦ نماز میں اونچی آواز سے بسم اللہ شریف پڑھنا بدعت ہے۔ (۲۴۴)

رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت

حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (مجمع عام میں) فرمایا: اَلاَ اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلَاۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔کیا میں تمہیں حضور علیہ السلام کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں۔ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ ۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کیا۔ (۲۵۷)

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور کئی صحابہ کرام اور تابعین عظام اسی کے قائل ہیں۔ حضرت سفیان ثوری اور اہل کوفہ (امام اعظم اور ان کے متبعین) کا یہی موقف ہے۔

✦ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ امام کو رکوع اور سجدے میں پانچ تسبیحات پڑھنی چاہئیں تاکہ مقتدی تین تسبیحات کو پاسکے۔ (۲۶۱)

✦ رکوع اور سجدہ میں قرأت کی ممانعت (۲۶۴) اسی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ریشم سے مخلوط اور پیلے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے (مردوں کو) منع فرمایا ہے۔

✦ سجدے میں چہرہ، دو ہتھیلیوں کے درمیان رکھا جائے گا۔ (۲۷۱)

✦ سجدہ سات اعضاء پہ کرنا اور (نماز میں) کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹنا۔ (۲۷۳)

✦ جلسہ استراحت کے بغیر قیام کیلئے اٹھنا۔ (۲۸۸)

✦ تشہد میں انگلی اٹھانے کا ذکر (۲۹۴)

✦ سلام پھیر کر تین مرتبہ استغفر اللہ پڑھنا اور اللھم انت السلام..... دعا مانگنا (۳۰۰)

✦ اگر قرآن مجید نہ آتا ہو تو نماز میں حمد، تکبیر، تسبیح و تہلیل کرتے رہو۔ (۳۰۲)

✦ حضور علیہ السلام نے مغرب کی دو رکعتوں میں سورۃ اعراف پڑھی۔ (۳۰۸)

✦ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ حضرت جابر (۳۱۳)

✦ مسجد میں داخل و خارج ہوتے وقت دعا سے پہلے درود شریف پڑھو۔ (۳۱۴)

✦ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پہ رکھی گئی (لمسجد اسس علی التقوی) اس سے مراد مسجد نبوی شریف ہے۔ (۳۲۳)

✦ تکبیر اولیٰ کو پانے کیلئے تیز چلنے میں کوئی حرج نہیں۔ (حدیث میں دوڑنے کی ممانعت ہے) (۳۲۷)

حضور علیہ السلام لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے چھوٹے بھائی سے (مزاحاً) فرماتے:

Marfat.com

یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ۔ اے ابو عمیر نغیر (پرندے) کو کیا ہوا۔ (۳۳۳)

✧ مقرر امام اور صاحب منزل کی اجازت کے بغیر نماز کی امامت نہ کی جائے۔ (۳۵۶)

✧ امام کو اجتماعی دعا کرنی چاہئے ورنہ خیانت ہوگی۔ (۳۵۷)

✧ نماز میں جمائی کو کھانسی کے ذریعے بھی روکا جاسکتا ہے۔ (۳۷۰)

✧ حضور علیہ السلام کی طویل نمازوں (نوافل) کا حال (۳۷۳)

✧ نماز میں سدل ثواب (کپڑے کو سر یا کندھوں پہ اس طرح لٹکانا کہ اس کے دونوں سرے آپس میں نہ ملیں بلکہ لٹکے رہیں) مکروہ ہے۔ (۳۷۸)

✧ کولہوں پہ ہاتھ رکھ کر چلنا شیطانی چال ہے جس کو عربی میں اختصار کہتے ہیں اس طرح نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا۔ (۳۸۳)

✧ طویل قیام والی نماز افضل نماز ہے۔ (۳۸۷) بعض اس سے اگلی حدیث کی بنا پر کثرت رکوع وسجود والی نماز کو افضل قرار دیا ہے جس میں ہے کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کیلئے سجدہ کرتا ہے تو اس کا ایک گناہ معاف اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔ (۳۸۸)

✧ حضرت علی کسی صحابی سے حدیث سنتے تو قسم لے کر تصدیق فرماتے۔ (۴۰۶) اس حدیث میں توبہ کی نماز کا ذکر بھی ہے۔

✧ بچہ دس سال کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو اس کو مار کر نماز پڑھاؤ۔ (۴۰۷)

اس حدیث کی بنا پر امام احمد واسحاق فرماتے ہیں کہ دس سال کے بعد بچے نے جتنی نمازیں چھوڑیں ان کی قضا کرے۔

✧ طویل نماز کی وجہ سے حضور علیہ السلام کے پاؤں مبارک پر ورم آنا (۴۱۲)

✧ قیامت کے دن فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی۔ (۴۱۳)

✧ صبح کی سنتوں سے لے کر نماز فجر کی ادائیگی تک گفتگو کرنے کو صحابہ وتابعین مکروہ سمجھتے تھے۔ (۴۱۸)

✧ صبح کی سنتیں رہ جائیں تو ان کو طلوع آفتاب کے بعد پڑھا جائے (۴۲۳)

عندالاحناف سنتوں کی قضا نہیں لہٰذا یہ سنتیں اگر پڑھے گا تو نوافل ہوں گے۔ ہاں اگر فرضوں کے ساتھ قضا ہو جائیں اور اسی دن زوال سے پہلے قضا کرے گا تو دونوں کو قضا کرے۔

✧ ظہر کی چار سنتیں نہ پڑھ سکا تو فرضوں کے بعد پڑھ لے۔ (۴۲۶)

ان کی فضیلت میں آتا ہے کہ جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعت کی حفاظت کی اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا گیا۔ (۴۲۷)

Marfat.com

✦ حضور علیہ السلام نے مغرب کے بعد کی دو سنتوں کو گھر میں ادا فرمایا۔ (۴۳۲)

✦ اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، دل جاگتا ہے (اس لیے نیند میرا وضو نہیں توڑ سکتی) (۴۳۹)

اکل نور و شرب نور و خواب نور

امام نے آیت پڑھی تو خوف خدا سے جان نکل گئی

حضرت بہز بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ زرارہ بن اوفیٰ بصرہ کے قاضی تھے اور بنی قشیر (قبیلہ) کی امامت کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے صبح کی نماز میں اس آیت کی تلاوت کی۔

فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ (المدثر)

پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ بڑا تنگی کا دن ہوگا۔

خر میتا ۔ آپ گرے اور روح پرواز کر گئی۔ (راوی کہتے ہیں یہ نہ سمجھنا کہ میں کسی سے سن کر یہ واقعہ بیان کر رہا ہوں بلکہ چشم دید گواہ ہوں) وَكُنْتُ فِيْ مَنِ احْتَمَلَهٗ اِلٰى دَارِهٖ۔ میں خود ان کو اٹھا کر گھر پہنچانے والوں میں سے ہوں۔ (۴۴۵)

✦ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر رات اپنے بندوں کو اپنی بخشش اور عطاؤں کی طرف بلاتی رہتی ہے۔ (۴۴۶)

✦ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے قدرے اونچی آواز سے پڑھنے کا حکم دیا اور حضرت عمر کو ذرا آہستہ آواز سے پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ (۴۴۷)

✦ حضور علیہ السلام نے ایک ہی آیت میں ساری رات گزار دی۔ (۴۴۸)

✦ نفلی نماز گھر میں ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے۔ (۴۵۰) فرمایا گھر میں بھی نماز پڑھا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ (۴۵۱)

اَبْوَابُ الْوِتْرِ (وتروں اور دیگر نفلی نمازوں کا بیان)

✦ نماز وتر کو سرخ اونٹوں (ہر نعمت) سے بہتر قرار دیا۔ (۴۵۲)

✦ وتروں کی نماز فرض نہیں بلکہ سنت (بمعنی واجب) ہے۔ (۴۵۴)

✦ جس شخص کو اپنے اوپر رات کو اٹھنے کا اعتماد نہ ہو اس کو سونے سے قبل وتر ادا کر لینے چاہئیں۔ (۴۵۵)

✦ حضور علیہ السلام نے رات کے اول، درمیان اور آخر میں وتر پڑھے ہیں۔ (۴۵۶)

✦ وتر کی تین رکعتوں کا بیان (۴۵۹) پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں الکفرون اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھی۔ (۴۶۲)

✦ وتروں کی قضا کی جائے گی۔ (۴۶۵)

Marfat.com

✧ نماز چاشت کی بارہ رکعتوں پہ جنت میں سونے کے محل کی خوشخبری (۴۷۳)

✧ فتح مکہ کے موقع پہ (بڑی مصروفیت کے باوجود) حضور علیہ السلام نے چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں۔ (۴۷۴)

✧ چاشت کی دو رکعتیں پابندی سے پڑھنے والے کے گناہ معاف اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (۴۷۶)

✧ نماز حاجت' استخارہ اور صلوٰۃ التسبیح کے ابواب۔ (باب ۱۹-۱۸-۱۷)

حضور! آپ پہ درود کیسے بھیجیں؟

صحابہ کرام نے عرض کیا: حضور ہمیں یہ تو پتہ چل گیا کہ (نماز میں) آپ پہ سلام کس طرح بھیجنا ہے (السلام علیک ایھا النبی) یہ فرمائیں (کہ صلوا علیہ کے حکم پہ عمل کرتے ہوئے) درود شریف کس طرح پڑھیں۔ تب آپ نے درود ابراہیمی کی تعلیم دی۔ (۴۸۳)

اس کے بعد درود شریف کی فضیلت پہ احادیث ہیں۔

یادوں کے چراغوں کی لو اور بڑھاؤں میں
اب نام ترا آقا آنکھوں سے لگاؤں میں
کب نور حقیقت کا دیدار مجھے ہو گا!
کب تک تری فرقت میں اشکوں کو بہاؤں میں
یہ شے ہو کہ وہ شے ہو' مجھ کو نہ طلب ہو گی
اک تیری محبت کو سینے میں بساؤں میں
جالی ترے روضے کی کب سامنے آئے گی!
اللہ کرے در پر اک دن ترے آؤں میں
مجھ کو بھی میسر ہو ماحول مدینے کا!
اک گھر تیری بستی میں اے کاش بساؤں میں
مہلت جو غم گلشن مجھ کو دے نوید اتنی!
کچھ پھول درودوں کے ہونٹوں پہ اگاؤں میں

(محمد نوید رحمانی)

✧ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۴۸۶) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ درود پڑھے بغیر دعا زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اَبْوَابُ الْجُمُعَةِ (جمعہ کا بیان)

✧ جمعہ کی افضلیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دن آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے (ثابت ہوا کہ بظاہر کوئی چیز خیر نظر نہ بھی آئے مگر مآل کے اعتبار سے اس میں خیریت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم ۔ میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور موت بھی۔ قرآن پاک میں ہے: کتب علیکم القتال

Marfat.com

وهو كره لكم و عسى ان تكرهوا شيئا وهو خيرٌ لكم)(۴۸۸)

✦ جمعہ کے دن مقبول گھڑی بعد العصر تا مغرب ہے۔(۴۸۹)

✦ جمعہ کے دن غسل کر کے مسجد میں آئے اور امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے خطبہ سنے تو ایک ایک قدم پہ ایک ایک سال کے روزے اور قیام کا ثواب (۴۹۶)

✦ جمعہ کے دن پہلے آنے والے کو اونٹ کی قربانی کا ثواب (۴۹۹)

✦ استن حنانہ از ہجر رسول- نالہ می زد ہمچو ارباب عقول (۵۰۵)

✦ دوران خطبہ اتنا کلام بھی کہ کسی کو کہا ''چپ ہو'' لغو ہے یعنی ثواب کو ضائع کرنے والا ہے۔(۵۱۲)

✦ جمعہ کے دن گردنیں پھلانگنے والا ایسے ہے جیسے اس نے دوزخ کی طرف پل بنالیا۔(۵۱۳)

✦ حضور علیہ السلام دورانِ خطبہ صرف انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔(۵۱۵)

✦ جمعہ کی ایک اذان کا حضرت عثمان کے دور میں اضافہ کیا گیا۔(۵۱۶)

✦ جمعہ کے فرضوں کے بعد دو اور چار رکعتوں کا ذکر (۲۳-۵۲۱)

✦ حضور علیہ السلام کا حکم ماننا آپ کے پیچھے جمعہ ادا کرنے سے بھی افضل بلکہ دنیا کی ساری دولت خرچ کر دی جائے تو وہ ثواب نہیں مل سکتا جو آپ کے حکم پہ عمل کرنے میں ملتا ہے۔(۵۲۷)

اَبْوَابُ الْعِيْدَيْنِ (عیدوں کا بیان)

✦ عذر نہ ہو تو عیدین کی نماز کیلئے پیدل چل کر جانا سنت ہے۔(۵۳۰)

✦ عیدین کی نماز سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں (لہٰذا نوافل وغیرہ بھی نہ پڑھے جائیں نہ گھر میں اور نہ عیدگاہ میں) (۵۳۷)

✦ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں آج کے دور میں میرے نزدیک عورتوں کا نماز عید کیلئے جانا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کوئی عورت ضروری جانا چاہے تو اس کا خاوند اسے پرانے کپڑوں میں بغیر زینت کے جانے کی اجازت دے سکتا ہے اور اگر وہ اس طرح جانے سے انکار کرے تو خاوند کو روکنے کا حق ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اگر حضور علیہ السلام عورتوں کی آج کی بدعات دیکھتے تو منع فرما دیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا۔(۵۴۰)

✦ عیدگاہ کی طرف نماز عید کیلئے آتے جاتے راستہ بدلنا مستحب ہے۔(۵۴۱)

✦ عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھانا اور عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا اس حدیث کی بنا پر علماء نے مستحب قرار دیا ہے۔(۵۴۲)

Marfat.com

اَبْوَابُ السَّفَرِ (سفر کا بیان)

✧ سفر میں سنن ونوافل نہ پڑھنے کی رعایت ہے (۵۴۴) وقت میں گنجائش ہوتو پڑھنے میں ثواب ہے چنانچہ اس حدیث کے تحت امام ترمذی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سفر میں (فرض) نماز سے پہلے اور بعد نوافل پڑھا کرتے تھے۔ حدیث ۵۵۰ کے تحت یہی بات ذکر کر کے لکھتے ہیں۔ اگر چہ اس میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے نہ پڑھے اس نے رخصت پہ عمل کیا اور جس نے پڑھ لیے اس کیلئے زیادہ فضیلت ہے اور اکثر علماء کا مختار مذہب یہی ہے کہ سفر میں نفل پڑھے جائیں۔

✧ دو نمازوں کو جمع صوری کے طور پہ جمع کرنا کہ پہلی کو بالکل آخری وقت میں اور دوسری کو بالکل اوّل وقت میں ادا کرنا (۵۵۳) حقیقی جمع صرف حج کرنے والوں کیلئے میدان عرفات ومزدلفہ میں جائز ہے کہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں پڑھا جاتا ہے جبکہ جمع صوری میں بظاہر ایسا ہی نظر آتا ہے لیکن درحقیقت ہر نماز اپنے اپنے وقت پہ ادا کی جاتی ہے۔

✧ نماز استسقاء کا بیان (۵۵۶) عندالاحناف یہ محض دعا ہے اگر نماز پڑھنا چاہیں تو اکیلے اکیلے پڑھ لیں۔ اس میں نہ جماعت ہے اور نہ خطبہ، چادر الٹنا بھی کوئی ضروری نہیں کیونکہ دعا میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

✧ صلوٰۃ کسوف کا ذکر (۵۶۰) ہمارے ہاں اس کی دو رکعتیں جماعت کے ساتھ ہیں۔ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ان کی روایت کو حضرت عائشہ کی روایت پہ ترجیح ہے جس میں زیادہ رکوعوں کا ذکر ہے کیونکہ عورتوں کی بہ نسبت مردوں کی صفیں امام کے قریب ہوتی ہیں اور ویسے بھی کوئی نماز ایسی نہیں جس میں ایک سے زیادہ رکوع ہوں۔

✧ صلوٰۃ الخوف کا بیان (۶۵-۵۶۴)

✧ رات کا وظیفہ رہ جائے تو صبح اور ظہر کے درمیان پڑھ لینے سے رات کو پڑھنے کا ثواب ہی ملے گا۔ (۵۸۱)

✧ امام سے پہلے سر اٹھانے والا ڈرے کہ اس کا سر گدھے کا سا ہو جائے (۵۸۲)

✧ نماز میں التفات (ادھر ادھر دیکھنا) شیطان کا پھسلانا ہے۔ (۵۹۰)

✧ مغرب کے بعد کی نماز گھر کی نماز ہے۔ (۶۰۴)

✧ اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا اچھا ہے۔ (۶۰۵)

اَبْوَابُ الزَّکٰوۃِ (زکوٰۃ کے باب)

✧ دولت والے خسارے میں ہیں مگر وہ جو بہت خرچ کرتے ہیں۔

ھکذا وھکذا وھکذا (۶۱۷)

✧ عالم یا محدّث کے سامنے سماع کے طریقے پہ پڑھنا جیسا کہ اعرابی نے حضور علیہ السلام پر دہرایا اور آپ نے اقرار

Marfat.com

فرمایا۔ دیکھئے حدیث (۶۱۹)

✦ حضور علیہ السلام شرعی احکام میں جس طرح چاہیں استثناء فرما دیں جیسا کہ حدیث ۶۲۰ میں ہے۔ تحقیق مزید کے لئے دیکھئے امام قسطلانی کی مواہب اللدنیہ امام سیوطی کی خصائص کبری اور اعلیٰ حضرت کی الامن والعلی۔

✦ ایماندار عامل (حکومتی ملازم) گھر لوٹنے تک مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ (۶۴۵)

✦ زکوٰۃ امراء سے لے کر غرباء میں تقسیم کی جائے۔ (۶۴۹)

✦ غنی و تندرست آدمی زکوٰۃ نہ لے۔ (۶۵۲) لیکن تندرست شخص اگر محتاج ہے تو اس کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جائے گی۔ (ایضاً)

✦ حضور علیہ السلام نے فرمایا نہ ہمارے لیے صدقہ جائز ہے اور نہ ہمارے غلاموں کے لئے۔ (۶۵۶)

✦ رشتہ دار کو زکوٰۃ و صدقہ دینے کا دوہرا ثواب ہے۔ ایک ادائیگی فرض، دوسرا صلہ رحمی۔ (۶۵۸)

✦ اِنَّ فِی الْمَالِ لَحَقًّا سِوَی الزَّکٰوۃِ۔ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔ (۶۵۹)

✦ صدقہ رحمٰن کے دائیں ہاتھ میں بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ (اجر و ثواب کے اعتبار سے) پہاڑ سے بڑھ جاتا ہے۔ (۶۶۱)

حدیث ۶۶۲ میں ہے: حَتّٰی اِنَّ اللُّقْمَۃَ لَتَصِیْرُ مِثْلَ اُحُدٍ۔ یہاں تک کہ ایک لقمہ احد پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے اور اس کی تصدیق قرآن مجید میں ہے:

یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقت۔

✦ مال کے ذریعے میرے دل میں حضور علیہ السلام کی محبوبیت بڑھتی گئی (صفوان بن امیہ) مؤلفہ قلوب کے بارے میں حکم کہ ان کو اب زکوٰۃ دی جائے یا نہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو مال کے ذریعے اسلام کی طرف مائل کیا جاتا تھا۔ حَتّٰی اَسْلَمُوْا یہاں تک کہ اسلام لے آئیں۔ (۶۶۶)

✦ صدقۂ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنے کا حکم (۶۷۷)

✦ وقت سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کی اجازت ہے۔ (۶۷۸)

اَبْوَابُ الصَّوْمِ (روزہ کے باب)

✦ حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں بھی رمضان شریف کا مہینہ زیادہ تر انتیس دنوں کا ہوتا تھا۔ (لہٰذا اس بارے میں ہلال کمیٹی والوں پر روزہ کھا لینے کا الزام حماقت ہے) (۶۸۹)

✦ ایک آدمی کی گواہی پر حضور علیہ السلام نے رمضان شریف کا اعلان کروا دیا۔ (۶۹۱)

Marfat.com

✧ چاند دیکھنے میں مطلع کا اعتبار (۶۹۳)

✧ روزہ دار کا جھوٹ بولنا بہت ہی سخت گناہ ہے۔ (۷۰۷)

✧ حاملہ اور مرضعہ (اسی طرح مسافر) کیلئے روزہ نہ رکھنے کی رخصت (۷۱۵)

✧ پچھنے لگوانے' قے کرنے (جبکہ قصداً منہ بھر نہ ہو) اور احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا (۷۱۹)

✧ بھول کر کھا پی لیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ (۷۲۱)

✧ جان بوجھ کر روزہ توڑنے والے کو کھجوروں کا ٹوکرا مل گیا۔ (۷۲۴)

✧ مسواک کرنے' سرمہ لگانے' بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۷۲۷-۷۲۶-۷۲۵)

✧ نفلی روزہ توڑنے پہ قضا کا حکم (۷۳۵)

✧ صرف جمعہ کا روزہ رکھنے میں کراہت ہے۔ (۷۴۳)

✧ یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے سال قبل اور سال بعد کے گناہ معاف (جبکہ میدان عرفات میں نہ ہو) (۷۵۰) یہی فضیلت عاشوراء کے روزے کی ہے۔ (۷۵۲)

✧ ذی الحجہ کے پہلے دس دن کے روزے جہاد کے برابر جس جہاد میں مجاہد اپنا سب کچھ لٹا کر شہید ہو جائے۔ (۷۵۷)

✧ شوال کے چھ روزے عمر بھر کے روزوں کے برابر (۷۵۹) یہی فضیلت ایام بیض (چاند کی تیرہ چودہ پندرہ) کی ہے۔ (۷۶۰)

✧ روزانہ روزہ رکھنے کی اجازت نہیں۔ (۷۶۷)

✧ صوم وصال اور حضور علیہ السلام کی بے مثلیت (۷۷۸)

✧ جنبی شخص بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔ (۷۷۹)

✧ روزہ دار ناک میں پانی ڈالتے ہوئے (اسی طرح کلی کرتے ہوئے بھی) مبالغہ سے کام نہ لے۔ (۷۸۸) اعتکاف اور شب قدر کا باب (۷۷۲-۷۱)

✧ حضور علیہ السلام نے صرف تین دن نماز تراویح پڑھائی۔ (۸۰۶)

اَبْوَابُ الْحَجِّ (حج کا بیان)

✧ حج اور عمرہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے سونے اور چاندی کی میل کچیل کو اور حج مقبول کا ثواب جنت ہے۔ (۸۱۰)

✧ اگر میں نعم (ہاں) کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے۔ (۸۱۴)

Marfat.com

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار عمروں کا ذکر (۸۱۶)

✦ عورت احرام میں نہ نقاب ڈالے اور نہ دستانے پہنے۔ (۸۳۳)

✦ بیت اللہ شریف کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانا مکروہ ہے۔ (۸۵۵)

✦ حضرت عمر نے حجر اسود سے فرمایا اگر میں نے حضور علیہ السلام کو نہ دیکھا ہوتا کہ وہ تمہیں چوم رہے ہیں تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔ (۸۶۰)

✦ جس نے پچاس مرتبہ طواف کیا وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (۸۶۶)

✦ خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۸۷۴)

✦ حطیم میں نماز پڑھنا کعبہ کے اندر ہی نماز پڑھنا ہے۔ (۸۷۶)

✦ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا نام لیا بھی ہے تو کس انداز سے۔ (۹۰۶)

✦ حضور علیہ السلام نے اپنے بال مبارک حضرت طلحہ کو دے کر فرمایا: اَقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ۔ لوگوں میں (بطور تبرک) تقسیم کر دو (۹۱۲) اس حدیث میں حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر منڈوانا ثابت ہے۔

✦ بچہ حج کرے تو والدین کو ثواب ملتا ہے۔ (۹۲۴)

✦ حج اکبر قربانی کا دن ہے۔ (۹۵۷)

✦ حضرت عائشہ زمزم شریف گھر لے جاتیں اور فرماتی تھیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يَحْمِلُهٗ۔ حضور علیہ السلام بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ (۹۶۳)

آج کل زمزم شریف لانے پر بعض سعودی پاکستانیوں کو کہتے ہیں: هٰذا ماء اليس في الباكستان ماء۔ یہ پانی ہی تو ہے، کیا پاکستان میں پانی نہیں ہوتا؟

اَبْوَابُ الْجَنَائِزِ (جنائز کا بیان)

✦ مومن کو کوئی بھی تکلیف آئے خواہ کانٹا ہی چبھے تو اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ (۹۶۵-۶۶)

✦ بیمار کی عیادت کرنے والا مسلسل جنت کے پھل کھاتا رہتا ہے۔ (۹۶۷)

✦ حضور علیہ السلام کے دور میں جس کے پاس ایک درہم بھی نہ تھا بعد میں اس کے پاس چالیس ہزار درہم مگر پھر بھی موت کی تمنا کرنا چاہتے تھے۔ اگر حضور علیہ السلام نے منع نہ فرمایا ہوتا تو کر گزرتے۔ (۹۷۰)

✦ دعا کے ذریعے بیمار کو دم کرنا۔ (۹۷۳)

Marfat.com

✦ اللہ کی راہ میں کل مال کی وصیت کرنے والے کو جس کی اولاد مالدار تھی حضور علیہ السلام نے تیسرے حصہ کی وصیت بڑی مشکل سے منایا۔(۹۷۵)

✦ حضور علیہ السلام کو موت کی شدید تکلیف ہوئی۔(۹۷۹)

✦ موت کے وقت پیشانی پہ پسینہ ایمان کی علامت ہے۔(۹۸۲)

✦ موت کے وقت امید وخوف کا ہونا رب کی رحمت کی دلیل ہے۔(۹۸۳)

✦ موت کی تشہیر کرنے سے پرہیز کیا جائے (یعنی اعلان کرنا کہ فلاں آدمی مر گیا ہے' اس کے جنازے میں شریک ہوں)(۸۶-۹۸۵)

✦ حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان بن مظعون کی موت کے بعد ان کا بوسہ لیا۔(۹۸۹)

✦ مرنے والے کی اچھائیوں کو بیان کرو اس کی برائیوں کا ذکر نہ کرو۔(۱۰۱۹)

✦ نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا (۱۰۲۴)

✦ جنازہ میں تین صفیں ہوں تو مرے والے کی بخشش ہوگی۔(۱۰۲۸)

✦ جو جنازہ کے پیچھے چلا اور اس کو تین مرتبہ اٹھایا' اس نے اپنا حق ادا کر دیا۔(۱۰۴۱)

✦ قبروں پہ چلنا اور ان پہ بیٹھنا منع ہے۔(۱۰۵۰)

✦ حضرت عائشہ اپنے بھائی کی قبر پہ گئیں (۱۰۵۶) لہٰذا عورتوں کیلئے زیارت قبور کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ باپردہ جائیں اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں۔

✦ مرنے والے کی تعریف اس کے جنتی ہونے کی دلیل ہے اَنْتُمْ شُھَدَآءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ (۱۰۵۸)

✦ جمعرات یا جمعہ کو مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔(۱۰۷۴)

✦ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر پہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔(۱۰۷۷)

اَبْوَابُ النِّکَاحِ (نکاح کا بیان)

✦ چار چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہیں:

(۱) حیا کرنا (۲) عطر لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) نکاح کرنا۔(۱۰۸۰)

✦ رشتے میں دینداری کو ملحوظ خاطر رکھو (نہ کہ مال و جمال کو)(۸۶-۸۵-۱۰۸۴)

✦ منگیتر کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا نکاح کو قائم رکھنے کیلئے زیادہ مفید ہے۔(۱۰۸۷)

✦ نکاح کرنے والے کو یوں دعا دی جائے بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ (اللہ تعالیٰ

Marfat.com

برکت فرمائے اور تم دونوں (میاں بیوی) کو بھلائی پر جمع فرمائے) (۱۱۹۱)

✦ حضرت صفیہ سے نکاح پہ حضور علیہ السلام نے ستوؤں اور کھجوروں سے ولیمہ کیا۔ (۱۰۹۵)

✦ نکاح کے خطبہ میں سورۃ نساء کی پہلی آیت اور سورۃ احزاب کی آیت پڑھنا۔ (۱۱۰۵)

✦ حلالہ میں صحبت کا شرط ہونا۔ (۱۱۱۸)

✦ نکاح شغار (وٹہ سٹہ جس میں حق مہر نہ ہو) منع ہے۔ (۱۱۲۳)

✦ پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی ایک وقت میں ایک شخص کے نکاح میں نہیں آ سکتیں۔ (۱۱۲۵)

اَبْوَابُ الرَّضَاعِ (رضاعت کا بیان)

✦ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جو رشتہ نسب سے حرام فرمایا ہے وہی رضاعت سے بھی حرام کیا ہے۔ (۱۱۴۷-۴۸)

✦ رضاعت میں ایک عورت کی گواہی کو مان لیا گیا۔ (۱۱۵۱)

✦ بچپن (دو سال سے کم عمر) کی رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ (۱۱۵۲)

✦ حضور علیہ السلام کی رضاعی والدہ (حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا) حاضر ہوئیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے نیچے اپنی چادر بچھادی اور وہ اس پہ بیٹھ گئیں۔ (۱۱۵۳)

✦ (زنا سے بچنے کی ایک تدبیر کہ) کسی عورت کو دیکھے تو اپنی بیوی کے پاس جا کر حقوق زوجیت ادا کرے۔ (۱۱۵۸)

✦ شوہر بیوی کو بلائے تو وہ تنور سے اٹھ کر بھی اس کی حاجت پوری کرے۔ (۱۱۶۰)

✦ اپنی عورت سے بھی غیر فطری حرکت کرنے کی ممانعت (۱۱۶۴)

✦ اپنے خاوند کے سوا دوسرے کیلئے زینت کرنے والی عورت قیامت کی تاریکی کی طرح ہے جس میں کوئی روشنی نہ ہوگی۔ (۱۱۶۷)

✦ کوئی عورت اپنے محرم کے بغیر ایک دن رات کا سفر بھی نہ کرے۔ (۱۱۷۰)

✦ عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے۔ (۱۱۷۳)

✦ جب کوئی عورت اپنے خاوند کو ستاتی ہے تو بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے اس کی بیوی اس عورت کو کہتی ہے خدا تجھے غرق کرے اس کو تکلیف نہ پہنچا یہ تو تیرے پاس (چند روز کا) مہمان ہے جو عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے گا (۱۱۷۴) رات کے اندھیرے میں چھپ کر ہونے والے یہ معاملات حوریں کیسے جان لیتی ہیں۔ پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعتوں کا انکار کیوں؟ مولانا محمد علی جوہر نے کیا خوب کہا کہ صرف علم نہیں ملاقاتیں بھی ہوتی ہیں۔

Marfat.com

تنہائی کے سب دن ہیں، تنہائی کی سب راتیں!
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
ہر لحظہ تسلی ہے، ہر آن تسلی ہے
ہر وقت ہے دل جوئی، ہر دم ہیں مداراتیں
کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے، ہر رات یہی باتیں
معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں!
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

مولانا محمد علی جوہر

اَبْوَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ (طلاق اور لعان کا بیان)

✧ حیض کی حالت میں طلاق رجعی (ایک یا دو) دے دی ہے تو اس سے رجوع کر لینا چاہئے (مگر وہ طلاق شمار کی جائے گی)(۱۱۷۵)

✧ حضرت عمر نے فاطمہ بنت قیس کی بات کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ایک عورت (اگر چہ صحابیہ ہے) کی بات پہ کتاب وسنت کو نہیں چھوڑا جا سکتا ہے نہ معلوم اسے یاد رہا ہو یا بھول گئی ہے۔(۱۱۸۰)

✧ دل میں طلاق کا خیال لانے سے یا وسوسہ آنے سے طلاق نہیں ہوتی۔(۱۱۸۳)

✧ طلاق سنجیدگی اور مذاق دو حالتوں میں ہو جاتی ہے۔
جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ (۱۱۸۴)

✧ بلاوجہ خلع لینی والی پہ جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔(۱۱۸۷)

✧ عورت ٹیڑھی پسلی کی طرح ہے اگر تو اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور اگر اسی طرح چھوڑ دے گا تو اس کی کجی کے باوجود اس سے فائدہ اٹھائے گا۔(۱۱۸۸)

✧ دیوانے اور بے سمجھ کی طلاق نہیں ہوتی۔ اس حدیث میں عطا بن عجلان ضعیف اور ذاہب الحدیث ہیں مگر صحابہ و تابعین کا اس پہ عمل ہے کہ دیوانے اور مغلوب العقل کی طلاق نہیں ہوتی لیکن وہ دیوانہ جس کو کبھی ہوش آ جاتی ہو تو اس نے افاقہ کی حالت میں طلاق دی تو واقع ہو جائے گی۔(۱۱۹۱)

ثابت ہوا کہ حدیث کا راوی ضعیف ہونے کے باوجود اس کی بیان کی ہوئی حدیث معمول بہ ہو سکتی ہے۔

✧ الطلاق مرتٰن کا شانِ نزول (۱۱۹۲)

✧ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے (نہ کہ ابعد الاجلین کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما)(۱۱۹۲)

✧ ایلاء، ظہار اور لعان کی احادیث (۱۱۹۸ تا ۱۲۰۳)

Marfat.com

اَبْوَابُ الْبُیُوْعِ (تجارتوں کا بیان)

✦ حلال وحرام واضح ہے اور شبہ والی چیزوں سے پرہیز کرو ورنہ حرام کا ارتکاب کر بیٹھو گے۔(۱۲۰۵)

✦ وصال کے وقت بھی حضور علیہ السلام کی زرہ بیس صاع غلہ کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی اس کا مطلب ہے آخری وقت تک فقر محمدی اختیاری قائم رہا۔(۱۲۱۴)

✦ خرید وفروخت کے وقت تحریر یوں ہو''فلاں نے فلاں سے یہ چیز خریدی ہے جس میں نہ بیماری ہے نہ دھوکہ ہے اور نہ وہ حرام ہے اور یہ مسلمان کا مسلمان سے سودا ہے۔(۱۲۱۶)

✦ نیلام عام کرنا جس طرح حضور علیہ السلام نے ایک ٹاٹ اور پیالے کا کیا۔ اس کو بَیْعُ مَنْ یَّزِیْدُ کہتے ہیں یعنی اس سے زیادہ ریٹ لگانے والا کون ہے؟(۱۲۱۸)

✦ جانور کو جانور کے بدلے بیچنا جائز ہے جبکہ نقد و نقد ہو۔(۱۲۳۷)

✦ شراب سے متعلق دس آدمیوں پہ لعنت' نچوڑنے والا' نچڑوانے والا' پینے والا' اٹھانے والا' جس کیلئے اٹھا کر لائی گئی' پلانے والا' بیچنے والا' اس کی قیمت کھانے والا' خریدنے والا اور جس کیلئے خریدی گئی۔(۱۲۹۵)

✦ تنگ دست کو مہلت دینے پر بخشش' ایسا شخص قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوگا یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ جس دن اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔(۷-۱۳۰۶)

✦ مسجد میں خرید وفروخت سے منع کیا گیا (جبکہ سامان مسجد کے اندر ہو)۔(۱۳۲۱)

اَبْوَابُ الْاَحْکَامِ (احکام کا بیان)

✦ حاکم غور وفکر سے فیصلہ کرے کیونکہ اگر اس کا فیصلہ صحیح ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں ورنہ ایک اجر کا خطا کی صورت میں بھی حقدار ہوتا ہے۔(۱۳۲۶)

✦ حضرت معاذ بن جبل نے عرض کیا اگر کتاب وسنت میں مسئلہ نہ ملے گا تو اَجْتَہِدُ رَائِیْ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد کی کہ اس نے اپنے رسول کے قاصد کو یہ توفیق دی۔(۱۳۲۷)

✦ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والا عادل حکمران ہوگا اور سب سے دور بیٹھنے والا ظالم حکمران ہوگا۔(۱۳۲۹)

✦ رشوت لینے اور دینے والا دونوں لعنتی ہیں۔(۱۳۳۶)

✦ اگر غیر مستحق کے حق میں بھی فیصلہ ہو جائے تو اس کو وہ چیز لینا جائز نہیں ہے۔(۱۳۳۹)

Marfat.com

✦ مدعی گواہ پیش کرے ورنہ مدعی علیہ قسم اٹھائے۔(۱۳۴۰)

✦ فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك کا شان نزول (۱۳۶۳)

✦ اولاد کو عطیہ دیتے ہوئے برابری کرنے کی تعلیم (۱۳۶۷)

✦ جب حدیں مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں تو شفعہ کا حق ختم۔(۱۳۷۰)

شفعہ صرف مکانات اور زمین میں ہوتا ہے بعض علماء کے نزدیک ہر چیز میں شفعہ ہے مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

✦ گرے ہوئے کوڑے کو اٹھانے کی تین سال تشہیر کا حکم دیا گیا۔(۱۳۷۲)

اگلی حدیث کے تحت اس بارے میں مختلف مذاہب کا بیان ہے۔

✦ جب انسان مرجاتا ہے تو تین کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں وہ تین اعمال یہ ہیں۔صدقہ جاریہ علم نافع اور مرحوم کیلئے دعا کرنے والی نیک اولاد۔(۱۳۷۶)

✦ مزارعت یعنی حصے پر زمین دینا یا بٹائی پہ کھیت دینے کے بارے میں مختلف مذاہب (۱۳۸۴) امام صاحب کے ہاں ناجائز ہے جبکہ صاحبین اسے جائز کہتے ہیں اور اس کے جواز کی کچھ شرائط ہیں دیکھئے بہار شریعت ج ۱۵ ص ۹۹ اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہی ہے۔

اَبْوَابُ الدِّيَاتِ (دیتوں کا بیان)

✦ حضور علیہ السلام نے دیت میں کل ایک سو اونٹ مقرر فرمائے۔(۱۳۸۶) اور نقدی کی صورت میں بارہ ہزار درہم (۱۳۸۸) امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ہزار دینار سونے کے یا دس ہزار درہم چاندی ہے۔لماروی عن عمر رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قضی بالدية فی قتيل بعشرة الاف درهم كذافی اللمعات

(حاشیہ ۶ ترمذی ج ۱ ص ۲۵۸)

✦ ایسے زخم کی دیت جس سے ہڈی ظاہر ہو جائے پانچ اونٹ ہے۔(۱۳۹۰)

✦ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے۔ایک انگلی کی دیت دس اونٹ چھنگلی اور انگوٹھا دیت میں برابر ہیں۔

(۱۳۹۱-۹۲)

✦ دیت معاف کرنے پہ اجر ملنے کی بات سن کر تصدیق چاہی کہ واقعی حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے اور پھر دیت معاف کر دی۔(۱۳۹۳)

✦ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مسلمان کا قتل ہو جانا ساری دنیا کے ختم ہو جانے سے زیادہ بھاری ہے۔(قرآن میں ہے فكانما قتل الناس جميعا)(۱۳۹۵)

Marfat.com

✦ قیامت کے دن (حقوق العباد میں سے) سب سے پہلے قتل وخون کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔(۱۳۹۶)

✦ ایک مسلمان کے قتل میں تمام اہل زمین شریک ہوں تو سب جہنمی ہیں۔(۱۳۹۸)

✦ بیٹے سے باپ کا قصاص لیا جائے گا مگر باپ سے بیٹے کا نہیں۔(۱۳۹۹)

لان الوالد سبب لوجود الولد فلايكون هو سببا لعدمه . كذا فى اللمعات .

✦ مرتد، شادی شدہ زانی اور قاتل کے علاوہ کسی کا قتل جائز نہیں۔(۱۴۰۲)

✦ (قصاص میں مثلہ کرنے کی بجائے) اچھے طریقے سے قتل کرو اور جانور کو بھی عمدہ طریقے سے ذبح کرو کہ چھری تیز ہو تاکہ ذبیحہ کو راحت ملے۔(۱۴۰۹)

✦ کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کیا جائے (بقول بعض اہل علم جبکہ مقتول ذمی نہ ہو)(۱۴۱۲)

✦ اپنے مال (وجان ودین، اہل وعیال) کی حفاظت میں مرنے والا شہید ہے۔(۱۴۱۸-۱۹-۲۰-۲۱)

اَبْوَابُ الْحُدُوْدِ (سزاؤں کا بیان)

✦ سونے والے پر، نابالغ بچے پر اور پاگل پر حد واجب نہیں۔(۱۴۲۳)

✦ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دور کرو جبکہ معافی کا کوئی راستہ ہو حاکم کا غلطی سے معاف کرنا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے۔(۱۴۲۴)

✦ جرم کا اعتراف کرنے والا اگر اپنے اعتراف سے پھر جائے تو اس سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ماعز کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ پتھر لگنے سے بھاگنے لگا تھا تو تم نے اسے چھوڑ دینا تھا (گویا کہ وہ اپنے اعتراف سے پھر گیا تھا۔ ہاں اگر گواہوں سے جرم ثابت ہو تو بھاگنے کے باوجود سزا مکمل کی جائے گی۔ **لان هربه رجوع ظاهر و رجوعه يعمل فى اقرار و لافى رجوع الشهود**)(۱۴۲۸-۲۹)

✦ سنگسار کی جانیوالی کا حضور علیہ السلام نے خود جنازہ پڑھایا اور فرمایا۔ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر تمام اہل مدینہ پہ تقسیم کردی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔(۱۴۳۵) جبکہ حدیث ۱۴۲۹ میں ہے کہ اسلم قبیلہ کے شخص کو رجم کیا گیا تو حضور علیہ السلام نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ **وقيل فى الجمع بانه عليه السلام لم يصل و امر غيره بالصلوٰة عليه ثم دعا له بعد عدة ايام وصلى الغامدية وامراة اخرى لتو بتهما كما فى ابى داؤد وفى حديث الترمذى رقم (۱۴۳۵)**

✦ حضور علیہ السلام نے ایک یہودی مرد اور عورت کو سنگسار کیا(۱۴۳۶)

اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ جب اہل کتاب اپنا جھگڑا مسلمان حکمران کے پاس لائیں تو ان کا فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق

Marfat.com

کیا جائے گا۔

✧ شرابی کی سزا صحابہ وتابعین اہل علم کے نزدیک اسی کوڑے طے ہوگئی۔(۱۴۴۳)

✧ (دوسروں کی عبرت کیلئے) چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن سے لٹکا دینا۔(۱۴۴۷)

✧ جہاد کے موقع پہ چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے (کہیں وہ دشمن کے ساتھ مل نہ جائے)(۱۴۵۰)

✧ چوپائے سے بدفعلی کرنیوالے اور لوطی کی سزا (۵۶-۱۴۵۵)

✧ جادوگر کی سزا تلوار کی ایک مار ہے۔(۱۴۶۰)

✧ کسی کو ہجڑہ یا یہودی کہنے کی سزا بیس درے (۱۴۶۲) وقال الطیبی فیہ توریۃ وایھام لانہ یحتمل ان یرادبہ الکفر والذلۃ لان الیھود مثل فی الذلۃ والصغار والحمل علی الثانی ارجح للدرء فی الحدود وعلی ھذا المخنث (حاشیہ نمبرا ترمذی ج ا ص ۱۷۱)

تعزیر کا بیان اور اس کے بارے میں تفصیل (۱۴۶۳)

اَبوَابُ الصَّیدِ (شکار کا بیان)

✧ سدھارے ہوئے کتے اگر چہ شکار کو مار ڈالیں جبکہ ان کے ساتھ کوئی اور کتا شریک نہ ہو تو اس شکار کو کھالو اور تیر اگر چوڑائی کی طرف سے لگے اور جانور مر جائے تو اس کو نہ کھاؤ۔(۱۴۶۴)

سدھارے ہوئے کتے کی تعریف کرتے ہوئے علماء فرماتے ہیں کہ اس میں تین اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱-اذا اشلی استشلی۔ جب اس کو شکار کے پیچھے بھگایا جائے تو بھاگ پڑے۔

۲-واذا زجر انزجر۔ جب اس کو واپس بلایا جائے تو واپس آجائے (یا جب اس کو روکا جائے تو رک جائے)

۳-واذا اخذ الصید امسک ولم یا کل منہ۔ جب کسی جانور کو پکڑے تو روک رکھے اور اس سے خود نہ کھائے۔

فاذافعل ذلک مرارا واقلھا ثلثا کان معلما یحل بعد ذلک قتیلھا۔ جب ایسا کئی مرتبہ اور کم ازکم تین مرتبہ کرے تو وہ سکھایا ہوا یا سدھارا ہوا شکاری کتا ہے۔(ھکذا قال القاری فی شرح الموطا وکذا قالہ الطیبی۔ ترمذی۔ص ۲۱۷، ج ۱، حاشیہ ۴) اور کتے کو اللہ کا نام لے کر چھوڑا جائے (حدیث ۱۴۶۵) مجوسی کے کتے کا شکار کھانے کی اجازت نہیں (۱۴۶۶) اکثر فقہا فرماتے ہیں کہ شکاری باز نے اگر شکار میں سے کچھ کھا بھی لیا تو اس کا شکار حلال ہے۔

(۱۴۶۷)

✧ تیر لگا ہوا شکار غائب ہوگیا اور مر گیا تو اگر تمہیں یقین ہے کہ تمہارے تیر سے ہی مرا ہے تو کھالو (۱۴۶۸) پانی میں گر کر مرا ہو تو نہ کھاؤ (۱۴۶۹)

Marfat.com

✦ چھری کے علاوہ پتھر (یا کسی اور دھاری دار چیز چاہے بانس وغیرہ ہی ہو۔۱۴۹۱) سے جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے (۱۴۷۲) خرگوش کھانا اکثر علماء نے جائز کیا ہے اور بعض نے مکروہ۔ ایضاً

✦ کچلی والا درندہ اور پنجوں والے پرندوں کو کھانے سے منع کیا گیا۔ اسی طرح زندہ جانور کا گوشت کاٹ لیا (بغیر ذبح کیے) وہ بھی حرام و مردار ہے۔ (۷۸-۱۴۷۷-۱۴۸۰)

✦ گرگٹ کو مارنا ثواب ہے۔ (۱۴۸۲)

✦ بعض سانپ اتنے زہریلے ہوتے ہیں کہ حمل گرا دیتے ہیں اور بینائی ختم کر دیتے ہیں۔ (۱۴۸۳)

✦ بدکے ہوئے جانور کو تیر وغیرہ مارا جہاں بھی لگ جائے حلال ہے۔ (۱۴۹۲)

فیہ دلیل علی ان الحیوان الانسی اذا توحش ونفر فلم یقدر علی قطع مذبحہ یصیر جمیع بدنہ کالمذبح (طیبی، حاشیہ نمبر ا، ترمذی ج ا ص ۲۷۵)

اَبْوَابُ الْاَضَاحِیْ (قربانیوں کا بیان)

✦ قربانی کے جانور کا خون زمین پہ گرنے سے پہلے قبول ہو جاتا ہے۔ (۱۴۹۳)

✦ حضرت علی المرتضیٰ دو دنبوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک حضور علیہ السلام کی طرف سے اور فرماتے: میں یہ کبھی نہ چھوڑوں گا کیونکہ مجھے حضور علیہ السلام نے اس کا حکم دیا ہے۔ (۱۴۹۵)

✦ چھ ماہ کے چھترے کی (جو دیکھنے میں سال بھر کا نظر آئے) قربانی جائز ہے (اسی طرح دنبے کی بھی) (۱۴۹۹)

✦ ٹوٹے سینگھ اور کٹے ہوئے کان والے جانور کی قربانی نہ کی جائے (۱۵۰۴) تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

✦ ہر سال ہر گھر والوں پر (جو صاحب نصاب ہوں) قربانی (واجب) ہے۔ (۱۵۱۸)

یہ حدیث دلیل ہے احناف کی کہ قربانی کا درجہ وجوب کا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: عَلٰی کُلِّ اَھْلِ بَیْتٍ فِیْ کُلِّ عَامٍ اور علیٰ لزوم کیلئے آتا ہے جیسا کہ حج کے بارے میں فرمایا: **وللّٰہ علی الناس حج البیت** .

چند شبہات کا ازالہ

قربانی کے حکم پہ عقل پرستوں کے بعض شبہات کے جوابات

ا۔ بعض ملحد قسم کے دانشوروں نے قربانی سے متعلق عوام کے دلوں میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہ عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ قربانی مکہ معظمہ کے ساتھ خاص ہے اور وہ بھی کسی عبادت کے طور پر نہیں بلکہ حجاج کی مہمانی کے طور پر ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ اگر صرف اتنا ہی تھا کہ حجاج کی مہمانی ہو جائے تو پھر

✦ نماز عید سے پہلے اور بعد کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ شہر والوں کیلئے نماز سے پہلے ذبح کرنا ممنوع کیوں ہے؟

Marfat.com

✧ ۱۲ ذی الحجہ کی شام کے بعد قربانی ممنوع ہو جانے کے کیا معنی ہیں؟ کیا ۱۳ ذی الحجہ کو حجاج مکہ میں نہیں رہتے؟

✧ اگر صرف مہمانی مقصود تھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کی عمر وغیرہ کے لحاظ سے جو شرائط بیان فرمائی ہیں ان کی کیا ضرورت تھی؟

✧ کیا مہمان کو صرف گوشت کی ضرورت ہوتی ہے؟ اور کسی چیز کی نہیں؟ اس کا انتظام کیوں نہیں کیا جاتا؟

۲۔ قوم کا اتنا روپیہ جو جانوروں کی قربانی پر ہر سال خرچ ہوتا ہے اور تین روز گوشت کھا لینے کے سوا اس کا کوئی مفاد نظر نہیں آتا' اگر اس سے رفاہی وفلاحی کام چلائے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جواب: یہ خیال اسی شخص کے ذہن میں آ سکتا ہے جو روحانیت سے مکمل غافل ہو کر صرف مادی خواہشات کی تکمیل کے پیچھے لگ جاتا ہے' مادہ وصورت ہی اس کا اوڑھنا بچھونا اور علم وہنر کا مقصد ومحور بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور عجیب وغریب نظام اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

جس حقیقت شناس کے سامنے قوم کے اعمال کا مسئلہ بھی امن وسکون کے ساتھ صحیح طور پر اسی وقت حل ہو سکتا ہے جب انسان صحیح معنوں میں انسان بن جائے۔ وہ جس طرح قوم کی تعلیم پر خرچ کرنے کو دوسری ضروریات پر خرچ کرنے سے زیادہ اہم سمجھے گا اس سے بھی زیادہ اس خرچ کو اہمیت دے گا جس کے ذریعہ انسان کے اخلاق درست ہوں اور وہ ہر لحہ اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرمانبردار رہے۔ اطاعت اور نافرمانی سے اجتناب کا جذبہ ہی وہ جذبہ ہے جو خلوتوں میں بھی انسان کو جرائم سے باز رکھتا ہے اور قربانی سے مقصود اسی جذبہ کو قوت دینا ہے اور اگر قربانی اس استحضار کے ساتھ کی جائے تو اس جذبہ کو فروغ دینے میں خاص اثر رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لن ينال الله لحومها ولا دمائها ولٰكن يناله التقوىٰ منكم

''اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کے گوشت یا خون نہیں پہنچتے' ہاں تمہارا التقویٰ یعنی جذبہ اطاعت پہنچتا ہے''۔

معلوم ہوا کہ قربانی سے گوشت پوست مقصد ہی نہیں بلکہ جذبہ اطاعت اور اللہ کی رضا کیلئے سب کچھ قربانی کر دینے کا ولولہ پیدا کرنا اصل مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلی امتوں کیلئے یہ گوشت حلال بھی نہ تھا۔

۳۔ مقصود تو ثواب حاصل کرنا ہے جو رفاہی کام کرنے' غریبوں کی مدد کرنے میں زیادہ ہے تو پھر قربانی کرنے پر ہی کیوں اصرار کیا جاتا ہے؟

جواب: اول تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو احکام اسلام کی صورت میں ایسا نظام عطا فرمایا ہے جس میں انسانوں کی مصلحت وفلاح کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس سے بہتر نظام نہ کبھی وجود میں آیا نہ آ سکے گا۔ اس نظام کو مکمل طور پر اختیار اور نافذ کر دیا جائے تو رفاہی کاموں اور غریبوں کی مدد کیلئے ان کے ہمدردوں کو قرآن وحدیث سے ثابت شدہ قطعی احکام میں تحریف وتبدیل کی ضرورت نہیں رہے گی۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں حکمتیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے جو احکام بھی نازل فرمائے ہیں ان میں سے ہر حکم میں بے پناہ حکمتیں، مصلحتیں اور آثار و خواص ودیعت فرمائے ہیں اور ہر ایک حکم پر عمل کرنے سے دوسرے کے خواص و آثار اور اس کی روح ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جیسے مادی اشیاء میں اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی ظاہری صورت بنائی اور اس میں مخصوص روح اور خواص رکھے جو دوسری شے میں نہیں رکھے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کی جو ظاہری صورت بنائی اس میں روح بھی گھوڑے کی رکھی' خواص بھی اسی کے ودیعت کئے شیر کی جو ظاہری صورت بنائی' روح اور خواص بھی اسی کے رکھے ایسا نہیں کیا کہ گھوڑے کے کچھ افراد کی ظاہری صورت تو گھوڑے جیسی ہو اور روح و خواص شیر جیسے ہوں اور گھوڑا گھوڑے کی طرح ہنہنانے کی بجائے شیر کی طرح دھاڑنا شروع کر دے اور سواری اور نقل و حمل کے کام آنے کی بجائے چیرنے پھاڑنے کا کام شروع کر دے یا اس کے برعکس شیر کی ظاہری صورت میں گھوڑے کی روح و خواص نہیں رکھے کہ شیر گھوڑے کی طرح ہنہنانا شروع کر دے۔

بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر عمل کی جس ظاہری صورت کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اس کے اندر مخصوص روح و خواص رکھے جو دوسرے عمل کی ظاہری صورت میں نہیں رکھے۔ نماز کی اپنی ظاہری صورت ہے جس کی مخصوص روح و خواص ہیں اور روزہ کی اپنی صورت و روح ہے تو جس طرح کوئی شخص یہ کہے کہ میں پانچ نمازوں میں سے ایک نماز چھوڑ دیتا ہوں اس کی بجائے ایک سال روزے رکھوں گا تو سال بھر بلکہ عمر بھر کے روزے ایک نماز کا بدل نہیں بن سکتے یا کوئی شخص کہے کہ میں روزہ نہیں رکھتا' اس کے بجائے سال بھر پوری رات نوافل پڑھتا رہوں گا۔ ظاہر ہے کہ سال بھر کیا عمر بھر کے نوافل ایک روزے کا بدل نہیں بن سکتے۔ بالکل اسی طرح صدقہ و خیرات اور غریبوں کی مدد کیلئے خواہ کوئی شخص اربوں روپے خرچ کر ڈالے' یہ دو تین ہزار کی قربانی کا بدل ہرگز نہیں بن سکتے۔

۴- قربانی کی تین تاریخوں میں بیک وقت لاکھوں جانور ہلاک ہو جاتے ہیں' اس کا کم از کم مضر اثر اقتصادیات پر یہ ضرور پڑے گا کہ جانور کم ہو جائیں گے اور سال بھر لوگوں کو گوشت ملنے میں دقت ہوگی' گرانی زیادہ ہو جائے گی۔

جواب: خالق کائنات کی قدرت کاملہ اور اس کے نظام محکم کا دن رات مشاہدہ کرنے کے باوجود اس قسم کے خیالات کا آنا گناہوں کا وبال ہے۔ گناہ کا سب سے پہلا حملہ عقل پر پڑتا ہے پھر وہ اپنے مشاہدے کیخلاف ہذیان بولتا رہتا ہے۔

نظام قدرت ہمیشہ سے یہ ہے کہ کسی چیز کی ضرورت بڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پیداوار بھی بڑھا دیتا ہے اور جب ضرورت کم ہو جاتی ہے تو پیداوار بھی گھٹ جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کنویں کے پانی پر رحم کھا کر اس لئے نکالنا چھوڑ دے کہ کہیں ختم نہ ہو جائے تو اس کے سوتے بند ہو جائیں گے اور کنواں خشک ہو جائے گا اور اس کے برعکس جتنا زیادہ نکالتا چلا جائے گا اتنا ہی نکلتا چلا جائے گا۔

اعداد و شمار کا حساب لگا کر دیکھیں تو پہلے زمانے میں جتنی قربانی کی جاتی تھی اتنی آج نہیں کی جاتی' صحابہ و تابعین رحمہم اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے زمانے میں قربانی کا عالم یہ تھا کہ ایک ایک آدمی سوسواونٹ قربانی کیلئے ذبح کرتا تھا۔خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سواونٹوں کی قربانی کی اور تریسٹھ کو اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔قربانی کی اس قدر زیادتی کے زمانہ میں کسی جگہ یہ شکایت نہیں سنی گئی کہ جانور نہیں ملتے یا گراں ملتے ہیں۔

اس زمانے میں بہت سے ممالک ہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے اور وہ بھی قربانی نہیں کرتے یا بہت کم کرتے ہیں۔مگر جانور اور گوشت کی گرانی وہاں ہمارے ملک سے زیادہ نظر آتی ہے۔ہمارا پڑوسی ملک ہندوستان موجود ہے جہاں گائے کی نہ صرف سالانہ قربانی بلکہ روزانہ گوشت خوری بھی بند ہے مگر کیا کسی نے دیکھا کہ وہاں گلی گلی گائے پھرتی ہے یا دودھ کی ندیاں بہتی ہیں یا گھی بہت ارزاں ہو گیا ہے؟ جب دس کروڑ سے زائد مسلمان اور انگریزی فوج روزانہ لاکھوں گائے ذبح کیا کرتے تھے' گوشت اور دودھ' گھی وغیرہ کا جو بھاؤ اس وقت تھا اب مکمل پابندی کے باوجود اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔

آج سے ڈیڑھ سو سال قبل تک تمام سفر گھوڑے پر کئے جاتے تھے اور پوری دنیا کی جنگیں گھوڑوں کے ذریعہ لڑی جاتی تھیں۔فوج کیلئے لاتعداد گھوڑے پالے جاتے تھے۔دور حاضر میں جب گھوڑوں کی جگہ موٹروں اور ہوائی جہازوں نے لے لی تو کیا دنیا میں گھوڑے زیادہ اور سستے ہوئے یا کم ہو گئے اور قیمت بڑھ گئی؟ یہ اللہ کا نظام ہے جو انسانی فہم وادراک سے بہت بلند و بالا ہے۔

پیش نظر تو مرضی جاناناں چاہیے

یاد رہے! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف ایک جانور کی قربانی نہیں کی بلکہ پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزارا' جو حکم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا فوراً تعمیل کی۔جان' مال' ماں' باپ' وطن' مکان' لخت جگر غرض سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان فرمایا۔ہمیں بھی اپنے اندر یہی جذبہ پیدا کرنا چاہئے کہ دین کا جو تقاضا بھی سامنے آئے اور اللہ تعالیٰ کا جو حکم بھی سامنے آئے اس پر عمل کریں گے۔اپنے اعزہ واحباب' بیوی' بچوں' ماں' باپ' خاندان' قوم کسی چیز کو بھی اللہ کے حکم کے مقابلے میں ترجیح نہیں دیں گے۔

سارا جہاں ناراض ہو پرواہ نہ چاہئے
مدنظر تو مرضی جاناناں چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

(ماخوذ)

قربانی وذبیحہ کے چند مسائل

✧ قربانی صرف اپنی طرف سے ہر اس عاقل' بالغ' مقیم مسلمان پر لازم ہے جو صاحب نصاب ہو۔صاحب نصاب سے مراد یہ ہے کہ اس کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان کی قیمت کا مال ہو اور اس کی ضرورت اصلیہ سے زائد ہو۔

Marfat.com

✦ قربانی مندرجہ ذیل جانوروں کی ہو سکتی ہے۔ بکرا' بکری' دنبہ' دنبی' بھیڑ' مینڈھا' گائے' بیل' بھینسا' اونٹ' اونٹنی۔ پہلے چھ جانوروں میں صرف ایک حصہ ہوتا ہے جبکہ باقی چھ جانوروں میں سات حصے ہوتے ہیں۔ قربانی کیلئے بکرا ایک سال کا ہونا ضروری ہے جبکہ گائے' بھینس' بیل کا دو سال کا ہونا ضروری ہے اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ اگر جانوروں کی عمریں اس سے کم ہوں تو قربانی جائز نہیں ہے۔ بھیڑ اور دنبہ اگر چھ ماہ کا اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے لیکن اس سے کم عمر کا چاہے جتنا ہی موٹا تازہ کیوں نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

✦ گائے اور اونٹ وغیرہ کی قربانی میں شریک تمام افراد کی نیت اللہ عزوجل کی رضا کیلئے ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک کی بھی نیت دنیا کو دکھانے اور گوشت کھانے کی ہوئی تو کسی کی طرف سے بھی قربانی قبول نہیں ہوگی۔

✦ اندھا' کانا لنگڑا اور ایسا کمزور اور دبلا پتلا جانور کہ جس کی ہڈیوں میں گودا بالکل نہ رہا ہو اور قربانی کی جگہ پر اپنے پاؤں سے چل کے نہ جا سکتا ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں جو جانور غلاظت کھاتا ہے اس کو باندھنے سے پہلے اس کی قربانی جائز نہیں۔

✦ جس بھیڑ' بکری کے ایک تھن سے دودھ نہ اترتا ہو اور گائے' بھینس کے دو تھنوں سے دودھ نہ اترتا ہو اس کی قربانی درست نہیں۔

✦ قربانی کی جگہ جانور کی قیمت کے برابر اگر کوئی صدقہ وخیرات کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا جیسے نماز کی جگہ روزہ اور روزے کی جگہ نماز قابل قبول نہیں اسی طرح قربانی کی جگہ صدقہ وخیرات بھی قابل قبول نہیں۔

✦ جانور کے گلے میں چند رگیں ہوتی ہیں جن کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں اور جس جانور کی رگیں کاٹی جائیں اسے ذبیحہ کہتے ہیں۔ ذبح کے وقت چار رگیں کاٹی جاتی ہیں۔ (۱) حلقوم: یہ وہ رگ ہے جس سے سانس آتا ہے۔ (۲) مری: یہ وہ رگ ہے جس سے کھانا پانی اترتا ہے۔ (۳'۴) دوجین یہ وہ رگیں ہیں جس میں خون کی روانی ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا تمام رگوں کو کاٹنا ضروری ہے لیکن اگر صرف تین رگیں کٹ جائیں تب بھی قربانی درست ہے اس سے کم ہوں تو درست نہیں۔

✦ جانور ذبح کرتے وقت اللہ عزوجل کا نام لینا ضروری ہے مثلاً بسم اللہ اکبر' اللہ رحمٰن' اللہ اعظم' اگر مسلمان ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا بھول گیا اور جانور ذبح کر دیا تو ذبح درست ہو جائے گا اور اگر یاد ہونے کے باوجود بسم اللہ نہ پڑھی تو جانور حرام اور قربانی ضائع ہو جائے گی۔

✦ قربانی سے پہلے جانور کو چارہ دے دیں یعنی بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔ ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کریں۔ ذبح سے قبل چھری وغیرہ تیز کر لیں تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔

✦ گوشت کی تقسیم اس طرح کرنی چاہئے۔ ایک حصہ اپنے لیے' ایک عزیز واقارب کیلئے اور ایک غریبوں و یتیموں کے

Marfat.com

لئے۔ جانور کی کھال کا صدقہ کرنا ضروری ہے اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے یہ غریب' یتیم' بے سہارا لوگوں کا حق ہے مدارس اسلامیہ اس کا بہترین مصرف ہیں۔

✦ قربانی کا چمڑا' گوشت اور اس کی کوئی بھی چیز قصاب کو بطور اجرت نہیں دی جاسکتی۔ (بہار شریعت اور دیگر کتب فقہ)

اَبْوَابُ النُّذُوْرِ وَالْاَیْمَان (نذروں اور قسموں کا بیان)

✦ گناہ کی نذر نہ مانی جائے (اور اگر مان لی ہے تو اس کو پورا نہ کیا جائے) اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے۔ (۲۵-۱۵۲۴)

اگر کسی نے عید کے دن روزے کی نذر مانی تو امام شافعی کے نزدیک یہ نذر ہو گی ہی نہیں لیکن ہمارے نزدیک نذر تو ہو جائے گی مگر روزہ عید کے بعد رکھنا پڑے گا۔ لان صوم النحر مشروع باصله غير مشروع بوصفه وهو الاعراض عن ضيافة اللّٰه فالندربه نذر بالطاعة ووصف المعصية متصلا بذاته فعلا لاباسمه ذكراو تحقيقه في اصول الفقه۔

✦ کوئی شخص بچہ ذبح کرنے کی نذر مانتا ہے تو بکری ذبح کر دے۔

✦ امام شافعی کے ہاں نذر میں کفارہ نہیں ہے۔ ہمارے ہاں حلال کو حرام کرنے پہ کفارہ ہے۔ لان الـنـدر ايجاب المباح وهو يستلزم تحريم الحلال و تحريم الحلال يمين بدليل قوله تعالىٰ ياايها النبى لم تحرم ما احل الله لك . كذا فى اللمعات۔

✦ امام محمد علیہ الرحمۃ موطا میں فرماتے ہیں: من نذر نذرا فى معصية فليطع الله وليكفر عن يمينه وهو قول ابى حنيفة ۔ جس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی وہ اللہ کی اطاعت کرے اور قسم کا کفارہ ادا کرے یہی قول ہے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا (حاشیہ نمبر ۳' ترمذی ج ۱' ص ۲۷۹)

✦ نذر غیر معین کا وہی کفارہ ہے جو قسم کا ہے۔ (۱۵۲۸)

✦ حضور علیہ السلام اکثر اس طرح قسم اٹھاتے لا و ملقب القلوب دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔ (۱۵۴۰)

اَبْوَابُ السِّیَرِ (جہادی سفروں کا بیان)

✦ جس بستی میں مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو وہاں قتال نہ کرو۔ (۱۵۴۹)

کون سمجھائے آج کل کے نام نہاد مجاہدین کو جو مسجدوں کے اندر عین جماعت کے وقت بم چلا کر سینکڑوں نمازیوں کو خون میں نہلا کر مجاہد ہونے کا ''اعزاز'' حاصل کرنے کی ''سعادت'' حاصل کر رہے ہیں۔ خدارا! اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو۔

Marfat.com

✦ ضرورت ہو تو مشرکین کے برتن دھو کر استعمال کیے جاسکتے ہیں۔(۱۵۶۰)

✦ وضع حمل سے پہلے حاملہ قیدی عورت کے ساتھ صحبت ناجائز ہے۔(۱۵۶۴)

✦ شبخون کے علاوہ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔(۷۰-۱۵۶۹)

✦ کافروں کی لاشیں جلانے سے بھی منع فرمادیا گیا۔(۱۵۷۱)

✦ حضور علیہ السلام مشرکین کے تحائف بھی قبول فرمالیتے تھے۔(۱۵۷۷)

اگرچہ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے تحائف قبول کرنے سے روک دیا گیا۔(ایضاً)

✦ حضور علیہ السلام خوشی کے موقع پہ سجدۂ شکر بجالاتے۔(۱۵۷۸)

✦ بدفالی کو شرک کہا گیا۔(۱۶۱۵) فرمایا: بیماری کے متعدی ہونے اور بدفالی کی کوئی حقیقت نہیں لیکن فال یعنی اچھی بات پسند ہے۔(۱۶۱۵) جیسے کسی کا نام راشد ہو یا نجیح تو اس سے ہدایت اور کامیابی مراد لے لینا۔(۱۶۱۶)

✦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پہ جانے والوں کو بھرپور نصیحت فرماتے۔ مثلاً یہ کہ تقویٰ اور مسلمانوں کی خیرخواہی، مال غنیمت میں خیانت نہ کرو، عہد شکنی نہ کرو، مثلہ نہ بناؤ......(۱۶۱۷)

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ (جہاد کی فضیلت کا بیان)

✦ ہر مرنے والے کا عمل ختم ہو جاتا ہے لیکن مجاہد جب جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے تو اس کا عمل تاقیامت بڑھتا رہتا ہے اور وہ فتنۂ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا: بڑا مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے۔(۱۶۲۱)

(امام غزالی فرماتے ہیں نفس کتے کی طرح ہے جس پہ لالچ کا غلبہ ہے تم نے دیکھا) صرف کتا ہی ہے جو تے کر کے چاٹ لیتا ہے۔(ترمذی، ج ۲، حدیث ۱۲۳۱) صرف اس لالچ میں کہ یہ بھی میرے ہی پیٹ میں جائے اسی لیے اگر کتا پالنے سے شکار مقصود ہو یا کھیتی باڑی کی حفاظت تو جائز ہے اور نفس کو پالنا تبھی جائز ہے جب اس سے اعمال صالحہ کا شکار کرنا مقصود ہو یا اپنے دین کی حفاظت کرنا مقصود ہو ورنہ جائز نہیں جبکہ عموماً لوگ گناہ کرنے کیلئے نفس کو پالتے ہیں۔ دیکھو جانور گھاس وغیرہ کھاتے ہیں تو کھڑے ہو کر، نفس پرستوں نے کہا ہم کیوں پیچھے رہ جائیں کیا ہم ڈنگروں سے بھی گئے گزرے ہیں، چنانچہ اخروی نفع و نقصان کی فکر کیے بغیر کھڑے ہو کر کھانا شروع کر دیا، نفس کو راضی کر لیا اور خدا کو ناراض کر لیا۔ اچھے بھلے بیٹھے ہوتے ہیں، کھانے کی آواز آتی ہے تو جانوروں کی طرح بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔ شادی بیاہ کے موقع پہ بچے بوڑھے دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں اور یہ حضرات برتنوں میں اتنا کھانا ڈال لیتے ہیں کہ جتنا کھا بھی نہیں سکتے۔ اچھے بھلے بیٹھے ہوتے ہیں، پیشاب آتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور گدھے بیل کی طرف کام کر کے اپنے آپ کو مہذب کہلانے والے دراصل اپنے نفس کے پجاری ہیں

Marfat.com

پھر کہتے ہیں شریعت میں اتنی سختی نہیں ہے۔ خدا اور اس کا رسول تو ہمیں انسان بنانا چاہیں اور ہم نفس کی پیروی میں شیطان کو پیچھے چھوڑ جائیں۔ پھر یہ دعوائے مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا۔

✧ اللہ کی راہ میں رونے والا دوزخ میں داخل نہ ہوگا جب تک دودھ واپس تھنوں میں نہ چلا جائے۔ (۱۶۳۳)

✧ سب سے برا آدمی وہ ہے جو لوگوں سے اللہ کے نام پہ مانگے اور اس کو کچھ نہ دیا جائے۔ (۱۶۵۲)

اَبْوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

✧ والدین کو چھوڑ کر (یا ان کی اجازت کے بغیر) جہاد پہ جانے والے کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: انہی کی خدمت میں کر جہاد کر (یعنی ان کی خدمت میں ہی تیرے لئے جہاد کا ثواب ہے) (۱۶۷۱)

✧ اکیلے سفر کرنے کو ناپسند فرمایا گیا۔ (۱۶۷۳)

✧ اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ۔ جنگ ایک دھوکہ ہے (یعنی جنگ میں دشمن کو چکمہ دے کر حملہ کرنے کی اجازت ہے) (۱۶۷۵)

✧ حضور علیہ السلام کے انیس غزوات کا ذکر (۱۶۷۶)

✧ لڑائی کے وقت حضور علیہ السلام نے یہ دعا کی: اَللّٰهُمَّ مُنَزِّلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَهْزِمِ الْاَحْزَابَ وَزَلْزِلْهُمْ اے اللہ! اے کتاب کو اتارنے والے جلد حساب لینے والے دشمن کے لشکر کو شکست دے اور ان کے قدم اکھیڑ دے۔ (۱۶۷۸)

✧ فتح مکہ کے موقع پہ جھنڈا سفید رنگ کا اور عمامہ شریف سیاہ رنگ کا حضور علیہ السلام نے سیاہ جھنڈا بھی استعمال کیا چھوٹے سفید اور بڑا سیاہ۔ (۸۰-۱۶۷۹)

✧ پسندیدہ اور ناپسندیدہ گھوڑے (۹۸-۹۶-۱۶۹۵) گھوڑوں کے بارے میں بھی حضور علیہ السلام پوری معلومات رکھتے تھے۔ مگر بے خبر بے خبر جانتے ہیں۔

✧ جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا گیا۔ (۱۷۰۸)

✧ حضور علیہ السلام نے کافر کی لاش بیچنے سے انکار فرما دیا۔ (۱۷۱۵)

✧ جہاد سے واپس آنے والوں کا استقبال کرنا۔ (۱۷۱۸)

اَبْوَابُ اللِّبَاسِ (لباس کا بیان)

✧ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی کڑھائی والا جبہ زیب تن فرمایا اور فرمایا: حضرت سعد کو جنت میں ملنے والے رومال اس سے زیادہ اچھے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سرخ کپڑے پہنے ہوئے کسی گیسوؤں والے کو حضور

Marfat.com

علیہ السلام سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔(۲۴-۱۷۲۳)

شرح جمال طور رسول کریم ہیں — قلب و نظر کا نور رسول کریم ہیں
اقلیم عقل آپ کی ضو سے ہے مستنیر — اذھان کا شعور رسول کریم ہیں
پیکر ہے ایک عکس تصور سے بھی حسیں — پیش نظر ضرور رسول کریم ہیں
انسانیت ہے آپ کی نسبت سے سرفراز — ہر عیب سے نفور رسول کریم ہیں
غرقاب انفعال ہے حسن مہ و نجوم — جلوہ نما حضور رسول کریم ہیں
بخشا خروش برق مجاہد کی تیغ کو — جان دل غیور رسول کریم ہیں
راسخ جہان ان کی ضیا سے ہے تابناک — ہر قلب کا سرور رسول کریم ہیں

(راسخ عرفانی)

✧ جو تکبر کی وجہ سے اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلا' قیامت کے دن اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔(۱۷۳۰)
عورتیں اس میں شامل نہیں (۱۷۳۱)

موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کس حالت میں ہم کلام ہوئے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس دن موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے اس دن ان پہ اونی چادر' اونی ٹوپی اور اونی شلوار تھی اور آپ کی نعلین مبارک مرے ہوئے گدھے کی کھال کی تھی۔(۱۷۳۴)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی — آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

✧ سیاہ عمامہ مبارک کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکانا۔(۳۶-۱۷۳۵)
شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے۔عمامہ کے ساتھ ایک نماز پڑھنا بغیر عمامہ ستر نمازوں سے افضل ہے اور فرمایا کہ شملہ لٹکانا افضل ہے دائمی سنت نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے کبھی شملہ چھوڑا ہے اور کبھی نہیں چھوڑا اور کبھی گردن کے نیچے سے گزارا ہے......اسی طرح کبھی شملہ مبارک سینہ پہ بھی رکھا ہے دائیں طرف (حاشیہ نمبر۲' ترمذی' ج۱' ص۳۰۴)
✧ حضور علیہ السلام انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔(۱۷۴۱) امام حسن و حسین بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے (۱۷۴۳) گویا انگوٹھی پہننا سنت ہوا خواہ دائیں ہاتھ میں ہو یا بائیں ہاتھ میں۔معلوم ہوا ایسی باتوں کو خلاف سنت نہیں کہا جا سکتا۔لہٰذا عمامہ باندھنا سنت ہے خواہ کسی رنگ کا ہو ورنہ تو جس طرح کے کپڑے کا حضور علیہ السلام نے عمامہ باندھا اسی طرح کا کپڑا بھی ہونا چاہئے اور اس سنت پہ کس طرح عمل ہو سکے گا۔حضور علیہ السلام کی انگوٹھی پہ محمد رسول اللہ کے الفاظ لکھے ہوتے تھے (۱۷۴۵) اور نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا (۱۷۴۰) ایک روایت میں جزع یا عقیق کا ذکر ہے۔(۱۷۳۹)

Marfat.com

✧ مہندی اور وسمہ بہترین خضاب ہے۔(۱۷۵۳)

✧ حضور علیہ السلام کے بال مبارک کندھوں سے اوپر اور کانوں سے نیچے تھے (۱۷۵۵) حضور علیہ السلام کے بالوں کے چار گچھے تھے۔(۱۷۸۱)

✧ مصنوعی بال لگوانے والوں پہ لعنت فرمائی گئی۔(۱۷۵۹)

✧ حضور علیہ السلام نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ پہنا (۱۷۶۸)

✧ سونے کی ناک لگوانا یا دانتوں پہ سونا چڑھوانا جائز ہے۔(۱۷۷۰)

✧ صحابہ کرام کی ٹوپیاں سر سے ملی ہوئی ہوتی تھیں۔(۱۷۸۲)

✧ ہمارے اور کفار کے درمیان فرق ٹوپیوں پہ عمامہ باندھنا ہے۔(۱۷۸۴)

✧ لوہے کی انگوٹھی اہل جہنم کا پہناوا ہے اور پیتل کی انگوٹھی سے بتوں کی بد بو آتی ہے۔(۱۷۸۵)

✧ حضور علیہ السلام کا محبوب ترین کپڑا یمنی دھاری دار چادر تھی۔(۱۷۸۷)

(ترمذی شریف کی پہلی جلد کے حوالے یہاں پر اختتام پذیر ہوئے)

اَبْوَابُ الْاِطْعِمَۃِ (کھانوں کا بیان)

✧ کیا حضور علیہ السلام نے خرگوش کا گوشت کھایا؟ صرف قبول فرمایا۔ اکثر علماء جائز کہتے ہیں۔ بعض نے مکروہ کہا ہے کہ اسے حیض آتا ہے۔(۱۷۸۹)

✧ گوہ، بجو اور گھوڑے کے گوشت کا حکم (۹۳-۹۲-۹۱-۱۷۹۰)

✧ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے میں برکت ہے۔(۱۸۰۱)

✧ جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں۔(۱۸۱۵)

✧ حضور علیہ السلام نے ایک کوڑھی کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔(۱۸۱۷)

✧ نجاست خور جانوروں کا گوشت اور دودھ کھانے پینے سے منع فرمایا گیا (۱۸۲۴) لیکن اس وقت جبکہ نجاست کا اثر گوشت اور دودھ میں ظاہر ہو۔ اگر اسے باندھ کر اثر زائل کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں (زیلعی) کیونکہ حضور علیہ السلام نے مرغی تناول فرمائی ہے (حالانکہ عموماً مرغی نجاست کھاتی ہے)(۱۸۲۷)

✧ حضور علیہ السلام کو حلوہ (میٹھی چیز) اور شہد پسند تھا۔(۱۸۳۱)

✧ گوشت دانتوں سے نوچنا اور چھری سے کاٹ کر کھانا دونوں طرح جائز ہے۔(۳۶-۱۸۳۵) حضور علیہ السلام کا پسندیدہ ترین گوشت ران تھی (۱۸۳۷) حضرت عائشہ فرماتی ہیں پسند کی بات نہیں بلکہ گوشت پکتا ہی کبھی کبھی تھا تو ران کے

Marfat.com

جلدی پک جانے کی وجہ سے اس کو لے لیتے۔(۱۸۳۸)

✦ سرکہ بہترین سالن ہے۔جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی نہیں۔(۴۱-۱۸۳۹)

✦ تربوز اور ککڑی کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھانا۔(۴۴-۱۸۴۳)

✦ اَلْوُضُوْءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَ بَعْدَهٗ۔وضو سے مراد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے۔(۱۸۴۶)

✦ کدو شریف کے ساتھ حضور علیہ السلام کی پسندیدگی۔(۱۸۴۹)

✦ رات کا کھانا ضرور کھاؤ اگر چہ تھوڑا ہی ورنہ جلد بوڑھے ہو جاؤ گے۔(۱۸۵۴)

✦ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر تری کو چہرہ انور' بازوؤں اور سر پہ ملنا۔(۱۸۶۰)

اَبْوَابُ الْاَشْرِبَةِ (پینے کا بیان)

✦ دنیا میں شراب کا عادی آخرت کی شراب طہور سے محروم رہے گا۔(۱۸۶۱)

✦ شرابی کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں اگر توبہ کر لے تو تین مرتبہ تک توبہ قبول ہے۔چوتھی مرتبہ نا قبول اور اسے دوزخیوں کی پیپ سے پلایا جائے گا۔(۱۸۶۲)

✦ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے کی ممانعت۔(۱۸۷۸)

✦ کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت (سوائے زمزم اور وضو کا بچا ہوا پانی پینے کے ہاں جبکہ کوئی عذر ہو)(۱۸۷۹) اور کھڑے ہو کر کھانا تو کھڑے ہو کر پینے سے بھی زیادہ برا ہے۔

✦ پانی وغیرہ پیتے ہوئے تین سانس لینا زیادہ خوشگوار اور سیراب کرنے والا ہے۔دو سانسوں میں بھی پانی پیا جا سکتا ہے۔پانی میں پھونکنا منع ہے اور برتن میں سانس لینا بھی مکروہ ہے۔(۸۹-۸۸-۸۷-۸۶-۱۸۸۴)

✦ کوئی چیز تقسیم کرو تو دائیں طرف سے شروع کرو چاہے بائیں طرف اشراف ہی بیٹھے ہوں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں دودھ لایا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف ایک اعرابی تھا جبکہ بائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش جاں کیا اور اس کے بعد سب سے پہلے اعرابی کو دیا اور فرمایا: اَلْاَیْمَنُ فَالْاَیْمَنُ۔دایاں پھر دایاں ہے یعنی زیادہ حقدار ہے۔(۱۸۹۳) ایمن کو ہر دو جگہ رفع بھی پڑھ سکتے ہیں یعنی اَلْاَیْمَنُ اَحَقُّ اور نصب بھی یعنی اعطی الایمنَ۔

✦ سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُھُمْ۔پلانے والا سب سے آخر میں پئے۔(۱۸۹۴)

✦ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہت پسند تھا۔(۱۸۹۵)

Marfat.com

ابوابُ البرِّ والصِّلَةِ (نیکی اور صلہ رحمی کا بیان)

✦ مادہ اشتقاق کا اثبات حدیث پاک سے، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں رحمٰن ہوں، میں نے رحمت کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا۔ (۱۹۰۷)

✦ اولاد کی محبت میں انسان بخیل، بزدل اور جاہل بن جاتا ہے (حسن وحسین اللہ تعالیٰ کے پھول ہیں) (۱۹۱۰)

✦ بچیوں، بہنوں کی تربیت پہ جنت کا وعدہ، حضور علیہ السلام کا جنت میں ساتھ نصیب ہوگا اور یہ دوزخ سے آڑ ہو جائیں گی۔ (۱۵-۱۴-۱۳-۱۲-۱۹۱۱)

✦ جس نے چھوٹوں پہ رحمت نہ کیا اور بڑوں کا احترام نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (۱۹۱۹)

✦ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ . دین از اوّل تا آخر خیر خواہی کا نام ہے۔ (۱۹۲۵)

✦ تین جگہ پہ جھوٹ (توریۂ کلام کرنا) جائز ہے (۱) خاوند اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے کوئی بات کرے (۲) لڑائی کے موقع پہ (۳) لوگوں میں صلح کراتے وقت۔ (۱۹۳۹)

✦ مسکرا کر بات کرنا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا، بھولے ہوئے کو راہ بتانا، راستے سے پتھر کانٹا اور ہڈی (وغیرہ) اٹھانا، دوسرے کے ڈول میں پانی بھر دینا یہ سب صدقہ کے کام ہیں یعنی ان پہ صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ (۱۹۵۶)

✦ مسلمان بخیل اور بد اخلاق نہیں ہو سکتا۔ (۱۹۶۲)

✦ اپنے اہل وعیال پہ خرچ کرنے کا ثواب بھی صدقہ کے برابر ہے۔ (۱۹۶۵) بلکہ اللہ کی راہ میں جانور پہ خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔ (۱۹۶۶)

✦ امام و موذن قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پہ ہوں گے۔ (۱۹۸۶)

✦ حضور علیہ السلام کا مزاح فرمانا۔ (۹۲-۹۱-۹۰-۱۹۸۹)

✦ ایک شخص کے منہ پر حضور علیہ السلام نے اس کی خاطر مدارت فرمائی اور اس کے جانے کے بعد اس کی برائی کا اظہار فرمایا (تاکہ لوگ اس کے شر سے بچیں)۔ (۱۹۹۶)

✦ دوستی اور دشمنی میں میانہ روی رکھو، ہو سکتا ہے دوست دشمن ہو جائے اور دشمن دوست بن جائے۔ (۱۹۹۷)

✦ قیامت کے دن مومن کی میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی شے نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ بے حیا اور بد گو سے نفرت فرماتا ہے۔ (۲۰۰۲)

✦ اللہ تعالیٰ نعمت دے تو اس کا اثر جسم پہ ظاہر ہونا چاہئے۔ (۲۰۰۶)

✦ لوگوں کی رائے پہ چلنے کی بجائے خود مستقل مزاج بنو اور پر اعتماد شخصیت کے مالک ہو جاؤ۔ (۲۰۰۷)

Marfat.com

✦ میانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔(۲۰۱۰)

✦ بوڑھوں کی تعظیم کرنے والے کی بڑھاپے میں تعظیم کی جاتی ہے۔(۲۰۲۲)

✦ پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور سوائے دو ناراض مسلمانوں اور مشرک کے سب کی بخشش ہو جاتی ہے۔(۲۰۲۳)

✦ اللہ کے ہاں مومن کی عظمت وحرمت کعبہ سے زیادہ ہے۔(۲۰۳۲)

✦ محسن کی زبان سے تعریف کر دینا (اگر بدلہ میں دینے کیلئے کچھ نہ ہو) اس کا شکریہ ادا کرنے کے مترادف ہے۔ (۲۰۳۴-۳۵)

کئی نبیوں کی تعلیمات کا خلاصہ آٹھ باتوں میں

مندرجہ بالا باب میں حکمت ودانائی کی بے شمار باتیں تھیں اور اگلے باب میں طب سے متعلقہ تعلیمات نبوی ہیں تو ان کے درمیان حضرت لقمان حکیم کا یہ فرمان بہت خوب رہے گا۔ ملاحظہ ہو۔

مررت علی کثیر من الانبیاء ففددت منهم ثمانی حکم

میں نے کئی انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات میں سے آٹھ چیزوں کا فائدہ حاصل کیا۔

۱- **اذا کنت فی الصلوٰة فاحفظ قلبك**۔ جب تو نماز میں ہو تو اپنے دل کی حفاظت کر۔

۲- **واذ کنت فی مجالس الناس فاحفظ لسانك**۔ جب تو لوگوں کی مجلس میں ہو تو اپنی زبان کی حفاظت کر۔

۳- **واذا کنت فی بیوت الناس فاحفظ بصرك**۔ اور جب تو لوگوں کے گھروں میں ہو تو اپنی نگاہ کی حفاظت کر۔

۴- **واذ کنت علی الطعام فاحفظ معدتك**۔ اور جب تو کھانے پہ ہو تو اپنے معدے کی حفاظت کر۔ **اثنان فلا تذکرهما**۔ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا کبھی تذکرہ نہ کر۔

۵- **اساءة الناس الیك**۔ لوگ تیرے ساتھ برائی کریں تو اس کو یاد نہ رکھ۔

۶- **واحسانك الی الناس**۔ لوگوں کے ساتھ احسان کر کے یاد نہ رکھ۔

واثنان فلاتنسهما ۔ اور دو چیزوں کو کبھی نہ بھلا۔

۷- اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھ اور اس کی ذات کو کبھی نہ بھلا۔

۸- **والدار الاخرة** ۔ آخرت کو ہمیشہ یاد رکھ۔

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو عرش پہ جھولو
اک بات بندۂ عاجز کی رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

Marfat.com

اَبْوَابُ الطِّبِّ (علاج معالجہ کا بیان)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ کس بیمار کیلئے کیا چیز مفید ہے۔ چنانچہ حضرت علی کی خرابی صحت کے باعث فرمایا: کھجوریں کھانے کی بجائے چقندر اور جو کا استعمال کرو۔ (۲۰۳۷)

✧ ہر بیماری کی اللہ تعالیٰ نے دوا اتاری ہے' سوائے بڑھاپے کے لہٰذا علاج کیا کرو۔ (۲۰۳۸)

✧ حساء یا هریره (سیرہ یا پتلا حلوا) دل کو طاقت دیتا ہے۔ (۲۰۳۹)

✧ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے۔ (۲۰۴۱)

✧ حرام اشیاء سے علاج کرنا منع ہے کیونکہ یہ بذات خود بیماری ہیں تو ان میں شفا کیسے ہو سکتی ہے۔ (۲۰۴۶)

✧ مہندی کے ذریعے زخم وغیرہ کا علاج کرنا۔ (۲۰۵۴)

✧ جھاڑ پھونک بھی تقدیر کا حصہ ہے۔ (۲۰۶۵)

✧ درد کی جگہ پہ سات مرتبہ ہاتھ پھیرو اور یہ الفاظ پڑھو: اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ۔ اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت اور غلبہ کے ساتھ میں اس درد کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ (۲۰۸۰)

✧ موت کے سوا کوئی اور بیماری ہو تو سات باریوں کہا جائے: اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ۔ اللہ بزرگ و برتر اور عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفاء عطا فرماتے۔ ان شاء اللہ مریض تندرست ہو جائے گا۔ (۲۰۸۳)

✧ بخار والا جاری نہر میں پانی کے بہاؤ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یوں کہے: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ اللہ کے نام سے' اے اللہ اپنے بندے کو شفا دے اور اپنے رسول ﷺ کو سچا کر۔ طلوع صبح کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے یہ عمل کرے۔ تین دن تک تین تین غوطے لگائے۔ اگر ٹھیک نہ ہو تو پانچ دن' سات دن بالآخر نو دن میں شفا ہو جائے گی۔ (۲۰۸۴)

✧ زخم کا علاج راکھ سے کرنا جس طرح کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے احد کے دن بوریا جلا کر حضور علیہ السلام کے زخم میں رکھی۔ (۲۰۸۵)

✧ مریض کا دل خوش کرنے والی باتیں کرو اس سے اگرچہ کچھ نہ ہو گا لیکن اس کا دل تو خوش ہو جائے گا۔

(۲۰۸۷-۸۹)

Marfat.com

اَبوَابُ الفَرَائِضِ (میراث کے ابواب)

علم الفرائض کو کل علوم کا نصف قرار دیا گیا ہے اور سب سے پہلے اسی علم کے اٹھ جانے کی خبر دی گئی اسی لیے حکم ہوا: تعلموا الفرائض والقران وعلموا الناس۔ اس کو سیکھتے سکھاتے رہو۔ مطلقاً علم کی اہمیت کے بارے میں امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ کے خوبصورت اشعار ملاحظہ ہوں:

تعلم فان العلم زين لاهله　　وفضل وعنوان لكل المحامد

علم حاصل کیا کرو کیونکہ عالم کے لئے اس کا علم زینت' دوسروں پر فضیلت اور قابل تعریف بننے کا ایک اہم ترین عنوان ہے۔

وكن مستفيدا كل يوم زيادة　　من العلم واسبح في بحور الفوائد

اور ہر روز علم میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے والا بن جا اور ہر وقت علمی فوائد کے بحرِ بے کراں میں غوطہ زنی کرنے والا بن کر رہا کر۔

تفقه فان الفقه افضل قائد　　الى البر والتقوى واعدل قاصد

اللہ عزوجل کے دین میں فقاہت پیدا کیا کر کیونکہ دین میں فقاہت کا ہونا نیکی اور تقویٰ کے راستے کا بہترین راہبر اور راہ اعتدال کا بہترین اصول ہے۔

هو العلم الهادى الى سنن الهدى　　هو الحصن ينجى من جميع الشدائد

علم ایسی دولت ہے جو راہ ہدایت کی راہبری کرتا ہے اور ایسا مضبوط قلعہ ہے جس میں داخل ہونے سے آدمی اپنی تمام مشکلات سے نجات پالیتا ہے۔

فان فقيها واحدا متورعا　　اشد على الشيطان من الف عابد

بلاشبہ اکیلا فقیہ جو متقی بھی ہو وہ شیطان کے مقابلے میں ایک ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ بھاری ہے۔

مسائل وراثت کی احادیث

✦ آیہ میراث کا شان نزول (۹۱-۲۰۹۲) آیہ کلالہ کا شان نزول (۲۰۹۷)

✦ ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن ہو تو بیٹی کیلئے نصف' پوتی کیلئے چھٹا حصہ (فلهما الثلثن) اور باقی جو (ایک ثلث) بچ گیا وہ حقیقی بہن کیلئے۔ (۲۰۹۳)

✦ حضور علیہ السلام کے وضو کے بچے ہوئے پانی کا چھینٹا پڑا تو بے ہوش کو ہوش آ گیا (تو حضور علیہ السلام بحکم واذن الٰہی دافع البلیات ہوئے لہٰذا درود تاج میں دافع البلاء کے لفظ کو سن کر چیں بہ جبیں ہونا اور اس کو گمراہی کہنا خود جاہل و بے دین ہونے کی دلیل ہے۔ (۲۰۹۷)

Marfat.com

✧ مقررہ حصہ وراثت متعلقہ افراد کو دے کر جو بچ جائے وہ سب سے زیادہ قریبی رشتہ داروں کیلئے ہے۔

✧ دادے دادی کی وراثت کا مسئلہ (۲۱۰۰-۲۰۹۹)

✧ دادی جس کو بیٹے کی موجودگی میں چھٹا حصہ دیا گیا۔ (۲۱۰۲)

✧ (ذوی الارحام کی میراث کا بیان) جس کا اور کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں وارث ہوگا۔ (۲۱۰۳) آزاد کردہ غلام کو بھی دیا جائے گا ورنہ بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔ (۲۱۰۶) جس کے ہاتھ پہ وہ ایمان لایا وہ دوسروں (عام لوگوں) سے زیادہ حق دار ہے۔ (۲۱۱۲)

✧ عورت تین قسم کی وراثت کی وارث ہوئی ہے۔

(۱) عَتِيقَهَا: اپنے آزاد کردہ غلام کی (۲) لَقِيطَهَا: اپنے لقیط (گرا پڑا بچہ جو اس نے اٹھالیا ہو) (۳) وَوَلَدَهَا الَّذِیْ لَاعَنَتْ عَلَيْهِ: اور اپنے اس بچے کی جس پہ اس نے لعان کیا۔ (۲۱۱۵)

اَبْوَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)

✧ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اس بیماری میں جس میں وہ زندگی سے مکمل مایوس ہو چکے تھے۔ فرمایا: وَلَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَّيُضَرُّبِكَ اٰخَرُوْنَ۔ تم میرے بعد زندہ رہو گے یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو تجھ سے فائدہ ہوگا اور کچھ کو نقصان۔ (۲۱۱۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فتح عراق تک زندہ رہے اور یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک کہ تم میرے بعد زندہ رہو گے اور تمہارے ذریعے کچھ لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور کچھ نقصان' حرف بحرف صحیح ہوا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو غیب اور مستقبل کی باتوں پر مطلع فرماتا ہے۔ کون کب اور کہاں مرے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں بتایا اس لئے یہ کہنا کہ ان باتوں کا کسی کو علم نہیں ہوتا یہ جہالت اور تعصب ہے۔ البتہ ذاتی علم خاصۂ خداوندی ہے۔ وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی مسلمان اس بات کا اعتقاد رکھتا ہے یہ عقیدہ شرک ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک انبیاء و اولیاء کا علم عطیہ خداوندی ہے۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ لعل کا لفظ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بولا جائے تو وہ امید کے معنی میں نہیں بلکہ یقین کے معنی میں آتا ہے۔ (كلمة لعل من الله ورسوله تحقيق ۔ مجمع) ترمذی' ص ۳۲' ج ۲ بین السطور) اسی حدیث میں مرثیہ کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف ہے۔ يرثى له رسول الله ۔ حضور علیہ السلام کو سعد بن خولہ کے مکہ میں مرنے کا افسوس ہوا۔

Marfat.com

اَبْوَابُ الْوَلَاءِ وَالْهِبَةِ (ولاء اور ھبہ کا بیان)

ایک شخص عاقل بالغ کسی کے ہاتھ پہ اسلام لایا۔ اب اس نومسلم نے اس کے یا کسی دوسرے کے ہاتھ پہ موالات کی یعنی کہا کہ میں مرجاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور مجھ سے کوئی جنایت ہوگئی تو دیت تیرے ذمہ ہوگی۔ تو یہ موالات صحیح ہے اور یہ دونوں طرف سے ہوسکتی ہے۔ (بہار شریعت ج ۱۴ ص ۱۷۵)

✧ ولاء کو بیچنا اور ہبہ کرنا منع ہے۔ (۲۱۲۶)

✧ اولاد کی شکل والدین پہ نہ بھی ہو تو اس کا انکار نہ کیا جائے۔ (۲۱۲۸)

✧ قیافہ شناس نے دو شخصوں کے پاؤں دیکھ کر پہچان لیا اور کہا یہ قدم ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ دو شخص حضرت زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید تھے۔ حالانکہ انہوں نے سر (اور چہرے) ڈھانپ رکھے تھے۔ اس واقعہ کو حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بڑی خوشی کے ساتھ بیان کیا: دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ اَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ۔ اتنے خوش کہ چہرۂ انور کے خطوط چمک رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جاہلیت میں حضرت اسامہ بن زید کے نسب کے بارے میں شک کیا جاتا تھا کیونکہ حضرت اسامہ کا رنگ قدرے سیاہ تھا اور حضرت زید کا سفید تو اس قیافہ سے نسب کی تائید ہوگئی اس لیے حضور علیہ السلام مسرور ہوئے۔ مجمع البحار، حاشیہ ۳، ترمذی ج ۲، ص ۳۴ (حدیث ۲۱۲۹) امام ترمذی فرماتے ہیں: وقد احتج بعض اهل العلم بهٰذا الحديث فی اقامة امر القافة۔ بعض علماء نے اس حدیث کے مطابق قیافہ لگانے کو درست قرار دیا ہے۔

✧ ھدیہ دینے سے دل کا کھوٹ دور ہوجاتا ہے۔ (۲۱۳۰)

✧ باپ بیٹے کو دیا ہوا عطیہ واپس لے سکتا ہے (عندالاحناف اس لیے تاکہ بوقت حاجت اس کی ضروریات پہ خرچ کرے جس طرح کہ دیگر اموال اس کے مفاد میں خرچ کرتا ہے کیونکہ باپ بوقت ضرورت اولاد کے مال میں تصرف کرسکتا ہے۔ لمعات) (۲۱۳۲)

اَبْوَابُ الْقَدْرِ (تقدیر کا بیان)

✧ تقدیر کے مسئلہ پہ بحث مباحثہ کی وجہ سے حضور علیہ السلام سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: اَمْ بِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ۔ کیا تمہیں اس کام کا حکم دیا گیا ہے یا میں تمہاری طرف اسی بات کیلئے بھیجا گیا ہوں؟ پھر فرمایا: اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ اَلَّا تَنَازَعُوْا فِيْهِ۔ تم سے پہلے لوگوں نے جب اس مسئلہ کے بارے میں اختلاف کیا تو ہلاک ہوگئے۔ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ اس بارے میں جھگڑا مت کرنا۔ (۲۱۳۳)

✧ باوجودیکہ اچھی بری تقدیر لکھ دی گئی ہے پھر بھی عمل کرتے رہو۔ ہر شخص کیلئے وہ عمل آسان کردیا گیا ہے جس کیلئے اس

Marfat.com

کو پیدا کیا گیا ہے۔(۲۱۳۶)

✧ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ ۔تقدیر کو دعا ہی بدل سکتی ہے اور نیکی ہی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔(۲۱۳۹)

✧ لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جس طرح چاہے پھیر دے۔لہٰذا یہ دعا کرتے رہنا چاہئے: يَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ ۔اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پہ قائم رکھ۔حضور علیہ السلام اکثر یہی دعا کیا کرتے۔(۲۱۴۰)

✧ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو دو کتابیں دکھائیں جن میں جنتیوں اور دوزخیوں کی مکمل فہرست تھی بلکہ ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے بھی نام تھے(۲۱۴۱)

تو دانائے ما کان اور ما یکوں ہے مگر بے خبر' بے خبر جانتے ہیں

✧ نہ بیماری (اپنے آپ) متعدی ہوتی ہے اور نہ صفر کی کوئی حقیقت ہے اور نہ ہی ھامہ کی۔(۲۱۴۳)

ھامہ رات کو اڑنے والا ایک پرندہ ہے۔بعض نے کہا الو ہے جس سے لوگ بدفالی لیتے تھے اور صفر انسان کے پیٹ میں ایک جانور ہونے کا عقیدہ رکھنا ہے جو بھوک کے وقت تڑپتا ہے اور بعض دفعہ انسان کی جان لے لیتا ہے (طیبی) یا صفر کے مہینے کے بعض اوقات میں جنگ کو جائز سمجھنا اور بعض اوقات میں ناجائز سمجھنے کی نفی کی گئی ہے جیسا کہ اہل عرب کا عقیدہ تھا۔

✧ جس جگہ موت مقدر ہوتی ہے اس جگہ کے ساتھ کوئی حاجت متعلق کر دی جاتی ہے تاکہ بندہ وہاں جا کر مرے۔ (۲۱۴۶) یعنی موت کا جو مقام لکھ دیا گیا ہے اسی مقام پہ آئے گی۔

✧ علاج معالجہ بھی تقدیر الٰہی میں سے ہے (لہٰذا جھاڑ پھونک یا دوائی دارو کو بطور اسباب استعمال کیا جائے ورنہ موثر حقیقی تو اللہ کی ذات ہی ہے)(۲۱۴۸)

✧ قدریہ اور مرجئہ فرقوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔(۲۱۴۹)

قدریہ فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بندوں کے افعال ان کی اپنی قدرت سے ہیں یعنی اللہ کے ارادے اور قدرت کا اس میں کوئی دخل نہیں جبکہ مرجئہ کہتے ہیں انسان مجبور محض ہے سب کچھ تقدیر الٰہی سے ہی ہوتا ہے۔(حاشیہ ۴'۵' ترمذی' ج ۲' ص ۳۷)

✧ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ ۔اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔(۲۱۵۵)

اَبْوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)

✧ محاصرہ کے دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بلوائیوں کو خطاب (۲۱۵۸)

✧ مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنے پہ فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔(۲۱۶۲)

Marfat.com

✦ حضرت عمر فاروق نے لوگوں کو فرمایا: اِنِّیْ قُمْتُ فِیْکُمْ کَمَقَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْنَا۔ میں تمہارے درمیان اس طرح کھڑا ہوں جس طرح ہمارے درمیان حضور علیہ السلام کھڑے ہوئے (لہٰذا ایسا کلام بے ادبی کے زمرے میں نہیں آتا) (۲۱۶۵)

✦ ظالم کو ظلم سے نہ روکنا سب کیلئے تباہی کا باعث ہے۔ (۲۱۲۸)

✦ بھرے دربار میں ایک شخص نے حاکم وقت (مروان) کو کہا خَالَفْتَ السُّنَّۃَ۔ تو سنت کا مخالف ہے۔ (۲۱۷۲)

✦ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْجِہَادِ کَلِمَۃُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔ سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ (۲۱۷۴)

✦ زمین کے تمام مشارق و مغارب حضور علیہ السلام کو دکھا دیئے گئے اور قیامت تک ہونیوالے واقعات سے آپ کو آگاہ کر دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے یہ بھی بتا دیا کہ میری امت کہاں تک حکومت کرے گی اور کس طرح ان میں آپس کے اندر فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ (۲۱۷۵-۷۶) قیامت تک کے واقعات کی خبر دینا (۲۱۹۱)

✦ جس کا لین دین اچھا ہے وہ اچھا انسان ہے اور جس کا لین دین اچھا نہیں وہ برا انسان۔ اَلَا وَخَیْرُھُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءِ الْحَسَنُ الطَّلَبِ اَلَا وَشَرُّھُمْ سَیِّئُ الْقَضَاءِ سَیِّئُ الطَّلَبِ (۲۱۹۱)

✦ قرب قیامت زیادہ عزت والا وہ ہوگا جو کمینہ ابن کمینہ ہے۔ (۲۲۰۹)

✦ جب میری امت پندرہ باتوں میں مبتلا ہو جائے گی تو مصائب میں گھر جائے گی۔ وہ پندرہ باتیں حدیث ۱۲-۲۲۱۱ میں دیکھئے۔ حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار لوگ مروائے۔ (۲۲۳۰)

✦ ہمارے بادشاہ کو دیکھو اس نے فاسقوں کا لباس پہن رکھا ہے۔ (۲۲۲۴)

✦ خلافت قریش میں ہی رہے گی۔ (۲۲۲۷) قُرَیْشٌ وُلَاۃُ النَّاسِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (اس پہ اعلیٰ حضرت کی کتاب "ام العیش فی الائمۃ من قریش" کا مطالعہ کیجئے)۔

✦ فتنہ دجال کے بارے میں طویل حدیث (۲۲۴۰) حضرت تمیم داری کا دجال کے بارے میں واقعہ جس کو حضور علیہ السلام نے پسند فرمایا اور بیان بھی کیا۔ (۲۲۵۳)

✦ ترمذی میں ایک ہی حدیث ثلاثی ہے۔ ملاحظہ ہو ج ۲، ص ۵۲

✦ خراساں سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے جو بیت المقدس میں گاڑ دیئے جائیں گے یعنی بیت المقدس فتح ہوگا ایسے لشکر کے ذریعے جس کے جھنڈے سیاہ ہوں گے۔ (۲۲۶۹)

Marfat.com

اَبْوَابُ الرُّؤْيَا (خوابوں کا بیان)

✧ اچھی خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور خواب کی تین اقسام ہیں۔
(۱) اچھی خواب جو اللہ کی طرف سے بشارت ہے۔ (۲) شیطان کی طرف سے ہے (۳) انسان کے اپنے خیالات۔ جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اٹھ کر دائیں طرف تھتھکارے (اور تعوذ پڑھے) اور یہ خواب لوگوں سے بیان نہ کرے۔ خواب میں قید دین پہ ثابت قدمی ہے اور طوق (یا ہتھکڑی) کو ناپسند فرمایا گیا۔ (۸۰-۷۷-۲۲۷۰)

✧ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِىْ وَلَا نَبِىَّ ۔ رسالت ونبوت ختم ہوگئی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی ہے...... صرف مبشرات یعنی اہل اسلام کے خواب ہیں۔ (۲۲۷۲)

✧ لھم البشریٰ سے مراد مومن کا اچھا خواب ہے۔ (۲۲۷۵)

✧ اَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْاَسْحَارِ ۔ سحری کے وقت کی خوابیں زیادہ سچی ہوتی ہیں۔ (۲۲۷۴)

✧ شیطان خواب میں بھی حضور علیہ السلام کا روپ نہیں دھار سکتا۔ (۲۲۷۶)

✧ خواب میں قمیض دیکھنا دینداری کی علامت ہے۔ (۲۲۸۵)

✧ کسی مردہ کو سفید لباس میں دیکھنا اس کے جنتی ہونے کی علامت ہے۔ (۲۲۸۸)

✧ حضور علیہ السلام صبح کی نماز کے بعد لوگوں سے پوچھتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے (اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو تعبیر بیان فرماتے۔ کبھی اپنے خواب بھی بیان فرماتے۔ (۲۲۹۴)

اَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان)

✧ خَيْرُ الشُّهَدَآءِ مَنْ اَدّٰى شَهَادَتَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلَهَا ۔ گواہوں میں بہترین گواہ وہ ہے جو طلب کرنے سے پہلے گواہی دے۔ (۲۲۹۷)

✧ بھائی کی بھائی کے حق میں گواہی کے اندر کوئی اختلاف نہیں۔ (۲۲۹۸)

ولم یختلفوا فی شھادۃ الاخ لاخیہ انھا جائزۃ

✧ عَدَلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ اِشْرَاكًا بِاللّٰهِ ۔

جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے۔ (۲۳۰۰)

✧ نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ۔ کیا میں تمہیں تمام بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا: اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْ

Marfat.com

وْلُ الزُّوْرِ ۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کرنا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی مرتبہ فرمایا کہ ہم چاہ رہے تھے کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں۔ (۲۳۰۱)

✧ فرمایا: بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر وہ لوگ جو اس سے متصل ہوں پھر وہ جو ان سے ملے ہوئے ہوں (صحابہ و تابعین کا زمانہ) ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ مِّنْ بَعْدِهِمْ يَتَسَمَّنُوْنَ وَيُحِبُّوْنَ السِّمَنَ وَيُعْطُوْنَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ اَنْ يُّسْئَلُوْهَا ۔ پھر ایسی قوم آئیگی جو اپنے اندر نہ ہونے والی باتوں کی کثرت کا دعویٰ کریگی اور موٹا ہونا پسند کریگی اور بن مانگے گواہی دینے پر تیار ہو جائے گی (یعنی جھوٹی گواہی دینے پہ ہر وقت تیار رہیں گے' پیچھے جو یہی الفاظ آئے ہیں وہ تعریفی ہیں کہ وہ لوگ جو واقعتاً گواہ ہیں' وہ گواہی کو نہ چھپائیں گے بلکہ چاہیں گے کہ اس امانت کو ادا کریں اور یہاں مراد ہے جھوٹی گواہی پر کمر باندھے رکھنا۔ ۲۳۰۲)

اَبْوَابُ الزُّهْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان)

✧ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ لوگ ان کے بارے میں نقصان کا شکار ہیں ایک فراغت اور دوسری تندرستی۔ (۲۳۰۴)

✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کون ہے جو مجھ سے (پانچ) کلمات سیکھ کر عمل کرے یا اسے سکھائے جو عمل کرے میں نے عرض کیا: حضور میں سیکھوں گا پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پانچ باتیں بتائیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حرام کاموں سے بچو' سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔

(۲) اللہ کی تقسیم پہ راضی رہو' امیر ترین ہو جاؤ گے۔

(۳) اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرو' مومن ہو جاؤ گے۔

(۴) لوگوں کیلئے وہی پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو' مسلمان ہو جاؤ گے۔

(۵) زیادہ نہ ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ (۲۳۰۵)

حضرت عثمان غنی اور قبر کا منظر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو رو رو کر داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر کر لیتے۔ پوچھا گیا۔ آپ جنت و دوزخ کے ذکر سے تو نہیں روتے (اور قبر کو دیکھ کر کیوں روتے ہیں) فرمایا: حضور علیہ السلام کا فرمان (یاد آ جاتا) ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اس سے نجات مل گئی تو بعد کا معاملہ آسان ہو جائے گا ورنہ کام بہت مشکل ہوگا۔ پھر فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ ۔ میں نے قبر سے زیادہ وحشت ناک منظر نہیں دیکھا۔ (۲۳۰۸)

✧ لوگوں کو خوش کرنے کیلئے معمولی جھوٹی بات کرنے والا بھی ستر سال جہنم میں کرتا رہے گا۔ (۲۳۱۴)

Marfat.com

✦ فضول بات اور بُخل بھی دوزخ میں جانے کا سبب ہوسکتا ہے۔(۳۲۱۶)

✦ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيْهِ۔ انسان کے اسلام کی خوبی میں سے یہ بھی ہے کہ ہر فضول بات کو ترک کردے۔(۲۳۱۸)

✦ ہر امت کیلئے ایک فتنہ ہے اور میری اُمت کا فتنہ مال ہے۔(۲۳۳۶)

✦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرنے لگے تو تین مرتبہ رو رو کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر (ریا کار) سخی' عالم اور شہید کے دوزخ میں جانے کی حدیث بیان فرمائی۔(۲۳۸۲) اس حدیث کا امیر معاویہ پہ اثر یہ ہوا کہ......

✦ اللہ کیلئے دنیا میں محبت کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پہ ہوں گے جن پہ انبیاء و شہداء بھی رشک کریں گے۔(۲۳۹۰)

✦ اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ۔ تیرا ثواب تیری مصیبت کے ساتھ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ محبت فرماتا ہے تو اس کو آزماتا ہے۔(۲۳۹۶)

✦ مومن مرد اور عورت کو مال و اولاد میں مسلسل آزمایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتے ہیں کہ ان پہ کوئی گناہ نہیں ہوتا۔(۲۳۹۹)

✦ جب دنیا میں مصائب کی زندگی گزارنے والوں کو آخرت میں جزا ملے گی تو آرام وسکون کی زندگی گزارنے والے تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹے جاتے (اور آج انہیں بھی ان کی طرح جزا ملتی)(۲۴۰۲)

✦ قیامت کے دن نیکو کار نادم ہوگا کہ کاش زیادہ نیکیاں کرتا اور گناہ گار نادم ہوگا کہ کاش میں گناہوں سے بچتا۔ (۲۴۰۳)

اَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ (قیامت کا بیان)

✦ پانچ سوالوں کا جواب دیئے بغیر انسان کی خلاصی نہ ہوگی (۱) زندگی کیسے گزاری۔(۲) جوانی کہاں ضائع کی۔(۳) مال کہاں سے کمایا۔(۴) کہاں خرچ کیا۔(۵) اپنے علم کے مطابق کہاں تک عمل کیا۔(۲۴۱۷)

✦ قیامت کے دن حضور علیہ السلام کو تین جگہ تلاش کیا جائے گا۔

(۱) پل صراط پر (۲) میزان پر (۳) حوض کوثر پر۔(۲۴۳۳)

✦ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔(۲۴۶۰)

✦ جو دنیا سے بے رخی برتتا ہے' دنیا اس کے پاس لونڈی بن کر آتی ہے۔(۶۶-۲۴۶۵)

✦ جو اللہ کی راہ میں دے دیا وہ بچ گیا جو اپنے پاس رکھ لیا......(۲۴۷۰)

Marfat.com

✦ کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر (۲۴۷۷)

✦ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ۔ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا ہو ہی نہیں سکتا۔ (۲۸۵)

✦ بہترین گناہ گار وہ ہیں جو توبہ کرنیوالے ہیں۔ (۲۴۹۹)

✦ باہمی تعلقات کو اچھا رکھنا' روزہ' نماز اور صدقہ سے بھی افضل ہے۔ (۲۵۰۹)

اور باہمی تعلقات کو کشیدہ کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل ایسا نہیں کہ جس کی دنیا و آخرت میں سزا دی جائے۔ (۲۵۱۱)

✦ پہلے اونٹ کو باندھ پھر اللہ پر بھروسہ کر۔ (۲۵۱۷)

✦ شبہات والی چیزوں کو چھوڑ کر بے شبہ چیز کو اختیار کرو۔ (۲۵۱۸)

اس بارے میں ایک تقریر ملاحظہ ہو۔

امام اعظم علیہ الرحمۃ کی اپنے بڑے بیٹے حماد کو ایک نصیحت

اس نصیحت کے بیس نکات ہیں جن میں سے انیسواں نکتہ چونکہ اس حدیث سے متعلق ہے اس لیے اس کو یہاں درج کیا جا رہا ہے۔

فرمایا: يَا بُنَيَّ اَنْ تَعْمَلَ بِخَمْسَةِ اَحَادِيْثٍ جَمَعْتُهَا مِنْ خَمْسِ مِائَةِ اَلْفٍ:

(۱) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى

(۲) مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ

(۳) لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

(۴) اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ' كَرَاعٍ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّقَعَ فِيْهِ' اَلَا اِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى! اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ! اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَهِيَ الْقَلْبُ۔

(۵) اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

زندگی بھر ان پانچ احادیث پر عمل کرنے کی کوشش میں رہنا جن کو میں نے پانچ لاکھ احادیث کے ذخیرہ میں سے عمل کیلئے چنا ہے۔

(۱) تمام اعمال کا آخرت میں نتائج کے لحاظ سے نیت پر دار و مدار ہے اور ہر ایک شخص کو اس کے عمل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہی مراد ملے گی جس کی عمل کے آغاز کے وقت اس نے نیت ہوگی۔ اس حدیث کو امام بخاری اپنی صحیح میں سات

Marfat.com

باراورامام مسلم نے اپنی صحیح کی کتاب الامارۃ میں روایت کیا ہے۔

(۲)انسان کے اسلام کی سب سے بڑی خوبی اوراچھائی یہ ہے کہ وہ لایعنی اور بے ضرورت کاموں کوترک کردے۔

لایعنی کام کون سا ہے؟

لایعنی اس کام کو کہتے ہیں جن کی انجام دہی سے انسان کو نہ دنیا کا فائدہ ہواور نہ آخرت کا کوئی فائدہ ہو۔

اورصوفیاء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ لایعنی کاموں کے ارتکاب سے آدمی کے اعمال کا نور ضائع ہوجاتا ہےاوردل سرور تباہ ہوجاتا ہےاورآدمی اسی طرح کے لایعنی کاموں میں آگے بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ گناہ کی حدود میں داخل ہوجاتا ہے اس لئے لایعنی کام میں پڑکراپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے اورآدمی کی عقلمندی یہ ہے کہ وہ اس قسم کے کاموں سے مکمل اجتناب کرے جواس کولایعنی اور بےکارکاموں میں مبتلا کردیں۔

(۳)تم میں سے کوئی بھی شخص حقیقی معنوں میں مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی یہ عادت نہ بن جائے کہ جو کچھ وہ اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے دوسرے مومن بھائیوں کیلئے بھی پسند کیا کرے۔

(۴)اللہ تعالیٰ کے احکامات میں حلال اشیاء بھی واضح ہیں اورحرام اشیاء بھی واضح ہیں اوران دونوں یعنی حلال وحرام کے درمیان ایسے امور ہیں جومشتبہات میں سے ہیں اورجن کی حقیقی صورتحال سے عام لوگ آگاہ نہیں ہیں۔ہاں جس کواللہ تعالیٰ بتا دے اس کومعلوم ہوسکتا ہے اور جوشخص شبہات والی اشیاء سے بچ گیااس نے اپنی عزت اورآبروکومحفوظ کرلیا اور جوشخص ان شبہات والی اشیاء میں پڑگیااوران میں الجھ گیاوہ یقیناً حرام کے راستے پرچل نکلے گااوراس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی چرواہا اپنے جانورکسی دوسرے کی حدود میں چرائے تو خطرہ یہ ہے وہ غیر کی حدود میں داخل ہوجائے گا۔

خبردار!ہرایک مالک کی چراگاہ ہوتی ہےاوراللہ کی چراگاہ اس کی محرمات اورمنع کردہ اعمال اوراشیاء ہیں اوروہی شخص اللہ تعالیٰ کی محرمات کی صحیح معنوں میں پاسداری کرسکتا ہے جواس کی حدود پررک جاتا ہے۔

خبردار!ہرانسان میں اللہ تعالیٰ نے ایک لوتھڑا پیدا کیا ہےاوروہ لوتھڑااس قدراہم ہے کہ اس کی درستگی ساری جسم کی درستگی ہوتی ہےاوراس لوتھڑے کی خرابی سارے جسم کی خرابی کاباعث بن جاتی ہےاوراس لوتھڑے کانام انسانی دل ہے۔

(۵)تم میں سے صحیح معنوں میں مسلمان وہی شخص ہوسکتا ہے جس کے ہاتھ اورزبان سے دوسرے مسلمان ہرطرح محفوظ ہوں۔

فائدہ

ایک مسلمان کے ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کے محفوظ ہونے کا مطلب ایک تو یہ ہے کہ کسی کوگالی نہ دی جائے اورکسی کو مارا پیٹا نہ جائے اوردوم یہ ہے کہ کسی کی غیبت،چغلی،بہتان،گالی دینا بھی زبان سے نقصان ہےاورکسی کی طرف استہزاء کے انداز میں اشارے کرنا۔

اورسوم یہ کہ انگلیوں کے اشاروں سے کسی کی توہین کرنایاہاتھ کے اشاروں سے کسی مومن کوایذاء پہنچانامراد ہے۔(مجموعۃ الوصایا)

Marfat.com

اَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ (جنت کا بیان)

✦ جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔ (۲۵۲۹)

ایک حدیث میں اتنی مسافت بتائی گئی جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے یعنی پانچ سو سال۔ مَابَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ (۲۵۳۰)

✦ جنتی مرد کو سو مردوں کے برابر جماع کی طاقت دی جائے گی۔ (۲۵۳۶)

✦ اگر جنت کی ناخن برابر کوئی چیز دنیا میں ظاہر ہو جائے تو دنیا جگمگا اٹھے اور اگر کوئی جنتی زمین کی طرف جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے جس طرح سورج کے سامنے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ (۲۵۳۸)

✦ جنتی لوگ تیس یا تینتیس سال کی عمر کے ہوں گے۔ (۲۵۴۵)

✦ اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی صفیں حضور علیہ السلام کی امت کی ہوں گی اور باقی چالیس تمام امتوں کی۔ (۲۵۴۶)

✦ جنت میں بازاروں کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کی اپنی شان کے مطابق گناہ گار بندے سے سرگوشی۔ (۲۵۴۹)

✦ اہل جنت کو کہا جائے گا میں تم سے راضی ہو گیا اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ (۲۵۵۵)

✦ سب سے کم درجہ کا جنتی وہ ہو گا جس کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور مقام جابیہ سے صنعاء تک اس کیلئے موتیوں، زبرجد اور یاقوت کا خیمہ نصب کیا جائے گا۔ سر پر ایسا تاج ہو گا کہ مشرق سے مغرب تک کو روشن کر دے گا۔

(۲۶۵۲)

✦ جنت میں اولاد کی خواہش بھی آن واحد میں پوری کر دی جائے گی۔ (۲۵۶۳) (مگر کوئی ایسی خواہش کرے گا ہی نہیں)

✦ جب اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کیا جائے تو جنت خود کہتی ہے کہ یا اللہ اسے جنت عطا کر دے۔ اسی طرح جو شخص دوزخ سے تین مرتبہ اللہ کی پناہ طلب کرے تو دوزخ خود دعا گو ہوتی ہے کہ اے اللہ اس کو مجھ سے بچا لے۔ (۲۵۷۲)

اَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ (دوزخ کا بیان)

✦ دوزخ کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ کر لائیں گی۔ (۲۵۷۳)

✦ جہنم سے ایک گردن بلند ہو گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی، جو دیکھیں گی، دو کان ہوں گے جو سنیں گے، زبان ہو گی جس سے بول کر کہے گی مجھے ہر متکبر و سرکش، مشرک اور تصویریں بنانے والے پہ مسلط کیا گیا ہے۔ (۲۵۷۴)

✦ ایک چٹان ستر سال بعد دوزخ کی تہہ میں پہنچی۔ (۲۵۷۵)

Marfat.com

✦ کافر کی زبان ایک فرسخ تک نکل آئیگی۔اس کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کی درمیانی مسافت کے برابر ہوگی۔پانی پینے لگے گا تو منہ کی کھال اس میں گر جائے گی۔جو کچھ پیٹ میں ہوگا کٹ کر باہر آ جائے گا۔(۲۵۷۷تا۲۵۸۴)

✦ حضور علیہ السلام آخری جنتی اور آخری جہنمی کو بھی جانتے ہیں۔(۲۵۹۵-۹۶)

✦ جنت میں زیادہ غرباء ہوں گے اور دوزخ میں نساء۔(۲۶۰۲)

✦ کم ترین عذاب اس کو ہوگا جس کے پاؤں کے نیچے آگ کے دو انگارے ہوں گے جن سے اس کا دماغ کھول (ابل) رہا ہوگا۔(۲۶۰۴)

اَبْوَابُ الْاِیْمَانِ (ایمان کا بیان)

✦ ایمان کے بہتر سے کچھ زائد دروازے ہیں ان میں سے سب سے ادنیٰ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا ہے اور سب سے بلند دروازہ کلمہ طیبہ پڑھنا ہے۔(۲۶۱۴)

✦ زبان کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔(۲۶۱۶)

وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ

✦ انما یعمر مساجد اللہ...... میں تعمیر مسجد سے مراد مسجد کی بار بار حاضری ہے۔(۲۶۱۷)

✦ کفر اور ایمان کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔(۲۶۱۸-۱۹)

✦ جس نے نماز کو (انکار کے ساتھ) چھوڑا اس نے کفر کیا۔(۲۶۲۱)

✦ جس میں تین باتیں ہوں گی اس نے ایمان کا مزہ پالیا۔

(۱) جسے اللہ اور اس کا رسول تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو جائے۔(۲) محض اللہ کی رضا کیلئے کسی سے محبت کرنا۔(۳) اسلام کے بعد کفر میں لوٹنا اس کو اتنا ہی ناپسند ہو جیسے آگ میں ڈالا جانا۔(۲۶۲۴)

✦ اسلام غربت کے ساتھ شروع ہوا اور غریبوں ہی کی طرف لوٹے گا اور غرباء کیلئے (جنت کی) خوشخبری ہو۔(۲۶۲۹) غرباء ہی میرے بعد میری سنت کے فساد کی اصلاح کریں گے۔(۲۶۳۰)

✦ وعدہ کو پورا کرنے کی نیت ہو پھر پورا نہ کر سکے تو گناہ گار نہیں ہے۔(۲۶۳۳)

✦ مومن پہ طعن کرنے والا قاتل کی طرح ہے۔

لَاعِنُ الْمُؤْمِنِ كَقَاتِلِهٖ (۲۶۳۶)

✦ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ ۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ابتدائے اسلام

Marfat.com

کے وقت اوامر ونواہی کے اترنے سے پہلے کی بات ہے۔ یا آخر کار جنت میں جائے گا۔(۲۶۳۸)

✦ یہودی اکہتر فرقوں میں بٹے عیسائی بہتر ہیں اور مسلمان تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے۔(۲۶۴۰)

اَبْوَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان)

✦ جس سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے جاننے کے باوجود اس کو چھپایا تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔(۲۶۴۹)

✦ لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے۔ ان سے مسائل پوچھیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔(۲۶۵۲)

✦ جس نے اللہ کی رضا کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے علم حاصل کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔(۲۶۵۵)

✦ قرآن کو کافی سمجھنے کا یہ مطلب نہیں کہ حدیث کا انکار کر دیا جائے۔(۲۶۶۳)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنه فانتھوا ۔ (الحشر) جو کچھ حضور علیہ السلام تمہیں دے، لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔ حضور علیہ السلام نے اس حدیث میں فتنۂ انکار حدیث کی خبر دی اور سنت کی تشریعی حیثیت کو واضح فرما کر امت کو اس فتنہ سے بچنے کی تلقین فرمائی۔(۲۶۶۴)

✦ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی احادیث لکھ لیا کرتے تھے اس لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان سے زیادہ کوئی بھی احادیث روایت کرنے والا نہیں ہے۔(۲۶۶۸)

✦ بنی اسرائیل سے روایات لینے کی اجازت (بشرطیکہ ان کی روایات اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں)۔(۲۶۶۹)

✦ اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ۔ نیکی پر رہنمائی کرنیوالا نیکی کرنیوالے کی طرح ہے۔(۲۶۷۰)

✦ جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا اس کو اس طریقے پہ عمل کرنیوالے تمام لوگوں جتنا ثواب ہوگا۔(۲۶۷۵)

✦ تم پہ میرے اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کے طریقے کا اتباع لازم ہے۔(۲۶۷۶)

✦ جس نے میری سنت کو زندہ کیا گویا اس نے مجھے زندہ کیا۔(۲۶۷۸)

وَفِي رِوَايَةٍ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ۔ اس نے مجھ سے محبت کی۔

✦ ایک شخص دمشق سے ایک حدیث لینے کیلئے مدینہ آیا۔(۲۶۸۲)

✦ اچھا اخلاق اور دین کی سمجھ یہ دو عادتیں منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں۔(۲۶۸۴)

✦ اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا۔ دانائی کی بات مومن کی گمشدہ پونجی ہے جہاں بھی پائے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔(۲۶۸۷)

Marfat.com

اَبْوَابُ الْاِسْتِیْذَان (اجازت طلب کرنے کا بیان)

✧ باہمی محبت کے بغیر کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہو سکتا اور باہمی محبت سلام کو عام کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ (۲۶۸۸)

✧ سلام میں پہل کرنے والا اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (۲۶۹۴)

✧ ہمارے غیر (یہود و نصاریٰ) سے مشابہت کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے۔ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے۔ (۲۶۹۵)

✧ مسلم و غیر مسلم کی مخلوط مجلس ہو تو سلام کرنے میں مسلمانوں کی نیت کر لی جائے۔ (۲۷۰۲)

✧ حضرت زید نے حضور علیہ السلام کے حکم سے یہودیوں کی زبان سیکھی۔ (۲۷۱۵)

✧ بھوک کی وجہ سے صحابہ کرام کی آنکھیں اور کان جواب دے چکے تھے۔ (۲۷۱۹)

✧ عَلَیْکَ السَّلَامُ مُردوں کا سلام ہے۔ (۲۷۲۱)

✧ گلے مل کر بوسہ لینے سے منع فرمایا (جیسا کہ آج کل عربی کرتے ہیں) (۲۷۲۷)

✧ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر اس کی خیریت پوچھی جائے۔ (۲۷۳۱)

✧ مصافحہ کرنے سے فوراً گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (۲۷۲۸)

✧ حضرت زید کے ساتھ حضور علیہ السلام کی محبت کہ دوڑ کر ان کو گلے لگایا اور بوسہ لیا (۲۷۳۲) یہودیوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں چومے۔ (۲۷۳۳)

✧ عکرمہ بن ابی جہل کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: **مرحبا بالراکب المهاجر** مہاجر سوار کا آنا مبارک ہو۔ (۲۷۳۵)

کوہ فاراں پہ خورشید غار حرا' جب ہوا جلوہ گر دیکھتے دیکھتے
پرتو نور حق سے درخشاں ہوا نجم بخت بشر دیکھتے دیکھتے
دیکھتے دیکھتے انقلاب آ گیا' پھول مہکے چمن پر شباب آ گیا
ڈھل گئے رنگ قوس قزح میں سبھی' رنگ شام و سحر دیکھتے دیکھتے
جس طرف سے بھی گزرے شہ ذی حشم' جس نے بھی سرور دیں کے چومے قدم
آسماں ہو گئی' کہکشاں بن گئی' ایک اک رہگزر دیکھتے دیکھتے
واپس آئے تو بستر ابھی گرم تھا اور زنجیر در میں تھی جنبش ابھی

Marfat.com

فرش سے عرش تک' عرش سے فرش تک' ہو گیا طے سفر دیکھتے دیکھتے
کملی والے کا یزدانی احسان ہے' ابن آدم پہ بارانِ فیضان ہے
پتھروں سے بھی بدتر جو انسان تھے ہو گئے وہ گہر دیکھتے دیکھتے

(یزدانی جالندھری)

اَبْوَابُ الْاٰدَابِ (آداب کا بیان)

✦ چھینک آنے پہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہنا۔(۲۷۳۸) ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس کی حضور علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی۔

✦ چھینک آئے تو کپڑے یا ہاتھ سے چہرہ ڈھانپ لیا جائے اور آواز کو پست رکھا جائے۔(۲۷۴۵)

✦ نماز میں چھینک' جمائی' اونگھ' حیض' قے اور نکسیر شیطان کی طرف سے ہے۔(۲۷۴۸)

✦ حلقہ کے درمیان بیٹھنے والا ملعون ہے۔(۲۷۵۳)

✦ ناخن کاٹنے' مونچھیں کاٹنے اور موئے زیر ناف اتارنے کی مدت چالیس دن مقرر کی گئی۔(۲۷۵۸)

✦ مونچھیں نہ کٹوانے والا ہم میں سے نہیں ہے۔(۲۷۶۱)

✦ حضور علیہ السلام داڑھی مبارک کی سیٹنگ فرمایا کرتے۔(۲۷۶۲)

(داڑھی کے بارے میں تفصیل دیکھئے۔ ترمذی' ج ۲' ص ۱۰۵' حاشیہ ۱)

✦ سواری کی اگلی سیٹ کا وہی زیادہ حقدار ہے جو سواری کا مالک ہے۔(۲۷۷۳)

✦ عورتوں کا نابینا شخص سے بھی پردہ کرنا۔(۲۷۷۸) اَفَعَمْیَا وَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ ۔حضور علیہ السلام نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ (امہات المومنین) کو فرمایا جب نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے بارے میں انہوں نے عرض کیا حضور کیا وہ نابینا نہیں؟ فرمایا: کیا تم بھی نابینیاں ہو؟

✦ مردوں عورتوں میں سے ایک دوسرے کی مشابہت کرنے والے لعنتی ہیں۔(۲۷۸۴)

✦ خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت ایسی ایسی (زانیہ) ہے۔(۲۷۸۶)

✦ تین چیزیں قبول کر لی جائیں تکیہ' تیل (خوشبو) دودھ (۲۷۹۰)

✦ حضور علیہ السلام نے دو سبز چادریں اوڑھیں۔(۲۸۱۲)

✦ حضور علیہ السلام کی کالی کملی کا ذکر جو سیاہ بالوں کی بنی ہوئی تھی۔(۲۸۱۳)

✦ حضور علیہ السلام نے سیاہ رنگ کے موزے پہنے۔(۲۸۲۰)

Marfat.com

✧ سفید بالوں کو اکھیڑنے سے منع فرمایا گیا۔ فرمایا:
اِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ۔ یہ مسلمان کا نور ہیں۔ (۲۸۲۱)

✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بچڑے (یَا بُنَیَّ) (۲۸۳۱)

اَبْوَابُ الْاَمْثَالِ (مثالوں کا باب)

✧ سیدھے راستے کی پہچان ایک مثال کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی زبان سے خود بیان فرمائی۔ (۲۸۵۹)

✧ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں اور جبریل و میکائیل علیہ السلام ایک مثال کے ذریعے حضور علیہ السلام کی تعریف کر رہے ہیں۔ (۲۸۶۰)

✧ حضور علیہ السلام نیند کرتے ہوئے خراٹے لیتے تھے۔
وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَقَدَ نَفَخَ (۲۸۶۱)

✧ حضرت یحییٰ، عیسیٰ اور محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے پانچ پانچ باتوں کا حکم دیا۔ (۲۸۶۳)

✧ مومن کی مثال کھیتی کی طرح ہے کہ ہوائیں اس کو ہمیشہ ہلاتی رہتی ہیں۔ مومن کو بھی مصائب پہنچتے رہتے ہیں۔ اگلی حدیث میں مومن کی مثال کھجور کے درخت سے دی ہے۔ (۲۸۶۶-۶۷)

✧ امت محمدیہ کی مثال یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں عصر سے مغرب تک کام کرنیوالے کی سی ہے۔ جس کو اجرت یہود و نصاریٰ سے زیادہ ملی حالانکہ انہوں نے مزدوری زیادہ کی ہے مگر اجرت کم ملی۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے۔ (۲۸۷۱)

اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآن (قرآن مجید کی فضیلت)

✧ سورۃ فاتحہ کی مثل نہ تورات میں ہے اور نہ زبور وانجیل میں۔ (۲۸۷۵)

✧ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت (۲۸۸۱-۸۲)

✧ ہر شئی کا ایک دل ہوتا ہے وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ یٰسٓ۔ قرآن کا دل سورۃ یٰسین ہے۔ ایک مرتبہ پڑھنے سے دس قرآن پاک پڑھنے کا ثواب۔ (۲۸۸۷)

✧ قبر سے سورۃ ملک کی تلاوت کی آواز (۲۸۹۰)

✧ اللہ تعالیٰ بندے کی دو رکعتوں (میں قرآن پڑھنے) کو جس طرح سنتا (توجہ فرماتا) ہے اس سے زیادہ کسی چیز کو نہیں سنتا، نیکی ہمیشہ انسان کے سر پہ سایہ فگن رہتی ہے جب تک بندہ نماز میں مصروف رہتا ہے اور بندہ قرآن سے فارغ ہوتے ہی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے جس قدر قریب ہوتا ہے اتنا کسی اور وقت میں نہیں ہوتا۔(۲۹۱۱)

✦ اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ۔

قرآن سے خالی سینہ ویران گھر کی طرح ہے۔(۲۹۱۳)

✦ قرآن کی کوئی آیت یا سورۃ بھلا دینا سب سے بڑا گناہ ہے۔(۲۹۱۶)

✦ اس شخص کا ایمان نہیں جو قرآن کی حرام کی ہوئی اشیاء کو حلال سمجھے۔(۲۹۱۸)

✦ بلند آواز سے قرآن پڑھنے والا اعلانیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور آہستہ آواز سے قرآن پڑھنے والا پوشیدہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔(۲۹۱۹)

✦ حضور علیہ السلام سونے سے پہلے سورۃ زمر اور بنی اسرائیل کی تلاوت فرماتے تھے۔(۲۹۲۰) اسی طرح مسبحات کی بھی یعنی جن سورتوں کے شروع میں سبح یسبح اور سبحان کے الفاظ آتے ہیں۔(۲۹۲۱)

✦ صبح کے وقت تعوذ و سورۃ حشر کی آخری تین آیات پڑھنے والے پہ ستر ہزار فرشتے مقرر کیے جاتے ہیں جو شام تک اس کیلئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ اسی دن مر گیا تو شہید مرا اسی طرح شام کو پڑھنے والا بھی۔(۲۹۲۲)

✦ کام کرنے اور نہ کرنے میں اختیار کا دیا جانا اللہ کی نعمت ہے جس پر اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَةً۔ تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اس معاملہ میں وسعت رکھی۔(۲۹۲۴)

✦ کلام الٰہی کو دوسرے کلاموں پر ایسے ہی فضیلت ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر۔ جو قرآن کی وجہ سے دیگر ذکر و دعائیں نہ کر سکا اللہ تعالیٰ اس کو مانگنے والوں سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔(۲۹۲۶)

اَبْوَابُ الْقِرَاءَاتِ (مختلف قرأت کا بیان)

✦ حضور علیہ السلام کی قرأت ٹھہر ٹھہر کر ہوتی مثلاً الحمدللہ رب العالمین پر وقف فرماتے۔ پھر الرحمٰن الرحیم پہ پھر مالك یوم الدین پہ(۲۹۲۷)

✦ سورۃ ھود میں اِنَّهٗ عَمِلَ غَیْرَ صَالِحٍ بھی حضور علیہ السلام نے پڑھا۔(۲۹۳۱)

✦ سورۃ روم میں ضُعف کو ضَعف بھی پڑھا جا سکتا ہے۔(۲۹۳۶)

✦ قرآن مجید سات حروف (قرأت) پہ نازل ہوا۔(۲۹۴۳) قال الطحاوی کانت السبعة فی اول الامر لضرورة اختلافهم لغة فلما ارتفعت بکثرة الناس عادت الی واحد۔ مجمع (حاشیہ۳ ترمذی ج۲ ص۱۲۲)

ابتداء میں سات قرأت کے اندر پڑھنے کی اجازت تھی۔ زبان کے اختلاف کی ضرورت سے جب یہ اختلاف نہ رہا تو اب ایک ہی قرأت میں پڑھا جائے۔ یعنی جس ملک میں جو قرأت رائج ہے وہی پڑھی جائے تا کہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں۔ مثلاً

Marfat.com

پاکستان میں امام عاصم کی قرأت بروایت حفص پڑھی جائے۔(بہارِشریعت' جلد نمبر۱)

✧ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وتروں کی ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھ لیتے تھے۔حضرت سعید بن جبیر نے کعبہ شریف میں ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا۔(۲۹۴۶) حضرت عبداللہ کو حضور علیہ السلام نے چالیس دنوں میں قرآن پاک پڑھنے کا حکم دیا۔(۲۹۴۷)

✧ قرآن مجید مکمل کرنے کے بعد ابتداء سے کچھ حصہ اسی وقت پڑھ لیا جائے (جس کو قراء حضرات الحال المرتحل کہتے ہیں) اور یہ الفاظ بھی اس حدیث میں ہیں اور ان کی تعریف یہ ہے اَلَّذِیْ یَضْرِبُ مِنْ اَوَّلِ الْقُرْاٰنِ اِلٰی اٰخِرِہٖ کُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ۔جس کا مفہوم گزر چکا۔(۲۹۴۸)

اَبْوَابُ تَفْسِیْرِ الْقُرْاٰنِ (قرآن پاک کی تفسیر کا بیان)

✧ علم کے بغیر قرآن کی تفسیر کرنے والا اپنا ٹھکانہ دوزخ کو بنالے۔(۲۹۵۰)

✧ عدی بن حاتم کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ یَدَہٗ فِیْ یَدِیْ. مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا۔پھر کیا ہوا ایسے ہی ہوا جیسے زبان اقدس سے نکلا تھا۔تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی۔(۲۹۵۳)

✧ حضور علیہ السلام کی امت نبیوں کے حق میں گواہی دے گی۔

وکذلک جعلنکم امۃ وسطا (۲۹۶۱)

✧ اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ۔دعا عبادت ہی ہے۔(۲۹۶۹)

✧ مباہلہ کے دن حضور علیہ السلام نے حضرت علی، فاطمہ اور حسنین کو بلوایا اور دعا کی اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلِیْ۔اے اللہ یہ میرے اہل ہیں۔(۲۹۹۹)

✧ شراب کی حرمت سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر صحابہ کرام کا شراب پی کر نماز ادا کرنا۔(۳۰۲۶)

✧ قرآن پاک کی ایک آیت کے نزول پر صحابی کی ران ٹوٹنے لگی۔(۳۰۳۳)

✧ نماز قصر اللہ کا تحفہ ہے اس کو قبول کرو۔(۳۰۳۴)

✧ جمعہ اور عرفہ کا دن بھی عید کے دن ہیں۔(۳۰۴۴)

✧ حضرت عمر کی خواہش پہ شراب کے بارے میں پے در پے تین آیات نازل ہوئیں۔(۳۰۴۹)

✧ حضور علیہ السلام جانتے ہیں کہ کس کا باپ کون ہے؟(۳۰۵۶)

✧ نیکی کا ارادہ کرنے سے ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور نیکی کرنے کے بعد دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے جبکہ

Marfat.com

گناہ کرنے کا ارادہ کرے تو گناہ نہیں لکھا جاتا اور گناہ کرنے کے بعد ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔(۳۰۷۳)

موسیٰ علیہ السلام کتنی تجلی سے بے ہوش ہو گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: **فلما تجلی ربه للجبل** ...... پھر جب (موسیٰ علیہ السلام کی خواہش پر) رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو اسے پاش پاش کر دیا۔ حضرت حماد فرماتے ہیں اس طرح اور راوی (سلمان) نے انگوٹھے کا کنارہ دائیں ہاتھ کی انگلی کے پورے پہ رکھا (یعنی اتنی سی تجلی سے) پہاڑ دھنس گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔(۳۰۷۴)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حضور علیہ السلام کی میدان بدر میں دُعا: اے اللہ! اگر یہ جماعت (بدر میں) ہلاک ہوگئی تو زمین میں تیری عبادت نہ ہوگی۔(۳۰۸۱)

- سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ شریف نہ لکھنے کی ایک وجہ (۳۰۸۶)
- مسجد میں آنے جانے والے کے ایمان کی گواہی دو۔(۳۰۹۳)
- سونے کی صلیب کو بت قرار دیا گیا۔ **اتخذوا احبارهم ورهبانهم** کا مطلب ہے کہ اپنے پیشواؤں کی حلال وحرام کردہ باتوں پہ عمل کرتے تو اس طرح انہوں نے ان کو رب بنالیا۔(۳۰۹۵)
- جب فرعون غرق ہوا تو جبریل علیہ السلام اس کے منہ میں مٹی ٹھونس رہے تھے کہ کہیں وہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ کر اللہ کی رحمت نہ حاصل کرے۔(۳۰۱۸)
- نماز پڑھنے سے گناہوں کی معافی۔ **ان الحسنت يذهبن السيات**۔(۳۱۱۵)
- ایک حسینہ عورت کو نماز کے دوران لوگوں کا دیکھنا۔(۳۱۲۲)
- **اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ**۔

  مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔(۳۱۲۷)
- حضرت موسیٰ اور خضر علیہ السلام کا واقعہ۔(۳۱۴۹)
- سورۃ المومنون کی ابتدائی دس آیات پہ عمل کی وجہ سے جنت کا حصول۔(۳۱۷۳)
- حضور علیہ السلام نے کانوں میں انگلیاں ڈال کر لوگوں کو بلایا۔(۳۱۸۶)
- سورۃ فاطر کا نام سورۃ الملائکۃ بھی ہے۔(باب نمبر ۳۵)
- سام اہل عرب کا حام حبشہ والوں کا اور یافث روم والوں کا باپ ہے۔(۳۲۳۱)

Marfat.com

مشرق ومغرب میں جو کچھ ہے حضور علیہ السلام اس کو جان گئے

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنی چھاتی میں محسوس کیا۔

فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ پس میں نے جان لیا جو کچھ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ (۳۲۳۴)

✧ یہ کہنا کہ میری تعریف کرنا زینت ہے اور میری برائی کرنا عیب ہے صرف اللہ ہی کی شان ہے۔ (۳۲۶۷)

✧ حضور علیہ السلام جب کسی کو جہاد پہ بھیجتے تو مسجد لوگوں سے اور سیاہ جھنڈوں سے بھر جاتی۔ (۳۲۷۴)

✧ حضور علیہ السلام نے اپنے رب کا دیدار کیا (دومرتبہ) (۳۲۷۹)

✧ بیٹے نے باپ کو کہا تو واپس نہیں جا سکتا یہاں تک کہ اپنی زبان سے کہے کہ تو خود ذلیل ہے اور حضور علیہ السلام عزت والے ہیں چنانچہ اس نے اقرار کیا۔ (۳۳۱۵) یہ وہ ذلیل ہے جس نے کہا تھا: لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعزمنها الاذل۔ یعنی رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول۔

✧ مشرکین نے کہا ہمیں اپنے رب کا نسب بتائیں تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ اخلاص کا نزول فرمایا۔ (۳۳۶۴)

✧ تمام مخلوق سے زیادہ طاقتور وہ انسان ہے جو خفیہ طور پر صدقہ وخیرات کرتا ہے۔ (۳۳۶۹)

اَبْوَابُ الدُّعَآءِ (ذکر ودعا کا بیان)

✧ اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے زیادہ معزز چیز کوئی نہیں ہے۔ (۳۳۷۰)

✧ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ تیری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔ (۳۳۷۵)

✧ حلقہ ذکر کو فرشتے گھیر لیتے ہیں، رحمت ان پہ سایہ فگن رہتی ہے، ان پہ اطمینان قلب اترتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مجلس (فرشتوں) میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ (۳۳۷۸)

✧ اللہ تعالیٰ محفل ذکر کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے مباہات فرماتا ہے۔ (۳۳۷۹)

✧ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے اور پھر چہرے پہ مل لیتے۔ (۳۳۸۶)

✧ صبح وشام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھنے سے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچاتی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ...... (۳۳۸۸)

✧ بستر پر لیٹتے وقت کوئی بھی سورت پڑھ لی جائے تو ساری رات فرشتہ حفاظت کرتا ہے۔ (۳۴۰۷)

✧ حضرت عمیر بن ہانی ہر روز ایک ہزار سجدہ (پر مشتمل) نماز ادا کرتے اور ایک لاکھ بار تسبیح کرتے۔ (۳۴۱۵)

✧ حضور علیہ السلام کی ایک طویل دعا۔ (۳۴۱۹)

Marfat.com

✦ بازار میں داخل ہوتے ہوئے چوتھا کلمہ پڑھنے سے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں دس لاکھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور دس لاکھ درجے بلند کیے جاتے ہیں۔(۲۹-۳۴۲۸)

✦ مجلس کے گناہوں کے کفارے کی دعا (۳۴۳۳)

کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

حضرت علی بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے پاس سواری کیلئے ایک چوپایہ لایا گیا۔ آپ نے اس پہ سوار ہوتے ہوئے دعا پڑھی اور پھر ہنس پڑے۔ میں نے عرض کیا آپ کس بات پہ ہنسے ہیں تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضور علیہ السلام کو بھی ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا چنانچہ میں نے حضور علیہ السلام سے ہنسنے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا:

اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوْبِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرُكَ ۔ (۳۴۴۶)

بے شک تیرا رب اس بندے سے خوش ہوتا ہے جب وہ یہ (مندرجہ بالا) کلمات کہتا ہے کہ اے اللہ میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بھی گناہ بخشنے والا نہیں ہے۔

✦ تین دعائیں (بہت جلد) قبول ہوتی ہیں۔

(۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) اولاد کیخلاف باپ کی دعا (۳۴۴۸)

✦ غصے کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھا جائے۔(۳۴۵۲)

✦ دودھ پینے کی دعا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔(۳۴۵۵)

✦ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ کہنے سے پڑھنے والے کیلئے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔ (۳۴۶۴)

سو حج، سو جہاد اور سو غلام آزاد کرنے کا ثواب

یہ اس شخص کیلئے ہے جو صبح وشام سو سو مرتبہ سبحان اللہ کہے۔ سو سو مرتبہ الحمد للہ کہے۔ سو سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اور سو سو مرتبہ اللہ اکبر کہے۔(۳۴۷۱) رمضان شریف میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے دوسرے دنوں میں ہزار مرتبہ تسبیح پڑھنے سے زیادہ ثواب ہے۔(۳۴۷۲) دن میں دس مرتبہ مندرجہ ذیل کلمات کہنے سے دس کروڑ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (۳۴۷۳)

✦ حضور علیہ السلام چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

(۱) غیر مطمئن دل (۲) نامقبول دعا (۳) نہ سیر ہونے والے نفس

(۴) غیر نافع علم سے۔(۳۴۸۲)

Marfat.com

✦ آیہ کریمہ لا الـٰـہ الا انـت سبحانک۔ جو یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھی ہر مقصد کو پورا کرنے والی ہے۔ (۳۵۰۵)

✦ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام والی حدیث جو انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (۳۵۰۷)

✦ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے حلقے جنت کے باغ ہیں۔ (۳۵۱۰)

✦ حضرت ابوامامہ سے مروی ایک جامع دعا اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...... (۳۵۲۱)

نیند نہ آنے کا علاج

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید مخزومی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں نیند نہ آنے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: بستر پہ جاؤ تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنَ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّي جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّبْغِيَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ! سات آسمانوں اور جن پہ وہ سایہ فگن ہیں ان کے رب، سات زمینوں اور جو کچھ انہوں نے اٹھایا ہوا ہے ان کے رب، شیاطین اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے ان کے رب! اپنی تمام مخلوق کے شر سے مجھے پناہ عطا فرما کہ ان میں سے کوئی بھی مجھ پر زیادتی یا ظلم نہ کرے تیری پناہ میں آنے والا غالب ہے اور تیری بڑی تعریف ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (۳۵۲۳)

✦ اللہ سے صبر کا طالب ہونا مصیبت کو دعوت دینا ہے۔ (ترمذی، ج۲، ص۱۹۲، آخری حدیث)

✦ روح حلق تک پہنچنے تک اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا رہتا ہے۔ (۳۵۳۷)

✦ گناہ آسمان تک پہنچ جائیں یا زمین ان سے بھر جائے تو بھی توبہ کرنے سے اور اللہ کی رحمت کا امیدوار رہنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ شرک نہ کرے۔ (۳۵۴۰)

✦ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت کا ظہور ہو رہا ہے۔ ننانوے رحمتیں اللہ کے پاس ہیں۔ (جن کا ظہور قیامت کو ہوگا) (۳۵۴۱)

دعاؤں کے بارے میں مختلف احادیث

جو اللہ سے بخشش مانگتا رہے وہ گناہ پہ مصر نہیں کہلاتا۔ (ولم یصروا علی ما فعلوا) اگرچہ دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے۔ (۳۵۵۹)

Marfat.com

✦ نیا لباس پہن کر پرانا صدقہ کر دیا جائے تو موت اور موت کے بعد بھی اللہ کی حمایت حفاظت اور پردے میں رہے گا۔ (۳۵۶۰)

✦ حضرت عمر نے عمرہ ادا کرنے کی اجازت طلب کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَیْ اَخِیْ اَشْرِکْنَا فِیْ دُعَائِكَ وَلاَ تَنْسَنَا۔ اے بھائی ہمیں بھی اپنی دعا میں یاد رکھنا اور ہمیں بھول نہ جانا۔ (۳۵۶۲)

✦ پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اس دعا سے اتر جائے گا۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

اے اللہ! مجھے رزق حلال عطا فرما کر حرام سے بچالے اور اپنے فضل سے اپنے علاوہ ہر غیر سے بے نیاز کر دے۔ (۳۵۶۳)

✦ حضور علیہ السلام کی دعا سے ساری عمر کیلئے بیماری دور ہوگئی۔ (۳۵۶۴)

✦ حافظے کو مضبوط کرنے کیلئے شب جمعہ کو چار رکعات نوافل پڑھنے کی ترکیب اور اس کے بعد دعا۔ (۳۵۷۰)

✦ دعائے وسیلہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ...... (۳۵۷۸)

✦ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ (۳۵۸۱)

✦ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (پڑھنے والے) کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے۔ (۳۵۹۲)

✦ ذکر کرنے والوں کے پاس صرف بیٹھنے والا بھی بدبخت ومحروم نہیں ہوتا۔

هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ (۳۶۰۰)

✦ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا عبادت کے حسن سے ہے۔ (۳۶۰۴)

✦ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ (ایضاً)

مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے لیکن اس کی عطا کے حصول کیلئے دینوی اسباب و وسائل کا استعمال شرعی حکم ہے اور اس سے صرف نظر نہیں ہوسکتا۔ اب ظاہر ہے کہ جوتا ٹوٹے گا تو موچی ہی سے صحیح کرائیں گے۔

اَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ (فضائل کا بیان)

✦ یارسول اللہ آپ کیلئے نبوت کب سے واجب (ثابت) ہے۔ فرمایا: وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (۳۶۰۹)

✦ حضور علیہ السلام کا وصال ہوا تو ہمارے دل اجنبی ہوگئے اور مدینہ شریف تاریکی میں ڈوب گیا۔ (۳۶۱۸) هو كناية

Marfat.com

عن عدم وجدان النورانية والصفاء الذی كان حاصلامن مشاهدته و حضوره صلی الله علیه وسلم لتفاوت حال الحضور والغيبة كذا فی اللمعات (حاشیہ نمبرا' ترمذی ج۲'ص۲۰۳) لاكما قال اهل التشيع بغض الصحابة رضوان الله تعالیٰ عليهم اجمعين۔

✧ باب ماجاء فی میلاد النبی صلی الله علیه وسلم (باب۲) وہ صحابی جو حضور علیہ السلام کے سن پیدائش (عام الفیل) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرصہ پہلے پیدا ہوئے ان سے پوچھا گیا: اَنْتَ اَكْبَرُ اَمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (عمر کے لحاظ سے) آپ بڑے ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْبَرُ مِنِّىْ وَاَنَا اَقْدَمُ فِى الْمِيْلَادِ۔ بڑے تو حضور ہی ہیں لیکن پیدائش میری پہلے ہوئی ہے۔ (۳۶۱۹)

✧ بحیرہ راہب کا واقعہ' اس نے حضور علیہ السلام پر بادل کو سایہ فگن دیکھ کر پہچان لیا کہ یہی آخر الزمان نبی ہیں۔ (۳۶۲۰)

✧ مکہ مکرمہ کے درخت و پتھر بھی حضور علیہ السلام پہ سلام بھیجا کرتے تھے۔ (۳۶۲۶)

✧ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے سرخ لباس میں' لمبے بالوں والے کسی شخص کو حضور علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ (۳۶۳۵)

✧ حضور علیہ السلام کا چہرہ انور تلوار کی طرح نہیں بلکہ چاند کی مثل تھا۔ (۳۶۳۷)

حضرت علی المرتضیٰ' محبوب خدا کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہیں

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے مختصر الفاظ میں ہمارے آقا علیہ السلام کا جو حلیہ مبارک بیان فرمادیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اور کیوں نہ ہو کہ حب علی علامت ایمان ہے اور بغض علی علامت نفاق ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بادۂ الفت حیدر میں پیے جاتا ہوں ۔ خُلد میں جانے کا سامان کیے جاتا ہوں
نار دوزخ میں مجھے بھیجنے والا ہے کون ۔ اے نور میں عشق علی دل میں لیے جاتا ہوں

حضرت علی رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ نہ تو بہت لمبے قد کے تھے اور نہ ہی بہت پست تھے بلکہ درمیانہ قد تھا۔ آپ کے بال مبارک نہ تو بالکل گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ کچھ گھنگھریالے تھے۔ چہرہ مبارک نہ تو بالکل پر گوشت تھا اور نہ ہی مکمل طور پر گول تھا بلکہ کچھ گولائی تھی۔ رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ آنکھیں سیاہ' پلکیں دراز' جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں' مونڈھوں کے سرے اور درمیان کی جگہ بھی پر گوشت تھی۔ بدن مبارک پر معمول سے زیادہ بال نہ تھے۔ سینہ مبارکہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھے۔ چلتے وقت قوت کے ساتھ چلتے گویا کہ ڈھلوان جگہ میں چل رہے ہوں۔ کسی طرف متوجہ ہوتے تو نظر بھر کر توجہ فرماتے۔ دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ خاتم النبیین تھے۔ سب سے زیادہ سخی دل اور سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے۔ سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب

Marfat.com

سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔آپ کو اچانک دیکھنے والا مرعوب ہو جاتا اور آپ کے ساتھ معاشرت رکھنے والا مانوس ہو کر فدا ہو جایا کرتا۔آپ کا وصف بیان کرنے والا کہتا ہے میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔(۳۶۳۸)

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب　　　میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

سراپائے اقدس کی تفصیل ہماری کتاب شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ بلفظ انا کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔اس کے بعد خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کے مناقب ہیں جو ہماری کتاب یارانِ مصطفیٰ مع وارثانِ خلافتِ راشدہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

زمین و آسمان پہ حضور علیہ السلام کی حکومت ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا لَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ (۳۶۸۰)

ہر نبی کے دو وزیر آسمان پہ اور دو وزیر زمین پہ ہوتے ہیں۔پس میرے آسمانی وزیر جبریل امین و میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین کے وزیر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

وزیر ای فی السماء و وزیر ای فی الارض　　　ظاہر ہے اس حدیث سے حکومت رسول کی (ﷺ)

✦ حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں۔میرے خیال میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص کرنے والا حضور علیہ السلام کا محب نہیں ہوسکتا۔(۳۶۸۵)

✦ حضرت عمر کا جنت میں عالیشان محل (۸۹-۳۶۸۸)

✦ حضرت عثمان غنی کے ساتھ بغض رکھنے والے کی حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ ادا نہ فرمائی۔(۳۷۰۹)

✦ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔اِنَّ عَلِيًّا مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ ۔علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔(۳۷۱۲)

✦ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَّوْلَاهُ۔جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولا۔(۳۷۱۳)

علی امام من است و منم غلام علی　　　ہزار جان گرامی فدا بنام علی

چراغ و مسجد و محراب و منبر

حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے (ایک ہی حدیث میں خلفائے راشدین کی تعریف کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا۔

(۱) اللہ تعالیٰ ابوبکر پہ رحمت فرمائے۔اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔ہجرت کے موقع پر مجھے اپنی اونٹنی پہ سوار کیا

Marfat.com

اور اپنے مال سے حضرت بلال کو آزاد کیا۔

(۲) اللہ تعالیٰ حضرت عمر پہ رحم فرمائے۔ وہ حق بات کہتا ہے۔ اگرچہ کڑوا ہو اور حق بات کہنے نے اس کی یہ حالت کر دی ہے کہ اس کا کوئی دوست نہیں رہا۔

(۳) اللہ تعالیٰ حضرت عثمان پہ کرم کرے اس سے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ حضرت علی پہ کرم فرمائے۔ اے اللہ! وہ جدھر رخ کرے حق بھی ادھر ہی ہو جائے۔ (۳۷۱۴)

چراغ و مسجد و محراب و منبر　　　ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

✧ علی دنیا و آخرت میں نبی علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ (۳۷۲۰)

پنجابی زبان کا ایک دوہڑا شان صدیق و علی میں یاد رکھے جانے کے قابل ہیں۔

میں کی دساں شان علی دی جنہوں آکھیا نبی نے بھائی　　　کوثر اتے علی دا قبضہ ہتھ علی دے جنت آئی

پر جنت وچ اوسے جاناں جنہوں علی نے ٹکٹ پھڑائی　　　علی نے ٹکٹ وی اودوں دینا جدوں مہر صدیق نے لائی

اے تیری آواز آواز خدا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے طائف کے دن حضرت علی المرتضیٰ کو بلایا اور ان سے سرگوشی فرمائی جس پر لوگوں نے کہا۔ اپنے چچازاد بھائی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرگوشی طویل ہوگئی ہے تو اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَا انْتَجَيْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ (۳۷۲۶)

میں نے اس (علی) سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے سرگوشی کی ہے۔

اے تیری آواز آواز خدا　　　اور ''سرگوشی'' تیری راز خدا

✧ مردوں میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق، عورتوں میں حضرت خدیجہ اور بچوں میں حضرت علی (رضی اللہ عنہم) اسلام لائے۔ (۳۷۳۴)

✧ وَاِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ۔ چچا باپ ہی کی طرح ہوتا ہے۔ (۳۷۶۱)

✧ حسن وحسین رضی اللہ عنہما جوانان جنت کے سردار ہیں۔ (۳۷۶۸)

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امام حسن سے زیادہ حضور علیہ السلام سے مشابہ کوئی نہ تھا۔ (۷۷-۳۷۷۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ میں اس وقت ابن زیاد کے پاس موجود تھا۔ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور اس کے دربار میں لایا گیا تو وہ چھڑی سے آپ کی ناک پہ مار رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا۔ اس جیسا حسن میں

Marfat.com

نے کبھی نہیں دیکھا۔(۳۷۷۸) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امام حسن رضی اللہ عنہ سینہ سے سر تک اور امام حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے نیچے حضور علیہ السلام کے سب سے زیادہ مشابہہ تھے۔(۳۷۷۹) گویا کہ دونوں شہزادوں کو کھڑا کیا جاتا تو حضور علیہ السلام کی زیارت ہو جاتی۔

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں　　غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

✦ عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں سانپ گھس گیا پھر نکلا پھر گھسا دو تین بار ایسا ہی ہوا۔(۳۷۸۰)

✦ حضرت ام سلمہ نے چادر میں داخل ہونے کی التجا کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَنْتِ عَلٰی مَكَانِكِ وَاَنْتِ اِلَیَّ خَيْرٌ۔ تو اپنی جگہ پر رہ اور تو میری طرف (سے) بہتر ہے۔(۳۷۸۷، ۳۸۷۱)

✦ مَاحَدَّثَكُمْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ۔ ابن مسعود جو کچھ بھی تمہیں بیان کریں ان کی تصدیق کرنا (۳۷۹۹) علم چار آدمیوں سے ڈھونڈو ان میں ایک ابن مسعود ہیں۔(۳۸۰۴) ابن مسعود اتنی کثرت سے حضور علیہ السلام کے گھر آتے جاتے تھے کہ لوگوں کو گمان ہونے لگا کہ وہ اہل بیت سے ہیں۔(۳۸۰۶)

✦ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کرتا پھر تم اس کی نافرمانی کرتے تو عذاب میں مبتلا ہو جاتے۔ (۳۸۱۲)

محمد کی نسبت بڑی چیز ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کا وظیفہ تین ہزار اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار مقرر کیا جس پر حضرت عبداللہ نے عرض کیا: آپ نے اسامہ کو مجھ پہ کس وجہ سے فضیلت دی ہے حالانکہ وہ کسی جنگ میں مجھ سے آگے نہیں رہے تو حضرت عمر نے جواب دیا:

لِاَنَّ زَيْدًا كَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِيكَ وَكَانَ اُسَامَةُ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ فَاٰثَرْتُ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِبِّی (۳۸۱۳)

کیونکہ زید تمہارے باپ سے زیادہ اور ان کے بیٹے اسامہ تم سے زیادہ حضور علیہ السلام کو محبوب تھے تو میں نے حضور علیہ السلام کے محبوب ترین کو اپنے محبوب پر ترجیح دی ہے۔ بوقت وصال بھی حضور علیہ السلام حضرت اسامہ کے لئے دعا فرما رہے تھے۔(۳۸۱۷)

حضور علیہ السلام نے حضرت اسامہ کی ناک کا فضلہ خود صاف کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عائشہ نے عرض کیا: حضور میں کرتی ہوں (۳۸۱۸)۔ حضرت اسامہ کی محبوبیت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے بیان فرمایا (۳۸۱۹)

ان کے جو غلام ہو گئے　　خلق کے امام ہو گئے

حضرت اسامہ کے والد کی بات بھی سن لیں کہ ان کے بھائی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ میرے بھائی کو

Marfat.com

میرے ساتھ بھیج دیں (ان کے والدین واعزہ ان کو ملنے کیلئے بہت بے تاب ہیں) فرمایا: اگر تمہارے ساتھ جاتا ہے تو میں منع نہیں کرتا لیکن حضرت زید نے عرض کیا: یارسول اللہ وَاللّٰہِ لَااَخْتَارُ عَلَیْکَ اَحَدًا۔ آپ کا در چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا اور آپ پہ کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ چنانچہ ان کے بھائی نے بھی حضرت زید کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دی۔ (۳۸۱۵)

روئے بدرالدجی دیکھتے رہ گئے — چہرۂ والضحیٰ دیکھتے رہ گئے
حسن خیرالوریٰ میں خدا کی قسم — ہم جمال خدا دیکھتے رہ گئے
ہم گنہگار پہنچے درپاک پر — زاہد و پارسا دیکھتے رہ گئے
رک کے سدرہ کی منزل پہ روح الامین — رفعت مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
چاند دو ٹکڑے ہو کر تصدق ہوا — دشمن مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
جو سکندر ہوا ان کے دربار سے — وہ کرم وہ عطا دیکھتے رہ گئے

✦ بلی کی وجہ سے حضرت ابوہریرہ کی کنیت بلی والا پڑ گئی۔ (۳۸۴۰)

✦ حضرت جابر کے لئے حضور علیہ السلام نے ایک رات میں پچیس مرتبہ دعا فرمائی۔ (۳۸۵۲)

روشنی کے مینار

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَّنُوْرًا لَّهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (۳۸۶۵)

میرا کوئی صحابی زمین کے کسی خطہ میں انتقال کر جائے تو وہ قیامت کے دن اس خطہ کے لوگوں کا قائد اور (مینارۂ) نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔

کیا دیکھتے ہو دامن اغیار کی طرف — آؤ جناب احمد مختار کی طرف
انگلی نہ بدترین عدو بھی اٹھا سکا — میرے نبی کی خوبی کردار کی طرف
کیا ذکر عاصیوں کا کہ میدان حشر میں — بھاگیں گے نیکوکار بھی سرکار کی طرف
کتنا ہجوم خلق ہے شہر حبیب میں — دیکھے تو کوئی کوچہ و بازار کی طرف
وہ ناخدا ہیں خیر سے اب دیکھتا ہوں میں — موج بلا کی سمت نہ منجدھار کی طرف
انصاف کیش آج بھی حیراں ہیں دیکھ کر — گفتار کی طرف ترے کردار کی طرف
گل ریز راہ گلشن طیبہ کو چھوڑ کر — ہر راستہ ہے وادی پُرخار کی طرف
گھاٹے میں ہے اگر نہیں انسانیت کا رخ — انسانیت کے قافلہ سالار کی طرف
دل میں امید بھی ہے ندامت کیساتھ ساتھ — جب دیکھتا ہوں بخشش سرکار کی طرف

Marfat.com

طارق خدائے کعبہ کی توفیق خاص سے ساجد ازل سے ہم ہیں در یار کی طرف

طارق سلطان پوری

✦ حضرت عائشہ کو جبریل امین علیہ السلام کا سلام (۸۲-۳۸۸۱)

✦ حضرت عائشہ بھی حضرت خدیجہ پہ رشک کرتی تھیں (باب فضل خدیجہ)

✦ ام المومنین کا دنیا سے اٹھ جانے سے بڑھ کر کیا نشانی ہوگی؟ (۳۸۹۱)

✦ اہل عرب سے بغض رکھنا حضور علیہ السلام سے بغض رکھنا ہے۔ (۳۹۲۷)

قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اونٹ کا بچہ تحفہ کے طور پر پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھ اونٹنیاں عطا فرما دیں اس کے باوجود بھی وہ راضی نہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ لَّا اَقْبَلَ هَدِيَّةً اِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ اَوْ اَنْصَارِيٍّ اَوْ ثَقَفِيٍّ اَوْ دَوْسِيٍّ (۳۹٤۵)

اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ قریشی' انصاری' ثقفی اور دوسی کے علاوہ کسی کا ہدیہ قبول نہ کروں۔ (۳۹۵۳)

✦ نجد سے شیطان کا سینگ نکلے گا (۳۹۵۳)

جو تیرھویں صدی کی ابتداء میں ابن عبد الوہاب کی شکل میں نکل آیا جس نے کتاب التوحید لکھ کر پوری امت کو کافر و مشرک قرار دے دیا اور پاک و ہند میں اسماعیل دہلوی اور احمد بریلوی نے تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم جیسی کتابوں کے ذریعے پوری ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیر دیا اور اس طرح مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

✦ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے کی بجائے اپنے اندر کمال پیدا کرو۔ تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ ۔ اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور خاندانی فخر دور کر دیا ہے۔ اب یا تو مومن و متقی ہوگا یا بد بخت و بدکار (یہ دونوں احادیث جامع ترمذی کی آخری احادیث ہیں) (۵٦-۳۹۵۵)

کتاب العلل میں امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ میری اس کتاب (ترمذی شریف) کی تمام احادیث معمول بہا ہیں (یعنی ہر حدیث پہ بعض علماء نے عمل کیا ہے) البتہ دو حدیثیں ایسی ہیں کہ جن پہ کسی کا عمل نہیں ہے۔ (۱) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف میں بغیر کسی خوف' سفر اور بارش کے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔ (۲) وہ حدیث جس میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی (پہلی مرتبہ) شراب پئے تو اس کو کوڑے مارو (اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ بھی) اور اگر چوتھی مرتبہ شراب پئے اس کو قتل کر دو اور ان دونوں حدیثوں کی علت انہی مقامات پہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے بیان فرما دی ہے۔

Marfat.com

شمائل ترمذی کے حوالہ جات

ابتداء میں مختلف صحابہ کرام سے بشمول حضرت علی المرتضیٰ جن کی روایت اُردو ترجمہ کے ساتھ ہم نے لکھ دی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کی روایات ہیں۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے حضور علیہ السلام کو چودھویں رات (کے ماہ کامل کی روشنی) میں دھاری دار سرخ یمنی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا کبھی میں حضور علیہ السلام (کے رخ والضحیٰ) کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کو دیکھتا (آخر میں نے فیصلہ یہ کیا فَلَهُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔میرے نزدیک حضور علیہ السلام چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔(شمائل ترمذی ص۲)

جسے اللہ کہتے ہیں نرالی شان والا ہے — دو عالم کا وہ خالق ہے اکیلا ہے نرالا ہے
حقیقت میں جو ہے بعد از خدا تعریف کے قابل — وہ عبداللہ کا لعل محمد کملی والا ہے

✧ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور کو چاند کی طرح کہا۔(ایضاً) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْيَضَ كَاَنَّمَا صِيْغَ مِنْ فِضَّةٍ۔حضور علیہ السلام سفید رنگ کے تھے گویا کہ چاندی ڈھالی گئی ہے۔(ایضاً) یاد رہے کہ زیادہ سفید رنگ جس میں سرخی نہ ہو اور زیادہ گندم گوں جو مائل بہ سیاہی ہو یہ دونوں خوبصورت نہیں لگتے اور جب ہمارے آقا احسن الناس ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کا رنگ ایسا تھا کہ جس سے زیادہ حسین رنگ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔گویا

حسن نمکین والا ہمارا نبی — صلی اللہ علیہ وسلم

نور وحدت کا ''ٹکڑا'' ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اَفْلَجُ الثَّنِيَّتَيْنِ۔یعنی آپ کے سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی بالکل جڑے ہوئے نہ تھے۔اِذَا تَكَلَّمَ رُءِیَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ۔جب آپ گفتگو فرماتے تو اس کشادگی سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک صرف معنوی نہیں تھا بلکہ حسی بھی تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی نورانیت کے جامع ہیں۔چاہے وہ ایمان کا نور ہو یا اسلام کا یا عرفان کا یا علم وہدایت کا۔اس پر بہت ساری احادیث دیگر

Marfat.com

کتب سے بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔ پہلے شمائل ترمذی کی ہی چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں ربیب ہند بن ابی ہالہ سے سوال کیا جو کہ حضور علیہ السلام کے بہترین وصاف تھے کہ حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک کیسا تھا اور میرا دل چاہتا تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان کریں اور میں اس سے پوری طرح متعارف ہو جاؤں تو انہوں نے فرمایا۔

چہرۂ انور چودھویں کا چاند

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخِمًا مُّفَخَّمًا يَتَلَأْ لَؤُ وَجْهُهٗ تَلَأْ لُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

حضور علیہ السلام عظیم الشان و معظم و معزز تھے۔ آپ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ (اس روایت میں آگے چل کر فرماتے ہیں) لَهٗ نُوْرٌ يَعْلُوْهُ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک آپ پہ چھایا رہتا۔ (ص ۲)

جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے — جس کی ضو سے اندھیرے ٹھکانے لگے
جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے — جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

اس حدیث کی شرح میں علامہ شیخ ابراہیم بیجوری لکھتے ہیں: **ومعنى يتلا لؤ يضئ ويشرق كاللؤلؤ وقوله تلألؤا لقمر ليلة البدر اى مثل تلألؤ ليلة البدر**۔ (شرح شمائل مطبوعہ مصر ص ۲۳)

یتلالو کا معنی روشن ہونا اور چمکنا ہے۔ جیسے موتی چمکتا ہے اور تلالو القمر ليلة البدر کا معنی یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا چہرۂ انور اس طرح چمکتا تھا جیسے چودھویں رات میں چاند چمکتا ہے۔

نہ آیا آنکھ سے جب تو نظر تو دل سے پہچانا — تیری پہچان مشکل تھی بڑی مشکل سے پہچانا
کسی کی آنکھ روشن ہے کسی کا دل منور ہے — کسی نے آنکھ سے دیکھا کسی نے دل سے پہچانا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو شمائل میں پہلے نمبر پر گزر چکی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں۔ **فهو عندى احسن من القمر**۔ اس کی شرح میں شیخ ابراہیم شرح شمائل میں فرماتے ہیں۔ "ایک روایت میں عندی کی بجائے عینی کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ صرف میرے نزدیک ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اور فی الواقع حضور علیہ السلام چاند سے زیادہ حسین تھے۔

جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جس میں افلج الثنیتین کے الفاظ ہیں اس کے تحت یہی علامہ ابراہیم مواہب اللدنیہ شرح شمائل محمدیہ ص ۳۴ پہ لکھتے ہیں۔

اى روى له صفاء يلمع كالنور يخرج من بين ثنا ياه ويحتمل ان يكون الكاف زائدة للتفخيم ويكون الخارج حينئذ نورا حسيا معجزة له صلى الله عليه وسلم

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نور کی طرح صاف و شفاف چیز چمکتی ہوئی دیکھی جاتی تھی جو حضور علیہ السلام کے نورانی دانتوں

Marfat.com

کے درمیان سے نکلتی تھی اور یہ بھی احتمال ہے کہ "کالنور" میں کاف زائدہ برائے تفخیم ہو اس تقدیر پہ نور حسی ہو گا جو کہ دندان مبارک سے بطور معجزہ چمکتا تھا۔

چہرے کی چمک سبحان اللہ

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضور علیہ السلام مسرور ہو کر میرے پاس تشریف لائے۔ تبرق اساریر وجھہ۔ پیشانی اقدس کے خطوط چمک رہے تھے۔ (ج ا ص ۵۰۲)

دوسری جگہ حضرت کعب بن مالک سے ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ وھو یبرق وجھہ من السرور۔ تو چہرۂ انور فرحت و سرور سے چمک رہا تھا۔ (مزید فرماتے ہیں) وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سر استنار وجھہ کانہ قطعۃ من القمر۔ حضور علیہ السلام جب خوش ہوتے تو چہرۂ انور یوں چمکتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ (بخاری ج ا ص ۵۰۲) فتح الباری شرح بخاری اور دیگر شروح بخاری میں ان احادیث سے حضور علیہ السلام کا حسی نور ہی ثابت کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے حضور علیہ السلام کے حسی نور ہونے کو ہی آپ کے بے سایہ ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

اب تو ہیں مشرق و مغرب بھی تجسس میں سخی کی
درکار ہے سب کو تیرے دامن کا سہارا
اس تپتے ہوئے ماحول میں گھبرا کے یہ دنیا
اب ڈھونڈ رہی ہے تیری دیوار کا سایہ

المواہب اللدنیہ علی شمائل المحمدیہ مطبوعہ مصر ص ۳۰ پر شیخ ابراہیم لکھتے ہیں۔

وانما کان صلی اللہ علیہ وسلم احسن لان ضوءہ یغلب علی ضوء القمر بل وعلی ضوء الشمس ففی روایۃ لابن المبارک وابن الجوزی لم یکن لی ظل ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضوءہ علی ضوء الشمس ولم یقم مع سراج الاغلب ضوءہ علی ضوء السراج۔ انتھی

ترجمہ: اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ خوبصورت اس لئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی چاند کی روشنی بلکہ سورج کی روشنی پر بھی غالب رہتی تھی کیونکہ سیدنا ابن مبارک اور علامہ ابن جوزی محدث کی روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہوتے تھے مگر حضور علیہ السلام کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہو جاتی تھی۔ اسی طرح چراغ کے سامنے بھی حضور علیہ السلام کبھی کھڑے نہیں ہوئے تھے مگر چراغ کی روشنی پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی غالب رہتی تھی۔

آنکھ میں جچتی نہیں ہے اب کوئی بھی روشنی
دیکھ لی میرے تصور نے اک ایسی روشنی
شب کی تاریکی میں ایسا مل گیا ان کا چراغ
بن گئی ہے ساری دنیا روشنی ہی روشنی
ایک پل میں کٹ گیا سات آسمانوں کا سفر
وہ شب معراج اور اس کی نرالی روشنی

Marfat.com

تو نے تو دونوں جہانوں کو منور کر دیا میں نے مانگی تھی تیرے در سے ذرا سی روشنی
(شہزاد احمد)

درودیوار تیرے نور سے اب جگمگاتے ہیں

مواہب اللدنیہ ج ا' ص ۱۷۲ پر امام قسطلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے یتلألؤ فی الجدر (رواہ البزار) تو حضور علیہ السلام کا نور درودیوار کو چمکا دیتا تھا۔ امام قسطلانی حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یشرق نورہ علیہا اشراقا کاشراق الشمس علیہا ۔ کہ حضور علیہ السلام کا نور دیواروں پہ ایسے چمکتا تھا جیسے سورج کی روشنی دیواروں پہ چمکتی اور چمکاتی نظر آتی ہے۔

مطالع المسرات میں علامہ ابن سبع سے منقول ہے۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضیئ البیت اظلم من نور ۔ تاریک گھر بھی حضور علیہ السلام کے نور سے روشن ہو جاتا تھا۔

خصائص کبریٰ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ میں کپڑا سی رہی تھی کہ ہاتھ سے سوئی گر پڑی۔ چراغ گل ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا' سوئی تلاش کرنے کے باوجود نہ ملی۔ ایسے میں حضور علیہ السلام تشریف لائے تو چہرۂ انور سے ایسا نور نکلا کہ سوئی مل گئی۔ روزن گمشدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: ما نحتاج الی السراج من یوم اخذناہ۔

جس دن ہمارے گھر حضور علیہ السلام تشریف لائے ہمیں چراغ جلانے کی حاجت نہ رہی۔

دیے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ

حضرت سلمان فارسی کا مقدر جاگ اٹھا

کوئی دیکھے تو سہی ان کے غلاموں کا مقدر ان کی چاہت میں مرے ان کی چاہت میں جیئے

حضرت سلمان فارسی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اولاً صدقہ کی کھجوریں لے کر حاضر ہوئے جو آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دیں۔ اِرْفَعُهَا فَاِنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ ۔ اٹھا لو ان کو ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ دوبارہ حاضر ہوئے تو تحفہ کھجوریں پیش کیں جو آپ نے قبول فرمائیں۔ پھر حضرت سلمان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت انور پہ مہر نبوت دیکھی تو ایمان لے آئے چونکہ یہودی کے غلام تھے اس لیے اس نے اس شرط پہ بیچا کہ کھجوروں کے درخت لگائیں گے اور ان کے پھلدار ہونے تک حفاظت کرنا ہوگی (تاکہ کئی سال ان کی نوکری کرتے رہیں) چنانچہ حضور علیہ السلام نے تمام درخت اپنے ہاتھوں سے لگائے جن پر ایک ہی سال میں پھل لگ گیا۔ ایک درخت حضرت عمر نے لگایا تھا جس پہ پھل نہ لگا چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو اکھیڑ کر دوبارہ لگایا تو وہ

Marfat.com

بھی اسی سال پھلدار ہوگیا اور اس طرح حضرت سلمان کی یہودیوں کی غلامی سے جان چھوٹی اور غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوگئے۔ (ص۳۰)

بہت ہی تیز سہی دشمنوں کی تلواریں
جہاں میں اسم محمد سی کوئی ڈھال نہیں
میرے بھی بس میں کہاں مدحت مصطفیٰ امجد
یہ صرف ان کا کرم ہے میرا کمال نہیں

✧ سر انور اور داڑھی مبارک میں چودہ سے بیس تک سفید بال تھے۔ (ص۳)

✧ حضور علیہ السلام دردسر کی وجہ سے کبھی کبھار مہندی لگالیا کرتے تھے۔ (ص۴)

✧ مردوں کو بھی سیاہ سرمہ لگانے کا حکم دیا گیا۔ (ص۴)

یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قبیلہ مزینہ کے ایک گروہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کریں (میں نے دیکھا کہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض مبارک کھلی تھی یا راوی نے کہا قمیض کا بٹن کھلا ہوا تھا۔ (میں نے موقع کو غنیمت جانا اور) اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈال کر مہر نبوت کو چھولیا۔ (فَاَدْخَلْتُ يَدِیْ فِیْ جَيْبِ قَمِيْصِهٖ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ ص ۵)

یہ کیسے مقدر ہیں کہ سرکار کا جلوہ
خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں دیکھا
جو پھول نہیں آپ کی خوشبو سے معطر
ایسا گل تر میں نے ابھی تک نہیں دیکھا
جب آپ ہمارے ہیں تو دوزخ کا خطرہ
یہ خوف یہ ڈر میں نے ابھی تک نہیں دیکھا
جب اذن حضوری مجھے مل جائے گا جعفر
دیکھوں گا وہ در جو میں نے ابھی تک نہیں دیکھا

حضور علیہ السلام کے قدم کی برکت سے جنت واجب ہوگئی

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو زرہیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹان پر چڑھنے لگے (تو زخمی ہونے کی وجہ سے) نہ چڑھ سکے۔ چنانچہ آپ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو نیچے بٹھایا (اور ان پہ اپنا قدم انور رکھ کر) اوپر چڑھے۔ یہاں تک کہ چٹان پہ جلوہ گر ہوگئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: اَوْجَبَ طَلْحَةُ۔ طلحہ نے (اپنے لیے جنت کو) واجب کرلیا ہے۔ (ص۸)

ای حقا علی ذمتی اوشفاعتی له اولنفسه الجنة بهٰذا القعود تحتی کما هو المتبادر۔ والاظهر ان یحمل علی ایجابه لما عمل فی هٰذا الیوم حتی شلت یده فی دفع الاعداء عنه صلی الله علیه وسلم و جرح ببضع و ثمانین جراحة (حاشیه) یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے دفاع میں ان کا ہاتھ شل ہوگیا اور اسی سے زیادہ زخم آئے ان کی وجہ سے جنت یا شفاعت واجب ہوئی۔ بہر حال جو بھی توجیہ کیجئے حضور علیہ السلام کی خدمت پر ہی یہ انعام

Marfat.com

اور آپ کے صدقے سے ہی بلکہ آپ کی رضا کیلئے خدائی نظام میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔

آپ کے واسطے چلی نبض حیات و کائنات — جاری ہوا نظام رب خیرالانام کیلئے
آپ کی ذات کیلئے خالق و خلق کا درود — خم نہ ہو کیوں سرِ نیاز آپ کے نام کیلئے
کیسی عجیب شب تھی وہ اقصیٰ میں تھی عجب بہار — سارے نبی تھے منتظر اپنے امام کیلئے

تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ (ص۸)

میں نے حضور علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت کوئی شئ نہیں دیکھی گویا چہرۂ انور میں سورج چلتا (رقص کرتا) ہوا معلوم ہوتا تھا۔

گردش میں کیوں ہے روز ازل سے یہ آسماں — شاید اسے تلاش تیرے نقش پا کی ہے
ہر گل میں بوئے زلف نبی ہے بسی ہوئی — تاروں میں روشنی رخ شمس الضحیٰ کی ہے
کس چیز کی کمی ہے اسے کائنات میں — دولت جسے نصیب غم مصطفیٰ کی ہے
جینا اسی کا مرنا اسی کا ہے باخدا — جس پر نگاہ لطف شہ انبیاء کی ہے

حدیث کے اگلے حصے میں حضور علیہ السلام کی چال مبارک کا تذکرہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مَشْیِہٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَہٗ اِنَّا لَنُجْھِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّہٗ لَغَیْرُ مُکْتَرِثٍ

میں نے کسی کو بھی آپ سے زیادہ تیز چلتے ہوئے نہ دیکھا یوں لگتا تھا کہ زمین آپ کیلئے سمیٹی جارہی ہے۔ ہم (تیز چلنے کیلئے) اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے تھے اور حضور علیہ السلام بلا تکلف (اتنا تیز) چلتے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جب آپ چلتے تو یوں معلوم ہوتا گویا کہ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ (ایضاً)

دوسری روایت بھی حضرت علی سے ہے کہ جب حضور علیہ السلام چلنے کو کسی قدر آگے جھک کر چلتے گویا کہ آپ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ (ایضاً)

تیرے انداز بتاتے ہیں کہ خالق کو تیری — سب حسینوں سے پسند آئی ہے صورت تیری

✧ حضور علیہ السلام مسجد میں بغلوں میں ہاتھ دبائے اس قدر عاجزی سے بیٹھے ہوئے تھے کہ صحابیہ (قیلہ بنت مخرمہ) ہیبت اور خوف سے کانپ اٹھیں۔ (ص ۸-۹)

میری آنکھوں میں وہ رہتے ہیں اجالوں کی طرح — میں نے دیکھا ہے انہیں دیکھنے والوں کی طرح

✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک کھجور پیش کی گئی اور میں نے دیکھا کہ آپ بھوک

Marfat.com

کی وجہ سے اکڑوں بیٹھ کر تناول فرما رہے تھے۔ (ص ۹) یہ کون ہیں ذرا غور کرو وہی ہیں جن کی شان اقدس یہ ہے کہ

آپ سرخیل رسل، ختم رسل، خیر رسل
سارے نبیوں کی وکالت اور کر سکتا ہے کون
یہ تو اعلیٰ ظرف وارفع حوصلے کی بات ہے
خون کے پیاسوں پہ رحمت اور کر سکتا ہے کون
جز شفیع روز محشر حضرت حق کے حضور
گناہگاروں کی شفاعت اور کر سکتا ہے کون

✧ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت تناول کیا۔ (ص ۱۱ سطر ۱)

ایک بکری کی کتنی دستیاں ہو سکتی ہیں؟

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کیلئے ہانڈی پکائی چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بازو کا گوشت پسند تھا، چنانچہ میں نے حضور علیہ السلام کو ایک دستی نکال کر دی تو آپ نے فرمایا: ایک اور دو، میں نے دوسری بھی دی۔ پھر فرمایا اور دو۔ میں نے عرض کیا: حضور! بکری کی کتنی دستیاں ہوتی ہیں؟ (یعنی دو ہی ہوتی ہیں جو میں نے آپ کو پیش کر دی ہیں) اس پر آپ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْسَکَتَّ لَنَا وَلْتَنِیَ الذِّرَاعَ بَعْدَ ذِرَاعٍ مَا دَعَوْتُ

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں تجھ سے طلب کرتا رہتا تو دستیاں نکال نکال کر دیتا رہتا۔ (ص ۱۱)

نور خدا کا حسن وجمال آپ ہی تو ہیں
اس بے مثال رب کی مثال آپ ہی تو ہیں
غم کی شبوں میں صبح خیال آپ ہی تو ہیں
جس سے چھٹے غبار ملال آپ ہی تو ہیں
ہر ایک حدّ عصر و مکاں توڑ کر کبھی!
جس کو ملا خدا کا وصال آپ ہی تو ہیں
بھیجے خدا نے سینکڑوں کامل نبی مگر
اس کی نبوتوں کا کمال آپ ہی تو ہیں
جو ظلمتیں جہاں میں تھیں اپنے عروج پر
ان ظلمتوں کی وجہ زوال آپ ہی تو ہیں
کیوں شہنشاہ کے سامنے پھیلاؤں ہاتھ کو
کرتا ہے وہ بھی جس سے سوال آپ ہی تو ہیں

✧ پشت کے گوشت کی حضور علیہ السلام نے تعریف فرمائی ہے۔

اِنَّ اَطْیَبَ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّھْرِ۔ (ص ۱۱)

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی

حضرت عبید اللہ بن علی اپنی دادی حضرت سلمٰی سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت امام حسن، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہم ان کے پاس آئے اور کہا: ہمارے لیے وہ کھانا تیار کریں جو حضور علیہ السلام کو پسند تھا اور اسے آپ شوق سے تناول فرماتے تھے۔ حضرت سلمٰی نے کہا: اے میرے بیٹو! آج تم وہ کھانا خوشی سے نہیں کھاؤ گے۔ عرض کیا کیوں نہیں

Marfat.com

ضرور کھائیں گے) آپ تیار کریں۔ چنانچہ حضرت سلمٰی نے تھوڑے سے جو لے کر ان کو پیسا اور ہنڈیاں میں ڈال کر پھر ان میں کچھ زیتون کا تیل ملایا اور کچھ سیاہ مرچ مصالحہ کوٹ کر اس میں ڈالے اور پھر ان کے سامنے رکھ کر فرمایا: هٰذَا مِمَّا كَانَ يُعْجِبُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحْسِنُ اَكْلَهٗ۔ یہ ہے وہ کھانا جو حضور علیہ السلام پسند فرماتے اور اس کو خوشی سے تناول فرماتے تھے۔ (ص ۱۱)

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی — ان چھنا آٹا روٹی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا — صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پہ کھجور رکھ کر فرمایا: هٰذِهٖ اِدَامُ هٰذِهٖ فَاَكَلَ۔ یہ (کھجور) اس (روٹی) کا سالن ہے۔ (ص: ۱۲)

طاعت گزار ہے جو رسالت ماب کا — کیا کام اس سے فکروغم و اضطراب کا
سرکار کے درود سے کایا پلٹ گئی — ورنہ برا تھا حال جہان خراب کا
اللہ نے کیا انہیں نبیوں سے انتخاب — رتبہ بیاں ہو کیا شہ عالی جناب کا
بھجوائی تھیں مدینہ میں کچھ عرضداشتیں — لاہور میں ہوں منتظر ان کے جواب کا
قدموں میں جا کے نذر کروں آنسوؤں کے ہار — ارمان ہے یہی مری چشم پُر آب کا

محشر میں بھی حضور کی درکار ہے نگاہ
ورنہ ہے کس میں حوصلہ عابدؔ حساب

(خواجہ عابد نظامی)

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

حضرت ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں مجھے (میرے چچا) معاذ بن عفراء نے تازہ کھجوروں کا ایک تھال دے کر بھیجا جس کے اوپر روئیں دار خربوزے رکھے ہوئے تھے کیونکہ حضور علیہ السلام کو خربوزہ پسند تھا۔ جب میں یہ تھال لے کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے بحرین سے آیا ہوا مال بہت سارے زیورات کی صورت میں پڑا ہوا تھا۔ فَمَلَأَ يَدَهٗ فَاَعْطَانِيْهِ۔ پس جتنا زیور (وفی روایه قالت ذهبا) سونا آپ کے ہاتھ میں آیا' آپ نے مجھے عطا فرما دیا۔ (ص ۱۳)

اے روح کائنات محبت' سخن نثار — تیرے لئے ازل سے ابد تک کا اقتدار
تیرے نقوش پا کی شعاعیں افق افق — ارض و سما کو تھا ترے آنے کا انتظار
سانسوں میں تیرے نام کی خوشبو کا ذائقہ — ہونٹوں پہ ثبت ہے تری نسبت کا افتخار
تو کشت آرزو میں مہکتا ہوا گلاب — انسانیت کے نخل تمنا کا بھی نکھار

Marfat.com

قدموں سے پھر لپٹ کے مناتا میں رتجگے ہوتا میں تیری راہ گزر کا اگر غبار
کشکول جاں میں حرف ندامت ہے یا نبی مشکور ہو نوائے رگ جاں کا انکسار
تو رحمت دوام ہے اے سید البشر تو قلب کا سکون ہے تو روح کا قرار
اے نور اولیں مرے گھر میں کوئی چراغ تیرہ شبی کے زخم بدن پر ہیں بے شمار
دست کرم کا سایہ رہے ہر نفس حضور گلشن میں مختصر نہ ہو اب عرصۂ بہار
میرے دکھوں کا کوئی مداوا ہو آج بھی روز ابد حریم شفاعت کے تاجدار
حکمت کے نور سے بھرے خالی مرا سبو
ہو آشنا حروف تدبر سے گفتگو

(ریاض حسین چودھری)

✧ زمزم شریف کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پینا۔ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔ پانی کو دو اور تین سانسوں میں پینا (بیان جواز کے لئے (کبھی) حضور علیہ السلام کھڑے ہو کر بھی پانی پی لیتے۔ باب ما جاء فی صفة شرب رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ شمائل ترمذی' ص ۱۳-۱۴)

سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ (جو کہ حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے اچھی طرح واقف اور آپ کے اعلیٰ اوصاف تھے) سے حضور علیہ السلام کی گفتگو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس طرح بیان فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت غمگین اور متفکر رہتے اور آپ کو (کسی بھی وقت) چین نہیں ہوتا تھا۔ آپ کی خاموشی دراز تھی اور بغیر ضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے کلام کی ابتدا اور انتہا منہ بھر کر (واضح) ہوتی تھی اور جامع کلام فرماتے تھے۔ آپ کا کلام مفصل ہوتا (لیکن) نہ ضرورت سے زیادہ اور نہ کم۔ آپ نہ تو سخت طبیعت تھے اور نہ دوسروں کو ذلیل کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر فرماتے۔ اگر چہ تھوڑی ہی ہو۔ آپ کسی نعمت کو برا نہیں سمجھتے تھے۔ کھانے پینے کی چیزوں کی نہ تو برائی کرتے اور نہ تعریف آپ کو دنیا اور اس کا مال و متاع غضبناک نہیں کرتا تھا۔ جب (کہیں) حق بات سے تجاوز کیا جاتا تو کوئی چیز آپ کے غصے کو ٹھنڈا نہ کر سکتی۔ جب تک آپ اس کا انتقام نہ لے لیتے۔ آپ اپنی ذات کے لئے نہ ناراض ہوتے اور نہ انتقام لیتے۔ آپ پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے اور جب خوش ہوتے تو ہاتھ الٹ لیتے۔ جب گفتگو فرماتے تو دائیں ہتھیلی بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے پیٹ پر مارتے۔ جب آپ کو غصہ آتا تو منہ پھیر لیتے اور کنارہ کش ہو جاتے جب آپ خوش ہوتے آنکھ مبارک بند فرما لیتے۔ آپ کی ہنسی عام طور پر مسکراہٹ ہوتی اور اولوں کی طرح سفید اور چمکدار دانت مبارک ظاہر ہوتے۔ (ص ۱۴-۱۵)

یہی حدیث قدرے تفصیل کے ساتھ چند صفحات کے بعد سیرت النبی کے نورانی جلوے کے عنوان سے آ رہی ہے۔

Marfat.com

عکس جمال سرور کونین کے بغیر — روح و دل و نظر کی صفائی ہو کس طرح
محبوب کبریا کا در پاک چھوڑ کر — اللہ تک کسی کی رسائی ہو کس طرح
قرآں میں جن کی شان بیاں خود خدا کرے — بندے سے ان کی مدح سرائی ہو کس طرح
جب تک دکھائے راہ نہ سیرت حضور کی — بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی ہو کس طرح
جب تک پرت پرت میں نہ عشق رسول ہو — دل کی تہوں سے ختم برائی ہو کس طرح
محمود میں ہوں بندۂ محبوب کبریا — غیروں کے در پہ ناصیہ سائی ہو کس طرح

کیا حضور علیہ السلام اشعار پڑھتے تھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کیا حضور علیہ السلام شعر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: كَانَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَيَتَمَثَّلُ لِقَوْلِهٖ وَيَقُوْلُ۔ آپ ابن رواحہ کے اشعار پڑھا کرتے اور کبھی یہ شعر بھی پڑھتے۔

وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جس کو تو نے اجرت نہیں دی۔ (ص۱۶)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام عمرہ کی قضاء کیلئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے آگے آگے حضرت ابن رواحہ یہ (اشعار) پڑھتے جا رہے تھے۔

خَلُّوْا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِهٖ — اَلْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلٰى تَنْزِيْلِهٖ
ضَرْبًا يَزِيْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيْلِهٖ — وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهٖ

اے کفار کی اولاد! ہمارے آقا علیہ السلام کی راہ سے ہٹ جاؤ۔ آج ہم قرآن مجید کے حکم کے مطابق تمہیں ایسی مار ماریں گے جو تمہارے سروں کو ان کے مقام سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی۔

حضرت عمر نے فرمایا: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَفِيْ حَرَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى تَقُوْلُ شِعْرًا۔ اے ابن رواحہ کیا حضور علیہ السلام کے سامنے اور حرم شریف کے اندر تو شعر پڑھ رہا ہے؟ اس پہ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر سے فرمایا:

خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ فَلَهِيَ اَسْرَعُ فِيْهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبَلِ

اے عمر! اسے اشعار کہنے دو اس کے اشعار کافروں کو تیروں سے بھی زیادہ سخت لگتے ہیں۔ (ص۱۶)

حضور علیہ السلام کا شعری ذوق ہم تفصیل سے "بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو" میں بیان کر آئے ہیں۔

شمائل ترمذی کے حوالوں میں زیادہ اشعار دیکھ کر کوئی محسوس کرے تو اس کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ اچھے اشعار حضور علیہ السلام نہ صرف پسند فرماتے تھے بلکہ پڑھتے بھی تھے۔ آقا علیہ السلام کے عمل مبارک نے ہمارے لیے یہ راستہ بھی آسان فرما دیا ہے۔

میری صفائی میں آ کر بیان دے آقا — میں بے زبان ہوں مجھ کو زبان دے آقا

Marfat.com

مسافتوں کی یہ فٹ پاتھ مار ڈالے گی
غریب شہر ہوں مجھ کو امان دے آقا
مرا حریف بھی قائل ہو میری نیت کا
میری خلوص کو اتنی اٹھان دے آقا
بھٹک رہا ہوں شب تیرگی کے جنگل میں
سحر نواز رتوں کا نشان دے آقا
کوئی تو ہو کہ جو مجھ کو بھی ٹوٹ کر چاہے
کوئی تو ہو کہ جو مجھ پر بھی جان دے آقا

(سلیم شہزاد)

✧ گیارہ عورتوں کی کہانی حضرت عائشہ کی زبانی۔(ص ۱۷)

✧ اللہ تعالیٰ کا ہر نبی خوبصورت اور خوش آواز ہوتا ہے۔(ص ۲۱)

✧ اپنی مرحومہ صاحبزادی کو اس صحابی کے ذریعے قبر میں اتارا جس نے گزشتہ رات حقوق زوجیت ادا نہیں کیے تھے۔ (ص ۲۲)

✧ حضور علیہ السلام جو کی روٹی اور کئی دن کی باسی چکنائی کی دعوت بھی قبول فرما لیتے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی جلوے

حضرت امام حسن اپنے ماموں ہند بن ہالہ سے حضور علیہ السلام کے حلیہ مبارک کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔امام حسن فرماتے ہیں: حضرت ہند نے فرمایا حضور علیہ السلام نہایت ذی شان، معزز تھے۔یَتَلَاْلَاُ وَجْهُهُ تَلَاْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ۔آپ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا پھر انہوں نے پوری حدیث بیان فرمائی۔امام حسن فرماتے ہیں عرصہ دراز تک امام حسین سے یہ حدیث میں نے مخفی رکھی پھر جب ایک دفعہ بیان کی تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی یہ حدیث (اپنے ماموں ہند سے) سن چکے ہیں اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے والد ماجد (حضرت علی المرتضیٰ) سے حضور علیہ السلام کے گھر تشریف لانے، باہر جانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طور طریقوں کے بارے میں پوچھ لیا ہے اور کوئی بات بھی بلا تحقیق نہیں چھوڑی۔

حضور علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات

چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔میں نے اپنے والد سے حضور علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لاتے تو اپنے گھریلو اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ایک حصہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کیلئے۔ایک حصہ گھر والوں کے (حقوق کی ادائیگی کیلئے) اور ایک حصہ اپنی ذات کیلئے پھر اپنا حصہ اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے اور (اپنی تعلیمات وفیوضات) خاص صحابہ کرام کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچاتے اور ان سے کوئی چیز روک کر نہ رکھتے۔امت کے حصے (وقت) میں آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ علم وعمل والوں کو (گھر میں آنے کی) اجازت عطا فرماتے اور ان کی دینی فضیلت کے اعتبار سے ان پر وقت تقسیم فرماتے۔ان میں سے کسی کی ایک ضرورت

Marfat.com

ہوتی' کوئی دو ضرورتوں والا ہوتا اور کسی کی بہت سی حاجتیں ہوتیں۔ آپ ان (کی ضروریات) میں مشغول ہوتے اور ان کو ان کی اپنی اور باقی امت کی اصلاح سے متعلق کاموں میں مشغول رکھتے۔ ان سے ان کے مسائل کے بارے میں پوچھتے اور ان کے مناسب حال ہدایات فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے' حاضر کو غائب تک (سنے ہوئے مسائل) پہنچانے چاہیں اور میرے پاس ایسے آدمی کی ضرورت بھی پہنچایا کرو جو خود نہیں پہنچا سکتا کیونکہ جو شخص ایسے آدمی کی حاجات' کسی صاحب اختیار کے پاس پہنچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ثابت قدم رکھے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی ہی ضروریات کا ذکر کیا جاتا تھا۔ آپ اس کے خلاف (یعنی فضول بات) قبول نہیں فرماتے تھے۔ لوگ آپ کے پاس (علم و فضل) کی چاہت لے کر آتے اور جب واپس جاتے تو (علم و فضل کے علاوہ) کھانا وغیرہ بھی کھا کر جاتے اور بھلائی کے رہنما بن کر جاتے۔

حضور علیہ السلام کی بیرونی مصروفیات

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے (اپنے والد ماجد سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لے جانے (کی کیفیت) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک کو صرف بامقصد کلام کیلئے استعمال فرماتے۔ صحابہ کرام کو باہم محبت سکھاتے اور ان کو جدا نہ ہونے دیتے۔ آپ ہر قوم کے معزز آدمی کی عزت کرتے اور اسے ان پر حاکم مقرر کرتے۔ لوگوں کو (عذاب الٰہی سے) ڈراتے اور ان سے اپنی حفاظت فرماتے لیکن اس کے باوجود ہر ایک سے خندہ روئی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ اپنے صحابہ کرام کے حالات دریافت کرتے اور لوگوں کے حالات بھی معلوم فرماتے رہتے۔ آپ اچھے کو اچھا سمجھتے اور اس کی تائید فرماتے' برے کو برا سمجھتے اور اسے ذلیل و کمزور کرتے۔ آپ ہمیشہ میانہ روی اختیار فرماتے اور (صحابہ کرام سے) بے خبر نہ رہتے کہ کہیں وہ غافل یا ست نہ ہو جائیں۔ آپ کے پاس ہر حالت کیلئے مکمل سامان ہوتا۔ آپ نہ تو حق سے قاصر رہتے اور نہ آگے بڑھتے (یعنی حق پر رہتے) لوگوں میں سے بہترین افراد آپ کے ہم نشین ہوتے۔ جو لوگوں کا زیادہ خیر خواہ ہوتا وہ آپ کے نزدیک افضل ہوتا اور جو شخص لوگوں پر زیادہ احسان کرتا اور ان سے اچھا برتاؤ کرتا آپ کے نزدیک وہ بڑے مرتبے والا ہوتا۔

حضور علیہ السلام کی مجلس کا حال

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے ان سے (اپنے والد ماجد سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے جب آپ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی تشریف رکھتے اور اسی بات کا حکم بھی فرماتے۔ ہر بیٹھنے والے کو اس کا حق دیتے (یعنی سب سے برابر پیش آتے) کوئی بیٹھنے والا یہ نہ سمجھتا کہ اس سے کوئی زیادہ باعزت ہے۔ جب کوئی شخص آپ کے پاس بیٹھتا یا آپ سے گفتگو کرتا تو جب تک وہ خود نہ چلا جاتا آپ اس کے پاس بیٹھے رہتے اور جو آپ کے سامنے اپنی ضرورت پیش کرتا آپ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیدیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش مزاجی اور حسن اخلاق عام تھا۔ چنانچہ آپ

Marfat.com

لوگوں کیلئے باپ کی طرح تھے اور تمام لوگوں کے حقوق آپ کے نزدیک برابر تھے۔ آپ کی مبارک مجلس بردباری حیا صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی نہ تو وہاں آوازیں بلند ہوتیں اور نہ ہی (معزز لوگوں کی) عزتوں پر عیب لگایا جاتا۔ اس مجلس مبارک کی غلطیاں (اگر کسی سے صادر ہو جاتیں) پھیلائی نہیں جاتی تھیں۔ اہل مجلس آپس میں برابر ہوتے تھے۔ (ایک دوسرے پر فخر نہیں کرتے تھے) صرف تقویٰ کی وجہ سے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے تھے۔ اہل مجلس عاجزی کرتے بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر رحم کرتے حاجتمندوں کو ترجیح دیتے اور مسافر (کے حقوق) کا خیال رکھتے۔ (ص۲۲)

حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے　　　تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری

صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی زیارت سے اپنی بھوک کا علاج کر لیتے

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جب بھوک ستاتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔ چنانچہ شمائل ترمذی کی ایک حدیث میں ہے جو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ایک دن ایسے وقت میں گھر سے باہر تشریف لائے کہ جس وقت نہ تو آپ گھر سے باہر تشریف لاتے اور نہ ہی آپ سے اس وقت کوئی ملاقات کرتا تھا۔ اسی اثناء میں ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی حاضر ہوئے اور حضور علیہ السلام نے ان کے آنے کا سبب پوچھا تو حضرت صدیق نے عرض کیا: خرجت القی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانظر فی وجهه والتسلیم علیه۔ میں تو ملاقات کیلئے حاضر ہوا ہوں اور اس لئے کہ آپ کی زیارت کروں اور سلام عرض کروں جبکہ حضرت عمر نے صاف صاف عرض کر دیا۔ الجوع یارسول اللہ۔ حضور مجھے بھوک نے ستایا ہے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔ چنانچہ تینوں حضرات حضرت ابوالہیثم بن تیہان انصاری کے گھر تشریف لے گئے اور انہوں نے میزبانی کا شرف حاصل کیا۔ (ص۲۵) اس حدیث پر حاشیہ میں لکھا ہے۔

لعل عمر جاء لیتسلی بالنظر فی وجه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کما کان اهل مصر فی زمن یوسف علیه السلام

ہوسکتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور کی زیارت کر کے اپنے دل کو سکون یعنی بھوک کا علاج کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہوں جس طرح کہ مصر میں قحط کے دوران لوگ یوسف علیہ السلام کی زیارت کر کے اپنی بھوک کا علاج کرتے تھے۔ کسی نے خوب کہا:

تین مہینے رجی خلقت ویکھ یوسف کنعانی　　　جتھاں نبی محمد ڈٹھا رج گئے دوئیں جہانی

میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا

حضرت عتبہ بن عزوان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دور میں ہمارے (جو سب سے پہلے سات مسلمان ہوئے) پاس کھانے کو صرف درختوں کے پتے ہوتے تھے جو کھا کھا کر ہمارے منہ اندر سے زخمی ہو گئے اور مجھے ایک (گری پڑی) چادر ملی جسے میں نے اپنے اور حضرت سعد کے درمیان تقسیم کر دیا۔ فَمَا مِنَّا مِنْ اُولٰٓئِكَ السَّبْعَةِ اَحَدٌ اِلَّا وَهُوَ اَمِيْرُ مِصْرٍ

Marfat.com

لِأَمْصَارِ۔اب ہم ساتوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے۔(ص ۲۵-۲۶)

بوریا ممنون خواب راحتش تاج کسری زیر پائے امتش

✧ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر نے اپنا منہ حضور علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا اور اپنا ہاتھ آپ کی دونوں کلائیوں کے درمیان رکھ کر عرض کیا۔ وَانَبِيَّاهُ وَاصَفِيَّاهُ وَاخَلِيلَاهُ۔ ہائے نبی ہائے برگزیدہ ہائے پیارے۔(ص ۲۷ س ۲)

✧ مرض الموت اور وصال پاک کا واقعہ (ص ۲۷)

بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں سے جس کے دو فرط (نابالغ بچے جو مر جائیں اور والدین صبر کریں) ہوں تو اسے (والد والدہ) کو ان کے سبب اللہ تعالیٰ جنت عطا فرما دے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جس کا ایک ہی نابالغ بچہ فوت ہو گیا ہو (اس کا کیا حکم ہے) فرمایا: ہاں اے نیکی کی توفیق دی گئی (عائشہ وہ بھی اس کے سبب جنت میں جائے گا) عرض کیا: فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ فَرَطٌ مِّنْ اُمَّتِكَ۔ جس کا کوئی بھی نہ ہو اس کا کیا بنے گا؟ فرمایا: فَاَنَا فَرَطٌ لِّاُمَّتِيْ جس کا کوئی نہ ہوگا اس کیلئے میں جو ہوں۔ لَنْ يُّصَابُوْا بِمِثْلِيْ۔ اولاد کی جدائی سے والدین کو اتنی تکلیف کب پہنچتی ہے جتنی میری رحلت سے میری امت کو پہنچی یا والدین دوزخ میں جائیں تو اولاد کو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی امتی کے دوزخ میں جانے سے مجھے ہوگی لہٰذا میں اس کی بخشش کا سامان کروں گا۔(ص ۲۷)

خدائے جہاں کا ہے پیارا محمدؐ ہے دونوں جہاں کا دلارا محمد
خداوند عالم نے سب انبیاء سے کیا رتبہ اعلیٰ تمہارا محمد

بنا کر تمہیں اپنا محبوب حق نے کیا اپنا سب کچھ تمہارا محمد
تم آزردہ خاطر کس امر میں ہو نہیں یہ خدا کو گوارا محمد

بروز قیامت بوقت شفاعت ہر اک منہ تکے گا تمہارا محمد
چھٹا قید رنج و الم سے وہ فوراً لیا نام جس نے تمہارا محمد

نہ کیوں لو لگائیں رہیں اس سے بیکس کہ ہے بیکسوں کا سہارا محمد
بلا لو مجھے اپنے در پہ خدارا کہاں تک پھروں مارا مارا محمد

دم نزع بئس القرین سے بچانا میرا دین و ایمان خدارا محمد
کرے فکر محشر بلا میری فائق مددگار ہے میرا پیارا محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم)

✧ حضور علیہ السلام نے (بوقت وصال) صرف ہتھیار خچر اور کچھ زمین چھوڑی۔ جَعَلَهَا صَدَقَةً۔ جسے آپ نے صدقہ کر دیا۔(ص ۲۷ باب ماجاء فی میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

✧ حضرت عمر نے حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا: لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے۔ (جو ہمارے لیے حلال نہیں ہے) دونوں حضرات نے تصدیق کرتے ہوئے کہا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ۔ ہاں بالکل حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔(ص ۲۸)

Marfat.com

حبیب خدا کا نظارہ کروں میں

✧ حضور علیہ السلام کی داڑھی مبارک سینے کو پر کرنے والی تھی۔ایک شخص نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی اور جو حلیہ بیان کیا اس میں ایک جملہ یہ بھی تھا۔حضرت ابن عباس نے تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقْظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ اَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هٰذَا ۔اگر تو بیداری میں حضور علیہ السلام کو دیکھتا تو ان صفات سے زیادہ نہ بیان کر سکتا یعنی تو نے حضور علیہ السلام ہی کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے اس فرمان کی تائید ہوگئی کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں اپنا سکتا اور آپ کا فرمان: مَنْ رَّاٰنِي يَعْنِيْ فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ ۔جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔مزید فرمایا: فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ ۔شیطان میری مثل بن ہی نہیں سکتا یا شیطان کو میری مثل بننے کا وہم وگمان بھی نہیں ہو سکتا۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں حضور ﷺ کی مثل بنوں۔کتنی جسارت ہے ان لوگوں کی جو روزانہ اپنی تقریروں میں ببانگ دہل' علی رؤس الاشہاد حضور علیہ السلام کی مثل ہونے کا برملا اعلان کرتے پھر رہے ہیں۔ان کے منہ سے اس طرح کی باتیں سن کر شیطان کتنا خوش ہوتا ہوگا اور ان پہ رشک کرتا ہوگا کہ شاباش جو کچھ بننے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تم کتنی دلیری سے وہ کچھ بننے کی باتیں کر رہے ہو۔احمقو! جس کا نبیوں میں کوئی مثل نہیں ہے بھلا تم ان کی مثل ہونے کی بات کرتے ہو تم سے بڑا شیطان کون ہو سکتا ہے۔(ص ۲۸)

محمد حبیب خدا بن کے آئے' وہ نبیوں میں سب سے سوا بن کے آئے
چمک جس کی پڑتی ہے ہر آئینہ پر' وہ دنیا میں شمس الضحیٰ بن کے آئے
بھلا ان کی توصیف کیا کوئی لکھے' وہ سر تا پا معجزہ بن کے آئے
ہوئی ظلمت کفر کافور دم میں' جہاں میں جو نور خدا بن کے آئے
بندھایا شفاعت کا سہرا خدا نے' جو دولہا حبیب خدا بن کے آئے
کہیں ڈوب سکتی ہے کشتیِ امت' رسول خدا ناخدا بن کے آئے
ہلالی وہ دران کا دارالشفاء ہے' کہ ہر درد دل کی دوا بن کے آئے

دین کو دینداروں سے حاصل کرو

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: هٰذَا الْحَدِيْثُ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ ۔یہ احادیث مبارکہ دین ہیں۔پس تم دیکھو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔(ص ۲۸) یعنی حدیث کا علم حاصل کرنے کیلئے صرف یہ نہ دیکھا جائے کہ فلاں شیخ الحدیث ہے۔لہٰذا اس سے حدیث پڑھو۔شیخ الحدیث ہو لیکن حدیث والے کی محبت بھی دل میں رکھتا ہو اور دین دار و دیانت دار و صحیح العقیدہ ہو۔کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بے کار ہو جائے۔

صرف علم کا ہونا ہی کافی نہیں ہے کئی ایسے بھی علم والے ہوتے ہیں کہ خود ان کا علم ان کی گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید میں ہے: واضلہ اللّٰہ علی علم۔ اللہ نے اس کے علم کی وجہ سے اس کو گمراہ کر دیا۔ کیا مرزا قادیانی عالم نہیں تھا اور کیا بڑے بڑے حکیم الامت اور قاسم العلوم والخیرات کے القابات سے ملقب ہونے والے عالم نہیں تھے؟ ہاں ایک اعتبار سے نہیں تھے کیونکہ علمے کہ راہ حق نہ نماید جہالت است۔ ایسوں کے دامن کے ساتھ وابستہ ہوئے تو کچھ نہ کچھ ہوگا کہ ... ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے ..... علم سیکھو تو ایسوں سے سیکھو جو عالم بھی ہوں اور ساتھ ساتھ ان کا پیچھی بخیفہ ہو کہ

کیونکر نام لوں آقا تمہارا یارسول اللہ ۔ خدا نے جبکہ خود تم کو پکارا یارسول اللہ

خدا پوچھے گا جب اسدن تم اپنے امتی لاؤ ۔ ہماری طرف بھی کرنا اشارا یارسول اللہ

تمہارے نام کا تکیہ دونوں جہاں میں ہے ۔ تمہاری ذات اقدس کا سہارا یارسول اللہ

اندھیری گور میں روشن تمہارے نور انور کا ۔ ہمارے سامنے چمکے ستارا یارسول اللہ

نہیں پہنچا ہوں منزل تک پھرا ہوں راہ گم گشتہ میں ۔ آیا دور سے منزل کا مارا یارسول اللہ

قدرعنا رخ روشن ہمہ تن نور محبوبی ۔ خدا نے ہاتھ سے اپنے سنوارا یارسول اللہ

Marfat.com

ترمذی شریف اور فقہی مذاہب

چونکہ امام ترمذی نے اپنی کتاب میں تقریباً احکام کی ہر حدیث کے تحت مختلف فقہی مسالک بڑے اہتمام سے بیان فرمائے ہیں۔لہٰذا مناسب ہوگا کہ ائمہ احناف نے کتاب وسنت اور اجماع امت کے فقہی احکام، شرعی قوانین اور مجموعۂ قضایا وفتاویٰ کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی روشنی میں جو فقہی اصول منضبط فرمائے ہیں جنہیں وہ ضوابط کلیہ کے طور پر احکام کی تخریج میں استعمال فرماتے ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر کر دیا جائے چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''الاشباہ والنظائر اور دیگر کتب سے کچھ قواعد کو بیان کیا جا رہا ہے (یاد رہے کہ الاشباہ والنظائر نام کی چار کتابیں ہیں)

۱-زین العابدین ابراہیم بن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) کی یہ حنفی ہیں۔

۲-صدر الدین محمد بن عمر بن وکیل ابی عبداللہ (متوفی ۷۱۶ھ) کی۔

۳-تاج الدین عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی سبکی (متوفی ۷۷۱ھ) کی۔

۴-الاشباہ والنظائر فی قواعد وفروع الشافعیۃ یہ امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی ہے اور یہ تینوں شوافع کی ہیں۔تاکہ صاحبان علم و دانش اور اصحاب فکر ونظر اور قارئین کرام ائمہ احناف کی قانونی بصیرتوں، فکر ونظر کی وسعتوں اور تمدن و معاشرت اور انسانیت کے طبعی حالات وضروریات پر ان کے گہرے اور وسیع مطالعہ کا اندازہ لگا سکیں لیکن اس سے پہلے فقہ کی تعریف، بنیاد، ضرورت، تاریخ، فقہی ادوار وفقہاء کرام، فقہ اسلامی کے مآخذ، قرآن وسنت اور قیاس واجماع امت کے بارے میں ایک نہایت ہی مفید ومعلوماتی مضمون سپرد قلم کر رہے ہیں جو کہ محقق دوراں علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ نے ترتیب دیا ہے۔

ایک بنیادی اور ضروری بحث

یاد رہے کہ قاعدہ اور ضابطہ دونوں عربی زبان کے الفاظ ہیں اور اس لحاظ سے تو مترادف ہیں کہ ہر دو کے تحت فقہی احکام درج ہوتے ہیں لیکن فقہاء کرام نے ان میں ایک باریک سا فرق یہ بیان فرمایا ہے کہ قاعدہ وہ ہے جس کے تحت مختلف ابواب کی فروعات درج ہوتی ہیں جبکہ ضابطہ کے تحت صرف ایک باب کی فروعات درج ہوتی ہیں۔گویا قاعدہ عام ہوا اور ضابطہ خاص اور ان میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے۔مثلاً قاعدہ ہے کہ ''یقین شک سے زائل نہیں ہوتا'' تو اس کا اطلاق فقہ کے متعدد ابواب (طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، روزہ، حج اور نکاح وطلاق وغیرہ) پر ہوگا اور ضابطہ کی مثال یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک

Marfat.com

وہ چیز جس کا نماز کے سجدہ میں اعتبار کیا جاتا ہے اس کا سجدۂ تلاوت میں بھی اعتبار کیا جائے گا تو یہ صرف ایک ہی باب (صلوٰۃ) کے ساتھ خاص ہوگا۔

قاعدہ اور نظریہ میں فرق

اسی طرح نظریہ اور قاعدہ میں بھی فرق ہے کہ نظریہ فقہیہ بذات خود کسی حکم فقہی کو شامل نہیں ہوتا جیسے نظریہ ملک، نسخ یا بطلان وغیرہ جبکہ قاعدہ فقہیہ بذات خود حکم فقہی پر دلالت کرتا ہے۔ بعدازاں یہ حکم اپنے تحت آنے والی تمام فروعات کو شامل ہو جاتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ قاعدہ فقہیہ ارکان وشرائط پہ مشتمل نہیں ہوتا جبکہ نظریہ فقہیہ کیلئے ان کا وجود ضروری ہے۔ پھر قواعد فقہیہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) متفقہ، جن پر مذاہب اربعہ یا ایک مذہب کے تمام محققین کا اتفاق ہو بجز بعض قواعد کے تحت چند استثنائی صورتوں کے اوران میں صیغہ استفہام مذکور نہ ہو۔ (۲) مختلفہ جن میں صیغہ استفہام یا ایسا قرینہ مذکور ہو جو ائمہ اربعہ یا ایک مذہب کے محققین کے مابین ان کے مختلف فیہا ہونے کی دلیل ہو اور پھر ان کے تحت بیان ہونیوالے مسائل فرعیہ میں اختلاف ظاہر ہو پہلی قسم کے قواعد کو امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے القواعد الکلیہ میں، ابوسعید الخادمی نے مجامع الحقائق میں اور ابن الھادی نے مغنی ذوالاضحام میں بیان کیا ہے جبکہ قواعد مختلفہ کو ابن رشد نے بدایۃ المجتہد میں اور ابن الحاجب نے المختصر الفقہی میں درج فرمایا ہے۔ قواعد فقہیہ کو معلوم کرنے کے فوائد میں سے یہ ہے کہ انسان میں فقہی ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ مقاصد شریعت اور اس کے اسرار و رموز کا ادراک ہوتا ہے اور فقہی مسائل کی وہ فروعات و جزئیات جو مختلف کتب اور متعدد ابواب میں بکھری ہوتی ہیں جن کو علیحدہ علیحدہ یاد کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ان قواعد کے ذریعے آسانی کے ساتھ ذہن نشین ہو جاتی ہیں۔ قواعد فقہیہ کا ماخذ کبھی قرآن ہوتا ہے جیسے ان مع العریسرا۔ یریداللہ بکم الیسر اور اس طرح کی دیگر آیات سے مشہور قاعدہ المشقۃ تجلب التیسر (مشقت آسانی لاتی ہے) حاصل کیا گیا ہے۔ کبھی اس کا ماخذ حدیث ہوتی ہے جیسا کہ الامور بمقاصدھا کا ماخذ حضور علیہ السلام کا مشہور فرمان ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ اور کبھی ان قواعد کا ماخذ ایسے فقہی مسائل کا مجموعہ ہوتا ہے جو کسی قرینہ کی بنا پر جمع ہوں۔

فقہی مسئلہ کا علم نحو سے جواب

ایک دفعہ نحو کے مشہور امام، امام کسائی نے امام محمد بن حسن شیبانی سے کہا مجھ سے کسی فقہ کے مسئلہ کا سوال کیا جائے تو میں اس کا جواب نحو کے قواعد سے دے سکتا ہوں۔ چنانچہ امام محمد نے کہا ایک شخص نماز میں سجدہ سہو کے اندر بھول گیا تو کیا وہ دوبارہ سجدہ سہو کرے گا تو انہوں نے کہا نہیں اور دلیل نحو کے قانون سے دی۔ لِاَنَّ الْمُصَغَّرَ لَا یُصَغَّرُ۔ کیونکہ مصغر کو دوبارہ مصغر نہیں بنایا جاسکتا۔ اس تمہید کے بعد قاعدہ کی تعریف ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی لغوی تعریف یہ ہے کہ قاعدہ اساس و بنیاد کو کہتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے: قواعد البیت۔ گھر کی بنیادیں قرآن پاک میں ہے: واذیرفع ابراھیم القواعد من البیت۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے: الامر الکلی الذی ینطبق علیہ جزئیات یفھم احکامھا منھا۔ الاشباہ و النظائر للسبکی۔

Marfat.com

قاعدہ وہ امر کلی ہے جس پر جزئیات منطبق ہوتی ہوں اور ان جزئیات کے احکام اس سے سمجھے جاتے ہیں۔ مختصر قواعد العلائی میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے۔ حکم کلی ینطبق علی جمیع جزئیاته لتتعرف احکامها منه۔ ایسا حکم کلی جو اپنی تمام جزئیات پہ منطبق ہوتا ہو تاکہ ان کے احکام اس سے پہچانے جائیں۔ یہ تو مطلقاً قاعدہ کی تعریف ہے جبکہ قاعدہ فقہیہ کی تعریف یہ ہے:

حکم اغلبی یتعرف منه حکم الجزئیات الفقهیة مباشرة۔ (القواعد ابوعبداللہ محمد بن احمد المقری ۱۰۷)

قاعدہ فقہیہ وہ اغلبی حکم ہے جس سے جزئیات فقہیہ کے احکام بلاواسطہ پہچانے جاتے ہیں۔ (اب ہم ایک سو پچیس قواعد فقہیہ کو بیان کرتے ہیں)

فقہ حنفی کے ایک سو پچیس اساسی قواعد

ثواب کا دارومدار نیت پر ہے

بخاری شریف کی مشہور حدیث انما الاعمال بالنیات سے فقہاء کرام نے یہ قاعدہ اخذ فرمایا ہے: لَا ثَوَابَ اِلَّا بِالنِّیَّةِ۔ عبادت کو عادت سے نیت کے ذریعے ہی ممتاز کیا جاتا ہے۔ لہٰذا عبادات کے صحیح ہونے کیلئے اور ان کا ثواب حاصل کرنے کیلئے نیت کو بنیادی شرط قرار دیا گیا۔ مثلاً نماز کے صحیح ہونے اور اس کا ثواب پانے کیلئے ضروری ہے کہ جہاں اس کے فرض، واجب، سنت یا نفل ہونے کی نیت کی جائے وہاں باجماعت پڑھ رہے ہیں تو امامت و اقتدار کی نیت بھی ضروری ہے اور یاد رہے کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے جیسا کہ مرقات میں ہے توجه القلب نحو الفعل ابتغاء لوجه الله۔ (ج ا ص ۴۰) س قاموس میں ہے: نوی الشیء۔ اس نے کسی شی کا ارادہ کیا۔ بیضاوی میں نیت کی تعریف یہ کی گئی ہے: الارادة المتوجهة نحو الفعل ابتغاء لوجه الله تعالیٰ وامتثالا لحکمه۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو پانے کیلئے اور اس کے حکم پہ عمل کرنے کیلئے کسی کام کی طرف متوجہ ہونے کا ارادہ کرنا نیت کہلاتا ہے۔ تلویح کی عبارت کا بھی تقریباً یہی مفہوم ہے۔ قصد الطاعة والتقرب الی الله تعالیٰ فی ایجاد الفعل۔ قاموس کی تعریف لغوی ہے اور مرقات، بیضاوی اور تلویح کی تعریف شرعی ہے۔

یہ قانون بہت سے فقہی مسائل کی بنیاد ہے مثلاً جو شخص زکوٰۃ دینے سے انکار کر دے اور اس سے جبراً زکوٰۃ وصول کی جائے (جو کہ نہیں کرنی چاہئے) تاہم چونکہ اس کی رضا کے بغیر وصول کی گئی ہے لہٰذا زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (محیط) کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت نیت کا ہونا شرط ہے (حاشیہ کنز) یہی حال تمام عبارات کا ہے بلکہ عبادات کی طرح قربانی کا جانور خریدتے وقت اس کی نیت کرنا جہاد کے وقت اعلائے کلمۃ الحق کا ارادہ کرنا اور وصیت و وقف وغیرہ میں قربت کا ارادہ کرنا ثواب کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ نکاح کرنا اگرچہ سنت موکدہ ہے مگر غلبہ شہوت کی صورت میں واجب ہے۔ الاشباہ والنظائر میں اس بارے میں احناف کا موقف یوں بیان کیا گیا ہے: انه اقرب الی العبادات حتی ان الاشتغال به افضل من التخلی لمحض العبادة (ص ۲۳) اور اس میں نیت یہی ہوگی کہ پاکدامن رہنے کیلئے عورت کی عصمت کی حفاظت اور اولاد کے حصول کا ارادہ (ایضاً)

Marfat.com

امور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔من یرد ثواب الدنیا نؤتہٖ منھا ومن یرد ثواب الاٰخرۃ نؤتہٖ منھا (ال عمران ۱۴۵) جو دنیا کا مفاد چاہتا ہے تو ہم اس کو اس سے دے دیتے ہیں اور جو آخرت کا فائدہ چاہے تو اسے اس سے نواز دیتے ہیں۔اس آیت' سورۃ شوریٰ کی آیت ۲۰ اور حدیث انما الاعمال بالنیات سے فقہاء احناف نے یہ قانون اخذ فرمایا ہے۔الامور بمقاصدھا ۔کہ اعمال کے احکام ان کے مقاصد یعنی نیتوں کے مطابق ہوتے ہیں۔مثلاً راستے میں گری پڑی چیز کسی نے اس نیت سے اٹھائی کہ اس کے مالک تک پہنچادے گا تو اس کا یہ عمل جائز بلکہ باعث اجر وثواب ہے اور اگر ذاتی استعمال کی نیت سے اٹھائی تو اٹھانے والا غاصب وگناہ گار ہوگا اور اس کا یہ عمل باعث عتاب ہوگا۔الاشباہ والنظائر میں ہے:الکافر اذا تترس بالمسلم فان رماہ مسلم فان قصد قتل المسلم حرم وان قصد قتل الکافر لا ۔میدان حرب میں مسلمانوں کے مدمقابل کافروں نے مسلمانوں کو (جو کہ کافروں کے ملک کے باسی یا قیدی ہیں) بطور ڈھال کھڑا کردیا اور مسلمان فوج نے کفار کو قتل کرنے کے ارادے سے حملہ کیا تو ان کا یہ اقدام درست ہے اگرچہ بلاقصد مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچ جائے۔

شک سے یقین زائل نہیں ہوتا

نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ پیٹ سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں تو مسجد سے نہ نکلے (اس ارادے سے کہ شاید میرا وضو ٹوٹ گیا ہے) حتی یسمع صوتا او یجد ریحا ۔ یہاں تک کہ آواز سن لے یا بو محسوس کرے۔(ترمذی' الاشباہ والنظائر) اس حدیث سے فقہاء کرام نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے۔اَلْیَقِیْنُ لَا یَزُوْلُ بِالشَّكِّ ۔شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔مثلاً کسی نے یقین کے ساتھ نماز مکمل کرلی۔پھر رکعت چھوٹ جانے کا شک پڑ گیا تو نماز نہ لوٹائی جائے گی۔اسی طرح کپڑا نجس ہوگیا اور یہ معلوم نہیں کہ نجاست کہاں لگی ہے تو پورا کپڑا دھویا جائے گا یہاں محل نجاست جاننے کیلئے تحری کی ضرورت نہیں۔مکمل کپڑا دھونے میں چونکہ طہارت یقینی ہے۔جس کو محل نجاست کا مشکوک ہونا زائل نہیں کرسکے گا۔

ضرورتیں ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں

قرآن مجید میں مردار' خون' خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے۔(البقرہ ۱۷۳) لیکن اگر کوئی بندہ حلال چیز نہ ہونے کی وجہ سے شدید بھوک اور پیاس سے مر رہا ہے تو اس کیلئے جان بچانے کی خاطر ان چیزوں کا استعمال بقدر ضرورت اور بادل نخواستہ حلال قرار دیا گیا ہے اور اس پہ کوئی گناہ نہیں ہوگا۔اس سے یہ قاعدہ حاصل ہوا کہ اَلضُّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ۔حاجات ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں۔مثلاً کسی کے گلے میں لقمہ اٹک گیا اور شراب کے سوا کوئی چیز پانی وغیرہ موجود نہیں ہے تو ایسی حالت میں جان بچانے کیلئے بقدر ضرورت شراب کا استعمال جائز ہوجائے گا۔اسی طرح کشتی میں ساز وسامان زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے غرق ہونے کا خطرہ ہے تو اس سے کچھ سامان تلف کردینا مباح ہے اور تلف کرنے والے پہ ضمان نہ ہوگا۔

Marfat.com

لیکن اگر کسی نے دوسرے کوقتل کرنے پہ مجبور کر دیا اور انکار کی صورت میں وہ جانتا ہے کہ یہ مجھے قتل کر دے گا تو اس (مکرہ) کو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ لان مفسدة قتل نفسه اخف من مفسدة قتل غيره (الاشباہ) کیونکہ اس کا خود قتل ہونا دوسرے کوقتل کرنے سے ہلکا ہے۔

جو چیز ضرورۃً مباح کی گئی ہو وہ بقدر ضرورت ہی مباح ہوگی

یعنی وہ چیز جس کا استعمال ضرورت کی بنا پر مباح کیا گیا ہو یعنی حقیقتاً وہ شئی ممنوع ہے مگر اضطراری حالت میں اس کا استعمال مباح ہوا ہے تو اس کی صرف اتنی مقدار ہی مباح ہوگی جتنی ضرورت ہے اور جس سے دفع ضرر ہو جائے۔ ضرورت کے دائرہ سے باہر اسے مباح نہیں سمجھا جائیگا۔ مثلاً حکیم وڈاکٹر کا مریض کے مقام ستر کو بقدر حاجت دیکھنا مباح ہے چاہے مریض مرد ہو یا عورت اس سے زائد استمتاع کیلئے ان اعضاء کا دیکھنا یا چھونا حرام ہے۔ اسی طرح شہید کا خون اس کے حق میں پاک ہے مگر دوسروں کے حق میں عدم ضرورت کی بنا پر یہی خون نجس ہوگا یا دوران جنگ فوج کیلئے خالص ریشمی لباس پہننا مباح ہے جبکہ مسلسل ہتھیار اٹھائے رکھنے سے جسم کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اس قاعدہ کو فقہاء کرام نے اس طرح بیان فرمایا ہے: مَا اُبِیحَ لِلضُّرُوْرَةِ یُقَدَّرُ بِقَدْرِھَا۔

عادت کو حکم بنایا گیا ہے

یعنی فیصلہ عادت کے مطابق کیا جائے گا اور عادت سے مراد ایسا عمل ہے جو بار بار وقوع پذیر ہونے کے سبب لوگوں میں پختہ ہو جائے اور سلیم الفطرت لوگوں کے نزدیک مقبول ہو (الاشباہ والنظائر) بشرطیکہ عرف وعادت نص صریح کے خلاف نہ ہو اور عادت عام اور غالب ہو نہ یہ کہ کچھ افراد یا کسی ایک شخص کا ذاتی فعل ہو۔ وہ عرف عام ہو کیونکہ عام حکم عرف خاص سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس قاعدہ کی اصل مسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے۔ ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن ۔ وہ عمل جو عام لوگوں کے نزدیک اچھا ہو وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہوتا ہے۔ مثلاً دوران نماز کوئی ایسا عمل کرنا کہ دیکھنے والے کو گمان ہو کہ یہ حالت نماز میں نہیں تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور اس فساد کی علت عرف ہے۔ اسی طرح اگر اپنی جائیداد کا کچھ حصہ وقف کیا مگر وقف کے مخصوص الفاظ ''وقفت لفلان'' نہ بولے بلکہ اپنے عرف میں مروجہ الفاظ بولے تو وقف صحیح ہوگا یا قسم اٹھاتے وقت یا نذر مانتے وقت مخصوص الفاظ کی بجائے عرفی الفاظ بولے تو نذر و قسم کو صحیح مانا جائے گا۔ اس قاعدے کو فقہاء نے اَلْعَادَةُ مُحَکَّمَةٌ کا نام دیا ہے۔

جب مقتضی اور مانع کے درمیان تعارض آ جائے تو مانع کو ترجیح ہوگی

یعنی ایک مسئلہ میں دو دلیلیں ہیں اور آپس میں اس طرح متعارض ہیں کہ ایک حکم کی نفی کر رہی ہے اور دوسری اسی حکم کے اثبات کا تقاضا کر رہی ہے تو دلیل مثبت پہ دلیل مانع کو ترجیح ہوگی۔ اس قاعدہ کو کہتے ہیں اِذَا تَعَارَضَ الْمَانِعُ وَالْمُقْتَضِیُ فَاِنَّهُ یُقَدَّمُ الْمَانِعُ۔ مثلاً اذان جمعہ کے بعد بیع مکروہ تحریمی ہے۔ اگرچہ بیع کی تمام شرائط کا پایا جانا اس کے جائز ہونے کا تقاضا

Marfat.com

کرتا ہے لیکن بحکم الٰہی وذروا البیــــع اس جواز کا مانع ہے۔لہٰذا مانع کو ترجیح دیتے ہوئے احناف نے مکروہ تحریمی اور امام احمد و مالک نے فرمایا کہ سرے سے بیع ہوئی ہی نہیں۔(کنزالدقائق)

اسی طرح اگر کسی کو دو زخم لگ جائیں ایک عمداً اور دوسرا خطاً تو اس صورت میں قصاص نہیں ہوگا (جبکہ نہ معلوم ہو کہ کونسا عمداً لگا ہے اور کونسا خطاً) کیونکہ عمداً لگایا ہوا زخم قصاص کا مقتضی ہے اور خطاً لگا ہوا زخم قصاص سے مانع ہے لہٰذا مانع کو ترجیح ہوگی۔اسی طرح ایک شخص نے دوسرے کے پاس کوئی چیز گروی رکھی تو جب تک وہ چیز مرتہن کے پاس ہے راہن کے لئے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے حالانکہ راہن کی ملکیت تصرف کے جواز کا تقاضا کرتی ہے جبکہ مرتہن کی حق تلفی اس سے مانع ہے تو مانع کو مقتضی پہ ترجیح ہوگی

ہر ولایت میں اس شخص کا حق دوسروں سے مقدم ہوگا جو اس کے حقوق ومصالح کے قیام پر زیادہ قادر ہو

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی ملک یا علاقے یا خاص محکمے کی ولایت ایسے شخص کے سپرد کی جائے گی جو اس کے مسائل کو حل کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہو۔لہٰذا حکمرانی کا حق اس کو ہوگا جو ملکی مسائل کے حل کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہوگا۔مسائل کی پیچیدگیوں سے خوب واقف ہوگا اور ساتھ ساتھ احکام ومقاصد شریعت سے بھی زیادہ آگاہ ہو۔دشمن کے مکروفریب اور ان کی چالوں سے خوب واقف ہو کیونکہ یہ ایک بڑا اہم عہدہ ہے اور اس کو باحسن وجوہ نہ نبھانے والے کے لئے حدیث شریف میں بڑی سخت وعیدیں ہیں جہاں حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ قیامت کے دن تمام لوگوں سے بلند مقام عادل حکمران کا ہوگا۔

(مسند امام اعظم ص ۳۶۴)

وہاں یہ بھی فرمایا: امارت امانت ہے اور قیامت کے دن یہ ذلت وشرمساری ہوگی مگر جس نے اس کا حق ادا کیا اور اپنے اوپر عائد ذمہ داری کو ادا کیا۔(ایضاً ص ۳۶۳)

اس قاعدہ کو فقہاء کرام نے عربی میں یہ نام دیا ہے: یُقَدَّمُ فِیْ کُلِّ وِلَایَةٍ مَّنْ هُوَ اَقْدَرُ عَلَى الْقِیَامِ بِحُقُوْقِهَا وَمَصَالِحِهَا۔

جس چیز کا جواز عذر کی وجہ سے ہے عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہو جائے گا

جیسا کہ کوئی شخص معذور ہو تو اس کے لئے بعض کاموں کی اجازت ہوتی ہے جو کہ غیر معذور کیلئے نہیں ہوتی مثلاً بیماری کی وجہ سے کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں کر سکتا تو اس کیلئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔اسی طرح سجدہ ورکوع کرنے پر قادر نہیں ہے تو اشارے سے سجدہ ورکوع کر سکتا ہے لیکن جونہی بیماری وتکلیف ختم ہوئی اور قیام ورکوع وسجود پہ قادر ہو گیا تو اب بیٹھ کر نماز پڑھنے کی یا رکوع وسجدہ کیلئے اشارہ کرنے کی اجازت بھی ختم ہو گئی۔ایسے ہی مسح علی الخفین (مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کیلئے تین دن اور تین رات) کی مدت ختم ہو گئی لیکن سردی اتنی شدید ہے کہ اندیشہ ہے موزے اتارنے سے پاؤں شل ہو جائیں گے تو اس صورت میں موزے اتار کر پاؤں دھونا ضروری نہیں ہے بلکہ مسح کرتا رہے تا آنکہ وہ خطرہ ختم ہو جائے کیونکہ

Marfat.com

قاعدہ ہے مَا جَازَ لِعُذْرٍ بَطَلَ بِزَوَالِہٖ ۔وہ شئی جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہوا ہو عذر ختم ہوتے ہی اس کا حکم ختم ہو جائے گا۔

جو جز کل سے جدا نہ ہو سکتا ہو وہ کل کے ذکر کی طرح ہے

یعنی جس کو تقسیم نہ کیا جا سکتا ہو اس کے بعض کا ذکر کل کے ذکر کی طرح ہے۔جیسا کہ طلاق چونکہ آدھی یا ثلث یا ربع میں تقسیم نہیں ہو سکتی تو کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو کہے تجھے میں نے آدھی طلاق دی یا تجھے تیسرا حصہ طلاق دی تو آدھی اور تیسرا حصہ طلاق نہیں ہوگی بلکہ پوری طلاق ہی ہوگی یا یوں کہا تیرے نصف حصے کو یا تیرے تیسرے حصہ کو طلاق تو چونکہ عورت کا وجود نا قابل تقسیم ہے۔لہٰذا اس کے نصف یا ثلث حصہ کی بجائے مکمل جسم کو طلاق ہو جائے گی۔اسی طرح اگر کسی نے نصف جانور کی قربانی کی نیت کی یا یوں کہا کہ میں تجھے اس جانور کا تیسرا حصہ ہبہ کرتا ہوں تو اس کا اطلاق پورے جانور پہ ہوگا۔کیونکہ آدھے جانور کی قربانی شرعاً جائز نہیں اور آدھا جانور کاٹ کر کسی کو ہبہ نہیں کیا جا سکتا۔لہٰذا جز بول کر کل مراد ہوگا۔الغرض ہر وہ شئی جو تقسیم و اجزاء کو قبول نہ کرتی ہو اور اس کا جز بولا گیا تو کل ہی مراد ہوگا۔اس قاعدے کو ذِکْرُ بَعْضِ مَالَا یَتَجَزَّءُ کَذِکْرِ کُلِّہٖ کہا گیا ہے۔

جب کسی کام میں مباشر اور مسبب جمع ہو جائیں تو حکم کی نسبت مباشر کی طرف ہوگی

مطلب یہ کہ کام کرنے والا (مباشر) اور کام کا سبب بننے والا (مسبب) جب کسی عمل میں جمع ہو جائیں تو حکم کا تعلق مرتکب (کام کرنیوالے) کے ساتھ ہوگا۔(یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ بعض صورتیں ایسی ہیں جہاں حکم کا استعمال مباشر کی بجائے مسبب کی طرف ہوتا ہے مثلاً کسی نے بچے کے ہاتھ میں تیز دھار آلہ پکڑا دیا جس سے بچے نے اپنے آپ کو زخمی کر لیا تو مباشر یعنی آلہ پکڑانے والا مسبب ہی ضامن ہوگا نہ کہ مباشر یعنی بچہ۔اسی طرح کسی حاسد نے ظالم حاکم کے پاس کسی کے مال کی چغلی کھائی جس کی وجہ سے حاکم نے مال کا کچھ حصہ ضبط کر لیا تو اس مال کا ضامن چغل خور ہوگا جو کہ مسبب ہے۔(یہ لفظ مسبب اور متسبب دونوں طرح پڑھا گیا ہے) بہر حال ان استثنائی صورتوں کے علاوہ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے غیر کے مال پہ دوسرے کی رہنمائی کی اور اس نے وہاں پہنچ کر اس کا مال چوری کر لیا تو چوری کی سزا اور تاوان سارق پہ ہوگا جو کہ مباشر ہے۔رہنمائی کرنے والا ضامن نہ ہوگا۔اسی طرح کسی نے کنواں کھودا اور پھر اس میں کسی کی کوئی چیز پھینک دی یا کسی کو اس میں گرا دیا اور وہ مر گیا تو قصاص و ضمان مباشر یعنی پھینکنے والے پہ ہوگا نہ کہ وہ جس سے اس نے کنواں کھدوایا ہے۔اس قانون کو عربی میں اس عبارت سے تعبیر کیا گیا ہے۔اِذَا اجْتَمَعَ الْمُبَاشِرُ وَالْمُتَسَبِّبُ اُضِیْفَ الْحُکْمُ اِلَی الْمُبَاشِرِ۔

حکم مصلحت راجحہ کے تابع ہوتا ہے

جیسا کہ قرآن مجید میں شراب اور جوا کے بارے میں فرمایا گیا: **فیھما اثم کبیر ومنافع للناس** ۔ان میں بہت بڑا گناہ (نقصان) ہے اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں۔مثلاً سردی سے محفوظ رہنا' ذہنی آرام و سکون' خون میں اضافہ کا سبب وغیرہ مگر نقصان (عقل ضائع ہو جانا' ماں بہن کی تمیز ختم ہو جانا وغیرہ) چونکہ زیادہ ہے لہٰذا اس میں مصلحت راجحہ یہی ہے کہ اس

Marfat.com

کی حرمت کا حکم دیا جائے۔ اسی طرح زکوٰۃ و جہاد وغیرہ میں بظاہر نقصان کے پہلو بھی ہیں۔ مثلاً مال کوئی کماتا ہے اور زکوٰۃ و جہاد وغیرہ میں لطف اندوز کوئی ہوتا ہے لیکن نفع کا پہلو غالب ہے کہ اللہ کے حکم پہ عمل ہوتا ہے۔ غربت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ لوگ (غرباء ومساکین) طرح طرح کے جرائم سے بچ جاتے ہیں کہ ان کو ان کا حق مل جاتا ہے اور معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ اس طرح جہاد میں اگر جان چل بھی جائے تو اعلائے کلمۃ الحق۔ ظلم کا خاتمہ اور دیگر بہت ساری خرابیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا فقہاء نے قانون بنایا: اَلْحُکْمُ یَتْبَعُ الْمَصْلِحَۃَ الرَّاجِحَۃَ۔ اور یہ قانون دیگر احکام شرعیہ مثلاً قصاص، حدود، دیت، عبادات کی تمام اقسام، فواحش ومظالم اور اوامر ونواہی میں بھی جاری ہوتا ہے۔

جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے

نوحہ حرام ہے لہٰذا اگر کسی نے اس فعل حرام کیلئے کسی کو اجرت پہ لیا تو اس فعل حرام پہ جس طرح اجرت دینا حرام ہے۔ اس طرح نوحہ کرنیوالی کا اجرت لینا بھی حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے نوحہ کرنیوالی اور سننے والی پہ لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

اسی طرح سود لینا حرام ہے تو دینا بھی حرام ہے کیونکہ **احل اللہ البیع و حرم الربوٰا**۔ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام فرمایا ہے۔ ربوٰا کا لغوی معنی تو مطلقاً زیادتی ہے جبکہ اس کی شرعی تعریف یہ ہے کہ **ھو فضل مال بلا عوض فی معاوضۃ مال بمال** (کنزالدقائق، ۲۴۸) مال کی وہ زیادتی جو مال کے بدلے مال کے معاوضہ میں بلاعوض ہو۔ احناف کے ہاں ربوٰ کے ثبوت کے لئے قدر وجنس کا ایک ہونا ضروری ہے۔ حضور علیہ السلام نے سود لینے والے، دینے والے، اس کی دستاویز لکھنے والے اور اس کا گواہ بننے والے پہ لعنت فرمائی اور ان سب کو گناہ میں برابر شمار فرمایا (مسلم شریف) فرمایا: سود کا گناہ ستر گناہوں کے برابر ہے اور ان ستر میں سے سب سے کم درجے کا گناہ یہ ہے۔ **ان ینکح الرجل امہ** (ابن ماجہ، بیہقی) کوئی شخص اپنی ماں سے بدکاری کرے۔ بہرحال فقہاء کرام نے اس سے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے۔ مَاحَرُمَ اَخْذُہٗ حَرُمَ اِعْطَاءُہٗ۔ جس شئ کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔

جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوگا

مطلب یہ ہے کہ ایک دلیل حرمت کا تقاضا کرتی ہے اور دوسری حلت کا تو حرمت کی دلیل کو اباحت کی دلیل پر ترجیح ہوگی۔ مثلاً حدیث میں حائضہ عورت کی ناف سے اوپر استمتاع کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ دوسری حدیث میں سوائے وطی کے جمیع اعضاء سے استمتاع کو حلال فرمایا گیا (**اصنعوا کل شئ الا النکاح**) تو فقہاء کرام نے حرمت والی دلیل کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا کہ ایام حیض میں ناف سے گھٹنوں تک استمتاع حرام ہے۔ اسی طرح اگر شکاری کتے کے ساتھ دوسرا کتا مل گیا اور ان دونوں نے شکار کیا تو شکاری (سکھائے ہوئے) کتے کا شکار حلت کا مقتضی ہے جبکہ دوسرے کتے کا شکار حرمت کا تقاضا کرتا ہے تو اسی قاعدہ کے مطابق حرمت کی دلیل کو ترجیح دیتے ہوئے شکار کو حرام قرار دیا جائے گا۔ شکار پہ وار کیا تو وہ پانی میں گرا یا پہاڑی پہ تھا تو

Marfat.com

وہاں سے لڑھکتا ہوا زمین پہ آ گیا تو چونکہ احتمال ہے کہ شکاری کے وار سے نہ مرا ہو بلکہ پانی میں گرنے یا چٹان سے لڑھکنے سے مرا ہو۔ لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس کو استعمال نہ کیا جائے۔ ایک ہی بیع میں مردار بکری اور مذبوحہ بکری جمع ہو گئیں تو مردار کی بیع چونکہ باطل ہے۔ لہٰذا دلیل بطلان کو دلیل جواز پر ترجیح دیتے ہوئے بیع کو باطل قرار دیا جائے گا۔ یہی مطلب ہے اس قاعدے کا کہ اِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ۔ جب حلال وحرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غلبہ ہوگا۔

گواہ پیش کرنا مدعی پر ہے اور قسم مدعی علیہ پر

ترمذی شریف ج ا ص ۲۴۹ کی طویل حدیث جو کہ حضرت عکرمہ نے اپنے باپ وائل سے روایت کی ہے۔ اس قانون کی اصل و بنیاد ہے۔ فقہی مسئلہ میں اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید نے خالد کے خلاف عدالت میں چوری کا دعویٰ کیا تو اب زید پر لازم ہے کہ گواہ بھی پیش کرے تا کہ خالد جو کہ مدعی علیہ ہے اس کو سزا دی جا سکے اور اگر زید گواہ نہ پیش کر سکا تو پھر خالد سے قسم لی جائے گی اور دعویٰ خارج کر دیا جائے گا اور اگر خالد قسم اٹھانے سے انکار کرے تو مال سرقہ کی ضمانت اس پہ لازم ہوگی مگر قسم سے انکار کی وجہ سے اس پہ حد سرقہ (قطع ید) نہیں لگائی جائے گی۔ کنز الدقائق میں ہے: ویستحلف السارق فان نکل ضمن۔ قاضی، چور سے قسم لے گا۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو مال کا ضامن ہوگا۔ یہ اس قاعدہ کی بنا پر ہے کہ اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ (اَوْعلی من ادعی) وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ۔

زمانہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی کا انکار نہ کیا جائے گا

ایسے احکام جن کا دارومدار عرف اور عادت پر ہے۔ وہ زمانے کے تغیر و تبدل کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں چونکہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ لوگوں کی حاجات و ضروریات میں تبدیلی بھی لازمی امر ہے۔ چنانچہ یہی تبدیلی عرف میں تغیر کا سبب بن جاتی ہے لیکن جن احکام کا مدار عرف کی بجائے ادلہ شرعیہ پر ہوتا ہے ان میں تبدیلی نہیں ہو سکتی جیسے قصاص و حدود وغیرہ۔ اس قانون کی مثال یہ ہو سکتی ہے کہ اذان چونکہ اعلان ہے اس لیے حضور علیہ السلام کے دور اقدس اور بعد کے ادوار میں بلند مقام پر دی جاتی تھی تا کہ دور دور تک آواز پہنچ جائے۔ ہدایہ میں ہے ان الا ذان علی موضع عال مستحب۔ اونچی جگہ اذان دینا مستحب ہے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ بنی بخار کی ایک عورت کے گھر اذان دیا کرتے تھے کیونکہ اس کا گھر مسجد کے ارد گرد تمام گھروں سے زیادہ اونچا تھا۔ (عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۱۵) آج ہمارے دور میں لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے اس حکم میں تغیر آ گیا۔ لہٰذا بند کمرے میں بھی اذان دی جائے تو یہ مقصد حل ہو جاتا ہے۔ اس لیے مینار پہ یا بلند جگہ اذان کہنا ضروری نہ رہا۔ فقہ کے اس قاعدے کی رو سے کہ لَایُنْکَرُ تَغَیُّرُ الْاَحْکَامِ بِتَغَیُّرِ الْاَزْمَانِ

حقوق باہم متعارض ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟

پورے قاعدے کی عبارت اس طرح ہے: اِذَا تَعَارَضَتِ الْحُقُوْقُ قُدِّمَ مِنْهَا الْمُضَیَّقُ عَلَی الْمُوَسَّعِ وَالْفَوْرِیُّ عَلَی الْمُتَرَاخِیْ وَ فَرْضُ الْعَیْنِ عَلَی الْکِفَایَۃِ۔ حقوق آپس میں متعارض ہو جائیں تو جس کا وقت تنگ ہو اس کو اس پہ ترجیح

Marfat.com

ہوگی جس کا وقت وسیع ہے اور جس کی ادائیگی فوراً ضروری ہے اس کو اس سے مقدم کیا جائے گا جس کی ادائیگی تاخیر کے ساتھ بھی ہوسکتی ہے اور فرض کفایہ کو فرض عین پہ مقدم کیا جائے گا۔

جیسا کہ تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ اس دوران اگر اذان شروع ہو جائے تو تلاوت موقوف کر دے اور اذان کا جواب دے کیونکہ تلاوت تو اذان کے بعد بھی ہوسکتی ہے (بہار شریعت' ج ۳' ص ۳۰ بحوالہ درمختار و عالمگیری) اس طرح عام حالات میں بوڑھے والدین کی خدمت کرنا فرض عین ہے اور جہاد میں شرکت فرض کفایہ ہے مگر نفیر عام کے وقت چونکہ جہاد فرض عین ہو جاتا ہے تو اس وقت خدمت والدین پہ جہاد کو ترجیح ہوگی۔

عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃً قبول ہے قضاءً نہیں

مثلاً کسی نے کہا میں جس عورت سے بھی نکاح کروں اس کو طلاق لہٰذا بعد میں اگر یہ کہے کہ میں نے فلاں شہر کی عورتوں کی نیت کی تھی تو اس کی نیت قضاء قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ کل امراۃ تزوجها فهي طالق میں لفظ کل امراۃ نکرہ کی طرف مضاف ہو رہا ہے جو کہ استغراق کا متقاضی ہے۔ اس قاعدہ کو فقہاء کرام نے تَخْصِيْصُ الْعَامِ بِالنِّيَّةِ مَقْبُوْلَةٌ دِيَانَةً لَا قَضَاءً کا نام دیا ہے۔

قسم کا دارومدار الفاظ پر ہے نہ کہ اغراض پر

مثلاً کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ دس روپے میں فلاں چیز نہیں بیچے گا۔ پھر اس نے وہی چیز نو یا گیارہ روپے میں بیچ دی تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ دس کا عدد مخصوص ہے لہٰذا اسی کا اعتبار ہوگا یا قسم اٹھائی کہ فلاں کیلئے فلوس کے عوض کوئی چیز نہ خریدے گا۔ پھر دراہم کے عوض خرید لی تو قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ فلوس کے عوض نہیں خریدی۔ لہٰذا الفاظ تبدیل ہو جانے کی وجہ سے حانث نہ ہوگا۔ (اَلْاَيْمَانُ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْاَلْفَاظِ لَاعَلَى الْاَغْرَاضِ)

جو چیز جس حالت پہ ہو اس پہ باقی رہتی ہے

مثلاً عورت نے اپنے خاوند کے خلاف نفقہ اور لباس وغیرہ نہ دینے کا دعویٰ کیا اور خاوند تسلیم نہیں کرتا تو بات عورت کی معتبر ہوگی کیونکہ اس میں اصل خاوند کے ذمے باقی رہنا ہے۔ اسی طرح گرا ہوا بچہ جو دارالاسلام میں ملا ہے وہ آزاد متصور ہوگا کیونکہ اس میں اصل آزادی ہے۔ (اَلْاَصْلُ بَقَاءُ مَاكَانَ عَلٰى مَاكَانَ)

اصل میں بری الذمہ ہونا ہے

مطلب یہ کہ ہر انسان اصل میں اس ذمہ سے بری ہوتا ہے جس کو اس نے قبول نہ کیا ہو۔ مثلاً کسی نے اپنے مرنے سے پہلے اپنی وراثت کے تیسرے حصے میں سے اپنی نمازوں' روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت نہ کی تو ورثاء کے ذمے اس کی ادائیگی لازم نہیں ہاں اگر اپنے طور پہ (تبرعاً) ادا کر دیں تو ہو جائے گا۔ اس قانون کا نام ہے: اَلْاَصْلُ بَرَاءَةُ الذِّمَّةِ۔ بنیادی طور پہ انسان بری الذمہ ہے۔

Marfat.com

ولایت خاصہ ولایت عامہ کے مقابلہ میں زیادہ قابل ترجیح ہوتی ہے

مثلاً باپ دادا یا دوسرے قریبی رشتہ داروں کو اپنا حق استعمال کرنے کا بہ نسبت قاضی یا امام وقت وغیرہ کے زیادہ حق ہے کیونکہ باپ دادا کو ولایت خاصہ حاصل ہے اور قاضی امام کو عامہ۔ لہٰذا یتیم بچے یا بچی کا ولی خاص موجود ہو تو ان کے نکاح کا حق قاضی وغیرہ کو حاصل نہ ہوگا (اَلْوِلَایَةُ الْخَاصَّةُ اَقْوٰی مِنَ الْوِلَایَةِ الْعَامَّةِ) یادر ہے باپ دادا وغیرہ کو مال اور نکاح دونوں کی ولایت حاصل ہوتی ہے۔ عصبات ماں اور ذوالارحام کو صرف ولایت نکاح حاصل ہوتی ہے اور اجنبی وصی وغیرہ کو صرف مال کی ولایت حاصل ہوتی ہے۔

قبل از وقت کسی شی کے حصول کی کوشش کی تو

قاعدہ یہ ہے: مَنِ اسْتَعْجَلَ الشَّیْءَ قَبْلَ اَوَانِهٖ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِهٖ۔ یعنی جو شخص قبل از وقت کسی شی کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ اس شی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے اپنے مورث کو اس لیے قتل کر دیا تا کہ اس کی جائیداد کا مالک ہو جائے تو اس کو نہ صرف جائیداد سے محروم کر دیا جائے گا بلکہ قصاص کے طور پہ قتل بھی کر دیا جائے گا اور اس کی اولاد بھی مقتول کی جائیداد کی وارث نہ بن سکے گی۔ مگر اس قانون سے بعض مسائل مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً قرض خواہ نے مقروض کو قتل کر دیا تو اگرچہ قصاصاً اس کو قتل تو کر دیا جائے گا مگر قرضہ سے محروم نہ کیا جائے گا۔ اسی طرح کسی عورت نے حیض جاری کرنے کیلئے دوائی استعمال کی تو وہ حائضہ شمار ہو جائے گی اور اس دوران نمازوں کی اس کو معافی ہوگی۔

جہاں تک ممکن ہو کلام کو بامعنی بنانا اس کو مہمل بنانے سے بہتر ہے

مثلاً کسی نے اپنی بیوی سے یوں کہہ دیا ''یہ میری بیٹی ہے'' تو اتنا کہنے سے وہ اس پر حرام نہ ہوگی کیونکہ لفظ بنت کو حقیقی و مجازی دونوں معنوں پہ محمول کرنا متعذر ہے۔ لہٰذا اس کا کلام لغو ہوگا۔ اسی طرح کسی نے کہا میں نے یہ چیز اپنی اولاد کے لئے وقف کی حالانکہ اس کے صرف پوتے ہیں بیٹے نہیں ہیں تو مجازاً وہ چیز پوتوں کو ہی دے دی جائے گی تا کہ اس کا کلام لغو نہ جائے کیونکہ (اِعْمَالُ الْکَلَامِ اَوْلٰی مِنْ اِهْمَالِهٖ مَتٰی اَمْکَنَ فَاِنْ لَّمْ یُمْکِنْ اُهْمِلَ)

شارع کا کلام جب دو مساوی احتمال رکھتا ہو

پورا قاعدہ اس طرح ہے۔ کَلَامُ صَاحِبِ الشَّرْعِ اِذَا کَانَ مُحْتَمِلًا اِحْتِمَالَیْنِ عَلَی السَّوَاءِ صَارَ مُجْمَلًا وَّلَیْسَ حَمْلُهٗ عَلٰی اِحْدٰهُمَا بِاَوْلٰی مِنْ حَمْلِهٖ عَلَی الْاٰخَرِ۔ یعنی شارع کا کلام جب دو مساوی احتمال رکھتا ہو تو وہ مجمل ہوگا اور اسے دوسرے کی نسبت صرف ایک پر محمول کرنا بہتر نہیں ہوگا۔ مثلاً لفظ مولیٰ اپنی وضع کے اعتبار سے آقا اور غلام دونوں پہ بولا جاتا ہے اور بولا بھی مساوی جاتا ہے یعنی کسی ایک کو دوسرے پہ ترجیح نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے اپنے موالی کے لئے مال کی وصیت کی جبکہ اس کے دونوں قسم (موالی اسفل و اعلی) موجود ہیں تو ایک معنی متعین نہ ہونے کی وجہ سے وصیت قابل عمل نہ ہوگی جب تک کہ وہ خود وضاحت نہ کرے۔

Marfat.com

احتمال کی وجہ سے استدلال باطل ہو جاتا ہے

ایسا احتمال جو راجح اور اقوی ہو اس سے استدلال باطل ہوتا ہے نہ کہ ضعیف اور مرجوح احتمال سے کیونکہ اس طرح تو ہر عام باطل ہو جائے گا اس وجہ سے کہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہوتا ہے مثلاً حد زنا کے ثبوت کیلئے چار افراد نے گواہی دی مگر بعد میں ان کا فسق و فجور ثابت ہو گیا تو ان کی گواہی رد کر دی جائے گی کیونکہ فسق کے ظاہر ہونے کی وجہ سے کذب کا احتمال پیدا ہو گیا اور احتمال کی وجہ سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں۔(اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ)

نقصان وضرر کا ازالہ کیا جائے گا

اس اصل کی بنیاد حضور علیہ السلام کا یہ فرمان ہے: لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِی الْاِسْلَامِ۔ اسلام میں نہ تو نقصان اٹھانا جائز ہے اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچانا جائز ہے۔ چنانچہ مبیع میں عیب کے سبب اسے واپس کرنے کا اختیار' قصاص' حدود اور کفارات کی مشروعیت اور دیگر تلف شدہ اشیاء کی ضمانت وغیرہ کے مسائل اسی قانون کے تحت آتے ہیں۔ اگر کسی مقروض نے اپنی جائیداد کو قرض ادا کرنے سے پہلے وقف کر دیا تو اس کا وقف صحیح نہیں ہوگا کیونکہ اس میں قرض خواہوں کا نقصان ہے۔ لہٰذا پہلے قرض ادا کرے پھر وقف کا معاملہ کرے۔(اَلضَّرَرُ يُزَالُ)

نقصان کا ازالہ نقصان کے ساتھ نہیں کیا جائے گا

مطلب یہ کہ ایک حقدار سے اس کا حق چھین کر دوسرے کو دینا جائز نہیں ہے۔ پہلے یہ محروم تھا اب وہ محروم ہو گیا۔ مثلاً ایک کارخانہ دار مزدوروں سے کام تو پورا لیتا ہے مگر اجرت کم دیتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے کہ اس سے کارخانہ چھین کر دوسرے کے حوالے کر دیا جائے بلکہ اسی کو مزدوروں کی اجرت پوری دینے کا پابند بنایا جائے گا۔ اسی طرح ایک انسان شدید بھوک میں ہو اور اس نے دوڑ دھوپ کر کے کہیں سے کھانا حاصل کر لیا اتنے میں اسی طرح کا ایک دوسرا بھوکا آ گیا تو اس کا کھانا چھین کر اس کو دینا جائز نہیں ہے کیونکہ (اَلضَّرَرُ لَا يُزَالُ بِالضَّرَرِ)

عام نقصان کو دور کرنے کیلئے خاص نقصان کو برداشت کیا جائے گا

مثلاً کسی کے مکان کی دیوار عام راستے کی طرف جھک جائے اور کسی بھی وقت اس کے گرنے کا اندیشہ ہو تو اس موہومہ نقصان سے بچنے کیلئے دیوار کے مالک کو دیوار اکھیڑنے کا حکم دیا جائے گا اور اس پہ لازم ہے کہ اس حکم کی تعمیل کرے۔ اسی طرح کسی مقروض نے اپنے قرض خواہوں کو قرضہ واپس کرنے سے انکار کر دیا یا حیلے بہانے کر رہا ہے تو ایسی صورت میں اس کا سازوسامان بیچ کر قرض خواہوں کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔ کیونکہ

(يُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُ لِاَجْلِ دَفْعِ الضَّرَرِ الْعَامِ)

Marfat.com

جب دو نقصان جمع ہو جائیں تو؟

قانون یہ ہے کہ اِذَا اجْتَمَعَ الضَّرَرَانِ وَكَانَ اَحَدُهُمَا اَعْظَمَ ضَرَرًا مِّنَ الْاٰخَرِ فَاِنَّ الْاَشَدَّ يُزَالُ بِالْاَخَفِّ۔ یعنی جب دو نقصان جمع ہو جائیں اس حال میں کہ ایک نقصان دوسرے کی نسبت شدید ہو تو جس میں نقصان کم ہے اس کو برداشت کرلیا جائے گا اور زیادہ نقصان والے پہلو کو چھوڑ دیا جائے گا۔ مثلاً کسی مردار کے پیٹ میں بچہ ہو اور غالب گمان ہے کہ بچہ زندہ ہوگا تو مردار کا پیٹ چاک کر کے بچے کی زندگی کو بچانے کی اجازت ہے۔ بخلاف اس کے کہ کسی انسان نے سونا یا کوئی اور قیمتی چیز نگل لی تو اس کو نکالنے کیلئے انسان کا پیٹ چاک نہ کیا جائے گا۔ لان حرمة الادمی اعظم من حرمة المال۔ کیونکہ انسان کی حرمت بہرحال مال سے زیادہ ہے۔

تاسیس تاکید سے بہتر ہے

یعنی کلام میں مکرر ذکر کیے گئے الفاظ سے نیا معنی مراد لینا اس سے بہتر ہے کہ تاکید کے طور پر دوسرے لفظ سے بھی وہی معنی مراد لے لیا جائے جو پہلے سے لیا گیا ہے بشرطیکہ دونوں معنی مراد لیے جا سکتے ہوں۔ مثلاً کسی شخص نے اپنی بیوی کو انت طالق طالق طالق کہا۔ پھر کہتا ہے کہ میں نے بعد والے دو الفاظ سے پہلے لفظ کی ہی تاکید مراد لی ہے اور میرا ارادہ ایک طلاق دینے کا ہی تھا تو دیانۃً تو اس کی بات مانی جاسکتی ہے مگر قضاءً نہیں مانی جائے گی۔ (لِاَنَّ التَّاْسِيْسَ خَيْرٌ مِّنَ التَّاكِيْدِ)

سوال، جواب میں لوٹ آتا ہے

مثلاً ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا ءَ اَنَا طَالِقٌ ؟ کیا مجھے طلاق ہے؟ اور خاوند نے جواب میں صرف نعم کہہ دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ جواب میں اگرچہ صراحۃً لفظ طلاق کا ذکر نہیں لیکن درحقیقت یہ لفظ ان الفاظ کو متضمن ہے کہ نعم انت طلاق۔ ہاں تجھے طلاق ہے کیونکہ (اَلسُّؤَالُ مُعَادٌ فِی الْجَوَابِ)

حصول نفع کی بہ نسبت نقصان سے بچنا زیادہ بہتر ہے

مطلب یہ ہے کہ ایک ہی عمل کے کچھ فوائد اور کچھ نقصانات ہوں تو فوائد کو حاصل کرنے کی بجائے نقصانات اور مفاسد سے بچنا بہتر ہے۔ یہ قانون مندرجہ ذیل دو احادیث سے ماخوذ ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اسے بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روک دوں تو اس سے رک جاؤ۔ دوسری روایت یوں ہے: لترك ذرة مما نهى الله عنه افضل من عبادة الثقلين ۔ جس ذرہ سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اس سے رک جانا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ شراب اور جوئے میں منافع و نقصانات بتائے گئے مگر نقصان (اثم کبیر) کی وجہ سے منافع کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اسی طرح کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ کرنا۔ وضو و غسل میں سنت ہے لیکن روزہ دار کیلئے مکروہ ہے کہ کہیں سنت کا ثواب لیتے ہوئے فرض سے ہی ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔ اس کو کہتے ہیں (دَرْءُ الْمَفَاسِدِ اَوْلٰى مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ)

Marfat.com

جب دو برائیاں باہم متعارض آ جائیں تو ہلکی کو اپنا لیا جائے

اور یہ اس وقت ہے جبکہ دونوں میں سے ایک کا ارتکاب کیے بغیر چارہ نہ ہو۔ مثلاً کسی عورت کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں شرمگاہ کے ننگا ہونے کا گمان غالب ہو اور بیٹھ کر پڑھنے میں یہ اندیشہ نہ ہو تو قیام فرض ہونے کے باوجود وہ نماز کو بیٹھ کر ادا کرے گی کیونکہ کشف عورت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی نسبت قیام کو ترک کر دینا اخف (ہلکا) ہے۔ اس قانون کو فقہاء کرام نے عربی میں اس طرح بیان فرمایا ہے: اِذَا تَعَارَضَتْ مَفْسَدَتَانِ اُرْتُكِبَ اَخَفُّهُمَا وُعُدِلَ عَنْ اَعْظَمِهَا ضَرَرًا۔ اسی بنا پر فرمایا گیا کہ وہ مقامات جہاں سچ بولنے سے مفاسد عظیمہ کا یقین ہو اور جھوٹ کے مشابہ تعریض کرنے سے حالات بہتر ہونے کا ظن غالب ہو تو اس صورت میں تعریضاً جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اس کے کئی مقامات ہیں۔ مثلاً لوگوں میں صلح کرانے کیلئے، جنگ کے دوران، بیوی کی اصلاح کی خاطر ورنہ تو جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور ترمذی شریف کی حدیث میں ہے جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے اور فرمایا: مومن بزدل اور بخیل تو ہو سکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہو سکتا (مشکوٰۃ، موطا امام مالک، بیہقی) اسی سے یہ قانون اس طرح بھی بیان ہو سکتا ہے۔ اَعْظَمُ ضَرَرًا يَزَالُ بِالْاَخَفِّ۔ زیادہ ضرر والی چیز کم ضرر والی چیز کے ذریعے زائل کی جائے گی۔

اور ایک حدیث کے خلاصے کو قاعدہ کے طور پر اس مفہوم میں یوں بیان فرمایا گیا:

مَنِ ابْتُلِىَ بِبَلِيَّتَيْنِ وَهُمَا مُتَسَاوِيَانِ يَاْخُذُ بِاَيَّتِهِمَا شَاءَ وَاِنْ اخْتَلَفَا يَخْتَارُ اَهْوَنَهُمَا۔

عبادت میں ایثار مکروہ ہے

مثلاً ایک طالب علم اپنے ساتھی کیلئے اپنے پڑھنے کی باری کا ایثار کرتا ہے تو یہ مکروہ ہے کیونکہ علم پڑھنا اور اس کے حصول میں جلدی کرنا قرب کا سبب ہے اور ایثار بالقرب مکروہ ہے۔ (الاشباہ، ص ۱۱۹) لیکن اگر ایک بندے کے پاس صرف اپنے لیے کھانا موجود ہے اور عین کھانے کے وقت کوئی سائل آ جائے اور وہ اپنا کھانا اس کو دے دے تو یہ ایثار جائز ہے اور قرآن مجید نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے۔ ویؤثرون علیٰ انفسهم ولو کان بهم خصاصة۔ فرق اس میں یہ ہے کہ قربت وعبادت اللہ کا حق ہے اور انسان پہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے اور کھانا بندے کا اپنا حق ہے اور اس میں بندہ خود مختار ہے۔ خود کھائے یا کسی کو دے یہی وجہ ہے کہ وضو کے لئے پانی صرف اپنے لیے موجود ہے تو اس کا ایثار دوسرے پر نہیں کر سکتا کیونکہ (يُكْرَهُ الْاِيْثَارُ بِالْقُرَبِ)

جب دو امر ایک ہی طرح کے جمع ہو جائیں اور دونوں کا مقصود ایک ہو تو......

قاعدہ یہ ہے کہ اِذَا اجْتَمَعَ اَمْرَانِ مِنْ جِنْسٍ وَّاحِدٍ وَّلَمْ يَخْتَلِفْ مَقْصُوْدُهُمَا دَخَلَ اَحَدُهُمَا فِى الْاٰخَرِ غَالِبًا۔ ایک ہی جنس کے دو امر جمع ہو جائیں اور مقصود دونوں کا مختلف نہ ہو تو اکثر وہ ایک دوسرے میں داخل ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی نے نماز میں قرأت کے دوران سجدہ والی آیت تلاوت کی اور اس کے بعد فوراً (تین آیات پڑھنے سے پہلے) رکوع اور سجدہ کر لیا

Marfat.com

تو نماز کے سجدے کے ساتھ ہی سجدہ تلاوت بھی خود ہی ادا ہو جائے گا کیونکہ دونوں سجدوں کا مقصود ایک ہی ہے اور وہ تعظیم ہے۔ اسی بناپر ایک مجلس میں ایک ہی آیت سجدہ کوئی بار پڑھ لیا تو بعد میں ایک سجدہ کر لینا کافی ہے۔ نماز میں کئی بار بھول گیا جس بھولنے سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے تو آخر میں ایک ہی سجدہ سہو کافی ہوگا ہر بھول کے بدلے علیحدہ سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر متعدد افعال کی جنس و مقصود مختلف ہو مثلاً ایک شخص نے بدکاری کی اور اس پہ حد جاری ہونے سے پہلے ہی اس نے شراب بھی پی لی پھر اسی طرح چوری بھی کر لی تو ہر جرم کی علیحدہ علیحدہ سزا ملے گی۔ جیسے محرم نے خوشبو لگائی پھر سلا ہوا کپڑا پہنا تو دونوں جنایتوں کی جنس اور مقصد مختلف ہونے کی وجہ سے فدیہ بھی علیحدہ علیحدہ دینا پڑے گا۔

غالب اور مشہور امر کا اعتبار ہوگا نہ کہ نادر کا

غالب و مشہور امر وہ ہے جو عوام الناس میں مشہور ہو اور سب کو معلوم ہو اور نادر وہ امر ہے جو کبھی کبھی وقوع پذیر ہوتا ہو مثلاً مشہور قول کے مطابق بچہ پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتا ہے اور یہی مروج بھی ہے لیکن اگر کبھی سترہ اٹھارہ سال کی عمر کے بچے میں بلوغ کی علامات ظاہر نہ ہوں تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ ایسا بہت کم اور نادر ہے بلکہ قول مشہور کا اعتبار کرتے ہوئے پندرہ سال کی عمر کے بچے کو بالغ قرار دے دیا جائے گا۔ ایک صورت ایسی بھی ہے کہ امر نادر پہ حکم لگایا گیا ہے اور امر غالب کو چھوڑ دیا گیا ہے مثلاً نکاح کے چھ ماہ بعد کسی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو اس کا نسب باپ سے ثابت ہوگا کیونکہ کم از کم حمل کی یہی مدت ہے (اقلها ستة اشهر بالاجماع لقوله تعالىٰ وحمله و فصاله ثلثون شهرا...... روی هذا عن علی وابن عباس رضی الله عنهم۔ کنز الدقائق۔۱۵۰)

حالانکہ چھ ماہ کے بعد بچے کی پیدائش نادر امر ہے اور یہ اس لیے کیا تاکہ بچے کا نسب بھی ثابت ہو جائے، خاندان رسوائی سے بھی بچ جائے اور ذلت کی وجہ سے عورت کا سکون تباہ نہ ہو اور اس کی زندگی اجیرن نہ ہو۔ اس قاعدے کو دو طرح کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اَلْعِبرَۃُ لِلْغَالِبِ الشَّائِعِ لاَ النَّادِرِ ۔ (۲) اَلْاَصْلُ اِعْتِبَارُ الْغَالِبِ وَ تَقْدِيْمُهٗ عَلَى النَّادِرِ ۔ دونوں کا مفہوم تقریباً وہی ہے جو عنوان میں بیان ہو چکا ہے۔

نقصان بھی نفع کے ساتھ ہی ہوتا ہے

مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی شی کا نفع اٹھاتا ہے تو اس میں نقصان ہو جائے تو وہ بھی اسی کو اٹھانا پڑے گا۔ (اَلْغُرْمُ بِالْغُنَمِ) مثلاً کسی نے زمین خریدی تو اس کی رجسٹری و انتقال وغیرہ کے تمام اخراجات زمین خریدنے والے پر ہوں گے کیونکہ اس سے حاصل ہونیوالے تمام منافع بھی تو اسی کیلئے ہیں۔ اسی طرح اگر دو شخص باہم شراکت پر کاروبار کرتے ہیں تو جس طرح اس کاروبار سے حاصل ہونے والے منافع دونوں کیلئے ہیں اگر کاروبار میں خسارہ ہو جائے تو اس میں بھی دونوں ہی شریک ہوں گے۔

غیر کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں

لقوله عليه السلام الا لا تظلموا الا لايحل مال امرئ الابطيب نفس منه (بیہقی) خبردار! ظلم نہ کرنا اور

Marfat.com

خوب اچھی طرح سن لو کہ کسی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر تمہارے لیے حلال نہیں ہے۔ بخاری شریف میں حدیث ہے ''جس نے دوسرے کی زمین کے کچھ حصہ پہ ناحق قبضہ کرلیا اسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے جو ایک بالشت بھی کسی کی زمین پہ ناحق قبضہ کرے گا اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم) لیکن اگر کسی نے کسی کی زمین غصب کی اور وہ اس کے قبضے میں ضائع ہوگئی تو غاصب اس کا ضامن نہ ہوگا اور غاصب کی سکونت اور زراعت کے سبب مغصوبہ زمین میں جو نقص پیدا ہوگا اس نقصان کا وہ ضامن ہوگا جس طرح کہ منقولہ مغصوبہ چیز کا وہ ضامن ہوتا ہے (کنز، کتاب الغصب ۳۹۶) یعنی کسی نے دوسرے کی زمین پہ غاصبانہ قبضہ کرکے درخت لگا لیے یا فصل کاشت کرلی یا مکان وغیرہ بنالیا تو اس کے لئے مغصوبہ زمین میں کسی طرح کا بھی تصرف جائز نہیں ہوگا اور اس کے تصرف کی وجہ سے زمین میں جو نقص یا عیب پیدا ہوگا وہ اس نقصان کا ضامن ہوگا۔ (لَا یَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ یَّتَصَرَّفَ فِیْ مِلْكِ الْغَیْرِ بِلاَ اِذْنِهٖ) اذن چاہے صریح ہو یا دلالت حال سے اس کی تفصیل کتب فقہ میں دیکھیں۔

اجرت اور ضمان ایک چیز میں جمع نہیں ہوسکتے

مثلاً کسی نے دکان کرائے پر لے کر لوہاروں والا کام شروع کردیا یا اس دکان میں آٹا پیسنے کی مشین لگالی اور ان کام کی مالک کو پیشگی اطلاع نہ دی تو اگر ان کاموں کی وجہ سے دکان منہدم ہوگئی تو کرائے دار کو ضمان دینا پڑے گا اور اس صورت میں اجرت نہ دینی پڑے گی اور اگر ان کاموں کے سبب دکان کو نقصان نہیں پہنچا تو پھر کرایہ دار کو مقررہ اجرت ہی دینا لازم ہوگی (کنز، بحرالرائق) کیونکہ (اَلْاَجْرُ وَالضِّمَانُ لَایَجْتَمِعَانِ)

اَلْخِرَاجُ بِالضِّمَان ۔ منافع ضمانت کے عوض ہے

خراج سے مراد وہ شئی ہے جو کسی چیز سے نکلے جیسے درخت کا خراج اس کا پھل ہے۔ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک کیس آیا کہ ایک شخص نے کسی سے غلام خریدا پھر کچھ عرصہ بعد وہ خریدار اس غلام کے کسی عیب پہ مطلع ہوا تو مشتری و بائع کے درمیان تنازع ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے غلام کی واپسی کا فیصلہ فرمایا تو بائع نے عرض کیا کہ مشتری نے میرے غلام سے خدمت لی ہے۔ تب آپ نے فرمایا: اَلْخِرَاجُ بِالضِّمَانِ ۔ یہی الفاظ فقہاء نے فقہ کا قاعدہ بنالیے۔ لہٰذا مشتری کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ خیار عیب کے سبب مبیع بائع کو واپس کردے کیونکہ مشتری کا مال قیمت ادا کرنے کے سبب اس کا مستحق ہوا ہے لہٰذا اس کو مبیع بھی کامل ہی ملنا چاہئے اور اگر کامل قیمت کے بدلے ناقص مبیع ملا تو اس نقص پہ مطلع ہونے کے بعد اس کو واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔

اجتہاد اجتہاد کے ساتھ باطل نہیں ہوگا

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شئی پر اجتہاد کے ذریعے حکم لگایا گیا اس کے بعد اجتہاد کے ذریعے ہی پہلے حکم کے برعکس حکم ثابت ہوجائے تو پہلا حکم باطل نہیں ہوگا کیونکہ لیس الاجتهاد الثانی باقوی من الاول ۔ دوسرا اجتہاد پہلے کی نسبت قوی نہیں ہوتا اور یہ قاعدہ (اَلْاِجْتِهَادُ لَایُنْقَضُ بِالْاِجْتِهَادِ) اجماع سے وجود میں آیا ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ اگر نمازی پہ قبلہ کی سمت مشتبہ ہوجائے تو اس پہ تحری لازم ہے چنانچہ اس نے تحری کے بعد ایک طرف متوجہ ہوکر نماز ادا کرنی شروع کردی۔ بعد میں ظن

Marfat.com

غالب سے یہ ظاہر ہوا کہ قبلہ کی سمت دوسری ہے تو اس دوسرے اجتھاد سے پہلا اجتہاد باطل نہ ہوگا اور اس کی نماز درست قرار دی جائے گی۔

نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں

یہ قانون (لَا اِجْتِهَادَ عِنْدَ ظُهُوْرِ النَّصِّ) قرآن مجید کی کئی آیات سے مستنبط ہے۔ سورۂ احزاب میں فرمایا: وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی الله ورسوله امرا ...... سورۂ مائدہ میں فرمایا: ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الکفرون . هم الظلمون' هم الفسقون۔ اور اجتہاد تو یہ ہے کہ دلیل شرعی کے ذریعے حکم شرعی تک پہنچنے کیلئے اپنی پوری طاقت صرف کر دینا۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی ایک حکم واضح فرما دیا ہے تو پھر اجتہاد کی ضرورت ہی کیا باقی رہ گئی۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کے واضح فرمان کے ہوتے ہوئے بھی کسی اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے بلکہ قرآن وسنت کے مقابلہ میں فیصلہ دینا حرام ہے۔ سود کی حرمت' میراث کی تقسیم' زانی مرد وعورت کی سزا واضح طور پہ قرآن پاک میں بیان فرما دی گئی۔ اب کوئی شخص اجتہاد کے ذریعے کمی بیشی کرے گا تو قابل قبول نہ ہوگی۔ اس بارے میں ایک قاعدہ کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ اَلْاِجْتِهَادُ لَا یُعَارِضُ النَّصَّ۔ اجتہاد نص کے معارض نہیں ہو سکتا یعنی منصوص حکم کے سامنے کوئی اجتہاد قابل قبول نہیں۔

مسائل اجتہادیہ میں حاکم کا حکم اختلاف ختم کر دیگا

مطلب یہ ہے کہ ایک ہی مسئلہ میں اگر ائمہ کی آراء مختلف اور متعدد ہوں تو حاکم وقت (بشرطیکہ وہ شرعی احکام سے پوری طرح آگاہ بھی ہو اور ان کا پابند بھی) کو اختیار ہے کہ جو رائے ذواجتہاد رعایا کے لئے زیادہ مفید سمجھے اس کو اپنا لے۔ اگرچہ وہ قول مرجوح ہی ہو کیونکہ اس سے ہی توقع ہے کہ وہ ایسا قول اپنائے گا جو کہ عوام کیلئے زیادہ نفع بخش ہوگا۔ گویا حاکم کا اختیار ہی قول مرجوح کی خامیوں کو دور کر کے اسے راجح بنانے کا سبب بن جائے گا۔ اسی لیے فقہ حنفی میں عند الضرورت دوسرے امام کے قول پہ فتویٰ دینے کی اجازت ہے جیسا کہ مفقود الخبر کے بارے میں امام مالک علیہ الرحمۃ کے قول پہ فتویٰ دیا جاتا ہے۔

(حُکْمُ الْحَاکِمِ فِیْ مَسَائِلِ الْاِجْتِهَادِ یَرْفَعُ الْخِلَافَ)

ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ کمائی کو صدقہ کرنا

جائز ہے بشرطیکہ اصل مالک کو لوٹانا مشکل ہو۔ فتاویٰ شامی میں ہے: والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده علیهم والافان علم عین الحرام لایحل له ویتصدق به بنیة صاحبه (ج۵'ص۹۹)

حاصل کلام یہ ہے کہ جس کے پاس مال حرام ہو۔ اگر وہ اس مال کے مالک کو جانتا ہو تو مالک کو مال لوٹانا واجب ہے اور اگر مالک کا علم نہ ہو تو یہ مال اس کیلئے حلال نہیں اور وہ اصل مالک کی نیت سے صدقہ کر دے۔ اسی میں ج۲'ص۳۵ پہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اس مال سے صدقہ کیا جو حرام قطعی ہے اور ثواب کی امید رکھی تو کافر ہو گیا اور اگر فقیر کو مال کی حرمت کا علم ہو گیا پھر اس نے دینے والے کو دعا دی اور اس نے آمین کہی تو دونوں کافر ہو گئے۔ بہرحال قاعدہ یہ ہے کہ (سَبِیْلُ الْکَسْبِ الْخَبِیْثِ

Marfat.com

الْمُصَدَّقُ بِهِ اِذَا تَعَذَّرَ الرَّدُّ عَلٰى صَاحِبِ الْحَقِّ)

نئے واقعہ کی نسبت اس کے قریب ترین وقت کی طرف کی جائے گی

مثلاً کسی نے نماز ادا کرنے کے بعد اپنے کپڑے پہ ایسی نجاست دیکھی جس کے لگنے کا وقت اسے معلوم نہیں تو قریبی حالات کا اعتبار کیا جائے گا اور صرف آخری حدث لاحق ہونے کے بعد ادا کی جانیوالی نمازوں کا اعادہ اس پہ لازم ہوگا۔ اسی طرح جنگ یا جھگڑے فساد میں کوئی شخص زخمی ہو کر صاحب فراش ہو گیا اور اس کی موت واقع ہوگئی تو اس موت کا سبب قریب ترین لگنے والے زخم کو سمجھا جائے گا اور اس کے مطابق تمام معاملات طے پائے جائیں گے۔ یہی اس قاعدے کا مطلب ہے۔ (اَلْاَصْلُ اِضَافَةُ الْحَادِثِ اِلٰى اَقْرَبِ اَوْقَاتِهِ)

شک کی بنا پر کسی عمل کا اعتبار نہ ہوگا

یعنی ایک بندے کو شک لاحق ہوا کہ اس نے فلاں عمل کیا ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ اس نے وہ عمل نہیں کیا۔ مثلاً کسی شخص کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں دی تو طلاق واقع نہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا یا کسی شخص کو نماز شروع کرنے سے پہلے شک لاحق ہوا کہ میرا وضو ہے یا نہیں تو وضو نہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور اس پر واجب ہے کہ وضو کر کے نماز ادا کرے اور اگر نماز ادا کرنے کے دوران کسی رکن کے بارے میں شک لاحق ہو جائے کہ وہ ادا کیا ہے یا نہیں اور کسی جہت میں گمان غالب نہ ہو تو اس صورت میں مشکوک رکن کی عدم ادائیگی کا حکم لگایا جائے گا۔ (مَنْ شَكَّ هَلْ فَعَلَ شَيْئًا اَمْ لَا فَالْاَصْلُ اَنَّهُ لَمْ يَفْعَلْ)

قلت و کثرت میں شک لاحق ہوا تو قلت کا حکم لگایا جائے گا

قاعدہ یہ ہے کہ مَنْ تَيَقَّنَ الْفِعْلَ وَ شَكَّ فِي الْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ حُمِلَ عَلَى الْقَلِيْلِ لِاَنَّهُ الْمُتَيَقَّنُ۔ جس کو کام کرنے کا تو یقین ہو لیکن قلت و کثرت میں شک ہو تو اس عمل کو قلیل مقدار پہ محمول کیا جائے گا کیونکہ وہ تو یقینی ہے۔ مثلاً کسی کو طلاق کی مقدار میں شک لاحق ہوا کہ ایک دی ہے یا زیادہ تو ایک یقینی ہوگی جبکہ ایک سے زائد کا نہ یقین ہوا اور نہ ہی ظن غالب۔ اسی طرح نمازی کو پہلی بار شک لاحق ہوا کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو نئے سرے سے نماز ادا کرے اور اگر یہ شک لاحق ہوتا رہتا ہے تو ظن غالب کا اعتبار ہوگا ورنہ اقل مقدار پہ عمل کرے کیونکہ اس کی ادائیگی یقینی ہے لیکن ہر دو مشکوک رکعتوں کے بعد ان میں سے ہر رکعت کو آخری سمجھ کر قعدہ کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے تاکہ آخری قعدہ کی ادائیگی اپنے محل پہ ہو سکے۔

کسی عمل میں تعیین شرط نہ ہو تو اس میں خطا ہو جانا نقصان دہ نہیں ہے

مثلاً گواہی دیتے وقت گواہ کسی خاص چیز کے بارے میں خطا کر جائے تو وہ اس کی شہادت کے لئے نقصان دہ نہ ہوگی جیسے گواہوں نے قاضی کے سوال پہ جانور کا ایک رنگ ذکر کیا۔ پھر گواہی دیتے ہوئے خطاً دوسرا رنگ بیان کر دیا تو ان کی شہادت قبول ہوگی اور اس وجہ سے گواہی رد نہ کی جائے گی۔ جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔ لو سالهم القاضی عن لون الدابة

Marfat.com

فذکروالونا......اس قاعدے کوفقہاء کرام نے "اَلْخَطَأُ فِیمَا لَا یَشْتَرِطُ التَّعْیِینُ لَهُ لَا یَضُرُّ" کا نام دیا ہے۔

اصل یہ ہے کہ کلام میں حقیقی معنیٰ ہی مراد لیا جائے گا

مطلب یہ ہے کہ اگر ایسا لفظ کلام میں موجود ہے جس سے حقیقی ومجازی دونوں معانی مراد ہو سکتے ہیں تو اولاً اس سے حقیقی معنیٰ ہی مراد لیا جائے گا۔ ہاں اگر حقیقی معنی متعذر ہو تو پھر مجازی معنی کی طرف جائیں گے یہی مفہوم ہے اس قاعدے کا اَلْاَصْلُ فِی الْکَلَامِ الْحَقِیْقَةُ ۔مثلاً کسی نے کہا: ھذہ الدار لزید ۔یہ گھر زید کی ملکیت ہے پھر اگر بعد میں یہ کہا کہ انھا مسکنہ یہ اس کی رہائش ہے تو اس کا دوسرا بیان (مجاز) ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہ ہوگا۔ اسی طرح کہا "میں نے یہ مکان فلاں کے بیٹے کیلئے وقف کیا تو فلاں کے حقیقی بیٹے پر ہی اس کا اطلاق ہوگا نہ کہ پوتے پر لیکن اگر فلاں کا حقیقی بیٹا نہ ہو تو مجازی طور پر پوتے پہ اطلاق ہوگا کیونکہ ولد کا حقیقی اطلاق صرف سگے بیٹے پر ہی ہوتا ہے۔ یوں ہی اگر کہا اللہ کی قسم میں اس بکری سے کچھ نہ کھاؤں گا تو اس کا اطلاق گوشت کھانے پہ ہوگا۔ دودھ پی لیا تو قسم نہ ٹوٹی۔ میں اس گندم سے نہ کھاؤں گا اس کا اطلاق گندم کے دانوں پہ ہوگا اگر اس گندم کی روٹی کھالی تو قسم نہ ٹوٹے گی۔

شرط میں شک پڑ جانا مشروط میں شک کو ثابت کر دے گا

مثلاً نماز کے صحیح ہونے کیلئے وضو شرط ہے تو اگر نماز کے دوران یا فارغ ہونے کے بعد وضو کے بارے میں شک پڑ گیا تو نماز کی صحت مشکوک ہو جائے گی اور ظن غالب کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ اسی طرح ناپاک بدن اور نجس کپڑے کو پاک کرنے کیلئے پانی سے دھونا شرط ہے اگر دھونے کے بعد معلوم ہوا کہ پانی کی طہارت مشکوک ہے تو اس سے بدن اور کپڑے کی طہارت بھی مشکوک ہو جائے گی تو بھی فیصلہ ظن غالب کے مطابق ہوگا۔ (لِاَنَّ الشَّكَّ فِی الشَّرْطِ یُوْجِبُ الشَّكَّ فِی الْمَشْرُوْطِ)

عوام کے مسائل وحقوق میں حاکم وقت کے تصرفات مصلحت پہ مبنی ہوتے ہیں

بشرطیکہ امامت کی چار شرائط علم' عدالت' کفایت (شرعی حدود قائم کرنے اور جہاد میں شریک ہونے میں جری ہو۔ الغرض حکومتی ذمہ داریاں نبھانے میں پوری طرح واقف بھی ہو اور عمل بھی کر اسکتا ہو) سلامتی ہوش وحواس۔ حدیث شریف میں ہے "جسے مسلمانوں کے امور کا والی بنایا گیا اور پھر اس نے محنت اور کوشش نہ کی اور اخلاص سے کام نہ لیا تو اس پہ جنت حرام ہے۔ اسی بنا پہ فقہاء کرام نے یہ قاعدہ متعین فرمایا ہے۔ تَصَرُّفُ الْاِمَامِ فِیْ شُؤُنِ الرَّعِیَّةِ مَنُوْطٌ بِالْمَصْلِحَةِ (ترجمہ عنوان میں گزر چکا)

گونگے کا اشارہ معہودہ بیان کی مانند ہے

(اِشَارَةُ الْاَخْرَسِ الْمَعْهُوْدَةُ کَالْبَیَانِ بِاللِّسَانِ) معہودہ بیان سے مراد یہ ہے کہ وہ اشارہ جو اس نے کسی عمل یا بیان کیلئے مختص کر رکھا ہے۔ اس کو بیان ہی کا درجہ دیا جائے گا۔ بشرطیکہ قاضی بذات خود اشارے سے واقف ہو یا کوئی معتبر عادل و صادق القول ترجمان ہو جو اس کے اہل خانہ' پڑوسیوں یا احباب میں سے ہو۔ ردالمحتار میں ہے کہ گونگا اگرچہ لکھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ پھر بھی اس کا اشارہ معتبر ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں یعنی لکھنا اور اشارہ حجت ضروریہ ہیں اور یہ اشارہ وصیت' اقرار' بیع وشراء

Marfat.com

طلاق وغیرہ تمام احکام میں زبان کے قول کی طرح معتبر ہے جبکہ وہ گونگا ہو یا بعد میں اسے عذر لاحق ہو اور ہمیشہ باقی رہا (حاشیہ کنز الدقائق، ص ۱۱۵) لیکن حدود و شہادت میں اس کا اشارہ معتبر نہیں ہوگا کیونکہ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں اور اشارہ میں قطعیت نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ لفظ شہادت کہنے پہ قادر ہے جبکہ بوقت شہادت یہ قول لازم ہے۔ لکنت والے کا اشارہ معتبر نہیں ہے لیکن اگر لکنت اس حد تک بڑھ جائے کہ کلام کر ہی نہ سکے۔ مگر اس میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اس کی لکنت تادم واپسیں باقی رہے جبکہ تمر تاشی نے ایک سال لکنت برقرار رہنے کا قول کیا ہے۔ (طحطاوی، شامی)

ترجمان کا قول مطلقاً قبول کیا جائے گا

جب متکلم اور سامع ہم زبان نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی بات سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔ وہاں ترجمان کی ضرورت پڑتی ہے جو متکلم کی زبان سے بھی واقف ہو اور اس کے کلام کے اسرار سے بھی آگاہ ہو اور سامع تک متکلم کی گفتگو کا حقیقی مفہوم پہنچانے کی صلاحیت تامہ رکھتا ہو۔ ایسے ترجمان کا قول بلاقید و شرط قبول ہوگا۔ یہی مطلب ہے اس قاعدہ کا **یُقْبَلُ قَوْلُ الْمُتَرْجِمِ مُطْلَقًا** ۔ ائمہ کرام کے ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ شہادت کی ترجمانی کیلئے صرف ایک آدمی کافی ہے یا شاہدین کی طرح ان کا بھی دو ہونا ضروری ہے۔ امام اعظم اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما ایک ترجمان کو کافی قرار دیتے ہیں جبکہ امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے کہ شاہدین کی مثل ان کا بھی دو ہونا ضروری ہے۔

اشیاء میں اصل جائز ہونا ہے جب تک کہ عدم اباحت پہ کوئی دلیل نہ ہو

اس قاعدہ کی بنیاد قرآن مجید کی یہ آیت **ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا** (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۳۶۳) اور حضور علیہ السلام کے کئی فرمودات عالیہ ہیں۔ لہٰذا کسی کام کے جائز ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت نہیں۔ اس کی حرمت، کراہت یا عدم اباحت کا قول کرنے والے پہ دلیل لازم ہے۔ عمدۃ القاری شرح بخاری، ج ۱۱، ص ۱۷۱ پہ ہے: **ان الاشیاء مباحۃ حتی یقوم الدلیل علی الحظر** ۔ اشیاء میں اصل مباح ہونا ہے جب تک کہ منع پہ دلیل قائم نہ ہو جائے۔ اس کی وجہ اسی میں یوں بیان فرمائی گئی۔ **ان الاثبات اولٰی من النفی لان المثبت اولٰی و اقدم من النافی قال بعضھم وھو وفاق اھل العلم** (ج ۱۳، ص ۱۹۸) کسی شئی کو ثابت کرنا نفی کرنے کی نسبت اولیٰ ہے کیونکہ مثبت نافی سے اولیٰ ہے اور بعض نے کہا کہ اس اصول پہ اہل علم کا اتفاق ہے۔ اس قانون سے بیسیوں مسائل کا استنباط ہو سکتا ہے بالخصوص وہ مسائل جن پہ اس دور میں بحث و مناظرے ہوتے ہیں۔ ختم درود، عرس گیارھویں، محفل میلاد، جلوس میلاد، صلوٰۃ و سلام وغیرہ۔ مخالفین سے ان مسائل کے ناجائز ہونے پہ دلیل طلب کی جائے تو الٹا وہ ہم سے جائز ہونے کی دلیل مانگتے ہیں جبکہ اس قانون کو مانتے بھی ہیں: **اَلْاَصْلُ فِی الْاَشْیَاءِ الْاِبَاحَۃُ حَتّٰی یَدُلَّ الدَّلِیْلُ عَلٰی عَدَمِ الْاِبَاحَۃِ** ۔

تصریح کے مقابلہ میں دلالت کا اعتبار نہیں

مطلب یہ کہ جب حکم صریح اور حکم دلالت باہم متعارض ہوں تو صریح حکم پہ عمل ہوگا اور حکم دلالت کو چھوڑ دیا جائے گا۔ مثلاً

Marfat.com

دو آدمیوں نے ایک معین شئی خریدنے کا دعویٰ کیا لیکن دونوں نے خریدنے کی تاریخ بیان نہ کی یا دونوں نے ایک ہی تاریخ بیان کردی تو جس کا اس شئی پہ قبضہ ہے اس کا قول معتبر ہوگا لیکن جب دوسرے نے اس سے پرانی تاریخ بیان کردی تو پھر اس کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ تاریخ کا قدیم ہونا اس کی ملکیت کو صراحۃً ثابت کرتا ہے لیکن دلالت پہ عمل کر لینے کے بعد صریح کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً فضولی نے کسی کا سامان فروخت کیا اور اس نے فضولی سے سامان کی قیمت کا مطالبہ کیا پھر یہ اس کی طرف سے بیع جائز قرار دینے کی دلالت ہوگی۔ اس کے بعد مالک نے صراحتاً بیع کو رد بھی کر دیا تو اس کا اعتبار نہ ہوگا کیونکہ دلالت پہ عمل ہو جانے کے بعد صراحت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (کنز الدقائق' ص ۲۵۲' درمختار) لَاعِبْرَةَ لِلدَّلَالَةِ فِیْ مُقَابَلَةِ التَّصْرِیْحِ۔

جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع واپس آ جاتا ہے

مطلب یہ کہ جب کسی مانع کی وجہ سے کوئی حکم ممنوع ہو جائے تو مانع ختم ہونے کے ساتھ ہی ممنوع حکم پہلی حالت پر واپس آ جاتا ہے جیسا کہ کسی نے بیع فاسد کے ساتھ کوئی چیز خریدی تو اسے بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہے لیکن جب مشتری نے مبیع بطور رہن' مرتہن کے حوالے کردی تو اس سے بیع فسخ کرنے کا حق ساقط ہو جاتا ہے مگر جونہی مشتری نے مرتہن سے وہ چیز واپس لے لی تو اسے بیع فسخ کرنے کا اختیار بھی دوبارہ حاصل ہو جائے گا۔ (مجمع الانھر) کیونکہ اِذَا زَالَ الْمَانِعُ عَادَ الْمَمْنُوْعُ

ساقط ہونیوالا حکم واپس نہیں آتا جس طرح کہ معدوم نہیں لوٹتا

مطلب یہ کہ ایسا حق یا حکم جو ایک بار ساقط ہو گیا وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا جس طرح کہ معدوم یعنی جو ابتداءً ہی نہ ہو واپس نہیں آتا۔ مثلاً کسی شخص کو دوسرے کی مملوکہ زمین سے گزرنے کا حق حاصل تھا۔ پھر مالک زمین نے اس کے گزرنے پہ پابندی لگا کر اس کے حق کو ساقط کر دیا یا اس کی گزرگاہ پہ مکان یا دیوار بنادی تو گویا مالک نے اس کے گزرنے کا حق ساقط کر دیا تو مالک کے خلاف نہ اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا اور نہ ہی مالک زمین کو اس کا حق واپس لوٹانے پہ مجبور کیا جائے گا۔ اسی طرح فسق و فجور کے سبب کسی کی گواہی رد کر دی گئی تو بعد ازاں توبہ کرنے کے باوجود اس معاملہ میں دوبارہ شہادت قبول نہ ہوگی لیکن بچے اور نابینا کیلئے بعض شرائط کے ساتھ دوبارہ قابل تسلیم ہوتی ہے یعنی اندھے کے بینا اور بچے کے بالغ ہونے کے بعد اس واقعہ میں ان کی گواہی تب قبول ہوگی جب اندھا واقعہ پیش آنے کے وقت بینا ہو اور بعد میں بصارت سے محروم ہوا ہو اور بچے کی شہادت سن بلوغت کو پہنچنے کے بعد تب قبول ہوگی جب واقعہ پیش آنے کے وقت وہ تمیز کی صلاحیت رکھتا ہو بصورت دیگر ان کی گواہی قبول نہ ہوگی۔

ممتنع عادی ممتنع حقیقی کی طرح ہوتا ہے

مطلب یہ کہ ایسا امر جو عادۃً ممتنع ہو وہ اس امر کی مثل ہوتا ہے جو حقیقۃً ممتنع ہو۔ امتناع کی مذکورہ دونوں قسمیں حکم کے اعتبار سے مساوی ہیں (اَلْمُمْتَنِعُ عَادَۃً کَالْمُمْتَنِعِ حَقِیْقَۃً) کسی شئی کا خلاف عقل ہونے کے سبب بالضرورۃ ممتنع ہونا امتناع حقیقی کہلاتا ہے۔ جیسے کسی شخص نے ایسے آدمی کے بارے میں اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کیا جو عمر میں اس سے بڑا ہو تو اس کا یہ اقرار خلاف عقل ہونے کے سبب حقیقۃً باطل ہوگا اور کسی شئی کا صرف حکم عادت کے ساتھ ممتنع ہونا امتناع عادی کہلاتا ہے۔ ایسا

Marfat.com

دعویٰ جس کے حق میں ایک جم غفیر گواہی دے اس کو رد کرنا عادۃً ممتنع ہے۔لہٰذا ایسی متواتر شہادت کے خلاف کوئی شہادت قابل تسلیم نہ ہوگی۔اسی طرح شادی کے وقت بچیوں کو دیا جانیوالا جہیز واپس لوٹانا عادۃً ممتنع ہے۔لہٰذا اس کے بارے میں کسی کا دعویٰ تسلیم نہ کیا جائے گا۔

پرانی چیز کو اس کے پرانے پن پہ ہی چھوڑا جائے گا

قدیم وہ ہے جس کی ابتداء کو پہچاننے والا نہ پایا جاتا ہو۔مثلاً کسی گھر کا بارش کا پانی ساتھ والے گھر سے بہہ کر باہر جاتا ہو اور پانی کی یہ گزرگاہ اتنی قدیم ہے کہ وہاں کے رہنے والے بھی اس سے آگاہ نہ ہوں کہ یہ پانی کب سے گزر رہا ہے تو پڑوسی کو یہ پانی روکنے کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ اپنی سابقہ حالت پر ہی برقرار رکھا جائے گا۔اسی طرح اگر پڑوسی کے ساتھ ملحقہ دیوار میں دراڑیں پڑ جائیں یا اس کا کچھ حصہ اس کے صحن میں گر جائے اور پڑوسی کے گھر داخل ہوئے بغیر اس کی مرمت ممکن نہ ہو اور وہ اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت بھی نہ دیتا ہو تو دیوار کو اپنی قدیمی حالت پہ برقرار رکھنے کیلئے اس کی ضد مانع نہیں ہو سکتی بلکہ زبردستی اس کو کہا جائے گا کہ یا دیوار کی مرمت کروا یا گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے۔(یَجِبُ تَرْكُ الْقَدِيمِ عَلٰى قِدَمِهٖ)

حاضر شئی میں وصف لغو اور غائب میں معتبر ہوتا ہے

ہاں اگر مبیع مشار الیہ نہ ہو بلکہ اس کی پہچان صرف تسمیہ اور وصف بیان کرنے سے ممکن ہو تو اس صورت میں وصف کا اعتبار ہوگا۔مثلاً رات کے وقت کسی نے نگینہ بیچا اور کہا یہ یاقوت احمر ہے لیکن صبح ہوئی تو وہ یاقوت اصفر (پیلے رنگ کا یاقوت تھا) تو بیع صحیح ہوگی مگر مشتری کو اختیار ہوگا اور خیار کی یہ قسم خیار وصف کہلاتی ہے۔جنس مختلف ہونے کی صورت میں مسمّی کا اعتبار تب ہوگا جب بائع اور مشتری دونوں یہ نہ جانتے ہوں کہ مشار الیہ جنس مسمّی کے خلاف ہے اور اگر دونوں اس سے آگاہ ہوں تو پھر اعتبار مشار الیہ کا ہوگا مثلاً کسی نے کہا میں نے یہ گائے تجھے فروخت کی اور اشارہ بکری کی طرف کیا جو ان دونوں کے سامنے ہے تو مشار الیہ کا اعتبار کرتے ہوئے بکری کی بیع صحیح ہوگی۔(اس قاعدے میں مزید تفصیل ہے جو کتب فقہ واصول فقہ میں دیکھی جا سکتی ہے اور اس قاعدے کا نام ہے۔اَلْوَصْفُ فِي الْحَاضِرِ لَغْوٌ وَّفِي الْغَائِبِ مُعْتَبَرٌ۔جس کا ترجمہ عنوان میں گزر چکا)

سبب ملکیت کا تبدیل ہونا ذات کے تبدیل ہونے کے قائم مقام ہے

مثلاً کسی نے اپنے باپ کی میراث کا مالک ہونے کا دعویٰ کیا مگر اپنے دعویٰ پہ گواہ ایسے پیش کیے کہ جنہوں نے گواہی دی کہ یہ ماں کی طرف سے اس جائیداد کا وارث ہے تو یہ گواہی دعویٰ کے ثبوت کے لئے قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ دعویٰ اور شہادت میں مطابقت نہیں ہے تو چونکہ گواہی نے سبب شہادت تبدیل کر دیا ہے جو کہ ذات ملکیت کی تبدیلی کے قائم مقام ہے۔لہٰذا دعویٰ ہی باطل ہوگا تَبَدُّلُ سَبَبِ الْمِلْكِ قَائِمٌ مَّقَامَ تَبَدُّلِ الذَّاتِ ۔

اپنے ہی عقد کو توڑنے کی کوشش مردود ہوگی

یعنی ایک شخص خود ہی کسی عقد کے مکمل ہونے کا سبب بنا اور پھر عقد کی تکمیل کے بعد خود ہی اس کو توڑنے کے درپے ہو گیا تو

Marfat.com

اس کی کوشش بے کار ثابت ہوگی اور عقد قائم رہے گا۔اس قاعدے کا نام ہے: مَنْ سَعٰی فِیْ نَقْضِ مَاتَمَّ مِنْ جِهَتِهٖ فَسَعْيُهٗ مَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ ۔مثلاً کسی عقد میں ایک شخص تاوان یا اس پہ لازم ہونے والی رقم کا ضامن بنا اور پھر مبیع پہ اپنی ملکیت کا دعویٰ کر دیا تو اس کا دعویٰ قبول نہ ہوگا کیونکہ ضامن بن کر اس نے خود ہی عقد کے صحیح ہونے کا اقرار کیا ہے اور اب ملکیت کے دعوے کے ساتھ خود ہی اس کے توڑنے کا ارادہ رکھتا ہے لہٰذا اس کا دعویٰ رد کر دیا جائے گا۔

جو کسی چیز کا مالک ہوگا وہ اس کی ضروریات کا بھی مالک ہوگا

یعنی اس شئی کے منافع کی تکمیل کا سبب بننے والی تمام چیزوں کا بھی وہی مالک ہوگا۔مثلاً کسی نے رہائش یا دکان بنانے کیلئے زمین خریدی تو اس عقد کے ساتھ ہی مشتری، مکان یا زمین تک پہنچنے والے راستے کا بھی خود بخود ہی مالک ہو جائے گا کیونکہ بائع پر راستہ مہیا کرنا لازم ہوتا ہے اس لئے کہ جس مکان تک پہنچنے کیلئے راستہ ہی نہ ہو وہ رہائش کے قابل نہیں ہوتا اور اس سے منافع کا حصول دشوار ہوتا ہے۔لہٰذا کسی بھی شئی کی وہ چیزیں جن کا پایا جانا اس شئی کے لئے ضروری ہے اور ان کے بغیر اس شئی سے حقیقی منافع حاصل نہیں ہو سکتے تو اس پر ملکیت ثابت ہونے سے وہ تمام چیزیں ملکیت میں آ جاتی ہیں۔(مَنْ مَلَكَ شَيْئًا مَلَكَ مَا هُوَ مِنْ ضَرُوْرَاتِهٖ)

شرعی سبب کے بغیر کسی غیر کا مال لینا کسی کیلئے جائز نہیں

قرآن مجید میں ہے: اے ایمان والو! آپس میں اپنے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔(النساء) حدیث شریف میں ہے: ''کسی کے لئے اپنے بھائی کا مال لینا حلال نہیں اور اگر وہ لے لے تو اسے چاہیئے کہ واپس کر دے اور اگر کوئی ایسی غلطی کرلے تو اولاً اس کا اصل مال واپس کرے اور اگر اصل مال نہیں ہے بلکہ ضائع ہو گیا ہے تو اگر اس کا تعلق ذوات الامثال سے ہے تو پھر اس کی مثل دے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فاعتدوا علیه بمثل مااعتدی علیکم ۔ورنہ اس کی قیمت ادا کرے (جبکہ اس کا تعلق ذات القیم سے ہے۔الجوهرة النيرة' ج ۲' ص ۳۶' کتاب الغصب) انہی تصریحات سے فقہاء نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے: لَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّاْخُذَ مَالَ غَيْرِهٖ بِلاَ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ۔

جب اصل ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جاتی ہے

مثلاً موکل فوت ہو گیا یا پاگل ہو گیا تو وکیل کی وکالت بھی ساقط ہو گئی جبکہ اس پہ کسی غیر کا حق نہ ہو۔اسی طرح اصلی گواہوں کی گواہی رد ہو گئی تو فرعی گواہوں کی گواہی خود بخود ہی رد ہو جاتی ہے کیونکہ اِذَا سَقَطَ الْاَصْلُ سَقَطَ الْفَرْعُ

جب کوئی شئی باطل ہوگی تو اسکے ضمن میں آنیوالی شئی بھی باطل ہو جائے گی

مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو کہا: بعتك دمي بالف ۔میں نے تجھے اپنا خون ہزار کے عوض بیچ دیا۔پھر اس نے اس کو قتل کر دیا تو اس میں قصاص واجب ہوگا۔اس مثال میں خون کی بیع متضمن (بصیغۂ اسم فاعل) ہے اور قتل کی اجازت متضمن (بصیغۂ اسم مفعول) کیونکہ یہ خون کی بیع کے سبب ہی ثابت ہو رہی ہے لیکن خون (قتل) میں چونکہ بیع شرعاً باطل ہوتی ہے لہٰذا متضمن

Marfat.com

باطل ہونے کی وجہ سے متضمن (قتل کی اجازت) بھی باطل تو نتیجتاً قصاص واجب ہو گیا کیونکہ اِذَا بَطَلَ الشَّیْءُ بَطَلَ مَا فِیْ ضِمْنِہٖ۔

جب اصل باطل ہو جائے تو اسے بدل کی طرف پھیر دیا جائے گا

مثلاً رمضان کے روزے اگر بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے نہ رکھ سکا تو فدیہ (جو کہ روزوں کا بدل ہے) ادا کرنا لازم ہوگا۔ نماز جمعہ کے وجوب کی شرائط پائی جانے کے باوجود ادا نہ کر سکا تو نماز ظہر کی ادائیگی لازم ہوگی۔ اسی طرح کوئی فرض نماز وقت پہ ادا نہ کر سکا جو کہ اصل ہے تو اس کا بدل (قضا) لازم ہوگی۔ اِذَا بَطَلَ الْاَصْلُ یُصَارُ اِلَی الْبَدْلِ۔

مطلق اپنے اطلاق پہ جاری رہتا ہے

مطلق سے مراد ایک ماہیت کے افراد کا وہ مشترکہ حصہ ہے جو کمال' نقصان یا وصف کی خصوصیت کا لحاظ کیے بغیر تمام میں یکساں پایا جائے (حاشیہ اصول الشاشی' ص۹) پورا قاعدہ اس طرح ہے: اَلْمُطْلَقُ یَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِہٖ مَالَمْ یَقُمْ دَلِیْلُ التَّقْیِیْدِ نَصًّا اَوْ دَلَالَۃً۔ جب تک نصاً یا دلالۃً دلیل تقیید قائم نہ ہو جائے مطلق اپنے اطلاق پہ جاری رہے گا۔ مثلاً موکل نے اپنے وکیل کو سامان فروخت کرنے کی اجازت مطلق دی تو وکیل موکل کا سامان اس قیمت پہ بیچ سکتا ہے جو مناسب خیال کرے خواہ وہ قیمت کم ہو یا زیادہ لیکن اگر موکل نے وکیل کیلئے سامان کی قیمت متعین کر دی تو پھر اسے اس سے کم قیمت پہ بیچنے کا اختیار نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں دلیل تقیید نصاً قائم ہے۔

صفات عارضہ میں اصل ان کا عدم وجود ہے

مطلب یہ کہ بنیادی طور پر صفات عارضہ موجود نہیں بلکہ بعد میں لاحق ہوتی ہیں۔ صفات اصلیہ وہ ہیں جو ابتداء ہی سے اصل کے وجود کے ساتھ پائی جائیں جیسے صحت' زندگی وغیرہ اور عارضہ وہ ہیں جو بعد میں عارض ہوں جیسے بیماری' نفع' عیب مثلاً بائع اور مشتری کے درمیان مبیع کو دیکھنے کے بارے میں اختلاف ہو جائے۔ بائع نے کہا کہ مشتری نے چیز دیکھی ہوئی ہے۔ لہٰذا اسے خیار رویت حاصل نہیں ہو سکتا جبکہ مشتری نے عدم رویت کا قول کیا تو اس میں مشتری کا قول قبول کیا جائے گا اور اسے خیار رویت حاصل ہوگا کیونکہ عدم رویت اصل ہے لیکن اگر دونوں میں مبیع کے اندر عیب پائے جانے میں اختیار ہو جائے یعنی بائع نے کہا جب مبیع کو تیرے حوالے کیا تھا تو اس میں عیب نہیں تھا جبکہ مشتری اس کا انکار کرتا ہے تو بائع کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس صورت میں اصل مبیع کے اندر عیب کا نہ پایا جاتا ہے۔ اس قاعدہ کا نام ہے:

اَلْاَصْلُ فِی الصِّفَاتِ الْعَارِضَۃِ الْعَدَمُ

امور باطنیہ میں شئی کی دلیل ہی اس کے قائم مقام ہوتی ہے

یعنی وہ کام جن کی حقیقت پہ اطلاع پانا متعذر رہوان پہ ظاہر کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ مثلاً قتل عمد ثابت ہو جانے کی صورت میں قاتل کیخلاف قصاص کا فیصلہ ہوگا اور جن افعال کا تعلق قلب سے ہے۔ مثلاً خشوع وخضوع' بغض وحسد' محبت وعداوت ان کی

Marfat.com

حقیقت تک چونکہ رسائی ممکن نہیں لہٰذا ظاہری افعال واعمال اور حرکات وسکنات کو دیکھ کر ہی ان میں سے کسی شئی کا حکم کسی شخص پہ لگ جائے گا یعنی کسی کا عمل جس حکم کا تقاضا کرے گا وہ حکم اس پہ لاگو ہوگا۔ اس قانون کا پورا نام ہے: دَلِيلُ الشَّيْءِ فِي الْأُمُوْرِ الْبَاطِنَةِ يَقُوْمُ مَقَامَهُ يَعْنِي أَنَّهُ يُحْكَمُ بِالظَّاهِرِ فِيْمَا يَتَعَذَّرُ الْإِطِّلَاعُ عَلَيْهِ۔

گواہی خلاف ظاہر کے اثبات اور قسم اصل کو باقی رکھنے کیلئے ہوتی ہے

یہی وجہ ہے کہ مدعی گواہ لانے کا پابند ہوتا ہے کیونکہ اس کا دعویٰ ظاہر صورت کے خلاف ہوتا ہے اور مدعی علیہ سے صرف قسم لی جاتی ہے کیونکہ اس کا مقصود ظاہر حالت کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ مثلاً عورت نے مرد کیخلاف لباس ونفقہ نہ دینے کا دعویٰ کیا تو اس کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس میں اصل ان دونوں کا مرد کے ذمہ باقی رہنا ہے جیسا کہ اگر مدیون قرض کی ادائیگی کا دعویٰ کرے اور دائن اس کا منکر ہو تو قول دائن کا معتبر ہوگا مگر گواہ لانا لازم ہوگا (الاشباہ والنظائر) اسی قاعدہ کو اَلْبَيِّنَةُ لِإِثْبَاتِ خِلَافِ الظَّاهِرِ وَالْيَمِيْنُ لِإِبْقَاءِ الْأَصْلِ کا نام دیا گیا ہے۔

بندے کا اپنے اقرار کے ساتھ مواخذہ ہوگا

لیکن اس کیلئے چند شرائط ہیں (۱) اقرار مقر کی رضامندی سے ہو اگر اقرار بالجبر ہوگا تو قابل اعتبار نہ ہوگا (۲) مقر عاقل و بالغ ہو اگر نابالغ یا مجنون ہوگا تو اقرار درست نہ ہوگا۔ (۳) حاکم کا حکم اسے جھٹلا نہ سکتا ہو (۴) مقر نے جس شئی کا اقرار کیا ہے وہ امر محال نہ ہو کیونکہ امر محال کا اقرار شرعاً باطل ہے مذکورہ قاعدہ (اَلْمَرْءُ مُؤَاخَذٌ بِإِقْرَارِهٖ) قرآن پاک کی آیت ولیملل الذی علیہ الحق (البقرہ ۲۸۲) حضور علیہ السلام کے عمل کہ آپ ﷺ حضرت ماعز اور غامدیہ عورت کے اقرار پہ عمل کرتے ہوئے ان پہ حدود شرعیہ کا نفاذ کیا اور اجماع سے ثابت ہے کنز الدقائق ۳۲۴ پہ ہے: لان الامۃ اجتمعت علی ان الاقرار حجۃ فی حق نفسہ۔

کسی شئی کے بارے میں شہادت کب جائز ہوتی ہے؟

اس بارے میں قانون یہ ہے کہ اَلْأَصْلُ أَنَّهُ لَا يَجُوْزُ الشَّهَادَةُ لِشَيْءٍ إِلَّا إِذَا عُلِمَ بِوَجْهٍ مِنَ الْوُجُوْهِ الْمُوْجِبَةِ لِلْعِلْمِ۔ یعنی بنیادی طور پر کسی شئی کے بارے میں شہادت جائز نہیں ہوتی مگر جبکہ اسے موجب علم اسباب میں سے کسی کے ذریعے جانا جائے اور اسباب علم چار ہیں حواس خمسہ (دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی قوت) نقل متواتر (اتنے لوگوں کا کسی واقعہ کی شہادت دینا کہ جن کا جھوٹ پہ اتفاق عقلاً محال ہو۔) عقل صحیح اور استدلال۔ قاعدۂ مذکور کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ کسی کیلئے بھی بلا تحقیق وثبوت شہادت دینا ہرگز جائز نہیں ہے بلکہ شہادت کے سچ ہونے کے لئے گواہ کسی شک وشبہ میں بھی مبتلا نہ ہو اور جو گواہی محض حسد، کینہ اور بغض وعداوت کی بنا پر دی جائے اسے حدیث میں گناہ کبیرہ بلکہ شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

حرمت سے اباحت اور اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونا

اس بارے میں قانون یہ ہے کہ اَلْإِنْتِقَالُ مِنَ الْحُرْمَةِ إِلَى الْإِبَاحَةِ يُشْتَرَطُ فِيْهِ أَعْلَى الرُّتَبِ وَالْإِنْتِقَالُ

Marfat.com

اَلْإِبَاحَةِ اِلَى الْحُرْمَةِ يَكْفِيْ فِيْهِ اَيْسَرُ الْاَسْبَابِ۔ یعنی حرمت سے اباحت کی طرف منتقل ہونے کیلئے اعلیٰ اور قوی اسباب کا موجود ہونا شرط ہے جبکہ اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونے کیلئے آسان اور خفیف اسباب بھی کافی ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ کوئی حرام شئی تب تک مباح نہیں ہو سکتی جب تک کہ انتہائی اور قوی اسباب وعلل موجود نہ ہوں مگر اس کے برعکس مباح چیز کو حرام قرار دینے کیلئے اتنے قوی اسباب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک مسلمان (نعوذ باللہ) مرتد ہو گیا تو اس کا خون مباح ہو جاتا ہے اور ارتداد اباحت کیلئے بہت قوی دلیل ہے مگر اس کے برعکس اباحت کے حرمت میں تبدیل ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ تائب ہو کر از سر نو دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائے اور یہ سبب پہلے کے مقابلہ میں خفیف ہے۔

حدود کو قیاس سے نہیں بلکہ توقیفی احکام ودلائل سے ثابت کرنا ہوگا

اور وہ توقیفی احکام ودلائل قرآن وحدیث اور اجماع ہیں۔ (نور الانوار ص ۱۵۳) مثلاً زنا کے ثبوت کیلئے ایسے چار گواہوں کا ہونا ضروری ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے مرد وعورت کو اس حالت میں دیکھا ہو کہ جیسے سلائی سرمہ دانی میں اور رسی کنوئیں میں۔ اگر تین گواہ تو ایسی گواہی دیں اور چوتھا کہے کہ میں نے ایسے تو نہیں دیکھا بلکہ یوں دیکھا ہے کہ دونوں ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے تو چاروں کو حد قذف لگے گی (فتاویٰ رضویہ) پھر ان گواہوں کی عدالت کردار اور خصائل وغیرہ کے بارے میں سرًا اور جہرًا تحقیق کرنا قاضی کے ذمہ لازم ہے۔ یہی مطلب ہے اس قاعدے کا "لَايَجُوْزُ اِثْبَاتُ الْحُدُوْدِ مِنْ طَرِيْقِ الْقِيَاسِ وَاِنَّمَا طَرِيْقُ اِثْبَاتِهَا التَّوْقِيْفُ"۔

حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں

حد اس سزا کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہو اور اس پہ تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ شبہ کی بنا پر حد ساقط ہو جاتی ہے۔ لقوله عليه السلام ادرؤا الحدود بالشبهات (مسند امام اعظم) اور شبہ سے مراد وہ شئی ہے جو ثابت ہونے والی شئی کے مشابہ ہو اور درحقیقت ثابت نہ ہو (شرح وقایہ ج ۲ ص ۳۸۳، کنز الدقائق ص ۱۸۲) پھر شبہ کی تین اقسام ہیں۔ شبہ فی الفعل، فی المحل، فی العقد، پہلی دو متفق علیہ ہیں اور تیسری میں اختلاف ہے۔ بہر حال تینوں قسمیں حد زنا سے متعلق ہیں۔ ہر ایک کی تعریف اور مثالیں کتب فقہ سے معلوم کریں تاہم اس میں قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ اَلْحُدُوْدُ تُدْرَؤُ بِالشُّبُهَاتِ۔ یا بالفاظ دیگر اَلْحُدُوْدُ تَنْدَرِئُ بِالشُّبُهَاتِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ادفعوا الحدود عن عباد الله ما وجدتم له مدفعا (ابن ماجہ) اللہ کے بندوں سے حدود کو دور کرو جب تک تم دور کرنے کا راستہ پاؤ۔

وجوب میں تابع حکم میں بھی تابع ہی ہوتا ہے

یعنی جو حکم متبوع کا ہوگا وہی تابع کا ہوگا۔ مثلاً باجماعت نماز میں امام اصل اور متبوع ہوتا ہے اور مقتدی اس کے تابع ہوتا ہے تو اگر امام پہ دوران نماز سجدۂ سہو لازم ہو گیا تو مقتدی پہ خود بخود ہی ہو جائے گا لیکن اس کے برعکس مقتدی سے بھول ہو گئی تو

Marfat.com

اس کی وجہ سے امام پہ کچھ لازم نہیں اور نہ ہی مقتدی پہ کیونکہ وہ امام کے تابع ہے۔ وَالتَّابِعُ تَابِعٌ۔ اسی طرح کسی نے جنین (پیٹ میں موجود بچے) کو قتل کر دیا جبکہ حاملہ عورت کی جان محفوظ رہی تو قاتل کے ذمہ کفارہ قتل لازم نہ ہوگا کیونکہ اس مسئلہ میں حاملہ عورت اصل ہے اور حمل اس کی فرع اور تابع ہے تو جب اصل محفوظ ہے تو کفارہ لازم نہ ہوا۔

متبوع کے سقوط سے تابع بھی ساقط ہو جاتا ہے

مطلب یہ کہ متبوع اور اصل سے کوئی حکم ساقط ہوگا تو تابع وفرع سے بھی وہ حکم ساقط ہو جائے گا۔ مثلاً گونگے کیلئے تکبیر تحریمہ اور تلبیہ کہتے وقت اپنی زبان کو حرکت دینا لازم ہے مگر قرأت کے وقت زبان کو حرکت دینا لازم نہیں کیونکہ قرأت میں تلفظ متبوع ہے اور زبان کی حرکت تابع اور چونکہ متبوع ساقط ہو چکا ہے۔ لہٰذا تابع بھی ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح مناسک حج میں سے وقوف عرفہ کسی حاجی سے رہ گیا تو اس کیلئے رمی جمار کرنا اور منیٰ میں رات گزارنا وغیرہ بھی لازم نہیں بلکہ افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دے کیونکہ یہ احکام وقوف عرفہ کے تابع ہیں تو جب متبوع ساقط ہو گیا تو تابع بھی ساقط ہو گیا۔ (اَلتَّابِعُ يَسْقُطُ بِسُقُوْطِ الْمَتْبُوْعِ وَيَسْقُطُ الْفَرْعُ اِذَا سَقَطَ الْاَصْلُ)

تابع متبوع پر مقدم نہیں ہوتا

نماز میں مقتدی امام کے تابع ہے لہٰذا امام سے پہل نہ کرے بلکہ اگر نماز کا رکوع یا سجدہ امام سے پہلے کر لیا اور امام کے ساتھ بالکل شامل نہ ہوا تو نماز کو دہرائے گا۔ (نور الایضاح، ص ۸۳، مراقی الفلاح، ص ۷۹) اذان وقت کے تابع ہے اگر وقت سے پہلے دے دی تو اعادہ واجب ہوگا (کنز، ص ۱۹) طواف زیارت ایام نحر میں کرنا واجب ہے گویا ایام نحر متبوع اور طواف زیارت تابع ہے تو اگر کسی نے ایام نحر سے پہلے ہی طواف زیارت کر لیا تو ایام نحر میں دوبارہ کریگا اور ان ایام سے موخر کریگا تو بکری کی قربانی دے گا (نور الایضاح، ص ۱۷۶) اَلتَّابِعُ لَايَتَقَدَّمُ عَلَى الْمَتْبُوْعِ۔

جس شئی کا عقد کرنا موکل کیلئے جائز ہے اس کیلئے وکیل بنانا بھی صحیح ہے

اس قاعدے سے معلوم ہوگا کہ کن چیزوں میں کسی کو وکیل بنانا جائز ہے اور کن میں ناجائز۔ نماز روزے میں وکیل بنانے کی اجازت نہیں کیونکہ موکل پہ خود یہ چیزیں لازم ہیں۔ اسی طرح شہادت میں توکیل درست نہیں کیونکہ اس میں مقصود اصل شاہد کی عدالت وصدقت کا ثبوت ہوتا ہے جو کہ وکیل کے پیش ہونے سے پورا نہ ہو سکے گا۔ ہاں اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں جس میں شاہد کا عدالت میں پیش ہونا ممکن ہی نہ ہو تو پھر ایسا آدمی اس کی طرف سے بطور گواہ پیش ہو سکتا ہے جسے شاہد اصل کی شہادت و عدلت پہ پختہ یقین ہو۔ اسی طرح ارتکاب معاصی پہ سزا کیلئے توکیل جائز نہیں ہے۔ اس قانون کو فقہاء نے "صَحَّ التَّوْكِيْلُ لِكُلِّ شَيْءٍ جَازَ اَنْ يَّعْقِدَهٗ" کا نام دیا ہے۔

کسی شرط پہ معلق چیز اسی وقت ثابت ہوگی جب شرط پائی جائے گی

تعلیق بالشرط کا مطلب یہ ہے کہ ایک جملہ کے مضمون کے حصول کو دوسرے جملے کے حصول پر منحصر کرنا یعنی ایک کے پائے

Marfat.com

جانے کا حصول دوسرے پہ ہو جس کو معلق کیا گیا اسے معلق بالشرط اور جزاء کہتے ہیں اور جس کے ساتھ معلق کیا جائے اسے معلق علیہ اور شرط کہتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: انت طالق اذا دخلت دار فلان ۔ تجھے طلاق اگر تو فلاں کے گھر میں داخل ہو تو جونہی دخول دار کی شرط پائی جائے گی طلاق واقع ہو جائے گی۔ شرط کے ثبوت کیلئے ضروری ہے کہ شرط مناسب ہو عقد کے وقت موجود نہ ہو اور اس کا پایا جانا ممکن ہو ورنہ وہ شرط باطل ہو گی۔ اگر موجود شرط پہ کسی فعل کو معلق کیا گیا تو جزاء فوراً پائی جائے گی اور نافذ العمل ہو گی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا: میں تمہیں یہ گھر اجرت پہ دوں گا اگر تو نے پتھر کو سونے میں تبدیل کر دیا تو اس مثال میں چونکہ عقد اجارہ کو محال شرط پہ معلق کیا گیا ہے لہٰذا یہ شرط باطل ہو گی جس کی وجہ سے اجارہ بھی باطل ہو جائے گا۔ (باقی مثال کتب فقہ سے دیکھ لیں) بہرحال اس قاعدے کا نام ہے (اَلْمُعَلَّقُ بِالشَّرْطِ یَجِبُ ثُبُوْتُهٗ عِنْدَ ثُبُوْتِ الشَّرْطِ)

ہر نص پہ اس کے مطلق ومقید ہونے کے اعتبار سے عمل کیا جائے گا

مطلق کی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید میں وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ہے کہ رکوع کرو رکوع کرنیوالوں کے ساتھ۔ اس میں مطلقاً رکوع کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اس لیے مطلقاً رکوع کو فرض کہا جائے گا اور مقید کی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید کو چھونے کیلئے طہارت (باوضو ہونے) کی قید لگائی گئی ہے۔ لہٰذا بغیر طہارت کے قرآن مجید کو چھونے کی اجازت نہ ہو گی یا تیمم کیلئے صعیدا کے ساتھ طیباً۔ یعنی پاک مٹی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے اس شرط کا لحاظ نہ کیا تو تیمم صحیح نہ ہو گا۔ قتل خطا میں رقبۃ مومنۃ کی قید ہے۔ لہٰذا کفارہ میں غیر مومن آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہو گا کیونکہ اَلْاَصْلُ اَنْ یُّعْمَلَ بِمُقْتَضٰی کُلِّ نَصٍّ اِطْلَاقًا وَّ تَقْیِیْدًا۔

غیر مقصود عمل میں مشغول ہونا مقصود عمل سے اعراض کے مترادف ہے

مثلاً کسی نے اپنی زمین فروخت کی اور اس کے شریک نے اس پہ شفعہ کرنے کے ارادے کا اظہار کیا لیکن جب مشتری سے اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا کہ تو نے یہ زمین کتنے کی خریدی ہے یا کہا کیا تو نے سستی خریدی ہے تو اتنا کہنے سے شفع کا حق باطل ہو جائے گا کیونکہ ایسے سوالات غیر مقصود عمل میں مصروف ہونا ہے جس کے سبب مقصود سے اعراض ثابت ہوتا ہے۔ مرد نے عورت کو کہا تو اپنے آپ کو طلاق دے لے لیکن اس کے ساتھ ساتھ طلاق کے اختیار کو مجلس کے ساتھ مقید کر دیا تو اگر اس عورت نے اسی مجلس میں اپنے آپ کو طلاق دے لی تو واقع ہو گئی کیونکہ یہی مقصود عمل ہے اور اگر اس مجلس سے اٹھ کھڑی ہو یا دوسرے کام میں مصروف ہو گئی تو اب اگر اپنے آپ کو طلاق دے گی بھی تو واقع نہ ہو گی کیونکہ اَلْاِشْتِغَالُ بِغَیْرِ الْمَقْصُوْدِ اِعْرَاضٌ عَنِ الْمَقْصُوْدِ۔ غیر مقصود عمل میں مصروف ہونا مقصود عمل سے اعراض سمجھا جائے گا۔

ظاہر صرف استحقاق کا دفاع کرتا ہے اس کو ثابت نہیں کرتا

مثلاً کسی کی زمین میں پرندے نے بچے یا انڈے دیئے یا ہرن وغیرہ نے اپنی رہائش بنالی تو جس نے ان پہ قبضہ کر لیا یہ اسی کی ملکیت ہو جائیں گے۔ زمین کا مالک ان پہ اپنے استحقاق کا دعویٰ نہیں کر سکتا بشرطیکہ اس نے یہ زمین اس مقصد کیلئے مخصوص نہ

Marfat.com

کر رکھی ہو کیونکہ بظاہر اٹھانے والے کا قبضہ اس کے استحقاق کے مانع ہے لیکن جب مالک زمین نے اپنی زمین اسی مقصد کیلئے مخصوص کر رکھی ہے تو پھر ان پہ اسی کا استحقاق ثابت ہو جائے گا جیسا کہ حاشیہ کنز الدقائق' ص ۲۵۹ پہ ہے۔ اسی سے فقہ کا یہ قاعدہ وجود میں آیا: اَلْاَصْلُ اَنَّ الظَّاهِرَ يَدْفَعُ الْاِسْتِحْقَاقَ وَلَا يُوْجِبُ الْاِسْتِحْقَاقَ۔

گواہ لانا اسی کے ذمہ ہوگا جس کا دعویٰ ظاہر صورت کے خلاف ہوگا

مثلاً کسی نے دوسرے کے دین موجل (جس کی مدت مقرر ہو) کا اقرار کیا اور مقرلہ نے دین کے بارے میں اس کی تصدیق کر دی مگر معینہ مدت کا انکار کر دیا اور کہا کہ تیرے ذمے یہ قرض بالفور واجب الادا ہے تو اس مسئلہ میں مقرلہ کا قول معتبر ہوگا کیونکہ ظاہر حالت اسی کی تائید کر رہی ہے کیونکہ اس میں مقر نے مقرلہ کیلئے قرض کا اقرار کیا ہے جو اس کا حق ہے جس کا تقاضا ہے کہ فوراً ادا کیا جائے اور دوسرا مدت معینہ کا دعویٰ کیا ہے جو کہ مقر کا اپنا حق ہے اور یہ ظاہر کیخلاف ہے اس لیے اس پر اپنے دعوے کے گواہ لانا لازم ہوں گے ورنہ اس کا دعویٰ تاجیل قبول نہ ہوگا۔ (حاشیہ کنز' ص ۲۷۲) قاعدہ فقہیہ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں: اَلْاَصْلُ اَنَّ مَنْ سَاعَدَهُ الظَّاهِرُ فَالْقَوْلُ قَوْلُهُ وَالْبَيِّنَةُ عَلٰى مَنْ يَّدَّعِيْ خِلَافَ الظَّاهِرِ کہ بنیادی طور پر (متخاصمین میں سے) جس کی مدد ظاہر حال کرے گا اس کا قول معتبر ہوگا اور بینہ لانا اس کے ذمہ ہوگا جس کا دعویٰ ظاہر صورت کیخلاف ہوگا۔

مسلمانوں کے امور صواب وصلاح پہ محمول ہوں گے

یعنی امت مسلمہ کے ہر فرد کے عمل کو نیکی، حسن ظن اور درست سمت پہ محمول کیا جائے گا بشرطیکہ اس کی برائی یا غلط پہلو بالکل واضح نہ ہو جائے اور اگر جانب فساد ظاہر ہو جائے تو پھر اسی پہ محمول کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں بدگمانی سے منع فرمایا گیا ہے بلکہ اس کو گناہ قرار دیا گیا ہے: ان بعض الظن اثم۔ ہاں اگر کسی کی ظاہری صورت مشکوک ہو تو اس کے بارے میں سوءِ ظن رکھنا تو مباح ہے مگر یقینی دلائل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف کارروائی کرنے کی اجازت نہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: اِذَا ظَنَنْتُمْ فَلَا تَحَقَّقُوْا۔ اگر کسی کے بارے میں شبہ پیدا ہو جائے تو اس کی تحقیق میں نہ لگ جایا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں تک کسی معاملہ کا احسن پہلو نکلتا ہو اس کے مطابق ہی حکم لگانا چاہئے جب تک کہ اس کے برعکس صورت واضح نہ ہو جائے۔ اَلْاَصْلُ اَنَّ اُمُوْرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَحْمُوْلَةٌ عَلَى السَّدَادِ وَالصَّلَاحِ حَتّٰى يَظْهَرَ غَيْرُهٗ۔

امین کا قول ہی بینہ کے بغیر قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے

مثلاً مضارب کے پاس دو ہزار روپے ہوں اور اس نے رب المال سے کہا کہ تم نے ایک ہزار روپے بطور مضاربت مجھے دیئے تھے اور میں نے ان پہ ایک ہزار کا نفع حاصل کیا ہے لیکن رب المال نے کہا نہیں بلکہ میں نے دو ہزار روپے بطور مضاربت تمہیں دیئے تھے تو اس اختلاف کی صورت میں مضارب کا قول معتبر ہوگا کیونکہ مضارب اور رب المال کے درمیان اختلاف مقدار مقبوض میں ہے اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ مقدار مقبوض میں اختلاف کی صورت میں قابل کا قول معتبر ہوتا ہے خواہ وہ امین ہو یا ضمین اور مذکورہ

Marfat.com

ورت میں مضارب مال مضاربت کا امین ہے: وَالْاَصْلُ اَنَّ الْقَوْلَ قَوْلُ الْاَمِیْنِ مَعَ الْیَمِیْنِ مِنْ غَیْرِ بَیِّنَةٍ۔

عادت عام یا غالب ہو جائے تو اس کا اعتبار کیا جاتا ہے

مثلاً کسی درزی کو کپڑا سینے کیلئے دیا تو دھاگہ، بٹن اور سوئی وغیرہ کے اخراجات درزی کے ذمے ہی ہوں گے جبکہ اس کی مقررہ اجرت کپڑے کے مالک کے ذمہ ہوتی ہے چونکہ اس پہ عوام الناس کا عام عمل ہے۔ لہٰذا یہ عادت (شرعاً بھی) معتبر ہے۔ اشتہار اور کتابوں کی کتابت کیلئے سیاہی اور قلم وغیرہ کے اخراجات کاتب کے ذمہ ہوں گے اور اس کی معینہ اجرت مستاجر کے ذمہ یہی عادت ہے جو کہ معتبر ہے۔ الغرض معاشرہ میں جاری ایسے تمام احوال عرفاً درست ہیں اور انہیں اپنانا جائز ہے جبکہ کوئی شرعی مانع نہ ہو کیونکہ اِنَّمَا تُعْتَبَرُ الْعَادَةُ اِذَا اطَّرَدَتْ اَوْ غَلَبَتْ۔

واجب کو مکمل کرنے والی شئی بھی واجب ہے

حدیث میں ہے: ''اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں فرماتا جبکہ وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے''۔ (سنن ابی داؤد عن ابی ہریرہ) تو چونکہ نماز وضو کے بغیر مکمل نہیں۔ لہٰذا وضو نماز کیلئے واجب ٹھہرا۔ اسی طرح نماز کے صحیح ہونے کیلئے بدن و جگہ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے۔ تعدیل ارکان بھی نماز میں واجب ہیں کیونکہ ان کے بغیر نماز پڑھنے والے کو حضور علیہ السلام نے بار بار نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ (دیکھئے سنن ابی داؤد مترجم، ج ۱، ص ۳۳۴ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) اس سے ہمیں یہ قاعدہ ملا کہ مَا لَا یُتِمُّ الْوَاجِبُ اِلَّا بِهٖ فَهُوَ وَاجِبٌ۔ یاد رہے کہ تعدیل ارکان کے ترک پہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے ہاں سجدہ سہو لازم ہے۔ (ہدایہ، ج ۱، ص ۴۷)

شرط کی رعایت بقدر امکان لازم ہوتی ہے

جبکہ وہ شرط شرعاً اور عرفاً ممنوع نہ ہو کیونکہ شرط کی تین اقسام ہیں۔ جائز، فاسد اور لغو۔ شرط جائز اور لغو کے ساتھ عقد صحیح ہو جاتا ہے جبکہ شرط فاسد کے ساتھ عقد بھی فاسد ہو جاتا ہے لیکن بعض ایسے معاملات ہوتے ہیں جو شرط فاسد کے ساتھ فاسد نہیں ہوتے اس صورت میں وہ شرط لغو بن جاتی ہے جیسے قرض، ہبہ، صدقہ، رہن، وصیت، شرکت، مضاربت اور قضا وغیرہ۔ مثلاً اگر کسی نے گھریا کوئی شئی کسی کو ہبہ کی اس شرط پہ کہ وہ اس کے عوض اس کو کوئی چیز دے گا تو اس کا ہبہ تو صحیح ہوگا مگر شرط باطل ہوگی کیونکہ ہبہ فاسد شرط کے ساتھ باطل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ کنز، ص ۳۵۶ پہ ہے۔ من وھب دارا علی...... اسی طرح دیگر امور مذکورہ کا بھی حال ہے۔ شرط جائز وہ ہے کہ عقد اس کا تقاضا کرے اور وہ عقد کے مناسب بھی ہو یا وہ شرط عرف میں جاری ہو یا پھر اس کے جواز میں شرعی حکم موجود ہو۔ اس تعریف میں جائز شرط کی تین علامات بھی بیان کی گئی ہیں۔ (۱) عقد اس کا تقاضا کرتا ہو اور وہ عقد کے مناسب بھی ہو (۲) عرف عام میں وہ شرط جاری ہو (۳) شرعاً وہ شرط جائز ہو۔ شرط فاسد وہ ہے جس کا تقاضا نہ عقد کرے اور نہ ہی وہ عقد کے مناسب ہو اور اس میں متعاقدین میں سے ایک کا نفع ہو۔ مثلاً کپڑا فروخت کرتے وقت بائع یہ شرط لگا دے کہ وہ بذات خود اس کی سلائی کریگا اور شرط لغو ان دونوں کے علاوہ ہے جیسے مبیع کے نفع اور فائدہ کی شرط عائد کر دینا مثلاً حیوان بیچتے وقت یہ شرط لگا دی کہ مشتری اسے آگے فروخت نہیں کر سکتا یا دودھ دینے والی گائے بھینس فروخت کی اور شرط لگا دی

Marfat.com

کہ مشتری اس کا دودھ نہ نکالے گا بلکہ سارا دودھ اس کے بچے کو پلائے گا۔ یہ سب کچھ اس قاعدہ کے تحت ہے: یَلْزَمُ مُرَاعَاۃُ الشَّرْطِ بِقَدْرِ الْإِمْکَانِ۔

شرعاً ثابت ہونے والا عمل ایسے عمل پہ مقدم ہوتا ہے جو شرط سے ثابت ہو

اسی قاعدہ کے تحت ان چیزوں کی نذر ماننا صحیح نہیں جو بندے کے ذمے شرعاً واجب ہوتی ہیں۔ اسی لیے فرض حج نہ کرنے والا نفلی یا نذر کے حج کا احرام باندھ لے تو اس کا حج فرضی ہی ادا ہوگا کیونکہ فرض حج بالشرع ثابت ہے اور نذر روالا بالشرط۔ یہی حال رمضان شریف کے مہینے میں نفلی یا نذری روزے کی نیت کا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے اپنا مال زکوٰۃ فقیر کو نفلی صدقہ کی نیت سے دے دیا تو ان کی زکوٰۃ ہی ادا ہوگی نہ کہ نفلی صدقہ۔ بیوی کو کہا تجھے ہزار کے عوض اس شرط پہ طلاق دی کہ میرے لیے رجوع کا حق باقی ہے تو طلاق رجعی ہو جائے گی مگر ہزار کا لفظ ساقط ہو جائے گا کیونکہ ہزار شرط سے ثابت ہے اور رجعت شرع سے اور شرع شرط کے مقابلہ میں اقویٰ ہے لہٰذا اسی کے مطابق حکم ہوگا۔ مَاثَبَتَ بِالشَّرْعِ مُقَدَّمٌ عَلٰی مَاثَبَتَ بِالشَّرْطِ۔

حکم ثابت کرنیوالا دلیل لانے کا محتاج ہوتا ہے

لقولہ تعالٰی قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین اور یہ قاعدہ (اَلْمُثْبِتُ لِلْحُکْمِ یَحْتَاجُ اِلَی اَقَامَۃِ الدَّلِیْلِ) تمام کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ مثلاً زید نے بکر کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس کے ذمے ہزار روپے قرض واجب الادا ہیں لیکن بکر نے اس دعویٰ کا انکار کر دیا تو اب دعویٰ کے اثبات کیلئے دلائل اور گواہ لانا زید کی ذمہ داری ہے۔ اگر زید نے اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کر دیا تو بکر ہزار روپیہ دینے کا پابند ہوگا۔

گواہی حجت متعدیہ ہے اور اقرار حجت قاصرہ ہے

مطلب یہ کہ گواہی سے ثابت ہونے والا حکم صرف مدعی کی ذات تک محدود نہیں ہوگا بلکہ اس کے ورثاء کیلئے بھی حجت ہوگا کیونکہ بینہ کے حجت ہونے کیلئے قضاو قاضی کا ہونا ضروری ہے جس کو ولایت عامہ حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سے ثابت ہونے والا حکم صرف مدعی کی ذات تک محدود نہ ہوگا بخلاف اقرار کے کیونکہ وہ بذات خود حجت ہے اس کیلئے قضائے قاضی کا ہونا ضروری نہیں۔ لہٰذا اس سے ثابت ہونے والا حکم صرف مقر کی ذات تک محدود ہوگا کیونکہ مقر کو صرف اپنے نفس پہ ولایت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ زید نے عمرو سے ایک پلاٹ خریدا۔ پھر بکر نے اس میں سے بعض پہ اپنے استحقاق کا دعویٰ کر دیا تو اگر اس نے اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کر دیا اور قاضی نے اس کے مطابق فیصلہ دے دیا تو زید اپنے حصے کی قیمت لوٹانے کیلئے عمرو سے رجوع کر سکتا ہے کیونکہ بینہ حجت متعدیہ ہے۔ لہٰذا صرف مشتری تک محدود نہیں رہے گی بلکہ مشتری سے بائع کی جانب بھی منتقل ہوگی اور اگر مشتری (زید) نے بکر کیلئے اس پلاٹ میں سے بعض کا اقرار کیا کہ وہ بکر کی ملکیت ہے تو اس صورت میں وہ بائع کی طرف اس حصے کی قیمت کیلئے رجوع نہیں کر سکتا کیونکہ اقرار حجت قاصرہ ہے جو مشتری سے بائع کی طرف منتقل نہیں ہو سکتی (اَلْبَیِّنَۃُ حُجَّۃٌ مُّتَعَدِّیَۃٌ وَالْاِقْرَارُ حُجَّۃٌ قَاصِرَۃٌ)

Marfat.com

آسان کام تنگی کے سبب ساقط نہیں ہوگا

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْہُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔ جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اس میں سے اتنا بجالاؤ جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ مثلاً کسی شخص کے بعض اعضاء وضو کٹے ہوئے ہوں تو وضو یا غسل کرتے ہوئے باقی اعضاء کا دھونا واجب ہوگا۔ ایسا نہ ہوگا کہ کٹے ہوئے اعضاء کی وجہ سے صحیح اعضاء کا دھونا بھی ساقط ہو جائے کیونکہ درست اعضاء کا دھونا آسان ہے اور مقطوع اعضاء کا دھونا محال اور محال کے سبب ممکن عمل ساقط نہ ہوگا۔ اسی طرح کوئی عضو اگر زخمی ہے جس کا دھونا نقصان دہ ہے تو صحیح عضو کو دھولیا جائے تو زخمی کا مسح کر لیا جائے۔ کسی کے پاس پوری شرمگاہ ڈھانپنے کیلئے بھی کپڑا نہیں ہے تو جتنا ہے اس کو استعمال کر لیا جائے۔ ایسا نہیں ہے کہ مکمل ستر عورت کیلئے کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے جتنا ہے اسے بھی استعمال نہ کریں کیونکہ اَلْمَیْسُوْرُ لَا یَسْقُطُ بِالْمَعْسُوْرِ۔ آسان عمل تنگ حالی کے سبب سے ساقط نہیں ہوتا۔

فائدہ مشقت کی مقدار حاصل ہوتا ہے اور مشقت فائدے کی مقدار ہوتی ہے

یعنی جتنا انعام اعلیٰ ہوتا ہے اتنی ہی محنت بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ عبادات کو لے لیجئے گھر کی نماز کا وہ ثواب نہیں جو مسجد کی نماز کا ہے بے جماعت نماز کا وہ ثواب نہیں جو باجماعت کا ہے نوافل بیٹھ کر پڑھو تو آدھا ثواب کھڑے ہو کر پڑھو تو پورا۔ حج میں زیادہ مشقت ہوتی ہے اس لیے اس کی فضیلت بھی زیادہ ہے کہ تمام گناہ ختم کر دیتا ہے۔ رجع کیوم ولدتہ امہ۔ عبادات کی طرح معاملات کا بھی یہی حال ہے۔ ایک عمارت چند اشخاص کی مشترکہ ملکیت ہے اور اس کے بوسیدہ ہو جانے سے اس کی مرمت ضروری ہے ورنہ سب کا نقصان ہوگا لہٰذا ہر شریک اپنے حصے کی مقدار خرچہ برداشت کرے کیونکہ اس کے منافع میں تمام شریک ہیں۔ یہی مطلب ہے اس قاعدے کا اَلنِّعْمَۃُ بِقَدْرِ النِّقْمَۃِ وَالنِّقْمَۃُ بِقَدْرِ النِّعْمَۃِ۔

مشقت آسانی لاتی ہے

لیکن ایسی مشقت جو انسان کے لئے ضرر رساں ہو ورنہ تو سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا اور گرمیوں میں رمضان کے روزے رکھنا بھی مشقت سے خالی نہیں مگر یہ مشقت قابل برداشت ہے ہاں بندہ پانی کے استعمال پہ قادر نہ ہو جان ضائع ہونے کا خطرہ ہو یا بیماری بڑھنے کا گمان غالب ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ اسی طرح بیماری کے سبب کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو یا رکوع سجدہ نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھ لے۔ سفر کی وجہ سے موزوں پہ مسح کی مدت بڑھا دی جاتی ہے۔ مکرہ کو کلمۂ کفر زبان پہ لانے کی اجازت ہے جبکہ قلبہ مطمئن بالایمان۔ اس قاعدہ (اَلْمَشَقَّۃُ تَجْلِبُ التَّیْسِیْرَ) کا ماخذ قرآنی آیات قرآنی آیات یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ وماجعل علیکم فی الدین من حرج۔ اور کئی احادیث الدین یسر۔ یسروا ولا تعسروا وغیرہ ہیں۔

ممنوع وفاسد افعال کا سبب بننے والے ذرائع کو ختم کرنا ضروری ہے

مطلب یہ کہ جو افعال خود تو مباح ہوں مگر کسی ممنوع فعل تک پہنچانے کا سبب بنیں وہ بھی ممنوع قرار پائیں گے۔ اسی لیے

Marfat.com

بدکاری کے قریب جانے سے بھی روک دیا گیا یعنی یہ نہ فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ فرمایا: ولا تقربوا الزنا زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ لہٰذا وہ تمام راستے جو جنسی خواہش کو ابھارتے ہیں۔ فلمیں' ڈرامے' فحش لٹریچر' مرد و زن کا اختلاط' بے پردگی' نظر بازی' چست و تنگ اور بھڑ کیلے لباس ان تمام سے بچا جائے۔ ارتکاز دولت سے بھی اسی لیے منع فرمایا گیا کہ اس سے معاشرے میں معاشی بدحالی اور مالی ناہمواری پیدا ہوگی۔ پھر بعض ذرائع سے اجتناب واجب ہے جیسا کہ مذکورہ مثالیں' بعض ذرائع سے بچنا مستحب ہے جیسے اس آدمی سے معاملہ کرنا جس کا اکثر مال حرام ہو۔ بعض سے بچنا مکروہ بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصتوں کو قبول نہ کرنا (عمدۃ القاری' ج ۱۱ ص ۱۶۶) اس قاعدہ (سَدُّ الذَّرَائِعِ اَوْ حَسْمُ مَادَةِ وَسَائِلِ الْفَسَادِ) کی اصل کئی احادیث ہیں ان میں سے ایک یہ ہے: دع مایریبك الی ما لایریبك۔ مشکوک چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک کو اپناؤ۔ (رواہ الترمذی' عن حسن بن علی رضی اللہ عنہ)

کوئی حکم فعل کی جہت سے ثابت ہو جاتا ہے جبکہ وہ قول کی نسبت سے ثابت نہیں ہوتا

مطلب یہ کہ کبھی ایک حکم قولاً ثابت نہیں ہوتا مگر فعلاً ثابت ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے کسی کو اپنا وکیل بنایا اور پھر وکیل کی عدم موجودگی میں اس کو (زبان سے) معزول کر دیا تو جب تک وکیل کو اپنے معزول ہونے کا علم نہ ہوگا تب تک وہ وکالت سے معزول نہیں ہوگا اور معزول ہونے کے علم سے پہلے وہ جتنا بھی تصرف مامور بہ میں کریگا وہ صحیح ہوگا اور اگر موکل نے بذات خود اس مجلس میں مامور بہ میں تصرف کر دیا تو موکل کے اس فعل سے وکیل معزول ہو جائے گا چاہے اسے معزول ہونے کا علم ہو یا نہ ہو کیونکہ موکل کے بنفسہ تصرف کرنے سے وکیل کیلئے موکل فیہ باقی ہی نہیں رہا جس کے سبب وہ تصرف کرنے سے عاجز آ گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وکیل کی معزولی کا حکم قول سے نہیں بلکہ فعل سے ثابت ہوا ہے۔ اس قاعدے کا نام ہے اَلْاَصْلُ اَنَّهٗ قَدْ یَثْبُتُ مِنْ جِهَةِ الْفِعْلِ مَالَا یَثْبُتُ مِنْ جِهَةِ الْقَوْلِ۔

وہ حقوق جو ورثاء کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور جو منتقل نہیں ہوتے

مثلاً خیار شرط کا حق ورثاء کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ کسی نے قاضی کی عدالت میں شفعہ کا دعویٰ دائر کر دیا اور فیصلہ سے قبل فوت ہو گیا تو اس کا یہ حق ورثاء کی طرف منتقل نہ ہوگا کیونکہ شفعہ کیلئے شرط ہے کہ سبب شفعہ پر شفیع کی ملکیت بیع کے وقت سے لے کر شفعہ کے ساتھ لینے تک باقی رہے مگر شفیع کی موت کے سبب یہ شرط معدوم ہو جاتی ہے۔ کنز الدقائق میں ہے تبطل الشفعة لموت الشفیع (ص ۴۰۵) علاوہ ازیں وراثت کے حقوق دوسروں کی طرف منتقل ہوتے ہیں ان کی پوری تفصیل کتب فقہ میں دیکھ لیں کہ وراثت کے تین اسباب ہیں زوجیت قرابت اور ولاء کیونکہ بنیادی طور پر اسباب ارث کی دو صورتیں ہیں (۱) جنہیں زائل کرنا ممکن ہے (۲) جنہیں زائل کرنا ممکن نہ ہو۔ نمبر ۱ کی مثال زوجیت ہے کہ خاوند مرض الموت سے قبل ہی بیوی کو طلاق دے دے تو یہ سبب ختم ہو جاتا ہے اور بیوی اپنے سابق شوہر کی میراث میں حصہ دار نہیں ہو سکتی۔ نمبر ۲ کی پھر دو قسمیں ہیں (۱) جانبین کے لئے وراثت کا استحقاق ثابت ہوگا جیسے خاوند' بیوی' باپ بیٹا' ماں اور اس کی اولاد۔ یہ تمام تعلقات ایسے ہیں جو ختم نہیں ہو سکتے اور طرفین میں سے کسی کی موت سے دوسرے کیلئے وراثت کا حق ثابت ہوتا ہے یہ سبب قرابت کہلاتا ہے۔ (۲) وراثت کا حق جانب واحد سے تو ثابت ہے جبکہ دوسری جانب سے یہ حق ثابت نہیں اس کا نام ولا ہے مثلاً کسی آقا نے اپنے غلام کو آزاد

Marfat.com

کیا پھر وہ کاروبار کرتا رہا حتیٰ کہ کافی جائیداد کا مالک بن گیا اور مرتے وقت اپنے آزاد کرنے والے کے علاوہ کوئی قریبی یا بعیدی رشتہ دار موجود نہ ہو تو وہ آقا اس کی جائیداد کا وارث ہوتا ہے لیکن اگر آقا فوت ہو جائے تو وہ آزاد ہونے والا اس کا وارث نہیں بن سکتا یعنی یہاں وراثت کا حق ایک جانب سے ہوگا بس یہی صورتیں سبب ارث ہیں اور اس قاعدہ کا نام ہے: مِنَ الْحُقُوْقِ مَایَنْتَقِلُ اِلَی الْوَارِثِ وَمِنْهَا مَا لَایَنْتَقِلُ۔

اب آخر میں پچیس قواعد فقہیہ کو صرف ترجمے کے ساتھ لکھ کر اس موضوع کو مکمل کیا جا رہا ہے۔

۱۰۱-مَاثَبَتَ بِيَقِيْنٍ لَّا يَرْتَفِعُ اِلَّا بِالْيَقِيْنِ۔ جو بات یقین سے ثابت ہو وہ یقین ہی کے ذریعے مرتفع ہوتی ہے یعنی یقینی دلیل سے ثابت ہونے والی چیز کا ارتفاع بھی یقینی دلیل سے ہی ہوتا ہے۔

۱۰۲-اَلْاَصْلُ الْعَدَمُ۔ نہ ہونا اصل ہے (اس قاعدے کا تعلق ان اوصاف سے ہے جو کسی چیز کو عارض ہوتے ہیں)۔

۱۰۳-اَلْاَصْلُ الْوُجُوْدُ۔ وجود ہی اصل ہے اس ضابطے کا تعلق کسی چیز کی صفات اصلیہ کے ساتھ ہے۔

۱۰۴-اَلتَّعْزِيْرُ يَثْبُتُ بِالشُّبْهَةِ۔ شبہ بھی تعزیر کیلئے کافی ہے۔ والشبهة مايشبهه بالثابت وليس بثابت۔ شبہ وہ ہوتا ہے جو ثابت نہ ہو لیکن ثابت کے مشابہ ہو۔

۱۰۵-مَاحَرُمَ فِعْلُهٗ حَرُمَ طَلَبُهٗ۔ جس کام کا کرنا حرام ہے اس کی طلب بھی حرام ہے۔

۱۰۶-لَاعِبْرَةَ بِالظَّنِّ الْبَيِّنُ خَطَاهُ۔ اس گمان کا کوئی اعتبار نہیں جس کا غلط ہونا ظاہر ہو۔

۱۰۷-اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ۔ جنگ (میں دشمن کو) دھوکہ (دیا جا سکتا) ہے۔

۱۰۸-اَلثَّابِتُ بِالْعُرْفِ كَالثَّابِتِ بِالنَّصِّ۔ جو چیز عرف کے ذریعے ثابت ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی چیز نص کے ذریعے ثابت ہو۔

۱۰۹-اَلْعَادَةُ تُجْعَلُ حُكْمًا اِذَا لَمْ يُوْجِدِ التَّصْرِيْحُ بِخِلَافِهٖ۔ عادت و عرف پہ وہاں حکم لگایا جائے گا جہاں نص صریح اس کے مخالف نہ ہو۔

۱۱۰-اَلْبِنَاءُ عَلَى الظَّاهِرِ وَاجِبٌ مَالَمْ يَتَبَيَّنْ خِلَافُهٗ۔ ظاہر پر بنیاد رکھنا واجب ہے جب تک کہ اس کیخلاف ثبوت نہ ہو۔

۱۱۱-مُجَرَّدُ الْخَبَرِ لَا يُصْلِحُ حُجَّةً۔ محض خبر دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

۱۱۲-اَلثَّابِتُ بِالْبَيِّنَةِ كَالثَّابِتِ بِالْمُعَايَنَةِ۔ گواہی سے ثابت شدہ امر مشاہدہ سے ثابت شدہ امر کی طرح ہے۔

۱۱۳-اَلْمُعَلَّقُ بِالشَّرْطِ مَعْدُوْمٌ قَبْلَ الشَّرْطِ۔ جو چیز کسی شرط پر معلق ہو وہ شرط کے وجود سے پہلے معدوم سمجھی جائے گی۔

۱۱۴-يَسْقُطُ اِعْتِبَارُ دَلَالَةِ الْحَالِ اِذَا جَآءَ التَّصْرِيْحُ بِخِلَافِهَا۔ دلالت حال کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے جبکہ اس کا مخالف پہلو صراحت کے ساتھ ثابت ہو جائے۔

۱۱۵-يَجِبُ الْعَمَلُ بِالْمَجَازِ اِذَا تَعَذَّرَ الْعَمَلُ بِالْحَقِيْقَةِ۔ مجاز پہ عمل واجب ہو جاتا ہے جبکہ حقیقت پہ عمل متعذر ہو

Marfat.com

جائے۔

۱۱۶- اَلْكِتَابُ اِلٰى مَنْ نَأىٰ كَالْخِطَابِ بِمَنْ دَنٰى۔ دور والے کے نام خط حکم کے لحاظ سے ایسے ہی ہے جیسے سامنے والے سے خطاب

۱۱۷- اَلْوَلَدُ يَتْبَعُ خَيْرَ الْاَبَوَيْنِ دِيْنًا ۔ بچہ اپنے والدین میں سے اس کے تابع سمجھا جائے گا جو دین کے اعتبار سے بہتر ہے۔

۱۱۸- مَنْ فِىْ دَارِ الْحَرْبِ فِىْ حَقِّ مَنْ فِىْ دَارِ الْاِسْلَامِ كَالْمَيِّتِ۔ دار الحرب میں رہنے والا اس شخص کے حق میں جو دار الاسلام میں رہتا ہے میت کی طرح ہے۔

۱۱۹- مَالُ الْمُسْلِمِيْنَ لَايَصِيْرُ غَنِيْمَةً لِّلْمُسْلِمِيْنَ بِحَالٍ۔ مسلمانوں کا مال کسی حال میں بھی مسلمانوں کیلئے مال غنیمت نہیں ہو سکتا۔

۱۲۰- شَرْطُ صِحَةِ الصَّدَقَةِ التَّمْلِيْكُ۔ صدقہ واجبہ کے صحیح ہونے کی شرط مالک بنانا ہے۔

۱۲۱- اَلتَّبَرُّعُ فِى الْمَرَضِ وَصِيَّةٌ۔ مرض الموت میں احسان وحسن سلوک وصیت کے حکم میں ہے۔

۱۲۲- خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا۔ ہر چیز میں بہتر وہی ہے جو درمیانی ہو۔

۱۲۳- اَلسُّكْرَانُ فِى الْحُكْمِ كَالصَّاحِىْ۔

نشے میں مدہوش حکم کے اعتبار سے باہوش کی طرح ہے۔

۱۲۴- عِنْدَ اِجْتِمَاعِ الْحُقُوْقِ يُبْدَأُ بِالْاَهَمِّ۔

مختلف حقوق جمع ہو جائیں تو جو سب سے اہم ہے اس کو اوّلیت دی جائے گی۔

۱۲۵- لَا يَجُوْزُ تَرْكُ الْوَاجِبِ لِلْاِسْتِحْبَابِ۔ کسی مستحب کی وجہ سے واجب کا ترک کر دینا جائز نہیں ہے۔

(الاشباہ والنظائر۔ شرح السیر الکبیر)

Marfat.com

سنن ابوداؤد شریف

کی منتخب احادیث

Marfat.com

Marfat.com

امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ

امام بخاری اور مسلم کے بعد جو امام حدیث سب سے زیادہ مرتبہ اور مقام کے مالک ہیں وہ امام ابوداؤد بجستانی ہیں۔ جس زمانہ میں امام ابوداؤد نے تصنیف و تالیف کا آغاز کیا اس وقت عام طور پر علم حدیث میں جوامع اور مسانید کی تالیف کی جاتی تھیں انہوں نے سب سے پہلے کتاب السنن لکھ کر علم حدیث میں ایک نئی راہ دکھلائی اور اس کے بعد متعدد آئمہ حدیث نے ان کے چراغ سے چراغ جلانے شروع کر دیئے اور فن حدیث میں کتب سنن کا ایک قابل قدر ذخیرہ جمع ہوگیا۔

امام ابوداؤد علم و حکمت میں جس طرح بے مثال تھے اسی طرح عبادت و ریاضت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علماء اور فضلاء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اولیاء کرام ان کی زیارت کے لئے آتے اور حکام وقت ملاقات کے لئے پہروں ان کے دروازے پر کھڑے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ شہرت اور مقبولیت عطا فرمائی تھی وہ جس قدر دین کی خدمت کی لگن رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اتنا ہی اونچا کر دیا۔

ولادت وسلسلۂ نسب

امام ابوداؤد کے نسب میں اختلاف ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کا نسب ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بن شداد بن عمرو بن عامر بیان کیا ہے۔ بعض لوگوں نے عامر کی جگہ عمران بھی لکھا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمران جنگ صفین میں حضرت علی کی رفاقت میں شہید ہوگئے تھے اور ابن واسہ اور آجری نے آپ کا نسب یوں بیان کیا ہے۔ حافظ ابوداؤد سلیمان بن الشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بجستانی۔ (حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۶۹)

امام ابوداؤد ۲۰۲ھ کو بجستانی میں خاندان ازو کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے یہ سال ولادت خود امام ابوداؤد کا بیان کردہ ہے۔

وطن مالوف

اس بات پر مورخین کا اتفاق ہے کہ امام ابوداؤد کا وطن بجستان ہے البتہ بجستان کے تعین میں مؤرخین کا اختلاف ہے ابن خلطان نے بیان کیا کہ بجستانی کی نسبت بجستان کی طرف ہے جو بصرہ کی ایک بستی ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس پر تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس نسبت کی تحقیق میں ابن خلطان نے مغالطہ کھایا ہے اور ان جیسے شخص سے اس مغالطہ

Marfat.com

پر حیرت ہے کیونکہ انہیں تاریخ اور تصحیح انساب میں کمال حاصل ہے چنانچہ امام تاج الدین سبکی نے بھی ان کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ ابن خلطان کا وہم ہے اور صحیح یہ ہے کہ بجستانی کی نسبت بجستان کی طرف ہے اور وہ سندھ اور ہرات کے درمیان قندھار سے متصل ایک مشہور ملک ہے جو ہند کے پہلو میں واقع ہے اور بزرگان چشت کا مشہور شہر چشت بھی اسی ملک میں ہے۔ .... (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ، بستان المحدثین ص ۲۸۳)

تحصیل علم حدیث

ابتدائی تعلیم کے بعد امام ابوداؤد نے علم حدیث کی طرف رغبت کی اور اپنے وقت کے مشہور اور جید اساتذہ اور جلیل القدر ائمہ حدیث سے اس علم کو حاصل کیا۔ علم حدیث کی تحصیل کی خاطر انہوں نے متعدد اسلامی شہروں کا سفر کیا خاص طور پر مصر، شام، حجاز، عراق اور خراسان وغیرہ میں کثرت کے ساتھ قیام کر کے علم حدیث حاصل کیا۔

سنن ابوداؤد میں انہوں نے اپنے ایک سفر کا واقعہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے مصر میں ایک لمبی لکڑی دیکھی جب اس کی پیمائش کی تو وہ تیرہ بالشت نکلی۔ نیز میں نے ایک بہت بڑا اترنج دیکھا جب اس کو کاٹ کر اونٹ پر لادا تو اس کے دونوں حصے بڑے نقاروں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔ (الحافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحافظ ج ۲ ص ۵۹۲)

خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ امام ابوداؤد بصرہ میں سکونت رکھتے تھے اور تحصیل علم کے دوران ان گنت مرتبہ بغداد گئے اور وہیں بیٹھ کر انہوں نے اپنی کتاب السنن لکھی۔ امام ابوداؤد نے اپنے بصرہ کے سفر کا ایک واقعہ لکھا کہ میں عثمان موذن سے سماع کے لئے بصرہ گیا جس دن بصرہ پہنچا اسی دن ان کا انتقال ہو گیا۔

(الحافظ ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۰)

سادگی

امام ابوداؤد حفظ حدیث، اتقان، روایت اور عبادت و ریاضت میں جس قدر بلند درجہ پر فائز تھے طبیعت کے اعتبار سے اسی قدر سادہ اور منکسر المزاج تھے۔ ان کی سادگی اور بے نفسی کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی ایک آستین فراخ اور دوسری آستین تنگ رکھا کرتے تھے جب ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا ایک آستین کشادہ اس لئے رکھتا ہوں کہ اس میں اپنی کتاب کے کچھ اجزاء رکھ سکوں اور دوسری آستین بلا ضرورت کشادہ رکھنا اسراف میں داخل سمجھتا ہوں۔ (الحافظ شمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحافظ ج ۲ ص ۱۷۱)

اساتذہ

جن مشاہیر اور اعاظم اساتذہ حدیث سے امام ابوداؤد نے روایت حدیث کی ہے ان کی پوری فہرست تو بے حد طویل ہے۔ چند اسماء یہ ہیں۔ ابوسلمہ بتوزکی، ابوالولید طیالسی، محمد بن کثیر العبدی، مسلم بن ابراہیم، ابوعمر حوضی، ابوتوبہ حلبی، سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی، سعید بن سلیمان واسطی، صفوان بن صالح دمشقی، ابوجعفر نفیلی، احمد، علی، یحییٰ، اسحٰق، قطن بن نسیر یہ اسماء علامہ

Marfat.com

ابن حجر نے ذکر کیے ہیں۔ (الحافظ ابن حجر التونی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۶۹) ان کے علاوہ حافظ ذہبی نے ابوعمر وضریر، قعنبی، عبداللہ بن رجاء، احمد بن یونس اور سلیمان بن حرب کا بھی امام ابوداؤد کے اساتذہ میں تذکرہ کیا ہے۔

(امام شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحافظ ج ۲ ص ۵۹۱)

امام ابوداؤد خود اپنے مشائخ کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوعمر وضریر سے ایک مجلس میں سماع کیا۔ ایک مجلس میں سعدویہ سے سماع کیا اسی طرح عاصم بن علی سے بھی ایک مجلس میں سماع کیا۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں عمر بن حفص کے پیچھے ان کے گھر گیا لیکن ان سے کسی چیز کا سماع نہ کر سکا۔ آجری کہتے ہیں کہ امام ابوداؤد نے ابن حمانی، سوید، ابن کاسب، ابن حمید اور ابن وکیع سے کبھی حدیث روایت نہیں کی اور خلال بیان کرتے ہیں کہ امام ابوداؤد نے امام احمد بن حنبل سے بھی ایک حدیث کا سماع کیا تھا اور وہ اس بات پر بے حد فخر کیا کرتے تھے۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۱)

تلامذہ

امام ابوداؤد کے تلامذہ کا حلقہ بھی بے حد وسیع تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپکے تلامذہ میں ان حضرات کا ذکر کیا ہے۔

ابوعلی محمد بن عمرو اللولوئی، ابوطیب، احمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن اشنانی، ابوعمرو احمد بن علی الحسن البصری، ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد اعرابی، ابوبکر محمد بن عبدالرزاق بن داستہ، ابوالحسن علی بن الحسن بن العبد الانصاری، ابوعیسیٰ بن اسحٰق بن موسیٰ بن سعید رملی، وراقہ، ابواسامۃ محمد بن عبدالملک بن یزید رواس یہ وہ خوش نصیب حضرات ہیں جنہوں نے امام ابوداؤد سے سنن ابوداؤد کو روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن یعقوب البصری ہیں جنہوں نے امام ابوداؤد سے کتاب الرد علی اہل القدر کو روایت کیا ہے اور ابوبکر احمد بن سلیمان النجار ہیں جنہوں نے امام ابوداؤد سے کتاب الناسخ والمنسوخ کو روایت کیا ہے اور حافظ ابوعبید محمد بن علی بن عثمان آجری ہیں انہوں نے امام ابوداؤد سے کتاب المسائل کو روایت کیا ہے اور اسمٰعیل بن محمد صفار ہیں انہوں نے امام ابوداؤد سے مسند مالک کو روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ امام ابوعبدالرحمٰن نسائی، امام ابوعیسیٰ ترمذی، حرب بن اسماعیل کرمانی، ذکریا ساجی، ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون الخلال الحنبلی، عبداللہ بن احمد بن موسیٰ عبدان الاہوزی، ابوبشر محمد بن احمد الدولابی، ابوعوانہ یعقوب بن اسحٰق الاسفرائنی، ابوبکر بن ابی داؤد ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا، ابراہیم بن حمید بن ابراہیم بن یونس عاقولی، ابوحامد بن جعفر اصبہانی، احمد بن معلیٰ بن یزید دمشقی، احمد بن محمد بن یاسین ہروی، حسن بن صاحب الشاشی، حسین بین ادریس انصاری، عبداللہ بن محمد بن عبدالکریم رازی، علی بن عبدالصمد، محمد بن مخلد دوری، محمد بن جعفر بن مستغاض فریابی اور ابوبکر محمد بن یحییٰ صولی (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۱) ان کے علاوہ امام ابوعیسیٰ ترمذی صاحب الجامع اور امام ابوعبدالرحمٰن نسائی صاحب السنن کو بھی امام ابوداؤد سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

کلمات الثناء

امام ابوداؤد کی علم حدیث میں بے نظیر مہارت اور ان کی عظیم خدمات پر ان کے اساتذہ، معاصرین اور دیگر علماء نے ان

Marfat.com

کی بے حد تعریف اور تحسین کی ہے۔ نیز ان کی خدا خوفی، پاک دامنی اور عبادت اور ریاضت کی بھی لوگوں نے بے حد قدر کی ہے چنانچہ احمد بن محمد بن یاسین ہروی کہتے ہیں کہ وہ حافظ حدیث تھے اور سند حدیث اور اس کی علل کے ماہر تھے۔ خدا سے بے حد ڈرتے تھے اور بے حد عبادت گزار تھے۔ محمد بن اسحاق صغانی اور ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوداؤد کے لئے علم حدیث اس طرح سہل کر دیا تھا جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو ملائم کر دیا تھا اور موسیٰ بن ہارون کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوداؤد کو دنیا میں خدمت حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کیا تھا اور ابوحاتم بن حبان نے کہا کہ ابوداؤد علم حدیث، علم فقہ اور تقویٰ اور خدا خوفی میں دنیا والوں کے امام تھے اور ابوعبداللہ بن مندہ نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے احادیث کا اخراج کیا اور حدیث معلول کو غیر معلول اور صواب کو خطا سے متمیز کیا وہ دنیا میں صرف چار شخص تھے امام بخاری، امام مسلم اور ان کے بعد ابوداؤد اور نسائی۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۲)

حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ امام ابوداؤد عالم باعمل تھے۔ حاکم نے کہا کہ وہ اپنے زمانہ میں تمام اصحاب حدیث کے امام تھے اور بعض آئمہ نے بیان کیا ہے کہ ابوداؤد اپنے خصائل میں امام احمد بن حنبل کے مشابہ تھے اور امام احمد اپنی سیرت میں امام وکیع کے مشابہ تھے اور وکیع، سفیان کے اور سیان، منصور کے مشابہ تھے اور منصور ابراہیم نخعی کے اور ابراہیم نخعی، علقمہ کے مشابہ تھے اور علقمہ، حضرت عبداللہ بن مسعود کے اور حضرت عبداللہ بن مسعود، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور ان مشائخ اور اساتذہ کے واسطوں سے امام ابوداؤد کی سیرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مشابہ تھی۔

(حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۲۹)

رجوع خلائق

امام ابوداؤد کے پاس ہر قسم کے لوگ آتے تھے۔ عقیدت مندوں کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا۔ تشنگان علوم حدیث دور دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ معاصرین علماء آپ کی مجلس میں مختلف علمی موضوعات پر مذاکرات کرتے۔ خدا رسیدہ اور درویش صفت بزرگ آ کر آپ کی زیارت کرتے اور بسا اوقات شاہان وقت بھی آ کر آپ کے دروازے پر دستک دیا کرتے تھے۔

قاضی ابومحمد احمد بن محمد بن لیث بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مشہور عارف باللہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری امام ابوداؤد سے ملاقات کے لئے آئے جب امام ابوداؤد کو معلوم ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے حضرت سہل کو خوش آمدید کہا۔ حضرت سہل نے کہا اے امام ذرا اپنی وہ مبارک زبان دکھائیں جس سے آپ احادیث رسول بیان کرتے ہیں تا کہ میں اس مقدس زبان کو بوسہ دوں۔ امام ابوداؤد نے زبان منہ سے باہر نکالی اور حضرت سہل نے اس کو انتہائی عقیدت کے ساتھ بوسہ دیا۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۲)

عبداللہ بن محمد سکی کہتے ہیں کہ مجھ سے امام ابوداؤد کے ایک خادم ابوبکر بن جابر نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں امام

Marfat.com

ابوداؤد کے ساتھ بغداد میں تھا۔ ہم مغرب کی نماز سے فارغ ہوئے تو کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے جا کر دروازہ کھولا تو دروازہ پر امیر ابواحمد موفق کھڑا ہوا تھا میں نے جا کر امام کو خبر دی انہوں نے امیر کو بلالیا اور پوچھا کہ اس وقت کون سی ضرورت امیر کو یہاں لے آئی ہے۔ امیر نے کہا میں تین سوال لے کر آیا ہوں پوچھا کون کون سے؟ امیر نے کہا پہلا سوال یہ ہے کہ آپ یہاں سے بصرہ تشریف لے چلیں اور اس کو اپنا وطن بنالیں تاکہ وہاں زیادہ طلباء آپ سے فیض یاب ہوسکیں۔ آپ نے پوچھا دوسرا سوال کون سا ہے؟ امیر نے کہا دوسری درخواست یہ ہے کہ آپ میری اولاد کے لئے کتاب السنن کی روایت کریں۔ آپ نے اس سے پھر تیسرا سوال پوچھا امیر نے کہا تیسری درخواست یہ ہے کہ میری اولاد کو باقی طلباء سے علیحدہ پڑھائیں کیونکہ خلیفہ کی اولاد کے لئے عام لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر پڑھنا مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا تمہاری پہلی دو خواہشیں تو پوری ہوسکتی ہیں لیکن تیسری خواہش پوری نہیں ہوسکتی کیونکہ حصول علم میں عام طلباء اور خلیفہ کی اولاد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ امام ابوداؤد نے بصرہ میں درس قائم کردیا جہاں پر خلیفہ کے صاحبزادے بھی عام طلباء کے ساتھ بیٹھ کر اکتساب علم کیا کرتے تھے۔

تصانیف

امام ابوداؤد کی زندگی طلب حدیث میں مختلف علاقوں کے سفر اور درس و تدریس کی بے پناہ مشغولیات میں گزری ہے۔ اس کے باوجود مندرجہ ذیل تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔

(۱) کتاب السنن (۲) کتاب المراسیل (۳) کتاب المسائل (۴) کتاب الرد علی القدریۃ (۵) کتاب الناسخ و المنسوخ (۶) کتاب التفرد (۷) کتاب فضائل الانصار (۸) مسند مالک بن انس (۹) کتاب الزہد (۱۰) دلائل النبوۃ (۱۱) کتاب الدعاء (۱۲) کتاب بدء الوحی (۱۳) اخبار الخوارج (۱۴) کتاب شریعۃ التفسیر (۱۵) فضائل الاعمال (۱۶) کتاب التفسیر (۱۷) کتاب نظم القرآن (۱۸) کتاب فضائل القرآن (۱۹) کتاب البعث والنشور (۲۰) کتاب شریعۃ المقاریٔ۔

وصال

تہتر سال کی قابل رشک اور لائق تقلید زندگی گزار کر امام ابوداؤد ۱۶ شوال ۲۷۵ھ کو جمعہ کے دن وصال فرما گئے۔

(حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، تذکرۃ الحافظ ج ۲ ص ۵۹۳)

آپ نے وصیت کی تھی کہ حسین بن مثنیٰ سے آپ کو غسل دلایا جائے اور اگر وہ نہ ہوں تو حماد بن زید کی روایت کے مطابق آپ کو غسل دے دیا جائے چنانچہ آپ کی اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۳)

Marfat.com

سنن ابوداؤد

سنن ابوداؤد کی تصنیف سے پہلے کتب احادیث میں مسانید اور جوامع کا رواج تھا جس میں سنن اور احکام اخبار اور قصص اور مواعظ اور آداب سب قسم کی احادیث شامل ہوتی تھیں۔ امام ابوداؤد نے سب سے پہلے مجرد سنن میں یہ کتاب تالیف کی۔ جب اس کتاب کو انہوں نے امام احمد بن حنبل پر پیش کیا تو انہوں نے بے حد تحسین کی۔ یحییٰ بن یحییٰ ذکریا ساجی نے کہا اسلام کی بنیاد قرآن کریم اور اس کا ستون سنن ابوداؤد ہے۔ ابن عربی نے کہا کہ دین کے مقدمات کا علم حاصل کرنے کے لئے کتاب اللہ اور سنن ابوداؤد کافی ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ علم حدیث میں اجتہاد کرنے کے لئے سنن ابوداؤد میں کافی سرمایہ ہے۔

حسن قبول

اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مقبولیت عطا فرمائی اور تمام طبقات فقہاء میں باوجود اختلاف مذاہب کے یہ کتاب یکساں مقبول رہی ہے۔ مصر، عراق، بلاد مغرب بلکہ مسلمانوں کے ہر علاقہ میں اس کتاب کا درس دیا جاتا ہے۔ حسن بن محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک بار انہیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا جو شخص سنن کا علم حاصل کرنا چاہتا ہو وہ سنن ابوداؤد کا علم حاصل کرے۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ، بستان المحدثین ص ۲۸۷) حضور علیہ السلام کے اس فرمان سے ظاہر ہوا کہ یہ کتاب بارگاہ رسالت میں مقبول ہے اور غالباً اسی سبب سے اس کتاب کو قبول خاص وعام حاصل ہوا۔

کلمات الثناء

سنن ابوداؤد کی حسن افادیت، جامعیت اور احکام فقہیہ کے ماخذ ہونے کے لحاظ سے اس کو بعد کے علماء اور محققین نے بے حد پسند کیا اور تقریباً ہر دور کے علماء اس کو اپنے تعریفی کلمات سے نوازتے رہے۔ امام حافظ ابوجعفر بن زبیر غرناطی صحاح ستہ کی خصوصیات پر تبصرہ کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ احادیث فقہیہ کے حصر واحصاء میں ابوداؤد کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ صحاح ستہ کے باقی مصنفین میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ (حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، تدریب الراوی ص ۵۶) امام غزالی فرماتے ہیں علم حدیث میں صرف یہی ایک کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے۔ (حافظ شمس الدین بخاری، فتح المغیث ص ۲۸) ایک مرتبہ حافظ

Marfat.com

سکن کی خدمت میں طلبہ حدیث کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمارے سامنے حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں بہتر ہوگا کہ شیخ ہماری رہنمائی کچھ ایسی کتابوں کی طرف کریں جن پر ہم کفایت کرسکیں۔ حافظ ابن سکن نے یہ سن کر کچھ جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کر سیدھے گھر چلے گئے اور کتابوں کے چار بستے لاکر اوپر تلے رکھ دیئے پھر فرمانے لگے ہذا قواعد الاسلام کتاب مسلم و کتاب بخاری و کتاب ابی داؤد و کتاب نسائی۔ (یہ وہ کتابیں ہیں جو اسلام کی بنیاد ہیں۔ کتاب مسلم، کتاب بخاری، کتاب داؤد اور کتاب نسائی۔ (حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی، شروط الائمۃ الستہ ص ۱۶)

ابوسلیمان خطابی لکھتے ہیں امام ابوداؤد کی کتاب السنن بلا ریب ایسی نفیس کتاب ہے کہ اس جیسی کتاب علم دین میں آج تک تصنیف نہیں ہوئی اس کتاب کو ہر قسم کے لوگوں نے پسند کیا اور یہ کتاب علماء کے سب فرقوں اور فقہاء کے تمام طبقات میں باوجود اختلاف مذاہب کے حکم مانی جاتی ہے۔ سب لوگ اسی گھاٹ پر آتے ہیں اور یہیں سے سیراب ہوتے ہیں۔ اسی کتاب پر اہل عراق، اہل مصر، بلاد مغرب اور روئے زمین کے اکثر رہنے والوں کا اعتماد ہے البتہ خراسان میں بہت سے لوگ محمد بن اسماعیل، مسلم بن حجاج اور ان لوگوں کی کتابوں کے پسند کرنے والے ہیں جو جمع صحیح میں ان دونوں حضرات کے تابع اور ان کی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوں لیکن ابوداؤد کی کتاب ترتیب کے اعتبار سے بہت عمدہ اور فقہ کے لحاظ سے ان سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ (امام ابوسلیمان احمد بن محمد خطابی متوفی ۳۸۸ھ، معالم السنن ج ۱ ص ۶)

امام نووی فرماتے ہیں جو شخص فقہ میں اشتغال رکھتا ہو اس کو سنن ابوداؤد کا خوب غور سے مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ عام احکام جن احادیث پر موقوف ہیں وہ تمام احادیث اس کتاب میں آگئی ہیں اور امام ابوداؤد نے ان احادیث کو اس طرح تلخیص اور تہذیب کے ساتھ پیش کیا ہے کہ ان سے احکام کو حاصل کرنا سہل ہوگیا ہے۔

اسلوب

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں احادیث کو جمع کرنے اور ترتیب دینے میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ بہت سی خوبیوں اور نکات پر مشتمل ہے چند خوبیاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں یہ التزام کیا ہے کہ اس میں صرف احکام سے متعلق احادیث لائیں گے چنانچہ اہل مکہ کے نام مکتوب میں انہوں نے خود لکھا ہے ولم اصنف فی الزھد و فضائل الاعمال وغیرھا فھذا اربعة الاف والثمانمائة کلھا فی الاحکام۔ یعنی میں نے زہد اور فضائل اعمال وغیرہا کے اثبات میں روایات جمع نہیں کی ہیں میری اس کتاب میں چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں اور وہ سب احکام سے متعلق ہیں۔

(۲) اس کتاب میں امام ابوداؤد نے اپنے علم کے مطابق زیادہ ترصحیح ترین روایات ذکر کی ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں: فان سالتمونی ان اذکرلکم الاحادیث التی فی کتاب السنن اھی اصح ما عرفت فی الباب فاعلموا انه کذلك اور جن روایات میں کوئی ضعف یا علت ہو تو امام ابوداؤد اس کو بیان کر دیتے ہیں جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

Marfat.com

(۳) اگر کوئی حدیث دو صحیح طریقوں سے مروی ہو اور ان میں سے ایک طریقہ کا راوی اسناد میں مقدم ہو (یعنی اس کی سند عالی ہو) اور دوسرے طریقہ کا راوی حفظ میں بڑھا ہوا ہو تو امام ابوداؤد ایسی صورت میں پہلے طریقہ کا ذکر کردیتے ہیں لکھتے ہیں۔ قد روی من وجھین احدھما اقوی اسناد والاخر صاحبه اقدم فی الحفظ۔

(۴) بسا اوقات ایک حدیث کو دو تین سندوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں بشرطیکہ بعض سے متن میں کچھ زیادتی ہو چنانچہ مکتوب میں فرماتے ہیں: واذا اعدت الحدیث فی الباب من وجھین او ثلاثه مع زیادة کلام فیه۔

(۵) بسا اوقات ایک حدیث بہت طویل ہوتی ہے اور اس کو بتمامہ ذکر کردینے سے یہ خوف ہوتا ہے کہ بعض سامعین اس کی غرض کو نہ سمجھ سکیں گے ایسی صورت میں امام ابوداؤد حدیث کا اختصار کردیتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں وربما فیه کلمة زائدة علی الحدیث الطویل لانی لو کتبة بطوله لم یعلم بعض من سمعه ولایفھم موضع الفقه منه فاختصرته لذلك۔

(۶) جن احادیث کی اسانید میں کوئی ضعف ہو یا اور کوئی علت خفیہ ہو اس کو امام ابوداؤد بیان کردیتے ہیں اور جس حدیث کی سند کے بارے میں امام ابوداؤد کوئی کلام نہیں کرتے وہ عام طور پر صالح للعمل ہوتی ہے چنانچہ امام ابوداؤد مکتوب میں فرماتے ہیں۔ مالم اذکر فیه شیئا فھو صالح۔

(۷) اس کتاب میں امام ابوداؤد نے عام طور پر مشہور روایات ذکر کی ہیں۔ انہوں نے شاذ اور غریب روایات اس کتاب میں بہت کم درج کی ہیں۔ لکھتے ہیں: والاحادیث التی وضعتھا فی کتاب السنن اکثرھا مشاھیر۔

(۸) امام ابوداؤد نے اپنی اس کتاب میں متروک الحدیث راوی سے کوئی روایت نہیں کی لکھتے ہیں: ولیس فی کتاب السنن الذی صنفته من رجل متروك الحدیث۔

(۹) ایک حدیث اگر متعدد اسانید سے مروی ہو تو بسا اوقات امام ابوداؤد وہ تمام اسانید ایک جگہ ذکر فرمادیتے ہیں۔ مثلاً امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔ حدثنا سلیمان بن حرب قال ثنا حماد ح و حدثنا مسدد وقتیبة عن حماد بن زید عن سنان بن ربیعة عن شھر بن حوشب عن ابی امامة ذکر وضوء النبی صلی اللّٰه علیه وسلم الحدیث۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث التوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۸)

(۱۰) کسی حدیث میں اگر مرفوع یا موقوف کا اختلاف ہو تو اس کا ذکر کردیتے ہیں۔ مثلاً امام ابوداؤد ابوامامہ سے روایت کرتے ہیں۔ قال کان رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم یمسح الماقین قال وقال الاذنان من الراس قال سلیمان بن حرب یقولھا ابوامامة قال قتیبة قال حماد لا ادری اھو من قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم او ابی امامة یعنی قصة الاذنین۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث التوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۸)

(۱۱) اگر کوئی حدیث معلول ہو تو اس کی خفیہ علت بیان کردیتے ہیں مثلاً باب کراہیة الکلام عند الخلاء کے تحت انہوں نے

Marfat.com

سعید خدری سے ایک روایت اس بارے میں ذکر کی ہے اس کے بعد لکھتے ہیں قال ابو داؤد هذا لم یسنده الا عکرمة بن عمار۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث التوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۳) یعنی یہ حدیث عام طرق سے مرسلاً مروی ہے صرف عکرمہ بن عمار نے اس کو موصولاً روایت کیا ہے اس لئے یہ حدیث معطل قرار پائی۔

(۱۲) جو روایت منکر ہو اس کی تصریح کر دیتے ہیں مثلاً باب الخاتم یکون فیہ ذکر اللہ تعالیٰ کے تحت ہمام کی سند سے ایک روایت ذکر کی حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء جانے لگے تو آپ نے انگوٹھی اتار دی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام ابوداؤد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور معروف روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنائی اور پھر اس کو پھینک دیا اور بتلایا کہ پہلی روایت میں ہمام کو وہم ہوا ہے۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث التوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۴) اب یہ بات الگ ہے کہ محدثین نے اس معروف روایت کو بھی زہری کا وہم قرار دیا ہے اور بتلایا کہ یہ انگوٹھی سونے کی تھی۔

(۱۳) جو روایت ضعیف ہو اس کی بھی تصریح کر دیتے ہیں مثلاً باب کیف التکشف عند الحاجۃ کے تحت ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں قال ابوداؤد رواه عبدالسلام بن حرب عن الاعمش عن انس بن مالك وهو ضعيف۔

(۱۴) بعض اوقات احادیث کے راویوں کے اسماء، کنیٰ اور القاب کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں۔ ابن ربیعہ کنیتہ ابن ربیعہ۔

(۱۵) امام ابوداؤد نے اپنی اس کتاب میں تکرار سے حتی الامکان گریز کیا ہے اگر کہیں کسی حدیث کو دوبارہ ذکر کرتے بھی ہیں تو اس میں اسناد یا متن حدیث میں کوئی مزید فائدہ پیش نظر ہوتا ہے۔

شرائط

حافظ ابوعبداللہ محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ امام ابوداؤد نے اپنی کتاب میں احادیث درج کرنے کے لئے یہ شرط مقرر کی ہے کہ وہ احادیث متصل السند اور صحیح ہوں اور وہ احادیث ایسے راویوں سے مروی ہوں جن کے ترک پر اجماع نہ ہوا ہو اور علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ ابوداؤد کی کتاب صحیح اور حسن دونوں قسم کی احادیث کی جامع ہے اور ان کی اس کتاب میں احادیث سقیمہ میں سے مقلوب اور مجہول روایات اصلاً نہیں ہیں۔ (فخر الحسن، مقدمہ التعلیق المحمود ص ۴)

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں چونکہ ان احادیث کو جمع کرنے کا قصد کیا ہے جن سے فقہاء استدلال کرتے ہیں اور جن احادیث کو عام طور پر احکام کا مبنیٰ قرار دیا جاتا ہے اس لئے امام ابوداؤد نے اپنی شرائط میں وسعت رکھی ہے اور اس کتاب میں صحیح اور حسن سے لے کر لین صالح العمل تک احادیث کی گنجائش رکھی ہے۔ البتہ اس کتاب میں وہ ایسی کوئی حدیث نہیں لائے جس کے ترک پر لوگوں کا اجماع ہو چکا ہو۔

شیخ ابوبکر حازمی نے تصریح کی ہے کہ امام ابوداؤد راویوں کے پہلے تین طبقوں سے استیعاب کرتے ہیں اور چوتھے طبقہ

Marfat.com

سے انتخاب کرتے ہیں۔ یعنی کامل الضبط والاتقان اور کثیر الملازمۃ مع الشیخ، کامل الضبط والاتقان اور قلیل الملازمۃ اور کثیر الملازمۃ ان تین طبقوں سے امام ابوداؤد استیعاب کرتے ہیں اور ناقص الضبط اور قلیل الملازمۃ کے چوتھے طبقہ سے انتخاب کرتے ہیں۔

چار جامع حدیثیں

امام ابوداؤد خود فرماتے ہیں کہ سنن ابوداؤد میں چار حدیثیں ایسی ہیں جو مرد عاقل کے لئے اس کے دین میں کافی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔ (حاجی خلیفہ متوفی ١٠٦٧ھ کشف الظنون ج ٢ص ١٠٠۴)

(١) انما الاعمال بالنیات۔ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

(٢) من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه۔

کسی شخص کے اچھا مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دے۔

(٣) لایومن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه۔

کوئی شخص اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(۴) الحلال بین والحرام بین و بینهما مشتبهات فمن اتقی الشبهات استبر الدنیه۔

حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں اور ان کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں پس جو شخص مشتبہات سے بچتا رہے اس نے اپنے دین کو محفوظ کرلیا۔

شاہ عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ ان احادیث کے دین میں کفایت کے معنی یہ ہیں کہ ان میں شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ بیان کئے گئے ہیں اور شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ معلوم ہوجانے کے بعد جزئیات مسائل میں کسی مجتہد اور مرشد کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسلئے فقط ان چار احادیث کا جان لینا ہی انسان کی ہدایت کے لئے کافی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ صحت عبادات کے لئے پہلی حدیث کافی ہے اور عمر عزیز کی حفاظت کے لئے دوسری حدیث ضامن ہے اور ہمسایگان، خویش و اقارب اور دوسرے اہل معاملہ سے حسن سلوک کے لئے تیسری حدیث کفایت کرتی ہے اور اختلاف علماء یا اختلاف دلائل سے جو شکوک پیدا ہوتے ہیں ان کے ازالہ کے لئے چوتھی حدیث کافی ہے گویا مرد عاقل کے لئے یہ چاروں حدیثیں استاذ اور مرشد کا حکم رکھتی ہیں۔

تعداد احادیث

امام ابوداود نے اپنے مکتوب میں بیان کیا ہے کہ ان کی سنن مراسیل سمیت اٹھارہ اجزاء پر مشتمل ہے ایک جز مراسیل کا ہے اور باقی اجزاء پر دوسری احادیث مشتمل ہیں اور کل احادیث کی تعداد چار ہزار آٹھ سو ہے اور چھ سو مراسیل ہیں۔

Marfat.com

امام ابوداؤد کا مکتوب

اہل مکہ نے امام ابوداؤد کو خط لکھ کر سنن احادیث کے بارے میں سوال کیا انہوں نے اس کا جو جواب لکھا وہ یہ ہے۔

''آپ لوگوں نے مجھ سے سنن کی احادیث کے بارے میں سوال کیا ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ اس میں درج شدہ احادیث کیا میرے نزدیک صحیح ترین احادیث ہیں تو سن لیجئے یہ تمام احادیث ایسی ہی ہیں سوا ان احادیث کے جو دو طریقوں سے مروی ہوں اور ان میں سے ایک طریقہ علو اسناد کے لحاظ سے فائق ہو اور دوسرا حفظ رواۃ کے اعتبار سے قوی ہو تو ایسی صورت میں پہلے طریقہ سے ہی حدیث کی روایت کر دیتا ہوں اور جب میں کسی ایک حدیث کو دو یا تین اسانید سے روایت کرتا ہوں تو اس کی وجہ بعض طرق میں کچھ زیادتی ہوتی ہے اور بسا اوقات میں کسی حدیث کا اس وجہ سے اختصار کر دیتا ہوں کہ کہیں اس کی طوالت کی وجہ سے سامعین اس حدیث کی فقہ سے نہ محروم رہ جائیں۔

باقی مراسیل کا جہاں تک تعلق ہے تو پہلے زمانہ میں امام مالک، سفیان ثوری اور امام اوزاعی وغیرہ ان سے استدلال کرتے تھے یہاں تک کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا زمانہ آیا اور انہوں نے مرسل حدیث پر کلام کرنا شروع کر دیا بہرحال جب حدیث متصل نہ ہو تو حدیث مرسل سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ متصل کی طرح قوی نہیں ہوتی۔

میں نے اپنی اس سنن میں کسی ایسے شخص کی روایت درج نہیں کی جو متروک الحدیث ہو نیز اگر کوئی منکر حدیث اس مجموعہ میں آگئی ہے تو میں نے اس کا بیان کر دیا ہے اسی طرح اگر حدیث میں کوئی اور کمزوری ہو تو میں نے اس کا بھی بیان کر دیا ہے اور جس حدیث کے بعد میں نے کچھ نہیں لکھا وہ حدیث صالح للعمل ہوتی ہے سنن میں بعض احادیث بعض سے زیادہ صحیح ہیں۔ آپ کو سند صحیح کے ساتھ حضور علیہ السلام کی جو سنت بھی ملے گی وہ اس کتاب میں موجود ہوگی سوا ان چیزوں کے جو سیرت کے ذیل میں بیان کی جاتی ہیں اور میرے خیال میں قرآن کریم کے بعد لوگوں کے لئے اس کتاب سے زیادہ کسی چیز کا سیکھنا ضروری نہیں ہے اور اس کتاب کو لکھ لینے کے بعد اگر کوئی شخص اور کچھ نہ لکھے تو کوئی حرج نہیں ہے اور جب کوئی شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے تب ہی اس کی قدر معلوم ہوگی۔

سفیان ثوری، امام مالک اور امام شافعی کے مسائل کی بنیاد ہی احادیث پر ہے تاہم میں پسند کرتا ہوں کہ اس کتاب کے ساتھ صحابہ کرام کے فتاویٰ کو بھی لکھ لیا جائے نیز جامع سفیان ثوری کی طرز پر بھی کوئی کتاب نقل کر لی جائے کیونکہ وہ ان تمام جوامع میں سب سے بہتر ہے۔

میں نے اس کتاب میں اکثر احادیث مشہورہ جمع کی ہیں اور ہر وہ شخص جس کے پاس کچھ احادیث لکھی ہوئی ہوں ان میں مشہور احادیث ہوتی ہیں لیکن ان کو متمیز کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے احادیث مشہورہ کی فضیلت یہ ہے کہ وہ قابل استدلال ہوتی ہیں اور غریب اور شاذ روایات اگرچہ امام مالک اور یحییٰ بن سعید جیسے آئمہ ثقات سے مروی ہوں پھر بھی لائق استدلال نہیں ہوتیں اور جو شخص غریب اور مطعون حدیث سے استدلال کرے تو اس استدلال کی وجہ سے وہ شخص خود ساقط

Marfat.com

الاعتبار ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جو حدیث صحیح اور مشہور ہو اس کو کوئی شخص رد نہیں کر سکتا۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ لوگ حدیث غریب کو ناپسند کرتے ہیں اور یزید بن حبیب کہتے ہیں کہ جب تم کسی شخص سے کوئی حدیث سنو تو اس کے توابع تلاش کرو اگر مل جائیں فبہا ورنہ اس حدیث کو چھوڑ دو۔

کتاب السنن میں مراسیل بھی ذکر کی گئی ہیں اور آئمہ حدیث کے نزدیک یہ معروف ہے کہ جب متصل حدیث نہ ملے تو مرسل بھی متصل کے حکم میں ہوتی ہے جیسے عن جابر و الحسن عن ابی هريرة یا عن الحكم عن المقسم عن ابن عباس یہ متصل نہیں ہے اور حکم نے مقسم سے جن چار حدیثوں کا سماع کیا ہے سنن کی روایات ان میں سے نہیں ہیں اور رہی یہ سند ابواسحاق عن الحارث عن علی تو اس میں ابواسحاق نے حارث سے صرف چار حدیثوں کا سماع کیا ہے جن میں سے ایک بھی متصل نہیں ہے اور کتاب السنن میں اس قسم کی احادیث بہت کم ہیں اور حارث کی تو اس میں صرف ایک روایت ہے بعض دفعہ حدیث کی کوئی علت مجھ پر مخفی رہتی ہے ایسی صورت میں کبھی میں اس حدیث کو ذکر کر دیتا ہوں اور کبھی نہیں کرتا کیونکہ یہ چیز عام لوگوں کے حق میں نقصان دہ ہے۔

کتاب السنن مراسیل سمیت اٹھارہ اجزا پر مشتمل ہے جن میں سے ایک جز مراسیل کا ہے اور مراسیل میں سے بعض غیر صحیح ہیں اور بعض وہ ہیں جو دوسرے لوگوں کے نزدیک متصل اور صحیح ہیں کتاب السنن کی کل احادیث کی تعداد چار ہزار آٹھ سو ہے بعض احادیث فی نفسہ مرسل ہوتی ہیں اور بعض دوسری اسانید سے متصل معلوم ہوتی ہیں لیکن درحقیقت وہ احادیث معلول ہوتی ہیں۔

میں نے کتاب السنن میں صرف احکام ہی کو تصنیف کیا ہے زہد اور فضائل اعمال سے متعلق احادیث نہیں لایا لہٰذا یہ چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں جو سب احکام سے متعلق ہیں۔ ان کے علاوہ زہد اور فضائل سے متعلق بہت سی احادیث صحیحہ تھیں جن کا میں نے اس کتاب میں اخراج نہیں کیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔

تساہل

امام ابوداؤد کا سنن ابوداؤد میں بھی ایک عام تساہل یہ ہے کہ وہ حدیث کے متابعات کی کامل تحقیق نہیں کرتے اور محض سرسری نظر سے اس پر تفرد کا حکم لگا دیتے ہیں مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی ہے حدثنا عبیداللہ بن عمرو بن میسرة ثنا ابن مهدی ثنا عكرمة ابن عمار عن يحيى بن ابی كثير عن هلال بن عياض قال حدثنی ابوسعيد قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يخرج الرجلان يضربان الغائط عن عورتهما يتحدثان فان الله عز و جل يمقت على ذلك. اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام ابوداؤد لکھتے ہیں:
هذا لم يسنده الاعكرمة بن عمار۔ (امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث المتوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۳) خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوداؤد نے اس روایت پر اس لئے تفرد کا حکم لگایا ہے کہ اس روایت کو صرف عکرمہ بن عمار نے موصولاً بیان کیا ہے حالانکہ امام ابن دقیق العید نے بیان کیا ہے کہ ابان بن یزید نے بھی عکرمہ کی متابعت کر کے اس کو موصولاً بیان کیا ہے۔ (علامہ علاء الدین بن علی

Marfat.com

بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني المتوفى ۷۴۵ھ، الجوهر النقي في ذيل البيهقي ج اص ۱۰۰) لہٰذا اس روایت میں عکرمہ کا تفرد نہ رہا۔

اسی طرح ایک اور روایت کے بارے میں امام ابوداؤد نے تفرد کا قول کیا ہے وہ یہ ہے حدثنا نصر بن علی عن ابی علی الحنفی عن همام عن ابن جریج عن الزهری عن انس قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا دخل الخلا وضع خاتمه۔ اس حدیث کے بارے میں امام ابوداؤد لکھتے ہیں والوهم فیه من همام ولم یروه الاهمام (امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ص ۱۰۹) اس روایت کے بارے میں امام ابوداؤد ہمام کے تفرد کا قول کرتے ہیں حالانکہ امام دارقطنی نے کتاب العلل میں بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن متوکل اور یحییٰ بن خریس نے بھی اس حدیث کی ابن جریج سے روایت کرنے میں ہمام کی متابعت کی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کی ابن جریج سے روایت میں تفرد نہ رہا۔ ابن قیم نے یحییٰ بن متوکل پر جرح کی ہے لیکن ابوطیب شمس الحق نے عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور علی بن مدینی کی تصریحات سے ثابت کر دیا ہے کہ جو شخص مجروح ہے وہ یحییٰ بن متوکل نام کا ایک اور راوی ہے اس کی کنیت ابوعقیل ہے۔ مزی اور امام مذہبی کا بھی یہی قول ہے نیز ایک طویل بحث کے بعد حاکم نے تصریح کر دی ہے۔ هما ثقتان (شمس الحق عظیم آبادی، غایت المقصود ج اص ۴۱) کہ یہ دونوں ثقہ راوی ہیں اور جبکہ یہ دو ثقہ راوی اس حدیث میں ہمام کی متابعت کرتے ہیں تو اس حدیث کی رایت میں ہمام کا تفرد نہ رہا۔

اسی طرح ایک اور حدیث امام ابوداؤد نے روایت کی ہے حدثنا محمد بن الصباح البزاز ناشریك عن یزید بن ابی زید عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن البراء ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا فتح الصلوۃ رفع یدیه الی قریب من اذنیه ثم لایعود۔ اس روایت کے بعد امام ابوداؤد لکھتے ہیں قال ابوداؤد روی هذا الحدیث هیشم و خالد و ابن ادریس عن یزید لم یذکرو اثم لا یعود یعنی شریک، یزید بن ابی زیاد سے ثم لایعود کی اس روایت میں متفرد ہیں کیونکہ یزید بن ابی زیاد کے دوسرے شاگرد اس حدیث میں ثم لا یعود کے الفاظ کی روایت نہیں کرتے لیکن یہاں بھی حسب سابق امام ابوداؤد نے تساہل سے کام لیا ہے اور تتبع نہیں فرمایا کیونکہ امام ابن عدی نے کامل میں بیان کیا ہے کہ ہیثم، شریک اور ان کے ساتھ ایک جماعت نے یزید بن ابی زیاد سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور اس میں ثم لا یعود کے الفاظ موجود ہیں لہٰذا ثم لا یعود کی روایت میں یزید سے شریک کا تفرد نہ رہا۔ نیز خیال رہے کہ ثم لا یعود کی روایت میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے یزید بھی متفرد نہیں ہے کیونکہ امام طحاوی نے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ بن عبدالرحمٰن نے بھی اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے رہا امام ابوداؤد کا یہ کہنا کہ ھیشم اور خالد وغیرہ نے اس حدیث کو یزید سے ثم لا یعود کے بغیر روایت کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ممکن ہے کہ یزید نے پہلے اس حدیث کے صرف بعض حصہ کو روایت کیا ہو اور بعد میں مکمل حدیث بیان کی ہو۔ (حافظ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۵ ص ۲۷۳)

بہر حال ثم لا یعود کی زیادتی کے ساتھ اس روایت میں نہ یزید سے شریک متفرد ہے اور نہ ابن ابی لیلیٰ سے یزید متفرد ہے اور امام ابوداؤد کا اس روایت کے بارے میں تفرد کا قول کرنا تساہل کے سوا کچھ نہیں۔

Marfat.com

شروحات

سنن ابوداؤد کی افادیت اور مقبولیت کے پیش نظر اس کی متعدد شروح تصنیف کی گئی ہیں۔ چند شروح کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) معالم السنن

یہ شرح ابوسلیمان احمد بن محمد ابن ابراہیم الخطابی التوفی ۳۸۸ھ کی تصنیف ہے۔ یہ ایک مبسوط شرح ہے۔ حافظ شہاب الدین ابومحمود احمد ابن محمد مقدسی متوفی ۷۶۵ھ نے اس شرح کا خلاصہ لکھا ہے اور اس کا نام عجالۃ العلام من کتاب المعالم لکھا ہے۔

(۲) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح قطب الدین ابوبکر بن احمد الشافعی ۷۵۲ھ کی تالیف ہے اور چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۳) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح حافظ علاؤالدین مغلطای متوفی ۷۶۲ھ کی تصنیف ہے اور نامکمل ہے۔

(۴) شرح الزاوئد علی صحیحین

یہ شرح شیخ سراج الدین عمر بن علی الشافعی التوفی ۸۰۴ھ کی تالیف ہے۔

(۵) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم عراقی متوفی ۸۲۶ھ کی شرح ہے اور نامکمل ہے۔ یہ شرح بہت مبسوط انداز پر لکھنی شروع کی گئی تھی صرف سجدہ سہو تک کی شرح سات جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۶) شرح سنن ابوداؤد

یہ شرح حافظ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ کی تالیف ہے۔

(۷) مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داؤد

یہ شرح حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے۔

(۸) غایت المقصود

یہ شرح علامہ ابوطیب شمس الحق عظیم آبادی کی ایک مبسوط تالیف ہے جس کا صرف ایک جزو دستیاب ہے۔

Marfat.com

مختصرات

سنن ابوداؤد کا اختصار بھی کیا گیا ہے اور اس مختصر کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مختصر سنن ابی داؤد

یہ مختصر زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری المتوفی ۶۵۶ھ کی تالیف ہے علامہ جلال الدین سیوطی نے اس مختصر کی شرح لکھی اور اس کا نام زمر الربی علی المجتبیٰ رکھا۔

(۲) تہذیب السنن

ابن قیم محمد بن ابی بکر الجوزی المتوفی ۷۵۱ھ نے سنن ابوداؤد کی تہذیب کی اور اس کی شرح لکھی جس کا نام تہذیب السنن رکھا۔ (شروح اور مختصرات کی یہ تمام تفصیل حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کی کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۴ تا ۱۰۰۵ سے لی گئی ہے)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت اس قدر ضروری ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی بلکہ جان بوجھ کر بغیر طہارت کے نماز ادا کرنے کو علماء نے کفر لکھا ہے کیونکہ ایسا شخص عبادت کی توہین کا مرتکب ہوا ہے۔ نماز کے علاوہ بھی بغیر طہارت کے قرآن مجید کو چھونے تک کی اجازت نہیں ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون۔ حدیث شریف میں ہے نماز جنت کی کنجی ہے اور طہارت نماز کی کنجی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے مشابہہ لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ارشاد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے' انہیں کی وجہ سے امام کو قرأت میں شبہ پڑ جاتا ہے۔ (نسائی) تو جب بغیر طہارت کاملہ کے نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے تو بے طہارت نماز پڑھنے کی وہ نحوست کیوں نہ ہو۔ اسی لئے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ (ترمذی) پھر طہارت کی دو قسمیں ہیں صغریٰ جیسے وضو، کبریٰ جیسے غسل۔ جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدث اصغر اور جن سے غسل فرض ہو ان کو حدث اکبر کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سنن حدیث کی ہر کتاب کا آغاز طہارت سے ہی فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے کتاب الطہارت کے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

پیکر شرم وحیا امام الانبیاء علیہ الوف التحیۃ والثناء

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی كَانَ اِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ اَبْعَدَ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو بہت دور چلے جاتے تھے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اتنی دور تشریف لے جاتے حَتّٰى لَا يَرَاهُ اَحَدٌ کسی کو نظر نہ آتے۔ آپ نے اپنی امت کو بھی یہی تلقین فرمائی۔ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ۔ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو کوئی مناسب جگہ تلاش کر کے پیشاب کرے۔ (حدیث نمبرا تا ۳) ایمانی غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ کھلی جگہ ہو تو آبادی سے دور جا کر قضائے حاجت کی جائے تاکہ ستر پوشی برقرار رہے۔ حدیث میں ہے كَانَ اِذَا اَرَادَ حَاجَةً لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهٗ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو جب تک زمین کے قریب نہ ہو جاتے اس وقت تک کپڑا نہ اٹھاتے تھے۔ (حدیث نمبر ۱۴) کیونکہ حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ (بخاری) ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کو اپنا کر معاشرے میں شرم وحیا کی خوشبو پیدا کریں تاکہ بے شرمی و بے حیائی کی بدبو دور ہو

Marfat.com

ور یہود و نصاریٰ کی تقلید میں ڈوبا ہوا ماحول جنت نظیر بن جائے اور جنت کی ہوائیں چلنے لگیں۔

مستقل سوچ کا در جا نبی بطحا کھولیں — بند سب در ہیں تو کیا پیار کا رستہ کھولیں
ہر طرف کفر کی افواج نے یورش کر دی — آیئے عشق محمد کا...... پھریرا کھولیں
کشتی فکر کی پتوار عقیدت ٹھہرے — حلقہ چشم میں لپٹا ہوا دریا کھولیں
آپ ہی آپ پس خواب ہوں جلوہ آراء — آپ ہی آپ مری آنکھ کا در......آ، کھولیں
ایک مدت سے اندھیرے میں مسلط ہر سو — عقدہ وقت سے یثرب کا سویرا کھولیں

سحر حالات کا گفتار مداوا ہے یہی
مل کے سب عشق محمد کا صحیفہ کھولیں

ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس قدر مجسمہ طہارت و نظافت تھے کہ بغیر وضو سلام کا جواب دینا بھی پسند نہ فرماتے جب تک کم از کم تیمّم نہ فرمالیتے۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۱۶-۱۷) ان احادیث سے علماء نے یہ مسئلہ اخذ فرمایا ہے کہ جو حضرات وضو سے پہلے بسم اللہ شریف کا پڑھنا شرط بتاتے ہیں ان کا موقف کمزور ہے جبکہ جمہور نے ان احادیث کو جن میں بسم اللہ شریف کا وضو سے پہلے پڑھنا بیان ہوا ہے نفی کمال پہ محمول کیا ہے اور پھر اگر بسم اللہ شریف وضو سے پہلے شرط ہوتی تو قرآن پاک میں فاغسلوا وجوھکم سے پہلے بسم اللہ شریف کا ضرور ذکر ہوتا لہٰذا وضو سے پہلے تسمیہ سنت یا مستحب ہے جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

مصائب اٹھ گئے آقا تیرے تشریف لانے سے

حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھال لے کر باہر تشریف لائے۔ پھر اس کے ساتھ پردہ کر کے آپ نے بول مبارک فرمایا۔ ہم نے (آپس میں) کہا دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عورتوں کی طرح پردہ کر کے پیشاب فرماتے ہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر فرمایا:

اَلَمْ تَعْلَمُوْا مَا لَقِیَ صَاحِبُ بَنِیْ اِسْرَائِیلَ کَانُوْا اِذَا اَصَابَھُمُ الْبَوْلُ قَطَعُوْا مَا اَصَابَہُ الْبَوْلُ مِنْھُمْ فَنَھَاھُمْ فَعُذِّبَ فِیْ قَبْرِہٖ۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے ساتھ کیا ہوا تھا جب ان میں سے کسی کو پیشاب لگ جاتا تو اس جگہ کو کاٹ دیتے تھے جہاں پیشاب لگا ہوا ہوتا اس شخص نے ان (لوگوں کو) ایسا کرنے سے روکا تو اس کو قبر میں عذاب دیا گیا (حدیث نمبر ۲۳) اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے پیدا فرما کر ہم سے ان تمام تکالیف کو دور فرما دیا ہے۔ ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کو یاد کر کے کثرت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تک رسائی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

Marfat.com

کہ آپ ہی کے صدقے اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ بوجھ اتارا ہے تو جس کا کھایئے اسی کا گایئے۔

شرف حاصل کبھی تو ہوگا اس در تک رسائی کا
کہ میری زندگی تو نام ہے ان کی گدائی کا
جمال سید لولاک کا پرتو کہاں تک ہے
احاطہ کرلیا ہے نور نے ساری خدائی کا
یہاں ہوتے ہیں خم سر بادشاہوں، کجکلاہوں کے
عجب اعجاز ہے سرکار کی فرمانروائی کا
مدینے سے جو لا کر خوشبوئیں تقسیم کرتی ہیں
مجھے کتنا جنوں ہے اس ہوا سے آشنائی کا
مجھے کیا کچھ دیا ہے کیا کہوں ان کی گدائی نے
کوئی اندازہ کرسکتا ہے میری اس کمائی کا
اب اس محشر سے بھی مجھ کو نکالیں یا رسول اللہ
کہ دل میں حشر برپا کر رہا ہے غم جدائی کا
زمانہ تا ابد احساں نہ بھولے گا اس انساں کا
دیا جس نے شعور انسان کو انساں کی بھلائی کا
یہ جعفر کے لئے کتنا بڑا اعزاز ہے آقا
کہ منصب مل گیا ہے آپ کی مدحت سرائی کا

رب کی رحمت سے دوری کے تین کام

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کاموں کو لعنت (رب کی رحمت سے دوری) کے کام قرار دیا۔

(۱) اَلْبَرَازُ فِی الْمَوَارِدِ لوگوں کے اترنے (بیٹھنے) کی جگہ پہ بول و براز کرنا۔

(۲) وَقَارِعَةِ الطَّرِیْقِ۔ راستے پہ (قضائے حاجت کرنا) اَلَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ۔

(۳) وَالظِّلِّ۔ سایہ (کی جگہوں پہ پیشاب پاخانہ کرنا) نمبر ۲۵-۲۶۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوراخ میں پیشاب کرنے کو بھی مکروہ قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کَانَ یُقَالُ اِنَّهَا مَسَاکِنُ الْجِنِّ۔ کہا جاتا ہے کہ وہ جنوں کے رہنے کی جگہ ہے (نمبر ۲۹) ممکن ہے سوراخ میں کیڑے مکوڑے یا کوئی اور موذی جانور، سانپ وغیرہ رہتا ہو اور جنات چونکہ یتشکل باشکال مختلفہ مختلف روپ دھار لیتے ہیں تو ان کی جانب سے پیشاب کرنے والے کو ضرر پہنچنے کا خطرہ ہے۔

شعور آدمیت ناز کر اس ذات پر
تیری عظمت کا باعث ہیں محمد پیارے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ بھی تعلیم ارشاد فرمائی اِذَا شَرِبَ فَلَا یَشْرَبْ نَفَسًا وَّاحِدًا۔ جب پانی پیو تو ایک ہی سانس میں نہ پیا کرو۔ (نمبر ۳۱) کیونکہ بعض اوقات ایک ہی سانس میں پانی پینے سے نقصان بھی ہوسکتا ہے اور انسان کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے لہٰذا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بھری تعلیم کو اپنانے میں ہی ہماری نجات ہے۔
اس حدیث کا پہلا حصہ یہ ہے کہ پیشاب کرتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ شرمگاہ کو نہ لگاؤ اور دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرو۔

چراغ طور بھی روشن تیری کرن سے ہوا
ہے تیرا حسن زمانے کی جلوہ گاہوں میں

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کی درازیٔ عمر کی خبر دی

حضرت رویفع رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: يَا رُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا أَوِ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ بَرِيءٌ۔ اے رویفع! ہوسکتا ہے تیری عمر دراز ہو اور میرے بعد تو زندہ رہے تو لوگوں کو بتا دینا کہ جس نے داڑھی میں گرہ لگائی (جس طرح کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ جنگ کے دوران گرہ لگاتے) یا گھوڑے کے گلے میں تانت حلقہ ڈالا (مختلف مقاصد کے لئے لوگ ایسا کرتے تھے) یا جانور کے گوبر یا ہڈی سے استنجاء کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔ (نمبر ۳۶) اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لعل کا لفظ ترجی وامید کے لئے نہیں بلکہ یقین کے لئے آتا ہے۔ تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رویفع کو بتا دیا کہ تو یقیناً میرے بعد ایک عرصے تک زندہ رہے گا اور میری یہ تعلیمات بعد والوں تک پہنچا دینا۔

اے کاش ہم بھی کرتے زیارت حضور کی ۔۔۔ پیدا ہمیں خدا کرتا ان کے عہد میں

استنجاء کرنے کے بعد مٹی پہ ہاتھ رگڑنا تاکہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ (نمبر ۴۵)

اب اس دور میں اگر صابن وغیرہ سے ہاتھ صاف کر لئے جائیں تو اس سنت پر عمل ہو جائے گا۔

مسواک کے آداب

مسواک کرتے ہوئے مبالغہ کرنا آہ آہ کی آواز نکالنا جیسے کوئی قے کر رہا ہے۔ (نمبر ۴۹) حجۃ اللہ البالغہ میں ہے: ينبغي للانسان ان يبلغ بالسواك اقاصي الفم فيخرج بلاغم الحلق والصدر والاستقصاء في السواك يذهب القلاع اى داء الفم ويصفي الصوت ويطيب النكهة...... (حاشیہ ۱۸، سنن ابی داؤد ص ۱۰۷ ایچ ایم سعید کمپنی) مسواک کرنے میں مبالغہ سے کام لینا چاہئے تاکہ منہ کی تمام اطراف کی اچھی طرح صفائی ہو جائے اور حلق وسینہ کی بلغم نکل جائے اس میں منہ کی بیماریوں کا خاتمہ بھی ہوگا آواز بھی صاف ہوگی اور منہ کی بو بھی ختم ہوگی۔

★ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی مسواک کو دھو کر باری باری کر لیا کرتے تھے۔ (نمبر ۵۲)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں تین مرتبہ اٹھے اور ہر بار مسواک کے ساتھ وضو کیا اور نماز ادا فرمائی۔ (نمبر ۵۸)

جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس پر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام یہ ہوتا کہ مسواک فرماتے (نمبر ۵۱)

★ وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰى طُهْرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ۔ (نمبر ۶۳)

★ ایسا آدمی لوگوں کی امامت نہ کرے جو (نماز کے بعد) صرف اپنے لئے دعا کرے (اور اجتماعی دعا نہ کرے) فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ۔ اگر اس نے ایسا کیا (یعنی اجتماعی دعا نہ کی) تو اس نے لوگوں کے ساتھ خیانت کی۔ (نمبر ۹۱)

Marfat.com

★ سر کا مسح نئے پانی سے کیا جائے وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ (نمبر۱۲۰) (بیان جواز کے لئے) ہاتھوں پہ پہلے سے لگے ہوئے پانی کے ساتھ بھی سر کا مسح فرمایا۔ یعنی نیا پانی نہ لیا (مَسَحَ بِرَأْسِهِ مِنْ فَضْلِ مَاءٍ كَانَ فِي يَدِهِ (نمبر۱۳۰)

★ وضو میں منہ دھوتے ہوئے آنکھوں کے کونوں کو ملنا (يَمْسَحُ الْمَاقَيْنِ) (نمبر۱۳۷)

★ اعضاء وضو کو ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار دھونے کی اجازت (دراصل مقصد خوب اچھی طرح پانی کا بہانا ہے) (نمبر۱۳۵ تا ۱۳۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کی ایک رکعت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا فرمائی۔ (نمبر۱۴۹)

★ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر دین میں رائے کو کوئی دخل ہوتا تو موزوں کے اوپر والے حصے پہ مسح کرنے کی بجائے نیچے والے حصے پہ مسح کرنا بہتر ہوتا (کیونکہ زمین پہ تو نیچے والا حصہ لگتا ہے) لیکن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر والے حصے پہ مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ (نمبر۱۶۲)

★ وضو میں ناخن کے برابر بھی جگہ خشک رہ جائے تو وضو نہ ہوگا۔ (نمبر۱۷۳)

تیر پہ تیر کھاتے رہے مگر نماز نہ توڑی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع کی طرف گئے تو ایک آدمی (مسلمان) نے کسی مشرک کی بیوی کو مار دیا اس (مشرک) نے قسم اٹھائی کہ اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھوں گا جب تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے کسی ایک کا خون نہیں بہالوں گا۔ چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلے کے پیچھے پیچھے آتا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک منزل پہ اترے تو فرمایا: مَنْ رَجُلٌ يَكْلَؤُنَا. کون ہمارا پہرہ دے گا، ایک مہاجر اور ایک انصاری صحابی نے یہ ذمہ داری قبول کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُونَا بِفَمِ الشِّعْبِ. گھاٹی کے دھانے پہ چلے جاؤ، جب وہ دونوں گھاٹی کے دھانے پہ پہنچ گئے تو مہاجر صحابی لیٹ گیا اور انصاری نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ ایک شخص آیا اور اس نے پہچان لیا کہ یہی نگرانی کر رہا ہے پس اس نے تیر مارا جو اس صحابی کو لگا لیکن انہوں نے تیر نکالا اور نماز جاری رکھی یہاں تک کہ تین تیر مارے لیکن انصاری صحابی تیر نکالتے رہے اور سجدہ و رکوع کے ساتھ نماز مکمل کی اور اپنے ساتھی کو ساری صورتحال بتائی۔ تیر انداز تو بھاگ گیا لیکن جب مہاجر نے انصاری کا خون دیکھا تو تعجب سے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلَا اَنْبَهْتَنِي اَوَّلَ مَا رَمٰي. آپ نے مجھے پہلے تیر پر ہی کیوں نہ بتا دیا (تا کہ میں آپ کا دفاع کرتا) انہوں نے کہا كُنْتُ فِي سُورَةٍ اَقْرَؤُهَا فَلَمْ اُحِبَّ اَنْ اَقْطَعَهَا میں ایک سورۃ پڑھ رہا تھا میں نے اچھا نہ سمجھا کہ اس کو درمیان میں چھوڑ دوں (اور اپنا دفاع شروع کر دوں) (نمبر۱۹۸)

Marfat.com

اسے صدیوں نہ بھولے گا زمانہ یہ جو حادثہ ہوگیا

رب بے خبر، بے خبر جانتے ہیں

کوئی بے خبر یہ نہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ سے بے خبر تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فرمان ہے میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا (بخاری) اور باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بھی یہی حالت ہے۔ واقف اسرار حقائق حامیہ ملت کے نگہبان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (جو بڑے بڑے حکام کو خط لکھتے ہیں تو یوں مخاطب فرماتے ہیں جیسے آقا اپنے غلام کو، یقین نہ آئے تو دیکھ لیجئے مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۵۰ اور ۵۲- بنام شیخ فرید بخاری گورنر لاہور) فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے حق میں ریوڑ کے محافظ کی طرح ہوتا ہے جس طرح نگران کا اپنے ریوڑ کی نگرانی سے غافل ہونا مناسب نہیں اسی طرح نبی کا بھی اپنی امت سے نیند میں بھی غافل ہو جانا ان حضرات کی شان کے خلاف ہے اور پروردگار عالم انہیں بوقت خواب بھی امت کے حالات سے بے خبر نہیں ہونے دیتا۔ (سنن ابی داؤد ترجمہ علامہ عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری ج اص ۱۲۵) عظمت رسالت کی یہ باتیں کچھ کلمہ گو نہیں مانتے تو نہ مانیں ایک عیسائی شاعر نے کیا خوب کہہ دیا:

رنگ ونسل کا پرچم پاؤں میں ڈال دیا — بندے کو انسان کا حسن و جمال دیا
کھل نہ سکا جو ارض و سما کی آنکھوں پر — تو نے وہ منظر دامن میں ڈال دیا
صفحۂ شب خالی تھا تیرے ہاتھوں نے — صرف ستارہ لکھا اور اچھال دیا
تیرا سایہ نہیں تھا، لیکن عالم پر — تو نے رحمت رب کا سایہ ڈال دیا
طاق ابد تک منزل منزل صبحوں نے — تیرے نقش قدم کا دیوا بال دیا

(نذیر قیصر)

معراج کی رات کے تین تحائف

حضرت عبداللہ بن عصم بیان فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

كَانَتِ الصَّلٰوةُ خَمْسِينَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مِرَارٍ وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ سَبْعَ مِرَارٍ۔

نمازیں پچاس تھیں، غسل جنابت سات دفعہ کیا جاتا اور پیشاب لگنے سے کپڑا سات مرتبہ دھویا جاتا تھا۔

فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ حَتّٰى جُعِلَتِ الصَّلٰوةُ خَمْسًا وَّالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ مَرَّةً۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم (معراج کی رات) برابر (اپنے رب سے تخفیف کا) سوال کرتے رہے چنانچہ نمازیں پانچ کردی گئیں۔ غسل جنابت ایک مرتبہ کر دیا گیا اور پیشاب لگنے سے کپڑے کو ایک دفعہ دھویا جانا ٹھہرا۔ (۲۴۷)

اے غریبوں کے سہارے السلام — امت بیکس کے پیارے السلام

Marfat.com

عرش کی معراج والے السلام — بیکسوں کی لاج والے السلام
اپنے رب سے کیجئے مولا دعا — عرش سے ہو بارش لطف و عطا
ختم ہو دنیا سے ہر ظلم و جفا — رحم فرمائے زمانے پہ خدا

★ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (جب سے میں نے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا
تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ۔
جس نے اپنے غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑی جسے نہ دھویا اسے آگ کا اس اس طرح عذاب دیا جائے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں (یہ فرمان سننے کے بعد) فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي (تین مرتبہ فرمایا) اس وجہ سے میں اپنے سر کے ساتھ دشمنی کرلی ہے وَكَانَ يَجُزُّ شَعْرَهُ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بال کٹا دیا کرتے تھے۔ (نمبر ۲۴۹)

حریم قدس میں ایمان کامل لے کے آیا ہوں — مرادیں لے کے سب آئے ہیں میں دل لے کے آیا ہوں
گدائے عشق ہوں نظرانہ دل لے کے آیا ہوں — یہی اک چیز تھی لانے کے قابل لے کے آیا ہوں
زہے جذب وکشش یہ ہوش تک باقی نہیں مجھ کو — مجھے دل لے کے آیا ہے کہ میں دل لے کے آیا ہوں

★ حالت حیض میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معاملہ (نمبر ۲۷۰)

★ جب آدمی نے طلوع فجر کے بعد غسل کرلیا تو وہ غسل جمعہ کیلئے کافی ہوگا۔ خواہ وہ جنبی ہی کیوں نہ ہوا ہو۔ (امام ابوداؤد کا فرمان) نمبر ۳۴۲- جمعہ کے دن غسل کرنا واجب نہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۳۵۳ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے ہاں مسنون و مستحب ہے۔ اس لئے امام ابوداؤد نے باب باندھا الرخصة فی ترك الغسل یوم الجمعة جمعہ کے دن غسل نہ کرنے کی اجازت۔ لہٰذا بغیر مجبوری کے غسل ترک نہ کیا جائے تاکہ ثواب میں کمی نہ ہو لیکن محنت مزدوری کرنے والے لوگوں کو جن کے بدن اور کپڑوں سے پسینے وغیرہ کی بدبو آتی ہو ان کو ضرور غسل کرنا چاہئے اور کپڑے بھی تبدیل کرنے چاہئیں تاکہ دوسرے نمازیوں کے لئے اذیت کا سبب نہ بنیں۔

اسلام قبول کرنے پر کفر کی تمام نشانیاں ختم کردینی چاہئیں

اسلام قبول کرتے وقت جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (قیس بن عاصم) کو بیری کے پتے ڈالے ہوئے پانی سے غسل کرنے کا حکم دیا (نمبر ۳۵۵) وہاں عثیم بن کلیب اپنے والد ماجد سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ۔ اپنے زمانہ کفر کے بال منڈوا دو۔
اور یہی فرماتے ہیں کہ ایک اور شخص جو میرے ساتھ ہی حاضر ہوا تھا اس کو بھی آپ نے فرمایا: أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ۔ تم بھی زمانہ کفر کے بال منڈوا دو اور ختنہ کروالو۔ (نمبر ۳۵۶) معلوم ہوا کہ برائی سے مکمل طور پر کنارہ کش ہونا

Marfat.com

لئے اس برائی کی تمام تر علامات کو ختم کر دیا جائے تا کہ دوبارہ اس برائی کی طرف انسان کی توجہ ہی نہ جائے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی حرمت پہ جن برتنوں میں شراب استعمال کی جاتی تھی ان کو بھی توڑ دینے کا حکم دیا تا کہ اس سے پوری طرح نفرت پیدا ہو جائے۔ بعض لوگ کسی وقتی پریشانی، صدمے یا نصیحت کا اثر لے کر برائی چھوڑنے کا ارادہ کر لیتے ہیں مگر اس برائی کے آثار اپنے گھروں میں باقی رکھتے ہیں اور جب وقتی اثر ختم ہو جاتا ہے تو برائی کا سلسلہ دوبارہ اسی زور وشور سے جاری ہو جاتا ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے میں تھوکا اور پھر اس کو مل دیا۔ (نمبر ۳۸۹)

کِتَابُ الصَّلٰوۃِ (نماز کا بیان)

یاد رہے! اخروی کامیابی کا دار و مدار تین چیزوں پر ہے۔ ایمان یعنی عقائد کا درست ہونا لیکن اگر ایک عقیدہ بھی غیر اسلامی اختیار کر لیا تو دولت ایمان سے محرومی ہو جائے گی چاہے لوگوں کی نگاہ میں وہ قطب الاقطاب بنا پھرے۔ (۲) اعمال صالحہ قرآن مجید میں کئی جگہ پہلے ایمان اور پھر اعمال صالحہ پر جنت کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا ہے وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت۔ (البقرہ) پھر نیک اعمال میں درجہ بندی کا خیال ضروری ہے یہ نہیں کہ فرائض کی پرواہ نہ کرے اور مستحبات کو فرائض سے بھی اونچا درجہ دیتا رہے جیسا کہ اس دور میں یہ بیماری عام ہے کہ نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ کی طرف کوئی دھیان نہیں اور جائز رسومات کی فرائض کی طرح پابندی کی جاتی ہے۔ اس بارے میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان پیش نظر رہنا چاہئے جو کہ فتوح الغیب کے مقالہ نمبر ۳۸ میں ہے۔

حضور غوث اعظم کا فرمان

ینبغی للمومن ان یشتغل اولا بالفرائض فاذا فرغ منھا اشتغل بالسنن ثم یشتغل بالنوافل والفضائل...... ایماندار کے لئے یہی مناسب ہے کہ پہلے فرائض کو ادا کرنے میں مشغول ہو جب ان سے فارغ ہو تو سنتوں کی طرف متوجہ ہو پھر نوافل اور فضیلت والے کام کرے کیونکہ فرائض ادا نہ کر کے سنتوں میں مشغول ہونا حماقت اور روگردانی ہے۔ فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منہ واھین۔ اگر فرائض کو ادا نہ کرے اور سنن ونوافل میں مشغول ہو جائے تو قبولیت نہ ہوگی بلکہ ذلیل و رسوا ہوگا۔ کیونکہ فرائض و واجبات کی تکمیل کے لئے سنن ونوافل کو رکھا گیا ہے۔ فرائض و واجبات شجر اسلام کے تنے کی حیثیت رکھتے ہیں اور سنن ونوافل ٹہنیاں اور پھل ہیں اگر جڑ اور پتا ہی نہ ہوگا تو ٹہنیاں اور پھل کہاں لگیں گے۔ اس لئے جہاں احادیث میں کسی ایک کام پر نجات کا دار و مدار رکھا گیا ہے وہاں یہ ساری باتیں مد نظر رکھی جائیں گی مثلاً جہاں فرمایا گیا من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا تو وہاں ان کلمات کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا مراد ہے ورنہ تو تمام عقائد اسلام کی اہمیت ہی ختم ہو جائے گی۔ پھر تو صرف

Marfat.com

یہی ایک حدیث ہی کافی تھی پورا قرآن وذخیرہ احادیث کی کیا ضرورت رہ جائے گی۔ مرزائی سب کچھ کرتے ہیں مگر ختم نبو
کے عقیدے کا انکار کرنے کی وجہ سے پوری امت کے نزدیک کافر ومرتد اسی لئے تو ہیں۔ کتاب الصلوٰۃ کی احادیث
حوالے شروع کرنے سے پہلے فقہی اعتبار سے اعمال کی درجہ بندی کا ذکر اسی لئے کیا جارہا ہے کہ گر حفظ مراتب نہ
زندیقی۔ کیونکہ ان اصطلاحات کی ضرورت ہر جگہ پڑتی ہے۔ یہ اصطلاحات بہار شریعت سے لی گئی ہیں۔ ص ۵،۶ ج ۲۔

احکام کے متعلق ضروری اصطلاحات

فرض اعتقادی

جو دلیل قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا ائمہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کی فرضیت دین اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماع قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے اور بہر حال جو کسی فرض اعتقادی کو بلا عذر صحیح شرعی قصداً ایک بار بھی چھوڑے فاسق ومرتکب کبیرہ ومستحق عذاب نار ہے جیسے نماز، رکوع، سجود۔

فرض عملی

وہ جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظر مجتہد میں بحکم دلائل شرعیہ جزم ہے کہ بے اس کے کئے آدمی بری الذمہ نہ ہو یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل وکالعدم ہوگی اس کا بے وجہ انکار فسق وگمراہی ہے ہاں اگر کوئی شخص کہ دلائل شرعیہ میں نظر کا اہل ہے دلیل شرعی سے اس کا انکار کرے تو کرسکتا ہے جیسے آئمہ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں مثلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا۔ حنفیہ کے نزدیک وضو میں بسم اللہ کہنا اور نیت سنت ہے اور حنبلیہ وشافعیہ کے نزدیک فرض اور ان کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ اس فرض عملی میں ہر شخص اس کی پیروی کرے جس کا مقلد ہے اپنے امام کے خلاف بلاضرورت شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

واجب اعتقادی

وہ کہ دلیل ظنی سے اس کی ضرورت ثابت ہو۔ فرض عملی وواجب عملی اسی کی دو قسمیں ہیں اور وہ انہیں دو میں منحصر۔

واجب عملی

وہ واجب اعتقادی کہ بے اس کے کئے بھی بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے مگر ادا ہو جائے۔ مجتہد دلیل شرعی سے واجب کا انکار کرسکتا ہے اور کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا کبیرہ۔

Marfat.com

سنت مؤکدہ

وہ جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ادا کیا ہو۔ البتہ بیان جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ فرمادی ہو اس کا ترک اساءت اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور اس کی عادت پر استحقاق عذاب۔

سنت غیر موکدہ

وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادۃً ہو موجب عتاب نہیں۔

مستحب

وہ کہ نظر شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو خواہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

مباح

وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔

حرام قطعی

یہ فرض کا مقابل ہے اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ وفسق ہے اور بچنا فرض وثواب۔

مکروہ تحریمی

یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگرچہ اس کا کرنا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے۔

اساءت

جس کا کرنا برا ہو اور نادراً کرنے والا مستحق عتاب اور التزام فعل پر استحقاق عذاب یہ سنت موکدہ کے مقابل ہے۔

مکروہ تنزیہی

جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے یہ سنت غیر موکدہ کے مقابل ہے۔

Marfat.com

خلاف اولیٰ

وہ کہ نہ کرنا بہتر تھا کیا تو کچھ مضائقہ وعتاب نہیں یہ مستحب کا مقابل ہے۔ ان کے بیان میں عبارتیں مختلف ملیں گی مگر یہی عطر تحقیق ہے۔ (وللہ الحمد حمدًا کثیرًا مبارکًا فیہ مبارکًا علیہ کما یحب ربنا و یرضیٰ)

★ عصر ان (یا عصرین) صبح ومغرب کی نماز کو کہا گیا ہے۔ (نمبر ۴۲۸)

★ جہاں قبروں کو کھودنے کا ذکر ہے وہاں مشرکین کی قبروں کا بیان ہے۔

فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِکِیْنَ فَنُبِشَتْ۔ (نمبر ۴۵۳،۴۵۴)

★ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ الفاظ پڑھنے والا پورا دن شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ (نمبر ۴۶۶)

کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے والے کو امامت سے معزول کر دیا گیا

احمد بن صالح بیان فرماتے ہیں: حضرت ابوسہلہ السائب بن خلاد سے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے کہ ایک شخص نے کچھ لوگوں کی امامت کی تو قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوک دیا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے پس جب (نماز سے) فراغت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یُصَلِّیْ لَکُمْ۔ یہ تمہیں نماز نہ پڑھایا کرے۔ چنانچہ اس کے بعد اس نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو منع کر دیا اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا پھر اس نے اس بات کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّکَ اٰذَیْتَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ہاں تو نے (کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوک کر) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے (۴۸۱) جب کعبہ معظمہ کی توہین کرنے والا قابل امامت نہیں ہے تو کعبہ کے کعبہ، امام الانبیاء والرسل، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب ہونے والا کب امامت کے قابل ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کعبہ کو مخاطب ہو کر فرمایا! اے کعبہ مرد مومن کی شان تجھ سے زیادہ ہے (ابن ماجہ) تو جن کے فیض نبوت سے کائنات کو ایمان کی دولت نصیب ہو رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی کیا ان کی توہین کرنے والا اس نبی کی امت کا امام ہو سکتا ہے۔ ایں خیال است ومحال است وجنون۔ جن کو خدا نے معراج کی رات اپنی ملاقات وزیارت کے لئے اس قدر اہتمام سے بلایا اور مسجد اقصیٰ میں نبیوں، رسولوں کا اور بیت المعمور میں فرشتوں کی امامت کا منصب عطا فرمایا اور کس شان سے، اس بارے میں چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

بلایا لامکاں پہ جب خدا نے

بلایا لامکاں میں جب خدا نے گئے سرکار امت بخشوانے
درود پاک حوریں پڑھ رہی تھیں ملک گاتے تھے رحمت کے ترانے
شب معراج مل کر چاند تارے بجاتے تھے خوشی کے شادیانے

Marfat.com

مرے سرکار کے پیچھے ادا کی نماز شوق سارے انبیاء نے
ہوئے جبریل جب سدرہ پہ عاجز لگے آقا ہمارے مسکرانے
خدا کو علم ہے یا مصطفیٰ کو! کہ وہ لمحات تھے کتنے سہانے
سر ''قوسین'' تحفہ عاجزی کا کیا پیش خدا جب مصطفیٰ نے
کئی صدیاں گئیں معراج کے بعد مگر حیران ہیں اب تک زمانے
نبی کا جسم بھی معراج میں تھا
کوئی فیضان مانے یا نہ مانے

★ ایک شخص نے جب پوچھا کہ تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں تو صحابہ کرام نے اس کو اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا۔ هٰذَا الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ. یہ ہیں گورے رنگ والے جو ٹیک لگا کر تشریف فرما ہیں۔ (نمبر ۴۸٦)

★ پہلی اذان حضرت بلال نے پڑھی۔ حضرت عبداللہ بن زید بتاتے گئے اور حضرت بلال اذان پڑھتے گئے۔ (نمبر ۴۹۸) اور اقامت حضرت عبداللہ بن زید نے کہی۔ (نمبر ۵۱۲)

★ حضرت ابومحذورہ کی پیشانی کے بالوں پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا تو انہوں نے (ساری زندگی) نہ وہ بال کٹوائے اور نہ منڈوائے۔ (نمبر ۵۰۰، ۵۰۱)

اذان سے پہلے دعا اور اذان کے بعد درود

★ حضرت بلال اذان سے پہلے انگڑائی لے کر یہ دعا کرتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُكَ وَاَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ اَنْ يُّقِيْمُوْا دِيْنَكَ. اے اللہ میں تیری حمد وثناء بیان کرتا ہوں اور قریش کے مقابلہ میں تیری مدد چاہتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں اور یہ دعا ہر اذان سے پہلے کرتے اور ایک صحابیہ سنتی تھیں حالانکہ مینارہ پر یہ دعا ہوتی تھی پھر اذان کہتے۔ (نمبر ۵۱۹)

★ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا، دس نیکیاں اور شفاعت واجب۔ (نمبر ۵۲۳)

کس قدر ظلم کی بات ہے کہ امت کو اتنی بڑی سعادت سے روکا جا رہا ہے کہ خبردار اذان سے پہلے یا بعد درود وسلام نہ پڑھا جائے کہیں زمین نہ پھٹ جائے یا آسمان نہ گر جائے ان لوگوں سے بندہ پوچھے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے درود وسلام کے لئے کوئی ٹائم مقرر فرمایا ہے کہ اس وقت کے علاوہ ہرگز درود وسلام نہ پڑھا جائے جب ایسا نہیں ہے تو حضور علیہ السلام کا امتی جب چاہے اپنے محبوب کی بارگاہ میں درود وسلام پڑھے اور دس نیکیوں کا حق دار بن جائے، دس گناہ معاف کرالے اور دس درجے بلند کروالے۔ درود وسلام سے روکنا ابوجہل کا مشن تو ہوسکتا ہے ابوبکر صدیق کا نظریہ نہیں ہوسکتا۔

بے یقینی کے دھندلکوں میں ہے امت تیری آج تو کل سے بھی زیادہ ہے ضرورت تیری
قائد قافلہ عظمت و ادراک بشر ثبت ہے لوح حقیقت پہ صداقت تیری

Marfat.com

دل میں بوجہل، زبانوں پہ تیرے ذکر کا نور — قہر نازل نہیں ہوتا یہ ہے رحمت تیری
وجہ تخلیق بساط ہمہ اسباب و علل — زندگی بخش گئی خلق کو خلقت تیری
تیرے مسلک سے جنہیں کوئی سروکار نہیں — وہ بھی کہتے ہیں کہ ہے دل میں محبت تیری
دعویٰ عشق نہیں، فخر غلامی ہے مجھے — اور غلامی کا تقاضہ ہے اطاعت تیری
حرف حق کب لب اظہار کا محتاج رہا — ہر زمانے سے مسلسل ہے ہدایت تیری
چشم گستاخ نے دیکھا لب و رخسار کا رنگ — اور عقیدت کو نظر آئی فضیلت تیری

سچ کے اظہار کی عاشور کو توفیق ملی
میرے مولا تیرا الطاف، عنایت تری

★ جب موذن اشھدان محمد رسول اللّٰہ کہتا تو حضور فرماتے: اَنَا اَنَا۔ (نمبر ۵۲۶)

★ وقت سے پہلے دی جانے والی اذان کو دہرایا جائے۔ (نمبر ۵۳۲)

★ ظہر یا عصر کے وقت حضرت ابن عمر تثویب کو بدعت سمجھتے تھے۔ (نمبر ۵۳۸)

نماز باجماعت اور سنت کی اہمیت

★ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَكَفَرْتُمْ۔ اگر تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دیا تو تم نے کفر کیا۔ پوری حدیث اس طرح ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان پانچ نمازوں کی حفاظت کرو جن کے لئے اذان کہی جاتی ہے کیونکہ یہ ہدایت کے راستے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدایت کے راستے واضح فرما دیئے ہیں۔ صحابہ کہتے ہیں ہم نے دیکھا نماز (باجماعت) سے وہی منافق پیچھے رہتا تھا جس کا نفاق واضح تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی دو کا سہارا لیکر صف میں آ کر کھڑا ہوتا تم میں سے ایسا کوئی ہے جس کے گھر میں مسجد نہ ہو اور اگر تم اپنے گھروں میں (ہی فرض) نماز پڑھنے لگو گے تو تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دیا اور اپنے نبی کے طریقے کو چھوڑ و گے تو کفر تک پہنچ جاؤ گے۔ (نمبر ۵۵۰) آج کا مسلمان ذرا صحابہ کرام کے دور کے ساتھ موازنہ کرے کہ ان کی نگاہوں میں نماز کی کیا اہمیت تھی اور ہماری حالت کیا ہے

وہ تھے کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں ہے
شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف جانے کا ثواب

حضرت ابوعبدالرحمٰن نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا اِلٰى صَلٰوةٍ مَّكْتُوبَةٍ فَاَجْرُهُ كَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ اِلٰى

Marfat.com

تَسْبِيحِ الضُّحٰى لَا يَنْصِبُهُ اِلَّا اِيَّاهُ فَاَجْرُهُ كَاَجْرِ الْمُعْتَمِرِ۔
جو شخص اپنے گھر سے طہارت کر کے فرض نماز کے لئے نکلا تو اسے حج کے لئے احرام باندھ کر نکلنے والے کی طرح اجر ملے گا اور جو چاشت کی نماز کے لئے نکلے اور کوئی مقصد نہ ہو تو اسے عمرہ کرنے والے کی طرح ثواب ملے گا۔ (مزید فرمایا اور جن دو نمازوں کے درمیان کوئی لغو بات نہ کی گئی ہو تو وہ علیین میں لکھی جاتی ہے) (نمبر ۵۵۸)

★ سدل ثوب (نماز میں کپڑا لٹکانے) سے منع فرمایا گیا ہے۔ (نمبر ۶۴۳)

★ یہود کی مخالفت کرو کیونکہ وہ جوتوں اور موزوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ (نمبر ۶۵۲)

★ امام کا سترہ مقتدیوں کو کافی ہے۔ (نمبر ۷۰۸)

★ نماز میں صرف ایک مرتبہ ہی رفع یدین کیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مجمع عام کے سامنے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھانا (اور ظاہر بات ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کا واقعہ ہے تو اس حدیث سے رفع یدین والی احادیث کو منسوخ مانا جائے گا۔ یہی احناف کی دلیل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ رفع یدین کرنے والی حدیث منقول نہیں ہے۔ پھر رفع یدین نہ کرنے میں اسکنوا فی الصلوۃ پہ عمل ہے جو کہ مطلوب ومقصود ہے۔ (حدیث نمبر ۷۴۸ تا ۷۵۲)

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ایک بندے نے کہا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ. نماز سے فارغ ہو کر آپ نے پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ اس آدمی نے عرض کیا میں نے۔ فرمایا: میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو لپکتے دیکھا کہ کون انہیں سب سے پہلے لکھتا ہے۔ (نمبر ۷۷۰) معلوم ہوا ہر نئی بات بدعت سیئہ نہیں ہے ورنہ ان کلمات کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نہیں دی تھی اور نہ آپ نے یہ فرمایا کہ تو نے اپنی طرف سے یعنی نماز یعنی دین میں اضافہ کر دیا ہے بلکہ آپ نے یہ کلمات سن لئے فرشتوں کو آتے دیکھ لیا، ان کی تعداد بھی معلوم کر لی، ان کے آنے کا مقصد بھی جان لیا اور ان کو دوڑتے ہوئے بھی ملاحظہ فرمایا کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں اتنے امور پہ توجہ ہوتے ہوئے بھی نماز میں توجہ الی اللہ پوری طرح قائم رہی، بنظر غائر دیکھا جائے تو ہر حدیث سے علوم وکمالات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے نظر آتے ہیں مگر یہ نگاہ قسمت والوں کو نصیب ہوتی ہے۔

مقدر کو مرے بخشی گئی رحمت کی تابانی — مرے حصے میں آئی ہے محمد کی ثنا خوانی
محبت سرور کونین کی جس دل کو حاصل ہو — اسے ہوگی نہ روز حشر کوئی بھی پریشانی
زمانہ تا ابد جھکتا رہے گا انکے قدموں میں — جنہیں حاصل ہوئی ہے والی بطحا کی دربانی

Marfat.com

عرب کی عظمتیں اللہ اکبر آپ کے دم سے ہوئی صحرا نشینوں کے مقدر میں جہانبانی
نبی کو نور کہنا تو اک ادنیٰ سی عقیدت ہے جہاں ذکر محمد ہو وہ ساری بزم نورانی
کبھی تو کہہ کے مستانہ ظہوری کو بلائینگے کبھی تو کام آجائے گی میری چاک دامانی

★ ایک صحابی نے ساٹھ حج کیئے اور جس اونٹ پہ جو حج کیا ہم اس اونٹ کو بھی پہچانتے ہیں کہ کونسا حج کس اونٹ پہ کیا۔ (نمبر ۸۸۷)

★ سورۂ انفال و توبہ کے مضامین میں مشابہت کی وجہ سے بسم اللہ شریف نہ لکھی گئی۔ (نمبر ۷۸۶)

★ صرف سورۃ فاتحہ کو نماز میں ضروری بتانے والے فصاعدا اور فما زاد کو کیوں بھول جاتے ہیں اور پھر یہ بھی تو ہے قال سفین لمن یصلی وحدہ۔ جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ (نمبر ۳۱، ۳۰، ۸۱۹)

★ قیامت کے دن فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی۔ (نمبر ۸۶۴)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمبی نماز ایک رکعت میں سورۃ بقرہ پڑھنا اور اتنا ہی لمبا رکوع کرنا، دوسری رکعت میں آل عمران پھر نساء اور مائدہ کی تلاوت۔ (نمبر ۸۷۳)

★ دو رکعتوں پہ سابقہ گناہ معاف اور جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۷-۹۰۶)

★ نماز کے دوران آسمان کی طرف دیکھنے کی ممانعت۔ (نمبر ۱۳، ۹۱۲)

★ عورتوں کا نماز میں تصفیح (تالی بجانا) یہ ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں بائیں ہتھیلی پہ ماریں۔ (۹۴۲)

سراپا نور مکمل بشر صلی اللہ علیہ وسلم

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھ کر نماز (نفل) پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے تو ایک دن حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور (حیران ہو کر) اپنا ہاتھ اپنے سر پہ رکھ لیا۔ جس پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَجَلْ وَلٰكِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ۔ مسئلہ یہی ہے لیکن میں تمہاری طرح تو نہیں ہوں۔ (نمبر ۹۵۰)

اس پہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جان لو کہ خلق محمدی دوسرے انسانی افراد کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی بھی فرد کی پیدائش سے مناسبت نہیں رکھتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عنصری پیدائش کے باوجود اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا: خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ میں خدا کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔ دیگراں را ایں دولت میسر نشدہ است۔ دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہے۔ (مکتوبات ۳: ۱۰۰)

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

دوسرے مقام پہ حضرت مجدد پاک فرماتے ہیں "حقیقت سے ناواقف لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر

Marfat.com

سمجھا جس کے باعث وہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کے) منکر ہوگئے جبکہ خوش قسمت لوگوں نے رسالت کے رنگ میں دیکھا، آپکو رحمت عالمیاں جانا، تمام انسانوں سے ممتاز سمجھا تو ایمان جیسی متاع عزیز کے حقدار ہوگئے۔ واز اہل نجات آمدند۔ اور اہل نجات میں سے ہوگئے۔ (مکتوب ۶۴:۳)

راہزن خضر راہ کی قبا چھین کر راہ نما بن گئے دیکھتے دیکھتے

نماز کے تشہد میں حضرت ابن عمر نے اضافہ کیا تو کسی نے اعتراض نہ کیا

حضرت نصر بن علی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی ان سے حضرت شعبہ نے ابی بشر سے، انہوں نے کہا میں نے مجاہد سے سنا کہ حضرت ابن عمر نے تشہد کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ بیان فرمائے۔ التحیات للہ الصلوات الطیبات السلام علیك ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاته۔ راوی کہتے ہیں قال ابن عمر زدت فیھا و برکاته۔ اس میں وبرکاته کا اضافہ میں نے خود کیا ہے (پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ جاری رکھتے ہوئے فرمایا) السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ پھر حضرت ابن عمر نے فرمایا زدت فیھا وحدہ لا شریك له۔ اس میں وحدہ لاشریک لہ کے الفاظ کا اضافہ میں نے خود کیا ہے۔ (نمبر ۹۷۱)

کسی بھی صحابی یا تابعی نے اس پہ کسی قسم کا اعتراض نہ کیا کہ آپ نے دین (نماز) میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے بدعت کا ارتکاب کیا ہے۔ اس سے کم از کم یہ تو معلوم ہوگیا کہ صحابی اور وہابی کے عقیدے میں فرق ضرور ہے۔ اے مسلمانو! سنبھل کے چلو بڑا نازک دور ہے بات بات پہ ایمان کو خراب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

یہ دور کچھ ایسا ہے کہ لاکھوں ڈھب سے فرعون یہ کہتا ہے کہ میں موسیٰ ہوں

★ تشہد میں انگلی کو حرکت نہ دی جائے۔ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُشِیْرُ بِاِصْبَعِهٖ اِذَا دَعَا وَلَا یُحَرِّکُهَا۔ (نمبر ۹۸۹)

★ فرائض اور سنن ونوافل کے درمیان وقفہ نہ کرنا اہل کتاب کی ہلاکت کا سبب بنا۔ (نمبر ۱۰۰۷)

★ جو درمیانہ تشہد بھول جائے اور کھڑا (ہونے کے قریب) ہوجائے تو واپس نہ آئے اور سجدۂ سہو کرلے۔ (نمبر ۱۰۳۶)

★ نماز مکمل کرنے کے بعد ہمیشہ دائیں جانب ہی نہ منہ کیا جائے۔ (نمبر ۱۰۴۱)

★ جمعہ کی نماز سے روکنے کے لئے شیاطین اپنے جھنڈے لے کر بازاروں میں پھیل جاتے ہیں تاکہ انہیں کاروبار میں مصروف رکھیں۔ (نمبر ۱۰۵۱)

★ جمعہ کی دوسری اذان (بمعہ اقامت تیسری) کا اضافہ حضرت عثمان نے کیا۔ (نمبر ۱۰۸۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور صحابی کی اطاعت

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پہ جلوہ

Marfat.com

گر ہوئے تو فرمایا: اِجْلِسُوْا بیٹھ جاؤ۔ جب یہ ارشاد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے (حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ فرمایا تھا) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا تَعَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اے عبداللہ بن مسعود تم آگے آجاؤ۔ (نمبر ۱۰۹۱)

اپنے قائد کی محبت کا یہ جذبہ کارکنوں میں پیدا ہو جائے تو کیوں نہ اشارۂ ابرو پہ جان قربان کرنے کو تیار ہو جائیں لیکن قائد کو اپنے کارکنوں سے اس قدر محبت بھی تو ہو جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو عطا فرمائی ہے۔ شکوہ کارکنوں سے نہیں ہے قائدین سے ہے۔

تو ادھر ادھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے راہزنوں سے غرض نہیں تیری راہبری کا سوال ہے

اب اس دور میں تو حالت یہ ہے کہ الا ماشاء اللہ راہزنوں سے وہ خطرہ نہیں جو کہ راہبروں سے ہے۔ جانے والا سوچتا ہے کہ اگر اتنا نذرانہ نہ دے سکا تو خدا جانے میرا کیا حال ہوگا؟ کیا خوب کہا حبیب جالب نے:

لوگ ڈرتے ہیں دشمنی سے تیری ہم تیری دوستی سے ڈرتے ہیں

★ خطبہ وتقریر میں احتیاط، ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ میں کہا جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور جو دونوں کی نافرمانی کرے (یعنی اللہ و رسول کا علیحدہ علیحدہ نام نہ لیا) حضور نے فرمایا: قُمْ اَوِاذْهَبْ بِئْسَ الْخَطِيْبُ اَنْتَ۔ دفع ہو جا تو برا خطیب ہے۔ (نمبر ۱۰۹۹)

★ خطبہ اور وعظ مختصر ہونا چاہئے۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُطِيْلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِنَّمَا هُنَّ كَلِمَاتٍ يَسِيْرَاتٍ۔

★ خطبے میں امام کے قریب بیٹھنے سے جنت میں پہلے جائے گا۔ (نمبر ۱۱۰۸)

نور ہی نور عرش پر نور ہی نور فرش پر
میں نے کہا یہ کیا ہے بات اس نے کہا رسول ہیں

★ نماز عید سے پہلے اور بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ (نمبر ۱۱۵۹)

ازواجِ مطہرات اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں زوجہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ فوراً سجدے میں گر گئے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ اس وقت سجدہ کرنے کا کیا مطلب؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِذَا رَاَيْتُمْ اٰيَةً فَاسْجُدُوْا۔ جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو۔ پھر فرمایا وَاَيُّ اٰيَةٍ اَعْظَمُ مِنْ ذِهَابِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے

Marfat.com

جانے سے بڑھ کر کون سی بڑی نشانی ہوگی۔ (نمبر ۱۱۹۷) اے غافل مسلمان جن کے بارے میں قرآن میں لستن کاحد من النساء کے الفاظ آئے ہیں کہ اے میرے محبوب کی بیویو! دنیا میں کوئی عورت تمہاری عظمت و شان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور جن کے دنیا سے اٹھ جانے کو حضرت ابن عباس جیسے حبر الامۃ عظیم نشانی قرار دے رہے ہیں تیری اور میری کیا حیثیت ہے۔ اپنے کچھ ہونے کا دعویٰ کرتے رہیں جبکہ آخرت میں نبی علیہ السلام کی ازواج پاک تو آپ کے ساتھ جنت میں ہوں گی اور تیرا میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا کبھی اس نکتے پر بھی غور کر کے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

کھوج ملتا ہے یہاں تک بعد ازاں کچھ بھی نہیں — تخت والوں کا پتہ دیتے ہیں تختے گور کے
چھپ کھڑے ہیں مقبروں میں بعد ازاں کچھ بھی نہیں — گونجتے تھے جن کی نوبت تھے زمین و آسمان
تیرا یہ حسن و جمال اے نوجوان کچھ بھی نہیں — چار دن کی زندگی ہے پھر اندھیری رات ہے

★ سفر و حضر میں نماز کی دو دو رکعتیں فرض تھیں پھر سفر میں تو وہی دو قائم رہیں اور حضر میں اضافہ کر دیا گیا۔

(نمبر ۱۱۸۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پہ فرض نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ (نمبر ۱۲۲۴) جنہوں نے وتروں کو نوافل میں شمار کیا انہوں نے وتروں کو بھی سواری پہ پڑھنے کا ذکر فرمایا۔

★ مغرب کے فرض کے بعد والی نماز کو گھر کی نماز قرار دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی دو سنتوں میں اتنی لمبی قرأت فرماتے کہ تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تو آپ پھر بھی نماز ادا فرماتے رہتے۔ (نمبر ۱۳۰۱، ۱۳۰۰)

مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامان حیات — ان کی دھن، ان کی لگن، ان کی تمنا، ان کی یاد

اے ربیعہ! مجھ سے مانگ لے

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزاری اور آپ کے لئے وضو اور قضائے حاجت کے لئے پانی پیش کیا تو آپ نے (خوش ہو کر فرمایا) سَلْنِیْ مجھ سے مانگ۔ تو میں نے آپ سے جنت میں آپ کی ہمسائیگی مانگی پھر آپ نے فرمایا اس کے علاوہ بھی کچھ مانگنا ہے تو مانگ لے۔ (نمبر ۱۳۳۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے کو شرک کہنے والے سوچیں کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو نعوذ باللہ شرک کی دعوت دی ہے اور کیا صحابی نے مافوق الاسباب چیز مانگ کر شرک کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر توحید کہاں سے ملے گی؟ اور محدثین نے یہ احادیث لکھ کر کیا امت مسلمہ کو مشرک بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔

فان من جودك الدنيا و ضرتها — ومن علومك علم اللوح والقلم

(امام بوصیری)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً فرمانا کہ مانگ (جو کچھ بھی مانگنا ہے) اس

Marfat.com

کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کی ہر نعمت دے سکتے ہیں۔ یوخذ من اطلاقه صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى مكنه من اعطاء كل ما اراد من خزائن الحق۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدر گاہش بیا وھرچہ می خواہی تمنا کن

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی تین رکعتیں ادا فرمائیں۔ (۱۳۵۳)

★ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک ایک مجلس کے اندر سات سات بار جبریل امین حاضر ہوتے رہے (انزل القران على سبعة احرف حتى بلغ سبعة احرف -۱۴۷۸) مولانا حسن رضا فرماتے ہیں:

بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

★ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے اجسام (کا کھانا یعنی ان کو نقصان پہنچانے) کو حرام فرما دیا ہے۔

(۱۵۳۱)

★ جو کوئی اپنے بھائی کے پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں اور دعا کرنیوالے کے لئے بھی۔

(نمبر ۱۵۳۴)

★ تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔

(۱) والد کی۔ (۲) مسافر کی اور (۳) مظلوم کی۔ (نمبر ۱۵۳۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگتے تھے۔ بزدلی، بخل، بری عمر، امراض قلب اور عذاب قبر سے۔ (نمبر ۱۵۳۹) امتی بھی پناہ مانگے گا تو ضرور خلاصی ہوگی۔ نہ بھی ہوئی تو یہ چیزیں کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔

عشق کی آگ میں جو بھی جل گیا
نار دوزخ سے وہ گھبراتا نہیں

قرض ادا ہو گیا اور پریشانی دور ہوگئی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ وہاں ایک انصاری ابوامامہ بیٹھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا بات ہے میں تمہیں مسجد میں ہی بیٹھے ہوئے دیکھتا ہوں حالانکہ نماز کا وقت نہیں ہوتا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! تفکرات اور قرضوں نے گھیر رکھا ہے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جب تم اسے کرو گے تو تمہارا غم دور ہو جائے گا اور قرض اتر جائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا صبح و شام یوں کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

Marfat.com

اے اللہ میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں فکر اور غم سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں کمزوری اور سستی سے اور تیری پناہ لیتا ہوں قرض کے غلبے اور لوگوں کے دبانے (قہر وغضب) سے۔ قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَمِّي وَقَضٰى عَنِّيْ دَيْنِيْ. ان کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری پریشانی دور فرما دی اور قرض ادا کر دیا۔ (نمبر ۱۵۵۵) مدینے والی سرکار کا تصور کر کے آپ کی بتائی ہوئی ہدایات پہ عمل کرنے سے سارے کام ہو جاتے ہیں کیونکہ محبوب خدا کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ لہٰذا ہاتھ اٹھا کر آنسو بہا کر حضور کا واسطہ رب کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا کرنے سے قبولیت یقینی ہے۔

بس مدینے میں آنکھ روتی ہے ہاتھ اٹھتے نہیں دعا کے لئے
تم ہو جاتے کہاں صدا کے لئے ہے مدینہ تو ہر گدا کے لئے
یہ ٹھکانہ نہیں ہے غیروں کا دل بنایا ہے مصطفیٰ کے لئے
جانے کب آئیں وہ طبیب میرے مرض بڑھتا ہے یہ دوا کے لئے
مر کے پہنچا ہوں ان کی چوکھٹ پر اب نہ روکو مجھے خدا کے لئے
ہے حسن اس امید پر زندہ جان نکل جائے مصطفیٰ کے لئے

كِتَابُ الزَّكٰوةِ (زکوٰۃ کا بیان)

★ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا: اَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِيْ نُعِدُّ لِلْبَيْعِ. ہم تجارتی مال سے زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ (نمبر ۱۵۶۳)

★ لوگوں کو بتدریج اسلام، نماز، زکوٰۃ کی دعوت دی جائے۔ مظلوم کی بددعا اور اللہ کی بارگاہ میں کوئی پردہ نہیں۔ زکوٰۃ (لینے دینے) میں زیادتی کرنے والا اس سے روکنے والے کی طرح ہے۔ (نمبر ۱۵۸۶،۸۷) زکوٰۃ وصول کرنے والے کو عدل وانصاف سے زکوٰۃ کا مال وصول کرنا چاہئے۔ کمی بیشی کرنے کا وبال اسی پر ہوگا۔ مال کو چھانٹ کر نہ لے بلکہ درمیانی جانور لے اور زکوٰۃ دھندگان کے حق میں دعائے خیر کرے کیونکہ منصف مصدق کی دعا قبول ہوتی ہے اور زکوٰۃ دہندگان بھی مصدق سے ساتھ تعاون کریں اور ایسا کہ اس کا دل موہ لیں تا کہ اس کے دل سے دعائیں نکلیں، اس سے اپنا مال نہ چھپائیں گے کیونکہ اس سے چھپا بھی لیں گے تو اللہ سے تو نہیں چھپا سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مصدق تم پہ ظلم بھی کرے تو بھی اس کو راضی رکھو (تم پہ ظلم کا بدلہ خدا خود اس سے لے گا) (نمبر ۱۵۸۹) آج حکمرانوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ بقول اقبال:

خود طلسم قیصر و کسریٰ شکست خود سر تخت ملوکیت نشست
الٰہی پھر مسلمانوں میں پہلی شان پیدا کر صلاح الدین غازی سا کوئی سلطان پیدا کر

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو دعاؤں سے نوازتے

ہمارے حکمران لوگوں پہ زیادتیاں بھی کرتے ہیں اور پھر ان پہ طرح طرح کے رعب جما کر اپنی جیبیں بھی بھرتے ہیں ورنہ ان کو کئی قسم کی مشکلات و مقدمات میں پھنسا دیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتك سکن۔ پیارے ان سے زکوٰۃ کا مال وصول کر کے ان کو پاک کریں اور ان کے لئے دعا کریں بیشک آپ کی دعا اس کے لئے باعث سکون ہے۔ یقیناً جنت سکون کی جگہ ہے مگر مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ جب کسی غلام کے لئے دعا کی خاطر اٹھتے ہوں گے تو اس سے بڑھ کر سکون اس کو کہاں ملے گا۔ اس موقع پہ کسی نے اپنے ذوق کا اظہار اس طرح کیا ہے

جنت میں لا کے تو نے مجھے چھوڑ دیا ہے — رضوان میری جنت تو گلزار مدینہ ہے
آہستہ قدم رکھنا گستاخی نہ ہو جائے — یہ فرش نہیں نادان یہ عرش کا زینہ ہے
ہر شے میں محمد کے جلوؤں کی تجلی ہے — دنیا یہ انگوٹھی ہے اور طیبہ نگینہ ہے

بات چلی تھی دعا سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد بیعت رضوان کرنے والوں میں شامل تھے۔ فرماتے ہیں کہ لوگ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زکوٰۃ پیش کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس طرح دعا سے نوازتے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ۔ اے اللہ فلاں کی آل پہ رحمت فرما۔ چنانچہ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ کے لئے اس طرح دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی۔ اے اللہ ابواوفیٰ کی آل پہ رحمت فرما۔ (نمبر ۱۵۹۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں کو جو خوشی و سکون حاصل ہوتا ہوگا اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے جبکہ خود قرآن نے بھی گواہی دے دی۔ ان صلوتك سکن لھم۔

نبی کی محفل سجائے رکھنا دیئے دلوں کے جلائے رکھنا — جو راحت دل سکون جان ہے وہ ذکر ذکر محمدی ہے
وہ گالیاں سن کے دیں دعائیں بروں کو اپنے گلے لگائیں — سراپا لطف و کرم جو ٹھہری وہ میرے آقا کی زندگی ہے

مالدار ہونے کے باوجود کون کون صدقہ و زکوٰۃ لے سکتا ہے

(۱) مجاہد فی سبیل اللہ۔ (۲) والعاملین علیھا۔ (۳) مقروض ہو۔ (۴) مال زکوٰۃ کو اپنے مال سے خریدنے والا۔ (۵) جس کا ہمسایہ غریب ہو اس کے مسکین کو صدقہ دیا اور مسکین نے غنی کو ہدیہ دے دیا۔ (نمبر ۱۶۳۵، عن عطاء ابن یسار رضی اللہ عنہ) شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیسی کیسی آسانیاں رکھی گئی ہیں کہ عام حالات میں یہ لوگ مال زکوٰۃ و خیرات لینے کے حقدار نہیں ہیں مگر جیسے مال غنیمت و قربانی کا گوشت پہلے لوگوں کے لئے حلال نہیں تھا اور اس امت کے لئے حلال ہو گیا اسی طرح بہت سارے احکام میں اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی وجہ سے اس امت کے لئے آسانیاں پیدا فرما دیں چاہے ان

Marfat.com

تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے۔ مگر انہی لوگوں کے لئے جو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہیں۔

نماز عشق کا اک رکن محترم یہ ہے   شبیہ سرور کونین روبرو رکھنا

(راجہ رشید محمود)

کیونکہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ یَّکْفُلُ لِیْ اَنْ لَّا یَسْاَلَ النَّاسَ شَیْئًا وَّاَتَکَفَّلُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ. جو مجھے اس بات کا یقین دلائے کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کرے گا تو میں اسے جنت کا یقین دلاتا ہوں۔ (نمبر ۱۶۴۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خزانوں کا مالک بنا دیا ہے جسے چاہیں جو چاہیں عطا فرمادیں اور یہی نہیں کہ جو مانگا صرف وہی ملا بلکہ قطرہ مانگے کوئی تو اسے دریا دے دے۔ حضرت ربیعہ بن کعب کی حدیث گزر چکی ہے آپ نے فرمایا جنت تیری ہوگئی۔ او غیر ذلك. اس کے علاوہ بھی کچھ مانگنا ہے تو مانگ لے۔ دل کی کھڑکی کھلی رہنے دو محبوب کی یاد کا دل میں بسیرا کرو ایک دن ضرور دستک ہوگی کہ مانگو کیا مانگتے ہو۔

صرف اتنا یاد ہے دستک ہوئی تھی اک بار   زندگی بھر دل کا دروازہ کھلا رہنے دیا

★ سائل گھوڑے پر سوار ہو کر بھی آئے (بشرطیکہ پیشہ ور نہ ہو) تو اس کو اس کا حق دو (نمبر ۱۶۶۵)

★ اللہ تعالیٰ کے نام پہ جنت ہی مانگی جائے۔ (نمبر ۱۶۷۱) آج لوگ بے دھڑک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پہ ایک ایک روپیہ اور اس سے بھی کم چیز کا سوال کرتے ہوئے نہیں شرماتے اور اس طرح اللہ رسول کے نام کی بے وقعتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ تو پھر اللہ ہے اس کے رسول اکرم کا مقام کون بیان کرسکتا ہے۔

زمین و آسماں جھومے عقیدت کا سلام آیا   زباں میری پہ جب بھی ساقی کوثر کا نام آیا

بن بن کر امام آتے تھے اپنی اپنی امت کے   مگر میرا نبی (ﷺ) بن کر رسولوں کا امام آیا

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ملنے والی تھیلی جس میں دو سو دینار تھے دو سال تشہیر کرنے کا حکم دیا (یا تین سال راوی کو شک ہے) پھر فرمایا گنتی یاد رکھنا' مالک آجائے تو لوٹا دینا ورنہ خود فائدہ اٹھالینا۔

(نمبر ۲-۱۷۰۱)

★ لقطہ (گری پڑی چیز) پہ ایک یا دو معتبر گواہ بنا دیئے جائیں۔ (نمبر ۱۷۰۹) تا کہ بوقت ضرورت واپس کی جاسکے اور حقدار کو اس کا حق کما حقہ مل سکے یہ ہے دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ نہیں ڈوبتے دریاؤں کی طغیانی میں   جن کی کشتی ہو محمد کی نگہبانی میں

Marfat.com

کِتَابُ الْمَنَاسِكِ (ارکان حج کا بیان)

★ بغیر محرم کے عورت کا سفر کرنا (یا حج پہ جانا) جائز نہیں ہے۔ (نمبر ١٧٢٣) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عورتوں کی کس قدر خیر خواہی فرمائی ہے کہ حج جیسی عبادت کو بھی بغیر محرم کے معلق فرما دیا تو ایک مسلمان عورت کو بغیر محرم کے بیرون ممالک کے دورے کرنا اور غیر مردوں کے سامنے کرکٹ کبڈی میں بے پردہ ہو کر کھیلنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ جس عورت کو اپنی آخرت کی ذرہ برابر بھی فکر ہے وہ کبھی ایسی بے ہودہ حرکتوں کا ارتکاب نہیں کرے گی۔ آخرت میں آرام ملے گا تو مغرب کی غلامی سے نہیں بلکہ امام المشرقین والمغربین کے قدموں کی خاک کا سرمہ بنانے میں میسر آئے گا۔ جو لوگ انسانیت کا قتل عام کر کے دنیا میں امن قائم کرنے کی بات کرتے ہیں وہی درحقیقت انسانیت کے دشمن ہیں اور انسانیت کا سچا خیر خواہ کون ہے؟

یہ منظر پیش کرتا ہے میرا مذہب زمانے کو | کہ آقا چل دیئے پیدل سواری پہ غلام آیا
ظہور زندگی میں جب کبھی مشکل پڑی کوئی | بجز حب نبی نہ کوئی جذبہ میرے کام آیا

توکل کیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ حج کرنے جاتے اور زاد راہ (سفر خرچ) ساتھ نہ لے جاتے (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ یمن کے کچھ لوگ تھے) اور کہتے نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ. ہم خدا پر توکل کرنے والے ہیں (اور وہاں جا کر بھیک مانگتے تھے) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی۔ زاد راہ ساتھ لے کر جاؤ اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔ (نمبر ١٧٣٠) بتایا گیا کہ جو کام میرے حبیب نے تمہیں بتایا ہے وہی نیکی ہے اور وہی تقویٰ ہے اور حضور علیہ السلام کی تعلیمات سے منحرف ہونا نہ اس میں عزت ہے اور نہ ہی کوئی ثواب ہے۔ ساری عظمتیں اور فضیلتیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دی گئی ہیں۔

زمین اونچی زمین سے آسمان کا ہے مقام اونچا | یونہی پھر آسمان سے عرش اعلیٰ کا ہے بام اونچا
یونہی پھر عرش حق سے لامکاں ہے لاکلام اونچا | یونہی پھر لامکاں سے ہے محمد کا مقام اونچا

اونٹوں میں حضور علیہ السلام کے ہاتھوں ذبح ہونے کا جذبہ

★ یوم النحر (دس ذی الحجہ) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نحر (قربانی) کے لئے اونٹ پیش کئے گئے تو ہر اونٹ دوڑ کر آگے آتا کہ حضور پہلے مجھے اپنے ہاتھوں سے ذبح فرمائیں۔ فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ اِلَيْهِ بِاَيَّتِهِنَّ يَبْدَاُ. (نمبر ١٧٦٥) کاش آج کے مسلمان کے دل میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی خاطر کٹ مرنے کا یہی جذبہ پیدا ہو جائے۔ جب جانور حضور علیہ السلام کی اتباع کا جذبہ رکھتے ہیں تو انسان کو تو حکم ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اگر تم اللہ سے محبت

Marfat.com

کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ یحببکم اللہ۔ اللہ تمہیں اپنا محبوب بھی بنالے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا۔ یہ مقام اس کو نصیب ہوتا ہے جو جیتا بھی حضور پاک کی غلامی میں ہے اور مرتا بھی حضور علیہ السلام کی محبت میں ہے۔

جس میں خوشبو ہو ان کی زلفوں کی میں تڑپتا ہوں اس ہوا کے لئے
بس مدینے میں آنکھ روتی ہے ہاتھ اٹھتے نہیں دعا کے لئے
مر کے پہنچا ہوں ان کی چوکھٹ پر اب نہ روکو مجھے خدا کے لئے
مر ہی جاتا میں ہجر میں صائم جی رہا ہوں تیری ثناء کے لئے

★ قربانی کے جانور کی کھال قصاب کو بطور اجرت نہ دی جائے۔ (نمبر ۱۷۶۹)

★ یوم حج ہی حج اکبر ہے (چاہے جمعہ کو ہو یا کسی اور دن) (نمبر ۴۶-۱۹۴۵)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو سلام بھیجے مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (۲۰۴۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرشی غلام بھی ہر وقت اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام نیاز پیش کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور آپ کے عرشی غلام ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام ہر آن درود وسلام کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور آپ اپنے ہر غلام کو اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں یہی تو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

شعائیں نور کی پھوٹیں گی تیرے سینے سے ملا کے دیکھ ذرا سلسلہ مدینے سے

دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ. (۲۰۴۲) اور مجھ پہ درود بھیجتے رہنا کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔

تیرا آستان جو نہ مل سکا تیری راہ گزر کی زمین سہی ہمیں سجدہ کرنے سے غرض ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

كِتَابُ النِّكَاحِ وَالطَّلَاقُ (نکاح اور طلاق کا بیان)

★ چار باتوں کی وجہ سے عورت کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے۔ مال، حسن و جمال، حسب ونسب اور دین اور جو دین داری کی وجہ سے نکاح کرتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ (۲۰۴۷)

★ جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہ دودھ (رضاعت) سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ (نمبر ۲۰۵۵)

★ پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی کا ایک ہی وقت میں ایک شخص کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ (نمبر ۲۰۶۶)

Marfat.com

★ جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کو (چھپ کر) دیکھنے کی اجازت (نمبر۲۰۸۲)

★ دو ولیوں نے یکے بعد دیگرے ایک (نابالغہ) عورت کا نکاح کر دیا تو پہلے کا کیا ہوا نکاح منعقد ہو جائے گا اسی طرح بیع کا معاملہ بھی ہے۔ (نمبر۲۰۸۸)

★ شب زفاف بیوی کے پاس جانے سے پہلے اس کو کچھ دینا۔ (نمبر ۲۶-۲۱۲۵)

★ آنکھوں، ہاتھوں، پاؤں، زبان اور منہ کا زنا۔ (نمبر۵۳-۲۱۵۲) کانوں کا زنا۔ (نمبر۲۱۵۴)

★ جس نے عورت کو اس کے خاوند سے یا غلام کو اس کے آقا سے بدظن کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَاَةً عَلٰی زَوْجِهَا اَوْ عَبْدًا عَلٰی سَيِّدِهٖ (نمبر ۲۱۵۷)

★ بیوی کو بہن کہنا منع ہے مگر اس سے طلاق نہیں ہوتی۔ (نمبر ۱۱-۲۲۱۰)

★ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو حضرت سارہ کو اپنی بہن کہا وہ ظالم بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لئے (الضرورات تبیح المحظورات) (نمبر۲۳۱۲)

★ بلاوجہ خاوند سے طلاق مانگنے والی پہ جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۲۲۳۶)

★ میاں بیوی اکٹھے مسلمان ہو جائیں تو ان کا سابقہ نکاح ہی برقرار ہے۔ (نمبر ۳۹-۲۲۳۸) لیکن عورت نے اگر کہیں اور نکاح نہیں کیا اگرچہ دونوں دارالسلام میں رہیں یا دارالکفر میں یا ایک دارالاسلام میں اور دوسرا دارالکفر میں تو بھی نکاح قائم ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو ان کے خاوند ابوالعاص کے ساتھ بھیج دیا اور دوبارہ نکاح نہ کیا حالانکہ وہ ایک مدت (چھ سال) کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ (نمبر۲۲۴۰)

حضرت علی کا حضور کے سامنے فیصلہ کرنا اور حضور کا مسکرانا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے یمن سے آ کر کہا: حضرت علی کے سامنے تین آدمیوں کے بارے میں جھگڑا پیش ہوا ان جنہوں نے ایک ہی طہر میں کسی عورت سے صحبت کی۔ حضرت علی نے ان میں سے دو کو کہا بخوشی لڑکا تیسرے کو دے دو مگر وہ دونوں چیخے چلائے یعنی نہ مانے پھر باقی دو کو بھی اسی طرح فرمایا وہ بھی نہ مانے تو فرمایا: تم جھگڑے والے برابر کے شریک ہو۔ لہٰذا میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں جس کے نام قرعہ نکلا بچہ اسی کا ہوگا اور وہ اپنے ساتھیوں کو دو تہائی دیت ادا کرے گا۔ پس ایسا ہی کیا جس کے نام قرعہ نکلا لڑکا اس کو دے دیا۔ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَضْرَاسُهٗ اَوْ نَوَاجِذُهٗ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر مسکرائے کہ داڑھیں مبارک نظر آنے لگیں۔ (نمبر ۷۰-۲۲۶۹)

★ دور جاہلیت کے نکاح کی چار قسموں کا ذکر (مذکور حدیث میں بھی انہی میں سے کسی قسم کا ذکر ہے) (نمبر۲۲۷۳) ورنہ تو قانون ہے اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔ بچہ بستر (نکاح) والے کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ (نمبر۲۲۷۳)

Marfat.com

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق دے کر پھر رجوع فرمالیا۔ (نمبر ۲۲۸۳)

★ حضرت فاطمہ بنت قیس کو ان کے خاوند نے تین طلاقیں دیں طَلَّقَهَا ثَلَاثًا۔ (نمبر ۲۲۸۸)

★ حلالہ کا بیان: لَا تَحِلُّ لِلْاَوَّلِ حَتّٰی تَذُوقَ عُسَيْلَةَ الْآخَرِ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقہ ثلثہ کو فرمایا) وہ پہلے کے لئے حلال نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ دوسرے کا ذائقہ نہ چکھ لے اور دوسرا اسکا ذائقہ نہ چکھ لے۔ (نمبر ۲۳۰۹)

كِتَابُ الصَّوْمِ (روزوں کا بیان)

★ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُونَ۔ (نمبر ۲۳۵۳)

دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ (افطار) میں دیر کیا کرتے تھے۔

★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی مبارک کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مٹھی سے زائد ہوتی اس کو کاٹ دیتے تھے۔ (نمبر ۲۳۵۷)

★ روزے کی حالت میں ناک میں پانی ڈالتے ہوئے مبالغہ نہ کیا جائے۔ (نمبر ۲۳۶۶)

اسی طرح روزہ دار کلی کرتے ہوئے غسل کرتے وقت غرارہ بھی نہ کرے گا۔

★ روزہ دار سرمہ لگا سکتا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ يَكْحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ۔ (۲۳۷۸)

★ بوڑھے کو روزے کی حالت میں بیوی سے میل جول (مباشرت) کی اجازت دی اور جوان کو منع فرما دیا۔ (نمبر ۲۳۸۶)

★ اپنے آپ کو تہمت کے مقامات سے بچاؤ کیونکہ شیطان کسی کے دل میں کسی کے بارے میں بھی کسی قسم کا وسوسہ پیدا کرسکتا ہے۔ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ۔ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے۔ (نمبر ۲۴۷۰) یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت کسی کام کے لئے حاضر ہوئیں، کچھ باتیں کیں اور پھر واپس جانے لگیں تو دو انصاری صحابی گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک کر فرمایا یہ صفیہ بنت حی (میری بیوی) ہے تا کہ تمہیں کوئی غلط فہمی نہ رہے۔

Marfat.com

کِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

★فَاِنَّ الرِّفْقَ لَمْ یَکُنْ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا شَانَهٗ نرمی سے کام سنور جاتا ہے اور سختی سے بگڑ جاتا ہے۔ (نمبر ۲۴۷۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک گروہ ہمیشہ دین کے دشمنوں کے ساتھ لڑتا رہے گا اور غالب رہے گا یہاں تک کہ آخری گروہ دجال کے ساتھ لڑے گا۔ (نمبر ۲۴۸۴)

★اِنَّ سِیَاحَةَ اُمَّتِیْ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ میری امت کی سیر و سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

(نمبر (نمبر ۲۴۸۴) ۲۴۸۶)

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: قَفْلَةٌ کَغَزْوَةٍ جہاد سے واپسی جہاد ہی کی طرح ہے۔ (نمبر ۲۴۸۷) یعنی اس سے مراد جہاد سے بھاگنا نہیں ہے یہ تو بڑا سخت گناہ ہے بلکہ فتح کے بعد واپسی یا کسی عذر کی وجہ سے واپسی مراد ہے یا پھر بار بار پلٹ کر حملہ کرنا مراد ہے۔

میرا بیٹا شہید ہوا ہے حیا تو نہیں مری

ڈرتا ہوں خرد والے گناہ گار نہ کہہ دیں　　میں سر کو جھکا تا نہیں جھکتی ہے جبیں آپ

حضرت عبدالخبیر بن ثابت بن قیس کے والد گرامی سے ان کے والد محترم نے فرمایا کہ ایک عورت جس کو ام خلاد کہا جاتا تھا نقاب اوڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی (اور اپنے بیٹے کے متعلق پوچھنے آئی جو جنگ میں شہید ہو گیا تھا) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا: حضور سے بات کر رہی ہے تو نقاب اٹھا کے بات کر تو اس عورت نے جو جواب دیا (وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے کہا)

اَنْ اُرْزَأَ اِبْنِیْ فَلَمْ اُرْزَأَ حَیَائِیْ۔ میرا بیٹا مرا ہے میری حیا تو نہیں مری۔

ہم کو نسبت ہے محمد سے نہیں دنیا کا خوف　　ہم سے ٹکرائی تو گردش کو بھی چکر آئے گا
جو محمد کے نہیں نظریں جھکا کر جائیں گے　　مدح خوان مصطفیٰ تو سر اٹھا کر جائے گا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ حوصلہ، صبر اور برداشت دیکھ کر ارشاد فرمایا: اِبْنُكِ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدَیْنِ۔ (دوسروں کو ایک ایک لیکن تیرے بیٹے کو دو شہیدوں کا ثواب ہے) قَالَتْ وَلِمَ ذَاكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ عرض کیا حضور وہ کس وجہ سے؟ فرمایا لِاَنَّهٗ قَتَلَهٗ اَهْلُ الْکِتَابِ۔ کیونکہ اس کو اہل کتاب نے شہید کیا ہے۔ (نمبر ۲۴۸۸)

مجھے تو صرف اتنا ہی یقین ہے　　میرا تو بس یہی ایمان و دیں ہے
اگر تم مقصد عالم نہیں ہو　　تو پھر کچھ مقصد عالم نہیں ہے

Marfat.com

★ جہاد چھوڑ دینا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔
ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔ (نمبر۲۵۱۲)
★ کفر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اسلحہ بنانے کی فضیلت، تیر بنانے والا، پھینکنے والا اور پکڑانے والا تینوں جنتی ہیں۔ (نمبر۲۵۱۳)
★ شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔ (نمبر۲۵۳۳)

قبر انور سے نور کے جلوے

عجب زلف داری عجب روئے گلگوں گہہ صبح خنداں گہہ تیرہ شامے
اے شاہ خوبان عالی مقامے نگاہ کن جانبے ایں غلامے

حضرت محمد بن عمرو الرازی، سلمہ بن الفضل، محمد بن اسحاق، یزید بن رومان اور عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِیُّ کُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّہٗ لَا یَزَالُ یُرٰی عَلٰی قَبْرِہٖ نُوْرٌ۔

جب نجاشی (شاہ حبشہ) کا وصال ہوا تو ہم کہا کرتے تھے کہ ان کی قبر پر ہمیشہ نور پھوٹتا رہتا ہے۔
نجاشی حالانکہ باقاعدہ صحابی نہیں ہیں تو جب ان کی قبر کی نورانیت کا یہ حال ہے تو پھر اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کی مبارک قبروں کے بارے میں فلا اقسم بمواقع النجوم فرمائے اور اس کی تفسیر میں مفسرین لکھیں کہ اس سے مراد صحابہ کرام کی قبریں ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحابی کالنجوم۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پھر اس پر کیا اعتراض ہے یہ وہ خوش نصیب ہیں کہ جس طرف رخ کیا اسلام کا نور پھیلتا گیا اور کفر کا اندھیرا چھٹتا گیا اور اپنے آقا علیہ السلام کے اشارۂ ابرو پہ اپنی جانیں قربان کرتے گئے۔

رخ سے نقاب ناز اٹھاتے جدھر گئے لاکھوں کے دل گئے تو ہزاروں کے سر گئے
کس کس ادائے ناز سے پلٹا نقاب حسن اک اک ادائے ناز پہ لاکھوں ہی مر گئے

نجات کا دار و مدار ایمان و عقیدے پر ہے

؎ طالب پاک نبی کے طالب صدا محبت والے لوگ

ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عمرو بن قیس زمانہ جاہلیت میں سود لیا کرتے تھے۔ انہوں نے سود کی وصولی سے پہلے مسلمان ہونا پسند نہ کیا یہاں تک کہ اسے وصول کر لیا۔ احد کے دن حاضر ہوئے......لڑے اور شہید ہو گئے۔ فَمَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَا صَلّٰی لِلّٰہِ صَلٰوۃً۔ (نہ کوئی نماز پڑھنے کا موقع ملا نہ کوئی اور نیک کام کرنے کا) ان سے پوچھا گیا کیا کافروں سے ناراض ہو کر جنگ میں شامل ہوئے ہو یا اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرتے ہوئے فرمایا: بَلْ غَضَبًا

Marfat.com

لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے غضب سے ڈرتے ہوئے۔ یعنی خدا اور رسول کی رضا کے لئے جان قربان کر رہا ہوں۔ (نمبر ۲۵۳۷)

میرے لب پہ ذکر نبی وہ حبیب میرا حبیب ہے　　میں بیمار عشق رسول ہوں وہ حبیب میرا طبیب ہے

معلوم ہوا! نیک اعمال ایمان کی تقویت اور بلندی درجات کے حصول کے لئے ضروری ہیں مگر انہی پر بھروسہ کر کے عقیدے وایمان کی پرواہ نہ کرنا دخول جنت کے لئے کافی نہیں ہے جبکہ سینکڑوں حج ونمازیں تو محبوب خدا کی ایک بے ادبی پہ ضائع ہو جاتی ہیں۔ ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ (الحجرات) لہٰذا دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کرو پھر اعمال صالحہ کا فائدہ اٹھاؤ ورنہ ایک نئی مصیبت میں پھنس جاؤ گے

آنکھوں میں بس کے دل میں سما کے چلے گئے　　اور آرزوئے دید بڑھا کے چلے گئے

آئے تھے دل کی پیاس بجھانے کے واسطے　　اک اور آگ دل میں لگا کے چلے گئے

اور پھر مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا بات کرتے ہو بھلا کوئی حد ہے ان کے عروج کی۔ جہاں تمام نبیوں کے مقامات کی انتہا ہوتی ہے وہاں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہاں تو ابوالانبیاء بھی عرض کر رہے ہیں "ابنی صورۃ وابی معنی"۔

ابتداء کیا انتہاء کیا دونوں عالم دور ہیں　　سرحد آدم سے آگے ہے مقام مصطفیٰ

اپنے ہر پروگرام کو باعث ثواب اور اجتماع میں جانے پہ انچاس کروڑ نیکیوں کی بات کرنے والو اور ذکر مصطفیٰ، میلاد مصطفیٰ کی بابرکت محافل کو بدعت کہنے والو! کیا یہی تقاضا ہے کلمہ پڑھنے کا اور اسی نیکی سے لوگوں کو بچانے کے لئے دنیا بھر میں کلمہ پڑھاتے پھر رہے ہو۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ نجات چاہتے ہو تو یہ عقیدہ اپناؤ۔

آسمانوں پہ کیوں آتے ہیں نظر یہ ستارے اس طرح　　قدسیوں میں تو کہیں محفل میلاد نہ ہو

یہ تمنا ہے قیامت میں سب کچھ بھولوں　　نام احمد کے سوا کچھ بھی مجھے یاد نہ ہو

اب تو ان لوگوں کی بدبختی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اپنے بڑوں کی منقبتیں بڑے اہتمام سے پڑھتے ہیں۔ جہادی ترانے بڑے زور وشور سے سناتے ہیں اور جن (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں پورا قرآن نازل ہوا ان کے بارے میں قد جاء کم من اللہ۔ کا ترجمہ بھی یوں کر دیا جائے نور والا آیا ہے نور لے کر آیا ہے۔ حالانکہ حضور نور ہیں اس آیت کی روشنی میں بالاتفاق اور قرآن بھی نور تو اس میں بھی ان حضرات کو شرک نظر آتا ہے۔ اگر ماتم کرنا جائز ہوتا تو ان کی عقل کا ضرور ماتم کیا جاتا۔ صرف یہی عرض کروں گا:

میری زندگی پہ نہ مسکرا مجھے زندگی کا الم نہیں
تیرے غم سے ہو جسے واسطہ وہ خزاں بہار سے کم نہیں

Marfat.com

عرش سے اونچا ہے ان کے پاؤں کا تلوا بلند

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا تو بھوک کی وجہ سے اس کی کمر پیٹ کے ساتھ لگی ہوئی تھی (آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جانور پہ بھی یہ زیادتی برداشت نہ کر سکے اور آپ کے قدم انور رک گئے اور فرمایا: اِتَّقُوا اللّٰہَ فِیْ ھٰذِہِ الْبَھَائِمِ الْمُعْجَمَۃِ فَارْکَبُوْھَا صَالِحَۃً وَّکُلُوْھَا صَالِحَۃً. ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان پہ اچھی طرح سواری کیا کرو اور اچھی طرح کھلایا کرو۔ (نمبر ۲۵۴۸) کیوں نہ کہا جائے۔

تیز جاتا ہے سوار برق سے ان کا کمند　　عرش اعظم سے ہے انکے پاؤں کا تلوا بلند

جانوروں پہ ظلم نہ برداشت کرنے والے محبوب کی امت پہ جب ہر طرف آج دنیا میں ظلم وستم ہو رہا ہے اور پوری دنیا کے کافر گاجر مولی کی طرح امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاٹ رہے ہیں خدا ہی جانتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پہ کیا گزر رہی ہوگی؟ حضور جیسا رحیم وکریم آقا جس کو مل جائے پھر وہ غیروں کی طرف دیکھے تو اپنی قسمت کا ماتم کرے۔

جس سے تو بات کرے یا تیرا چہرہ دیکھے　　پھر اسے شہر نظر آئے نہ قریہ دیکھے

جانوروں کی مشکل کشائی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اونٹ نے آنسو بہا کر اپنی تکلیف کا اظہار کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر دست شفقت پھیر کر اس کے مالک کو بلا کر فرمایا: اَفَلَا تَتَّقِی اللّٰہَ فِیْ ھٰذِہِ الْبَھِیْمَۃِ الَّتِیْ مَلَّکَکَ اللّٰہُ اِیَّاھَا فَاِنَّہٗ شَکَا اِلَیَّ اَنَّکَ تُجِیْعُہٗ وَتُدْئِبُہٗ. تم اس بے زبان جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے جس کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ لیتے ہو۔ (نمبر ۲۵۴۹) جب جانور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مشکل کشا سمجھ کر اپنی حاجات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں تو انسان کو کیا ہو گیا ہے جو اس عقیدے کو شرک کہہ رہا ہے یقیناً ہمارے آقا یہاں بھی ساری کائنات کی مشکلیں حل فرماتے ہیں اور قبر وحشر میں بھی۔ جب قبر وحشر میں سرکار کی زیارت ہوگی تو سارے مسائل خود ہی حل ہو جائیں گے۔ پھر حضور پاک کا دیوانہ فرشتوں سے بھی عرض کرے گا۔

آج پوری ہوئی دل کی حسرت　　کیوں نہ جی بھر کے کرلوں زیارت

قبر میں اے فرشتو نہ آنا　　میرے سرکار آئے ہوئے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے کسی منزل پر پڑاؤ کرنا ہوتا تھا تو پہلے اونٹوں سے کجاوے اتارتے تھے پھر نماز ادا کرتے تھے (تاکہ جانوروں کو اتنی دیر بھی بلا وجہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے) (۲۵۵۱) حضور پاک کی رحمت کے یہ واقعات کا سن کر دوسرے لوگ بھی اپنی جماعتوں کے سامنے بیان کریں تاکہ جہاں عقیدۂ توحید مضبوط ہو وہاں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رافت ورحمت کے بارے میں بھی پتہ چلے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مہربان ہیں تو خدا کی مہربانی کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ اور زبان اور نگاہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پہ درود و

Marfat.com

سلام کا نذرانہ پیش کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ اور اس تصور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے تو عرض کریں۔

ترس رہی ہیں تیری دید کو جو مدت سے وہ بے قرار نگاہیں سلام کہتی ہیں

★ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ۔ (رحمت کے) فرشتے ان لوگوں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے درمیان گھنٹی ہو۔ (نمبر ۲۵۵۴) گھنٹی کے اندر شیطان کا باجا ہے۔ (۲۵۵۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاہ، سفید اور زرد رنگ کا جھنڈا (لہٰذا کسی مخصوص رنگ کا جھنڈا ضروری نہیں ہے) (نمبر ۹۳-۹۲-۲۵۹۱)

کرنے کے اصل کام

وہ کام جو کرنے والے ہیں ان کو چھوڑ کر ہم نے آج ان چیزوں کو موضوع بحث بنالیا ہے کہ آپ کے عمامہ شریف کا رنگ کیا تھا، جھنڈے کا رنگ کیسا تھا، یہ نہیں دیکھتے کہ آپ نے اسلام کے لئے کیا کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ اس بات کو ضرور پیش نظر رکھتے ہیں کہ حلوہ کھانا سنت ہے لیکن پتھر کھانے کی سنت، لہولہان ہونے کی سنت، پیٹ پر پتھر باندھنے کی سنت کو بھول جاتے ہیں۔ اگر اصل مقصد سامنے نہ ہو تو خالی رنگوں پہ مناظرے کرنے سے کیا فائدہ؟

امروز قدر گوہر و خارا برابر است باد سموم و باد مسیحا برابر است
چوں درمشام اہل جہاں نیست امتیاز سرگین گاؤ و عنبر سارا برابر است

کسی رنگ کا جھنڈا ہاتھ میں پکڑو اور پوری دنیا پہ چھا جاؤ اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈنکے بجا کر یہود و نصاریٰ کے زور کو توڑ کر اسلام کا بول بالا کر دو اور دنیا بھر میں جو مسلمان مظلومیت کی زندگی گزار رہے ہیں ان کو ظلم سے نجات دلا دو اور دشمنان اسلام کو بتا دو۔

مر کے بھی میکدے سے ہم باہر نہ جائیں گے مے کش ہماری خاک کے ساغر بنائیں گے
کیونکہ
جو ان کی بزم ناز میں آئے نہیں گئے جو چل دیے تو پھر وہ بلائے نہیں گئے

ضعیف، کمزور، مظلوم اور لاچار لوگوں کی پرواہ نہ کرنا اور خود ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزارنا یہ اسوہ حسنہ نہیں ہے کیونکہ ان کی خبر گیری نہیں کرو گے تو خدا کی رحمت تم سے بھی روٹھ جائے گی۔ حدیث میں ہے اَبْغُونِي الضُّعَفَاءَ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ۔ مجھے ضعیف و کمزور لوگوں میں تلاش کرو تمہیں انہی کی وجہ سے روزی دی جاتی ہے اور مدد کئے جاتے ہو۔ (نمبر ۲۵۹۴)

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا
اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو اپناؤ گے تو پھر یہ کہنے میں یقیناً حق بجانب ہو گے۔

Marfat.com

میرا کیا کر سکے گی حشر میں بلا ناز ہے آپ پہ یا حبیب خدا
آپ کا نام لیتے ہی بیڑا میرا ڈوبتے ڈوبتے ہی سنور جائے گا

الوداعی دعا

★ اعزہ واقرباء کوالوداع کہتے وقت کی دعا: اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ. میں نے تمہارا دین، امانت اور اعمال کے انجام کو اللہ کے سپرد کیا۔ (زیادہ افراد ہوں تو) دینکم، امانتکم و عملکم کہا جائے۔
(نمبر۱-۲۶۰۰)

خدا تعالیٰ ہمیں رسمی و مروجہ کاموں کے ساتھ ساتھ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بموقع بموقع کی جانے والی دعاؤں کی برکات سمجھنے کی اور ان کو پڑھنے کی بھی توفیق دے کم از کم یہ تو ہے کہ یہ وہ بابرکات کلمات ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ادا ہوئے ہیں۔ آج ہم مدینہ شریف جاتے ہیں تو احد پہاڑ کو تکتے ہیں کہ چلو ہر چیز بدل گئی ہے مگر پہاڑ تو وہی ہے جس پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں پڑی ہیں تو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پڑی وہاں ہماری بھی نگاہ پڑ جائے گی تو ہوسکتا ہے نجات ہو جائے اور یہ تو وہ الفاظ ہیں جو من وعن سرکار کی زبان اقدس سے ادا ہوئے۔ زندگی کے ان لمحوں کو غنیمت جانو اور آج ہی سے تہیہ کرلو کیونکہ:

ہر روز حسینوں کا دیدار نہیں ہوتا محبوب کا جلوہ ہے ہر بار نہیں ہوتا

نية المومن خير من عمله مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔ آج ہی نیت ہو جائے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دعائیں بھی یاد ہونی شروع ہو جائیں اور مدینہ شریف کی حاضری کا بھی انتظام ہو جائے۔

اے موت ابھی ٹھہر مجھے ہے جینے کی تمنا باقی ہے میرے دل میں مدینے کی تمنا
تربت پہ میری عطر گلابی نہ چھڑکنا دل میں میرے آقا کے پسینے کی تمنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل اسلام کی پناہ گاہ ہیں

کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مہم میں روانہ فرمایا ان میں سے کچھ واپس آ گئے اور سمجھے کہ ہم بھاگنے والوں میں سے ہیں چنانچہ ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر توبہ کرتے ہیں ہم نماز فجر سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتظار میں بیٹھ گئے جب آپ تشریف لائے تو ہم نے ماجرا عرض کیا کہ ''ہم تو فرار ہونے والوں میں ہیں'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا: لَا بَلْ اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ. نہیں بلکہ تم جہاد کرنے والے ہو۔ صحابہ کرام کہتے ہیں ہم (خوشی سے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گئے۔ فَقَبَّلْنَا يَدَهٗ. ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کو بوسہ دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِيْنَ. میں تو مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوں۔ (نمبر۷-۲۶۴۷)

Marfat.com

آہوں کے سہارے جیتے ہیں اشکوں پہ گزارا کرتے ہیں
ہر وقت عشق کی مستی میں آقا کو پکارا کرتے ہیں

★ ایک عورت کو یقین تھا کہ مجھے قتل کر دیا جائے گا پھر بھی ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔ (نمبر ۲۶۷۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کافروں کو جو آپ کو اور آپ کے صحابہ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے (ان پہ قابو پا کر) معاف کر دیا۔ (نمبر ۲۶۸۸)

تیور بدل گئے تو زمیں کانپنے لگی　　ابرو کے اک اشارے سے محشر بپا ہوا

اولاد کی محبت

★ حضرت ابوالعاص (داماد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) نے خضرت زینب (بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما کا جہیز میں دیا ہوا ہار اپنے فدیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا دَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيدَةً۔ فرط غم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا اور لوگوں سے پوچھا اگر تم مناسب سمجھو تو ابوالعاص کو بغیر فدیہ کئے چھوڑ دیا جائے چنانچہ سب نے اجازت دے دی۔ (نمبر ۳۶۹۱)

ان کا درد کہاں تک پہنچا قلب و جگر اور جاں تک پہنچا
ساری دنیا کعبے پہنچی میں کعبے کی جاں تک پہنچا

★ صلح حدیبیہ کے موقع پہ جب عروہ بن مسعود (قریش کے ترجمان) نے بات کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگایا تو حضرت مغیرہ نے اس کے ہاتھ پہ تلوار کا دستہ مارا اور فرمایا: اَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لَحْيَتِهِ اپنا ناپاک ہاتھ میرے پاک نبی کی داڑھی مبارک سے دور رکھ۔ (نمبر ۲۷۶۵) کیونکہ تو نجس ہے اور میرے نبی کے بال مبارک تو وہ ہیں کہ:

جس چمن وچ یار میرے جا کے زلفاں کھولیاں　　لے چلی باد صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

★ کعب بن اشرف گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح ٹھکانے لگایا گیا۔ کعب چونکہ با اثر یہودی تاجر اور بہت مالدار تھا اور اس کا اپنا قلعہ بھی تھا قریش مکہ کی اور یہودیوں کے قبیلے بنوقریظہ اور بنونضیر کی مسلمانوں کے خلاف بدخواہی پہ آمادہ رہتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واصل فی النار کرنے والے صحابی حضرت محمد بن سلمہ کو ایسی بات کرنے کی اجازت بھی دے دی جو بظاہر اس کی حمایت میں جاتی تھی تا کہ کسی طرح اس کو پھنسا کر مارا جاسکے چنانچہ اس کا عبرتناک انجام حدیث (نمبر ۲۷۶۸) میں پڑھئے اور سمجھ کر پڑھئے کیونکہ بے سمجھے پڑھنے میں ذہن میں کوئی الجھن پیدا ہوسکتی ہے۔ ویسے بھی کہتے ہیں:

سمجھ کو سمجھو، سمجھ کے سمجھو، سمجھ سمجھنا بھی اک سمجھ ہے
سمجھ کو گر تو بھی نہ سمجھا، میری سمجھ میں تو نا سمجھ ہے

Marfat.com

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے

★ فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنا تین سو اوقیہ (بارہ ہزار درہم) کی کمائی سے بہتر ہے۔ (۲۷۸۵) کاش خدا تعالیٰ ہمیں دنیوی دولت اکٹھی کرنے کے ساتھ ساتھ دین و آخرت کا سرمایہ جمع کرنے کی بھی توفیق دے کہیں ایسا نہ ہو کہ زندگی کی شام ہو جائے اور ہم صرف چند گز کفن کا لباس لے کر قبر میں پہنچ جائیں۔ محبت الٰہی میں مست ہو کر عبادت کرنے میں جو لطف ہے وہ دنیا کے جام و مینا میں کہاں ہو سکتا ہے۔

ساقی پلا دے جام ہن تے شام ہوگئی　　دے دے کسے دے نام ہن تے شام ہوگئی

ہم تو وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے مقصد کو بھی بھول چکے ہیں اور کل من علیھا فان، کل شیء ھالك کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ یہ آیات شاید ہمارے بارے میں اتری ہی نہیں۔

ایسی یادوں میں گھرے ہیں جن سے کچھ حاصل نہیں　　اور کتنا وقت ان یادوں میں کھونا ہے ابھی

(منیر نیازی)

دنیا کی رنگینیوں میں کھو جانا اور اپنے رب کو بھی بھلا بیٹھنا یہ کیا عقلمندی کی بات ہے؟ دنیا جتنی بھی حسین و جمیل اور دلفریب ہے اس کی جنت کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے؟ مچھر کے پر کے برابر اور ہاں جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر بنائی گئی۔ اس پر میر تقی میر کی ایک ظریفانہ رباعی سن لیں کہ جب وہ کسی یورپی ملک میں پراگندہ حالت میں ایک مشاعرہ میں شامل ہوا تو اہل مجلس جو نہ جانتے تھے وہ اس کو ہنس ہنس کے دیکھ رہے تھے اور جب تعارف چاہا تو میر صاحب نے فرمایا:

کیا بود و باش پوچھو ہو یورپ کے ساکنو　　ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے
دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب　　ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

کیا یورپ اور کیا دنیا کی دولت جس کی طرف اب دیندار لوگ بھی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور ساری زندگی دولت کمانے کے لئے بیرون ممالک گزار دیتے ہیں۔ الامان الحفیظ۔ حضرت میاں محمد صاحب فرماتے ہیں:

تنے حرف طمع دے یارو تنے ای نکتیوں خالی　　خالی نال پیاوا میرا میں وی رہ گیا خالی

کِتَابُ الضَّحَایَا (قربانی کا بیان)

★ قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والا، بال کٹائے، ناخن اترائے، مونچھیں پست کرائے اور موئے زیر ناف صاف کرلے تو یہی اس کی قربانی ہے۔ (نمبر ۲۷۸۹)

★ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان کو

Marfat.com

دو دنبوں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا اور عرض کیا ما ھذا؟ یہ کیا ہے؟ یعنی قربانی تو ایک لازم ہے آپ دو کیوں کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِيْ اَنْ اُضَحِّيَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّيْ عَنْهُ. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میری طرف سے بھی قربانی کرنا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پہ عمل کر رہا ہوں۔ (نمبر ۲۷۹۰)

رمز ہستی، راز فطرت سر ذات و کائنات ہر خبر پائی تلاش مصطفیٰ کرتے ہوئے

عام لوگوں کو فوت ہونے کے بعد جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے وہ تو ان کی نیکیوں میں اضافہ کے لئے، اخروی نجات کے لئے، گناہوں کی معافی کے لئے کیا جاتا ہے مگر محبوبان بارگاہِ خداوندی کی بارگاہوں میں ایصال ثواب ان کی ذوات قدسیہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے کیا جاتا ہے کیوں کہ وہ تو ایصال ثواب کے حاجت مند نہیں ہوتے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان کے بعد جب تم میرے لئے مقام محمود و وسیلہ کی دعا کرو گے تو تم پہ میری شفاعت واجب ہو جائے گی تو اصل میں ۔ نام اپنا ان کے ذکر سے چمکا رہے ہیں ہم:

لوگ چمکاتے چلے جائیں گے اپنے روز و شب اسوۂ سرکار سے کسب ضیاء کرتے ہوئے

★ اونٹ کی قربانی بھی سات آدمیوں کی طرف سے ہوگی۔ (نمبر ۹-۸-۲۸۰۷)

★ عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ (نمبر ۳۶-۲۸۳۴)

مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ایک ایک دنبہ سے کیا۔ (نمبر ۲۸۴۱) لہٰذا ہر طرح جائز ہوا۔

★ حضرت سفیان نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے خیال میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت ہے۔ مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ اَتَى السُّلْطَانَ افْتُتِنَ. (نمبر ۲۸۵۹)

جنگل (یا دیہات) میں رہنے والے کا دل سخت ہو جاتا ہے شکار کا پیچھا کرنے والا غافل ہو جاتا ہے اور جو بادشاہ کے پاس حاضری دے وہ فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

كِتَابُ الْوَصَايَا (وصیتوں کا بیان)

★ اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ انہیں تنگدست چھوڑا جائے اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اہل و عیال پر خرچہ کرنا بھی ثواب کا کام ہے۔ (نمبر ۲۸۶۴)

★ زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا موت کے وقت ایک سو درہم صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ (نمبر ۲۸۶۶)

★ وصیت کرتے ہوئے ورثاء کو نقصان پہنچانا ساٹھ سال کی عبادت کو ضائع کر دیتا ہے اور اس کے لئے دوزخ واجب

Marfat.com

ہوجاتی ہے۔(نمبر۲۸۶۷)

★ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے۔ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔ وارث کے لئے وصیت (کی ضرورت) نہیں۔(نمبر۲۸۷۰)

★ احتلام کے بعد یتیمی ختم ہے اور دن بھر خاموش رہنا کوئی روزہ نہیں ہے۔(نمبر۲۸۷۳)

★ اگر مرنے والا مسلمان ہو پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرو یا صدقہ کرو یا حج کرو تو اس کو ضرور ثواب پہنچے گا۔ (نمبر۲۸۸۳) مرنے والے کے ورثاء کو جو اپنے پیارے کی وفات کا صدمہ پہنچا اس صدمہ کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کتنی مہربانی فرمائی کہ ہم اس کو ایصال ثواب کرتے رہیں اور ہمارے دل کو تسلی ہوتی رہے کہ اس کو فائدہ پہنچ رہا ہے پھر ایسے محبوب کی بارگاہ ناز میں کیوں نہ ہر وقت عقیدت کے پھول نچھاور کرتے رہیں اور جسم سے نہیں تو دل سے آپ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

بارگاہ پاک میں پہنچیں ثناء کرتے ہوئے — مدعا اپنا حضور مصطفیٰ کرتے ہوئے
کوئی آنے جانے والا ہر گھڑی نظروں میں تھا — کھوتے یوں نظارۂ غارِ حرا کرتے ہوئے
تھام کر دامن کو ان کے بے محابا رو دیا — میں کہ گھبراتا تھا ان کا سامنا کرتے ہوئے

(حفیظ تائب)

كِتَابُ الْفَرَائِضِ (میراث کا بیان)

★ علم (دراصل) تین ہیں باقی زائد ہیں۔(۱) محکمہ آیات کا علم۔(۲) قائم کرنے والی سنتوں کا علم۔(۳) میراث کے حصوں کا علم از روئے انصاف۔(نمبر۲۸۸۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا (بچا ہوا) پانی چھڑ کا تو بے ہوش ہوش میں آ گیا۔(نمبر۲۸۸۶)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسالے میں اللہ تعالیٰ نے یہ برکت رکھی ہے تو آپ کے طریقوں میں کتنی برکت ہوگی کاش کہ مسلمان اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنا کر ہوش مندی کی زندگی گزاریں اور آخرت کی کامیابیاں حاصل کرلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع خدا کی محبوبیت کی علامت ہے فاتبعونی یحببکم اللہ اور آپ کا بولنا خدا کا بولنا وما ينطق عن الهوىٰ ان هو الا وحىٌ يوحى وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے مگر وہ جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔

یہ کیا اعجاز ہے اے کملی والے — خدا لہجے میں تیرے بولتا ہے

★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جب اپنی بیماری کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہوگئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَا جَابِرُ لَا اَرَاكَ مَيِّتًا مِّنْ وَّجعِكَ هٰذَا۔

Marfat.com

اے جابر! میں نہیں دیکھتا کہ تم اس بیماری میں فوت ہو جاؤ گے۔ (نمبر ۲۸۸۷)

؎ تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

اس موقع پہ آیت کلالہ کا نزول ہوا۔ سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا فتویٰ خدا نے خود دیا۔

یستفتونك قل اللّٰہ یفتیکم فی الکلالۃ۔

اللہ اللہ ان کی زبان کا رتبہ عرش سے فرش نشینوں کو سلام آتا ہے

سلٰم علیکم طبتم فادخلوھا خلدین۔ فسلٰم لك من اصحب الیمین

جا کے طیبہ کی فضاؤں میں محسوس ہوا آسمان بھی تیرے کوچے کی زمیں ہوتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانوں کے بھی ہم سے زیادہ مالک ہیں

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم تاجدار عرب وعجم احمد مجتبیٰ حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِہٖ۔ (نمبر ۲۹۰۱)

میں ہر مسلمان کا اسکی جان سے بھی زیادہ مالک ہوں لہٰذا جو قرضہ یا اولاد چھوڑ کر مرے تو وہ میری ذمہ داری ہے اور جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور میں اس کا والی وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

اہل علم میں سے بالخصوص امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں، امام احمد خطیب قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں نقلاً و تذکیراً بیان فرمایا، امام شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض میں اور علامہ محمد عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں شرحاً وتفسیراً بیان کیا۔

من لم یر ولایۃ الرسول علیہ السلام فی جمیع احوالہ ولم یر نفسہ فی ملکہ لا یذوق حلاوۃ لسنۃ۔

جو شخص ہر حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں نہ جانے وہ آپ کی سنت کی حلاوت کو نہ چکھ سکے گا۔

دل تو کیا سرکار دو عالم کے حضور بارہا جاں سے گزرنے کا مقام آیا ہے

خراج، غنیمت اور حکمرانی کا بیان

★ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدہ طلب کیا ان کو نہ عطا فرمایا اور ابن ام مکتوم (نابینا صحابی) کو دو مرتبہ مدینہ شریف میں اپنا نائب بنایا۔ (نمبر ۳۱-۲۹۳۰)

★ اچھا وزیر وہ ہے جو حکمران کا خیر خواہ ہو وہ بھولے تو اس کو یاد دلائے اور برا وہ ہے جو اس کے برعکس ہو۔ (نمبر ۲۹۳۲) اس حدیث شریف میں شرعی حکمرانی کے ایسے عمدہ اصول بیان فرمائے گئے ہیں کہ جو لالچ ومفاد پرستی سے بالاتر ہو کر حکومت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں ان کو یہ حدیث ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہئے۔ دو جہاں کے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

اپنی امت کی کامیابیوں کے لئے ہر قسم کی ہدایت سے نواز دیا ہے۔ اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی۔

کملی والے آقا دو جگ کے سہارے ہیں والی ہیں وہ امت کے اللہ کے پیارے ہیں

★ جہاد نہ کرنے، زکوٰۃ نہ دینے پر ایک وفد کے ساتھ رضا مندی ظاہر فرما دی مگر نماز کی معافی نہ دی اور فرمایا: لَاخَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَیْسَ فِیْهِ رَکُوْعٌ. جس دین میں رکوع (نماز، خدا کی بارگاہ میں جھکنا) نہیں اس دین میں کوئی خیر نہیں۔ (نمبر ۳۰۲۶)

★ نجران کے عیسائیوں سے اس شرط پر صلح فرمائی کہ ان کا کوئی گرجا نہ گرایا جائے گا نہ ان کے کسی پادری کو نکالا جائے گا اور نہ ان کے دین میں مداخلت کی جائے گی جبکہ وہ کوئی نئی بات نہ نکالیں اور سود نہ کھائیں۔ (نمبر ۳۰۴۱)

بیٹھا ہوں اس درخت کے سائے میں اس لئے اک زلف مہرباں تھی اسی چھاؤں کی طرح

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

حلال وحرام کا اختیار اللہ اور اس کے رسول دونوں کو ہے۔ (نمبر ۳۰۵۰) قرآن حکیم میں ہے ویحل لهم الطیب ویحرم علیهم الخبئث. مسلم شریف کی ایک حدیث (نمبر ۴۷۳) میں گزرا کہ ایک خارجی (یزید الفقیر) نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما پہ اعتراض جڑ دیا کہ آپ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے حالانکہ قرآن فرماتا ہے کلما ارادوا ان یخرجوا منها اعیدوا فیها. (غور کرو جابر بن عبداللہ کو قرآن سمجھا رہا ہے) انہوں نے فرمایا فهل سمعت بمقام محمد صلی الله علیه وسلم. تو نے محمد رسول اللہ کے مقام (محمود) کے بارے میں نہیں سنا۔ چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است۔ آج کل بھی اسی ذہنیت کے لوگ قرآن فہمی کی بات کر کے بڑے بڑوں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں۔ جن اولیاء کی وجہ سے دین پھیلا وہ نعوذ باللہ سب بے دین تھے اور آج ان کو پتہ چلا ہے دین کیا ہے شریعت کیا ہے اور عقیدۂ توحید کیا ہے۔ ان ابلیسی توحید والوں کو کیا کہا جائے سوائے اس کے کہ ۔ یہ حکمت اپنی گھر رکھئے ہمیں بیمار رہنے دیں۔ اور صاحب اختیار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے بارے میں اس کے سوا کیا کہوں:

وہ رفعت خیال وہ حسن بیاں نہیں جو کچھ کہا حضور کے شایان شاں نہیں

پہچانے جو مقام رسالت رموز عشق وہ دل نہیں، وہ آنکھ نہیں، وہ زباں نہیں

پاس ادب ہے شرط متاع ہنر کے ساتھ یہ کوچہ حبیب ہے، کوئے بتاں نہیں

سرکار دو جہاں سا کوئی کائنات میں مشفق نہیں، رفیق نہیں، مہرباں نہیں

کردار وہ، کہ اپنے پرائے امیں کہیں محسن وہ، جس سے دشمن جاں بدگماں نہیں

عفو و عطاء، نمود و نمائش سے بے نیاز جود و سخا میں مصلحت اندیشاں نہیں

اتنے سکڑ گئے ہیں محبت کے فاصلے اب میرے اور ان کے کوئی درمیاں نہیں

Marfat.com

اُعظم گزر رہی ہے کس آسودگی کے ساتھ
سایہ ہے ان کا سر پہ مرے آسماں نہیں

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کے ساتھ قرضہ کے سلسلہ میں بدکلامی کرنے والے کا سارا قرضہ اتار دیا اور حضرت بلال خوش ہو گئے۔ (نمبر ۳۰۵۵)

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

★ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درختوں کا علاقہ عطا فرما دیا۔ (نمبر ۳۰۶۹)
اس حدیث کا حوالہ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ میں نے ایک بدزبان شیعہ ذاکر کی زبان سے خود بھری مجلس میں زمانہ طالب علمی میں سنا کہ وہ بکواس کر رہا تھا'' ہم سے صحابہ کے بارے میں بات نہ کیا کرو ورنہ تمہیں بتائیں گے کہ کس کے باپ کا نام کیا ہے اور کس کے باپ کا نام کیا ہے اور حضرت زبیر کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا جس کے باپ کا پتہ ہی نہیں اس کا باپ پوری عوام کو بنا دیا یعنی حضرت زبیر بن عوام۔ وہ بدبخت کیا جانے کہ حضرت زبیر حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی ہمشیرہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے صاحبزادے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں نوعمری میں اسلام قبول کیا تمام غزوات میں شریک ہو کر داد شجاعت وصول کی۔ راہ خدا میں سب سے پہلے تلوار اٹھائی۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے ساتھ تھے، میدان کارزار گرم ہوا تو حضرت علی نے انہیں مصروف پیکار دیکھ کر بلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان سنایا بس فرمانِ اقدس سننے کی دیر تھی کہ جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا اور مدینہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے اور راستے ہی میں عبداللہ بن جرموز یا عمیرہ بن جرموز نے وادی سباع میں دھوکے سے شہید کر دیا۔

صحابہ کرام کی توہین بدبختی کی انتہا ہے

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی صحابی کے بارے میں بدکلامی کرنے والا بدبخت ہے۔ پھر ایسے عظیم الشان صحابی کے بارے میں ایسی گندی بات کرنا یہ سلسلہ کہاں تک جائے گا۔ یقیناً ایسے بدکلام کو دوزخ تک لے جائے گا۔ حبیب جالب نے تو شاید کس مقصد کے تحت کہا تھا مگر ایسے بدزبانوں کی بدزبانی یاد آتی ہے تو یہ نظم اس موقع پر بے جا نہیں لگتی ہے۔ بیکسوں غریبوں کی جگہ صحابہ کا لفظ پڑھ لیں اور امیروں متکبروں کی جگہ ایسے بدزبان ذاکروں اور جگ ہنسائی کی جگہ ان کی مجلسوں میں جو بدزبانی ہوتی ہے اور اس کو سن کر واہ واہ کی آوازیں اٹھائی جاتی ہیں وہ مراد لے لیں۔

ہوئی ظلم کی انتہاء کملی والے
بچا کملی والے، بچا کملی والے

Marfat.com

غریبوں کی عزت کھلونا بنی ہے ازل سے امیروں کی گردن تنی ہے
کرن کوئی چھوتی نہیں بیکسوں کو جہاں روشنی ہے وہیں روشنی ہے
نئے چاند سورج اگا، کملی والے
بچا کملی والے، بچا کملی والے
یہی ایک فیصد ہیں گھیرے خدائی انہی کی بدولت ہے ہر جگ ہنسائی
ترے نام پر نفرتیں بانٹتے ہیں دہائی محبت کے رہبر دہائی
نشاں ان کے شر کا مٹا کملی والے
بچا کملی والے، بچا کملی والے
تجھی کو ہر اک زخم اپنا دکھاؤں کسی مقتدر کا نہ احساں اٹھاؤں
مددگار تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا مدد کے لئے میں تجھی کو بلاؤں
یہی آئی دل سے صدا کملی والے
بچا کملی والے ، بچا کملی والے

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم ثمود کے ایک شخص کی قبر کے اندر کے حالات دیکھ لئے اور ہزاروں سال بعد یہ بھی بتا دیا کہ اسکی قبر کھودو گے تو تمہیں سونے کی سلاخ بھی ملے گی۔ (نمبر ۳۰۸۸)

اور کوئی غیب تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

کِتَابُ الْجَنَائِزِ (جنازے وغیرہ کا بیان)

★ مومن بیمار ہونے کے بعد جب شفا پاتا ہے تو اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور آئندہ کے لئے نصیحت اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ اَعْفَاهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضٰى مِنْ ذُنُوبِهٖ وَمَوْعِظَةً لَهٗ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ ......اور منافق......اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کتنا پیار فرماتا ہے۔ (نمبر ۳۰۸۹) اور اس پیار کا مکمل ظہور اس وقت ہوگا کہ

حشر میں جب آقا کی سواری آئے گی ان کے صدقے میں رحمت نکالی جائے گی

★ جیسے آگ سے سونے چاندی کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے اسی طرح بیماری سے گناہوں کی میل اتر جاتی ہے فَاِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ...... (نمبر ۳۰۹۲)

★ شہادت اگرچہ بہت بڑا اعزاز ہے لیکن کسی عزیز کی شہادت پہ غمگین ہونا تقاضائے فطرت ہے۔ حضرت عثمان بن

Marfat.com

مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بوسہ دے رہے تھے اور رو رہے تھے۔ (نمبر ۳۱۶۳) اور جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان (حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر اور عبداللہ بن رواحہ) کی شہادت پر غم کا اظہار فرمایا: يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ الْحُزْنُ. (۳۱۲۲) لہٰذا نام نہاد جہادی تنظیموں کا لوگوں کے بچوں کو مروا کر جشن و خوشیاں منانا کس کھاتے میں جائے گا شاید اس لئے کہ ان کے شہید چند ماہ بعد بخیر و عافیت اپنے اپنے گھروں کو واپس آجاتے ہیں۔ ایسی شہادت پہ خوشیاں منائی جاسکتی ہیں قاری حفیظ بے چارہ قسمت کا مارا اب تک رو رہا ہے کہ حافظ سعید نے میرے بیگناہ بچے کو مروا دیا۔

شیخ دوزخ سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو صورت ہی تیری دیکھ کے ڈر جاتے ہیں

بھلا ہمیں ان سے واسطہ کیا......

مگر حضرت امیر حمزہ عم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا منظر سامنے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہوں اگر مجھے اپنی پھوپھی صفیہ کی اذیت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو اسی طرح چھوڑ دیتا۔ (نمبر ۳۱۳۶) اب ہم آج کل کے نام نہاد لیڈران کے کردار کو دیکھیں یا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنائیں۔

یہ زائران حریم مغرب لاکھ رہبر بنیں ہمارے بھلا ہمیں ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

★ حضرت عائشہ صدیقہ افسوس فرماتی تھیں کہ کاش وہ بات جو مجھے بعد میں یاد آئی وہ پہلے یاد آجاتی اور ہم (ازواج مطہرات) خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتیں (کیونکہ خاوند کی وفات کے بعد بیوی اس کے جسم کو ہاتھ بھی لگا سکتی ہے غسل بھی دے سکتی ہے لیکن بیوی کے مرنے کے بعد خاوند اس کے جسم کو چھو بھی نہیں سکتا اور غسل بھی نہیں دے سکتا) (نمبر ۳۱۴۱)

★ کفن میں مبالغہ کرنے سے منع فرمایا گیا: فَاِنَّهٗ يَسْلَبُهٗ سَلْبًا سَرِيْعًا. کیونکہ آخر کار وہ جلد ہی خراب ہو جائے گا (تو فضول خرچی کرنے کی کیا ضرورت ہے لہٰذا گدے چادریں بچھانے سے پرہیز کیا جائے) (نمبر ۳۱۵۴)

★ بہترین قربانی سینگوں والے دنبے کی ہے۔

خَيْرُ الْاُضْحِيَةِ الْكَبْشُ الْاَقْرَنُ. (نمبر ۳۱۵۶)

★ غیر مقلدین کو چاہئے کہ میت کو کندھا دینے پر وضو کیا کریں کیونکہ حدیث میں ہے وَمَنْ حَمَلَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ. (نمبر ۳۱۶۱) اسی طرح کی الزامی باتیں کتاب کے آخر میں لکھی جائیں گی تاکہ صرف اونچی آمین، رفع یدین وغیرہ پر سارا زور لگانے والے ان باتوں کی طرف بھی توجہ کریں۔

بلند آواز سے ذکر کرنے والے کی مرنے کے بعد عزت وشان

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں (یا احتیاط کے پیش نظر فرماتے

Marfat.com

(...ن) سمعت جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ۔ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا:
(لو)گوں نے قبرستان میں روشنی دیکھی تو وہاں گئے کیا دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر تشریف فرما ہیں اور فرما رہے
(ہیں) نَاوِلُوْنِیْ صَاحِبَکُمْ۔ اپنا ساتھی (مرنے والا) مجھے پکڑاؤ (تاکہ میں خود اپنے ہاتھوں سے اسے قبر میں اتاروں) جب
تحقیق کی گئی کہ اس کو اتنا بڑا اعزاز کیوں عطا کیا جا رہا ہے تو معلوم ہوا کہ فَاِذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِیْ کَانَ یَرْفَعُ صَوْتَهٗ
بِالذِّکْرِ۔ یہ دنیا میں بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتا تھا۔ (نمبر ۳۱۶۴)

بہت سارے علماء ذکر خفی کو افضل کہتے ہیں کیونکہ اس میں ریا کاری نہیں ہوتی لیکن اونچی آواز سے ذکر کرنے والے کو اللہ کے نبی کی بارگاہ سے یہ اعزاز زہے نصیب۔ لہٰذا ہر کوئی اپنے ذوق کے مطابق ذکر کرتا رہے مگر دوسرے پر تنقید نہ کرنی چاہئے۔ بلند آوازوں سے ذکر کرنے والے کو کسی نے جب ریا کار کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریا کار نہیں بلکہ آواہ۔ آہ وزاری کرنے والا ہے۔ (مسند احمد) جس کو الف ب بھی نہیں آتی وہ بھی اپنے آپ کو سو فیصد صحیح اور دوسرے کو کم از کم ننانوے فیصد غلط سمجھتا ہے۔

کہاں مارا ہے لاکر آدمیت کی تمنا نے ۔۔۔۔ یہاں تو منصفوں کے فیصلے قاتل بدلتے ہیں

مگر ایسوں کو جواباً کہا جاسکتا ہے کہ:

اتنی بدخوئیاں نہیں اچھی ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں
کوئی پوچھے تو مدعا کیا ہے

اور مدعا اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ جب مریں گے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رحمت والے نورانی ہاتھوں سے ہمیں قبر میں اتاریں گے۔

راہزنوں اور راہبروں کو غور سے پہچان کر ۔۔۔۔ مولوی جی منصفی کرنا خدا کو مان کر

★ جس کی نماز جنازہ میں تین صفیں ہوں اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۳۱۶۶) اور چالیس مخلص مسلمان بھی نماز جنازہ میں شامل ہو جائیں تو ان کی سفارش قبول ہوگی۔ (نمبر ۳۱۷۰)

★ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا عمل منسوخ ہو گیا۔ (نمبر ۳۱۷۵)

★ نبی علیہ السلام کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ (کسی کو قتل کرانے کے لئے) اشارے سے کام لیں۔ قتل ہونے والا قتل سے بچ گیا اور اس کو اسلام کی دولت نصیب ہوگئی۔ (نمبر ۳۱۹۴)

اِنَّهٗ لَیْسَ لِنَبِیٍّ اَنْ یُّوْمِضَ۔ (حدیث کے آخری الفاظ)

★ عورت کا جنازہ پڑھاتے ہوئے میت کے درمیان میں کھڑے ہونا اور چار تکبیر نماز جنازہ کی حدیث۔

(نمبر ۹۶-۳۱۹۵)

Marfat.com

نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کرنا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:
اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ. جب تم میت پہ نماز (جنازہ) پڑھ چکو تو پھر خالصتاً اس کے لئے دعا کرو۔ (نمبر ۳۱۹۹) کیونکہ پہلی دعا تو سب کے لئے ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا...... نہ کہ خالصتاً میت کے لئے۔ پھر فا تعقیب کے لئے ہے کہ نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کیا کرو۔ بعض لوگ بڑے دھڑلے سے کہہ دیتے ہیں جی نماز جنازہ خود دعا ہے تو دعا کے بعد دعا کرنے کا کیا مطلب؟ اس کا ایک جواب تو حدیث میں آ گیا کہ نماز جنازہ کی دعا خالص میت کے لئے نہیں ہوتی بلکہ سب کے لئے ہوتی ہے جب کہ حدیث میں خالص میت کے لئے دعا کا حکم ہے اور دوسرا جواب الزامی ہے جو یہ ہے کہ کیا دعا کے بعد دعا کی جائے تو وہ بددعا ہو جاتی ہے؟

ہم بدلنا چاہتے تھے نظم میخانہ تمام　　　آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانے کا نام

مرنے والے کے لیے دعا کیوں کی جاتی ہے؟

ہاں یہ مسئلہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد صفوں کو توڑ کر دعا کرنی چاہئے اسی جگہ کھڑے ہو کر نہ کی جائے تا کہ نماز جنازہ میں زیادتی کا شبہ پیدا نہ ہو۔ (الجامع الصغیر ج ۲ ص ۵۳۳) پھر دعا تو عبادت کی جان اور مغز ہے اس سے روکنا کس قدر بدبختی ہے۔ حدیث میں ہے لیس شیء اکرم علی اللّٰہ تعالٰی من الدعا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۵) اللہ کی بارگاہ میں دعا سے بڑھ کر عزت والی کوئی چیز نہیں ہے اور قرآن مجید میں ہر وقت دعا کا حکم ہے اور قبولیت کی بشارت بھی ہے۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ (البقرہ: ۱۸۶) اور پھر مرنے کے بعد سوائے دعا کے انسان کا مرنے والے کے ساتھ تعلق ہی کیا رہ جاتا ہے تو کیا دعا اس لئے نہ کی جائے کہ کہیں بخشا نہ جائے؟ الدعا یرد البلاء (الجامع الصغیر ص ۲۵۹) دعا مصیبت کو ٹال دیتی ہے اور اس سے بڑھ کر کیا مصیبت ہوگی کہ انسان دنیا سے جا رہا ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایمان کی پونجی سے محروم ہو کر چلا جائے اس لئے اہل اسلام دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے لے جانا اور خدا کا حکم بھی ہے ادعونی استجب لکم (الغافر) تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے بندے مجھ سے دعا کریں (مشکوٰۃ ص ۱۹۵) بلکہ جو دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۵)

نگاہ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف کھل جائے　　　وفا کے بھیس میں بیٹھا ہے کوئی بے وفا ہو کر

★ نماز جنازہ کے اندر مانگی جانے والی دعا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا ...... (نمبر ۳۲۰۱)

★ مردے کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔ (نمبر ۳۲۰۷)

كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا.

Marfat.com

ایک ذوق کی بات

ہم نے بخاری و مسلم کی کئی احادیث میں تصور شیخ کے عنوان سے یہ بات لکھی ہے کہ کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی حالت میں مثلاً مسواک کرتے ہوئے دیکھا تو سالوں بعد بیان کرتے ہوئے فرمایا گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے ہیں۔ یہاں ایک حوالہ ان چار صحابہ کرام کے بارے میں ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر انور میں اتارا تھا راوی کہتے ہیں كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ اَرْبَعَةً گویا میں ان چاروں کو اب بھی دیکھ رہا ہوں (کہ کس طرح آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں اتار رہے ہیں) (نمبر ۳۲۱۰) گویا کہ یہ صحابہ کرام کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کی دلیل ہے اور دنیا و آخرت کی سربلندی کا راز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت میں ہی پوشیدہ ہے۔ (فاتبعونی یحببکم اللہ) اگر امیر کارواں ہی اس ذوق کا نہ ہو تو جماعت تو بھاڑ میں جائے گی۔

رہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے — کہ امیر کارواں ہیں انہی گم کردہ راہوں میں

★ قبر میں مردے کو پاؤں کی طرف سے بھی داخل کیا جاسکتا ہے۔ (نمبر ۳۲۱۱) اس بارے میں اختلاف آئمہ دیکھئے (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۳ حاشیہ نمبر ۵)

(ابوطالب کے بارے میں اعلیٰ حضرت کے رسالہ شرح المطالب فی مبحث ابی طالب میں تین آیات، پندرہ احادیث اور دس صحابہ کرام و تابعین کے ایک سو پچاس اقوال جمع فرمائے ہیں کہ وہ ایمان نہیں لائے تھے (حدیث نمبر ۳۲۱۴) کے تحت علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری کی تحقیق)

★ قبر پر نہ بیٹھو، نہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو، نہ جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلو۔ (نمبر ۲۹-۳۲۲۸)

★ سماع موتی کے بارے میں حدیث کہ مردہ لوٹنے والوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے۔ (نمبر ۳۲۳۱) اس مسئلہ پہ اعلیٰ حضرت کا رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات دیکھئے جس میں پوری وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو واضح فرمایا گیا ہے جس کو پڑھ کر آپ یقین کر لیں گے کہ:

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے — کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

چھ ماہ بعد قبر کھودی گئی تو جسم سلامت تھا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد کو ایک اور آدمی کے ساتھ دفن کیا گیا تھا اور میرے دل میں ایک تمنا کروٹیں لے رہی تھی (کہ میں ان کو علیحدہ دفن کروں چنانچہ)

فَاَخْرَجْتُهٗ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَمَا اَنْكَرْتُ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا شُعَيْرَاتٍ كُنَّ فِيْ لِحْيَتِهٖ مِمَّا يَلِي الْاَرْضَ. پس میں نے سوائے داڑھی مبارک کے چند بالوں کے جو زمین کے ساتھ لگے ہوئے تھے اور کوئی تبدیلی نہ پائی۔ (نمبر ۳۲۳۲) کیا خیال ہے ان بدبختوں کے بارے میں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مقدسہ کے بارے میں اس قدر گندہ عقیدہ رکھتے

Marfat.com

ہیں کہ اس کو بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے اس حدیث نے ان کے اس نظریہ کی خوب حجامت کردی ہے۔

کل تک حجام سب کا مونڈتا پھرتا تھا سر آج اس کوچے میں اس کی بھی حجامت ہوگئی

کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ (قسم اور نذر کا بیان)

★ جو مغلوب ہو کر دیدہ دانست جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (نمبر ۳۲۴۲)

★ جھوٹی قسم کا وبال سن کر دعویٰ واپس لے لیا اور زمین مد مقابل کو دے دی۔ (نمبر ۳۲۴۴)

★ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھوٹی قسم اٹھانے کا گناہ عظیم اگرچہ تر مسواک کی ہو۔ (نمبر ۳۲۴۶)

★ جو قسم اٹھائے کہ میں اسلام سے دور ہوں تو وہ دور ہوگیا۔ (نمبر ۳۲۵۸)

★ کسی دوسرے کو قسم نہ دی جائے کہ تجھے قسم ہے یہ کام کر۔ (نمبر ۳۲۶۷)

★ نذر کسی شے کو ٹالتی تو نہیں مگر اس سے بخیل کا مال نکل آتا ہے۔ (جو اس نے ویسے نہیں نکالنا تھا) (نمبر ۳۲۸۷)

★ گناہ کی قسم توڑنے پر بھی کفارہ ہے۔ (نمبر ۸۱-۳۲۹۰)

★ بیت المقدس میں نفل پڑھنے کی نذر مانی ہے تو جہاں چاہے پڑھ لے۔ (نمبر ۶-۳۳۰۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پہ دف بجانے کی نذر ماننے والی کو نذر پوری کرنے کی اجازت دی۔ (نمبر ۳۳۱۲)

★ نذر اسی شے کی مانی جائے گی جو اپنی مِلک مین ہو ورنہ اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ (نمبر ۳۳۱۶) النذر فی مالا یملک۔

★ ان شاء اللہ کہنے سے عمل کرنا لازم نہیں ہوتا۔ (نمبر ۳۳۳۲)

کِتَابُ الْبُیُوْعِ (تجارتوں کا بیان)

تجارت چونکہ بڑا مقدس پیشہ ہے جس کا تعلق مال بڑھانے سے ہوتا ہے اس لئے اس میں حدود و قیود کو متعین کیا گیا ہے اور پھر لین دین میں غلط بیانی کے خدشات بھی ہوتے ہیں اس لئے صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دے کر مال کی محبت کو دل سے کم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ لہٰذا جہاں دنیوی زندگی کے تحفظ کے لئے اپنا مال بینکوں اور مختلف سکیموں میں استعمال کیا جاتا ہے وہاں اخروی زندگی کو سنوارنے کے لئے بھی راہ خدا میں خرچ کر کے اس کو توشہ آخرت بنایا جائے۔ اسی کو قرآن نے مال کو بڑھنا قرار دیا ہے کہ سود لینے سے مال گھٹتا ہے اور زکوٰۃ دینے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔

مال کی کثرت اگر منظور ہے خیرات کر ایک کے دنیا میں دس، عقبیٰ میں ستر دیکھ لے

وہ خلاق عالم جس کی قدرت کاملہ کا ادراک انسانی طاقت سے باہر ہے، عرش سے فرش تک جدھر نظر کیجئے اسی کی

Marfat.com

قدرت جلوہ گر ہے۔ حیوانات ونباتات و جمادات اور تمام مخلوقات اسی کی مظہر ہیں۔ اس نے اپنی مخلوقات میں انسان کے سر پر تاج کرامت وعزت رکھا اور اس کو مدنی الطبع بنایا کہ زندگی بسر کرنے میں یہ اپنے بنی نوع کا محتاج ہے کیونکہ انسانی ضروریات اتنی زائد اور ان کی تحصیل میں اتنی دشواریاں ہیں کہ ہر شخص اگر اپنی تمام ضروریات کا تنہا متکفل ہونا چاہے تو غالباً عاجز ہو کر بیٹھ رہے گا اور اپنی زندگی کے ایام خوبی کے ساتھ گزار نہ سکے گا۔ لہٰذا اس حکیم مطلق نے انسانی جماعت کو مختلف شعبوں اور متعدد قسموں پر منقسم فرمایا کہ ہر ایک جماعت ایک ایک کام انجام دے اور سب کے مجموعہ سے ضروریات پوری ہوں۔ مثلاً کوئی کھیتی کرتا ہے، کوئی کپڑا بنتا ہے، کوئی دوسری دست کاری کرتا ہے۔ جس طرح کھیتی کرنے والوں کو کپڑے کی ضرورت ہے، کپڑا بننے والوں کو غلہ کی حاجت ہے، نہ یہ اس سے مستغنی نہ وہ اس سے بے نیاز، بلکہ ہر ایک کو دوسرے کی طرف احتیاج۔ لہٰذا یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ اس کی چیز اس کے پاس جائے اور اس کی اس کے پاس آئے تاکہ سب کی حاجتیں پوری ہوں اور کاموں میں دشواریاں نہ ہوں۔ یہاں سے معاملات کا سلسلہ شروع ہوا۔ بیع وغیرہ ہر قسم کے معاملات وجود میں آئے۔

اسلام چونکہ مکمل دین ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر اس کا حکم نافذ ہے، جہاں عبادات کے طریقے بتاتا ہے معاملات کے متعلق بھی پوری روشنی ڈالتا ہے تاکہ زندگی کا کوئی شعبہ تشنہ باقی نہ رہے۔ اور مسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ جس طرح عبادات میں بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز، اسی طرح تحصیل مال کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز۔ اور حلال روزی کی تحصیل اس پر موقوف کہ جائز وناجائز کو پہچانے اور جائز طریقے پر عمل کرے ناجائز سے دور بھاگے۔ (بہارِ شریعت)

قرآن مجید میں ناجائز طور پر مال حاصل کرنے کی سخت ممانعت آئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتأکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔ (۲-۱۸۸) آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ اور حکام کے پاس اس کے معاملہ کو اس لئے نہ لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ جانتے ہوئے کھا جاؤ اور فرماتا ہے: یاایھا الذین امنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔ (۴-۲۹)

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر باہمی رضامندی سے تجارت ہو تو حرج نہیں۔

سود سے کوئی نہیں بچ سکے گا

★ ایک زمانہ ضرور آئے گا کہ کوئی بھی سود کھانے سے نہ بچ سکے گا۔ فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ۔ اگر کھائے گا نہیں تو اس کا بخارا سے ضرور پہنچے گا۔ (نمبر ۳۳۳۱) قال ابو عیسیٰ اصابہ من غبارہ۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آج بہت سے لوگ جو بظاہر متقی و پرہیزگار دکھائی دیتے ہیں کسی نہ کسی طریقے اور کسی نہ کسی نام سے اس بیماری میں ملوث ہو چکے ہیں جبکہ

Marfat.com

حدیث میں اس کے کھانے والے، کھلانے والے، گواہی دینے والے اور لکھنے والے پہ لعنت فرمائی گئی ہے۔ (نمبر ۳۳۳۳) پھر ہماری پرہیزگاری کے کیا معنی؟ شاید اس لعنت کی وجہ سے اتنی عبادات و دعاؤں کے باوجود مسلمان ذلت و رسوائی کی دلدل سے نہیں نکل رہے اور رحمت خداوندی سے محروم ہیں۔ (با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام)

وہ راہنما کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی میں کیا بتاؤں رات کو مجھے کس جگہ ملا

★ قرضہ کی ادائیگی کے ساتھ مزید کچھ دے دینا (جبکہ بغیر کسی مطالبہ وشرط کے اپنی طرف سے ہو) تو اجازت ہے (اور یہ سود کے زمرے میں نہیں آتا۔ نمبر ۴۷-۳۳۴۶) جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر سے قرضہ لیا تو فرماتے ہیں فَقَضَانِیْ وَزَادَنِیْ۔ قرضہ بھی ادا فرمادیا اور مزید بھی عطا کیا۔

گدائے شاہ عرب ہوں فقیر راہ نہیں فقیر وہ ہوں کہ نظروں میں بادشاہ نہیں

نیک نیتی کی برکات اور تجارت کا فائدہ

حضرت عروہ بن ابی الجعد فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دینار عطا فرمایا۔ بکری یا قربانی کا جانور خریدنے کے لئے چنانچہ انہوں نے اس دینار کی دو بکریاں خرید لیں اور پھر ایک بکری ایک دینار کی بیچ دی اور دینار اور بکری لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کی تجارت میں برکت پیدا فرما۔ عروہ فرماتے ہیں: فَكَانَ لَوِاشْتَرٰى تُرَابًا لَرَبِحَ فِيْهِ۔ پھر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس سے بھی نفع حاصل ہوتا تھا۔ (نمبر ۳۳۸۴) معلوم ہوا جہاں تجارت میں مہارت منافع کا سبب بنتی ہے وہاں محبوبان خدا کی دعاؤں سے بھی برکات نصیب ہوتی ہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ یہی وجہ ہے کہ آج ان چیزوں سے محرومی دولتوں کے انبار کے باوجود ہمارے لئے وبال جان بنی ہوئی ہے۔ پھر ہم مال کے حقوق بھی تو ادا نہیں کرتے کیا خوب کہا رئیس امروہی نے۔

اس قدر خوف زدہ ہوں ڈکیتی سے رئیس ڈاک آتی ہے تو ڈاکے کا گماں ہوتا ہے

اس سے اگلی حدیث حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی اس سے ملتی جلتی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ انہوں نے ایک دینار کی ایک بکری خریدی پھر اس کو دو دینار کی بیچ کر پھر ایک دینار کی اور خرید لی اور دینار و بکری لے حاضر خدمت ہوگئے۔ (۳۳۸۷) کیا با برکت دور تھا کہ تجارت میں اس قدر ایمانداری برتی جاتی تھی جس کے نتیجے میں اتنی برکات حاصل ہوتی تھیں، آج روزانہ اخبارات میں اشتہارات آتے ہیں مشتری ہوشیار باش اور تصویر دیکھنے سے کئی بڑے حاجی نمازی بھی دکھائی دیتے ہیں، مسلمان تو بہرحال ہوتے ہی ہیں خدا جانے کتنا عرصہ بے ایمانی کرنے کے بعد پردہ فاش ہوتا ہے تو اگلی پچھلی کسر نکل جاتی ہے اور ساری زندگی کی عزت برباد ہو جاتی ہے جو پھر دوبارہ ہاتھ نہیں آتی۔

بڑی ہمت سے ہر اک ڈالتا ان پر رہا پردہ مگر پردوں سے حضرت کا تو سارا کھل گیا پردہ

Marfat.com

مزارعت کا مسئلہ

★ مزارعت سے بہتر ہے کہ زمین ٹھیکے پروے دی جائے یَّمْنَحُ اَحَدُکُمْ اَرْضَهٗ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهَا خَرَاجًا مَّعْلُوْمًا ۔ (نمبر ۳۳۸۹) اس کے بعد اگلی دو احادیث ہیں کہ اس سے جھگڑے کا خطرہ ہوتا ہے۔ (نمبر ۹۱-۳۳۹۰) بہت ساری ایسی احادیث کی بنا پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مزارعت کو ناجائز فرمایا ہے مگر باقی تمام آئمہ کرام نے دیگر کئی دلائل، عوام کی سہولت وضرورت کی بنا پر جائز فرمایا ہے اور اسی پہ فتویٰ ہے (جواز پر) آج بعض بدنصیب لوگ انہی آئمہ کے بارے میں بدگمانیاں بلکہ بدزبانیاں کرتے ہیں جنہوں نے امت کی سہولت کی خاطر ساری زندگیاں قرآن وسنت میں عوام الناس کی سہولت کے لئے مسائل اخذ کرنے میں کھپا دی ہیں۔

کیا کہیں راز ان کی الفت کے کانٹوں سے ہیں گھرے چاروں طرف سے پھول

مگر ہزار مخالفتوں کے باوجود تب سے اب تک اور اب سے قیامت تک اہل حق اپنا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے اور امت کے فائدے کے لئے کام کرتے رہیں گے کیونکہ ان کی ساری محنتیں خوشنودیٔ باری تعالیٰ اور رضائے مصطفیٰ کے لئے ہیں۔ مشہور واقعہ ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک رات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر مہمان ٹھہرے تو امام شافعی شاگرد ہو کر ساری رات نوافل پڑھتے رہے اور امام محمد لیٹے رہے اور صبح کی نماز کے لئے وضو بھی نہ کیا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو ساری رات امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن پاک سے مسائل کا استنباط کرتے رہے ہیں اور مسائل بھی کتنے؟ ایک ہزار۔ امام شافعی اپنی سوچ پہ شرمندہ ہوئے کہ میں تو اپنا ہی فائدہ کرتا رہا اور میرے استاد پوری امت کا فائدہ سوچتے رہے۔

(خلاصۃ روح البیان ج ۵ ص ۱۴۰)

لوگ ملتے نہیں طبیعت کے پھر بھی کہنا پڑتا ہے کیا خوش مزاج ہے

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایک انداز

حضرت بُہیسہ نامی ایک عورت اپنے والد سے روایت فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کے اندر اپنا منہ داخل کر کے بوسہ لیں اور آپ کے جسم اقدس کے ساتھ لپٹیں) چنانچہ جب اجازت مل گئی تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر ایک مسئلہ پوچھا کہ حضور! وہ کون سی چیز ہے جس کا روکنا حلال نہیں ہے؟ فرمایا نمک۔ پھر انہوں نے یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جامع جواب عطا فرمایا:

اَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَّكَ. اگر تو نیکی کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ (نمبر ۳۴۵۶) مسئلہ پوچھنے سے پہلے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق محبت اس دور کے کس طبقے کی ترجمانی کر رہا ہے۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

Marfat.com

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے غلاموں کے ساتھ کس قدر محبت فرمایا کرتے تھے۔ آج انسان کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسے عاشقانہ مزاج والوں پر بدعت و شرک کے فتوے داغتے نہیں تھکتے۔ یہ تو مذہبی طبقہ کہلاتا ہے دوسری طرف بابو طبقہ کتوں بلوں سے جن کی قیمت وصول کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ (۸۱-۳۴۷۹) ان سے اتنی محبت اور خدمت کرتے ہیں کہ والدین کو بھی پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ قیامت کی نشانی اور انسانیت کا جنازہ نکالنے والی بات نہیں اور کیا ہے جبکہ دعویٰ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا کرتے ہیں کہ جن کے بارے میں یوں کہتے نہیں تھکتے:

فردوس میں رسول ہمارا نہ جائے گا
جب تک ہر ایک امتی بخشا نہ جائے گا
خالی رسول پاک کا وعدہ نہ جائے گا
دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا
کیونکہ رسول پاک سے دیکھا نہ جائے گا

والدین اور اولاد کا رشتہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اولاد کی کمائی کو والدین کی کمائی قرار دیا ہے بلکہ فرمایا: وَوَلَدِہٖ مِنْ کَسْبِہٖ۔ خود اولاد بھی والدین کی کمائی ہے۔ (نمبر ۳۵۲۸) دوسری حدیث میں فرمایا: وَلَدُا الرَّجُلِ مِنْ کَسْبِہٖ وَمِنْ اَطْیَبِ کَسْبِہٖ فَکُلُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ۔ (نمبر ۳۵۲۹) آدمی کا بیٹا اس کی کمائی ہے بلکہ بہترین کمائی ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا: اَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ۔ تو اور تیرا مال تیرے والد ہی کا ہے۔ (۳۵۳۰) تو اولاد اگر جانوروں کے ساتھ اس قدر محبت کرے اور ان پہ اپنا مال بے دریغ استعمال کرے اور والدین کو جانوروں کا درجہ بھی نہ دے تو وہ کس منہ سے امام الانبیاء کا امتی کہلانے کی حق دار ہے۔ جس رسول کے لئے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر نعمت بنائی جب وہ فرمائیں سب کچھ تیرے والدین کا ہے پھر بھی ہم والدین سے یہ رویہ اپنائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی ہی ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنا امتی بنایا ہوا ہے۔ ہم جس طرح جانوروں کو سنبھالنے کے لئے ملازم رکھیں اسی طرح والدین کی نگہداشت کے لئے بھی ملازم رکھیں تو یہ مقدس رشتہ کس زمرے میں جائے گا۔ وہ خون جگر کے ساتھ اپنی اولاد کو پالیں اور ہم ان کی اولاد ہو کر ان کے لئے ملازم رکھتے پھریں اور ان کی خدمت کو سعادت سمجھ کر یہ فریضہ سرانجام نہ دیں تو تف ہے ہماری زندگی پر اور افسوس ہے ہماری کمائی پر جو اتنی انتظار کر کے ہمیں دعائیں مانگ مانگ کر اللہ سے حاصل کریں اور ہم ان کے بڑھاپے کے وقت ان کے مرنے کے لئے سورۃ یٰسین کی تلاوت کرائیں۔ الامان الحفیظ۔

سزاوار کرم ہوں امتی ہونے کے ناطے سے
وگرنہ نامۂ اعمال میں کچھ بھی نہیں

★ سفارش کے بدلے تحفے کو سود کا بڑا دروازہ قرار دیا گیا۔ (نمبر ۳۵۴۱)

Marfat.com

کِتَابُ الْقَضَاءِ (فیصلوں کا بیان)

قاضی یا جج ہونا بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ان کی ذرا سی غلطی سے بڑے نقصان کا احتمال ہے لہٰذا اسی شخص کو ہی یہ منصب سونپا جائے جو ورع وتقویٰ کے اعلیٰ مقام پہ فائز ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نازک ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا: جس کو قاضی بنایا گیا اس کو بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔ (نمبر ۳۵۷۱) ایک مقام پہ فرمایا قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک جنتی، جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا اور دو جہنمی ایک وہ جس نے حق پہچاننے کے باوجود فیصلہ کرنے میں زیادتی کی اور دوسرا وہ جس نے جہالت کی بنا پر لوگوں میں فیصلے کئے۔ (نمبر ۳۵۷۳) انہی ارشادات کی وجہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسے علم وعمل کے امام نے بڑی بڑی تکالیف تو برداشت کر لیں لیکن قاضی بننا منظور نہ فرمایا۔ آج لوگ ان عہدوں کے لئے نااہل ہونے کے باوجود کس طرح مارے مارے پھرتے ہیں اور تنقید اس امام پہ کرتے ہیں جو امام الائمہ بھی ہے اور سراج الامہ بھی۔ حالانکہ حدیث میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے جو عہدہ طلب کرے ہم اس کو ہرگز عہدہ نہ دیں گے۔ لَنْ نَسْتَعْمِلَ اَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰی عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهٗ (نمبر ۳۵۷۹)

★ عامل کے لئے سوئی کے دھاگے کے برابر یا اس سے بھی کم کوئی چیز چھپانا خیانت ہے۔ یہ ارشاد سن کر فوراً ایک عامل کھڑا ہو گیا اور عرض کیا حضور! اِقْبَلْ عَنِّیْ عَمَلَكَ (یہ ذمہ داری مجھ سے واپس لے لیجئے) (نمبر ۳۵۸۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت علی کو کوئی بھی فیصلہ کرنے میں کبھی کسی قسم کی دقت نہ ہوئی مَا شَكَكْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَعْدُ (نمبر ۳۵۸۲)

مجتہدین کے لئے اسوۂ حسنہ

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (آئمہ مجتہدین کو راہنمائی دیتے ہوئے) فرمایا اس بارے میں مجھ پہ کوئی حکم نازل نہیں ہوا اِنِّیْ اِنَّمَا اَقْضِیْ بَیْنَكُمْ بِرَاْیِیْ میں اپنی رائے سے تمہارے درمیان فیصلہ فرما رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب دو شخص میراث اور پرانی چیزوں کے بارے میں جھگڑا لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ (نمبر ۳۵۸۵) اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے درست ہی درست ہے۔ لِاَنَّ اللّٰهَ كَانَ یُرِیْهِ کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ دکھا دیتا ہے۔ (قرآن پاک میں ہے لتحکم بین الناس بما اراك اللّٰه۔ النساء) ظن اور گمان (یا غلطی کا امکان) دوسروں کی طرف سے ہے کما قال عمر بن الخطاب علی المنبر۔ (نمبر ۳۵۸۶)

★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلائل کی ترتیب اولاً کتاب اللہ، ثانیاً سنت رسول اللہ، ثالثاً اجماع اور قیاس۔ (نمبر ۳۵۹۲)

Marfat.com

امت کے لئے آسانیاں پیدا کرو

اس سلسلہ میں احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو امت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی آسانیاں پیدا فرمائی ہیں جن کو متعصب قسم کے لوگوں نے الٹا مشکلات میں تبدیل کر دیا ہے اور یہ امت پہ کس قدر ظلم ہے کہ اللہ بھی فرمائے: یرید اللہ بکم الیسر۔ حضور بھی فرمائیں۔ الدین یسر، یسروا ولا تعسروا اور یہ لوگ آئمہ مجتہدین کی صدیوں پہ محیط محنت شاقہ کو خدا اور رسول کی مخالفت قرار دے کر امت کو ایک نئی مصیبت میں مبتلا کر دیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کی نحوست سے دور رکھے اور اس نبی رحمت کے دامن کے ساتھ پختہ وابستگی کی توفیق دے جن کے دامن رحمت کی چھاؤں میں محسنین امت نے زندگی گزاری ہے اور جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کائنات میں جلوہ گری سے پہلے ہی ان کی روح مقدس سے ارواح انبیاء علیہم السلام علم کی دولت سے مالا مال ہوتے رہے۔

ابھی مٹی نہ کھنکی تھی ابھی پانی نہ برسا تھا — مگر بزم عناصر میں تیرے آنے کا چرچا تھا
کاش ہوتی رہے معراج نظر کو — کاش آنکھوں میں رہے گنبد خضریٰ تیرا
بعد محشر بھی نہ آئے گا جس کو تا ئب زوال — ایسی شان بے نہایت آپ کو بخشی گئی

غلط سفارش، باطل پہ جھگڑا کرنا اور تہمت کا گناہ و وبال

حضرت یحییٰ بن راشد فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انتظار میں بیٹھے تھے تو وہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ فرمانے لگے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے ضد بازی کی اور جو جان بوجھ کر باطل کی حمایت میں جھگڑا وہ ہمیشہ خدا کے غضب میں رہے گا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے اور جس نے کسی مومن کے متعلق ایسی بات کی جو اس میں نہ ہو اَسْکَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ تو وہ دوزخیوں کی گندگی میں رہے گا یہاں تک کہ اپنی بات سے توبہ کر لے۔ (نمبر ۳۵۹۷)

★ سفر میں مسلمان گواہ نہ ملے تو ذمی کی گواہی پہ فیصلہ کرنا۔ (نمبر ۳۶۰۵)

حضرت خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو کے برابر قرار دیا۔ ایمان افروز واقعہ حدیث نمبر ۳۶۰۷ میں ملاحظہ فرمائیں اس پہ مواہب الدنیہ میں امام احمد خطیب قسطلانی التوفی ۹۲۳ھ لکھتے ہیں من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یخص من شاء بماشاء من الاحکام۔ اور اس کی شرح میں امام زرقانی نے لکھا من الاحکام وغیرہ۔ اسی موضوع پہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بماشاء من الاحکام۔ ان تمام عبادات کا حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے تشریعی امور میں یہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ جس کے لئے جو حکم چاہیں خاص فرمادیں اور جس کو چاہیں اس حکم سے مستثنیٰ فرما دیں۔ اس طرح کے بیسوں واقعات کتب احادیث میں موجود ہیں بہرحال اس حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو بندوں کے برابر قرار دیا (حالانکہ ہر جگہ دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے فاستشهدوا شهيدين من رجالكم۔ (القرآن)

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم — تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

''میرے لئے اللہ ہی کافی ہے'' کا نامناسب جگہ پہ استعمال

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ فرمایا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو اس نے کہا۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَاِذَا غَلَبَ عَلَيْكَ اَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ (نمبر ۳۶۲۷)

اللہ تعالیٰ مجبور بن بیٹھنے والے کی ملامت فرماتا ہے کیونکہ تمہارے لئے ہوشیاری لازم ہے۔ جب کسی معاملہ میں بے بس ہو جاؤ تو یہ الفاظ کہو حسبي الله ونعم الوكيل مطلب یہ کہ اب جبکہ تیرے خلاف فیصلہ ہو چکا ہے تو تو اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہے۔ مزا تو تب تھا کہ میرے پاس آنے سے پہلے ہی معاملہ اللہ پہ چھوڑ دیتا۔ آج بھی بہت سارے لوگ ان الفاظ کا استعمال غیر مناسب جگہ پہ کرتے ہیں اور لوگوں کو کافر و مشرک بناتے پھرتے ہیں اس مسئلہ پہ دیکھئے ہماری کتاب ''مسئلہ توحید و شرک''۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں اپنا وکیل مقرر فرمایا ہوا تھا فقال اِذَا اَتَيْتَ وَكِيْلِيْ ...... (نمبر ۳۶۳۲)

★ راستے کے بارے میں جھگڑا ہو جائے تو سات ہاتھ (ذراع) رکھو۔ (۳۶۳۳)

تازہ خواہی داشتن گرد اغہائے سینہ را — گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

چوں سرمۂ رازی را از دیدہ فروشستم — تقدیر امم دیدم پنہاں بہ کتاب اندر

كِتَابُ الْعِلْمِ (علم کا بیان)

ایک حدیث لینے کے لئے مدینہ شریف سے دمشق تک کا سفر کرنا۔ جس میں ہے علم حاصل کرنے والوں کے پاؤں تلے فرشتوں کا پر بچھانا اور زمین و آسمان کی ہر چیز کا عالم کے لئے دعا کرنا یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں بھی عالم کے لئے دعا کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی ستاروں پر۔

Marfat.com

وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ۔ (نمبر ۳۶۴۱)

★ جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کتابت حدیث سے بعض لوگوں کے کہنے کی وجہ سے رک گئے کہ تم ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ کبھی حضور ناراضگی میں ہوتے ہیں کبھی رضامندی میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن اقدس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

اُکْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا یَخْرُجُ مِنْہُ اِلَّا حَقٌّ ۔

(میں جس بھی حالت میں بولوں) تم لکھتے رہا کرو خدا کی قسم اس (منہ) سے جو کچھ بھی نکلتا ہے حق ہی نکلتا ہے۔

اے تیری آواز آواز خدا　　　اور خاموشی تیری راز خدا

★ بعض صحابہ احتیاط کی بنا پر زیادہ احادیث نہ بیان کیا کرتے تھے۔ (من کذب علی متعمدًا) اور بعض نے اس ڈر سے کچھ لکھی ہوئی احادیث مٹا بھی دیں۔ (نمبر ۴۸-۳۶۴۷)

★ بعض صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ابوشاہ (یمنی) کو میری حدیث (بلکہ پورا خطبہ) لکھ کر دو۔ (نمبر ۳۶۴۹)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث سننے والوں، یاد رکھنے والوں اور آگے پہنچانے والوں کو دعا سے نوازا۔ (نضر اللہ امرءً......) (نمبر ۳۶۶۰)

★ بات صحیح ہو چاہے بنی اسرائیل کی طرف سے ہو تو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ساری ساری رات بیان فرماتے رہتے۔ (نمبر ۶۳-۳۶۶۲)

★ دنیا کے لئے علم حاصل کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔ (نمبر ۳۶۶۴)

★ صحابہ کرام کے دور میں محفل قرأت (نمبر ۳۶۶۶)

علماء حق کی عظمت و شان

ترمذی شریف کی احادیث آپ نے ملاحظہ فرمائیں علاوہ ازیں قرآنی آیات کے اندر کئی مقامات پہ علماء حق کی عظمت و شان کو واضح فرمایا گیا ہے۔ (انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ یرفع اللہ الذین امنوا۔ کونوا ربانین بما کنتم تعلمون الکتب۔ وغیرہ) اس کے علاوہ دیگر کتب میں علم کی فضیلت پر احادیث مبارکہ میں سے چند کا ذکر کیا جارہا ہے۔

★ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔ (مشکوٰۃ ص ۳۴-ابن ماجہ ص ۲۰)

علم (دین) حاصل کرنا ہر مسلمان پہ فرض ہے۔

★ افضل العبادۃ طلب العلم۔ (کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق علامہ عبدالرؤف مناوی ج ۱ ص ۳۵)

Marfat.com

علم دین حاصل کرنا تمام عبادات میں سے افضل عبادت ہے۔

★افضل الصدقة ان یتعلم المرء المسلم علما ثم یعلمه اخاه المسلم۔ (جامع صغیرص ۱۸۰)

تمام صدقات میں سے افضل صدقہ کسی مسلمان بھائی کو علم سکھانا ہے جو وہ آگے سکھائے

★من وقر علماء وقر ربه۔ (کنوز الحقائق ج ۲ص ۱۲۱)

جس نے عالم کی عزت کی اس نے رب کی عزت کی۔

★ العالم سلطان الله فی الارض فمن وقع فیه فقد هلك (کنز العمال ج ۱۰ص ۱۳۴)

عالم زمین میں اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے جو اس کی توہین کرے گا رسوا ہوگا۔

★من طلب العلم مشی فی ریاض الجنة (کنوز ج ۱ص ۱۱۱)

جس نے علم سیکھا وہ باغات جنت کی سیر کو نکل پڑا۔

★اذا جاء الموت لطالب العلم وهو علی هذه الحالة مات وهو شهید (الجامع الصغیر ج ۱ص ۳۹)

جو علم پڑھتے ہوئے فوت ہوگیا وہ شہید ہوگیا۔

★من طلب العلم تکفل الله له برزقه (کنوز ج ۱ص ۱۱۱)

علم دین حاصل کرنے والے کے رزق کا خود اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہوتا ہے۔

من زار بیت المقدس محتسبا اعطاه الله ثواب الف شهید وحرم الله جسده علی النار ومن زار عالما فکانما زار بیت المقدس (روح البیان ج:۱ ص:۱۰۲)

جس نے ثواب کی نیت سے بیت المقدس کی زیارت کی۔ اللہ تعالیٰ اسے ہزار شہیدوں کا درجہ عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا جسم دوزخ کی آگ پر حرام کر دے گا اور جس نے (باعمل صحیح العقیدہ سنی) عالم کی زیارت کی تو گویا اس نے بیت المقدس کی زیارت کی۔

جلوس ساعة عند العالم احب الی الله من عبادة الف سنة (درۃ الناصحین ص:۳۴)

عالم کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ہزار سال کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔

★طالب العلم بین الجهال کالحی بین الاموات۔ (الجامع الصغیر ج ۱ص ۳۲۴)

طالب علم جاہلوں کے درمیان ایسے ہے جیسے زندہ مردوں کے درمیان۔

عالم باعمل دوزخ کی آگ سے آزاد ہے

تفسیر روح البیان ج ۱ص ۱۰۲ پر علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من اراد ان ینظر الی عتقاء الله من النار فلینظر الی المتعلمین فو الذی نفس محمد صلی

Marfat.com

اللہ تعالی علیه وآله وسلم بیده ما من متعلم یختلف ای یذهب ویجیء الی باب العالم الا یکتب اللہ له بکل قدم عبادة سنة ویبنی له بکل قدم مدینة فی الجنة ویمشی علی الارض والارض تستغفر له ویسی مغفورا له.

جس شخص کا ارادہ ہو کہ ان لوگوں کو دیکھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ہے تو اسے چاہئے کہ علم دین سیکھنے والوں کو دیکھ لے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ جو کوئی طالب علم عالم دین کے دروازے پر بار بار جاتا ہے یعنی جاتا اور آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے اور ہر قدم کے بدلے اس کے لئے جنت میں ایک شہر بناتا ہے اور طالب علم زین پر چلتا ہے تو زمین اس کی بخشش کی دعا کرتی ہے اور وہ اس حال میں شام کرتا ہے کہ بخشا ہوا ہوتا ہے۔

عالم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے

اسی طرح روح البیان ج اص ۱۰۲ پر ہے۔

النظر الی وجه الوالد عبادة والنظر الی الکعبة المکرمة عبادة والنظر الی المصحف عبادة والنظر الی وجه العالم عبادة من زار عالما فکانما زارنی ومن صافح عالما فکانما صافحنی ومن جالس عالما فکانما جالسنی ومن جالسنی فی الدنیا اجلسه اللہ معی یوم القیامة.

والد کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ کعبہ مکرمہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ قرآن پاک کو دیکھنا عبادت ہے اور عالم دین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے (فیضان سنت میں حدیث شریف اس طرح منقول ہے اور عالم کے چہرے پر نگاہ کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے) جس نے عالم کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زیارت کی، جس نے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جو عالم کے پاس بیٹھا تو گویا وہ میرے پاس بیٹھا اور جو دنیا میں میرے پاس بیٹھا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن میرے پاس بٹھائے گا۔

جب عالم اور عابد پل صراط پہ جمع ہوں گے

الجامع الصغیر ج اص ۲۷ پر ہے۔

اذا اجتمع العالم والعابد علی الصراط قیل للعابد ادخل الجنة وتنعم بعبادتك وقیل للعالم قف هنا فاشفع لمن احببت فانك لا تشفع لاحد الا شفعت فقام مقام الانبیاء (علیهم الصلوة والسلام)

جب عالم اور عابد پل صراط پر اکٹھے ہوں گے، عابد سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا اور جو تو عبادت کرتا تھا اس کے بدلے ناز ونعم کی زندگی بسر کر اور عالم سے کہا جائے گا اس جگہ ٹھہر جا جس سے تجھے محبت تھی اس کی

Marfat.com

شفاعت کریں یقیناً تو جس کی بھی سفارش کرے گا قبول ہوگی پھر وہ عالم انبیاء کرام علیہم السلام کے مقامات پہ کھڑا ہوگا۔

درۃ الناصحین ص ۲۴ پہ ہے۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ علماء وفقہاء سے بھاگیں گے (کہ کہیں مسائل بتا کر ہم پر پابندیاں نہ لگادیں) تو اللہ تعالیٰ ان کو تین بلاؤں میں مبتلا فرمادے گا۔

(۱) یرفع البرکۃ من کسبھم۔ ان کی کمائی سے برکت اٹھالی جائے گی۔

(۲) یسلط اللہ علیھم سلطانا ظالما۔ ان پر ظالم بادشاہ مسلط کردیئے جائیں گے۔

(۳) یخرجون من الدنیا بغیر ایمان۔ دنیا سے بے ایمان ہو کر جائیں گے۔

اسی کتاب کے ص ۲۳ پہ بعض حکماء کا قول لکھا ہوا ہے ''علم کے تین حروف ہیں۔ عین کو علیین سے کلا ان کتب الابرار لفی علیین۔ وما ادراك ما علیون، کتب مرقوم یشھدہ المقربون۔ لام کو لطف (مہربانی) سے اور میم کو ملک سے لیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے علم والے کو علیین میں پہنچا کر اس پہ لطف وکرم کیا جائے گا اور مخلوق پہ اس کو (مالک) بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ (از رشد الایمان بتصرف یسیر۔ یاد رہے ہر جگہ عالم سے مراد عالم باعمل، صحیح العقیدہ یعنی سنی عالم دین ہی مراد ہے)

کِتَابُ الْاَشْرِبَةِ (پینے کی چیزوں کا بیان)

★ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش پر شراب کے بارے میں قرآن مجید کی تین آیات کا نزول۔ اس دور میں پانچ چیزوں سے شراب بنائی جاتی تھی۔ انگور، شہد، گندم اور جو۔ (نمبر ۳۶۶۹-۳۶۷۰)

★ شراب کی حرمت سے پہلے حضرت علی نے شراب پی کر نماز مغرب پڑھائی اور سورۃ کافرون میں خلط ملط کردیا جس پہ یہ آیت نازل ہوئی:

لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری (نمبر ۳۶۷۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ والی چیز سے منع فرمایا۔ (نمبر ۳۶۷۷)

یعنی اتنی استعمال کی جائے کہ نشہ دے اسی صورت میں اسے خمر (لغوی) کہا گیا ہے ورنہ مطلقاً خمر انگوری شراب کو کہا جاتا ہے۔

★ لوگ شراب کا نام بدل کر شراب پیئں گے۔ (نمبر ۳۶۸۸)

★ قبروں کی زیارت سے منع فرمانا اور پھر اجازت عطا کرنا۔ (نمبر ۳۶۹۸)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات میں سے ہے کہ بعض کاموں کو (وحی خفی کے ذریعے) حلال وحرام فرمادیں قرآن مجید میں آپ کے اس اختیار کا یوں ذکر فرمایا گیا یحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس منصب کا انکار کرنا کھلی گمراہی ہے۔

Marfat.com

★ شراب کے برتنوں کو استعمال کرنے سے منع فرمایا پھر اجازت عطا فرمائی۔ (نمبر ۳۶۹۹)

★ سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا. لوگوں کو پلانے والا خود سب سے آخر میں پیتا ہے۔ (نمبر ۳۷۲۵)

★ جس کے گھر میں کھانا کھایا اس کو یوں دعا دینا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ. اے اللہ جو تو نے انہیں رزق دیا اس میں برکت ڈال اور ان کی مغفرت فرما اور ان پہ رحم کر۔ (نمبر ۳۷۲۹)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنی ہوئی گوہ کو دیکھ کر نفرت سے تھوکا۔ (۹۳-۳۷۳۰)

★ شیطان بند دروازے، برتن اور مشک کو نہیں کھولتا۔ (نمبر ۳۷۳۱)

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ (کھانے کا بیان)

★ ولیمہ کی دعوت کو ضرور قبول کیا جائے۔ (بشرطیکہ وہاں خلاف شرع کوئی کام نہ ہو) چاہے تو کھائے چاہے تو نہ کھائے، روزہ دار ہے تو دعا ہی کر دے۔ (نمبر ۳۸-۳۷-۳۷۳۶)

اور اگر بلا وجہ نہ جائے گا تو فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے اور (طفیلی) جو بن بلائے دعوت پہ چلا جائے دَخَلَ سَارِقًا وَّ خَرَجَ مُغِيْرًا. وہ چور بن کر گیا اور ڈاکو بن کر واپس آیا۔ (نمبر ۳۷۴۱) اس حدیث کے تحت بعض کتب میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہوا ہے آپ بھی پڑھیں اور محظوظ ہوں۔

ایک محدث اور طفیلی کا عجیب واقعہ

مشہور محدث ''ابوعمرو'' بیان فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک طفیلی رہتا تھا۔ میں جہاں بھی دعوت ولیمہ میں جاتا یہ شخص نہایت بہترین پوشاک پہن کر میرے ساتھ چل پڑتا۔ میرا خاص آدمی سمجھ کر لوگ اس کا بے حد احترام واکرام کرتے تھے۔

اتفاق سے ایک دن بصرہ کے گورنر ''جعفر بن قاسم ہاشمی'' کے یہاں ختنہ کی تقریب میں میری دعوت تھی۔ جیسے ہی گورنر کا قاصد مجھے بلانے کے لئے آیا یہ طفیلی صاحب نہایت نفیس لباس پہن کر میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اس دن مجھے بڑا غصہ آیا اور میں نے عزم کر لیا کہ آج اس کو ذلیل کر دوں تا کہ کسی طرح اس سے میرا پیچھا چھوٹ جائے۔ چنانچہ جب دستر خوان لگ گیا اور تمام علماء و مشائخ اور اکابر بصرہ تناول فرمانے لگے تو میں نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث پڑھ دی کہ حدثنی درسة بن زياد عن ابان بن طارق عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من دخل دار قوم بغير اذنهم فاكل طعامهم دخل سارقا و خرج مغيرا.

یعنی جو شخص بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہوا اور ان کا کھانا کھا لیا تو وہ چور بن کر داخل ہوا اور ڈاکو بن کر نکلا۔ یہ حدیث سن کر طفیلی ایک دم غصہ سے برہم ہو گیا اور مجھ پر بگڑ کر کہنے لگا اے ابوعمرو! خدا کی قسم تم نے یہ حدیث صرف مجھے رسوا

Marfat.com

کرنے کے لئے پڑھی ہے جس کا ایک راوی "درسہ بن زیاد" ضعیف ہے اور ایک راوی "ابان بن طارق" متروک ہے اور پھر یہ حدیث اجماع مسلمین کے بھی خلاف ہے کیونکہ کسی امام کا بھی یہ مذہب نہیں کہ بغیر دعوت اور بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہو کر اس کے مہمانوں کے ساتھ کھانا کھالینے والے کو چور قرار دے کر اس کا ہاتھ کاٹا جائے یا اس کو ڈاکو کی سزا دی جائے۔

یہ بھی تو حدیث ہے

اے ابوعمرو! آخر تم کو اس وقت یہ حدیث کیوں نہیں یاد آئی؟

حدثنا ابوعاصم عن ابن جريج عن الزبير عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طعام الواحد يكفي الاثنين وطعام الاثنين يكفي الاربعة و طعام الاربعة يكفي الثمانية۔

یعنی ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کو اور چار آدمیوں کا آٹھ آدمیوں کو کافی ہوتا ہے۔

اس حدیث کا متن اور سند بالکل صحیح ہے۔ ابوعمرو فرماتے ہیں کہ اس طفیلی نے اپنی حاضر جوابی اور چرب زبانی سے مجھے حیران اور لاجواب کر دیا۔ جب ہم گورنر کے محل سے روانہ ہوئے تو وہ میرے پیچھے پیچھے چلنے کی بجائے مجھ سے دور دور سڑک کی دوسری جانب چلنے لگا اور مجھے سنا سنا کر بار بار وہ یہ شعر پڑھتا رہا۔

ومن ظن ممن يلاقي الحرب بان لا يصاب فقد ظن عجزا

یعنی جو شخص یہ خیال کر کے جنگ میں کود پڑے کہ مجھے چوٹ نہیں لگے گی تو اس کا یہ گمان بہت بڑی کم عقلی کی بات ہے۔ (ثمرات الاوراق ج ۱ ص ۱۵۵)

اس حکایت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگلے مسلمانوں میں علم حدیث کا اس قدر چرچا اور ذوق تھا کہ معمولی کلاس کے مسلمان بھی سینکڑوں احادیث زبانی یاد رکھتے تھے اور معانی حدیث پر انہیں اس قدر عبور حاصل ہوتا تھا کہ وہ برمحل احادیث کو پڑھ کر اس سے اپنے مدعا پر استدلال بھی کرتے تھے اور راویوں کے جرح و تعدیل کا بھی انہیں ملکہ حاصل رہتا تھا۔ مگر افسوس! کہ آج وہ دن آگئے کہ عوام تو عوام بعض علماء کرام بھی علم حدیث کے اس نورانی ذوق سے محروم نظر آتے ہیں۔

★ ریاکاری اور دکھاوے کی دعوتوں میں جانے سے روکا گیا۔ (نمبر ۳۷۵۴)

★ منقش پردے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر میں (دعوت دینے کے باوجود) داخل نہ ہوئے۔ (نمبر ۳۷۵۵)

★ بھوک شدید ہو، کھانا کھائے بغیر نماز میں توجہ نہ جمتی ہو تو پہلے کھانا کھاؤ بعد میں نماز پڑھو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسی حالت میں اقامت وقرأت کی آواز سنتے رہتے اور کھانا کھاتے رہتے۔ (نمبر ۳۷۵۷) اگر ایسی صورت نہیں تو حکم ہے لَا تُؤَخَّرُ الصَّلٰوةُ لِطَعَامٍ وَّلَا لِغَيْرِهٖ۔ کھانے یا کسی اور کام کے لئے نماز کو موخر نہ کیا جائے۔ (نمبر ۳۷۵۸)

Marfat.com

کیا اسلاف کا کھانا تمہارے باپ کے کھانے کی طرح تھا؟

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کے دوران میں اپنے والد گرامی کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں موجود تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے بیٹے عباد نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ وہ (لوگ یا ابن عمر) نماز سے پہلے رات کا کھانا شروع کر دیتے تھے تو اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

وَيْحَكَ مَا كَانَ عَشَاءُ هُمْ   اَتَرَاهُ كَانَ مِثْلَ عَشَاءِ اَبِيكَ

تجھ پر افسوس ہے ان (اسلاف) کا رات کا کھانا کیا ہوتا کیا تو سمجھتا ہے کہ ان کا کھانا تمہارے باپ کی طرح ہوتا ہوگا (نمبر ۳۷۵۹) اس سے کوئی طعن مقصود نہ تھا بلکہ دور اول کی مفلسی اور غریبی کو بیان کرنا مقصود تھا کہ اس دور میں تو ایک دو کھجوریں یا دو گھونٹ دودھ یا اسی طرح کی کوئی چیز رات کا کھانا ہوتا تھا۔

ہمیں کرنی ہے شاہنشاہ بطحا کی رضا جوئی   وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

سرورِ عالم نبی الانبیاء میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی دیکھئے کہ کبھی دو آدمی بھی آپ کے پیچھے نہیں چلتے دیکھے گئے۔ (نمبر ۳۷۷۱)

یعنی انه من غاية التواضع لا يتقدم اصحابه في المشي و حاصل الحديث انه لم يكن على طريق الملوك والجبابرة في الاكل والمشي۔ حاشیہ نمبر ۵ سنن ابی داؤد ص ۱۷۳ ج ۲) مگر اس دور کے دوسرے دنیا دار طبقے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طریقہ حسنہ کو بھلا چکے ہیں تو دیندار یعنی دینی راہنما، علماء و مشائخ وغیرہ ہر وقت نہیں تو کبھی کبھی تو اس سنت کو بھی زندہ کرنے کی کوشش کر لیا کریں اور من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد (مشکوٰۃ ص ۳۰) شہیدوں کا ثواب حاصل کر لیا کریں بشرطیکہ ہدیوں اور نذرانوں کے علاوہ ثواب کی بھی ان کی نگاہوں میں کوئی قدر و قیمت ہو۔

سرور عالم، نبی الانبیاء میرے رسول   اولین و آخریں کے پیشوا میرے رسول
صدر بزم انبیاء مولائے کل فخر رسل   محرم اسرار حق، شان خدا میرے رسول
مہبط لولاک، سیار فلک، عرش آستاں   صاحب معراج و مصداق دنا میرے رسول
منصب شان رسالت میں لقب ختم رسل   منزل محبوبیت ہیں مصطفیٰ میرے رسول
اعظمی مومن ہوں، رب العلمین میرے خدا   رحمۃ للعالمین صلی علی میرے رسول

جو کچھ انہیں پسند ہے وہ ہے مجھے پسند

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان دونوں سے دو مختلف مواقع کی احادیث مروی ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سالن کے برتن سے کدو شریف کو تلاش کر کر کے تناول فرما رہے تھے۔ بس اسی دن سے ہم سالن میں کدو شریف کو پسند کرنے لگے۔ (نمبر ۸۳-۳۷۸۲)

Marfat.com

یہی محبت کا تقاضا ہے کہ عاشق صادق اپنی پسند کو اپنے محبوب کی پسند پہ قربان کر دیتا ہے اور پھر یہ اپنی ساری عمر کا معمول بنالیتا ہے۔

ان عاشقوں کا میں ہوں ادنیٰ نیاز مند　　جن کو میرے محبوب کی ہے ہر ادا پسند

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (نمبر ۳۷۹۵، ۳۸۰۶)

★ خرگوش حلال ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول نہ فرمایا اور اس کی وجہ بیان فرمادی کہ اَنَّهَا تَحِيضُ۔(نمبر ۳۷۹۲) اسے حیض آتا ہے۔

★ جو مچھلی تیر کر پانی پہ آجائے (مردہ) اس کا کھانا ممنوع ہے۔ (نمبر ۳۸۱۵)

★ بعض جائز چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول نہ فرمائیں اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی فَاِنِّیْ اُنَاجِیْ مَنْ لَا تُنَاجِیْ میں اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم نہیں کر سکتے۔ (نمبر ۳۸۲۳)

خانہ کعبہ کی فضیلت

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور (راوی کا بیان ہے) میرے خیال میں مرفوعاً فرمایا (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے)

مَنْ تَفَلَ تُجَاهَ الْكَعْبَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ تَفْلُهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ......

جس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا تو قیامت کے دن دونوں آنکھوں کے درمیان اس تھوک کو لے کر آئے گا۔ (نمبر ۳۸۲۴)

سارے جہانوں کے پروردگار کی عبادت جس کی طرف منہ کر کے کی جاتی ہے اس کی ہی تعظیم نہ کی تو یہ کیسی عبادت ہے؟ خدا تعالیٰ ہمیں عبادت کے ساتھ اپنے محبوب کی غلامی میں ہر عزت والی شے کی عزت کرنے کی بھی توفیق دے۔ اسی حدیث کا اگلا جملہ ہے کہ جو (کچا) لہسن کھائے وہ ہماری اس مسجد کے قریب بھی نہ آئے جب تک کہ اس کے منہ سے بدبو ختم نہ ہو۔ اس لئے کثرت کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیا گیا) اللہ پاک ہمیں اس طرح کے (بظاہر معمولی کاموں سے) بچ کر آخرت کی ذلت و رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ النبی الکریم الامین۔

اے مرے معبود حق اے کردگار　　سارے عالم کا تو ہے پروردگار
فضل سے تیرے ہی اے رب کریم　　گلشن ہستی کی ہے ساری بہار
کردیا مجھ کو غلام مصطفیٰ　　ہوگیا میں دوجہاں کا تاجدار
بخش دے یا رب خطائیں سب مری　　تو ہے غفار، اور میں عصیاں شعار
تیری رحمت پر بھروسہ ہے مجھے　　فضل کا تیرے ہوں میں امیدوار

Marfat.com

خاک پائے مصطفیٰ ہے اعظمی حشر میں یا رب نہ ہو یہ شرمسار

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی کا ٹکڑا کھجور کے ساتھ کھایا اور فرمایا:
ھٰذِہٖ اِدَامُ ھٰذِہٖ۔ یہ اس کا سالن ہے۔ (۳۸۳۰)

★ صحابہ کرام روزانہ ایک کھجور اور بیری کے تر پتے کھا کر جہاد کرتے رہے۔ (نمبر ۳۸۴۰)

★ انگلیاں چاٹنے یا چٹانے کے بعد ہاتھوں کو کپڑے سے پونچھا جائے۔ (نمبر ۳۸۴۷)

علاج معالجہ، کہانت، بدشگونی اور عتق کا بیان

★ صحابہ کرام علیہم الرضوان جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے تو اس قدر احترام سے بے حرکت ہو کر بیٹھتے کَاَنَّمَا عَلٰی رُءُوْسِھِمُ الطَّیْرُ. گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (نمبر ۳۸۵۵)

★ پچھنے لگوانے سے عقل جاتی رہی لہٰذا کسی ماہر سے ہی پچھنے لگوائے جائیں۔ (نمبر ۳۸۵۹)

★ نجومیوں کے علم کو جادو قرار دیا گیا۔ (نمبر ۲۹۰۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ بدشگونی کو شرک قرار دیا۔ (نمبر ۳۹۱۰)

★ مکاتب اپنا زر کتابت اگر ادا نہ کرے تو جس عورت کا مکاتب ہے وہ اس سے پردہ کرے کیونکہ ساری رقم ادا کرنے تک وہ غلام ہی رہے گا۔ (نمبر ۳۸-۳۹۲۷) اسی بناء پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت کو اپنے مکاتب سے پردہ کرنا چاہئے جبکہ اس کے پاس اتنا مال ہو کہ بدل کتابت ادا کر سکے کیونکہ اس صورت میں مکاتب مثل آزاد کے ہے۔

★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک گمان کہ حضرت جویریہ کے حسن و جمال کی وجہ سے کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر نظر نہ پڑ جائے۔ کَرِھْتُ مَکَانَھَا وَعَرَفْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیَرٰی مِنْھَا مِثْلَ الَّذِیْ رَاَیْتُ. (نمبر ۳۹۳۱)

محمد کی غلامی ہے ''شرط'' آزاد ہونے کی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو اس شرط پہ آزاد کیا کہ تم زندگی بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہو گے اس نے عرض کیا۔

وَاِنْ لَمْ تَشْتَرِطِیْ عَلَیَّ مَا فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتُ.

اگر آپ یہ شرط نہ بھی لگاتیں تو میں تب بھی ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہتا۔ (نمبر ۳۹۳۲)

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

★ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کہ غلام کا ایک حصہ نہیں بلکہ پورا ہی آزاد ہوگا۔ (نمبر ۳۸-۳۹۳۷) اس کی مثال

Marfat.com

ہے کہ ایک غلام تین اشخاص کا مشترک ہے ایک نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو باقی دونوں کو اختیار ہے اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے تو اس سے اپنے اپنے حصے کی قیمت وصول کریں یا پھر غلام سے اپنے اپنے حصے کی محنت کروالیں یا پھر وہ بھی پہلے کی طرح آزاد کردیں۔ امام شافعی واحمد کا اس میں اختلاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں جتنا آزاد کیا گیا اتنا ہی ہوگا باقیوں کا حصہ آزاد نہ ہوگا اور نہ ہی قیمت کا مطالبہ کرسکتے ہیں تاہم ہر دو حدیث کے آخری الفاظ کہ غلام سے اس کی حیثیت کے مطابق مشقت کروانے پر سب کا اتفاق ہے۔ باقی رہی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث عُتِقَ مِنۂُ مَاعُتِقَ کہ جتنا آزاد کیا گیا اتنا ہوجائے گا یہ جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث (نمبر ۴۳-۳۹۴۱) میں حضرت نافع سے ہے۔

قرأت کا بیان

★ غزوہ بدر میں گم ہونے والی سرخ چادر کے بارے میں بعض لوگوں کا گمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لی ہوگی اس موقع پہ یہ آیت نازل ہوئی۔ وما کان لنبی ان یغل۔ (نمبر ۳۹۷۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الانساب میں مہارت کہ مُلک وملکہ سبا کے بارے میں وجہ تسمیہ ان کے جد اعلیٰ اور اولاد واوطان کے بارے میں بتادیا (یہ عورت وہی ہے جس کا ذکر سورۃ نمل میں ہے (بلقیس) جو بعد میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر ایمان لاکر آپ کی زوجیت میں آئی۔ (نمبر ۳۹۸۸)

★ سب سے زیادہ عظمت والی آیت ''آیۃ الکرسی'' ہے۔ (نمبر ۴۰۰۳)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ران کو عورت (یعنی چھپانے کی چیز قرار دیا) فرمایا: اَمَّا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَۃٌ تو جانتا نہیں کہ ران چھپانے کی چیز ہے۔ (نمبر ۴۰۱۴)

کِتَابُ اللِّبَاسِ (لباس کا بیان)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربی کے علاوہ حبشہ کی زبان بھی جانتے تھے۔ (۴۰۲۴) (سناہ حبشہ کی زبان میں عمدہ چیز کو کہتے ہیں) اور صرف حبشی زبان کیا جب آدم علیہ السلام کو ہر زبان سکھادی گئی تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سی زبان چھپا کر رکھی ہوگی۔ مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین پہنچوں (گٹوں) تک ہوتی تھی۔ (نمبر ۴۰۲۷)

★ متکبرانہ لباس کے بدلے آگ اور ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔ (نمبر ۴۰۲۹)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں صحابہ کرام کا لباس ایسا ہوتا کہ بارش ہوتی تو اس سے بھیڑ بکریوں کی سی بو آتی۔ (نمبر ۴۰۳۳)

Marfat.com

ہدیوں، تحفوں کا تبادلہ

شاہ ذی یزن نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کپڑوں کا ایک جوڑا تحفۃً بھیجا جو اس نے پینتیس اونٹ اونٹنیوں کے بدلے میں خریدا تھا اور آپ نے قبول فرمالیا۔ (نمبر ۴۰۳۴) اور جواب میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہایت قیمتی جوڑا بھیجا تاکہ اس کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ یہ صرف لینے والے ہی ہیں۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ تو اللہ کے خزانوں میں ہیں۔

آسماں خوان زمین خوان زمانہ مہمان　　صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

مسند ارشاد پہ فائز ہونے والوں کے لئے اس میں بڑا قیمتی درس ہے کہ اپنے آپ کو صرف لینے کی عادت ہی نہ ڈالو جو عقیدت کی بنا پر آپ کے پاس حاضر ہو کر جیبیں خالی کرتے ہیں ان کی جیب میں کچھ ڈالا بھی کرو تاکہ شمع رسالت کے پراونوں پر دنیا کی محبت یا منت کش ہونے کا دھبہ نہ آئے۔ بلکہ تحائف و نذرانوں کی روح بھی یہی ہے کہ ہر کوئی دینے والا نہیں ہوتا لہٰذا دینے والوں سے لیتے جاؤ اور حقداروں کو دیتے جاؤ۔ توخذ من اغنیاء ھم و ترد الی فقراء ھم۔ امیروں سے لو غریبوں کو دو مگر ہماری حالت تو یہ ہے کہ:

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی　　گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں، سیاہ چادر بھی اوڑھی۔ (۴۰۶۵-۷۴-۴۲۰۶)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق محبت

★ جو کپڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو جلا دیا (حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلانے کا حکم نہ دیا تھا بلکہ بعد میں) فرمایا: اَفَلَا کَسَوْتَهَا بَعْضَ اَهْلِكَ فَاِنَّهٗ لَا بَاْسَ بِهٖ لِلنِّسَآءِ گھر میں کسی عورت کو پہنا دیا جاتا عورتوں کے لئے تو (ایسا کپڑا پہننے میں) کوئی حرج نہیں۔ (نمبر ۴۰۶۶-۶۸) یہ سرخ کپڑے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لئے سرخ کپڑے (نہ سرخ ہو نہ گلابی ہو اس کو مضرجہ کہتے ہیں) پسند نہ تھے۔ (۴۰۶۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ چادر استعمال فرمائی۔ (نمبر ۴۰۷۲) (وضاحت کے لئے دیکھئے حاشیہ نمبر ۵ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۰۷)

★ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمامہ شریف باندھا، ایک شملہ سینہ پر لٹکایا اور دوسرا پشت پر۔ (نمبر ۴۰۷۹)

★ (کسی مجبوری کی وجہ سے) گریبان کھلا رکھنا (نمبر ۴۰۸۳)

★ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو (بوجہ مجبوری) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی اجازت۔ (نمبر ۴۰۸۵)

★ اپنے آپ کو خوبصورت بنانا تکبر نہیں بلکہ تکبر تو یہ ہے مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَطَ النَّاسَ حق کو مٹانا اور لوگوں کو ذلیل کرنا۔ (نمبر ۴۰۹۲)

Marfat.com

★ چادر کو آگے سے لٹکانا اور پیچھے سے اٹھائے رکھنا (جیسا کہ سادہ دیہاتی لوگ کرتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے۔ (نمبر ۴۰۹۶)

★ خاتون جنت کے پاس ایک ہی چادر تھی سر ڈھانپتیں تو پاؤں ننگے ہو جاتے پاؤں چھپاتیں تو سر ننگا ہو جاتا۔ (نمبر ۴۱۰۶)

★ حضرت مقدام بن معدی کرب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لاجواب کر دیا۔ (نمبر ۴۱۳۱)

کنگھی کرنے اور انگوٹھی پہننے کا بیان

★ مصر کے حاکم حضرت فضالہ بن عبید کے بال بکھرے ہوئے تھے اور ننگے پاؤں پھر رہے تھے پوچھا گیا تو فرمایا: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُنَا اَنْ نَّحْتَفِیَ اَحْیَانًا۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کبھی ننگے پاؤں بھی رہا کرو۔ (نمبر ۴۱۶۰) کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فرمان ہے: اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانَ۔ سادہ وضع میں رہنا ایمان کا حصہ ہے۔ (نمبر ۴۱۶۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سُکّہ نامی خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (۴۱۶۲) (فی القاموس بالضم طیب یتخذ من الرامك مدقوقا معجونا بالماء ویعرك ویسح بالدهن الخیری لئلا یلصق بالاناء۔ (حاشیہ نمبر ۸ ابی داؤد ج ۲ ص ۲۱۷)

★ حضرت ابن مسعود کا استدلال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی پہ لعنت کرنا اللہ ہی کا لعنت کرنا ہے اور استدلال اس آیت سے تھا۔ وما اتکم الرسول فخذوہ وما نهٰکم عنه فانتھوا۔ (نمبر ۴۱۶۹)

★ جنبی جب تک وضو نہ کرلے اس کے پاس (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔ (نمبر ۴۱۸۵)

★ جن بالوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ لگایا ساری زندگی ان کو (بطور تبرک) نہ کاٹا گیا۔ (نمبر ۴۱۹۶)

★ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک ہی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی تو لوگوں نے بھی بنوالیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دی تو لوگوں نے بھی پھینک دیں۔ (نمبر ۴۲۲۱) انگوٹھی پہننا کوئی بھی ناجائز نہیں کہتا لیکن اس طرح کی احادیث پڑھ سن کر عام قاری شش و پنج میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کیا کریں کیا نہ کریں اس لئے انہی احادیث کو معمول بہ بنایا جائے جن کو فقہاء نے قبول کیا ہے۔ اس طرح کی چند مثالیں اس کتاب کے آخر میں دی جائیں گی ان شاء اللہ۔ جس سے فقہ اور فقہاء کی ضرورت کا احساس ہر شخص کے دل میں پیدا ہوگا۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پہ چاندی کا ملمع تھا۔ (نمبر ۴۲۲۴) جبکہ اس سے پہلی حدیث میں ہے انگوٹھی چاندی کی ہو اور پورے مثقال کی نہ ہو۔ (ساڑھے چار ماشہ سے کم) پیتل کی انگوٹھی سے بتوں کی بد بو اور لوہے کی انگوٹھی دوزخیوں کا زیور۔ (نمبر ۴۲۲۳)

★ اِنَّ مَعَ کُلِّ جَرَسٍ شَیْطَانٌ۔ حضرت عمر نے ایک عورت کے پاؤں میں گھنگرو دیکھے اور کاٹ کر فرمایا کہ میں نے

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (نمبر ۴۲۳۰) لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ (نمبر ۴۲۳۱)

★ امام ابوداؤد نے سونے سے دانت بندھوانے کا باب باندھاما جاء في ربط سنان بالذهب. حالانکہ پورے باب میں اس پہ کوئی حدیث نہیں ہے۔ خدا جانے امام ابوداؤد کا یہ قیاس واجتہاد غیر مقلدین کس طرح برداشت کرتے ہوں گے۔ (کتاب الخاتم ج ۲ص ۳۳۵)

★ بچوں کو بھی سونا نہ پہنایا جائے۔ (نمبر ۴۲۳۶)

كِتَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)

★ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں قیامت تک رونما ہونے والے تمام حالات وواقعات، فتنوں اوران کے سرغنوں کا، ان کے باپ داداؤں کا، ان کے قبیلوں کا بلکہ ان کی تعداد بھی بتادی۔ (نمبر ۴۳-۴۱-۴۲۴۰)

★ فرمایا میری امت کے کچھ قبائل بتوں کی پوجا کریں گے (جہاں شرک نہ کرنے کا ذکر ہے وہاں مجموعی طور پر یہ مراد ہے کہ ساری امت مشرک نہ ہوگی۔ لَاتَجْتَمِعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ وَاَنْ لَّا يَظْهَرَ اَهْلُ الْبَاطِلِ عَلٰى اَهْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَّا تَجْتَمِعُوْا عَلٰى ضَلَالَةٍ (نمبر ۴۲۵۲) سے بھی یہی مراد ہے۔ يتقارب الزمان. زمان قریب ہو جائے گا۔ (نمبر ۴۲۵۵)

★ فتنہ کے دور میں زبان چلانا تلوار چلانے سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے (کیونکہ ایسے وقت میں چند الفاظ حالات کو خراب سے خراب تر کر کے فتنہ کی آگ کو مزید بھڑکا دیتے ہیں) (نمبر ۴۲۶۴)

★ حضرت امام مہدی چوڑی پیشانی اور اونچی ناک والے ہوں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی اور وہ سات سال حکومت فرمائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نام ہوں گے اور ان کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے ہم نام ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل اور حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے۔ یعنی امام حسن کی اولاد سے۔ ان کا اخلاق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھے گا۔ (کتاب المہدی کا خلاصہ)

كِتَابُ الْمَلَاحِمِ (جنگوں کا بیان)

★ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے بعد ایک ایسا شخص (مجدد) پیدا فرمائے گا جو دین کی درستگی فرمائے گا۔ (۴۲۹۱)

★ اہل اسلام پہ اقوام عالم ایسے ٹوٹ پڑیں گی جیسے بھوکے لوگ کھانے سے بھرے ہوئے پیالے پہ حالانکہ مسلمان اس وقت کثیر ہوں گے مگر بزدلی کی وجہ سے سمندر کی جھاگ اور خس وخاشاک کی طرح ہوں گے۔ (نمبر ۴۲۹۷)

ہاں دکھا دے یا الٰہی پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

Marfat.com

★ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کون ہے جو مسجد عشار میں "میرے لئے" دو یا چار رکعات پڑھے اور اس کا ثواب مجھے پہنچائے۔ (نمبر ۴۳۰۸) کسی نے نہ کہا نماز تو اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہے اور آپ فرماتے ہیں: اَنْ یُّصَلِّیَ لِیْ۔ میرے لئے نماز پڑھے معلوم ہوا یہ عقیدہ بعد کی ایجاد ہے۔

★ بروں کو برائیوں سے نہ روکنے سے بے گناہ بھی عذاب کی زد میں آجاتے ہیں۔ (نمبر ۴۳۳۹) واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة (القرآن)

★ ظالم بادشاہ کے سامنے انصاف کی بات کرنا افضل جہاد ہے۔ (نمبر ۴۳۴۴)

یا الٰہی رحم کن برما ہمہ عفو کن جملہ گناہ باہمہ

کِتَابُ الْحُدُوْدِ (سزاؤں کا بیان)

★ حضرت علی نے اپنی خطا تسلیم فرمائی اور ابن عباس کو شاباش دے کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ (نمبر ۴۳۵۱)

★ اسلام سے پھر جانے والے کو بیس روز کی مہلت دی گئی یعنی اس کو تبلیغ کی جاتی رہی۔ (نمبر ۴۳۵۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا پھر حضرت عثمان کی سفارش پہ پناہ عطا فرمادی۔ (نمبر ۴۵۵۸) اسی طرح حضرت عباس کے ساتھ چمٹ جانے والے نشئی کو معاف کر دیا۔ (نمبر ۴۴۷۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنیوالی کو بذات خود (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر) قتل کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون رائیگاں فرمادیا۔ (نمبر ۶۲-۴۳۶۱)

★ حدود کے علاوہ باعزت لوگوں سے درگزر کیا کرو۔ اَقِیْلُوْا ذَوِی الْھَیْئَاتِ عَثَرَاتِھِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ (نمبر ۴۳۷۵) عدالت میں معاملہ پہنچ جائے تو معافی نہیں۔ (نمبر ۴۳۷۶)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کی برکت سے سزا ٹل گئی۔ (نمبر ۴۴۶۸-۴۳۸۱)

★ مار پیٹ کر اقرار جرم کروالینا سراسر ظلم وزیادتی ہے۔ (نمبر ۴۳۸۲)

★ بلوغ کی ایک علامت موئے زیر ناف بھی ہیں۔ (نمبر ۵-۴۴۰۴) اگرچہ معتبر اور مفتی بہ قول مرد کو احتلام، عورت کو حیض یا پھر پندرہ سال کی عمر ہو جائے۔

★ چور کا ہاتھ کاٹ کر (برائے عبرت) اس کی گردن کے ساتھ لٹکانا۔ (نمبر ۴۴۱۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کی (سنگسار کرنے کے بعد) تعریف تو فرمائی مگر (خود) ان کی نماز جنازہ میں شامل نہ ہوئے۔ (نمبر ۴۴۳۰) شاید اس سے فقہاء نے یہ مسئلہ اخذ فرمایا ہے کہ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ تو پڑھی جائے گی لیکن دینی اعتبار سے زیادہ معزز لوگ حاکم اسلام قاضی اسلام وغیرہ نہ پڑھائیں تاکہ لوگوں کو عبرت ہو کہ یہ اتنا قبیح

Marfat.com

فعل ہے کہ کئی عظیم الشان لوگوں کی دعاؤں سے محروم کر دیتا ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کا منہ بھی سونگھا (کہ کہیں نشے میں تو اقرار جرم نہیں کر رہا) (نمبر ۴۴۳۳) اس سے پتہ چلتا ہے کہ جرم کو ثابت کرنے کے لئے کس قدر چھان بین کرنی پڑتی ہے چہ جائیکہ پولیس والے چھتر ول کر کے زبردستی اقرار کروالیں۔

★ ضرورت کی بنا پر حیلہ کرنے کی اجازت خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی۔ (نمبر ۴۴۷۲) اَنْ يَّاْخُذُوْا لَهٗ مِائَةَ شِمْرَاخٍ فَيَضْرِبُوْهُ بِهَا ضَرْبَةً وَّاحِدَةً

كِتَابُ الدِّيَاتِ (دیتوں کا بیان)

★ یہودیوں کے بنی نضیر اور بنی قریظہ قبیلے بھی اپنے فیصلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کروایا کرتے تھے۔ (نمبر ۴۴۹۴) ہائے افسوس کہ آج ہم مسلمان ہو کر اپنے فیصلے خدا کے قرآن کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ سے کروا رہے ہیں۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون۔

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار فرمانے پر مقتول کے ولی نے قاتل کو معاف کر دیا۔ (نمبر ۴۵۰۱-۴۴۹۹)

وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

★ بھنی ہوئی بکری کی دستی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا کہ میرے اندر زہر ہے۔ اَخْبَرَتْنِیْ هٰذِهٖ فِیْ يَدِیْ الذِّرَاعُ۔ (نمبر ۴۵۱۰)

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

★ قتل کسی نے کیا دیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے ادا کر دی۔ (نمبر ۴۵۲۴)

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

قتل کی تین اقسام ہیں

(۱) قتل عمد کہ جو آلہ جارحہ سے کیا جائے۔ (۲) قتل خطا شبہ عمد کہ جو آلہ جارحہ سے قتل نہیں کیا لیکن معلوم قتل عمد کی طرح ہوتا ہے۔ (۳) قتل خطا یعنی مذکورہ دونوں اقسام کے علاوہ باقی سب قتل خطا میں شامل ہیں۔ مذکورہ تینوں اقسام کی تعریفوں اور تعین میں آئمہ کے درمیان اختلاف ہے۔ مذکورہ تینوں اقسام کی دیت یوں ادا کی جاتی ہے۔

قتل خطا

کی دیت میں بالاتفاق پانچ قسم کے اونٹ ادا کئے جاتے ہیں یعنی بیس ایک سالہ اونٹنیاں بیس دو سالہ اونٹنیاں بیس تین

Marfat.com

سالہ اونٹنیاں اور بیس چار سالہ اونٹنیاں ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔

قتل خطا بشبہ عمد

میں امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک دیت کے سو اونٹوں میں چار قسم کے جانور ادا کرنا واجب ہے یعنی پچیس ایک سالہ اونٹنیاں، پچیس دو سالہ اونٹنیاں پچیس تین سالہ اونٹنیاں اور پچیس چار سالہ اونٹنیاں۔ جبکہ امام محمد اور امام شافعی کے نزدیک تین قسم کے جانور دینے واجب ہوتے ہیں۔ یعنی تیس چار سالہ اونٹنیاں، تیس تین سالہ اونٹنیاں اور چالیس ایسی اونٹنیاں جو سب حاملہ ہوں۔

قتل عمد

کی دیت بھی وہی ہے جو قتل خطا بشبہ عمد کی ہے جبکہ مقتول کے وارث رضا مند ہوں ورنہ قصاص ہے۔ یہ دیت اس صورت میں ہے جبکہ اونٹوں کی شکل میں ادا کی جائے نقدی کی شکل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم جبکہ امام شافعی کے نزدیک بارہ ہزار درہم۔ گائے بھینسوں کی صورت میں ادا کریں تو دو سو گائیں، بکریوں کی صورت میں ادا کی جائے تو ایک ہزار بکریوں اور کپڑوں کی صورت میں ادا کی جائے تو دو سو جوڑے کپڑے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

كِتَابُ السُّنَّةِ (اتباع سنت کا بیان)

★ تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ (نمبر ۴۵۹۶) غنیۃ الطالبین میں ہے واما الفرقة الناجية فهى اهل السنة والجماعة نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے (ج ۱ ص ۳۰۹ مطبوعہ کراچی) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا اور اہل سنت کے ناجیہ ہونے کی دلیل بھی بیان فرمائی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۴۱-۱۴۰) اما مذہب و اعتقاد ایشاں قدیم است و طریقہ ایشاں اتباع احادیث نبوی و اقتداء بآثار اسلاف و حمل نصوص بر ظاہر است و محدثین اصحاب ستہ و غیرہا از کتب مشہورہ معتمدہ کہ معنی و مدار احکام اسلام بر آنہا افتادہ و آئمہ فقہائے ارباب مذاہب اربعہ و غیرہم از انہا کہ در طبقہ ایشاں بردہ اند۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مکتوبات دفتر اول مکتوب ۴۹ میں اہل سنت کو ہی فرقہ ناجیہ قرار دیا ہے۔

★ اہل ہوا و بدعت کے سلام کا جواب نہ دینے کی رخصت (نمبر ۴۶۰۱)

★ شیطان عالم (یعنی حکمت والے) شخص کے ذریعے بھی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ پہلے وہ قرآن پڑھتا ہے جب کوئی اس کی بات نہیں مانتا حتی ابتدع لهم غیرہ پھر ساتھ کوئی نیا شوشہ چھوڑتا ہے۔ (نمبر ۴۶۱۱) یقین نہ آئے تو دیکھ لو ہندوستان کے چند علماء نے بھی انگریزی حکومت کے اشاروں پہ عظمت رسالت کے بارے میں چند ایسی زہریلی باتیں کیں

Marfat.com

کہ پوری امت میں انتشار پیدا ہو گیا اور اس سلسلہ میں حقانیت یہی ہے کہ:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب　　　اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

★ امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ میرا آسمان سے گر پڑنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ یوں کہوں اَلْاَمْرُ بِيَدِي۔ یہ معاملہ میرے اختیار میں ہے۔ (نمبر ۴۶۱۷) یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا کہ قرہ بن خالد فرمایا کرتے تھے یَا فِتْيَانُ لَا تَغْلِبُوْا عَلَى الْحَسَنِ فَاِنَّهٗ كَانَ رَأْيُهُ السُّنَّةَ وَالصَّوَابَ۔ (نمبر ۴۶۲۳) اے لڑکو! حسن بصری کے متعلق مبالغہ نہ کرنا کیونکہ ان کی رائے سنت وصواب ہے۔

★ حضرت سفیان فرمایا کرتے تھے پانچویں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ (نمبر ۴۶۳۱)

★ حجاج کو قابل گردن زدنی سمجھنے کے باوجود بھی لوگ اس کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے (ایک تو فاسق عمل ہونے کی وجہ سے اور دوسرا تاکہ امت میں انتشار پیدا نہ ہو۔ نمبر ۴۶۴۲) حالانکہ صحابہ کی شان یہ ہے کہ اگر ان کے چہرے پر گرد بھی پڑ جائے تو ان کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ دوسروں کو ساری زندگی کی نیکیوں پر بھی نہ ملے گا خواہ ان کی عمر نوح علیہ السلام کے برابر ہو۔ (نمبر ۴۶۵۰)

خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے　　　کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

★ بیعت رضوان والوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔ (نمبر ۴۶۵۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے پہلے کون جنت میں جائے گا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ میرے پاس جبریل امین حاضر ہوئے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وَدِدْتُّ اَنِّيْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَيْهِ۔ کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ وہ دروازہ دیکھتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَمَا اَنَّكَ يَا اَبَابَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ۔

اے ابو بکر! میری امت میں تو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ (نمبر ۴۶۵۲)

عورت کا ایک فتنہ عظیمہ

★ عورتیں خود ناقصات العقل والدین ہوتی ہیں لیکن بڑے بڑوں (کی عقل خراب کر کے ان) کو بے سمجھ بنا دیتی ہیں۔ (نمبر ۴۶۷۹)

آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حقیقت بن کر سامنے آرہا ہے ہمارے مشاہدے میں ہے کہ نسلی صحیح العقیدہ مردوں کی عورتیں بدعقیدہ مبلغات کے دروس میں شامل ہو کر اپنے خاوندوں کے عقیدوں کو خراب کر رہی ہیں۔ یہ ان عورتوں کا کمال

Marfat.com

تو ہو نہیں سکتا کیونکہ وہ تو ناقصات العقل ہیں بلکہ ان مردوں کی نا سمجھی ہو سکتی ہے یا پھر میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی دلیل ہو سکتی ہے۔ اس موقع پر میرا دل چاہ رہا ہے کہ الروض الفائق فی المواعظ والدقائق (جو کہ علامہ شعیب خریفیش التوفی ۸۱۰ جن کی حکایات کے حوالوں سے تبلیغی جماعت کا تبلیغی نصاب بھرا پڑا ہے) سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عربی درود وسلام بمعہ اردہ ترجمہ پیش کروں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ انہوں نے صرف حکایات ہی نہیں لکھیں بلکہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان بھی بڑے اچھوتے انداز میں بیان فرمائی ہے۔ یہ کتاب حال ہی میں دعوت اسلامی کے شعبہ المدینہ العلمیہ نے شائع کی ہے اور اس کے صفحہ نمبر ۳۸-۳۹ پر یہ اشعار بمعہ ترجمہ موجود ہیں۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جھوم کر اور تصور ہی تصور میں مدینہ پاک کی گلیوں میں گھوم کر سبز گنبد کی سنہری جالیوں کا منظر دل کی نگاہوں کے سامنے رکھ کر پڑھیے اور اصل عنوان ذہن میں رکھ کر پڑھیے کہ ان ناقصات العقل والدین کی بات مانی جائے یا چھ صدیاں پہلے کے بزرگوں کے عقائد کو اپنایا جائے اور ان تمام بزرگوں کی تعلیمات حقہ کے حقیقی ترجمان امام احمد رضا خان کی پاک زبان میں کہا جائے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ۔۔۔ اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹانا کیا جانے

اَللّٰهُ زَادَ مُحَمَّدًا تَكْرِيْمًا ۔۔۔ حَبَاهُ فَضْلًا مِّنْ لَّدُنْهُ عَظِيْمًا
وَاخْتَارَهُ فِي الْمُرْسَلِيْنَ كَرِيْمًا ۔۔۔ ذَا رَاْفَةٍ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

يَا اُمَّةَ الْهَادِيْ خُصِّصْتُمْ بِالْوَفَا ۔۔۔ بَيْنَ الْوَرٰى وَالصِّدْقِ اَيْضًا وَالصَّفَا
صَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ الْهَادِيِّ الْمُصْطَفٰى ۔۔۔ فَاللّٰهُ قَدْ صَلّٰى عَلَيْهِ قَدِيْمًا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

فَمَتٰى اَرَى الْحَادِيْ يُبَشِّرُ بِاللِّقَا ۔۔۔ وَيَضُمُّنَا بَابَ الْمُحَصَّبِ وَالنَّقَا
وَاَرٰى ضَرِيْحَ الْمُصْطَفٰى قَدْ اَشْرَقَا ۔۔۔ مَوْلٰى رَحِيْمًا لَا يَزَالُ حَلِيْمًا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اٰلِهِ الْكُرَمَاءِ ۔۔۔ وَكَذَاكَ عَنْ اَصْحَابِهِ الْخُلَفَاءِ
فَهُمُوْ هُمُوْ دِيْنِيْ وَ عِقْدُ وِلَائِيْ ۔۔۔ قَوْمًا تَرَاهُمْ فِي الْمَعَادِ نُجُوْمًا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ

(ا) اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت بڑھائی اور اپنی طرف سے فضل عظیم فرمایا اور آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام رسولوں میں کرم والا بنایا۔ یہ مومنین کے ساتھ مہربان اور رحیم ہیں، پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۲) اے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! تمہیں تمام مخلوق میں سے وفا اور صدق وصفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے پس تم ہدایت دینے والی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھو، کیونکہ اللہ عزوجل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود بھیجتا ہے لہٰذا تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۳) میں کب حبیب خدا عزوجل کے دیدار کی خوشخبری دینے والے سوار کو پاؤں گا جو ہمیں باب محصب اور ریت کے ٹیلوں کی جانب لے جائے گا اور میں مزار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرلوں گا جس کو رحیم وحلیم مولیٰ نے منور فرمادیا ہے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۴) پھر اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریم آل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین صحابہ کرام علیہم الرضوان سے راضی ہو، وہ میرا دین اور میری محبت کی گرہ ہیں، وہ ایسے لوگ ہیں کہ تم انہیں بروز قیامت ستاروں کی طرح دیکھو گے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

★ حضور علیہ السلام سے مشرکین کے فوت شدہ بچوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔ (نمبر ۴۷۱۱)

★ حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کے کان کی لو اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ سات سو برس کی مسافت ہے۔ (نمبر ۴۷۲۷)

آسمانی ملائک اور خیر الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مسروق نے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

اِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ اَهْلُ السَّمَاءِ لِلسَّمَاءِ صَلْصَلَةً كَجَرِّ السِّلْسِلَةِ عَلَى الصَّفَا فَيُصْعَقُوْنَ فَلَا يَزَالُوْنَ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى اِذَا جَاءَهُمْ جِبْرِيْلُ فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا جِبْرِيْلُ مَاذَا قَالَ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ الْحَقَّ فَيَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ الْحَقَّ۔

جب اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے کلام فرماتا ہے تو اسے ایک آسمان والے دوسرے آسمان والوں سے یوں سنتے ہیں جیسے صاف پتھر پہ زنجیر کی آواز پھر وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں تو وہ ہوش میں آجاتے ہیں اور پوچھتے ہیں اے جبریل! آپ کے رب نے کیا فرمایا ہے؟ جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں حق فرمایا ہے پھر وہ سارے حق حق کہنے لگتے ہیں۔ (نمبر ۴۷۳۸) فرشتے ایک وحی کی آواز سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں قربان اس قلب اطہر پر جس پر پورا تیس پارے قرآن نازل ہوا۔ فانه نزله علی قلبك البقره۔ نزل به الروح الامین علی قلبك لتكون من المنذرین۔ (الشعراء) یہ دل بھی کیا دل ہوگا اس کے بارے میں پوری حقیقت تو خدا ہی جانتا ہے لیکن

Marfat.com

امام اہل سنت نے ایک اشارہ فرمایا ہے اس سے کچھ نہ کچھ سمجھ میں آجائے گا۔

دل سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہوں — غنچۂ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام فرشتوں کا امام

اور جہاں تک فرشتوں کی بات ہے تو اگرچہ ان کی شان بہت بلند و بالا ہے لایعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون لیکن شرح الصدور ص ۲۳ پر ایک واقعہ لکھا ہے جو یہاں ذکر کر دینا بہت ہی مناسب رہے گا اور وہ یہ ہے کہ حفص بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے امام المحدثین ابوزرعہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ پہلے آسمان پہ فرشتوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ اے ابوزرعہ! کون سی عبادت کے صلہ میں آپ کو یہ اعزاز و اکرام ملا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں اور ہر حدیث میں عن النبی کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے اور تم جانتے ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو مسلمان ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ یہ درود شریف کی برکت ہے کہ خداوند عالم نے مجھے فرشتوں کا امام بنا دیا ہے۔

تیری درگاہ کے فقیروں کا — ذکر ہوتا ہے بادشاہوں میں

اس واقعہ سے جہاں امام ابوزرعہ کی کرامت کا حال معلوم ہوتا ہے ساتھ ہی یہ مسئلہ بھی سامنے آیا کہ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا بے شمار اجر و ثواب ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ درود شریف لکھنے کا بھی اتنا ہی ثواب و اجر ہے۔ جو لوگ حضور اقدس کے نام نامی کے ساتھ پورا درود شریف نہیں لکھتے بلکہ صرف "ؐ" یا "صلعم" لکھتے ہیں وہ نہ صرف اس اجر سے محروم رہتے ہیں بلکہ گنہگار بھی ہوتے ہیں۔ خداوند کریم اس عادت بد سے بچائے۔ (آمین)

یا رسول اللہ سلام علیک — یا حبیب اللہ سلام علیک

انت شمس الضحی انت بدر الدجی — انت نور الھدی انت کھف الوری

یا نبی الھدی سلام علیک — یا شفیع الوری سلام علیک

فریاد امتی جو کرے حال زار میں

تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا (لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ان تین مقامات پر مل سکتا ہوں) (۱) میزان کے پاس جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی نیکیاں ہلکی ہیں یا زیادہ (۲) نامۂ اعمال کے وقت جب کہا جائے گا نامۂ اعمال پڑھو جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس طرف سے ملے گا دائیں ہاتھ میں یا بائیں میں یا پیچھے سے (۳) پل صراط کے پاس جب کہ وہ دوزخ کی پشت پہ رکھا جائے گا۔ (نمبر ۴۷۵۵)

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا — کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

★ جب تک حکمران نماز پڑھتے رہیں ان سے قتال نہ کرو (یہ کم از کم شرط ہے یہ بھی ہمارے حکمرانوں میں نہیں پائی جا

Marfat.com

رہی فیاء للعجب)(نمبر ۴۷۶۰)

★ جوامت میں پھوٹ ڈالے تو اسے مار ڈالو خواہ وہ کوئی ہو۔ (نمبر ۴۷۶۳)

★ خارجیوں کی علامات۔ گفتار کے اچھے اور کردار کے برے ہوں گے۔ قرآن پڑھیں گے لیکن حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ (باب الخوارج وقتال الخوارج۔ نمبر ۴۷۵۸ تا ۴۷۷۰) نجات کا دار و مدار حسن عمل کے ساتھ حسن عقیدہ پر بھی ہے۔ قرآن، نماز اور دیگر عبادات کے ساتھ گستاخیاں بھی ہوتی رہیں اور پھر نجات کی امید؟ ایں خیال است و محال است و جنون۔ حضرت بلھے شاہ نے کیا خوب کہا:

نہ میں بہتی رب رب کیتی نہ تسبا کھڑکایا　　شاہ عنایت نے نظر چا کیتی انجے چا بخشایا

کِتَابُ الْاَدَبِ (ادب کا بیان)

کتاب الادب میں نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم تاجدار عرب و عجم احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم و اخلاق کا، عادات و اطوار کا اور صفات و کمالات کا ذکر خیر ہوگا۔ یاد رکھنا دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم (جس کی مشک و عنبر سے بھی بڑھ کر خوشبودار باتوں کا حسین تذکرہ آپ پڑھ رہے ہیں) وہ بارگاہ ہے کہ جب محبوب سبحانی قطب ربانی شہباز لامکانی، قندیل نورانی، شیر یزدانی، غوث صمدانی (۵۱۷ھ) مدینہ شریف مواجہہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں تو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان اشعار کے ساتھ نذرانۂ محبت پیش کر رہے ہیں۔ بمعہ ترجمہ فارسی اشعار پڑھ لیجئے تاکہ دل کے بند دریچے مزید کھل جائیں اور جنت کی پر کیف فضائیں اور معطر و معنبر ہوائیں آپ کے دلوں کی دنیا کو آباد کرتی رہیں۔ چنانچہ پیر پیراں میر میراں دستگیر جہاں یوں عرض گزار ہیں اور کیوں عرض گزار ہیں اس لئے کہ وہ اس مقام کے حامل ہو کر بھی آج کل کے خشک عبادت گزاروں کی طرح گھمنڈ میں آنے والے نہ تھے بلکہ اتنے مرتبے و مقام کے حامل ہو کر بھی کسی کے دامن کے ساتھ وابستہ رہنے کو ضروری سمجھتے تھے۔ یہاں پہلے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن لیں کہ چکی چل رہی تھی اور آٹا پس کر باہر آرہا تھا تو آپ یہ منظر دیکھ کر رونے لگے کہ جب دو پتھروں میں کوئی دانا سلامت نہیں رہ رہا تو خدا کے عذاب کی چکی چلے گی تو کیا کوئی سلامت رہے گا چنانچہ چکی چلانے والے سے اس طرح مکالمہ ہوا۔

چکی چلدی ویکھ کے فرید نے دتا رو　　دو پڑاں وچ آکے ثابت ریا نہ کو

تو چکی چلانے والی نے ایک پڑ (پتھر) اٹھایا اور جو دانے کلی کے ساتھ سلامت بچے ہوئے تھے وہ دکھائے اور عرض کیا۔

سن فقیرا رب دیا ذرا کن دلے دے کھول　　ایہہ تک لے بچ گئے نی جہڑے بیٹھے کلی دے کول

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

اے قصر رسالت از تو معمور　　منشور لطافت از تو مشہور

Marfat.com

اے شہنشاہ کونین آپ کی تشریف آوری سے قصر رسالت معمور ہو گیا اور لطافت کا منشور آپ کی وجہ سے مشہور ہوا۔

روشن زوجود تست کونین　　　اے ظاہر و باطنت ہمہ نور

حضور آپ کے وجود گرامی سے یہ دونوں جہاں روشن ہیں۔ آپ کا ظاہر و باطن سب نور ہی نور ہے۔

ہرکس بہ جہاں گنہ گار ست　　　گشتہ بہ شفاعت تو مغفور

اس جہاں میں ہر شخص گنہگار ہے آپ کی شفاعت سے خطا کاروں کی خطائیں بخشی جائیں گی۔

اے سید انبیاء و مرسل　　　وے سرور اولیائے مستور

اے سید انبیاء آپ رسولوں کے سردار ہیں اور جو اولیاء اللہ مستور ہیں ان کے بھی آپ ہادی اور رہنما ہیں۔

معراج تو تابہ قاب قوسین　　　جبریل برہ بماند از دور

سرکار آپ کو قاب قوسین تک شرف معراج حاصل ہوا۔ آپ اس مقام تک تشریف لے گئے جہاں جبریل بھی راستہ میں رہ گئے۔ (ماخوذ از ماہنامہ رضائے مصطفیٰ اپریل ۲۰۰۹ء)

صَلُّوْا عَلَى الْهَادِیْ الْبَشِیْرِ مُحَمَّدٍ　　　تَحظُوْا مِنَ الرَّحْمٰنِ بِالْغُفْرَانِ

فَاللّٰهُ قَدْ اَثْنٰی عَلَیْهِ مُصَرِّحًا　　　فِیْ مُحْکَمِ الْاٰیَاتِ وَالْقُرْاٰنِ

(الروض الفائق)

قیام تعظیمی اور اخلاق وسخاوت نبوی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف فرما رہتے، ہم سے باتیں فرماتے جب گھر جانے کے لئے کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی زوجہ محترمہ کے گھر میں داخل ہو جاتے ایک دن اسی طرح ہی گفتگو ہوتی رہی جب آپ کھڑے ہوئے تو ایک اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں چادر ڈالی اور اتنا کھینچا کہ چادر کھردری ہونے کی وجہ سے گردن مبارک سرخ ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے تو اعرابی نے آپ سے کہا:

اِحْمِلْ لِیْ عَلٰی بَعِیْرَیَّ هٰذَیْنِ فَاِنَّكَ لَا تَحْمِلُ لِیْ مِنْ مَّالِكَ وَلَا مِنْ مَّالِ اَبِیْكَ. میرے ان دونوں اونٹوں کو سامان سے لاد دیں کیونکہ آپ نے مجھے کوئی اپنے یا اپنے باپ کے مال سے نہیں دینا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں جب تک تجھ سے (تیری بداخلاقی کا) بدلہ نہ لوں گا تجھے مال نہیں دوں گا چنانچہ اعرابی اپنی بات دھراتا رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا فرمان دھراتے رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بلا کر فرمایا:

اِحْمِلْ لَهٗ عَلٰی بَعِیْرَیْهِ هٰذَیْنِ عَلٰی بَعِیْرٍ شَعِیْرًا وَّعَلَی الْاٰخَرِ تَمْرًا.

اس کے دونوں اونٹوں کو لاد دو ایک پر جو اور دوسرے پر کھجوریں پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اِنْصَرِفُوْا عَلٰی

Marfat.com

بَرَكَةِ اللهِ. جاؤ اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ۔ (نمبر ۴۷۷۵)

صَلُّوْا عَلٰی خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ اِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَیْهِ نُوْرٌ یَعْقِدُ
مَنْ کَانَ صَلّٰی قَاعِدًا یَغْفِرُ لَهٗ قَبْلَ الْقِیَامِ وَلِلْمَتَابِ یُجَدِّدُ
وَکَذٰلِكَ اِنْ صَلّٰی عَلَیْهِ قَائِمًا یَغْفِرُ لَهٗ قَبْلَ الْقُعُوْدِ وَ یُرْشَدُ

(الروض الفائق)

★ غصے کو پی جانے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے گا۔ مِنْ اَیِّ الْحُوْرِ الْعِیْنِ شَاءَ جس حور کو چاہے پسند کر لے۔ (نمبر ۴۷۷۷)

★ جو اللہ کے لئے کسی کا نکاح کروائے تَوَجَّهُ اللّٰهُ تَاجَ الْمَلِكِ۔ اللہ تعالیٰ اس کو شاہی تاج پہنائے گا۔ (نمبر ۴۷۷۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ذاتی انتقام نہ لیا، نہ کسی خادم یا عورت کو پیٹا ہمیشہ درگزر کرنے کا حکم دیا۔

(نمبر ۴۷۸۵،۸۶،۸۷)

★ اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَّالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِیْمٌ۔ مومن بھولا بھالا اور سخی ہوتا ہے اور فاسق وفاجر دھوکہ باز اور بخیل ہوتا ہے۔ (نمبر ۴۷۹۰)

گر تم ہی نہ سنو گے تو پھر کون سنے گا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس نے اپنا منہ (بات کرنے کے لئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک کے ساتھ لگایا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک پیچھے ہٹا لیا ہو یہاں تک کہ وہ آدمی خود ہی (بات مکمل کر کے) سر ہٹا لیتا اور میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک (جلدی سے) ہٹا لیا ہو۔ حَتّٰی یَکُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِیْ یَدَعُ یَدَهٗ۔ یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی اپنا ہاتھ ہٹا لیتا۔ (نمبر ۴۷۹۴) دنیا کی وہ کون سی خوبی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل، مکمل اور اکمل طور پر نہ رکھی ہو۔ صاحب الروض الفائق نے کیا خوب کہا:

وَهُوَ الَّذِیْ قَدْ حَازَ کُلَّ الْکَمَالِ وَخُصَّ بِالْفَضْلِ وَحُسْنِ الْمَقَالِ
وَهُوَ الَّذِیْ قَدْ جَآءَنَا رَحْمَةً مُفَرِّقًا بَیْنَ الْهُدٰی وَالضَّلَالِ
مُحَمَّدُ نِ الْمَبْعُوْثُ مِنْ هَاشِمٍ اَفْضَلُ مَنْ حَازَ جَمِیْعَ الْخِصَالِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ طُوْلَ الْمَدٰی مَا عَطَّرَ الْکَوْنَ نَسِیْمُ الشِّمَالِ

ترجمہ

(۱) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ ہستی ہیں جو ہر کمال کی جامع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فضل وکمال اور عمدہ

Marfat.com

کلام کے ساتھ خاص ہیں۔

(۲) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت و گمراہی کے درمیان فرق کرتے ہوئے ہمارے پاس رحمت بن کر تشریف لائے۔

(۳) حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (قبیلہ) بنو ہاشم سے مبعوث ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں جنہوں نے تمام اچھی عادات کو جمع فرمالیا۔

(۴) اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرصۂ دراز تک رحمت نازل فرمائے جب تک کہ شمال کی خوشگوار ہوا کائنات کو معطر کرتی رہے۔

★ مومن حسن اخلاق کے ذریعے صائم النہار اور قائم اللیل کا درجہ پالیتا ہے۔ (نمبر ۴۷۹۸)

مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا وَّبِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَاِنْ كَانَ مَازِحًا وَّبِبَيْتٍ فِيْ اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ (نمبر ۴۸۰۰)

جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے میں اس کے لئے جنت میں ایک مکان کا ضامن ہوں۔ جو جھوٹ کو چھوڑ دے میں اس کے لئے جنت کے وسط میں ایک مکان کی ضمانت دیتا ہوں اگرچہ جھوٹ ہنسی مذاق میں ہی بولتا ہو اور جو اپنے اخلاق اچھے کرلے اس کے لئے جنت کے اعلیٰ درجہ میں (مکان کی ضمانت دیتا ہوں)

جنت میں مکان کی ضمانت ہر کوئی نہیں دے سکتا ہے بلکہ وہی دے سکتے ہیں جو خدا کی خدائی کے مالک، اللہ کے خلیفہ اعظم، خدا کی رحمتوں کے خزانوں کے قاسم ہوں۔ لہٰذا طالب رحمت کو اس رحمۃ للعالمین کی بارگاہ میں رحمت کی بھیک مانگتے رہنا چاہئے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اپنی بارگاہ میں بٹھا کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ایسی عظیم بشارتیں عطا فرماتے رہے ہیں۔ یہاں پھر الشیخ شعیب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الروض الفائق سے چند عربی اشعار بمعہ ترجمہ لکھنے پہ مجبور ہوگیا ہوں۔

هَنِيئًا لِعَيْنٍ قَدْ رَأَتْ نُوْرَ اَحْمَدَ ۔۔۔ وَفَازَتْ جِهَارًا مِّنْهُ بِالْحُسْنِ وَالرُّؤْيَا
وَقَدْ اَسْعَدَ الرَّحْمٰنُ عَبْدًا دَعَا لَهُ ۔۔۔ فَاَضْحٰى سَعِيْدًا فِي الْمَمَاتِ وَفِي الْمَحْيَا
وَبَدَّلَ دِيْنَ الشِّرْكِ بِالنُّوْرِ وَالْهُدٰى ۔۔۔ بَلَغَ مَا يَهْوٰى مِنَ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا
وَفَازَ بِرُؤْيَا الْمُصْطَفٰى سَيِّدِ الْوَرٰى ۔۔۔ نَبِيٌّ حَبَاهُ اللّٰهُ بِالرُّتْبَةِ الْعُلْيَا
عَلَيْهِ صَلَاةُ اللّٰهِ مَا طَافَ طَائِفٌ ۔۔۔ بِمَكَّةَ بَيْتِ اللّٰهِ قَصْدًا اَتٰى سَعْيًا
صَلَاةٌ شَذَاهَا عِطْرُ الْكَوْنِ جَهْرَةً ۔۔۔ فَمَنْ قَاسَهَا بِالْمِسْكِ يَوْمًا فَمَا اسْتَحْيَا

Marfat.com

ترجمہ

(۱) مبارک ہو اس آنکھ کو جس نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ دیکھا اور خواب میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سرمدی (یعنی دائمی حسن) کو بلا حجاب دیکھنے میں کامیاب ہو گئی۔

(۲) رحمٰن عزوجل نے اس بندے کو نیک بخت کیا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا) تو وہ زندگی اور موت میں سعادت مند ہو گیا۔

(۳) اور اس نے شرک والے دین کو نور ہدایت سے بدل لیا اور دین و دنیا کی بلندیوں کو پالیا۔

(۴) اور وہ مخلوق کے سردار مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی بدولت کامیاب ہو گیا جو ایسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے بغیر کسی بدلے کے بلند و بالا مرتبہ عطا فرمایا۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ عزوجل کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک مکہ مکرمہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّ تَكْرِيمًا میں طواف کرنے والے بیت اللہ شریف کے طواف کا قصد کرتے رہیں۔

(۶) درود پاک کی خوشبو واضح طور پر کائنات کا عطر ہے، تو جس نے کسی دن کستوری کے ساتھ اس کا موازنہ کیا تو کیا اس کو شرم نہ آئی۔

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاجزی کے طور پر فرمایا (جب صحابہ کرامؓ نے عرض کیا) اَنْتَ سَيِّدُنَا۔ آپ ہمارے سید (سردار) ہیں تو آپ نے فرمایا: اَلسَّيِّدُ اللّٰهُ۔ سید اللہ ہی ہے۔ (ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا انا سید ولد ادم یوم القیمۃ۔ قرآن مجید میں یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے خود فرمایا: سیدا و حصورا ونبیا من الصالحین۔ پھر حضور کے بارے میں کیوں نہ کہا جائے:

سید و سرور محمد نور جہاں   مہتر و بہتر شفیع مجرماں

اس کے بعد حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا:

وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَّاَعْظَمُنَا طَوْلًا۔ آپ ہم میں خوبیوں کے لحاظ سے افضل اور درجے کے اعتبار سے اعلیٰ ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا:

قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ اَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ۔ اپنی باتیں (یا فرمایا کوئی اور بات کرو) کہیں شیطان تمہیں اپنا مزدور نہ بنا لے۔ (اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ کا فرمان عالی شان عاجزی کی وجہ سے تھا) (نمبر ۴۸۰۷) لہٰذا شیطان کے چیلے بن کر ایسے الفاظ کا سہارا لے کر اور ان کی غلط تاویلات کر کے اپنے ایمان کو ضائع ہونے سے بچاؤ اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے خدا کی بارگاہ میں یوں دعا گو رہو۔

Marfat.com

۔محمد کے قدموں پہ قربان ہو کے خدایا مریں ہم مسلمان ہو کے
۔عمر ہو میری بسر حمد خدا میں ماجد نام ہو میرا محمد کے ثنا خوانوں میں

★ جو نرمی سے محروم رہا وہ بھلائی سے محروم رہا۔ (نمبر ۴۸۰۹)

★ کسی کے لئے دعا کرنا اور اس کی تعریف کرنا بھی اس کے ثواب میں شامل ہونا ہے۔ (نمبر ۴۸۱۳)

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا کہ جب مہاجرین نے عرض کیا: حضور انصار تو سارا ثواب لے گئے تب آپ نے فرمایا: لَا مَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ وَاَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ. اس سے معلوم ہوا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی تعریف کرے اور ان کے لئے دعا کرنے سے بندہ ان کے ثواب میں شامل ہو جاتا ہے تو جو محبوب خدا کی تعریف میں رطب اللسان رہے اور آپ کی ذات بابرکات پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھتا رہے وہ کس قدر ثواب کا حق دار ہوگا اس پر بھی الروض الفائق سے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

رحمت کا ہے دروازہ کھلا مانگ ارے مانگ

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میرا ایک گناہ گار پڑوسی تھا، نشہ کی وجہ سے اسے صبح وشام کا علم نہ ہوتا، میں اسے وعظ ونصیحت کرتا لیکن وہ قبول نہ کرتا، توبہ کی ترغیب دیتا مگر وہ توبہ نہ کرتا، اس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو خواب میں بلند مقام پر فائز دیکھا، اس پر جنت کے اعزاز واکرام کا لباس تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ''کس کام کے سبب تو نے یہ مقام ومرتبہ پایا؟'' تو اس نے جواب دیا: ''میں ایک دن محفل ذکر میں حاضر ہوا تو میں نے ایک محدث (یعنی حدیث بیان کرنے والے) کو کہتے ہوئے سنا کہ ''جس شخص نے حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود پاک پڑھا اس کے لئے جنت لازم ہوگئی''۔ پھر انہوں نے پیارے پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر باآواز بلند درود پاک پڑھا، میں نے بھی ان کے ساتھ بلند آواز سے درود پاک پڑھا اور دیگر لوگوں نے بھی اپنی آوازوں کو بلند کیا تو اسی دن ہم سب کو بخش دیا گیا۔ مغفرت کا میرا یہ حصہ اللہ عزوجل نے مجھے اس نعمت (یعنی درود پاک کے پڑھنے) کی برکت سے عطا کیا ہے''۔

يَا فَوْزَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ يَحْوِى الْاَمَانِىْ بِالنَّعِيْمِ السَّرْمَدِىْ
اِنْ شِئْتَ بَعْدَ الضَّلَالَةِ تَهْتَدِىْ صَلّٰى عَلَى الْهَادِىْ النَّبِىِّ مُحَمَّدِ
يَا قَوْمَنَا صَلُّوْا عَلَيْه لِتَظْفَرُوْا بِالْبِشْرِ وَالْعَيْشِ الْهَنِىِّ الْاَرْغَدِ
وَيَخُصُّكُمْ رَبُّ الْاَنَامِ بِفَضْلِهٖ وَالْفَوْزِ بِالْجَنَّاتِ يَوْمَ الْمَوْعِدِ
صَلّٰى عَلَيْهِ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ مَالَاحَ فِى الْاٰفَاقِ نَجْمُ الْفَرْقَدِ

Marfat.com

ترجمہ

(۱) کامیاب وہ ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا اس لئے کہ وہ ہمیشہ رہنے والی نعمت کی جگہ (یعنی جنت) میں خواہشات جمع کرتا ہے۔

(۲) اگر تو گمراہی کے بعد ہدایت حاصل کرنا چاہے تو ہدایت دینے والے نبی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھ۔

(۳) اے لوگو! درود پاک پڑھو تاکہ کشادہ روئی اور آرام دہ مبارک زندگی پاکر کامیابی حاصل کرلو۔

(۴) اور تاکہ تمہیں رب الانام عزوجل بروز قیامت اپنے فضل اور جنت (کو حاصل کرنے) کی کامیابی کے ساتھ خاص کردے۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ عزوجل درود پاک بھیجے جب تک آسمان کے کناروں میں فرقد (یعنی قطبی) ستارہ چمکتا رہے۔

زباں تا بود در دھاں جائے گیر ثنائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بود دل پذیر

★ دوست بناؤ تو مومن کو کھانا کھلاؤ تو پرہیزگار کو۔

لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَّلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ۔ (نمبر ۴۸۳۱)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے ہوئے کتنی ہی مرتبہ آسمان کی طرف دیکھتے۔ (۴۸۳۷)

★ جو گفتگو اللہ تعالیٰ کی حمد سے نہ شروع کی جائے وہ لنڈی (بے برکتی، ادھوری، نامکمل) ہوتی ہے۔ (نمبر ۴۸۴۱) اس حدیث میں اجزم کا لفظ ہے اور اگلی حدیث میں ہے کَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح۔ (نمبر ۴۸۴۱)

تین شخصوں کی تعظیم کرنا اللہ ہی کی تعظیم سے ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے۔

(۱) ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ۔ بوڑھا مسلمان۔

(۲) حَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَيْرِ الْغَالِيْ فِيْهِ وَالْجَافِيْ عَنْهُ۔ قرآن پاک کے عالم کی جو اس میں کمی بیشی یا تجاوز نہ کرتا ہو۔

(۳) ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔ انصاف کرنے والا بادشاہ۔ (نمبر ۴۸۴۳)

قرآن مجید کی خدمت کرنے والے فقراء جنہوں نے دوسرے طبقوں کی طرح (جو چند گھنٹے دفتروں میں کرسیوں پر بیٹھ کر چائے بسکٹ کھا پی کر لاکھوں روپیہ ماہانہ اپنے گھروں میں جمع کر لیتے ہیں) کبھی جلوس نہیں نکالے کہ ہماری تنخواہوں میں

Marfat.com

بھی اضافہ کیا جائے بلکہ صبر و شکر کر کے مسجدوں کی صفوں پہ بیٹھ کر قرآن کی تعلیم دیتے رہتے ہیں ان کا ذکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں سے بھی پہلے فرمایا ہے اور ان کو جو اخروی مقام و مرتبہ عطا کیا ہے یہ سب قرآن مجید کی برکت ہے انہی درویشوں کے بارے میں اس مقام پہ چند اشعار الروض الانف کے صفحہ ۲۳ اور ۳۳ پر پڑھیے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد کر کے قرآن پاک کے ساتھ اور زیادہ محبت کیجئے کیونکہ:

ہادی نہ ملے گا تمہیں قرآن سے بڑھ کر   دولت نہ ملے گی تمہیں ایمان سے بڑھ کر

فقراء کی فضیلت

اے حضور کی امت کے فقراء! تمہیں مبارک ہو کہ حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے فقراء کے گروہ! صبر کرو یہاں تک کہ تم حوض (کوثر) پر مجھ سے ملو اور بے شک تم سب سے پہلے میرے پاس آؤ گے''۔ (فضائل الصحابۃ لابن حنبل، الحدیث ۴۴۹، الجزء ۲، ص ۸۰۵، ''یا معشر الفقراء'')

پس پاک ہے وہ ذات جس نے تمہیں خوشی و مسرت اور کمال عطا فرمایا: تم سے محبت کی اور تمہیں فقر اختیار کرنے کی ترغیب دی اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالیشان کے ساتھ تمہیں اس کے مانگنے کا حکم فرمایا کہ ''میری امت کے فقراء، امیروں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور وہ (نصف دن) پانچ سو سال کا ہوگا، وہ کھائیں گے، پئیں گے، نعمتیں لوٹیں گے اور لوگ حساب کے غم میں ہوں گے''۔ (المسند الامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ الحدیث ۱۰۸۳۵، ج ۳، ص ۶۰۵)

(جامع الترمذی، ابواب الزہد، باب ما جاء ان فقراء، الخ۔ الحدیث ۲۳۵۴، ص ۱۸۸۸)

پاک ہے وہ ذات جس نے فقراء کے مقام کو بلند کیا۔ ان کے ذکر کو عام کیا، صبر عطا کیا، ان کے لئے اجر و ثواب دگنا کر دیا اور کیا ہی اچھا کلام ہے جو ان کے غلام حریفیش رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شان میں کہا ہے:

هُمُ الْفُقَرَآءُ اَهْلُ اللّٰهِ حَقًّا   وَقَدْ جَازُوْا بِضِيْقِ الْفَقْرِ فَخْرًا
هُمُ الْفُقَرَآءُ قَدْ صَبَرُوْا وَاُوْذُوْا   فَعَوَّضَهُمْ بِذَاكَ الصَّبْرِ اَجْرًا
هُمُ الْفُقَرَاءُ وَالسَّادَاتُ حَقًّا   وَمِنْهُمْ تَكْتَسِي الْاَكْوَانُ عِطْرًا
هُمُ الْفُقَرَآءُ عَنْهُمْ فَارَ وَذِكْرًا   وَحَدَثَ عَنْهُمُوْ سِرًّا وَّ جَهْرًا
فَكَمْ صَبَرُوْا عَلٰى ضَيْمِ اللَّيَالِيْ   فَعَوَّضَهُمْ بِذَاكَ الْكَسْرِ جَبْرًا
وَقَدْ زَارُوا الْحَبِيْبَ وَ شَاهَدُوْهُ   وَقَدْ سَجَدُوْا لَهٗ حَمْدًا وَّ شُكْرًا

ترجمہ

(۱) یقیناً فقراء ہی اللہ والے ہیں، تحقیق فقر کی تنگی کے بدلے انہوں نے فخر (یعنی بلند مقام) کو پا لیا۔

Marfat.com

(۲) انہوں نے صبر کیا اور اذیتیں جھیلیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس صبر پر اجر عطا فرمایا۔

(۳) یہی لوگ حقیقی فقراء اور سردار ہیں اور انہی کی بدولت کائنات خوشبو میں لپٹی ہوئی ہے۔

(۴) یہی فقراء ہیں کہ جن سے خوشبو پھیلی اور یہ لوگ سراً و جہراً (یعنی آہستہ اور بلند آواز سے) ذکر الٰہی عزوجل میں مشغول رہتے ہیں۔

(۵) کتنی ہی بار انہوں نے زمانے کی سختیوں پر صبر کیا لہٰذا اللہ عزوجل نے اس صبر کے عوض ان کو درستی عطا فرمادی۔

(۶) انہوں نے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ اور دیدار کیا اور اس کی حمد اور شکر بجالاتے ہوئے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوگئے۔

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کا ایک انداز

حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرفصا کی حالت میں (گھٹنے کھڑے کرکے اور ہاتھوں سے حلقہ بنا کر جیسے کوئی بڑی ہی عاجزی اور انکساری کے ساتھ بیٹھتا ہے) تشریف فرما تھے، فرماتی ہیں:

فَلَمَّا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخْتَشِعَ (وَقَالَ مُوْسَى الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ) اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ۔ (نمبر ۴۸۴۷)

پس جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں تشریف فرما دیکھا تو میرے اوپر رعب طاری ہوگیا۔

مطلب یہ کہ جن کی بارگاہ میں جبریل امین علیہ السلام بھی دوزانوں ہوکر بیٹھیں وہ خود کس قدر عاجزی و انکساری کے ساتھ تشریف فرما ہیں بلکہ یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا:

جبریل امین رہ گئے راہ میں عرش اعلیٰ پہ پہنچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

★ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِيْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ. میرا کوئی صحابی کسی دوسرے کی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے صاف سینہ لے کر جاؤں۔ (نمبر ۴۸۵۹)

★ اپنی بیوی کا راز فاش کرنا سب سے بڑی خیانت ہوگی۔ (نمبر ۴۸۷۰)

★ معراج کی رات غیبت کرنے والوں کا تانبے کے ناخنوں کے ساتھ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچنا۔ (نمبر ۴۸۷۸)

مسلمان کی عزت وحرمت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو کسی مسلمان کو ایسی جگہ ذلیل کرے جہاں اس کی عزت کی جاتی ہو تاکہ اس کی

Marfat.com

عزت میں کمی آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ رسوا فرمائے گا جہاں اس کو اللہ کی مدد درکار ہوگی اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزت کو کم کرنے کی کوشش کی جارہی ہو حالانکہ وہاں اس کی عزت ہوتی ہے تو ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں اس کو خدا کی مدد درکار ہوگی۔ (نمبر ۴۸۸۴)

★ ایک حدیث میں ہے کسی کے بھید کو چھپانا زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو دوبارہ زندہ کرنے کی طرح ہے۔ (نمبر ۴۸۹۱)

حدیث میں ذلیل کرنے اور عزت کرنے کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قدرت کے باوجود اس کی عزت کا دفاع نہ کرے چاہے قول سے چاہے فعل سے کوئی اس کی توہین کرے تو اس کو روکے کوئی اس کی غیبت کرے تو اس کو منع کرے۔ (ص ۳۱۳ ج ۲ حاشیہ نمبر ۱۲) یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الْاَمِیْرَ اِذَا ابْتَغَی الرِّیْبَةَ فِی النَّاسِ اَفْسَدَهُمْ ۔ حاکم جب گمان اور اندازے سے لوگوں کے درمیان (فیصلے کرنے) میں لگ جائے گا تو ان کو تباہ کر دے گا۔ (نمبر ۴۸۸۹) قرآن مجید میں ہے: وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ اور حدیث میں ہے: نُهِیْنَا عَنِ التَّجَسُّسِ۔ ہمیں کسی کی ٹوہ میں رہنے سے منع فرمایا گیا۔ ہاں کوئی بات ظاہر ہو تو اس پہ مواخذہ ہونا بھی لازم ہے ورنہ معاشرہ میں خرابیاں پیدا ہوں گی اور زمین میں فساد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ چاہے وہ فساد دین کے نام پہ ہو یا دنیا کے نام پہ۔ آج کل روزانہ سینکڑوں لوگ جو سوات، مالاکنڈ اور دیگر علاقوں میں دین کے نام پر مارے اور مروائے جا رہے ہیں ان کا حساب کون دے گا۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے کیا حساب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

مسلمان تو اس پر تبصرہ اپنے اپنے ذہن کے مطابق کر رہے ہیں لیکن عالم کفر کی حالت یہ ہے کہ:

خندہ زن کفر ہے احساس تجھے ہے کہ نہیں

جو مسلمان فوت ہو جائے تو اس کی خوبیاں ہی بیان کرو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

اِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ وَلَا تَقَعُوْا فِیْهِ۔ (نمبر ۴۸۹۹)

جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کو نظر انداز کرو اس کی برائی نہ کیا کرو اس سے اگلی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْهِمْ (نمبر ۴۹۰۰)

اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیوں سے زبان کو روکے رکھو۔ کیونکہ جب وہ اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچ چکا ہے تو وہ جانے اور اس کا پروردگار جانے ہاں اس کی نیکیوں کا چرچا کر سکتے ہو لیکن اگر وہ بدعقیدہ یا گمراہ ہو کر مرا ہے تو اس کی بدعقیدگی اور گمراہی کو ضرور بیان کیا جائے گا بلکہ اس میں زندہ ہونے یا مرنے کی بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

Marfat.com

★ کسی (گناہ گار) مسلمان کو یہ کہنا کہ خدا کی قسم اللہ تجھے نہیں بخشے گا یا تجھے جنت میں داخل نہ کرے گا یہ ایسی بات ہے جس سے کہنے والے کی دنیا و آخرت برباد ہو جاتی ہے۔ (نمبر ۴۹۰۱)

★ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک آدمی سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ (نمبر ۴۹۱۶)

کیا یہ شرک ہے؟

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفرا فرماتی ہیں کہ میری شادی کی اگلی صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھ گئے کچھ لڑکیاں دف بجا کر غزوۂ بدر میں شہید ہونے والے اپنے بزرگوں کے کارناموں کے اشعار پڑھنے لگیں اور ان میں سے ایک بچی نے یہ الفاظ کہے: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ. اور ہم میں ایسے نبی تشریف فرما ہیں جو کل کے بارے میں بھی جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ سن کر فرمایا: دَعِيْ هٰذَا وَقُوْلِي الَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ. اس کو چھوڑ اور وہ کہہ جو پہلے کہہ رہی تھی۔ (نمبر ۴۹۲۲)

یقیناً یہ اشعار کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہی لکھے ہوئے ہوں گے اور یہ مصرعہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ما فی غد کا علم بیان ہوا اس سے صحابہ کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ بھی معلوم ہو گیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدے کو شرک قرار نہ دیا کہ یہ تو علوم خمسہ سے ہے جو اللہ ہی جانتا ہے نہ ہی یہ مصرعہ پڑھنے والی کو کہا کہ تو شرکیہ بات کر رہی ہے اور نہ ہی یہ فرمایا کہ جس نے میرے بارے میں یہ الفاظ لکھے ہیں اس کو کہو کہ تو نے شرک کیا ہے۔ لہٰذا اس سے توبہ کر۔ آج کے مولوی کو تو اس بات کا پتہ چل گیا کہ شرکیہ بات ہے۔ مگر شرک کی جڑیں کاٹنے والے نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو سکا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اہم مسئلہ پہ خاموش رہ سکتے تھے؟ باقی رہا کہ یہ الفاظ پڑھنے سے روکا کیوں؟ تو اس وجہ سے کہ جو موضوع چل رہا ہے اسی کو بیان کرتے رہو اور اس موقع پہ اس نازک موضوع کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ اسی بدر میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پہلے نشان لگا کر بتا دیا تھا کہ کل فلاں یہاں مرے گا اور فلاں یہاں مرے گا اور جس کے بارے مین آپ نے جہاں نشان لگایا وہ اگلے دن وہیں پہ مرا۔ پھر یہ شرک کس طرح ہو سکتا ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

★ حضرت ابن عمر کا گانے کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں ڈالنا اور راستے سے ہٹ جانا۔ (نمبر ۴۹۲۴)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا مخنث جو ہاتھوں پاؤں پہ مہندی لگاتا کہ عورتوں سے مشابہت پیدا کرے اس کو شہر بدر کر دیا گیا اور قتل کرنے سے منع فرمایا کیونکہ نمازی تھا۔ (نمبر ۴۹۲۸)

★ قیامت کے دن باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ (نمبر ۴۹۴۸)

★ اپنے آپ کو شہنشاہ کہلانا قیامت کو سب سے برا ہونے کی نشانی ہے۔ (نمبر ۴۹۶۱)

Marfat.com

★ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات کہو کہ جس کو وہ سچی جانے اور تم اس میں جھوٹے ہو۔
(نمبر ۴۹۷۱)

شیطان کو ذلیل کرنے کا نسخہ

حضرت ابوالملیح سے روایت ہے انہوں نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پہ بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی سواری پھسلی تو میں نے کہا: تَعِسَ الشَّيْطَانُ۔ شیطان کا بیڑا غرق ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَقُلْ تَعِسَ الشَّيْطَانُ۔ یوں نہ کہو کہ شیطان کا ستیاناس ہو کیونکہ جب تم اس طرح کہو گے تو وہ (خوشی سے) پھول کر اتنا بڑا ہو جائے گا جتنا مکان ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میری قوت کو مان لیا گیا ہے بلکہ (ایسی بات ہو تو) تو کہا کرو "بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنَّكَ اِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ تَصَاغَرَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَثَلَ الذُّبَابِ۔ جب تو یہ کہے گا تو وہ سکڑ کر مکھی جتنا ہو جائے گا۔
(نمبر ۴۹۸۳)

ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں   چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے

★ جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے اس کیلئے خرابی ہے۔ (نمبر ۴۹۹۰)

★ حسن ظن حسن عبادت سے ہے۔ (نمبر ۴۹۹۳)

بعثت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وعدہ وفائی

حضرت عبداللہ بن ابوالحمساء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز خریدی اور اس کی قیمت میری طرف باقی رہ گئی تھی میں نے عرض کیا (ٹھہریے) میں اسی جگہ آپ کو (باقی رقم) لا کر دیتا ہوں۔ چنانچہ میں بھول گیا اور مجھے تین دن بعد (اپنا وعدہ) یاد آیا جب میں اس جگہ حاضر ہوا تو فاذا ھو فی مکانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقام پہ تشریف فرما ہیں اور مجھے صرف یہ فرمایا:

يَافَتٰى لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ اَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ اَنْتَظِرُكَ۔ (نمبر ۴۹۹۶)

اے جوان تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے میں تین دن سے یہیں پر تیری انتظار کر رہا ہوں۔

سارے اونچوں سے اونچا سمجھے جسے   ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

★ چرب زبان اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ (نمبر ۵۰۰۵)

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُمِرْتُ اَنْ اَتَجَوَّزَ فِي الْقَوْلِ فَاِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَيْرٌ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ متوسط اور اعتدال والا کلام کروں کیونکہ اعتدال ہی بھلائی ہے (نمبر ۵۰۰۸) اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے:

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے   ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

ان کی باتوں کی لذت پہ بے حد درود — ان کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
ان کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود — ان کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام

★ جس کو قرآن مجید اور ذکر الٰہی کی بھی فرصت نہ ملے وہ شاعر قابل مذمت ہے۔ (نمبر ۵۰۰۹)
حَتّٰی یَشْغَلَهٗ عَنِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِ اللّٰهِ. ورنہ وَاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَةً (نمبر ۵۰۱۰)
★ قرب قیامت لوگوں کے خواب (اکثر) سچے ہوں گے۔ (نمبر ۵۰۱۹)
★ یہودی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس امید پہ چھینک لیتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یَرْحَمُکُمُ اللّٰهُ فرمائیں گے لیکن آپ فرماتے یَهْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ. (نمبر ۵۰۳۸)
★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اٹھ کر قضائے حاجت فرمائی پھر ہاتھ منہ دھو کر سوئے۔ (نمبر ۵۰۴۳)
★ کَانَ فِرَاشُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِّمَّا یُوْضَعُ الْاِنْسَانُ فِیْ قَبْرِهٖ. حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستر مبارک تقریباً اسی طرح کا ہوتا جیسے بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے۔ (نمبر ۵۰۴۴)
★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ (ثلث مرات) اے اللہ مجھے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ (نمبر ۵۰۴۵)
★ وظیفے میں نبی کی بجائے رسول کا لفظ بولنے پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کی اصلاح فرمائی کہ نبی کا لفظ ہی بولا جائے۔ (نمبر ۵۰۴۶)
★ سونے سے پہلے اور بعد ذکر الٰہی نہ کرنے والے کو قیامت کے دن حسرت ہوگی۔ (نمبر ۵۰۵۹)

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے

★ خاتون جنت رضی اللہ عنہا چکی پیستی تھیں حتی کہ ہاتھوں پہ نشان پڑ گئے، مشکیزے میں پانی بھر کر لاتیں یہاں تک کہ گردن پہ نشان پڑ گئے، گھر میں جھاڑو دیتیں کہ کپڑے گرد و غبار سے اٹ جاتے اور ہانڈی پکایا کرتیں کہ کپڑے سیاہ ہو جاتے اور جب لونڈی غلام کا سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح فاطمہ بتا دی۔ (معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی کے صرف دینی اخروی فوائد ہی نہیں بلکہ دنیوی فوائد و برکات بھی ہیں) (نمبر ۵۰۶۳) حضرت علی فرماتے ہیں جب سے ہم نے اس تسبیح کی فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی (غلام لونڈی بھول گئے) مگر یہ تسبیح بغیر کسی ناغے کے پڑھی صرف جنگ صفین کی رات (زیادہ مصروفیت کی وجہ سے) آخری رات یاد آئی تو میں نے اسی وقت پڑھ لی۔ (نمبر ۵۰۶۴) یاد رہے تسبیح فاطمہ کا ذکر رات کو سوتے وقت بھی آیا ہے اور ہر نماز کے بعد بھی۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ۔

اس بتول جگر پارۂ مصطفیٰ حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

...ور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حق ہے میں ہی بھول گیا

حضرت ابان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ...ح وشام تین تین مرتبہ مندرجہ ذیل الفاظ پڑھ لے اس پہ ناگہانی مصیبت نہ آئے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے ساتھ کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی نہ زمین میں نہ آسمان میں وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

چنانچہ حضرت عثمان کے صاحبزادے ابان کو فالج کا اٹیک ہوگیا تو جس شخص نے ان سے یہ حدیث سنی تھی وہ (حیران ہو ...ان کی طرف دیکھنے لگا) مطلب یہ تھا کہ آپ نے ہی تو یہ حدیث بیان کی تھی پھر آپ پر ناگہانی آفت کیسے آگئی۔ انہوں ...سمجھ لیا کہ یہ میری طرف کیوں غور سے دیکھ رہا ہے۔ فرمایا میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو فَوَاللّٰهِ مَا كَذَبْتُ عَلٰى ...مَانَ وَلَا كَذَبَ عُثْمَانُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اللہ کی قسم! نہ میں نے حضرت عثمان پہ جھوٹ بولا ہے اور نہ حضرت عثمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت کی ہے (پوچھا پھر فالج کیوں ہوگیا آپ تو ضرور یہ دعا ...ھتے ہوں گے) فرمایا: وَلٰكِنَّ الْيَوْمَ الَّذِيْ اَصَابَنِيْ فِيْهِ مَا اَصَابَنِيْ غَضِبْتُ فَنَسِيْتُ اَنْ اَقُوْلَهَا۔ بات یہ ہے کہ آج ...غصہ کی حالت میں تھا تو یہ دعا پڑھنا بھول گیا (اس لئے یہ عارضہ لاحق ہوگیا) (نمبر ۵۰۸۸) غور فرمائیں صحابہ کرام ہر ...ن میں سے کس طرح کمی کی نسبت اپنی طرف کر لیتے تھے اور فضیلت کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے تھے بلکہ ہر بات سے ...نے آقا کی فضیلت بیان کر کے لوگوں کو یہ عقیدہ عطا فرما دیتے تھے کیونکہ ان کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ:

آپ کی مدحت نگاری کا ہنر اچھا لگا — موسم نعت نبی شام و سحر اچھا لگا
سبز گنبد پہ نظر صل علی ورد زباں — دیکھنا یوں روضۂ خیر البشر اچھا لگا
ان کے دامن کی ہوا نے سرخوشی بخشی مجھے — اس بھری دنیا سے ہونا بے خبر اچھا لگا
ذکر اوصاف نبی کرنا ہے عین زندگی — چشمۂ آب بقا پیش نظر اچھا لگا
فیض ہے ان کا اندھیروں سے چھڑا لائے مجھے — قریۂ جاں میں اجالوں کا سفر اچھا لگا
ملت بیضا کا غم تازہ رہا ان کے حضور — اشک خوں بہنا مجھے اے چشم تر اچھا لگا
خامۂ مژگاں سے لکھا اسم پیغمبر حسن — روشنائی کے لئے خون جگر اچھا لگا

...ندھی اور بادل دیکھ کر محبوب خدا کی کیفیات

★ آندھی اور بادل دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام چھوڑ دیتے چاہے نماز میں ہی کیوں نہ ہوں (اور ہماری طرح ...وائے کرنے کی بجائے اللہ سے ڈرتے ہوئے کئی قسم کی دعائیں کرتے ان میں سے ایک یہ دعا ہے) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ

Marfat.com

بِكَ مِنْ شَرِّهَا۔ اے اللہ میں اس کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اگر رحمت کی بارش برس پڑتی تو عرض کر
اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا هَنِيْئًا۔ اے اللہ سیراب کر رچتا بچتا۔ (نمبر ۵۰۹۸-۹۹)

ایک مرتبہ بارش میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے اتار دیئے (یعنی قمیض کے بٹن کھول کر سینہ اقدس فرمایا) بارش آپ کے جسم انور پر پڑی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا حضور! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا۔ آپ نے ایسا کیا؟ فرمایا: لِاَنَّهٗ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهٖ۔ اس لئے کہ یہ (بارش ابھی ابھی) اپنے رب کے پاس سے آ رہی ہے۔ (نمبر ۱۰۰
سبحان اللہ رحمت رب کے پاس سے آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خوش ہوں اور مجھ جیسا گناہ گار رحمۃ للعا کے قدموں میں پہنچ جائے تو زہے نصیب۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے:

کبھی وہ کوچہ و بازار دیکھیں ۔ مدینے کے در و دیوار دیکھیں
جو یارو ہو کبھی قسمت ہماری دیار احمد مختار (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھیں
وہ شہر مصطفیٰ...... ارماں ہمارا اگر دیکھیں تو پھر سو بار دیکھیں
مدینے کے گلی کوچوں میں گھومیں جمال مصطفیٰ ضوبار دیکھیں
کھلی آنکھوں سے نظارہ کریں ہم گلستان...... دشت و در کہسار دیکھیں
زیارت گنبد خضریٰ کریں ہم حرم کے خوشنما مینار دیکھیں
کبھی مہر و مہ و انجم کو شاہا تری دہلیز پر ضوبار دیکھیں
مدینے میں بسر وہ زیست عاقل وہاں کے روز و شب انوار دیکھیں

مرغ تو نماز کے لئے جگائے اور......

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ مرغ کو برا نہ کہ اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ فَاِنَّهٗ يُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ بے شک وہ نماز کے لئے (لوگوں کو) جگاتا ہے۔ (نمبر ۵۱۰۱)
مرغ تو سارے لوگوں کو نماز کے لئے جگائے اور جو انسان ہو کر مسلمان ہو کر خود ہی نماز کے لئے نہ جاگے اور ا والوں کو بھی نہ جگائے اس کو پھر کیا کہا جائے کیا یہی اشرف المخلوقات ہونے کا تقاضا ہے؟ حالانکہ جب مرغ دوسروں ک کے لئے جگاتا ہے تو خود بھی اپنے حال کے مطابق نماز ادا کرتا ہوگا کیونکہ يسبح لله ما فى السموات وما فى الا كل قد علم صلاته و تسبيحه۔ نماز بندے کو مولیٰ سے ملاتی ہے۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر ان کے کان میں نماز کی طرح خود ا پڑھی۔ (نمبر ۵۱۰۵)

★ وسوسوں کا آنا ایمان کی علامت ہے اور وسوسوں کے علاج کا وظیفہ۔ (نمبر ۵۱۱۰-۱۱)

Marfat.com

★ اقرباء کی مدافعت کرنے والا بہتر ہے جبکہ قصور پر نہ ہوں کیونکہ عصبیت یہ ہے کہ کسی (رشتہ دار) کی ظلم پہ مدد کی ئے۔(نمبر ۲۰-۵۱۱۹)

★ ایک بندہ ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے (نیک) عمل نہیں کرسکتا تو حضرت ابوذر کے اس سوال پہ حضور اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ. تم اس کے ساتھ ہی ہو گے جس کے ساتھ محبت رکھتے ہو۔ انہوں نے رہ سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا۔(نمبر ۵۱۲۶)

ہر ذرہ تیرا دیوانہ ہے ہر دل تیرا کاشانہ ہے　　　ہر شمع تیری پروانہ ہے اے شمع ہدایت کیا کہنا

بہ کرام کی خوشی کی انتہاء ہوگئی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کسی بات پر اتنا ی ہوتے نہ دیکھا جتنا اس بات پہ خوش ہوئے کہ جب ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ: اَلرَّجُلُ یُحِبُّ الرَّجُلَ عَلٰی لِ مِنَ الْخَیْرِ یَعْمَلُ بِہٖ وَلَا یَعْمَلُ بِمِثْلِہٖ. ایک آدمی دوسرے سے اس کے نیک کاموں کی وجہ سے محبت کرتا ہے لیکن طرح کا نیک عمل نہیں کرسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے ت رکھتا ہے۔(نمبر ۵۱۲۷)

لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہر پیارے بندے سے محبت کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ان سے محبت فرماتا ہے اور ان سے ت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے مناصب کو تسلیم کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے حکم بھی تو دیا ہے وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. ولی نبی نما بی خدا نما ہوتا ہے۔ ولی کی صفات نبی کی صفات کا اور نبی کی صفات خدا کی صفات کا ذہن میں تصور جماتی ہیں۔

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا　　　نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

د اور والدین

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے باپ نے ان سے فرمایا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ انہوں نے حضور اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا کہ کیا کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طَلِّقْهَا. طلاق دے دو۔(نمبر ۵۱۳۸) باپ کہنے پر بیوی کو چھوڑنے کا حکم دیا جارہا ہے اور اب ہماری حالت یہ ہوگئی ہے کہ ہزاروں لوگ بیوی کے کہنے پر والدین کو ڑ دیتے ہیں۔ رب اور رسول کی رضا بیوی کی رضا میں نہیں بلکہ والدین کی رضا میں ہے۔ اگر دین کے ساتھ ہماری وابستگی ہی عالم رہا تو ایمان، اسلام اور قرآن کی باتیں صرف رسمی ہوں گی۔

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی　　　فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وفات کے بعد بھی والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی چار صورتیں ہیں۔(۱) ان کے لئے دواستغفار کرنا۔(۲) ان کے عہد کو پورا کرنا۔(۳) اس رشتے کو جوڑنا جو ان کی وجہ سے جڑتا تھا۔(۴) ان کے دوستوں

Marfat.com

(پیاروں) کی تعظیم کرنا۔ (نمبر۵۱۴۳) بلکہ اس آخری بات کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے۔ اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَۃُ اَھْلَ وُدِّ اَبِیْہِ بَعْدَ اَنْ یُّوَلِّیَ (نمبر۵۱۴۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رضاعی والدین کو اپنی چادر پہ بٹھالیا اور رضاعی بھائی کے لئے کھڑے ہوگئے اور انہیں اپنے سامنے بٹھالیا۔ (نمبر۵۱۴۵) اس سے جہاں قیام تعظیمی کا مسئلہ وہاں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ بڑا اگر چھوٹے کے لئے یہی معاملہ کرے تو یہ اس کی عزت افزائی کی نشانی ہے اور از دیاد علامت ہے۔

وہ قیام جو منع ہے وہ وہ ہے کہ بندہ خود چاہے کہ لوگ میری تعظیم کے لئے کھڑے ہوں جیسا کہ ابن عامر حضرت کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے فرمایا بیٹھ جاؤ کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ (نمبر۵۲۲۹)

جو یہ پسند کرے کہ لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوں یا کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ کو بنالے (کیونکہ شخص متکبر ہے اور اس کے لئے قیام عموماً جبری ہوتا ہے نہ کہ تعظیمی) اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تشریف لانے پہ کھڑے ہونے سے منع فرمایا: لَا تَقُوْمُوْا کَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ ...... (نمبر۵۲۳۰) امام سیوطی رحمۃ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف و مضطرب الاسناد قرار دیا ہے کیونکہ اس کی سند میں ابوالعنبس راوی مجہول ہے لہٰذا اس حدیث قیام تعظیمی کی ممانعت پہ استدلال درست نہیں۔ (مرقاۃ الصعود للسیوطی عن الطبرانی)

★ تین بیٹیوں کی پرورش کرنے والے، ان کو ادب سکھانے والے، ان کی شادی کرنے والے اور ان سے اچھا سلوک کرنے والے کے لئے جنت واجب ہے۔ (نمبر۵۱۴۷)

★ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو بھی اسی طرح کا لباس پہناتے جیسا خود پہنتے۔ (نمبر۵۸-۵۱۵۷)

★ خادم سے ستر بار روزانہ درگزر کرنے کا حکم۔ (نمبر۵۱۶۴)

غلام کو دوگنا ثواب

حضرت نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَیِّدِہٖ وَاَحْسَنَ عِبَادَۃَ اللّٰہِ فَلَہٗ اَجْرُہٗ مَرَّتَیْنِ۔

غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی اچھے طریقے سے کرے تو اس کے لئے دوہرا ثواب ہے۔ (نمبر۵۱۶۹)

اگرچہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور اسلام کی برکت سے اب ظاہری غلامی کا دور تو نہ رہا لیکن رہی خیر خواہی تو یہ قیامت تک رہے گی کیونکہ دین سراپا خیر خواہی کا نام ہے لہٰذا کوئی مزدور آج سے ماتحت افسر حکمران رعیت کی اور رعایا حکمرانوں کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی احسن طریقے سے کرے تو ان کے

Marfat.com

نا ثواب ہے۔

ایت حدیث کے بارے میں حضرت عمر کی احتیاط

★ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرنے پر گواہ طلب کیا۔ (نمبر ۵۱) اور فرمایا: اِنِّیْ لَمْ اَتَّهِمْكَ وَلٰكِنَّ الْحَدِيْثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيْدٌ (نمبر ۵۱۸۳) ں آپ کو جھوٹا نہیں کہتا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ اگلی روایت میں ہے ں میں تجھ پہ تہمت نہیں لگاتا۔ وَلٰكِنْ خَشِيْتُ اَنْ يَّتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

لیکن ڈرتا ہوں کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف باتوں کو (بلا تحقیق) منسوب کرنے لگیں۔ (نمبر ۵۱۸۴) لہٰذا ضرت عمر کے بارے میں جو یہ آتا ہے کہ وہ حدیث لکھنے سے منع کرتے تھے یا درے مارتے تھے اسکو اسی تناظر میں دیکھا ئے گا اور پھر اس لئے بھی تاکہ قرآن و حدیث میں اختلاط نہ ہو جائے کیونکہ قرآن پاک بعد میں علیحدہ یکجا لکھا گیا اور اس مختلف نسخے مختلف شہروں میں بھیجے گئے اس کے بعد کتابت حدیث میں کوئی خدشہ نہ رہا۔

★ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلامتی کی دعا (السلام علیک) لینے کے لئے آہستہ سے سلام کا ب دینا (تاکہ تین بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم فرمائیں) (نمبر ۵۱۸۵)

جس کو غم جہاں میں بھی یاد رہے غم بے کساں میری طرف سے ہمنشیں جا کے اسے سلام دے

★ صحابی نے کاشانہ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (نمبر ۵۲۰۱)

★ مصافحہ کرنے والے جدا ہونے سے پہلے بخش دیئے جاتے ہیں۔ (نمبر ۵۲۱۲)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب سے معانقہ فرمایا: وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ اوران کی دونوں کھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (نمبر ۵۲۲۰)

★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کرنا۔ (نمبر ۵۲۳۲)

★ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زارع کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں چومنا۔ (نمبر ۵۲۲۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما (نے خوش ہو کر) کہا: اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ. اللہ تعالیٰ پ کو ہنستا ہوا رکھے۔ (نمبر ۵۲۳۴)

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

★ بیری کا درخت کاٹنے سے منع فرمایا گیا اور اس پہ وعید کہ اللہ تعالیٰ اسے سر کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔

(نمبر ۴۱-۵۲۳۹)

Marfat.com

قیل سدرۃ الحرم او المدینۃ تفصیل دیکھئے (ص ۳۵۵، ج ۲ حاشیہ نمبر ۴)

اتنی ہی بات پہ جنت مل گئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيْقِ اِمَّا كَانَ فِيْ شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ وَاَلْقَاهُ وَاِمَّا كَانَ مَوْضُوْعًا فَاَمَاطَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔ ایک بندے نے قطعاً کوئی نیکی نہ کی تھی سوائے ایک کا دارٹہنی کو راستے سے ہٹانے کے خواہ اسے درخت سے کاٹ کر کسی نے ڈال دیا تھا یا کسی اور طرح (راستے میں) پڑی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کام کی قدر کی اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (نمبر ۵۲۴۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِسْتَغْفِرُوْا لِصَاحِبِكُمْ اپنے (مرحوم) بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ (نمبر ۲۵۷

★ گرگٹ کو ایک ہی ضرب میں مارنے پہ ستر نیکیاں ملتی ہیں۔ (نمبر ۵۲۶۴)

★ چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ چیونٹی کو (جلا کر) شہد کی مکھی، ہدہد اور چڑیا کو (نمبر ۵۲۶۷)

★ عورت کے ختنے کا ذکر (امام ابوداؤد کے ہاں اس حدیث کی سند قوی نہیں) (نمبر ۵۲۷۱)

★ جب عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا تو ہر عورت دیوار کے اتنا ساتھ ہو کر چلنے لگی کہ اس کا کپڑا دیوار کے ساتھ اٹک جاتا تھا۔ (نمبر ۵۲۷۳)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ مرد دو عورتوں کے درمیان چلے۔ (نمبر ۵۲۷۳)

★ ابوداؤد شریف کی آخری حدیث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ۔ انسان زمانے کو گالی دے کر مجھے اذیت پہنچاتا ہے۔ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، اختیار میرا ہے اور رات دن کو میں خود بدلتا ہوں۔ (نمبر ۵۲۷۴) اہل عرب کی عادت تھی کہ جب ان پہ کوئی تکلیف آتی تو زمانے کو برا کہتے کیونکہ ان کا اعتقاد تھا کہ زمانہ ہی فاعل حقیقی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انا الدھر یعنی انا الذی احل لھم ذلک لا الدھر۔ میں زمانہ ہوں یعنی ان پہ مصائب میں خود نازل کرتا ہوں نہ کہ زمانہ۔ ولیس المراد ان الدھر اسم من اسماء اللہ تعالیٰ۔ یہ مراد نہیں کہ دھر اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

Marfat.com

غیر مقلدین کی توجہ کیلئے ایک انوکھا مضمون

زمانہ طالب علمی میں ایک شوق تھا کہ جو دلیل بھی مسلک حقہ کے بارے میں ملتی چاہے وہ نقلی ہو یا عقلی پورے حوالے کے تھ ہو یا نہ ہو اس کو لکھ لیا کرتا تھا بعض باتیں اساتذہ کرام کی زبانی سن کر لکھ لیتا۔ غیر مقلدین حضرات جن کا دعویٰ ہے کہ رف وہی حدیث پہ عمل کرنے والے ہیں اس موضوع پہ اگرچہ بہت ساری کتابیں علماء نے لکھی ہیں مگر میرے پاس بھی ان م نہاد اہل حدیث حضرات کے لئے چند اشارات ہیں جو کہ آج سے پچیس سال پہلے درس مشکوٰۃ کے دوران کچھ ابواب سے پنے اساتذہ کرام سے سنے اور ان کو چند صفحات پہ محفوظ کر لیا چونکہ الزامی جوابات کے لئے اس طرح کے دلائل کام آجاتے ہیں ر اس ارادے سے انہیں لکھا جا رہا ہے کہ وہ جو اکثر مواقع پہ حدیث کے چند الفاظ پڑھ کر سادہ لوح اہل سنت کو مرعوب کر لیتے ں اور اہل سنت چونکہ مودب ہوتے ہیں لہٰذا حدیث کا نام آجائے تو سر تسلیم خم کر لیتے ہیں حالانکہ احادیث تو ہر طرح کی مل تی ہیں لیکن ہم ان احادیث پہ عامل ہیں جن پر امت کی اکثریت نے عمل کیا اور فقہاء و مجتہدین نے ان سے مسائل کا استنباط یا۔ (بہتر تو یہ تھا کہ یہ مضمون مصباح المشکوٰۃ یعنی اپنی کتاب جس میں مشکوٰۃ شریف کی منتخب احادیث کو جمع کیا گیا ہے اس ں لکھا جاتا کیونکہ یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف میں ہی ہیں اگرچہ ہر حدیث کا اصل ماخذ لکھ دیا گیا ہے لیکن چونکہ ترمذی ریف کی منتخب احادیث کے آخر میں اصول فقہ کے حوالے سے ایک مضمون لکھا گیا ہے تو میں نے سوچا کہ اس سے ملتا جلتا ضمون ابوداؤد شریف کی منتخب احادیث کے آخر میں بھی ہو جائے کیونکہ دونوں کتب کی منتخب احادیث کو ایک ہی جلد میں شائع یا جا رہا ہے اور نام بھی ایک ہی رکھا گیا ہے۔ ''راہ ہدایت'' جو کہ فقہاء کرام ہی کی راہ ہے اور یہ صرف احادیث میں ہی نہیں رآن پاک کی کئی آیات کا بھی ظاہری معنی مراد نہیں لیا جا سکتا ورنہ بہت ساری خرابیاں پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

رآن پاک سے

مثلاً قرآن مجید کی آیات میں صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔ صم بکم عمی فھم لا یعقلون۔ ان میں بالاتفاق ہرے، گونگے اور اندھے سے حقیقتاً بہرے، گونگے اور اندھے مراد نہیں بلکہ سنتے بولتے اور دیکھتے تھے لیکن جب اللہ رسول کی ت نہ سنتے تھے تو ان کو بہرہ قرار دیا گیا جب خدا اور رسول کے حکم کے مطابق نہ بولتے تھے تو ان کو گونگا فرمایا گیا اور جو کچھ اللہ اور سول ان کو دکھانا چاہتے تھے جب وہ کچھ نہیں دیکھتے تھے تو انہیں اندھا قرار دیا گیا بلکہ ایک قدم اس سے بھی آگے چلیے کہ سننے سے مراد صرف سننا نہیں بلکہ وہ سننا ہے جو ماننے والا سننا ہو۔ جس طرح ایک بندہ آپ کی بات کو سن تو رہا ہے مگر مانتا نہیں ہے تو پ اس کو کہتے ہیں تو سنتا نہیں یا تو نے میری بات کو سنا ہی نہیں ہے اسی طرح بڑے فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود ان کو گونگا قرار یا گیا۔ کوئی اگر انکار کرے اس حقیقت کا تو اس کو قرآن سے ہی جواب دو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ومن کان فی ھذہ اعمٰی

Marfat.com

فھو فی الاخرۃ اعمیٰ۔ جواس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا تو کیا غیر مقلدین اس قاعدے کو تسلیم کریں گے کہ کوئی جتنا بھی نیک پرہیزگار ہو مگر نابینا ہو تو وہ آخرت میں بھی نابینا ہی رہے گا حالانکہ حدیث میں تو آتا ہے کہ جس کی دنیا میں آنکھیں (کریمتیہ) نہ ہوں اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ صرف اس نعمت کے دنیا میں نہ ملنے پر اس کو جنت عطا فرمائے گا اسی طرح قرآن مجید کی ایک آیت ہے انك لا تسمع الموتیٰ۔ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور یہ ان حضرات کا مردوں کے نہ سننے کے بارے میں بڑا مرغوب موضوع ہے جس پر بڑی بڑی کتابیں لکھی جاتی ہیں اور مناظرے ہوتے ہیں اور اس جوش میں پھر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا اور اللہ والوں کے کمالات کا بھی انکار کردیتے ہیں حالانکہ یہاں مردوں سے مراد دل کے مردے یعنی کافر ہیں کیونکہ اسی آیت کے آخر میں ہے اذا ولوا مدبرین (النمل: ۸۰) جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں بندہ پوچھے وہ کس قبرستان کے مردے ہیں جو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں اور پھر واضح حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ مردہ کو جب دفن کیا جاتا ہے تو وہ دفن کرکے واپس آنے والوں کے جوتوں کی آہٹ کو بھی سنتا ہے (انه لیسمع قرع نعالھم) حالانکہ ہوسکتا ہے خود جنہوں نے جوتے پہنے ہوئے ہیں وہ اپنے جوتوں کی آہٹ کو نہ سن سکتے ہوں۔ پھر صحیح مسلم کی حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کا معراج کی رات قبر میں کھڑے ہوکر صلوٰۃ پڑھنا، اس کا کون انکار کرسکتا ہے بہرحال قرآن پاک سے بھی اس موضوع پہ کئی اور مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں لیکن ہم اس وقت چند احادیث کے ذریعے ان حضرات کی خدمت میں سراپا سوال ہیں کہ ان پر تم کیسے عمل کرتے ہو یا ان کی کیا تاویل کرتے ہو اور تم چونکہ قرآن وسنت کے علاوہ کسی دلیل کو نہیں مانتے تو فقہاء ومحدثین کی راہنمائی کے بغیر پھر تمہارا کیسے کام چلتا ہے؟ یہ میرا ایک عاجزانہ سوال ہے جس کا جواب آپ حضرات نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ قرآن وحدیث سے دینا ہے کیونکہ آپ حضرات تو جب اپنے تاؤ میں آتے ہیں تو جمعہ کی اذان ثانی اور تین طلاق کے مسائل پہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کو بھی نہیں چھوڑتے اور برملا کہہ دیتے ہو کہ شریعت حضور کی ہے یا عمر وعثمان کی۔ حالانکہ حضور نے ہی تو فرمایا ہے: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین۔ اپنی سنت کے ساتھ صرف واؤ سے خلفاء راشدین کی سنت کا ذکر فرمایا ہے کیا عمر وعثمان خلفاء راشدین نہیں یا مھدیین نہیں (نعوذ باللہ) یہاں ثم کا لفظ بھی نہیں ہے کہ آپ اس طرح کی بات کریں کہ ماشاء اللہ وشاء فلاں کہنا منع ہے بلکہ ثم ماشاء فلاں (یہ چونکہ اشارات ہیں اس لئے ہر بات کی پوری وضاحت نہیں کررہا ورنہ تو یہ موضوع خود ایک کتاب بن جائے گا اہل علم حضرات ان اشارات کو جانتے جائیں گے اور عوام الناس کے لئے اس سے پہلے بہت کچھ لکھ چکا ہوں) بتانا صرف یہ ہے کہ:

یوں نہ نکلیں آپ برچھا تان کر　　　اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اہل علم سے گزارش

اہل علم سے گزارش ہے کہ چونکہ یہ صدری نسخے ہیں اور الزامی باتیں ہیں اس لئے اگر کسی جگہ کمزوری نظر آئے تو میری علمی کمزوری سمجھیں اور میرے اساتذہ کی طرف اس کو منسوب نہ کریں۔ بہت سارے حوالوں کی بھی پوری نشاندہی نہیں کرسکا

Marfat.com

لیکن الحمدللہ! ہر بات کسی نہ کسی معتبر کتاب سے ضرور مل جائے گی۔ اگر اس موضوع پہ تحقیق شروع ہو جائے گی تو اگلا کام رہ جائے گا یا موخر ہو جائے گا یوں سمجھیں کہ یہ عنوان صرف تفنن طبع کے لئے اس مجموعہ کے آخر میں لکھ رہا ہوں۔ چونکہ ترمذی شریف کے آخر میں اصولِ فقہ کے بارے میں کچھ لکھا گیا ہے لٰہذا ابوداؤد شریف کے آخر میں اس نعمت کے منکرین کے بارے میں لکھ دیا ہے۔ ذٰلك بانهم قوم لا يفقهون. اور نیت صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو فقہاء کرام کی محنت کا مذاق اڑانے کی بجائے ان سے ہدایت لینے کی اور ان کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ من لم يشكر الناس لم يشكر الله. اگر چہ ان میں اکثر احادیث آپ میرے سابقہ مجموعہ ہائے احادیث میں پڑھ چکے ہیں لیکن بار دگر انہیں میں سے چند کا ذکر کر رہا ہوں، ان کو فائدہ ہو یا نہ ہو کم از کم اپنے لوگ تو ان کی چالبازیوں سے بچ جائیں گے۔ ورنہ واللہ لا يهدى القوم الظالمين. مقصد یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات اپنی اپنی مساجد میں خاص طور پر وہ روایات جو فقہ حنفی کی تائید میں نہیں ہیں بڑے زور وشور سے ان کا پرچار کرتے ہیں۔ مثلاً فجر کے فرضوں کے فوراً بعد سنتوں کی ادائیگی، مغرب کے فرائض سے پہلے دو نفل پڑھنا۔ پچھلے دنوں ایک مسجد میں اعلان ہوا کہ بارش ہو رہی ہے لٰہذا اپنے اپنے گھر میں نماز ادا کرلو۔ نابالغ بچہ امامت کرواسکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ سوال یہ ہے کہ مندرجہ ذیل روایات جو کہ صحیح کتب میں موجود ہیں ان پہ عمل کیوں نہیں کیا جاتا اور ان کا پرچار نہ کرنے کی کیا وجہ ہے صرف فقہ حنفی سے عداوت وبغض؟

جوتے پہن کر نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خالفوا اليهود فانهم لا يصلون فى نعالهم وخفافهم. (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۷۳ باب الستر)

یہودیوں کی مخالفت کرو پس بے شک وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔ کیا غیر مقلدین حضرات اس حدیث پہ عمل کر کے یہودیوں کی مخالفت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم (جو آپ نے امر کے صیغے سے دیا) پہ عامل ہیں یا ان پہ صرف احناف کی مخالفت کا بھوت ہی سوار ہے جبکہ اس سے اگلی حدیث میں وضاحت بھی ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور (تمام) صحابہ کرام جوتا پہن کر نماز ادا فرماتے۔ لٰہذا قالینوں، صفوں اور دریوں کے خراب ہونے کا بہانہ بنا کر ان احادیث پہ عمل نہ کرنا کہاں تک درست ہے اور بزعم خویش اہل حدیث (غیر مقلدین) علماء اس بارے میں کیا فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں؟

علماء نجد سے ایک سوال

اس کے اوپر والی حدیث میں ہے ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن السدل فى الصلوٰة. (رواہ الترمذی وابوداؤد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل ثوب یعنی کپڑا لٹکا کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ فقہ حنفی میں نماز میں سدل ثوب فی الصلوٰۃ مکروہ تحریمی ہے اور وہ یہ ہے ان يجعل ثوبه على راسه وكتفه ثم يرسل اطرافه فى جوانبه (ہدایہ) کپڑے کو سر اور کندھے پر اس طرح رکھنا کہ اس کے اطراف آپس میں ملے ہوئے نہ ہوں۔ حج وعمرہ پہ جانے والے تمام لوگ کھلی آنکھوں سے دیکھ کر آتے ہیں کہ ان کے عوام تو عوام آئمہ بھی سرخ رنگ کے رومال اس طرح سر پہ

Marfat.com

ڈالتے ہیں کہ کنارے جدا جدا رہتے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ نماز میں بار بار دونوں ہاتھ کھول کر (عمل کثیر کے ذریعے) ان کناروں سے کھیلتے بھی ہیں اس موقع پر علامہ اقبال کا شعر یاد آجاتا ہے:

ے ایسے امام سے گزر ایسی نماز سے گزر

اور پھر یہی حضرات جب حرم شریف کے برآمدوں میں درس دیتے ہیں تو بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں ابوحنیفہ یوں کہتے ہیں شافعی یوں کہتے ہیں فلاں نے یوں کہا لیکن شیخ (ابن عبدالوہاب) کا اس بارے میں یہ موقف ہے جو کہ قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ کاش اس کے بعد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی پیش کر دیا جائے لیکن جب فوقیت شیخ کے فرمان کو ہی دینی ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کیوں بیان کیا جائے؟ کیا کیا مسئلہ بیان کیا جائے آج سعودی عرب کے علماء میں سے کوئی بھی عمامہ شریف باندھ کر نماز نہیں پڑھاتا خاص طور پر حرمین شریفین کے آئمہ میں سے۔ کیا اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد نہیں ہے۔ اس بارے میں ہمارے علماء (جنہیں یہ لوگ سنت کا تارک بدعتی اور خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں) جو کچھ لکھا ہے اس میں سے کچھ آپ بھی پڑھ لیں اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود وسلام بھی پیش کریں اور علماء ربانیین علماء حق کو دعائیں بھی دیں جنہوں نے ہر مسئلہ پہ حضور علیہ السلام کی امت کی خوب راہنمائی فرمائی ہے۔

عمامہ شریف کے بارے میں ارشادات وتصریحات

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعتمو اتزدادو احلما والعمائم تیجان العرب۔ (ابن عدی بیہقی)

عمامہ باندھو تمہارا حلم (یعنی حوصلہ اور صبر) زیادہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔ (شعب الایمان، ج ۵، ص ۱۷۶)

العمائم وقار المومن وعز العرب فاذا وضعت العرب عمائمها وضعت عزها۔

(دیلمی الفردوس، ج ۳، ص ۸۸)

عمامے مسلمان کا وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں گے، اپنی عزت اتار دیں گے۔

فرق ما بيننا و بين المشركين العمائم على القلانس۔

(کنز العمال ج ۸، ص ۱۸، ابوداؤد ج ۲، ص ۲۰۸، ترمذی، مشکوۃ ص ۳۷۴)

ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

علامہ مناوی التیسیر شرح الجامع الصغیر میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

فالمسلمون يلبسون القلنسوة وفوقها العمامة اما لبس القلنسوة وحدها فزى المشركين فالعمامه سنة۔

مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں (عمامے سے نفرت کی بنا پر) تنہا ٹوپی پہننا کافروں کی وضع ہے تو

Marfat.com

عمامہ سنت ہے۔ (تیسیر شرح جامع صغیر، ج ۲، ص ۲۶۹)

صرف پگڑی باندھنا کہ نیچے ٹوپی نہ ہو یہ بھی اسلامی طریقہ نہیں ہے۔

لا تزال امتی علی الفطرة ما لبسو العمائم علی القلانس۔ (دیلمی الفردوس، ج ۵، ص ۹۳، کنز العمال ج ۸، ص ۱۹)

میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

ھکذا تیجان الملئکة (ابن شاذان کنز العمال، ج ۱۵، ص ۴۸۳)

فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

علیکم بالعمائم فانها سیماء الملئکة وارخوالها خلف ظهورکم۔
(المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۱۳، ص ۳۸۳، کنز العمال، ج ۸، ص ۱۸، مشکوٰۃ ص ۳۷۷، الخصائص الکبریٰ ج ۳، ص ۲۰۹)

عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے پس پشت چھوڑ دو۔

ان اللّٰہ عزوجل و ملئکة یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعة (مجمع الزوائد ج ۲، ص ۱۷۶، معجم کبیر، طبرانی)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

الصلوٰة فی العمامة تعدل بعشر الاف۔ (دیلمی الفردوس، ج ۲ ص ۴۰۹)

عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

رکعتان بعمامة خیر من سبعین رکعة بلا عمامة۔ (مسند الفردوس، ج ۲ ص ۲۶۵)

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

العمامة علی القلنسوة فصل ما بیننا و بین المشرکین یعطی بکل کورة یدورها علی راسه نورا۔ (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۳۰۵)

ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے۔ ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

عمامہ شریف سے شیطان لعین کی نفرت

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: میں اپنے والد ماجد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے۔ جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا: اتحب العمامة تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو۔ میں نے عرض کی: کیوں نہیں، فرمایا: احبها تکرم ولا یراك الشیطن الا ولی۔ اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔

سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یقول صلوٰة تطوع او فریضة بعمامة تعدل

Marfat.com

خمسا و عشرين صلاة بلا عمامة و جمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة بلا عمامة.

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل ہو خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعہ کے برابر ہے۔

اى بنى اعتم فان الملئكة يشهدون يوم الجمعة معتمين فيسلمون على اهل العمائم حتى تغيب الشمس.

پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے فرزند عمامہ باندھا کر کیونکہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھ کر آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ باندھنے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

(اسی مفہوم کے لئے دیکھئے کنز العمال، ج ۸، ص ۱۸، لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۴۴، ابن عساکر، دیلمی، ج ۳، ص ۷۷، فتاویٰ رضویہ ص ۷۹، ج ۳)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ شریف کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

اور عمامہ شریف کے شملہ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا

عمامہ شریف کے آداب کے سلسلہ میں فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عمامہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچتا ہے۔ لہٰذا علماء کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذبہ یعنی شملہ چھوڑنا جو اس کی فرع اور سنت غیر موکدہ ہے اس کے ساتھ استہزاء کو کفر ٹھہرایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۶)

عمامہ شریف کھڑے ہو کر باندھا جائے، پیچ سیدھی جانب ہوں، سات ہاتھ سے چھوٹا اور بارہ ہاتھ سے بڑا نہ ہو۔

(فتاویٰ رضویہ بحوالہ فیضان سنت، ص ۷۳۷)

اس بارے میں چند مزید مسائل

★ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

كان صلى الله تعالى عليه وسلم يامر بستر الراس بالعمامة او القلنسوة وينهى عن كشف الراس فى الصلوٰة (کشف الغمہ، ج ۱، ص ۸۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانپنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور نماز میں ننگا سر کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

(ٹوپی کے اوپر) رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں (کم از کم تین) تو وہ عمامہ ہو گیا اور چھوٹا رومال جس سے صرف ایک دو پیچ آسکیں لپیٹنا مکروہ ہے اور بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہئے نہ کہ رومال، حدیث میں ہے:

فرق ما بيننا و بين المشركين العمائم على القلانس

ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۱۸)

★ ابونعیم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لاينظر الله الى قوم لا يجعلون عمائمهم تحت ردائهم يعني في الصلوة. (الفردوس، ج ۵، ص ۱۴۶)

اللہ تعالیٰ اس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنی چادروں کے نیچے نہیں کرتے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۱۸)

★ اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ پیچ سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۱۹۲، ردالمختار، ج ۱ اص ۴۸۲، بہار شریعت ج ۳ ص ۸۵)

(شیعہ کتب میں بھی یہی لکھا ہے حالانکہ شیعہ ذاکر اعتجار کے ساتھ ہی پگڑی باندھتے ہیں۔)

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تھے۔ (فروع کافی، ج ۲ ص ۳۹)

(۲) غزوہ بدر میں فرشتے سفید عمامے باندھے ہوئے تھے۔ (فروع کافی، ج ۲ ص ۳۹)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في ثوب واحد مشتملا به في بيت ام سلمه رضى الله عنها واضعا طرفيه على عاتقيه. (مشکوۃ باب الستر کی پہلی حدیث)

میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کپڑے کے دونوں کنارے آپ کے مبارک کندھوں پر تھے تو کیا کبھی کوئی ایسا اشتہار کسی نے چھپایا ہے؟ یا کسی مسجد میں کبھی اعلان ہوا ہے کہ اتنی معتبر حدیث ہے لہٰذا آج اس پر عمل کرتے ہوئے ہر نمازی تمام کپڑے اتار کر صرف ایک ہی چادر میں آئے اور اس سنت کو زندہ کر کے سوشہیدوں کا ثواب پالے۔ اگر فقہ کو ماننے والے اپنے فقہاء کی تصریحات پہ عمل کر کے احادیث کے تارک ہیں تو کم از کم اہل حدیث کہلانے والے تو یہ ظلم نہ کریں لیکن وہ شاید اس بات کو نہیں جانتے کہ جو فقہ کی دولت سے محروم ہے اس کے سینے میں حدیث وسنت کا نور نہیں آسکتا کیونکہ فقہ اسی کو ملتی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرمالیتا ہے۔ من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين. یہی ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث صحیح مسلم میں

Marfat.com

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۷۳)

ہر نماز کے لئے الگ وضو کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضا لکل صلوٰۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے نیا وضو فرماتے تھے۔ اس حدیث کے اگلے الفاظ ہیں۔ وکان احدنا یکفیہ الوضو مالم یحدث۔ ہم میں سے ہر ایک ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں پڑھنے کو کافی سمجھتا تھا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷) کبھی کسی نے حضرت انس پہ فتویٰ نہیں لگایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے الگ وضو فرماتے تھے تو آپ کون ہوتے ہیں ایسی بات کرنے والے۔ آج ہمیں کہا جاتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام نہیں کیا تو آپ کیوں کرتے ہیں یہ تو بدعت ہے تو جب حضور نے ایک کام کیا اور صحابی کہتے ہیں ہم اس کام کے بغیر بھی کام چلا لیا کرتے تھے تو یہ کس زمرے میں آتا ہے اگر کوئی کہے کہ اس سے اگلی حدیث کے اندر ہی اس سوال کا جواب موجود ہے تو اس سے گزارش ہے کہ اسی طرح جو روایات آپ فقہ حنفی کے خلاف پیش فرماتے ہیں ان کا جواب بھی احادیث میں موجود ہے خدا توفیق دے تو تعصب کی عینک اتار کر شرح معانی الاثار (طحاوی) کا مطالعہ ہی کر لیجئے۔

یاد رہے کہ کئی احادیث میں اذا توضأ وضوء الصلوٰۃ کا ذکر آتا ہے کہ جب نماز کا وضو فرماتے اس سے فقہاء نے مسئلہ اخذ کیا کہ جن احادیث میں کوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کا ذکر ہے مثلاً چکنائی والی چیز یا اونٹ کا گوشت اس سے مراد فقط ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہوگا کیونکہ اگر وضو کا ایک ہی معنیٰ ہوتا تو یہ فرمانے کی ضرورت نہ تھی اذا توضا وضو الصلوٰۃ

(عن ابی رافع مشکوٰۃ باب سنن الوضوء کی آخری حدیث)

کیا تیمّم کے ساتھ نماز نہیں ہوتی؟

اس مسئلہ پہ کتنے ہی مناظرے ہوئے کتابیں لکھی گئیں کہ لا صلوٰۃ الابفاتحۃ الکتاب کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ اس کے بیسیوں جوابات علماء نے دیئے ہیں لیکن میں موضوع کی مناسبت سے ہی عرض کروں گا کہ یہ بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا صلوٰۃ لمن لا وضوء لہ۔ جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں (مشکوٰۃ ص ۴۶) تو کیا جس نے تیمم کر کے نماز پڑھی اس کی نماز اس حدیث کے الفاظ کے مطابق ہوئی یا نہ ہوئی۔ حالانکہ اس نے وضو تو نہیں کیا۔ اسی طرح لا وضو لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ۔ (رواہ الترمذی و ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۴۶) اور لا صلوٰۃ الا فاتحۃ الکتاب کا جو معنیٰ فقہاء کرام نے بیان فرمایا ہے وہی صحیح ہے تاکہ قرآن مجید پہ بھی عمل ہو جائے اور حدیث پاک کا مفہوم بھی قائم و دائم رہے۔ ایسے اختلافات اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت قرار دو گے تو معاملہ بہت دور چلا جائے گا اور کسی کا ایمان بھی سلامت نہ رہے گا کیا صحابہ کرام میں یہ اختلافات نہیں تھے؟ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا الاذنان من الراس (ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۶ آخری حدیث) مگر حضرت حماد کہتے ہیں لا ادری الاذنان من

Marfat.com

الراس من قول ابی امامة ام من قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں جانتا کہ یہ قول کہ کان سر کا حصہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا ابی امامہ کا اپنا۔ اب یہ فیصلہ اگر فقہاء کرام کا تسلیم نہیں ہے تو اہل حدیث حضرات ہی فرمادیں اور ساتھ دلیل بھی قرآن وسنت کی ہونی چاہئے۔

وضو کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

توضأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرة مرة لم یزد علی ھذا۔ (رواہ البخاری مشکوٰۃ ص ۴۶ پہلی حدیث) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو میں صرف ایک ایک مرتبہ اعضاء کو دھویا اس پہ کچھ اضافہ نہ فرمایا۔ کیا ایک سے زائد مرتبہ اعضاء وضو کو دھونا بخاری شریف کی اس حدیث کے خلاف کہہ کر کوئی فتویٰ جڑا جائے گا جس طرح کہ اس سے کم معتبر احادیث چھوڑ کر بہت معتبر اور کئی صحابہ کرام سے مروی احادیث کی بنا پر جب احناف کوئی موقف اختیار کرتے ہیں تو آپ ضرور کوئی نہ کوئی فتویٰ جڑتے ہیں یا کم از کم امام اعظم جیسی ہستی کا نام بھی اتنے روکھے انداز سے لیتے ہیں کہ جس طرح وہ بالکل عام سے آدمی ہوں اور جب اپنے بڑوں کا نام آئے تو میں کیا کیا لکھوں کہ تم کیا کیا لکھتے ہو۔ اس بارے میں صرف ایک ہی کتاب سے چند مشاہیر کے القابات دیکھ لیں پھر خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کیا یہی انصاف ہے؟ مثلاً

علماء غیر مقلدین کے القابات

(۱) بدیع الزماں راشد صاحب کے القابات عطاء اللہ ثاقب صاحب نے یہ لکھے ہیں۔ ناصر السنة النبویہ، ناصر العقیدة السلفیہ، قامع البدعة، المجاہد لا علاء کلمة اللہ، الصلب فی السنة، الملازم للعبادہ، العالم الفاضل، المحدث الفقیہ رئیس المحققین العلامہ الشیخ السید بدیع الدین الشاہ السندی الراشدی۔ (ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح المجید شرح کتاب التوحید ج ۱ ص ۳۴) یاد رہے پہلے دو القاب میں ناصر کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے "مددگار" اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو مددگار ماننا ان حضرات کے ہاں شرک ہے بلکہ باقاعدہ اس موضوع پہ کانفرنسیں ہوتی ہیں "مددگار صرف اللہ ہے" اور سٹیکرز چھپتے ہیں یا اللہ مدد باقی سب شرک وبدعت۔ اس بارے میں ہماری کتاب مسئلہ توحید وشرک کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲) شیخ الکل، امام المتقین، سید المحدثین، تاج فقہاء، علم العلماء، جامع العلوم النقلیہ والعقلیہ، ناصر السنہ النبویہ، عمدة العالمین، زبدة الکاملین، حجة اللہ علی الخلق مجدد القرن، الامام، المحدث الفقیہ الاصولی الشیخ شیخنا السید نذیر حسین (بدیع الدین شاہ راشدی ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح الحمید ج ۱ ص ۱۰۰) یہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب ہیں دنیا میں کبھی کسی ڈپٹی صاحب کے اتنے القابات نہ دیکھے سنے ہوں گے ان کو بھی راشدی صاحب نے "ناصر" مانا ہے ہاں یہ تو ناصر ہوسکتے ہیں کیونکہ ڈپٹی جو تھے اور جب ان حضرات کو کوئی مشکل پیش آتی ہے تو گورنمنٹ کے افسران سے مدد لینا ان کا پرانا وطیرہ ہے جو امریکہ جیسے حرامی کی مدد عراق کے خلاف لے سکتے ہیں وہ شیخ الکل ڈپٹی صاحب کی مدد کے قائل ہو جائیں تو کیا قباحت ہے۔ محمد علی جناح کو

Marfat.com

قائداعظم کہہ دیں (اگر چہ سیاسی طور پر ہی سہی) تو فوراً کہیں گے کہ قائداعظم تو محمد رسول اللہ ہیں تو کیا امام المتقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نہیں۔ یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء والرسل بھی ہیں امام المتقین بھی ہیں۔ (آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا، پڑھتا جا شرماتا جا)

(۳) رئیس المفسرین، شیخ المحدثین، امام المناظرین، ابن تیمیہ زماں، شوکانی دوراں، سردار اہل حدیث فی الہند، الشیخ، الامام المتقی، التقی العامل، الورع الکامل، محب السنۃ، محسود اہل البدعۃ، بقیہ السلف، عمدۃ الخلف، مجدد القرن ابوالوفاء ثناء اللہ بن محمد خضر الکشمیر الاصل ثم الامرتسری (ایضاً ص ۱۰۳)

یہ ہیں قاضی ثناء اللہ امرتسری صاحب اگر یہی القابات ہم قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دیں جو کہ ان کی طرح برائے نام قاضی نہیں بلکہ حقیقتاً قاضی بلکہ قاضی القضاۃ ہیں تو خدا جانے یہ لوگ ہم پہ کیا کیا فتوے لگا دیں۔

(۴) نواب معلیٰ القاب، مرجع العلماء، عمدۃ الحکماء، منبع الفیوض الرحمانیہ، ناشر السنۃ النبویہ، المحدث الفقیہ العلامہ السید صدیق بن حسن بن علی الحسینی البخاری القنوجی البوفالی (ایضاً) نواب صاحب کو القابات کچھ کم ملے ہیں شاید انہوں نے اپنی نوابی کا اظہار پوری طرح نہ فرمایا ہوگا۔ ورنہ ڈپٹی صاحب جتنے القاب تو ملنے چاہئیں تھے۔ (بہر حال! جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے)

(۵) شیخنا العلامہ، المحدث، استاد العلماء، افضل الفضلاء، الصابر، الصائم، الشیخ الحافظ عبداللہ بن روشن دین امروبری الامرتسری لاہور (ایضاً) یہ روپڑی صاحب ہیں جن کو ''الروبری'' لکھا ہے کہیں اپنے لئے یہ لفظ سن کر حضرت رونہ پڑے ہوں کہ مجھے کیا سے کیا بنا دیا ہے لیکن نہیں اتنا تو جانتے ہی ہوں گے کہ روپڑی کو عربی میں روبری ہی کہتے ہیں (تو یہ ان کے پانچ اکابر کے القابات ہیں جنہیں ان کے پنجتن کہہ لیں لیکن آگے کچھ نہ کہیں کہ کہیں شرک نہ ہو جائے کہ اللہ بھی پاک اور یہ بھی پاک)

بات وضو کی چل رہی تھی تو درمیان میں یہ ''جملے معترضے'' کچھ لمبے ہی ہو گئے۔ الغرض حدیث میں دو دو بار اعضاء وضو کا دھونا بھی آیا ہے، تین تین بار بھی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۶، بحوالہ بخاری، مسلم) ایک اعرابی کے سوال پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونے کے بعد فرمایا فمن زاد ھذا فقد اساء و تعدی و ظلم۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷، بحوالہ نسائی، ابن ماجہ وروی ابوداؤد معناہ) جو اس سے زائد کرے اس نے برا کیا، زیادتی کی، ظلم کیا۔ حضرت عبداللہ بن زید نے دو دو مرتبہ بیان کر کے فرمایا ہو نورٌ علیٰ نور جبکہ حضرت عثمان نے تین تین بار دھونا بیان کر کے فرمایا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے) یہ میرا اور پہلے نبیوں کا اور ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے۔ بات کو یہاں ختم کرتے ہیں کہ جب دو مرتبہ دھونا نورٌ علیٰ نور ہے تو تین مرتبہ دھونا کیا ہے؟ یقیناً نورٌ علیٰ نور علیٰ نور ہوا جبکہ یہ حضرات تو ایک بار بھی اللہ کے رسول کو نور کہنے کے روادار نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک کو تین دفعہ کیسے نور کہیں گے؟

اور جب اس امام کی بات ہوتی ہے جس کی شان میں امام مالک و شافعی و ابن مبارک جیسے رطب اللسان ہیں (مناقب امام اعظم پہ ہماری کتاب دو عظیم راہنما ابوحنیفہ اور رضا کا مطالعہ فرمائیں) تو کس قدر غلیظ زبان استعمال کرتے ہیں کہ ہم اس

Marfat.com

دوہرانا بھی مناسب نہیں سمجھتے اس پر حکیم فیض عالم کی کتاب اختلاف امت کا المیہ ص ۳۷-۳۸ پڑھ لیں۔ اور امام صاحب کے بارے میں ان کی اس قدر غلیظ زبان سے ان کے اپنے بھی تنگ ہیں اور امام صاحب کی شان میں گستاخی کو اپنے لئے روحانی بدعا اور باعث نحوست سمجھتے ہیں چنانچہ ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

غیر مقلدین کو امام اعظم کی بددعا لگ گئی

مشہور مورخ اسحاق بھٹی، داؤ غزنوی صاحب غیر مقلدین کے نامور عالم کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعت اہلحدیث کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی، بڑے دردناک لہجے میں فرمایا: مولوی اسحاق۔ ''جماعت اہلحدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ، ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ اگر کوئی بڑا احسان کرے تو وہ سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کیونکر پیدا ہوسکتی ہے۔ یا غریبة العلم انما اشکوبثی و حزنی الی اللّٰہ''

ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا: ''دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہلحدیث حضرات آئمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں، بلاوجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اسی گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور آئمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں۔ یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی سے اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے''۔ (ص ۱۳۶/۸۷)

مشہور مورخ پروفیسر اسلم نے لکھا ''ہمارے علاقے کا ایک بھنگی چند سال ہوئے خاکروبوں میں بھرتی ہوکر سعودی عرب چلا گیا، وہاں قیام کے دوران وہ مشرف بہ اسلام ہوا اور اس نے مسلک اہل حدیث اختیار کرلیا۔ اس نے حج بھی کیا اور اب واپس آچکا ہے۔ میں بھی اس سے مل چکا ہوں۔ وہ اکثر لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا کرتا ہے کہ ابوحنیفہ کو میرے سامنے لاؤ میں اسے نماز کا طریقہ بتاؤں پھر وہ یہ آیت پڑھتا ہے فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون۔ یقیناً ایک بھنگی سے اس طرح کی باتوں کی ہی امید رکھی جاسکتی ہے۔ ابوحنیفہ کا مقام بھنگی کیا جانے۔

رہے نہ اہل بصیرت تو بے خرد چمکے   فروغ نفس ہوا عقل کے زوال کے بعد

پانی کو کوئی شئے ناپاک نہیں کرتی

حضرت حکم بن عمرو فرماتے ہیں: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يتوضأ الرجل بفضل طهور المراة (مشکوٰۃ ص ۵۰، رواہ ابوداؤد وابن ماجہ والترمذی وزاد بسورھا وقال ھذا حدیث حسن صحیح) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا مرد کے لئے ممنوع قرار دیا۔ حمید الحمیری تابعی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں چار سال رہنے والے اور وہ

Marfat.com

بھی ابوہریرہ کی طرح (یعنی ہر وقت رہنے والے) صحابی سے میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ عورت بندے کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے اور بندہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۰، بحوالہ ابوداؤد، نسائی) حالانکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل جنابت کرنے والی زوجہ محترمہ کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرمایا اور جب انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حالت جنابت میں تھی تو آپ نے فرمایا: ان الماء لا یجنب۔ پانی جنبی نہیں ہوتا۔ (رواہ الترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۴۹) جبکہ ایک حدیث میں فرمایا: ان الماء طهور لا ینجسه شئی۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ ص ۵۱) پانی پاک ہی رہتا ہے کوئی شے اس کو ناپاک کر ہی نہیں سکتی۔ لہٰذا فقہاء کرام کی مخلصانہ کوششوں کا مذاق اڑانے والوں کو چاہئے کہ آدھا گلاس پانی اور آدھا گلاس...... ملا کر بے دھڑک پی لیا کریں اور بعد میں یہ نعرہ لگائیں کہ ہم نے حدیث پہ عمل کیا ہے۔ (استغفر اللہ العظیم)

آگ والی چیز کو کھا کر وضو کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا توضؤا مما مست النار جس شے کو آگ نے چھولیا (اس کو استعمال کرنے کے بعد) وضو کرو۔ (مسلم) جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اکل کتف شاۃ ثم صلی ولم یتوضا۔ (متفق علیہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا کندھا (دستی کو) کھایا اور پھر آپ نے بغیر وضو کئے نماز ادا فرمائی (تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنی ہوئی دستی کھائی تھی یا کچی ہی کھالی تھی) حضرت ابورافع فرماتے ہیں کنت اسوی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطن الشاہ ثم صلی ولم یتوضا۔ (مسلم) حضرت انس، حضرت ابی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم نے گوشت روٹی کھائی اور وضو نہ کیا اور جب حضرت انس نے پوچھا کہ تم نے وضو کیوں نہیں کیا تو دونوں نے یہی جواب دیا کہ ان پاک چیزوں کو کھانے سے وضو کریں۔ حالانکہ لم یتوضا منه من هو خیر منك۔ (مشکوٰۃ ص ۴۰ و ۴۱ رواہ احمد) اسی طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھنے ہوئے گوشت کی چانپ رکھی فاکل منه ثم قام الی الصلوٰۃ ولم یتوضا۔ آپ نے اس سے کھایا اور پھر بغیر وضو کئے کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ ص ۴۱) یہ حوالے طحاوی، موطا امام محمد یا مسند امام احمد یا کسی اور حنفی محدث کی کتابوں کے نہیں ہیں بلکہ ان کتب کے ہیں جن کو غیر مقلدین حضرات تسلیم کرتے ہیں تو ان مسائل کو بھی قبول کرنا ہوگا اور قرآن وسنت کے مطابق بغیر اجتہاد و قیاس کے ان کی تاویل کرنی ہوگی بلکہ تاویل کی ضرورت کیا ہے جب اہل حدیث ہیں تو عمل کر کے دکھائیں ہم اہل سنت ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل کر سکتے ہیں کیونکہ سنت ہوتی ہی عمل کے لئے ہے لہٰذا اہل حدیث بھی وہی ہونا چاہئے کہ جو ہر حدیث پہ عمل کرے۔ میں یہاں معجزات والی احادیث نہیں لکھ رہا کہ جن پہ عمل نہ ہو سکے بلکہ اعمال والی احادیث ہی لکھ رہا ہوں۔

اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی ہم نے تو دل جلا کے سر بام رکھ دیا

Marfat.com

عورت کو چھونے سے وضو کا لازم ہونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قبلة الرجل امراته وجسها بيده من الملامسة ومن قبل امراته وجسها بيده فعليه الوضو۔ بندے کا اپنی عورت کو چومنا اور اپنے ہاتھ سے چھونا ملامست سے ہے (یعنی قرآن پاک میں اولستم النساء آتا ہے جس سے وضو یا غسل فرض ہو جاتا ہے اسی طرح) جو اپنی عورت کا بوسہ لے یا اس کو ہاتھ سے چھوئے تو اس پہ وضو کرنا لازم ہے اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ من قبلة الرجل امراته الوضو۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱ آخری دو احادیث) خود حضرت عمر فرمایا کرتے تھے ان القبلة من اللمس فتوضأ وامنها۔ عورت کا بوسہ لمس سے ہے اس سے وضو لازم ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲-۴۱) لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں كان النبي صلى الله عليه وسلم يقبل بعض ازوجه ثم يصلي ولا يتوضا۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج کا بوسہ لیتے مگر بغیر وضو کئے نماز ادا کرتے۔ کیا فرماتے ہیں مفتیان اہل حدیث کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور وہ بھی حضرت عمر، ابن عمر اور ابن مسعود جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف فتویٰ دیتے تھے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

موزوں پہ مسح کرنے کا مسئلہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروایا اور جب معاملہ پاؤں تک پہنچا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اتارنے کی طرف بڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے موزے اتارنے سے روک دیا اور فرمایا میں نے انہیں پاؤں دھو کر پہنا ہے (لہٰذا اتارنے کی ضرورت نہیں ہے) فمسح عليهما۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں موزوں کے اوپر مسح کیا۔ (رواہ مسلم) اسی طرح تمام روایات میں موزوں کے اوپر مسح کرنے کا ذکر ہے جبکہ اسی راوی سے اسی غزوۂ تبوک کے موقع کی روایت ہے فمسح اعلى الخف واسفله۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر بھی مسح فرمایا اور نیچے بھی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴) قطع نظر اس کے کہ محدثین نے اس حدیث کو لیس بصحیح یا ضعیف فرمایا لیکن آپ حضرات جب ان محدثین کے استاذوں اور دادا استاذوں کی بات ماننے (تقلید) کو شرک کہتے ہیں تو آپ کو چاہئے کہ اپنے لوگوں (مقلدین) کو یہ تلقین کریں کہ یہ کام بھی سنت ہے اور اس پر بھی عمل کیا کرو۔ جب حدیث کی بات ہوگی تو پھر حدیث ہی کی بات کریں نہ کہ کسی راوی یا محدث کی۔ اور اگر آپ راویان حدیث کی تصریحات سے جواب دینے کا حق رکھتے ہیں تو ہم امام ابوحنیفہ کی تصریحات کو کیوں نہیں اپنا سکتے اور یہ شرک کے زمرے میں کیوں آ جاتا ہے۔

نہ صدمے تم ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

Marfat.com

غسل کے بارے میں سوال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اذا جلس احدکم بین شعبھا الاربع ثم جھدھا فقد وجب الغسل وان لم ینزل۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۴۷) جب تم میں سے کوئی چار گھاٹیوں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے تو انزال نہ بھی ہو تو غسل واجب ہے۔ سوال یہ ہے کہ حدیث میں جلس کا لفظ ہے تو اگر کوئی کھڑا ہو کر یہ عمل کرے تو کیا غسل واجب نہیں ہوگا اور اگر آپ اس سے جماع مراد لے سکتے ہیں تو ہم جب قرأت خلف الامام میں قرأت حکمی مراد لیتے ہیں تو وہ کیوں ناجائز ہو جاتا ہے اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث اذا جاوز الختان الختان وجب الغسل۔ (مشکوٰۃ ص ۴۸) کا معنی حکمی کس بنا پر کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ انما الماء من الماء حضرت ابن عباس کے مطابق احتلام کے بارے میں ہے اور باقی حضرات فرماتے ہیں یہ اول اسلام میں رخصت تھی ثم نھی عنھا (رواہ الترمذی وابوداؤد مشکوٰۃ ص ۴۹) اگر محی السنہ نے کہا ہے ھذا منسوخ تو ان کی بات تو معتبر ہو جائے اور امام الائمہ اگر کسی حکم کے منسوخ ہونے کی بات کریں تو وہاں آپ کیوں سیخ پا ہو جاتے ہیں۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا مسئلہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یا عمر لاتبل قائما۔ اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۴۳) اگر آپ کہیں کہ آخر میں قیل کان لعذر کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل عذر کی وجہ سے تھا تو یہاں تو قیل بھی قابل قبول ہے اور جب فقہاء و مجتہدین قال فرماتے ہیں تو ان کا قال: آپ کو کیوں اچھا نہیں لگتا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جو تمہیں یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے فلا تصدقوہ تو ہرگز اس کی تصدیق نہ کرنا۔ ماکان یبول الاقاعدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیشہ بیٹھ کر ہی بول فرمایا ہے۔ (ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ ص ۴۳) اس طرح کی روایات جب عام بندہ پڑھے گا تو ضرور شش و پنج میں مبتلا ہوگا اور اگر غیر مسلم ایسی باتیں پڑھے گا تو اس کو پاکبازان امت، محدثین کرام پہ طعن کا موقع ملے گا اور پھر اس سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کیچڑ اچھالے گا لہٰذا اس کا بہترین حل یہی ہے کہ بارہ سو سال سے فقہاء و مجتہدین جو محنت فرما رہے ہیں اس کا انکار کرنے کی بجائے جس روایت کو انہوں نے جس معنی پہ محمول کیا ہے اس کا وہی مطلب سمجھا اور بیان کیا جائے تاکہ اسلام کے بارے میں دشمنان اسلام کو جگ ہنسائی کا موقع نہ مل سکے لیکن جن لوگوں کا کام ہی دین میں انتشار پیدا کرنا ہو اور اسلام میں رخنے ڈالنا ہو اور مساجد کے پرامن ماحول کو خراب کرنا ہو ان کے لئے اس نصیحت کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے اور یہ بات محض افواہ اور

Marfat.com

ہوائی نہیں بلکہ حقیقی اور باحوالہ ہے اور حوالہ حاضر ہے۔

دین ملاں فی سبیل اللہ فساد

غیر مقلدین کے چودھویں صدی کے مجدد اعظم کے پوتے عبدالغفار سلفی حنفیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یوں گوہرافشانی کرتے ہیں۔ اہل حدیث کی نماز غیر اہلحدیث کی اقتداء میں بہتر نہیں۔ اگر سنت اور صحیح مسلک کی اشاعت کی خاطر احناف کی اقتداء میں نماز پڑھی جائے تو جائز کیا بلکہ ضروری ہے کیونکہ آپ احناف کی مسجد میں جا کر صحیح طریقے کے مطابق صحیح وضو کریں گے پھر نماز سنت طریقے کے مطابق آمین ورفع یدین سے پڑھیں گے مقلدین کو متبعین سنت کی نماز کا علم ہوگا وہ آپ سے دریافت کریں گے آپ نے آمین کیوں کہی؟ رفع یدین کیوں کیا؟ آپ ان کو جواب دیں گے سننے والوں میں دس ہوں گے تو ایک تو آپ کا حامی بھی ہوگا۔ اس طرح آپ کا مسلک پھیلے گا۔ اگر اس پوری کارروائی کی ہمت وجرات نہ ہو تو پھر آپ اہل حدیث مسجد بنانے کی الگ کوشش کریں اور تاقیام مسجد اپنی نماز گھر پر پڑھیں۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ۴ ص ۲۸-۲۹)

ورنہ تو ان حضرات کا نظریہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کے ہوتے ہوئے فقہ مروجہ پہ عمل وعقیدہ رکھنا سخت جرم ہے اور کتب فقہ شریعت اسلام کے بالکل منافی ہیں۔ کتاب وسنت کے ہوتے ہوئے اس پہ عمل محض گمراہی اور حرام ہے بھلا اکل حلال کے ہوتے ہوئے خنزیر کھانا کب روا ہے۔ (عبدالستار مفتی' خطبہ امارت ص ۱۳)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا (معترضاً فی الصلوٰۃ) اگر جانتا کہ یہ کس قدر (گناہ) ہے تو قدم اٹھانے کی بجائے سو سال تک کھڑا رہنا اس کے لئے بہتر ہوتا (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۷۴) اور پھر دیکھئے بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیث ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز ادا فرماتے وانا معترضة بینه و بین القبلة کاعتراض الجنازة (مشکوٰۃ ص ۷۴) وہی الفاظ جو اوپر والی حدیث میں ہیں معترضاً وہی اس میں ہیں اگر یہ اتنا بڑا گناہ تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اس سلسلہ میں کبھی تنبیہ نہ فرمائی۔

★ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ عورت، گدھا اور کتا (نمازی کے آگے سے گزرے تو) نماز ٹوٹ جائے گی جبکہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گاؤں میں تشریف لائے ساتھ حضرت عباس بھی تھے۔ آپ نے صحرا میں نماز ادا فرمائی، ہماری گدھی اور کتیا آگے کھیلتی رہیں۔ فما بالی بذلك تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پرواہ نہ فرمائی (رواہ ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ ص ۷۴) ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباس سے ہے کہ بغیر سترہ کے نماز پڑھنے والے کی نماز کو گدھا، خنزیر، یہودی، مجوسی اور عورت توڑ دیتی ہے۔ الا یہ کہ پتھر پھینکنے کی مقدار دور سے گزرے۔

(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۷۵) اس مسئلہ کے بارے میں مفتیان اہل حدیث کیا فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں؟

Marfat.com

انسان کو اشارہ ہی کافی ہے

یادرہے! غیر مقلدین کی طرف سے تو فقہ حنفی پہ اعتراضات پہ پوری پوری کتابیں چھپی ہوئی ہیں جبکہ علماء احناف نے بھی غیر مقلدین پہ جواباً لکھا اور پھر سوالات بھی کئے ہیں جیسا کہ فقہ الفقیہ میں مولانا محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ کوٹلی لوہاراں کے والد ماجد فقیہ اعظم حضرت مولانا محمد شریف صاحب محدث کوٹلوی نور اللہ مرقدہ نے۔ لیکن میرے یہ سوالات میرے اپنے ذہن کی ایک طالب علمانہ کوشش ہے، ہوسکتا ہے اپنوں میں سے کئی حضرات کو عجیب لگیں لیکن جو میرے مخاطب ہیں وہ چونکہ ہر بات پہ حدیث کی بات کرتے ہیں لہٰذا جواب بھی انہی سے مطلوب ہے ورنہ علماء احناف تو ان سوالات کے جوابات سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ موضوع چونکہ طویل ہو رہا ہے اس لئے اب صرف اشارات ہی کرتا جاؤں گا اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ مشکوٰۃ شریف میں سے چند ابواب سے حاصل شدہ سوالات ہیں اگر حدیث کی کوئی ایک کتاب بھی لے لی جائے تو اس طرح کے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں سوالات بن سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخاطبین کو تو رفع یدین، آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام، جلسہ استراحت اور دیگر چند اس طرح کے مسائل کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں ہے لہٰذا اسی پر مناظرے اور اس پہ کتابیں اور اسی پہ تمام بحثیں ہیں اور اصل اختلاف جو اعتقادات کا ہے اس کی طرف آتے نہیں ہیں۔ کیا کسی صحابی کا عقیدہ تھا کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نعوذ باللہ گدھے اور بیل سے بھی برا ہے۔ استغفر اللہ۔ اس بارے میں چونکہ اپنے آپ کو حنفی کہلانے والے دیوبندی حضرات بھی ان کے ہم نوالہ، ہم پیالہ ہیں لہٰذا اس طرف نہیں آئیں گے۔ ان لوگوں کی گستاخیاں دیکھنی ہوں تو براہین قاطعہ، تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، حفظ الایمان، صراط مستقیم، اوضح البراہین وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا ہے:

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر — بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا
ظالموں محبوب کا تھا حق یہی — عشق کے بدلے عداوت کیجئے

اشاروں کی زبان میں غیر مقلدین سے پچاس سوالات

★ لا تشدوا الرحال (مشکوٰۃ ص ۶۸) متفق علیہ حدیث پڑھ کر مزارات پہ جانے سے تو روکا جاتا ہے جبکہ مزارات سے اس حدیث کا تعلق ہی نہیں بلکہ مساجد سے تعلق ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کبھی سواری پہ کبھی پیدل مسجد قبا میں تشریف لے جاتے (ایضاً) اگر مطلقاً سفر ہی حرام ہے تو بھی اس بارے میں آپ کے علماء کیا فرماتے ہیں؟

★ مسجدوں کو سجانے سے منع فرمایا گیا اور اس کو یہود و نصاریٰ کا طریقہ قرار دیا گیا (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۶۹) لہٰذا اپنی مسجدوں کو سجاوٹوں سے پاک کرو۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی امامہ کو اٹھا کر امامت کروائی، رکوع سجدہ کرتے تو ان کو زمین پہ کھڑا کر دیتے اور پھر اٹھا لیتے (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۹۰)

Marfat.com

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے التفات فی الصلوٰۃ (نماز میں آنکھوں کے گوشوں سے ادھر ادھر دیکھنے) سے منع فرمایا اور اس کو اختلاس یختسله الشیطان من صلوٰۃ العبد (بندے کی نماز میں سے شیطان کا حصہ) قرار دیا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۹۰) جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نماز میں ایسا فرماتے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یلحظ فی الصلوٰۃ یمیناً و شمالاً۔ (رواہ الترمذی والنسائی مشکوٰۃ ص ۹۱)

★ صلوٰۃ الوسطیٰ کون سی نماز ہے۔ حضرت علی، ابن مسعود، سمرہ بن جندب نے نماز عصر کہا ہے۔ زید بن ثابت، حضرت عائشہ نے ظہر کی نماز فرمایا ہے۔ حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم صلوٰۃ الوسطیٰ صبح کی نماز کو قرار دیتے ہیں۔
(مشکوٰۃ ص ۶۳ فصل ثانی و ثالث باب فضائل الصلوٰۃ)

★ سورۃ نجم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ تلاوت فرمایا ہے (رواہ البخاری عن ابن عباس جبکہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہے اس میں ہے کہ فلم یسجد فیھا سجدہ نہیں فرمایا۔ (مشکوٰۃ ص ۹۳) باب سجود القرآن فصل اول۔

★ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ پہ شور مچانے والے یہ کیوں نہیں بیان کرتے لا صلوٰۃ بحضرۃ الطعام۔ کھانا موجود ہو تو پھر بھی نماز نہیں ہوتی۔ (رواہ مسلم عن عائشہ، مشکوٰۃ ص ۹۶) من سمع النداء فلم یجبه فلا صلوٰۃ له۔ جو اذان کی آواز سنے اور اس کا جواب نہ دے (یعنی مسجد میں حاضر ہو کر نماز ادا نہ کرے) اس کی نماز نہیں (جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔ عن ابن عباس، مشکوٰۃ ص ۹۷)

★ عورت خوشبو لگا کر عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں نہ آئے۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرہ، مشکوٰۃ ص ۹۶) کیا باقی نمازوں میں خوشبو لگا کر مسجد میں آسکتی ہے۔ اگر نہیں تو پھر صرف العشاء الاخرہ کا ذکر خصوصاً کیوں فرمایا جواب عقلی نہیں نقلی ہو اور حدیث سے ہو۔

★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کرتے پھر جا کر یہی نماز اپنی قوم کو پڑھاتے (رواہ البخاری مشکوٰۃ ص ۱۰۳) حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز کو دو مرتبہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔
(رواہ احمد و ابوداؤد و النسائی عن سلیمان مولی میمونہ رضی اللہ عنہا، مشکوٰۃ ص ۱۰۳)

★ جمعہ کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں جا کر دو رکعتیں ادا فرماتے (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۱۰۴) جبکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فرمان ہے من کان منکم مصلیا بعد الجمعه فلیصل اربعا (رواہ مسلم) وفی اخری له قال اذا صلی احدکم الجمعه فلیصل بعدھا اربعا (مشکوٰۃ ص ۱۰۴ باب السنن و فضائلھا فصل اول کی آخری حدیث) حضرت ابن عمر دو بھی پڑھتے اور چار بھی (ابوداؤد، ترمذی عن عطاء، مشکوٰۃ ص ۱۰۵ باب کی آخری حدیث)

★ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں سنت سمجھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ (متفق علیہ عن عبداللہ بن مغفل مشکوٰۃ ص ۱۰۴) صحابہ کہتے ہیں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے دیکھتے تھے لیکن فلم یامرنا ولم ینھنا نہ ہمیں ان کے پڑھنے کا حکم دیا اور

Marfat.com

نہ منع فرمایا (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۰۵ عن المختار بن فلفل) حالانکہ عبداللہ بن مغفل والی حدیث میں حکم موجود ہے صلوا قبل صلوٰۃ المغرب بلکہ دو دفعہ فرمایا اس بارے میں کوئی تسلی بخش فتویٰ جاری فرمائیں۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک عصر کے بعد دو رکعتیں ادا فرمائیں (بخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا) جبکہ حضرت عمر لوگوں کو عصر کے بعد نماز پڑھنے پہ مارا کرتے تھے کان عمر یضرب الایدی علی صلوٰۃ بعد العصر (رواہ مسلم عن عبداللہ بن مغفل) اسی سے صاحب مشکوٰۃ نے مغرب کے فرضوں سے پہلے کی دو رکعتوں کے نہ پڑھنے کا ارشارہ دیا ہے جیسا کہ اسلوب کلام بتا رہا ہے۔ (ایضاً)

★ وتروں کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ حدیث سے فرمائیں، چار تین، چھ تین، دس تین (ابوداؤد) ایک جگہ ہے سات سے کم نہ پڑھتے اور تیرہ سے زائد نہ پڑھتے (ابوداؤد) ایک میں ہے تین پڑھتے پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں الکافرون اور تیسری میں آخری تین سورتوں کا ذکر ہے پھر فرمایا جو چاہے پانچ پڑھ لے جو چاہے تین پڑھ لے جو چاہے ایک پڑھ لے پھر اس میں دعائیں مختلف ہیں۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ عن ابی ایوب باب ابوتراب مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعتیں پڑھتے آٹھویں رکعت کے سوا کہیں نہ بیٹھتے۔ اسی میں سے تیرہ رکعتیں پڑھتے جن میں پانچ وتر ہوتے اور قعدہ صرف آخر میں ہوتا۔ باب الوتر ابتدائی احادیث جو کہ بخاری و مسلم کی ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز کو دن کے وتر قرار دیا (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۱۸) اور ظاہر ہے مغرب کی تین رکعتیں ہیں لہٰذا وتر بھی تین رکعت قرار پائے۔

★ نماز چاشت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں مین اتنی اہمیت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن بھی اتنی مصروفیت کے باوجود حضرت ام ہانی کے گھر جا کر غسل فرمایا اور آٹھ رکعات نماز چاشت ادا فرمائی۔ (متفق علیہ عن ام ہانی، مشکوٰۃ ص ۱۱۵) اور اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا جو بارہ رکعات چاشت کی ادا کرے اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنایا جائے گا (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۱۶) ایک روایت میں ہے جو دو رکعات چاشت کی ادا کرتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۱۶) حضرت عائشہ فرماتی ہیں آپ نے فرمایا اگر میرے والدین بھی زندہ کر دیئے جائیں تو میں اس نماز کو نہ چھوڑوں (مشکوٰۃ ص ۱۱۶) لیکن بخاری کی حدیث حضرت مورق العجلی سے ہے نہ ابن عمر نے یہ نماز پڑھی نہ حضرت عمر نے اور نہ حضرت ابوبکر نے پوچھا گیا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے تو فرمایا لا اخالہ میرا نہیں خیال کہ آپ نے پڑھی ہو۔ (مشکوٰۃ ص ۱۱۶ باب صلوٰۃ الضحیٰ کی آخری حدیث)

★ صلوٰۃ خسوف و کسوف کی تمام احادیث کو پیش نظر رکھ کر تسلی بخش فتویٰ جاری فرمائیں کہ احادیث کے مطابق ان میں رکوعات اور سجدوں کی تعداد کتنی ہونی چاہئے۔ (دیکھئے باب الخسوف مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

★ نجاشی کے جنازہ سے غائبانہ کی دلیل پکڑتے ہو مگر چار تکبیر کا انکار کیوں؟ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۴۴ آخری حدیث) حضرت

Marfat.com

زید بن ارقم نے پانچ تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھایا اور پوچھنے پہ فرمایا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبرھا۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۱۴۵ پہلی حدیث) لوگوں کا (حیرت سے) سوال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ پہلی مرتبہ انہوں نے چار سے زائد تکبیرات کے ساتھ جنازہ پڑھاتے دیکھا ورنہ سوال کرنے کا مطلب؟ تو پھر جنازہ کتنی تکبیرات کے ساتھ پڑھایا جائے۔ پہلی حدیث متفق علیہ ہے اور دوسری صحیح مسلم کی۔ پھر پہلی حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب بھی ماننا ہوگا کیونکہ آپ نے اسی دن لوگوں کو بتادیا تھا جس دن وصال ہوا حالانکہ کہاں حبشہ اور کہاں مدینہ؟ نعٰی للناس النجاشی الیوم الذی مات فیہ۔

★ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اگرچہ یہودیہ کا ہو (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۴۴) اس حکم کا منسوخ ہونا اگرچہ ثابت ہے مگر کیا جواز باقی ہے یا نہیں؟

★ احرام وصوم کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے (عن ابن عباس، متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۶) دوسری حدیث میں افطر الحاجم والحجوم ہے کہ پچھنے لگوانے والے اور لگانے والے کا روزہ ختم ہوگیا۔ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پچھنے لگوانا آپ لوگ روزہ دار کے لئے مکروہ سمجھتے تھے تو انہوں نے فرمایا لا الا من اجل الضعف۔ نہیں مگر صرف کمزوری کی وجہ سے (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص ۱۷۷) کہاں افطار اور کہاں کراہت۔ لہٰذا لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب میں اگر صلوٰۃ کامل معنی کرلیا جائے گا تو اس حدیث کی بنا پر کیوں نہ درست ہوگا؟

★ سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت دی (متفق علیہ) اور یہ بھی فرمایا: لیس من البر الصوم فی السفر (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۷) اس کے بارے میں حدیث کی روشنی میں واضح حکم بتائیں۔

★ کسی کے ذمے روزے ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۸) نافع نے ابن عمر سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جو مر جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۷۸، فصل ثانی کی پہلی حدیث)

★ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزوں کو کبھی نہیں چھوڑا ان میں سے ایک عشرہ ذی الحجہ کے روزے ہیں۔ (رواہ النسائی مشکوٰۃ ص ۱۸۰) جبکہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صائما فی العشر قط (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۱۷۹) میں نے کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عشرہ ذی الحجہ کے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

★ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۲۳۵) جبکہ حضرت ابورافع بیان کرتے ہیں نکاح بھی حلت میں ہوا شب زفاف بھی وکنت انا الرسول بینھما میں خود دونوں میں قاصد تھا۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۲۳۶)

★ رافع بن خدیج فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کی کمائی (پچھنے لگانے کی کمائی) کو خبیث قرار دیا (رواہ

Marfat.com

مسلم، مشکوٰۃ ص ۲۴۱) جبکہ حضرت انس فرماتے ہیں ابوطیبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے تو آپ نے حکم دیا کہ اس کو ایک صاع کھجوریں دو اور اس کے خراج میں بھی کمی کر دو۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۲۴۲ پہلی حدیث)

★ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ الشفعة في كل شيء (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۲۵۷) حق شفعہ ہر شے میں ثابت ہے اور حضرت عثمان فرماتے ہیں لا شفعة في بئر ولا فحل النحل۔ (رواہ مالک، مشکوٰۃ ص ۲۵۷)

★ حضرت جابر سے روایت ہے بعنا امهات الاولاد على عهد رسول الله و ابي بكر فلما كان عمر نهانا عنه فانتهينا۔ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۲۹۵) ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں امہات الاولاد کی بیع کیا کرتے تھے جب حضرت عمر کا دور آیا تو آپ نے ہمیں اس سے روک دیا پس ہم رک گئے (کسی نے نہ کہا کہ جب حضور علیہ السلام نے نہیں روکا تو آپ کیوں روکتے ہیں جس طرح تین طلاق کے مسئلہ میں غیر مقلدین کہتے ہیں کہ شریعت حضور کی ہے یا عمر کی؟ کیونکہ وہ صحابی تھے وہابی نہ تھے)

★ حضرت عائشہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ چوتھائی دینار سے کم کی چوری پر چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۱۳) جبکہ حضرت ابوہریرہ سے انڈا، رسی کی چوری پر بھی ہاتھ کاٹنا منقول ہے اور یہ حدیث بھی متفق علیہ ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۱۳)

★ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں کے پاس سفر سے رات کو واپس آنے سے منع فرمایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۳۹) جبکہ ص ۳۴۰ پر حضرت جابر ہی سے ابوداود شریف کے حوالے سے ہے رات کے شروع والے حصے میں سفر سے واپسی کو آپ نے بہت اچھا قرار دیا ہے۔

★ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موتیوں کی تھیلی آزاد عورت اور لونڈی میں تقسیم فرمائی اور آپ ہی فرماتی ہیں۔ کان ابی یقسم للحروا لعبد (راہ ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۳۵۶) جبکہ میرے والد آزاد مرد اور غلام میں تقسیم کرتے تھے (حضرت عائشہ نے بھی نہ کہا کہ حضور علیہ السلام تو ایسا کرتے تھے اور آپ یوں کرتے ہیں آج اللہ کے حکم صلوا علیہ وسلموا تسلیما پہ جھگڑا کیا جاتا ہے کہ کیوں پڑھتے ہو، جب مطلقاً حکم الٰہی ہے تو جب بھی پڑھو حکم الٰہی پہ ہی عمل ہو رہا ہے)

★ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۵۹) اور حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی مشکوٰۃ ص ۳۶۱) اسی طرح گوہ کا گوشت آپکے سامنے کھایا گیا اور آپ دیکھتے رہے (گویا اجازت دی) اور ابوداؤد ہی کی روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن بن شبل سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں منع بھی فرمایا ہے:

ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن اكل لحم الضب۔ (مشکوٰۃ ص ۳۶۱)

★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالہ (نجاست کھانے والی گائے) کا

Marfat.com

گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا ہے (ترمذی) ابوداؤد میں ہے کہ اس پہ سواری کرنے سے بھی منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۷۰) آپ کے علماء اس بارے میں کیا فتویٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ خوب مزے لے لے کر کھاتے ہیں یا منع فرماتے ہیں۔ یا فقہاء کرام کا ہی مذاق اڑاتے ہیں۔ ان دلائل میں سے اگر بعض کو آپ نے اپنایا اور بعض کو انہوں نے اپنالیا تو صرف اپنے دلائل کو دیکھ کر ان کو مخالفین حدیث ٹھہراتے ہیں یا ان کے دلائل پہ بھی نظر فرماتے ہیں۔

★ باپ دادا کی قسم اٹھانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے مگر حضرت لقیط العامری فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود باپ کی قسم اٹھائی قال ذلك وابی الجوع (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۲۷۰) ان احادیث پہ ہمارے علماء کے حاشیے دیکھے بغیر جواب دینا ہوگا تا کہ پتہ چلے آپ لوگ کتنے پانی میں ہیں۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر (کوئی مشروب) پینے سے منع فرمایا بلکہ فرمایا فمن نسی منکم فلیستقئ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۳۷۰) جو بھول کر پی لے وہ قے کر دے (وضو کا بچا ہوا پانی اور زمزم کا یہ حکم نہیں) جبکہ ترمذی کی روایت ہے آپ نے خود کھڑے ہو کر پانی پیا اور بیٹھ کر بھی (مشکوٰۃ ص ۳۷۱) اور ابن عمر سے ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چلتے پھرتے کھاتے بھی تھے اور کھڑے ہو کر پیتے بھی تھے۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۷۱)

اسی لئے فقہاء نے فرض، واجب، سنت، موکدہ، غیر موکدہ، اسات، خلاف اولیٰ، حرام، مکروہ تحریمی، تنزیہی، اباحت وغیرہ اصطلاحات قائم کی ہیں تا کہ ہر بات کو نافرمانی اور حرام و خلاف سنت کہہ کر ان جلیل القدر ہستیوں کی توہین کر کے کسی کا ایمان خراب نہ ہو کہ اگر یہ لوگ دین پہ عمل نہیں کرتے تھے تو پھر کون کرے گا؟ مخاطب چونکہ غیر مقلد ہیں لہٰذا وہی اس بارے میں غور کریں ہمارے فقہاء نے تو ہر بات نکھار کر لکھ دی ہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے حضور علیہ السلام کی امت کی خوب خوب راہنمائی فرمائی ہے۔

★ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (گھر میں) ایک بستر مرد کا، دوسرا عورت کا، تیسرا مہمان کا اور چوتھا شیطان کا ہے (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۷۳) اہل حدیث حضرات اس حدیث پہ کہاں تک عمل کرتے ہیں وہ خود جانتے ہیں۔

★ انگوٹھی پہننے کے بارے میں دو احادیث ہیں دونوں ابوداؤد کی ہیں عبداللہ ابن جعفر فرماتے ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتختم فی یمینه اور ابن عمر سے ہے کان النبی یتختم فی یسارہ (مشکوٰۃ ص ۳۷۸) کسی تیسری حدیث کی رو سے فیصلہ آپ فرما دیں کہ انگوٹھی کس ہاتھ میں پہننی چاہئے۔

★ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۸۰) جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اور حضرت عائشہ بھی ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلے ہیں

(ترمذی عن القاسم بن محمد عن عائشہ رضی اللہ عنہا، مشکوٰۃ ص ۳۸۰)

Marfat.com

★ روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، عن عبداللہ بن مغفل) مگر خود کثرت کے ساتھ کنگھی فرمائی یکثردھن راسه و تسریح لحیة (عن انس، مشکوٰۃ ص ۳۸۱) عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بالوں کو زیادہ سنوارنے سے منع فرمایا (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۸۲) دوسری حدیث میں ہے من کان له شعر فلیکرمه جس کے بال ہوں وہ ان کو سنوار کر رکھے۔ (ابوداؤد عن ابی ہریرۃ، مشکوٰۃ ص ۳۸۲)

★ سفید بالوں کو اکھیڑنے سے منع فرمایا اور ان کو نور المسلم قرار دیا اور فرمایا کانت له نورا یوم القیمة پھر ان کا رنگ بدلنے کا حکم بھی دیا (یہ تینوں احادیث کتب صحاح کے حوالے سے مشکوٰۃ ص ۳۸۳ پر موجود ہیں) حضرت انس فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۳۸۴) جبکہ حضرت عثمان بن عبداللہ فرماتے ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک نکالا (موئے مبارک کی زیارت کرائی) تو وہ مخضوب (اس پہ خضاب لگا ہوا تھا) (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص ۳۸۴)

★ زخم کو داغنے سے منع فرمایا (رواہ البخاری عن ابن عباس مشکوٰۃ ص ۳۸۷) مگر حضرت جابر و سعد رضی اللہ عنہما کے زخم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود داغا (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۳۸۷) اور حضرت ابی کے زخم کو داغنے کے لئے طبیب کو بھیجا۔ جس نے ان کا زخم داغا (رواہ مسلم عن جابر، مشکوٰۃ ص ۳۸۷) اسی طرح دم کرنے کی اجازت بھی عطا فرمائی (عن عائشہ، عن ام سلمہ، عن جابر، عن عوف بن مالک مشکوٰۃ ص ۳۸۸) پھر دم کرنے اور داغنے کو توکل کے خلاف بھی قرار دیا (عن المغیرۃ بن شعبۃ، رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۸۹) لا عدوی فرمایا (عن جابر رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۳۹۲) حالانکہ مجذوم کو دور سے بیعت فرمایا اور فرمایا انا قد بایعناك فارجع (رواہ مسلم عن عمرو بن الشرید) دوسری طرف مجذوم کا ہاتھ پکڑا، اس کو اپنے ساتھ بٹھایا اور کھانا کھلایا (عن جابر، رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۳۹۲)

★ خط لکھ کر اوپر مٹی ڈالنے کا حکم دیا (رواہ الترمذی عن جابر، مشکوٰۃ ص ۳۹۹) لکھنے والے کو قلم کان پہ رکھنے کا حکم دیا (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۹۹ عن زید بن ثابت) کیا اہل حدیث حضرات ان احکام پہ بھی عمل کرتے ہیں اور ان روایات کو بھی احادیث مانتے ہیں۔

★ عند الملاقات جھکنے، چومنے سے منع فرمایا (عن انس، رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۰۱) جبکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ملاقات کے وقت خود چوما قبلہ (عن عائشہ، رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۰۳) اس طرح جعفر بن ابی طالب کو قبل ما بین عینیه، عن الشعبی، (مشکوٰۃ ص ۴۰۲) پہ اور بھی احادیث دیکھیں۔ وفد عبدالقیس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بھی چومے اور پاؤں بھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کا ہاتھ چومتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اور ایک دوسرے کے لئے کھڑے بھی ہوتے جبکہ صحابہ کرام کو منع فرمایا کہ لاتقوموا، کھڑے نہ ہوا کرو یہ عجمی لوگوں کا طریقہ ہے پھر بھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے تو گھر میں داخل ہونے تک صحابہ کرام کھڑے رہتے (عن ابی ہریرہ، مشکوٰۃ ص ۴۰۳) اب بتاؤ کس کس پر کیا کیا فتویٰ لگاؤ گے؟ اس لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر فقہاء کرام اور علماء حق کی تصریحات سامنے نہ رکھی جائیں تو

Marfat.com

صرف حدیث پڑھنے سے عام بندے کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔لہٰذا احادیث کو سمجھنے کے لئے سلف صالحین کی راہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔خود آپ کے اپنے عوام وہ کرتے ہیں جو آپ ان کو بتاتے ہیں تو اور تقلید کیا ہوتی ہے؟ جبکہ دلائل تو دونوں طرف موجود ہیں تو گویا انہوں نے آپ کی بات کو بے دلیل مانا۔

★ پشت کے بل یعنی چت لیٹنے (مستلقیا) ایک پاؤں دوسرے پہ رکھ کر سونے سے منع فرمایا (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۰۴) جبکہ حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بالکل اسی طرح لیٹے ہوئے دیکھا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۴۰۴) اسی طرح کی کوئی تیسری حدیث آپ کے پاس ہے تو اس کے ذریعے جواب عنایت کریں ورنہ فقہاء و مجتہدین و محدثین کو گالیاں دینے کی بجائے دعائیں دیں جنہوں نے اس طرح کی احادیث میں تطبیق دیگر امت پہ بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔

★ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نام (یعلی، برکہ، افلح، یسار، نافع وغیرہ) رکھنے سے منع فرمانے کا ارادہ کیا ولم ینه عن ذلك. لیکن منع نہ فرمایا (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۰۷)

لیکن حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا تھا۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۰۷)

★ اشعار و شعراء کی مذمت بھی فرمائی اور خود اشعار سنے بھی پڑھے بھی، پسند بھی فرمائے (دیکھئے پورا باب البیان والشعر ۴۰۹)

★ غیبت کرنے والوں کو نماز، روزہ قضا کرنے کا اور وضو دوبارہ کرنے کا حکم دیا

(روی البیہقی عن ابن عباس فی شعب الایمان، مشکوٰۃ ص ۴۱۵)

کیا آپ کے مفتیانِ کرام کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

★ عبادت میں اللہ کے علاوہ (غیر) کی نیت کرنے کو آپ حضرات بھی شرک فرماتے ہیں اور حدیث میں بھی حضرت ابو ہریرہ سے ہے قال الله تعالٰى انا اغنى الشركاء عن الشرك من عمل عملا اشرك فيه معى غيرى تركته وشركه وفى رواية فانا منه برى هو للذى عمله (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۵۴)

وعن ابی سعید بن ابی فضالہ، فصل ثانی کی پہلی حدیث جبکہ ہجرت جیسے عظیم عمل میں عظیم صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اور اس کے رسول کی نیت کی اور پھر حضور کی بارگاہ ناز میں عرض بھی کیا یا رسول الله ما كانت هجرتى للمال وما كان الا لله ولرسوله. (مشکوٰۃ ص ۳۲۶) اس مسئلہ میں ذرا تفصیلی وضاحت فرمائیں کیونکہ آپ حضرات کو ایسی باتوں میں کچھ زیادہ ہی شرک دکھائی دیتا ہے۔

★ دجال کی دائیں آنکھ "کانی" ہوگی یا بائیں، حضرت عبداللہ سے روایت ہے وان المسيح الدجال اعور عين اليمن كان عينه عنبة طافية یعنی دائیں آنکھ کانی ہوگی (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۴۷۲) جبکہ صحیح مسلم کے حوالے سے حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدجال اعور العين اليسرى کہ اس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی۔

Marfat.com

(مشکوٰۃ ص ۴۷۳) شاید آپ کا فتویٰ ہو کہ دونوں ہی کافی ہوں گی۔

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے بارے میں مشکوٰۃ ص ۵۲۱ باب المبعث و بدء الوحی کی ابتداء میں بخاری و مسلم کی احادیث ابن عباس اور حضرت انس جیسے جید صحابہ کرام سے ہیں۔ ساٹھ سال، تریسٹھ سال، پینسٹھ سال اس بارے میں آپ حضرات قرآن و سنت سے کیسے فیصلہ فرمائیں گے۔ ذرا ہمیں بھی آگاہ کریں اور کسر کو شامل کرنے نہ کرنے کے چکر میں نہ پڑیں کیونکہ یہ تو پھر تقلید ہو جائے گی۔

★ حضرت علی سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کے علاوہ کسی کے لئے اپنے والدین کو فدا کرنے کا ذکر نہیں فرمایا: فداك ابی و اُمی (مشکوٰۃ ص ۵۶۵) متفق علیہ۔ صفحہ کی آخری حدیث۔ ص ۵۶۷ صفحہ کی پہلی حدیث۔ لیکن بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث حضرت زبیر سے بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو بنی قریظہ کی خبر لائے پس میں گیا اور جب واپس آکر خبر دی تو جمع لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابویہ فقال فداك ابی و امی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۵) اب بتاؤ کہ باب مدینۃ العلم کے علم میں کمی نکالو گے یا کوئی اس سے بڑھ کر گستاخی کرو گے۔

★ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زمین پہ جتنے بھی چلنے والے ہیں ان میں سے حضرت عبداللہ بن سلام کے علاوہ میں نے کسی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ انه من اهل الجنة یہ جنت والوں میں سے ہے۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۵۷۵) حالانکہ عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کا نام لے کر فرمایا ابوبکر فی الجنه، عمر فی الجنه...... ایسی باتوں کو لے کر ہی فقہاء پر طعن کرتے ہو ناں، تو ان جلیل القدر صحابہ کے بارے میں کیا کہو گے۔

★ آخری بات یہ ہے کہ مسئلہ ثابت کرنے کا تم نے ایک ہی طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ قرآن و سنت کے ظاہری الفاظ پہ اکتفا کر لیتے ہو حالانکہ اس طرح کئی مقامات پر تمہیں پریشانی ہوگی۔ مثلاً قرآن میں ہے کہ والدین کو اف نہ کہو تو کیا اس سے والدین کو مارنا بطریق اولیٰ ثابت نہیں ہوگا۔ یا صرف اف کہنا ہی جائز نہیں باقی مار کٹائی میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث شریف میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده۔ کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں تو کیا صرف زبان سے اور ہاتھ سے ہی مسلمان کو تکلیف پہنچانا منع ہے اگر پاؤں سے ٹھڈے مارے جائیں تو اس کی اجازت ہے؟ تو فقہاء نے عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص، حقیقت مجاز صریح کنایہ، خاص عام مشترک مؤول۔ خفی مشکل مجمل متشابہ وغیرہ اصطلاحات قائم فرمائی ہیں یہ باقاعدہ قرآن و احادیث میں جاری ہوتی ہیں اور انہی کے ذریعے ہی مذکورہ سوالات کے جوابات حاصل ہو سکیں گے۔ لہٰذا ہمیں ان کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ باقی ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اب آپ کی مرضی ہدایت سے دور رہ کر ظالم بنے رہیں یا ادب کا دامن تھام کر ان کے لئے دعا گو رہیں کیونکہ الایمان کله ادب۔

از خدا جوئیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

Marfat.com

سنن نسائی

کی منتخب احادیث

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر
اردو بازار لاہور

Marfat.com

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	....	نجات کا راستہ
مصنف	....	مفتی غلام حسن قادری (حزب الاحناف لاہور)
پروف ریڈنگ	....	الحاج قاری محمد اصغر علی نورانی جامعہ امیر حمزہ لاہور
صفحات	....	416
تعداد	....	1100
کمپوزنگ	....	فرخ علی
ناشر	....	اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین کہ اس مجموعہ کے ساتھ ہی صحاح ستہ کی منتخب احادیث کا سلسلہ تمام ہوا۔ بخاری، مسلم، ترمذی اور ابوداؤد کی طرح اس مجموعہ کی دونوں کتب کی منتخب احادیث کی نمبرنگ بھی مجموعہ صحاح ستہ مطبوعہ دارالسلام کے مطابق ہے۔ قارئین کرام کو میرے مجموعہ ہائے منتخب احادیث پڑھ کر یہ اندازہ ہو گیا ہوگا کہ جس وسیع پیمانے پہ میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم سے منتخب احادیث کے مجموعے ترتیب دیئے ہیں اس طرز پہ اس سے پہلے کام نہیں ہوا اور یہ سب میرے اساتذہ کرام کی محنت کا نتیجہ ہے جن سے میں نے دورۂ حدیث، مشکوٰۃ شریف اور حدیث کی دیگر کتب پڑھیں اور زمانہ طالبعلمی کا میرا ذوق ہے کہ میں اس طرز پہ حدیث شریف کی تعلیمات آپ حضرات تک پہنچاؤں۔ صرف اس لئے تاکہ جو لوگ حدیث کی بڑی کتب خریدنے سے اور پھر ان کو اٹھا کر پڑھنے سے گھبراتے ہیں، وہ کم از کم صحاح ستہ اور مشکوٰۃ شریف و موطا امام مالک کی احادیث کو خلاصے کے طور پر آسانی سے پڑھ سکیں۔ کوشش یہی کی گئی ہے کہ جن احادیث کی نشاندہی سابقہ مجموعوں میں کی گئی ہے ان کا ذکر اس مجموعہ میں نہ ہو تاکہ تکرار سے بچا جا سکے تاہم بعض اہم مسائل والی احادیث کا ذکر بالتکرار کر بھی دیا گیا ہے تاکہ مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور بعض معنون احادیث کا ذکر عنوان بدل کر کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی حدیث سے کئی طرح کے موضوع سامنے آ جائیں۔ فقہی مسائل والی احادیث کی بہ نسبت فضائل والی احادیث زیادہ لکھی گئی ہیں، صرف اپنے ذوق کے پیش نظر۔ تو پھر اب

آؤ مل کر احمد مختار کی باتیں کریں — لشکر اسلام کے سردار کی باتیں کریں
ظلمتوں میں پیکرِ انوار کی باتیں کریں — حرفِ لا کے شارح اسرار کی باتیں کریں
جذبۂ عشق و محبت کی تسلی کے لئے — ہم مدینے کے در و دیوار کی باتیں کریں
مانگتے ہیں بھیک شاہانِ زمانہ بھی جہاں — آج ہم اُس کوچہ و بازار کی باتیں کریں
جس پہ قربان ہیں جہانِ حسن کی رعنائیاں — خامۂ فطرت کے اس شہکار کی باتیں کریں
دید سے ملتا ہے جس کے دیدہ و دل کو سرور — گنبدِ خضریٰ کے اس مینار کی باتیں کریں
بیٹھتے ہیں دم بخود جس میں فصیحان زمن — ہاں اسی دربارِ گوہر بار کی باتیں کریں
ذکر چھیڑیں رحمت کونین کے اخلاق کا — شافع محشر، شہِ ابرار کی باتیں کریں
جس نے انساں کو دیا درسِ اخوت اے "حسن" — کیوں نہ ہم اس صاحبِ کردار کی باتیں کریں

انشاء اللہ اس کے بعد موطا امام مالک کی منتخب احادیث بھی اسی طرح جمع کرنے کا پروگرام ذہن میں ہے کیونکہ مجھے

Marfat.com

مؤطا امام مالک چند مرتبہ پڑھانے کا موقع ملا ہے تو اس کی کافی احادیث کے حوالہ جات میں نے محفوظ کر لئے ہیں۔ ویسے بھی یہ کتاب پہلے ابن ماجہ کی جگہ صحاح ستہ میں شامل تھی اس لیے دل چاہ رہا ہے کہ اس کی منتخب احادیث بھی منظر عام پہ آ جائیں۔

طویل احادیث کو بتمامہ لکھنے سے گریز کیا گیا ہے تاکہ کتاب کا حجم زیادہ نہ ہو جائے اور ضروری سمجھا تو صرف ایک دو لائنوں میں حوالہ لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ کتاب الفتن کی طویل احادیث اور اشراط الساعۃ کی احادیث میں سے چند احادیث جو مختصر تھیں ان کا حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔ تو آیئے پہلے امام نسائی اور ان کی سنن کے بارے میں پڑھتے ہیں اور پھر سنن نسائی کی منتخب احادیث کے سلسلہ کا آغاز کرتے ہیں۔

؎ خزاں کے دن ہوئے تو کچھ نہ تھا جز خار' گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو کے یہ غنچہ تھا' یہ گل تھا

Marfat.com

امام نسائی

ائمۂ صحاح ستہ میں امام ابوعبدالرحمان نسائی اہم حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ حافظ ابوعلی نیشاپوری کہتے ہیں: میں نے اپنے وطن اور بیرون وطن میں صرف چار ائمہ حدیث دیکھتے ہیں۔ نیشاپور میں محمد بن اسحاق اور ابراہیم بن ابی طالب۔ مصر میں نسائی اور اہواز میں عبدان۔ ان کے علاوہ ابوالحسین بن المظفر نے بیان کیا کہ مصر میں ہمارے تمام مشائخ امام نسائی کے تقدم اور ان کی امامت کا اعتراف کرتے تھے اور حافظ علی بن عمر کہتے ہیں: امام نسائی علم حدیث میں اپنے تمام ہمعصروں پر فائق تھے۔[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں: امام نسائی نقد رجال میں انتہائی محتاط، معتمد اور اپنے تمام معاصرین پر مقدم تھے۔ نیز فرماتے ہیں: فن رجال میں ماہرین کی ایک جماعت نے امام نسائی کو امام مسلم بن حجاج پر بھی ترجیح دی ہے اور دارقطنی وغیرہ نے ان کو فن اسماء رجال اور دیگر علوم حدیث میں امام الائمہ ابوبکر بن خزیمہ صاحب الصحیح سے بھی افضل گردانا ہے[2]۔ اور حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں کہ امام نسائی حدیث، علل حدیث اور اسماء رجال کے علوم میں مسلم، ترمذی اور ابوداؤد سے زیادہ ماہر ہیں اور اس میدان میں وہ ابوزرعہ اور بخاری سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں[3]۔ الغرض امام نسائی ماہرین علوم حدیث کی نظر میں ہمیشہ قابل احترام اور شائقین حدیث میں ہمیشہ مقبول رہے۔ اسی لگن میں زندہ رہے اور اسی راہ میں فوت ہوئے۔

ولادت وسلسلہ نسب

امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ۲۱۵ھ میں خراسان کے ایک مشہور شہر نسا میں پیدا ہوئے[4]۔ امام نسائی کے سال ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے لیکن اس باب میں قول فیصل امام نسائی کے قول کو قرار دینا چاہیے اور وہ فرماتے ہیں: الشبہ بالحق یہی ہے کہ میرا سال پیدائش ۲۱۵ھ ہے۔ حافظ ذہبی اور حافظ عسقلانی کا بھی یہی مختار ہے۔[5] لیکن شاہ عبدالعزیز نے آپ کا سال ولادت ۲۱۴ھ بیان کیا ہے۔

---

[1] ...... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ا، ص ۳۷ تا ۳۸

[2] ...... ایضاً ...... ہدی الساری، ج ا، ص ۲۲

[3] ...... محدث محمد بن اسماعیل، توضیح الافکار جلد ا، ص ۲۲۰

[4] ...... امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج، ص ۶۹۸

[5] ...... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب، جلد ا، ص ۳۸

Marfat.com

ابتدائی حالات

ابتدائی تعلیم کے بعد پندرہ سال کی عمر میں امام نسائی نے علم حدیث کی تحصیل شروع کی۔ سب سے پہلے وہ قتیبہ بن سعید بلخی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں ایک سال دو ماہ رہ کر علم حدیث حاصل کیا[1]۔ بعدازاں دوسرے اساتذہ حدیث کی طرف رجوع کیا۔

احادیث کے لئے سفر

امام نسائی نے دوردراز شہروں میں جا کر علم حدیث کا اکتساب کیا اور احادیث کی طلب اور روایت کی خاطر متعدد سفر اختیار کیے۔ جن شہروں میں جا کر آپ نے علم حدیث حاصل کیا۔ ان میں حجاز، عراق، شام، خراسان اور مصر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کا مولد اور وطن خراسان ہے لیکن بعد میں آپ نے مصر میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

اساتذہ و مشائخ

امام نسائی نے اپنے وقت کے نادر اور یگانہ روزگار مشائخ سے سماع حدیث کا شرف حاصل کیا جن میں ان حضرات کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ قتیبہ بن سعید، اسحاق بن راہویہ، ہشام بن عمار، عیسیٰ بن زغبہ، محمد بن نصر مروزی ابوکریب، سوید بن نصر، محمود بن غیلان، محمد بن بشار، علی بن حجر، ابوداؤد سلیمان بن اشعث اور ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری۔[2]

تلامذہ

امام نسائی کے تلامذہ کا سلسلہ بھی بہت وسیع ہے۔ متعدد شہروں سے کثیر تعداد میں طلبہ آ کر آپ سے اکتساب فیض کیا کرتے تھے۔ چند تلامذہ کے اسماء یہ ہیں۔ عبدالکریم بن احمد نسائی، ابوبکر احمد بن اسحاق ابن السنی، ابوعلی الحسن بن الخضر الاسیوطی، الحسن بن رشیق العسکری، حافظ ابوالقاسم اندلسی، علی بن ابوجعفر طحاوی، ابوبکر بن حداد فقیہ، ابوجعفر عقیلی، ابوعلی بن ہارون، حافظ ابوعلی نیشاپوری، ابوالقاسم طبرانی وغیرہم۔[3]

شخصیت اور عام حالات زندگی

امام نسائی ملیح رنگ کے نہایت خوبصورت شخص تھے۔ بے حد توانا اور جسیم تھے۔ ان کے بدن پر عموماً خون کی سرخی دوڑتی رہتی تھی۔ ان کا دسترخوان انواع و اقسام کے لذیذ کھانوں سے پر رہتا تھا۔ عام طور پر مرغ وغیرہ بھنوا کر کھایا کرتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ کھانے کے بعد نبیذ پیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ خوش وضع اور خوش پوشاک تھے اور انتہائی قیمتی اور عمدہ

---

[1] ...... امام ابوعبداللہ ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ص ۶۹۸

[2] ...... امام ابوعبداللہ ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۹۸

[3] ...... شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۷

Marfat.com

لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ آپ کی چار بیویاں تھیں اور کنیزوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے ساتھ رہتی تھی۔[1]

عبادت وریاضت

امام نسائی بے حد عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔ ایک دن روزہ دار ایک دن افطار صوم داؤدی طریقہ کو اپنایا ہوا تھا۔ طبیعت اور مزاج میں حد درجہ استغناء تھا۔ اس لیے حکام کی مجلس سے ہمیشہ احتراز کرتے تھے۔

امام نسائی عقائد میں بھی راسخ اور متصلب تھے۔ جس زمانہ میں معتزلہ کے عقیدۂ خلق قرآن کا چرچا تھا۔ ان دنوں محمد بن اعین نے ایک مرتبہ عبداللہ بن مبارک سے کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ جو شخص آیہ کریمہ اننی انا اللّٰہ لا الہ الا انا فاعبدنی کو مخلوق مانے وہ کافر ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: یہ حق ہے۔ امام نسائی نے جب یہ روایت سنی تو کہا: میرا بھی یہی مذہب ہے۔[2]

عبادات میں امام نسائی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حافظ محمد بن مظفر اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں: امام نسائی دن کے وقت میں امیر مصر کے ساتھ جہاد کرتے اور رات ساری عبادت میں گزار دیتے تھے۔ طبعاً فیاض تھے اور مسلمان قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑایا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اسوہ رسول کو اپنانے اور اخلاق صالحین کے تخلق میں گزاری یہاں تک کہ دمشق میں خوارج کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔[3]

تشیع کی بحث

امام نسائی اخیر عمر میں مصر سے دمشق تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگ امیر معاویہ کی شان اور فضیلت میں انتہائی غالی اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں انتہائی متعصب تھے بلکہ دمشق میں اس وقت اکثریت ہی ان لوگوں کی تھی جو حضرت علی کے بارے میں علی الاعلان بدگوئی کیا کرتے تھے۔ امام نسائی نے جب وہاں بدعقیدگی کی یہ فضا دیکھی تو اصلاح عقائد کی غرض سے حضرت علی کے مناقب پر مشتمل کتاب الخصائص تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کی تصنیف سے ان کا مقصد حضرت علی کے فضائل اور مناقب کا احصاء کرنا تھا۔ اس لیے اس میں بعض ایسی روایات بھی آ گئی ہیں جو روایت اور روایت کے اصول پر صحیح نہیں ہیں۔

خصائص کی تصنیف کے بعد امام نسائی نے دمشق کی جامع مسجد میں لوگوں کے سامنے اس کو پڑھ کر سنایا۔ چونکہ یہ کتاب وہاں کے لوگوں کے نظریات کیخلاف تھی اس لیے اس کتاب کو سن کر وہاں کے لوگ مشتعل ہو گئے۔ مجمع سے کسی شخص نے کہا ہمیں آپ کوئی ایسی روایت سنائیں جس سے حضرت معاویہ کی حضرت علی پر برتری ظاہر ہو۔ آپ نے جواب میں فرمایا: کیا معاویہ کے لئے علی کے مساوی ہونا کافی نہیں ہے جو تم برتری کا سوال کر رہے ہو۔ کسی نے کہا: آپ حضرت معاویہ کے فضائل بھی بیان کریں۔ آپ نے جواب میں فرمایا: مجھے معاویہ کے بارے میں لا اشبع اللّٰہ بطنہ کے سوا اور کوئی حدیث نہیں ملی۔ اس بات

---

[1] ۔۔۔۔۔الذہبی م ۷۴۸ھ تذکرۃ' ج ۲' ص ۶۹۸ تا ۶۹۹

[2] ۔۔۔۔۔الذہبی م ۷۴۸ھ تذکرۃ' ج ۲' ص ۷۰۰

[3] ۔۔۔۔۔امام ابوعبداللہ ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ' جلد ۲' ص ۷۰۰

Marfat.com

کا سنناتھا کہ وہ لوگ آگ بگولہ ہو گئے اور تمام آداب کو بالائے طاق رکھ کر انہوں نے آپ کو زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ اس حادثہ میں آپ کو شدید ضربات پہنچیں۔ بعض اشقیاء نے آپ کے جسم کے نازک حصوں پر بھی لاٹھیاں ماریں جس کی وجہ سے آپ بہت نڈھال اور بے حال ہو گئے۔[1]

یہ ہے وہ قضیہ جس کی بناپر بعض لوگوں نے آپ کو رفض کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ اس الزام سے آپ کا دور کا علاقہ بھی نہیں تھا۔ بعض لوگوں نے اس باب میں بن خلکان کی اس عبارت سے دھوکا کھایا ہے۔ وکان یتشیع[2] (وہ تشیع کرتے تھے) علامہ ابن خلکان نے امام نسائی کے لئے تشیع کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور تشیع اور رفض میں بہت فرق ہے اس کی تحقیق کے لئے علامہ ابن حجر کا یہ کلام ملاحظہ فرمایئے:

فالتشیع فی عرف المتقدمین ھواعتقاد تفضیل علی علی عثمان وان کان علیامصیبا فی حروبه وان مخالفه مخطی مع تقدیم الشیخین وتفضیلھما الی ان قال واما التشیع فی عرف المتاخرین فھو الرفض المحض۔ (شہاب الدین ابن حجر العسقلانی التوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب جلد اص ۹۷)

متقدمین کی اصطلاح میں حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت دینے کو تشیع کہتے ہیں جبکہ حضرت علی کو تمام جنگوں میں حق پر اور ان کے مخالف کو خطا کار مانا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت علی پر شیخین کے تقدم اور ان کی فضیلت کو بھی مانا جائے اور متاخرین کی اصطلاح میں تشیع محض رفض کو کہتے ہیں۔

نیز علامہ عسقلانی اسی موضوع پر بحث کرتے ہوئے مقدمہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

والتشیع محبة علی وتقدیمه علی الصحابة فمن قدمه علی ابی بکر و عمر فھو غال فی تشیعه و یطلق علیه رافضی ولا فشیعی' فان انضاف الی ذالك السب اوالتصریح بالبغض فغال فی الرفض۔ (ھدی الساری ج ۲ ص ۳۱)

حضرت علی کی محبت اور انہیں صحابہ سے افضل جاننے کو تشیع کہتے ہیں پس جو شخص انہیں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بھی افضل جانے وہ غالی شیعہ ہے جس کو رافضی کہتے ہیں ورنہ وہ شیعی ہے اور اگر وہ شیخین کو سب وشتم بھی کرے یا ان سے بغض ظاہر کرے تو وہ غالی رافضی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص حضرت علی کو شیخین سے افضل جانے وہ رافضی اور جو ان کو حضرت عثمان سے افضل جانے وہ شیعہ ہے لیکن امام نسائی کی تصانیف سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ وہ حضرت علی کو شیخین یا حضرت عثمان پر فضیلت دیتے ہوں۔ انہوں نے اپنی کتاب السنن میں بیعت حضرت ابوبکر کے وقت حضرت عمر کا یہ فرمان روایت کیا ہے: الستم تعلمون ان رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قدامر ابابکر ان یصلی بالناس فایکم تطیب نفسه ان یتقدم ابابکر قالوا نعوذ

[1] ...... امام ابوعبداللہ ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ص ۶۹۹ تا ۷۰۰

[2] ...... قاضی شمس الدین احمد بن محمد المعروف بابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ وفیات الاعیان جلد ا ص ۳۵

Marfat.com

باللہ ان نتقدم ابابکر (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ا ص ۹۷) (حضرت عمر نے سقیفہ بنو ساعدہ میں مہاجرین اور انصار کے اجتماع سے خطاب کر کے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو امامت کرانے کا حکم دیا؟ پھر تم میں سے کون ابوبکر پر مقدم ہونا چاہتا ہے۔ ان سب نے بیک زبان ہو کر کہا ہم ابوبکر پر مقدم ہونے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں) امام نسائی کی اس روایت کے ہوتے ہوئے ان کی طرف تشیع کی نسبت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جبکہ انہوں نے باقی صحابہ کے فضائل بھی تصنیف کیے ہیں۔ چنانچہ ان کے شاگرد محمد بن موسیٰ مامونی فرماتے ہیں:

سمعت قد ماینکرون علی ابی عبدالرحمان کتاب الخصائص لعلی رضی اللہ عنه وترکه تصنیف فضائل الشیخین فذکرت له ذالك فقال دخلت دمشق والمنحرف عن علی بها کثیر فصنفت کتاب الخصائص رجوت ان یهدیهم اللہ ثم انه صنف بعد ذالك الصحابة.

(ابوعبدالرحمان شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۹۹)

مجھے معلوم ہے کہ بعض لوگ حضرت علی کے فضائل لکھنے اور فضائل شیخین پر کچھ نہ لکھنے کی وجہ سے امام ابوعبدالرحمان نسائی کا انکار کرتے ہیں تو میں نے اس مسئلہ پر امام نسائی سے گفتگو کی تو انہوں نے فرمایا: جب میں دمشق گیا تو وہاں اکثر لوگوں کو حضرت علی سے منحرف پایا۔ پس میں نے خصائص علی اس توقع سے تصنیف کیے کہ وہ لوگ راہ راست پر آ جائیں۔ مامونی کہتے ہیں اس کے بعد انہوں نے باقی صحابہ کے فضائل بھی تصنیف کیے۔

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ امام نسائی حسب مراتب تمام صحابہ کے فضائل کے معتقد تھے۔ البتہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی سے محبت میں شدت کی وجہ سے ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا تشیع کی طرف میلان تھا۔ اسی وجہ سے ابن کثیر نے لکھا ہے وقد قیل عنه انه کان ینسب الی شیء هو التشیع (کہا گیا ہے کہ وہ کچھ تشیع کی طرف مائل تھے)

تصانیف

امام نسائی نے کثرت مشاغل کے باوجود متعدد کتب تصنیف کی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) السنن الکبریٰ (۲) المجتبیٰ (۳) خصائص علی (۴) مسند علی (۵) مسند مالک (۶) مسند منصور (۷) فضائل الصحابۃ (۸) کتاب التمییز (۹) کتاب المدلسین (۱۰) کتاب الضعفاء (۱۱) کتاب الاخوۃ (۱۲) کتاب الجرح والتعدیل (۱۳) مشیخۃ النسائی (۱۴) اسماء الرواۃ (۱۵) مناسک حج۔

وفات

امام نسائی نے جب دمشق کی مسجد میں خصائص علی کا اقتباس سنایا اور لوگوں نے آپ کو زدوکوب کیا تو خدام اٹھا کر آپ کو گھر لے آئے۔ آپ نے فرمایا: مجھے فوراً مکہ معظمہ پہنچا دو تا کہ مکہ یا اس کے راستہ میں میرا انتقال ہو جائے چنانچہ مکہ معظمہ پہنچنے پر ۱۳ صفر ۳۰۳ھ کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ وصال کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان آپ کو دفن کر دیا گیا اور بعض روایات کے مطابق مکہ جاتے ہوئے راستہ میں رملہ (فلسطین) کے مقام پر آپ کا وصال ہو گیا اور وہاں سے آپ کی نعش مکہ معظمہ پہنچائی گئی۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ بستان المحدثین ص ۱۸) حافظ ذہبی کے قول کے مطابق یہی بات صحیح ہے۔

Marfat.com

سنن نسائی

امام نسائی کی سنن کتب صحاح ستہ میں انتہائی اہم حیثیت رکھتی ہے۔ امام نسائی نے اپنی کتاب میں عام طور پر صحیح الاسناد روایات بیان کی ہیں حافظ سیوطی زہر الربی میں لکھتے ہیں کہ امام نسائی نے فرمایا ہے کہ کتاب السنن کی اکثر احادیث صحیح ہیں۔ البتہ بعض احادیث معلول ہیں اور جس انتخاب کا نام مجتبیٰ رکھا گیا ہے اس کی کل احادیث صحیح ہیں (امام نسائی کا یہ قول تقریب پر محمول ہے ورنہ المجتبیٰ میں بھی شاذ، منکر اور معلل روایات موجود ہیں۔ منہ)۔ بعض مشاہیر علماء نے بیان کیا ہے کہ سنن نسائی، امام بخاری اور امام مسلم دونوں کے طریقوں کی جامع ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب افادیت میں ان کی کتابوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ امام نسائی نے اپنی سنن میں صرف روایات کو جمع ہی نہیں کیا بلکہ علل حدیث اور دیگر فنون حدیث کا بھی بیان فرمایا ہے۔ حافظ ابوعبداللہ بن رشید فرماتے ہیں: علم حدیث میں جس قدر کتابیں تالیف ہوئی ہیں یہ کتاب تصنیف کے لحاظ سے ان سب سے بہتر اور ترتیب کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ ہے۔ خصوصیات کے لحاظ سے یہ بخاری اور مسلم کے اسلوب کی جامع اور بیان علل میں یہ ان سے منفرد اور ممتاز ہے۔ (حافظ شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ فتح المغیث ص ۱۲)

حافظ سیوطی لکھتے ہیں کہ امام ابوالحسن نے کہا ہے کہ جب تم محدثین کی روایات پر نظر ڈالو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ جس حدیث کا نام نسائی اخراج کرتے ہیں۔ وہ باقی محدثین کے اخراج کی بہ نسبت صحت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ (حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ مقدمہ زہر الربی ص ۳۰) بعض مغاربہ سنن نسائی کو صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ حافظ سخاوی فرماتے ہیں: بعض مغربی محدثین نے تصریح کی ہے کہ امام نسائی کی کتاب امام بخاری کی صحیح سے زیادہ بہتر ہے۔ (حافظ شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ فتح المغیث ص ۱۲) اور محدث ابن احمر نے اپنے بعض مشائخ سے یہاں تک روایت کیا ہے کہ سنن نسائی علم حدیث کی تمام مصنفات میں سب سے افضل ہے اور کتب اسلامیہ میں سنن نسائی اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ (حافظ شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ فتح المغیث ص ۱۲)

تسمیہ اور سبب تالیف

امام نسائی نے ابتداء میں حدیث کی ایک مبسوط کتاب تالیف کی جس کا نام سنن کبریٰ رکھا۔ سید جمال الدین فرماتے ہیں: یہ ایک عظیم کتاب ہے اور طرق حدیث کے جمع اور بیان مخرج میں آج تک اس کتاب کی کوئی نظیر سامنے نہیں آئی۔

(محدث ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۲۵)

امام نسائی نے تالیف کے بعد امیر رملہ (فلسطین) کے سامنے اس کتاب کو پیش کیا۔ امیر نے پوچھا: کیا آپ کی اس کتاب میں تمام احادیث صحیح ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، اس میں صحیح اور حسن دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں۔ امیر نے عرض کیا: آپ اس

Marfat.com

کتاب میں سے میرے لیے ان احادیث کو منتخب فرما دیں جو تمام تر صحیح ہوں۔ لہٰذا امیر کی اس فرمائش پر آپ نے سنن کبریٰ میں سے احادیث صحیحہ کا انتخاب فرمایا اور وہ احادیث جن کی اسانید میں کلام کیا گیا تھا۔ اس مجموعہ سے خارج کر دیں اور اس انتخاب کا نام انہوں نے المجتبیٰ رکھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں: یہ نام المجتنیٰ ہے۔ بہر حال ان دونوں لفظوں میں معنیً مقاربت ہے۔ مجتبیٰ کے معنی منتخب کے ہیں اور مجتنیٰ اجتناء سے ماخوذ ہے جس کے معنی درخت سے پختہ میوے چننے کے ہیں۔ اس کتاب کو سنن صغریٰ بھی کہتے ہیں اور عرف عام میں یہ سنن نسائی کے نام سے مشہور ہے اور جب محدثین مطلقاً رواہ النسائی کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد یہی کتاب ہوتی ہے۔ اسی طرح جب مطلقاً کتب ستہ یا اصول ستہ کہیں تو ان کتب ستہ میں یہی کتاب معتبر ہوتی ہے۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ بستان المحدثین ص ۲۹۷) اور اطلاقات محدثین میں سنن کبریٰ کا اعتبار نہیں ہوتا۔

مصنف سنن نسائی کی تحقیق

تمام علماء اور محققین کے نزدیک یہ امر معروف اور محقق ہے کہ کتاب السنن امام نسائی کی تصنیف ہے اس کے برخلاف حافظ ذہبی نے یہ کہا ہے کہ یہ کتاب امام نسائی کے شاگرد ابن السنی کی تصنیف ہے کیونکہ انہوں نے ہی سنن کبریٰ کا اختصار کیا اور اس کا نام المجتبیٰ رکھا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: بل المجتبیٰ اختصار ابن السنی تلمیذ النسائی۔ (علامہ محمد بن اسماعیل امیر یمانی توضیح الافکار ج ا ص ۲۲۱) لیکن جمہور علماء اور محققین اس تحقیق میں ان کا ساتھ نہیں دیتے کیونکہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اور حافظ سیوطی ملا علی قاری شیخ عبدالحق اور شاہ عبدالعزیز وغیرہم نے اپنی اپنی تصانیف میں امیر رملہ کی فرمائش کا واقعہ بیان کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ امام نسائی نے خود اس کتاب کا سنن کبریٰ سے اختصار کیا ہے۔ نیز حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام نسائی کو تہذیب التہذیب میں صاحب کتاب السنن کے نام سے تعبیر کیا ہے اور ابن السنی کے ساتھ امام نسائی کے نو شاگردوں کا ذکر کیا ہے جو امام نسائی سے کتاب السنن کی روایت کرتے ہیں۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ا ص ۳۷) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کتاب السنن کے بارے میں امام نسائی خود فرماتے ہیں: کتاب السنن صحیح کلہ۔ (امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ مقدمہ زہر الربی ص ۳۵) اس تفصیل کے بعد اس بات میں شک کرنے کی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ کتاب خود امام نسائی کی تالیف ہے۔

اسلوب

امام نسائی نے اپنی اس تصنیف کی ترتیب اور تالیف میں جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ اکثر کتب صحاح کے اسالیب کا جامع ہے انہوں نے امام بخاری کی طرح ایک حدیث کو متعدد ابواب میں ذکر کر کے اس سے مختلف مسائل کا اثبات کیا ہے۔ امام مسلم کے طرز پر ایک حدیث کے تمام طرق کو اختلاف الفاظ کے ساتھ روایت کر کے ایک جگہ جمع کیا ہے۔ امام ابوداؤد کے انداز پر صرف احکام فقہیہ سے متعلق احادیث کی تدوین کی ہے اور امام ترمذی کی طرح احادیث کے ذیل میں ان پر فنی نقطہ نگاہ سے گفتگو کی ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں جن میں سے چند کا ذکر مع امثلہ کیا جاتا ہے۔

(۱) امام بخاری کی طرح امام نسائی بھی ایک حدیث کو متعدد مسائل کے اثبات کے لئے مختلف ابواب کے تحت ذکر کرتے

Marfat.com

ہیں۔مثلاً اسامۃ بن عمیر سے ایک روایت ہے:ان اللہ عزوجل لا یقبل صلوٰۃ بغیر طھور ولا صدقۃ من غلول اس حدیث کوامام نسائی نے کتاب الطہارۃ میں بھی ذکر کیا ہےاور کتاب الزکوٰۃ میں بھی۔اسی طرح ضمام بن ثعلبہ کی وہ روایت جس میں اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارکان اسلام دریافت کیے ہیں اس کوامام نسائی نے کتاب الصلوٰۃ کے باب کم فرضت فی الیوم واللیلہ اور کتاب الایمان میں باب الزکوٰۃ کے تحت ذکر کیا۔نیز حدیث جبریٔل کوکتاب الایمان کے باب نعت الایمان اور باب صفت الایمان والسلام میں ذکر کیا ہے۔

(۲)ایک حدیث جس قدر طرق اور اسانید سے مروی ہوامام نسائی اس حدیث کواختلاف الفاظ کے ساتھ ان تمام طرق سے ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں جیسا کہ امام مسلم کا طریقہ ہے لیکن امام نسائی میں یہ خوبی زائد ہے کہ وہ تمام طرق ذکر کرنے کے بعد بسا اوقات ان طرق میں جو اسانید مجروح ہوں ان کی نشاندہی کر دیتے ہیں اور بسا اوقات ان طرق کے درمیان محاکمہ کرتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ ان میں کون سا طریقہ صحیح اور کون سا مبنی برخطا ہےاور اگر تمام اسانید صحیح ہوں تو بتلاتے ہیں کہ ان میں سے کون سا طریقہ اصح ہےاور ارجح کون سی اسناد ہے۔مثلاً امام نسائی باب النہی عن التبتل کے تحت وہ حدیث لائے جس میں حضور نے تجرد سے منع فرمایا ہے۔اس حدیث کوانہوں نے پانچ طرق سے ذکر کیا ہے جن میں سے تین طرق پر جرح کی ہے۔ایک روایت اسماعیل بن مسعود کی ہے جس کی سند میں اشعث ہے۔دوسری روایت اسحاق بن ابراہیم کی ہے جس کی سند میں قتادہ ہے۔فرماتے ہیں:قتادہ اشعث سے زیادہ احفظ اور اشعث اثبت ہے مگر اشعث کی حدیث اشبہ بالصواب ہے۔تیسری روایت یحیٰی بن موسیٰ کی ہے۔اس کی سند میں اوزاعی ہیں جو زہری سے روایت کرتے ہیں۔امام نسائی فرماتے ہیں:اوزاعی کا زہری سے سماع ثابت نہیں ہے۔اسی طرح باب التوقیت فی الخیار کے تحت وہ حدیث لائے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کواختیار دیا تھا کہ وہ تنگی گذران کی وجہ سے حضور کوچھوڑ دیں یا اس کے باوجود حضور کے نکاح میں رہیں۔اس حدیث کوانہوں نے دوسندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔پہلی سند یونس بن عبد عن ابن وہب عن موسیٰ بن علی ہےاور دوسری سند محمد بن عبدالاعلیٰ عن محمد بن ثور عن معمر ہے۔ان دونوں سندوں کے ساتھ حدیثوں کوذکر کرنے کے بعد دوسری حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:قال ابوعبدالرحمان ھذا خطاء والاول اولیٰ بالصواب۔(امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۸۶)

اسی طرح مردار جانور کی کھال کے استعمال کے جواز میں حدیث ان لا تنتفعوا من المیتۃ باھاب کوانہوں نے جلود المیتۃ میں اختلاف الفاظ کے ساتھ چار اور طرق سے ذکر کیا ہے۔اس طرح اس حدیث کوانہوں نے اٹھارہ طرق سے ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد ان اٹھارہ طرق کے درمیان محاکمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:قال ابوعبدالرحمان اصح ما فی ھذا الباب فی جلود المیتۃ اذا دبغت حدیث الزھری عن عبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباس عن میمونہ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۶۹) یعنی ان اٹھارہ حدیثوں میں جو صحیح ترین حدیث ہے وہ زہری کی۔عن عبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباس عن میمونہ ہےاور وہ حدیث یہ ہے:ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرعلی شاۃ میتہ ملقاۃ فقال لمن ھذا فقالوا لمیمونۃ فقال ما علیھا لوانتفعت باھا بھا قالوا انھا میتۃ

Marfat.com

فقال انما حرم اللہ عزوجل اکلھا۔(امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۶۸)

(۳) بعض مرتبہ ایک حدیث سند غریب سے مرفوعاً مروی ہوتی ہے اور سند مشہور کے لحاظ سے وہ حدیث موقوف ہوتی ہے۔ایسی صورت میں امام نسائی اس کی غرابت اور وقف کا بیان کر دیتے ہیں مثلاً روایت کرتے ہیں۔ان قتیبة بن سعید عن مالك عن عمرو بن یحیی عن سعید بن یسار عن ابن عمر قال رایت رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یصلی علی حمار وھو متوجه الی خیبر۔اس کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں:قال ابوعبدالرحمان لانعلم احدا تابع عمرو بن یحییٰ عن قوله یصلی علی حمارو وحدیث یحیی بن سعید عن انس الصواب موقوف۔(امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۷۶) یعنی اس حدیث کے رفع میں عمرو بن یحییٰ متفرد ہیں اور اصل میں یہ حدیث موقوف ہے۔

(۴) بعض اوقات ایک حدیث مضطرب المتن ہوتی ہے یعنی راوی ایک حدیث کے متن کو دوسری حدیث کے متن میں ملا دیتا ہے۔ایسی صورت میں امام نسائی اس کی وضاحت کر دیتے ہیں۔مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی ہے:عن عائشه قالت مالعن رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من لعنة تذکر وکان اذا کان قریب عهد بجبرئیل عنیه السلام یدارسه کان اجود بالخیر من الریح المرسلة۔دراصل یہ الگ الگ حدیثیں ہیں جن کو راوی نے ملا دیا ہے۔امام نسائی لکھتے ہیں:قال ابوعبدالرحمان هذا خطاء وادخل هذا حدیثا فی حدیث(امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۲۱۳)

(۵) بعض اوقات ایک حدیث فی نفسہ مشہور ہوتی ہے لیکن بعض الفاظ کے لحاظ سے اس کو غریب قرار دیا جاتا ہے۔ایسی شکل میں امام نسائی اس کی غرابت کا بیان کر دیتے ہیں مثلاً وہ روایت کرتے ہیں۔اخبرنا علی بن حجر اخبرنا علی بن مسهر عن الاعمش عن ابی رزین وابی صالح عن ابی هریرة قال قال رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذا ولغ الکلب فی اناء احد کم فلیرقه فلیغسله سبع مرات۔(امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۰) اس حدیث میں صرف علی بن مسہر نے فلیرقہ کے الفاظ کی روایت کی ہے۔دوسرے راوی اس کی متابعت نہیں کرتے اس لیے امام نسائی فرماتے ہیں:قال ابوعبدالرحمان لااعلم احدا تابع علی بن مسهر علی قوله فلیرقه.

(۶) جو حدیث شاذ اور غیر محفوظ ہو اس کی تصریح کر دیتے ہیں مثلاً حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں:ان رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رای علیها مسکتی ذهب الحدیث۔(امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۲۴۵) اس کے بعد فرماتے ہیں:قال ابوعبدالرحمان هذا غیر محفوظ۔یعنی یہ حدیث شاذ ہے۔

(۷) جو حدیث منکر ہو اس کی تعیین کر دیتے ہیں مثلاً انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے ایک روایت ذکر کی ہے کہ حضور نے فرمایا:امرك بیدك تین طلاقیں ہیں۔اس کے بعد فرماتے ہیں:قال ابوعبدالرحمان هذا حدیث۔(امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۸۲) یعنی یہ حدیث منکر ہے۔

Marfat.com

(۸) بعض اوقات ایک حدیث کسی راوی سے موصولاً ذکر کرتے ہیں لیکن وہ روایت درحقیقت مرسل ہوتی ہے۔ اس صورت میں امام نسائی اس کا ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ روایت کرتے ہیں: اخبرنا محمد بن وهب قال حدثنا محمد بن سلمة عن ابی عبدالرحیم قال حدثنی زید بن ابی انیسه عن طلحة بن مصرف عن یحییٰ بن سعید عن انس بن مالك قال قدم اعراب من عرینة الی النبی صلی الله علیه وسلم الحدیث۔ اس کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابوعبدالرحمن لا نعلم احد اقال عن یحیی بن انس فی هذا الحدیث غیر طلحة والصواب عندی والله اعلم یحیی عن سعید بن المسیب مرسل۔ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۳۳) یعنی اس حدیث کے تمام طرق میں سے صرف طلحہ نے عن یحییٰ عن سعید عن انس روایت کر کے اس کو موصول قرار دیا درحقیقت یہ حدیث سعید بن المسیب سے مرسلاً مروی ہے۔

(۹) امام نسائی حدیث مرسل اور منقطع میں کوئی فرق نہیں کرتے اور حدیث منقطع پر بھی مرسل کا اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً وہ روایت کرتے ہیں۔ اخبرنا اسحاق بن ابراهیم قال حدثنا نصربن محمد المروزی ثقة قال حدثنا العلاء بن المسیب عن عمرو بن مرة عن طلحه بن یزید الانصاری عن حذیفة انه صلی مع رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فی رمضان فرکع فقال فی رکوعه سبحان ربی العظیم مثل ماکان قائما الحدیث۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابوعبدالرحمان هذا الحدیث عندی مرسل و طلحة بن یزید لا اعلم سمع من حذیفه وغیر العلاء بن المسیب قال فی هذا الحدیث عن طلحة عن رجل عن حذیفة۔ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۲) خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث میں طلحہ اور حذیفہ کے درمیان ایک اور شیخ کا واسطہ ہے جس کا دوسرے راوی ذکر کرتے ہیں مگر طلحہ نے اس کا ذکر نہیں کیا اس لیے یہ حدیث منقطع قرار پائی اور امام نسائی نے اس کو مرسل کہا ہے۔ خیال رہے کہ امام نسائی کا حدیث منقطع پر مرسل کا اطلاق کرنا بعض محدثین کے مذہب کے مطابق ہے کیونکہ بہت سے محدثین مثلاً امام ابوزرعہ ابوحاتم اور دارقطنی وغیرہ حدیث مرسل اور منقطع میں فرق نہیں کرتے۔

(۱۰) بعض دفعہ شیخ کی بیان کی ہوئی سند میں کسی راوی کا نام صحیح نہیں ہوتا تو حدیث ذکر کرنے کے بعد امام نسائی راوی کی اصلاح کر دیتے ہیں مثلاً روایت کرتے ہیں اخبرنا سوید بن نصر قال اخبرنا عبدالله وهوا بن مبارك عن شعبه عن مالك عن عرفطة عن عبد خیر عن علی انه اتی بکرسی فقعد علیه ثم دعا بتورفیه ماء الحدیث۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں: قال ابوعبدالرحمان هذا خطاء والصواب خالد بن عقلمة لیس مالك بن عرفطة۔ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۳) یعنی سند حدیث میں جس راوی کا نام مالک بن عرفطہ ذکر کیا گیا ہے اس کا نام اصل میں خالد بن علقمہ ہے۔

(۱۱) اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی غریب راوی آ جائے تو اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ مثلاً روایت کرتے ہیں اخبرنا بشر بن خالد العسکری قال حدثنا عنه وقال حدثنا شعبة عن سلیمان و منصور و حماد ومغیرة

Marfat.com

وابی ھاشم عن ابی وائل عن عبداللّٰہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فی التشھد التحیات للّٰہ الحدیث۔اس کے بعد لکھتے ہیں قال ابوعبدالرحمان ابوھاشم غریب۔

(امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۱۷)

(۱۲) بعض اوقات سند حدیث میں کوئی راوی قوی نہیں ہوتا تو اس کا تعین کر دیتے ہیں۔مثلاً روایت کرتے ہیں: اخبرنا احمد بن نصر قال حدثنا یحیی بن ابی بکیر قال حدثنا ابوجعفر الرازی عن محمد بن المنکدر عن سعید بن جبیر عن عائشۃ ان رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قال فذکر نحوہ۔اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابوعبدالرحمان ابوجعفر الرازی لیس بالقوی فی الحدیث (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۳)۔ یعنی اس سند میں ابوجعفر نام کا ایک راوی ہے جو قوی نہیں ہے۔

(۱۳) اسی طرح اگر سند میں کوئی راوی ضعیف ہو تو اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں مثلاً روایت کرتے ہیں۔ اخبرنا محمد بن عبداللّٰہ بن المبارك قال حدثنی یحیی بن اسحاق قال حدثنا محمد بن سلمان عن سھیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من صلی فی یوم ثنتی عشرہ رکعۃ الحدیث اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابوعبدالرحمان ھذا خطاء و محمد بن سلیمان ضعیف وھو ابن الاصبھانی۔(امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۵) یعنی اس سند میں محمد بن سلمان نام کا ایک ضعیف راوی ہے۔

(۱۴) اگر ایک نام کے دو راوی ہوں اور ان میں سے ایک راوی ضعیف اور دوسرا قوی ہو تو اس کا بیان کر دیتے ہیں۔مثلاً روایت کرتے ہیں: اخبرنا محمد بن عبداللّٰہ بن بزیع قال ثنا بشر یعنی ابن المفضل قال اخبرنا عبدالرحمان بن اسحاق عن الزھری عن سھل بن سعد قال رایت مروان بن الحکم جالسا الحدیث۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: قال ابوعبدالرحمان عبدالرحمان بن اسحاق ھذا لیس بہ باس و عبدالرحمان بن اسحاق یروی عنہ علی بن مسھر وابو معاویۃ و عبدالواحد بن زیاد عن النعمان بن سعد لیس بثقۃ۔(امام عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۴۳) یعنی عبدالرحمان بن اسحاق نام کے دو راوی ہیں ایک وہ جن سے بشر بن مفضل اور ابراہیم بن طہمان روایت کرتے ہیں۔ یہ قوی راوی ہیں اور اس حدیث میں انہیں سے روایت ہے اور ایک عبدالرحمان بن اسحاق وہ ہیں جن سے علی بن مسہر اور ابومعاویہ وغیرہ روایت کرتے ہیں یہ ضعیف راوی ہیں۔

(۱۵) بعض دفعہ کسی راوی میں کوئی ابہام ہوتا ہے تو اس کی کسی صفت کا ذکر کر کے اس ابہام کا ازالہ کر دیتے ہیں۔مثلاً ایک جگہ اثناء سند میں محمد بن ابراہیم کا ذکر کیا پھر اخیر میں اس کی وضاحت کی کہ وہ ابوبکر بن ابی شیبہ کے والد ہیں۔لہذا لکھتے ہیں: قال ابوعبدالرحمٰن محمد بن ابراھیم والد ابی بکر بن ابی شیبہ۔ (امام عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۶

(۱۶) بسا اوقات امام نسائی حدیث کے راویوں کے مراتب اور ایک استاذ کے متعدد شاگردوں کے درجات کا بھی تعین کرتے ہیں۔مثلاً انہوں نے وتر کے بعد ذکر بالجہر کے جواز پر یہ روایت ذکر کی: فاذا اراد ان ینصرف قال سبحان

Marfat.com

الملك القدوس ثلثا یرفع بها صوته۔ اس روایت کو اختلاف الفاظ کے ساتھ انہوں نے پانچ طرق سے ذکر کیا ہے۔ اولاً یہ روایت قاسم بن یزید سے ثانیاً محمد بن عبید سے اور ثالثاً ابونعیم سے ذکر کی ہے پھر ان تینوں طرق کے مراتب کا فرق بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: قال ابوعبدالرحمان ابونصیر اثبت عند نامن محمد بن عبید ومن قاسم بن یزید۔ یعنی پہلے دو راویوں کی نسبت ابونعیم راجح ہے اور ابونعیم سفیان سے روایت کرتے ہیں۔ اس لیے سفیان کے شاگردوں میں ابونعیم کی حیثیت متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں: واثبت اصحاب سفیان عندنا واللہ اعلم یحیی بن سعید القطان ثم عبداللہ بن المبارك ثم وکیع بن الجراح ثم عبدالرحمان بن مهدی ثم ابونعیم۔ (امام عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۰) یعنی سفیان کے شاگردوں میں ابونعیم پانچویں درجہ میں شمار ہوتے ہیں۔

(۱۷) بعض دفعہ امام نسائی کسی حدیث کی تخریج میں دوسرے ائمہ حدیث سے اختلاف کرتے ہیں۔ پھر اپنے موقف پر عقلی اور نقلی دلائل فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے ایک روایت ذکر کی: اخبرنا اسحاق بن ابراهیم قال قرأت علی ابی قرة موسیٰ بن طارق عن ابن جریج قال حدثنا عبداللہ بن عثمان بنؒ خثیم عن ابی الزبیر عن جابران النبی صلی اللہ علیه وسلم حین رجع من عمرة الجعرانة بعث ابابکر علی الحج الحدیث۔ اس حدیث کی سند میں ابن جریج اور ابوالزبیر کے درمیان ایک راوی ہے۔ ابن خثیم جوضعیف ہے۔ دوسرے ائمہ حدیث جب اس روایت کو ذکر کرتے ہیں تو ابن جریج اور ابوالزبیر کے درمیان ابن خثیم کا ذکر نہیں کرتے۔ امام نسائی نے اس کا ذکر اس وجہ سے کیا ہے کہ درمیان میں اس کا ذکر نہ کرنے کی صورت میں یہ حدیث منقطع ہو جائے گی۔ چنانچہ لکھتے ہیں: قال ابوعبدالرحمان ابن خثیم لیس بالقوی فی الحدیث وانما اخرجت هذا لئلا یجعل ابن جریج عن ابی الزبیرؓ۔ پھر اپنی تخریج کی تائید کے لئے ان محدثین کے حوالے دیتے ہیں جنہوں نے ابن خثیم کا اسناد میں ذکر کیا ہے۔ پس لکھتے ہیں: وما کتبناہ الاعن اسحاق بن راهویه بن ابراهیم۔ ویحییٰ بن سعید القطان لم یترك الحدیث ابن خثیم ولا عبدالرحمان یعنی اسحاق، یحییٰ اور عبدالرحمان یہ سب لوگ ابن خثیم سے روایت کرتے ہیں۔ اخیر میں ابن خثیم کے ضعف کی وجہ بتلاتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ان علی بن المدینی قال ابن خثیم منکر الحدیث۔ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۳۴)

(۱۸) سنن نسائی میں ایک جگہ امام نسائی نے ایک حدیث سب سے طویل اسناد کے ساتھ بیان فرمائی ہے جس میں چھ تابعین کا ذکر ہے اور اس حدیث کے بعد امام نسائی لکھتے ہیں۔ میرے علم میں اس سے طویل اسناد اور کوئی نہیں ہے وہ روایت یہ ہے: اخبرنا محمد بن بشار حدثنا عبدالرحمان حدثنا زائدة عن منصور عن هلال بن یساف عن ربیع بن خثیم عن عمر وبن میمون عن ابی لیلیٰ عن امراة عن ابی ایوب عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال قل هواللہ احد ثلث القران قال ابوعبدالرحمان ما اعرف اسناد اطول من هذا۔ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۰۰)

(۱۹) بعض دفعہ متن حدیث میں کوئی مشکل لفظ مستعمل ہوتا ہے تو امام نسائی اس کا آسان لفظ کے ساتھ معنی بیان کر دیتے ہیں چنانچہ امام نسائی نے ایک روایت ذکر کی کہ ایک اعرابی نے مسجد میں آ کر پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام اس کو ڈانٹنے لگے تو حضور

Marfat.com

لی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاتذرموہ امام نسائی اس کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: قال ابو عبدالرحمان یعنی لا تقطعوا علیہ۔ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۹)

(۲۰) امام نسائی نے سنن صغریٰ کی تالیف میں انتہائی غور وفکر تتبع اور تحقیق سے کام لیا ہے اس کے باوجود جس بات کی کنہ تک پہنچنے سے قاصر رہتے ہیں صاف کہہ دیتے ہیں۔ لم افھم کما اردت میں اس بات کو حسب منشا نہیں سمجھ سکا۔

شرائط

فن حدیث کے ماہرین نے امام نسائی کی شرائط کو بڑی اہمیت سے بیان کیا ہے۔ بعض لوگ شرائط کے لحاظ سے امام نسائی کو امام مسلم پر ترجیح دیتے تھے۔ حافظ ابوعلی نیشاپوری کہتے ہیں: رجال میں امام نسائی کی شرائط امام مسلم سے زیادہ سخت ہیں اسی طرح حاکم نیشاپوری اور خطیب بغدادی نے بھی امام نسائی کی شرائط کو امام مسلم کی شرائط سے زیادہ سخت قرار دیا ہے۔

(حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۶)

اور بعض لوگ تو شرائط کے لحاظ سے امام نسائی کو امام بخاری پر ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ ابن طاہر کہتے ہیں میں نے امام ابوالقاسم سعد بن علی زنجانی سے ایک راوی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کی توثیق کی۔ میں نے کہا کہ امام نسائی تو اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ رجال میں امام نسائی کی شرائط امام بخاری اور امام مسلم سے زیادہ سخت ہیں۔ (شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۷۰۰) اور حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ بہت سے راوی ایسے ہیں جن کی روایت کو امام ابوداؤد اور امام ترمذی قبول کر لیتے ہیں لیکن امام نسائی ان سے روایت نہیں لیتے بلکہ امام نسائی نے تو صحیحین کے راویوں کی ایک جماعت سے بھی روایت میں احتراز کیا ہے۔ (حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ مقدمہ زہر الربیٰ ص ۳۵)

امام نسائی کی شرائط کے بارے میں اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں لیکن ان کو ماننے میں ہمیں تامل ہے کیونکہ ان باتوں کے ماننے سے لازم آتا ہے کہ سنن نسائی کی احادیث صحت اور قوت کے اعتبار سے صحیحین کی احادیث سے زیادہ معتمد ہوں اور یہ واقعہ اور تحقیق کے سراسر خلاف ہے کیونکہ خود امام نسائی کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہے کہ ان کی اس کتاب میں شاذ، منکر، منقطع، معلول، مضطرب اور مرسل روایات بکثرت موجود ہیں اس لیے امام نسائی کی شرائط کے بارے میں ان کا اپنا بیان کیا ہوا ضابطہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ لا یترك عندی حتی یجتمع الجمیع علی ترکه۔ یعنی وہ کسی راوی کو اس وقت جائز الروایت سمجھتے ہیں جب تک کہ اس کے ترک پر سب کا اتفاق نہ ہو اور سنن نسائی میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ اولاً کسی موضوع پر حدیث صحیح کو درج کرتے ہیں اور اگر حدیث صحیح نہ مل سکے تو حدیث ضعیف کو بھی لے آتے ہیں مگر اس کے ضعف کی تصریح کر دیتے ہیں۔

حافظ ابوبکر حازمی نے شروط الائمہ میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوداؤد کی طرح امام نسائی بھی کامل الضبط اور کثیر الملازمۃ کامل الضبط اور قلیل الملازمۃ اور ناقص الضبط اور کثیر الملازمۃ راویوں کے ان طبقوں سے استیعاب کرتے ہیں اور ناقص الضبط اور قلیل الملازمۃ سے انتخاب کرتے ہیں اور پانچویں طبقہ سے اصلاً روایت نہیں کرتے۔

Marfat.com

اور حافظ جلال الدین سیوطی نے مقدمہ زہر الربیٰ میں بیان کیا ہے کہ احادیث نسائی کی تین قسمیں ہیں۔
(۱) وہ احادیث جو بخاری اور مسلم میں ہیں۔
(۲) وہ احادیث جو بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق ہیں۔
(۳) وہ احادیث جن کا خود امام نسائی نے اخراج کیا اور اگر ان میں کوئی علت تھی تو اس کا بیان کر دیا۔

تعداد مرویات

بعض تذکرہ نگاروں کی تصریح کے مطابق سنن نسائی کی مرویات کی کل تعداد پانچ ہزار سات سو اکسٹھ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تسامح

کتاب السنن میں بعض مقامات پر تتبع کی کمی کی وجہ سے امام نسائی سے تسامح بھی واقع ہوا ہے۔ عام طور پر کسی حدیث کے بارے میں امام نسائی یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ فرد ہے اور اس کا کوئی متابع نہیں ہے حالانکہ واقع میں اس کے بہت سے متابع ہوتے ہیں۔ مثلاً امام نسائی نے حماد سے فاطمہ بنت ابی جیش کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذکر کیا ہے: انما ذالك عرق وليست بالحيضة فاذا قبلت الحيضة فدعى الصلوة واذا ادبرت فاغتسلي عنك الدم و توضي وصلي فانما ذالك عرق وليست بالحيضة۔ اس حدیث کے بارے میں امام نسائی فرماتے ہیں: قال ابوعبدالرحمان قدروى هذا الحديث غير واحد عن هشام بن عروة ولم يذكر فيه و توضي غير حماد۔ (امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۳۹) یعنی اس حدیث کے راویوں میں سے صرف حماد نے وتوضی کا لفظ ذکر کیا ہے حالانکہ حماد اس زیادتی میں منفرد نہیں ہیں بلکہ اور راویوں نے بھی اس حدیث میں توضی کا ذکر کیا ہے چنانچہ امام بخاری نے محمد بن سلام عن ابی معاویہ عن هشام عن عروة عن عائشه کی سند سے یہ حدیث روایت کی ہے اور اس میں سے ثم توضي لكل صلوة حتى يجئي ذالك الوقت۔ (امام ابوعبداللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶) اسی طرح امام ترمذی نے بھی ابومعاویہ کی روایت سے وتوضیء کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: قال ابومعاوية في حديثه وقال توضئي لكل صلوة حتى يجئي ذلك الوقت۔ (امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۴۴) امام ابوداؤد نے حماد اور ابومعاویہ کے علاوہ ایک اور سند سے اس حدیث کو روایت کیا جس میں وتوضئی کا لفظ مذکور ہے اور وہ روایت اس طرح ہے۔ حدثنا محمد بن المثنى نا محمد بن ابي عدى عمه يعني ابن عمر قال ثنى ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن فاطمة بنت ابي جيش...... فاذا كان الآخر فتوضيء وصلي فانما هو عرق...... (امام ابوداؤد بحستانی متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ص ۳۹) اس کے علاوہ بیہقی نے ایک اور سند سے وتوضئی کا ذکر کیا ہے۔ (ابوبکر احمد بن علی البیہقی متوفی ۴۵۸ھ سنن کبریٰ ج ۱ ص ۳۲۵) پس اس تفصیل اور تحقیق سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وتوضئی کی روایت میں حماد تنہا نہیں ہیں اور ان پر تفرد کا حکم لگانا امام نسائی کا محض تسامح ہے۔ یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ اس قسم کے مسامحات سنن نسائی میں کافی تعداد میں ہیں۔

Marfat.com

شروح وحواشی

صحاح ستہ کی دوسری کتب کی جس قدر شروح اور تعلیقات تحریر میں آئی ہیں۔ سنن نسائی کی شروح اور حواشی پر اس قدر توجہ نہیں دی گئی اس کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ یہ کتاب آسان اور سہل الحصول ہے۔ دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ سنن نسائی کی اکثر احادیث چونکہ دوسری کتب صحاح میں آ چکی ہے اور وہاں ان کی مفصل شرح کی جا چکی ہے اس لیے سنن نسائی کے عنوان سے ان احادیث کی مزید شرح نہیں کی گئی۔

سنن نسائی کی ایک مشہور شرح الامعان فی شرح سنن النسائی لابی عبدالرحمان کے نام سے ہے۔ یہ شرح علامہ ابوالحسن علی بن عبداللہ الانصاری المتوفی ۵۶۷ھ کی تالیف ہے۔ (ابوبکر محمد بن محمود وطری متوفی ۱۰۰۲ھ نیل الابدتاج' ص ۲۰۰) اور یہ غالباً سنن کی سب سے پہلی مبسوط شرح ہے جس میں بہت سے مفید مطلب مباحث آ گئے ہیں۔ دوسری شرح ابن الملقن متوفی ۸۰۴ھ نے زوائد نسائی کے نام سے لکھی ہے۔ تیسری شرح زہر الربیٰ علی المجتبیٰ کے نام سے حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے تحریر کی۔ اس شرح کو قبول عام حاصل ہوا۔ سنن نسائی کے موجودہ نسخوں کے حواشی پر اس کتاب کو چھاپ دیا گیا ہے۔ (حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون' ج ۲' ص ۱۰۰۷) ان شروحات کے علاوہ سنن نسائی پر حواشی اور تعلیقات کو بھی تصنیف کیا گیا جن میں حاشیہ سندھی بہت مشہور ہے۔

سنن نسائی کے رواۃ

امام نسائی سے جن لوگوں نے اس کتاب کو روایت کیا ہے ان کے اسماء یہ ہیں: (۱) عبدالکریم بن نسائی (۲) ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی (۳) ابوعلی الحسن بن الخضر الاسیوطی (۴) الحسن بن رشیق العسکری (۵) الحافظ ابوالقاسم حمزۃ بن محمد الکنانی (۶) ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن زکریا (۷) محمد بن معاویہ بن الاحمر (۸) محمد بن قاسم الاندلسی (۹) علی بن ابی جعفر طحاوی (۱۰) ابوبکر بن محمد احمد۔ (ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب' ج ۱' ص ۳۷)

ماخوذ از تذکرۃ المحدثین

Marfat.com

کِتَابُ الطَّهَارَةِ (پاکیزگی کا بیان)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهٗ فِيْ وَضُوْئِهٖ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ۔" (حدیث ۱)

جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہوتو وہ اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈالے جب تک کہ اسے تین مرتبہ دھو نہ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ (دوران نیند) اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری (یعنی کس کس جگہ پہ لگتا رہا)

شریعت کا ہر حکم علت کے ساتھ جُڑا ہوا ہے

نووی فرماتے ہیں: امام شافعی اور ان کے علاوہ علماء نے اس حدیث کا معنی یوں بیان فرمایا ہے کہ اہل حجاز چونکہ پتھروں سے استنجا کرتے تھے اور گرم علاقے کے رہنے والے تھے تو سونے کے دوران پسینہ آ جاتا اور نجاست کی جگہ ہاتھ لگنے کا امکان ہوتا۔ امام بیضاوی نے فرمایا: اس میں اشارہ ہے کہ ہاتھ دھونے کا حکم نجاست کے احتمال کی وجہ سے ہے کیونکہ شریعت جب ایک حکم دیتی ہے تو اس کی علت بھی بیان کرتی ہے تا کہ معلوم ہو کہ یہ حکم اس علت کی وجہ سے ہے اور اسی قبیل سے محرم کے بارے میں حدیث کے اندر آیا جو کہ حالت احرام میں گرا اور فوت ہو گیا۔ فانه يبعث ملبيا کہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔ اسی لیے اس کو خوشبو لگانے سے منع کیا اور اس کی علت بھی بیان فرما دی۔ وهي كونه محرما۔ کیونکہ حالت احرام میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا: اگر کسی کو یقین ہو کہ اس کا ہاتھ نجاست کی جگہ پہ نہیں لگا یا پانی سے استنجا کر کے سویا ہے یا ایسا لباس پہنے ہوئے ہے (شلوار پاجامہ وغیرہ) کہ ہاتھ پہ نجاست لگنے کا امکان نہیں تو پھر علت نہ ہونے کی وجہ سے یہ حکم بھی نہ ہوگا۔

مسواک کی اہمیت وفضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو سو کر اٹھتے تو مسواک کے ساتھ اپنا دھن مبارک صاف فرماتے (حدیث ۲) حالانکہ حضور علیہ السلام کے دھن اقدس سے ناگوار بو کے آنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تو پھر ہمارے لیے اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ سونے سے پہلے بھی مسواک کر لیا کریں اور سو کر اٹھنے کے بعد بھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ۔" مسواک منہ کو پاک کرنے والی بھی ہے اور رضائے الٰہی کے حصول کا سبب بھی ہے (حدیث نمبر ۵)

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "قَدْ اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ ۔" میں تمہیں کثرت کے ساتھ مسواک کرنے کا فرما چکا ہوں یا میں تمہیں مسواک کی بہت تاکید کر چکا ہوں (حدیث ۶) لیکن مسواک کو فرض یا واجب کیوں نہیں قرار دیا اس کی وجہ بھی خود ہی بیان فرمادی:

"لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ۔"

اگر میں اپنی امت کے لئے یہ بات تکلیف دہ نہ سمجھتا تو اسے ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا (حدیث ۷) لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی حالت یہ تھی کہ حضرت شریح بن ہانی فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ حضور علیہ السلام جب گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام کون سا کرتے؟ تو انہوں نے فرمایا: بالسِّوَاكِ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے مسواک فرماتے (حدیث ۸) مسواک کرنے میں کثرت کے ساتھ مبالغہ بھی فرماتے چنانچہ حدیث نمبر تین میں ہے کہ مسواک کرتے ہوئے حضور علیہ السلام عاعا کی آواز نکالتے ۔ (عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ)

فطرت کے کام

مندرجہ ذیل کاموں کو فطرتی خصائل قرار دیا گیا (مگر ان پہ سنت کا ثواب ہے) یعنی فطرت سے مراد صرف عادتاً نہیں ۔

(۱) اَلْاِخْتِتَانُ ۔ ختنہ کرانا (۲) اَلْاِسْتِحْدَادُ ۔ موئے زیر ناف مونڈنا (۳) قَصُّ الشَّارِبِ ۔ مونچھوں کو کاٹنا یعنی پست کرانا (۴) تَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ ۔ ناخنوں کو کاٹنا (۵) نَتْفُ الْاِبْطِ ۔ بغلوں کے بال اکھیڑنا (حدیث ۹) ان کاموں کو فطرتی خصائل اس لیے فرمایا گیا کہ یہ پرانی سنتیں ہیں جو کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے برابر منقول ہیں ۔ زیر ناف بالوں کی صفائی کے بارے میں حدیث کے اندر حَلْقُ الْعَانَةِ کے الفاظ بھی آئے ہیں ۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر چکا ۔ (حدیث ۱۱) مونچھوں کے بارے میں ایک حدیث کے اندر ہے ۔ "مَنْ لَمْ يَأْخُذْ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا ۔" جو مونچھوں کے بال نہ لے یعنی نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں ہے (حدیث ۱۳) یاد رہے اکثر سلف صالحین کے نزدیک مونچھوں کا کٹوانا ہی بہتر ہے نہ کہ منڈوانا بلکہ منڈوانے کو مکروہ لکھا گیا ہے اور کٹوانا بھی اس قدر کہ پانی وغیرہ پیتے وقت مونچھوں کے بال مشروب کو نہ لگیں یعنی اوپر والا ہونٹ عمل ننگا رہے ۔ ان کاموں کی انتہائی مدت حضور علیہ السلام نے چالیس دن رات مقرر فرمائی (حدیث ۱۴) ایک حدیث میں داڑھی اور مونچھ دونوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى ۔" (بكسر اللام افصح من ضمه جمع لحية ۔ نسائی شریف ص ۴۲ بین السطور) مونچھوں کو کٹاؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ ۔ (حدیث ۱۵)

داڑھی مبارک کے بارے میں دیگر روایات وفتاویٰ

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم احسن الناس قوامًا واحسن الناس وجهًا واطيب الناس ريحًا والين الناس كفًا وكانت له جمةٌ الى شحمة اذنيه وكانت لحيته قد ملأت من ههنا الى ههنا امر يديه على عارضيه (تہذیب ابن عساکر ج ۱ ص ۳۲۱ المعجم ص ۱۹ فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۱۳۳)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کی بناوٹ تمام انسانوں سے بہتر، چہرہ انور تمام عالم سے خوب تر، مہک سارے زمانہ سے خوشبوتر، ہتھیلیاں سب لوگوں سے نرم تر، بال کانوں کی لوتک (پھر اپنے رخساروں پر اشارہ کر کے بتایا کہ) ریش مبارک (ڈاڑھی) یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔

(2) خالفوا المشركين احفوا الشوارب واوفروا اللحية

(بخاری، ج:۲، ص:۸۷۵، کتاب الآثار، ص:۲۳۲، لابی یوسف/کتاب الآثار امام محمد، ص:۱۹۸، مصنف ابن ابی شیبہ، ج:۸، ص:۳۷۵، ابوداؤد، ج:۱، ص:۲۲۱، مشکوٰۃ، ص:۳۸۰، مرقات، ج:۱۰، ص:۲۹۰)

حضور پرنور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: مشرکوں کا خلاف کرو، مونچھیں خوب پست (ابرو کی مثل) اور ڈاڑھیاں کثیر وافر رکھو۔ (ایک مٹھی برابر)

(اس مفہوم کیلئے دیکھئے مسلم، ج:۱، ص:۱۲۹، جامع صغیر، ج:۱، ص:۱۲، طحاوی، ج:۲، ص:۳۳۳، مجمع الزوائد، ج:۵، ص:۸۶)

(3) جزوا الشوارب وارخوا اللحى خالفوا المجوس

(احمد، طبرانی، صحیح مسلم، ج:۱، ص:۱۲۹، اسی مفہوم کی حدیث شیعہ کی کتاب حلیۃ المتقین، ص:۶۰)

مونچھیں کترو اور ڈاڑھیاں بڑھنے دو، آتش پرستوں کا خلاف کرو۔

کسریٰ ایران کے ایلچی دربارِ رسالت میں

جب حضور اقدس ﷺ نے ہدایت اسلام کا فرمان، سگ ایران خسرو پرویز (قتلہ اللّٰہ تعالٰی) کے پاس بھیجا تو اس نے فرمان اقدس چاک کر دیا۔ (العیاذ باللّٰہ تعالٰی) اور باذان (گورنر) صوبہ یمن کو لکھا کہ دو مضبوط آدمی بھیج کر انہیں یہاں بلائے۔ باذان نے اپنے داروغہ اور ایک پارسی خرخسرہ نامی کو مدینہ روانہ کیا۔ یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ سید عالم ﷺ کو ان کی طرف نظر فرماتے کراہیت آئی اور فرمایا: ویلکما من امر کما بھٰذا، خرابی ہو تمہارے لیے کس نے تمہیں اس کا حکم دیا؟ وہ بولے: ہمارے رب خسرو پرویز (خبیث) نے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: لٰکن ربی امرنی ان احفی شاربی واعفی لحیتی۔ مگر مجھے تو میرے رب نے ڈاڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم فرمایا ہے۔

(ابن سعد فی الطبقات، ج:۱، ص:۴۴۹، تاریخ الخمیس، ج:۲، ص:۳۵، تاریخ ابن جریر، ج:۳، ص:۹۰، البدایہ والنہایہ، ج:۴، ص:۲۷۰)

مسلمان اس حدیث کو یاد رکھیں کہ وہ دونوں شخص اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے، نہ احکام اسلام سے آگاہ تھے۔ ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس ﷺ نے ان کی صورت دیکھنے سے کراہیت کی تو جو مسلمان جان بوجھ کر مصطفیٰ ﷺ کے خلاف مجوسیوں کے موافق ایسی گندی صورت بنائے، وہ کس قدر حضور اکرم ﷺ کی کراہیت و بیزاری کا باعث ہوگا۔ مسلمان کی پناہ، امان، نجات، رستگاری جو کچھ ہے حضور علیہ السلام کی نظر رحمت میں ہے۔ اللہ کی پناہ اس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرماتے کراہیت لائیں۔ (ماخوذ از لمعۃ الضحی فی اعفاء اللحی، ص:۲۹، فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰، ص:۱۲۸، از اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ)

Marfat.com

(فر)شتوں کی تسبیح

حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جن کی تسبیح یہ ہے''۔

سبحلن من زين الرجال باللحٰى وزين النسآء بالذو آئب

(درمختار' ج:۲' ص:۴۰۷' ردالمحتار' ج:۲' ص:۵۱۶' البدائع الصنائع' ج:۲' ص:۱۴۱' تبیین الحقائق' ج:۲' ص:۴۹' بحرالرائق' ج:۲' ص:۲۵۵' مرقاۃ' ج:۲' ص:۴۰' کیمیائے سعادت ص:۱۴۰)

پاکی ہے اسے جس نے مردوں کو زینت دی ڈاڑھیوں سے اور عورتوں کو گیسوؤں (لمبے بالوں) سے۔

(6) لا تمثلوا بآدمي ولا بهيمةٍ

(اسی مفہوم کیلئے بیہقی' ج:۹' ص:۱۹' جامع صغیر' ج:۲' ص:۱۸۹' ابوداؤد' ج:۱' ص:۳۵۲' طبرانی' ج:۱۱' ص:۴۹' طحاوی' ج:۳' ص:۸۲' مسلم' ج۱' ص:۸۲)

مثلہ نہ کرو نہ کسی آدمی کو نہ چوپائے کو (یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ نہ کاٹو)۔

ہدایہ میں ہے:

حلق الشعر فی حقها مثلةٌ كحلق اللحية فی حق الرجال

(کیمیائے سعادت' ص:۱۴۰' احیاء العلوم' ج:۱' ص:۲۲۹' بحرالرائق' ج:۸' ص:۱۳۱' تبیین الحقائق' ج:۲' ص:۱۳۰)

عورت کے سر کے بال مونڈنا اس کے حق میں مثلہ ہے جیسے مردوں کے حق میں ڈاڑھی مونڈنا مثلہ ہے۔

ڈاڑھی کی مقدار کے بارے میں ائمہ اربعہ کا فتویٰ

حنفی' شافعی' مالکی اور حنبلی چاروں مذاہب میں ڈاڑھی ایک مشت رکھنا لازمی ہے۔ درمختار' فتح القدیر' بحرالرائق وغیرہا معتبر کتب فقہ میں لکھا ہے:

واما الاخذ منها وهی دون القبضة كما يفعلهٗ بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احدٌ

(کیمیائے سعادت' ص:۱۴۰' مرقات' ج:۱' ص:۴' فتح القدیر' ج:۲' ص:۷۷)

جب تک ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم ہے' اس میں سے کچھ لینا جس طرح کہ بعض مغربی اور مخنث آدمی کرتے ہیں' اسے کسی نے حلال نہیں کیا اور سب لے لینا (یعنی بالکل ہی منڈا دینا) آتش پرستوں' یہودیوں' ہندوؤں اور بعض فرنگیوں کا فعل ہے۔

سرور عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

من تشبه بقوم فهو منهم (ابوداؤد' ج:۲' ص:۲۰۳' مسند امام احمد' ج:۲' ص:۵۰' جامع صغیر' ج:۲' ص:۱۶۷' مشکوٰۃ' ص:۳۷۵)

یعنی جو شخص کسی قوم کی شکل بنائے وہ انہیں میں سے ہے۔ (اس کا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا)

ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹ سکتے ہیں

كان النبی صلی الله تعالٰی عليه وآله وسلم ياخذ من لحيته من عرضها وطولها

(ترمذی' ص:۳۹۸' شعب الایمان' ج:۵' ص:۲۲۱' فتح القدیر' ج:۲' ص:۷۶' ردالمحتار' ج:۲' ص:۶۱۷' مرقات' ج:۲' ص:۲۹۸)

Marfat.com

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ڈاڑھی مبارک چوڑائی اور لمبائی میں چھانٹ لیا کرتے تھے۔ (البنایہ شرح ہدایہ ج:۳ ص:۳۴۶)

قال محمد بن الحسن فی کتب الاٰثار اخبرنا ابوحنیفة عن الهیثم بن ابی الهیثم عن ابن عمر (رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما) انه کان یقبض علی لحیته ثم یقص ما تحت القبضة ورواه ابوداؤد والنسائی (کتاب الآثار ص:۱۹۸)

محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں فرمایا: ہمیں امام ابوحنیفہ نے حضرت ہیثم بن ابی ہیثم سے خبر دی۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پھر جو ڈاڑھی مٹھی سے نیچے ہوتی' اسے کاٹ دیتے اور اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

(باختلاف الفاظ یہ روایت ان کتب میں بھی موجود ہے۔ بخاری' ج:۲' ص:۸۷۵' ابوداؤد' ج:۱' ص:۲۲۱' کتاب الآثار لابی یوسف' ص:۲۳۲' احیاء العلوم ج: ص:۱۲۷' کتاب الآثار امام محمد' ص:۲۷' فتح القدیر' ج:۲' ص:۷۷' فتح الباری' ج:۱۰' ص:۲۸۸)

مسئلہ: داڑھی منڈانے والا یا خشخشی رکھنے والا یا کترواکر حد شرع سے کم کرنے والا فاسق معلن ہے۔ ایسے شخص کی امامت اذان اور اقامت مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

(شرح غنیۃ المستملی' ص:۲۶۵' فتاویٰ امجدیہ' ج:۱' ص:۱۱۴' مراقی الفلاح' ص:۸۸' صرح فی اکثر کتب الفقہ)

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل
ہالۂ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

قضائے حاجت کے لئے آبادی سے دور جانا اور اس بارے میں رخصت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے آبادی سے دور تشریف لے جاتے (تاکہ ستر قائم رہے) حدیث ۱۷-۱۶- اور اس بارے میں دور نہ جانے کی رخصت بھی عنایت فرمائی جیسا کہ حدیث ۱۸ پر امام نسائی نے باب باندھا الرخصة فی ترك ذلك۔ ان احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص جنگل وغیرہ میں ہے جہاں آڑ نہیں تو دور جانا بہتر ہے تاکہ کسی کی نظر نہ پڑے اور اگر پردہ یا آڑ وغیرہ ہو تو دور جانے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ آج کل گھروں میں یہ سہولتیں موجود ہیں۔ بہر حال یہ سب شرم وحیا کی وجہ سے ہے اور حیا ایمان کا ایک اہم جز ہے۔

حدیث ۱۸ میں ہی ہے کہ حضور علیہ السلام نے قوم کے کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ (روڑی) پہ کھڑے ہو کر بول فرمایا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ وہاں گندگی تھی یا آپ کی پشت مبارک میں درد تھا۔ بعض نے کہا اس لیے تاکہ دوسری جانب سے حدیث نہ نکلے اور یہ کھڑے ہونے میں ہی اطمینان وتسلی سے ہو سکتا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہاں نجاست ہوگی اور جگہ گیلی ہوگی۔ لہٰذا اپنے اوپر چھینٹے پڑنے کے خدشہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر بول فرمایا۔ علاوہ ازیں حضور علیہ السلام نے ہمیشہ بیٹھ کر ہی بول مبارک فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو شخص تمہیں یہ کہے: حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ فَلَا تُصَدِّقُوْهُ مَا كَانَ يَبُوْلُ اِلَّا جَالِسًا ۔ اس کی تصدیق نہ کرو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ہی پیشاب

Marfat.com

فرماتے تھے۔(حدیث ۲۹)اس روایت کوامام ترمذی نے بھی لکھااور فرمایا: پیشاب کرنے کے بارے میں یہ بہترین اور اصح ہے۔ حاکم علیہ الرحمۃ کے مطابق بھی یہی روایت شیخین کی روایت پہ درست ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیکر شرم وحیا

حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ڈھال کی مانند ایک چیز تھی جس کی آڑ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بول مبارک فرمایا تو قوم میں سے بعض لوگوں نے کہا: دیکھو! عورتوں کی طرح (حیا کی وجہ سے پردہ کرکے) پیشاب کرتے ہیں' اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا:

"اَوَمَا عَلِمْتَ مَا اَصَابَ صَاحِبُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ کَانُوْا اِذَا اَصَابَهُمْ شَیْءٌ مِّنَ الْبَوْلِ قَرَضُوْهُ بِالْمَقَارِیْض

کیا تو اس چیز کونہیں جانتا جو بنی اسرائیل کے ایک شخص کو پہنچی؟ کہ انہیں (بنی اسرائیل کو) جہاں پیشاب لگ جاتا تو اس جگہ کو وہ قینچی سے کاٹ دیتے (یعنی اتنا چمڑا جسم کا چھیل ڈالتے) ان کے ایک ساتھی نے انہیں اس سے منع کیا (جو کہ ان کے لئے شرعی حکم تھا) فَعُذِّبَ فِیْ قَبْرِہٖ۔ اس (حکم شرعی سے منع کرنے کی پاداش میں) اس (منع کرنیوالے) کو قبر میں عذاب دیا گیا۔ (حدیث ۳۰)

معلوم ہوا: حضور علیہ السلام کے مخالفین بھی حضور علیہ السلام کے اندر شرم وحیا کی صفت کو بدرجہ اتم تسلیم کرتے تھے۔ الفضل ما شهدت به الاعداء۔

☆ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے اور چغل خوری کرنے کی وجہ سے دو قبروں میں عذاب ہو رہا تھا جو حضور علیہ السلام نے دیکھ لیا اور پھر اس کا مداوا بھی فرمادیا۔ (حدیث ۳۱)

☆ مجبوری کی وجہ سے برتن میں پیشاب کرنے کا جواز (حدیث ۳۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا (۳۵)

حضور علیہ السلام اپنی امت کے لئے باپ کی مانند ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ میں تمہارے لیے باپ کی طرح ہوں۔ میں تمہیں سکھاتا ہوں کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو نہ اپنا منہ قبلہ کی طرف کرے اور نہ پیٹھ اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔ پھر آپ نے ہمیں تین پتھروں سے استنجا کرنے کا فرمایا اور پرانی ہڈی اور لید سے استنجا کرنے سے روکا (کیونکہ ان چیزوں کے ساتھ جنوں کی خوراک وابستہ ہے) حدیث ۴۰

حدیث کے ابتدائی الفاظ سے ان لوگوں کے عقیدے کا رد بلیغ ہو گیا جو حضور علیہ السلام کے بارے میں بھائی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں: آپ کی تعظیم بڑے بھائی کی طرح کرو بلکہ اس سے بھی کم کہ کہیں شرک نہ ہو جائے۔ اس کا جواب اعلیٰ حضرت نے یوں دیا۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب   اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

Marfat.com

☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (ازرہ مذاق یہ کہنے والے کافر کو کہ تمہارے نبی نے تو تمہیں پیشاب تک کرنے کا طریقہ بھی سکھا دیا ہے) فرمایا: ہاں ہمارے آقا نے ہمیں پیشاب' پاخانہ کرنے کا طریقہ بھی سکھایا اور یہ بھی بتایا ہے کہ قبلہ رو ہو کر پیشاب نہ کرو۔ دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرو اور تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا نہ کرو۔ (۴۱) یاد رہے کہ اگلے دو بابوں میں دو ڈھیلوں اور ایک پتھر کے ساتھ استنجا کرنے کا بھی ذکر ہے۔ اصل مقصد پاکیزگی حاصل کرنا ہے ڈھیلے کم استعمال کرے یا زیادہ۔

اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرنے سے کیوں نہ روکا گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں آیا اور اس نے پیشاب کرنا شروع کر دیا' لوگ اس کی طرف (مارنے کے لئے) دوڑے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: دَعُوْهُ لَا تُزْرِمُوْهُ ۔ اسے چھوڑ دو اور اس کو (پیشاب کرنے سے) نہ روکو' جب وہ پیشاب کر کے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور پیشاب کی جگہ بہا دیا۔ (۵۳-۵۴-۵۵)

حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں آخری الفاظ یہ ہے: فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ ۔ تم نرمی اور آسانی پیدا کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو نہ کہ دشواری اور تنگی پیدا کرنے کے لئے۔ (۵۶)

شارحین حدیث نے اس حدیث کے تحت لکھا کہ حضور علیہ السلام نے کئی وجوہات کی بنا پر اس اعرابی کو پیشاب کرنے سے نہ روکا اور صحابہ کو بھی حکم دیا کہ اس کو پیشاب پورا کر لینے دو۔ ایک وجہ تو خود حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث کے اندر بیان ہو چکی کہ اگر کسی میں کوئی خلاف شرع کام دیکھو تو نرمی اور ملائمت سے منع کیا جائے نہ کہ سختی اور مار پیٹ کر۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پیشاب اگر اچانک روک دیا جائے تو اس سے بیماری پیدا ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

تیسری یہ کہ جو نصیحت آپ نے اس کو بعد میں فرمائی اگر اس کو مار پیٹ کر بھگا دیا جاتا تو اس نصیحت سے محروم ہو جاتا۔

چوتھی یہ کہ اگر اس کو بھگا دیا جاتا تو ایک جگہ کی بجائے کئی مقامات پہ پیشاب گرتا اور وہ تمام مقام دھونے پڑتے بلکہ نمازیوں پہ بھی پیشاب کے قطرات گر جاتے۔

اور پانچویں یہ کہ وہ گھبرا جاتا اور مسلمانوں کو بداخلاق سمجھ کر ہو سکتا ہے' دین سے ہی پھر جاتا۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں سے

تمام محدثین قیاس کو ماننے والے تھے

گدھے کا گوشت پلید اور نجس ہے۔ (۶۹) اس پر امام نسائی نے گدھے کے جوٹھے کو قیاس کر کے باب باندھا۔ بَابُ سُؤْرِ الْحِمَارِ۔ گدھے کا جوٹھا۔ حالانکہ حدیث میں گدھے کے جوٹھے کی بات نہیں ہے۔ لہٰذا جب اس کا گوشت نجس ہے تو اس کا جوٹھا بھی ناپاک ٹھہرا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اصل اہل حدیث یعنی محدثین میں سے کوئی بھی قیاس کا منکر نہیں ہوا کیونکہ تراجم ابواب محدثین کے قیاس ہی ہیں جو حدیث کی ہر کتاب میں سینکڑوں کی تعداد میں آپ کو ملیں گے۔ ابھی باب الوضوء بالثلج

Marfat.com

برف کے پانی سے وضو کرنا۔ باب الوضوء بماء البرد۔ اولوں کے پانی سے وضو کرنا بھی امام نسائی علیہ الرحمۃ نے قیاس سے ہی ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے دعا کی: اللهم اغسلني من خطاياى بالثلج والماء والبرد۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے تو اس سے امام نسائی نے استدلال فرمایا کہ برف اور اولوں کے پانی سے وضو کرنا درست ہے کیونکہ گناہ وضو سے دھو دیئے جاتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ایسی دعائیں تعلیم امت کے لئے ہوتی ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام تو نہ صرف معصوم بلکہ سید المعصومین ہیں۔ پھر آپ کے گناہ اور خطائیں کیسی؟ ہمارا مقصد یہاں پہ صرف یہ بتانا ہے کہ حدیث کی ہر کتاب میں تراجم ابواب کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام محدثین کے نزدیک قیاس حجت و دلیل ہے اور ان میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ اول من قاس فهوا بليس۔ جو کہ موجودہ دور کے نام نہاد اہل حدیث اپنے عقیدے کا ایک اہم جز بنائے ہوئے ہیں۔ ان کے اس بدبودار عقیدے کی نحوست کہاں کہاں تک جاتی ہے۔ اس کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں اور محدثین کرام کے خوشبودار عقیدے کی مہک ان شاء اللہ تا قیامت بڑھتی رہے گی اور زمانے کو معطر کرتی رہے گی۔

☆ حدیث پاک اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ...... اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ (۷۵)

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ایک موقع پہ) نماز عصر کا وقت ہو گیا لیکن پانی نہیں تھا (اتنا کہ جس سے تمام لوگ وضو کر کے نماز ادا کر لیے چنانچہ تھوڑا سا پانی ایک برتن میں) حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو وضو کرنے کا حکم دیا۔ حضرت انس فرماتے ہیں:

فَرَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ حَتّٰى تَوَضَّئُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ

پس میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے پانی بہہ رہا تھا یہاں تک کہ آخر تک تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔ (۷۶) وضو کرنے والے لوگ کتنے تھے اس بارے میں اگلی حدیث میں (جو کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے جس میں اعمش کہتے ہیں: انہیں سالم بن ابی الجعد نے بیان کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ آپ لوگ اس دن کتنے تھے تو انہوں نے بتایا: اَلْفٌ وَّ خَمْسُ مِاَةٍ ہم پندرہ سو تھے۔ (۷۵)

ایسا کیوں نہ ہو کہ حضور علیہ السلام کے دست انور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہیں۔ ان ہاتھوں پہ بیعت کرنے والوں کو انما یبایعون اللہ کا اعزاز عطا کیا گیا اور ان ہاتھوں سے ہونے والے عمل کو ولکن اللہ رمٰی کی شان عطا ہوئی۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے۔

له همم لا منتهٰى لكبارها وهمته الصغرٰى اجل من الدهر

حضور علیہ السلام کی بڑی ہمتیں اور قوتیں کوئی کیا جانے کیونکہ ان کی تو انتہا ہی نہیں۔ آپ کی چھوٹی سی قوت پورے جہان سے بڑی ہے۔

یہ شانیں دنیا میں اگر کسی اور کی ہیں تو ہمیں بھی بتا دو لیکن جب ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا کم وبیش) نبیوں اور رسولوں میں۔

Marfat.com

آپ جیسا کوئی نہیں تو اور کس کی ہمت ہے کہ آپ سرکار کے سامنے ہمسری کا دعویٰ کرے اس لیے کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

کوئی نبی نہ کوئی پیمبر حضور سا بعداز خدا نہ افضل و برتر حضور سا
ہے ان کے راستے سے بھٹکنے کا کیا سوال جن کو ملا ہو ہادی و رہبر حضور سا
ثابت ہوا یہ سایہ نہ ہونے سے آپ کے کوئی نہیں ہے نور کا پیکر حضور سا
بندے کی ہر صفت سے ہے معبود کا ظہور ظاہر ہوا نہ ایک بھی مظہر حضور سا
احسان ہے یہ ہم پہ خدائے کریم کا ہم کو دیا ہے محسن اکبر حضور سا
تطہیر وصف ذات ہے طٰہٰ خطاب ہے طاہر حضور سا ہے نہ اطہر حضور سا
خوش قسمتی پہ اپنی نہ کیوں فخر ہو ہمیں پایا ہے ہم نے رحمت داور حضور سا
ہم عاصیوں کی بڑھ کے شفاعت جو کر سکے ہو گا نہ کوئی بھی سرِ محشر حضور سا
ہر ہر قدم پہ شکرِ خدا کیوں نہ ہم کریں رہبر کیا ہے ہم پہ مقرر حضور سا
یکتا خدا نے جب نہ بنایا ہو دوسرا کونین میں ہو پھر کوئی کیونکر حضور سا

علم نبوت کی وسعتیں

☆ روزے کی حالت میں وضو (غسل) کرتے ہوئے ناک میں پانی ڈالنے (اسی طرح کلی کرنے) میں مبالغہ نہ کیا جائے۔(۸۷) فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیْشُوْمِهٖ ۔کیونکہ شیطان ناک کے بانسے پر رات گزارتا ہے(۹۰) لہٰذا سو کر اٹھو تو ناک کی خوب صفائی کرو اور چونکہ روزے کی حالت میں خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں روزہ خراب نہ ہو جائے لہٰذا اس مبالغے کی روزہ کی حالت میں اجازت نہ دی گئی۔

دوران نیند بلغم دماغ سے اتر کر ناک کی جڑ (خیشوم) میں جمع ہو جاتی ہے۔اسی لیے آدمی سست ہو جاتا ہے لہٰذا ناک کو اچھی طرح جھاڑنے کا حکم ہوا تاکہ غفلت و سستی دور ہو جائے اور شیطان کی آرزو کا قتل عام کر کے رب رحمان کو خوش کر لیا جائے اور حضور علیہ السلام کے علاوہ یہ راز کی بات اور کون بتا سکتا ہے کیونکہ آپ کی نگاہوں کے سامنے تو کوئی چیز چھپی رہ نہیں سکتی۔اگر حضور نہ بتاتے تو کون بتاتا کہ شیطان کہاں رات گزارتا ہے اور اس کو کیسے دفع کیا جا سکتا ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

☆ حضرت علی المرتضیٰ نے کرسی پہ بیٹھ کر وضو فرمایا۔(۹۴)

☆ وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔وَشَرِبَ فَضْلَ وُضُوْئِهٖ قَائِمًا (۹۵،۱۳۶-۱۳۰)

☆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جنہوں نے خواب میں اذان سنی تھی۔انہوں نے حضور علیہ السلام کو وضو میں دو مرتبہ سر کا مسح کرتے ہوئے دیکھا (۹۹) پیشانی پہ مسح فرمانے کا ذکر (۱۰۹) ان دونوں احادیث پہ غیر مقلدین کا عمل بھی نہیں ہے۔اس طرح جوتے پہن کر وضو فرمانا بھی حدیث ۱۱۷ باب الوضوء فی النعال میں ہے' کیا اس پہ ہر حدیث پہ عمل کرنے کے

Marfat.com

دعوے دار نام نہاد اہل حدیث (غیر مقلد) عمل کرتے ہیں؟

حضرت عائشہ صدیقہ نے مسئلہ پوچھنے کے لئے سائل کو حضرت علی نے پاس بھیجا

حضرت شریح بن ہانی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں موزوں پہ مسح کی مدت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا: فَاِنَّهٗ اَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنِّي وہ اس بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں حکم سنایا کہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا اَنْ يَّمْسَحَ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَّالْمُسَافِرُ ثَلَاثًا ۔ حضور علیہ السلام ہمیں حکم فرماتے تھے کہ مقیم ایک دن ایک رات اور مسافر تین دن رات تک مسح کر سکتا ہے۔ (۱۲۹)

اس حدیث سے حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے درمیان دشمنی ثابت کرنے والوں کے منہ میں خاک پڑ گئی اور واضح ہو گیا کہ ان میں آپس کے اندر کوئی کشیدگی نہ تھی بلکہ ایک دوسرے کی عظمت و علمی شان کو تسلیم کرتے تھے۔ رہی دشمنی کی بات تو یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی۔

☆ باوضو شخص نماز کے لئے تازہ وضو کرنا چاہیے تو تھوڑا سا پانی لے کر اعضاء کو تر کر لے تو اس کے لئے کافی ہو جائے گا کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: وَهٰذَا وُضُوْءُ مَنْ لَّمْ يُحْدِثْ ۔ جس کا وضو نہ ٹوٹا ہو اس کا یہی وضو ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خود حضور علیہ السلام کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا۔ (۱۳۰)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے وضو سے بچا ہوا پانی (بطور تبرک) لینے کے لئے دوڑتے تھے۔ فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ۔ اور جس کو مل جاتا اس کی خوشی کی انتہا ہو جاتی چنانچہ ایک صحابی (حضرت ابو جحیفہ) بڑی عقیدت سے بیان کرتے ہیں۔ فَنِلْتُ مِنْهُ شَيْئًا (ان دوڑنے والوں میں، میں بھی شامل تھا تو) مجھے بھی تھوڑا سا پانی مل گیا۔ (۱۳۷) پانی کیا مل گیا کونین کی نعمت مل گئی۔

جسے مل گیا ''ان کے قدموں کا دھوون'' اسے دو جہاں کا خزانہ ملا ہے

میں بوڑھا ہو گیا ہوں، کیا اس عمر میں حضور علیہ السلام پہ جھوٹ بولوں گا؟

ایک صحابی (حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ) نے وضو کرتے ہوئے اعضائے وضو کے گناہ جڑھ جانے کا ذکر فرمایا اور مزید فرمایا: وضو کرنے والا ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا یعنی تمام گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ تو سننے والے (ابو امامہ) نے تعجب کے طور پر کہا:

کیا ہر شخص کو اتنے کام پہ اتنی نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں؟ تو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَدَنَا اَجَلِيْ وَمَا بِيْ مِنْ فَقْرٍ فَاَكْذِبَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

سن لے! خدا کی قسم میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میری موت کا وقت قریب ہے۔ میں محتاج بھی نہیں ہوں کہ کسی لالچ

Marfat.com

میں حضور علیہ السلام کی نسبت غلط بات کروں (تو کیا اس حالت میں' میں حضور پاک پہ جھوٹ بولوں گا؟) بلاشبہ میری کانوں نے حضور علیہ السلام سے یہ بات سنی اور دل نے یاد رکھی۔(۱۴۷)

عاشقان اوز خوباں خوب تر

☆ وضو کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے والے کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (۱۴۸)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وضو میں ہاتھوں کو کہنیوں تک کی بجائے بغلوں تک دھوڈالتے تھے۔(۱۴۹)

☆ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو فرمایا: ''تم میرے اصحاب ہو' میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے' میں حوض کوثر میں ان کا منتظر ہوں گا۔(۱۵۰)

☆ تحیۃ الوضوء کے دو نفل پڑھنے والے کے لئے جنت واجب۔(۱۵۱)

☆ فرشتے طالب عالم کیلئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔(۱۵۸)

اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ تَضَعُ اَجْنِحَتَھَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا یَطْلُبُ۔ عن صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ

☆ نیند کی حالت میں (نفلی) نماز نہ پڑھی جائے۔(۱۶۲)

ایمان دل میں آیا تو ناپسندیدہ ترین' پسندیدہ ترین نظر آنے لگا

فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر ادائیں لاکھ اور بیتاب اک دل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثمامہ بن اثال حنفی کو جب اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے نوازا تو اس نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: یَا مُحَمَّدُ وَاللّٰہِ مَا کَانَ عَلَی الْاَرْضِ وَجْہٌ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ وَجْھِکَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْھُکَ اَحَبَّ الْوُجُوْہِ کُلِّھَا اِلَیَّ ۔اے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم! اس (اسلام لانے) سے پہلے کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے بڑھ کر مجھے ناپسند نہ تھا اور اب (ایمان قبول کرنے کے بعد) آپ کا رخ انور مجھے تمام جہاں کے چہروں سے زیادہ پسندیدہ ترین دکھائی دے رہا ہے۔(۱۸۹)

مصطفیٰ آئینہ مصقول دوست ترکی وھندی بہ بیند آنکہ اوست

☆ حضور علیہ السلام کی برکت سے امہات المومنین بھی احتلام سے پاک تھیں تبھی تو ام المومنین رضی اللہ عنہا حیرانگی سے عرض کر رہی ہیں کہ بھلا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے۔(۱۹۷-۱۹۶)

☆ جنبی شخص رکے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔(۲۲۱) بلکہ وہاں سے پانی لے اور الگ ہو کر غسل کرے اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی کیونکہ اگر پانی دہ دردہ ہے تو جنبی کے غسل کرنے سے وہ پلید نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس سے کم ہے تو نجس و مستعمل ہو جائے گا۔ لہٰذا اگر پانی جاری ہو تو اس میں جنبی کا غسل کرنا بالکل جائز ہوا۔

☆ ٹھہرے ہوئے پانی میں (اگر وہ تھوڑا ہے تو) پیشاب نہ کرے (کہ اس سے وہ نجس ہو جائے گا اور اگر زیادہ بھی ہے تب بھی خراب ہو جائے گا اور اس کا پینا لوگوں کے لئے نقصان کا باعث ہوگا۔ پانی قلیل ہو تو یہ نہی تحریمی ہے ورنہ تنزیہی) اس

Marfat.com

پانی میں پیشاب کرنے کے بعد غسل کرنے سے بھی منع فرمایا گیا (اس میں بھی نہی کے یہ دونوں پہلو مندرجہ بالا دونوں صورتوں کے ساتھ متعلق ہوں گا) (۲۲۲)

ایک کام میں دونوں پہلو جائز ہوں تو یہ اللہ کی نعمت سے جس پر شکر ادا کیا جائے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ حضور علیہ السلام رات کے کس حصے میں غسل (جنابت) فرماتے تو انہوں نے فرمایا: کبھی رات کے ابتدائی حصے میں اور کبھی آخری حصے میں تو پوچھنے والے (حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ) نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اس کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں گنجائش رکھی ہے۔ حمد و شکر کے الفاظ یہ ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَةً۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس معاملہ میں گنجائش رکھی ہے۔ (۲۲۳-۲۴) بعض نام نہاد تعلیم یافتہ ایسی بات کو طعن کا باعث بنا لیتے ہیں اور علماء کو کوسنا شروع کر دیتے ہیں جب کسی مسئلہ کے بارے میں ان کو بتایا جائے کہ دونوں طرح جائز ہے حالانکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اس نے مسئلہ میں یہ گنجائش رکھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی ہے کہ آپ نے کئی مسائل میں دونوں پہلوؤں کو جائز قرار دے کر امت کے لئے آسانی پیدا کر دی ہے۔ حدیث کی کتابوں میں بیسیوں ابواب ایسے ہیں کہ ایک کام کے کرنے کا حکم دیا گیا پھر اس میں رخصت دے دی گئی اور ایک کام سے منع کیا گیا پھر اس کے کرنے کی اجازت دے دی۔ مثلاً پیچھے آیا کہ استنجا میں تین ڈھیلوں سے کم استعمال نہ کیے جائیں پھر دو ڈھیلوں کے ساتھ استنجا کرنے کی اجازت دی۔ پھر ایک ڈھیلے کے ساتھ بھی۔ ان ابواب کے نام بالترتیب اس طرح ہیں: النھی عن الاکتفاء فی الاستطابة باقل من ثلثة احجار. الرخصة فی الاستطابة بحجرین۔ باب الرخصة فی الاستطابة بحجر واحد۔ یہی حال غسل میں پانی کی مقدار کا ہے کہیں کم مقدار بیان ہوئی کہیں زیادہ تو اسراف سے بچتے ہوئے جتنے بھی پانی سے طہارت و نظافت حاصل ہو جائے، اجازت ہے۔ احادیث میں مقدار حجاز مقدس میں پانی کی قلت کے پیش نظر تھی۔ ورنہ نسائی شریف میں باب ہے۔ باب الدلالة علی انه لاوقت فی ذلك۔ اس باب کے بیان میں کہ غسل کے پانی میں کوئی مقدار معین نہیں۔ اس لیے آٹھ رطل ایک صاع اور پانچ مکوک کی احادیث پانی کم ہونے پہ محمول ہوں گی۔ چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اور حضور علیہ السلام ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے، آپ چاہتے کہ آپ جلدی غسل کر لیں اور میں چاہتی کہ میں جلدی غسل کروں، آپ مجھے فرماتے کہ میری لیے بھی پانی باقی رہنے دے اور میں عرض کرتی کہ آپ میرے لیے پانی رہنے دیجیے۔ (۲۴۰) اس حدیث سے جنبی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کی اجازت ثابت ہوتی ہے جبکہ حدیث ۲۳۹ میں اس سے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ تو یہ امت کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے لئے تھا کہ اگر پانی وافر ہے تو ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہ کرو ورنہ کوئی حرج نہیں۔

تیرے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا ثواب ہو گئے کتنے عذاب کیا کہنا

☆ کان رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے کے بعد وضو نہیں فرمایا کرتے تھے۔ (۲۵۳)

Marfat.com

☆ وضو غسل کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تولیہ استعمال فرمائے بغیر واپس کر دیا۔ (امام نووی نے غسل کے بعد بدن پونچھنا مستحب قرار دیا کیونکہ اس سے بدن مزید صاف ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے حضور علیہ السلام کا عمل نہ استعمال کرنے کو جائز قرار دینے کے لئے ہو یا اس لیے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ تولیہ کا استعمال ضروری ہے۔ بہر حال ایک مشہور قول یہ بھی ہے کہ نہ پونچھنا بہتر و افضل ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ بالصواب) (۵۵-۲۵۴)

☆ جس گھر میں کتا، تصویر اور جنبی ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (۲۶۲)

پیارے نبی علیہ السلام کا اپنے پیارے صحابہ کرام سے ایک پیارا انداز

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی:

اِذَا لَقِیَ الرَّجُلَ مِنْ اَصْحَابِہٖ مَاسَحَہٗ وَدَعَالَہٗ ...... (۲۶۸)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے صحابہ کرام میں سے) کسی شخص کے ساتھ ملاقات فرماتے تو اس پر (اظہار محبت کے لئے) ہاتھ پھیرتے اور برکت کی دعا کرتے۔

تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

حضرت حذیفہ کہتے ہیں: ایک صبح میں نے آپ کو دیکھا اور ایک طرف چلا گیا۔ پھر سورج نکلتے وقت میں (غسل جنابت کر کے) حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: میں نے تجھے دیکھا تھا پھر تو الگ ہو کر کہاں چلا گیا؟ میں نے عرض کیا: حضور! میں حالت جنابت میں تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: اِنَّ الْمُسْلِمَ لَا یَنْجُسُ۔ مسلمان کبھی ناپاک نہیں ہوتا۔ یعنی طہارت حقیقی تو مسلمان کے اندر رہتی ہے۔ اگرچہ جنبی ہو اور طہارت حکمی (جنابت) ملاقات سے مانع نہیں ہے۔

☆ حائضہ عورت کی گود میں سر رکھ کر قرآن پاک کی تلاوت کی جا سکتی ہے۔ (۲۷۵)

☆ حضرت عائشہ فرماتی ہیں، میں حائضہ ہوتی تو جس جگہ (گوشت کی ہڈی والی) بوٹی پہ میں منہ لگا کر دانتوں سے گوشت اتارتی، حضور علیہ السلام بھی اسی جگہ منہ رکھتے، پانی پیتے ہوئے جہاں پیالے پہ میں منہ لگا کر پانی پیتی، اسی جگہ حضور علیہ السلام بھی منہ رکھ کر پانی پیتے۔ (۲۸۱-۲۸۰)

☆ کپڑے میں تھوک کر اس کو مل دینا، چاہے نماز میں ہو یا غیر نماز میں۔ (۳۱۰-۳۰۹)

☆ حضرت ابو بکر کے کچوکے لگانے کے باوجود حضرت عائشہ صدیقہ نے حرکت نہ کی کیونکہ گود میں حضور علیہ السلام آرام فرما تھے (اس احترام پر) تیمم کی آیت کا نزول ہوا اور صحابہ کرام میں سے حضرت اسید بن حضیر نے کہا: اے ابو بکر کی آل! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں (یعنی اس سے پہلے بھی تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امت پہ آسانیاں پیدا فرمائی ہیں) (۳۱۱)

☆ (جس طرح ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں، اسی طرح) ایک تیمم سے بھی کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔ (۳۲۳)

Marfat.com

كِتَابُ الْمِيَاهِ (پانیوں کا بیان)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا (الفرقان) اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا جو پاک کرنے والا ہے۔ نیز فرمایا: وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُمْ۔ اور (اللہ تعالیٰ) تمہیں پاک کرنے کے لئے آسمان سے پانی اتارتا ہے۔ (الانفال)

☆ مندرجہ بالا آیات سے جہاں یہ معلوم ہوا: طہارت ونظافت کے لئے پانی ضروری ہے اور بغیر کسی معقول عذر کے پانی کے علاوہ کسی اور چیز (مائع) سے وضو غسل جائز نہیں وہاں یہ بھی معلوم ہوا: غسل وغیرہ کرتے وقت کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ننگا ہوکر نہا رہا ہو تو پڑھنا جائز ہی نہیں اور کسی چیز کو پاک کرنے کے لئے بھی پانی کا استعمال ہی کافی ہے۔ جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا کلمہ پڑھو تب چیز پاک ہوتی ہے۔ یہ عوام کا خیال غلط ہے کیونکہ پانی بذات خود پاک کرنے والا ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے یوں عرض کرتے: ''اے اللہ! میری خطاؤں کو برف اور اولوں سے دھودے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح صاف کردے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا (۳۳۴) ایک حدیث میں ہے: ''اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِىْ مِنْ خَطَايَاىَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ۔'' (۳۳۵) اے اللہ! میری خطاؤں کو برف، پانی اور اولوں سے دھودے۔

عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام

اس طرح کی تمام دعائیں تعلیم امت کے لئے ہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت قرآنی آیات، احادیث صحیحہ اجماع امت اور عقلی دلائل سے ثابت ہے اور کوئی بھی مسلمان اس کا انکار کرنے کی جرات نہیں کرسکتا۔ انبیاء کرام تو پھر معصومین ہیں ان کے مخلص غلاموں تک بھی شیطان کی رسائی نہیں اور گناہ تو شیطان کے بھٹکانے سے ہوتے ہیں جبکہ ان کے غلاموں پر بنص قرآن شیطان اثر انداز نہیں ہوسکتا تو پھر ان کے آقاؤں پہ شیطان کا کیسے بس چل سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ان عبادی لیس لك علیھم سلطن (اے ابلیس) میرے خاص بندوں پر تیرا بس نہ چل سکے گا۔ اور شیطان کا اپنا اقرار ہے۔ ولا غوینھم اجمعین الاعبادك منھم المخلصین۔ (ہاں اے اللہ! واقعی) میں تمام لوگوں کو گمراہ کرسکوں گا مگر تیرے مخلص بندوں تک میری رسائی نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لاینال عھدی الظالمین۔ میرا عہد (نبوت) ظالموں (فاسقوں) کو نہ ملے گا تو معلوم ہوا: فسق اور نبوت دونوں کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔ شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے دل کو تسلی دینے کے لئے معراج کی رات سینہ مبارک چاک کروا کر گوشت کا ایک ٹکڑا نکلوایا (جو لوگوں کے دلوں میں شیطان کا حصہ ہوتا ہے) اور قلب منور کو زمزم شریف سے دھویا گیا (باب علامات نبوت مشکوۃ شریف)

حضرت عمر کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''جس راستے سے عمر گزرتا ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے

؎ یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا

Marfat.com

حضور علیہ السلام کی صحبت کی برکت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے جسے قرین کہتے ہیں جبکہ میرا قرین مسلمان ہو
ہے یعنی وہ مجھے اچھا مشورہ ہی دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ باب الوسوسۃ)

ہر بچے کو بوقت ولادت شیطان کچوکہ لگاتا ہے جس کی وجہ سے بچہ روتا ہے جبکہ حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
ساتھ شیطان یہ معاملہ نہ کر سکا (ایضاً) یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو خواب میں احتلام نہیں ہوتا کیونکہ احتلام شیط
اثرات سے ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تو بیویاں بھی شیطانی اثرات سے پاک ہیں یہی وجہ ہے کہ انہیں بھی احتلام نہ
ہوتا بلکہ جس عورت نے بالآخر حضور علیہ السلام کے نکاح میں آنا ہے وہ آپ کے نکاح میں آنے سے پہلے بھی اس اثر سے محف
رکھی گئی۔ جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ حدیث میں ہے کہ جب ایک عورت نے احتلام کے بارے میں حضور علی
السلام سے پوچھا تو حضرت ام سلمہ نے عرض کیا: کیا عورتوں کو بھی احتلام آتا ہے۔ (اگر ام سلمہ کو احتلام آیا ہوتا تو تعجب
سوال کیوں کرتیں حالانکہ وہ بہت عرصہ حضرت ابوسلمہ کے نکاح میں رہیں اور ان سے ان کی اولاد بھی ہوئی لیکن خدا کو معلوم
کہ یہ میرے حبیب کی بیوی بنے گی لہٰذا پہلے سے ہی ان کو اس اثر سے محفوظ رکھا) مشکوٰۃ کتاب الغسل۔ خدا تعالیٰ حضور علی
السلام کی برکت سے ہمیں بھی ہر مقام پہ شیطانی اثرات سے محفوظ رکھے۔

اے نور خدا آ کر آنکھوں میں سما جانا — یا در پہ بلا لینا یا خواب میں آ جانا
اے پردہ نشین دل کے پردے میں رہا کرنا — جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
میں قبر اندھیری میں گھبراؤں گا جب تنہا — امداد کو میری تم آقا قبر میں آ جانا
روشن میری تربت کو للہ ذرا کرنا — جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
مجرم ہوں جہاں بھر کا محشر میں بھرم رکھنا — رسوائے زمانہ ہوں کملی میں چھپا لینا

كِتَابُ الْحَيْضِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ

حیض واستحاضہ (کے خون) کا بیان

☆ حیض ونفاس والی عورت دوران حج طواف کے علاوہ تمام کام کر سکتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
فرماتی ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ حج کے ارادے سے نکلے اور جب مقام سرف پہ پہنچے تو مجھے حیض آ گیا چنانچہ میں رو
لگی (اس خیال سے کہ میرا حج ضائع ہو گیا) حضور علیہ السلام میرے پاس سے گزرے تو مجھ سے رونے کا سبب پوچھا (اور پھر
ہی) فرمایا: کیا تجھے نفاس (حیض) آ گیا ہے۔ میں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا: (یہ پریشانی کی کوئی بات نہیں)۔
"هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ

Marfat.com

(۳۴۹) یہ بات اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پہ لکھ دی ہے لہٰذا تو حاجیوں والے تمام کام کر سوائے بیت اللہ شریف کے طواف کے۔

ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

ایک صحابیہ سات سال تک (استحاضہ خون کی وجہ سے) ہر نماز کے لئے غسل کرتی رہیں۔(۵۷-۳۵۲) حالانکہ ان پر ہر نماز کے لئے غسل کرنا لازم نہ تھا (۳۶۳) اس سے وہ عورتیں سبق حاصل کریں جو ذرا ذرا سی بات پہ نماز چھوڑ دیتی ہیں۔ مثلاً بچے نے کپڑوں پہ پیشاب کر دیا ہے لہٰذا نماز چھوڑ دی حالانکہ نہ کپڑوں کی کمی ہے نہ پانی کی جبکہ حدیث میں اس دور کا ذکر ہے جب کوئی عورت ہی ایسی ہوگی جس کے پاس دوسرا سوٹ ہوگا اور پانی بھی باہر سے بھر کے لانا پڑتا تھا الغرض جتنی نعمتیں زیادہ ہو رہی ہیں اتنے ہی زیادہ ہم ناشکر گزار ہو رہے ہیں۔ خدا نے اولاد اس لیے تو نہیں دی کہ ہم اللہ کی عبادت کی چھوڑ دیں۔ نعمت تو اس لیے ملتی ہے تاکہ اللہ کی شکر گزاری پہلے سے زیادہ کی جائے۔ لئن شکرتم لازیدنکم اللہ سے ڈرو اس لیے کہ اگر وہ نعمت دے سکتا ہے تو واپس بھی لے سکتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پہلے لوگوں کے پاس نعمتیں کم ہوتی تھیں مگر اللہ کا شکر زیادہ کرتے تھے تو ان کے دلوں کو سکون ہوتا تھا۔ ہمارے پاس جس قدر نعمتیں زیادہ آ رہی ہیں' بے سکونی اتنی ہی بڑھتی جا رہی ہے۔ جو عورتیں کچھ نہ کچھ نماز کی پابندی کرتی بھی ہیں وہ دیگر معاملات میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پرواہ نہیں کرتیں۔ دیکھا گیا ہے کہ سر سے دوپٹہ اترا ہوا ہے' بازو کہنیوں سے اوپر تک ننگے ہیں۔ گریبان کھلا ہوا ہے لیکن ہاتھ میں تسبیح ہے اور مردوں کے ساتھ پارک میں ''واک'' بھی کر رہی ہے اور ساتھ تسبیح بھی پڑھ رہی ہے۔ اگر خود با پردہ ہے تو جوان بچیوں کو بے پردہ کیے ہوئے ہے۔ شوہر کے حقوق کا خیال نہیں۔ شادی بیاہ اور غمی وخوشی کے موقع پہ تو تمام شرعی پابندیاں بالائے طاق رکھ دی جاتی ہیں۔ پھر کہنا یہ ہے کہ ہم اتنا کچھ پڑھتی پڑھاتی بھی ہیں پھر بھی حالات درست نہیں ہوتے جبکہ نافرمانیوں کا ذکر ہی نہیں۔ بعض لوگ وظائف بڑی پابندی سے کرتے ہیں مگر فرائض کی پرواہ نہیں کرتے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ آپ نے کہا تھا گیارہ دن پڑھنے سے کام ہو جائے گا' ہوا تو نہیں۔ کاش ہمارا پڑھنا پڑھانا اللہ کی رضا کے لئے ہو جائے کیونکہ من کان للہ کان اللہ لہ۔ جو اللہ کا ہو جائے' اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

سوداگری نہیں' یہ عبادت خدا کی ہے
اے ابوالہوس جزاء کی تمنا بھی چھوڑ دے

بندہ گناہ کرتا ہے تو صرف اخروی نقصان ہی نہیں کرتا بلکہ دنیوی نقصان بھی کر بیٹھتا ہے اور جب بندہ عبادت کرتا ہے تو اخروی فوائد کے ساتھ ساتھ دنیوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں بشرطیکہ باقی معاملات بھی درست رکھے۔ مجھے اس وقت دو واقعات یاد آ رہے ہیں جو ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہوں گے ان کو غور سے پڑھ لیں۔

ایک نومسلمہ عورت کا بیان

جرمنی کی ایک عورت مسلمان ہوئی جو کہ ایک سکول میں بچوں کو پڑھاتی تھی۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تو مسلمان کیوں

Marfat.com

ہوئی تو اس نے بتایا کہ میرے سکول میں ایک مسلمان کا چھ سات سالہ بچہ پڑھتا تھا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ ہاتھ دھوتا ہے تو پڑھتا ہے' سیڑھیاں چڑھتا ہے تو کچھ پڑھتا ہے' اترتا ہے تو کچھ پڑھتا ہے ایک دن میں نے اس سے پوچھ ہی لیا کہ تو ہر کام کرتے وقت کچھ نہ کچھ پڑھتا ہے۔ یہ کیا پڑھتا ہے؟ تو اس نے مجھے بتایا کہ ہمارے نبی علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہر کام سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھا کرو۔ سیڑھیاں چڑھو تو اللہ اکبر پڑھو' اترو تو سبحان اللہ پڑھو تو میں اپنے نبی علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق یہی کچھ پڑھتا ہوں تو اس کی ٹیچر کہتی ہے کہ میں یہ سوچنے پہ مجبور ہوگئی کہ اس بچے پہ کوئی جبر نہیں کرتا' اس کوئی سٹک لے کر نہیں کھڑا ہوا کہ اگر تو اس موقع پہ یہ الفاظ نہیں پڑھے گا تو تجھے سزا دی جائے گی۔ ایک چھ سات سالہ بچہ اتنے ذوق وشوق کے ساتھ چودہ سو سال پہلے گزرنے والے ایک انسان کو اتنی محبت سے ''فالو'' کر رہا ہے ذرا میں اس کی سیرت کا مطالعہ تو کروں۔ وہ کیسا انسان تھا کہ جس کی عقیدت ہر چھوٹے بڑے کے دل میں دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے اور جب میں نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت کا مطالعہ شروع کیا تو ان کی سیرت اتنی حسین تھی کہ ان کی اتباع کیے بغیر نہ رہ سکی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئی (یہ واقعہ مجھے ایک معتبر شخص نے سنایا) خداتعالیٰ تمام غیر مسلموں کو اسی طرح حضور علیہ السلام کی سیرت پاک کا مطالعہ کر کے دولت ایمان کو اپنے سینوں میں محفوظ کرنے کی توفیق دے۔

دعا ہے کہ الٰہی قوم کو چشم بصیرت دے
الٰہی رحم کر ان پر انہیں نور ہدایت دے

ایک غیر مسلمہ عورت کا کردار اور ہم

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو ملاوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور بھی کئی گناہوں کے بارے میں ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کی تنبیہات فرمائی ہیں لیکن آج ہمارے اندر ملاوٹ' دھوکہ دہی اور دیگر بے شمار خرابیاں اپنے پورے عروج پہ ہیں اور اس سلسلہ میں ہمارے ضمیر نے کبھی ہمیں ملامت تک نہیں کی ایک متدین ومتشرع حاجی صاحب نے مجھے ایک واقعہ سنا کر حیران کر دیا کہ (ان کے ایک دوست نے انہیں اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کیا کہ) برطانیہ میں ایک عورت کے پاس نو گائیں تھیں اور وہ مشین کے ذریعے ان کا دودھ دھو رہی تھی' آٹھ گایوں کا جو کہ تندرست وتوانا تھیں اس نے دودھ دوہا اور ایک ٹب میں ڈال دیا جبکہ نویں گائے لاغر اور کمزور تھی لیکن بیمار نہ تھی بلکہ زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے کمزور تھی۔ اس کا دودھ بھی اس نے دوہا لیکن بجائے ٹب میں ڈالنے کے نہر میں بہا دیا۔ دیکھنے والے نے حیران ہو کر پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو اس نے ایک جملہ بول کر مجھے حیران کر دیا اور مجھے اپنے اور اپنے جیسے مسلمانوں کو (جن کا نظریہ ہی یہ ہے کہ ''پیسا ہو اگرچہ کیسا ہو'') اپنے کردار پہ نظر ثانی کرنے پہ مجبور کر دیا۔ جملہ یہ تھا کہ ''میں اپنی قوم کے بچوں کو ایسی لاغر وکمزور گائے کا دودھ نہیں پلا سکتی'' وہ پاکستانی دل میں سوچنے لگا کہ ہمارے پاکستانی بھائی اپنی قوم کے بچوں کو کیا کیا زہر کھلا رہے ہیں اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی ایک چیز بھی تو ایسی نہیں ہے کہ جس میں ملاوٹ نہ کی جا رہی ہو اور ہماری پاکستانی قوم ملاوٹ کی اس قدر ماہر ہے کہ نقل اصل سے بہتر دکھائی دیتی ہے اور جھوٹ پہ سچ کا گمان ہونے لگتا ہے۔

Marfat.com

کِتَابُ الْغُسْلِ وَالتَّیَمُّمِ (غسل اور تیمّم کا بیان)

☆ حضرت ایوب علیہ السلام پہ غسل کرتے ہوئے سونے کی ٹڈی گری تو آپ اسے کپڑے میں سمیٹنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَا اَیُّوْبُ اَلَمْ اَکُنْ اَغْنَیْتُكَ ؟ کیا میں نے تجھے غنی نہیں کر دیا؟ تو انہوں نے جواباً عرض کیا: بَلٰی یَا رَبِّ وَلٰکِنْ غِنٰی بِیْ عَنْ بَرَکَاتِكَ کیوں نہیں اے اللہ! لیکن میں تیری برکات کا تو محتاج ہی رہوں گا۔ (۴۰۹)

☆ پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس کی رقت و سیلان باقی رہے تو اس پانی سے وضو اور غسل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حدیث ۴۱۵ سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بڑے پیالے کے پانی سے غسل فرمایا جس میں آٹا لگا ہوا تھا۔

☆ جہاں تک ممکن ہوتا حضور علیہ السلام ہر کام کو دائیں طرف سے ہی شروع کرنا پسند فرماتے مثلاً جوتا پہننے میں، کنگھی کرنے میں، طہارت کرنے میں۔ (۴۲۱)

حضور علیہ السلام کی پانچ خصوصیات

حضور علیہ السلام کو پانچ نعمتیں ایسی عطا فرمائی گئیں جو کسی (نبی علیہ السلام) کو بھی آپ سے پہلے نہ دی گئیں (۱) رعب کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی گئی یعنی آپ ایک ماہ کی دوری پہ ہوتے تو دشمن پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب طاری ہو جاتا۔ (۲) روئے زمین کو آپ کے لئے پاک اور سجدہ گاہ بنا دیا گیا۔ (۳) تیمّم کی نعمت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ (۴) شفاعت کا اذن سب سے پہلے آپ کو ہوگا۔ (۵) آپ کو تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ (۴۳۲) ان میں سے ہر نعمت کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ صرف شان شفاعت پہ پوری پوری کتب لکھی گئی ہیں جس کے متعلق ہم ان اشعار پہ اکتفا کر رہے ہیں کہ میدان محشر میں یہ منظر ہوگا

ادھر جدھر خدا ہے ادھر نبی ہے جدھر نبی ہے ادھر خدا ہے — خدائی بھی سب ادھر پھرے گی جدھر وہ عالی مقام ہوگا
خدا کی مرضی ہے ان کی مرضی ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی — ان کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہی کی مرضی پہ کام ہو گا

☆ حضور علیہ السلام کی نیند وضو کو نہیں توڑتی۔ (۴۴۳)

☆ اونگھنے والا پہلے نیند پوری کرے، پھر نماز ادا کرے (۴۴۴) کیونکہ عین ممکن ہے کہ اونگھتے ہوئے بجائے اپنے حق میں دعا کرنے کے اپنے خلاف بددعا کرنے لگے۔

کِتَابُ الصَّلٰوةِ (نماز کا بیان)

☆ دو طویل احادیث، جن میں واقعہ معراج میں حضور علیہ السلام کا انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کروانا اور آسمانوں پہ ان کے ساتھ ملاقات کرنا، (اولاً پچاس نمازوں کی فرضیت اور پھر ان میں تخفیف) کا ذکر ہے۔ (۴۵۱-۴۴۹)

☆ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پہ ہے (اس کی جڑیں چھٹے آسمان پہ ہیں اور شاخیں ساتویں آسمان تک جاتی ہیں اسی لیے

Marfat.com

بعض احادیث میں اس کا ذکر ساتویں آسمان پہ آیا ہے) نیچے کی چیزیں اوپر نہیں جا سکتیں اور اوپر والی چیزیں (اوامر ونواہی) یہاں آ کر رک جاتے ہیں پھر فرشتے جہاں حکم ہوتا ہے لے جاتے ہیں۔ معراج کی رات حضور علیہ السلام کو تین چیزیں عنایت فرمائی گئیں۔ پانچ نمازیں' سورۃ بقرہ کی آخری آیات اور تیسری یہ کہ جو آپ کا امتی شرک کیے بغیر مر جائے گا اس کے کبیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (۴۵۲) سدرۃ المنتہی کے بارے میں اسی حدیث کے اندر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اذ یغشی السدرۃ ما یغشی کے بارے میں ہے کہ جس چیز نے سدرۃ المنتہی کو ڈھانپ رکھا تھا وہ سونے کے پروانے ہیں۔

بعض نے لکھا ہے کہ بیری کے اس درخت پہ علم خلائق کی انتہا ہو جاتی ہے۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ السلام کی زیارت کا اذن طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو یہیں پہ جمع ہونے کا حکم دیا کہ میرے حبیب کی سواری گزرے گی تو زیارت کر لینا چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں نے سدرۃ کے ہر پتے پہ ایک فرشتے کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھ رہا تھا۔ صاحب تفسیر نیشاپوری فرماتے ہیں: یہیں پہ جبریل امین علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: لودنوت انملۃ لاحترقت۔ اگر میں ایک انگلی کے پورے کے برابر بھی آگے بڑھوں گا تو جل کر راکھ ہو جاؤں گا۔

(معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ)

☆ پانچ نمازیں ادا کرنے کا وعدہ کرنیوالے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی قرار دے دیا۔ (۴۶۰)

بیعت جہاد و بیعت اسلام کے علاوہ بیعت کا ثبوت

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ کئی طرح کی بیعت کرتے تھے اور انہیں قسموں میں سے بیعت طریقت بھی ہے جو کہ مرید اپنے پیر کے ہاتھ پہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں اور بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں: بیعت جہاد و بیعت اسلام کے علاوہ کوئی بیعت نہیں جبکہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: اَلَا تُبَایِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کیا تم لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پہ بیعت نہیں کرو گے۔ (یہ ارشاد سن کر) ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت فرمائی۔ پھر ہم نے عرض کیا: حضور! ہم بیعت تو کر چکے لیکن یہ بھی تو فرمائیں کہ ہماری یہ بیعت کن امور میں ہے۔ آپ نے فرمایا:

عَلٰی اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

اس بات پر کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور پنجگانہ نماز ادا کرو گے۔

وَاَسَرَّ کَلِمَۃً خَفِیَّۃً پھر آہستہ سے فرمایا: اَنْ لَا تَسْئَلُوا النَّاسَ شَیْئًا۔ یہ کہ لوگوں سے بھیک نہ مانگو گے۔ (۴۶۱) حضرت حکیم نے صرف اس بات پہ حضور علیہ السلام کی بیعت کی کہ اَنْ لَّا اَخِرَّ اِلَّا قَائِمًا (۱۰۸۵) میں کھڑا کھڑا سجدے میں چلا جاؤں۔

مرشد کامل جب اپنے مرید کو بیعت فرماتا ہے تو انہی باتوں اور اس طرح کی دیگر کئی باتوں کی تلقین کرتا ہے۔ لہٰذا بیعت طریقت کا ثبوت مل گیا۔ مرشد کو بھی چاہیے کہ اپنے مرید کو ایک ایک کر کے تمام ممنوعات شرعیہ سے روکے اور پوری طرح ا

Marfat.com

معروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے۔ صرف مریدین کی تعداد میں اضافہ کر کے ان سے نذرانے بٹورنے پر ہی اکتفا کرے اور پھر وقتاً فوقتاً پوچھتا بھی رہے کہ جو تم نے بوقت بیعت عہد معاہدہ کیا تھا اس پہ عمل کرتے ہو یا نہیں؟

یاد رہے! ممنوعات شرعیہ بے شمار ہیں۔ جس طرح کہ نیکی کے کام بے حساب ہیں۔ اس دور میں جو بیماری بہت ہی عام ہے وہ گانا باجا ہے جو کہ شریعت میں حرام ہے اور قرآن میں اسے شیطانی آواز قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت اس پہ چند تصریحات رشد الایمان سے اس کتاب کی زینت بنا رہا ہوں۔

گانے باجے کی حرمت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللّٰہ بغیر علمٍ و یتخذھا ھزواً اولئك لھم عذابٌ مھینٌ ○ (لقمان:۶)

اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں (گانا بجانا) خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں، بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں، ان کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔

عوارف وغیرہ میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے تھے کہ بے شک ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے **ان المراد بہ التغنی** کہ آیت میں لہو حدیث سے مراد گانا ہے۔

(یہی مفہوم دیکھئے طبری، ج:۲۱، ص:۶۲، تفسیرات احمدیہ، ص:۶۰۳، ابن کثیر، ج:۳، ص:۴۸۶، ابن ابی شیبہ، ج:۶، ص:۳۰۹، مستدرک، ج:۲، ص:۴۱۱، بیہقی، ج:۱۰، ص:۲۲۳)

قرآن پاک میں ہے:

واستفزز من استطعت منھم بصوتك (پ:۱۵، ع:۷)

اور (اے ابلیس) گرالے ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے۔ اس سے مراد گانا اور مزامیر ہیں ملاحظہ کریں۔

تفسیر جلالین میں ہے:

بدعائك بالغناء والمزامیر وکل داعٍ الی المعصیۃ

یعنی شیطان کی آواز سے مراد گانے، مزامیر اور گناہ کی طرف لے جانیوالی ہر چیز کے ذریعے بلانا ہے۔ (تفسیر جلالین، ص:۲۳۵)

گانے باجے کے بارے میں احادیث

اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں

(1) کان ابلیس اول من ناح و اول من تغنیٰ

سب سے پہلے ابلیس نے نوحہ کیا اور سب سے پہلے اسی نے گانا گایا۔ (تفسیرات احمدیہ، ص:۶۰۱)

Marfat.com

(2) التغني حرامٌ والتلذذ بها كفرٌ والجلوس عليها فسقٌ ومعصيةٌ

گانا حرام ہے اور (حلال جان کر) اس سے لذت لینا کفر ہے اور (سننے سنانے کیلئے) گانے پر بیٹھنا فسق وفجور اور گناہ ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص:۶۰۱)

(3) الغنآء ينبت النفاق في القلب كما ينبت المآء الزرع

گانا دل میں منافقت پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ، ص:۴۱۱)

(4) حضرت نافع فرماتے ہیں: ایک راستہ میں، میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ پس انہوں نے مزمار کی آواز سنی اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور راستے سے دوسری جانب دور ہو گئے۔ پھر دور جانے کے بعد مجھ سے فرمایا: یانافع هل تسمع شيئًا اے نافع کیا تم مزمار کی کچھ آواز سنتے ہو؟ میں نے کہا نہیں تو انہوں نے اپنے کانوں سے انگلیاں نکالیں اور فرمایا كنت مع رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فسمع صوت يراعٍ فصنع مثل ماصنعت میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا، پس آپ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح کیا، جیسے میں نے کیا۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس وقت چھوٹا تھا۔

(ابوداؤد، ج:۲، ص:۳۱۸، مشکوٰۃ، ص:۴۱۱، بیہقی، ج:۱۰، ص:۲۲۲، حلیۃ الاولیاء، ج:۶، ص:۱۲۹، طبرانی صغیر، ج:۱، ص:۱۳، مسند امام احمد، ج:۲، ص:۳۸، مرقاۃ ج:۹، ص:۱۳۴)

اعضاء جسمانی کی بدکاری

فالعينان زناهما النظر والاذنان زناهما الاستماع واللسان زناه الكلام واليد زناها البطش والرجل زناها الخطى والقلب يهوى ويتمنى ويصدق ذلك الفرج ويكذبه.

(مشکوٰۃ، ص:۲۰، مسلم شریف، جلد:۲، ص:۳۳۶، الزواجر، ج:۲، ص:۳، اسی مفہوم کی حدیث دیکھئے صحیح بخاری، ج:۲، ص:۹۲۲،۲۳، صحیح ابن حبان، ج:۷، ص:۲۹۹)

آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور دل خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے، فرج اس کی تصدیق کرتا ہے اور اسے جھوٹا کرتا ہے۔

لہٰذا گانے باجے، فلمیں، ڈرامے، ٹیلی ویژن، وی سی آر، ڈش انٹینا وغیرہ (کے گندے پروگرام) بے حیائی وحرام کاری کا سامان ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الغنآء رقية الزنا

گانا زنا کا منتر ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص:۶۰۳، کنز العمال، ج:۱۵، ص:۲۲۰)

Marfat.com

گانا سننے کی سزا

من قعد الٰی قینۃٍ یستمع منھا صب اللّٰہ فی اذنیہ الأنك

جو کوئی شخص گانے والی عورت کے پاس بیٹھے' اس سے گانا سنے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کانوں میں (پگھلا ہوا) سیسہ ڈالے گا۔(فتاویٰ رضویہ'ج:۱۰)

(7) قال النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم ان اللّٰہ تعالٰی بعثنی رحمۃً للعٰلمین وھدًی للعٰلمین وامرنی ربی بمحق المعازف والمزامیر والاوثان والصلب وامر الجاھلیۃ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا اور میرے رب نے مجھے باجوں اور بانسریوں اور بتوں اور صلیبوں اور جاہلیت کے کاموں کو باطل کرنے کا حکم فرمایا۔

(مشکوۃ مسند امام احمد'ج:۵'ص:۲۵۷)

(8) لیکونن فی امتی اقوامٌ یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف

ضرور بہ ضرور میری امت میں وہ لوگ ہوں گے جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

(بخاری شریف'ج:۲'ص:۸۳۷'بیہقی'ج:۱۰'ص:۲۲۱'مسند الشامیین'ج:۱'ص:۳۳۴'تاریخ کبیر'ج:۱'ص:۳۰۴'فتح الباری'ج:۱۰'ص:۵۱)

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الغنآء مفسدۃٌ للقلب ومسخطۃٌ للرب

گانا دل کو خراب کرنے والا اور رب تعالیٰ کو ناراض کرنیوالا ہے۔(تفسیرات احمدیہ'ص:۶۰۳)

مسئلہ قوالی

(دف بجانے کی بعض مقامات میں اجازت کے علاوہ) مزامیر بہرحال حرام ہیں۔احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعات یا متشابہ غیر معتبر ہیں۔ہدایہ وغیرہ کتب معتمدہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں۔حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی نظام الحق والدین فوائد الفوائد شریف میں فرماتے ہیں' مزامیر حرام است یعنی مزامیر حرام ہیں۔

مولانا فخر الدین رازی خلیفہ سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے خود حضور علیہ السلام کے حکم سے رسالہ ''کشف القناع عن اصول السماع'' تحریر فرمایا۔اس میں صاف ارشاد فرمادیا کہ

اما سماعُ مشائخنا رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم فبریئٌ عن ھٰذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے۔وہ صرف قوال کی آواز ہے جو کمال صفت

Marfat.com

الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔

سماع کہ بے مزامیر ہو اور مسمع (سنانے والا) نہ عورت ہو نہ امرد (بے ریش خوبصورت لڑکا) اور مسموع (کلام) نہ فحش نہ باطل اور سامع (سننے والا) نہ فاسق ہو نہ شہوت پرست تو اس کے جواز میں شبہ نہیں قادریہ و چشتیہ سب کے نزدیک جائز ہے ورنہ سب کے نزدیک ناجائز۔ (فتاویٰ رضویہ ج:۱۰)

اگر عورتیں کسی مرشد کامل کی بیعت کریں تو ان کو خاص طور پر بے پردگی کے گناہ کی سنگینیت بتائی جائے' اس بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ سنائے جائیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

بے پردگی کا گناہ

قرآن پاک میں ہے:

(1) وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولٰی

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ (کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ عورت کو غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا فرض ہے اور بغیر عذر شرعی گھر سے نکلنا حرام ہے۔ جب کسی حاجت کیلئے ان کو نکلنا ہو تو باپردہ نکلیں۔

(2) یٰاَیھا النبی قل لازواجك وبنٰتك ونسآء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن (پ:۲۲'ع:۵)

اے نبی (علیک الصلوٰۃ والسلام) اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔ (کنز الایمان)

حضور علیہ السلام کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

(1) المراۃ عورةٌ فاذا خرجت استشرفھا الشیطٰن

(مصنف ابن ابی شیبہ' ج:۲'ص:۳۸۴' مجمع الزوائد' ج:۲'ص:۱۳۵' مشکوٰۃ شریف' ص:۲۶۹)

عورت قابل پردہ ہے (چاہیے کہ غیر محرم مردوں سے پوشیدہ رہے) وہ جب گھر سے نکلتی ہے شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے۔

(2) ایاکم والدخول علی النسآء فقال رجلٌ یارسول اللہ ارایت الحمو قال الحمو الموت

(ترمذی' ج:۱'ص:۲۲۲' مشکوٰۃ شریف' ص:۲۶۸)

تم عورتوں پر داخل ہونے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ عورت کے شوہر کے رشتہ دار یعنی عورت کے دیور' جیٹھ وغیرہ کیلئے کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: دیور' جیٹھ تو موت ہے یعنی عورت کو دیور' جیٹھ سے پردہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

Marfat.com

(3) لعن الله الناظر والمنظور اليه (تفسیر مظہری ج:۲ص:۴۱۱ مشکوۃ شریف ص:۲۷۰)

اللہ تعالیٰ لعنت کرے غیر محرم عورت کو دیکھنے والے پر اور اس بے پردہ عورت پر جو دیکھی جائے۔

علماء فرماتے ہیں خوبصورت امرد لڑکے کا حکم مثل عورت کے ہے۔ منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور امرد کے ساتھ ستر (۷۰) (فتاویٰ رضویہ ج:۱۰)

نابینا سے پردے کا حکم

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ اور ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھیں کہ جلیل القدر نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: احتجبا منه تم دونوں ان صحابی سے پردہ کرلو۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اليس هو اعمیٰ لايبصرنا کیا وہ تو نابینا نہیں ہیں! وہ ہمیں دیکھتے نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: افعميا وان انتما لستما تبصرانه کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟ (ابوداؤد ج:۲ص:۲۱۲، مشکوۃ شریف ص:۲۶۹، ترمذی ج:۲ص:۱۰۶)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا: جیسے مردوں کیلئے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا ناجائز ہے ویسے ہی عورتوں کیلئے غیر محرم مردوں کو دیکھنا بھی ناجائز ہے۔

(5) قال رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لعليٍ رضى الله تعالىٰ عنه يا علی لا تتبع النظرة النظرة فان لك الاولىٰ وليست لك الأخرة

(ترمذی شریف ج:۲ص:۱۰۶، مشکوۃ شریف ص:۲۶۹، مجمع الزوائد ج:۲ص:۶۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے علی! ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ نہ کرو کیونکہ تم کو پہلی نظر ہی جائز ہے دوسری جائز نہیں''۔

پہلی نگاہ سے مراد وہ نگاہ ہے جو بغیر قصد کے اجنبی عورت پر پڑ جائے اور دوسری نگاہ سے مراد دوبارہ اسے قصداً دیکھنا ہے اگر پہلی نگاہ بھی جمائے رکھی تو بھی دوسری نگاہ کے حکم میں ہوگی۔

پردہ کے باب میں پیر وغیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے۔ جوان عورت کو چہرہ کھول کر سامنے آنا منع ہے اور بڑھیا کیلئے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج:۱۰ص:۱۰۲)

(6) ما من مسلمٍ ينظر الىٰ محاسن امرأةٍ اول مرةٍ ثم يغض بصره الا احدث الله عبادةً يجد حلاوتها (احمد مشکوۃ ص:۲۷۰)

ایسا کوئی مسلمان نہیں جو اچانک کسی اجنبی عورت کی خوبیاں پہلی بار دیکھے تو فوراً اپنی نگاہ نیچی کرلے مگر اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت دیتا ہے جس کی وہ لذت پاتا ہے۔

Marfat.com

محبوبہ محبوب رب العالمین کا عمل مبارک

وعن عآئشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت كنت ادخل بيتي الذي فيه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم واني واضع ثوبي واقول انما هو زوجي وابي فلما دفن عمر معهم فوالله ما دخلت الا وانا مشدودةٌ علي ثيابي حيآءً من عمر (احمد مشکوٰۃ ص:۱۵۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرے میں داخل ہوئی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قبور پرانوار میں) جلوہ فرماتے تھے حالانکہ میں نے کچھ کم کپڑے اوڑھے ہوتے تھے اور میں کہتی تھی کہ وہ (حضور علیہ السلام) میرے شوہر اور (ان کے ساتھ) میرے والد ہی تو ہیں۔ پس جب ان کے ساتھ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو اللہ کی قسم میں داخل نہیں ہوئی مگر پورے کپڑے پہن کر (مکمل باپردہ ہو کر) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہوئے۔ انہوں نے تو قبر والے سے پردہ فرمایا تو جو عورت زندہ غیر محرم سے پردہ نہ کرے تو وہ کتنی باحیا ہوگی؟

اس بارے میں خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا ارشاد بھی یاد رکھیں، کون خاتون جنت

اس بتول جگر پارۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم   حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

ای شیءٍ خیرٌ للنسآء عورت کے لئے کون سی چیز بہتر ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہی سوال سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیا: قالت لا یرین للرجال ولا یرونهن۔ سیدہ نے کہا: عورتیں غیر مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ہی غیر محرم مرد انہیں دیکھیں۔ یہ جواب جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمة بضعةٌ منی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

(شہادت نواسۂ سید الابرار، ص:۱۲۹، بحوالہ دار قطنی)

اور یہ بھی منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گلے سے لگالیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج:۱۰)

سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہ کے پردے کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا:

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے   اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

☆ نماز فجر اور عصر ادا کرنے والا ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔ (۴۷۲-۸۸) عصر کی نماز چھوڑ دینے والے کے اعمال ضائع ہو گئے۔ (۴۷۵) عصر کی نماز قضا کرنے والے کا گویا گھر بار لٹ گیا۔ (۴۷۹)

Marfat.com

کِتَابُ الْمَوَاقِيْتِ (اوقات نماز کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام نماز فجر میں ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت فرماتے۔(۴۹۶)

☆ گرمیوں میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی آگ کا جوش ہے۔(۲-۵۰۱)

امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ظہر کا آخری وقت سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل تک ہے اور عصر کا وقت اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔موسم گرما میں سایہ اصلی کم ہوتا ہے کیونکہ سورج سمت الراس کے قریب ہوتا ہے۔ان ممالک میں جو اقلیم دوم میں واقع ہیں۔جیسے مکہ مکرمہ وغیرہ جبکہ سردیوں میں سورج سمت الراس سے ہٹا ہوا ہوتا ہے۔لہٰذا سایہ اصل گرمیوں کی بہ نسبت سردیوں میں زیادہ ہوتا ہے۔یہ (حدیث ۲-۵۰۱) امام صاحب کی دلیل ہے کہ گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا جائے۔

☆ جبریل امین علیہ السلام کی بارگاہ نبوت میں ایک ایک دن میں پانچ پانچ مرتبہ حاضری (۵۱۴/۵۲۷) مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

بے لقائے یاران کو چین آ جاتا اگر　　　بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

☆ اگر لوگ جانتے کہ اذان کہنے اور پہلی صف میں کھڑا ہونے کا کیا ثواب ہے تو اس کام کے لئے قرعہ اندازی کرتے۔ (۵۴۱)

☆ نماز فجر کو جتنا تاخیر سے پڑھو گے اتنا ہی زیادہ ثواب پاؤ گے۔(۵۵۰)

حق نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے

فجر کی نماز کے بعد حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو قیامت تک ہونے والے تمام امور بتا دیئے۔(۶۲۲)

حق نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے　　　دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ما فرطنا في الكتب من شيء۔ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا (یعنی سب کچھ بیان کر دیا) اس کتاب سے مراد قرآن ہو یا لوح محفوظ۔ بہر حال حضور علیہ السلام کا علم غیب عطائی کلی ثابت ہوا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: وتفصيل الكتب لاريب فيه۔ اور (لوح میں جو) لکھا ہوا ہے۔ (یہ قرآن) سب کی تفصیل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ تو لوح محفوظ کا سارا علم قرآن میں ہے اور قرآن کا سارا علم سینۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ومن علومك علم اللوح والقلم

لوح وقلم کا علم تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم کا ایک حصہ ہے۔

کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہ تو وہ کتاب اتری جس کی شان تبیاناً لکل شئی ہے۔

ان پر کتاب اتری تبیانا لکل شيء　　　تفصیل جس میں ماعبر و ماغبر کی ہے

اور وہ کتاب آپ کو سکھائی کس نے؟ جس نے نازل فرمائی۔ الرحمن علم القرآن

Marfat.com

تو دانائے ماکان وما یکون ہے مگر بے خبر' بے خبر جانتے ہیں

علم غیب عطائی پہ احادیث مبارکہ

(1)عن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال قام فینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقامًا فاخبرنا عن بدء الخلق حتّٰی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذٰلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ

(بخاری' ج:۱' ص:۴۵۳' کتاب بدء الخلق' باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ وھوالذی یبدؤ الخلق' مشکوۃ:۵۰۶' کتاب الفتن باب بدء الخلق الخ' قدیمی کتب خانہ عمدۃ القاری' ج:۱۰' ص:۵۴۳' دارالحدیث ملتان)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا پھر ہم کو ابتدائے پیدائش سے لے کر جنتیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے اور دوزخیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے تک تمام خبریں دیں۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

(2) مسلم نے حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا:

فاخبرنا بما ھو کائنٌ الٰی یوم القیٰمۃ قال فاعلمنا احفظنا (صحیح مسلم' ج:۲' ص:۳۹۰' مشکوۃ شریف' ص:۵۴۳)

پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کی خبر دے دی۔ پس ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو ان باتوں کو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔

(3) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ زوٰی لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا

(مشکوۃ' ص:۵۱۲' کتاب الفتن باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' الفصل الاول' قدیمی کتب خانہ کراچی)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی۔ پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

(4) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم رایت ربی عزوجل فی احسن صورۃٍ قال فوضع کفہٗ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت مافی السمٰوٰت والارض

(مشکوۃ' ص:۷۰' کتاب الصلوۃ' باب المساجد ومواضع الصلوۃ' الفصل الثانی قدیمی کتب خانہ کراچی' ترمذی' ص:۱۵۹' ج:۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو احسن (بہت اچھی) صورت میں دیکھا (جو اس کی شان کے لائق ہے) فرمایا: رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے قلب میں پائی۔ پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جان لیا۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''عبارت است حصول تمام علوم جزوی وکلی واحاطہ عام''

عبارت ہے کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام علوم حاصل ہو گئے جزوی بھی اور کلی بھی اور سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام کے احاطہ علم میں ہو گیا۔ (اشعۃ اللمعات، ص:۳۴۲، ج:۱)

(5) احمد وترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی۔

فتجلی لی کل شیءٍ وعرفت

(مسند امام احمد بن حنبل، ص:۲۴۳، ج:۵، اشعۃ اللمعات، ص:۳۴۳، ج:۱، مشکوٰۃ، ص:۷۲، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، الفصل الثالث قدیمی کتب خانہ کراچی)

پس ہر شے میری لیے ظاہر ہو گئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

حضور علیہ السلام تا قیامت ہر شے کو دیکھتے ہیں

ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والیٰ ما ھو کائنٌ فیھا الیٰ یوم القیٰمۃ کانما انظر الیٰ کفی ھٰذہٖ جلیانًا۔

(زرقانی، ص:۲۳۷، ج:۷، مواہب اللدنیہ، ص:۱۹۲، ج:۲، طبرانی، الخصائص الکبریٰ، مجمع الزوائد، ص:۲۸۷، ج:۸، کنز العمال، ص:۴۲۰، ج:۱۱)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمایا۔ پس میں اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے اس ہاتھ کے ظاہر کو دیکھتا ہوں۔

(7) مامن شیءٍ لم اکن اریتہٗ الا رایتہٗ فی مقامی ھٰذا حتی الجنۃ والنار۔

(بخاری شریف، ص:۱۸، ج:۱، کتاب العلم، باب الفتیا وھو واقف الخ قدیمی کتب خانہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک میں نے اپنے اس مقام میں ہر وہ چیز دیکھی جو میں نے پہلے دیکھی نہ تھی یہاں تک کہ میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا۔

(8) عن حذیفۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال واللّٰہ ما ترک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قائد فتنۃٍ الیٰ ان تنقضی الدنیا یبلغ من معہٗ ثلاث مائۃٍ فصاعدًا الا قد سماہ لنا باسمہٖ واسم ابیہ واسم قبیلتہٖ (ابوداؤد، ج:۲، ص:۲۲۶، مشکوٰۃ، ص:۴۶۳، کتاب الفتن، قدیمی کتب خانہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کے ختم ہونے تک کسی فتنہ کے چلانے والے کو نہیں چھوڑا جس کے پیروکار تین سو سے زیادہ ہوں گے مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فتنہ چلانے والے کا نام اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بتا دیا۔

(9) رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ عرض کی: یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام آج رات میں نے ایک براخواب دیکھا فرمایا: وہ خواب کیا ہے؟ عرض کی: وہ بہت شدید خواب ہے، رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ خواب کیا ہے؟ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا قطع کیا گیا اور میری گود میں رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رایت خیرًا تلد فاطمة ان شآء الله غلامًا یکون فی حجرك

تو نے اچھا خواب دیکھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں رہے گا۔

حضرت ام فضل فرماتی ہیں پس حضرت فاطمہ کے ہاں حضرت امام حسین پیدا ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تو وہ میری گود میں رہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ (مشکوٰۃ ص: ۵۷۲، ابن ماجہ، ص: ۱۴۰، مسند امام احمد، ج: ۲، ص: ۳۲۵)

کل کی خبر اور دل کی بات

قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایة غدًا رجلًا یفتح الله علی یدیه یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ خیبر کے دن فرمایا: میں آئندہ کل یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ خیبر فتح فرمائے گا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اسے دوست رکھتے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: این علی بن ابی طالب ، علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام، ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا تو آنکھیں بالکل درست ہوگئیں۔ گویا درد تھا ہی نہیں۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح فرما دیا۔

(بخاری، ج: ۱، ص: ۴۱۳، مسلم شریف، ج: ۲، ص: ۲۷۸، مشکوٰۃ شریف، ص: ۵۶۳، مناقب علی رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ)

(11) بدر کے مقام پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ھذا مصرع فلانٍ ویضع یدہٗ علی الارض ھٰھنا وھٰھنا قال فما ماط احدھم عن موضع ید رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وآلہ وسلم

(صحیح مسلم، ج: ۲، ص: ۱۰۲، ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۸، نسائی، ج: ۱، ص: ۲۲۶، مشکوٰۃ، ج: ۱، ص: ۵۴۳، مسند ابوداؤد طیالسی، ص: ۹، الخصائص الکبریٰ، ج: ۱، ص: ۱۹۹)

یہ فلاں شخص کے قتل ہونے کی جگہ ہے اور اپنے مبارک ہاتھ کو زمین پر ادھر ادھر رکھتے تھے۔ راوی نے فرمایا: قتل کیے جانیوالوں میں سے کوئی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ذرا نہ ہٹا (بلکہ اسی جگہ قتل کیا گیا جس کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشاندہی فرمائی تھی)۔

Marfat.com

كِتَابُ الْاَذَانِ (اذان کا بیان)

☆ اذان کا مذاق اڑانے والا مستقل مؤذن بن گیا اور حضور علیہ السلام نے اس کو چاندی کی تھیلی عنایت فرمائی (۶۳۳) یہ حضور علیہ السلام کا کمال اخلاق تھا کہ لاعلمی کی وجہ سے شعار دین کا مذاق اڑانے والے کو آپ نے احسان کے بوجھ سے شرمندہ فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو ہدایت کی دولت سے نواز دیا کیونکہ جس کو حضور پاک پسند فرما لیتے ہیں خدا بھی ان کو نواز دیتا ہے۔ اگلی حدیث میں ہے: اس شخص کی آواز اچھی تھی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کو بلا کر اس کی پیشانی پہ ہاتھ پھیرا اور تین مرتبہ برکت کی دعا فرمائی اور پھر فرمایا: اِذْهَبْ فَاَذِّنْ عِنْدَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ. جا اور کعبہ معظمہ کے پاس جا کر اذان پڑھ۔ (۶۳۴)

☆ موذن کی اذان کی آواز جہاں تک جائے گی وہاں تک کے جن اور انسان اور ہر چیز قیامت کے دن (اس کے ایمان کی) گواہی دیں گے۔ حضرت ابو سعید نے یہ بات کی اور فرمایا (یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ) حضور علیہ السلام کا فرمان ہے جو میں نے خود آپ سے سنا ہے۔ (۶۴۶-۶۴۵) اور اس کو تمام نمازیوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (۶۴۷)

☆ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِیْ (۶۹۱-۶۸۸) جب نماز کی تکبیر ہو تو نہ کھڑے ہوا کرو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔ معلوم ہوا تکبیر شروع ہونے سے پہلے یا شروع ہوتے ہی نماز کے لئے کھڑے ہونے سے منع فرمایا گیا ہے۔ یہ مسئلہ ہم نے اپنی کتاب فضائل و مسائل نماز میں تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ فقہ کی کتابوں میں صاف صاف لکھا ہے کہ ویقوم الامام والقوم عندحی الصلوٰۃ (شرح وقایہ) امام اور قوم حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں اس کے باوجود حنفی کہلانے والے دیوبندی حضرات نے بھی یہ ضد بنا رکھی ہے کہ اس پہ عمل نہیں کرتے۔

اذان میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ انگوٹھے چومنا

(۱) دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

جب انہوں نے مؤذن کو اشھد ان محمدًا رسول اللہ کہتے سنا تو یہ پڑھا:

اشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ رضیت باللہ ربًا وبالاسلام دینًا و بمحمدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نبیًا

اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے نیچے کی جانب سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت لہٗ شفاعتی

جو شخص ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

(المقاصد الحسنہ، ص: ۳۸۴، از علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

(2) حضرت سیدنا خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

جو شخص موذن سے اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ سن کر کہے:

مرحبًا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم ثم یقبل ابھامیہ ویجعلھما علٰی عینیہ لم یرمد ابدًا

پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔ (المقاصد الحسنہ، ص:۳۸۴)

(3) حضرت سیدنا امام حسن علی جدہ الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

جو شخص موذن کو اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ کہتے سن کر یہ دعا پڑھے:

مرحبًا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم یقبل ابھامیہ ویجعلھما علٰی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدًا۔

اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہو اور نہ آنکھیں دکھیں۔ (المقاصد الحسنہ، ص:۳۸۴)

حضور علیہ السلام کی قیادت میں داخلۂ جنت

روی عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم انہٗ قال من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابھامیہ علٰی عینیہ فانا طالبہٗ فی صفوف القیٰمۃ وقائدہٗ الی الجنۃ

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص میرا نام اذان میں سنے اور اپنے انگوٹھے (چوم کر) آنکھوں پر رکھے تو میں اسے قیامت کی صفوں میں تلاش کروں گا اور اسے اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جاؤں گا۔

(صلوٰۃ مسعودی، ج:۲، ص:۸۷، جامع الرموز، ج:۱، ص:۱۲۵)

آنکھوں کا تارا نام محمد — دل کا سہارا نام محمد ﷺ

(5) شرح نقایہ میں ہے:

خبردار رہو بے شک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ سنے صلی اللّٰہ علیک یارسول اللّٰہ کہے اور دوسری بار قرۃ عینی بک یارسول اللّٰہ کہے پھر انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر کہے: اللھم متعنی بالسمع والبصر۔

فانہٗ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم یکون لہٗ قائدًا الی الجنۃ

تو نبی اکرم ﷺ اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لے جائیں گے۔ (ایسا ہی کنز العباد میں ہے)۔

(رد المحتار، ج:۱، ص:۲۹۳)

حضور ﷺ کا نام چومنے والا کبھی اندھا نہ ہوگا

جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں حضرت محمد رسول اللّٰہ ﷺ کی زیارت کے مشتاق ہوئے تو اللّٰہ تعالٰی نے

Marfat.com

اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رخِ پرنور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر جب جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ قصہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

من سمع اسمي في الاذان فقبل ظفري ابهاميه ومسح علي عينيه لم يعم ابدًا

جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(روح البیان ج:۷ ص:۲۲۹)

اے اخی اے عاشق محبوب حق — اے نثارو طالب و مطلوب حق
جب سنے تو نام پاک مصطفیٰ — چوم انگوٹھے اور آنکھوں سے لگا
پڑھ درود ان پر بصیغہ خطاب — آنکھیں تیری ہوں گی نہ ہرگز خراب
ہوں گے محشر میں شفیع وہ بالیقیں — پھر خدا دے گا تجھے خلد بریں
جس نے کی تعظیم سن کے ان کا نام — آتش دوزخ ہوئی اس پر حرام
تعظیم ان کی مومنوں پر فرض ہے — جو نہ مانے اس کے دل میں مرض ہے
اے شفیع من کرم برایں غلام — صد ہزاراں الصلوٰۃ والسلام

(خازن روح البیان زیر آیت بدت لھا سوآتھما ازھدیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

صرف ناخن ہی کیوں چومے جاتے ہیں؟

اس لیے کہ آدم علیہ السلام کا جنتی لباس ناخن تھا۔ جب وہ واپس لے لیا گیا اور صرف انگلیوں پہ باقی رکھا گیا تو یادگار کے طور پر اس جنتی لباس کو چوم لیتے ہیں جس طرح کہ حجر اسود کو جنت کی یادگار ہونے کی وجہ سے چوما جاتا ہے کیونکہ اس کو آدم علیہ السلام جنت سے اپنے ساتھ لائے تھے اور چونکہ جنت ہمیں حضور علیہ السلام کے صدقہ سے ملے گی کیونکہ آپ جنتی مخلوق کے قائد و سردار ہیں۔ لہٰذا جنت کے سردار کے نام پہ جنت کی یادگار کو چوما جاتا ہے اور یہ چومنے والے کے جنتی ہونے کی علامت ہوگی۔

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی — اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی

تقبیل ابھامین کی روایت کی فنی حیثیت

اگر کوئی کہے انگوٹھے چومنے والی حدیث صحیح نہیں لہٰذا اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحت حدیث کے انکار سے اس کے حسن ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ پھر اسے محض باطل اور موضوع ٹھہرانا تو سراسر جہالت ہے۔ صحیح اور موضوع کے وسط میں بہت اقسام حدیث ہیں۔ اگر حدیث ضعیف بھی ہو تو فضائل اعمال میں معتبر ہے۔

فتح المبین مولفہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (ص:۳۶) میں ہے:

Marfat.com

اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال (منیر العینین از اعلیٰ حضرت بریلوی)
یعنی تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔ وضو کے اعضاء دھوتے ہوئے دعائیں پڑھنا' وضو میں گردن کا مسح کرنا اور نماز اوابین کا ثبوت ضعیف حدیثوں سے ہے مگر فقہاء انہیں مستحب لکھتے ہیں۔ منکرین بھی ان اعمال میں کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت انہیں ضعیف حدیث مضر نہیں ہوتی لیکن حضور اکرم نبی محترم ﷺ کا پیارا نام سن کر انگوٹھے چومنے کو ناجائز اور شرک بتاتے ہیں۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ﷺ اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ موضوعات کبیر (ص: ۲۱۰) میں فرماتے ہیں:

قلت واذا ثبت رفعہ الی الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیکفی للعمل بہ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین

میں نے کہا اور جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہوا تو اس کا ثبوت عمل کیلئے کافی ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: تم پر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔

آدم علیہ السلام کو تو نور نظر آیا تھا تو انہوں نے آنکھوں کو چوما تم کیوں چومتے ہو؟

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر نور مصطفیٰ ﷺ انگوٹھوں کے ناخنوں میں دیکھ کر چوما تھا تو تم کونسا نور دیکھتے ہو جو چومتے ہو' چومنے کی جو وجہ وہاں تھی یہاں نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سعی' رمی اور رمل میں جو وجہ اس وقت تھی جبکہ ان کا آغاز ہوا وہ وجہ آج نہیں ہے' پھر آج تم حج میں یہ کام کیوں کرتے ہو؟

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑی تھیں۔ اب کہاں پانی کی تلاش ہے؟ تم حج میں صفا و مروہ کے درمیان کیوں دوڑتے ہو؟

حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کیلئے جاتے ہوئے راستے میں تین جگہ شیطان کو کنکر مارے' تم اب وہاں کنکر کیوں مارتے ہو کیا آپ کو شیطان دھوکا دیتا نظر آتا ہے؟

کفار مکہ پر قوت کے اظہار کیلئے مسلمانوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا: طواف میں اکڑ کر کندھے ہلاتے ہوئے چلو۔ اب طواف قدوم میں مرد رمل کیوں کرتے ہیں؟ یعنی اکڑ کر کیوں چلتے ہیں؟

حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعض اعمال ایسے مقبول ہو جاتے ہیں کہ ان کی یادگار باقی رکھی جاتی اگرچہ وہ ضرورت باقی نہ رہے۔

یہاں بھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار قائم رکھنے کیلئے ہم انگوٹھے چومتے ہیں اگرچہ ہمیں نور نظر نہیں آتا۔
حضرت آدم و حضرت حوا علیہما الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے باہر تشریف لائے تو جنتی لباس اتار لیا گیا صرف ناخنوں میں

Marfat.com

لباس رہ گیا۔ہم اس لیے بھی ناخن چومتے ہیں کہ ہوسکتا ہے جنتی لباس چومنے کی برکت سے جنت مل جائے۔

یاد رہے! احناف کے علاوہ امام شافعی کے ہاں بھی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن کر انگوٹھوں کو چومنا ثابت ہے۔ جیسا کہ مذہب شافعی کی مشہور کتاب "اعانة الطالبين على حل الفاظ فتح العين" مطبوعہ مصر کے ص ۲۴۷ پہ ہے۔ ثم يقبل ابهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد ابدا۔ پھر اپنے انگوٹھوں کو چومے اور آنکھوں پہ رکھے نہ کبھی اندھا ہوگا اور نہ ہی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

اسی طرح فقہ مالکی کی کتاب کفایۃ الطالب الربانی لرسالہ ابن ابی زید القیر وانی میں بھی ہے۔ شیخ علامہ مفسر نورالدین خراسانی فرماتے ہیں: ایک شخص یہ عمل مبارک کرتا تھا پھر اس نے چھوڑ دیا تو اس کی آنکھیں خراب ہوگئیں۔ خواب میں حضور علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے فرمایا تم نے یہ عمل کیوں چھوڑ دیا ہے۔ اگر اپنی آنکھوں کی سلامتی چاہتے ہو تو یہ عمل دوبارہ شروع کردو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تو اس کی آنکھیں پھر کبھی خراب نہ ہوئیں۔ (نہج السلامہ الشیخ علی الصعیدی عدوی ص ۱۷۷)

مولوی عبدالستار اتونسوی کے استاد عبدالشکور لکھنوی اپنی کتاب علم الفقہ ج ۲ ص ۱۴۳ کے پہلے ایڈیشن میں لکھتے ہیں۔

اذان سننے والے کے لئے مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ اشهدان محمدا رسول الله سنے تو یہ کہے: صلى الله عليك يارسول الله۔ اور دوسری بار سنے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پہ رکھ کر کہے: قرة عيني بك يارسول الله اللهم متعني بالسمع والبصر (بحوالہ جامع الرموز، کنز العباد، ھدیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

<u>لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا</u>

براہین قاطعہ کے ص ۲۸ پہ ہے، جس کے جواز کی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی ان قرون میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے۔

اور اس بابرکت عمل کی کراہت کے لئے صحیح حدیث تو کیا ضعیف حدیث بھی نہ ملے گی۔ لہٰذا کوئی اگر اس عمل کو اس لیے مستحب نہیں مانتا کہ اس کا نظریہ ہے کہ استحباب ضعیف حدیث سے نہیں ہوسکتا تو وہ بتائے کہ کراہت کے لئے اس کے پاس کون سی حدیث ہے جس سے اس عمل کی کراہت کا قول کررہا ہے۔

كِتَابُ الْمَسَاجِدِ (مسجدوں کا بیان)

☆ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مسجد بنائے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (۶۸۹)

اگر پہلے سے ایک جگہ مسجد موجود ہے تو نئی مسجد اس جگہ نہ بنائی جائے اور یہی رقم اس کی تعمیر و ترقی پر لگائی جائے یا جس چیز کی وہاں ضرورت ہے وہ بنائی جائے۔ جیسے مدرسہ بنانا' کنواں کھدوانا' سرائے بنوانا' دینی کتب چھپوانا یا تبلیغی اجتماعات کرنا وغیرہ۔ اسی طرح ریاکاری کے لئے مسجد بنوانا اس کو قیامت کی نشانی قرار دیا گیا۔ "مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ." (۶۹۰)

Marfat.com

☆ داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں اپنی طرح کی حکومت عطا فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فر دی۔ سَاَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهٗ فَاُوْتِيَهٗ (۶۹۴) لہٰذا یہ کہنا کہ داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے جیسی حکومت (ہوا' پانی' حیوان' انسان پہ) عطا فرمائی۔ جائز ہوا کیونکہ یہ عطائی تھی نہ کہ ذاتی۔

مرزائیوں کے ایک سوال کا جواب

حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد (نبوی شریف انبیاء کرام علیہم السلام کی بنائی ہوئی) مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔

"فَاِنِّيْ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّهٗ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ ." (۶۹۵) .

لہٰذا مرزائی اجرائے نبوت کے باطل عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے یہ نہیں کہہ سکتیکہ اگر مسجد نبوی آخری مسجد ہے تو اس کے بعد لاکھوں مسجدیں بن چکی ہیں اور تاقیامت بنتی رہیں گی۔ اسی طرح حضور اخرالانبیاء ہیں تو آپ کے بعد نبی بھی ہو سکتے ہیں۔

☆ حضور علیہ السلام کے منبر کے پائے جنت میں گڑے ہوئے ہیں۔ (۶۹۷)

☆ جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پہ رکھی گئی وہ مسجد نبوی شریف ہے۔ (۶۹۸)

☆ حضور علیہ السلام مسجد قبا میں (ہر ہفتے) کبھی پیدل اور کبھی سواری پہ تشریف لے جاتے۔ (۶۹۹) حالانکہ یہ مسجد ان تین میں سے نہیں ہے جن کے بارے میں فرمایا گیا کہ تین مساجد کے علاوہ کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) (۷۰۱) پھر اس میں تو مساجد کا ذکر ہے زیارت قبور سے روکنا اس سے کس طرح ثابت ہو گیا۔

حدیث لَا تُشَدُّوا الرِّحَالُ...... کا مطلب

اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ چنانچہ مسجد الحرام میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر' بیت المقدس اور مدینہ پاک کی مسجد میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار کے برابر۔ لہٰذا ان مساجد میں یہ نیت کر کے دور سے آنا چونکہ فائدہ مند ہے لہٰذا جائز ہے لیکن کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنا یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ملتا ہے محض لغو اور ناجائز ہے۔ کیونکہ ہر جگہ کی مسجد میں ثواب یکساں ہیں جیسے بعض لوگ لاہور کی بادشاہی مسجد میں جمعۃ الوداع پڑھنے کے لئے سفر کر کے جاتے ہیں' یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ملتا ہے' یہ ناجائز ہے۔ تو سفر کرنا کسی اور مسجد کی طرف اور پھر زیادتی ثواب کی نیت سے منع ہے۔ اگر حدیث کی یہ توجیہہ نہ کی جائے تو بہت سے دوسرے سفر بھی حرام ہوں گے۔ آج تجارت کے لئے علم دین کے لئے' دنیوی کاموں کے لئے لوگ صدہا قسم کے سفر کرتے ہیں۔ وہ سب حرام ٹھہریں گے۔ چنانچہ اس حدیث کی شرح اشعۃ اللمعات میں ہے کہ بعض علماء نے فرمایا ہے: یہاں کلام مسجدوں کے بارے میں ہے یعنی ان تینوں مسجدوں کے علاوہ اور مقامات تو وہ اس کلام کے مفہوم سے خارج ہیں۔ مرقات میں ہے کہ ابومحمد نے فرمایا: سوا ان تین مساجد کے اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنا حرام ہے مگر یہ محض غلط ہے۔ احیاء علوم میں ہے کہ بعض علماء متبرک مقامات اور قبور علماء کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو منع کرتے ہیں۔ مجھے جو تحقیق معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ زیارت قبور کا حکم ہے اس

Marfat.com

حدیث کی وجہ سے "اَلَا فَزُوْرُوْهَا" ان تین مساجد کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنے سے اس لیے منع فرمایا گیا کہ تمام مساجد یکساں ہیں لیکن مقامات متبرکہ برابر نہیں بلکہ ان کی برکات بقدر درجات ہیں۔کیا یہ مانع انبیاء کرام کی قبور کے سفر سے بھی منع کرے گا جیسے حضرت سیدنا ابراہیم وموسیٰ و یحییٰ علیہم السلام اس سے منع کرنا سخت دشوار ہے۔اس طرح مزارات اولیاء کرام بھی اس حکم میں شامل ہیں۔پس کیا بعید ہے کہ ان کی طرف سفر کرنے میں بھی کوئی خاص غرض ہو جیسا کہ علماء کی زندگی میں ان کی زیارت کرنا (نووی شرح مسلم) مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد فی فضائلہ میں ہے "دریا میں فقط حاجی نمازی یا عمرہ کرنے والا ہی سوار ہو"۔ یہاں بھی تین سفروں کے علاوہ اور اطراف میں سفر حرام نہیں۔اگر حدیث کا یہ مفہوم نہ لیا جائے تو دنیا میں زندگی محال ہو جائے گی (جاء الحق، حصہ اول ۳۳۵)

قبروں پہ جا کر فاتحہ پڑھنا اور دعا کرنا بھی سنت ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قبروں کی زیارت کرو کیونکہ قبروں کو دیکھنے سے موت یاد آتی ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی قبرستان تشریف لے جاتے تھے اور مردوں کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جنت البقیع میں تشریف لے جا کر مردوں کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے۔ (دین مصطفیٰ، ص ۴۸۳)

- ✪ گھر سے مسجد کی طرف نکلیں تو ایک قدم پہ ایک نیکی ملتی ہے اور دوسرے قدم پہ ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ (۷۰۶)
- ✪ حضور علیہ السلام کے دورِ اقدس میں ایک بے گھر نوجوان مسجد میں سویا کرتا تھا۔ (۷۲۳)

حضور علیہ السلام نے ناراضگی کا تبسم فرمایا: تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ (۷۳۲)

كِتَابُ الْقِبْلَةِ (قبلہ کا بیان)

نماز کی شرائط میں سے تیسری شرط استقبال قبلہ ہے یعنی کعبہ معظمہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔ پس اس (قبلہ، مسجد حرام) کی طرف منہ پھیرلو۔

یاد رہے! نماز اللہ ہی کے لئے پڑھی جائے اور اسی کے لئے سجدہ ہو نہ کہ کعبہ کو اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کے لئے سجدہ کیا تو حرام و گناہ کبیرہ کیا اگر عبادت کعبہ کی نیت سے کی جب تو کھلا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے (درمختار سے افادات رضویہ)

استقبال قبلہ عام ہے کہ بعینہٖ کعبہ معظمہ کی طرف منہ ہو جیسے مکہ مکرمہ والوں کے لئے یا اس جہت کو منہ ہو جیسے اوروں کے لئے (درمختار) یعنی تحقیق یہ ہے کہ جو عین کعبہ کی سمت خاص تحقیق کر سکتا ہے۔ اگرچہ کعبہ آڑ میں ہو جیسے مکہ معظمہ کے مکانوں میں جبکہ مثلاً چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں تو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ جہت کافی نہیں اور جسے یہ تحقیق ناممکن ہو اگرچہ خاص مکہ معظمہ میں ہو اس کے لئے جہت کعبہ کو منہ کرنا کافی ہے۔ (افادات رضویہ)

کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھی تو جس رخ چاہے پڑھے کعبہ کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی مگر اس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔ (غنیۃ وغیرھا)

Marfat.com

اگر صرف حطیم کی طرف منہ کیا کہ کعبہ معظّمہ محاذات میں نہ آیا نماز نہ ہوئی۔(غنیۃ)

جہت کعبہ کو منہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ منہ کی سطح کا کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے مگر منہ کا کوئی جز کعبہ کے مواجہہ میں ہے نماز ہو جائے گی۔اس کی مقدار ۴۵ درجہ رکھی گئی ہے تو اگر ۴۵ درجے سے زائد انحراف ہے استقبال نہ پایا گیا' نماز نہ ہوئی۔(بہار شریعت)

☆ مدینہ شریف آ کر سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی رہی۔(۷۴۳)

☆ کپڑوں کی قلت ہو تو ایک کپڑے (چادر یا قمیص) میں بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔(۷۶۴-۶۵-۶۶)

كِتَابُ الْإِمَامَةِ (امامت کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد جب انصار نے کہا: مِنَّا اَمِيْرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِيْرٌ۔ایک امام ہم میں سے ہوگا اور ایک تم (مہاجرین) میں سے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور علیہ السلام نے خود ابوبکر صدیق کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔تم میں سے کون ہے جو ابوبکر صدیق پہ مقدم ہونے پہ راضی ہو؟ تو سب نے کہا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ نَّتَقَدَّمَ اَبَابَكْرٍ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق سے مقدم ہوں۔(۷۷۸)

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر نماز پڑھائے۔مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ اَبِي قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۷۸۵-۹۴)

☆ پہلی صف میں علم و عقل والے (پرہیزگار لوگ) کھڑے ہوں۔(۸۰۸)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو سیدھا کرنے کے لئے ایک طرف سے دوسری طرف جاتے لوگوں کے کندھوں اور سینوں پہ ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: اختلاف (صفیں ٹیڑھی) مت کرو ورنہ تمہارے دلوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔اللہ تعالیٰ اگلی صفوں پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں۔(۸۱۲)

☆ فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔میں شیطان کو بکری کے بچے کی طرح صفوں (کے خلا میں) گھستا ہوا دیکھتا ہوں۔(۸۱۶)

☆ بچوں کے رونے کی آواز سن کر حضور علیہ السلام نماز کو مختصر فرما دیتے تا کہ ان کی ماؤں کو (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہوتی تھیں) تکلیف نہ ہو۔(۸۲۶)

☆ امام سے پہلے سر اٹھانے والا ڈرے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر کی طرح نہ کر دے۔(۸۲۹)

☆ "مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔"......آپ نے فرمایا: ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے......(۸۳۴)

☆ صحابہ کرام زیادہ نیکیاں لینے کے لئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے۔نماز با جماعت کے لئے ایک شخص دو بندوں

Marfat.com

کے سہارا لے کر آتا۔ صرف منافق ہی جماعت سے پیچھے رہتے تھے۔ (۸۵۰)

☆ نماز باجماعت کی نیت سے گھر سے وضو کر کے مسجد میں آنے والے کو جماعت نہ بھی ملے تو ثواب پالے گا۔ (۸۵۶)

☆ نماز باجماعت کو پانے کے لئے دوڑنا نہ چاہیے۔ (۸۶۲)

خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو قبیلہ بنو عبدالاشہل کے پاس تشریف لے جاتے اور ان سے بات چیت فرماتے اور مغرب کی نماز کے لئے واپس تشریف لے آتے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز کے لئے جلد جلدی تشریف لا رہے تھے جبکہ ہم لوگ بقیع کی طرف نکلے۔ حضور علیہ السلام نے اُفٍ لَّکَ اُفٍّ لَّکَ فرمایا۔ ابورافع کہتے ہیں: آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر میرے دل میں ڈر پیدا ہوا (کہ شاید میرے بارے میں فرما رہے ہوں) کہ مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے۔ میں پیچھے ہٹ گیا' آپ نے مجھ سے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے چلتے کیوں نہیں؟ میں نے عرض کیا: کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے ہیں' فرمایا: میں نے تمہیں نہیں کہا بلکہ فلاں شخص کے بارے میں کہا ہے جس کو میں نے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے ایک کھال چوری کر لی۔ فَدُرِّعَ الْاٰنَ مِثْلُهَا مِنْ نَّارٍ۔ تو اس کو اس کی مثل آگ پہنا دی گئی۔ (۸۶۳)

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے   خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

☆ قرآنی آیت ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین کے شان نزول میں ایک عجیب واقعہ۔ (۸۷۱)

کِتَابُ الْاِفْتِتَاحِ (نماز شروع کرنے کے بیان میں)

☆ تکبیر تحریمہ میں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا۔ (۸۸۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھوں کو کانوں کی لو تک پہنچاتے۔ (۸۸۳)

مسئلہ رفع یدین

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نماز میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین کرنا منع ہے۔ رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرنیوالی حدیثیں منسوخ ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں:

انه کان فی بدء الاسلام ثم نسخ (عمدۃ القاری شرح بخاری ج: ۵ ص: ۲۷۲)

یعنی رفع یدین شروع اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

حدیث (1)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلٰوۃ رفع یدیہ حتٰی یکون ابہاماہ قریبًا من شحمتی اذنیہ ثم لایعود (طحاوی ج:۱ص:۱۳۲ ابوداؤد ج:۱ص:۱۰۹ دارقطنی ج:۱ص:۲۹۴)

نبی کریم ﷺ جب نماز شروع فرمانے کیلئے تکبیر کہتے تو اپنے مبارک ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں انگوٹھے کانوں کی لو تک قریب ہو جاتے۔ پھر پوری نماز میں رفع یدین نہ فرماتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج:۱ص:۲۳۶)

حدیث (2)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فصلّٰی فلم یرفع یدیہ الا مرۃً واحدۃً
(نسائی ج:۱ص:۱۱۷ ابوداؤد ج:۱ص:۱۰۹ ترمذی ج:۱ کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء ان النبی ﷺ لم یرفع الافی اول مرۃ ۲۵۷ ص:۷۱)

کیا میں تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز نہ پڑھوں! پس آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تو صرف ایک (بار شروع نماز میں) ہاتھ اٹھائے یعنی شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ فرمایا۔

یہ دیکھ کر کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ (رضی اللہ تعالٰی عنہم)

حدیث (3)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان العشرۃ المبشرۃ ماکانوا یرفعون ایدیہم الا فی افتتاح الصلٰوۃ (عمدۃ القاری ج:۵ص:۲۷۲)

بے شک عشرہ مبشرہ علیہم الرضوان رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر نماز شروع کرتے وقت۔

(یہی مفہوم دیکھیے شرح سفر سعادت ص:۶۶)

عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ علیہم الرضوان ہیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنتی ہونے کی خوشخبری دے دی تھی ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان غنی (۴) حضرت علی المرتضٰی (۵) حضرت طلحہ (۶) حضرت زبیر (۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (۸) حضرت سعد بن ابی وقاص (۹) حضرت سعید بن زید (۱۰) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

حدیث (4)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتا تھا تو آپ نے فرمایا:

Marfat.com

لا تفعل انهٗ شیءٌ قد ترکهٗ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم بعد ما فعلهٗ

ایسانہ کرو' بے شک یہ ایسا فعل ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے پہلے کیا بعد میں چھوڑ دیا۔ (عمدۃ القاری'ج:۵'ص:۲۷۳)

رفع یدین کے مسئلہ پر امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ کا مناظرہ

فتح القدیر اور مرقات میں ہے کہ امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ سے کہا کہ آپ رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ تو امام صاحب نے جواب دیا: اس لیے کہ اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ امام اوزاعی نے کہا: میں آپ کو اس بارے میں صحیح حدیث سناتا ہوں۔ حدثنی الزھری عن سالم عن ابیه عن رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انه کان یرفع یدیه۔ امام صاحب نے فرمایا: میرے پاس اس سے قوی حدیث ہے' جو یہ ہے۔ ہم سے حضرت حماد رضی اللہ عنہ نے حدیث شریف بیان کی' انہوں نے ابراہیم نخعی سے' انہوں نے حضرت علقمہ اور اسود سے' انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز کی ابتدا میں ہاتھ اٹھاتے۔ اس کے بعد کبھی اپنے ہاتھ مبارک نہ اٹھاتے تھے۔

امام اوزاعی: آپ کی پیش کردہ حدیث کو میری پیش کردہ حدیث پر کیا فوقیت ہے' جس کی وجہ سے آپ نے اسے قبول فرمایا اور میری حدیث کو چھوڑ دیا؟

امام اعظم: اس لیے کہ حماد زہری سے زیادہ عالم اور فقیہ ہیں۔ علقمہ سالم کے والد عبداللہ بن عمر سے علم میں کم نہیں۔ اسود بہت بڑے متقی فقیہ وافضل ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔ قرأت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں حضرت ابن عمر سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں کہ بچپن سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ چونکہ ہماری حدیث کے راوی تمہاری حدیث کے راویوں سے علم وفضل میں زیادہ ہیں۔ لہٰذا ہماری پیش کردہ حدیث بہت قوی اور قابل قبول ہے۔ امام اوزاعی: خاموش ہو گئے۔

☆ تشہد میں رفع سبابہ کے لئے انگلیوں اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا۔ (۸۹۰)

☆ حالت قیام میں پاؤں کو ملا کر کھڑا ہونا ممنوع ہے۔ (۹۴-۸۹۳)

نماز میں قرأت کا آغاز کہاں سے ہو؟

قرأت کا آغاز (با آواز بلند) الحمدللّٰہ رب العالمین سے حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (۹۰۴) امام نسائی نے پورا باب باندھا۔ "ترك الجهر بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم"۔ اور اس میں تین احادیث درج فرمائیں۔ (۹-۸-۹۰۷) اگلے باب میں سورۂ فاتحہ میں بسم اللہ شریف نہ پڑھنے سے مراد بھی یہی ہے کہ جہراً نہ پڑھی جائے۔

☆ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ آخری دو آیات ایسے دو نور ہیں جو حضور علیہ السلام سے پہلے کسی کو نہ دیئے گئے۔ (۹۱۳)

☆ حضرت عمران بن حصین سے دو احادیث مروی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص نے آپ کے پیچھے سورۃ الاعلیٰ پڑھی۔ آپ نے نماز کے بعد پوچھا: مَنْ قَرَاَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی۔ سورۃ الاعلیٰ کون پڑھ رہا تھا۔

Marfat.com

ایک شخص نے عرض کیا: میں۔ اوراس سے میری نیت صرف ثواب کی تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "عَرَفْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ قَدْ خَالَجَنِيْهَا" مجھے ایسا لگا کہ کوئی مجھ سے قرآن چھین رہا ہے۔(۹۱۹-۹۱۸) اسی طرح حضرت ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے اوراس روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ جہری نماز میں کوئی بھی آپ کے پیچھے قرأت نہ کرتا (۹۲۰) عندالاحناف نماز سرّی ہو یا جہری امام کے پیچھے مقتدی کا سورۂ فاتحہ یا قرآن پاک کا کوئی حصہ پڑھنا ممنوع ہے جس کے چند دلائل حسب ذیل ہیں۔

قرأت خلف الامام کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

واذا قرئ القراٰن فاستمعوا لهٗ وانصتوا لعلكم ترحمون ○ (پ:۹'ع:۱۴)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔ (کنزالایمان)

(فتاویٰ ابن تیمیہ میں لکھا ہے کہ یہ آیت "نماز فرض" کی قرأت کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

فتاویٰ ابن تیمیہ' ج:۲۳'ص:۲۶۹)

اس آیت سے پتہ چلا کہ امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنا منع ہے خواہ امام بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ۔ اگر مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہوتا تو رکوع میں مل جانے سے اس کو رکعت نہ ملتی۔

(آئمہ تفسیر بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت نماز میں قرأت کی بابت نازل ہوئی۔

تفسیر کبیر' ج:۴'ص:۵۰' روح البیان' ج:۲'ص:۲۸۰)

اس بارے میں مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ ہوں۔

(1) عن ابی هريرة رضی الله تعالٰی عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالٰی عليه وآله وسلم انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرء فانصتوا

(نسائی' ج:۱'ص:۱۰۷' ابن ماجہ' ص:۶۱' مشکوٰۃ' ص:۸۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امام اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے تو جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم چپ رہو۔

(2) عن جابرٍ رضی الله تعالٰی عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالٰی عليه وآله وسلم من كان له امامٌ فقرآءة الامام له قرآءةٌ

(ابن ماجہ' ص:۶۱ طحطاوی' ج:۱'ص:۱۰۶' دار قطنی' ج:۱'ص:۳۲۳' موطا امام محمد' ص:۹۸' مسند امام احمد' ج:۳'ص:۳۳۹' کتاب الآثار' ج:۱'ص:۱۷۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں فرمایا: اس حدیث کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج اص ۲۷۱) ان میں حضرت علی' ابن عبداللہ' ابن عمر' ابو سعید خدری' ابو ہریرہ' ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم ہیں اور اسی (۸۰)

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ان سے حضرت علی' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔(عمدۃ القاری' ج:٦' ص:١٣)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

من صلی خلف الامام کفته قرآء ته

جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اسے کافی ہے۔(مؤطا امام محمد' ص:٧٩)

(4) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا،

من صلی رکعةً لم یقرء فیها بام الکتٰب فلم یصل الا ورآء الامام

جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز نہ ہوئی مگر امام کے پیچھے ہو تو (بغیر فاتحہ) ہو جائے گی۔

(ترمذی' ج:ا' کتاب الصلوۃ باب (ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام اذا جھر الامام الخ' ٣١٣' ص:٨٦) مؤطا امام مالک' ص:٢٨' طحاوی)

(5) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لیت الذی یقراء خلف الامام ملئ فوہ ترابًا

کاش امام کے پیچھے قرأت کرنے والے شخص کے منہ میں مٹی بھر دی جائے۔(طحاوی' ج:ا' ص:١٢٩)

☆ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا امام کے پیچھے قرأت کرنی چاہیے؟ تو انہوں نے جواب دیا: لَا قِرَأَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ...... (نسائی شریف' حدیث ٩٦١)

چند احادیث درج کی گئیں اور بھی بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ مقتدی کو قرأت منع ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد دین وملت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ امام کے پیچھے قرأت نہ پڑھ کر ولی بن گئے تو جو ان کی مخالفت کرے وہ کامیاب کیسے ہوگا؟

امام کے پیچھے آمین کہنے کا مسئلہ

امام نسائی علیہ الرحمۃ نے باب کا نام تو رکھا ہے جَھْرُ الْاِمَامِ بِاٰمِیْن۔امام کا بلند آواز سے آمین کہنا اور اس کے تحت تین روایات درج فرمائی ہیں اور تینوں میں کسی ایک کے اندر بھی اونچی آواز سے آمین کہنے کا ذکر نہیں بلکہ ہر روایت میں یہی ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جس کی آمین فرشتوں سے مل گئی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے گئے۔ظاہر بات ہے فرشتوں کے ساتھ آمین میں تبھی موافقت ہوگی کہ جس طرح فرشتوں کی آمین آہستہ ہوتی ہے' اسی طرح ہماری بھی آہستہ ہو۔تاہم اس پر چند دلائل سے دیئے جارہے ہیں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ ہی ہونی چاہیے۔یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ ہونی چاہیے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قد اجیبت دعوتکما (پ:۱۱'ع:۱۴)

تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔

تفاسیر میں ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا مانگ رہے تھے اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام آمین کہہ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دعوتکما فرمایا یعنی دونوں کی دعا۔ ثابت ہوا آمین کہنا دعا ہے۔

قال عطاءؒ امین دعاءٌ

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آمین دعا ہے۔ (بخاری' ج:۱'ص:۱۰۷)

دعا آہستہ ہونی چاہیے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ادعوا ربکم تضرعًا وخفیةً انہٗ لا یحب المعتدین۔ (پ:۸'ع:۱۴)

اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ' بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ (کنز الایمان)

اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(1) اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین فقولوا امین فمن وافق قولہٗ قول الملٰئکة غفرلہٗ ما تقدم من ذنبہ

جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین کہے تو تم آمین کہو۔ پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(بخاری' ج:۱'ص:۱۰۸' مسلم' ج:۱'ص:۱۷۶' مسند امام احمد' ج:۲'ص:۲۳۳' نسائی' ج:۱'ص:۱۰۷' دارمی' ج:۱'ص:۲۲۸' صحیح ابن خزیمہ' ج:۱'ص:۲۸۱)

فرشتے آمین آہستہ کہتے ہیں۔ ہم نے ان کی آمین آج تک نہیں سنی۔ ان کی موافقت اسی وقت ہوگی جب ہم آہستہ آمین کہیں گے۔ جو لوگ چیخ کر آمین کہتے ہیں' وہ فرشتوں کی مخالفت کرتے ہیں۔

(2) حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بن وائل اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین پر پہنچے قال امین و خفض بھا صوتہٗ آپ نے آمین کہا اور آمین کے ساتھ اپنی آواز آہستہ فرمائی۔ (ترمذی' ج:۱' کتاب الصلوٰۃ' باب ماجاء فی التامین' ص:۶۹' بیہقی' ج:۱'ص:۵۷' دار قطنی' ص:۳۳۴)

(3) حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا:

اربعٌ یخفیھن الامام التعوذ و بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وآمین واللّٰھم ربنا لك الحمد

امام چار چیزوں کو آہستہ پڑھے:

Marfat.com

(۱) اعوذ باللہ (۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۳) آمین (٤) اللّٰھم ربنا لک الحمد (ابن جریر، کنزالعمال ج:۸ ص:۲۷۴)

نماز کے بعد بآواز بلند ذکر کرنے کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(1) فاذکروا اللہ کذکرکم اٰبآءکم او اشد ذکرًا (پ:۲، ع:۹)

تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو بلکہ اس سے زیادہ۔ (کنزالایمان)

(2) فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ (پ:۵، ع:۱۲)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو (فوراً) اللہ کی یاد کرو (ذکر کرو) (کنزالایمان)

لہٰذا فرض نماز کے بعد بلند آواز سے کلمہ شریف یا درود پاک پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔ یہ آیت اس کا ماخذ ہے۔

اس مسئلہ میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

(1) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم اذا سلم من صلاتہٖ یقول بصوتہ الاعلٰی لا آلہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علٰی کل شیءٍ قدیرٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے پڑھتے:

لآ الٰہ الا اللہ۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ص:۸۸)

لہٰذا فرض نماز کے فوراً بعد بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت ہے۔

(2) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبۃ کان علٰی عھد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم

بے شک فرض نماز سے فارغ ہو کر فوراً بلند آواز سے ذکر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمان برکت نشان میں جاری تھا۔

(بخاری، ج:۱، ص:۱۱٦، صحیح مسلم، ج:۱، ص:۲۱۷، مشکوٰۃ، ص:۸۸)

(3) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

کنت اعرف انقضآء صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم بالتکبیر

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز کا ختم ہونا، اللہ اکبر کہنے (بلند آواز سے ذکر کرنے) سے معلوم کرتا تھا۔

(بخاری، ج:۱، ص:۱۱٦، مسلم، ج:۱، ص:۲۱۷، مشکوٰۃ، ص:۸۸)

قال عیاضٌ ان ابن عباسٍ کان لم یحضر الجماعۃ لانہٗ کان صغیرًا ممن لا یواظب علٰی ذٰلک

Marfat.com

(لمعات شرح مشکوٰۃ ص:۸۸)

عیاض نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے کیونکہ آپ بچے تھے جماعت کی پابندی نہیں کر سکتے تھے۔

باقی رہی یہ بات کہ جو لوگ ابھی نماز پڑھ رہے ہیں یا بعد میں جماعت کے ساتھ شامل ہوتے ہیں (مبسوق) اونچی آواز سے ذکر کریں تو ان کی نماز میں خلل آئیگا تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ جب قرآن وحدیث سے ایک مسئلہ ثابت ہو گیا تو جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی غلطی اسی کی ہے نہ کہ ذکر کرنے والوں کی۔ وہ تو اپنے وقت پر سنت کے مطابق ذکر کرتے ہیں۔ خلل اس صورت میں منع ہے کہ پہلے سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اس کے پاس آ کر بلند آواز سے ذکر کرنا شروع کر دیا جائے۔ ایک تارک جماعت کیلئے پوری جماعت کی سنت چھڑوانا کہاں کی عقلمندی ہے!

اذان' اقامت' درس' وعظ اور تکبیرات تشریق سے ایسے لوگوں کی نمازوں میں خلل کیوں نہیں آتا؟ لہٰذا ان کی خاطر یہ کام ہرگز نہیں چھوڑے جائیں گے۔ سنت واجب اپنے وقت پر ادا ہوں گے۔ بے وقت آنیوالوں کو تنبیہ ہوگی کہ وہ وقت پر آئیں۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرآن مجید کی تلاوت کے متعلق احادیث

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار پر سات قرأت (مشہورہ) پہ قرآن مجید پڑھنے کی اجازت مل گئی۔ (۹۴۰)

☆ یوں نہ کہنا چاہیے کہ میں قرآن پاک کی فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں کہا جائے میں بھلا دیا گیا۔ (۹۴۴)

☆ نمازیوں کے اچھی طرح طہارت نہ کرنے کی وجہ سے امام بھول سکتا ہے۔ (۹۴۸)

☆ حضور علیہ السلام ظہر کی نماز میں اتنی طویل قرأت فرماتے کہ جانے والا البقیع کی طرف جاتا اور حاجت سے فراغت کے بعد وضو کر کے واپس آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی پہلی رکعت میں ہوتے (۹۷۴) نماز مغرب میں حضور علیہ السلام نے سورۂ اعراف بھی پڑھتے تھے۔ (۹۱-۹۹۰)

☆ سورۂ اخلاص پڑھنے والے کو فرمایا: تجھ پہ جنت لازم ہوگئی جو اس کی محبت دل میں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ یہ سورۃ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (۹۹۴ تا ۹۹۷)

☆ نماز میں کھانسی آجانے کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے قرأت روک کر رکوع کر لیا۔ (۱۰۰۸)

☆ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہ چھت پہ حضور علیہ السلام کی قرأت سنتی تھیں۔ (۱۰۱۴)

☆ خوش آوازی سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے بارے میں احادیث۔ (۱۰۱۶ تا ۱۰۲۲)

☆ جو سجدہ و رکوع میں اپنی پیٹھ برابر نہ کرے' اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (۱۰۲۸)

اس سے معلوم ہوا: نماز میں تعدیل ارکان واجب ہے۔ اس حدیث کو حضرت ابی مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

كِتَابُ التَّطْبِيْقِ

(رکوع میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھنا)

تطبیق یعنی حالت رکوع میں دونوں ہاتھوں کو ملا کر گھٹنوں کے درمیان رکھنے کے بارے میں جب حضرت ابن مسعود کا عمل (جو کہ حضور علیہ السلام ہی کی طرف سے تھا) پہنچا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

صَدَقَ اَخِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ أُمِرْنَا بِهٰذَا يَعْنِي الْإِمْسَاكَ بِالرُّكَبِ

میرے بھائی (ابن مسعود) نے سچ کہا ہے۔ پہلے ایسے ہی حکم تھا۔ بعدازاں گھٹنوں کو پکڑنے کا حکم دیا گیا۔ (۱۰۳۲)

چنانچہ اگلے باب کا عنوان ہی یہ ہے نسخ ذلك۔ اس حکم کا منسوخ ہونا اور اس میں حضرت مصعب بن سعد سے دو احادیث ہیں۔ اب رکوع میں گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کر ان کو پکڑنا سنت ہے۔ (۳۶-۱۰۳۵)

☆ حالت رکوع میں سر کو پشت کے برابر کرکے (رکوع وسجدہ میں) بغلوں کو کھولا جائے۔ (۳۹-۱۰۳۸)

☆ رکوع میں صرف سبحان ربی العظیم اور سجدے میں صرف سبحان ربی الاعلیٰ کہنا (اس حدیث میں کسی اور دعا وغیرہ کا ذکر نہیں ہے)۔ (۱۰۴۷)

☆ حضور علیہ السلام کا سورۂ بقرہ کے برابر رکوع کرنا اور اس میں سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ پڑھنا۔ (۱۰۵۰)

☆ سمع الله لمن حمده کے بعد ربنالك الحمد (۱۰۵۸) ربنا ولك الحمد (۱۰۶۰) دونوں طرح آیا ہے۔

بہار شریعت میں ہے رکوع سے اٹھنے میں امام کے لئے سمع الله لمن حمده کہنا اور مقتدی کے لئے اللهم ربنا ولك الحمد کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔ ربنالك الحمد سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر واؤ کا ہونا بہتر ہے اور اللهم ہونا اس سے بہتر اور سب میں بہتر یہ کہ دونوں ہوں یعنی اللهم ربنا ولك الحمد (ح ۳ ص ۴۴ بحوالہ درمختار)

اس کی بھی وہی فضیلت ہے جو آمین کی کہ جس کا یہ قول فرشتوں کے موافق ہو جائے۔ اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(رواہ البخاری ومسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بہار شریعت ح ۳ ص ۴۴)

منگتے ہیں کرم ان کا سدا مانگ رہے ہیں

☆ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: سَلْنِيْ مجھ سے مانگ۔ انہوں نے عرض کیا: مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ۔ جنت میں آپ کا قرب (مانگتا ہوں) فرمایا: اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ۔ اس کے علاوہ (بھی کچھ مانگنا ہے تو مانگ لے) انہوں نے عرض کیا: هُوَ ذَاكَ۔ بس یہی کافی ہے۔ (۱۱۳۸)

منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

Marfat.com

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ قصیدہ نعتیہ میں لکھتے ہیں: ''ہمیں نظر نہیں آتا مگر حضور علیہ السلام ہر مصیبت کے وقت غمخواری فرماتے ہیں''۔ ایک مقام پہ لکھا: ''حضور علیہ السلام قیامت کے دن خوف زدوں اور خوف سے بھاگنے والوں کی جائے پناہ ہیں' زمانہ کے حوادث کے ہجوم کے وقت لوگوں کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہیں''۔ پھر سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: ''اے خلق خدا میں بہترین' اے عطا فرمانے والے اور مصیبت کے وقت امیدوار کی مصیبت ٹالنے والے'' پھر عرض کرتے ہیں: ''آپ مصیبتوں کے ہجوم میں پناہ دینے والے ہیں''۔ (الامن والعلیٰ' ص ۵۱)

☆ دوسجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا بھی حدیث سے ثابت ہے۔ (۱۱۴۷) پھر اہل حدیث حضرات اس مقام پہ رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

کِتَابُ السَّھْوِ (نماز میں بھول جانے کا بیان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَّرْفَعُوْنَ اَبْصَارَھُمْ اِلَی السَّمَآءِ فِی الصَّلٰوۃِ

ان لوگوں کا کیا حال ہے جو نماز کے دوران اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیان میں سختی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَیَنْتَھُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُھُمْ

ایسی حرکت سے رک جائیں ورنہ ان کی بینائی جاتی رہے گی۔ (۱۱۹۴)

اگلی حدیث میں ہے: اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِی الصَّلَاۃِ فَلَا یَرْفَعْ بَصَرَہٗ اِلَی السَّمَآءِ اَنْ یُّلْتَمَعَ بَصَرُہٗ ۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو دوران نماز اپنی آنکھیں آسمان کی طرف نہ اٹھائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بینائی سلب ہو جائے (۱۱۹۶) ہمارے لیے تو یہ حکم ہے لیکن محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگر نماز میں آسمان کی طرف چہرہ اقدس کرتے ہیں تو اللہ فرماتا ہے: قدنری تقلب وجهك فی السماء۔ ہم آپ کے چہرے کو تکتے رہتے ہیں۔

باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل   کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

☆ حضور علیہ السلام نے عصر کی تین رکعات پڑھائیں' پھر گھر تشریف لے گئے' ایک شخص نے توجہ دلائی کہ تین رکعات نماز پڑھائی گئی ہے' آپ گھر سے واپس تشریف لائے' لوگوں سے پوچھا کہ یہ شخص سچ کہہ رہا ہے؟ حاضرین نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے ایک رکعت اور پڑھائی اور سجدۂ سہو کر کے نماز کو مکمل فرمایا۔ (۱۲۳۸-۱۲۳۰)

☆ رفع سبابہ کے وقت انگلی کو حرکت نہ دینے کی روایت (۱۲۷۱)

☆ کچھ فرشتے زمیں میں پھرتے رہتے ہیں۔ (سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ) اور امت کا سلام حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ (۱۲۸۳)

Marfat.com

☆ بارگاہ رسالت میں درود کے بعد کی جانیوالی دعا قبول ہوتی ہے۔(۱۲۸۵)

☆ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دائیں اور بائیں طرف سے دیکھتے اور سلام پھیرتے وقت آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی کو ملاحظہ کر کے اس کا بیان کرتے ۔(۲۰-۱۳۱۸) لہذا یہ کہنا کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آنے سے نماز خراب ہو جاتی ہے۔صحابہ کرام کے عمل کے خلاف عقیدہ ہے۔حدیث ۲۶-۲۵-۲۴-۱۳۲۳ میں بھی اسی حسن عمل کا بیان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر حدیث بیان کرنا

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر بھی صحابہ کرام حدیث بیان کرتے جیسا کہ حضرت کعب نے کہا کہ اَنَّ صُهَیْبًا حَدَّثَهٗ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ ۔بے شک حضرت صہیب نے ان سے بیان کیا کہ وہ (کلمات جو داؤد علیہ السلام نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی نماز مکمل کرنے کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے۔(۱۳۴۷) نام اقدس کی معنویت کو پیش نظر رکھ کر اگر ایسا کیا جائے تو یہ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا کی نہی کے تحت نہیں آتا بلکہ اس آیت میں عامیانہ انداز میں نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا گیا۔

☆ حضور علیہ السلام انگلیوں پہ تسبیحات شمار کیا کرتے تھے۔(۱۳۵۶)

☆ نماز کے بعد حضور علیہ السلام اکثر دائیں جانب چہرۂ اقدس پھیر کر بیٹھتے۔(۱۳۶۰)

☆ سونے یا چاندی کا ایک ٹکڑا جو گھر میں موجود تھا اس نے حضور علیہ السلام کو بے چین کر دیا' چنانچہ آپ نے عصر کی نماز پڑھائی تو لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے گھر تشریف لے گئے اور اس کو راہ خدا میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔(۱۳۶۶)

کِتَابُ الْجُمُعَةِ (جمعۃ المبارک کا بیان)

☆ یہود و نصاریٰ کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے بارے میں گمراہ کیا (یعنی انہوں نے ہفتہ اور اتوار کو عبادت کے لئے خاص کر لیا) اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے جمعہ عطا فرمایا تو قیامت کے روز بھی جس طرح جمعہ پہلے ہے ہفتے اور اتوار سے اس طرح یہود و نصاریٰ ہمارے تابع ہوں گے تو ہم دنیا والوں میں پیچھے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے یعنی سب سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔(۱۳۶۹)

☆ جمعہ کے دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی (لہذا جمعہ مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے تو بارہ ربیع الاول کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی وجہ سے کیوں نہ عید منائی جائے؟) فرمایا: اس دن مجھ پہ کثرت کے ساتھ درود بھیجو (لہذا جمعہ کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا ثابت ہو گیا) تمہارا درود مجھ پہ پیش کیا جاتا ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پہ نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔(۱۳۷۵)

☆ جمعہ کے دن غسل کرنے اور (مجامعت کر کے بیوی کو) غسل کرانے والا جب نماز جمعہ کے لئے جلدی جائے اور امام

Marfat.com

کے قریب بیٹھے، بے ہودہ گفتگو نہ کرے تو ہر قدم پہ ایک سال کے روزوں اور عبادت کا ثواب پائے گا۔ (۱۳۸۲)

☆ جمعہ کے لئے آنے والوں کی حاضری لگتی ہے جو پہلے آتا ہے اس کا نام پہلے لکھا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اسی کے مطابق ثواب ملتا ہے پہلے کو مکہ میں اونٹ کی قربانی کرنے کا ثواب پھر گائے پھر بکری پھر بطخ پھر مرغی پھر انڈے جتنا ثواب تا آنکہ امام خطبہ شروع کر دے (۱۳۸۶) اگلی حدیث میں دنبے کا اور اس سے اگلی میں چڑیا کا بھی ذکر ہے۔

☆ جمعہ کے دن اذان (جیسی چیز) کے اضافہ پر کسی صحابی نے کوئی اعتراض نہ کیا اور یہ اذان حضرت عثمان نے شروع کروائی۔ (۹۴-۱۳۹۳)

☆ دونوں ہاتھ اٹھا کر وعظ کرنے والے کو صحابی کی بددعا اور فرمایا: حضور علیہ السلام تو صرف سبابہ انگلی سے زیادہ نہ اٹھاتے تھے۔ (۱۴۱۳)

☆ حضور علیہ السلام نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو خطبہ چھوڑ کر، منبر سے اتر کر اٹھایا، گود میں اپنے ساتھ منبر پہ بٹھایا پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ (۱۴۱۴)

کِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ (سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان)

☆ حضرت یعلیٰ بن امیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ تعالیٰ تو قصر نماز کے بارے میں یوں فرماتا ہے۔ اِنْ خِفْتُمْ...... اگر تمہیں کافروں کی طرف سے خطرہ ہو تو نماز قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اب تو لوگ امن وحفاظت میں (سفر کرتے) ہیں تو انہیں سفر میں نماز قصر نہ کرنی چاہیے تو حضرت عمر نے جواباً فرمایا: میں نے بھی حضور علیہ السلام کے سامنے یہی عرض کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهٗ یہ اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ (انعام) کیا ہے تو اللہ کے صدقہ (تحفہ وانعام) کو قبول کرو۔ (۱۴۳۴)

یعنی سفر میں خطرہ ہو یا نہ ہو نماز قصر ہی ادا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا جیسا کہ کسی کا تحفہ قبول نہ کیا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام مکہ سے مدینہ تشریف لائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العالمین کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوتا لیکن آپ نماز قصر یعنی چار رکعت کی بجائے دو رکعت ادا فرماتے۔ (۳۷-۱۴۳۶)

میرے ماں باپ آپ پہ قربان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی حضور علیہ السلام کو اس طرح مخاطب کرتیں۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں۔ (۱۴۵۷)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر کی حالت میں دو فرض ہی ادا کرتے تھے نہ کچھ پہلے پڑھتے نہ بعد میں۔ ایک شخص نے پوچھا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ۔ میں نے حضور علیہ السلام کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ (۱۴۵۸) بلکہ آپ نے کچھ لوگوں کو سفر میں نوافل پڑھتے ہوئے دیکھ کر

Marfat.com

فرمایا: لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا اَوْ بَعْدَهَا لَاَتْمَمْتُهَا۔ اگر میں نے فرضوں سے پہلے یا بعد میں نفل ہی پڑھنے ہوتے تو فرض ہی پورے پڑھ لیتا (یعنی جب اللہ تعالیٰ نے فرضوں کو آدھا کر دیا ہے تو نوافل پڑھنے کہاں سے ضروری ہو گئے۔ پھر فرمایا: میں حضور علیہ السلام کے ساتھ وصال تک رہا اسی طرح ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ انہوں نے ایسا ہی کیا (۱۴۵۹) یاد رہے کہ سفر میں مطلقاً نوافل پڑھنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت بھی ہے اور خود حضور علیہ السلام سے بھی اور جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں ہے کہ لوگ پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا اس موقع پہ نہ پڑھنا یا پڑھنے والوں کو تعجب کے ساتھ ایسا فرمانا اس لیے تھا کہ کوئی ضروری نہ سمجھ بیٹھے۔ لہٰذا وقت میں گنجائش ہو اور بندے کا ذوق چاہے تو پڑھ سکتا ہے یعنی ضروری نہیں جائز اور باعث برکت ضرور ہے۔

كِتَابُ الْكُسُوْفِ (سورج و چاند) گہن کا بیان

☆ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان کو کسی کے مرنے یا زندہ (پیدا) ہونے کی وجہ سے گہن نہیں لگتا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان سے ڈراتا ہے۔ (۱۴۶۰) تاکہ لوگ اللہ کی طرف رجوع کریں' اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور نماز ادا کریں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں سورج کو گہن لگا تو آپ نے مسجد میں جا کر تسبیح و تہلیل و دعا کی حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا اور گہن ختم ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات چار سجدوں کے ساتھ ادا کیں۔ (۱۴۶۱) بعض روایات میں دو رکعتیں چار رکوعوں اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہے۔ بعض میں آٹھ رکوعوں کا ذکر ہے۔ لیکن عندالاحناف ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں جیسا کہ ہر نماز میں ہوتا ہے۔ چونکہ نماز لمبی تھی اور لوگ زیادہ تھے تو بعد والے سمجھے کہ زیادہ رکوع کیے جا رہے ہیں۔ ایک روایت میں ہر رکعت کے اندر تین رکوعوں کا ذکر ہے (۱۴۷۱)

چنانچہ حدیث ۱۴۷۹ میں ہے کہ یہ اتنی لمبی نماز تھی کہ لوگ گرنے لگے۔ فَاَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى جَعَلُوْا يَخِرُّوْنَ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ فَمَا رَكَعْتُ رُكُوْعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُّ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ اَطْوَلَ مِنْهُ۔ میں نے اتنا لمبا رکوع اور سجدہ کبھی نہ کیا۔ (۸۱-۱۴۸۰) اور قیام اندازاً کتنا تھا اس کے بارے میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں: فَحَسِبْتُ قَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ۔ میرا خیال ہے کہ حضور علیہ السلام نے سورۃ بقرہ کی تلاوت فرمائی ہوگی۔ (۱۴۸۲)

نماز کے دوران جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمانا

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں: اس نماز کی دوسری رکعت میں حضور علیہ السلام ہانپے اور روئے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے۔ اے اللہ! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا؟ (ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم ......) وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ۔ ہم تجھ سے بخشش طلب کر رہے ہیں۔ اسی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت و دوزخ کو اپنے سامنے دیکھا۔ اتنا قریب کہ ہاتھ آگے کرتے تو جنت کے میووں میں سے خوشے توڑ لیتے اور دوزخ میں ایک عورت جس نے بلی کو باندھ کر بھوکا

Marfat.com

پیاسا مار دیا تھا اس کو وہ بلی نوچ رہی ہے...... (۱۴۸۳)

ایک حدیث میں فرمایا: فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذٰلِکَ فَصَلُّوْا کَاَحْدَثِ صَلٰوۃٍ صَلَّیْتُمُوْھَا مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ. جب تم ایسا دیکھو فرض نماز کی طرح (نفل) نماز پڑھو۔ (۹۰-۸۹-۸۷-۱۴۸۶) اور کسی فرض نماز میں ایک رکعت کے اندر ایک سے زائد رکوع نہیں ہوتے۔ پھر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سورج گرہن میں حضور علیہ السلام نے دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ مِثْلَ صَلٰوتِکُمْ ھٰذِہٖ۔ تمہاری اس (عام) نماز کی طرح (۱۴۹۳) تو معلوم ہوا سورج اور چاند گرہن کی نماز بھی دوسری نمازوں کی طرح ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ دو رکعتیں ادا کی جائے گی صرف یہ ہے کہ قرأت، رکوع اور سجدہ جتنا لمبا ہو سکے کیا جائے۔ یہاں تک کہ سورج اور چاند روشن ہو جائیں۔ (واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب)

کِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ (بارش طلب کرنے کا بیان)

جب بارش نہ ہو رہی ہو تو حاکم اسلام کو چاہیے کہ رعایا کو لے کر شہر سے باہر نکلے اور دعا و استغفار کرے۔ اس میں پہلی حدیث وہی ہے جو بخاری شریف میں کئی مقامات پہ آئی۔ حضرت انس فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! راستے بند ہو گئے، جانور مرنے لگے، بارش کی دعا کیجئے۔ آپ نے دعا فرمائی تو ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی، اگلے جمعہ پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر یہی کچھ عرض کیا اور بارش رکنے کے لئے دعا کی درخواست کی جس پر حضور علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا:

اَللّٰھُمَّ عَلٰی رُءُوْسِ الْجِبَالِ وَالْاٰکَامِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ

اے اللہ! پہاڑوں کی چوٹیوں، ٹیلوں، نالوں اور درختوں پہ بارش نازل فرما (اور مدینہ شہر میں بارش نہ ہو چنانچہ) فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِیْنَۃِ انْجِیَابَ الثَّوْبِ۔ مدینہ شریف سے بادل اس طرح پھٹ گیا جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

(۱۹-۱۸-۱۶-۱۵۰۵)

دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

☆ بارش طلب کرنے کے لئے دعا کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے جس قدر ہاتھ بلند فرمائے اس قدر کسی موقع پہ ہاتھ نہ اٹھائے۔ (۱۵۱۴)

☆ نزول باراں کی مختصر دعا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا۔ اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔ (۱۵۱۷)

ایک حدیث میں ہے کہ جب بارش ہوتی تو حضور علیہ السلام یوں دعا کرتے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ صَیِّبًا نَّافِعًا۔ اے اللہ موسلا دھار مفید بارش نازل فرما (۱۵۲۴)

کِتَابُ صَلٰوۃِ الْخَوْفِ (نماز خوف کا بیان)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زبان کے ذریعے حضر میں چا

Marfat.com

رکعات نماز فرض فرمائی' سفر میں دو رکعات اور خوف میں ایک رکعت (۱۵۳۳) اور وہ اس طرح کہ آپ ہی سے روایت ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ شریف کے قریب ایک) مقام ذی قرد پر نماز پڑھائی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ ایک صف آپ کے پیچھے رہی اور دوسری دشمن کے سامنے' بعد ازاں جو صف آپ کے پیچھے تھی اس کے ساتھ حضور علیہ السلام نے ایک رکعت پڑھی پھر وہ صف دشمن کے سامنے چلی گئی اور دشمن کے سامنے والی صف حضور علیہ السلام کے پیچھے آ گئی تو اس صف کو بھی آپ نے ایک رکعت پڑھائی اور کسی کی قضا نہ فرمائی۔ (۱۵۳۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے رہا پھر یہ اُدھر چلے گئے اور وہ اِدھر آ گئے تو ان کو بھی آپ نے ایک رکعت پڑھائی' بعد ازاں حضور علیہ السلام نے سلام پھیرا اور ہر گروہ اپنی رکعت پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ (۱۵۳۹)

☆ صلوٰۃ خوف کی آیت مقام عسفان میں ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئی۔ (۱۵۵۰)

☆ جن احادیث میں ہر گروہ کو دو دو رکعتیں پڑھانے کا ذکر ہے وہاں شرعی سفر کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے دو دو رکعتیں پڑھائیں اور جن میں ایک ایک رکعت پڑھانے کا ذکر ہے وہاں سفر اور خوف دونوں حالتیں تھیں۔ چنانچہ حدیث ۱۵۵۲' ۱۵۵۵' ۱۵۵۶ میں دو دو رکعات پڑھانے کا ذکر ہے۔ صلوٰۃ الخوف کے مسائل کے لئے کتب فقہ کا مطالعہ فرمائیں۔

كِتَابُ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْن (نماز عیدین کا بیان)

☆ اللہ تعالیٰ نے خوشیاں منانے کے لئے جاہلیت کے دو دن جن میں لوگ کھیل تماشا کرتے تھے کی جگہ اہل ایمان کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے بابرکت دن عطا فرمائے۔ (۱۵۵۷)

☆ دوپہر کے قریب روزہ توڑنے کا حکم دے دیا گیا اور بعض لوگوں کی گواہی پہ عید کا اعلان کر دیا گیا لیکن نماز عید اگلے دن ادا فرمائی گئی۔ (۱۵۵۸)

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا جب بھی حضور علیہ السلام سے حدیث بیان کرتیں تو فرماتیں ''میرا باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ قربان ہو (۱۵۵۹)

☆ جب عید اور جمعہ ایک ہی دن میں آتے تو عید بھی ادا کی جاتی اور جمعہ بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں نمازوں کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں الغاشیہ کی تلاوت فرماتے۔ (۱۵۶۹)

☆ (عیدین کا خطبہ سننا اتنا ضروری نہیں جتنا کہ جمعہ کا خطبہ سننا ضروری ہے کیونکہ) حضور علیہ السلام نے نماز عید پڑھائی اور فرمایا: مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْصَرِفَ فَلْيَنْصَرِفْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّقِيْمَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيُقِمْ۔ جو جانا چاہے چلا جائے اور جو خطبہ سننے کے لئے بیٹھنا چاہے وہ ٹھہرا رہے۔ (۱۵۷۲)

یاد رہے! بعض احادیث صرف حوالے کے لئے لکھ دی گئی ہیں' اگر وہ فقہ حنفی کی تائید میں نہ ہوں تو فقہ حنفی کے مسائل کے

Marfat.com

مطابق ہی عمل کیا جائے کیونکہ فقہ حنفی کے ہر مسئلہ کی تائید احادیث سے ہوتی ہے اگر اس کتاب سے نہیں تو کسی دوسری کتاب سے سہی۔

☆ حضور علیہ السلام نے دو سبز چادریں اپنے اوپر لپیٹ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ (۱۵۷۳)

☆ حضور پاک کے دور میں عورتیں زیادہ صدقہ وخیرات کرتی تھیں۔ (۸۰-۱۵۷۷)

☆ دوران خطبہ کسی نے ساتھ والے کو اَنْصِتْ ''چپ رہ'' بھی کہہ دیا تو اس نے فضول بات کی (یا خطبہ کا ثواب ضائع کر دیا) (۱۵۷۸)

حضور علیہ السلام کا خطبہ اور اس میں بدعت کے لفظ کی وضاحت

فرمایا: كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ...... ہرنئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے...... حالانکہ ایسے بہت سے اعمال ہیں جو قرون اولیٰ کے بعد حادث ہونے کے باوجود کار ثواب ہیں اس لئے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ من سن فی الاسلام سنة فعمل بها العبد کتب له مثل اجر من عمل به (مسلم شریف' جلد۲' صفحہ ۳۴۱) جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے پس اس پر کسی بندے نے عمل کیا تو اسے (اچھا طریقہ جاری کرنے والے کو) عمل کرنے والے کی مثل ثواب حاصل ہوگا۔ امام نووی اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں۔ خواہ یہ طریقہ از سر نو ایجاد کیا گیا ہو یا اس سے قبل شرع میں اس کی نظیر موجود تھی (نووی جلد۲' صفحہ ۳۴۱) اور اسے بدعت نہ کہا جائے گا کیونکہ کل بدعة ضلالة عام مخصوص البعض (خص عنه البعض) ہے اور محدثین کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٰ' جلد۳' صفحہ ۱۲۸) چنانچہ دلائل کے طور پر مندرجہ ذیل امور ذہن نشین رہیں!

کام نیا ہے لیکن بدعت نہیں

(۱) وفاء الوفاء جلد ۱' صفحہ ۳۷۲ میں علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا: مسجد شریف کی محراب حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور میں نہ تھی بلکہ سب سے پہلے اسے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بنوایا۔ (تو کیا یہ بدعت ہے؟) (فتاویٰ عبدالحیٰ جلد۱' صفحہ ۱۰۸' سطر ۲۱)

(۲) بوقت ملاقات مصافحہ سنت ہے اور بوقت رخصت مصافحہ کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں یعنی یہ کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بوقت رخصت مصافحہ کرتے تھے۔ (یہ ثابت نہیں) (فتاویٰ عبدالحیٰ جلد۲' صفحہ ۲۴' سطر ۳)

(۳) ایک شہر کی متعدد مساجد میں جواز جمعہ کسی صحابی یا تابعی سے ثابت نہیں۔ (مگر کوئی بھی اس کو بدعت نہیں کہتا) (ایضاً جلد۱' صفحہ ۲۱۱' سطر ۱۷)

(۴) بناء مدارس کا مروجہ طریقہ بدعت (حسنہ) ہے۔ (ایضاً' جلد۳' صفحہ ۱۲۹)

(۵) اہل سنت و جماعت مذہب حقہ کا نام ابوالحسن اشعری متولد ۲۶۰ھ اور متوفی ۳۳۰ھ کے زمانے میں ہوا (لیکن کوئی

Marfat.com

اس کو بدعت کہہ کر تو دیکھے) (نبراس شرح عقائد' صفحہ ۳۰' سطر ۵)

(۶) امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اوائل میں ذکر فرمایا: سب سے پہلے اذان کے لئے منبر کو حضرت سلمہ نے بنوایا اور یہ اس سے قبل نہ تھا۔ (درمختار از شامی جلد ۱' صفحہ ۳۶۰) چنانچہ موجودہ دور میں شعائر الٰہی کو بدعت قرار دینا ایک شرمناک زیادتی ہے اور اگر ان معترضین موجدوں کے بقول ہر بدعت حرام قرار پائے تو بقول قاضی ثناء اللہ پانی پتی زندگی گزارنا اور جینا دوبھر اور محال ہو جائے گا لہٰذا بدعت کی دو قسمیں ہیں: بدعت حسنہ اور بدعت سیۂ۔ بدعت حسنہ وہ نیا کام جو کسی سنت کیخلاف نہ ہو جیسے نئے نئے عمدہ کھانے پریس میں قرآن مجید اور دینی کتب کا چھپوانا اور بدعت سیۂ جو کسی سنت کے خلاف ہو یا سنت کو مٹانے والی ہو۔

حضور علیہ السلام کی (عموماً) نماز بھی درمیانی ہوتی اور خطبہ بھی۔ (۸۵-۱۵۸۳)

كِتَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ وَتَطَوُّعِ النَّهَارِ (دن اور رات کے نوافل کا بیان)

☆ (نفلی) نماز اپنے گھروں میں ادا کرو اور گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ (۱۶۰۱-۱۵۹۹)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنُ۔ حضور علیہ السلام کے اخلاق عالیہ قرآن مجید (کے مطابق) تھے۔ (۱۶۰۲)

☆ جو رات کو اٹھ کر نماز نہیں پڑھتا' شیطان اس کے سر پہ گرہیں لگا دیتا ہے اور اس کا دن سستی و نحوست میں گزرتا ہے ورنہ خوش مزاج اور ہنس مکھ رہتا ہے۔ (۱۶۰۸)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ کے جواب پر ران پہ ہاتھ مارے اور یہ آیت پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے۔ وکان الانسان اکثر شیء جدلا انسان بہت جھگڑالو ہے) (۱۶۱۳)

☆ حضور علیہ السلام نے سفر میں بھی تین مرتبہ رات کو اٹھ کر نماز تہجد ادا فرمائی اور ہر مرتبہ مسواک بھی کی۔ (۱۶۲۷) اس لیے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے سائل (یعلی بن مملک سے فرمایا: مالکم وصلاته۔ تمہیں کیا لگے حضور علیہ السلام کی نماز سے (یعنی تم حضور علیہ السلام کی طرح نماز تہجد ادا نہیں کر سکتے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو اٹھ کر) نماز پڑھتے پھر جتنی دیر نماز پڑھتے اتنی دیر سو جاتے۔ پھر جتنی دیر سوتے رہتے اتنی دیر نماز پڑھتے اور قرأت کا ایک ایک حرف صاف صاف ادا فرماتے۔ (۱۶۳۰)

☆ معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔ (۱۶۳۲ تا ۱۶۳۸) فیوض الحرمین ص ۶۸ پہ ہے "حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بے شک انبیاء کرام علیہم السلام مردہ نہیں بلکہ زندہ ہوتے ہیں۔ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔

وہ نبیوں میں نبی ایسے......

یاد رکھو! انبیاء کرام علیہم السلام کے مختلف درجوں میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان اولوالعزم رسل عظام میں سے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں اور آپ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ نیز تمام انبیاء کرام اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت اور عزت والے ہیں انہیں اللہ کے نزدیک معاذ اللہ چوڑے چمار کی طرح کہنا کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے! دوسروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے وہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہو گئے۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کمالات ملے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہم پلہ نہیں بلکہ دوسروں کو جو کچھ ملا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور وسیلے سے ملا لہٰذا یہ امر محال ہے کہ کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہو اور جو شخص کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور علیہ السلام کا مثل بتائے وہ گمراہ و بے دین ہے۔

وہ نبیوں میں نبی ایسے کہ ختم الانبیاء ٹھہرے حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

☆ تہجد کی نماز کا عادی اگر کبھی تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے تو اس کو تہجد کا ثواب مل جائے گا اور اس کی نینداس کے لئے صدقہ کے ثواب کا باعث بنے گی۔ (۱۷۸۶-۸۸)

☆ رات کو وظائف نہ پڑھ سکنے والا فجر سے ظہر تک پڑھ لے تو گویا اس نے وہ وظائف رات کو ہی پڑھے۔ (۱۷۹۱ تا ۱۷۹۴)

کِتَابُ الْجَنَائِز (بیماری، موت اور تجہیز و تکفین کا بیان)

☆ دنیوی تکالیف سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا منع ہے بلکہ یوں کہنا جائے "اے اللہ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرا مرنا بہتر ہو تو مجھے موت دے"۔ (۱۸۲۳)

موت کی وجہ سے انسان برائیوں سے بچتا ہے اور نیکیوں کی طرف راغب ہوتا ہے لہٰذا انسان کے لئے خوشی اور رنج دونوں ضروری ہیں۔ پھر موت کی یاد اکثر تفکرات کو مٹا دیتی ہے اور دنیوی رنج و غم، افلاس و تنگدستی و حسد وغیرہ کو دور کر دیتی ہے۔

غم جوانی کو جگا دیتا ہے لطف خواب سے ساز پیدا ہوتا ہے یہ اسی مضراب سے

موت وحیات کے بارے میں نکتۂ قرآنی

قرآن مجید میں ہے: خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ اللہ تعالیٰ نے موت وحیات کو پیدا کیا تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔

بظاہر تو حیاۃ کا ذکر پہلے اور موت کا ذکر بعد میں ہونا چاہیے تھے اور پھر اعمال کا ذکر حیاۃ کے بعد اور موت سے پہلے ہونا چاہیے تھا لیکن اہل اللہ فرماتے ہیں: یہ ترتیب اس لیے ہے کہ اسی زندگی میں نیک اعمال کیے جاسکتے ہیں جس میں انسان موت کو پیش نظر رکھتا ہے۔

☆ قریب المرگ شخص کے لئے دعا کرنے سے فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (۱۸۲۶)

Marfat.com

☆ مومن کی موت پیشانی کے پسینے سے ہے۔ (۳۰-۱۸۲۹) یعنی موت کی شدت کی وجہ سے اس کی پیشانی پہ پسینہ آ جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے گناہ مٹتے ہیں اور وہ رب کی بارگاہ میں گناہوں سے پاک ہو کر حاضر ہوتا ہے۔ گویا مومن کے لئے موت کی سختی باعث بخشش اور بلندی درجات کا سبب ہے۔ حضور علیہ السلام کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ (آپ پر شدت کو دیکھ کر) اب مجھے کسی کی سخت موت بری نہیں لگتی جب سے میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا۔ (۱۸۳۱)

☆ غربت و مسافرت کی موت کی فضیلت کہ پیدائش کی جگہ سے لے کر مرنے کی جگہ کے برابر اس کو جنت دے دی جاتی ہے۔ (بشرطیکہ مسافرت اچھے مقصد کے لئے ہو) (۱۸۳۳)

مومن و کافر کی موت کا حال

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان کی موت قریب ہوتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا لے کر آتے اور کہتے ہیں: اے روح! تو راضی خوشی کی حالت میں اور اس حالت میں کہ اللہ جل شانہ بھی تجھ سے راضی ہے نکل، تو اللہ کی رحمت اور اس کے رزق سے اپنے پروردگار کی طرف نکل جو ناراض اور غصے نہیں (یہ فرشتے روح سے کہتے ہیں) پھر روح عمدہ خوشبودار مشک کی طرح خارج ہوتی ہے اور فرشتے اسے ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کے دروازے کی طرف لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کتنی اچھی خوشبو ہے جو زمین سے آئی ہے۔ بعد ازاں اسے مسلمانوں کی روحوں کے پاس لاتے ہیں تو اس شخص کو اس سے زیادہ خوش ہوتی ہے جو تمہیں کسی گئے ہوئے شخص کے آنے سے ہوتی ہے اور اس سے دریافت کرتے ہیں کہ دنیا میں پیچھے رہنے والا فلاں شخص کیسے کام کرتا ہے؟ پھر روحیں کہتی ہیں: کیا فلاں شخص تمہارے پاس نہیں آیا؟ روحیں کہتی ہیں کہ وہ دوزخ میں گیا ہوگا اور جب کافر کی موت قریب ہوتی ہے تو عذاب کے فرشتے ایک بورئیے کا ٹکڑا لے آ کر کہتے ہیں تو اللہ کے عذاب کی طرف نکل کیونکہ تو اللہ سے ناراض ہے اور اللہ جل جلالہ تجھ سے ناراض ہے۔ بعد ازاں وہ جلے ہوئے اور بدبودار مردار کی طرح نکلتی ہے حتیٰ کہ اسے زمین کے دروازے پر لاتے ہیں تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا بدبو ہے؟ بعد ازاں اسے کافروں کی روحوں میں لے جاتے ہیں۔ (۱۸۳۴)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو شہادت کے بعد فرشتوں نے اپنے پروں سے مسلسل ڈھانپے رکھا۔

میت پہ رونا کیسا ہے؟

رنج و غم دل کے صدمہ سے پیدا ہوتا ہے اور گریہ و بکا اسی کا نتیجہ ہے۔ غم دو طرح کا ہوتا ہے ایک دنیوی مال و اولاد کا غم، دوسرا دین و عقبیٰ کا غم، ان ہر دو کے متعلق مولانا شرف الدین بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اپنی فارسی کی کتاب ''نام حق'' میں فرماتے ہیں۔

غم دیں خور کہ غم، غم دین است　　همه غمها فروتر ازین است
غم دنیا مخور کہ بیہود است　　هیچ کس در جهاں نیا سود است

Marfat.com

پہلی قسم کا غم بھی اگر چہ اضطراری ہوتا ہے اس لیے شرع نے اس پر مواخذہ نہیں فرمایا مگر پھر بھی صبر کا حکم دیا ہے اور جزع فزع سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سیدنا حضرت ابراہیم جب ڈیڑھ برس کی عمر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں فوت ہوئے تو شفقت پدری کے باعث حضور علیہ السلام کی آنکھوں سے اشک غم جاری تھے اور آپ فرما رہے تھے اے ابراہیم! تیرے فراق سے میں غمگین ہوں آنکھیں روتی ہیں دل پریشان ہے لیکن وہ بات نہیں کہتا جس سے خدا ناراض ہو۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوا کوئی کلمہ زبان مبارک سے نہ نکالا۔ سر وسینہ پیٹنا اور نوحہ وبین کا تو ذکر ہی کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو گریہ وزاری ونالہ وبکا سے بھی محترز رہے۔ اولاد کا غم اگر چہ بہت زیادہ ہوتا ہے مگر بتدریج کم اور محو خاطر ہوتا ہے۔ دوسری قسم کا غم اللہ والوں کو ہوتا ہے جو بمصداق آنکہ ''نزدیکاں رابیش بود حیرانی'' خوف عقبی سے مغموم ہو جایا کرتے ہیں۔

☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے مقابلہ میں عقلی دلیل دینے والے کو فرمایا: صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَذَبْتَ اَنْتَ۔ حضور نے سچ فرمایا ہے اور تو نے جھوٹ بولا ہے۔ (۱۸۵۵)

حضور علیہ السلام کی دعا سے عورت کی عمر بہت طویل ہوگئی

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا اور میں رو رہی تھی، میں نے غسل دینے والے کو کہا: میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دو اور اسے نہ مارو۔ (یعنی مزید تکلیف نہ دو' مطلب ان کا یہ تھا کہ میری پریشانی میں اضافہ نہ کرو) ان کی یہ بات سن کر حضرت عکاشہ بن محصن بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضرت ام قیس کا قول عرض کیا' جس پر حضور علیہ السلام نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا: مَاقَالَتْ طَالَ عُمُرُهَا۔ کیا کہہ دیا اس نے اس کی عمر لمبی ہو (راوی کہتے ہیں) فَلَا نَعْلَمُ امْرَأَةً عُمِّرَتْ مَاعُمِّرَتْ۔ ہم نہیں جانتے کہ کسی عورت کی اتنی عمر ہوئی ہو جتنی کہ اس (ام قیس) کی (اور یہ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت تھی۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

☆ ضرورت ہو تو رات کو کفن دفن کی اجازت ہے۔

اِلَّا اَنْ يُّضْطَرَّ اِلٰى ذٰلِكَ (۱۸۹۶)

☆ حضور علیہ السلام کو یمن کی روئی کے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اور ان میں کرتا اور عمامہ نہ تھا۔ (۱۹۰۰)

☆ عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

ولا تصل علی احد منهم مات ابدا (۱۹۰۱)

☆ حضور علیہ السلام غرباء ومساکین کی بیمار پرسی فرمایا کرتے تھے۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُ الْمَسَاكِيْنَ وَيَسْاَلُ عَنْهُمْ پھر ان کے بارے پوچھتے رہتے تاکہ جنازے میں شریک ہوں اور اگر اطلاع کے بغیر دفن کر دیا گیا تو بعض کی قبر پہ جا کر نماز ادا فرمائی۔ (۱۹۰۸)

ہر مردہ بولتا ہے نیک ہو یا بد

☆ مردہ نیک ہو یا بد جب اس کو دفن کے لئے لے جاتے ہیں تو بولتا ہے اور اس کی آواز کو انسانوں کے علاوہ ہر کوئی سنتا

Marfat.com

ہے۔انسان گر سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔یَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ نیک ہو تو کہتا ہے قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ ۔مجھے آگے لے چلو جلدی لے چلو برا ہو تو کہتا ہے: یَا وَیْلَهَا اِلٰی اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا ۔ہائے افسوس! مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔(۱۰-۱۹۰۹)

☆ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہے۔(۲۷-۱۹۲۶) یہودی کے جنازے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے کھڑے ہوئے تا کہ وہ سروں سے اونچا ہو کر نہ گزرے۔(۱۹۲۸) ایک روایت میں ہے کہ ہم فرشتوں (کی تکریم) کے لئے کھڑے ہوئے۔(۱۹۳۱)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردوں کی برائی کرنے سے منع فرماتے ہوئے فرمایا: ان کا نیکی کے ساتھ تذکرہ کرو (۱۹۳۷) مزید فرمایا: لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا۔مردوں کو برا نہ کہو۔وہ تو اپنے اعمال کو پہنچ گئے۔(۱۹۳۸)

غنچوں کے مسکرانے پہ کہتے ہیں ہنس کے پھول اپنا کرو خیال ہماری تو کٹ گئی

☆ مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ جنت میں جائے گی یا دوزخ میں؟ فرمایا: اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِیْنَ۔اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔

سر کٹانے کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے

سیدنا حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دیہات کے رہنے والوں میں سے ایک شخص حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' آپ پر ایمان لایا اور آپ کی اتباع کی پھر کہنے لگا! میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں گا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق بعض صحابہ کو وصیت فرمائی۔ جب ایک غزوہ میں چند قیدی بطور غنیمت حاصل ہوئے تو حضور علیہ السلام نے ان قیدیوں کو تقسیم فرمایا اور اس شخص کا حصہ بھی متعین فرمایا۔آپ کے صحابہ کرام نے اس کا حصہ اس کے پاس پہنچایا اور وہ ان حضرات کے سواری کے جانور چَرایا کرتا تھا جب وہ اس کا حصہ دینے آئے تو اس نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ تیرا حصہ ہے جو حضور علیہ السلام نے تجھے بخشا ہے۔اس نے یہ حصہ لے لیا اور اسے لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے یہ تیرا حصہ نکالا ہے۔اس نے عرض کیا: میں مال و دولت جمع کرنے کی غرض سے آپ پر ایمان نہیں لایا تھا بلکہ میں نے آپ کی پیروی محض اس لیے کی کہ میری اس جگہ یعنی حلق پر تیر مارا جائے بعد ازاں میں مروں اور جنت میں جاؤں۔حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر تو سچے دل سے اللہ کی تصدیق کرے گا تو اللہ بھی تجھے سچا کر دے گا۔بعد ازاں لوگ کچھ دیر کے لئے ٹھہرے رہے اور اس کے بعد دشمن سے جہاد کے لئے اٹھے۔کچھ آدمی اسے (زخمی حالت میں) اٹھا کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں لائے اسے اسی جگہ تیر لگا تھا جہاں اس نے کہا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ وہی شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا: یارسول اللہ! جی ہاں وہی ہے تب آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی جو صفات ارشاد فرمائی ہیں۔اس نے عملاً تصدیق کی تو شہادت پا کر مراد کو پہنچا اور

Marfat.com

اللہ نے اسے بھی سچا کیا۔ بعدازاں حضور علیہ السلام نے اپنے جبہ مبارکہ کا کفن اسے مرحمت فرماتے ہوئے اسے آگے رکھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی تو آپ کی نماز میں سے جتنا لوگوں کو سنائی دے سکا' وہ یہ تھا کہ آپ دعا کر رہے تھے۔ اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے۔ تیری راہ میں ہجرت کر کے نکلا اور شہادت پائی میں اس بات پر گواہ ہوں۔ (۱۹۵۵)

مال غنیمت میں معمولی چوری کی قباحت

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص خیبر میں فوت ہوا تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے فرمایا: اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ میں تو نہیں پڑھوں گا کیونکہ اس نے راہ خدا میں چوری کی ہے اور جب اس کے مال کی تلاشی لی گئی تو یہودیوں کے نگینوں میں سے ایک نگینے کی چوری ملی۔ مَا یُسَاوِیْ دِرْھَمَیْنِ' جس کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔ (۱۹۶۱)

☆ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ بھی حضور علیہ السلام نے نہ پڑھی۔ (۱۹۶۶)

☆ نجاشی کی نماز جنازہ میں دو صفوں کا ذکر۔ (۱۹۷۵)

☆ حضور علیہ السلام نے نو جنازے (مردوں عورتوں کے) ایک ہی دفعہ پڑھائے اور صحابہ فرماتے ہیں: هِيَ السُّنَّةُ یہی سنت ہے (۱۹۸۰!)

☆ حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ میں ایسی دعا کی کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ خواہش کرنے لگے اَنْ لَوْ كُنْتُ الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذٰلِكَ الْمَيِّتِ۔ (۱۹۸۵) کاش اس مرنے والے کی جگہ پہ میں ہوتا۔

☆ چالیس آدمیوں کو امت کہا جا سکتا ہے۔ (۱۹۹۵)

☆ دو قیراط ثواب دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہے۔ (۱۹۹۷)

☆ قبر کو زیادہ سے زیادہ گہرا کھودا جاتے۔ (۲۰۱۲) اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ مردے کی عفونت باہر نہ نکلے گی اور زندہ لوگ اس کی بدبو سے محفوظ رہیں گے۔

☆ حضور علیہ السلام کی مبارک کملی (سرخ رنگ کی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور میں بچھادی گئی۔ (۲۰۱۴) تاکہ کوئی دوسرا شخص اس چادر کو استعمال نہ کر سکے۔

قرآن والے قبر میں بھی آگے آگے

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن میرے والد بھی شہید ہو گئے تو حضور علیہ السلام نے قبریں کھودنے کا حکم دیا اور فرمایا: دو دو تین تین کو ایک ہی قبر میں دفن کرتے جاؤ اور فرمایا: جو قرآن زیادہ جانتے تھے ان کو آگے یعنی قبلہ کی طرف کرو۔ (۲۰۱۷ تا ۲۰۲۰)

☆ حضور علیہ السلام کو اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کرنے کی خدا نے خود اجازت دی چنانچہ آپ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے گئے' خود بھی روئے اور انہیں بھی رلایا۔ (۲۰۳۶) جب عام ماں کے قدموں میں جنت ہے تو سردار دو جہاں

Marfat.com

کی ماں کیسی ماں ہوگی؟

ہے سراسر رب کی نعمت والدہ   پاک سیرت نیک طینت والدہ
انسان تو انکار کر سکتا نہیں   نعمتوں کی ماں ہے نعمت والدہ
ہے رسول پاک کا ارشاد یہ   جس کے قدموں میں ہے جنت والدہ
منفرد ممتاز ہے ہر ایک سے   واہ کیا ہے مال و دولت والدہ
یومیہ حج کی سعادت پائے گا   جو کرے دن رات خدمت والدہ
بچے کو پالے جو اپنے خون سے   ہے سراپا مہر و شفقت والدہ
ہے شب تاریک بچوں کے لئے   اس جہاں سے جب ہو رخصت والدہ
جو بھی آیا اس جہاں سے چل دیا   سب سے بھاری دکھ ہے فرقت والدہ
میرے سانسوں میں ہے تابش ساتھ ساتھ   بس دعا ہے پائے جنت والدہ

☆ حضور علیہ السلام نے نجاشی کے لئے خود بھی دعا کی اور اپنے صحابہ سے بھی فرمایا: اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ۔ اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا کرو (۲۰۴۳) معلوم ہوا: کسی کے مرنے کے بعد اجتماعی دعا کرنا (جس کو عموماً فاتحہ پڑھو کہتے ہیں یا اسی مقصد کے لئے مرنے کے بعد چند دن پھوڑی ڈالتے ہیں) جائز ہے۔

☆ قبر میں صرف حضور علیہ السلام کے متعلق سوال (مَنْ رَّبُّكَ مَادِيْنُكَ کا ذکر نہیں ہے) (۵۳-۲۰۵۲)

☆ حضور علیہ السلام دعا فرمادیں تو قبر میں ہونے والے عذاب کی آواز عام بندہ بھی سن سکتا ہے۔ (۲۰۶۰)

جس کا بچہ فوت ہو جائے اس کی فضیلت

حضرت معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: حضور انور علیہ السلام جب تشریف فرما ہوتے تو کئی اصحاب آپ کی خدمت میں بیٹھتے ان میں سے ایک ایسا شخص تھا جس کا چھوٹا سا بچہ اس کی پیٹھ کی طرف آتا اور وہ اسے اپنے سامنے بٹھاتا۔ اچانک اس بچے کی وفات ہوگئی تو اس شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آنا (اس خیال سے کہ بچہ یاد آئے گا اور صدمہ ہوگا) چھوڑ دیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے نہ پایا تو آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا: کیا وجہ ہے میں فلاں شخص کو نہیں پاتا۔ لوگوں نے عرض کیا: حضور اس کا وہ چھوٹا بچہ جسے آپ نے دیکھا تھا فوت ہو گیا ہے' حضور علیہ السلام یہ سن کر اس شخص سے ملے اور اس سے اس بچے کا حال دریافت فرمایا: اس نے عرض کیا: وہ فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے اسے تسلی و تشفی دیتے ہوئے اس کا رنج کم فرمایا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا: یا فلاں! تجھے کون سی بات پسند ہے؟ یہ کہ تو اس سے عمر بھر فائدہ اٹھاتا یا یہ کہ تو روز قیامت جنت کے کسی دروازے پر جائے گا تو اپنے بچے کو وہاں پہلے ہی پائے گا وہ تیرے لیے دروازے کھولے گا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کہ وہ جنت کے دروازے پر مجھ سے پہلے پہنچے اور میرے لیے دروازہ کھولے مجھے اس کی زندگی سے زیادہ پسند ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تیرے لیے یہی ہوگا۔ (۲۰۹۰)

Marfat.com

كِتَابُ الصِّيَامِ (روزوں کا بیان)

پڑھ کر کلمہ مسلماں ہو گیا

☆ صحابہ کرام نے ایک آنے والے شخص کو حضور علیہ السلام کے بارے میں یوں بتایا: هٰذَا الرَّجُلُ الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ۔ یہ ہیں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) گورے رنگ والے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ آنے والے (ثعلبہ بن ضمام من بنی سعد بن بکر) نے اونچی اونچی آواز سے سوالات کئے اور حضور علیہ السلام نے اس کے ہر سوال کا بڑی بردباری سے جواب دیا اور معاملہ بایں جا رسید کہ

؎ گر کر قدموں پہ قرباں ہو گیا پڑھ کر کلمہ مسلماں ہو گیا

فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَاَنَا رَسُوْلُ مِنْ وَّرَاءِیْ مِنْ قَوْمِیْ (۲۰۹۵)

اس نے عرض کیا! میں دین اسلام پہ ایمان لایا اور میں اپنی پیچھے رہ جانیوالی قوم کا قاصد ہوں۔

☆ چاند نظر آنے میں اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کی روایت جس میں شام سے مدینہ شریف آنے والے کی شام میں چاند دیکھنے کی خبر کو مدینے والوں کے لئے معتبر نہ مانا گیا۔ حالانکہ مدینہ سے شام کا فاصلہ صرف تقریباً دو سو کلو میٹر ہے۔ (۲۱۱۳)

☆ حضور علیہ السلام نے ایک بندے کی گواہی پہ رمضان شریف کا اعلان کروا دیا۔ (۲۱۱۴/۲۱۱۵)

☆ سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ (۲۱۲۸) اس سے روزہ دار کا دن خوشگوار گزرتا ہے۔ جسم میں طاقت آتی ہے اور سحری کے وقت اٹھ کر عبادت و دعا کرنے کا لطف اپنی جگہ ہے۔

؎ نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی اماں شاید ملے اللہ ھو میں

حضور علیہ السلام لوگوں کو سحری کے کھانے کی طرف ان الفاظ سے بلاتے تھے۔

هَلُمُّوْا اِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ۔ آؤ مبارک کھانے کی طرف۔ (۲۱۶۵)

☆ ایک صحابی (قیس بن عمرو) رضی اللہ عنہ کی تکلیف کی وجہ سے سحری کھانا شروع ہوا۔ (۲۱۷۰)

☆ ایک روزہ (جہاد یا حج کے سفر میں) رکھنے والا دوزخ سے ستر سال کی مسافت دور کر دیا جائے گا۔ (۲۲۴۶ تا ۲۲۵۲) سفر اگر تکلیف دہ نہ ہو تو ہمارے احناف کے نزدیک روزہ رکھنا افضل ہے۔ وان تصوموا خیر لکم۔ ورنہ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ۔ حدیث کی وجہ سے منع ہے۔ (۲۲۵۷)

كِتَابُ الزَّكٰوةِ (زکوٰۃ کا بیان)

☆ مکمل وضو کرنا نصف ایمان ہے۔ الحمد للہ کہنا ترازو کو بھر دیتا ہے، سبحان اللہ، اللہ اکبر کہنے سے زمین و آسمان (ثواب

Marfat.com

سے) بھر جاتے ہیں۔نماز (قیامت کے دن کا) نور ہے۔زکوٰۃ (اللہ کے ہاں خلوص اور نجات کی) دلیل ہے۔صبر (عقل کی) روشنی ہے یعنی عقل مند ہی صبر کرتا ہے۔قرآن تیرے لیے دلیل ہے (اگر تو حق پہ ہے) یا تیرے خلاف دلیل ہے (جبکہ تو باطل پہ ہو)(۲۴۳۹)

☆ حضور علیہ السلام نے وعظ فرمایا تو ہر شخص رونے لگا۔پھر آپ کے چہرۂ انور پہ مسرت کے آثار دیکھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔(۲۴۴۰)

وہ ہنستے تھے تو دنیا بے خودی میں مسکراتی تھی
وہ روتے تھے تو ساری کائنات آنسو بہاتی تھی

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔(۲۴۴۱)

آپ (رضی اللہ عنہ) نے مانعین زکوٰۃ کے ساتھ جہاد کرنے کا ارادہ فرمایا تو ابتداءً حضرت عمر کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی اور آخر کار فرمانے لگے: فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ۔میں پہچان گیا کہ ابوبکر حق پر ہیں۔(۲۴۴۵)

☆ جانوروں کی زکوٰۃ کے نصاب کے بارے میں تفصیلی حدیث (۲۴۴۷)

اور ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی اخروی سزا کا ذکر (۲۴۵۰)

میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو کہیں سے زکوٰۃ لینے بھیجا تو زکوٰۃ دینے والے نے ایک کمزور سا اونٹ کا بچہ زکوٰۃ کے طور پر دے دیا۔حضور علیہ السلام نے اس کے بارے میں اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِيْهِ وَلَا فِيْ اِبِلِهٖ۔اے اللہ! اس کے اونٹوں میں برکت نہ دے۔اس شخص کو پتہ چلا تو ایک بہت اچھی اونٹنی لے کر حاضر ہو گیا اور عرض گزار ہوا: اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰى نَبِيِّهٖ۔میں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔تب حضور علیہ السلام نے اس کے حق میں یوں دعا کی: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَفِيْ اِبِلِهٖ۔اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹ میں برکت ڈال دے۔(۲۴۶۰) حضور علیہ السلام کی رضا میں رب کی رضا ہے اور آپ کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔اس لیے جب حضور علیہ السلام ناراض ہو جاتے تو ایماندار کو اس وقت تک چین نہ آتا جب تک اپنے آقا کو راضی نہ کر لیتا۔یہی حضور علیہ السلام کی سچی محبت اور آپ کی ذات کے ساتھ والہانہ عشق کا تقاضا ہے۔

خدایا کر عطا عشق دوامی — حضوری میں رہوں ہر دم سلامی
محمد مصطفیٰ پر جاں فدا ہو — یہی ہے آرزو میری مدامی
یقیناً ہو چکا ہے نقش دل پر — خدا و مصطفیٰ کا نام نامی
مجھے ان نسبتوں کا پاس دے دے — جو تیری رحمتوں سے ہیں گرامی
نبی کی نعت گوئی کی بدولت — سعادت یافتہ سعدی نظامی

Marfat.com

نفس گم کردہ می آید ہمیشہ جنید و بایزید ایں جاتمامی
میرے ہاتھوں میں ہے دامن نبی کا خوشا قسمت ملی ان کی غلامی
ہو تابش خاتمہ عشق نبی پر میسر ہو مجھے یوں شاد کامی
بحق سیدالکونین تابش عطا ہو عشق رومی سوز جامی

☆ جب لوگ صدقات وزکوٰۃ لے کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یوں دیتے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی فُلَانٍ (۲۴۶۱)

☆ گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ نہیں (جبکہ تجارت کے لئے نہ ہو بلکہ خدمت کے لئے ہو) (۲۴۶۹)

وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی جس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی اور اس (بیٹی) نے اپنے ہاتھوں (بازوؤں) میں سونے کے موٹے موٹے دو کنگن پہن رکھے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا: اَتُؤَدِّیْنَ زَکٰوۃَ ھٰذَا؟ کیا ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَیَسُرُّکِ اَنْ یُّسَوِّرَکِ اللّٰہُ بِھِمَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ سِوَارَیْنِ مِنْ نَّارٍ

کیا تجھے اچھا لگے گا جب قیامت کے دن (ان کی زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ سے) تجھے اللہ تعالیٰ (دوزخ کی) آگ کے دو کنگن پہنائے گا (حضور علیہ السلام کے اس جملے کا اس لڑکی پہ اتنا اثر ہوا کہ) اس نے اسی وقت وہ کنگن اتارے اور حضور علیہ السلام کے سامنے رکھ کر عرض کیا: ھُمَا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔ (۲۴۸۱)

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا: سونا چاندی چاہے زیورات کی شکل میں ہو ان پہ زکوٰۃ لازم ہے۔

☆ جس مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے گی قیامت کے دن وہ مال گنجا سانپ بن کر جس کی آنکھوں پہ سیاہ حلقے ہوں گے (نہایت زہریلا) اس کی باچھیں پکڑ کر کہے گا: اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر حضور علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت کی: ولا یحسبن الذین یبخلون...... (۲۴۸۴)

☆ صدقہ، فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ میں جاتا ہے۔ (۲۵۲۶)

☆ محتاج کا ایک درہم صدقہ کرنا مالدار کے لاکھ درہم سے بہتر ہے۔ (۲۵۲۸)

بہترین صدقہ کون سا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے بہترین صدقہ وہ قرار دیا ہے جس کے بعد آدمی مالدار رہے یعنی سارا مال صدقہ نہ کردے بلکہ اپنی ضرورت کے مطابق رکھ لے تاکہ خود بھیک نہ مانگنے لگے۔ اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔ وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ اس سے (صدقہ دینے کا) آغاز کر جس کی تو پرورش کرتا ہے۔ (۲۵۳۵) اس حدیث کی تفسیر اگلی حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ہے۔

Marfat.com

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ دو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک اشرفی ہے! آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اسے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے خرچ کرو۔ اس نے کہا: میرے پاس ایک اور اشرفی ہے! آپ علیہ السلام نے فرمایا! اسے اپنی بیوی پر صدقہ کر۔ اس نے کہا: میرے پاس ایک اور اشرفی ہے! آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اسے اپنے بیٹے پر صدقہ کر۔ وہ بولا: ایک اور ہے! آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اسے اپنے نوکر پر خرچ کر! وہ بولا ایک اور ہے! تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اب تو خود سمجھ لے (یعنی جو مستحق ہو اسے دے) (۲۵۳۶) اسی موضوع کی ایک حدیث دیکھئے جس کا نمبر ہے (۲۵۴۷)

☆ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً...... جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے تو اس کو وہ طریقہ رائج کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور جتنے لوگ اس پہ عمل کریں گے ان کے برابر بھی ثواب ملے گا لیکن عمل کرنے والوں کے ثواب میں کمی نہ کی جائے گی۔ (۲۵۵۵)

☆ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں نہ آنے کی بیسیوں قسمیں اٹھانے والا بالآخر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بن گیا۔ (۲۵۶۹)

☆ وَاِنْ كُنْتَ سَائِلًا لَابُدَّ فَاسْئَلِ الصَّالِحِيْنَ۔
اگر ضرور ہی مانگنا ہے تو نیکوں سے مانگا کر (۲۵۷۸)

☆ حضور علیہ السلام نے ایک غریب شخص کو تھوڑے سے جو اور سوکھے انگور دیئے (تو اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت دی کہ وہ کہتا ہے)

اَغْنَانَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مالدار کر دیا۔ (۲۵۹۷)

☆ اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ۔ قوم کا بھانجا انہی میں سے ہے۔ (۲۶۱۲)

كِتَابُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ (ارکان حج کا بیان)

حج صاحب استطاعت مسلمان پہ فرض ہے یعنی جس کے پاس اتنی دولت ہو جو خوراک اور سواری کو کافی ہو یہاں تک کہ وہ حج کر کے واپس آجائے اور گھر والوں کے اخراجات کے لئے بھی رقم کافی ہو، راستہ بھی پر امن ہو۔

☆ حضور علیہ السلام نے ایک شخص (اقرع بن حابس) کے سوال پہ فرمایا: لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ۔ اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جائے۔ (۲۶۲۱)

معلوم ہوا! حضور علیہ السلام ایسے شارع ہیں جو ماذون من اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے احکام آپ کے سپرد فرما دیئے ہیں جس کے لئے جو چاہیں حلال فرما دیں اور جس کے لئے جو چاہیں حرام فرما دیں۔ ویحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث۔ وما اٰتاكم الرسول فخذوه وما نهٰكم عنه فانتهوا۔ ولا يحرمون ما حرم الله ورسوله۔ وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرًا ان يكون لهم الخيرة من امرهم۔ ان تمام قرآنی آیات سے

Marfat.com

یہی عقیدہ روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے۔

حضور پاک کے فرمان کے مقابلہ میں کسی کی بات نہ مانی جائے گی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل کے مقابل کسی کی بات نہ مانی جائے گی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حج قران احرام باندھنے وقت لبیک کہتے ہوئے سن کر حضرت عثمان نے (بھول کر یا عدم توجہ وعلم کی بنا پر کہا۔ میں تو اس سے منع کرتا ہوں) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مندرجہ بالا بات کہی۔ اصل عربی عبارت یہ ہے:

لَمْ اَكُنْ لِاَدَعَ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ (۲۷۲۴)

حج تمتع کے بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک تھا اور حضرت بلال کا بھی کہ كَانَتْ لَنَا خَاصَّةً ہمارے لیے مخصوص تھا۔ (۲۸۱۰ تا ۲۸۱۴)

☆ احرام کی حالت میں سفید سانپ کو مارنے سے منع کیا گیا (۲۸۳۵) کیونکہ اس میں زہر نہیں ہوتا۔ نیز ہوسکتا ہے وہ جن ہو جس نے سانپ کا روپ دھارا ہوا ہے (يتشكل باشكال مختلفة۔ جن مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں)۔ لہٰذا وہ نظر آئے تو زبان سے کہے کہ یہاں سے چلا جا پھر بھی نظر آئے تو مارنے میں حرج نہیں۔

☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک بجو کھانے کا حضور علیہ السلام نے حکم دیا۔ (۲۸۳۹)

☆ احرام کی حالت میں نکاح کرنے کی اجازت وممانعت کی احادیث۔ (۲۸۴۰ تا ۲۸۴۵)

☆ محرم (حج یا عمرہ کے احرام میں) فوت ہو جائے تو اس کو کفن دیتے ہوئے اس کا منہ اور سر نہ ڈھانپا جائے۔ (۲۸۵۷)

حضور علیہ السلام کی رنگت رات کو بھی خالص چاندی کی طرح چمکتی تھی

☆ حضور علیہ السلام کا رنگ رات کے وقت بھی خالص سفید چاندی کی طرح چمکتا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ سے رات کے وقت نکلے تو راوی نے مندرجہ بالا بیان دیا جس کی عربی عبارت یہ ہے:

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ لَيْلًا كَاَنَّهٗ سَبِيْكَةُ فِضَّةٍ (۲۸۶۷)

جس کے جلوے زمانے میں چھانے لگے — جس کی ضَو سے اندھیرے ٹھکانے لگے
جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے — جس سے تاریک دل جگمگانے لگے

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

☆ مکہ مکرمہ میں داخلے کے وقت حضور علیہ السلام کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ (۲۸۶۹)

☆ ابن خطل کو کعبہ کے پردوں میں لپٹے ہوئے ہونے کے باوجود قتل کر دینے کا حکم (۲۸۷۰) بوجہ اس کے مرتد ہونے کے زکوٰۃ کا مال لے کر بھاگ جانے کے اور اپنے نوکر کو ناحق قتل کر دینے کے۔

☆ حضور علیہ السلام کے سر انور پہ فتح مکہ کے دن سیاہ عمامہ شریف تھا جبکہ آپ بغیر احرام کے تھے۔ (۲۸۷۲)

Marfat.com

☆ حضور علیہ السلام کا (عمرۃ القضاء) کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہونا اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے اشعار پڑھنا۔ حضرت عمر کی حیرانگی (کہ حضور علیہ السلام کے سامنے حرم میں شعر پڑھتے ہو؟) پر حضور علیہ السلام کا حضرت عمر کو فرمانا: خَلِّ عَنْهُ فَلَهُوَ اَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبَلِ۔ یہ اشعار کافروں کے دلوں میں تیر لگنے سے بھی زیادہ اثر کرتے ہیں۔(۲۸۷۶) آج بعض نام نہاد مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کی تعریف کے اشعار تیر و تلوار کی طرح لگتے ہیں۔

☆ بیت اللہ کا طواف نماز (کی طرح) ہے لہٰذا اس میں بات چیت کم کرو۔ اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلٰوةٌ فَاَقِلُّوْا مِنَ الْكَلَامِ (۲۹۲۵)

☆ حج افراد کے احرام میں طواف کعبہ کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جائز اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ناجائز سمجھتے تھے۔ (۲۹۳۲)

☆ طواف میں رمل کفار کو اپنی طاقت دکھانے کے لئے شروع کیا گیا۔(۲۹۴۸)

☆ یبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد کا شان نزول(۲۹۵۹)

☆ حضور علیہ السلام کے بال مبارک تیر کے ساتھ کاٹے گئے۔(۹۱-۲۹۹۰)

☆ منیٰ کے قریب دو پہاڑوں کے درمیان ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی ناف کاٹی گئی۔ (۲۹۹۸)

☆ حجاج کہا کرتا تھا سورۃ بقرہ نہ کہو بلکہ یوں کہو: اَلسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ۔ وہ سورت جس میں بقرہ (گائے) کا ذکر ہے۔(۳۰۵۷)

كِتَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

☆ سب سے پہلی آیت جس میں اہل ایمان کو جہاد کرنے کی اجازت دی گئی۔ اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا......(الحج) حدیث نمبر(۳۰۸۷)

☆ آیت کے نزول کے وقت حضور علیہ السلام کی ران، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ران پہ تھی وہ فرماتے ہیں: "مجھے ایسے لگا کہ گویا میری ران ٹوٹ رہی ہے۔(۳۱۰۱)

بہترین اور بدترین شخص کون ہے؟

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تبوک کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کے ساتھ پیٹھ لگا کر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا (حمد و ثنا کے بعد) فرمایا: کیا میں تمہیں بہترین اور بدترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟

اِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ رَجُلاً عَمِلَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهٖ اَوْ عَلٰى ظَهْرِ بَعِيْرِهٖ اَوْ عَلٰى قَدَمِهٖ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ

Marfat.com

بہترین شخص وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گھوڑے یا اونٹ کی پیٹھ پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں عمل (جہاد) کیا پیدل چل کر یہ کام کیا یہاں تک کہ اس کو موت آ گئی۔

وَاِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلاً فَاجِرًا یَقْرَأُ کِتَابَ اللّٰهِ لَا یَرْعَوِیْ اِلٰی شَیْءٍ مِّنْهُ

اور بدترین شخص وہ بدکار ہے جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے مضامین پر غور ہی نہیں کرتا (یعنی عمل کرنے کی طرف نہیں آتا) (۳۰۱۸)

اگلی حدیث کے اندر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونے والے کو دوزخ کا لقمہ بنانا ایسے ہی محال ہے جیسے دودھ کا واپس تھنوں میں جانا اور خدا کے راستے کا غبار اور دوزخ کا دھواں مسلمان کے نتھنوں میں کبھی جمع نہ ہوگا۔ (یعنی ایسا شخص دوزخی ہرگز نہیں ہوسکتا) (۳۱۰۹) اسی طرح فرمایا: لَا یَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا بخل اور ایمان ایک شخص کے پیٹ (دل) میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ (۳۱۱۲)

اس سے اوپر والی حدیث میں ہے: ایمان اور حسد ایک بندے کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (۳۱۱۱)

☆ جس کے قدم اللہ کی راہ میں خاک آلود ہوئے وہ دوزخ پہ حرام ہو گیا۔ (۳۱۱۸)

☆ جہاد کرنے سے مجاہد کے سو درجات جنت میں بلند ہو جاتے ہیں اور ہر درجہ میں زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہے۔ (۳۱۳۳)

ایمان، جہاد اور ہجرت کا ثواب

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں اس شخص کا ضامن ہوں جو مجھ پر ایمان لائے اور میری اطاعت کرے اور ہجرت کرے اس کو جنت کے اندر اور وسط میں ایک گھر ملے گا اور میں اس شخص کا ضامن ہوں جو مجھ پر ایمان لائے، میری اطاعت کرے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے اسے جنت کے عین وسط میں اور جنت کے بالا خانوں میں ایک ایک گھر ملے گا اور یہ ایسا شخص ہوگا کہ اس نے نیکی کا کوئی کام نہ چھوڑا اور ہر برائی سے بچ گیا۔ یَمُوْتُ حَیْثُ شَآءَ اَنْ یَّمُوْتَ۔ جہاں بھی اس کو موت آئے (یہ سعادتیں ضرور حاصل کرے گا) (۳۱۳۵)

☆ شیطان کس طرح مسلمان کو ہجرت اور جہاد سے روکتا ہے؟ (۳۱۳۶)

☆ قیامت کے دن سب سے پہلے دوزخ میں جانیوالا (ریاکار) شہید، عالم و قاری اور سخی (۳۱۵۱)

☆ جہاد میں رسی جتنے مفاد کی نیت سے شامل ہونے والا بھی ثواب سے محروم رہے گا۔ (۳۱۴۰-۴۱)

تو جب جہاد جیسی عبادت بھی خلوص نہ ہونے کی وجہ سے رائیگاں جاتی ہے تو پھر اور کون سا عمل بغیر اخلاص کے قبول ہوسکتا ہے کیونکہ جہاد تمام عبادات سے افضل عبادت ہے بلکہ فرمایا: ایک صبح یا ایک شام راہ خدا میں نکلنا ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پہ سورج نکلا یا ڈوبا (۳۱۲۱) ایمان کے بعد جہاد کو ہی افضل عمل قرار دیا گیا (۳۱۳۲) لہٰذا بھولے بھالے لوگ جو ریا و نمود کے لئے ماہانہ یا سالانہ محفل میلاد کروا لیتے ہیں یا کسی بزرگ کے عرس پہ خرچ کر کے بزعم خویش عاشقان مصطفیٰ اور غلامان اولیاء

Marfat.com

کے اشتہار چھپا لیتے ہیں ان کے لئے مقام غور ہے۔

كِتَابُ النِّكَاحِ (نکاح کا بیان)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے بعض نے کہا: ہم نکاح نہ کریں گے اور بعض نے کہا: ہم گوشت نہ کھائیں گے اور بعض کہنے لگے' ہم بستر پہ نہ سوئیں گے' بعض بولے کہ ہم روزانہ ایسا روزہ رکھیں گے جس میں افطار نہ ہو۔ جب یہ باتیں حضور علیہ السلام کو پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں۔ میں تو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔ جو میرے طریقے سے انحراف کرے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔(۳۲۱۹)

☆ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے اپنے لیے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہ کا رشتہ طلب کیا۔(۳۲۲۳)

☆ دنیاداروں کا حسب ونسب مال ودولت ہے۔ اِنَّ اَحْسَابَ اَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِيْ يَذْهَبُوْنَ اِلَيْهِ الْمَالُ (۳۲۲۷)۔

قبلۂ اھل دنیا سیم وزر

مطلب حدیث کا یہ ہے کہ دنیادار لوگ دولت کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں حالانکہ حسب تو ان عمدہ عادات اور بہترین اخلاق کا نام ہے جو نسل در نسل چلیں خواہ دولت دنیا نہ بھی ہو۔

☆ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بیوہ ہونے کے بعد حضرت عمر نے حضرت عثمان اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کو ان کے رشتے کی پیشکش کی...... پھر حضور علیہ السلام نے ان سے نکاح کر لیا۔(۳۲۶۱-۳۲۵۰)

☆ ایک حبشی عورت کی گواہی پہ کہ میں نے فلاں خاوند و بیوی کو دودھ پلایا ہے' حضور علیہ السلام نے جدائی کا حکم دے دیا۔(۳۳۳۲)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا جس کا جواب انہوں نے ایک مہینے بعد دیا۔ (۳۳۵۷) اور جب ایک صحابی نے یہ کہا کہ حضور علیہ السلام نے بھی اس طرح کے مسئلہ کا ایسے ہی جواب دیا تھا تو حضرت ابن مسعود نے نعرۂ تکبیر بلند کیا (۳۳۵۶) اور اسلام لانے کے بعد سے اب تک اتنا خوش نہ ہوئے جتنا اس وقت خوش ہوئے۔ فَمَا رُئِيَ عَبْدُ اللّٰهِ فَرِحَ فَرْحَةً يَّوْمَئِذٍ اِلَّا بِاِسْلَامِهٖ (۳۳۶۰)

☆ نکاح کے وقت دف بجانے کا ارشاد اور فرمایا: فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدَّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ۔ حلال وحرام نکاح کی پہچان آواز اور دف سے ہے۔(۳۳۷۲)

☆ شادی کے موقع پہ بچیوں کا گانا' بجانا اور بدری صحابہ کرام کا سننا۔(۳۳۸۵)

Marfat.com

ولیمے کے کھانے میں برکت

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور آپ اپنے اہل کے پاس تشریف لے گئے اور میری والدہ نے حیس بنایا (جو کہ ایک قسم کا کھانا ہے (یعنی کھجور، جو، گھی اور پنیر ملا کر بنایا جاتا ہے) بعد ازاں میں اس کھانے کو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گیا اور میں نے عرض کیا: میری والدہ نے آپ کو سلام عرض کیا ہے اور عرض کیا ہے کہ یہ تھوڑی سی چیز آپ کے لئے ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے رکھ دو اور جاؤ فلاں فلاں آدمیوں کو بلا لاؤ اور بھی جو کوئی ملے اسے بھی بلا کر لاؤ۔ حضرت انس فرماتے ہیں: کچھ لوگوں کا نام آپ نے لیا اور پھر میں ان لوگوں کو بلا کر لایا جن کا آپ نے نام لیا تھا اور انہیں بھی جو مجھے راستے میں ملے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد نے دریافت کیا: کل کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا: تعداد میں تین سو آدمی۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: دس دس افراد حلقہ بنا کر بیٹھو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سب لوگوں نے کھانا کھالیا اور دوبارہ دوسرا گروپ آیا اور انہوں نے بھی کھانا کھالیا۔ اسی طرح ایک گروہ آتا تھا اور دوسرا جاتا تھا۔ جب سب لوگ کھانا تناول کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا: اے انس! اس کھانے کو اٹھا' چنانچہ میں نے وہ کھانا اٹھالیا جو میں نے رکھا تھا۔ حضرت انس فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہ تھا کہ اٹھاتے وقت زیادہ تھا یا رکھتے وقت۔ یعنی کم ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ خیال گزرا کہ شاید پہلے سے زیادہ ہو گیا ہے یا اتنا ہی ہے۔ فَمَا اَدْرِیْ حِیْنَ رَفَعْتُ کَانَ اَکْثَرَ اَمْ حِیْنَ وَضَعْتُ (۳۳۸۹) اس حدیث سے ولیمے کے کھانے کا ثبوت بھی مل گیا اور حضور علیہ السلام کے عظیم الشان معجزے کا ظہور بھی ہو گیا۔

مہاجرین وانصار صحابہ کرام کی ایک دوسرے پہ فدا کاری

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور انصار کو بھائی بھائی بنایا تو آپ نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن سے کہا: میرے پاس مال و دولت ہے اور میں اسے دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں' ایک حصہ تم لے لو اور ایک حصہ میں اپنے پاس رکھوں گا اور میرے پاس دو بیویاں ہیں آپ دیکھیں ان میں سے جو آپ کو پسند ہو میں اسے طلاق دے دوں گا اور جب عدت گزر جائے تو آپ اس سے نکاح کر لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: اللہ تمہارے مال اور بیویوں میں برکت دے' مجھے بازار دکھا دو پھر وہ بازار تشریف لے گئے' حتیٰ کہ گھی اور پنیر کا نفع کما کر لائے۔ حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر زردی کا نشان ملاحظہ فرمایا تو دریافت فرمایا: یہ زردی کا نشان کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ تمہیں اس کے لئے ایک بکری ہی ذبح کرنا پڑے۔ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ (۳۹۰)

Marfat.com

کِتَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ (بیویوں کے ساتھ سلوک کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: مجھے دنیا کی تین چیزوں سے محبت ہے۔نمبرا (حلال) عورتیں (یعنی اپنی بیویاں) نمبر۲-خوشبو نمبر۳-میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔(۳۳۹۱) ان تین چیزوں کے بعد گھوڑوں کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کا ذکر ہے۔(۳۳۹۳)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت اور اس سلسلہ میں دیگر ازواج مطہرات کا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حضرت فاطمہ کو اور پھر حضرت زینب بنت جحش کو بھیجنا...... طویل حدیث (۳۳۹۶)

☆ حضرت جبریل علیہ السلام کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا۔(۴-۳۴۰۳) امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک رسالے الادب فی الدین میں نکاح اور حسن معاشرت کے آداب کے بارے میں بہت اچھا لکھا ہے مناسب ہوگا کہ اس کو یہاں درج کر دیا جائے۔

خاوند کے لئے آداب وہدایات

اگر نکاح کا ارادہ ہو تو پہلے دین پھر حسن و جمال اور مال و دولت دیکھے لڑکی والے جو کچھ اسے دیں گے اس کا انہیں پابند نہ کرے نکاح کا ارادہ ہو تو اسے پوشیدہ نہ رکھے کسی مسلمان کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ دے اپنی مملوکہ چیزوں اور شادی وغیرہ میں (کسی کو ایسے کام کی) اجازت نہ دے جو اسے رحمت الٰہی سے دور کر دے اور اس کی عزت کو داغدار کرنے کا باعث بنے تنہائی میں بیوی کے ساتھ ایسی جگہ نہ بیٹھے جہاں کوئی دوسرا اس کی بیوی کو دیکھے اپنے گھر والوں کے سامنے اس کا بوسہ نہ لے۔جب تنہائی میں ہو تو عورت کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کرے اس کا قاصد جھوٹا نہ ہو اور جس سے لڑکی کے متعلق پوچھا جائے وہ بھی چغل خور نہ ہو بلکہ اس کے خاص رشتہ داروں میں سے ہو اور اس شخص سے لڑکی کے دین نماز روزے کی پابندی شرم وحیاء پاکیزگی حسن کلام و بدکلامی خانہ نشین رہنے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے متعلق پوچھے عقد نکاح سے پہلے اسے دیکھ لے اور نکاح کے بعد اچھی گفتگو کرتے ہوئے ان باتوں کے متعلق پوچھے جو اسے پہنچی ہیں اور اس سے والدین کی عادتوں حالات و کیفیات اور دین واعمال کے متعلق پوچھ گچھ کرے۔

(حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ایک حدیث کہ''ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا بولا: میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرنا ہے۔فرمایا: اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھ میں کچھ ہوتا ہے''۔کی شرح میں فرماتے ہیں: دیکھنے سے مراد چہرہ دیکھنا ہے کیونکہ حسن و قبح (یعنی خوبصورت و بدصورت ہونا) چہرے ہی میں ہوتا ہے اور اس سے مراد وہی صورت ہے جو ابھی عرض کی گئی یعنی کسی بہانہ سے دیکھ لینا یا کسی معتبر عورت سے دکھوا لینا نہ کہ باقاعدہ عورت کا انٹرویو کرنا جیسا کہ آج کل کے بے دینوں نے سمجھا۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۵ ص ۱۲ مطبوعہ ضیاء القرآن)

Marfat.com

بیوی کے لئے آداب وہدایات

عورت کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے گھر کی چار دیواری میں گوشہ نشین رہے (بلاضرورت) چھت پر نہ چڑھے۔ اپنی گفتگو پر پڑوسیوں کو آگاہ نہ کرے (یعنی اتنی آواز میں گفتگو کرے کہ اس کی آواز چار دیواری سے باہر نہ جائے) بلاضرورت پڑوسیوں کے پاس آیا جایا نہ کرے۔ جب ان کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرے' شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت کرے' گھر سے نہ نکلے' ہاں! (ضرورتاً) اگر کسی کام سے نکلنا پڑے تو باپردہ ہو کر نکلے' ایسے راستے اور جگہ سے گزرے جہاں زیادہ ہجوم اور آمد و رفت نہ ہو' اپنی غربت وغیرہ کو چھپائے بلکہ جاننے والے کے سامنے بھی اپنے آپ کو اجنبی ظاہر کرے' اپنی تمام تر کوشش نفس کی اصلاح اور گھریلو معاملات کی درستگی میں صرف کرے' نماز روزے کی پابندی کرے' اپنے عیوب پر نظر رکھے' دینی معاملہ میں خوب غور و تفکر کرے' خاموشی کی عادت بنائے' نگاہیں نیچی رکھے' اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرے' کثرت سے اللہ عزوجل کا ذکر کرے' اپنے شوہر کی فرمانبردار رہے' اسے رزق حلال کمانے کی ترغیب دلائے' تحائف وغیرہ کی زیادہ فرمائش نہ کرے' شرم وحیاء کو لازم پکڑے' بدزبانی وفحش کلامی نہ کرے' صبر و شکر کرے' اپنے نفس کے معاملے میں ایثار کرے' اپنی حالت اور خوراک کے معاملے میں خود کو تسلی دے' جب شوہر کا دوست گھر میں آنے کی اجازت چاہے اور شوہر گھر میں موجود نہ ہو تو اسے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے اور اپنے نفس اور شوہر سے غیرت کرتے ہوئے اس سے زیادہ کلام نہ کرے۔

(بیوی کو چاہیے کہ) ہمیشہ شوہر سے حیا کرے' اس سے لڑائی جھگڑا نہ کرے' ہمیشہ شوہر کے ہر (جائز) حکم کی اطاعت کرے۔ جب شوہر کلام کرے تو خاموشی اختیار کرے' شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے' (اپنے شوہر کے لئے) خوشبو وغیرہ لگائے' منہ کی صفائی اور کپڑوں کی پاکیزگی کا خاص خیال رکھے' قناعت پسندی اختیار کرے' محبت وشفقت کا انداز اپنائے' زیب و زینت کی پابندی کرے' شوہر کے گھر والوں اور قرابت داروں کا احترام کرے' اچھے انداز میں اس کا حال دریافت کرے' اس کے ہر کام کو شکریہ کے ساتھ قبول کرے' جب شوہر کا قرب پائے تو اس سے محبت کا اظہار کرے اور جب اسے دیکھے تو خوشی و مسرت کا اظہار کرے۔

نکاح وجماع کے آداب

(جس عورت کو پیغام نکاح دیا جائے اسے چاہیے کہ) اپنے گھر کے قابل اعتماد مرد کو کہے کہ وہ نکاح کا پیغام دینے والے کے مذہب' دین' عقیدے' صاحب مروت ہونے اور اپنے وعدے میں سچا ہونے کے متعلق معلومات حاصل کرے' عورت مرد کے کسی قریبی رشتہ دار کو دیکھ لے اور معلومات حاصل کرے کہ اس کے گھر کون آتا جاتا ہے' نیز اس کی باجماعت نماز کی پابندی کے متعلق دریافت کرے اور یہ کہ وہ اپنے کاروبار اور تجارت میں مخلص ہے یا نہیں؟ اور اس کے دین اور سیرت میں دلچسپی رکھے نہ کہ مال و دولت اور شہرت میں۔ اس کے ساتھ قناعت اختیار کرتے ہوئے زندگی گزارنے کا عزم کرے۔ اس کے حکم کی فرمانبرداری کرے کہ یہ الفت ومحبت کو مضبوط و مستحکم کرنے اور پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا سبب ہے۔

Marfat.com

(شوہر کو چاہیے کہ) بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے' نرمی کے ساتھ گفتگو کرے' محبت و چاہت کا اظہار کرے' تنہائی میں اس کے ساتھ خوش مزاجی اور بے تکلفی سے پیش آئے' لغزشوں سے درگزر کرے' لڑائی جھگڑا نہ کرے' اس کی عزت کی حفاظت کرے' کسی معاملہ میں اس سے بحث و مباحثہ نہ کرے' بغیر کنجوسی کئے اس کی معاونت کرے' اس کے گھر والوں کی عزت و تعظیم کرے' ہمیشہ اچھے وعدے کرے' اپنی بیوی پر شدید غیرت کھائے (تا کہ وہ اپنا حسن و جمال غیر کے سامنے ظاہر نہ کرے)۔

(ہم بستری کرنے والے شوہر کو چاہیے کہ) خوشبو لگائے' اچھی گفتگو کرے' محبت کا اظہار کرے' شہوت کے ساتھ بوس و کنار کرے' چاہت و دلچسپی کا اظہار کرے۔ پھر بسم اللہ شریف پڑھے' شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے کہ یہ (یعنی شرمگاہ کی طرف دیکھنا) اندھی اولاد پیدا ہونے کا باعث ہے' ستر کو کسی کپڑے وغیرہ سے چھپالے اور قبلہ کی سمت رخ نہ کرے۔

كِتَابُ الطَّلَاق (طلاق کا بیان)

☆ حیض کی حالت میں طلاق (اگر چہ سنت کے خلاف ہے مگر) واقع ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی کیا کہ اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی اور حضور علیہ السلام کے حکم پہ رجوع کر لیا چنانچہ فرماتے ہیں: فَرَاجَعْتُهَا وَحَسِبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِي طَلَّقْتُهَا ۔میں نے جو (حیض کی حالت میں) طلاق دی۔ پس میں نے اس سے رجوع کر لیا اور اس کو طلاق شمار کیا۔ وہ واقع ہو گئی۔ (۳۴۲۰) یہی مطلب ہے اس آیت کا فطلقوهن لعدتهن یعنی جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو طلاق دو۔

☆ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: طلاق سنت یہ ہے کہ اَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا فِي غَيْرِ جِمَاعٍ ۔ طہر میں بغیر جماع کیے طلاق دی جائے۔ (۳۴۲۴)

☆ حلالہ میں صرف خلوت صحیحہ کافی نہیں بلکہ جماع ضروری ہے۔ (۳۴۴۴)

☆ زیر ناف بالوں کا نکل آنا بھی بلوغ کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ (۶۰-۳۴۵۹)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متوفّٰی عنها زوجها (جس عورت کا خاوند فوت ہو گیا اس) کو آنکھوں کی خرابی کے خدشے کے باوجود بھی عدت میں سرمہ لگانے کی اجازت نہ دی۔ (۳۲-۳۵۳۱) اور حدیث ۳۵۶۳ کا آخری حصہ بھی اسی سے متعلقہ ہے۔

☆ حاملہ عورت چاہے مطلقہ ہو یا بیوہ اس کی عدت وضع حمل ہے نہ کہ ابعد الاجلین (۳۵۴۱)

☆ سخت ضرورت پیش ہو تو عورت عدت میں سرمہ وغیرہ لگا سکتی ہے (مگر رات کو لگائے اور دن کو دھودے) لَا تَكْتَحِلُ إِلَّا مِنْ اَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ (۳۵۶۷)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق دی اور پھر رجوع فرما لیا۔ (۳۵۹۰)

Marfat.com

كِتَابُ الْخَيْلِ وَالسَّبَقِ وَالرَّمْيِ

(گھوڑوں کا' گھڑ دوڑ کا اور تیر اندازی کا بیان)

☆ حضرت سلمہ بن نفیل کندی فرماتے ہیں: میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگوں نے گھوڑوں کو رسوا کر دیا ہے' ہتھیار رکھ دیئے ہیں اور کہتے ہیں: اب جہاد نہیں رہا اور لڑائی ختم ہو گئی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بات سنی اور اپنا رخ انور اس شخص کی طرف پھیر کر فرمایا: لوگ جھوٹ بولتے ہیں' ابھی جہاد کا حکم آیا ہے اور میری امت کے لوگ دین کی خاطر ہمیشہ لڑتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو ان کے لئے پھیر دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کو قیامت تک رزق دے گا اور اللہ تعالیٰ نے بھلائی (اجر و ثواب) کو گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک رکھ دیا ہے اور مجھے یہ بات بذریعہ وحی بتائی گئی اور میرا وصال جلد ہونے والا ہے اور تم لوگ مختلف جماعتوں میں بٹ جاؤ گے اور آپس میں لڑ و مرو گے اور ایمان والوں کا گھر شام میں مقرر ہو گا۔ (۳۵۹۱)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تَسَمَّوْا بِاَسْمَآءِ الْاَنْبِيَآءِ۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں پہ نام رکھا کرو۔ (۳۵۹۵)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شکال گھوڑے (جس کے تین پاؤں سفید ہوں اور چوتھا کسی اور رنگ کا ہو یا تین پاؤں کسی دوسرے رنگ کے ہوں اور چوتھا سفید ہو) (۹۷-۳۵۹۶)

☆ تین چیزوں میں نحوست ہے (۱) گھوڑے میں (کہ عیب دار اور نقصان دہ ہو) (۲) عورت میں (بد اخلاق اور زبان دراز ہو) (۳) گھر میں (کہ وہ اچھے پڑوس میں نہ ہو یا سخت سردی' گرمی کی وجہ سے سکون دہ نہ ہو) (۳۵۹۸) ایک حدیث میں ہے: ''اگر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی''۔ (۳۶۰۰)

☆ گھوڑے کو دو دعائیں کرنے کی صبح کے وقت اجازت ہوتی ہے...... (۳۶۰۹)

☆ خچر کے حصول کے لئے گھوڑیوں پہ گدھوں کو چھوڑنے سے منع کیا گیا۔ (۳۶۱۰)

☆ جہاد کے لئے رکھے ہوئے گھوڑے کا چارہ' پانی' پیشاب اور لید کو بھی نیکیوں کے ترازو میں رکھا جائے گا۔ (۳۶۱۲)

كِتَابُ الْاِحْبَاسِ (راہ خدا میں مال وقف کرنے کا بیان)۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز دینار' درہم' غلام اور لونڈی وغیرہ راہ خدا میں تقسیم فرما دی۔ صرف ایک سفید خچر جس پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سواری فرماتے تھے' رکھا۔ (۳۶۲۴) اس خچر کو شہباء کہا گیا ہے (اور شہباء اس اونٹ' خچر یا گھوڑے کو کہتے ہیں جس میں سیاہی کی نسبت سفیدی غالب ہو) (۳۶۲۶)

☆ جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا نہایت عمدہ باغ (جو مسجد نبوی شریف کے سامنے تھا) راہ خدا میں وقف کر دیا۔ (۳۶۳۲)

Marfat.com

یاد رہے: وقف کرنے کا رواج زمانۂ جاہلیت میں نہ تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے فائدے اور بھلائی کے لئے یہ سلسلہ جاری فرمایا۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کے اسّی سے زائد انصار صحابہ کبار علیہم الرضوان نے صدقات وقف کیے۔ اسی تناظر میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا باغ بیرحاء وقف کر دیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر کی عمدہ زمین جوان کے حصے میں آئی' حضور علیہ السلام سے مشورہ کر کے اس کی آمدنی فقراء' اقرباء اور غلاموں کو آزاد کرنے میں وقف کر دی۔ حضرت عمر نے عرض کیا: میں بہت پسند کرتا ہوں کہ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهَا۔ کہ زمین بھی وقف کر دوں لیکن حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَحْبِسْ اَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا۔ اصل روک لے اور اس کا پھل صدقہ کر دیا کر۔ (۳۶۳۵)

☆ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے لوگوں کو مفصل خطاب فرمایا جس میں آپ نے اپنے فضائل خود اپنی زبان سے بیان فرمائے۔ خاص کر مسجد نبوی شریف کی توسیع کے لئے جگہ خرید کر وقف کرنا' بیر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرنا' غزوۂ تبوک کے موقع پہ راہ خدا میں بے دریغ خرچ کرنا اور جبل ثبیر پہ حضور علیہ السلام کے ساتھ ہونا اور حضور علیہ السلام کا آپ کی شہادت کی کئی سال پہلے خبر دینا' بیان فرمایا۔ (۳۶۳۶-۳۷-۳۸-۳۹)

کِتَابُ الْوَصَایَا (وصیتوں کا بیان)

☆ اجر وثواب میں سے افضل نیکی یہ ہے کہ اس وقت صدقہ کیا جائے جب صحت ہو' مال کی حرص ہو' محتاجی اور فقر کا ڈر ہو اور زندگی کی امید ہو اور وصیت کرنے میں موت تک تاخیر نہ کرے (۳۶۴۱) لہٰذا جس کو موت کے بعد دلوانا مقصود ہو' اسے اپنی زندگی میں ہی دلوا دے اور کسی کے اعتماد پہ نہ چھوڑ جائے' اسی لیے وصیت میں دیر لگانا اچھا نہیں ہے۔

☆ موت کے وقت صدقہ دینے والا یا غلام آزاد کرنے والا ایسے ہے جیسے کوئی شخص خوب سیر ہو جانے کے بعد کسی کو کوئی ہدیہ دیتا ہے۔ (۳۶۴۴) خوبی اور بڑائی تو یہ ہے کہ اپنی ضرورت وحاجت کے وقت کسی کو کچھ دیا جائے' قبل از موت وصیت کر کے رکھنا مستحب ہے اور جس شخص پہ حقوق وفرائض ہوں اس پر (بعض علماء کے نزدیک) لازم ہے کہ وصیت کر کے رکھے تا کہ بعد میں جھگڑا پیدا نہ ہو (یعنی وہ چیز جس میں وصیت کرنے کی حاجت ہو جیسا کہ حدیث میں ہے: مَاحَقُّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَّهٗ شَیْءٌ یُوْصٰی فِیْهِ...... ۳۶۴۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب (پہ عمل کرنے) کی وصیت فرمائی۔ (۳۶۵۰) کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ درہم و دینار چھوڑے نہ اونٹ اور بکری' نہ کوئی اور چیز (جس کی وصیت کی جائے) (۳۶۵۱)

کفر کے رسم ورواج کے مطابق مرنے والے شخص کے وارث اولاد کے سوا دوسرے کوئی نہ تھے اور اولاد میں بھی فقط بیٹا۔ پس اللہ جل شانہ نے صرف اولاد ہی وارث رکھی لیکن یہاں میت کے لئے ضروری ہے کہ وہ زندگی میں ماں باپ اور رشتہ داروں کو بمطابق ضرورت اپنے روبرو دلوا جائے' یہ حکم ابتدا اسلام میں تھا۔ بعد ازاں اللہ رب العزت نے تمام رشتہ داروں اور والدین کا حصہ

Marfat.com

مقرر فرمادیا اور وصیت فرض نہ رہی۔ حدیث ۳۶۵۰ میں حضرت عبداللہ بن اوفی نے فرمایا: حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی تھی کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال نہ تھا جس کے لئے آپ وصیت فرماتے اس لئے ثابت ہوا کہ وصیت کرنے کے لئے کچھ مال ضروری نہیں بلکہ جس امر میں خیر و بھلائی دیکھے اس کی وصیت کر جائے۔

☆ ورثاء کو غنی چھوڑ کر مرنا اس سے بہتر ہے کہ سارا مال صدقہ وخیرات کر جائے اور ورثاء بعد میں بھیک مانگتے پھریں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے قرضے کا معاملہ (۳۶۵۸)

سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ کے والد غزوۂ احد کے دن شہید ہوئے اور آپ نے اپنے ورثاء میں چھ لڑکیاں چھوڑیں اور بہت سا قرض بھی چھوڑ گئے۔ جب کھجوریں اتارنے کا وقت آیا تو میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد گرامی غزوۂ احد کے دن شہید ہو گئے اور ان کے ذمے بہت سا قرض ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں۔ (تا کہ مجھ پہ نرمی کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا: تم جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کا ڈھیر علیحدہ علیحدہ لگاؤ۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ بعد ازاں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لایا جب ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کو اس وقت دیکھا تو وہ اور زیادہ دلیر ہوئے اور مجھ پر مطالبہ کرنے میں تشدد کرنے لگے۔ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے سب سے بڑے ڈھیر کے اردگرد تین مرتبہ چکر لگائے اور پھر اس پر تشریف فرما ہو گئے اور مجھے حکم فرمایا: میں قرض خواہوں کو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر کروں۔ جب وہ سب لوگ حاضر خدمت ہو چکے تو آپ تول تول کر ان کو عطا فرمانے لگے۔ آپ نے یہاں تک عطاء اور بخشش فرمائی کہ اللہ رب العزت نے میرے والد کا قرض ختم فرما دیا اور اتنی برکت ہوئی گویا کہ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی اور میں دل ہی دل میں اس بات پر راضی تھا کہ کسی طرح میرے والد کا قرض ادا ہو جائے تو اچھا ہے۔ (چاہے ہمارے لیے ایک کھجور بھی نہ بچے) (۳۶۶۷) دوسری احادیث میں ہے حضرت جابر فرماتے ہیں: لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ (۳۶۶۶) کَانَ لَمْ یَنْقُصْ مِنْهُ شَیْءٌ (۳۶۶۸) اس ڈھیر سے ذرہ برابر بھی کھجوریں کم نہ ہوئیں یعنی ایک ہی ڈھیر سے سارا قرض ادا ہو گیا اور باقی تمام ڈھیر اسی طرح بچے رہے۔ اگرچہ میرا خیال یہ تھا کہ چاہے ایک کھجور بھی نہ بچے لیکن میرے باپ کا قرضہ ادا ہو جائے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ ''اس وقت مدینہ شریف میں تقریباً اسی قسم کی کھجوریں ہوتی تھیں''۔ (مراۃ ج ۸ ص ۲۱۴)

کِتَابُ النُّحْلِ (عطیّہ کے بیان میں)

اس باب میں زیادہ تر روایات حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جن میں ہے کہ ان کے والد گرامی نے انہیں ایک غلام کا عطیہ دیا اور حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: آپ اس پہ گواہ ہو جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

Marfat.com

کیا تو نے سب بچوں کو اس طرح کا عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، تو حضور علیہ السلام نے وہ عطیہ واپس لینے کا حکم دیا۔
(۳۷۰۲) ایک روایت میں ہے: فَکَرِهَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّشْهَدَ لَهٗ۔ حضور علیہ السلام نے اس پر گواہ بننا ناپسند فرمایا (۳۷۰۶) ایک روایت میں ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: فَلَا تُشْهِدْنِیْ اِذًا فَاِنِّیْ لَا اَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ۔ تب مجھے گواہ نہ بنا کیوں کہ میں ظلم پہ گواہ نہیں بنتا۔ (۳۷۱۱)

☆ حضرت سیدنا جابر بن مغفل رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں: میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِعْدِلُوْا بَیْنَ اَبْنَائِکُمْ اعْدِلُوْا بَیْنَ اَبْنَائِکُمْ (۳۷۱۷)

اپنے بچوں کے درمیان عدل کرو، اپنی اولاد میں مساوات رکھو۔

کِتَابُ الْهِبَةِ (ہبہ کا بیان)

☆ قبیلۂ ہوازن کے لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے اوپر نازل ہونے والی مصیبت کا اظہار کیا تو حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا:

اِخْتَارُوْا مِنْ اَمْوَالِکُمْ اَوْ مِنْ نِّسَائِکُمْ وَاَبْنَائِکُمْ

یا تو اپنا مال واپس لے جاؤ اور یا اپنی عورتیں اور بچے آزاد کروالو چنانچہ انہوں نے عورتوں اور بچوں کو آزاد کروالیا۔ مفصل حدیث (۳۷۱۸)

☆ باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ھبہ کر کے واپس لے سکتا۔ لا یَرْجِعُ اَحَدٌ فِیْ هِبَتِهٖ اِلَّا وَالِدٌ مِنْ وَلَدِهٖ (۳۷۱۹) علاوہ ازیں ھبہ کی ہوئی چیز واپس لینے والا ایسے ہے جیسے کتا قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْ یَرْجِعُ فِیْ صَدَقَتِهٖ کَمَثَلِ الْکَلْبِ یَقِیْءُ ثُمَّ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِهٖ۔ (۳۷۲۱) لہٰذا ایک مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ بری مخلوق سے مناسبت پیدا کرے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان اس قدر شہرت پا گیا کہ حضرت طاؤس فرماتے ہیں۔

کُنْتُ اَسْمَعُ الصِّبْیَانَ یَقُوْلُوْنَ یَا عَائِدًا فِیْ قَیْئِهٖ

میں بچوں کی زبان سے یہ بات سنتا تھا کہ وہ کہا کرتے تھے: اے قے کر کے چاٹنے والے لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ حضور علیہ السلام نے یہ جملہ مثال کے طور پہ بیان فرمایا جو مجھے بعد میں معلوم ہو گیا کہ یہ حضور علیہ السلام نے بطور مثال بیان فرمایا ہے۔ (۳۷۳۴) مطلب یہ ہے کہ لالچ کتے کی مشہور صفت ہے کہ اس کو کوئی چیز ملے تب بھی وہ صبر نہیں کرتا اور نہ ملے تب بھی صبر نہیں کرتا۔ اسی طرح یہ بندہ خود ہی ایک چیز دوسرے کو دے کر پچھتا تا رہتا ہے اور جب تک واپس نہیں لے لیتا اس کو صبر نہیں آتا۔ ماہرین حیوانات نے جس طرح ہر جانور کی کوئی نہ کوئی خوبی بیان کی ہے اسی طرح بعض کتب کے اندر کتے کی بہت ساری اچھی صفات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ جن کا ذکر ہم نے اپنی ایک کتاب ”زبدۃ الحسن مقالات وخطبات حسن“ المعروف اٹھارہ تقریریں میں کیا ہے۔

Marfat.com

کِتَابُ الرُّقْبٰی وَالْعُمْرٰی (رقبیٰ اور عمریٰ کا بیان)

رقبیٰ یہ ہے کہ کسی شخص کا دوسرے شخص کو اپنا مکان یا زمین دے دینا اس شرط پر کہ اگر میں پہلے فوت ہو گیا تو تم میرا مکان لے لینا اور اگر تو پہلے فوت ہو گیا تو پھر میں اپنا مکان واپس لے لوں گا جبکہ عمریٰ میں وہ چیز واپس نہیں لی جا سکتی یعنی دینے والے کی موت کے بعد وہ چیز لینے والے کے ورثاء کی ہو جائے گی۔ بعض روایات میں رقبیٰ اور عمریٰ دونوں کا یہی حکم بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ ہبہ ہے اور ہبہ میں رجوع کرنا منع ہے جیسا کہ کتاب الہبہ میں گزر چکا۔

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَلرُّقْبٰی جَائِزَۃٌ۔ رقبیٰ جائز ہے (۳۷۳۶) آپ ہی سے ہے: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الرُّقْبٰی لِلَّذِیْ اُرْقِبَھَا۔ حضور علیہ السلام نے رقبیٰ کا مالک اسی کو قرار دیا جس کو مالک نے وہ چیز دے دی تھی۔ (۳۷۳۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف یہ ہے رقبیٰ نہیں کرنا چاہیے پھر جو کرے تو اس کا راستہ میراث کا ہے یعنی وہ رقبیٰ لینے والے کے وارثوں کا ہوگا۔ (۳۷۳۸) اور اس بات کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کی طرف سے بیان فرمایا:

لَا تُرْقِبُوْا اَمْوَالَکُمْ فَمَنْ اَرْقَبَ شَیْئًا فَھُوَ لِمَنْ اَرْقَبَہٗ (۳۷۳۹)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی فرماتے ہیں: اَلْعُمْرٰی وَالرُّقْبٰی سَوَاءٌ۔ رقبیٰ اور عمریٰ برابر ہیں (۳۷۴۱) جبکہ بعض کے نزدیک عمریٰ میں ساری عمر کے لئے چیز کا مالک بنایا جاتا ہے اور بعد میں اس (لینے والے) کے ورثاء کو ملتی ہے اور رقبیٰ ایسے ہے جیسے مانگی ہوئی چیز جس کو کام ہو جانے کے بعد واپس کرنا ہوتا ہے۔

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَلْعُمْرٰی لِلْوَارِثِ (۳۷۴۶) عمریٰ (کی ہوئی چیز) وارث کو مل جائے گی (یعنی جس کو دی گئی ہے اس کے وارث کو) اور فرمایا: اَلْعُمْرٰی جَائِزَۃٌ۔ عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دینا جائز ہے۔ (۳۷۴۷)

جن احادیث میں رقبیٰ اور عمریٰ سے منع کیا گیا ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو بعد میں واپسی کا مطالبہ کرے۔ رقبیٰ اور عمریٰ کے بارے میں جو کچھ ان احادیث کے تحت لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ اس کے قبضے میں رہے گی جسے اس نے بخش دی تھی اور اس کے مرنے کے بعد اسے اس کے وارث لے لیں گے جس کو دی گئی ہے دینے والا یعنی اس کا مالک زندگی میں اس کو نہیں لے سکتا۔

عمریٰ کی اقسام

عمریٰ کی تین اقسام ہیں: پہلی یہ کہ کہنے والا یہ کہے: میں نے یہ چیز تجھے دی اور یہ تمہارے پاس زندگی تک ہے اور تمہاری وفات کے بعد یہ تمہارے وارثوں کے سپرد ہے اس میں بالاجماع اس کے وارث مالک ہو جاتے ہیں اور اگر اس کا کوئی وارث نہ ہوگا تو وہ مال بیت المال میں جمع ہوگا اور اگر دینے والے نے یہ کہہ دیا کہ یہ تمہیں تمہاری زندگی تک دیتا ہوں (مثلاً مکان) تو اس کا حکم بھی پہلے حکم کی طرح ہے تاہم بعض علماء کے نزدیک یہ حکم پہلے حکم کی طرح نہیں ہے بلکہ دینے والا دوبارہ اس کو واپس لے سکتا ہے لیکن یہ قول زیادہ معتبر نہیں ہے اور تیسرا یہ کہ دینے والا جس کو دے رہا ہے یہ کہہ کر دے کہ میں نے یہ گھر تمہیں زندگی

Marfat.com

بھر کے لئے دیا اور تمہاری وفات کے بعد یہ گھر میرا ہو جائے گا اور اگر میں فوت ہو گیا تو میرے وارثوں کا ہو جائے گا۔ راجح اور درست قول یہ ہے کہ یہ بھی پہلے قول کی طرح ہے یعنی مال دینے والے شخص کی طرف نہیں لوٹایا جا سکتا بلکہ وہ لینے والے کا ہو گیا پھر اس کے وارثوں کا ہوگا اور یہ اس کے مرنے کے بعد اور عطا کرنے والے نے زندگی کی جو شرط لگائی ہے وہ فاسد ہے اور قابل اعتبار نہیں کیونکہ حدیث میں ہے: لِاَنَّهٗ اَعْطٰى عَطَاءً وَّقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ فَقَطَعَتِ الْمَوَارِيْثُ شَرْطَهٗ (۳۷۷۸)
کیونکہ اس نے ایسی بخشش کی ہے کہ جس میں وراثت ثابت ہوگئی اور شرط ختم ہوگئی۔

كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ (قسموں اور نذروں کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام ان الفاظ سے زیادہ تر قسم اٹھاتے۔ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ (دلوں کو بدلنے والی ذات کی قسم) (۳۷۹۲) لَا وَمُصَرِّفِ الْقُلُوْبِ دلوں کو پھیرنے والے کی قسم (۳۷۹۳)

☆ جنت کو مکروہات سے اور دوزخ کو مرغوبات سے ڈھانپ دیا گیا ہے (۳۷۹۴) مکروہات سے مراد نیکیاں اور اعمال صالحہ ہیں جن کا کرنا نفس کو نہایت ناگوار اور مشکل ہوتا ہے جب تک عاجزی وانکساری محنت و ریاضت وعبادت نہ کی جائے جنت ملنا دشوار اور محال ہے۔ دنیا داروں اور لالچی لوگوں کو اہل جنت کے افعال برے معلوم ہوتے ہیں اور یہ لوگ بہشتیوں کی وضع سے ڈرتے ہیں۔ خصوصاً اس دور میں جبکہ مسلمانوں پر فاسقوں اور کافروں کا غلبہ ہے' اللہ رب العزت پناہ دے۔ ہزاروں اہل علم بھی کافروں کی چال پسند کرتے ہوئے علم کو رسوا کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی لپیٹ میں لیے جاتے ہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی: دوزخ کا ایک حصہ دوسرے پر لپٹا اور چڑھا جاتا ہے یعنی اس میں انتہائی شدت' حدت اور گرمی ہے۔ حدیث پاک کے آخر میں ہے دوزخ کے متعلق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! مجھے تیری جلالت وعظمت کی قسم! اس میں سب لوگ جائیں گے کیونکہ دوزخ میں جانے کا کام نفس کو نہایت بھلا اور لذیذ معلوم ہوتا ہے اور پھر ہر شخص ان کاموں میں پھنس جاتا ہے۔ ہاں وہ شخص جسے اللہ رب العزت بچائے۔ حدیث ہذا کے یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی جلالت کی قسم کھائی جس سے معلوم ہوا اس طرح کی قسم کھانا درست اور جائز ہے۔

☆ جو شخص کسی کام کی قسم اٹھائے پھر اس کے غیر میں بھلائی دیکھے تو وہ کام (بھلائی والا) کرے اور بعد میں قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (۱۷-۳۸۱۶)

☆ جس چیز کا بندہ مالک ہی نہیں اس کی نذر و قسم نہیں ہو سکتی (مثلاً بیمار شخص کہے کہ اگر میں بیماری سے صحت یاب ہو گیا تو فلاں شخص کے غلام کو آزاد کر دوں گا اسی طرح) قطع رحمی کی قسم بھی نہیں ہو سکتی (مثلاً یوں کہے کہ میں اپنے فلاں رشتہ دار سے نہیں بولوں گا۔ ایسی قسموں کو توڑنا لازم ہے اور ان کا کفارہ ادا کیا جائے گا) (۳۸۲۳)

☆ قسم کھانے کے بعد (متصلاً) انشاء اللہ کہہ دیا تو قسم توڑنے پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (۳۸۲۴)

Marfat.com

☆ نذر اور منت ماننے سے پرہیز کیا جائے اور اگر مان لی ہے تو اس کو پورا کیا جائے۔ اس سے بخیل کا مال خرچ کرایا جاتا ہے۔ (۳۸۳۲ تا ۳۸۳۷-۴۰) یعنی ہوگا وہی جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔

☆ دوسری ملت کی قسم اٹھانا (مثلاً اگر میں فلاں کام کروں تو یہودی' عیسائی ہو جاؤں) ایسا شخص اس ملت کے ساتھ مل جائے گا۔ (۳۸۴۳)

☆ نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے (یعنی جب پوری نہ کر سکے یا گناہ کے کام کی نذر مان لی) (۶۶-۳۸۶۳)

کِتَابُ الْمُزَارَعَةِ (زمین کو بٹائی پر دینے کا بیان)

☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے اور ہمیں ایسے کام سے منع فرمایا: جس میں بظاہر ہمارے لیے نفع تھا۔ آپ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَذَرْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا

جس کے پاس زمین ہو وہ یا تو اس میں خود کاشتکاری کرے یا پھر چھوڑ دے یا کسی کو عطیہ دے دے۔ (۳۹۰۳)

☆ حضرت حنظلہ بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج سے سونے یا چاندی کے بدلے زمین کو کرائے پر دینے کا مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۳۹۳۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں لوگ کھیتوں کو کرائے پہ دیا کرتے تھے مگر اس شرط پہ کہ کھیت والے شخص کا حصہ اس زراعت میں ہوگا جو نہروں کے کنارے پر ہے اور اس نہر سے اس زمین کو پانی پہنچتا ہے اور تھوڑی سی گھاس کے بدلے کرائے پہ دیتے تھے۔ تاہم اس گھاس کی مقدار نہیں معلوم کہ وہ کتنی گھاس لیا کرتے تھے۔ (۳۹۳۹)

☆ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو بخشے میں ان سے زیادہ اس حدیث کو جانتا ہوں (جس میں حضور علیہ السلام نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے) اصل واقعہ یہ ہے کہ دو شخصوں کی آپس میں لڑائی ہوئی جس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنْ كَانَ هٰذَا شَاْنُكُمْ فَلَاتُكْرُوا الْمَزَارِعَ۔ اگر تمہاری یہی حالت ہے تو اپنے کھیتوں کو کرائے پہ نہ دیا کرو۔ فَسَمِعَ قَوْلَهُ " لَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ "۔ پس حضرت رافع نے حضور علیہ السلام کا یہی فرمان سن لیا کہ کھیتوں کو کرائے پہ نہ دو (اور یہ خیال نہ کیا کہ ممانعت کا سبب کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ زمین کو بٹائی پہ دینا درست سمجھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا: صرف حدیث کے الفاظ ہی یاد کر لینا کافی نہیں بلکہ اسباب کا جاننا بھی ضروری ہے) (۳۹۵۹)

زمین کو کرائے پہ لین دین کرنے میں تحریر لکھنے کا طریقہ

حضرت سعید بن مسیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: خالی زمین کو سونے یا چاندی کے بدلے کرائے پر دینا برا نہیں اور جو شخص

Marfat.com

کسی کو کوئی مال مضاربت کے طور پر دے تو پھر اسے چاہیے کہ وہ اور اس پر نوشتہ کرا لے اور اس طرح لکھے "یہ وہ کتاب ہے جس کو فلاں ابن فلاں نے اپنی خوشی سے صحت میں لکھا ہے اور جواز امر (جبکہ اس کا کاروبار چلنے کے قابل ہے) کی حالت میں فلاں ابن فلاں کے بیٹے کو تو نے دیئے جبکہ فلاں مہینہ اور فلاں سنہ شروع ہوا تھا۔ ایسے دس ہزار درہم دیئے جو کہ کھرے اور عمدہ تھے اور ہر دس درہم سات مثقال کے وزن کے برابر ہیں اس شرط پر کہ میں ظاہراً اور باطناً اللہ سے ڈرتا رہوں گا اور امانت ادا کروں گا اور اس شرط پر کہ ان درہموں سے جو چاہوں گا' خریدوں گا اور جہاں چاہوں گا صرف کروں گا اور جہاں مناسب سمجھوں گا یعنی بطور نقد یا ادھار فروخت کروں گا اور اپنی رائے کے مطابق اس کے عوض میں نقدی یا دیگر سامان لوں گا اور جسے چاہوں گا وکیل بناؤں گا اور پھر اس مال پر جو تو نے مجھے دیا ہے اور کتاب میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ جتنا نفع دے گا وہ ہم دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا۔ تیرے مال کے بدلے میں اور مجھے میری محنت کے بدلے میں نصف ملے گا اور اگر تجارت میں مجھے کچھ نقصان ہوا وہ تیرے مال میں سے ہوگا' شرط ہذا پر یہ دس ہزار درہم کھرے میں نے اپنے قبضے میں کیے اور فلاں سن میں فلاں مہینے کے شروع سے یہ مال بطور قرض (مضاربت) میرے قبضے میں آیا ہے اور فلاں فلاں نے اس بات کا اقرار کیا۔ اگر صاحب مال کا یہ ارادہ ہو کہ مضارب ادھار کا سودا نہ کرے تو کتاب میں یوں لکھے "تو نے مجھ کو ادھار خرید و فروخت سے منع کیا"۔ (۳۹۶۸)

تاجر کے آداب

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب آداب دین میں لکھتے ہیں۔

(تجارت کرنے والے کو چاہیے کہ) مسلمانوں کے راستے میں نہ بیٹھے کہ اس سے انہیں چلنے میں دشواری ہوگی' ایسے سمجھدار و ذہین غلام (نوکر) کو کام کے لئے رکھے کہ جو نہ تو ناپ تول میں اور نہ ہی وزن میں کمی کرے' اسے برابری کا حکم دے' سامان وغیرہ تولنے میں جلدی نہ کرے' اس کا ترازو درستی میں سنار کے ترازو اور اعتدال میں معیاری ترازو کی طرح ہو' اس کی ڈوریاں لمبی اور اوپری کنارے باریک ہوں' اس کے چھوٹے بڑے تمام باٹ وزن میں پورے ہوں' روزانہ سب سے پہلے ترازو صاف کرے' رطل اور سنگ ترازو (بٹ یعنی تول وغیرہ کے پتھر) کے عیبوں کا خاص خیال رکھے۔ غلام (نوکر) کو حکم دے کہ تیل اور روغنیات وغیرہ تولتے وقت احتیاط سے کام لے۔ جب کوئی مہذب شخص کچھ لینے آئے تو اس کی عزت و تکریم کرے' پڑوسی آئے تو اس پر احسان کرے' کوئی ضعیف و ناتواں آئے تو اس کے ساتھ شفقت و مہربانی سے پیش آئے یا ان کے علاوہ کوئی بھی آئے تو اس کے ساتھ انصاف سے پیش آئے۔ چیزوں کو ان کی قیمت و بھاؤ کی مقدار کے اعتبار سے بیچے' اگر کسی چیز کی قیمت کم ہو تو (بیچنے والا) خریدار کو زیادہ قیمت میں دے سکتا ہے جیسا کہ بعض اوقات اگر چیز کی قیمت زیادہ ہو تو وہ خریدار کو کم قیمت میں دے دیتا ہے اس کی تمام تر توجہ درس قرآن (اور علم دین) کی محفل میں حاضری کی طرف رہے' غیر محرموں اور امردوں کو دیکھنے سے نگاہوں کو بچائے رکھے' واقف کار بے وقوف سے اپنی عزت بچائے' سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹائے' خوشی ملنے پر عطیہ و بخشش کو نہ روکے۔

تاجر نے جو کام ملازم پر لازم کیا ہے اگر خود اس کا ذمہ دار ہے تو بہتر یہ ہے کہ خود کرے' ناپ تول اور وزن کرنے کا پیمانہ اور

Marfat.com

ترازو کا پتھر معتبر و قابل اعتماد لوگوں سے خریدے' بیچتے وقت مال کی جھوٹی تعریف اور خریدتے وقت بے جا مذمت نہ کرے' لوگوں کوئی خبر وغیرہ دیتے یا سناتے وقت سچائی سے کام لے' نیلامی کے وقت فحش گوئی اور گفتگو کرتے وقت جھوٹ بولنے سے بچے' دکان داروں کے ساتھ بے ہودہ ولغو باتوں میں نہ پڑے اور نئے لوگوں کے ساتھ ہنسی مذاق نہ کرے اور لڑائی جھگڑا نہ کرے۔

كِتَابُ الْمُحَارَبَةِ (لڑائی کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا ہے جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی گواہی نہ دیں۔ (۳۹۷۲)

☆ مسلمان کا ناحق قتل کرنا اللہ کے ہاں ساری دنیا کے تباہ ہو جانے سے بڑا گناہ ہے۔ (۳۹۹۱)

☆ قیامت کے دن سب سے پہلے (حقوق العباد میں سے) خون کا حساب ہوگا اور (حقوق اللہ میں سے) نماز کا حساب ہوگا۔ (۳۹۹۶)

☆ والذين لايدعون مع الله الها اخر...... الفرقان اور يعبادى الذين اسرفوا...... الزمر کا شان نزول (۴۰۰۸)

☆ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ (مسلمانوں کی) جماعت پر ہے۔

فَاِنَّ يَدَاللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ (۴۰۲۵)

☆ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ۔ جو مرتد ہو جائے اسے قتل کر دو۔ (۴۰۶۴)

☆ عکرمہ بن ابی جہل کے اسلام لانے کا سبب (۴۰۷۲)

نابینا صحابی کی غیرت ایمانی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے دور میں ایک نابینا شخص تھا جس کی ایک لونڈی تھی اور اس لونڈی کے بطن سے اس کے دو بچے بھی تھے۔ وہ لونڈی اکثر حضور علیہ السلام کا ذکر غلط الفاظ کے ساتھ کرتی' یہ اس کو ڈانٹتے' منع کرتے مگر وہ باز نہ آتی تھی' ایک رات جب اس لونڈی نے یہ حرکت کی تو ان سے ضبط نہ ہو سکا۔ تکلہ اٹھایا اور اس کے پیٹ پہ رکھ کر دبا دیا جس سے وہ مر گئی۔ دن کے وقت خبر پھیل گئی کہ فلاں کی لونڈی مر گئی ہے' حضور علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا:

اَنْشُدُ اللّٰهَ رَجُلًا لِّيْ عَلَيْهِ حَقٌّ فَعَلَ مَا فَعَلَ اِلَّا قَامَ

میں اس شخص کو خدا کی قسم دیتا ہوں جس پر میرا حق ہے جس نے اس لونڈی کو قتل کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ یہ سن کر وہ نابینا صحابی کھڑے ہوئے اور ڈر کے مارے گرتے اٹھتے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: حضور! اس کو میں نے قتل کیا ہے۔ یارسول اللہ! یہ میری لونڈی مجھ پر انتہائی مہربان تھی اور اس کے بطن سے موتیوں کی طرح میرے دو بچے بھی

Marfat.com

ہیں لیکن یہ اکثر آپ کو برا بھلا کہتی تھی اور میں اس کو منع کرتا مگر یہ باز نہ آتی' آخر گزشتہ رات میں نے اس کی آپ کے بارے میں بدکلامی پر اس کا کام تمام کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اَلَا اشْهَدُوْا اَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ۔ لوگو! گواہ ہو جاؤ' اس لونڈی کا خون بیکار گیا (کیونکہ اس نے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جس کی یہی سزا تھی) (۴۰۷۵)

تخلیق کائنات کا منشا تمہی تو ہو　　ہر ایک دل کی پہلی تمنا تمہی تو ہو
تم کائنات حُسن ہو تم حُسن کائنات　　جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہی تو ہو
قائم تمہارے دم سے ہوئی "بزم کائنات"　　صبح ازل کا چہرۂ زیبا تمہی تو ہو
کرتے رہے تمہاری تمنا کلیم بھی　　روشن ہے جس سے وادیٔ سینا تمہی تو ہو
سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غائیتوں کی غائتِ اولیٰ تمہی تو ہو

☆ حضور علیہ السلام کے بعد یہ درجہ کسی کا نہیں کہ اس کو برا کہنے والے کو قتل کر دیا جائے۔ (قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) (۴۰۷۷ تا ۴۰۸۲)

یہودیوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور پاؤں چومے

سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں چلتے ہیں' دوسرے یہودی نے کہا: تم انہیں نبی نہ کہو۔ اگر وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسے سن لیں گے تو وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خوشی کے مارے جامے (لباس) میں پھولے نہ سمائیں گے (کہ یہودیوں نے آپ کو نبی کہہ دیا ہے) بہرحال وہ دونوں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ وہ نو آیات کون سی ہیں (جو اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی تھیں؟ جیسے کہ ارشاد فرمایا: ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات) تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ' چوری نہ کرو' زنا نہ کرو اور جس جان کو اللہ جل جلالہ نے حرام فرمایا ہے' اسے ناحق قتل نہ کرو اور ناحق سزا دلوانے کے لئے کسی شخص کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ' جادو نہ کرو' سود مت کھاؤ' پاک دامن عورتوں پر تہمت زنا نہ لگاؤ' جہاد کے دن پیٹھ نہ پھیرو۔ یہ نو احکام ہیں اور اے یہود! ایک حکم تو فقط تمہارے ساتھ مخصوص ہے اور وہ یہ کہ تم ہفتے کے دن کی حرمت قائم رکھو اور اس دن مچھلیوں کا شکار نہ کرو کہ اس میں زیادتی ہو یہ سن کر ان دونوں یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا: بلاشبہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تو پھر تم میری تابعداری کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی کہ آپ کی اولاد سے ہمیشہ ایک پیغمبر ہوا کرے (یعنی آپ ان کی اولاد میں سے نہیں ہیں۔ یہ فقط ایک بہانہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے خود جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ہے' دیکھئے زبور ہیکل سوم) اور ہمیں اس بات کا کھٹکا

Marfat.com

ہے کہ اگر ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی تو دوسرے یہودی ہمیں جان سے مار ڈالیں گے (بس اصل بات تھی کہ انہیں ذات اور برادری کا ڈر تھا اور معاشرے میں ان کی ناک کٹتی تھی) (۴۰۸۳)

پھر یاد نبی آئی پھر انجمن آرائی　　بھولا ہوں نہ بھولوں گا اعجازِ مسیحائی
اشکوں سے جھلکتی ہے انوار کی رعنائی　　جو روح میں بس جائے خوشبو وہ صبا لائی
دنیا کو تو تکتے ہو دنیا کسے راس آئی　　مغموم نہیں ہوتا سرکار کا شیدائی
کس کس کی نہیں ہوتی اس در پہ پذیرائی　　کیا کیا نہ ہمیں عظمت سرکار نے دلوائی
مسرور عجب میں نے توفیق ثنا پائی

حضور کی آنکھیں اور کانِ لعل کرامت

حدیث ہذا میں ہے کہ اَرْبَعَۃَ اَعْیُنٍ یعنی آپ کی آنکھیں چار ہیں۔ اس سے دو معنی مراد لیے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو ترجمے میں گزرا اور دوسرا معنی یہ کہ اس سے مراد ظاہر کی دو آنکھیں اور دل کی دو آنکھیں یعنی ظاہراً اور باطناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے۔ فتح الباری میں ہے کہ جب معراج کی رات حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک چاک کیا گیا تو فیہ عینان تبصران واذنان تسمعان. قلب اطہر میں دو آنکھیں تھیں جو دیکھ رہی تھیں اور دو کان تھے جو سن رہے تھے۔

(۲) آیات سے مراد یا تو (۹) نو معجزے ہیں اور وہ یہ تھے۔ ید بیضاء عصا، طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈکیں، خون، قحط اور پھلوں کا کم ہونا یا وہ احکام مراد ہیں جو تمام شریعتوں میں عام تھے اور انہی کا ذکر حدیث ہذا میں بھی ہے۔

☆ خوارج کی علامات (۸-۷-۴۱۰۶)

ایک حدیث کے سات مطالب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَاتَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. (۴۱۳۰)

تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

اس حدیث کے سات معانی بیان کیے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) وہ لوگ مراد ہوں جو ناحق خون کو حلال سمجھ کر کسی کو قتل کر دیں۔

(۲) اسلام سے مراد حق ہو اور کفر سے مراد ناشکری ہو۔

(۳) ایسا شخص جو کسی کو ناحق قتل کرتا ہے وہ کفر کے قریب ہو جاتا ہے۔

(۴) ناحق قتل کرنا کفار کا سا فعل ہے۔

(۵) واقعتاً کفر ہی مراد ہے یعنی میرے بعد مسلمان ہی رہنا، کافر نہ ہو جانا۔

(۶) کفر سے مراد (ایک دوسرے مسلمان کیخلاف) ہتھیار اُٹھانا ہے۔

Marfat.com

(۷) ایک دوسرے کو کافر نہ گردانا اور پھر ان کی گردنیں نہ کاٹنا شروع کر دینا۔ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے چوتھے قول کو راجح قرار دیا ہے کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے۔ (امام نووی)

صرف سرکار کی غلامی سے ہم غلاموں کا کام بنتا ہے
داد و تحسین سے ستائش سے کچھ کسی کا بنا نہ بنتا ہے
کیسے مسرور میں بتاؤں تجھے کس کے قدموں پہ دل یہ سجتا ہے (بتصرف)

كِتَابُ قِسْمِ الْفَيْءِ (مال فئی کی تقسیم کا بیان)

اللہ تعالیٰ نے مال فئی کے پانچ حصے فرمائے ہیں:

(۱) اللہ اور اس کے رسول کا خاص حصہ۔ (۲) حضور علیہ السلام کے رشتہ داروں کا حصہ۔ (۳) یتیموں کا حصہ۔ (۴) مساکین کا حصہ۔ (۵) مسافروں کا حصہ۔ چنانچہ فرمایا:

فما افاء اللّٰه علی رسوله من اهل القریٰ فللّٰه وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمساكين وابن السبيل. (الحشر)

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گاؤں والوں (بنونضیر کے یہود) سے دیا' وہ اللہ کا' اس کے رسول کا' قریبیوں کا' یتیموں کا' مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ رہا مال غنیمت تو اس کے لئے ارشاد فرمایا:

واعلموا انما غنمتم من شئی فان للّٰه خمسه وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمساكين وابن السبيل. (الانفال)

یعنی تم جو مال غنیمت حاصل کرو' اس کا پانچواں حصہ اللہ و رسول کا ہے اور رشتہ داروں' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ رہے باقی چار حصے تو وہ لڑنے والوں کے لئے ہیں اور اس میں بھی خمس کا خمس (پانچواں حصہ) ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ مال غنیمت وہ مال ہے جو مسلمانوں کو کفار سے جنگ میں بطریق قہر و غلبہ حاصل ہو۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ان میں سے ایک حصہ جو کہ کل مال کا پچیسواں حصہ ہوا وہ حضور علیہ السلام کے لئے ہے اور ایک حصہ آپ کے اہل قرابت کے لئے اور تین حصے یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل قرابت کے حصے بھی یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کو ملیں گے اور یہ پانچواں حصہ انہی تین پر تقسیم ہو جائے گا۔ یہی امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔ (حاشیہ کنز الایمان)

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے

☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوۂ حنین کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کا ایک بال لیا اور فرمایا: اے لوگو! مجھے اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے' اس ایک بال برابر بھی لینا جائز نہیں۔ ہاں مگر پانچواں

Marfat.com

حصہ اور وہ بھی تمہاری ہی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ (یعنی یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لئے۔(۴۱۴۴)
سبحان اللہ! ہمارے آقا علیہ السلام کا سب کچھ اپنی امت ہی کے لیے ہے حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ پھر امتی کیوں نہ اپنے نبی علیہ السلام کے گن گائے اور کہے:

دل کی مرادیں پاؤں میں پھر شہر مدینے جاؤں میں
پیار کی جوت جگاؤں میں دل میں پھول کھلاؤں میں
ان کی عطا پہ سو سو بار ناز کروں اِتراؤں میں
خاکِ پا میں وصف ہے کیا آؤ تو بتلاؤں میں
پیارے نبی کے قدموں پر واری واری جاؤں میں
لطف کی بارش برسے تو اپنا رنگ دکھلاؤں میں
شہر نبی کے کنکر کو سر کا تاج بناؤں میں
اتنا کیف ملے مجھ کو جتنے اشک بہاؤں میں
کام ہے یہ مسرور مرا ان کے گیت سناؤں میں

کِتَابُ الْبَیْعَةِ (بیعت کا بیان)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان جہاد کے علاوہ بھی حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ بیعت کرتے۔ مثلاً سننے' ماننے یعنی جو کچھ آپ فرمائیں گے' ہم اسے سنیں گے اور اس کے مطابق عمل کریں گے۔ آسانی اور مشکل' خوشی و رنج ہر حالت میں آپ کی اطاعت کریں گے۔ حاکم اسلام کے ساتھ جھگڑا نہ کریں گے۔ ہم جہاں بھی ہوں گے حق کے تابع رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔ (۱۵۳)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے حضور علیہ السلام کی ''اثرہ'' پر بیعت کی یعنی یہ کہ آپ اگر کسی کو مال میں ہم پہ ترجیح دیں گے تو ہم جھگڑا نہیں کریں گے اور اس بات پر کہ ہم جہاں بھی ہوں گے' سچ بولیں گے۔ (۴۱۵۷)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کی اس بات پہ بیعت کی کہ میں ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آؤں گا۔ (۴۱۶۱)

حضرت جابر فرماتے ہیں: ہم نے موت پر نہیں بلکہ اس بات پہ حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ اس بات کی بیعت کی کہ ہم (موت یا جنگ سے) بھاگیں گے نہیں۔ (۴۱۶۳)

بعض صحابہ کرام نے موت پہ حضور علیہ السلام کی بیعت کی (۴۱۶۴) یہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پہ حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ بیعت کی کہ جہاد کریں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں یا فتح پالیں۔

Marfat.com

بے نور ہی تھا سارا زمانہ تیرے بغیر — انسانیت کو درس ملا تیری ذات سے

☆ والدین کی مرضی کیخلاف اوران کو روتا ہوا چھوڑ کر ہجرت پہ بیعت کرنے کے لئے آنے والے کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِرْجِعْ اِلَیْهِمَا فَاَضْحِکْهُمَا کَمَا اَبْکَیْتَهُمَا۔ واپس چلا جا اور انہیں اسی طرح ہنسا جس طرح تو نے ان کو رلایا ہے۔ (۴۱۶۸)

مشکل کام کے لئے آنے والے کو آسان کام بتادیا

یاد جس وقت بھی آتے ہیں مدینے والے — پھول ہی پھول کھلاتے ہیں مدینے والے
دل کے ویرانے سجاتے ہیں مدینے والے — اپنا جلوہ جو دکھاتے ہیں مدینے والے
جس کی تقدیر بناتے ہیں مدینے والے — اس کو در پر بھی بلاتے ہی مدینے والے
اس بُرے سے بھی بُرے کا تو مقدر دیکھو — جس کو سینے سے لگاتے ہیں مدینے والے
تم کو معلوم نہیں دشمن جاں کو اپنے — کس طرح اپنا بناتے ہیں مدینے والے
اپنے ماں باپ بھی کیا ناز اُٹھاتے ہوں گے — جس طرح ناز اُٹھاتے ہیں مدینے والے

سیدنا حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک اعرابی نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری خرابی ہو ہجرت بہت مشکل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم ان کی زکوۃ دیتے ہو۔ اس نے عرض کیا: جی دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور بستیوں کے اس پار محنت اور عمل کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کسی عمل کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ (۴۱۶۹)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم دور بیں ملاحظہ فرما رہی تھیں کہ اس گنوار کا ہجرت پر ثابت قدم رہنا مشکل ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث پاک بیان فرمائی۔ ہجرت بہت مشکل ہے یعنی اپنا گھر بار، اعزہ واقرباء دوست وآشنا سب کچھ خدا کے لئے چھوڑ دینا اور پھر اسی پر جمے رہنا یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

☆ عورتوں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ نوحہ نہ کرنے کی بیعت کی۔ (۴۱۸۵)

☆ حضور علیہ السلام نے نابالغ لڑکے سے ہاتھ نہ ملایا، نہ اسے بیعت فرمایا۔ (۴۱۸۸)

☆ افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنا ہے۔ (۴۲۱۴)

کِتَابُ الْعَقِیْقَةِ (عقیقہ کا بیان)

عقیقہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو پیدائش کے وقت بچے بچی کے سر پر ہوتے ہیں۔ پھر اس جانور کو عقیقہ کہا جانے لگا جو پیدائش کے ساتویں دن بعد ذبح کیا جاتا ہے کیونکہ وہ جانور ان بالوں کو مونڈنے کے دن ذبح کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

☆ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کو بطور عقیقہ ذبح کرنا۔ (۴۲۱۷)

☆ لڑکے کی طرف سے ایک جانور بھی بطور عقیقہ ذبح کیا جا سکتا ہے۔

فِي الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَاهْرِيقُوْا عَنْهُ دَمًا (۴۲۱۹) یعنی دو بہتر ہیں اور ایک جائز ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے حضرات حسنین کریمین میں سے ہر ایک کی طرف سے دو دو دنبوں کا عقیقہ کیا۔ (۴۲۲۴)

☆ ساتویں روز عقیقہ کیا جائے' سر منڈایا جائے اور نام رکھا جائے۔ (۴۲۲۵)

اسی حدیث میں ہے: كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ۔ ہر بچہ اپنے عقیقے میں گروی ہوتا ہے۔ خطابی فرماتے ہیں اس جملہ میں لوگوں نے بہت گفتگو کی ہے اور سب سے بہتر قول امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: یہ شفاعت کے متعلق ہے کہ اگر کوئی شخص بچے بچی کا عقیقہ نہ کرے اور وہ بچپن میں ہی فوت ہو جائے تو قیامت کے دن اپنے والدین کی شفاعت نہ کر سکے گا۔

کیونکہ باقی سب کی شفاعتیں محدود ہیں اور ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بھی شفاعت فرمائیں گے جن کی شفاعت کرنے کی کسی میں بھی ہمت نہ ہوگی۔

؎ جس کو ٹھوکر میں نہ رکھتا ہو زمانہ اس کو — اپنی کملی میں چھپاتے ہیں مدینے والے
مہکے مہکے ہوئے رہتے ہیں در و بام مرے — میرے گھر میں بھی تو آتے ہیں مدینے والے
مجھ میں جرأت یہ کہاں کہ مدینے جاتا — مجھ کو دَر پر تو بلاتے ہیں مدینے والے
؎ میرا دل اور میری جان مدینے والے — تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے

كِتَابُ الْفَرْعِ وَالْعَتِيْرَةِ (فرع اور عتیرہ کا بیان)

فرع اس بچے کو کہتے ہیں جو اونٹنی پہلے پہل جنے۔ دور جاہلیت میں اسے بتوں کے لئے ذبح کیا جاتا تھا۔ بعض علماء کے نزدیک فرع اس اونٹ کو کہتے ہیں جو بتوں کے نام پر اس وقت قربان کیا جاتا' جب کسی شخص کے سو اونٹ پورے ہو جاتے اور عتیرہ اس بکری کو کہتے ہیں جو رجب کے مہینے میں بتوں کے لئے ذبح کی جاتی۔ اسلام کی ابتدا میں مسلمان بھی فقط خدا کے لئے فرع اور عتیرہ کرتے لیکن بعد ازاں اس سے منع کر دیا گیا تا کہ جاہلیت کی مشابہت نہ ہو' چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ۔ اب نہ فرع ہے نہ عتیرہ ہے۔ (۴۲۲۷) ایسے جانوروں کو بھی خدا کے نام پہ ذبح کیا جائے گا تو ان کا کھانا حلال ہے جیسا کہ حضرت معاذ نے بتایا کہ ابن عون کو رجب میں عتیرہ کرتے ہوئے میں نے خود دیکھا۔ (۴۲۲۹) اور حضور علیہ السلام کا فرمان اسی صورت میں ہے: اَلْعَتِيْرَةُ حَقٌّ۔ عتیرہ حق ہے۔ (۴۲۳۰) نیز فرمایا: مَنْ شَآءَ عَتَرَ وَمَنْ شَآءَ لَمْ يَعْتِرْ وَمَنْ شَآءَ فَرَّعَ وَمَنْ شَآءَ لَمْ يُفَرِّعْ فِي الْغَنَمِ اُضْحِيَّتُهَا۔ عتیرہ اور فرع جس کا دل چاہے کر لے' جس کا نہ چاہے نہ کرے۔ تاہم بکریوں میں قربانی لازم ہے۔ (۴۲۳۱) یعنی قربانی کے لازم ہونے کے بعد ان کا جواز باقی رہ گیا۔

Marfat.com

علم نبوت کی تو حد ہی نہیں

☆ برتن میں (کھانے پینے والی شئی کے اندر) مکھی گر جائے تو اس کو اچھی طرح ڈبونے کا حکم دیا۔ (۴۲۶۷) پھر اگر چاہے تو وہ چیز استعمال کر لے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے جو وہ خود ڈبوتی ہے اور دوسرے میں شفا۔ جس کو نہیں ڈبوتی جیسا کہ آج کل سائنس نے بھی تحقیق کر کے بتا دیا ہے کہ ایک پر میں بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں جو پانی میں اور دوسرے میں شفا کے جراثیم ہوتے ہیں جب دوسرا پر ڈبویا جاتا ہے تو شفا کے جراثیم پھیل کر بیماری کے جراثیموں کو مار دیتے ہیں اور یہ بات ہمارے آقا علیہ السلام نے آج سے صدیاں پہلے بیان کر دی جب نہ سائنس کا نام ونشان تھا اور نہ جراثیم کا کسی کو علم تھا۔ پھر اہل محبت حضور کے قدموں پہ قربان ہو کر کیوں نہ عرض کریں:

اپنی آنکھوں میں چھپا لاتا حضور — نقش پا جو مجھ کو مل جاتا حضور
اپنی بپتا کیا کہوں کیسے کہوں — مجھ کو تو سمجھ بھی نہیں آتا حضور
بخت میرا ساتھ جو دیتا پھر — میں مدینے سے کہاں جاتا حضور
آپ نے بلوایا تو آ گیا — بے خودی میں جھومتا گاتا حضور
دولت اشک رواں کو چھوڑ کر — اور اپنے ساتھ کیا لاتا حضور
جھوم کر کوئی پکارے آپ کو — نام نامی نور برساتا حضور
جس کو بن مانگے ملی ہوں نعمتیں — وہ کہیں کیوں ہاتھ پھیلاتا حضور
گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں میں — اور کس کے گیت میں گاتا حضور
آپ کا دامن نہ ہوتا ہاتھ میں — میں تو کب کا ہی مر جاتا حضور

كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ (شکار اور ذبیحوں کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری، کھیت کی رکھوالی، حفاظت اور پہرے کے لئے رکھے ہوئے کتوں کے علاوہ باقیوں کو مار دینے کا حکم دیا بالخصوص کالے کتے کو، کیونکہ وہ دوسروں کی نسبت زیادہ موذی اور شریر ہوتا ہے اور فرمایا (مذکورہ مقاصد کے علاوہ جو کتا پالے) اس کے نیک اعمال کے ثواب میں ایک قیراط کی روزانہ (دوسری روایت میں دو قیراط) کی کمی ہوگی۔ (۴۲۸۵-۹۱)

☆ جو شخص جنگل میں سکونت اختیار کرے، وہ سخت (مزاج) ہو جائے گا اور جو شکار کے پیچھے ہی پڑا رہے (یعنی بلا ضرورت شکار کی دھن میں رہے) وہ (دین و دنیا کے دیگر کاموں سے) غافل ہو جائے گا اور بادشاہ کے ساتھ رہنے والا (اپنے دین پہ) آفت میں مبتلا ہو جائے گا۔ مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنِ اتَّبَعَ السُّلْطَانَ افْتُتِنَ (۴۳۱۴)

☆ ایک امت کو گوہ کی شکل میں مسخ کر دیا گیا۔ (اسی لیے حضور علیہ السلام نے گوہ کے گوشت سے کراہت فرمائی) (۴۳۲۶)

Marfat.com

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کا گوشت تناول فرمایا۔(۴۳۵۱)

☆ مچھلی کی آنکھ کے حلقے میں چار آدمی اتر گئے اور پندرہ دن تک تین سو افراد اس کا گوشت کھاتے رہے حالانکہ اس سے پہلے روزانہ تین اونٹ ذبح کرنے پڑتے تھے۔(۵۸-۴۳۵۷)

☆ ایک طبیب نے مینڈک کو دوائی میں استعمال کرنے کے متعلق سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔(۴۳۶۰)

☆ چیونٹیاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں۔فَاِنَّهُنَّ يُسَبِّحْنَ (۴۳۶۴)

كِتَابُ الضَّحَايَا (قربانیوں کا بیان)

☆ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں: قربانی کرنے والا عورتوں سے بھی الگ رہے اور خوشبو بھی نہ لگائے۔(۴۳۶۸)

☆ جس کے پاس قربانی کی وسعت نہیں ہے، وہ بال کٹوائے، ناخن اتروائے، مونچھیں کٹوائے، زیر ناف بال اتارے، یہی اس کی قربانی کی تکمیل ہے۔(۴۳۷۰)

میرا ہاتھ اور انگلیاں حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور انگلیوں کی طرح نہیں

رنگ نکہت کے نور کے جلوے — میرے پیارے حضور کے جلوے
اللہ اللہ سارے عالم کو — جگمگاتے ہیں نور کے جلوے
میری آنکھوں میں نقش رہتے ہیں — نقش پائے حضور کے جلوے
تاب جلوہ نہیں نگاہوں میں — دیکھتے کیا حضور کے جلوے
ان کے جلووں کو دیکھنے کے بعد — کون دیکھے گا ''طور'' کے جلوے
میں نے دیکھے ہیں اپنی آنکھوں سے — ہر قدم پر حضور کے جلوے
بند کرتا ہوں جس گھڑی آنکھیں — دیکھ لیتا ہوں دور کے جلوے
میری مسرور خشک آنکھوں میں — رنگ بھرتے ہیں نور کے جلوے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا ایک فرمان ہاتھ کے اشارے سے سمجھانا تھا تو فوراً فرمایا: وَيَدِيْ اَقْصَرُ مِنْ يَدِهٖ۔ اور میرا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے چھوٹا ہے۔(۴۳۷۴) یعنی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے ہاتھ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ جیسا قرار نہیں دے رہے بلکہ احتیاطاً کسی کے ذہن میں پیدا ہونے والے خیال کی بھی نفی کر رہے ہیں کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں حضور علیہ السلام کی طرح ہاتھ سے اشارہ کر رہا ہوں تو میرا ہاتھ حضور علیہ السلام کے ہاتھ جیسا ہو گیا ہوگا۔ وہ کیسے کلمہ گو ہیں جو اپنے آپ کو مکمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل قرار دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں یہی صحابی انگلیوں سے اشارہ کر کے فرماتے ہیں: وَاَصَابِعِيْ اَقْصَرُ مِنْ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ میری انگلیاں

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے بہت چھوٹی ہیں۔(۴۳۷۶) انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

☆ گائے کی قربانی میں سات افراد کی شرکت۔(۴۳۹۸)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے خصوصی اختیار سے) ایک صحابی کو بکرے کا چھ ماہ کا بچہ قربانی کرنے کی اجازت دی اور ساتھ فرمایا: وَلَنْ تُجْزِیَٔ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ۔ تیرے بعد کسی کے لئے جائز نہیں۔(۴۴۰۰)

سرور عالم سے کوئی خَلق میں برتر نہیں — خُلق میں اعلیٰ اور خَلق میں بہتر نہیں
ہے محبت شاہ دیں کی جس کے دل میں جاگزیں — اس کو روز حشر کا کچھ غم نہیں، کچھ ڈر نہیں
دولت عشق نبی سے دامن دل ہے بھرا — کیا ہوا دنیا کا میرے پاس مال و زر نہیں

اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری عطا کے بغیر — خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری رضا کے بغیر
کہو گدا سے نہ دستِ طلب دراز کرے — یہ در وہ ہے جہاں ملتا ہے التجا کے بغیر

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اشیاء کی حلت وحرمت کا اختیار عطا فرمایا ہے۔ اس پہ قرآن مجید کی کئی آیات گواہ ہیں۔ ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبئث (اعراف) وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنه فانتھوا (الحشر) ماحرم اللّٰہ ورسوله (توبه) وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللّٰہ ورسوله امرا...... (الاحزاب) فلا وربك لایومنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم (النساء) اسی طرح بے شمار احادیث بھی موجود ہیں۔ مثلاً سولہ احادیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف کو حرم قرار دیا۔ پچاسی احادیث سے احکام کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام کے سپرد کیا جانا معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ مکہ شریف کی گھاس کاٹنے کی ممانعت مگر اذخر کاٹنے کی اجازت۔ میں امت پہ مشقت نہ دیکھتا تو عشاء کی نماز کو موٴخر کرنے کا حکم دیتا۔ اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج کرنا فرض ہوجائے۔ حضرت ام عطیہ کو ایک جگہ نوحہ کی اجازت دی اور فرمایا: ولا رخصة فیھا لاحد بعدك۔ تیرے بعد کسی کو اجازت نہیں۔ اس موضوع کے لئے دیکھئے اعلیٰ حضرت کی کتاب الامن والعلیٰ۔ جس میں صحاح ستہ سے آپ کو احادیث کا ایک ذخیرہ ملے گا اور اس مسئلہ میں کوئی اخفاء وابہام باقی نہیں رہے گا۔

☆ ناخن اور ہڈی کے علاوہ کسی بھی تیز دھار چیز سے ذبح اضطراری ہوسکتا ہے۔(۴۴۰۸) اسی طرح عندالضرورت جبکہ حلق اور سینے میں ذبح کرنا ناممکن ہوجائے تو کسی جگہ میں کوئی چیز مار کر ذبح کیا جاسکتا ہے۔(۴۴۱۳)

☆ جو کسی جانور (مرغ، مینڈھے وغیرہ) کو نشانہ باندھ کر مارے، اس پہ لعنت فرمائی گئی۔(۴۴۴۶)

کِتَابُ الْبُیُوْعِ (خرید وفروخت کا بیان)

☆ اِنَّ اَوْلَادَکُمْ مِنْ اَطْیَبِ کَسْبِکُمْ فَکُلُوْا مِنْ کَسْبِ اَوْلَادِکُمْ (۴۴۵۵)

Marfat.com

تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے لہٰذا اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔

☆ لوگوں پہ ایسا وقت آئیگا کہ کوئی شخص اس کی پروا نہ کرے گا کہ مال کہاں سے آیا ہے' حلال کا ہے یا حرام کا (پیسہ ہو خواہ کیسا ہو) (۴۴۵۹) ہر شخص سود میں ملوث ہوگا جو سود کھائے گا نہیں اس پہ بھی سود کا گرد و غبار ضرور پڑے گا۔ (۴۴۶۰) یعنی سودی مقدموں میں گواہ یا وکیل بن جائے گا یا خود نہیں کھائے گا تو دوسروں کو کھلائے گا۔

☆ جھوٹ بولنے اور مال کا عیب چھپانے سے بندہ تجارت کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے یعنی بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہے۔ (۴۴۶۲) قسمیں کھا کر مال بیچنے سے بھی برکت اٹھ جاتی ہے۔ (۴۴۶۶) خرید و فروخت میں سچی قسم کھانے پر بھی صدقہ کا حکم دیا گیا۔ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ (۴۴۶۸)

حدیث شریف میں قاعدۂ کلیہ فقہیہ

اَنَّ الْخِرَاجَ بِالضَّمَانِ۔ مال کا نفع اس کا ہے جو ضامن ہو۔ (۴۴۹۵) انہی الفاظ کو فقہاء کرام نے قائدہ کلیہ قرار دے کر اس سے بہت سارے مسائل اخذ فرمائے ہیں۔

یاد رہے: یہاں خراج سے مراد کسی شئے سے حاصل ہونے والا منافع ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے: "خِرَاجُ الشَّیْءِ مَنَافِعُهُ اَلْخِرَاجُ كُلُّ مَا خَرَجَ مِنَ الشَّیْءِ فَخِرَاجُ الشَّجْرَةِ ثَمَرُهَا" (کسی شئے کا خراج اس کا منافع ہے) اور خراج سے مراد ہر وہ شئے ہے جو کسی شئے سے نکلے۔ پس درخت کا خراج اس کا پھل ہوتا ہے۔

مذکورہ معنی کے مطابق قاعدے کا مفہوم یہ ہوگا کہ منافع اور پھل محنت و مشقت کے مطابق ہوتا ہے۔ اس قاعدہ کی اصل اور بنیاد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ ایک آدمی نے کسی سے غلام خریدا کچھ وقت کے بعد وہ غلام کے ایسے عیب پر مطلع ہوا جو بائع کے پاس اس میں موجود تھا۔ اسی عیب کے سبب مشتری اور بائع کے مابین تنازع شروع ہو گیا۔ جب یہ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کی واپسی کا فیصلہ فرمایا تو بائع نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: حضور! اس نے میرے غلام سے خدمت بھی لی ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: "اَلْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ" (منافع ضمانت کے برابر ہے) جیسا کہ اولاد کی تعلیم و تربیت میں سب سے زیادہ محنت و مشقت اور اخراجات والدین برداشت کرتے ہیں اس لئے بعد میں اولاد کی سب سے زیادہ خدمت کے مستحق بھی والدین ہی ہیں تا کہ وہ پرسکون زندگی بسر کر سکیں۔ اس قانون کے ضمن میں چند فقہی مسائل ملاحظہ ہوں۔

فقہی مسائل

نمبر ۱: مشتری کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ خیار عیب کے سبب مبیع بائع کو واپس کر دے کیونکہ مشتری کامل قیمت ادا کرنے کے سبب اس کا مستحق ہوتا ہے کہ اسے کامل مبیع دی جائے اور اگر بائع نے کامل قیمت کے عوض عیب دار اور ناقص مبیع مشتری کے حوالے کی تو اسے اس کے عیب پر مطلع ہونے کے بعد اسے واپس لوٹانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

نمبر ۲: اگر کسی نے غیر مملوکہ بنجر زمین پر محنت کر کے اسے قابل کاشت بنا دیا تو اس سے حاصل ہونے والی پیداوار کا مستحق

Marfat.com

بھی وہی ہوگا بلکہ وہی اس کا مالک ہوگا کیونکہ اس کی محنت و مشقت اس کی متقاضی ہے کہ اس زمین کے منافع اسے ہی دیئے جائیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهٗ" (رواہ احمد والترمذی) (جس نے غیر آباد زمین آباد کی تو وہ اسی کی ملکیت ہوگی) آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد کے مطابق صاحبین (حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ) نے فرمایا: "يَمْلِكُهٗ مَنْ اَحْيَاهُ" (کنز الدقائق ص ۴۱۷) (جو زمین کو آباد کرے گا وہ اس کا مالک بن جائے گا)۔

نمبر ۳: عاملین زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی رقم سے دینا جائز ہے۔ عاملین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں امام وقت زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر کرتا ہے چونکہ وہ اپنے اپنے علاقہ سے مال زکوٰۃ اکٹھا کرنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اس لئے ان کی یہ محنت معاوضہ کا تقاضا بھی کرتی ہے کیونکہ مشقت کے ساتھ ساتھ منافع بھی ہوتا ہے مگر جو رقم وہ وصول کریں گے وہ زکوٰۃ شمار نہیں ہوگی بلکہ وہ ان کی محنت اور سعی کی اجرت ہوگی۔ جیسا کہ کنز الدقائق ص ۶۴ پر ہے: "فَيُعْطِيْهِ الْاِمَامُ وَاِنْ كَانَ غَنِيًّا لِاَنَّ مَا يَاْخُذُهٗ لَيْسَ زَكٰوةً وَّاِنَّمَا هُوَ بِمُقَابَلَةِ عَمَلِهٖ" امام وقت مال زکوٰۃ میں سے عامل کو دے گا اگرچہ وہ غنی ہو کیونکہ جو کچھ وہ وصول کرے گا وہ زکوٰۃ نہیں ہوگی بلکہ اس کے عمل اور محنت کا معاوضہ ہوگا۔

نمبر ۴: موجودہ دور میں سرکاری ملازمین اور پرائیویٹ اداروں میں کام کرنے والوں کی تنخواہیں بھی مذکورہ اصول کے زمرہ میں ہی آتی ہیں چونکہ سرکاری یا غیر سرکاری ملازمین اپنے آپ کو اپنے اپنے اداروں کے سپرد کر دیتے ہیں اور ہر ادارے کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنے مخصوص اوقات میں اپنے ملازمین سے پیشہ وارنہ مشقت لے سکتا ہے لہٰذا یہ مشقت اور ادارہ کی جانب سے عائد ہونے والے فرائض کی ادائیگی تقاضا کرتی ہے کہ ملازمین کو باقاعدہ اتنا معاوضہ دیا جائے جس سے وہ اپنی دیگر حاجات و ضروریات احسن انداز میں پوری کر سکیں تاکہ ان کی زندگی اطمینان بخش اور پرسکون بسر ہو سکے۔ (فقہ حنفی کے اساسی قواعد)

الغرض! جس شخص کے ذمے مال کا تاوان ہو یعنی تلف ہو جانے کی صورت میں اس شخص کا نقصان ہو تو وہی شخص اس کے نفع کا بھی مستحق ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے بیل خریدا اور اس سے کھیتی باڑی کی اس کے بعد اسے کوئی عیب اور نقص معلوم ہوا اور بیل بائع کو لوٹا دیا گیا تو کھیتی باڑی سے حاصل ہونے والی آمدنی کا پیسہ خریدار کا ہوگا کیونکہ مثلاً اگر بیل مر جائے تو مشتری کا نقصان ہوگا' بائع سے کچھ غرض نہ تھی اور نہ ہی اس سے کوئی پوچھتا۔

كِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْقَوَدِ وَالدِّيَاتِ (قسم' قصاص اور دیتوں کا بیان)

قسامت کا مطلب قسم ہے جبکہ اصطلاحی قسامت یہ ہے کہ مقتول کی قوم میں سے اس کے پچاس وارث قسم اٹھائیں کہ فلاں شخص نے اس کو قتل کیا ہے اور اگر پچاس سے کم ہوں تو انہی سے پچاس قسمیں لی جائیں یا پھر جن لوگوں پہ قتل کی تہمت لگی ہے وہ قسمیں اٹھائیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا۔

☆ دور جاہلیت میں رائج قسامت کے بارے میں طویل حدیث (۴۷۱۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسامت کو اسی حال پہ باقی رکھا جیسے دور جاہلیت میں تھی۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَرَّ الْقَسَامَةَ عَلٰی مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِی الْجَاهِلِيَّةِ (۴۷۱۱) قسامت میں مقتول کے ورثاء کو پہلے قسم کا موقع دیا جائے گا اگر وہ قسم اٹھائیں تو جن پہ قتل کا گمان ہے وہ دیت ادا کریں گے اور اگر قسم نہ کھائیں تو جن پہ قتل کا گمان ہے وہ قسم اٹھائیں گے اور بری ہو جائیں گے ورنہ دیت ادا کریں گے۔

☆ تین صورتوں کے سوا مسلمان کا قتل حرام ہے۔ (۱) قتل کے بدلے میں قتل (۲) شادی شدہ بدکار کو (سنگسار کیا جائے گا) (۳) مرتد (جو اسلام سے پھر جائے، پہلے اس کو سمجھائیں گے نہ مانے گا تو قتل کر دیں گے) (۴۷۲۵)

☆ حضور علیہ السلام کے ایک جملہ نے اتنا اثر کیا کہ قتل کی اجازت کے باوجود بھائی کے قاتل کو معاف کر دیا گیا۔ (۴۷۳۱)

☆ ذمی کو ناحق قتل کرنے والے پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔ (۴۷۵۳)

حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔ (۴۷۵۴)

اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے لئے حضور علیہ السلام کی غیرت

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے دور جاہلیت میں کسی کے باپ دادا کو برا کہا تو سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے بُرا جانتے ہوئے اسے تھپڑ مارا۔ اس کے قبیلہ کے لوگ آ کر کہنے لگے کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اسی طرح طمانچہ ماریں گے جیسے انہوں نے طمانچہ مارا اور ہتھیار لگا لئے، اس بات کی اطلاع حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ زمین پر رہنے والوں میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت کس کی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حضور آپ کی عزت اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو عباس میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔ ہمارے فوت شدہ باپ دادا کو برا نہ کہو کہ اس سے ہمارے زندوں کو تکلیف پہنچے۔ یہ سن کر وہ قوم حاضر خدمت ہوئی اور عرض کرنے لگی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ تعالیٰ سے آپ کی ناراضگی اور بے ادبی کی پناہ مانگتے ہیں آپ ہمارے لئے بخشش کی دعا فرمائیے۔ (۴۷۷۹)

☆ جو شخص طب نہ جانتا ہو اور علاج کرنا شروع کر دے (نیم حکیم یا عطائی ڈاکٹر) وہ نقصان کا ضامن ہوگا (اس کی دوائی سے کوئی مریض مر جائے تو اس کو دیت ادا کرنا ہوگی) (۴۸۳۴)

☆ باپ کی جگہ بیٹا نہیں پکڑا جائے گا اور اگر بیٹا قصور کرے تو باپ ذمہ دار نہ ہوگا۔ (۴۸۳۶) اسی طرح کوئی بھی غیر مجرم کسی مجرم کے بدلے نہ پکڑا جائے گا۔ (۴۸۳۷)

كِتَابُ قَطْعِ السَّارِق (چور کا ہاتھ کاٹنے کا بیان)

چوری اگرچہ گناہ کبیرہ ہے مگر اس سے بندہ کافر نہیں ہوتا بشرطیکہ اس کو جائز نہ سمجھے اور جن احادیث میں یہ ہے کہ شراب پینے سے، بدکاری کرنے سے اور چوری کرنے سے بندے کا ایمان اس کے ساتھ نہیں رہتا۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کامل مومن نہیں رہتا۔ پھر یہ کہ کتنی چوری پہ ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے۔ یہ تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

☆ ملزم اگر مشکوک ہو لیکن اس کا جرم قانوناً ثابت نہ ہو تو چند دنوں تک اسے قید میں رکھا جاسکتا ہے تاکہ جرم ثابت ہو جائے۔ اگر جرم ثابت ہو جائے تو اس کو سزا دی جائے ورنہ آزاد کردیا جائے۔ مار مار کر اقرار کروانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

ملزم کو مار کر جرم تسلیم کرانا منع ہے

جناب حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بعض کلاعی لوگ آئے اور انہوں نے عرض کیا: بعض جولاہوں نے ہمارا سامان چوری کرلیا ہے۔ حضرت نعمان نے ان جولاہوں کو چھوڑ دیا نہ تو ان کا امتحان لیا اور نہ مارا۔ نعمان نے پوچھا: آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں انہیں ماروں؟ لیکن اگر تمہارا سامان ان کے پاس سے نکلا تو بہتر ورنہ میں اسی قدر تمہاری پیٹھ پر ماروں گا۔ انہوں نے پوچھا: کیا یہ تمہارا حکم ہے؟ نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اللہ رب العزت کا حکم ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ (۴۸۷۸)

اگلی حدیث میں ہے کہ شک کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو قید کیا پھر چھوڑ دیا۔ (۸۰-۴۸۷۹)

☆ چور نے سزا کے بعد توبہ کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ (۴۸۸۱)

كِتَابُ الْإِيْمَانِ وَشَرَائِعِهٖ (ایمان اور اس کے ارکان کا بیان)

امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے لیکن شرعی احکام کے نفاذ کے لئے زبانی اقرار بھی ضروری ہے۔ ایمان میں کمی زیادتی نہیں ہوتی۔ جن احادیث میں کمی زیادتی کا ذکر ہے اس سے قوت وضعف مراد ہے ورنہ تو آدھا، پونا ڈیوڑھا ایماندار بھی ہونا چاہیے حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ ایمان کا درجہ چونکہ اعمال سے زیادہ ہے اس لیے اعمال کے بعد ایمان کا ذکر کیا گیا تاکہ افضل پہ کتاب کو مکمل کیا جائے۔ کوئی نیکی اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ ایمان نہ ہو۔ کافر اور غیر مسلم اگر کوئی نیک کام کرتے ہیں تو انہیں اس کا بدلہ دنیا میں مل جاتا ہے مگر آخرت میں نہیں ملے گا بلکہ اگر کوئی صاحب ایمان بھی کوئی نیک کام اللہ اور یوم آخرت کے تصور کے بغیر کرے تو ثواب نہیں ملے گا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

یعنی اعمال کا ثواب اسی وقت ملے گا جب انسان بہ نیت ثواب اس کام کو کرے گا۔ مثلاً ایک شخص صرف دکھاوے کے لئے نماز پڑھتا ہے اور دوسرا شخص اپنے معبود اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے عبادت کرتا ہے دونوں نماز ایک ہی طرح کی پڑھیں گے۔ ثناء، حمد، قرأت، تسبیح، تحمید وغیرہ سب یکساں ہوں گے۔ اسی طرح قیام، رکوع وسجود بھی ویسا ہی ہوگا لیکن پہلے نمازی کے لئے قرآن مجید میں ہلاکت ہے اور دوسرے کے لئے کامیابی اور کامرانی کا اعلان ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ پہلا شخص نماز ایمانی تقاضے سے نہیں پڑھ رہا ہے اور دوسرا ایمانی تقاضے کے مطابق پڑھ رہا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم جو کام بھی کریں ایمانی تقاضوں کے مطابق کریں اور اس میں ثواب کا تصور رکھیں۔ اسی چیز کو حدیث شریف میں "ایمان واحتساب" کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

ایمان کے اصل معنی کسی کے اعتبار واعتماد پر کسی بات کو سچ ماننے کے ہیں۔ کمافی القرآن:

وما انت بمؤمن لنا ولو کنا صادقین (سورۂ یوسف ع ۲)

اصطلاحی ایمان

اصطلاح شرع میں ایمان یہ ہے کہ جو کچھ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لائیں اس کی تصدیق کرنا اور اس کو حق جان کر قبول کرنا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قسم کی کسی بات کو نہ ماننا ہی اس کی تکذیب ہے جو انسان کو کافر کر دیتی ہے۔ لہٰذا مومن ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کل ماجاء به الرسول من عند الله کی تصدیق۔

یعنی ان تمام چیزوں کی تصدیق جو اللہ کے پیغمبر اللہ کی طرف سے لائے لیکن ان سب چیزوں کو پوری تفصیل جاننی ضروری نہیں۔ یعنی ایمانیات سے متعلق حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر تشریح خود فرمادی ہے اس کو اسی تشریح کے ساتھ ضروری ہے اور ایمان کی جن جن باتوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجمل رکھا ہے ان کو اسی اجمال کے ساتھ ماننا کافی ہے۔ غرضیکہ جن امور کا ثبوت حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ایسے قطعی و بدیہی طریقہ سے ہو جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو دین کی ایسی باتوں کو اصطلاح شرع میں ضروریات دین کہتے ہیں۔ ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے گا تو مومن نہیں ہے۔ مختصراً ایمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کا دوسرا نام ہے ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آپ سے قطعی اور ضروری طور پر ہوا ہے۔ جو بات حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام سے تواتر کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے اس کا ثبوت قطعی ہے۔ جیسے قرآن، نمازوں کی تعداد، رکعات کی تعداد، رکوع وسجدہ کی کیفیات، اذان، زکوٰۃ، حج، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر نبوت کا ختم ہونا بایں معنی کہ آپ آخری نبی ہیں اور ضروری کے معنی یہ ہیں کہ اس بات کی شہرت مسلمانوں میں اس درجہ کی ہو کہ عوام تک اس سے واقف ہوں جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی ہونا، جنت، دوزخ، نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ۔

تین صفات سے ایمان کی حلاوت نصیب ہو جاتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں تین صفات ہوں گی وہ ایمان سے کما حقہ لطف اندوز ہوگا۔

(۱) وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کرنے والا ہو۔

(۲) وہ (نیک) لوگوں سے اللہ کے لئے دوستی رکھے اور (برے لوگوں سے) اللہ کے لئے دشمنی رکھے۔

(۳) آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن کیا جائے تو وہ اس میں گرنا قبول کرلے لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ (۴۹۹۰)

تینوں صفات کا مقصد دراصل ایک ہی ہے کہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہوگی تو بندہ باقی صفات بھی اپنالے گا بلکہ پورے دین پہ عمل پیرا ہو جائے گا اور منہیات سے بیزار ہو جائے گا۔

Marfat.com

اہل ایمان لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے

سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تمہارے کسی ایک شخص کا دنیا میں کسی کے لئے جھگڑا اس سے زیادہ نہیں ہے جو مسلمان اپنے پروردگار سے اپنے ان بھائیوں کے لئے کریں گے جو جہنم میں جائیں گے۔ یہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمارے بھائیوں کو جو ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے' حج کرتے تھے' انہیں دوزخ میں ڈال دیا۔ اللہ رب العزت فرمائے گا: اچھا جا کر جنہیں تم پہچانتے ہوانہیں دوزخ سے نکالو۔ وہ جہنم میں ان کے پاس جائیں گے اور ان کی شکلیں دیکھ کر ان کو پہچان لیں گے ان میں سے بعض کو تو آگ نے پنڈلیوں کے نصف تک پکڑا ہوگا اور بعض کو ٹخنوں تک پھر وہ انہیں نکالیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں جن کے نکالنے کا حکم فرمایا ہم نے انہیں نکالا پھر اللہ رب العزت فرمائے گا انہیں بھی نکالو جن کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان ہو۔ پھر فرمائے گا انہیں بھی نکالو جن کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہو حتیٰ کہ فرمائے گا انہیں بھی نکالو جن کے دل میں رتی برابر ایمان ہو۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب جس شخص کا یقین نہ ہو تو وہ یہ آیت پڑھے: ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ آخر تک اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرک کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔ (۵۰۱۳)

كِتَابُ الزِّيْنَةِ (آرائش وزیبائش کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام نے ارفاۃ (روزانہ کنگھی کرنے) سے منع فرمایا۔ (۵۰۶۱) یہ اگرچہ ممانعت تنزیہی ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمان کو یہ کام ہرگز زیب نہیں دیتا کہ عورتوں کی طرح بناؤ سنگھار میں مصروف رہے بلکہ جو ضروری کام ہیں' انہیں سرانجام دیا کرے۔

کنگھی یا اس قسم کی دوسری آرائش وزیبائش کی باتیں جن کی وجہ سے انسان عیش وعشرت کا عادی ہو جائے۔ جو شخص دن رات عیش وعشرت میں پڑ جاتا ہے وہ سست اور کاہل ہو جاتا ہے اس سے دین ودنیا کے کام نہیں ہوتے لہٰذا ہر مسلمان کو محنت' جہد مسلسل اور جفاکشی کی عادت ڈالنی چاہیے۔ زمانہ یکساں نہیں رہتا جو قوم زیادہ عیش میں پڑ جاتی ہے وہ آہستہ آہستہ خراب و برباد ہو جاتی ہے اور محنتی اور جفاکش قوم اسے مغلوب کر لیتی ہے اسی لیے محنت میں عظمت ہے اور محنتی قوم کے افراد ہاتھ' پاؤں' جسمانی محنت اور کام سے عقلی کاموں میں بے پناہ ترقی کرتے ہیں اور عیش وعشرت کے دلدادہ ہاتھ پاؤں سے کام نہ کرنے والے ناکام اور برباد ہوتے ہیں۔

☆ یہود ونصاریٰ خضاب نہیں لگاتے' تم ان کی مخالفت کرو (یعنی بالوں کو رنگا کرو مگر کالے سیاہ کرنے سے منع فرمایا) (۷۹-۵۰۷۵)

☆ حضرت عائشہ نے فرمایا: میں مہندی کو ناپسند کرتی ہوں (کہ ہاتھوں پہ لگاؤں) کیونکہ حضور علیہ السلام کو اس کی بو ناپسند تھی۔ (۵۰۹۳)

☆ انگوٹھی میں چاندی چار ماشے سے کم ہو۔ لَاتُتِمَّهٗ مِثْقَالًا۔ (۵۱۹۸)

☆ انگوٹھی میں عربی عبارت لکھوانے (کندہ کروانے) سے منع کیا گیا۔ (۵۲۱۲)

Marfat.com

نعمت کا اظہار کیا جائے' یہی حکم خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

حضرت ابوالاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بوسیدہ کپڑے پہن کر حاضر ہوئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا: اَلَكَ مَالٌ - کیا تیرے پاس مال ہے؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: فَاِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ مَالاً فَلْيُرَ اَثَرُهٗ عَلَيْكَ - پس جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال سے نوازا ہے تو اس کا اثر تم پہ ظاہر ہونا چاہیے (یعنی اچھے کپڑے پہننے چاہئیں) (۵۲۲۵-۲۶) یہی حکم خدا بھی ہے: واما بنعمة ربك فحدث - اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو - عیسائیت نے چرچ اور سٹیٹ کو الگ الگ کر دیا ہے جبکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ پہلے فی الدنیا حسنة اور پھر وفی الاخرة حسنة - اسلام میں دین و دنیا کا ملاپ ہے - لارهبانية فی الاسلام -

☆ حضور علیہ السلام کے بال مبارک کندھوں کے قریب تھے - (۵۲۳۵) نصف کانوں تک تھے - (۵۲۳۶) کندھوں کو چھوتے تھے - (۵۲۳۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی کڑھائی والا جبّہ زیب تن فرمایا

جناب حضرت واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں جناب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے - میں نے آپ کو سلام عرض کیا تو انہوں نے دریافت کیا: آپ کون ہیں؟ میں نے کہا: میں عمرو کا بیٹا واقد ہوں اور حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ جو بہت بڑے صحابی تھے' کا پوتا ہوں - حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تو بہت بڑے عظیم اور طویل القامت شخص تھے - یہ فرمانے کے بعد وہ بہت زیادہ روئے - بعد ازاں فرمایا: سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیدر بادشاہ کے پاس ایک لشکر بھیجا جو رومہ کا سردار تھا' اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ریشم اور سونے کا بنا ہوا ایک جبّہ بھیجا' سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہنا' بعد ازاں آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ پھر بیٹھ گئے اور بات تک نہ فرمائی اور پھر منبر سے نیچے تشریف لائے - لوگ اس جبّے کو اپنے ہاتھوں سے چھونے لگے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اسے دیکھ کر حیران ہوتے ہو؟ جنت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بہتر اور افضل ہیں - (۵۳۰۴)

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس حسین تر لباس میں کتنے حسین ترین لگتے ہوں گے -

مصطفیٰ کی نوری صورت کو سلام — مصطفیٰ کی نوری سیرت کو سلام
اے حبیب کبریا شاہِ جہاں — آپ کی ختم رسالت کو سلام
جس قدر ہیں انبیاء و اولیاء — ان کی عظمت اور نبوت کو سلام

ضروری وضاحت

(۱) سیدنا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بہت بڑے جلیل القدر صحابی تھے' نیز آپ قبیلہ اوس کے سردار تھے - آپ کو جنگ احد میں ایک تیر لگا جس سے آپ شہید ہو گئے -

Marfat.com

(۲) دومہ مدینہ منورہ سے تیرہ منزلوں کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔
(۳) لوگ اس جبّے کو چھونے لگے اور اس طرح اس کی چمک دمک سے حیران ہونے لگے۔
(۴) سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال جنت میں ان جبّے سے کہیں زیادہ بہترین ہیں تو دوسرے لباس اور کپڑوں کا کیا حال ہوگا؟ تاہم یہ حدیث مبارکہ اگلی حدیث پاک سے منسوخ ہے۔

☆ حضور علیہ السلام نے دو سبز چادریں زیب تن فرمائیں۔(۵۳۲۱)

☆ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ اگر تصویر کپڑے پہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔(۵۳۵۲)

حالانکہ حضور علیہ السلام نے تصویر والے کپڑے کو دیکھا تو چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا' کپڑے کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا: اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الَّذِیْنَ یُشَبِّهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ بے شک قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں یعنی اللہ کی مخلوق کی تصاویر بناتے ہیں۔(ظاہر ہے کپڑے پر بُت وغیرہ تو نہیں بنے ہوئے تھے)(۵۳۵۹)

مسک سے بہتر پسینہ

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھال پر آرام فرما ہوئے' جب آپ کو پسینہ آیا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اٹھیں اور آپ کے پسینہ کو جمع کر کے ایک شیشی میں بھرا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا: ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کا پسینہ اپنی خوشبو میں ملاؤں گا۔ یہ سن کر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔(۵۳۷۳)

آپ سلطان مدینہ — نور سے معمور سینہ
مسک سے بہتر پسینہ — یا شہنشاہ مدینہ
یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

دولت کے آنے پہ آنسو بہانا

جناب حضرت سمرہ بن سہم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں حضرت ابوہاشم بن عتبہ کے پاس حاضر خدمت ہوا اور آپ بیماری میں مبتلا تھے' اسی دوران حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھنے کے لئے آئے' حضرت ابوہاشم رونے لگے! تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ روتے کیوں ہیں؟ کوئی تکلیف ہے یا دنیا کے لئے روتے ہو؟ وہ تو تمہاری بہت اچھی گزری۔ آپ نے جواب دیا: ایسی تو کوئی بات نہیں' سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک نصیحت فرمائی تھی۔ میں اس کی پیروی کرنا چاہتا ہوں' حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مال غنیمت کو لوگوں کے درمیان تقسیم ہوتے دیکھو تو تمہیں خدمت اور ضرورت کے لئے ایک خادم اور ایک سواری فی سبیل اللہ کافی ہے مگر جب مجھے مال ملا

Marfat.com

ور میں نے اسے جمع کیا۔

(یعنی میں نے ضرورت سے زیادہ مال اکٹھا کیا' اس لئے روتا ہوں۔ ایک حدیث شریف کے مطابق دنیا اس قدر کافی ہے کہ سکونت کے لئے ایک مکان ہو' خدمت کے لئے خادم ہو اور ضرورت کے لئے ایک سواری ہو تا کہ خدا کی راہ میں جہاد کیا جا سکے' تاہم! جب مجھے مال و دولت ملا تو میں نے اسے جمع کیا) (۵۳۷۴)

دنیا کی محبت کو جو رخصت نہ کریں گے
ہم پر وہ کبھی چشم عنایت نہ کریں گے
اللہ کا یہ دین ہے اللہ کی امانت
جو لوگ امیں ہیں وہ خیانت نہ کریں گے

کِتَابُ آدَابِ الْقُضَاةِ (قاضیوں کے آداب کا بیان)

☆ عدل و انصاف کرنے والے (حاکم) اللہ تعالیٰ کے ہاں نور کے منبروں پہ خدا کی دائیں جانب ہوں گے۔ (۵۳۸۱)

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس روز سات شخصوں کو اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ ایک تو امام عادل اور دوسرا وہ نوجوان جو اللہ رب العزت کی عبادت میں بڑھتا چلا جائے۔ تیسرا وہ شخص جس نے علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں میں سے آنسو چھلک پڑے۔ چوتھا وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے۔ پانچویں وہ دو (۲) شخص جو محض اللہ کے لئے آپس میں دوست ہیں۔ چھٹا وہ شخص جسے صاحب جمال اور رتبے والی عورت بلائے اور وہ خدا سے ڈر کر اس سے باز رہے۔ ساتواں وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ایسے چھپا کر دیا کہ بائیں ہاتھ کو علم نہ ہوا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔ (۵۳۸۲)

نور کے منبروں پہ بیٹھنے والے سات اشخاص

مندرجہ بالا حدیث میں جن سات اشخاص کا ذکر ہوا اس بارے میں ایک وضاحت بھی ذہن میں رہے۔

(۱) وہ شخص جس کی آنکھوں میں سے آنسو چھلک پڑے' خدا کو یاد کر کے یا اپنے گناہوں کو یا اللہ کے خوف سے۔

(۲) وہ شخص جس کا دل مسجد کی طرف لگا ہوا ہے کہ کب اور کس وقت نماز کا وقت ہوتا ہے اور میں جا کر نماز پڑھوں۔ حضور انور کا ایک اور ارشاد گرامی ہے: مسلمان مسجد میں اس طرح ہے جیسے مچھلی پانی میں اور منافق مسجد میں اس طرح ہے جیسے پرندہ پنجرے میں قید ہو۔

(۳) دو (۲) شخص جو اللہ کے لئے دوست ہیں یعنی ان میں کوئی دنیوی لالچ' خواہش اور غرض نہیں۔

(۴) چھٹا وہ شخص جس کو رتبے والی عورت اپنے ساتھ برابر کرنے کو بلائے اور وہ بدنامی یا عزت و جان کی بجائے صرف اللہ کے خوف سے باز رہے۔

(۵) بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا یعنی کسی شخص کو خدا کے سوا فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی خبر اور اطلاع نہ ملی۔ حدیث شریف میں مندرجہ امور کو اس وقت تک نہیں بجا لایا جا سکتا جب تک دل میں پکا اور سچا اعتماد اور ایمان نہ ہو۔ حدیث

Marfat.com

اسے معلوم ہوا: جو شخص خدا کو نہ مانے اس سے عدل وانصاف بھی نہیں ہو سکتا جب کبھی موقع ملا وہ چوری' خیانت اور رشوت وظلم و ستم سے بے جا زیادتی کرے گا اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ راس الحکمۃ مخافۃ اللہ یعنی دانائی کا سرچشمہ اللہ کا خوف ہے یا خداترسی سب نیکیوں کی اصل اور جڑ ہے اور اسی لیے بے دین سے کبھی بھی بھلائی کی توقع نہیں رکھنی چاہیے نیز یہ کہ بدعقیدہ اور گمراہ لوگ قابل اعتماد نہیں ہوتے۔

کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمنِ دل کو ۔۔۔ کہ خورشیدِ قیامت بھی ہو ترے خوشہ چینوں میں

درست فیصلہ کرنے والے کو دوہرا ثواب

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی منصف سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے اور پھر وہ فیصلہ درست ہو تو اس کو دگنا ثواب ہے' اور جو شخص غور وفکر کرے لیکن وہ ٹھیک نہ فیصلہ کر سکے تو اسے اکہرا ثواب ہے۔ (۵۳۸۳)

یہ اس لئے ہے کہ اس شخص نے اپنا فرض ادا کیا اور ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ جس چیز کو صداقت اور سچائی سے درست اور ٹھیک سمجھے' اسے اختیار کرے۔ اگر اس کی سمجھ میں کوئی غلطی ہوئی تو اس پر کوئی گناہ نہیں باز پرس اس شخص سے ہوگی جو ایک بات کو اپنی قوت ایمانی سے غلط سمجھے' پھر دنیاداری کے خیال یا مال وغیرہ کے لالچ اور منصب وعہدہ وغیرہ کے لئے اس میں تامل کرے۔ ایسے شخص کی زندگی قابل افسوس ہے جو چند روزہ زندگی کیلئے اپنی حقیقی اور دائمی خوشی اور فرحت بھول جائے اور دنیا کی گھڑی بھر کے لطف اور مزے کے لئے اپنی زندگی کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تلخ بنالے۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میں حق کو ناحق اور ناحق کو حق کہہ کر دنیا اور دولت کی ہمیشہ ہمیشہ کی خوشی میں رہوں گا وہ کوتاہ اندیش اور بے وقوف ہے۔ خوشی درحقیقت وہ ہے جو ہمیشہ قائم رہے اور وہ خوشی اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک انسان اپنی قوت ایمانی سے حق کو حق نہ کہے اور غلط کو غلط نہ کہے۔ اب جو خوشی دل میں پیدا ہوتی ہے کہ میں نے اچھا کام کیا میرا خدا مجھ سے خوش ہے۔ یہی حقیقی اور اصلی خوشی ہے جو نہ کبھی مٹتی ہے اور نہ ہی کم ہوتی ہے۔

یونہی پتھر نہیں ہوتا کسی قطرے کا مزاج ۔۔۔ وہی جانے ہے کیا سیپ کے اندر گذری

☆ قرآن وسنت میں اگر کسی بات کا حکم نہ ملے تو نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ (حضرت ابن مسعود' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) (۵۴۰۰-۵۳۹۹)

کِتَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ (اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا باب)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان احترام کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی سواری پہ سوار نہ ہوتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام نے پوچھا: اے عقبہ سوار کیوں نہیں ہوتے ہو؟ تو عرض کیا: اَنْ اَرْكَبَ مَرْكَبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بھلا میں حضور کی سواری پہ کس طرح سوار ہو جاؤں۔ (۵۴۳۹)

حضور کی سواری کا اتنا احترام کرنے والے خود حضور علیہ السلام کا کس قدر احترام کرتے ہوں گے

Marfat.com

نرالے رنگ رکھتا ہے
نبی کے در کا رستہ ہے
لکھو جب نعت لگتا ہے
ہمارا گھر مہکتا ہے
ثنائے سرورِ عالم
عجب جھونکا ہوا کا ہے
ستارہ بھی سرِ مژگاں
مقدر سے چمکتا ہے
نہ پوچھو جو کرم مجھ پر
محمد مصطفیٰ کا ہے
بلانے والے ہیں آقا
مجھے تو ایسا لگتا ہے
مجھے بھی ناز ہے اس پر
مدینہ میں نے دیکھا ہے
یہ جتنے بھی اجالے ہیں
کرم اس نقش پا کا ہے
مری مسرور یہ قسمت
کہ میرے سر پہ سایہ ہے

کن کن چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے

کتاب الاستعاذہ میں مندرجہ ذیل چیزوں سے پناہ مانگنے کے ابواب کا ذکر بھی ہے۔ اس دل سے جس میں خوف خدا نہ ہو سینے کے فتنے سے کان اور آنکھ کے فتنے سے نامردی اور بزدلی سے بخل سے رنج سے غم سے جرمانے اور گناہ سے سستی سے عجز ذلت سے غربت سے قبر کے فتنے سے سیر نہ ہونے والے نفس سے بھوک سے خیانت سے دشمنی نفاق اور برے اخلاق سے قرض سے امارت کے فتنے سے دنیا کے فتنے سے ذکر کی برائی سے کفر کی برائی سے گمراہی سے دشمن کے غلبے اور اس کی ملامت سے بڑھاپے سے بری قضا سے بدبختی اور جنون سے جنوں کی نظر سے فخر وغرور کی برائی سے بری عمر سے نفع کے بعد نقصان سے مظلوم کی بددعا سے سفر سے واپسی پر اللہ کی پناہ طلب کرنا برے پڑوسی سے لوگوں کے بلوے سے فتنۂ دجال سے عذاب جہنم سے انسانی شیطان سے زندگی کے فتنے سے موت کے فتنے سے جو کام ابھی نہیں کیا اس کی برائی سے زمین میں دھنس جانے سے گر پڑنے سے مکان کے نیچے دب جانے سے خدا کے غضب سے قیامت کے دن جگہ کی تنگی سے وہ دعا جو قبول نہ ہو اس سے۔

كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ (شراب اور دیگر پی جانیوالی چیزوں کا بیان)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعا پہ شراب کے متعلق واضح حکم (سورۃ مائدہ کی آیت میں) نازل ہوا۔ (۵۵۴۲)

☆ شراب کی حرمت کا حکم سن کر اہل اسلام نے شراب کے برتن الٹا دیئے۔ (۵۵۴۳)

اس کتاب میں کئی اشیاء کو ملا کر نبیذ (ایسا پانی بنانا کہ جس میں جوش اور تیزی آ جائے اور اس میں نشہ پیدا ہو جائے) سے منع فرمایا گیا مثلاً گدر اور خشک کھجور کی نبیذ (خلیطین) سے پکی اور کچی کھجور، کچی اور تر کھجور، پکی اور گدر کھجور، گدر اور تر کھجور، گدر اور خشک کھجور، کھجور اور انگور، تر کھجور اور انگور، گدر کھجور اور انگور کی نبیذ سے منع کیا گیا اور اس کی وجہ بھی بیان فرما دی گئی۔ وَهِيَ لِيَقْوٰى اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِه کہ ایک سے دوسری شئی میں طاقت آ جاتی ہے یعنی نشہ۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ احتیاط کے پیش نظر اس کھجور کو ایک طرف سے کاٹ دیتے تھے جو آدھی کچی اور آدھی پکی ہوتی تھی۔ (۶۷-۵۵۶۶)

Marfat.com

☆ صرف انگور یا صرف کھجور بگو کر نبیذ بنانے کی اجازت ہے۔ (جبکہ اس میں نشہ نہ آئے) (۴۳-۴۷-۵۵۷۲)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو وما اتکم الرسول فخذوہ...... اور وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا...... کی روشنی میں دیکھا کرتے تھے۔ (۴۷-۵۶۴۶)

☆ پہلے تین چیزوں سے منع فرمایا گیا۔ پھر اجازت دے دی۔ (۱) زیارت قبور سے (۲) قربانی کا گوشت تین دن سے زائد رکھنا (۳) نبیذ بنانے سے۔ (۵۶۵۴)

☆ کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر شراب پییں گے۔ غیبی خبر (۵۶۶۱)

☆ شرابی کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۵۶۶۷)

شراب تمام برائیوں کی جڑ (ام الخبائث) ہے

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شراب سے بچو کیونکہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ پہلے زمانے میں ایک عابد شخص تھا' اسے ایک بدکارہ عورت نے اپنے دام فریب میں گرفتار کرنا چاہا اور ایک لونڈی کو اس شخص کے پاس اس بہانہ سے بھیجا کہ میں تجھے گواہی دینے کے لئے بلا رہی ہوں (گواہی دینے جانا ضروری ہے) وہ شخص اس لونڈی کے ساتھ چلا آیا۔ اس لونڈی نے جب مکان کے ہر دروازے کو بند کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ ایک عورت کے پاس پہنچا جو نہایت حسین وجمیل تھی اور اس عورت کے پاس ایک لڑکا تھا اور شراب کا ایک برتن تھا اس عورت نے کہا: خدا کی قسم! میں نے تجھ کو گواہی کے لئے نہیں بلایا بلکہ اس لئے بلایا ہے تاکہ تو مجھ سے صحبت کرلے یا اس شراب میں سے ایک گلاس پئے یا اس لڑکے کو قتل کر ڈالے۔ وہ شخص بولا: مجھے اس شراب کا ایک گلاس پلا دو! اس عورت نے ایک گلاس اسے پلا دیا' جب اسے لطف آیا تو وہ بولا اور دو۔ اور وہ پھر وہاں سے نہ ہٹا جب تک کہ اس عورت سے صحبت نہ کرلی اور اس لڑکے کا ناحق خون نہیں کیا۔ تو تم شراب سے بچو کیونکہ اللہ کی قسم شراب اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ ایک دوسرے کو نکال دیتا ہے۔ (۵۶۶۹)

یعنی اگر ایمان غالب ہوا تو شراب چھوٹ جائے گی اور اگر شراب نہ چھوٹی تو ایمان ندارد (معاذ اللہ)

صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت ایمانی

؎ پتھر مجھے کہتا ہے میرا چاہنے والا میں موم ہوں اس نے مجھے چھو کر نہیں دیکھا

سیدنا حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت سعد کے باغ میں انگور کی بہت زیادہ بیلیں اور انگور تھے اور آپ کی جانب سے باغ میں ایک شخص داروغہ مقرر تھا۔ ایک دفعہ جب انگور بہت زیادہ ہو گئے تو داروغے نے حضرت سعد کو لکھا: مجھے انگوروں کے تلف ہونے کا خدشہ ہے' اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کا شیرہ نکال لوں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا: جب ہی تمہیں میرا یہ خط پہنچے تو باغ چھوڑ دو' خدا کی قسم! آج کے بعد میں تمہاری کسی بات کا یقین نہیں کروں گا۔ پھر آپ نے اس کو باغ کی ملازمت سے معزول کر دیا۔ (۵۷۱۶)

یہ اس لئے تھا کہ لوگ عبرت حاصل کریں نیز شیرہ نکالنا شراب تیار کرنے کا ذریعہ ہے۔

Marfat.com

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا تقویٰ

مجھ سے مت پوچھ تیرے عشق میں کیا رکھا ہے　　میں نے اس درد میں دنیا کو بھلا رکھا ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے انواع و اقسام کے مشروب ایجاد کر رکھے ہیں لیکن میں نے بیس یا چالیس برس سے پانی اور ستو کے سوا کچھ نہیں پیا اور انہوں نے نبیذ کا ذکر بھی نہ فرمایا (۵۷۵۸) حالانکہ نبیذ جس میں تیزی نہ آئی ہو اور نشہ کا خدشہ نہ ہو وہ شربت کی طرح شیریں اور لذیذ ہونے کے ساتھ حلال بھی ہے اور اس کے پینے میں کوئی حرج بھی نہیں لیکن یہ آپ کا تقویٰ تھا کہ آپ اس سے بھی بچا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت شبرمہ فرماتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل کوفہ نبیذ کے متعلق آزمائش میں مبتلا ہو گئے جس میں چھوٹا بڑا ہوتا ہے اور بڑا ضعیف العمر ہوتا ہے یعنی سب لوگ اس فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت شبرمہ کہتے ہیں: جب کوئی شادی ہوتی تو حضرت طلحہ اور زبید رضی اللہ عنہما لوگوں کو دودھ اور شہد پلایا کرتے تھے۔ کسی نے حضرت طلحہ سے پوچھا: آپ لوگوں کو نبیذ کیوں نہیں پلاتے؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بات ناگوار گزرتی ہے کہ میری وجہ سے کسی مسلمان کو نشہ آئے۔ (۵۷۶۰) حضرت جریر فرماتے ہیں: حضرت شبرمہ (اسی وجہ سے) صرف پانی اور دودھ ہی پیا کرتے تھے۔ (۵۷۶۱)

ان حضرات کے دل میں ایک ہی آرزو ہوتی تھی کہ کہیں سرکار کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو جائے تا کہ ہمارا دل جلوہ گاہِ یار رہے

مجھ کو بھی ہے حضور: خزانے کی آرزو　　دل کو دیارِ شوق بنانے کی آرزو
نعت نبی کے پھول کھلانے کی آرزو　　اللہ رے: یہ موج میں آنے کی آرزو
نامِ نبی پہ جان لٹانے کی آرزو　　دل میں وہی ہے خود کو مٹانے کی آرزو
ہر آرزو ہے اپنی جگہ خوب تر مگر　　قدموں میں آ کے اشک بہانے کی آرزو
رہتا ہوں فرشِ خاک پہ لیکن حضور میں　　رکھتا ہوں دل کو عرش بنانے کی آرزو
مشتاق دید سارا زمانہ ہے اے حضور　　پوری ہو کاش سارے زمانے کی آرزو
میرے حضور آپ کے قدموں کے سامنے　　کس کو نہیں نصیب جگانے کی آرزو
پھر سوچتا ہوں بار نہ گزرے مزاج پر　　ورنہ ہے دل میں نعت سنانے کی آرزو
مسرور کیا بتاؤں کسی کو جو دل میں ہے　　شہر نبی میں جھوم کے جانے کی آرزو

اخر کتاب الاشربة وھو اخر کتاب المجتبیٰ من النسائی والحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی سیدنا محمد خاتم النبیین و علی الہ الطیبین الطاھرین و رضی اللہ عن کل الصحابة اجمعین و عن التابعین لھم باحسان الی یوم الدین۔ نسائی شریف کی منتخب احادیث یہاں پہ مکمل ہوئیں اس کے بعد ابن ماجہ شریف کی منتخب احادیث کا آغاز ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

Marfat.com

سنن ابن ماجہ
کی منتخب احادیث

Marfat.com

Marfat.com

امام ابن ماجہ کے حالاتِ زندگی

فن حدیث کے آئمہ ستہ میں امام ابن ماجہ کا نام سب سے آخر میں آتا ہے' دوسرے آئمہ حدیث کی طرح امام ابن ماجہ نے بھی خدمت حدیث میں بڑا نام کمایا اور اپنے بے شمار مداحین پیدا کیے۔ امام ابوالقاسم تاریخ قزوین میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ آئمہ مسلمین کے ایک عظیم امام ثقہ شخصیت کے مالک اور اہل علم میں بے حد مقبول تھے۔ محدث خلیلی کہتے ہیں: وہ تفسیر' حدیث اور تاریخ کے بہت بڑے عالم تھے' خصوصاً علم حدیث میں تو وہ بڑے ماہر اور حافظ گردانے جاتے تھے اور ان کے اقوال لوگوں کے لئے سند کا درجہ رکھتے تھے۔ علامہ یاقوت حموی معجم البلدان میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ کا قزوین کے ممتاز آئمہ میں شمار ہوتا تھا۔ اسی طرح شمس الدین ذہبی' شہاب الدین' ابن حجر عسقلانی' ابن خلکان' ابن ناصر الدین اور دیگر مورخین اور ناقدین فن نے امام ابن ماجہ کی علم حدیث میں امام' رفعت شان' وسعت نظر' حفظ حدیث اور ثقاہت کا اعتراف واقرار کیا ہے' ان کی علمی اور فنی خدمات کو سراہا ہے اور شاندار طریقہ سے ان کے فضائل اور مناقب بیان کیے ہیں۔

نام ونسب

امام ابن ماجہ کا پورا نام اس طرح ہے: حافظ ابوعبداللہ بن یزید الربعی ابن ماجہ لقب ہے۔[1]...... ابوعبداللہ کنیت' محمد نام' یزید آپ کے والد کا نام ہے اور ربیعہ بن نزار کی طرف نسبت ہے۔ قبیلہ ربیعہ سے نسبت ولاء کی بنا پر ان کو ربعی کہا جاتا ہے جس طرح امام بخاری کو ولاء کی وجہ سے جعفی کہتے ہیں اور قزوینی قزوین کی طرف نسبت ہے جو عراق وعجم کا مشہور شہر ہے' یہ ایران کے صوبہ آذربائیجان میں واقع ہے اور امام ابن ماجہ کا وطن ہے۔

ابن ماجہ میں ماجہ فارسی لفظ ہے اور غالباً یہ لفظ ماہچہ کا معرب ہے۔ ماجہ کے مصداق میں مورخین کا اختلاف ہے اور ان کی عبارات اس باب میں کافی مضطرب ہیں۔ شاہ عبدالعزیز نے ''بستان المحدثین'' میں لکھا کہ ماجہ آپ کی والدہ کا نام تھا اور عجالہ نافعہ میں لکھا ہے کہ یہ آپ کے والد کا لقب ہے۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ آپ کے دادا کا نام ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ماجہ آپ کے والد یزید کا لقب ہے اور یہی اکثر علماء اور قزوین کے مؤرخین کا مختار ہے اس لیے قواعد املاء کے مطابق اس لفظ کو اثبات الف کے ساتھ لکھنا چاہیے۔ یعنی یوں محمد بن یزید ابن ماجہ تاکہ معلوم ہو کہ ابن ماجہ محمد کی صفت ہے اور یزید کی صفت نہیں ہے۔ اس لفظ کی املاء میں ملا علی قاری سے ایک تسامح واقع ہوا ہے کیونکہ انہوں نے ابن ماجہ کو یزید کا لقب اور محمد کی صفت

---

[1] ...... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب جلد ۹' ص ۵۳۱

Marfat.com

قرار دینے کے باوجود یہ کہا ہے کہ اس لفظ کو بغیر الف کے لکھنا چاہیے حالانکہ اس صورت میں ابن کو الف کے ساتھ ہی لکھنا چاہیے۔

ملاعلی قاری کہتے ہیں:

وابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ باثبات الف ابن خطاء فانہ بدل من ابن یزید ففی القاموس ماجہ لقب والد محمد بن یزید صاحب السنن لاجدہ۔[1]

اورابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ کواثبات الف کے ساتھ ابن ماجہ لکھنا خطا ہے کیونکہ یہ ابن یزید سے بدل ہے (یعنی محمد کی صفت ہے) قاموس میں ہے کہ "ماجہ" محمد بن یزید صاحب سنن کے والد کالقب ہے نہ کہ دادا کا۔

امام نووی نے لفظ ابن لکھنے کا قاعدہ یہ بیان کیا ہے کہ اگر دو متناسل ناموں کے درمیان ابن آئے تو بغیر الف کے لکھا جاتا ہے۔ جیسے عبداللہ بن عمر یا عبداللہ بن عباس اور اگر ابن دو متناسل ناموں کے درمیان نہ ہو بلکہ پہلے نام کی صفت ہو تو الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے جیسے عبداللہ بن عمرو ابن ام مکتوم میں ابن ام مکتوم یا عبداللہ بن ابی ابن سلول میں ابن سلول کیونکہ پہلی مثال میں ام مکتوم، عبداللہ بن عمرو کی اور دوسری مثال میں سلول، عبداللہ بن ابی کی والدہ کا نام ہے اور ابن ام مکتوم، عبداللہ بن عمرو کی اور ابن سلول، عبداللہ بن ابی کی صفت ہے۔[2]

ولادت اور حالات زندگی

امام ابن ماجہ ۲۰۹ھ کو عراق عجم کے مشہور شہر قزوین میں پیدا ہوئے۔[3] ...... عام دستور کے مطابق ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد علم حدیث کی طرف رجوع کیا۔ وطن اور بیرون وطن ہر جگہ روایت حدیث کو تلاش کیا اور دور دراز علاقوں میں جا کر علم حدیث حاصل کیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے خراسان، عراق، حجاز، مصر اور شام کے متعدد شہروں کا سفر کیا۔ جن میں مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، کوفہ، بصرہ، بغداد اور طہران کے نام قابل ذکر ہیں۔ امام ابن ماجہ کے اساتذہ اور شیوخ کے اوطان پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے ان اساتذہ سے حصول علم کی خاطر اور شہروں کا بھی سفر کیا ہو گا جن میں اصفہان، رہواز، ایلہ، بلخ، بیت المقدس، حران، دمشق، فلسطین، عسقلان، مرو اور نیشاپور کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے۔

اساتذہ

امام ابن ماجہ کے اساتذہ کی بھی ایک کثیر تعداد ہے جن میں چند حضرات کے اسماء یہ ہیں: محمد بن عبداللہ بن نمیر، جبارہ بن المغلس، ابراہیم بن المنذر الحزامی، عبداللہ بن معاویہ، ہشام بن عمار، محمد بن رمح اور داؤد رشید[4] ان کے علاوہ ابوبکر بن ابی شیبہ

1 ...... ملاعلی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ المفاتیح، جلد ۱، ص ۶۸

2 ...... امام ابوزکریا محی الدین یحیٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۸ھ شرح مسلم علی حاشیہ مسلم جلد ۱، ص ۶۸

3 ...... امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرہ، جلد ۲، ص ۳۰

4 ...... امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرہ، جلد ۲، ص ۶۳۰

Marfat.com

نصر بن علی الجہضمی' ابو مروان محمد بن عثمان' محمد بن یحییٰ نیشاپوری' احمد بن ثابت الجحدری' ابوبکر بن خلاد باہلی' محمد بن بشار' علی بن منذر' محمد بن عباد بن آدم' عباس بن عبد العظیم احمد بن عبدہ' عبداللہ بن عامر بن زرارۃ' ابوخثیمہ زہیر بن حرب' عثمان بن ابی شیبہ' عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان دمشقی اسماعیل بن بشر بن مصور اور یحییٰ بن حکیم بھی ابن ماجہ کے مشہور اساتذہ میں شامل ہیں۔

تلامذہ

امام ابن ماجہ سے فیض حاصل کرنے والے اور ان سے احادیث کی روایت کرنے والوں کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔ چند حضرات کے اسماء یہ ہیں۔ علی بن سعید بن عبداللہ الفلانی' ابراہیم بن دینار الجرشی الصمدانی' احمد بن ابراہیم القزوینی' ابوالطیب احمد بن روح الشعرانی' اسحاق بن محمد القزوینی' جعفر بن ادریس حسین بن علی بن براینا' سلیمان بن یزید القزوینی' محمد بن عیسیٰ الصغار' حافظ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سلمہ قزوینی ابوعمرو احمد بن محمد' حکیم المدنی الاصبہانی۔[1]

تصانیف

امام ابن ماجہ سے تین کتابیں یادگار ہیں۔ (۱) سنن ابن ماجہ اس کا تعارف بالتفصیل آتا ہے۔ (۲) تفسیر ابن ماجہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: ولابن ماجه تفسير حافل اور امام سیوطی نے بھی الاتقان میں تیسرے طبقہ کی تفسیروں میں ابن ماجہ کی تفسیر کا شمار کیا ہے۔[2] ...... لیکن اب یہ کتاب نایاب ہو چکی ہے۔ (۳) التاریخ یہ صحابہ سے لے کر مصنف کے عہد تک کی تاریخ ہے۔ حافظ ابن طاہر مقدسی متوفی

۵۰۷ھ فرماتے ہیں: میں نے قزوین میں اس کا ایک نسخہ دیکھا تھا لیکن اب یہ کتاب ناپید ہو چکی ہے۔

وصال

چونسٹھ سال زندگی گزار کر ۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ پیر کے دن ابن ماجہ کا انتقال ہو گیا اور منگل کے دن آپ کو دفن کیا گیا۔[3] ...... حافظ ابوالفضل مقدسی شروط الائمہ الستہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کے بھائی ابوبکر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے صاحبزادے عبداللہ اور دو بھائیوں نے مل کر آپ کو قبر میں اتارا۔

متعدد شعراء نے آپ کی وفات پر دردناک مرثیے لکھے۔ محمد بن الاسود قزوینی کے مرثیہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

لقد اوهى دعائم علم وضعضع ركنه فضوا ابن ماجه

ابن ماجہ کے وصال نے سریرِ علم کے ارکان اور ستون توڑ ڈالے ہیں۔

الا لله ما جنت المنايا علينا من تحفظها ابن ماجه

موت نے ابن ماجہ کو ہم سے چھین کر جو زیادتی کی ہے اس کی فریاد بس اللہ ہی سے ہے۔

---

۱ ...... حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب' جلد ۹' ص ۵۳۱

۲ ...... حافظ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ الاتقان' جلد ۲' ص ۱۹۰

۳ ...... شاہ عبدالعزیز دہلوی' متوفی ۱۲۲۹ھ بستان المحدثین' ص ۲۹۹

Marfat.com

فمن يرجي لعلم او لحفظ　　بشرح بين مثل ابن ماجه

اب علم اور حفظ کے باب میں کس سے توقع کی جائے کہ وہ ابن ماجہ کی سی شرح کر سکے۔

ابا عبد الله مضيت فردا　　وما خلفت مثلك يا ابن ماجه[1]

اے ابوعبداللہ! تم اپنے دور میں یگانہ اور منفرد تھے اور تم نے اپنے بعد اپنی نظیر نہیں چھوڑی۔

بعض مرثیوں کے اشعار حافظ ابن حجر نے بھی تہذیب التہذیب میں نقل فرمائے ہیں۔ بہرحال ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ امام ابن ماجہ اپنے دور کی محبوب اور ہر دلعزیز شخصیت تھے اور قزوین میں ان کے لئے بے حد خلوص اور احترام پایا جاتا تھا۔

---

[1] ...... شیخ علی بن سلیمان، نور مصباح الزجاجۃ علی سنن ابن ماجہ، ص ۳

Marfat.com

سنن ابن ماجہ

کتب صحاح ستہ میں جس کتاب کو سب سے آخر میں شمار کیا جاتا ہے وہ سنن ابن ماجہ ہے۔ اس کتاب کو پانچویں صدی کے اخیر میں صحاح ستہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہر دور میں یہ کتاب اپنی اہمیت منواتی گئی۔ صحت اور قوت کے لحاظ سے صحیح ابن حبان، سنن دارمی، دار قطنی اور دوسری کئی کتب ابن ماجہ سے برتر تھیں لیکن ان کتب کو وہ قبول عام اور فروغ حاصل نہ ہو سکا جو سنن ابن ماجہ کو نصیب ہوا۔ سنن نسائی کو قوت اور صحت اسناد کے لحاظ سے بعض مغاربہ نے بخاری و مسلم پر بھی ترجیح دی لیکن اس کے باوجود سنن نسائی پر حواشی اور شروحات کے سلسلہ میں اس قدر کام نہیں ہوا جس قدر کام سنن ابن ماجہ کے حواشی اور شروحات کے سلسلہ میں ہوا ہے۔

سنن ابن ماجہ کی افادیت اور مقبولیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ جب امام ابن ماجہ نے یہ کتاب تصنیف کر کے حافظ ابوزرعہ کی خدمت میں پیش کی تو وہ اس کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھے کہ اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تو اس دور کی اکثر جوامع اور مصنفات بیکار اور معطل ہو کر رہ جائیں گی۔[1] ...... حافظ ابوزرعہ کا یہ قول حرف بحرف صادق ہوا اور سنن ابن ماجہ کے فروغ کے سامنے متعدد جوامع اور مصنفات کے چراغ دھندلا گئے۔

اسلوب

سنن ابن ماجہ کو جس چیز نے عوام و خواص میں پذیرائی اور قبولیت عطا کی وہ اس کا شاندار اسلوب اور روایت کا حسن انتخاب ہے۔ ابواب کی فقہی رعایت سے ترتیب احادیث سے مسائل کے واضح استنباط اور تراجم ابواب کی احادیث سے بغیر کسی پیچیدگی اور الجھن کی مطابقت نے بھی سنن ابن ماجہ کے حسن کو نکھارا ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم سنن ابن ماجہ کے اسلوب کی چند خوبیاں اور خصوصیات پیش کر رہے ہیں۔

(۱) امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں زیادہ تر ان احادیث کو روایت کیا ہے جو کتب خمسہ میں موجود نہیں ہیں۔ علامہ ابوالحسن سندھی لکھتے ہیں: امام ابن ماجہ اپنے اس اسلوب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے تابع ہیں کیونکہ وہ بھی انہی احادیث کی روایت کرتے تھے جو دوسرے صحابہ کے پاس نہیں ہوتی تھیں اور جس طرح حضرت معاذ کا یہ طریقہ کثرت افادہ کے لئے تھا اسی طرح امام ابن ماجہ نے بھی زیادتی افادہ کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا اور اپنے اس اسلوب کو قائم رکھنے کے لئے انہوں نے اسانید کی صحت اور قوت کی طرف بھی چنداں التفات نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ سنن ابن ماجہ میں ضعیف الاسناد روایات بکثرت

---

[1] ...... امام عبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۳۶

Marfat.com

موجود ہیں۔

(۲) سنن ابن ماجہ کی ایک اہم انفرادیت اور خصوصیت یہ ہے کہ امام ابن ماجہ اپنی سنن میں کوئی حدیث مکرر نہیں لائے اور یہ وہ خوبی ہے جو بقیہ کتب اصول میں سے کسی کتاب میں موجود نہیں۔

(۳) سنن ابن ماجہ میں باقی کتب سنن کی بنسبت بہت زیادہ اختصار سے کام کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود یہ کتاب تمام ضروری مسائل اور احکام کی جامع ہے۔

(۴) زیادہ تر اس کتاب میں مسائل اور احکام کے متعلق احادیث ہیں یعنی فضائل اور مناقب سے متعلق احادیث اس کتاب میں نہیں لائی گئیں۔

(اس کے باوجود آپ اس فقیر (غلام حسن قادری) کے مجموعہ احادیث ابن ماجہ کا مطالعہ فرمائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ انہی احادیث سے فضائل کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک سمندر بہہ رہا ہے)

(۵) بعض مقامات پر امام ابن ماجہ حدیث کی فنی حیثیت پر بھی گفتگو کرتے ہیں۔ مثلاً وہ ایک روایت ذکر کرتے ہیں: حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة ثنا ابن ابی غنیة عن الاعمش عن ابراهیم عن علقمه عن عبداللّٰه انه سئل اکان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یخطب قائما او قاعدا قال اوما تقرأ وترکوك قائما: اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد ابن ماجہ لکھتے ہیں: ابوعبداللّٰه غریب لا یحدث به الا ابن ابی شیبه وحده۔[1]

(۶) اگر کسی حدیث کے بارے میں لوگوں میں تشویش اور اضطراب رہا ہو تو امام ابن ماجہ اس حدیث کے ثبوت ملنے کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی ایک واقعہ کا انہوں نے اس روایت کے بعد ذکر کیا ہے۔ حدثنا محمد بن یحیی ثنی ابراهیم بن موسٰی انبأنا عباد بن العوام عن عمرو بن ابراهیم عن قادہ عن الحسن عن الاحنف بن قیس عن العباس بن عبدالمطلب قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا تزال امتی علی الفطرة مالم یؤخروا المغرب حتی تشتبك النجوم۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ابن ماجہ لکھتے ہیں: قال ابوعبداللّٰه ابن ماجه سمعت محمد بن یحیی یقول اضطر بوا الناس فی هذا الحدیث ببغداد فذهبت انا و ابوبکر الاعین الی العوام بن عباد بن العوام اخرج الینا اصل ابیه فاذا الجدیث فیه۔[2] ...... خلاصہ یہ ہے کہ میں نے محمد یحیٰی سے سنا' وہ فرماتے تھے کہ بغداد کے لوگوں میں اس حدیث کے بارے میں کچھ اضطراب تھا۔ پس میں اور ابوبکر اعین دونوں اس حدیث کی تحقیق کی خاطر عباد بن عوام کے صاحبزادے عوام کے پاس گئے' انہوں نے ہمیں اپنے والد عباد بن عوام کا اصل نسخہ لا کر دکھایا تو اس میں یہ حدیث موجود تھی۔

(۷) بعض روایات بعض شہروں کے محدثین کے ساتھ خاص ہوتی تھیں اور دوسرے شہروں میں اس کے راوی نہیں ہوتے

---

[1] ...... امام ابوعبداللہ ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ' سنن ابن ماجہ' ص ۷۷

[2] ...... امام ابوعبداللہ ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ' سنن ابن ماجہ' ص ۵۰

Marfat.com

تھے۔امام ابن ماجہ جب اس قسم کی روایات ذکر کرتے ہیں تو بتلا دیتے ہیں کہ یہ فلاں شہر والوں کی روایت ہے۔مثلاً ایک روایت ذکر کرتے ہیں: حدثنا ابوعمیر عیسیٰ بن محمد النحاس وعیسی بن یونس والحسین بن ابی اسری العسقلانی قالوا ثنا حمزه بن ربیعة عن ابن شوذب عن ثابت البنانی عن انس بن مالك قال اتی رجل یقاتل ولیه الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الحدیث بطوله[1] ......اس کے بعد ابن ماجہ لکھتے ہیں: ھذا حدیث الرملیین لیس الا عندہ۔یعنی یہ حدیث سوا اہل فلسطین کے اور کسی کے پاس موجود نہیں ہے۔

ثلاثیات ابن ماجہ

کتب صحاح ستہ کے مصنفین میں سے صرف چار کو اپنی اپنی تصانیف میں ثلاثیات روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں مع مکررات کے بائیس ثلاثیات روایت کی ہیں۔امام ترمذی اور امام ابوداؤد نے اپنی اپنی سنن میں صرف ایک ایک ثلاثی حدیث کو روایت کیا ہے اور امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں پانچ ثلاثیات کو روایت کیا ہے اور یہ پانچوں روایات سند واحد سے مروی ہیں اور وہ سند یہ ہے: حدثنا جبادة بن المغلس ثنا کثیر بن سلیم عن انس بن مالك۔اس سند کے ایک راوی جبارۃ بن مغلس ہیں جو امام ابن ماجہ کے شیخ ہیں۔حافظ ابوزرعہ ابن معین ابن سعد اور بزاز وغیرہ محدثین نے ان کی سخت تضعیف کی ہے اور ان کی روایات کو منکر اور مضطرب قرار دیا ہے۔امام احمد بن حنبل کے سامنے جب ان کے صاحبزادے نے جبارہ کی روایات کو پڑھا تو انہوں نے بعض روایت کو موضوع اور بعض کو کذب قرار دیا۔تاہم بعض محدثین نے ان کی تعدیل اور تقویت بھی کی ہے۔ابن نمیر کہتے ہیں: وہ صدوق تھے اور انہوں نے عمداً کسی روایت میں جھوٹ نہیں بولا۔ ابن عدی بھی کہتے ہیں: وہ عمداً روایات میں دروغ بیانی نہیں کرتے تھے۔البتہ وہ روایات میں غفلت سے کام لیتے تھے۔عثمان بن ابی شیبہ نے کہا کہ وہ احفظ تھے اور روایت حدیث میں ہمیں سب سے زیادہ مطلوب تھے۔وہ مزید کہتے ہیں: اثرم نے ہمیں ان سے احادیث لکھنے کا امر کیا تھا۔[2]

اور دوسرے راوی ہیں کثیر بن سلیم یہ جبارہ کے شیخ ہیں اور افسوس یہ ہے کہ یہ ضعف میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔جبارہ کی تو بعض حضرات نے تعدیل اور تقویت بھی کی ہے لیکن کثیر کی روایت کو کسی کا سہارا نہیں ملا۔عبداللہ بن علی بن مدینی کہتے ہیں: کثیر بن سلیم جو صاحب انس ہیں، انتہائی ضعیف راوی ہیں۔اس نے حضرت انس سے پانچ حدیثیں روایت کی تھیں جو بعد میں سو بن گئیں۔یحییٰ بن معین ان کی احادیث لکھنے سے منع کرتے تھے۔نسائی اور رازدی نے انہیں متروک الحدیث، ابوزرعہ نے داہی الحدیث اور ابوحاتم نے انہیں ضعیف اور منکر الحدیث قرار دیا۔ابن حبان نے کہا کہ کثیر حضرت انس کی طرف نسبت کر کے احادیث وضع کیا کرتے تھے۔اسی طرح ابن عدی اور امام بخاری وغیرہ۔دیگر محدثین نے بھی ان پر سخت جرح کی ہے اور ان کی

---

[1] ......امام ابوعبداللہ ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ سنن ابن ماجہ، ص ۱۹۳

[2] ......حافظ ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب، ص ۵۸ تا ص ۵۹

Marfat.com

تائیداور تقویت میں سب خاموش ہیں۔[1]

بہر حال امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں پانچ ثلاثیات روایت کر کے اپنی اہمیت تو منوائی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ یہ روایات جبارہ اور کثیر کے ضعف کا شکار ہو گئیں اور یوں ان ثلاثیات کا کچھ وزن باقی نہیں رہا۔

شرائط

امام ابن ماجہ رواۃ کے انتخاب میں وسیع المشرب ہیں اور ہر قسم کے راویوں کی روایت قبول کر لیتے ہیں اور اس کی وجہ غا[لباً] یہی ہے کہ وہ اپنی سنن میں ایسی روایات لانا چاہتے تھے جو دوسری کتب اصول میں موجود نہیں ہیں۔ اسی شوق کی خاطر انہوں [نے] راویوں کے شدید ضعف کو بھی برداشت کر لیا ہے۔

روایات ابن ماجہ کی فنی حیثیت

سنن ابن ماجہ میں بکثرت ضعیف احادیث ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ ففیه احادیث کثیر[ة] منکرة۔[2]

اس کتاب میں منکر روایات بکثرت ہیں اور حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں: سنن ابن ماجہ عمدہ اور صاف کتاب تھی کاش اس کو چند ضعیف احادیث مکدر اور خراب نہ کرتیں اور جن ضعیف احادیث نے ابن ماجہ کی صفائی کو مکدر کر دیا ہے ان کی تعداد کے بارے میں حافظ شمس الدین ذہبی نے حافظ ابوزرعہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ شاید اس پوری کتاب میں تیس حدیثیں بھی ایسی نہیں ہوں گی جن کی اسناد میں ضعف ہو۔[3] ...... حافظ ذہبی سیر النبلاء میں حافظ ابوزرعہ کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہو[ئے] لکھتے ہیں: اور ابوزرعہ کا یہ بیان کہ اس میں پوری تیس حدیثیں بھی شاید ضعیف الاسناد نہ ہوں' اگر صحیح ہو تو ان تیس حدیثوں [سے] ان کی مراد انتہائی کمزور اور ساقط روایتیں ہیں ورنہ ابن ماجہ کی جو احادیث قابل استدلال نہیں ہیں ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔[4]

یہ صحیح ہے کہ ابن ماجہ میں ایک ہزار کے قریب ضعیف روایتیں موجود ہیں لیکن سنن ابن ماجہ میں صحیح روایات بھی بکثرت موجود ہیں بلکہ ناقدین فن نے تو سنن ابن ماجہ کی بعض روایات کو صحیح بخاری کی بعض روایات سے بھی راجح قرار دیا ہے۔ چنا[نچہ] صحیح بخاری کے باب میں ہم تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں کہ امام بخاری نے باب ما جاء اذا قیمت الصلٰوۃ فلا صلو[ۃ] الا المکتوبة کے تحت شعبہ کی اسناد سے ایک روایت ذکر کی ہے جس میں دو غلطیاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں یہ روایت مالک سے بیان کی ہے حالانکہ یہ روایت عبداللہ بن مالک سے ہے۔ دوسرے یہ کہ اس روایت کی سند میں بحینہ کو مالک کی والدہ قرار

---

[1] ...... حافظ ابن حجر عسقلانی' متوفی ۸۵۲ھ' تہذیب التہذیب' جلد ۸' ص ۴۱۶ تا ص ۴۱۷

[2] ...... حافظ ابن حجر عسقلانی' متوفی ۸۵۲ھ' تہذیب التہذیب' جلد ۹' ص ۵۳۱

[3] ...... امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ جلد ۲' ص ۶۳۶

[4] ...... علامہ محمد بن اسماعیل امیر یمانی' توضیح الافکار' جلد ۱' ص ۲۲۳

Marfat.com

ہے حالانکہ وہ عبداللہ کی والدہ ہیں' مالک کی نہیں اور ابن ماجہ نے جس اسناد کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے اس میں یہ غلطیاں نہیں ہیں۔اسی طرح صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابوسفیان کی موت کی خبر شام سے آئی حالانکہ ان کا انتقال مکہ میں ہوا تھا۔اس کے برخلاف سنن ابن ماجہ میں اس مضمون کی کسی روایت میں یہ بات نہیں ہے۔نیز صحیح بخاری میں ولید بن عقبہ پر شراب کی حد لگانے میں اسی کوڑوں کا ذکر ہے جبکہ فی الواقع ان کو چالیس کوڑے لگائے گئے تھے۔اس کے برعکس ابن ماجہ پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ ان کی روایات میں کوڑوں کی تعداد کا ذکر نہیں ہے۔اس طرح کی اور مثالیں بھی ہیں جن پر تمام تفصیلی گفتگو صحیح بخاری کے باب میں کی جاچکی ہے۔

تعداد مرویات

حافظ شمس الدین ذہبی لکھتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ میں بتیس کتب ہیں اور ابوالحسن القطان بیان کرتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ میں ایک ہزار پانچ سو ابواب ہیں اور کل احادیث کی تعداد چار ہزار ہے۔[1]

محمد بن طاہر مقدسی متوفی ۵۰۷ھ نے اپنی کتاب شروط الائمۃ الستہ میں ابن ماجہ کی شروط سے بھی بحث کی اور اس کو بھی بنیادی کتابوں کے ساتھ لاحق کر کے صحاح کی اصل چھ کتابوں کو قرار دیا۔اس دور میں حافظ ابن طاہر کے معاصر محدث رزین بن معاویہ مالکی متوفی ۵۲۵ھ نے اپنی کتاب التجرید للصحاح والسنن میں کتب خمسہ کے ساتھ سنن ابن ماجہ کی جگہ موطا امام مالک کو لاحق کر دیا۔اس کے بعد سے یہ اختلاف رہا کہ صحاح ستہ کی چھٹی کتاب موطا امام مالک ہے یا سنن ابن ماجہ' عام مغاربہ موطاء کو ترجیح دیتے تھے اور مشارقہ سنن ابن ماجہ کو فوقیت دیتے تھے لیکن متاخرین نے بہرحال سنن ابن ماجہ کے حق میں اتفاق کر لیا اور اب غالب اکثریت اسی طرف ہے۔صحاح ستہ کی چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ ہی ہے۔علامہ ابوالحسن سندھی مقدمہ شرح ابن ماجہ میں لکھتے ہیں: وغالب المتاخرين على انه سادس الستة۔

آٹھویں صدی ہجری میں یہ آواز بھی سنائی دی کہ صحاح ستہ میں سنن ابن ماجہ کی جگہ سنن دارمی کا اعتبار ہونا چاہیے۔چنانچہ حافظ صلاح الدین خلیل متوفی ۷۶۱ھ فرماتے ہیں۔سنن ابن ماجہ کی جگہ سنن دارمی کو رکھنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس کتاب میں سنن ابن ماجہ کی بنسبت ضعیف' منکر اور خراب روایتیں کم ہیں اور مجموعی طور پر یہ کتاب سنن ابن ماجہ سے بہتر ہے۔[2] ...... لیکن جمہور نے اس ترمیم میں ان کا ساتھ نہیں دیا اور آج مشرق و مغرب میں ہر جگہ اصول ستہ میں سنن ابن ماجہ ہی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

شروح وحواشی

سنن ابن ماجہ کی شروح وحواشی کے سلسلہ میں کافی قابل قدر کام ہوا ہے جس سے اس کتاب کی افادیت' شہرت اور مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ذیل کی سطور میں ہم چند شروح وحواشی کا ذکر کر رہے ہیں:

(۱) شرح سنن ابن ماجہ: یہ سنن ابن ماجہ کے ایک حصہ کی شرح ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کو حافظ علاؤ الدین

---

[1] ......امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ' جلد ۲' ص ۶۳۶

[2] ......شمس الدین بخاری' فتح المغیث' جلد ۱' ص ۳۳

Marfat.com

مغلطائی حنفی متوفی ۷۶۲ھ نے تالیف کیا ہے۔

(۲) ماتمس الیہ الحاجۃ علی سنن ابن ماجہ: شیخ سراج الدین عمر بن علی متوفی ۸۰۴ھ کی شرح ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اس میں صرف ان احادیث کی شرح کی گئی ہے جو کتب خمسہ پر زائد ہیں۔

(۳) الدیباجہ علی سنن ابن ماجہ: یہ شرح شیخ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری متوفی ۸۰۸ھ کی تالیف ہے۔ مصنف اس کتاب کی تحریر اور تبییض سے پہلے ہی وصال کر گئے تھے۔

(۴) شرح ابن ماجہ: یہ کتاب حافظ برہان الدین حلبی متوفی ۸۴۱ھ کی تالیف ہے۔

(۵) مصباح الزجاجۃ: یہ حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کا سنن ابن ماجہ پر ایک مختصر حاشیہ ہے۔[1]

(۶) شرح سنن ابن ماجہ: یہ شرح حافظ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ کی تالیف ہے۔

(۷) انجاح الحاجۃ: یہ شرح عبدالغنی بن ابی سعید حنفی دہلوی متوفی ۱۲۹۵ھ کی تالیف ہے۔

سنن ابن ماجہ کے رواۃ: حافظ عسقلانی نے سنن ابن ماجہ کے چھ راوی بیان کیے ہیں۔ (۱) ابوالحسن بن القطان (۲) سلیمان بن یزید (۳) ابوجعفر محمد بن عیسیٰ (۴) ابوبکر حامد الابہری (۵) سعدون (۶) ابراہیم بن دینار۔[2]

(ماخوذ از تذکرۃ المحدثین)

---

[1] ...... حاجی خلیفہ متوفی ۱۰۶۷ھ 'کشف الظنون' جلد ۲' ص ۱۰۰۴

[2] ...... حافظ ابن حجر عسقلانی' متوفی ۸۵۲ھ 'تہذیب التہذیب' جلد ۹' ص ۵۳۲

Marfat.com

کِتَابُ السُّنَّةِ (سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان)

☆ ابوبکر بن ابی شیبہ، شریک، اعمش، ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

جس کام کا میں تمہیں حکم دوں، اسے لازم پکڑو اور جس کام سے میں تمہیں منع کروں، اس سے رک جاؤ۔ (حدیث ۱)

فرمایا: جب تک میں تمہیں کسی امر کے بارے میں چھوڑے رکھوں تم مجھے چھوڑے رکھو یعنی مجھ سے سوال نہ کیا کرو کیونکہ تم سے پہلی امتیں اپنے نبیوں پہ کثرت سوال اور اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئیں لہٰذا جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اسے کر گزرو جہاں تک تم میں طاقت ہو اور جب تمہیں کسی کام سے روکوں تو باز آ جاؤ۔ (حدیث ۲)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ ۔ جس نے میرا حکم مانا، اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (حدیث ۳) پہلی دو احادیث میں سورۂ حشر کی آیت وما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنه فانتھوا (آیت ۷) اور تیسری حدیث میں سورۂ نساء کی آیت کی طرف اشارہ ہے جو یہ ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰه (آیت ۸۰) چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سن لیتے لَمْ يَعْدُهُ وَلَمْ يَقْصُرْ دُوْنَهٗ نہ اس میں کچھ بڑھاتے اور نہ کچھ گھٹاتے۔ (حدیث ۴)

غیبی خبر، جو سو فیصد درست ہوئی

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم فقیری کے موضوع پہ گفتگو کر رہے تھے اور اس سے خوف زدہ تھے۔ آپ نے فرمایا:

اَلْفَقْرَ تَخَافُوْنَ ؟ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ......

غریبی سے خوفزدہ ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم پر دنیا اس طرح بہا دی جائے گی کہ دنیا کی طرف کسی کا دل ذرا بھی متوجہ نہ ہوگا۔ خدا کی قسم، میں تمہیں اس حال میں چھوڑ کر جاؤں گا جس کے شب و روز سفیدی میں برابر ہوں گے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَدَقَ وَاللّٰهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَنَا وَاللّٰهِ عَلٰى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ

خدا کی قسم! حضور علیہ السلام نے سچ فرمایا: خدا کی قسم! آپ ہمیں اس حال میں چھوڑ کر گئے جس کی سفیدی

Marfat.com

(مالداری) میں شب وروز برابر ہیں۔ (حدیث ۵)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بھی غیبی خبرارشاد فرمائی:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مَنْصُوْرِیْنَ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ (حدیث ۶)

میری امت میں ایک جماعت قیامت تک غالب رہے گی اسے کوئی ذلیل کرنے والا نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (اس سے اگلی چند احادیث کے اندر بھی یہی موضوع بیان ہوا ہے)

یعنی حضور علیہ السلام کی نگاہ کرم اور آپ کی توجہات ولطف وشفقت سے ایک جماعت حق پر ہمیشہ غالب رہی ہے اور رہے گی۔

آپ کے لطف و کرم کو دیکھ کر غمزدہ ہوں گے نہ غم کو دیکھ کر
بخش دے گا داور محشر ہمیں آپ کے قدموں میں ہم کو دیکھ کر
کیسے کیسے رنگ سمٹے آنکھ میں آپ کے نقش قدم کو دیکھ کر
عاصیوں کی جان میں جاں آ گئی ان کے دامانِ کرم کو دیکھ کر
احتراماً میری آنکھیں جھک گئیں خواب میں آقا کو یکدم دیکھ کر
اللہ اللہ آپ کا حسن و جمال ہم نے دیکھا ہے حرم کو دیکھ کر
آپ کی رحمت کا اندازہ کیا ہم نے اپنی چشم نم کو دیکھ کر
چاہتے ہیں آپ کو کس درجہ ہم آپ بھی خوش ہوں گے ہم کو دیکھ کر
نعت جب مسرور لکھ لیتا ہوں میں ناز کرتا ہوں قلم کو دیکھ کر

حضور علیہ السلام کا حرام فرمایا ہوا......

☆ حضور علیہ السلام کا حرام فرمایا ہوا ایسا ہی ہے جیسے اللہ کا حرام فرمایا ہوا اور یہ آپ کا اپنا فرمایا ہوا ہے: اَلَا وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ (حدیث ۱۲) اس حدیث کے پہلے حصے میں بھی غیبی خبر ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہت جلد ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ ایک بندہ اپنے تخت پہ تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اور اس کے سامنے میری حدیث بیان کی جائے گی تو وہ کہے گا ہم تو صرف اللہ کی کتاب کو مانیں گے جو اس میں حلال پائیں گے اس کو حلال سمجھیں گے اور جو اس میں حرام پائیں گے اسے حرام جانیں گے۔ حدیث ۱۳ کا بھی یہی مفہوم ہے۔

حضور علیہ السلام کے انہی اختیارات کے پیش نظر مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو اللہ کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو
یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو

Marfat.com

جس بات میں مشہورِ جہاں ہے لبِ عیسیٰ — اے جانِ جہاں وہ تری ٹھوکر سے ادا ہو
یوں جھک کے ملے ہم سے کمینوں سے وہ جسکو — اللہ نے اپنے ہی لیے خاص کیا ہو
مٹی نہ ہو برباد پسِ مرگ' الٰہی — جب خاک اڑے میری مدینہ کی ہوا ہو
منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھادے — جس کو مرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو
اللہ یوں ہی عمر گزر جائے گدا کی — سرخم ہو درِ پاک پر اور ہاتھ اُٹھا ہو

شاباش حسنؔ اور چمکتی سی غزل پڑھ
دِل کھول کہ آئینۂ ایمان کی جلا ہو

جو چیز دین میں نہیں اس کو دین سمجھنا ''مردود'' ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

جو ہمارے اس امر (دین) میں نئی بات پیدا کرے جو کہ اس میں نہیں ہے تو وہ بات مردود ہے۔(۱۴)

بدعت سے نفرت دلاتے ہوئے' سنت کی پیروی کی ترغیب دیتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے فرزند جو چیز کل کام آنے والی ہے وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ باقی احوال و کیفیات اور علوم و معارف واشارات اگر اسی پیروی کے ساتھ ہوں تو خیر اور خوب ورنہ سوائے خرابی اور استدراج کے کچھ نہیں۔ ہر فضیلت سنت کی پیروی میں ہے اور ہر کمال آپ کی شریعت کے اتباع سے وابستہ ہے۔ مثلاً سنت نبوی کے اتباع کے طور پر دو پہر کا سونا کروڑوں رات جاگنے سے بہتر اور افضل ہے جبکہ یہ شب بیداری سنت کے مطابق نہ ہو۔ (مکتوبات شریف)

حدیث پہ عمل نہ کرنیوالے بھتیجے سے صحابی نے ہمیشہ کے لئے بول چال بند کردیا

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ان کا بھتیجا بیٹھا ہوا تھا جو کہ کنکریاں پھینک رہا تھا۔ آپ نے اس کو حضور علیہ السلام کا فرمان سنایا کہ حضور علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ نہ اس سے شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو زخمی کیا جا سکتا ہے۔ ہاں اس سے کسی راہ چلتے کی آنکھ ضائع ہو سکتی ہے یا دانت ٹوٹ سکتا ہے اور جب اس نے دوبارہ یہی حرکت کی تو حضرت عبداللہ نے فرمایا:

اُحَدِّثُكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا ثُمَّ عُدْتَّ تَخْذِفُ لَا اُكَلِّمُكَ اَبَدًا (۱۷)

میں نے تجھے حضور علیہ السلام کا فرمان سنایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے تو نے پھر وہی کام شروع کر دیا ہے۔ آئندہ میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔

معلوم ہوا! صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی دین تھا اور رشتہ داریاں بعد میں تھیں اور صرف زبانی کلامی ''غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے'' کی بات نہ تھی بلکہ اس پر عمل بھی کر کے دکھاتے

Marfat.com

تھے۔ ان کے دین وایمان اور رشتے ناطے کا مدار ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔

لب حرف مدحت ہے لطف و کرم ہے رحمت ہے — وہ صاحب عظمت ہے آپ سے جس کو نسبت ہے
آپ کے دَر کا ذرّہ خاک دل والوں کی دولت ہے — لوگوں کو معلوم نہیں اشکوں کی کیا قیمت ہے
جب چاہوں دیدار کروں مجھ کو اس کی سہولت ہے — ٹھنڈک' خوشبو رنگ ھوا اور کہیں یہ راحت ہے؟
نام ونمود عز و شرف سب کچھ ان کی بدولت ہے — کون سنے گا کس سے کہوں دل میں کیا کیا حسرت ہے
پہلے تو مسرور نہ تھی چاہت میں جو شدت ہے

حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے؟

حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقیب تھے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روم کی جنگ میں شریک ہوئے تو وہاں لوگوں کو دیکھا کہ وہ سونے کے بدلے اشرفیوں اور چاندی کے بدلے درہموں کا لین دین کر رہے تھے۔ عبادہ نے فرمایا: اے لوگو! تم تو سود کھا رہے ہو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر' نہ تو اس میں کوئی زیادتی ہو اور نہ قرض ہو۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو بغیر قرض کے اس میں کوئی سود نہیں سمجھتا۔ عبادہ نے فرمایا: میں آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تم اپنی رائے بیان کر رہے ہو۔ خدا کی قسم! میں جب اس جنگ سے واپس لوٹوں گا تو اس زمین پر ہرگز نہ رہوں گا جہاں آپ کی حکومت ہو جب واپس آئے تو مدینہ تشریف لے گئے۔ حضرت عمر نے دریافت کیا: اے ابوالولید! تم واپس کیوں آ گئے؟ عبادہ نے ان سے تمام قصہ بیان کیا اور یہ بات بھی بتائی کہ میں نے وہاں نہ رہنے کی قسم کھائی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: اے ابوالولید! تم وہاں واپس جاؤ کیونکہ جس زمین میں تم یا تمہارے مانند آدمی نہ ہوں گے' اللہ تعالیٰ اس میں مصیبت نازل فرما دے گا اور امیر معاویہ کو تحریر فرمایا: عبادہ کو تم کوئی حکم نہ دو گے اور جو کچھ عبادہ نے کہا ہے لوگوں سے اسی کی پیروی کراؤ کیونکہ یہی حکم ہے۔ (حدیث ۱۸)

نہ منزل نہ رستے کا مجھ کو پتہ ہے — مگر ایک خوشبو میری رہنما ملے
یہ کیسا کرشمہ یہ کیسی ادا ہے — دیا اک جگہ روشنی جا بجا ہے
محبت کا بیمار یہ جانتا ہے — مدینہ دوا ہے مدینہ دعا ہے
جہاں سے بھی گزرے تھے سرکار میرے — مہکتا مہکتا ہوا راستہ ہے

حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت ابن مسعود کی حالت غیر ہوگئی

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں عمرو بن میمون کہتے ہیں: میں ان کی خدمت میں جمعرات کی شام کو جایا کرتا تھا اور میں نے کبھی انہیں یہ کہتے ہوئے نہ سنا کہ کسی کام کے بارے میں کہیں: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایک شام انہوں نے یوں کہا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے بعد انہوں نے سر جھکا لیا۔ (میں

Marfat.com

نے دیکھا تو) ان کی قمیص کے بٹن کھلے ہوئے تھے' آنکھیں پھٹی ہوئیں اور رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا: اَوْ دُوْنَ ذٰلِكَ اَوْ فَوْقَ ذٰلِكَ اَوْ قَرِيبًا مِّنْ ذٰلِكَ اَوْ شَبِيهًا بِذٰلِكَ۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہی ارشاد فرمایا یا کم وبیش یا اس کے قریب یا اس کی طرح (حدیث ۲۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتے تو گھبرا جاتے اور فرماتے: اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۲۴)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے حدیث بیان کرنے کو کہا تو انہوں نے فرمایا: كَبِرْنَا وَنَسِينَا وَالْحَدِيْثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيْدٌ۔ ہم بوڑھے ہو گئے اور بھولنے لگے جبکہ حضور علیہ السلام کی طرف سے حدیث بیان کرنا بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ (۲۵)

حضرت شعبہ فرماتے ہیں: میں پورا ایک سال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیٹھتا رہا میں انہیں کبھی بھی حضور علیہ السلام کی طرف نسبت کرکے حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ (۲۶)

آپ کی شان ہے کیا شانِ رسول عربی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو احادیث کم بیان کرنے کی نصیحت فرماتے۔ (۲۸) اس کی وجہ اگلے باب میں بیان ہو رہی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ کی نسبت کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (۳۰ تا ۳۷) کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کی یہ شان نہیں کہ اس کی طرف غلط بات منسوب کرنے سے اس قدر وبال ہو اور یہ صرف آپ ہی کی شان کیوں نہ ہو کہ

آپ کی شان ہے کیا شان رسول عربی	آپ پر جان ہے قربان رسول عربی
کس نے یہ مرتبہ پایا یہ ہوا کس کو عروج	ہوئے اللہ کے مہمان رسول عربی
ہے وہی حکم خداوند تعالیٰ بے شک	جو ہوا آپ کا فرمان رسول عربی
آپ کا رتبہ ہوا ایسا کہ جناب جبریل	آپ کے در کے ہیں دربان رسول عربی

(داغ دہلوی)

☆ خلفاء راشدین مہدیین کی پیروی کا حکم اور حضور علیہ السلام کا رقت انگیز خطبہ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ...... (۴۲-۴۳)

☆ خطبہ ارشاد فرماتے وقت حضور علیہ السلام کی چشمان مقدس سرخ ہو جاتیں' آواز بلند ہو جاتی اور غصہ تیز ہو جاتا۔ (۴۵)

ایک جامع ترین نصیحت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہی دو باتیں ہیں' کلام اور

Marfat.com

ہدایت۔تو سب سے عمدہ کلام اللہ کا کلام ہے اور سب سے عمدہ ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔خبردار! تم بدعتوں سے احتراز کرنا کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔دیکھو تم لوگوں میں لمبی عمروں کا خیال پیدا نہ ہو جائے ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔جو چیز آنے والی ہے (موت) اسے بہت قریب سمجھو اور جو گزر گئی اسے بہت دور سمجھو۔بدنصیب تو وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے ہی بدنصیب ہوا اور خوش بخت وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔خبردار! مومن سے لڑنا کفر اور اسے گالی دینا گناہ ہے اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع کرے۔جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ سے نہ تو کوئی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ کوئی بات دور ہو سکتی ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بچے سے وعدہ کرے اور اسے پورا نہ کرے کیونکہ جھوٹ فسق و فجور تک لے جاتا ہے اور فسق و فجور دوزخ تک۔سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف۔سچ بولنے والے سے کہا جائے گا تو نے سچ کہا اور نیک کام کیا اور جھوٹے سے یہی کہا جائے گا تو نے جھوٹ بولا اور فسق و فجور کیا۔خبردار! بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔(۴۶)

؎ آنکھیں جو خدا دے تو ہو دیدار محمد
ہوں کان تو سنتے رہیں گفتار محمد

اے کاش میری قسمت خفتہ کبھی جاگے
اے کاش ملے خواب میں دیدار محمد

سودائے محبت کی جنہیں ملتی ہے دولت
سر بیچ کے ہوتے ہیں خریدار محمد

قید وہ ہے جو عشق محمد سے ہے آزاد
آزاد وہ ہے جو ہے گرفتار محمد

حافظ کی دعا تجھ سے ہے اے شافی مطلق
جیتا رہوں جب تک رہوں بیمار محمد (ﷺ)

(حافظ پیلی بھیتی)

ایک عظیم الشان سند والی حدیث

ائمہ اہل بیت میں سے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا، اپنے باپ (موسیٰ الرضا) سے وہ جعفر بن محمد سے وہ علی بن الحسین (امام زین العابدین) سے وہ حضرت امام حسین سے، امام حسنین مولائے کائنات علی شیر خدا سے اور حضرت علی المرتضیٰ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں:

اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ وَقَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ

ایمان دل کی پہچان (تصدیق بالقلب) زبان کے قول (اقرار باللسان) اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے۔

ابوالصلت ہروی (اس حدیث کے راوی) فرماتے ہیں (کہ یہ سند اتنی بابرکت ہے کہ) لَوْ قُرِئَ هٰذَا الْاِسْنَادُ عَلٰی مَجْنُوْنٍ لَبَرَاَ۔ اگر یہ سند کسی پاگل و دیوانے پہ پڑھی جائے تو وہ تندرست ہو جائے۔(۶۵) جب حضور علیہ السلام کی اولاد کے ناموں میں یہ برکت ہے تو سرکار کی بارگاہ عالی کے مرتبے و مقام کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

؎ آتے تھے یوں ملائکہ حضرت کے سامنے
جیسے فقیر صاحب دولت کے سامنے

Marfat.com

چاہیں جسے وہ دولت کونین بخش دیں
یہ بات کیا ہے ان کی سخاوت کے سامنے
ہو سامنا اجل کا تو یثرب میں یاخدا
مرقد بنے تو شاہ کی تربت کے سامنے
اندھا کیا ہے شوق نے دریا ہو یا کنواں
کچھ سوجھتا نہیں ہے محبت کے سامنے

(امیر مینائی)

طاقتور مومن کمزور مومن سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ (۷۹) طاقتور مومن زیادہ بہتر اور اللہ کو محبوب ہے' کمزور مومن سے اور ہر ایک میں بھلائی ہے۔ تجھے ہر اچھے کام میں حریص ہونا چاہیے تاکہ تجھے فائدہ پہنچے۔ خدا سے مدد طلب کرتا رہ اور معذور نہ بن۔ اگر کسی کام میں تجھے صدمہ پہنچے تو یہ نہ کہہ کہ اگر میں یہ کام ایسے کرتا تو ایسا نہ ہوتا بلکہ یہ کہا کر کہ خدا نے ایسے ہی مقدار کر دیا تھا وہ جو چاہے کرتا ہے ورنہ تجھ پہ شیطان کا عمل کھل جائے گا یعنی شیطان کا اثر ہو جائے گا۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تقدیر پہ بحث مباحثہ کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرما دیا۔ (۸۵)

☆ اس امت کے آتش پرست وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلاتے ہیں۔ اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو' اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہو اور اگر ان سے تمہاری ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو۔ (۹۲)

اَبْوَابُ فَضَائِلِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

(حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام کے فضائل کا بیان)

میں اور میرا سارا مال حضور ہی کا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ بات سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا:

یارسول اللہ: هَلْ اَنَا وَمَالِيْ اِلَّا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (۹٤)

میرے آقا! میں بھی آپ کا اور میرا مال بھی آپ کا اور صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

آدمیت کی علامت ہے ولائے مصطفیٰ
مصطفیٰ دل کے لئے ہے دل برائے مصطفیٰ
ہے رضائے مصطفیٰ میں رب کعبہ کی رضا
رب کعبہ کی رضا میں ہے رضائے مصطفیٰ
کچھ نہیں معلوم کیا ہے قصۂ ذات و صفات
تجھ پہ ہم ایمان لائے اے خدائے مصطفیٰ

Marfat.com

شکل انسانی میں قرآنِ مجسم آپ ہیں ۔ شرح فرمانِ خدا ہے ہر ادائے مصطفیٰ
آرزو دل میں یہ رکھتا ہوں خدا پوری کرے ۔ جب مروں کوثرؔ زباں پر ہو ثنائے مصطفیٰ (ﷺ)

(کوثر نیازی)

☆ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جنت میں تمام بزرگوں کے سردار ہوں گے۔(۹۵-۱۰۰)

ابوبکر و عمر عثمان و علی ۔ ان کی لاثانی خلافت کو سلام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خصوصی چار فضائل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَقَدْ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آسمان والوں نے خوب خوشیاں منائیں۔(۱۰۳)

☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَوَّلُ مَنْ يُّصَافِحُهُ الْحَقُّ عُمَرُ وَاَوَّلُ مَنْ يُّسَلِّمُ عَلَيْهِ وَاَوَّلُ مَنْ يَّاْخُذُ بِيَدِهٖ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ(۱۰۴)

سب سے پہلے حق تعالیٰ حضرت عمر سے مصافحہ فرمائے گا (اپنی شان کے مطابق) (۳) حضرت عمر کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سلام فرمائے گا (اپنی شان کے مطابق) (۴) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ حضرت عمر کا ہاتھ پکڑ کر ان کو جنت میں داخل فرمائے گا (اپنی شان کے مطابق)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی ۔ سردار کا عالم کیا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان کے ساتھ حضرت اُمّ کلثوم کا نکاح کیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کے دروازے پر ملاقات کی اور انہیں فرمایا:

يَا عُثْمَانُ هٰذَا جِبْرِيْلُ اَخْبَرَنِىْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ زَوَّجَكَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِمِثْلِ صَدَاقِ رُقَيَّةَ عَلٰى مِثْلِ صُحْبَتِهَا(۱۱۱)

اے عثمان! یہ جبریل ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (میری بیٹی) ام کلثوم کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا ہے اور حق مہر وہ ہوگا جو (میری مرحومہ بیٹی حضرت) رقیہ کا تھا' اسی طرح اس کے ساتھ بھی زندگی گزارنی ہے جس طرح کہ رقیہ کے ساتھ (حسن سلوک کی زندگی گزاری ہے)

کاش! گستاخانِ صحابہ کرام بھی حضور علیہ السلام کے یہ فرمان پڑھیں اور نبی علیہ السلام کے ان یاروں اور خدا کے پیاروں کے بارے میں زبان طعن دراز کرنے سے باز آ جائیں۔

Marfat.com

آنکھوں میں رہا دل میں اتر کر نہیں دیکھا کشتی کے مسافر نے سمندر نہیں دیکھا

جس کا میں مولا اس کا علی مولا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں ایک جگہ اترے اور لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا (جب لوگ جمع ہو گئے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اعلان فرمایا:

کیا میں اہل ایمان کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں؟۔ سب نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: فَهٰذَا وَلِيُّ مَنْ اَنَا مَوْلَاهُ ۔ تو جس کا میں مولا (محبوب، ولی) اس کا علی مولیٰ۔ اے اللہ! اس سے محبت کر جو علی سے محبت رکھے اور اس سے بغض رکھ، جو علی سے بغض رکھے۔ (۱۱۷)

باب فضل علی کی پہلی حدیث جو کہ حضرت علی سے ہی روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے مجھ سے عہد فرمایا: تم سے مومن کے علاوہ کوئی محبت نہ کرے گا اور منافق کے علاوہ کوئی عداوت نہ رکھے گا۔ (۱۱۴)

☆ اسی باب کی آخری حدیث میں وہ مشہور الفاظ ہیں: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ. (۱۲۱)

علی امام من است و منم غلامِ علی ہزار جان گرامی فدا بنامِ علی

(کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)

حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے حضرت علی المرتضیٰ کو نہ سردی لگتی نہ گرمی

حضرت ابو لیلیٰ کہتے ہیں: وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ (سردی گرمی میں) سفر کرتے رہے۔ حضرت علی موسم گرما کے کپڑے موسم سرما میں اور موسم سرما کے کپڑے گرمیوں میں پہنتے تھے۔ ہم نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس آدمی بھیجا اور خیبر کے روز مجھے آشوب چشم کی شکایت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں لعاب مبارک لگایا اور فرمایا: اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی کو دور فرما دے، تو اس روز سے میں گرمی اور سردی محسوس نہیں کرتا اور فرمایا: میں ایسے آدمی کو (فاتح خیبر بنا کر) بھیجوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت رکھتے ہیں اور وہ فرار ہونے والا نہیں ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے پاس آدمی بھیجا اور انہیں علم عطا فرمایا۔ (۱۱۷)

؎ آنکھوں میں نور دل میں بصیرت ہے آپ سے میں خود تو کچھ نہیں میری نسبت ہے آپ سے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

زمین پہ چلتا پھرتا شہید

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ گزرے تو آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا:

شَهِيْدٌ يَمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ

یہ ایک شہید ہے جو زمین پہ چل رہا ہے۔(۱۳۵)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كُنْتُ مُسْتَخْلِفًا اَحَدًا عَنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَّاسْتَخْلَفْتُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ

اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے نائب بناتا تو ابن ام عبد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔(۱۳۷)

انہی کو ارشاد فرمایا: اِذْنُكَ عَلَيَّ اَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَاَنْ تَسْمَعَ سِوَادِيْ حَتّٰى اَنْهَاكَ۔ تمہیں (میرے پاس آنے کی) ہر وقت اجازت ہے۔ تم میری راز کی باتیں بھی سن سکتے ہو جب تک میں خود تجھے منع نہ کردوں (۱۳۹)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل کے ضمن میں ارشاد فرمایا: وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ نِ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّهُمْ لِلّٰهِ وَلِقَرَابَتِهِمْ مِنِّيْ۔ اللہ کی قسم! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوگا جب تک وہ ان (اہل بیت) سے میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔(۱۴۰)

نورِ عین مصطفیٰ شاہِ حسن

نور عینِ مصطفیٰ شاہِ حسن — مظہر انوار وحدت کو سلام

☆ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے اپنے سینے کے ساتھ چمٹا کر فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ

اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر اور اس کے ساتھ محبت کرنے والے کو بھی اپنا محبوب بنا۔(۱۴۲)

اگلی حدیث میں امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما دونوں کے لئے فرمایا: جس نے ان سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی، اس نے مجھ سے دشمنی کی۔(۱۴۳)

جس قدر اصحاب و اہل بیت ہیں — ان کی شوکت اور فضیلت کو سلام

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی دعوت پر گئے۔ گلی میں حضرت امام حسین کھیل رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور اپنے ہاتھ آگے کی طرف پھیلا دیئے۔ لڑکا (امام حسین) ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہنساتے رہے حتیٰ کہ اسے پکڑ لیا۔ اپنا ایک ہاتھ اس کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا اس کے سر کے اوپر رکھ لیا۔ پھر اسے چوم کر فرمایا: حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ جس نے حسین سے محبت کی، اس نے اللہ سے محبت کی، حسین نواسوں میں سے ایک نواسا ہے۔(۱۴۴)

Marfat.com

خیرالبشر کی آنکھ کا تارا حسین ہے — زہرا کا دلارام و دلارا حسین ہے
اس کے لہو کی روشنی پھیلی افق افق — دنیا میں روشنی کا ستارہ حسین ہے
مظلومیت کو شان انا اس نے بخش دی — مظلوم آدمی کا سہارا حسین ہے
ہیبت سے ہر یزید کا چہرہ اتر گیا — جب بھی جہاں بھی کوئی پکارا حسین ہے

☆ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مُلِئَ عَمَّارٌ اِیْمَانًا اِلٰی مُشَاشِہٖ۔ عمار ایسا برتن ہے جو کہ حلق تک ایمان سے بھرپور ہے۔(۱۴۷)

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے چار محبوبوں کے ساتھ حضور علیہ السلام کو محبت کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی، ابوذر، سلمان اور مقداد رضی اللہ عنہ (۱۴۹)

رسول اللہ کا بلال بہترین بلال ہے

☆ کافروں کا صحابہ کرام پہ ظلم و ستم اور حضرت بلال کا مکہ شریف کی گھاٹیوں میں احد احد کے نعرے بلند کرنا (۱۵۰) ایک دن کسی شاعر نے حضرت بلال کی تعریف کرتے ہوئے کہا: بلال بن عبداللہ بہترین بلال ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو فرمایا: کَذَبْتَ لَا بَلْ بِلَالُ رَسُوْلِ اللّٰہِ خَیْرُ بِلَالٍ ۔تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ یوں کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلال بہترین بلال ہیں۔(۱۵۲)

آنکھ سے گرتے ہی انمول گہر ہوتا ہے — غم نصیبوں کے لئے موج ظفر ہوتا ہے
عشق میں ان کے مچلتا ہے جو آنسو خالد — اس سے آباد محبت کا نگر ہوتا ہے

☆ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی فرماتے ہیں: میں جب سے مسلمان ہوا ہوں، حضور علیہ السلام نے میری طرف جب بھی دیکھا تبسم فرمایا۔(۱۵۹)

☆ بدر والے صحابہ کی طرح بدر میں اترنے والے فرشتے بھی دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں۔(۱۶۰)

☆ اَلْخَوَارِجُ کِلَابُ النَّارِ۔ خارجی دوزخ کے کتے ہیں (۱۷۳) ان کی نشانیوں میں خاص طور پر قرآن پڑھنا اور سر منڈانا بیان فرمایا۔(۱۷۵)

دیدار خداوندی

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ۔ بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے مع اضافہ اور فرمایا: جب اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ اے اہل جنت! اللہ کے یہاں تمہارے لیے ایک وعدہ ہے جسے اب وہ پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اہل جنت کہیں گے: وہ کیا ہے؟ کیا اللہ نے ہمارے پلڑوں کو بھاری نہیں فرمایا؟ کیا ہمارے چہروں کو منور نہیں فرمایا؟ کیا ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں عطا فرمائی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پردہ اٹھادے گا اور اہل جنت اسے دیکھیں گے۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے انہیں نہ تو اس سے زیادہ محبوب کوئی شے عطا کی ہوگی اور نہ اس سے زیادہ کسی شے میں آنکھوں کی فرحت ہوگی۔ (۱۸۷)

اے خدائے جمال و زیبائی — خوب ہے تیری عالم آرائی
تو کہاں ہے کہاں نہیں ہے تو — محو حیرت ہے تاب گویائی
سب میں موجود اور سب سے جدا — کون سمجھے یہ راز تنہائی
پارہ پارہ قبائے استدلال — ریزہ ریزہ ہے دام جویائی
کیا نظر آئے ماسوا کا جہاں — دیکھ کر تیری شان یکتائی
یاس میں غم میں اور مشکل میں — تیری رحمت ہی سب کے کام آئی
اعظم اس نام سے ہے گلشن میں — زندگی تازگی و رعنائی

حضرت جابر کے والد حضرت عبداللہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات

حضرت جابر بن عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب (میرے والد) حضرت عبداللہ احد کے دن شہید کیے گئے تو میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اے جابر! کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے فرمائی۔ یحییٰ اپنی روایت میں کہتے ہیں' آپ نے فرمایا: اے جابر! میں تمہیں مغموم اور رنجیدہ پاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد شہید ہوگئے۔ انہوں نے بہت سے عیال اور کافی سارا قرض چھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ کس صورت میں اللہ نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے؟ حضرت جابر نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بغیر حجاب کے کبھی کسی سے گفتگو نہیں کی لیکن تمہارے باپ سے بغیر حجاب کے کلام کیا اور فرمایا: اے میرے بندے! تجھے کس شے کی آرزو ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے دوبارہ زندہ کر دے تاکہ تیری راہ میں دوبارہ قتل ہو جاؤں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: یہ تو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ لوگوں کو دنیا کی جانب دوبارہ لوٹایا نہ جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ! تو پھر دنیا والوں کو پیغام پہنچادے۔ فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں' انہیں مردے شمار نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔

(القرآن ۳:۱۶۹) (الحدیث ۱۹۰)

اشک کو ارمغاں سمجھتے ہیں — آپ میری زباں سمجھتے ہیں
بے قراری کو بے قراری کیا — ہم تو آرامِ جاں سمجھتے ہیں
میرے جذبوں کو تم نہ سمجھو گے — شافع عاصیاں سمجھتے ہیں

قاتل ومقتول دونوں جنت میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دو شخصوں کی طرف دیکھ کر (اپنی

Marfat.com

شان کے مطابق) ضحک فرماتا (ہنستا) ہے جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور دونوں جنت میں داخل ہوئے۔ (وہ اس طرح کہ) ایک اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا تھا کہ شہید ہو گیا۔ پھر اس کے قاتل نے توبہ کر لی اور وہ بھی اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (تو اس طرح قاتل و مقتول دونوں جنت میں چلے گئے) (۱۹۱)

☆ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو لپیٹ کر اپنے داہنے ہاتھ میں لے لے گا (اپنی شان کے مطابق) اور فرمائے گا: اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ۔ میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ۔ (۱۹۲)

شان خدا بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللہ تعالیٰ کی شان میں) پانچ باتیں ارشاد فرمائیں۔

(۱) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّنَامَ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے اور نہ ہی سونا اس کی شان کے لائق ہے۔

(۲) يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ۔ میزان کو پست و بلند فرماتا ہے۔

(۳) يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ

دن میں ہونے والے اعمال رات سے پہلے اور رات میں ہونے والے اعمال دن سے پہلے اس کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔

(۴) حِجَابُهُ النُّوْرُ۔ اس کا پردہ نور ہے۔

(۵) لَوْ كَشَفَهٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ۔ اگر وہ اس پردے کو اٹھا دے تو اپنے سامنے کی تمام اشیاء کو جلا دے جہاں تک بھی مخلوق پر اس کی نگاہ پہنچے۔ (۱۹۵)

اگلی روایت میں ہے کہ پھر حضرت ابوعبیدہ (اس حدیث کے ایک راوی) نے یہ آیت تلاوت کی: ان بورك من فی النار ومن حولها و سبحن الله رب العالمين۔ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے اور جو اس کے اردگرد ہیں پاکی ہے اس کو جو رب ہے سارے جہانوں کا۔ (القرآن ۲۷-۸) الحدیث ۱۹۶

لائق حمد تری ذات کہ محمود ہے تو — لائق سجدہ تری ذات کہ مسجود ہے تو
انکساری مرا مقسوم کہ بندہ ہوں میں — خودنمائی ترا دستور کہ معبود ہے تو
بعد اتنا کہ کبھی آنکھ نے دیکھا نہ تجھے — قرب اتنا کہ مری جاں میں موجود ہے تو
ہے وراءِ تعین سے تری ذات قدیم — کون کہتا ہے کسی سمت میں محدود ہے تو
حسن پردے میں بھی بے پردہ نظر آتا ہے — اتنا چھپنے پہ بھی منظور ہے مشہود ہے تو
میری کیا بود کہ معدوم تھا معدوم ہوں میں — تیری کیا شان کہ موجود تھا موجود ہے تو

Marfat.com

اک اعظم ہی نہیں عاشق ناچیز ترا　　سب کا مطلوب ہے محبوب ہے مقصود ہے تو

کہاں ہیں جبارین و متکبرین؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پہ تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ زمینوں اور آسمانوں کو قیامت کے دن اپنے دست اقدس میں لے کر (اپنی شان کے مطابق) ہاتھ کو بلند کرے گا' پھیلائے گا اور فرمائے گا:

اَنَا الْجَبَّارُ اَیْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَیْنَ الْمُتَکَبِّرُوْنَ

میں ہوں جبار' کہاں ہیں (دنیا کے) جبار و متکبر۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دائیں بائیں ملاحظہ فرماتے جاتے جبکہ منبر مبارک ہل رہا تھا اور مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ منبر حضور علیہ السلام سمیت الٹ نہ جائے۔ (۱۹۹)

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کل یوم ھو فی شان کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ایک شان یہ ہے۔ اَنْ یَّغْفِرَ ذَنْبًا وَّیُفَرِّجَ کَرْبًا وَّیَرْفَعَ قَوْمًا وَّیَخْفِضَ اٰخَرِیْنَ ۔ کہ وہ گناہ معاف کرتا ہے' مصیبت کو دور فرماتا ہے' ایک قوم کو بلند اور دوسری کو پست فرماتا ہے۔ (۲۰۲)

☆ جو اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے اور لوگ اس پہ عمل کریں تو اس کے لئے اس کا اپنا بھی اجر ہوگا اور جتنے لوگ اس پہ عمل کریں گے ان کا اجر بھی ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں کمی کی جائے۔ ایسے ہی جو برا طریقہ رائج کرے گا اور لوگ اس پہ عمل کریں گے تو اس کا اپنا گناہ بھی اس کے سر ہوگا اور جتنے لوگ اس پہ عمل کریں گے ان کا گناہ بھی اس کے سر ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کمی کی جائے (۲۰۴ تا ۲۰۷) اسی طرح جس نے کسی مردہ سنت کو زندہ کیا یا بدعت کو ایجاد کیا' اس کے بارے میں بھی یہی فرمایا گیا۔ (۲۱۰-۲۰۹)

قرآن والے ہی اللہ والے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے کچھ لوگ اللہ والے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: هُمْ اَهْلُ الْقُرْاٰنِ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ۔ قرآن والے ہی اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔ (۲۱۵)

☆ حضرت عمر کے دور میں ایک غلام کو قرآن زیادہ جاننے کی بنا پر افسر مقرر کر دیا گیا جو کہ کتاب اللہ کا قاری' فرائض کا عالم اور اچھا فیصلہ کرنے والا تھا۔ (۲۱۸)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوذر! صبح کے وقت کتاب اللہ کی ایک آیت کا سیکھنا تمہارے سو رکعات (نوافل) پڑھنے سے بہتر ہے اور صبح کے وقت علم کا کوئی باب سیکھ کر خواہ اس پہ عمل کر سکو یا نہ کر سکو تو تمہارے لیے ایک ہزار رکعات (نوافل) پڑھنے سے بہتر ہے۔ (۲۱۹)

Marfat.com

اس قدر کون محبت کا صلہ دیتا ہے | اسکا بندہ ہوں جو بندے کو خدا دیتا ہے
جب اترتی ہے مری روح میں عظمت اسکی | مجھ کو مسجود ملائک کا بنا دیتا ہے
رہنمائی کے یہ تیور ہیں کہ مجھ میں بس کر | وہ مجھے میرے ہی جوہر کا پتا دیتا ہے
اسکے ارشاد سے مجھ پہ مرے اسرار کھلے | کہ وہ ہر لفظ میں آئینہ دکھا دیتا ہے
ظلمت دہر میں جب بھی میں پکاروں اسکو | وہ میرے قلب کی قندیل جلا دیتا ہے
وہی نمٹے گا مری فکر کے سناٹوں سے | بت کدوں کو جو اذانوں سے بسا دیتا ہے
وہی سرسبز کرے گا مرے ویرانوں کو | آندھیوں کو بھی جو کردار صبا دیتا ہے
قصر وایواں سے گزر جاتا ہے چپ چاپ ندیمؔ | در محمد ﷺ کا جب آئے تو صدا دیتا ہے

(احمد ندیمؔ قاسمی)

ایک حدیث کے لئے مدینہ سے دمشق تک کا سفر

حضرت کثیر بن قیس کہتے ہیں: میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے ابوالدرداء! میں آپ کے پاس مدینۃ الرسول سے ایک حدیث کے لئے آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسے بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے دریافت فرمایا: کسی کاروبار کی غرض سے تو نہیں آئے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ ابوالدرداء نے سوال کیا: شائد کوئی اور غرض ہو؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ حضرت ابوالدرداء نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جو علم کی تلاش میں راستہ طے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور فرشتے طالبِ علم سے خوش ہو کر اپنے پروں کو بچھاتے ہیں۔ زمین اور آسمان میں جتنی چیزیں ہیں اس کے لئے استغفار کرتی ہیں حتیٰ کہ پانی میں مچھلی بھی اور عالم کو عابد پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسے ستاروں پر چاند کو حاصل ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں' انبیاء ورثہ میں نہ دینار چھوڑتے ہیں نہ درہم وہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں جس نے اسے لیا اس نے ایک بڑا حصہ حاصل کرلیا۔ (۲۲۳)

☆ مسجد میں دو حلقے لگے ہوئے تھے۔ ایک تلاوت و دعا میں مصروف تھا اور دوسرا تعلیم و تعلم میں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو بھلائی پر قرار دیا لیکن خود اس حلقہ میں تشریف فرما ہو گئے جو تعلیم و تعلم میں مصروف تھا اور فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا۔ مجھے بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (۲۲۹)

معلم خدائی کے جوبن کے آئے | جھکے جن کے آگے سب اپنے پرائے

دین کی بات (حدیث) دوسروں تک پہنچانے والے کو حضور علیہ السلام کی دعا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيهٍ وَّرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش رکھے جو میری ایک بات سنے اور دوسرے تک پہنچائے کیونکہ بہت سے فقہ کی معلومات رکھنے والے خود فقیہ نہیں ہوتے اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیان کرنے والا اتنا سمجھدار نہیں ہوتا جتنا کہ وہ جس کے سامنے بیان کیا جارہا ہے۔

علی بن محمد راوی نے اس روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ تین باتوں میں کسی مسلمان کو خیانت نہیں کرنی چاہیے۔

(۱) خلوص کے ساتھ نیک عمل کرنا۔

(۲) حکام کو نصیحت کرنا۔

(۳) مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا۔ (۲۳۰)

اس حدیث کی بعض روایات میں یہ لفظ بھی ہے۔ تروتازہ رکھے اللہ تعالیٰ اس شخص کو جس نے میری بات کو سنا فوعاھا اور اس کو یاد رکھا۔ ثُمَّ بَلَّغَهَا عَنِّیْ۔ پھر میری طرف سے آگے پہنچایا۔ (۲۳۶) بعض روایات میں ہے: لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلَّغٍ یُبَلِّغُهُ اَوْعٰی لَهٗ مِنْ سَامِعٍ۔ حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب کو یہ باتیں پہنچادے کیونکہ بہت سارے لوگوں کے پاس احادیث پہنچائی جاتی ہیں اور وہ سننے والوں سے زیادہ محفوظ رکھتے ہیں۔ (۲۳۳) بعض میں اوعیٰ کی بجائے احفظ من سامع کے الفاظ ہیں۔ (۲۳۲)

خیر والے اور شر والے لوگ

☆ بھلائی کو پھیلانے والے کے لئے حضور علیہ السلام کی دعا اور برائی کو پھیلانے والے کیخلاف حضور علیہ السلام کی دعا۔

اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِیحَ لِلْخَیْرِ مَغَالِیقَ لِلشَّرِّ وَاِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِیحَ لِلشَّرِّ مَغَالِیقَ لِلْخَیْرِ فَطُوبٰی لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِیحَ الْخَیْرِ عَلٰی یَدَیْهِ وَوَیْلٌ لِّمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِیحَ الشَّرِّ عَلٰی یَدَیْهِ (۲۳۷)

بے شک لوگوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو بھلائی کی چابیاں، برائی کے تالے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو برائی کو پھیلانے والے اور بھلائی کو بند کرنے والے ہیں۔ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کے ہاتھ پہ اللہ تعالیٰ نے خیر کے دروازے کھولے ہیں اور اس شخص کے لئے بربادی ہو جس کے ہاتھ پہ شر کے دروازے کھولے گئے ہیں۔

سات قسم کی نیکیاں موت کے بعد بھی کام آئیں گی

یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ سات نیکیاں مندرجہ ذیل ہیں کہ جن کے بارے میں فرمایا: یَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ

(۱) علم جس کی تعلیم دیتا رہا اور پھیلاتا رہا (۲) نیک لڑکا جسے وہ چھوڑ کر مرا (۳) قرآن پاک جس کا اس نے کسی کو وارث بنایا (۴) مسجد جو تعمیر کر گیا (۵) مکان جو اس نے مسافروں کے لئے بنایا (۶) نہر جو اس نے جاری کی (۷) صدقہ جو اس نے صحت کی حالت میں دیا ہو۔ (۲۴۲)

Marfat.com

☆ سب سے بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم کی بات سیکھ کر دوسرے مسلمان کو سکھائے۔ (۲۴۴)

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ يَّتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمِ عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمُهُ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں کا چلنا آپ کو ناگوار گزرتا چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بیٹھ جائے تاکہ وہ لوگ آگے نکل جائیں اور آپ کے دل میں فخر پیدا نہ ہو۔ (۲۴۵) یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی اجازت وحکم اور آپ کی رضا کے حصول کے لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے آگے آگے چلتے جبکہ فرشتے آپ کے پیچھے چلتے تھے چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: كَانَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَشٰى مَشٰى اَصْحٰبُهُ اَمَامَهُ وَتَرَكُوْا ظَهْرَهُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ صحابہ کرام آپ کے آگے چلتے اور پچھلا حصہ فرشتوں کے لئے چھوڑ دیتے۔ (۲۴۶)

اشرف الانبیاء ہے ہمارا نبی — وہ نبی کون امت کا پیارا نبی
بلبلوں نے جو دیکھی ملاحت تری — گل کو صدقے میں تجھ پر اتارا نبی
تم ہو وہ حسن والے کہ اللہ نے — اپنا محبوب کہہ کر پکارا نبی
اور نبیوں کو مخصوص تھی امتیں — ہر دو عالم کا ہادی ہمارا نبی
آج یوسف بھی ان کی غلامی میں ہے — تم نے دیکھا زلیخا ہمارا نبی
ہے شفاعت کے سہرے کی سر پہ پھبن — آج دولہا بنا ہے ہمارا نبی
بحر عصیاں کے گرداب میں ناؤ ہے — ڈوبا ڈوبا مجھے دو سہارا نبی
کوچ اکبر کا جس وقت دنیا سے ہو — لب پہ جاری ہو کلمہ تمہارا نبی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

علم کے بارے میں حضور علیہ السلام کی دو دعائیں

☆ حضور علیہ السلام نے اپنی دعا میں چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی۔

(۱) اس علم سے جو نفع نہ دے (۲) اس دعا سے جو قبول نہ ہو (۳) اس دل سے جو نہ ڈرے (۴) اس نفس سے جو سیر نہ ہو (۲۵۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں اپنے رب سے یوں بھی عرض کرتے: اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ اے اللہ! جو تو نے مجھے علم دیا اس کو میرے لیے نافع بنا اور مجھے وہ علم دے جو مجھے نفع پہنچائے اور میرے علم میں اضافہ فرمایا۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ (۲۵۱)

☆ جو دنیوی مقاصد کے لئے علم حاصل کرے گا یعنی اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہوگی تو قیامت کے دن وہ شخص جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔ (۲۵۲)

☆ جو جہلاء سے لڑنے، علماء پہ فخر کرنے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے علم سیکھے وہ دوزخی ہے۔ (۲۵۳)

☆ ریاکار قراء جب الحزن میں جائیں گے جس سے جہنم روزانہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔ قراء سے مراد وہ ہیں جو امراء

Marfat.com

کے پاس جاتے ہیں اور امراء سے مراد ظالم ہیں۔ (۲۵۶) فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ دین حاصل کریں گے، قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے: ہم امیروں کے پاس اس لیے جاتے ہیں تا کہ ان سے دنیا حاصل کریں اور اپنے دین کو ان سے جدا رکھتے ہیں حالانکہ یہ نہیں ہوسکتا جیسا کہ کانٹے دار درخت سے پھل توڑیں گے تو کانٹے ضرور چبھیں گے۔ (۲۵۵)

اہل علم کے لئے حضور علیہ السلام کا فرمان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر علماء علم حاصل کر کے اسے محفوظ رکھتے اور اسے اہل لوگوں پر ہی پیش کرتے تو اہل زمانہ کے سردار بن جاتے لیکن انہوں نے دنیا حاصل کرنے کے لئے اسے دنیاداروں پر پیش کیا اس لیے ذلیل ہو گئے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ اٰخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ فِيْ اَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِيْ اَيِّ اَوْدِيَتِهَا هَلَكَ.

جس کو صرف آخرت کی فکر ہو تو اللہ تعالیٰ دنیا کے غم سے اس کو نجات دے دیتا ہے اور جو دنیوی غموں میں پریشان ہوتا رہے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں چاہے وہ کسی بھی وادی میں مرجائے۔ (۲۵۷)

☆ علم کو چھپانے والے کے منہ میں آگ کی لگام ہوگی۔ (۲۶۱ تا ۲۶۶)

اَبْوَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا (طہارت اور اسکی سنتوں کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام ایک مد پانی سے وضو فرماتے اور ایک صاع سے غسل، کسی نے حضرت عقیل بن ابی طالب سے کہا: ہمیں تو اتنا پانی کافی نہیں ہوتا تو انہوں نے جواب دیا: قَدْ كَانَ يُجْزِئُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ وَاَكْثَرُ شَعْرًا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ان کو تو کافی ہوتا تھا جو تم سے افضل واعلیٰ بھی تھے اور ان کے بال مبارک بھی (تم سے) زیادہ تھے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم (۲۶۹)

حضرت عقیل نے سائل کو کس خوبصورتی سے مسئلہ بھی بتادیا اور اپنے آقا علیہ السلام کی عظمت وشان کا تذکرہ بھی کردیا آج بھی آقا علیہ السلام کے غلاموں کا یہی طریقہ ہے کہ موضوع کوئی بھی ہو جب تک عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بیان کرلیں ان کا موضوع مکمل ہی نہیں ہوتا۔

رات ہوئی تو چمکا ہے آخر کس کا جلوہ ہے — شہروں شہروں گھوما ہوں شہر مدینہ اچھا ہے
ف نعت نہ لکھوں تو دل بھی سونا سونا لگتا ہے — ایک بلال اور ایک اویس اپنا اپنا رتبہ ہے
مانگ انہی سے جاکر مانگ جن کی گلی کا منگتا ہے — اسم محمد لکھ لکھ کر تم نے بھی کیا چوما ہے
تم کو کیا معلوم کہ کام رونے ہی سے بنتا ہے — مجھ کو تو بس اک خطہ جنت جیسا لگتا ہے
دل میں کیا مسرور ترے شہر نبی کا نقشہ ہے

Marfat.com

☆ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔ ایماندار ہی وضو کی پابندی کرتا ہے۔ یعنی ہمیشہ باوضو رہتا ہے۔(۲۷۹)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جو شخص تجھ سے یہ کہے: حضور علیہ السلام نے (ایک دفعہ مجبوری کے علاوہ) کبھی کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا' اس کو سچ نہ جاننا کیونکہ میں آپ کو ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے دیکھا ہے۔(۳۰۷)

☆ حضرت عمر کو حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا: يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرنا' اس کے بعد حضرت عمر نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا۔(۳۰۸)

شرم وحیائے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا فرمان صداقت نشان ہے۔

مَا تَغَنَّيْتُ وَلَا تَمَنَّيْتُ وَلَا مَسِسْتُ ذَكَرِيْ بِيَمِيْنِيْ مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۳۱۱)

نہ میں نے کبھی گانا گایا اور نہ جھوٹ بولا (من الامنية بمعنى الكذب كما في قوله تعالىٰ و منهم اميون لا يعلمون الكتاب الا امانى وقد اخطامن فسره بخلافه فى الحديث۔ انجاح۔ ابن ماجہ' ص ۲۷' ج ۳ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی) اور جب سے میں نے حضور علیہ السلام کی بیعت کی ہے۔ اپنا دایاں ہاتھ کبھی آلۂ تناسل کو نہیں لگایا۔

عاشقان اوزخوباں خوب تر

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے لئے جانے کا ارادہ فرمایا تو درختوں کو پیغام بھیجا (تاکہ پردے کا اہتمام ہو جائے) درخت حکم سنتے ہی آپس میں جمع ہوئے۔ پھر دوڑتے ہوئے حاضر خدمت ہو گئے اور قضائے حاجت کے بعد لوٹ جانے کا حکم سن کر واپس اپنی اپنی جگہ پہ لوٹ گئے۔(۳۳۹)

☆ اچھی طرح وضو کر کے اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبدهٗ ورسولهٗ پڑھنے والے کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں' جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔(۴۱۹)

☆ جاری نہر کے کنارے پہ ہو' تب بھی وضو میں زیادہ پانی استعمال کرنا فضول خرچی ہے۔(۴۲۴)

گناہ ختم کرنے اور نیکیاں بڑھانے والا کام

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيْدُ بِهٖ فِي الْحَسَنَاتِ

کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرماتا ہے اور نیکیاں بڑھاتا ہے؟ ہم نے عرض کیا: حضور! ضرور ارشاد فرمائیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطٰى اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ۔ تکلیف کی حالت میں پورا وضو کرنا۔ مسجد کی طرف کثرت سے جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار کرنا۔(۴۲۷)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہوئے دونوں رخساروں کو آہستہ آہستہ ملتے اور داڑھی مبارک کا نیچے کی طرف سے

Marfat.com

خلال فرماتے۔(۴۳۲)

☆ اللہ کے حکم کے مطابق وضو کرنے والے کی نمازیں درمیانی عرصہ میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں (۴۵۹)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرما کر اپنے زیب تن کیے ہوئے جبّے کو پلٹ کر چہرۂ اقدس کو پونچھا (۴۶۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ''لاجوابی''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی طرف سے فرمایا: آگ پہ پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کیا کرو تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا گرم پانی سے وضو کرلیا کریں؟ تو حضرت ابو ہریرہ نے (لاجواب ہوکر) فرمایا: اے بھتیجے! جب حضور علیہ السلام کی حدیث سنو تو اس کے سامنے مثالیں نہ دیا کرو۔(۴۸۵) اگلا پورا باب حضرت ابن عباس کے موقف کی تائید میں ہے۔

☆ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو اور دودھ پی کر کلی کرنے کا حکم (کیونکہ اس کا گوشت سخت ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کھانے کے دوران مسوڑھوں سے خون نکل آیا ہو اور دودھ میں چکناہٹ ہوتی ہے) اور بکری کا گوشت کھانے سے وضو کی ضرورت نہیں نہ ہی اس کا دودھ پینے سے کلی کی ضرورت ہے۔(۴۹۷)

☆ حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے دن ایک ہی وضو سے تمام نمازیں پڑھائیں۔(۵۰۹)

☆ وضو ہوتے ہوئے وضو کرلینے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔(۵۱۲)

☆ ناپاک چیز پانی کا مزہ، خوشبو یا رنگ بدل دے تو پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔(۵۲۱)

تیرے خُلق کو رب نے عظیم کہا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ کہنے لگا: اے اللہ! میری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرما اور دوسرے کسی کی مغفرت نہ کر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے اور فرمایا: تو نے ایک کشادہ شے کو تنگ کردیا ہے۔ پھر وہ واپس چلا گیا اور مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ اس اعرابی نے بات سمجھنے کے بعد کہا: (یعنی لوگ اس کو مارنے کے لئے جھپٹے تو آپ نے فرمایا: اس کو پیشاب کر لینے دو) میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ڈانٹا اور نہ برا بھلا کہا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد پیشاب کے لئے نہیں بنائی جاتی بلکہ اللہ کے ذکر اور نماز کے لئے بنائی جاتی ہے۔ پھر آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوا کر بذاتِ خود اس کے پیشاب پر بہادیا۔(۵۲۸ تا ۵۳۰)

عشق میں ان کے آنکھ پرنم رکھنا ان کی نسبت کو محترم رکھنا
یہ انہیں کے کرم کا شیوا ہے ہر گناہگار کا بھرم رکھنا

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر اور نیچے بھی مسح فرمایا۔(۵۵۰)

Marfat.com

☆ اگر سائل درخواست کرتا تو حضور علیہ السلام موزوں پہ مسح کی مدت کو تین دن کی بجائے پانچ دن کر دیتے۔(۵۵۳)
چنانچہ ایک سائل کے لئے سات دن کی مدت مقرر کر دی اور ساتھ فرمایا: وَمَا بَدَالَكَ جب تک تیرا دل چاہے۔(۵۵۷)

اَبْوَابُ التَّيَمُّم (تیمّم کا بیان)

☆ تیمّم کی آیت اترنے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: مَا عَلِمْتُ اِنَّكِ لَمُبَارَكَةٌ میں نہیں جانتا تھا کہ تو اتنی بابرکت ہے۔(۵۶۵) اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عائشہ! جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ قَطُّ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مَخْرَجًا وَّجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً (۵۶۸)

اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے' خدا کی قسم! جب بھی تم پر کسی قسم کی سختی نازل ہوئی' اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس سے نجات کا راستہ پیدا فرما دیا اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت پیدا فرما دی۔

نہ پوچھو کہ کیا رنگ لائے ہوئے ہیں　　یہ آنسو جو آنکھوں میں آئے ہوئے ہیں
جن آنکھوں کو خالی سمجھتے ہو ان میں　　مدینے کے منظر سمائے ہوئے ہیں

☆ تیمّم میں دوضربوں کا ذکر (۵۷۱) جبکہ ایک ضرب کے ساتھ تیمّم کا الگ باب موجود ہے۔
☆ غسل کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ لیٹ جائے تاکہ گرمائش حاصل کرلیں۔ حالانکہ زوجہ محترمہ نے ابھی غسل جنابت نہ کیا ہوتا تھا۔(۵۸۰)
☆ غسل جنابت کے بغیر سو جانے کی اجازت ہے۔(۵۸۲) وضو کر کے سونا بہتر ہے۔(۵۵۴ تا ۵۵۸) ایک سے زائد بیویوں کے ساتھ جماع کر کے آخر میں غسل کرنا (۸۹-۵۸۸) جنابت کی حالت میں وضو کر کے یا صرف ہاتھ دھو کر کھانا کھانے کی اجازت ہے۔(۹۳-۵۹۲)
☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ازواج مطہرات احتلام سے محفوظ تھیں (تبھی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ بلکہ اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کی زوجیت میں آنے والی عورت زوجیت میں آنے سے پہلے بھی احتلام سے محفوظ تھی چاہے وہ پہلے کسی کے نکاح میں ہی رہی ہو۔ جیسا کہ خود حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ پہلے ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں پھر بھی سوال کر رہی ہیں)(۶۰۰)

اٹھی جدھر نگاہ رسالت مآب کی　　ذروں کو مل گئی ضیاء آفتاب کی
اجمل ترین حسن ہے اکمل ترین وصف　　ہر بات لاجواب ہے اس لاجواب کی

محبوبہ محبوبِ ربّ العالمین (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حالت حیض میں ہوتی' ہڈی چوستی تو جہاں منہ رکھ کر چوستی' وہیں

Marfat.com

پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منہ رکھتے اور اس ہڈی کو چوسنے اور پانی پیتی تو جہاں میں نے منہ لگا کر پانی پیا ہوتا اس برتن کی اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی منہ رکھ کر پانی پیتے۔(۶۴۳)

اس حدیث سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ حائضہ عورت کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے اور اس کا جوٹھا ناپاک نہیں ہے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کمال محبت بھی معلوم ہوتی ہے اسی لیے حضرت عائشہ کو محبوبہ محبوب رب العالمین کہا گیا ہے۔

ہر ہر ادا ہے سورۂ قرآں لیے ہوئے — کیا بات ہے جناب رسالت مآب کی
دل بھی دیا تو میں نے خدا کے حبیب کو — تقدیر جاگ اٹھی میرے انتخاب کی

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب' پاخانہ روک کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا (یہ حدیث مجموعہ صحاح ستہ میں نہیں ہے بلکہ پورا باب ہی نہیں جس میں چار احادیث ہیں۔ اصل ابن ماجہ کے ص ۴۸ پہ یہ حدیث ہے۔ باب ماجاء فی النھی للحاقن ان یصلی)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن کو اپنے کندھوں پہ اٹھائے ہوئے تھے جبکہ حضرت حسن کا لعاب حضور علیہ السلام کے کپڑوں پہ بہہ رہا تھا۔(۶۵۸)

لعاب دہن میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پانی کا ایک ڈول لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کلی فرمائی: فَمَجَّ فِيهِ مِسْكًا اَوْ اَطْيَبَ مِنَ الْمِسْكِ۔ تو اس سے کستوری یا کستوری سے بھی بڑھ کر خوشبو آنے لگی۔(۶۵۹)

ابن ماجہ ص ۴۸' حاشیہ ۷ پہ اس حدیث کے تحت ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بعض ایسے کنوؤں میں کلی فرمائی جن کا پانی کھارا (نمکین) تھا۔ فعذب ماء ھا بعد ان کان مالحا۔ تو پانی میٹھا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ لان فیه ایذاء للمسلمین۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کے لئے تکلیف ہے۔ بوجہ اس کے کہ طبعاً یہ چیز لوگ پسند نہیں کرتے اور اگر کوئی بزرگ ایسا کرے کہ جس سے لوگ تبرک وشفا حاصل کرتے ہیں اور اس کے ایسا کرنے میں حرج نہیں سمجھتے۔ فلا باس لعدم علة النھی۔ تو اس میں حرج نہیں کیونکہ نہی کی علت اس میں نہیں پائی گئی۔

☆ وضو میں ناخن کے برابر بھی جگہ خشک رہ جانے پر وضو ونماز لوٹانے کا حکم دیا گیا۔(۶۶۶)

كِتَابُ الصَّلٰوةِ (نماز کا بیان)

نمازوں کے اوقات کا مسئلہ پوچھنے والے کو دو دن انتظار کرایا گیا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے اوقات نماز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: دو دن نماز ہمارے ساتھ پڑھو۔ جب زوال (یعنی نماز کا وقت ہوا) ہوا تو آپ نے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا' پھر تکبیر کا حکم دیا نماز ظہر پڑھی' پھر عصر کے لئے کھڑے ہوئے تو سورج بلندی پر تھا' سفید اور صاف تھا۔ مغرب سورج غروب ہوتے ہی پڑھائی اور عشاء اس وقت جب شفق غائب ہوگئی اور صبح کی نماز اس وقت پڑھائی جب اس وقت جب صبح صادق ہوئی۔ دوسرے روز ظہر کی نماز خوب ٹھنڈے وقت پر پڑھائی۔ عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ سورج اگرچہ اونچا تھا لیکن پہلے روز کے مقابلے میں ڈھل چکا تھا۔ مغرب کی نماز شفق غائب ہونے سے پہلے پڑھائی۔ عشاء کی نماز تہائی رات گزر جانے کے بعد اور صبح کی نماز جب روشنی پھیل گئی۔ پھر فرمایا: سائل کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح تم نے دیکھا نمازوں کا وقت اس کے درمیان ہے۔ (۶۶۷)

یقیناً سائل یہ کہتا ہوا واپس گیا ہوگا کہ

نقش قدم پاک پہ سجدوں کی بدولت — انوار سے معمور جبیں لے کے چلا ہوں
ہر چند گنہگار ہوں اے رحمت عالم — پر تیری شفاعت کا یقیں لے کے چلا ہوں

(عبدالعزیز شرقی)

☆ نماز فجر کو خوب روشنی میں (لیکن طلوع آفتاب سے پہلے پہلے) پڑھنا اجر کو زیادہ کرتا ہے۔ (۶۷۲)

☆ (گرمیوں میں) نماز ظہر کو خوب ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے دھکائے جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ (۶۸۰)

☆ صلوٰۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے۔ (۶۸۶-۶۶۴)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کو موخر کرنا پسند فرماتے اور اس سے پہلے سونے کو اور بعد میں باتیں کرنے کو معیوب سمجھتے تھے۔ (۷۰۱)

اَبْوَابُ الْاَذَانِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا (اذان اور اس میں سنت کا بیان)

☆ سب سے پہلی اذان حضرت بلال نے پڑھی۔ اپنی بلند آوازی کی وجہ سے۔ حضرت عبداللہ بن زید کو جو اذان خواب میں بتائی گئی اس میں ترجیع نہیں ہے۔ جب عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں حضرت عمر پہ سبقت لے گئے تو اس واقعہ کے متعلق انہوں نے یہ اشعار کہے۔

اَحْـمَـدُ اللّٰـهَ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْ — رَامِ حَـمْـدًا عَلَى الْاَذَانِ كَثِيْرًا
اِذْ اَتَـانِـىْ بِـهِ الْبَشِيْرُ مِنَ اللّٰ — هِ فَـاَكْـرِمْ بِـهِ لَـدَىَّ بَشِيْـرًا
فِـىْ لَيَـالٍ وَّالَـى بِهِنَّ ثَـلٰـثٍ — كُـلَّـمَـا جَـاۤءَ زَادَنِـىْ تَوْقِيـرًا

Marfat.com

ترجمہ: مجھ کو اذان سکھائی میرے ذوالجلال نے — احسان ہوا خاص رب قدیر کا
بھیجا سکھانے اپنے فرشتے کو تین رات — رتبہ خدا بڑھائے اس اپنے بشیر کا
وہ تین رات آ کے سکھاتا رہا مجھے — اعزاز یوں بڑھاتا رہا اس فقیر کا

☆ حضرت بلال نے صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیرٌ من النوم کا اضافہ کیا تو حضور علیہ السلام نے اسے قائم رکھا۔ (۷۰۷)

لہٰذا شیعہ حضرات کا یہ کہنا کہ یہ اضافہ حضرت عمر نے اذان میں کیا' غلط بات ہے حضرت عمر کو جب حضرت بلال نے یہ الفاظ بول کر اُٹھایا تو انہوں نے فرمایا: اجعلها فی الاذان۔ یہ الفاظ اذان میں ہے رہنے دے۔

☆ اذان کی نقلیں اتارنے والے (ابو محذورہ) موذن مقرر کر دیئے گئے اور ان کے دل میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نفرت تھی' وہ محبت میں تبدیل ہو گئی۔ (۷۰۸)

☆ اذان میں کانوں کے اندر انگلیاں ڈالنے کا حکم کہ اس سے آواز بلند ہو جاتی ہے۔ (۷۱۰)

☆ مَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ۔ جو اذان دے وہی اقامت بھی کہے (الا یہ کہ وہ خود کسی اور کو اجازت دے' صراحتاً یا کنایۃً کہ دوسرے کے اقامت کہنے پہ ناراض نہ ہو) (۷۱۶)

گناہ معاف' شفاعت حلال

☆ اذان سننے کے ساتھ یہ الفاظ کہنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهدان محمدا عبده ورسوله رضيت بالله ربا و بالاسلام دنيا و بمحمد نبيا (۷۲۱) اور اذان کی دعا پڑھنے سے قیامت کے دن شفاعت حلال ہو جاتی ہے۔ (۷۲۲)

☆ مؤذن (کے ایمان) کی گواہی انسان' جن اور شجر و حجر دیں گے' جس نے بھی اذان کی آواز سنی۔ (۷۲۳)

☆ بہترین لوگ اذان پڑھیں اور قاری امامت کروائیں۔ (۷۲۶)

☆ ہر اذان پہ ساٹھ نیکیاں اور ہر اقامت پہ تیس نیکیاں (۷۲۸)

☆ اذان ہو جانے کے بعد بلا ضرورت (واپس نہ آنے کے ارادے سے) مسجد سے نکلنے والا منافق ہے۔ (۷۳۷)

اَبْوَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ (مسجدوں اور نماز با جماعت کا بیان)

☆ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کی مثل جنت میں گھر بنائے گا۔ (۳۶-۷۳۵)

☆ جو مسجد سے غلاظت کو دور کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (۷۵۷)

☆ سب سے پہلے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے مسجد میں چراغ روشن کیا۔ (۷۶۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ

Marfat.com

لِی ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۔اور جب مسجد سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے :بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ (۷۷۱)ایک روایت میں داخل ہوتے وقت حضور علیہ السلام پہ سلام بھیج کر یہ دعا پڑھنے کا حکم ہے:اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھے:اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (۷۷۲)اور ایک روایت میں نکلتے ہوئے اس دعا کا ذکر ہے۔اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرما۔(۷۷۳)

ستر ہزار فرشتوں کی دعائے مغفرت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے (ہر قدم پہ اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک برائی مٹادی جاتی ہے۔۷۷۷)اور یہ دعا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَاَسْاَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَّخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاَسْاَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔(۷۷۸)

☆ اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والے خدا کی رحمت میں غوطہ زن ہونے اور ان کو قیامت کے دن نور کامل کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔(۸۱-۸۰-۷۷۹)

☆ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ سے مراد ان نمازیوں کے قدموں کا ثواب ہے جو دور سے مسجدوں کی طرف آتے ہیں۔(۷۸۴)

☆ جو اذان کی آواز سنے اور بغیر عذر کے مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز نہ پڑھے اس کی نماز قبول نہیں۔(۷۹۳)

☆ اگر لوگ جان لیں کہ صبح اور عشاء کی نمازوں میں کتنا ثواب ہے تو ضرور (نماز باجماعت میں) شامل ہوں اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر اور یہ دو نمازیں منافقوں پر بھاری ہیں۔(۹۷-۷۹۶)

☆ چالیس روز تک ہر نماز جماعت سے پڑھنے والا کہ اس کی عشاء کی نماز کی پہلی رکعت جماعت سے نہ چھوٹے۔اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ سے نجات لکھ دیتا ہے۔(۷۹۸)

اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر ومباہات فرماتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مغرب کی نماز ادا کی' جو حضرات بیٹھنے والے تھے وہ بیٹھے رہے اور جو جانے والے تھے وہ چلے گئے ۔حضور علیہ السلام اس قدر تیزی سے تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سانس مبارک پھولی ہوئی تھی پھر آپ نے اپنے بابرکت گھٹنوں کے بل بیٹھ کر (بیٹھنے والوں سے) ارشاد فرمایا:

اَبْشِرُوْا هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ السَّمَآءِ يُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلٰٓئِكَةَ يَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰی

Marfat.com

عِبَادِیْ قَدْ قَضَوْا فَرِیْضَةً وَّهُمْ یَنْتَظِرُوْنَ اُخْرٰی
خوش ہو جاؤ تمہارے رب نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا ہے اور فرشتوں کے سامنے تمہارا ذکر کر کے فخریہ فرما رہا ہے! دیکھو میرے ان بندوں کی طرف جو ایک فرض ادا کر کے دوسرے کی انتظار میں بیٹھے ہیں۔(۸۰۱)

☆ مسجدوں کو آباد کرنے سے مراد ان میں حاضری کی عادت ڈالنا ہے۔(۸۰۲)

اَبْوَابُ اِقَامَةِ الصَّلٰوٰتِ وَالسُّنَّةِ فِیْهَا

(نمازوں کو قائم کرنا اور ان میں سنتوں کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے۔اسی طرح حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی (۸۱۳)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھتے تھے۔(۸۱۸) اور فجر وظہر میں پہلی رکعت کو لمبا اور دوسری کو مختصر فرماتے۔(۸۱۹)

☆ نماز باجماعت کے دوران صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی طرف دیکھتے (۸۲۶) داڑھی کی حرکت کو وہی بیان کر سکتا ہے جو دیکھ رہا ہو۔

گویا عبادت خدا کی ہو رہی تھی اور زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض لوگوں کی نماز تو نبی علیہ السلام کا خیال آنے سے خراب ہو جاتی ہے ان کو چاہیے کہ صحابہ کرام کے اس عمل سے روشنی حاصل کریں۔

ذرا جالیوں کے قریں دیکھتے — تو آنکھوں سے عرش بریں دیکھتے
وہ جلوہ ہے کتنا حسیں دیکھتے — کبھی ہم بھی مہر مبین دیکھئے
نوازش کی اُٹھتی ہے جب بھی نظر — وہ اپنے پرائے نہیں دیکھتے
مدینے میں سجدے ادا کر کے تم — کبھی آئینے میں جبیں دیکھتے
زمیں پر کبھی پاؤں ٹکتے نہیں — مدینے کی کیسے زمیں دیکھتے
مکاں دیکھ کر آج دل شاد ہے — اگر ہم مکاں کے مکیں دیکھتے
انہیں رنگ و بو کا احساس کیا — جو خواب مدینہ نہیں دیکھتے
عجب رنگ تھے بکھرے بکھرے ہوئے — کہیں سے گزرتے کہیں دیکھتے
کبھی کاش مسرور روتے ہوئے — مجھے رحمتِ عالمیں دیکھتے

☆ تعلیم امت کے لئے ظہر وعصر کی نماز میں کوئی آیت بلند آواز سے پڑھی جا سکتی ہے۔(۳۰-۸۲۹)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت و آواز سب سے اچھی تھی۔(۸۳۵)

Marfat.com

نماز میں امام کے پیچھے قرأت کا مسئلہ

اگر امام کے پیچھے ہو تو دل میں فاتحہ پڑھا کرو' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ لہٰذا زبان سے پڑھنے کی اجازت نہ ہوئی۔(۸۳۸)

☆ فرضوں کی آخری دو رکعات میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھی جائے۔(۸۴۴)

☆ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا (۸۴۶-۴۷)

☆ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ۔

جس کا امام ہو تو امام کی قرأت ہی مقتدیوں کی قرأت ہے۔(۸۵۰)

☆ جس کی امین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو گئے۔(۸۵۲) دو سجدوں اور ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کا ذکر (۸۶۴-۶۵) ان روایات پہ غیر مقلدین بھی عمل نہیں کرتے حالانکہ دونوں احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مروی ہیں۔مزید یہ کہ رفع یدین میں ہاتھ کانوں تک اٹھانے چاہیں نہ کہ کندھوں تک۔(۸۶۸)

☆ جو رکوع وسجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ رکھے اس کی نماز مکمل نہیں۔(۸۷۰) (یہ تعدیل ارکان کے وجوب کی دلیل ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں اپنی پشت کو اتنا سیدھا رکھتے کہ اگر پانی ڈالا جاتا تو وہیں رک جاتا۔(۸۷۲) اور سجدے میں بازو اس قدر پھیلاتے کہ اگر بکری کا بچہ گزرنا چاہتا تو گزر جاتا (۸۸۰) (لہٰذا سجدے میں بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھا جائے) اور سجدہ سے اٹھتے ہوئے گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھاتے (۸۸۲)

☆ حضور علیہ السلام رکوع وسجدہ میں تین تین بار تسبیح کہتے (۸۸۸)

وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ یہ کم از کم مقدار ہے البتہ اس سے سجدہ مکمل ہو جاتا ہے۔(۸۹۰)

☆ فرمایا: جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

(مَنْ نَّسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ (۹۰۸)

دو کاموں کو عادت بنانے سے جنت میں داخلہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو عادتوں کو اگر بندہ اپنا لے گا تو جنت میں داخل ہوگا۔وہ دونوں آسان بھی ہیں اور بلحاظ عمل قلیل بھی ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ' دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں انگلیوں پہ گنتے دیکھا ہے اور فرمایا: یہ پڑھنے میں ایک سو پچاس ہیں اور میزان میں ایک ہزار پانسو اور جب بستر پہ لیٹے تو سو مرتبہ سبحان اللہ' الحمد للہ اور اللہ اکبر کہے تو یہ زبان پر سو بار ہوگا اور میزان میں ایک ہزار بار۔تم میں سے کون ایسا ہے جو دن میں روزانہ دو ہزار پانسو برائیاں کرتا ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: انہیں کیسے گنا جا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی نماز میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے فلاں فلاں بات یاد کر اور

Marfat.com

نماز بھلا دیتا ہے۔اسی طرح جب سونے کے لئے لیٹتا ہے تو شیطان یہ عمل اسے بھلا دیتا ہے اور وہ سو جاتا ہے۔(۹۲۶)

☆ نماز کے بعد امام کو دائیں اور بائیں جانب منہ پھیر کر بیٹھنے کی اجازت ہے(۹۳۱)

☆ اَلْکَلْبُ الْاَسْوَدُ شَیْطَانٌ۔سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔(۹۵۲)

☆ امام سے پہلے (رکوع، سجدے سے) سر اٹھانے والا کے لئے ڈر ہے کہ کہیں اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح نہ بنا دیا جائے۔(۹۶۱)

تین شخصوں کی نماز قبول نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین شخص ایسے ہیں جن کی نماز سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی (یعنی بالکل قبول نہیں ہوتی)

(۱) رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّهُمْ لَهٗ کَارِهُوْنَ۔وہ بندہ جو قوم کی امامت کرائے اور قوم (کسی شرعی عیب کی وجہ سے اسے) ناپسند کرتی ہو۔

(۲) وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ۔وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔

(۳) وَاِخْوَانِ مُتَصَارِمَانِ۔دو بھائی (مسلمان) جو باہم ناراض ہوں۔(۹۷۱)

☆ امام کے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو عاقل بالغ (اہل علم و تقویٰ) ہوں۔چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کو اپنے قریب رکھتے تا کہ لوگ ان سے دین اخذ کریں۔(۹۷۸-۷۷-۹۷۶)

☆ امام اچھا (یعنی اچھی طرح نماز پڑھانے والا) ہوگا تو اس کو بھی ثواب ہوگا اور مقتدیوں کو بھی ورنہ دونوں کے لئے وبال ہے۔(۹۸۱)

لوگوں پہ یہ زمانہ آ چکا

حضرت خرشہ کی بہن حضرت سلامہ بنت حر بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو میں نے خود سنا۔

یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَقُوْمُوْنَ سَاعَةً لَا یَجِدُوْنَ اِمَامًا یُّصَلِّیْ بِهِمْ۔لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ انتظار کے باوجود بھی انہیں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا کہ جو انہیں نماز پڑھا سکے۔(۹۸۲) چنانچہ یہ دور آ چکا ہے کہ مسجد بھری ہوئی ہو اور مقرر امام موجود نہ ہو تو بھری مسجد میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوتا جو مصلے پہ کھڑا ہو کر لوگوں کی امامت کر سکے۔

☆ ایک صحابی (حضرت عثمان بن ابی العاص) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری بات فرمائی وہ یہ تھی: اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمْ۔جب تو قوم کی امامت کرائے تو نماز مختصر پڑھانا۔(۹۸۸)

☆ بچوں کے رونے کی آواز سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو مختصر فرما دیتے (کیونکہ ان کی مائیں حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کر رہی ہوتی تھیں)(۹۱-۹۰-۹۸۹)

Marfat.com

فرشتے خدا کے سامنے کس طرح صفیں بناتے ہیں

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلَا تُصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھَا

تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صفیں بناتے ہیں؟ عرض کیا گیا: فرشتے کس طرح رب کے سامنے صفیں بناتے ہیں۔ فرمایا: پہلی صف کو مکمل کرنے کے بعد دوسری صف بناتے ہیں اور درمیان میں فاصلہ نہیں چھوڑتے۔ (۹۹۲)

حضور علیہ السلام نے صفوں کو سیدھا کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ۔

صفوں کو سیدھا کرنا نماز کے مکمل ہونے سے شامل ہے۔ (۹۹۳)

مزید فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ وَمَنْ سَدَّ فُرْجَۃً رَّفَعَہُ اللّٰہُ بِھَا دَرَجَۃً۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کو ملانے والوں پہ رحمت بھیجتے ہیں اور جو جگہ کو پُر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے۔ (۹۹۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف والوں کے لئے ایک مرتبہ بخشش کی دعا کی۔ (۹۹۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف والوں کے لئے ایک مرتبہ بخشش کی دعا کی۔ (۹۹۶)

فرمایا: اگر پہلی صف والوں کو معلوم ہو جائے (کہ اس میں کتنا ثواب ہے) تو اس کے لئے قرعہ اندازی کریں۔ (۹۹۸)

فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف میں دائیں طرف کھڑے ہونے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ (۱۰۰۵)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش پہ مقام ابراہیم پہ نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ (۱۰۰۹)

قبلہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ بعد میں قبلہ بیت اللہ سے تبدیل کر دیا گیا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ حضور علیہ السلام کو مدینہ میں داخل ہوئے دو ماہ ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت المقدس کی جانب نماز پڑھتے تھے تو اپنا چہرہ آسمان کی جانب اٹھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ کی خواہش کعبہ ہے۔ ایک بار جبرائیل علیہ السلام آسمان سے آئے اور آپ کی نگاہ اُدھر لگی ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قد نری تقلب وجھك فی السماء۔ ہمارے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: قبلہ کعبہ سے بدل گیا ہے اور ہم دو رکعت بیت المقدس کی جانب پڑھ چکے تھے اور رکوع میں تھے۔ ہم گھوم گئے اور

Marfat.com

نماز کعبہ کی جانب پوری کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے فرمایا: ہماری ان نمازوں کا کیا ہوگا جو ہم نے بیت المقدس کی جانب پڑھی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم (۱۰۱۰)

قبلہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض
جس طرح رُخ وہ موڑ دیتے ہیں
جس طرف وہ نظر نہیں آتے
ہم وہ رستہ ہی چھوڑ دیتے ہیں

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نعلین مبارک اور موزے پہن کر بھی نماز ادا فرمائی اور ننگے پاؤں بھی (۳۹-۱۰۳۸)

☆ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بال گوندھ کر نماز پڑھتے ہوئے حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع نے دیکھا تو ان کے بالوں کو کھول دیا اور عرض کیا: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَاقِصٌ شَعْرَهٗ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو بال گوندھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۱۰۴۳)

ہماری نماز اور حضور علیہ السلام کی نماز

ہمیں فرمایا گیا کہ نماز میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف نہ اٹھاؤ ورنہ اندھے کر دیئے جاؤ گے۔ لَا تَرْفَعُوْا اَبْصَارَكُمْ اِلَى السَّمَآءِ اَنْ تَلْتَمِعَ (۱۰۴۴)

مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَّرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ۔ (حتی اشتد قوله فی ذلك) لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَيَخْطَفَنَّ اللّٰهُ اَبْصَارَهُمْ ۔ (۱۰۴۴)

لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَّرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ اَوْ لَا تَرْجِعُ اَبْصَارُهُمْ (۱۰۴۵)

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں اپنا چہرۂ انور آسمان کی طرف کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد نری تقلب وجھك فی السماء۔ اے پیارے ہم تیرے چہرے کا آسمان کی طرف اٹھنا تکتے رہتے ہیں۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک

آنکھ گلابی مست نظر ہے
اللہ ہی جانے کون بشر ہے
گیسوئے مشکیں، روح مزمل
رخ یٰس طلوع نور سحر ہے
ماتھے پہ ہے روشن سہرا
جلوہ رنگین حسن قمر ہے
ابروئے عالی آیۂ قرآں
سینۂ اقدس کان گہر ہے
مہر نبوت پشت پناہی
مسند یزداں آپ کا گھر ہے
حورو ملائک، حاضر خدمت
عرش معلّی راہگذر ہے
چاند ستارے نقش کف پا
منزل ہستی گرد سفر ہے
غار حرا تھی اس کی کمائی
ساری خدائی جس کا ثمر ہے
نام محمد جگ اجیا لا
لوگ کہیں جسے کملی والا

(ساغر صدیقی)

Marfat.com

★ نمازیوں کے حسین وجمیل عورت کو (رکوع کرتے وقت بغلوں کے نیچے سے) دیکھنے پہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المتاخرین۔ اور ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور پچھلوں کو بھی۔ (۱۰۴۶)

★ حضور علیہ السلام کے ایک کپڑے میں لپیٹ کر نماز ادا فرمائی۔ (۱۰۵۱)

ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا قَرَاَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُوْلُ يَا وَيْلَهٗ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ (۱۰۵۲)

جب بندہ آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہو جاتا ہے اور کہتا ہے افسوس ابن ادم کو سجدہ کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا میں نے انکار کیا تو میرے لیے دوزخ ہے۔

★ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب سے پہلا جمعہ ادا کیا (جبکہ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف نہیں لائے تھے) اور تا زندگی جب بھی جمعہ کی اذان سنتے تو حضرت اسعد بن زرراہ کے لئے دعا کرتے۔ (۱۰۸۲)

★ جمعہ کا مقام ومرتبہ اللہ کے ہاں عید اور بقر عید سے بھی بڑھ کر ہے۔ (۱۰۸۳)

★ اللہ تعالیٰ نے زمین پہ نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔ (۱۰۸۵)

★ جمعہ کے لئے غسل کر کے مسجد میں جلدی آ کر امام کے قریب بیٹھ کر خطبہ سننے والا اور کوئی بے ہودہ حرکت نہ کرنے والے کے لئے ایک سال کے روزوں اور رات کے نفلوں کا ثواب ہے۔ (۱۰۸۷)

★ قیامت کے دن جمعہ میں آمد کے مطابق لوگ اللہ کے قریب بیٹھیں گے۔ سب سے قریب وہ جو جمعہ کے لئے پہلے آیا پھر دوسرا پھر تیسرا۔ (۱۰۹۴)

★ صحابہ کرام جمعہ کے بعد قیلولہ کیا کرتے۔ (۱۱۰۲)

★ حضور علیہ السلام نے سیاہ عمامہ شریف باندھ کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ (۱۱۰۴)

★ منبر پہ چڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم کہا کرتے۔ (۱۱۰۹)

★ جس نے دن میں بارہ رکعات (سنت موکدہ) پڑھیں اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔ (۱۱۴۲)

ایک حدیث کے معاوضہ میں مسجد بھر سونا

عاصم بن ضمرہ سلولی کہتے ہیں: ہم نے حضرت علی سے دریافت کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دن میں کتنے نفل پڑھتے تھے؟

Marfat.com

انہوں نے فرمایا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہم نے عرض کیا: آپ بتا دیجئے جتنی طاقت ہوگی ہم پڑھ لیں گے۔ حضرت نے فرمایا: نبی کریم علیہ السلام جب صبح کی نماز پڑھتے تو جب سورج اتنا بلند ہو جاتا جتنا شام کو عصر کے بعد مغرب سے قبل ہوتا تو دو رکعت پڑھتے پھر جب سورج خوب بلند ہو جاتا تو چار رکعت پڑھتے پھر زوال کے بعد ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے۔ دو ظہر کے بعد اور چار عصر سے پہلے دو سلاموں کے ساتھ کہ جن میں ملائکہ انبیاء اور مومنین پر سلام بھیجتے۔ یہ سولہ رکعتیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن میں پڑھتے لیکن ان پر آپ نے مداومت بہت کم فرمائی ہے۔ وکیع کا بیان ہے کہ میرے والد ماجد اس میں اتنا اضافہ کرتے کہ حبیب بن ابی ثابت کہتے ہیں میں نے ابو اسحاق سے کہا کاش اس حدیث کے معاوضہ میں میرے پاس اس مسجد بھر سونا ہوتا تو میں آپ کو پیش کرتا۔ (۱۱۶۱)

☆ مغرب کے بعد چھ رکعات بارہ سال کی عبادت کے برابر متصور ہوں گی۔ (۱۱۶۸)

☆ حضور علیہ السلام نے وتر پڑھنے کا حکم دیا تو ایک اعرابی نے کہا یہ حضور کیا فرما رہے ہیں تو ایک صحابی نے اس کو فرمایا لَيْسَ لَكَ وَلَا لِاَصْحَابِكَ۔ یہ تیرے لیے اور تیرے ساتھیوں کے لئے نہیں ہے۔ (۱۱۷۰)

☆ وتر کی تین رکعتوں میں تین سورتوں کو پڑھنے کا ذکر۔ (۱۱۷۱-۷۲-۷۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتروں کے بعد والے نفل بیٹھ کر ادا فرمائے۔ (۱۱۹۵)

نمازِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ اکبر

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور اس میں کمی یا زیادتی فرما دی (یہ شبہ ابراہیم راوی کی طرف سے ہے) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا گیا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ۔ کیا نماز میں کچھ اضافہ کر دیا گیا ہے؟ فرمایا: میں بھی ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو مجھ سے بھی بھول ہو سکتی ہے جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے (سہو کے) کرے۔ پھر (اتنی گفتگو کے بعد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھوم گئے اور دو سجدے فرمائے۔ (۱۲۰۳) کیا ہماری نماز بھی اس بات کی متحمل ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ قائم ہو جائے اور نماز بھی نہ ٹوٹے اور پھر دو سجدے کر کے نماز کی تکمیل کر لی جائے۔

☆ پہلا التحیات پڑھ کر کھڑا ہونے کے قریب ہو گیا تو واپس نہ آئے اور سجدہ سہو کر لے۔ (۱۲۰۸)

☆ سہو کے سجدے شیطان کی ناک کو خاک آلودہ کرنے کے لئے ہیں۔ (۱۲۱۰)

☆ کوئی شخص نماز میں بے وضو ہو جائے (ہوا خارج ہونے کی وجہ سے) تو ناک پکڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے (۱۲۲۲) تا کہ اس کی عزت نفس بھی محفوظ رہے۔

☆ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک کوئی نماز نہیں۔ (۱۲۵۰)

جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں

Marfat.com

آپ کی خدمت میں ایک ایسی قوم کی طرف سے آیا ہوں جس کے چرواہوں کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا۔ حتیٰ کہ ان کے دلوں میں اونٹوں (جیسی دولت) کا خیال تک باقی نہیں رہا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) منبر پر جلوہ افروز ہوئے' اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کے بعد یہ دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَّرِیْئًا طَبَقًا مَّرِیعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَیْرَ رَائِثٍ۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے ازاں بعد جو قوم بھی (باہر سے) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پاس آئی اس نے یہی کہا: قَدْ اُحْیِیْنَا ہم پر خوب بارش ہوئی۔ (۱۲۷۰) جناب ابوطالب نے کیا خوب کہا:

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

کس قدر حسین وجمیل ذات ہے کہ جس کی وجہ سے بارش طلب کی جاتی ہے اور جو یتیموں کا ٹھکانہ اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بسا اوقات میرے سامنے شاعر کا قول بیان کیا جاتا اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخِ انور کو منبر پہ دیکھا رہتا' آپ منبر سے اترتے اور مدینہ کے پرنالے بہنے لگتے تو مجھے جناب ابوطالب کا مندرجہ بالا شعر یاد آ جاتا۔ (۱۲۷۲) اس پس منظر میں اعلیٰ حضرت نے سرکار کی بارگاہ میں عرض کیا:

جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ کا اثر کہ عورتوں نے اپنے زیور اتار کر پیش کر دیئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیئے جو کہ چندہ اکٹھا کرنے پر متعین تھے۔ (۱۲۷۳)

☆ عیدین کے خطبے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے تکبیریں پڑھتے تھے۔ (۱۲۸۸)

تیری خَلق کو رب نے جمیل کیا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب مدینہ شریف میں ورود مسعود ہوا تو لوگ آپ کے پاس گئے' میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لئے گیا چنانچہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں۔ آپ نے سب سے پہلے یہ کلام فرمایا: اے لوگو ہر ایک کو سلام کیا کرو' کھانا کھلایا کرو' رات کو جب لوگ سوتے ہوں نمازیں پڑھا کرو تو جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔ (۱۳۳۴)

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ زباں ہے جس کا بیاں نہیں

قرآن عمدہ آواز سے پڑھو اور رو رو کر پڑھو

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن سائب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بھتیجے تجھے مبارک ہو تو قرآن مجید اچھی آواز سے پڑھتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا تھا' جب تم اسے پڑھو تو روؤ۔ اگر رو نہ سکو تو رونے کی شکل بنا لو اور اسے اچھی آواز سے پڑھو۔ فَمَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِہٖ فَلَیْسَ مِنَّا۔ جو قرآن کو اچھی آواز سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (۱۳۳۷)

Marfat.com

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں ایک دفعہ میں دیر سے گھر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: اتنی دیر کہاں رہی؟ میں نے عرض کی: آپ کے ایک صحابی کی قرأت سن رہی تھی اس جیسی قرأت میں نے آج تک نہ سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تلاوت سننے کے لئے چلے پھر مجھ سے فرمایا: سَالِمٌ مَّوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَةَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَ هٰذَا ۔ یہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت میں اس جیسے لوگ پیدا فرمائے ہیں۔ (۱۳۳۸)

☆ قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنے والا وہ ہے کہ جب تم اس کا قرآن سنو تو یہ خیال کرو کہ اللہ کے خوف سے لرز رہا ہے۔ (۱۳۳۹)

☆ گانے کے شوقین کو گانے والی کے گانے کی طرف اتنی توجہ نہیں ہوتی جتنی کہ خدا تعالیٰ بلند آوازی اور حسن صورت کے ساتھ قرآن پڑھنے والے کی طرف توجہ فرماتا ہے۔ (۱۳۴۰)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: لَقَدْ اُوْتِیَ هٰذَا مِنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ۔ انہیں ال داؤد کے لہجوں میں سے ایک لہجہ عطا کیا گیا ہے۔ (۱۳۴۱)

☆ زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ ۔ قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔ (۱۳۴۲)

☆ سونے کی وجہ سے رات کا وظیفہ رہ گیا تو صبح اور ظہر کے درمیان پڑھ لینے سے رات کو ہی پڑھنا قرار دیا جائے گا۔ (۱۳۴۳)

سو جانے پر بھی صدقہ کا ثواب

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا ارشاد نقل فرمایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مَنْ اَتٰی فِرَاشَهٗ وَهُوَ یَنْوِیْ اَنْ یَّقُوْمَ فَیُصَلِّیَ مِنَ اللَّیْلِ فَغَلَبَتْهُ عَیْنُهٗ حَتّٰی یُصْبِحَ کُتِبَ لَهٗ مَا نَوٰی وَکَانَ نَوْمُهٗ صَدَقَةٌ عَلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ ۔ (۱۳۴۴)
جو رات کو اٹھنے کے ارادے سے سویا مگر صبح تک اس کی آنکھ نہ کھلی تو اس کی نیت کے مطابق اس کو اجر وثواب بھی ملے گا اور اس کی نیند اس پر اس کے رب کی طرف سے صدقہ ہوگی۔

سونا ہی بن گئے ہیں نہ سونے سے اہل دل — سوتا ہوں اس لیے میں اک نوحہ گر کے پاس

☆ حضور علیہ السلام ساری رات ایک ہی آیت کی تلاوت کرتے رہے۔
اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ...... (۱۳۵۰)

کسی کام میں وسعت ملنے پہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے

حضرت غُضیف بن حارث کہتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:
اَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجْهَرُ بِالْقُرْاٰنِ اَوْ یُخَافِتُ بِهٖ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونچی آواز سے قرآن مجید پڑھتے تھے یا آہستہ آواز سے؟ قَالَتْ رُبَّمَا جَهَرَ وَرُبَّمَا خَافَتَ انہوں نے فرمایا: کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونچی آواز سے تلاوت فرماتے تھے اور کبھی آہستہ آواز سے قُلْتُ اللّٰهُ اَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ سَعَةً. میں نے کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے اس کام میں ہمارے لیے آسانی رکھی ہے۔ (۱۳۵۴)

★ مغرب وعشاء کے درمیان بیس رکعات پڑھنے والے کے لئے جنت میں محل (۱۳۷۳)

اور چھ رکعات پڑھنے والے کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب (۱۳۷۴)

★ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ بَيْتِهٖ نُوْرٌ فَنَوِّرُوْا بُيُوْتَكُمْ ۔

بندے کی گھر میں نماز (سنن ونوافل) نور ہے تو اپنے گھروں کو روشن رکھو۔

★ لَا تَتَّخِذُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا ۔ اپنے گھروں کو (نفلی نماز سے محروم رکھ کر) قبرستان نہ بناؤ۔ (۱۳۷۷)

★ چاشت کی بارہ رکعات پڑھنے والے کے لئے جنت میں سونے کا محل۔ (۱۳۸۰)

اور دو رکعات پہ مداومت کرنے والے کے گناہ معاف اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (۱۳۸۲)

★ نماز استخارہ، صلوٰۃ الحاجت اور صلوٰۃ التسبیح کا ذکر۔ (۸۴-۱۳۸۳)

حضور علیہ السلام کے وسیلے سے دعا کرنا

حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا: ایک شخص جس کی نگاہ کمزور تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے خیر وعافیت کی دعا فرمائیے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو چاہے تو تیرے لیے دعا کو مؤخر کر دوں جو تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو ترے لیے دعا کروں۔ اس نے عرض کیا: دعا فرما دیجئے' چنانچہ آپ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا: یہ دعا کرنا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ ۔ ابو اسحاق کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ (۱۳۸۵)

لہٰذا دعا میں اگر اعلیٰ حضرت کا یہ شعر پڑھ لیا جائے تو یہ اس حدیث کی رو سے جائز ہے۔

؎ یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

★ شب برات کے فضائل کی احادیث مبارکہ (۹۰-۱۳۸۹)

★ ابوجہل کے سر (قتل) کی خبر سننے پر حضور علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ (۱۳۹۱)

★ کسی بھی خوشی کی خبر پہ بطور شکر حضور علیہ السلام سجدہ کرتے۔ (۱۳۹۴)

گناہ ہو جائے تو اس کو معاف کروانے کا طریقہ

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھے کوئی حدیث ارشاد فرماتے تو اللہ تعالیٰ اس

Marfat.com

کے ذریعے مجھے نفع عطا فرماتا اور اگر کوئی اور مجھے حدیث بیان کرے تو میں اس سے قسم لیتا ہوں اور مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے حدیث بیان کی اور انہوں نے سچ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ مِسْعَرٌ ثُمَّ يُصَلِّي وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ.

کوئی بندہ جب گناہ کرتا ہے پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت ادا کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (۱۳۹۵)

☆ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو صحابہ کرام نے کہا: هٰذَا الرَّجُلُ الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ- یہ ہیں گورے رنگ کے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد اس کا سختی کے ساتھ سوال کرنا اور حضور علیہ السلام کا اس کو نرمی سے جواب دینا ملاحظہ ہو۔ حدیث (۱۴۰۲)

غم کا مداوا دیکھ لیا — ہم نے سایہ دیکھ لیا
سارے غم وہ بھول گیا — جس نے سراپا دیکھ لیا
ہم نے ایک مدینے میں — جانے کیا کیا دیکھ لیا
اور کہیں اب کیا دیکھوں — گنبد خضریٰ دیکھ لیا
اور وہ کیا دیکھے جس نے — نقش کفِ پا دیکھ لیا
آپ کو جس نے یاد کیا — نور کا دریا دیکھ لیا
جس نے نعت کہی اس نے — اپنا رتبہ دیکھ لیا
وجد میں آنکھیں بند جو کیں — آپ کو آقا دیکھ لیا
آنکھ ذرا مسرور لگی — ان کا جلوہ دیکھ لیا

جیسے میری سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی

اس حدیث کے تحت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت و نگرانی میں تجارتی قافلہ کے ساتھ سفر کیا اور واپس آ کر حضرت خدیجہ کے سامنے حضور علیہ السلام کے اوصاف بیان کیے ان کا ذکر کر دینا نہایت مناسب ہے۔

میسرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت' شرافت اور عالی نسب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مشورہ دیا کہ اس مرتبہ تجارتی قافلہ کا نگران حضرت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بنا کر بھیجا جائے ...... اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیانتدار تاجر کی حیثیت سے مشہور تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا اور سرپرست ابوطالب کے مشورہ سے حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے ان کے غلام میسرہ کے ہمراہ تجارتی قافلہ کو لے کر

Marfat.com

شام کے سفر پر روانہ ہو گئے ...... دو ماہ بعد جب تجارتی قافلہ واپس آیا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے حضرت خدیجہ کو ان الفاظ میں شام کے تجارتی قافلہ اور سفر کے حالات و واقعات بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی کہ میں کافی عرصہ سے آپ کی خدمت میں ہوں' اس دوران ہر طرح کے لوگوں کے ساتھ میرا واسطہ پڑا لیکن محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رفاقت میں جو کچھ میں نے دیکھا وہ عجیب تر ہے۔ میں نے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مشکلات میں بلند حوصلہ' مصائب میں پُرسکون ہجوم میں باوقار اور خرید و فروخت میں انتہائی ذہین و فہیم اور دور اندیش دیکھا ہے' وہ بردبار اور متحمل مزاج نوجوان ہیں۔ ان کی خاموشی میں وقار اور گفتگو میں دلکشی ہے۔ ان کے منہ سے کوئی فضول بات نہیں نکلتی۔ لوگ اگر ان کو صادق و امین کہتے ہیں تو حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہیں ان کے موتی جیسے دانتوں سے نور کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ پسینہ انتہائی خوشبودار ہے وہ دن کی روشنی میں حسین اور رات کی روشنی میں حسین تر نظر آتے ہیں۔ ان کی سوچ بہت وسیع اور کردار میں تنہا و یکتا و لاکھوں میں ایک اور اپنی مثال آپ ہیں۔ میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ آپ تجارت ان کے سپرد کر دیں بس کاروبار چمک اٹھے گا...... غلام میسرہ نے مزید کہا کہ جب دوران سفر ''بصریٰ'' کے مقام پر پہنچے اور ایک درخت کے سائے میں ٹھہرے تو اس خانقاہ کے راہب ''نسطورا'' نے مجھے بلایا اور حضور علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے جواب میں کہا: یہ بنو ہاشم کے گھرانے کا ایک پاکباز نوجوان ہے تو نسطورا نے کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی نہیں ٹھہرتا۔ پھر اس نے مجھ سے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں سرخی کے بارے میں دریافت کیا اور جب میں نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہر وقت موجود رہتے ہیں تو نسطورا بولا کہ وہ یقیناً نبی آخر الزماں ہیں...... (ماخوذ)

آنکھوں میں ترا عکس حسیں لے کے چلا ہوں — دل درد سے معمور و حزیں لے کے چلا ہوں
تشنہ تھے مرے قلب و نظر آنے سے پہلے — سیراب مئے ذوق یقیں لے کے چلا ہوں
چھائے ہیں مرے فکر و نظر پر ترے جلوے — اور دل میں تجھے صدر نشیں لے کے چلا ہوں
دنیا بھی ترا صدقہ ہے دیں بھی تری نعمت — قدموں سے ترے دنیا و دیں لے کے چلا ہوں
خالی نہیں لوٹا ہوں مصلائے نبی سے — پیشانی میں' میں نور مبیں لے کے چلا ہوں

☆ جس نے بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کے چراغوں کے لئے تیل بھیج دیا گویا اس نے وہاں نماز ادا کی۔ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَهُوَ كَمَنْ آتَاهُ (۱۴۰۷)

استن حنانہ از ہجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

استوانہ حنانہ (حضور علیہ السلام کی جدائی میں) رو رو کر درمیان سے شق ہو گیا' جب مسجد شہید کی گئی تو یہ ستون حضرت ابی بن کعب نے لے لیا اور انہی کے گھر رہا حتیٰ کہ اسے دیمک نے کھا لیا اور مٹی ہو گیا۔ (۱۴۱۴) صحابہ کہتے ہیں: اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے چپ نہ کراتے تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔ (۱۴۱۵)

☆ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بات کو بھی حضور علیہ السلام کی بارگاہ کے ادب کے خلاف سمجھتے تھے کہ وہ حضور علیہ

Marfat.com

السلام کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں اور نماز لمبی ہونے کی وجہ سے بیٹھ جائیں اور حضور علیہ السلام کھڑے رہیں۔(۱۴۱۸)

آقا تیری محفل کا ہے رنگ جداگانہ ۔ ہم نے تو جسے دیکھا دیکھا ترا دیوانہ
نظروں سے ملا نظریں بھر دے مرا پیمانہ ۔ آباد خدا رکھے ساقی تیرا میخانہ
آتے ہیں شہنشاہ بھی کشکول لئے در پر ۔ کس شان کا ہے ترا دربار کریمانہ
جی چاہتا ہے میں انکے قدموں سے لپٹ جاؤں ۔ وہ دیکھ کے فرمائیں دیوانہ ہے دیوانہ
دنیا کے ولی ہم نے یوں در پہ کھڑے پائے ۔ ہونٹوں پہ ہیں فریادیں حالت ہے فقیرانہ
عظمت ہو بیاں کیسے دربار رسالت کی ۔ جبریل بھی آتے ہیں جس در پہ غلامانہ
سرکار نیازی کا دامان طلب بھر دو ۔ حسنین کے صدقے سے مایوس نہ لوٹانہ

ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جاکے دیکھ

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی (ابوفاطمہ) کو (جب انہوں نے عرض کیا مجھے کوئی ایسا کام بتادیں جس پر میں عمل کرتا رہوں) فرمایا: عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيئَةً۔ سجدوں کو اپنے اوپر لازم پکڑلو۔ ہر سجدے پہ تیرا ایک درجہ اللہ تعالیٰ بلند فرمائے گا اور ایک گناہ معاف کرے۔(۱۴۲۲)

☆ تمام اعمال میں فرضوں کی کمی وبیشی کو نفلی عبادت سے پورا کیا جائے گا۔(۲۶-۱۴۲۵)

☆ فرض کی جگہ سے ہٹ کر نوافل ادا کیے جائیں۔(۲۸-۱۴۲۷)

☆ مسجد میں نماز کی خاطر اپنے لئے کوئی خاص جگہ متعین نہ کی جائے۔(۱۴۲۹)

اَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ (بیماری، موت اور تجہیز وتکفین کا بیان)

☆ مریض کی عیادت تین دن بعد کرنا اور اس کی درازیٔ عمر کی دعا کرنا۔ اگرچہ اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا لیکن اس کی طبیعت بہل جائے گی۔(۳۸-۱۴۳۷) مریض (قریب المرت) جو مانگے اسے دے دو جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی خواہش پر اس کو گندم کی روٹی دی۔(۱۴۴۰) مریض سے دعا کراؤ۔ فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ۔ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے(۱۴۴۱)

☆ مریض کی عیادت کے لئے جانے والا جنت کے باغ میں چلتا ہے، جب بیٹھتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ اگر یہ صبح کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے اس پر شام تک رحمت بھیجتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔(۱۴۴۲) مریض کی عیادت کرنے والے کے لئے ایک منادی آسمان سے آواز دیتا ہے۔ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔ تو خوش ہوجا، تیرا چلنا مبارک ہو تو نے جنت میں اپنے لیے مکان تیار کر لیا۔(۱۴۴۳)

Marfat.com

زندوں کا مرنے والے کے ذریعے فوت شدہ کو سلام بھیجنا

حضرت کعب کی وفات کا وقت قریب آیا تو ام بشر بنت براء بن معروران کے پاس گئیں اور کہنے لگیں اے ابوعبدالرحمان (مرنے کے بعد) اگر تم فلاں (فوت شدہ) سے ملو تو میرا سلام کہنا۔ انہوں نے کہا: اے ام بشر! خدا تیری مغفرت کرے۔ ان سے میں کس طرح مل سکوں گا؟ تو ام بشر نے کہا: کیا حضور علیہ السلام کا یہ فرمان آپ نے نہیں سنا کہ مومنین کی ارواح جنت کے درختوں میں سبز پرندوں کی شکل میں لٹکی ہوں گی؟ حضرت کعب نے جواباً کہا ہاں سنا ہے تو ام بشر نے کہا: فَهُوَ ذَاكَ۔ اس کا یہی تو مطلب ہے۔ (۱۴۴۹)

حضرت محمد بن منکدر کہتے ہیں: میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس ان کی وفات کے وقت گیا اور انہیں عرض کیا: اِقْرَأْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کرنا۔ (۱۴۵۰) اس سے معلوم ہوا: صحابہ کرام علیہ الرضوان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور ملاقات کی آرزو کی تمنا مچلتی رہتی تھی۔

آرزو کس کی کروں ان کی تمنا چھوڑ کر — کس کے در پہ جا پڑوں در مصطفیٰ کا چھوڑ کر
جب مداوائے غم عصیاں ہے ذکر مصطفیٰ — کیوں کسی کا رخ کروں ایسا مسیحا چھوڑ کر
پا نہیں سکتا کوئی محشر کی گرمی سے اماں — رحمت کونین کے دامن کا سایہ چھوڑ کر
تشنہ لب سیراب ہو سکتے نہیں محشر کے دن — سرور کونین کی رحمت کا دریا چھوڑ کر
وہ ملے تو مل گئیں دونوں جہاں کی نعمتیں — ہم نہ جائیں گے کہیں بھی ان کا کوچہ چھوڑ کر
ہم جو مر جاتے مدینے میں تو ہوتے خوش نصیب — ہائے ہم کیوں آ گئے یارب مدینہ چھوڑ کر
کاش بر آئے الٰہی آرزوئے دل میری — ان سے وابستہ رہوں میں ساری دنیا چھوڑ کر
جب گوارا ان کو میرا دکھ نہیں ہے اے ریاض — کیوں پکاروں پھر کسی کو ایسا آقا چھوڑ کر

☆ ملک الموت کو دیکھتے ہی مرنے والا لوگوں کو پہچاننا چھوڑ دیتا ہے۔ (۱۴۵۳)

☆ مرنے والے کی آنکھیں روح قبض ہونے کے بعد اس کا تعاقب کرتی ہیں اس لیے اس کی آنکھیں بند کر دینے کا حکم دیا۔ مرنے والے کے پاس کلمات خیر کہے جائیں۔ فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ عَلٰی مَا قَالَ اَهْلُ الْبَيْتِ۔ فرشتے گھر والوں کے قول پہ آمین کہتے ہیں۔ (۱۴۵۵)

مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی دُمُوْعِهٖ تَسِيْلُ اِلٰی خَدَّيْهِ۔ گویا اب بھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں پہ آنسو بہتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ (۱۴۵۶) اسی کو اہل طریقت تصور شیخ کہتے ہیں: جلوۂ یار ہر وقت نگاہوں کے سامنے رہے اور تصور ہی تصور میں اس کی زیارت ہوتی رہے۔ اس موضوع پہ ہم نے بہت ساری احادیث اپنی کتاب ''بخاری

Marfat.com

پڑھو لیکن ساری پڑھو' میں درج کر دی ہیں۔ یہاں اتنا سمجھ لو کہ جس نے ایک بار سرکار کے روضۂ اقدس کی زیارت کر لی وہ ساری زندگی اپنے تصور سے روضۂ پاک کا منظر نہیں ہٹا سکتا تو جنہوں نے خود روضے والے کو دیکھا ان کی نگاہ تصور سے سرکار کا جلوہ کس طرح اوجھل ہو سکتا ہے۔ کسی نے اس پر کیا خوب کہا ہے۔

اک سلسلۂ نور و ضیاء دیکھ رہا ہے ۔ جو روضۂ شاہ دوسرا دیکھ رہا ہے
عشاق یہاں سانس بھی لیتے ہیں ادب سے ۔ اس جذبہ طاعت کو خدا دیکھ رہا ہے
محبوب خدا اس کی طرف دیکھ رہے ہیں ۔ اک زائر دربار یہ کیا دیکھ رہا ہے
آنکھیں ہیں تقاضائے عقیدت سے خمیدہ ۔ دل گنبد خضریٰ کی فضا دیکھ رہا ہے
اس طرز نوازش پہ فدا نعمت دارین ۔ ہر فرد کرم خود پہ سوا دیکھ رہا ہے
وہ محرم جاں' قاسم الطاف الٰہی ۔ رنگِ طلبِ شاہ و گدا دیکھ رہا ہے
کس پیار سے ملتے ہیں فقیر اہل مدینہ ۔ "سرکار کا روضہ" وفا دیکھ رہا ہے

مردہ کی وجہ سے زندہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا وَّكَفَّنَهُ وَحَنَّطَهُ وَحَمَلَهُ وَصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَا رَاٰى خَرَجَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ مِثْلَ يَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (۱۴۶۲)

جس نے میت کو غسل و کفن دیا' کاندھا دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے عیب ظاہر نہ کیے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا گویا کہ آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔ (تو پھر یہ کہنا کہ مردہ کسی کو کیا دے سکتا ہے؟ دینے والا تو خدا ہی ہے نہ کوئی زندہ کسی کو کچھ دے سکتا ہے نہ مردہ۔ کم از کم یہ تو مانو کہ مردوں کی وجہ سے خدا بہت کچھ دیتا ہے)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا جانے لگا تو اندر سے (غیبی) آواز آئی: لَا تَنْزِعُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيْصَهُ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص نہ اتارنا۔ (۱۴۶۶)

☆ غسل کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے فضلہ نکالنا چاہا مگر نہ نکلا تو حضرت علی المرتضیٰ نے کہا: بِاَبِي الطَّيِّبُ طِبْتَ حَيًّا وَّطِبْتَ مَيِّتًا۔ میرا باپ آپ پہ قربان: آپ زندگی و موت دونوں میں پاک رہے۔ (۱۴۶۷)

☆ جنازے کے ساتھ سوار ہو کر جانے والوں کو فرمایا: اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ اَنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ يَمْشُوْنَ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ رُكْبَانٌ۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ اللہ کے فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں اور تم سوار ہو کر جا رہے ہو۔ (۱۴۸۰)

جنازہ تب ہے جب حاضر ہو نہ کہ غائبانہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لَا تُؤَخِّرُوا الْجَنَازَةَ اِذَا حَضَرَتْ ۔ جنازہ جب حاضر ہو جائے تو پھر اس کو موخر نہ کرو۔ (۱۴۸۶) غائبانہ جنازہ کا ڈھنڈورا پیٹنے

Marfat.com

والوں کا اس فرمان عالی شان نے جنازہ نکال دیا۔ کسی حدیث میں اِذَا حَضَرَتْ کی جگہ اذا غابت کے الفاظ دکھادیں۔

☆ سو آدمی، چالیس آدمی یا جس جنازہ میں تین صفیں ہوں اس کے لئے بخشش و شفاعت و جنت کا وعدہ (۹۰-۸۹-۱۴۸۸) نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے کی حدیث (۱۴۹۷)

حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ میں ایسی دعا کی کہ حضرت عوف کہتے ہیں: مجھے آرزو ہوئی کہ کاش اس مرنے والے کی جگہ میں ہوتا (۱۵۰۰) چار تکبیر نماز جنازہ کی احادیث (۳۸-۳۴-۲۸-۴-۳-۱۵۰۲)

☆ اگر نبوت جاری ہوتی تو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت) ابراہیم زندہ رہتے اور اللہ کے نبی ہوتے وَلٰكِنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ (۱۱-۱۵۱۰)

حضور علیہ السلام کی دعا میں اتنا اثر ہے کہ فوت شدہ کی آواز سنوا سکتے ہیں

حضرت امام حسین بن حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضور! قاسم کا دودھ بہت اتر آیا ہے اگر رضاعت کی مدت گزار کر فوت ہوتا تو اچھا ہوتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس کی رضاعت جنت میں پوری ہو رہی ہے۔ عرض کیا: اگر میں اس بات کو جان لیتی تو یہ کام مجھ پہ آسان ہو جاتا۔

آپ نے فرمایا:

اِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى فَاَسْمَعَكِ صَوْتَهٗ

اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں پس اللہ تعالیٰ تجھے اس کی آواز سنا دے۔ عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُصَدِّقُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ اے اللہ کے رسول! میں (بغیر آواز سنے) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتی ہوں۔ (۱۵۱۲)

☆ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهٗ شَیْءٌ۔ جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا اس کے لئے کچھ (ثواب) نہیں ہے۔ (۱۵۱۷)

☆ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو رات میں قبر کے اندر داخل کیا اور قبر کے اندر چراغ جلایا۔ (۱۵۲۰) لہٰذا جب ضرورت کی بنا پہ قبر کے اندر چراغ جلایا جا سکتا ہے تو باہر جلانے میں کیا حرج ہے۔

☆ سوائے مجبوری کے رات کو دفن نہ کرو (۱۵۲۱) اپنے مردوں پہ رات دن جب چاہو نماز پڑھو۔ (۱۵۲۲)

☆ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ حضور علیہ السلام نے تادیباً نہیں پڑھی۔ (۱۵۲۵)

یہودیوں کی مخالفت کرنے کا حکم

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ جاتے تو قبر میں رکھے جانے تک نہ بیٹھتے۔ ایک یہودی عالم نے کہا: هٰكَذَا نَصْنَعُ يَامُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ وسلم) اے محمد (صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم) ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خَالِفُوْھُمْ۔ حضور علیہ السلام اس وقت بیٹھ گئے اور فرمایا: ان کی مخالفت کیا کرو۔ (۱۵۴۵)

★ حضرت سعد کو حضور علیہ السلام نے پائتی کی جانب سے قبر میں اتارا اور ان کی قبر پہ پانی چھڑکا۔ (۱۵۵۱)

★ حضور علیہ السلام کی قبر انور کھودنے کے لئے لحد اور سیدھی قبر کھودنے والے دونوں کی طرف بندہ بھیجا گیا کہ جو پہلے آ گیا۔ چنانچہ لحد والا پہلے آ گیا اور اس عمل کو صحابہ کرام نے استخارہ کا نام دیا۔ فَقَالُوْا نَسْتَخِیْرُ رَبَّنَا۔ (۱۵۵۷)

★ جس شخص کو صحابی نے ریاکار قرار دیا حضور علیہ السلام اس کو اللہ ورسول سے محبت کرنے والا قرار دیا۔ (۱۵۵۹)

★ آگ پہ بیٹھنا قبر پہ بیٹھنے سے بہتر ہے کیونکہ اس میں مسلمان بھائی کی توہین ہے۔ (۱۵۶۶)

★ اپنے بیٹے اور نواسے کی وفات پہ حضور علیہ السلام کا رونا۔ (۸۹-۱۵۸۸)

★ صدمہ اولیٰ کے وقت صبر کرنے والے کو اللہ فرماتا ہے: میں تیرے لیے جنت کے علاوہ کسی شئی پہ راضی نہ ہوں گا۔ (۱۵۹۷)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ ابوبکر صدیق کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (۱۵۹۹)

★ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اپنے اباجان کی وفات پہ آہ و بکا والی حدیث کو حضرت ثابت جب بھی بیان کرتے اتنا روتے کہ پسلیاں ایک دوسرے پر چڑھ جاتیں۔ (۱۶۳۰)

مصیبت کا احوال اک اک سے کہنا ۔ مصیبت سے ہے اک مصیبت زیادہ

اَبْوَابُ مَاجَاءَ فِی الصِّیَامِ (روزوں کے ابواب)

★ ایک شخص (اعرابی) کی گواہی پہ روزہ رکھنے کا حکم دے دیا گیا۔ (۱۶۵۲)

★ ایک جماعت کی گواہی پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا روزہ کھولنے کا حکم دیا اور اگلے روز عید منانے کا (شوال کا چاند بادل کی وجہ سے مدینہ شہر میں نظر نہ آیا) (۱۶۵۳)

★ حضور علیہ السلام کے دور میں انتیس دنوں کے روزے تیس دنوں سے زیادہ رکھے گئے۔ (۱۶۵۸)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کی اس طرح تعریف فرمائی: اَلْفِطْرُ یَوْمَ تُفْطِرُوْنَ وَالْاَضْحٰی یَوْمَ تُضَحُّوْنَ۔ یوم الفطر وہ ہے جس دن تم افطار کرتے ہو اور یوم الاضحیٰ وہ ہے جس دن تم قربانی کرتے ہو۔ (۱۶۶۰)

اس کا مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو مشکل اور باریک بحثوں میں نہیں ڈالتے تھے بلکہ جیسے ایک سادہ آدمی کو بات سمجھائی جاتی ہے اس انداز سے سمجھاتے تھے جیسے کہ مہینے کے بارے میں انگلیوں کو بند کر کے اور کھول کے

Marfat.com

انتیس اور تیس کا عدد بتایا (حالانکہ ان میں سے بہت سارے تسعا و عشرین اور ثلثین کے بارے میں تو جانتے ہی تھے)
(۱۶۵۶-۵۷-۵۸)

ہائے میں اس دن روزہ نہ رکھتا اور حضور علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھالیتا

علی بن محمد سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر نے ہم پر چڑھائی کی' میں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا جبکہ آپ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: قریب آ جاؤ اور کھاؤ۔ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ تم سے روزے کے احکام بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز معاف فرما دی ہے اور اسی طرح مسافر' حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ۔ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں باتیں فرمائی تھیں یا ایک یعنی مجھے یاد نہیں۔ ہائے افسوس میرا اس دن روزہ کیوں تھا ورنہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا لیتا۔ (۱۶۶۷)

☆ ماہ رمضان کا ایک روزہ بغیر عذر کے چھوڑنے والا اگر زندگی بھر روزے رکھتا رہے تو کافی نہ ہوں گے۔ (۱۶۷۲)

☆ جان بوجھ کر قے کرے تو اس پر روزے کی قضا ہے۔ (۱۶۷۶) (قصداً منہ بھر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہ گیا اور بلا اختیار قے ہوگئی تو منہ بھر ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی نہ لوٹائی تو اگر منہ بھر نہ ہو تو روزہ نہ گیا اگرچہ لوٹ گئی یا اس نے خود لوٹائی تو اگر منہ بھر ہے اور اس نے لوٹائی اگرچہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اتری تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔ بہار شریعت بحوالہ درمختار وغیرہ)

☆ روزے کی حالت میں بوڑھے کے لئے اپنی بیوی سے بوس و کنار جائز ہے۔ جوان کے لئے مکروہ۔ (۱۶۸۸)

☆ بہت سے روزہ داروں کو سوائے بھوک کے اور بہت سے نمازیوں کو سوائے جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (۱۶۹۰)

☆ سحری و نماز فجر کے درمیان پچاس آیات کی تلاوت کا وقفہ۔ (۱۶۹۴)

☆ حضرت نوح علیہ السلام نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے سوا پوری زندگی کے روزے رکھے۔ (۱۷۱۴)

☆ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ۔ جنت میں مسلمان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ (۱۷۲۰) لہٰذا مغربی تعلیم سے متاثر لوگوں کا یہ کہنا کہ جس مذہب میں رہ کر بھی انسانیت کی خدمت کرتا رہے وہ جنتی ہے' غلط سوچ ہے۔

☆ صرف جمعہ اور صرف ہفتہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا۔ (۱۷۲۴-۲۶)

ہڈیوں کا تسبیح پڑھنا اور فرشتوں کا استغفار کرنا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے حضرت بلال کو صبح کے کھانے کی دعوت دی تو انہوں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تو اللہ کا دیا کھا رہے ہیں اور بلال کا حصہ جنت میں موجود ہے' اے بلال! تمہیں معلوم ہے جب روزہ دار کے سامنے کھایا جاتا ہے تو

تُسَبِّحُ عِظَامُهُ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ مَا اُكِلَ عِنْدَهُ

Marfat.com

کھانا کھائے جانے تک اس کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی رہتی ہیں اور فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ (۱۷۴۹)

☆ کھانے پہ شکر کرنیوالا روزے پہ صبر کرنیوالے کی طرح ہے۔ (۶۵-۱۷۶۴)

☆ حضور علیہ السلام کا ارشاد پاک ہے جو عیدین کی راتوں میں ثواب سمجھ کر عبادت کرے تو اس کا دل اس دن مردہ نہ ہوگا جس دن سب دل مردہ ہو جائیں گے۔ (۱۷۸۲)

اَبْوَابُ الزَّکٰوۃِ (زکٰوۃ کا بیان)

☆ جب تو نے اپنے مال کی زکٰوۃ ادا کردی تو جو حق تجھ پر تھا تو نے ادا کر دیا۔ (۱۷۸۸) لَيْسَ فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكٰوةِ. مال میں زکٰوۃ کے علاوہ کوئی حق نہیں (جس کا ادا کرنا لازمی وضروری ہو مثل زکٰوۃ کے) (۱۷۸۹)

☆ جانوروں کی زکٰوۃ کے نصاب کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک خط (۱۸۰۰) اس کا آغاز بسم اللہ شریف سے ہوتا ہے اور اس کے بعد یہ الفاظ ہیں۔ هٰذِهٖ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یہ فرضی صدقہ (زکٰوۃ) کے وہ احکام ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض فرمائے۔ معلوم ہوا: یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت پہ فرض فرمائی۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کو کوئی حکم ساقط کرنے کا بھی اختیار دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: میں نے گھوڑے اور غلام کی زکٰوۃ معاف کردی ہے۔ (۱۸۱۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیے ہوئے مصدق (زکٰوۃ وصول کرنیوالے) کو جب زکٰوۃ کے طور پر عمدہ موٹی اونٹنی پیش کی گئی تو انہوں نے لینے سے انکار کردیا اور اس سے کم درجہ کی لے لی (کیونکہ عمدہ مال لینے سے منع کیا گیا ہے) اور فرمایا: اَیُّ اَرْضٍ تُقِلُّنِیْ وَاَیُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِیْ اِذَا اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَخَذْتُ خِيَارَ اِبِلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ۔ کون سی زمین مجھے اٹھائے گی اور کون سا آسمان میرے اوپر سایہ کرے گا۔ اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک مسلمان شخص کا عمدہ اونٹ زکٰوۃ کے طور پر لے کر حاضر ہوا۔ (۱۸۰۱)

☆ صدقہ فطر روزے کو لغو اور فضول باتوں سے پاک کرنے اور مسکینوں کو کھلانے کے لئے متعین کیا گیا۔ (لہٰذا وقت پہ ادا کیا جائے) جس نے بعد میں ادا کیا تو وہ صرف صدقہ ہی ہے۔ (۱۸۲۷)

☆ حضرت قیس بن سعد فرماتے ہیں: زکٰوۃ کی فرضیت سے پہلے حضور علیہ السلام ہمیں صدقہ فطر کا حکم دیتے اور جب زکٰوۃ کا حکم آیا تو آپ (صدقہ فطر کا) نہ حکم دیتے نہ منع کرتے مگر ہم ادا کرتے۔ (۱۸۲۸)

☆ رشتہ داروں کو صدقہ دینے پہ دو اجر ملتے ہیں ایک صدقہ کا دوسرا قرابت کا (۱۸۳۴)

☆ جو کسی عمدہ شئی کا صدقہ کرے اگرچہ ایک کھجور ہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی اپنے ہاتھ میں اس طرح پرورش کرتا ہے جیسے تم اپنے بچے یا اونٹ کے بچے کی حتیٰ کہ وہ پہاڑ سے بھی بڑی ہو جاتی ہے۔ (۱۸۴۲)

☆ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ۔ جو آگ سے بچنے کی طاقت رکھتا ہو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے وہ ضرور بچے۔ (۱۸۴۳)

Marfat.com

اَبْوَابُ النِّکَاحِ (نکاح کا بیان)

☆ اگر مرد عورت کو اس بات کا حکم دے کہ اس سرخ پہاڑ سے سیاہ پہاڑ تک اور سیاہ پہاڑ سے سرخ پہاڑ تک پتھر ڈھو کر لے جائے تو وہ تعمیل کرے۔ (۱۸۵۲)

☆ عورت پالان پہ سوار ہو اور مرد اپنی خواہش کا اظہار کرے تو عورت انکار نہ کرے۔ (۱۸۵۳)

اگر حضور کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: جاؤ اسے دیکھ آؤ ہو سکتا ہے اس سے تم دونوں میں محبت پیدا ہو جائے چنانچہ میں جب گیا تو اس کے والدین نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا لیکن لڑکی نے پردے کی اوٹ سے جواب دیا:

اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَکَ اَنْ تَنْظُرَ فَانْظُرْ وَاِلَّا فَاَنْشُدُکَ کَاَنَّھَا اَعْظَمَتْ ذٰلِکَ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَیْھَا فَتَزَوَّجْتُھَا فَذَکَرَ مِنْ مُّوَافَقَتِھَا (۱۸۶۶)

اگر تو حضور علیہ السلام نے دیکھنے کا حکم دیا ہے تو دیکھ لے ورنہ میں تمہیں قسم دیتی ہوں، گویا اس نے یہ بات بہت ناگوار سمجھی۔ میں نے اسے دیکھا اور اس سے نکاح کیا۔ پھر حضرت مغیرہ نے اپنی باہمی موافقت کا ذکر کیا۔

☆ بخار کی وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بچپن میں سارے بال جھڑ گئے۔ (۱۸۷۶)

☆ کوئی عورت اپنا نکاح خود نہ کرے۔ فَاِنَّ الزَّانِیَۃَ ھِیَ الَّتِیْ تَزَوَّجَ نَفْسَھَا کیونکہ زانیہ اپنا نکاح خود کرتی ہے۔ (۱۸۸۲)

☆ ہر اچھا کام جو حمد خدا کے بغیر شروع کیا جائے وہ نامکمل اور بے برکت ہو جاتا ہے۔ (۱۸۹۴)

☆ بنی نجار کی بچیوں نے دف بجا کر حضور علیہ السلام کی نعت پڑھی۔ جواباً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰہُ یَعْلَمُ اِنِّیْ لَاُحِبُّکُنَّ۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے بے شک میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ (۱۸۹۹)

☆ حضرت زینب کے ساتھ نکاح پر حضور علیہ السلام نے ولیمہ دھوم دھام سے کیا اور ایک بکری ذبح کی گئی۔ (۱۹۰۸)

حضرت صفیہ کے ساتھ نکاح فرمایا تو ستو اور کھجوروں سے ولیمہ کیا۔ (۱۹۰۹)

☆ بیوی کے پاس جاؤ تو پردہ رکھو ایسے ہی گدھوں کی طرح نہ شروع ہو جاؤ۔ (۱۹۲۱)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی حضور علیہ السلام کی شرمگاہ نہ دیکھی۔ (۱۹۲۲)

☆ حضرت ثویبہ نے حضور علیہ السلام کو دودھ پلایا۔ (۱۹۳۹)

☆ رجم اور رضاعت الکبیر کی آیات بکری کھا گئی والی روایت۔ (۱۹۴۴)

☆ رضاعت تب تک ہے جب تک دودھ ہی غذا ہو۔ (۱۹۴۵) جوان آدمی حضرت سالم کو اجازت دنیا انہی کے ساتھ

Marfat.com

خاص ہے۔(۴۷-۱۹۴۳)

اسامہ اگرلڑکی ہوتا......

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا چوکھٹ پہ پاؤں پھسل گیا اور وہ گر پڑے جس کی وجہ سے سر پہ چوٹ لگ گئی۔حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اس کا فضلہ وغیرہ صاف کرو اور آپ نے خود ان کے زخم سے خون پونچھا۔جب آپ خون پونچھ رہے تھے تو ساتھ ساتھ (ان کا دل بہلانے کے لئے) فرمار ہے تھے:

لَوْ كَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَحَلَّيْتُهُ وَكَسَوْتُهُ حَتّٰى أُنَفِّقَهُ

اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے زیور ولباس پہناتا یہاں تک کہ اس کی شادی کرتا۔(۱۹۷۶)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ دوڑ لگائی اور سبقت لے گئیں۔(۱۹۷۹)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ کے پیچھے دوڑ لگائی' ان کو پکڑا اور گود میں اٹھالیا۔(۱۹۸۰)

☆ حضرت عائشہ نے حضور علیہ السلام کی اجازت سے حضرت زینب کو ایسے جواب دیئے کہ ان کے گلے میں تھوک خشک ہو گیا اور حضور علیہ السلام کا چہرۂ انور کھل اٹھا۔(۱۹۸۱)

☆ حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے نہ کبھی اپنی کسی بیوی کو مارا اور نہ ہی کسی خادم کو۔(۱۹۸۴)

☆ حضور علیہ السلام نے عورتوں کو مارنے سے منع کیا تو وہ مردوں پہ گستاخ ہو گئیں پھر مارنے کی اجازت دی تو بہت سی عورتیں (ایک رات میں ستر کے قریب) اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آ گئیں۔تب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مردوں کو فرمایا: فَلَا تَجِدُوْنَ اُولٰٓئِكَ خِيَارَكُمْ۔ایسے لوگوں کو (جو اپنی عورتوں کو مارتے ہیں) تم اچھا نہیں پاؤ گے۔(۱۹۸۵)

؎ رونے سے کم نہ ہوں گی کبھی تیری مشکلیں　　بگڑے ہوئے نصیب کو ہنس کر سنوار لے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا استدلال

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوندھنے والی' گوندھوانیوالی' (جسم میں نشان لگانے لگوانے والی) منہ سے رونگھٹے نکالنے والی اور دانتوں میں سوراخ کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔یہ خدا کی تخلیق میں فرق (تبدیلی) لانے والی ہیں۔یہ خبر بنو اسد کی ایک عورت کو پہنچی جس کا نام ام یعقوب تھا۔وہ عبداللہ کے پاس آئی اور کہنے لگی مجھے آپ سے فلاں فلاں بات پہنچی ہے۔عبداللہ نے فرمایا جس پر حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی ہے میں اس پر کیسے لعنت نہ کروں۔حالانکہ یہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔وہ بولی: میں کتاب اللہ پڑھتی ہوں میں نے اس میں یہ مسئلہ کہیں نہیں دیکھا۔انہوں نے فرمایا: اگر تم قرآن غور سے پڑھتیں تو تمہیں یہ مسئلہ مل جاتا کیا تم نے یہ نہیں پڑھا۔وما اتکم الرسول فخذوہ۔(الحشر)۔اس نے جواب دیا: کیوں نہیں۔عبداللہ نے فرمایا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔وہ بولی: مجھے معلوم ہوا ہے تمہاری بیوی بھی یہ کام کرتی ہے؟ عبداللہ نے فرمایا: جا کر دیکھ لو وہ گھر گئی اور دیکھا تو اس میں یہ بات نظر نہ آئی۔عبداللہ نے فرمایا: اگر یہ تمہاری بات سچی ہوتی تو ہم اکٹھے نہ رہتے۔(۱۹۸۹)

Marfat.com

★ حضور علیہ السلام نے حضرت حفصہ کو طلاق دی پھر رجوع فرمالیا۔(۲۰۱۶)

ایک ہی وقت میں دی گئیں تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں

عامر الشعبی کہتے ہیں: میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے ان کی طلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

طَلَّقَنِیْ زَوْجِیْ ثَلَاثًا وَّهُوَ خَارِجٌ اِلَی الْیَمَنِ فَاَجَازَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ مجھے میرے خاوند نے تین طلاق دیں اور وہ یمن کی طرف جا رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان اکٹھی دی ہوئیں تین طلاقوں کو) جائز قرار دیا یعنی نافذ فرمادیا۔(۲۰۲۴ باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد)

★ طلاق کے چند لمحوں کے بعد بچہ پیدا ہو گیا تو عدت پوری ہو گئی۔(۲۰۲۶) قرآن حکیم میں ہے: واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن۔ الطلاق

★ جہاں خاوند کی مدت کی اطلاع ملی ہے وہیں عدت گزاری جائے۔(۲۰۳۱)

عذر کی وجہ سے تبدیلی مکان کی اجازت ہے جیسا کہ حضرت فاطمہ بنت قیس کو اجازت دی گئی۔(۳۳-۲۰۳۲)

★ حضرت فاطمہ بنت قیس کی تین طلاق کے بعد مکان و نفقہ نہ دینے کی روایات۔(۳۶-۲۰۳۵)

★ ایک عورت (عمرو بنت الجون) سے حضور علیہ السلام نے نکاح کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب ہوئے تو اس نے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ کے الفاظ کہے۔ آپ نے فرمایا: عُذْتِ بِعَظِیْمٍ اَلْحَقِیْ بِاَهْلِكِ۔ تو نے بڑی ذات کی پناہ طلب کی ہے جا اپنے گھر والوں میں چلی جا۔(۲۰۵۰) ان کلمات سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اسی لیے نسائی شریف میں باب ما یقع به الطلاق کے تحت یہ روایت بیان ہوئی ہے۔

یزید بن رکانہ والی حدیث میں تین طلاق کا ذکر نہیں بلکہ ایک طلاق بائن کا ہے

یزید بن رکانہ کہتے ہیں (عن ابیہ عن جدہ) انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ (بائنہ) دی پھر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: حضور میرا ارادہ ایک طلاق دینے کا تھا' حضور علیہ السلام نے ان سے دو مرتبہ قسم لی اور اسے واپس کر دیا۔(۲۰۵۱)

★ شدید ضرورت کے بغیر طلاق کا سوال کرنے والی پہ جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔(۲۰۵۵)

★ اِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ۔ طلاق کا اختیار اس کو ہے جو پنڈلی کو تھامے یعنی شوہر کو۔(۲۰۸۱)

★ باپ کی ناپسندیدگی کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن عمر کو حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور انہوں نے دے دی۔(۲۰۸۸)

Marfat.com

اَبْوَابُ الْکَفَّارَاتِ (کفاروں کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ سے قسم اٹھاتے وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ (۲۰۹۰) اور ان الفاظ سے لَا وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ (۲۰۹۳)

☆ یہ کہنا کہ ''اگر ایسا ہوا تو میں یہودی ہوں'' اپنے لیے دوزخ واجب کرنا ہے۔ (۲۰۹۹)

☆ یہ کہنا کہ ''میں اسلام سے بری ہوں'' سچا ہو یا جھوٹا نقصان ہی نقصان ہے۔ (۲۱۰۰)

☆ قسم میں انشاء اللہ کہنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (۲۱۰۴-۵-۶)

☆ قسم کے کفارے میں آدھا صاع گندم (۲۱۱۲) یہ قسم کے کفارے والے آیت کے نزول سے پہلے کی بات ہے۔ (۲۱۱۳)

حضور علیہ السلام نے اپنے چچا کی قسم کو ٹوٹنے سے بچالیا

عبدالرحمٰن بن صفوان یا صفوان بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: میں فتح مکہ کے روز اپنے والد کو لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! میرے والد کے لئے بھی ہجرت سے کچھ حصہ مقرر فرمائیں'' آپ نے فرمایا: ''اب تو ہجرت نہیں ہے''۔ میں انہیں لے کر عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ میرے والد نے کہا: ''کیا آپ نے مجھے پہچان لیا؟''۔ عباس نے کہا: ''ہاں''۔ عباس ایک قمیص میں چادر کے بغیر باہر نکلے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے فلاں کو پہچان لیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان کیا تعلق تھا' وہ اپنے باپ کو لے کر آیا ہے تاکہ آپ ہجرت پر بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا: اب ہجرت نہیں۔ عباس بولے: میں آپ کو قسم دیتا ہوں' نبی کریم علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا کر ان کا ہاتھ چھوا اور فرمایا: میں نے اپنے چچا کی قسم پوری کر دی لیکن اب ہجرت نہیں۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ یزید بن ابن زیاد کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ سے جہاں کے سب لوگ اسلام لے آئیں ہجرت کی ضرورت نہیں۔ (۲۱۱۶-۱۷)

☆ ہوتا وہی ہے جو تقدیر میں لکھا ہے۔ نذر ماننے سے بخیل کے ہاتھوں سے مال نکل آتا ہے جو وہ نذر کے بغیر خرچ نہ کرتا۔ (۲۱۲۲-۲۳)

☆ نذر مانی اور پوری نہ کی تو قسم کا سا کفارہ ادا کرے۔ (۲۱۲۷-۲۸-۳۳)

اَبْوَابُ التِّجَارَاتِ (تجارتوں کا بیان)

☆ اَلتَّاجِرُ الْاَمِیْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّھَدَآءِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔
سچا' امانتدار مسلمان تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (۲۱۳۹)

Marfat.com

☆ تقویٰ کے ساتھ سرمایہ دار بھی ہو تو کوئی حرج نہیں تاہم متقی کے لئے سرمایہ داری سے صحت بہتر ہے اور دل کا خوش رہنا بھی ایک نعمت ہے۔(۲۱۴۱)

☆ سب سے زیادہ رنج اس مسلمان کو ہوتا ہے جسے دنیا کی فکر بھی ہو اور دین کی بھی۔ اَعْظَمُ النَّاسِ هَمًّا اَلْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَهُمُّ بِاَمْرِ دُنْیَاهُ وَاَمْرِ اٰخِرَتِهٖ (۲۱۴۲)

☆ بیع میں قسم اور فضول باتوں کے گناہ صدقہ سے دھل جاتے ہیں۔(۲۱۴۵)

☆ سب سے زیادہ جھوٹے رنگریز اور صراف ہوتے ہیں۔(۲۱۵۲)

☆ مال کو مہنگا بیچنے کے لئے روک لینے والا ملعون ہے۔(۲۱۵۳)

ایسا شخص خطا کار ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو جذام اور افلاس میں مبتلا فرمائے گا۔(۲۱۵۴-۵۵)

☆ دم پہ اجرت لینے اور تعلیم قرآن پہ نہ لینے کی روایات۔(۲۱۵۶-۵۷-۵۸)

☆ ممنوعہ کمائی سے گھاس خرید کر جانوروں کو کھلا دو۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۲۱۶۶) اس سے بعض علماء نے سود وغیرہ کا پیسہ مسجد کی لٹیرینوں پہ استعمال کرنے کی اجازت دی کیونکہ حضور علیہ السلام نے حجام کی کمائی سے منع فرمایا اور پھر فرمایا: گھاس خرید کر جانوروں کو کھلا دو۔

☆ اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَالَمْ یَتَفَرَّقَا۔

بائع و مشتری کو جدا ہونے تک بیع واپس کرنے کا اختیار ہے۔(۲۱۸۳)

☆ اِنَّمَا الْبَیْعُ عَنْ تَرَاضٍ بیع باہم رضامندی سے ہے۔(۲۱۸۵)

☆ لَابَیْعَ مَالَیْسَ عِنْدَكَ۔

جو چیز تیرے پاس نہیں اس کی بیع نہیں ہو سکتی۔(۲۱۸۷)

☆ بیع نہ ہونے کی صورت میں بیعانہ ضبط کر لینا منع ہے۔ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الْعُرْبَانِ اور عربان بعینہ یہی ہے کہ بیعانہ واپس نہ کیا جائے جیسا کہ اس حدیث کے تحت ابو عبداللہ سے نسائی کے متن میں ہے۔

☆ مسلمان کی بیع واپس کرنے پہ راضی ہونے والے کے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گناہ معاف فرما دے گا۔(۲۱۹۹)

☆ خرید و فروخت میں ایک ہی بات کی جائے نہ یہ کہ بیچنے میں پہلے بہت قیمت لگائے پھر کم کرتا جائے اور خریدنے میں کم لگائے اور زیادہ کرتا جائے۔(۲۲۰۴) (تاہم حضور علیہ السلام خود اس سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ اگلی حدیث میں ایسا کر کے حضرت جابر کو نواز دیا)

اونٹ بھی واپس کر دیا اور رقم بھی دے دی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم یہ اپنا اونٹ ایک دینار میں فروخت کرتے ہو؟ اللہ تمہاری مغفرت کرے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ آپ ہی کا

Marfat.com

اونٹ ہے لیکن میں مدینہ پہنچ جاؤں۔ آپ نے فرمایا: اچھا دو دینار میں اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام ایک ایک دینار بڑھاتے گئے اور ہر دینار کے ساتھ فرماتے رہے اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ حتیٰ کہ آپ بیس دینار تک پہنچ گئے۔ جب میں مدینہ پہنچا تو اونٹ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: اے بلال! انہیں مال غنیمت میں سے بیس دینار دے دو اور فرمایا: یہ اونٹ بھی اپنے گھر واپس لے جاؤ۔ (۲۲۰۵)

بن مانگے دیا اور اتنا دیا ۔۔۔ دامن میں ہمارے سمایا نہیں

☆ طلوع آفتاب سے پہلے نرخ لگانا اور دودھ دینے والے جانور کو ذبح کرنا منع ہے۔ (۲۲۰۶)

☆ تجارت میں قسمیں کھانے سے بچو۔ اس سے مال تو بک جاتا ہے لیکن برکت بھی ساتھ ہی چلی جاتی ہے۔ (۲۲۰۹)

☆ پھل کو سرخ ہونے یعنی پک جانے، انگور کو سیاہ ہونے اور غلہ کو سخت ہونے سے قبل بیچنے کی ممانعت (۲۲۱۷) جس نے پھل بیچا اور پھر پھلوں پہ آفت آ گئی تو بیچنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ نہ لے بلکہ لیا ہوا بھی واپس کر دے۔ (عَلٰی مَا یَاْخُذُ اَحَدُکُمْ مَالَ اَخِیْہِ الْمُسْلِمِ۔ اس صورت میں وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال کس طرح لے سکتا ہے؟ (۲۲۱۹)

☆ حضور علیہ السلام نے پاجامہ خریدا (مگر پہننے کا ذکر نہیں) (۲۲۲۰-۲۱)

☆ لَیْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ۔ دھوکہ باز ہم میں سے نہیں ہے۔ (۲۲۲۴)

☆ قبضہ اور چیز منتقل کرنے سے پہلے بیچنے کی ممانعت۔ (۲۲۲۷-۲۹)

جو بازار میں داخل ہوا اور چوتھے کلمہ کے الفاظ پڑھے اس کو دس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں اور دس لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں وَبَنٰی لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔ (۲۲۳۵)

(درسِ نظامی کے نصاب میں پڑھائے جانے والے عربی نسخہ کی پہلی جلد کا یہاں اختتام ہو رہا ہے اور دوسری جلد کی احادیث شروع ہو رہی ہیں)

صبح کا وقت بابرکت ہوتا ہے

حضرت صخر غامدی فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا۔ اے اللہ! میری امت کے لئے صبح کا وقت بابرکت بنا دے۔ حضور علیہ السلام جب بھی کوئی لشکر روانہ فرماتے تو صبح کے وقت ہی روانہ کرتے اور حضرت صخر خود ایک تاجر تھے۔ یہ اپنا مال صبح کے وقت تجارت کے لئے روانہ کرتے۔ فَاَثْرٰی وَکَثُرَ مَالُہٗ۔ جس کی وجہ سے یہ بہت مالدار ہو گئے۔ (۲۲۳۶)

☆ جس نے کوئی چیز بیچتے وقت اس کا عیب ظاہر نہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا رہے گا اور فرشتے اس پہ ہمیشہ لعنت بھیجتے رہیں گے۔ (۲۲۴۷)

☆ ماں، بچے اور دو بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنے والا لعنتی ہے۔ (۲۲۵۰) یعنی ماں، بیٹا یا دو بھائی غلام ہیں تو ایک کو بیچنا

Marfat.com

اور دوسرے کو نہ بیچنا۔

☆ حضور علیہ السلام نے غلام بیچا تو اس طرح تحریر لکھی۔ یہ تحریر خالد بن ھوذہ کو دی گئی ہے کہ اس نے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک غلام یا باندی کو خریدا جس میں کوئی عیب یا بیماری نہیں نہ وہ چوری کا مال ہے نہ حرام کا' یہ خرید و فروخت ایک مسلمان کی ایک مسلمان سے ہوئی ہے۔(۲۲۵۱)

☆ ردی کھجوروں کو عمدہ کھجوروں کے بدلے بیچنا ناجائز ہے (بلکہ کھجوروں کو پیسوں کے ساتھ بیچو اور ان پیسوں سے پھر عمدہ کھجوریں خریدلو)(۲۲۵۶)

☆ سونے کو چاندی کے بدلے نقد بیچنے میں حرج نہیں' ادھار بیچنا سود ہے۔(۶۰-۲۲۵۸)

☆ ایک جانور کو دوسرے کے عوض ادھار فروخت کرنے کی ممانعت۔(۲۲۷۰)

نقد کی اجازت ہے چاہے ایک کو دو کے عوض فروخت کرے۔(۷۱)

سود خور کا حال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح تھے اور ان کے اندر سانپ نظر آ رہے تھے۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: هٰؤُلَاءِ اَكَلَةُ الرِّبَا - یہ سود کھانے والے ہیں۔(۲۲۷۳) فرمایا: سود ستر گناہوں کا مجموعہ ہے جن میں سے چھوٹے سے چھوٹا گناہ یہ ہے۔ اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ۔ بندہ اپنی ماں سے نکاح (بدکاری) کرے۔(۲۲۷۴) فرمایا: اَلرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَّسَبْعُوْنَ بَابًا۔ سود کے تہتر دروازے ہیں۔(۲۲۷۵) فرمایا: سود کھانے والے' کھلانے والے' اس کا گواہ بننے والے اور لکھنے والے پر لعنت۔(۲۲۷۷)

فرمایا: لوگوں پہ ایسا زمانہ آئیگا کہ کوئی بھی سود سے نہ بچ سکے گا جو سود نہ کھائے گا اس کو بھی اس کا غبار ضرور پہنچے گا۔ (۲۲۷۸)

فرمایا: مَا اَحَدٌ اَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا اِلَّا عَاقِبَةُ اَمْرِهٖ اِلٰى قِلَّةٍ۔
سود کا مال آخر کار گھٹ جاتا ہے۔(۲۲۷۹)

☆ حضرت سائب نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ! كُنْتَ شَرِيْكِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكُنْتَ خَيْرَ شَرِيْكٍ كُنْتَ لَاتُدَارِيْنِيْ وَلَا تُمَارِيْنِيْ۔ آپ زمانہ جاہلیت میں میرے شریک (ساتھی) تھے تو آپ بہترین شریک ثابت ہوئے نہ آپ نے کبھی مجھ سے مقابلہ کیا اور نہ کبھی جھگڑا کیا۔(۲۲۸۷)

تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے

ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرے والد میرا سارا مال ختم کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا: اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ۔ تو اور تیرا سارا مال تیرے باپ ہی کا ہے۔(۲۲۹۱) ایک شخص نے عرض کیا: میرے باپ نے میری دولت ختم کر دی ہے تو آپ نے یہی فرمایا۔ مزید فرمایا: اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ اَمْوَالِكُمْ۔

Marfat.com

تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ تر کمائی ہے پس تم اپنے مالوں سے کھاؤ۔ (۲۲۹۲)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی دعوت کو بھی شرف قبولیت بخشا کرتے تھے۔ (۲۲۹۶)

☆ حضور علیہ السلام کی تعلیمات کا اثر غلاموں پہ ایسا ہوا کہ ایک غلام نے عرض کیا: جب میرا مالک مجھے کوئی شئی دیتا ہے تو میں اوروں کو کھلا دیتا ہوں تو میرا مالک مجھے اس سے منع کرتا ہے اور یارسول اللہ! میں غرباء کو کھلائے بغیر رہ نہیں سکتا۔ فَقَالَ الْاَجْرُ بَیْنَکُمَا۔ فرمایا: تم دونوں کو اجر ملے گا۔ (۲۲۹۷)

دل ان کو دے دیا میں نے سوچتا ہوں کیا کیا میں نے
زخم جو پڑے دل پر ان کو اشکوں سے سی لیا میں نے

غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ

بنی غُبر قبیلے کے ایک شخص عباد بن شرجیل کا بیان ہے کہ ایک قحط والے سال میں مدینہ شریف گیا اور ایک باغ پر سے میرا گزر ہوا، میں نے انگوروں کا ایک گچھا توڑا اور اسے کھالیا اور کچھ خوشے اپنی چادر میں رکھ لیے۔ اتنے میں باغ کا مالک آگیا اور اس نے مجھے مارا بھی اور میرے کپڑے بھی چھین لئے۔ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا پیش کیا تو آپ نے باغ کے مالک سے فرمایا:

مَا اَطْعَمْتَہٗ اِذْ کَانَ جَائِعًا اَوْ سَاغِبًا۔ وَلَا عَلَّمْتَہٗ اِذْ کَانَ جَاھِلًا۔ جب وہ بھوکا تھا تو تو نے اسے کھلایا کیوں نہیں اور جب وہ جانتا نہیں تھا تو تو نے اسے بتایا کیوں نہیں۔ فامرہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فرد الیہ ثوبہ۔ فرمایا: اس کے کپڑے واپس کردے اور ساتھ ہی حکم دیا کہ اس کو ایک وسق یا آدھا وسق غلہ دے دو۔ (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ادائیگی فرمائی) ۲۲۹۸

اسی طرح کے ایک اور واقعہ میں ایک لڑکے کو فرمایا (درختوں پہ) پتھر نہ مارا کر اور جو نیچے پڑا ہو وہ کھالیا کر پھر اس کے سر پہ شفقت کا ہاتھ پھیرا اور یوں دعا کی: اَللّٰھُمَّ اَشْبِعْ بَطْنَہٗ۔ اے اللہ! اس کو شکم سیر کردے۔ (۲۲۹۹)

نظر میں رنگ ٹھہرے ہیں تو ان کے گیت گانے سے کھلے ہیں پھول جو دل میں تو وہ ان کے کھلانے سے
ضیاء جس کو سمجھتی ہے یہ دنیا چاند سورج کی وہ ساری روشنی ہے نقش پا کے جگمگانے سے
کہاں ترتیب تھی کوئی کہاں کوئی سلیقہ تھا یہ نظم دو جہاں قائم ہوا ہے ان کے آنے سے
توجہ مل گئی سرکار کے لطف و کرم کے ساتھ بنے ہیں کام کیا کیا ایک دامن بھیگ جانے سے

آپ ہیں رحمت غفار رسولِ عربی

حضرت ابوسعید کا بیان ہے کہ (ایک موقع پہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی گلے پر تیرا گذر ہو تو چرواہے کو تین بار آواز دے لے پھر اگر وہ تیری آواز سن لے تو فبہا ورنہ دودھ پی لے (مجبوری ہے) اور ضرورت سے زیادہ پی کر خرابی نہ کرنا اسی طرح جب تیرا کسی باغ پر سے گزر ہو تو باغ والے کو تین مرتبہ آواز دے لے۔ اگر وہ سن لے تو بہتر ورنہ نقصان پہنچائے بغیر

Marfat.com

کھالے (نقصان پہنچانا یہ ہے کہ کھانے کے علاوہ ساتھ بھی باندھ لے)(۲۳۰۱)

آپ ہیں رحمت غفار رسول عربی — ہم گناہگار و سیاہ کار رسول عربی
ہم ہیں رحمت کے طلبگار رسول عربی — آپ کے طالب دیدار رسول عربی
ناظم کون و مکاں آپ کو خالق نے کیا — آپ ہیں مالک و مختار رسول عربی
قافلہ ایک خدائی کا ازل سے ہے رواں — آپ ہیں قافلہ سالار رسول عربی
دہر کی بات کوئی آپ سے پوشیدہ نہیں — آپ ہیں محرم اسرار رسول عربی
آپ کے گنبد خضریٰ کی تجلی پہ نثار — کعبۃ اللہ کے انوار رسول عربی
قابل رشک ملی صحت ایمان اس کو — جو ہوا آپ کا بیمار رسول عربی
کسی قیمت پہ نہ دنیا کی مسرت لے گا — آپ کے غم کا خریدار رسول عربی
آپ کے عشق سے ہر عزم ہے پتھر کی لکیر — ورنہ اک ریت کی دیوار رسول عربی
بخدا آپ کے اذکار میں پاتا ہے سکوں — یہ عزیز از ہمہ افکار رسول عربی

(عزیز حاصل پوری)

بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اَلشَّاۃُ مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّۃِ۔ بکری جنت کے جانوروں میں سے ہے (۲۳۰۶) اس لیے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو فرمایا: اِتَّخِذِیْ غَنَمًا فَاِنَّ فِیْھَا بَرَکَۃً۔ بکریاں پالا کر ان میں برکت ہوتی ہے۔ (۲۳۰۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیروں کو بکریاں پالنے کا اور غریبوں کو مرغیاں پالنے کا حکم دیا اور فرمایا: جب امیر لوگ مرغیاں پالنا شروع کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ اس گاؤں کی تباہی کا حکم صادر فرمادے گا۔ (۲۳۰۷)

(اگر یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہو تو ہوسکتا ہے امیر کے مرغی پالنے میں غریب کی حق تلفی کی وجہ سے فرمایا ہو۔ دیکھیے حاشیہ نمبر ۳ ص ۱۶۸)

بَابُ الْاَحْکَام (فیصلوں کا بیان)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یمن جانے سے پہلے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نوجوان ہوں اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے بارے میں نہیں جانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور یہ دعا کی: اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَہٗ وَثَبِّتْ لِسَانَہٗ۔ اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت عطا کر اور اس کی زبان کو ثابت قدم رکھ۔ حضرت علی فرماتے ہیں: فَمَا

Marfat.com

شَكَكْتُ بَعْدُ فِيْ قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ۔ اس کے بعد مجھے دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی دقت محسوس نہیں ہوئی۔ (۲۳۱۰)

در کرم پہ ہوں حاضر نظر ذرا کیجے — مریضِ خستہ ہوں درماں کوئی ہرا کیجے
مرے دکھوں کا مداوا کوئی نہ کر پایا — بلا لیا جو آقا تو کچھ دوا کیجے
درِ قبول پہ جو باریاب ہو پل میں — مرے لیے میرے آقا وہی دعا کیجے
وفور درد سے رہتا ہے مضطرب الیاس — سکون قلب کی دولت اسے عطا کیجے

☆ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ۔ رشوت دینے والے اور لینے والے پہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (۲۳۱۳)

☆ حق معلوم کر کے اس کے مطابق فیصلہ کرنے والا قاضی جنتی ہے اور نادانی میں یا ظلم کے ساتھ فیصلہ کرنے والا دوزخی ہے۔ (۲۳۱۵)

☆ دوسرے مسلمان کا حق (اگر چہ پیلو کی مسواک جتنا ہی ہو) مارنے والے پر جنت کو حرام اور دوزخ کو واجب کر دیا جاتا ہے۔ (۲۳۲۴)

☆ یہودی سے قسم لینی ہو تو یوں لی جائے کہ میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پہ تورات کو نازل فرمایا۔ (۲۸-۲۳۲۷)

☆ حضرت حفصہ کا پیالا توڑنے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہ ناراض نہ ہوئے۔ (۲۳۳۴)

☆ حضرت علی المرتضیٰ سے ایک فیصلہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی نظر آنے لگیں۔ (۲۳۴۸)

☆ کاہنہ عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشان دیکھ کر بتا دیا کہ یہ شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ مشابہ ہے۔ اس کے بیس برس بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا۔ (۲۳۵۰)

دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک بچے کے والدین، جن میں سے ایک کافر تھا دوسرا مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے ان میں سے ہر ایک بچہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اختیار دیا کہ جس کے ساتھ چاہے چلا جائے۔ چنانچہ بچہ کافر کی طرف جھکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ اهْدِهٖ۔ اے اللہ! اس کو ہدایت سے نواز دے۔ فَتَوَجَّهَ اِلَى الْمُسْلِمِ فَقَضٰى لَهٗ بِهٖ۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے) بچہ مسلمان کی طرف چلا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ (۲۳۵۲)

بہانہ ڈھونڈنے والے کی رحمت کا ٹھکانہ کیا — نہ جانے کب عطا کر دیں وہ کیا کیا کس بہانے سے

Marfat.com

مرا تو تجربہ ہے آزما کر کوئی بھی دیکھے
کبھی وہ دل شکستہ جاں گرفتہ ہو نہیں سکتا
بڑے ہی کام بنتے ہیں مدینے آنے جانے سے
جسے مسرور نسبت ہے نبی کے آستانے سے

اَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان)

☆ فرمایا: سب سے بہترین لوگ میرے زمانے والے ہیں پھر ان کے بعد والے' پھر ان کے بعد والے پھر ایسے لوگ آئیں گے۔ تَبْدُرُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَيَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ۔ جن کی قسم گواہی سے پہلے ہوگی اور گواہی قسم سے پہلے۔
(۲۳۶۲)

☆ حضرت عمر نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: قَامَ فِيْنَا مِثْلَ مَقَامِيْ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایسے ہی کھڑے ہوئے جس طرح کہ میں تمہارے درمیان کھڑا ہوں۔ (۲۳۶۳)

☆ سب سے اچھے گواہ وہ ہیں جو طلب کرنے سے پہلے گواہی دیں۔ (۲۳۶۴)

☆ نہ تو خیانت کرنے والے مرد اور عورت کی گواہی جائز ہے نہ اس شخص کی جسے اسلام میں حد لگ چکی ہو اور نہ ہی اپنے بھائی سے حسد کرنے والے کی۔ (۲۳۶۶)

☆ حضرت خریم بن فاتک اسدی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد ان لفظوں سے خطبہ ارشاد فرمایا:

عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ

جھوٹی گواہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر قرار دی گئی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ۔ (الحج: ۳۱) اور بچو جھوٹی بات سے ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا ساجھی کسی کو نہ کرو۔

☆ فرمایا: لَنْ تَزُوْلَ قَدَمَا شَاهِدِ الزُّوْرِ حَتّٰى يُوْجِبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ۔ جھوٹی گواہی دینے والا ہمیشہ جھوٹی گواہی دیتا رہے گا تا آنکہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ کو واجب کر دے گا۔ (۲۳۷۳)

☆ حضور علیہ السلام نے اہل کتاب کی ایک دوسرے پر گواہی جائز قرار دی۔ (۲۳۷۴)

اَبْوَابُ الْهِبَاتِ (ھبہ وغیرہ کا بیان)

☆ والدین اولاد کو کوئی چیز ہبہ کریں تو اس میں برابری کریں۔ (بلاوجہ) ایک کو دینا اور باقیوں کو نہ دینا جائز نہیں ہے۔
(۲۳۵۷)

☆ کوئی چیز ہبہ کر کے لوٹانا باپ کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ (۲۳۷۷-۷۸)

☆ عمریٰ (عمر بھر کے لئے کسی کو کوئی چیز دے دینے) سے وہ شخص اس شئی کا مالک ہو گیا اور اس کے مرنے کے بعد اس

Marfat.com

کے ورثاء کی ہوگی۔(۲۳۸۱)

☆ رقبیٰ (کسی کو اس شرط پہ مثلاً مکان دینا کہ اگر تو پہلے مرگیا تو مکان میرا ہوگا اور اگر میں پہلے مرگیا تو مکان تیرا) جس کے لئے رقبیٰ کیا جائے گا وہ زندگی میں اور موت کے بعد اس کا ہو جائے گا۔(۲۳۸۲)

☆ کوئی چیز کسی کو ہبہ کر کے لوٹانے کو کتے کی قے سے مثال دی گئی کہ جب اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ قے کر کے پھر چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔

اَلْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِیْ قَيْئِهٖ (۲۳۸۶)

☆ اَلرَّجُلُ اَحَقُّ بِهِبَتِهٖ مَالَمْ يُثَبْ مِنْهَا۔ آدمی اپنے ہبہ (کو واپس لینے) کا زیادہ حقدار ہے جب تک اس کا معاوضہ نہ لے۔(۲۳۸۷)

☆ عورت کے لئے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال سے صدقہ کرنا جائز نہیں۔ اِذَا هُوَ مَلَكَ عِصْمَتَهَا۔ کیونکہ وہ اس کی عصمت کا مالک ہے۔(۲۳۸۸)

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی زوجہ (خیرہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنے زیورات لے کر آئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں انہیں صدقہ کرنا چاہتی ہوں' آپ علیہ السلام نے فرمایا: عورت کے لئے خاوند کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنا جائز نہیں۔ کیا تم نے کعب سے اجازت لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کعب کے پاس بھیجا کہ کیا تم نے خیرہ کو زیورات صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے؟ کعب نے جواب دیا: جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیرہ کا صدقہ قبول فرمالیا۔(۲۳۸۹)

اَبْوَابُ الصَّدَقَاتِ (صدقات کا بیان)

☆ کوئی چیز صدقہ کر کے نہ اس کو واپس لیا جائے اور نہ خریدا جائے۔(۹۲-۲۳۹۰)

☆ والدین کو کوئی چیز دی تو ان کے انتقال کے بعد بطور میراث پھر بیٹے کے پاس آ گئی تو لے سکتا ہے۔(۹۵-۲۳۹۴)

☆ امانت ضائع ہوگئی تو اس پر تاوان نہ آئیگا۔ (بشرطیکہ حفاظت میں کوتاہی نہ کرے)(۲۴۰۱)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت عروہ البارقی مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی انہیں نفع ہوتا۔ فَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ (۲۴۰۲)

ہوئے آپ جلوہ نما کملی والے — کھلے پھول کیا جا بجا کملی والے
زمانہ مجھے دیکھتا کملی والے — مچل کر اگر جھومتا کملی والے
نظارے تو کیا کیا نہ دیکھے جہاں نے — مگر آپ کا نقش پا کملی والے
سنا نام نامی تو دل نے تڑپ کر — پکارا ہے صل علیٰ کملی والے

Marfat.com

بہشت بریں کا وہ حق دار ٹھہرا　　مدینے میں جو مر گیا کملی والے
جہاں سے بھی آیا ہواؤں کا جھونکا　　اسی سمت تکتا رہا کملی والے
کرم آپ کا جب بھی یاد آئے مجھ کو　　ہمیشہ ہی میں رو پڑا کملی والے
مدینے کو جس نے محبت سے دیکھا　　وہ پھر اور کیا دیکھتا کملی والے
نہ بھولا نہ بھولے گا مسرورؔ کیفی　　مدینے کی ٹھنڈی ہوا کملی والے

آتا ہے غریبوں سے انہیں پیار کچھ ایسا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے اپنے قرضدار کا پیچھا کیا جس کے ذمہ دس دینار تھے۔ اس نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں جو میں تمہیں دوں۔ قرض خواہ نے کہا: خدا کی قسم! جب تک تو میرا قرض ادا نہ کرے گا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ وہ اسے پکڑ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اسے کتنی مہلت دے سکتا ہے؟ اس نے کہا: ایک ماہ کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تو اس کو مہلت دے دے' میں اس کا ضامن ہوتا ہوں۔ جب ایک ماہ پورا ہوا تو مقروض خود قرضہ کی رقم لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ترے پاس یہ دولت کہاں سے آئی؟ اس نے کہا: مجھے ایک خزانہ میں سے ملے ہیں۔ آپ نے فرمایا: خزانہ میں بھلائی نہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہ کا قرض اپنے پاس سے ادا کیا۔ (۲۴۰۶)

آنسو میری آنکھوں میں نہیں آئے ہوئے ہیں　　دریا تیری رحمت کے لہرائے ہوئے ہیں

☆ قرض اگر ناجائز کام کے لئے نہ لیا ہو تو قرض ادا کرنے تک اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس حدیث کو سن کر حضرت عبداللہ بن جعفر اپنے خزانچی کو فرمایا کرتے: جاؤ میرے لیے قرض لے آؤ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ایک رات بھی ایسی گزاروں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ نہ ہو۔ (۲۴۰۹)

☆ تکبر' چوری اور قرض سے بری ہو کر مرنے والا جنت میں داخل ہوگا۔ (۲۴۱۲)

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا: مَا عَمِلْتَ۔ تو نے کیا عمل کیا؟ اس نے عرض کیا: اِنِّیْ کُنْتُ اَتَجَوَّزُ فِی السِّکَّةِ وَالنَّقْدِ وَاُنْظِرُ الْمُعْسِرَ۔ میں لوگوں کو نقد مال دیتا تھا اور تنگ دست کو مہلت دیتا تھا۔ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ حضرت ابو مسعود فرماتے ہیں: اَنَا قَدْ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ میں نے خود یہ حدیث حضور علیہ السلام سے سنی ہے۔ (۲۴۲۰)

گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جو اپنا حق یا قرض طلب کرتا تھا۔

Marfat.com

اس نے آپ کے ساتھ سخت کلامی کی جس سے آپ کے صحابہ برانگیختہ ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرض خواہ کو مقروض پر سختی کرنے کا اس وقت تک حق حاصل ہے جب تک وہ قرض ادا نہ کرے۔ (۲۴۲۵)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک اعرابی حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں اپنے قرضے کے تقاضے کے لئے آیا اور اس نے درشت کلامی کی اس نے آپ کو یہ بھی الفاظ کہے کہ اگر آپ نے میرا قرضہ نہ ادا کیا تو میں آپ کو بدنام کروں گا۔ یہ سن کر صحابہ نے اسے ڈانٹا اور کہا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ کس سے باتیں کر رہا ہے؟ اس نے کہا: میں اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ قرضداروں کی طرفداری کیوں نہیں کرتے؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی آدمی خولہ بنت قیس کے پاس بھیجا کہ تمہارے پاس اگر کھجوریں ہوں تو ہمیں دے دو جب ہمارے پاس آئیں گی تو ادا کر دیں گے۔ خولہ نے جواب دیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں کیوں نہ دوں گی' خولہ نے کھجوریں بھیجیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کا قرضہ ادا فرمایا اور اسے کھانا کھلایا۔ اس نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے میرا پورا پورا حق ادا فرمایا۔ بہترین لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ قوم کبھی پاک نہیں ہو سکتی جس کا کمزور شخص اپنا قرضہ نہ لے سکے۔ (۲۴۲۶)

دو عالم کا امداد گار آ گیا ہے　　امیں آ گیا غمگسار آ گیا ہے
غریبوں کی جاں کو یتیموں کے دل کو　　سکوں ہو گیا ہے قرار آ گیا ہے
اصول محبت ہے پیغام جس کا　　وہ محبوب پروردگار آ گیا ہے
اب انساں کو انساں کا عرفان ہو گا　　یقین ہو گیا' اعتبار آ گیا ہے
بجھے گا نہ جس کا چراغ محبت　　وہ پیغمبر ذی وقار آ گیا ہے
زمانے کو اب اپنی منزل مبارک　　رسولوں کا اب تاجدار آ گیا ہے

(احسان دانش)

قرض دینے کا ثواب صدقہ دینے سے زیادہ ہے' کیوں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پہ لکھا ہوا پایا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا۔ میں نے جبریل امین علیہ السلام سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: لِاَنَّ السَّائِلَ يَسْاَلُ وَعِنْدَهُ وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ اِلَّا مِنْ حَاجَةٍ اس لیے کہ سائل کے پاس مال ہوتا ہے پھر بھی سوال کر بیٹھتا ہے اور قرض مانگنے والا حاجت کی بنا پر ہی قرضہ مانگتا ہے۔ (۲۴۳۱)

☆ جس کو قرضہ دیا ہے اس کا تحفہ وغیرہ قبول نہ کیا جائے اور نہ اس کی سواری پہ سوار ہوا لایہ کہ تحائف کا سلسلہ پہلے سے چل رہا ہو۔ (۲۴۳۲)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کہ صحابی نے عرض کیا: ایک عورت نے میرے مرحوم بھائی پہ دو دینار قرض کا دعویٰ کیا ہے جبکہ اس عورت کے پاس گواہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

فَاَعْطِهَا فَاِنَّهَا مُحِقَّةٌ۔ اس کو دے دو کیونکہ وہ سچی ہے۔ (۲۴۴۳)

یہ علم غیب ہے کہ رسول کریم نے — خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ حضور تشریف لے آئے ہیں تو برکت ضرور ہوگی:

حضرت جابر بن عبداللہ عنہما فرماتے ہیں: جب ان کے والد (غزوۂ احد میں) شہید ہو گئے تو ان کے ذمے ایک یہودی کے تیس وسق (کھجوروں کے قرضہ) تھا۔ میں نے اس یہودی سے مہلت مانگی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حضرت جابر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں گفتگو کی تاکہ آپ سفارش کر دیں تو حضور علیہ السلام اس یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: تم اپنے قرضہ میں جابر کے باغ میں جو کھجوریں ہیں وہ لے لو تو اس نے انکار کر دیا۔ آپ نے اس سے مہلت مانگی لیکن اس نے تب بھی انکار کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تشریف لے گئے۔ اس میں گھومے پھرے اور فرمایا: اے جابر کھجوریں توڑ کر اس کا قرضہ ادا کر دو۔ جب کھجوریں کاٹی گئیں تو تیس وسق قرضہ ادا کرنے کے بعد بارہ وسق زیادہ نکلیں۔ جابر اس بات کی اطلاع دینے کے لئے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو حضور علیہ السلام موجود نہ تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو حضرت جابر نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کی کھجوریں پوری ہو گئیں اور اس کے علاوہ اتنا اتنا مال بچا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا کر تم عمر کو بتا دو۔ حضرت جابرؓ حضرت عمر کے پاس گئے اور انہوں نے انہیں واقعہ کی خبر دی تو حضرت عمر نے فرمایا: میں تو اسی وقت سے جانتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور درختوں میں گھومے تھے کہ اللہ تعالیٰ اب ان میں برکت نازل فرمائے گا۔ (۲۴۴۴)

آمد ہے اس پیمبر عالی مقام کی — آنے لگیں صدائیں درود و سلام کی
ہر چیز ان کے واسطے تخلیق کی گئی — کیا شان ہے رسول علیہ السلام کی
جس نے نبی کی یاد کو دل میں بسالیا — اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی
اللہ جانتا ہے محمد کا مرتبہ — انسان کو خبر کہاں ان کے مقام کی
سرکار اب مجھے بھی مدینے بلایئے — یہ عرض اب قبول ہو اپنے غلام کی
سرکار کی نظر سے بنے فخر کائنات — کیا شان پوچھتے ہو صحابہ کرام کی
عابد ہو بعد موت کے خاک رہ حجاز — واللہ اسے نمود کی خواہش نہ نام کی

(عابد نظامی)

اَبْوَابُ الرُّهُوْنِ (رہن کا بیان)

☆ حضور علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی زرہ مبارک یہودی کے پاس گروی تھی جو آپ نے تیس صاع جو کے بدلے اس کے حوالے کی ہوئی تھی۔ (۲۴۳۹)

Marfat.com

☆ اَعْطُوا الْاَجِيْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ۔ مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دو۔ (۲۴۴۳)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی مسکینی کے دور کو یاد کر کے اللہ کا شکر ادا کرتے کہ اب ابو ہریرہ کو اللہ نے پیشوا بنا دیا ہے۔ (۲۴۴۵)

☆ حضرت علی نے حضور علیہ السلام کی بھوک مٹانے کے لئے یہودی کے ہاں مزدوری کی (۲۴۴۶) اسی طرح ایک انصاری صحابی نے بھی کیا۔ (۲۴۴۸)

☆ حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے ہمیں پیداوار لینے کی صورت میں زمین مزارعت پر دینے سے منع فرمایا ہے نہ کہ روپیہ لینے سے منع کیا۔ (۲۴۵۸) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ رافع کی مغفرت فرمائے میں ان سے زیادہ اس حدیث سے واقف ہوں' ایک دن حضور علیہ السلام کے پاس دو شخص آئے جن کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہے جب تم آپس میں لڑتے ہو تو زمین کرائے پر نہ دیا کرو تو رافع نے صرف آخری الفاظ سن لیے۔ (۲۴۶۱) حضرت زید کا یہ بیان حدیث (۲۴۶۰) کے بارے میں ہے جس میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم زمین دینا چاہو تو اپنے بھائی کو بلا نفع دے دو یا اسے چھوڑ دو۔ یعنی مفت میں دینا بہتر ہے جیسا کہ ابن عباس سے ہے۔ (۲۴۶۴)

☆ حضور علیہ السلام کے مشورے پہ عمل کرنا ضروری نہیں۔ جیسا کہ درختوں کو پیوند کاری کرنے کے عمل پر آپ نے فرمایا۔ (۲۴۷۰)

☆ کسی کو آگ و نمک دینا اتنا ثواب ہے کہ جو چیز بھی اس آگ اور نمک سے تیار ہوگی ہر اس چیز کو صدقہ کرنے کا۔ (۲۴۷۴)

اَبْوَابُ الشُّفْعَةِ (شفعہ کا بیان)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَتْ لَهٗ نَخْلٌ اَوْ اَرْضٌ فَاَرَادَ بَيْعَهَا فَلْيَعْرِضْهَا عَلٰى جَارِهٖ

جس کے پاس باغ یا زمین ہو اور وہ اس کو بیچنے کا ارادہ کرے تو ہمسائے کو بتائے بغیر نہ بیچے۔ (۲۴۹۳)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی روایت فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهٖ يَنْتَظِرُ بِهَا وَاِنْ كَانَ غَائِبًا اِذَا كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدٌ (۲۴۹۴)

پڑوسی اپنے پڑوسی کے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے اگر دونوں کا ایک راستہ ہو اور پڑوسی موجود نہ ہو تو اس کی انتظار کر لی جائے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین میں شفعہ کا حق قرار دیا ہے جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدود معین ہو جائیں تو پھر کوئی شفعہ نہیں ہے۔ (۲۴۹۷)

Marfat.com

☆ اَلشُّفْعَةُ كَحَلِّ الْعِقَالِ۔ شفعہ اونٹ کی رسی کھول دینے کی طرح نا قابل اعتبار ہے۔(۲۵۰۰)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَاشُفْعَةَ لِشَرِيْكٍ عَلٰى شَرِيْكٍ اِذَا سَبَقَهٗ بِالشِّرَاءِ وَلَا لِصَغِيْرٍ وَّلَا لِغَائِبٍ۔ جب شریک شفعہ خرید چکا ہو تو اب دوسرے شفعہ کا کوئی حق نہیں اور نہ بچے کا حق ہے اور نہ غائب کا۔(۲۵۰۱)

اَبْوَابُ اللُّقْطَةِ (گری پڑی یعنی گمشدہ چیز کے بیان میں)

☆ ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ۔
مسلمان کی گمشدہ چیز دوزخ کی آگ ہے (لہٰذا اس کو ہڑپ کرنے کے لیے نہ اُٹھایا جائے)(۲۵۰۲)

☆ لَا يُؤْوِي الضَّالَّةَ اِلَّا ضَالٌّ۔ گمشدہ چیز کو وہی ٹھکانہ دے گا جو خود گمراہ ہوگا۔(۲۵۰۳)

☆ گمشدہ چیز کا ایک سال تک اعلان کرتے رہنے کا حکم دیا گیا' اس کے بعد اگر مالک نہ ملے تو اپنے مال میں شامل کرلو۔(پھر جب بھی مالک ملے اسے اپنے مال میں سے اتنا دے دو)(۲۵۰۴)

☆ گمشدہ چیز ملے تو اس پہ ایک یا دو عادل گواہ بنا لئے جائیں۔(۲۵۰۵)

☆ ایک شخص کو سو اشرفیاں ملیں تو اس کو تین سال تک اعلان کرتے رہنے کا حکم دیا گیا۔(۲۵۰۶)

☆ اعلان وغیرہ کے بعد وہ چیز استعمال کر لی پھر مالک آ جائے تو ادائیگی لازم ہے۔ ثُمَّ كُلْهَا فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَادِّهَا اِلَيْهِ۔(۲۵۰۷)

جو اللہ پہ بھروسہ کرے..........

حضرت مقداد بن عمرو کہتے ہیں: وہ قضائے حاجت کے لئے ایک دن بقیع کی طرف گئے اور لوگ اس زمانہ میں دو دو تین تین روز بعد قضائے حاجت کے لئے جاتے تو وہ (فقر و فاقہ اور معمولی خوراک کھانے کی وجہ سے) اونٹ کی طرح مینگنیاں کرتے۔ میں ایک ویرانہ میں قضائے حاجت کے لئے بیٹھا تو ایک سوراخ میں سے ایک چوہا نکلا اور اس نے ایک اشرفی نکالی۔ پھر وہ اندر گیا اور دوسری نکال کر لایا حتیٰ کہ وہ سترہ ہو گئیں۔ اس کے بعد ایک سرخ رنگ کا کپڑا لے کر آیا۔ مقداد کہتے ہیں میں نے کپڑے کو اٹھایا تو اس میں ایک اور اشرفی تھی۔ میں انہیں لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ بیان کرتے ہوئے عرض کیا: اس کا صدقہ لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا: اسے لے کر واپس جاؤ اس کا کوئی صدقہ نہیں۔ اللہ تمہیں اس میں برکت دے۔ پھر آپ نے فرمایا: شائد تو نے سوراخ میں ہاتھ ڈالا تھا۔ میں نے عرض کیا: نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر عزت عطا فرمائی' جب مقداد کی وفات ہوئی تو ان میں سے ایک دینار تب بھی باقی تھا۔(۲۵۰۸)

اللہ جس کو چاہے بغیر حساب کے رزق عطا فرمائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگلے زمانے میں ایک شخص نے

Marfat.com

دوسرے سے زمین خریدی تو اس میں سونے کا ایک بھرا ہوا گھڑا برآمد ہوا۔ اس نے فروخت کرنے والے سے کہا: میں نے زمین خریدی ہے یہ گھڑا نہیں خریدا۔ اس نے جواب دیا: میں نے زمین اور اس کے اندر جو کچھ تھا سب فروخت کر دیا ہے لہٰذا یہ بھی تمہیں ہی لینا ہوگا۔ الغرض! دونوں میں جھگڑا ہو گیا تو یہ دونوں ایک شخص کے پاس فیصلہ لے گئے۔ اس نے پوچھا: کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ ایک نے جواب دیا: ہاں! میرا ایک لڑکا ہے۔ دوسرے نے جواب دیا: میری ایک لڑکی ہے۔ اس نے کہا: اچھا اس لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو اور یہ دونوں کو دے دو کہ اس میں سے خرچ بھی کریں اور صدقہ بھی کریں۔ (۲۵۱۱)

اَبْوَابُ الْعِتْقِ (غلاموں کی آزادی کا بیان)

☆ مدبر (جس کو اس کے مالک نے کہہ دیا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے) کو فروخت کرنے کی روایات۔ (۱۳-۲۵۱۲) اَلْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ۔ مدبر میت کے تہائی مال سے آزاد ہوگا۔ (۲۵۱۴) قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ۔ امام ابن ماجہ فرماتے ہیں اس حدیث کی کوئی اصل نہیں یعنی صحیح نہیں (اس کے باوجود اس کو اپنی کتاب میں درج فرما رہے ہیں)

☆ اَيُّمَا رَجُلٍ وَلَدَتْ اَمَتُهٗ مِنْهُ فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ دُبُرٍ مِّنْهُ۔ جس لونڈی سے مالک کی اولاد پیدا ہو گئی وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائے گی۔ (۲۵۱۵)

☆ حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں (حضرت ماریہ قبطیہ) کا ذکر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَعْتَقَهَا وَلَدُهَا۔ اس کے بیٹے (ابراہیم) نے اسے آزاد کر دیا۔ (۲۵۱۶)

☆ تین آدمیوں کی مدد اللہ کے ذمہ کرم پہ ہے (۱) جہاد کرنے والا (۲) مکاتب جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو (۳) نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہو۔ (۲۵۱۸)

☆ جو کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا تو وہ غلام اس کے لئے دوزخ کی آگ سے فدیہ ہوگا۔ اس کی ہر ہڈی آزاد کرنے والے کی ہڈیوں کا فدیہ ہوگی اور جو دو مسلمان عورتوں کو آزاد کرے گا تو وہ دونوں اس کے لئے دوزخ سے فدیہ ہوں گی' ان دونوں کی ہڈیاں اس کی ایک ایک ہڈی کا بدلہ ہوں گی۔ (۲۵۲۲)

☆ حضور علیہ السلام سے ولد الزنا غلام کی آزادی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: نَعْلَانِ اُجَاهِدُ فِيْهِمَا خَيْرٌ مِّنْ اَنْ اُعْتِقَ وَلَدَ الزِّنَا۔ جو جوتے پہن کر میں جہاد کے لئے جاتا ہوں وہ ولد الزنا کی آزادی سے بہتر ہیں۔ (۲۵۳۱)

وذلك فان النطفة الخبيثة لا يتولد الا خبيث ومع ذلك هو من باب التشديد وقيل في تاويله ايضا ان المراد به من يواظب على الزنا۔ (حاشیہ نمبر ا ص ۱۸۵)

Marfat.com

اَبْوَابُ الْحُدُوْدِ (شرعی سزاؤں کا بیان)

☆ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ۔ جو اپنا دین بدل دے اس کو قتل کر دو۔ (۲۵۳۵)

☆ اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے ایک حد قائم کرنا اللہ تعالیٰ کے شہروں میں چالیس راتوں کی (مفید) بارش سے بہتر ہے۔ (۲۵۳۷)

☆ مَنْ جَحَدَ اٰيَةً مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ حَلَّ ضَرْبُ عُنُقِهٖ۔ جو قرآن مجید کی ایک آیت کا انکار کرے اس کی گردن ماردی جائے گی۔ (۲۵۳۹)

☆ بیوی کی لونڈی سے زنا کرنے والے پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حد قائم نہیں فرمائی۔ (۲۵۵۲)

☆ یہودی اور یہودیہ کو بھی رجم کیا گیا۔ یہی سزا شادی شدہ بدکار کی تورات میں بھی ہے۔ (۲۵۵۶-۵۷)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کے انداز گفتگو حالت اور آنا جانا دیکھ کر اس کو فاحشہ قرار دیا۔ (۲۵۶۰)

☆ قوم لوط کا عمل کرنے والے فاعل ومفعول دونوں کو قتل کر دو۔ (۲۵۶۱)

فرمایا: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِیْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ۔ مجھے اپنی امت پہ کسی بات کا اتنا خوف نہیں جتنا کہ لواطت کا خوف ہے۔ (۲۵۶۳)

☆ جو محرم سے بدکاری کرے اس کو قتل کر دو اور جو چوپائے سے بدکاری کرے تو اس کو اور چوپائے کو بھی قتل کر دو۔ (۲۵۶۴)

☆ کسی کو مخنث یا لوطی کہنے کی سزا بیس کوڑے۔ (۲۵۶۸)

☆ حضرت عثمان نے حضرت علی سے کہا کہ اپنے چچازاد (ولید بن عقبہ) پہ شراب کی حد قائم کرو جو آپ نے کر دی۔ (۲۵۷۱)

☆ حضور علیہ السلام کے دور میں ایک کمزور بدکار کو سو شاخوں والی ٹہنی ماری گئی۔ (یہ اس کی سو کوڑے سزا ہو گئی) (۲۵۷۳)

☆ چور کا ہاتھ کاٹ کر گلے کے ساتھ لٹکا دیا گیا (تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو) (۲۵۸۷)

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یا ں اس کیخلاف

عمرو بن سمرہ بن جندب حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے فلاں شخص کا اونٹ چرالیا ہے مجھے (سزا دے کر) پاک کر دیجئے۔ حضور علیہ السلام نے ان لوگوں کے پاس آدمی بھیجا۔ انہوں نے کہا: ہاں ہمارا اونٹ گم ہوا ہے۔ حضور علیہ السلام نے عمرو کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو ان کا ہاتھ کاٹا گیا۔ ثعلبہ فرماتے ہیں: جب

Marfat.com

ان کا ہاتھ کٹ کر گرا تو میں انہیں دیکھ رہا تھا وہ فرما رہے تھے: خدا کا شکر ہے کہ اس نے تجھے مجھ سے پاک کر دیا تو تو چاہتا تھا کہ میرے پورے بدن کو دوزخ میں لے جائے۔ (۲۵۸۸)

☆ حاکم کے پاس پہنچنے سے پہلے مجرم کو معاف کیا جا سکتا ہے بات عدالت میں آئے گی تو سزا ملے گی۔ (۲۵۹۵) جیسا کہ حضرت صفوان بن امیہ مسجد میں سوئے اور اپنی چادر اپنے سر کے نیچے رکھ لی ایک شخص نے ان کی چادر چرالی حضرت صفوان اس کو پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے۔ جب حضور علیہ السلام نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو حضرت صفوان نے عرض کیا: میں یہ تو نہیں چاہتا تھا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جاتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: فَهَلَّا قَبْلَ اَنْ تَاْتِيَنِیْ بِهٖ۔ تم نے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہ کیا یعنی میرے پاس لانے سے پہلے ایسا ہو سکتا تھا اب نہیں۔ (۲۵۹۵)

چور کے لئے سزا کے بعد حضور علیہ السلام کی دعا

ابو امیہ نے حدیث بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا تو اس نے اعتراف کیا لیکن اس کے پاس سامان نہ تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال ہے تو نے چوری نہیں کی؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوبارہ وہی بات فرمائی تو اس نے وہی جواب دیا تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: کہہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ اس نے یہ الفاظ دہرائے تو آپ نے دعا کی: اے اللہ! اس بندے کی توبہ قبول فرما۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔ دو مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی۔ (۲۵۹۷)

☆ زنا بالجبر میں حضور علیہ السلام نے عورت پہ حد جاری نہ فرمائی۔ (۲۵۹۸)

☆ دنیا میں جرم کی سزا مل گئی تو آخرت میں دوبارہ سزا دینے سے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور جس کے جرم پہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پردہ ڈالا اور معاف کر دیا تو اس کا کرم اس سے بے نیاز ہے کہ جس کو معاف کر چکا پھر سزا دے۔ (۲۶۰۴)

☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی طبعی غیرت کی وجہ سے بارگاہ رسالت میں ذرا جرات سے بات کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِسْمَعُوْا مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ۔ (اے انصار) سن لو تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے۔ (۲۶۰۵)

☆ بیوی کے ساتھ تنہائی میں کسی شخص کو پایا تو اس پر جرم ثابت کرنے کے لئے چار گواہ ضروری ہیں تا کہ غیرت مند کے علاوہ مدہوش بھی ایسا نہ کرنے لگ جائیں (کہ کسی کو قتل کر کے کہہ دیں کہ میں نے اس کو اپنے گھر اسی حالت میں پایا ہے) (۲۶۰۶)

☆ (زمانہ جاہلیت میں لوگ باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ سے نکاح کر لیتے تھے) حضور علیہ السلام نے ایسے شخص کو قتل کر دینے کا اور اس کا مال لوٹ لینے کا حکم دیا۔ (۸-۲۶۰۷)

گانا گانے کی اجازت مانگنے پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی

حضرت صفوان بن امیہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عمرو بن قرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ نے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا کہ میرے پاس سوائے دف بجا کر کمانے کے اور کوئی ذریعہ نہیں لہٰذا آپ مجھے گانے کی اجازت مرحمت فرمائیں اور میرا گانا فحش نہ

Marfat.com

ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: نہ میں تمہیں اجازت دوں گا اور نہ تجھے عزت دے کر تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا۔ اے خدا کے دشمن! تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے حلال روزی پسند فرمائی اور تو نے حلال روزی کی جگہ حرام روزی اختیار کی۔ اگر میں تجھے پہلے منع کر چکا ہوتا اور پھر تو مجھ سے اجازت لینے کے لئے آتا تو میں تجھے سزا دیتا اور تیرا سر مونڈ کر تیرا مثلہ کر دیتا (مثلہ کہتے ہیں ہاتھ، پیر اور ناک کان کاٹنے کو) اور تجھے تیری قوم سے نکال دیتا اور تیرا سامان دوسروں کے لئے حلال کر دیتا (یعنی وہ اسے لوٹ لیں) یہ سن کر عمرو وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسے اتنی ذلت و رسوائی ہوئی کہ اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جب وہ واپس جانے لگا تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: یہی نافرمان لوگ ہیں جو ان میں سے بغیر توبہ کے مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز ایسے ہی مخنث اور ننگا اٹھائے گا جیسے وہ دنیا میں تھا اور دنیا کی طرح لوگوں سے وہ اپنا پردہ نہ چھپائے گا جب کھڑا ہوگا تو فوراً گر پڑے گا۔ (۲۶۱۳)

غضب سے ان کے خدا بچائے　　　عتاب باری حجاب میں ہے

اَبْوَابُ الدِّيَاتِ (دیتوں کا بیان)

☆ قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلہ (حقوق العباد میں سے) خون کا ہوگا۔ (۲۶۱۵)

☆ کوئی بھی قتل ظلماً ایسا نہیں ہوتا کہ اس کا گناہ آدم علیہ السلام کے اس بیٹے پر نہ ہو جس نے سب سے پہلا قتل کیا۔ (۲۶۱۶)

☆ سو افراد کا قاتل نیکوں کی بستی کی طرف جانے کی وجہ سے بخشا گیا۔ (۲۶۲۱)

☆ قتل کسی نے کیا دیت حضور علیہ السلام نے ادا فرما دی۔ (۲۶۲۵-۲۷)

☆ تلوار کے علاوہ کسی چیز سے قصاص نہ لیا جائے۔ (۲۶۶۸)

☆ اِنَّ مِنْ اَعَفِّ النَّاسِ قِتْلَةً اَهْلُ الْاِيْمَانِ۔ قاتلوں میں سے سب سے بہترین لوگ ایمان والے ہیں۔ (۲۶۸۱) کیونکہ وہ لوگوں کو بے فائدہ قتل نہیں کرتے بلکہ اس کو ہی قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا ضروری ہوتا ہے یا پھر جہاد میں کفار کو قتل کرتے ہیں۔

☆ جو ذمی کو قتل کرے گا وہ جنت کی بو بھی نہ پا سکے گا۔ وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ عَامًا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔ (۲۶۸۷)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بھی قصاص آتا تھا تو آپ بطور سفارش معافی کی تلقین فرماتے۔ (۲۶۹۲)

☆ حاملہ عورت کسی کو قتل کر دے تو وضع حمل تک بلکہ جب تک کوئی بچے کا کفیل نہ بن جائے بدلے میں اس کو قتل نہ کیا جائے اسی طرح اگر وہ بدکاری کی مرتکب ہو جائے اور بچہ پیدا ہو جائے۔ (۲۶۹۴)

Marfat.com

اَبْوَابُ الْوَصَایَا (وصیتوں کا بیان)

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم و عہد پاتے فَخَزَمَ اَنْفَهٗ بِخِزَامٍ۔ تو تابعدار اونٹنی کی طرح اپنی ناک میں نکیل ڈال لیتے۔ یعنی اس سے ذرہ بھر بھی روگردانی نہ کرتے۔ (۲۶۹۶)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا: اَلصَّلٰوةُ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ نماز اور غلاموں کا خیال رکھنا۔ (۲۶۹۸)

وصیت کرنے میں عدل اور ظلم کی جزا و سزا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی نیک لوگوں کے عمل کے مطابق ستر سال تک عمل کرتا رہتا ہے، جب وصیت کرتا ہے تو وصیت میں ظلم کرتا ہے تو اس کا خاتمہ برائی پر ہوتا ہے اور ایک شخص برے لوگوں کے عمل کے مطابق ستر سال تک عمل کرتا رہتا ہے تو جب اس کا خاتمہ ہوتا ہے تو وہ عدل کے ساتھ وصیت کرتا ہے تو نیک عمل پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں: اگر تمہیں یقین نہ آئے تو یہ آیت پڑھ لو۔ تلك حدود الله فلا تعتدوها، عذاب مهين تک۔ (۲۷۰۴)

☆ موت کے وقت کتاب اللہ کے مطابق وصیت کرنے والا اگر زندگی میں زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا تو یہ وصیت اس کا کفارہ بن جائے گی۔ (۲۷۰۵)

☆ اللہ تعالیٰ بندے سے فرماتا ہے کہ تیری موت کے بعد جب میرے بندے تیرے لیے دعا کریں گے تو اس کا تجھے ثواب دوں گا۔ وَصَلٰوةُ عِبَادِيْ عَلَيْكَ بَعْدَ اِنْقِضَاءِ اَجَلِكَ (۲۷۰۹)

اَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (وراثت کے حصوں کا بیان)

علم الفرائض ان قواعد و جزئیات کا علم ہے، جن کے ذریعہ ترکہ کو وارثوں کی طرف ان کے حق کے مطابق صرف کرنے کی کیفیت معلوم ہو، اس کا موضوع ترکہ اور وارث ہیں اس لئے کہ فرائض ترکہ اور اس کے مستحقین سے بحث کرتا ہے کہ میت کا ترکہ اس کے ورثائے مستحقین کو قواعد معینہ شرعیہ سے کس کو کتنا کتنا ملے گا؟

یہ علم بہت اہم علم ہے، یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نصف علم فرمایا: علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ یہ نصف علم کس طرح ہے اور اس کے کیا معنی ہیں؟ تو ایک جماعت علماء کی اس طرف گئی ہے کہ ہم پر واجب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کی تعمیل ہے۔ ہم اس کے معنی سمجھیں یا نہ سمجھیں تو نصف علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض کو کیوں فرمایا؟ اس کے جاننے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اس ارشاد کے مطابق اس علم کو سیکھنا اور سکھانا چاہیے۔ ایک جماعت نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا: بے شک ہم پر اس کی تعمیل ضروری ہے مگر ساتھ ساتھ ہمیں اس کو سمجھنا بھی چاہیے کہ ارشاد مبارک معقول

Marfat.com

المعنیٰ ہے تو اس بارے میں اس جماعت علماء کے دس قول ہیں۔

علم الفرائض کا نصف علم ہونا

اول: امام بیہقی فرماتے ہیں: عموم بلوئی کی وجہ سے نصف علم اس کو فرمایا۔

دوم: نہایہ میں ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں۔ حالت حیات اور حالت موت۔ تو نصف علم کا تعلق حالت حیات سے ہے اور نصف علم کا تعلق بعد الموت سے اور وہ علم الفرائض ہے۔

سوم: ملک کے اسباب دو قسم کے ہیں۔

(الف) اختیاری: جیسے خرید و فروخت، قبول ہدیہ، وصیت وغیرہ۔

(ب) اضطراری: یہ ارث ہے، اس لئے کہ لینا چاہیے یا نہیں، مورث کے مرنے کے بعد کل ترکہ بعد ادائے حقوق سب وارثوں کا حسب سہام شرعی ہے اور یہ قول صاحب ضوء کا ہے۔

چہارم: ابتہاج میں کہا گیا کہ اس کی بڑائی اور تعظیم کے لئے اس کو نصف علم فرمایا۔

پنجم: صاحب اغاثۃ اللھاج کا قول ہے کہ چونکہ فرائض کے شعبے بہت ہیں اور اس میں حساب کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے نصف علم فرمایا۔

ششم: زیادتی مشقت کی وجہ سے اس کو نصف علم ارشاد فرمایا۔

ہفتم: صاحب ضوء نے فرمایا: اس علم کی دو قسمیں ہیں۔

ایک وہ علم ہے، جس کی وجہ سے اسباب ارث کی معرفت ہوتی ہے۔ دوسرا وہ علم ہے جس کی وجہ سے جو واجب ہوتا ہے، معلوم کیا جاتا ہے اور یہی علم فرائض ہے۔

ہشتم: نصف علم باعتبار ثواب فرمایا، اس لئے کہ انسان فقہ کے ایک مسئلہ سمجھنے پر دس نیکیوں کا مستحکم ہوتا ہے اور فرائض کے ایک مسئلہ پر سو نیکی کا حقدار ہوتا ہے تو اگر تمامی فرائض کو دس مسئلے اور تمامی فقہ کو سو مسئلے پر فرض کریں تو دونوں کی نیکیاں ہزار ہزار ہوں گی تو فرائض باعتبار ثواب پورے فقہ کے برابر ہوا۔

نہم: صاحب شرح سراجیہ فرماتے ہیں: نصف علم فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ اگر فرائض کے مسائل کو پھیلایا جائے، تو اس کے فروع و جزئیات تمام علوم کی جزئیات کے برابر ہوں گے۔

دہم: نصف علم اس لئے فرمایا: طلبہ کو اس علم کے سیکھنے کی ترغیب ہو۔ یہ دس قول صاحب کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون نے بیان فرمائے ہیں۔

علم الفرائض سب سے پہلے بھلایا جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَ عَلِّمُوْهَا فَاِنَّهٗ نِصْفُ الْعِلْمِ وَهُوَ يُنْسٰى وَهُوَ اَوَّلُ شَيْءٍ يُنْزَعُ مِنْ اُمَّتِيْ**۔ فرائض (وراثت کے مسائل کا علم) سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ وہ آدھا علم

Marfat.com

ہے یہ وہ علم ہے جو بھلا دیا جائے گا اور میری امت سے سب سے پہلے یہی اٹھایا جائے گا۔ (۲۷۱۹)

☆ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نانی دادی کے حصے کے سلسلہ میں دشواری پیدا ہوئی۔ (۲۷۲۴)

☆ سورۂ نساء کی آخر آیت جس میں کلالہ کا ذکر ہے۔ اس کو آیۂ صیف (گرمیوں میں نازل ہونے والی آیت) فرمایا گیا۔ (۲۷۲۶) حضرت عمر فرماتے ہیں: اگر حضور علیہ السلام (وفات سے پہلے) تین امور کی وضاحت فرمادیتے تو مجھے تمام دنیا سے زیادہ پیاری ہوتی۔ کلالہ سود خلافت۔ (۲۷۲۸)

☆ اَلْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ...... جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں وارث ہوگا (جو اس کی جنایت کی دیت بھی ادا کرے گا اور اس کا وارث بھی ہوگا) (۹-۳۸-۲۷۳۸)

اَبْوَابُ الْجِهَادِ (جہاد کا بیان)

☆ جو اللہ کی راہ میں مال بھیجے اور خود گھر بیٹھا رہے تو اس کے لئے ایک کے بدلے سات سو درہم اور جو جہاد میں جا کر خرچ کرے تو ایک کے بدلے سات لاکھ درہم۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ آیت تلاوت فرمائی: واللہ یضعف لمن یشآء۔ (۲۷۶۱)

☆ جو اللہ تعالیٰ سے بغیر علامت جہاد ملے گا نہ خود جہاد کیا نہ مجاہد کو سامان مہیا کیا اور نہ مجاہد کی عدم موجودگی میں اس کے گھر والوں کی خبر گیری کی۔ اس کو قیامت سے پہلے ہی مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے گا اور اس کے لئے نقصان ہی نقصان ہے۔ (۶۳-۶۲-۲۷)

☆ جس نے اللہ کی راہ میں ایک مورچہ بندی کی تو اس کے لئے ایک ہزار روزوں کا اور ایک ہزار راتوں کے قیام کا ثواب ہے۔ (۲۷۶۶)

اگلی حدیث میں اس کا ثواب رمضان کے علاوہ سو سال کے روزوں کا ہے اور رمضان میں ایک رات مورچہ بند رہنے کا ثواب ایک ہزار سال کے روزوں کا اور اتنے ہی قیام کا بیان ہوا۔ اگر وہ صحیح سلامت گھر آ گیا تو ایک ہزار سال اس کی کوئی برائی نہ لکھی جائے گی بلکہ نیکیاں ہی لکھی جاتی رہیں گی اور قیامت تک اسے مورچہ بندی کا ثواب ملتا رہے گا۔ (۲۷۶۸) ایک حدیث میں ہے اللہ کی راہ میں ایک رات حفاظت کرنا گھر میں ایک ہزار سال کے قیام اور روزوں سے افضل ہے۔ سال تین سو ساٹھ دنوں کا اور دن ایک ہزار سال کا۔ (۲۷۷۰)

☆ حضرت انس فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ حسین، سخی اور بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ گھبرا گئے اور جدھر سے آواز آتی تھی ادھر کو نکلے دیکھا تو حضور علیہ السلام وہاں پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پہ سوار تھے اور گلے میں ننگی تلوار لٹک رہی تھی اور فرما رہے تھے: اے لوگو! گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر گھوڑے کے بارے میں فرمایا: وَجَدْنَاهُ بَحْرًا۔ ہم نے اسے سمندر پایا۔ اس کے بعد یہ گھوڑا کبھی بھی دوڑ میں پیچھے نہ رہا۔ (۲۷۷۲)

Marfat.com

آؤ کہ ذکر حسن شہہ بحر وبر کریں — جلوے بکھیر دیں شب غم سحر کریں
جو حسن میرے پیش نظر ہے اگر اسے — جلوے بھی دیکھ لیں تو طواف نظر کریں
وہ چاہیں تو صدف کو در بے بہا ملے — وہ چاہیں تو خزف کو حریف گہر کریں
فرمائیں تو طلوع ہو مغرب سے آفتاب — چاہیں تو اک اشارے سے شق قمر کریں
راہ نبی میں غیر پہ تکیہ حرام ہے — اے عشق آ کہ بے سروسامان سفر کریں
کونین وجد میں ہوں جنوں نغمہ بار ہو — یعنی جہان ہوش کو زیروزبر کریں
آنسو قبول ہوں در خیرالانام پر — نالے طواف روضہ خیرالبشر کریں
شعروادب بھی آہ وفغاں بھی ہے ان کا فیض — پیش حضور اپنی متاع ہنر کریں
اب کے جو قصد طیبہ کریں رہروان شوق — مظہر کو بھی ضرور شریک سفر کریں

(حافظ مظہر الدین)

گردوغبار کستوری بن جائے گا

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان خوشبونشان ہے۔

مَنْ رَاحَ رَوْحَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَ لَهٗ بِمِثْلِ مَا اَصَابَهٗ مِنَ الْغُبَارِ مِسْكًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

جو اللہ کی راہ میں چلا' اس کو جتنا غبار پہنچے گا وہ قیامت کے دن اس کے لئے کستوری ہوگا۔(۲۷۷۵)

یہ انعام اس امت کو حضور کے نور کی خیرات کے طور پر عطا ہوئے

کس کے نور کا ہالہ ہے — دل میں آج اُجالا ہے
کوئی بتائے آخر یہ — کس نے رنگ اُچھالا ہے
میں نے جہان رنگ میں کیا — اپنا رنگ نکالا ہے
اللہ اللہ دیدۂ تر — کتنا پیارا حوالہ ہے
خلد میں گھومے اور اس کا — حرفِ نعت قبالہ ہے
لگتا ہے پھر دل میں مرے — پھول مہکنے والا ہے
سب سے اولیٰ اعلیٰ کا — در بھی کتنا اعلیٰ ہے
میں نے خاک طیبہ کا — آنکھ میں سرمہ ڈالا ہے
جب بھی میں مسرور گرا — مجھ کو آ کے سنبھالا ہے

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے جیسے فرمایا بیسوں سال بعد ویسا ہی ہوا

حضرت ام حرام بنت ملحان فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے ہاں سوئے' جب آنکھ کھلی تو آپ علیہ السلام ہنس رہے تھے' میں نے ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو دریا پر اس طرح سفر کر رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے بھی ان میں شمولیت کی دعا فرمایئے۔ آپ علیہ السلام نے ام حرام کے لئے دعا کی اور پھر دوبارہ سو گئے۔ جب آنکھ کھلی تو پھر ویسا ہی ہوا یعنی سوال جواب ہوئے ام حرام نے عرض کیا: میرے لیے بھی شرکت کی دعا کیجئے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم پہلی جماعت میں ہو۔ انس فرماتے ہیں: وہ اپنے خاوند عبادۃ بن الصامت کے ساتھ پہلے بحری غزوہ میں جو حضرت امیر معاویہ کی ماتحتی میں ہوا تھا' تشریف لے گئیں۔ جب یہ لوگ غزوہ سے واپس لوٹ کر آئے تو شام میں اترتے وقت ان کا جانور بدک اٹھا جس سے گر کر وہ انتقال کر گئیں۔(۲۷۷۶)

ایک روایت میں راوی سے یہ غلطی ہوئی کہ اس نے کہا واپسی پہ انتقال ہوا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ کشتی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہونے لگیں کہ گریں اور انتقال فرما گئیں۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

ایسا شہید جس کی روح اللہ تعالیٰ خود اپنے دست قدرت سے قبض فرماتا ہے'

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بحری جہاد کا ایک شہید خشکی کے دو شہیدوں کے برابر ہے جس کا سر گھوم رہا ہو وہ ایسا ہی ہے جیسے خشکی کے اندر اپنے خون میں لوٹ رہا ہو۔ ایک موج سے دوسری موج تک جانے والا ایسا ہی ہے جیسے خدا کی راہ میں پوری دنیا کا سفر کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ نے جانوں کے قبض کرنے پر عزرائیل علیہ السلام کو متعین کیا ہے مگر جو شخص دریا میں شہید ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جان خود اپنے دست قدرت سے نکالتا ہے۔ خشکی پر شہید ہونے والے کے قرض کے علاوہ تمام گناہ معاف ہوتے ہیں لیکن دریا میں شہید ہونے والے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ قرض بھی۔(۲۷۷۸)

اہل محبت جانتے ہیں یہ عنایتیں کس کی وجہ سے ہو رہی ہیں

پھول میں ہے نہ صبا میں ہے — دل کشی ساری نقش پا میں ہے
راحت قلب و جاں کا ساماں — صرف دامانِ مصطفیٰ میں ہے
سو اداؤں سے چاہتا ہوں میں — جانے کیا رنگ کس ادا میں ہے
اے مدینہ! جانتا ہوں میں — دلکشی کیا تیری ہوا میں ہے

Marfat.com

آپ سُن لیں تو بات بن جائے — ورنہ تاثیر کس نوا میں ہے
یہ عطا یہ نوازشیں پیہم — کون سی بات اس گدا میں ہے
میری کوشش سے کچھ نہیں ہوتا — میرا ایمان تو عطا میں ہے
آج تک میری روح کا طائر — گنگناتی ہوئی فضا میں ہے
میرا مسرور نعت کہنا بھی — میری سرکار کی رضا میں ہے

شہید ستر افراد کی شفاعت کرے گا

شہید اپنے رشتہ داروں میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔(۲۷۹۹)

☆ شہید ہونے والے کو اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ چیونٹی کے کاٹنے کی۔(۲۸۰۲)

☆ تیر بنانے والا' پکڑانے والا اور چلانے والا تینوں جنتی ہیں۔(۲۸۱۱)

☆ جس نے تیراندازی سیکھ کر چھوڑ دی اس نے میری نافرمانی کی۔(۲۸۱۴)

☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو ہوازن کی جنگ میں حضرت ابوبکر نے حسین ترین لڑکی دی' حضرت سلمہ نے ابھی اس کو چھوا بھی نہ تھا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ لڑکی مجھے دے دے تاکہ میں اس کے بدلے مسلمان قیدیوں کو چھڑاؤں تو حضرت سلمہ نے حضور علیہ السلام کے حوالے کر دی۔(۲۸۴۶)

☆ صحابی نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پہ بیعت کی۔ اللہ کی عبادت کرنے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے' پانچ نمازیں پڑھنے' بات سننے اور اطاعت کرنے پر اور کسی سے کچھ نہ مانگنے پر۔ چنانچہ اس کے بعد ان کے ہاتھ سے کوڑا بھی گر جاتا تو خود پکڑتے اور دوسرے کو پکڑنے کا نہ کہتے۔(۲۸۶۷)

اَبْوَابُ الْمَنَاسِكِ (مناسک حج کا بیان)

☆ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ۔ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے جو کھانا' پینا اور سونا ختم کر دیتا ہے' لہٰذا کام پورا ہو جائے تو فوراً گھر کو لوٹ آنا چاہیے۔(۲۸۸۲)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے ایک سواری پہ حج کیا جس کی زین پرانی تھی اور آپ کے بدن پہ جو چادر تھی وہ چار درہم سے زیادہ کی نہ تھی اور آپ دعا کر رہے تھے: اَللّٰهُمَّ حِجَّةٌ لَّا رِيَاءَ فِيهَا وَلَا سُمْعَةَ۔ اے اللہ! میں ایسا حج کر رہا ہوں جس میں نہ ریاکاری ہے نہ دکھاوا۔(۲۸۹۰)

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کو حج کرتے ہوئے دیکھا۔(۲۸۹۱)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اجازت دے کر فرمایا: يَا أُخَيَّ أَشْرِكْنَا فِي شَيْءٍ مِّنْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا۔ اے میرے بھائی اپنی دعا میں ہمیں بھی یاد رکھنا' ہمیں کہیں بھول نہ جانا۔(۲۸۹۴)

Marfat.com

☆ غیر موجودگی میں دوسرے کے لئے دعا کی جائے تو اس کے سر پر ایک فرشتہ متعین رہتا ہے جو آمیں کہتا رہتا ہے۔ (۲۸۹۵)

حاجی کون ہے اور حج کیا ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! حج کب لازم ہوتا ہے؟ فرمایا: جب زادراہ اور سواری ہو۔ اس نے پھر عرض کیا: حاجی کون ہوتا ہے؟۔ فرمایا: اَلشَّعِثُ التَّفِلُ۔ جس کے سر کے بال کھلے ہوں اور خوشبو نہ لگی ہو۔ پھر ایک اور شخص نے عرض کیا: حج کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ۔ لبیک کہنا اور قربانی کرنا۔ (۲۸۹۶)

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو اونٹ گم کرنے پہ مارنا شروع کر دیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اُنْظُرُوْا اِلٰی هٰذَا الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ۔ ذرا دیکھو تو یہ احرام کی حالت میں کیا کر رہا ہے۔ (۲۹۳۳)

یادِ مصطفیٰ ایسی بس گئی ہے سینے میں (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہو تصور میں خیال ان کا گناہگار کیساتھ
رابطہ وقت نزع روضۂ سرکار کے ساتھ

بادشاہ گزرے ہیں لاکھوں ہی کسی کا لیکن
ہو نہیں سکتا تقابل شہِ ابرار کے ساتھ

شمع عشق ہوئی جن کے دلوں میں روشن
وہ نوازے گئے سرکار کے دیدار کے ساتھ

ہے مدینے کے ہر ذرّے سے رحمت کا ظہور
کیوں لپٹ جاؤں نہ اس کے در و دیوار کے ساتھ

ان گداؤں کو تو کرتے ہیں شہنشاہ سلام
واسطہ جن کا رہا شاہ کے دربار کے ساتھ

جن کو محبوب ہے اللہ کا محبوب ریاضؔ
حشر میں اُٹھیں گے وہ احمد مختار کے ساتھ

حضرت ابن عباس اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: محرم اپنا سر دھو سکتا ہے اور مسور اس کا انکار کرتے تھے۔ عبداللہ بن حنین کہتے ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو وہ کنوئیں کی دونوں لکڑیوں کے درمیان پردہ کئے ہوئے غسل کر رہے تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے دریافت کیا: کون ہے؟ میں نے جواب دیا: میں عبداللہ بن حنین ہوں۔ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کے پاس یہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں اپنا سر کیسے دھوتے تھے۔ حضرت ابوایوب نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھ کر اسے نیچے جھکا لیا حتیٰ کہ ان کا سر نظر آنے لگا۔ پھر ایک شخص سے فرمایا: سر پر پانی ڈالو۔ اس نے آپ کے سر پر پانی ڈالا تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے سر کو حرکت دی۔ انہیں آگے لائے اور پیچھے لے گئے اور فرمایا: میں نے حضور کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ (۲۹۳۴)

Marfat.com

تری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہ مقام آہ و بکا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اپنے لب اقدس اس پر رکھ کر بہت دیر تک روتے رہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت عمر بھی رو رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: یَا عُمَرُ هٰهُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ. اے عمر! اس مقام پہ آنسو بہانے چاہئیں۔ (۲۹۴۵)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پہ طواف فرمایا تو چھڑی کے ذریعے حجر اسود کا بوسہ لیا یعنی حجر اسود کو چھڑی لگاتے پھر اس چھڑی کو چوم لیتے۔ (۳۹۴۹)

☆ حضرت عمر نے فرمایا: اب دونوں جگہ (سعی وطواف) میں رمل کا اگرچہ کوئی فائدہ (بظاہر) نظر نہیں آتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مضبوط کر دیا ہے اور کفر کو دور کر دیا ہے (اور رمل کا مطلب کافروں کو اپنی قوت دکھانا ہی تھا) لیکن وَايْمُ اللّٰهِ مَا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اللہ کی قسم! ہم وہ کام کبھی نہ چھوڑیں گے جو حضور علیہ السلام کے دور میں کرتے تھے۔ (۲۹۵۲)

جہاں میں عشق والوں کا جہاں کچھ اور ہوتا ہے
نبی کی شان میں رنگِ بیاں کچھ اور ہوتا ہے
خیالِ مصطفیٰ آئے تو ناصر جھوم اُٹھتا ہوں
پڑھوں جب نعت محفل میں سماں کچھ اور ہوتا ہے

☆ رکن یمانی پہ ستر فرشتے معین ہیں جو دعا کرنے والے کی دعا پہ آمین کہتے ہیں۔ دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۲۹۵۶)

☆ مکہ مکرمہ میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت (۲۹۵۸)

☆ حج وعمرہ کا تلبیہ پڑھنے والے کو اونٹ سے زیادہ احمق کہا گیا تو حضرت عمر نے ایسا کہنے والوں کو ملامت کی اور تلبیہ پڑھنے والے کو فرمایا: تو نے سنت کے مطابق کام کیا ہے۔ (۲۹۷۰)

حج تمتع کے بارے میں حضرت عمر کا ایک اجتہاد

☆ حج تمتع جائز ہونے کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے روک دیا اس کی وجہ یہ بیان کی کہ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ لوگ درختوں کے نیچے اپنی بیویوں سے صحبت کریں اور حج کو جائیں تو پانی کے قطرات ٹپک رہے ہوں۔ (۲۹۷۹)

حالانکہ حضور علیہ السلام سے جب پوچھا گیا کہ تمتع کیا اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ تو آپ نے فرمایا: لَابَلْ لِاَبَدِ الْاَبَدِ۔ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے (۲۹۸۰)

اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہ کوئی بھی معترض نہ ہوا۔ حضرت ابوذر کا موقف یہ تھا کہ كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِى الْحَجِّ لِاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً۔ تمتع حضور علیہ السلام کے صحابہ کے

Marfat.com

لئے خاص تھا۔(۲۹۸۴)

حضور علیہ السلام کے اس فرمان کی وجہ سے کہ حضرت بلال بن حارث نے عرض کیا: حج کو عمرہ میں تبدیل کرنا کیا صرف ہمارے لیے مخصوص ہے یا سب کے لئے؟ فرمایا: بَلْ لَنَا خَاصَّةً نہیں بلکہ ہمارے لیے خاص ہے۔(۲۹۸۵)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو صفا و مروہ کے درمیان چلتے بھی دیکھا ہے اور دوڑتے بھی (تو گویا ابن عمر کے ہاں میلین اخضرین میں سعی واجب نہ تھی اس لیے فرماتے ہیں) اگر میں دوڑوں تو بھی حرج نہیں کیونکہ میں نے حضور علیہ السلام کو دوڑتے بھی دیکھا ہے اور اگر چلوں تو حضور علیہ السلام کو چلتے بھی دیکھا ہے۔ وانا شیخ کبیر اور اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں (اس لیے دوڑ نہیں سکتا)(۲۹۸۸)

قبولیت دعائے سرکار اور شیطان کی چیخ و پکار

ذکر چھڑتا ہے جب شفاعت کا بات اتنی سمجھ میں آتی ہے
اپنی نسبت سے کوئی کچھ بھی نہیں ان کی نسبت ہی بخشوانی ہے

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے انہیں خبر دی اپنے باپ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے واسطے مغفرت کی دعا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول کی گئی اور حکم ہوا کہ میں نے مظالم کے علاوہ ان کے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں لیکن ظالم سے میں مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استدعا کی اے خدا! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دے دے اور ظالم کو معاف کر دے تو شام تک اس کی قبولیت نہ ہوئی۔ مزدلفہ کی صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' خدا آپ کو ہنستا رکھے۔ اس مقام پر ہم نے کبھی آپ کو ہنستے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے دشمن ابلیس کو جب یہ علم ہوا کہ خدا نے میری دعا قبول کی اور میری امت کی مغفرت کی تو وہ اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اور چیخنے لگا چلانے لگا تو مجھے اس کے چیخنے چلانے نے ہنسا دیا۔(۳۰۱۳)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس (عرفہ کے) دن جتنے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزاد فرماتا ہے اتنے کسی اور دن میں نہیں فرماتا اور اللہ تعالیٰ آج کے دن اپنے بندوں کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات فرماتے ہوئے انہیں پوچھتا ہے: مَا اَرَادَ هٰؤُلَآءِ۔ آخر میرے بندے چاہتے کیا ہیں۔(۳۰۱۴)

کیا کسی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علاوہ کسی اور امت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا فرمایا ہے اگر نہیں تو پھر ہم اپنے آقا علیہ السلام پہ قربان ہو کر کیوں نہ عرض کریں:

قربان تیرے نام پہ ہے جان قمر بھی — ماں باپ فدا تجھ پہ مرے لخت جگر بھی
ہے محفل ہستی میں تیرے ذکر سے رونق — آباد تیرے دم سے ہوئے بحر و بر بھی
شاہد ہے تیری عظمت تخلیق پہ قرآں — قدسی ہیں ترے نعت سرا جن و بشر بھی

Marfat.com

یہ لوح و قلم، کرسی و عرش اور یہ فردوس | ہیں تیرے لیے حور و ملک جن و بشر بھی
ہے قلب ترا مہبط انوار الٰہی | مازاغ سے تاباں ہے ترا حُسن نظر بھی
اللہ غنی حُسن تکلم کا یہ انداز | بول اُٹھے تیرے حکم سے پتھر بھی شجر بھی
منزل ہے تری سرحد ادراک سے آگے | جلتے ہیں جہاں جانے سے جبریل کے پر بھی
دل مرکزِ انوارِ محبت ہو قمر کا | ہو جائے تری نظر عنایت جو ادھر بھی

(قمر یزدانی)

☆ زمزم شریف کو بسم اللہ پڑھ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے تین سانسوں میں پیٹ بھر کے پینا چاہیے۔(۳۰۶۱)

جن کو امت کا غم ہی ستاتا رہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں سے تشریف لے گئے تو خوش خوش تھے اور جب تشریف لائے تو پریشان سے تھے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

اِنِّیْ دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَوَدِدْتُّ اَنِّیْ لَمْ اَكُنْ فَعَلْتُ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ اَكُوْنَ اَتْعَبْتُ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ (۳۰۶۴)

میں کعبہ معظمہ کے اندر گیا تھا اور بہتر تھا نہ ہی جاتا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ میرے اس عمل کی وجہ سے میری امت کو کہیں تکلیف نہ ہو۔

(کہ وہ اس کو سنت سمجھ کر ثواب حاصل کرنا چاہیں اور نہ کر سکیں)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں مفصل حدیث (۳۰۷۴)

☆ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں قربانی کے جانوروں کی حفاظت کروں اور قربانی کے بعد ان کی جھولیں اور کھالیں تقسیم کر دوں اور ان میں سے قصائی کو کچھ نہ دوں۔ وَنَحْنُ نُعْطِيْهِ۔(۳۰۹۹)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور تک مکہ کے مکان کرائے پہ نہیں دیئے جاتے تھے۔ (۳۱۰۷)

مکہ معظمہ کی سرزمین افضل ترین

حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء سے روایت ہے کہ میں نے مقام حزورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی پہ سوار ہو کر (کعبہ معظمہ کو مخاطب کرتے ہوئے) یوں کہتے ہوئے دیکھا۔

وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَیَّ وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنِّیْ اُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ ۔ اللہ کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی سب سے بہترین زمین ہے سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے۔ خدا کی قسم! اگر مجھے اس جگہ سے نہ نکالا جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔(۳۱۰۸)

Marfat.com

بندگی کا سرور ملتا ہے — دیدۂ دل کو نور ملتا ہے
ذکر سرکار سے خدا کی قسم — زندگی کا شعور ملتا ہے

اے مدینہ تیرا جواب نہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنِّيْ اَشْهَدُ لِمَنْ مَّاتَ بِهَا۔ جو مدینہ شریف میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو تو ایسا ہی کرے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس (کے ایمان) کی گواہی دوں گا۔ (۳۱۱۲)

آرزو کرے تو کرے آدمی مدینے کی — ہو ہی جائیگی اک دن حاضری مدینے کی
مصطفیٰ کے تلووں کو چوما ہے تو جی بھر کر — جھومتی ہے قسمت پہ ہر گلی مدینے کی
عاشقوں سے سنتے تھے خود ہی جا کے دیکھا ہے — زندگی مدینے کی بندگی مدینے کی
شمس اور قمر دونوں دو جہاں کو دیتے ہیں — روشنی مدینے کی چاندنی مدینے کی
آج بھی نوازے گی نسبت حرم تجھ کو — کل بھی کام آئیگی دوستی مدینے کی
گلشن محبت کے پھول مسکرائیں گے — دیکھنا ہوا جس دم چل پڑی مدینے کی
دل رہا نہ قابو میں چشم چشم تر ہو گئی — جب کسی دیوانے نے بات کی مدینے کی
بیٹھے تھے نیازیؔ کبھی مصطفیٰ کی چوکھٹ پر — یاد آ رہی ہے مجھے وہ گھڑی مدینے کی

(عبدالستار نیازی)

☆ احد پہاڑ جنت کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر ہے۔ (۳۱۱۵)

☆ حضور علیہ السلام اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مدینہ سے مکہ تک پیدل حج کیا۔ (۳۱۱۹)

اَبْوَابُ الْاَضَاحِيِّ (قربانیوں کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو موٹے تازے، سینگوں والے، سیاہ رنگ کے دنبے خریدتے ایک کو اپنی امت کی طرف سے اور دوسرے کو اپنی اور اپنی آل کی طرف سے ذبح کرتے۔ (۳۱۲۲)

☆ فرمایا قربانی تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور جانور کے ایک ایک بال کے بدلے ایک ایک نیکی عطا کی جاتی ہے۔ (۳۱۲۷)

☆ اونٹ اور گائے میں قربانی کے سات سات حصے (۳۱۳۲)

☆ ایک صحابی نے عرض کیا حضور! میرے ذمے ایک اونٹ کی قربانی ہے اور اونٹ مل نہیں رہا، فرمایا: اَنْ يَّبْتَاعَ سَبْعَ شِيَاهٍ فَيَذْبَحْهُنَّ۔ اس کی جگہ سات بکریاں ذبح کر دے۔ (۳۱۳۶)

Marfat.com

☆ نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنے والے کو دوبارہ قربانی کا حکم دیا۔(۵۳-۳۱۵۱)

☆ لوگوں کی تنگی کی بنا پر پہلے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ عرصہ رکھنے سے منع فرمایا گیا پھر فرمایا: فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا۔اب کھاؤ بھی اور جمع بھی کر سکتے ہو۔(۶۰-۳۱۵۹)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوزریق کی گلی میں قربانی فرمائی۔(۳۱۵۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اَنَّهٗ كَانَ يَذْبَحُ بِالْمُصَلّٰى۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) عیدگاہ میں قربانی کیا کرتے تھے۔(۳۱۶۱)

اَبْوَابُ الذَّبَائِحِ (ذبیحوں کا بیان)

☆ بچے کا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے (دو بکریوں سے اور بچی کا ایک بکری سے) اس کا سر مونڈا جائے اور نام رکھا جائے۔(۶۵-۳۱۲۶)

☆ اللہ تعالیٰ نے ہر شئی پہ احسان کرنا لکھ دیا ہے۔قتل بھی کرو تو اچھی طرح (وہ قتل جو جائز ہے) ذبح کرو تو اچھی طرح اور چھری تیز کر کے جانور کو آرام پہنچاؤ۔(۳۱۷۰)

☆ بکری کو کان سے پکڑ کر کھینچنے کی بجائے گردن سے پکڑ کر کھینچو(۳۱۷۱)

☆ چھری کو جانور سے چھپا کر تیز کرو اور ذبح کرنے میں جلدی کرو۔(۳۱۷۲)

☆ چھری نہ ہو تو دانت اور ناخن کے علاوہ کسی بھی تیز شئی سے ذبح کر لو۔(۳۱۷۵تا۳۱۷۸)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو بکری کی کھال اتارنے کا طریقہ اس طرح سکھایا کہ اپنے ہاتھ کہنیوں تک کھال میں ڈال لیے اور فرمایا: هٰكَذَا فَاسْلَخْ۔اس طرح کھال اتار۔(۳۱۷۹)

؎ تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا

☆ دودھ دینے والی بکری کو ذبح کرنے سے گریز کیا جائے۔(۸۱-۳۱۸۰)

☆ حضور علیہ السلام کے دور میں ایک عورت نے پتھر کے ساتھ بکری کو ذبح کیا۔فَلَمْ يَرَبِهٖ بَاْسًا۔آپ نے اس میں کوئی حرج نہ سمجھا۔(۳۱۸۲)

☆ بھڑکے ہوئے جانور کو تیر (وغیرہ جہاں بھی لگ جائے) سے ذبح کیا جا سکتا ہے' ہاں جانور کو باندھ کر نشانہ بنانے سے منع فرمایا۔(۸۷-۳۱۸۳)

☆ نجاست خور جانور کا گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا۔(۳۱۸۹)

(مالم تحبس........حاشیہ ص ۶' ص ۲۳۷ مرغی کو تین روز باندھ کر اور بکری کو دس دن باندھ کر کھا سکتے ہیں)

☆ گھوڑے کو ذبح کر کے اس کا گوشت کھانے کی دو روایات (۹۱-۳۱۹۰)

Marfat.com

✯ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے' خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔(۳۱۹۸)

✯ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو اس کا گوشت کھایا جا سکتا ہے اور اس کو بھی اسی طرح ذبح کیا جائے جیسے اس کی ماں کو ذبح کیا ہے۔ فَاِنَّ ذَکوتَہٗ ذَکوۃُ اُمِّہٖ(۳۱۹۹)

اَبْوَابُ الصَّیْدِ (شکار کا بیان)

✯ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا سوائے شکاری کتے کے اور وہ جو جانوروں کی حفاظت کے لئے رکھا گیا ہے۔(۳۲۰۳) اسی طرح کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔(۳۲۰۴)

علی بن منذر نے اٹھاون حج کیے جن میں سے اکثر پیدل تھے۔(۳۲۰۸)

✯ قینچی کی نوک سے شکار کیا تو حلال ہے چوڑائی سے مرے تو مردار۔(۳۲۱۴)

✯ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حلال ہونے کے باوجود) ٹڈی نہ کھائی۔(۳۲۱۹)

جبکہ امہات المومنین ایک دوسری کو طشتریوں میں رکھ کر پیش کرتیں۔(۳۲۲۰)

✯ ٹڈی مچھلی کی چھینک سے پیدا ہوئی ہے۔(۳۲۲۱)

✯ ممولہ' مینڈک' چیونٹی' ھد ھد اور شہد کی مکھی کو مارنے کی ممانعت (۲۴-۳۲۲۳)

شان سرکار سے آگہی چاہیے

جس شخص نے حدیث پہ عمل نہ کیا حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا: لَا اُکَلِّمُکَ اَبَدًا۔ میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گا۔(۳۲۲۶)

تجھ سے یا رب مجھے بس یہی چاہیے شان سرکار سے آگہی چاہیے
ان پہ قربان ہو جاؤں دیوانہ وار اے خدا ایسی وارفتگی چاہیے
ذرۂ دردِ عشق بن کر عطا خشک آنکھوں میں مجھ کو نمی چاہیے
عقل کے زور سے بات بنتی نہیں راہِ الفت میں دیوانگی چاہیے
زندگی وہ نہیں جو ہے بے بندگی زندگی کے لیے بندگی چاہیے
ان کے غم میں جو مر جاؤں جی جاؤں میں جو نہ مانی ہو وہ زندگی چاہیے
میں یہ سمجھوں ملی دولت لازوال کاسۂ دل میں دردِ نبی چاہیے
راہ حق سے نہ بھٹکوں گا میں پھر کبھی مصطفیٰ کی مجھے رہبری چاہیے
میں نے سب کچھ لیا تجھ سے جب یہ کہا اے خدا مجھ کو رحمت تیری چاہیے

Marfat.com

ذکر نورِ محمد کرو اے ریاضؔ قلب تاریک میں روشنی چاہیے

جانور بھی اگر کسی نبی کا گستاخ ہے تو اس کو زندہ نہ چھوڑا جائے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سائبہ مولاۃ الفاکہ بن المغیرہ گئیں اور دیکھا کہ ام المومنین نے نیزہ رکھا ہوا ہے۔ سائبہ نے پوچھا: یہ نیزہ کس لیے ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: ہم اس کے ساتھ گرگٹ کو مارتے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَمَّا اُلْقِيَ فِي النَّارِ لَمْ تَكُنْ فِي الْاَرْضِ دَابَّةٌ اِلَّا اَطْفَاتِ النَّارَ غَيْرَ الْوَزْغِ فَاِنَّهَا كَانَتْ تَنْفُخُ عَلَيْهِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهٖ (۳۲۳۱)

جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو زمین کا ہر جانور آگ بجھانے پہ لگا ہوا تھا اور گرگٹ پھونک مارتا تھا تا کہ آگ بھڑکے اس لیے حضور علیہ السلام نے اس کو مارنے کا حکم دیا۔ بلکہ ایک ہی ضرب کے ساتھ مارنے پہ زیادہ ثواب بیان ہوا (۳۲۲۹) تو کیا خیال ہے اس مکلّف انسان بلکہ نام نہاد مسلمان بلکہ بزعم خویش مسلمانوں کے پیشواؤں کے بارے میں جو آئے دن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخیاں کرتے ہیں' کیا ان کو زندہ رہنے کا حق ہے؟ جس آقا علیہ السلام کے تلوؤں کی شان اہل محبت کے ہاں یہ ہے کہ

آسماں گر تیرے تلوؤں کا نظارہ کرتا روز اک چاند تصدق میں اتارا کرتا

☆ بجو کھانے کی روایت (۳۲۳۶) اگلی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام سے بجو کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وَمَنْ يَاْكُلُ الضَّبُعَ۔ بجو بھلا کون کھاتا ہے؟ (۳۲۳۷) گوہ کھانے کی روایت اور حضور علیہ السلام کا اس سے احتراز (۳۲۳۸-۳۹-۴۰-۴۱)

☆ حضور علیہ السلام نے خرگوش کھانے سے پرہیز کیا اور وجہ یہ بیان فرمائی: مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کو حیض آتا ہے جبکہ دوسروں کو کھانے کی اجازت دی۔ (۳۲۴۳-۴۴-۴۵)

ایک حدیث میں آدھا علم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا فرمان روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَحْرُ الطَّهُوْرُ مَاءُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ

دریا کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار (مچھلی بشرطیکہ مرکر پانی کے اوپر تیرنہ آتی ہو۔ ۳۲۴۷) حلال ہے۔ (۳۲۴۶)

امام ابن ماجہ فرماتے ہیں: مجھے ابوعبیدہ الجواد کی طرف سے خبر پہنچی کہ انہوں نے کہا: یہ حدیث آدھا علم ہے کیونکہ دنیا دو حصوں پہ مشتمل ہے' خشکی اور تری تو اس حدیث سے تجھے تری کا حکم معلوم ہو گیا۔ (ایضاً)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: من یاکل الغراب۔ بھلا کوے کو کون کھا سکتا ہے؟ وَقَدْ سَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسِقًا وَاللّٰهِ مَا هُوَ مِنَ الطَّيِّبَاتِ۔ حالانکہ حضور علیہ السلام نے اس کا نام ہی فاسق (نافرمان) رکھا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ پاکیزہ اشیاء میں سے نہیں ہے (۳۲۴۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں دست

Marfat.com

بستہ عرض ہے کہ آپ کے دور میں تو اس کو کوئی بھی نہیں کھا سکتا تھا لیکن ہمارے دور میں کوے کے حلال ہونے کے فتوے جاری ہو چکے ہیں اور کوؤں کے گوشت کی دعوتیں اڑائی گئی ہیں۔ الخبیثت للخبیثین والخبیثون للخبیثت۔

کندھم جنس باہم جنس پرواز — کبوتر با کبوتر باز با باز

اَبْوَابُ الْاَطْعِمَةِ (کھانوں کا بیان)

پیکر نور کی تنویر کے صدقے جاؤں

☆ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو پہلی نظر سے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ اَنَّ وَجْھَہٗ لَیْسَ بِوَجْہِ کَذَّابٍ۔ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا ہو ہی نہیں سکتا اور جب کلام سنا تو بدل و جان قربان ہو گئے' فرماتے ہیں: پہلا کلام حضور علیہ السلام نے (مدینہ شریف آمد پہ) یہ فرمایا:

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامُ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

اے لوگو! ہر ایک کو سلام کرو (خواہ اس کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے۔ (۳۲۵۳)

لوگوں کو کھانا کھلاؤ' صلہ رحمی کرو رات کو جب لوگ سو جاتے ہیں تم نماز پڑھو اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (۳۲۵۱)

پیکر نور کی تنویر کے صدقے جاؤں — اپنے خوابوں کی میں تعبیر کے صدقے جاؤں
آشکارا ہے تیرے حسن سے حق کی صورت — میرے آقا تیری "تصویر" کے صدقے جاؤں

میرے آقا علیہ السلام کا ایک اور فرمان جنت نشان ملاحظہ ہو۔

طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَیْنِ یَکْفِی الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ یَکْفِی الثَّمَانِیَةَ (۳۲۵۴)

ایک کا کھانا دو کو' دو کا چار کو اور چار کا آٹھ کو کافی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے علاوہ اس طرح کے تابدار موتی اور خوشبودار پھول ہمیں کہاں سے مل سکتے ہیں لہٰذا

جنس رحمت کا خریدار مدینے جائے — رب کی بخشش کا طلبگار مدینے جائے
اپنے پیارے کے توسل سے وہ بخشے گا ضرور — حکم ہے کہ گناہ کار مدینے جائے

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفر اللہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ (النساء)

☆ گھر میں برکت کے لئے صبح کے کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کیا جائے۔ (۳۲۶۰)

بسم اللہ شریف کی برکت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے دو لقموں میں سارا کھانا ختم کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

Marfat.com

اَمَا اَنَّهٗ لَوْ كَانَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ لَكَفَاكُمْ

اگر یہ بسم اللہ شریف پڑھ لیتا تو یہی کھانا سب کو کافی ہو جاتا۔ پھر فرمایا: کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اگر کوئی بھول جائے تو (کھانا کھانے کے دوران) یوں کہہ لے۔ بِسْمِ اللّٰهِ فِیْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ۔ (۳۲۶۴)

☆ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا' لیتا دیتا ہے۔ تم یہ تمام کام دائیں ہاتھ سے کیا کرو۔ (۳۲۶۶)

☆ ایک ہی طرح کا کھانا ہو تو اپنے آگے یعنی قریب سے کھایا کرو اور اگر مختلف قسم کا ہو تو جہاں سے چاہو کھا سکتے ہو۔ (۳۲۷۴)

☆ کھانے کو کناروں سے شروع کیا جائے نہ کہ درمیان سے۔ فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِیْ وَسَطِهٖ۔ کیونکہ برکت درمیان میں اترتی ہے۔ (۷۷-۳۲۷۸)

☆ حضرت جابر کہتے ہیں: حضور علیہ السلام کے دور میں اول تو کھانا ملتا ہی نہ تھا' مل جاتا تو ہمارے پاس ہاتھ پونچھنے کے لئے رومال وغیرہ نہ ہوتے تھے' ہم اپنے ہاتھوں کو پاؤں اور بازوؤں سے پونچھ لیتے اور بغیر نیا وضو کئے نماز ادا کر لیتے تھے۔ (۳۲۸۲)

کیا میں تم گنواروں کی وجہ سے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دوں

جنوں میں بھی عقیدت کا قرینہ چاہتا ہوں میں ۔۔۔ نبی کی یاد میں مر مر کے جینا چاہتا ہوں میں
سر محشر جو بانٹے جائیں صدقے ان کی رحمت کے ۔۔۔ تو میرے دل سے یہ نکلے مدینہ چاہتا ہوں میں

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ساتھ مل کے کھانا کھا رہے تھے کہ ہاتھ سے لقمہ گر گیا جس کے ساتھ مٹی لگ گئی۔ آپ نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان برکت نشان اِذَا وَقَعَتِ اللُّقْمَةُ مِنْ يَدِ اَحَدِكُمْ فَلْيَمْسَحْ مَاعَلَيْهَا مِنَ الْاَذٰى وَلْيَاْكُلْهَا۔ (۳۲۷۹) صاف کیا اور کھالیا۔ یہ دیکھ کر عجمی کسان جو وہاں موجود تھے آپس میں اشارہ بازی کرنے لگے اور (طنز کے طور پہ) بولے: اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے اس قدر کھانا سامنے ہوتے ہوئے لقمہ زمین سے اٹھا کر کھانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: اِنِّیْ لَمْ اَكُنْ لِاَدَعَ مَاسَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهٰذِهِ الْاَعَاجِمِ۔ میں ان عجمیوں کی وجہ سے اپنے نبی علیہ السلام کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا' ہمیں اسی طرح ہی حکم دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس کو جھاڑ کر کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ (۳۲۷۸)

یاد مصطفیٰ ایسی بس گئی ہے سینے میں ۔۔۔ جسم ہو کہیں اپنا دل تو ہے مدینے میں
میرے آقا مولا کا گھر تو ہے مدینے میں ۔۔۔ ہاں مگر وہ رہتے ہیں عاشقوں کے سینے میں
کون سی زمین ان کے عاشقوں سے خالی ہے ۔۔۔ ہر جگہ ہیں پروانے شمع ہے مدینے میں
تو نے پی کتابوں سے میں نے پی نگاہوں سے ۔۔۔ فرق ہے بہت زاہد تیرے میرے پینے میں
راز وہ بلائیں گے یہ یقیں تو ہے لیکن ۔۔۔ جانے کون سے سن میں جانے کس مہینے میں

Marfat.com

کھانا کھا کر دعا کرنے سے گزشتہ گناہوں کی معافی

حضرت انس جہنی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کھانا کھایا اور (مندرجہ ذیل) دعا پڑھی اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر مشقت مجھے رزق عطا کیا۔ (۳۲۸۵)

☆ مل کر کھانا کھانا باعث برکت ہے۔ فَاِنَّ الْبَرَکَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ (۳۲۸۷)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو کھانے اور پانی میں پھونک مارتے اور نہ ہی برتن میں سانس لیتے۔ (۳۲۸۸)

غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَلْیَاْکُلْ مَعَهٗ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُنَاوِلْهُ مِنْهُ۔

جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لے کر آئے تو مالک کو چاہیے کہ خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے اگر یہ نہیں کر سکتا تو کم از کم اس کھانے میں سے اسے ضرور کچھ نہ کچھ دے دے (۳۲۸۹) فَاِنَّهٗ وَهُوَ الَّذِیْ وَلِیَ حَرَّهٗ وَ دُخَانَهٗ۔ آخر اس بیچارے نے دھوئیں اور آگ کی تکلیف تو برداشت کی ہے۔ (۳۲۹۱)

جب گوارا ان کو میرا دکھ نہیں ہے اے ریاض
کیوں پکاروں پھر کسی کو ایسا آقا چھوڑ کر

☆ جب کوئی دستر خوان پہ کھانا کھائے تو بلا عذر نہ اٹھے جب تک کہ تمام لوگ فارغ نہ ہو جائیں۔ اس طرح ساتھ والا شرمندہ ہوگا اور ہو سکتا ہے ابھی اس کو کھانے کی حاجت ہو۔ (۳۲۹۵)

ہائے میں نے ایسا کیوں کیا؟

نبی کے چاہنے والے تو گھر قربان کرتے ہیں . وہ سیم و زر جوانی جاں جگر قربان کرتے ہیں
نبی کے شہر میں ناصر جو بک جائیں گدا بن کر وہ دل دیتے ہیں نذرانہ' عمر قربان کرتے ہیں

ایک صحابی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: قریب ہو جاؤ اور کھانا کھا لو۔ انہوں نے عرض کیا: حضور میرا روزہ ہے۔ (پھر ساری زندگی حسرت سے کہتے رہے) فَیَالَهْفَ نَفْسِیْ هَلَّا کُنْتُ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ ہائے افسوس! میں نے اپنے آقا علیہ السلام کے ساتھ کھانا کیوں نہ کھایا؟

☆ صحابہ کہتے ہیں' ہم حضور علیہ السلام کے دور میں مسجد کے اندر روٹی اور گوشت کھایا کرتے تھے۔ (بہ نیت اعتکاف) (۳۳۰۰)

Marfat.com

☆ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم حضور علیہ السلام کے زمانہ میں (ممانعت سے پہلے) چلتے پھرتے کھا لیتے تھے اور کھڑے کھڑے پی لیتے تھے۔(۳۳۰۱)

اہل دنیا اور اہل جنت کے کھانوں کا سردار کھانا کون سا ہے؟

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَيِّدُ طَعَامِ اَهْلِ الدُّنْيَا وَاَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّحْمُ

دنیا والوں اور جنت والوں کے کھانوں کا سردار کھانا' گوشت ہے۔(۳۳۰۵)

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَادُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى لَحْمٍ قَطُّ اِلَّا اَجَابَ وَلَا اُهْدِيَ لَهٗ لَحْمٌ قَطُّ اِلَّا قَبِلَهٗ۔ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کی دعوت دی گئی تو آپ نے قبول فرمائی اور جب بھی آپ کی خدمت میں گوشت کا ہدیہ بھیجا گیا۔ آپ نے قبول فرمایا۔(۳۳۰۶)

کیونکہ گوشت دنیا والوں اور جنت والوں کے کھانوں کا سردار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کے سردار' اہل جنت کے سردار' سارے نبیوں کے سردار و الطیبت للطیبین و الطیبون للطیبت

اس قدر اونچا ہے رتبہ شہ والا تیرا — سب جہاں والوں میں چلتا ہے حوالہ تیرا
حاکم خستہ پہ بھی لطف و عنایت کی نظر — ہو نہ مایوس کبھی چاہنے والا تیرا

☆ دستی کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ (حضرت ابوہریرہ) لیکن آپ نے فرمایا: اَطْيَبُ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ۔ سب سے اچھا اور پاکیزہ گوشت پشت کا ہے۔(۸-۳۳۰۷)

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے گوشت کھایا اور پھر چٹائی کے ساتھ ہاتھ پونچھ کر بغیر نیا وضو کیے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔(۳۳۱۱)

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کی تو وہ (آپ کے مرتبہ و مقام اور گفتگو کے رعب سے) کانپنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو حوصلہ دیتے ہوئے اور اس کی ہمت بڑھاتے ہوئے) فرمایا:

هَوِّنْ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ لَسْتُ بِمَلِكٍ اِنَّمَا اَنَا ابْنُ امْرَاَةٍ تَاْكُلُ الْقَدِيْدَ۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں' میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں بلکہ میں تو ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو کہ سوکھا گوشت کھا لیا کرتی تھی۔(۳۳۱۲) حالانکہ

انبیاء میں عدیم النظیر آپ ہیں — زیست پیکر ہے اس کا ضمیر آپ ہیں
سرور کائنات آپ کی ذات ہے — بے نیازِ سپاہ و سریر آپ ہیں
آپ ہیں خیر و برکت کی باد خنک — جو دور رحمت کا ابر مطیر آپ ہیں

Marfat.com

روشنی جبیں کی مدھم نہ ہوگی کبھی وہ ہدایت کا مہر منیر آپ ہیں
یہ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ کی تفسیر ہے مفلسوں، بیکسوں کے نصیر آپ ہیں
میں کسی بھیڑ میں بھی اکیلا نہیں ہر قدم پر مرے دستگیر آپ ہیں
یہ عنایت بھی تائب کوئی کم نہیں اس دکھی روح کے بھی ہم صفیر آپ ہیں

اللہ کی نعمتوں کی قدر اللہ کے محبوب سے پوچھو

☆ قربانی کے پائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ دن بعد تناول فرمائے۔(۳۳۱۳)

☆ نمک سالنوں کا سردار اور سرکہ بہترین سالن ہے (۱۶-۳۳۱۵) اور سرکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کا بھی سالن رہا ہے۔ نیز فرمایا: جس گھر میں یہ ہو اس کو سالن کی ضرورت نہیں۔(۳۳۱۸)

☆ دودھ پینے کی دعا: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔ فرمایا: کھانے پینے والی اشیاء میں سے دودھ ہی ایسی چیز ہے جو کھانے کا بھی کام دیتا ہے اور پینے کا بھی۔(۳۳۲۳)

☆ کھجور اور ککڑی ایک ساتھ کھانے سے موٹاپا ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی والدہ نے (رخصتی سے پہلے) کھلائیں تاکہ کچھ جسم بنے اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں۔(۳۳۲۴) حضور علیہ السلام نے خود بھی یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ استعمال فرمائیں۔(۳۳۲۵) اور تربوز کے ساتھ تر کھجور بھی استعمال فرمائی۔(۳۳۲۶)

☆ جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں، گویا اس گھر میں کھانا ہی نہیں۔(۲۸-۳۳۲۷)

پہلا میوہ اور امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی بابرکت دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب موسم کا پہلا میوہ لایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَفِیْ ثِمَارِنَا وَفِیْ مُدِّنَا وَفِیْ صَاعِنَا بَرَکَةً مَّعَ بَرَکَةٍ

اے اللہ! ہمارے مدینے میں برکت عطا فرما اور ہمارے پھلوں، مد اور صاع (پیمانوں) میں برکت نازل فرما ڈھیروں برکات۔ پھر اپنے پاس موجود بچوں میں سے سب سے چھوٹے بچے کو وہ میوہ عطا فرما دیتے۔(۳۳۲۹)

☆ گدر کھجور کے ساتھ خشک اور نئی کھجور کے ساتھ پرانی کھجور ملا کر کھانے سے شیطان ناراض ہو کر کہتا ہے: بَقِیَ ابْنُ اٰدَمَ حَتّٰی اَکَلَ الْخَلَقَ بِالْجَدِیْدِ۔ جب تک انسان نئی کھجور کے ساتھ پرانی کھجور کھاتا رہے گا، زندہ و سلامت رہے گا۔(۳۳۳۰)

☆ حضور علیہ السلام کے دور میں چھلنی (چھاننی) نہ ہوتی تھی، آٹا پیس کر پھونک مار کر اڑایا جاتا، بھوسا اڑ جاتا باقی کھا لیا جاتا۔(۳۳۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو باریک چپاتی پیش کی گئی تو رونے لگے کہ حضور علیہ السلام نے ایسی روٹی ساری زندگی نہ دیکھی (۳۳۳۸) اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ حضور علیہ السلام نے کبھی وفات تک

Marfat.com

باریک روٹی یا پوری بھنی ہوئی بکری دیکھی ہو۔ (۳۳۳۹)

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی ان چھنا آٹا روٹی موٹی　　وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم

جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: حضور آپ کی امت فالودہ کھائیگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نے فالودے کا نام تک نہ سنا تھا وہ تو ایک بار جبریل علیہ السلام نے حاضر دربار رسالت مآب ہو کر عرض کیا: حضور! آپ کی امت بہت سارے ملکوں کو فتح کرے گی اور فالودہ کھائے گی۔ سرکار نے پوچھا: فالودہ کیا ہوتا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: (اَلْفَالُوْذَجُ) يَخْلِطُوْنَ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ جَمِيْعًا۔ فالودہ گھی اور شہد سے بنایا جاتا ہے۔ فَشَهَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذٰلِكَ شَهْقَةً۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے۔ (۳۳۴۰) جب ہمارے آقا علیہ السلام ہمیں نعمت ملنے پر اس قدر خوش ہوتے ہیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ آقا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جو عظمت وشان ملے اس پہ خوش ہوں اور اس عظمت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سامنے خوش ہو کر بیان کریں۔ اگر ہماری عزت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عزت سمجھتے ہیں تو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو اپنی عظمت سمجھنا چاہیے اور اس بارے میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔

جن کے لب پر رہا امتی امتی یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لئے

☆ حضور علیہ السلام نے شدید خواہش کا اظہار فرمایا: گندم کی روٹی گھی میں پکائی گئی ہو اور اسے دودھ میں ڈال کر کھائیں۔ جب ایک صحابی لیکر حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: یہ گھی کس میں تھا؟ عرض کیا گیا گوہ کی کھال میں۔ تو آپ نے کھانے سے انکار فرما دیا۔ (۳۳۴۱)

☆ ایک بندے کا کھانا (حضور علیہ السلام کی برکت سے اسی افراد نے پیٹ بھر کر کھالیا (۳۳۴۲)

فاقہ کشی ومیانہ روی وبسیار خوری

☆ حضور علیہ السلام نے وفات تک کبھی متواتر تین دن تک پیٹ بھر کر گندم کی روٹی نہ کھائی۔ (۳۳۴۴)

☆ حضور علیہ السلام اپنی نعلین پاک خود گانٹھتے، موٹا کپڑا پہنتے اور جو کی سخت روٹی کھاتے جسے بغیر پانی کے نہ کھایا جا سکتا پھر بھی کئی کئی راتیں پے در پے فاقوں میں گزرتیں۔ (۳۳۴۷-۴۸)

☆ اگر زیادہ بھی کھانا ہو تو تہائی پیٹ کھانے سے اور تہائی پانی سے بھر لو اور تہائی سانس لینے کے لئے چھوڑ دو۔ (۳۳۴۹) دنیا میں سیر ہو کر کھانے والے قیامت کو بھوکے ہوں گے۔ (۳۳۵۵-۵۱) جس شئی کی نفس خواہش کرے، فضول خرچی میں داخل ہے۔ (۳۳۵۲) حضور علیہ السلام نے گرا پڑا روٹی کا ٹکڑا اٹھایا اور صاف کر کے کھالیا اور رزق کی عزت کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے رزق چھین لیتا ہے تو واپس نہیں کرتا۔ (۳۳۵۳) حضور علیہ السلام نے بھوک سے اور زیادہ پیٹ بھرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی۔ (۳۳۵۴)

Marfat.com

☆ رات کا کھانا نہ چھوڑو چاہے ایک میٹھی کھجور ہی کیوں نہ ہو اس سے آدمی ضعیف ہو جاتا ہے۔(۳۳۵۵) جس گھر میں کھانا کھایا جائے اس میں بھلائی اونٹ کی کوہان پہ چھری چلنے سے بھی زیادہ تیز دوڑ کر آتی ہے۔(۳۳۵۷)

☆ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهٖ اِلٰى بَابِ الدَّارِ۔ مہمان کو گھر کے دروازے تک چھوڑ کر آنا سنت ہے۔(۳۳۵۸)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی تو حضور علیہ السلام نے ان کے گھر پردہ لٹکا ہوا دیکھا اور واپس تشریف لے گئے۔ فرمایا: لَيْسَ لِيْ اَنْ اَدْخُلَ بَيْتًا مُّزَوَّقًا۔ میرے لیے یہ مناسب نہیں کہ آراستہ پیراستہ گھر میں داخل ہو جاؤں (۳۳۶۰) ایک روایت میں ہے: فَرَاَى تَصَاوِيْرَ فَرَجَعَ۔ تصویریں دیکھیں اور واپس تشریف لے گئے۔ (۳۳۵۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے گھر سے کھانا نہ کھایا' کیوں؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں ایک دن دستر خوان پر بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے ان کے لئے جگہ چھوڑی۔ انہوں نے وہاں بیٹھ کر کھانا تناول فرمانا شروع کیا تو ایک دو لقمے کھانے کے بعد فرمایا: مجھے کھانے میں ایسی چکنائی نظر آ رہی ہے جو گوشت کی چکنائی سے علیحدہ ہے۔ ابن عمر نے عرض کیا: امیر المومنین میں بازار میں موٹے گوشت کی تلاش میں گیا لیکن وہ بہت مہنگا تھا تو میں نے ایک درہم کا دبلا گوشت اور ایک درہم کا گھی خرید لیا تا کہ گھر والوں کو ایک ایک ہڈی تو میسر آ جائے۔ حضرت عمر نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو جب دونوں چیزیں جمع ہو جاتیں تو ایک کو تناول فرما لیتے اور دوسری کا صدقہ کر دیتے۔ ابن عمرؓ نے عرض کیا: امیر المومنین اب تو کھا لیجئے میں آئندہ ایسا ہی کروں گا۔ حضرت عمر نے فرمایا: نہیں میں اب نہیں کھاؤں گا۔(۳۳۶۱) سبحان اللہ! ایک طرف حقیقی بیٹے کا گھر ہے تو دوسری طرف طریقۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے لیکن بیٹے کے گھر کا کھانا چھوڑ دیا مگر دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں سے چھوڑنا گوارا نہیں۔

ے سر کٹے کنبہ مرے اور گھر لٹے • دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے طائف سے ہدیہ کے طور پر آئے ہوئے انگوروں کا خوشہ دیا اور فرمایا: اپنی والدہ کو دے دو۔ انہوں نے خود کھا لیا۔ چند دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: مَا فَعَلَ الْعُنْقُوْدُ هَلْ اَبْلَغْتَهٗ اُمَّكَ۔ کیا اپنی ماں کو انگور دے دیئے تھے؟ میں نے عرض کیا: نہیں (حضور میں نے خود کھا لیے تھے) فَسَمَّانِيْ غُدَرَ۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام غدار رکھ دیا۔(۳۳۶۸)

☆ بہی دانہ دل کو آرام پہنچاتا ہے۔(۳۳۶۹)

Marfat.com

اَبْوَابُ الْاَشْرِبَةِ (پی جانیوالی چیزوں کا بیان)

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّھَا مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ۔ میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی چابی ہے۔ (۳۳۷۱)

☆ جس طرح (بیج سے) درخت پھیلتا ہے اس طرح شراب سے گناہ بڑھتے جاتے ہیں (۳۳۷۲)

☆ اَلْخَمْرُ مِنْ ھَاتَیْنِ الشَّجَرَتَیْنِ النَّخْلَةُ وَالْعِنَبَةُ (اصطلاحی) شراب ان دو درختوں سے بنتی ہے کھجور اور انگور سے (۳۳۷۸) یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا موقف ہے باقی جس چیز کو بھی خمر کہا گیا لغوی معنی کے اعتبار سے کہا گیا۔

☆ شراب کی وجہ سے دس افراد لعنتی: پینے والا' نچوڑنے والا' نچڑوانے والا' بیچنے والا' خریدنے والا' لے جانے والا' جس کے لئے لے جائی جارہی ہے' قیمت کھانے والا اور پلانے والا۔ (۳۳۸۰)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات کو تین برتن ڈھانپ کر رکھتیں۔ ایک وضو کا' دوسرا مسواک کا اور تیسرا پینے کا۔ (۳۴۱۲)

☆ پانی پیتے وقت دو یا تین سانس لینا۔ (۱۷-۳۴۱۶)

☆ حضور علیہ السلام نے مشک کو منہ لگا کر یا الٹا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ ایک شخص نے ممانعت کے باوجود مشک کو منہ لگا کر پانی پیا تو مشک سے سانپ نکل آیا۔ (۱۹-۳۴۱۸)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر زمزم پیا لیکن حضرت عکرمہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! حضور علیہ السلام نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ (۳۴۲۲)

<u>جہاں حضور کا دھن اقدس لگا صحابیہ نے مشک کا وہ حصہ کاٹ کر بطور تبرّک رکھ لیا</u>

حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور علیہ السلام تشریف لے گئے۔ ان کے پاس ایک مشک لٹکی ہوئی تھی۔ حضور علیہ السلام نے اس مشک کو منہ لگا کر کھڑے ہو کر (بوجہ عذر) پانی پیا۔ فَقَطَعَتْ فَمَ الْقِرْبَةِ تَبْتَغِیْ بَرَکَةَ مَوْضِعِ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ انہوں نے مشک کا وہ حصہ کاٹ لیا تا کہ حضور علیہ السلام کے دھن اقدس لگنے کی جگہ سے برکت حاصل کریں۔ (۳۴۲۳)

صحابیہ نے اپنی رسائی کے مطابق اپنا ذوق پورا کر لیا' ہم نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے جذبات کی تسکین کر لیتے ہیں۔

نغمگی سی فضا میں چھائی ہے — نعت سرکار گنگنائی ہے
تم نے دیکھا غریب کھانے میں — کتنی رونق سمٹ کے آئی ہے

Marfat.com

یہ مدینہ ہے اس کی مٹی میں دلنشینی ہے دلربائی ہے
تجھ میں تو رنگ بھی ہے خوشبو بھی اے ہوا تو کہاں سے آئی ہے
میری قسمت کو میرے آقا نے جگمگایا ' تو جگمگائی ہے
ان کی رحمت گناہ گاروں کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تو آئی ہے
وہ مقدر کا ہے دھنی جس کو ان کے قدموں میں موت آئی ہے
صرف آنکھوں میں ہی نہیں جلوے دل میں محفل الگ سجائی ہے
میں ہوں مسرور زندگی میری نعت لکھنے میں کام آئی ہے

جس کو یہ آگ جلائے وہ امر ہوتا ہے

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں دودھ لایا گیا تو آپ نے نوشِ جاں کیا اور بچا ہوا بائیں جانب بیٹھے ہوئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دینے کی بات کی جبکہ دائیں جانب ابن عباس رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے جو کہ کم عمر تھے چنانچہ ان سے آپ نے فرمایا: اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اَسْقِیَ خَالِدًا۔ کیا تم مجھے خالد کو دینے کی اجازت دیتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: مَا اُحِبُّ اَنْ اُوْثِرَ بِسُؤْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ اَحَدًا۔ میں تو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ حضور پاک کا تبرک خود نہ پیوں اور کسی دوسرے کو دے دوں۔ چنانچہ پہلے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پیا پھر حضرت خالد نے (۳۴۲۶) یہ بھی دین ہے بلکہ یہ ہی اصل دین ہے جس کے پیروکار رہتی دنیا تک باقی رہیں گے اور اس نظریے کے منکر اسی طرز عمل پہ جلتے رہیں گے اور جل جل کے مرتے رہیں گے اور عشق مصطفیٰ کی آگ میں جلنے والا۔

آتش عشق سرکار میں جلنے والا حق تعالیٰ کا بھی محبوب نظر ہوتا ہے
زندگی اس پہ سدا ناز کیا کرتی ہے جس کو یہ آگ جلائے وہ امر ہوتا ہے

☆ حضور علیہ السلام پینے کی چیز میں پھونک نہیں مارتے تھے (حالانکہ آپ کے پھونک میں شفا ہی شفا تھی) اور آپ برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع فرماتے تھے۔ (۳۰-۲۹-۳۴۲۸)

☆ سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُھُمْ شُرْبًا۔ قوم کو پلانے والا خود آخر میں پئے گا۔ (۳۴۳۴)

☆ حضور علیہ السلام شیشے کے پیالے میں پانی پیا کرتے تھے۔ (۳۴۳۵)

اَبْوَابُ الطِّبّ (طب کے بیان میں)

☆ بڑھاپے کے علاوہ ہر بیماری کی دوا ہے اور دوا بھی تقدیر الٰہی سے ہے۔ کوئی ایسی بیماری نہیں جس کی دوا نہ ہو۔
(۳۸-۳۷-۳۴۳۶)

Marfat.com

☆ حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کھجوریں کھانے سے روک دیا کیونکہ وہ بیماری کی وجہ سے کمزور تھے اور فرمایا: جو کی روٹی کھاؤ یہ تمہارے لیے مفید ہے۔(۳۴۴۲)

☆ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں، حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے تو آپ کے پاس روٹی اور کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ فرمایا: اے صہیب! کھجوریں کھالو! انہوں نے کھانی شروع کر دیں تو آپ نے فرمایا: تَاْكُلُ تَمْرًا وَبِكَ رَمَدٌ۔ تیری تو آنکھ دکھتی ہے اور تو کھجوریں کھا رہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اِنِّیْ اَمْضَغُ مِنْ نَاحِيَةٍ اُخْرٰى۔ حضور جو آنکھ دکھتی ہے میں اس طرف تو نہیں کھا رہا بلکہ دوسری طرف سے کھا رہا ہوں۔ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔(۳۴۴۳)

☆ اپنے بیماروں کو کھانے پینے پہ مجبور نہ کیا کرو انہیں خدا کھلاتا پلاتا ہے۔(۳۴۴۴)

☆ حریرہ (سیرۂ کنہاں) دل کو قوت دیتا ہے اور بیماری کو ایسے دھوتا ہے جیسے پانی چہرے سے میل کو دھوتا ہے۔ (۳۴۴۵) حضور علیہ السلام کے گھر والوں سے کوئی بیمار ہوتا تو حریرہ کی ہانڈی چولہے پہ چڑھادی جاتی اور تب اتاری جاتی جب بیمار تندرست ہو جاتا یا وفات پا جاتا۔(۳۴۴۶)

☆ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔(۴۹-۴۸-۳۴۴۷)

☆ جو مہینے میں تین دن تک صبح کے وقت شہد چاٹے اس کو کوئی بڑے تکلیف نہ پہنچے گی۔ فرمایا: دو شفا دینے والی چیزوں کو اپناؤ قرآن اور شہد (۵۲-۳۴۵۰)

☆ عجوہ کھجور جنت سے تعلق رکھتی ہے اور دیوانہ پن کو شفا دیتی ہے۔(۳۴۵۵)

اور زہر کا اثر ختم کرتی ہے (۳۴۵۵) کھمبی مَن سے ہے جو بنی اسرائیل پہ نازل ہوا اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفا ہے۔(ایضاً)

ملتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو میں نے بھی ہجرت کی، میں نماز پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا تو آپ نے فارسی میں مجھ سے پوچھا: اَشِكَمَتْ دَرْد۔ کیا تیرے پیٹ میں درد ہے ہے۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: قُمْ فَصَلِّ فَاِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شِفَاءٌ۔ اٹھ نماز پڑھ نماز میں شفا ہے۔(۳۴۵۸)

☆ سنّی (سنا مکی) میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔(۳۴۶۱)

☆ عطائی ڈاکٹر اور نیم حکیم کے علاج سے کسی کو نقصان ہو گیا تو یہ لوگ ذمہ دار ہوں گے۔ مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ قَبْلَ ذٰلِكَ فَهُوَ ضَامِنٌ (۳۴۶۶)

☆ بخار کو برا نہ کہو یہ گناہوں کو ایسے مٹاتا ہے جس طرح آگ لوہے کے میل کو۔ اللہ فرماتا ہے: بخار میری آگ ہے جس پر میں دنیا میں اس کو مسلط کر دیتا ہوں وہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بَری ہوگا۔(۷۰-۳۴۶۹)

Marfat.com

☆ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر جس فرشتے کے پاس سے ہوا اس نے یہی کہا: عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ بِالْحَجَامَةِ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے اوپر پچھنے لگوانے لازم کرلو۔ (۳۴۷۷)

☆ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: دونوں کندھوں اور گردن کی رگ کے درمیان پچھنے لگوایئے۔ (۳۴۸۲)

☆ جو سر اور کندھوں کے درمیانی حصہ سے خون نکلوائے (پچھنے لگوائے) اس کو کسی بیماری سے ضرر نہ پہنچے گا چاہے کوئی اور دوا نہ کرے۔ (۳۴۸۴)

☆ پچھنے لگوانے کے دن سترہ، انیس یا اکیس تاریخ ہے۔ ان دنوں خون جوش میں ہوتا ہے۔ ان دنوں کے علاوہ دنوں میں پچھنے لگوانے سے بندہ فوت بھی ہوسکتا ہے۔ (۳۴۸۶)

خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

حضرت نافع فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرے خون میں جوش پیدا ہو گیا ہے تم میرے لیے کسی نرم مزاج حجام کو تلاش کرو جو نہ بوڑھا ہو نہ بچہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہار منہ پچھنے لگوانے سے صحت اور برکت حاصل ہوتی ہے۔ عقل اور حافظ میں تیزی آتی ہے۔ بدھ، جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو پچھنے نہ لگواؤ کیونکہ منگل کے دن اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو مرض اور مصیبت سے نجات عطا فرمائی اور بدھ کے دن وہ مصیبت میں مبتلا ہوئے اور جزام یا برص بدھ کے دن یا بدھ کی رات کو ظاہر ہوتا ہے۔ (۳۴۴۸) کوئی بھی موضوع ہو، نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہماری رہنمائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یہ تمام فرمودات عالیہ و ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الاوحیٌ یوحیٰ کی شان رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ زمانہ تا قیامت ان کلمات خیر سے روشنی حاصل کرتا رہے گا اور اپنے آقا علیہ السلام کے ان احسانات کا شکریہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کے ترانے پڑھ کر ادا کرتا رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بول صرف اس جہان میں نہیں قبر و حشر میں بھی ہمیں روشنی دیتے رہیں گے۔

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

ہم صفیرو! باغ میں ہے کوئی دم چہچہا
بلبلیں اٹھ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

جو پڑھے گا صاحب لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

☆ حضور علیہ السلام ایک آنکھ میں سرمہ کی تین سلائیاں لگاتے تھے۔ (۳۴۹۹)

نیز فرمایا: جو طاق بار سرمہ لگائے تو اس نے اچھا کیا اور جو طاق بار نہ لگائے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (۳۴۹۸)

☆ خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْاٰنُ۔ سب سے بہترین دوا قرآن پاک ہے۔ (۳۵۰۱)

Marfat.com

☆ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں زخم ہو جاتا یا کانٹا چبھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ مہندی لگایا کرتے۔(۳۵۰۲)

حضور پاک نے مکھی کے پروں میں بیماری وشفا کے جراثیم دیکھ لیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ شَرَابِکُمْ فَلْیَغْمِسْهُ فِیْهِ ثُمَّ لِیَطْرَحْهُ فَاِنَّ فِیْ اَحَدِ جَنَاحَیْهِ دَآءً وَّفِی الْاٰخَرِ شِفَآءً

جب مکھی تمہارے پینے کی چیز میں گر جائے تو اس کو ڈبو کر نکالو اور پھینک دو کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے (جس کو ڈبوتی ہے) اور دوسرے میں شفا ہے (جس کو اوپر رکھتی ہے) ۵-۳۵۰۴

سائنس کو تو آج شفاء و بیماری والے جراثیم نظر آئے وہ بھی دوربین کے ذریعے لیکن ہمارے آقا علیہ السلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے۔ خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی۔ مگر ہائے افسوس جو خود کچھ نہیں جانتے وہ سرکار کے علم کی نفی کرتے ہیں۔ ؎ مگر بے خبر' بے خبر جانتے ہیں۔

☆ اِسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰهِ فَاِنَّ الْعَیْنَ حَقٌّ۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو کیونکہ نظر لگ جانا ایک حقیقت ہے۔(۳۵۰۸)

☆ نظر کا علاج یہ ہے کہ جس کی نظر لگی ہے اس کے پردے کے مقام کو دھلائیں' وضو کرائیں اور وہ پانی جس کو نظر لگی ہے اس کے پیچھے ہو کر اس پر ڈالیں۔(۳۵۰۹)

☆ معوذتین کے نزول پر حضور علیہ السلام نے باقی تمام دعاؤں کو چھوڑ کر انہیں ہی پڑھنا شروع کر دیا۔(۳۵۱۱)

حضور علیہ السلام کے غسالے کی برکت سے آسیب کا اثر ختم ہو گیا

حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ علیہ السلام نے قربانی کے دن بطن وادی کی جانب سے جمرۃ العقبہ کی رمی کی۔ پھر آپ علیہ السلام واپس لوٹے تو آپ علیہ السلام کے پیچھے بنو خثعم کی ایک عورت ہولی جس کی گود میں ایک بچہ تھا۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے گھرانے میں ایک ہی بچہ رہ گیا ہے' اس پر بھی کچھ اثر ہے جس کی وجہ سے یہ بولتا نہیں۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا: تھوڑا سا پانی لاؤ۔ لوگوں نے پانی حاضر کیا۔ آپ علیہ السلام نے دونوں ہاتھوں کو دھویا اور منہ میں پانی لے کر کلی کی اور عورت سے فرمایا: یہ پانی اس بچہ کو پلا دیا کرو۔ ام جندب کہتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے مل کر کہا تھوڑا سا پانی مجھے دے دو۔ اس نے کہا: یہ بچے کی صحت کے لئے ہے اس لیے میں معذور ہوں۔ الغرض دوسرے سال میں نے جب اس عورت سے ملاقات کی تو میں نے اس سے اس بچے کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا: وہ بچہ نہایت تندرست ہے اور بہت ذہین اور عقلمند ہو گیا ہے''۔ (۳۵۳۲)

؎ جہاں میں جب کوئی مشکل مقام آیا ہے تو لطف شاہ عرب میرے کام آیا ہے

☆ (اگرچہ بیماری وغیرہ اللہ کے حکم کے بغیر نہیں لگ سکتی۔ تاہم لوگوں کے عقائد کو محفوظ کرنے کے لئے) فرمایا: لَا یُوْرَدُ الْمُمْرِضُ عَلَی الْمُصِحِّ۔ بیمار کو تندرست آدمی کے پاس نہ لے جایا جائے۔(۳۵۴۱)

Marfat.com

☆ مجذوم کو حضور علیہ السلام نے اپنے ساتھ کھانا کھلایا' اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلٌ عَلَى اللّٰهِ۔ اللہ پر بھروسہ کر کے کھا۔ (۳۵۴۲)

☆ مسلسل مجذوم کی طرف دیکھنے سے بھی منع فرمایا اور خود بھی مجذوم کو قریب نہ آنے دیا اور دور سے ہی پیغام بھیجا کہ ہم نے تمہیں بیعت کر لیا ہے۔ (۳۵۴۳-۴۴)

☆ حضور علیہ السلام پہ جادو کا واقعہ (۳۵۴۵)

☆ گھبراہٹ اور نیند اچاٹ ہونے کی دعا:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (۳۵۴۷)

دست اقدس سے گورنر کے وسوسوں کا علاج ہو گیا

حضرت عثمان بن ابوالعاص کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے طائف کا گورنر بنایا تو میرے دل میں اس قسم کے خیالات آنے لگے کہ مجھے یہ بھی یاد نہ رہتا کہ کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ جب میں نے اپنی یہ حالت دیکھی تو سفر کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: تو ابوالعاص کا بیٹا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے پوچھا: کیوں آئے ہو؟ میں نے وجہ بیان کی تو سن کر فرمایا: آگے آؤ۔ میں ادب سے دوزانو سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے میرے سینہ پر دست مبارک رکھا اور اپنا لب مبارک میرے منہ میں ڈالا اور تین بار فرمایا: اے اللہ کے دشمن نکل جا۔ اس کے بعد فرمایا: اے عثمان اپنے کام پر جاؤ۔ عثمان فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اس دن سے شیطان نے اس قسم کے وسوسے میرے دل میں کبھی پیدا نہیں کئے۔ (۳۵۴۸)

كِتَابُ اللِّبَاس (لباس کا بیان)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی چادر کو گرہیں دے کر اس میں نماز ادا فرمائی۔ (۳۵۵۲)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی ضرورت تھی لیکن صحابی نے مانگ لی تاکہ اس چادر میں انہیں کفن دیا جائے اور حضور علیہ السلام نے اس کو چادر عطا فرما دی۔ (۳۵۵۵)

☆ حضرت عمر کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِلْبَسْ جَدِيْدًا وَّعِشْ حَمِيْدًا وَّمُتْ شَهِيْدًا۔ نیا لباس پہنو' عمدہ زندگی گزارو اور شہید ہو کر مرو۔ (۳۵۵۸)

☆ حضور علیہ السلام نے صرف ایک رومی جبہ میں نماز ادا فرمائی' اس کے علاوہ جسم اقدس پہ کوئی کپڑا نہ تھا۔ (۳۵۶۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک کمبل کا تہبند باندھے بکریوں کے کانوں کو داغ رہے تھے۔ (۳۵۶۵)

☆ سفید کپڑے بہترین لباس ہے' خود بھی پہنو اور اپنے مردوں کو بھی ان میں کفناؤ۔ (۳۵۶۶)

☆ چادر' کرتہ' عمامہ میں سے کوئی کپڑا بھی تکبر کے طور پر لٹکانا اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ (۳۵۷۶) لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

Marfat.com

☆ گرمی سردی میں حضور علیہ السلام کے کرتے کے بٹن کھلے رہتے تھے۔(۳۵۷۸)

☆ حضرت عمر چار انگلیوں کے برابر ریشم پہننے کی اجازت دیتے تھے۔(۳۵۹۳)

☆ مقدم (بہت سرخ رنگا ہوا کپڑا) پہننے سے منع فرمایا گیا۔(۳۶۰۱)

☆ کھاؤ' پیو' صدقہ کرو' پہنو لیکن فضول خرچی اور تکبر سے بچو۔(۳۶۰۵)

☆ کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا (جبکہ گرنے کا اندیشہ ہو)(۱۹-۳۶۱۸)

☆ سیاہ خضاب بہت عمدہ ہے کیونکہ اس میں تمہاری عورتوں (بیویوں) کی تمہاری طرف رغبت ہے اور جہاد میں کفار کے دل میں ہیبت بیٹھتی ہے۔(۳۶۲۴)

☆ حضور علیہ السلام نے ایک صحابیہ کو کھجور کی تصویر بنانے سے بھی منع فرمایا۔(۳۶۵۲)

(شاید فعل عبث ہونے کی وجہ سے یا زیب و زینت سے بچانے کے لئے ممانعت فرمائی ہو ورنہ بالاتفاق غیر ذی روح کی تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں)

اَبْوَابُ الْاَدَب (ادب و آداب کا بیان)

☆ سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ تیری بیٹی جو (بیوہ یا مطلقہ ہو کر) تیرے گھر واپس آ گئی اور تیرے علاوہ کوئی اس کا کمانے والا نہ ہو۔(۳۶۶۷)

☆ جس نے تین یتیموں کو پالا وہ ایسے ہے جیسے رات بھر عبادت کرتا رہا ہو' دن میں روزے رکھتا رہا ہو اور صبح و شام تلوار لے کر جہاد کرتا رہا ہو اور جنت میں وہ شخص میرے ساتھ ایسے ہو گا جیسے ایک انگلی دوسری کے ساتھ' آپ نے درمیانی اور شہادت کی انگلی کو ملا کر فرمایا۔(۳۶۸۰)

☆ ایک شخص نے راستے پہ پڑی ٹہنی ہٹا دی جو لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث بن رہی تھی اس پر اس کو جنت عطا کر دی گئی۔(۳۶۸۲)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہو گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اہل جنت کی صف بندی ہو گی اور ایک دوزخی کا ادھر سے گزر ہو گا یہ ان لوگوں میں سے ایک شخص کو پہچان کر اس سے کہے گا: تمہیں یاد ہے یا نہیں میں نے تجھے فلاں وقت پانی کا ایک گھونٹ پلایا تھا حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ شخص اس بات پر اس کی شفاعت کرے گا۔ دوسرا دوزخی گزرے گا اور ایک شخص سے کہے گا: تمہیں یاد ہے کہ نہیں ایک بار میں نے تمہیں وضو کرایا تھا تو وہ بھی اس کی شفاعت کرے گا۔ تیسرا گزرے گا تو کسی سے کہے گا تجھے یاد ہے کہ نہیں تم نے مجھے فلاں کام کے لئے بھیجا تھا جو میں نے پورا کیا تھا' وہ اس پر اس کی شفاعت کرے گا۔(۳۶۸۵)

Marfat.com

☆ نرمی سے ہدایت کی طرف بلانے پر بہ نسبت سختی سے بلانے کے زیادہ اجر وثواب ہے۔(۳۶۸۸)

☆ ایک شخص کے سلام کا جواب حضور علیہ السلام نے علیک السلام سے دیا۔(۳۶۹۵)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت جبریل علیہ السلام کے سلام کا جواب ان الفاظ کے ساتھ دیا' علیہ السلام ورحمۃ اللہ۔(۳۶۹۶)

☆ حضور علیہ السلام نے بچوں اور عورتوں کو سلام کہا۔(۱-۳۷۰۰)

☆ جب مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔(۳۷۰۳)

☆ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومے' کچھ یہودی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی حضور علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں چومے۔(۳۷۰۴)

مزاح کے ایک واقعہ پہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام ایک سال تک ہنستے رہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک سال پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بصرہ کی طرف تجارت کے لئے گئے اور ان کے ساتھ نعیمان اور سویبط بن حرملہ تھے جو بدری تھے۔نعیمان زادِ راہ پہ متعین ہوئے اور سویبط کی طبیعت میں مزاح تھا۔انہوں نے نعیمان کو کہا: مجھے کھانا کھلاؤ۔نعیمان نے جواب دیا: جب ابو بکر آ جائیں گے تب کھانا ملے گا۔سویبط نے جواب دیا: تم نے مجھے کھانا نہیں دیا میں تمہیں پریشان کروں گا۔تھوڑی دیر میں ان کا گزر ایک قوم پر ہوا۔سویبط ان کے پاس گئے اور ان سے کہا: میرے پاس ایک غلام ہے کیا تم خریدنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔سویبط کہنے لگے: وہ بولتا ہے اور وہ یہی کہتا رہے گا کہ میں آزاد ہوں تم اس کی باتوں میں آ کر اسے چھوڑ نہ دینا۔انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ ہم تم سے اسے خریدنا چاہتے ہیں۔الغرض ان لوگوں نے دس اونٹوں کے عوض خرید لیا۔پھر وہ لوگ نعیمان کے پاس گئے اور ان کے گلے میں رسی ڈالی۔نعیمان بولے: بھائی اس نے تم سے مذاق کیا ہے' میں تو آزاد ہوں۔ان لوگوں نے کہا یہ تو تمہاری عادت ہمیں وہ (تیرا مالک) پہلے ہی بتا چکا ہے۔وہ انہیں پکڑ کر لے گئے تو اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہیں اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ اس قوم کے پاس گئے اور اسے ان کے اونٹ دے کر نعیمان کو چھڑا لائے۔جب یہ لوگ مدینہ واپس آئے تو حضور علیہ السلام سے یہ واقعہ بیان کیا گیا چنانچہ ایک سال تک حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام اس واقعہ پر ہنستے رہے۔(۳۷۱۹)

☆ سفید بال مومن کا نور ہیں اس لیے ان کو اکھاڑنے سے منع فرمایا گیا۔(۳۷۲۱)

☆ الٹا سونا دوزخیوں کا سونا ہے اور خدا کو ناپسند ہے۔(۲۴-۳۷۲۳)

☆ جو منہ پر تعریف کرے اس کے منہ میں خاک ڈالو' منہ پر تعریف کرنا ذبح کرنا ہے اگر ضرور ہی تعریف کرنا پڑے تو یوں کہو: اَحْسِبُہٗ۔میرا خیال ہے وہ ایسا ہے فَلَا اُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا۔میں اللہ کے ہاں کسی کو پاک نہیں کر سکتا۔

(۳۷۴۲-۴۳-۴۴)

☆ مشورہ دیانتداری سے دیا جائے۔اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔جس سے مشورہ کیا جائے وہ امانتدار ہوتا ہے۔جب کسی

Marfat.com

سے مشورہ لیا جائے تو وہ اچھا مشورہ دے۔(۳۷۴۵-۴۷-۴۷)
☆ حضور علیہ السلام نے پردہ والی جگہ پر چونا استعمال فرمایا اور خود اپنے ہاتھ سے لگایا باقی جسم پہ ازواج لگاتیں۔
(۳۷۵۱-۵۲)

اچھے اشعار حضور علیہ السلام کو پسند تھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اَصۡدَقُ کَلِمَۃٍ قَالَھَا الشَّاعِرُ کَلِمَۃُ لَبِیۡدٍ۔ سب سے سچا شعر وہ ہے جو لبید شاعر نے کہا:

اَلَا کُلُّ شَیۡءٍ مَاخَلَا اللّٰہَ بَاطِلٗ

اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر شئی فنا ہونے والی ہے۔ فرمایا: امیہ بن صلت بھی مسلمان ہونے کے قریب تھا (۳۷۵۷) جس کے سوا شعار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پہ سوار ہو کر اپنے ردیف سے سنے وہ ایک شعر پڑھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "ھِیۡہِ" اور پڑھ اس طرح پورے سو اشعار سماعت فرمائے اور فرمایا: کَادَ اَنۡ یُّسۡلِمَ۔ وہ مسلمان ہونے کے قریب تھا۔(۳۷۵۸) یہ موضوع بڑی تفصیل سے ہم "بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو" میں بیان کر آئے ہیں۔ اس جگہ چند اچھے اشعار پر ہی بات کو ختم کیا جاتا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے اچھے اشعار کو پسند فرمایا ہے تو یقیناً اچھے اشعار لکھنے سے حضور علیہ السلام خوش ہوں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف جن اشعار میں ہو ان سے بڑھ کر اچھے اشعار کون سے ہو سکتے ہیں اور ان اشعار کا تعلق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کائنات میں جلوہ گری کے ساتھ ہے اور یہ اشعار ہیں صوفی تبسم کے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

آپ آئے تو محفل پہ شباب آیا ہے — بزم ہستی کا ہوا حسن نمایاں تجھ سے
سربلند اور ہوا دہر میں آدم کا وقار — ارجمند اور ہوئی عظمت انساں تجھ سے
وہ تگ و تاز کہ دی تیزئ دوراں کو شکست — وہ تب و تاب کہ سایہ تھا گریزاں تجھ سے
خفت عجز سے کفر اور نگوں سار ہوا — استوار اور ہوئی سطوت ایماں تجھ سے
تجھ سے تاریک فضاؤں کو ملی کسوت نور — عظمت شام بنی صبح درخشاں تجھ سے
شور اٹھا کہ غریبوں کے مددگار آئے — درد مندوں کو ملا درد کا درماں تجھ سے
اہل زر کو ہوا احساس فرومائیگی کا — ایسے پُر مایہ ہوا ہر تہی داماں تجھ سے
وسعت جودوسخا دیکھ کے تیرا سائل — تھا تنگ طرفئ دامن پہ پشیماں تجھ سے

اَبۡوَابُ الذِّکۡر (ذکر واذکار کا بیان)

☆ نماز میں تین آیات پڑھنا تین اونٹنیوں سے افضل ہے۔(۳۷۸۲)
☆ لا الٰہ الا اللہ سے کوئی عمل آگے نہیں بڑھ سکتا اور نہ یہ کوئی گناہ چھوڑتا ہے۔(۳۷۹۷)

Marfat.com

☆ چار کلمے تمام کائنات سے بہتر ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (۳۸۱۱)

☆ حضور علیہ السلام ایک مجلس میں سو بار یہ کلمات پڑھتے۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (۳۸۱۴)

☆ بہت خوش نصیب ہے وہ بندہ جس کے نامۂ اعمال میں کثرت کے ساتھ استغفار ہو۔ (۳۸۱۸)

☆ جس نے استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لیا اللہ تعالیٰ اس کو ہر غم اور تکلیف سے نجات دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ (۳۸۱۹)

☆ آدمی کا ہر عمل دس سے سات گنا تک بڑھایا جاتا ہے سوائے روزہ کے اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرماتا ہے: فانہ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ۔ وہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں گا۔ (۳۸۲۳)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی (حازم بن حرملہ) سے فرمایا: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کی کثرت کیا کر کیونکہ یہ جنت کے خزانوں سے ہے۔ (۳۸۲۶)

اَبْوَابُ الدُّعَآءِ (دعاؤں کا بیان)

☆ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پہ غضبناک ہو جاتا ہے۔ (۳۸۲۷)

☆ اللہ تعالیٰ کو دعا سے زیادہ کوئی چیز معزز نہیں۔ (۳۸۲۹)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک سال بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پہ کھڑے ہوئے اور فرمایا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا عَامَ الْاَوَّلِ ثُمَّ بَکٰی اَبُوْبَکْرٍ۔ پچھلے سال اس مقام پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے پھر حضرت ابوبکر نے رونا شروع کر دیا۔ (۳۸۴۹)

چشم تر کا اثر دیکھتے رہ گئے ان کو پیش نظر دیکھتے رہ گئے

☆ بندہ جو بھی دعا مانگے اس دعا سے افضل نہیں ہو سکتی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ (۳۸۵۱)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندے کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے بشرطیکہ جلدی نہ کرے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: وَکَیْفَ یَعْجَلُ۔ بندہ جلدی کس طرح کرتا ہے؟ فرمایا: یَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ اللّٰہَ فَلَمْ یَسْتَجِبِ اللّٰہُ لِیْ۔ میں نے اللہ سے دعا کی تو اس نے قبول ہی نہیں کی۔ (۳۸۵۳)

☆ حضور علیہ السلام نے اسم اعظم کو ان دو آیات میں بیان فرمایا:

(۱) والھکم اللہ واحد لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم (البقرہ)

(۲) الم۔ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم (ال عمران)

Marfat.com

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کے جلوے

یہ دونوں صفات درحقیقت اللہ ہی کے لئے مخصوص ہیں اللہ کے سوا نہ کوئی حی ہوسکتا ہے نہ قیوم۔ لیکن ہر شے میں حی اور قیوم کا نور ہر وقت جلوہ گر ہے اور کائنات کی کوئی بھی شے اس سے خالی نہیں۔ ہر ذی روح اور وسیع و عریض کائنات کی ہر شے حی سے زندہ ہے اور قیوم سے قائم ہے۔ بلبل کی چہک میں' پھول کی ٹہک میں' کلی کی مہک میں' آگ کی دہک میں' سونے کی دمک میں' ہیرے کی چمک میں' سورج کی دھوپ میں' چاند کے روپ میں' بجلی کی کڑک میں' شعلے کی بھڑک میں' کوئل کی کو میں' خمرے کی ہو میں' چنبیلی کی کلی میں' عنبر کی ڈلی میں' ہواؤں کے زور میں' دریاؤں کے شور میں' صحرا کی ریت میں' کسان کے کھیت میں' دریا کے بہاؤ میں' ساگر کے ٹھہراؤ میں' خرد کی خبر میں' عشق کی نظر میں' محبوب کے ناز میں' محبت کے نیاز میں' آنکھ کے نور میں' دل کے سرور میں' محبوب کے جمال میں' محب کے جلال میں' لا الہ کی ہستی میں' الا اللہ کی مستی میں' یا حی یا قیوم کا سرمدی نور جلوہ گر ہے۔ (مقالات حکمت)

ہے ذکر تیرا گلشن گلشن سبحان اللہ سبحان اللہ
مصروف ثنا ہیں سرو وسمن سبحان اللہ سبحان اللہ

غنچوں کی چٹک شبنم کی ضیا' پھولوں کی مہک بلبل کی نوا
قائم ہے تجھی سے حسن چمن سبحان اللہ سبحان اللہ

کیا دیکھے کوئی وسعت تیری' ہو کیسے بیاں عظمت تیری
عاجز ہے نظر قاصر ہے دہن سبحان اللہ سبحان اللہ

مطلوب بھی تو مقصود بھی تو' مسجود بھی تو معبود بھی تو
تو روح صبا تو جان چمن سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر نقش تیری قدرت کا نشاں' ہر نقش کے لب پر تیرا بیاں
ہر بزم میں تو موضوع سخن سبحان اللہ سبحان اللہ

میں نے جو کہا میں نے جو سنا' کچھ بھی نہ کہا کچھ بھی نہ سنا
ہے اس سے ورا تیرا مسکن سبحان اللہ سبحان اللہ

مٹی کو زباں دے کر اس کو اعجاز بیاں دینے والے
اعظم کو بھی دے توفیق سخن سبحان اللہ سبحان اللہ

تین دعائیں ہر حال میں قبول ہوتی ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ لَاشَكَّ فِيهِنَّ۔ تین دعائیں ضرور قبول ہو کر رہتی ہیں۔

(۱) دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ۔ مظلوم کی دعا (اور اللہ کی بارگاہ میں کوئی پردہ نہیں ادھر اس کے منہ سے نکلتی ہے ادھر بارگاہ خداوندی میں قبول ہو جاتی ہے)

(۲) دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ۔ مسافر کی دعا (گھر واپس آنے تک)

(۳) دَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ۔ باپ کی دعا بیٹے کے حق میں (۳۸۶۲)

مزید فرمایا: دُعَاءِ الْوَالِدِ يُفْضِيْ اِلَى الْحِجَابِ۔ باپ کی دعا (بیٹے کے حق میں) حجاب خداوندی تک جاتی ہے۔ (۳۸۶۴)

☆ دعا کرو تو اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر ہتھیلیوں سے کرو نہ کہ پشت سے اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھ کو منہ پہ مل لو۔ (۳۸۶۶)

Marfat.com

☆ ایک دن دعا (بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیء) نہ کی تو فالج کا حملہ ہو گیا تا کہ تقدیر الٰہی قائم ہو جائے۔ (۳۸۶۹)

اَبْوَابُ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَاءِ (خوابوں کی تعبیر کا بیان)

☆ مومن کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں (وفی روایۃ) سترّواں حصہ ہے۔ (۹۷-۳۸۹۳)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ۔ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّتَمَثَّلَ بِيْ۔ شیطان میں جرات ہی نہیں کہ میری شکل میں آ سکے۔ (۵-۳۹۰۴)

☆ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) شیطانی جن سے وہ انسان کو ڈراتا ہے۔ (۲) خیالات جو دن کو پیش نظر رہتے ہیں وہی رات کو سامنے آ جاتے ہیں۔ (۳) وہ خواب جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتے ہیں۔ (۳۹۰۷)

بُرا خواب نہ بیان کیا جائے کیونکہ خواب میں شیطان انسان سے کھیلتا ہے' اچھا خواب بھی اس سے بیان کرو جو صاحب عقل ہو اور اس کی تعبیر جانتا ہو۔ (۱۴-۳۹۱۲)

☆ حضرت ام فضل (حضور علیہ السلام کی چچی) نے خواب دیکھا کہ حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کا ایک ٹکڑا میری گود میں آ گیا ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ کو اللہ تعالیٰ بیٹا عطا کرے گا جو تیری گود میں آئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (۳۹۲۳)

☆ ایک سال پہلے شہید ہونے والے کو جنت جانے سے روک دیا گیا اور ایک سال بعد طبعی موت مرنے والا جنت میں داخل کر دیا گیا۔ صحابہ کے تعجب پہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: بعد والے نے ایک سال نمازیں پڑھیں' روزے رکھے اور دیگر نیک کام کیے۔ فما بینھما ابعد مما بین السماء والارض۔ اسی وجہ سے ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان سے بھی زیادہ فاصلہ ہے۔ (۳۹۲۵)

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَكْرَهُ الْغِلَّ وَاُحِبُّ الْقَيْدَ' اَلْقَيْدُ ثُبَاتٌ فِي الدِّيْنِ۔ میں (خواب میں) طوق دیکھنے کو برا سمجھتا ہوں اور بیڑیوں کو دیکھنا اچھا سمجھتا ہوں کیونکہ بیڑیوں سے مراد دین میں استقامت ہے۔ (۳۹۲۶)

اَبْوَابُ الْفِتَنِ (فتنوں کا بیان)

مرد مومن کی حرمت کعبہ سے کہیں زیادہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خانۂ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا:

مَا اَطْيَبَكِ وَاَطْيَبَ رِيْحَكِ مَا اَعْظَمَكِ وَاَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ حُرْمَةً مِّنْكِ مَالِهٖ وَدَمِهٖ وَاَنْ نَظُنَّ بِهٖ اِلَّا خَيْرًا (۳۹۳۲)

Marfat.com

(اے کعبہ) تو کتنا عمدہ ہے اور کتنی پیاری تیری خوشبو ہے تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور کتنی بلند تیری شان ہے' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے: مومن کے مال و جان کی حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ ہے۔ اس لیے ہمیں مومن کے بارے اچھا گمان ہی رکھنا چاہیے۔

☆ دشمن کی بکریوں کو لوٹ مار کے ذریعے ذبح کر کے ہانڈیوں پہ چڑھا دیا گیا تو حضور علیہ السلام نے ہانڈیاں الٹ دینے کا حکم دیا اور فرمایا: إِنَّ النُّهْبَةَ لَا تَحِلُّ۔ لوٹ مار حلال نہیں ہے۔ (۳۹۳۸)

☆ جس بات کو حضور علیہ السلام کے دور میں منافقت شمار کیا جاتا اس کو بعد میں اپنا لیا گیا' وہ بات یہ کہ امراء کے پاس جا کر اور بات کرنا اور ان کے پاس سے واپس آئیں تو اور بات کرنا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: كُنَّا نَعُدُّ ذٰلِكَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّفَاقَ۔ (۳۹۷۵)

☆ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَّرَّتَيْنِ۔ مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا۔ (۳۹۸۳)

☆ بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيْبًا وَّسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ۔ اسلام غربت کی حالت میں شروع ہوا اور غربت ہی کی حالت میں لوٹ جائے گا تو غرباء کے لئے خوشخبری ہو۔ (۳۹۸۶) پوچھا گیا: حضور! غرباء کون ہیں؟ فرمایا: اَلنُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ جنہیں (اسلام قبول کرنے کی وجہ سے) قبیلے والوں نے اپنے سے جدا کر دیا ہو۔ (۳۹۸۸)

☆ تہتر فرقوں والی حدیث (۹۳-۹۲-۳۹۹۱)

☆ مال کی اطلاع ملنے پر فجر کے وقت مسجد میں نمازیوں کی کثرت ہوگئی تو حضور علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا: شاید تمہیں ابوعبیدہ کی بحرین سے مال لے کر آنے کی اطلاع ہوگئی ہے۔ (۳۹۹۷)

☆ فرمایا: میں اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑ جاؤنگا۔ (۳۹۹۸)

☆ ہر صبح دو فرشتے آواز دیتے ہیں: وَيْلٌ لِّلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَوَيْلٌ لِّلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ۔ مردوں کے لئے عورتوں کی وجہ سے اور عورتوں کے لئے مردوں کی وجہ سے بربادی ہے۔ (۳۹۹۹)

☆ أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔ سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔ (۴۰۱۱)

پانچ گناہوں کی دنیا میں ہی پانچ سزائیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: اے مہاجرین جب تم پانچ باتوں میں مبتلا کر دیئے جاؤ اور میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان باتوں کو پاؤ۔ اول یہ کہ جب کسی قوم میں برائیاں علانیہ ہونے لگ جائیں تو ان میں طاعون اور وہ بیماریاں عام ہو جاتی ہیں جو پہلے کبھی ظاہر نہ ہوئی تھیں۔ دوم یہ کہ جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو ان پر قحط اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور بادشاہ ان پر ظلم کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ جب لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش کو روک دیتا ہے۔ اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک

Marfat.com

قطرہ بھی نہ گرتا۔ چہارم یہ کہ جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے تو وہ ان کا مال وغیرہ سب کچھ چھین لیتے ہیں۔ اور پانچویں یہ کہ جب مسلمان حکمران اللہ کے قانون کو چھوڑ کر دوسرا قانون اور احکام خداوندی میں سے کچھ لیتے اور کچھ چھوڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اختلاف پیدا فرما دیتا ہے۔(۴۰۱۹)

☆ شرابیوں اور گانے والیوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور انہیں بندر اور سور بنا دیا جائے گا۔(۴۰۲۰) يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ۔

☆ گناہوں کی وجہ سے انسان اپنے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهٗ (۴۰۲۲)

بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے

اگر دین میں سخت ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوگی اور اگر دین میں نرم ہے تو تکلیف بھی کم ہوگی۔ بندے پہ مصائب آتے رہتے ہیں (اور وہ ان پہ صبر کرتا رہتا ہے) تا آنکہ يَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيْئَةٍ۔ زمین پہ گناہوں سے پاک ہو کر چلتا ہے۔(۴۰۲۳)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو سخت بخار تھا۔ میں نے چادر کے اوپر آپ کے جسم پہ ہاتھ رکھا تو بخار کی گرمی محسوس کر لی۔ میں نے عرض کیا: بہت تیز بخار ہے؟ فرمایا: ہاں ہم پہ مصیبت بھی سخت آتی ہے اور ہمیں ثواب بھی دگنا ملتا ہے۔ میں نے عرض کیا: حضور! زیادہ سخت مصیبت کن لوگوں پہ آتی ہے۔ فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام پر۔ میں نے پوچھا: پھر کن پر؟ فرمایا: پھر نیک لوگوں پر اور فرمایا: اِنْ كَانَ اَحَدُهُمْ لَيُبْتَلٰى بِالْفَقْرِ حَتّٰى مَا يَجِدُ اَحَدُهُمْ اِلَّا الْعَبَاءَةَ يُحَوِّيْهَا۔ بعض نیک لوگ ایسی تنگ دستی میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں کہ ایک کمبل کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا جس کو اوڑھتے بچھاتے رہتے ہیں۔ وَاِنْ كَانَ اَحَدُهُمْ لَيَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالرَّخَاءِ۔ ان میں سے بعض بندے مصیبت پہ اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم میں سے بعض آرام پر۔

(۴۰۲۴)

معراج کی رات ایک قبر سے خوشبو آ رہی تھی

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے معراج کے موقع پر ایک خوشبو محسوس ہوئی تو میں نے جبرئیل سے دریافت کیا یہ کیسی خوشبو ہے؟ انہوں نے کہا: یہ ایک عورت کی خوشبو ہے جو فرعون کی بیٹی کو کنگھی کیا کرتی تھی اور اس کے دونوں بیٹوں اور شوہر کی قبریں ہیں اور ان کا قصہ اس طرح ہے کہ حضرت خضر بنو اسرائیل کے معزز گھرانے سے تھے ان کا گزر ایک فقیر عابد کے عبادت خانے کے قریب سے ہوتا تو وہ عابد نکل کر انہیں اسلام کی تعلیم دیتا۔ آخر کار جب خضر جوان ہوئے تو ان کے والد نے ان کا ایک عورت سے نکاح کر دیا انہوں نے اس عورت کو بھی اسلام کی تعلیم دی اور اس سے عہد لیا کہ اس بات کی کسی کو خبر نہ ہو حضرت خضر عورتوں سے صحبت نہیں کیا کرتے تھے کچھ دنوں بعد حضرت خضر

Marfat.com

نے اس عورت کو طلاق دے دی' ان کے باپ نے ان کا نکاح دوسری عورت سے کر دیا' خضر نے اس سے بھی عہد لے کر اسے دین کی تعلیم دی لیکن ان میں سے ایک عورت نے اس راز کو چھپالیا اور دوسری نے فاش کر دیا۔ فرعون نے ان کی گرفتاری کا حکم دیا یہ سنتے ہی وہ فرار ہو کر سمندر کے ایک جزیرے میں چھپ گئے۔ وہاں دو شخص لکڑیاں کاٹنے کے لئے آئے تو انہوں نے خضر کو اس مقام پر دیکھا۔ ان میں سے ایک نے تو اس راز کو پوشیدہ رکھا اور دوسرے نے فاش کر دیا۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا تمہارے ساتھ اور کس نے دیکھا ہے؟ اس نے دوسرے کا نام لیا۔ جب اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے انکار کیا اور راز کو چھپا لیا۔ حالانکہ فرعون کے قانون میں جھوٹ کی سزا قتل تھی۔ الغرض اس نے اس عورت سے نکاح کر لیا جس نے راز چھپایا تھا' یہ عورت فرعون کی بیٹی کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھی۔ ایک دن اس کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی تو اس کی زبان سے بے اختیار نکل گیا کہ فرعون تباہ ہو۔ یہ کلمہ فرعون کی بیٹی نے سن لیا اور باپ سے بیان کیا' فرعون نے اسے اس کے شوہر کو اور اس کے بیٹوں کو بلایا اور اپنے دین میں آنے کے لئے کہا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ فرعون نے انہیں قتل کرنے کی دھمکی دی تو انہوں نے جواب دیا: اس میں کوئی حرج نہیں لیکن ہم پر اتنا احسان کرنا کہ ہمیں ایک ہی قبر میں دفن کر دینا تو فرعون نے ایسا ہی کیا تو معراج کی رات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو محسوس ہوئی وہ انہی لوگوں کی قبر کی تھی۔ (۴۰۳۰)

قیامت کی نشانیاں

حضور علیہ السلام کی وفات' بیت المقدس کا فتح ہونا۔ بیماری کا ظاہر ہونا جس میں عوف بن مالک اور ان کی اولاد شہید ہو جائے گی۔ مال کی کثرت' آپس کا فساد' اہل اسلام اور رومیوں میں صلح لیکن رومی دغا بازی کریں گے اور اسی جھنڈوں پہ مشتمل لشکر لے کر آجائیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوج ہوگی (۴۰۴۲) تم اپنے امام کو خود قتل کر دو گے۔ باہم جنگ و جدال' بدترین لوگ دنیا کے مالک ہوں گے۔ (۴۰۴۳) لونڈی اپنے آقا کو جنے گی۔ ننگے پاؤں ننگے بدن لوگ حاکم بن جائیں گے۔ بکریاں چرانے والے عالیشان عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے۔ (۴۰۴۴) علم اٹھ جائے گا۔ جہالت ظاہر ہو جائے گی۔ زنا شراب عام ہوگا۔ مرد کم اور عورتیں زیادہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا کفیل ایک مرد ہوگا۔ (۴۰۴۵) دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نکلے گا جس پر لوگ باہم جنگ کریں گے اور دس میں سے نو آدمی قتل ہو جائیں گے۔ (۴۰۴۶) فتنہ اور قتل (ہرج) عام ہو جائے گا۔ (۴۰۴۷) کتاب اللہ غائب ہو جائے گی۔ کلمہ رسمی طور پر پڑھا جائے گا۔ لوگ نہ جانیں گے کہ نماز' روزہ' قربانی اور صدقہ کیا چیز ہے۔ (۴۰۴۹) لوگ بخیل ہو جائیں گے۔ (۴۰۵۲) امانت ختم ہو جائے گی (۴۰۵۳) سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ دجال نکلے گا۔ دھواں ظاہر ہوگا۔ دابۃ الارض' یاجوج و ماجوج' عیسیٰ علیہ السلام کی آمد' تین بار زمین میں دھنسنا ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں۔ عدن کے ایک گاؤں ابین سے آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی۔ (۴۰۵۵) خاص آفت اور عام آفت (۴۰۵۶) قیامت کی نشانیاں دو سو سال بعد ظاہر ہوں گی۔ (۴۰۵۷) امت پانچ طبقوں پہ مشتمل ہوگی۔ چالیس سال تو دیانتدار اور پرہیزگار لوگ ہوں گے پھر ان کے بعد ایک سو سال صلہ رحمی کرنے والے اور اپنوں سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔ پھر ان کے بعد ایک سو ساٹھ سال تک وہ لوگ ہوں گے

Marfat.com

جو رشتہ ناطہ توڑ دیں گے اور لوگوں سے منہ پھریں گے پھر اس کے بعد قتل ہی قتل ہوگا۔ (۴۰۵۸) مسخ ہوگا (صورت تبدیل ہو جانا) قذف ہوگا (آسمان سے آگ برسنا) اور خسف (زمین میں دھنسنا) (۴۰۵۹) ایک لشکر خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے چلے گا اور مقام بیداء (ذوالحلیفہ کے پاس) آئے گا تو اس کا درمیانی حصہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا...... (۴۰۶۳) حضرت امام مہدی کا ظہور (۸۸-۸۷-۸۶-۸۵-۸۴-۸۳-۴۰۸۲) قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے جنگ نہیں کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی، چہرے گویا چپٹی ڈھالیں، ان کے پاس ڈھالیں ہوں گی۔ درختوں کی جڑوں سے گھوڑے باندھیں گے۔ (۴۰۹۹)

اَبْوَابُ الزُّھْدِ (دنیا سے بے رغبتی کا بیان)

☆ حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینا زہد نہیں نہ ہی اپنا مال لٹا دینا زہد ہے بلکہ زہد یہ ہے کہ اپنے مال پر خدا کے مال سے زیادہ بھروسہ نہ کرے (یعنی یقین کامل ہو کہ خدا نے رزق کا جو وعدہ فرمایا ہے ضرور پورا ہوگا) آخرت کی مصیبت کے مقابلہ میں دنیا کی مصیبت پر خوش رہے (۴۱۰۰) دنیا سے بے رغبت بندے کے پاس بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔ (۴۱۰۱)

☆ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر دیکھے کتنی تری لگی ہوگی (یہ انگلی پہ تری کا لگنا دنیا ہے اور پورا سمندر آخرت ہے۔ یہ بھی صرف سمجھانے کے لئے ہے ورنہ سمندر تو پھر محدود ہے اور آخرت غیر محدود) (۴۱۰۸)

جنت کے بادشاہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُكَ عَنْ مُلُوْكِ الْجَنَّةِ۔ کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ جنت کے بادشاہ کون لوگ ہیں؟ میں نے عرض کیا: ضرور ارشاد فرمائیں۔ فرمایا: رَجُلٌ ضَعِيْفٌ مُسْتَضْعَفٌ ذُوْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔ وہ کمزور و ناتواں جس کو لوگ کچھ نہ سمجھیں۔ پھٹے پرانے کپڑوں والا لیکن اللہ کے ہاں اتنا مقبول کہ اگر کسی کام پہ قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا فرما دے۔ (۴۱۱۵)

☆ خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں دیکھیں تو اللہ یاد آجائے۔ (۴۱۱۹)

☆ شان نزول آیت مبارکہ ولا تطرد الذین یدعون ربھم (۴۱۲۷)

☆ جس نے حضور علیہ السلام کے بھیجے ہوئے کو خالی لوٹا دیا حضور علیہ السلام نے اس کے لئے بھی ڈھیروں مال کی دعا کی اور جس نے اونٹنی پیش کر دی اس کے لئے ہر روز نئے رزق کی دعا کی۔ (۴۱۳۴)

☆ جس نے تندرستی کے ساتھ اپنے ٹھکانے میں صبح کی اور اس کے پاس دن بھر کا کھانا ہے تو جان لو کہ اس کے لئے دنیا

Marfat.com

کو جمع کر دیا گیا۔(۴۱۴۱)

☆ اپنے سے نچلے لوگوں کو دیکھو نہ کہ اوپر والوں کو اس طرح اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے۔(۴۱۴۲)

☆ بھوک کی وجہ سے حضور علیہ السلام کروٹیں بدلتے' پیٹ دباتے' ردی کھجوریں بھی نہ تھیں کہ جن سے پیٹ بھر لیتے۔ (۴۱۴۶)

☆ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام پتے کھا کر بھی گزارا کرتے رہے جنکی وجہ سے مسوڑھے سوج جاتے۔(۴۱۵۶)

حکمت کی بات سن کر چھپا لینے والے کی مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جو شخص حکمت کی بات سنے لیکن اپنے ساتھی سے بری بات کے علاوہ کچھ بیان نہ کرے اور حکمت کی بات کو چھپا لے تو اس شخص کی مثال اس کی طرح ہے جو بکریاں چرانے والے کے پاس گیا اور اس سے کہا: مجھے ایک بکری دے دے۔ اس نے کہا جو پسند آئے: ریوڑ سے جا کر لے لو فَذَهَبَ فَاَخَذَ بِاُذُنِ كَلْبِ الْغَنَم۔ پس وہ گیا اور بکریوں (کی حفاظت کرنے والے) کتے کا کان پکڑ کر لے آیا۔(۴۱۷۲)

☆ حضور علیہ السلام میں اس قدر عاجزی تھی کہ اگر کوئی لونڈی بھی آپ کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتی تو آپ اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے اور اس کا کام کر کے واپس تشریف لے آتے۔(۴۱۷۷)

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی حدیث بیان کی اور ان پہ اتنا اثر ہوا کہ کہا: وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ۔ اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔(۴۱۹۰)

حدیث یہ تھی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے' آسمان چرچرا رہا ہے کیونکہ اس پر ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سربسجود نہ ہو' خدا کی قسم! اگر تم بھی وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو کم ہنسو اور زیادہ روؤ یہاں تک کہ اپنی عورتوں سے لذت حاصل کرنا بھی ترک کر دو۔

حضور علیہ السلام کے آنسوؤں سے قبر کی مٹی گیلی ہوگئی

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے پہ بیٹھ کر رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے قبر کی مٹی تر ہوگئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا اِخْوَانِيْ لِمِثْلِ هٰذَا فَاَعِدُّوْا

اے میرے بھائیو! اس (وقت یا مقام) کے لئے بھی تیاری کرو۔(۴۱۹۵)

جس طرح ہمارے آقا علیہ السلام ہماری خاطر روتے رہے اور رو رو کر ہمارے گناہوں کے دفتر دھوتے رہے ہمیں بھی چاہیے کہ اس آقا علیہ السلام کی تعریف رو رو کر کرتے اور سنتے رہیں۔

پہلے اشکوں سے آنکھوں کو نم کیجے   پھر ثنائے شاہِ اُمم کیجے

Marfat.com

دل کی دیوار ہے نہ در کوئی — آپ اپنا اسے حرم کیجے
فاصلے تو ضرور ہوں لیکن — فاصلوں کو ذرا سا کم کیجے
اس طرف بھی بچھا ہوا ہے دل — اس طرف بھی کبھی قدم کیجے
اک نقشہ عجیب بنتا ہے — رنگ، نکہت اگر بہم کیجے
مبتلائے عذاب ہے دنیا — اس پر پڑھ کر دعائیں دم کیجے
حق ثنا کا تو کیا ادا ہو گا — پھر کیجے قدم قدم کیجے
پھر غموں کے پہاڑ ٹوٹے ہیں — مجھ پہ سرکار پھر کرم کیجے
اب تو مسرور تا ابد پیہم — ذکرِ سرکارِ محترم کیجے

فرمایا: اُبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکُوْا۔ رویا کرو اور اگر رونا نہ آئے تو بتکلف رویا کرو یعنی رونے کی شکل بنالیا کرو۔ (۴۱۹۶)

☆ جلوت وخلوت میں عمدہ نماز پڑھنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا۔ یہ ہے میرا سچا بندہ۔ (۴۲۰۰)

دکھاوے کی نماز پڑھنے والا

لوگوں کے سامنے دکھاوے کے لئے عمدہ نماز پڑھنے والے کے بارے میں فرمایا: یہ شرک خفی ہے اس پر حضور علیہ السلام نے دجال سے بھی زیادہ خطرہ محسوس فرمایا:

هُوَ اَخْوَفُ عَلَیْکُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ (۴۲۰۴)

☆ حسد نیکوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو اور صدقہ برائیوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ نماز مومن کا نور اور روزہ دوزخ سے ڈھال ہے۔ (۴۲۱۰)

☆ صاف دل (مخموم القلب) وہ ہے۔ هُوَ التَّقِیُّ النَّقِیُّ لَا اِثْمَ فِیْهِ وَلَا بَغْیَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ پاکباز و پرہیزگار وہ ہے جس کے دل میں نہ کبھی گناہ کا خیال آیا ہو نہ بغاوت کا اور نہ کینہ وحسد کا۔ (۴۲۱۶)

☆ اَلْحَسَبُ الْمَالُ وَالْکَرَمُ التَّقْوٰی۔ حسب مال کا نام ہے اور کرم تقویٰ ہے۔ (۴۲۱۹)

ایک آیت پہ عمل کرنا تمام لوگوں کو کافی ہو جائے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ اس پہ عمل کرلیں تو تمام لوگوں کو کافی ہو جائے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: حضور وہ کون سی آیت ہے؟ فرمایا:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (الطلاق)

جوکوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستہ نکال دے گا۔

Marfat.com

☆ جس کام کو تمہارا پڑوسی اچھا کہے وہ اچھا ہے اور جس کو وہ برا کہے وہ برا ہے۔ (۴۲۲۲) فرمایا: جس کے کان اپنی تعریف سنتے سنتے بھر جائیں وہ جنتی ہے اور جس کے کان برائی سنتے سنتے بھر جائیں وہ دوزخی ہے۔ (۴۲۲۴)

☆ جس نیک عمل پر لوگ تعریف کریں (جبکہ وہ نیک عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو) ذٰلِكَ عَاجِلُ بُشْرٰى الْمُؤْمِنِ۔ یہ مومن کے لیکن دنیا میں ہی خوشخبری ہے (کہ تیرا عمل قبول ہو گیا ہے) ۴۲۲۵۔ ایک روایت میں ہے اگر کسی نیک کام پہ لوگ تعریف کریں اور وہ تعریف کام کرنے والے کو اچھی معلوم ہو (تو اس سے عمل ضائع نہ ہوگا بلکہ) دوہرے ثواب کا باعث ہوگا۔ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ۔ ایک پوشیدگی کا اجر دوسرا ظاہر کا۔ (۴۲۲۶)

اس امت کی مثال چار آدمیوں کی سی ہے

ابو کبشہ انماری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت کی مثال ان چار آدمیوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کو اللہ نے مال اور علم عطا کیا ہو اور وہ اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور اپنے مال کو حق کے مطابق خرچ کرتا ہو۔ دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے علم دیا ہو اور مال نہ دیا ہو اور وہ یہ کہتا ہو کہ اگر میرے پاس بھی اسی طرح مال ہوتا (جس طرح فلاں کے پاس ہے) تو میں بھی اسے اسی طرح خرچ کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دونوں ثواب میں برابر ہیں۔ تیسرا آدمی وہ ہے جسے اللہ نے مال تو دیا ہو لیکن علم نہ دیا ہو اور وہ اسے ناحق خرچ کرتا ہو اور چوتھا آدمی وہ ہے جسے اللہ نے نہ علم دیا نہ مال دیا ہو اور وہ یہ کہتا ہو کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی اسی طرح (عیاشی) میں خرچ کرتا (جیسے فلاں کرتا ہے) تو یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (۴۲۲۸)

☆ بندہ بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور اس کی دو چیزیں جوان ہوتی جاتی ہیں۔ ایک مال کا لالچ اور دوسرا زندگی کی محبت۔ یعنی کاش مال زیادہ آ جائے' کاش زندگی اور مل جائے۔ (۳۴-۴۲۳۳)

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں صحابہ کرام کی قلبی کیفیت

حضرت حنظلہ کاتب تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے جنت اور دوزخ کا تذکرہ فرمایا (تو ہمیں ایسے لگا) گویا جنت اور دوزخ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں لیکن جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر آیا تو گھر میں بیوی بچوں میں ہنسنے بولنے لگا۔ اس کے بعد مجھے اپنی اس حالت کا خیال آیا جو میری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی۔ میں اسے یاد کر کے ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا: میں تو منافق ہو گیا۔ ابوبکر نے پوچھا: کیوں کیا ہوا؟ میں نے ان سے اپنی دونوں حالتوں کا ذکر کیا تو ابوبکر سن کر بولے: میری بھی یہی حالت ہے۔ حضرت حنظلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور آپ سے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: اے حنظلہ اگر تم اسی حالت پر جو تمہاری میرے پاس ہوتی ہے قائم رہو تو تم سے فرشتے مصافحہ کرنے لگ جائیں تم بستروں پر ہو یا گلی کوچوں میں اے حنظلہ یہ حالت کبھی کبھی ہوتی ہے۔ (۴۲۳۹)

سبحان اللہ! ہمارے آقا علیہ السلام کی غمگساری دیکھیے کہ کس طرح اپنے غلاموں کو تسلی دیتے ہیں۔ یہ اپنی امت کے گناہ

Marfat.com

گاروں کے ساتھ پیار کی حد نہیں تو اور کیا ہے؟

آپ سا غمگسار کیا کہنا — عاصیوں سے بھی پیار کیا کہنا
پھول پر تو نکھار ہوتا ہے — خار پر بھی نکھار کیا کہنا
کیسا پیارا نبی ہمیں بخشا — تیرا ' پروردگار کیا کہنا
یہ حرم رسول اکرم کا — اس کے نقش و نگار کیا کہنا
فرش سے عرش تک پہنچتی ہے — اُن کے در پر پکار کیا کہنا
دھو دیے داغ سارے عصیاں کے — رحمتوں کی پھوار کیا کہنا
روز جشن بہار رہتا ہے — روز جشن بہار کیا کہنا
اللہ اللہ یہ شان محبوبی — خود خدا کو ہے پیار کیا کہنا
نعت مسرور ہو گئی نازل — چشم تر کا خمار کیا کہنا

توبہ کرنے کی اہمیت

☆ بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پہ سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرے تو صاف ہو جاتا ہے ورنہ بڑھتا جاتا ہے۔ (کلا بل ران سے قرآن پاک میں یہی مراد ہے) (۴۲۴۴)

☆ قیامت کے دن بعض لوگوں کی نیکیاں پہاڑوں کے برابر ہوں گی مگر اڑا دی جائیں گی کیونکہ یہ لوگ لوگوں کے سامنے عبادت کرتے مگر تنہائی میں برے کام کرتے تھے۔ (۴۲۴۵)

☆ تمہارے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں تو بھی توبہ سے معاف ہو سکتے ہیں۔ (۴۲۴۸)

☆ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ۔ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (۴۲۵۰) تمام انسان خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔ (۴۲۵۲) اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ۔ ندامت بھی توبہ ہے۔ (۴۲۵۳) سانس اکھڑنے تک توبہ قبول ہے۔ (۴۲۵۳)

☆ اجنبی عورت کا بوسہ لیا تو یہ گناہ نماز سے معاف ہو گیا۔ (۴۲۵۴)

☆ اللہ کے ڈر کی وجہ سے اپنے آپ کو مرنے کے بعد جلا کر راکھ سمندر و ہوا میں اڑا دینے کی وصیت کرنے والا بخش دیا گیا۔ (۴۲۵۵)

جب پہلے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قدر چھم چھم برستی رہی تو حضور علیہ السلام کی امت اللہ تعالیٰ کی بخشش و مغفرت کی کس قدر حقدار و سزاوار ہو گی مگر شرط یہ ہے کہ

عنایتیں ہم پہ سب کریں گے — کرم جو محبوبِ خدا کریں گے
وہی مدینے پہنچ سکے گا — حضور جس کو طلب کریں گے

Marfat.com

جو کام کرتے ہیں اشک میرے — زباں کرے گی نہ لب کریں گے
ثنائے سرکار کے علاوہ — نہ کچھ کیا ہے نہ کچھ کریں گے
جلائے دوزخ کی آگ ہم کو — گوارہ سرکار کب کریں گے
وہ تم بھی دیکھو گے حشر کے دن — جو کام میرِ عرب کریں گے
درِ نبی کے گداؤں کا ہم — خلوصِ دل سے ادب کریں گے
صدائیں سنتے ہیں اپنے آقا — صدائیں تو روز و شب کریں گے
بنیں گے مسرور کام سارے — وہ خود ہی کوئی سبب کریں گے

تیری شان جل جلالہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم سب کے سب گناہگار ہو ہاں جسے میں گناہ سے محفوظ رکھوں تو وہ گناہ سے محفوظ رہ سکتا ہے تم مجھ سے بخشش چاہو میں تمہیں بخش دوں گا جو شخص مجھ سے یہ سمجھ کر بخشش چاہتا ہے کہ مجھ میں بخشنے اور معاف کرنے کی طاقت ہے تو میں اسے اپنی قدرت سے بخش دیتا ہوں۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو لیکن جسے میں ہدایت بخشوں لہٰذا تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تو تمہیں ہدایت بخشوں۔ تم سب کے سب محتاج ہو ہاں میں جسے مالدار کروں وہ مالدار ہے تم مجھ سے روزی طلب کرو میں تمہیں روزی عنایت کروں گا۔ اگر تمہارے زندہ اور مردہ اگلے اور پچھلے تری والے اور خشکی والے سب کے سب تقویٰ اور پرہیز گاری پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں ایک مچھر (یا اس کے پر) کے برابر بھی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اگر تمہارے زندہ اور مردہ اگلے اور پچھلے خشکی اور تری والے سب کے سب بدبختی پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں ایک مچھر (یا اس کے پر) کے برابر بھی کمی نہیں ہو سکتی۔ اگر تمہارے زندہ اور مردہ اگلے اور پچھلے خشکی اور تری والے سب کے سب اپنی تمام امیدیں جو ان کے خیال میں آ سکتی ہیں مجھ سے بیان کریں اور میں ہر ایک کو اس کی امید عطا کروں گا تو میرے ملک میں صرف اتنی سی کمی واقع ہو گی جیسے تم میں سے کوئی شخص سمندر پر سے گزرتے ہوئے اپنی سوئی سمندر میں ڈبوئے اور دیکھے کہ سمندر میں کتنی کمی ہوئی ہے تو جیسے اس سے سمندر کے پانی میں میں کمی واقع نہیں ہوتی ایسے ہی میرے خزانے میں بھی کمی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں بخشش کرنے والا ہوں مجھے بخشش کے لئے کسی چیز کی حاجت نہیں۔ میں جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہوں تو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ (۴۲۵۷)

افضل مومن اور بڑا عقلمند کون ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ ایک انصاری (صحابی) آپ کی خدمت اقدس میں آ کر سلام عرض کرتا ہے اور پھر پوچھتا ہے کون سا مومن افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ اس نے عرض کیا: فَاَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَکْیَسُ ؟ سب سے زیادہ عقلمند کون ہے؟ فرمایا: اَکْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِکْرًا وَاَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهٗ اِسْتِعْدَادًا اُولٰٓئِكَ الْاَکْیَاسُ۔ جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہو اور اس کے لئے اچھی طرح تیاری کرتا

Marfat.com

ہو یہی لوگ زیادہ عقلمند ہیں۔(۴۲۵۰) ایک حدیث میں فرمایا: اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا ثُمَّ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ ۔ عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنا تابعدار بنالے اور موت کے بعد (آخرت) کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنی خواہشات پہ چلتا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ سے امیدیں بھی وابستہ کرے یعنی اللہ کی نافرمانی بھی کرے اور پھر چاہے کہ جیسے میں کہوں ویسے ہو جائے۔(۴۲۶۰)

☆ موت کے وقت خوف وامید کا ہونا باعث نجات ہے۔(۴۲۶۱)

☆ نیک وبد کی روح کا نکال کر فرشتوں کا آسمانوں پہ جانا نیک کی روح کا استقبال اور برے شخص کی روح کے لئے آسمان کا دروازہ نہ کھلنا اور پھر اس کو نیچے پھینک دیا جانا۔(۴۲۶۲)۔

☆ جس جگہ کسی کی موت لکھ دی گئی ہو موت کے وقت اس جگہ کے ساتھ کوئی حاجت وابستہ کر دی جاتی ہے تا کہ مرنیوالا وہاں چلا جائے۔(۴۲۶۳)

☆ انسان کا سارا بدن سوائے ایک ہڈی (ریڑھ کی جس میں اجزائے اصلیہ ہوتے ہیں) کے مٹی ہو جاتا ہے اسی ہڈی سے اس کو دوبارہ تخلیق کیا جائے گا۔(۴۲۶۶)

حضرت عثمان غنی اور موت کی یاد

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پہ کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا کہ جب آپ کے سامنے جنت ودوزخ کا ذکر آتا ہے تو اس وقت آپ (اتنا) نہیں روتے قبر کو دیکھ کر اس قدر رونے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے: اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ۔ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے جو اس سے نجات پا گیا اس کے لئے آگے بھی آسانی ہوگی اور جس نے اس میں آسانی نہ پائی تو اس کے لئے آئندہ بھی سختی ہوگی اور فرمایا: مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ۔ قبر سے زیادہ ہولناک منظر میں نے نہیں دیکھا۔(۴۲۶۷)

یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خوف خدا اور فکر آخرت کی وجہ سے حالت تھی جو دوہرے داماد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جن سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں' نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جن کا دل روشن اور جان خوشبودار تھی۔ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ جائے گا اس کی آخرت ضرور روشن و منور ہوگی' اور پھر جب ایسوں کی قبر میں سرکار کی جلوہ گری بھی ہو جائے گی تو وہ منظر نور علیٰ نور کا ہوگا۔

جب نگاہ لطف مجھ پر ہو گئی — دل منور جاں معطر ہو گئی
تیرگی میں روشنی ہی روشنی — آپ کی آمد سے گھر گھر ہو گئی
رات بھر اشکوں کی بارش کیا ہوئی — رحمتوں کی سر پہ چادر ہو گئی
مہر کی الطاف کی پیاری نظر — ہو گئی ہونا تھی جس پر ہو گئی

Marfat.com

عاقبت کی فکر اب کیا کیجئے — اب تو اچھی نعت لکھ کر ہو گئی
آپ کا دربار عالی تھا حضور — میری جاں جس پر نچھاور ہو گئی
امت عاصی جہاں میں سرخرو — آپ سے محبوب داور ہو گئی
سوچتا ہوں روتے روتے میری آنکھ — کس قدر شفاف ڈھل کر ہو گئی
بے خودی میں جالیوں کو چھو لیا — یہ ''خطا'' مسرور اکثر ہو گئی

قبر کے حالات اور آخرت کے مناظر

☆ قبر میں سوال و جواب کی حدیث (۴۲۶۸)

☆ مومن کی روح پرندے کی شکل میں جنت کے اندر اڑتی رہتی ہے۔(۴۲۷۱)

☆ مردہ قبر میں جاتا ہے تو اس کو سورج غروب ہوتا محسوس ہوتا ہے۔(اگر نمازی تھا تو) آنکھوں کو ملتا ہوا بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے دعونی اصل. ذرا ٹھہرو میں نماز پڑھ لوں۔(۴۲۷۲)

☆ قیامت کے دن بعض لوگ نصف کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔(۴۲۷۸)

☆ قیامت کے دن اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں حضور علیہ السلام کی امت کی ہوں گی اور باقی چالیس صفیں تمام امتوں کی۔(۴۲۸۹)

☆ اللہ نے رحمت کا ایک حصہ دنیا میں ظاہر فرمایا ہے اور ننانوے حصے قیامت کے دن ظاہر فرمائے گا۔(۴۲۹۳)

☆ قیامت کے دن ایک شخص کے گناہوں کے ننانوے رجسٹر ہوں گے جن میں سے ہر ایک رجسٹر حد نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا' وہ شخص مایوس ہو جائے گا پھر کاغذ کا ایک پرزہ نکالا جائے گا جس پر شہادتین کے الفاظ ہوں گے اور وہ ٹکڑا ننانوے رجسٹروں پہ بھاری ہو جائے گا اور اس کی بخشش ہو جائے گی۔(۴۳۰۰)

☆ حوض کوثر اور شفاعت کی احادیث (۴۳۰۱ تا ۴۳۱۷)

گھر اور گھر بھی عالی ہو — در اور در بھی مثالی ہو
چاند ستارے کا کہکشاں — اور سنہری جالی ہو
ایسا بندہ کوئی نہ تھا — جس کا دامن خالی ہو
ان کے ہیں ہم او بھلا — اپنی کیا خوشحالی ہو
بنا مانگے بھی ملتا ہے — دل سے کوئی سوالی ہو
ان کی عطا کا کیا کہنا — جن کی شان نرالی ہو
روزِ ابد تک اشکوں سے — میری آنکھ نہ خالی ہو

Marfat.com

نعت لکھی تو ایسے لگا　　جیسے شمع جلا لی ہو
کیسے وہ مسرور نہ ہو　　جس نے چوکھٹ پا لی ہو

کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ

میری شفاعت قیامت کے دن بڑے بڑے گناہ گاروں کے لئے بھی ہوگی۔ (۴۳۱۰)

فرمایا: مجھے اختیار دیا گیا کہ آدھی امت کو جنت میں داخل کروالوں یا شفاعت کا حق لے لوں تو میں نے شفاعت کا حق لے لیا۔ کیونکہ یہ عام ہے یعنی پوری امت کی شفاعت کرسکوں گا پھر کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ شفاعت پرہیزگاروں کے لئے ہوگی؟ نہیں۔ وَلٰکِنَّھَا لِلْمُذْنِبِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ۔ بلکہ بڑے بڑے گناہگاروں کے لئے ہوگی۔ (۴۳۱۱)

☆ حضور علیہ السلام کی امت کا ایک بندہ بنوتمیم کی آبادی کے لوگوں کی تعداد کے برابر لوگوں کی شفاعت کرے گا جو قبول ہوگی۔ (۴۳۱۶)

☆ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کے مقابلہ میں سترواں حصہ گرم ہے اور یہ آگ اللہ سے دعا کرتی ہے کہ اسے دوزخ میں نہ ڈالا جائے۔ (۴۳۱۸)

دوزخ کا حال

☆ دوزخ کا ایک غوطہ دنیا کی ساری نعمتیں بھلا دے گا اور جنت کا ایک غوطہ دنیا کے سارے غم ختم کر دے گا۔ (۴۳۲۱)

☆ دوزخی کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور جسم بھی اسی تناسب سے ہوگا۔ (۴۳۲۲)

☆ حضرت انس فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا: دوزخیوں پہ رونا اتارا جائے گا تو وہ اتنا روئیں گے کہ آنسو ختم ہو جائیں گے، پھر خون روئیں گے اور ان کے چہروں پہ ایسی نالیاں بن جائیں گی کہ اگر ان میں کشتیاں چھوڑی جائیں تو وہ بھی بہہ جائیں۔ (۴۳۲۴)

☆ اگر زقوم (دوزخیوں کی غذا) کا ایک قطرہ دنیا والوں پہ ڈالا جائے تو دنیا والوں کی زندگی وبال بن جائے تو جن لوگوں کو غذا ہی یہ دی جائے گی پھر ان کا کیا حال ہوگا؟ (۴۳۲۵) اللھم اجرنا من النار۔

☆ آگ انسان کے تمام جسم کو کھا جائے گی سوائے اعضائے سجدہ کے ان کو کھانا اللہ تعالیٰ نے دوزخ پہ حرام فرما دیا ہے۔ (۴۳۲۶)

☆ موت کو بھی قیامت کے دن مار دیا جائے گا۔ (۴۳۲۷) تاکہ جنت و دوزخ والے جان لیں کہ اب مرنا نہیں۔ جنت والے ہمیشہ جنت کی نعمتوں میں جزا پاتے رہیں گے اور دوزخ والے ہمیشہ دوزخ میں عذاب میں سزا پاتے رہیں گے۔

Marfat.com

جنت کا حال

لَشِبْرٌ فِی الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔ جنت میں ایک بالشت جگہ (ایک روایت میں ہے کوڑا رکھنے کی جگہ) دنیاو مافیھا سے بہتر ہے۔ (۳۰-۴۳۲۹)

☆ جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں میں زمین وآسمان جتنا فاصلہ ہے۔ سب سے بلند درجہ جنت الفردوس ہے اس پہ عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ فَاِذَا مَاسَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ۔ جب بھی اللہ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔ (۴۳۳۲)

سبحان اللہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ہمیں مانگنے کا طریقہ بتایا ہے بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو تو اعلیٰ ترین جنت (فردوس) مانگو یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضور پاک کو فرمایا ہوگا کہ اپنی امت سے کہو کہ مجھ سے جنت الفردوس کا سوال کیا کریں پھر اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے غلاموں کو یہ اعلیٰ جنت دینی نہیں تو مانگنے کا حکم کیوں دیا؟ اس پر بھی ہم تو حضور پاک کی عظمت کے ترانے گائیں گے کیونکہ مصنوع کی تعریف صانع ہی کی تعریف ہے۔

سوالی کو ہم بے صدا دیکھتے ہیں ۔۔۔ مگر ان کا دامن بھرا دیکھتے ہیں
جہاں ان کے دَر کا گدا دیکھتے ہیں ۔۔۔ محبت میں ڈوبا ہوا دیکھتے ہیں
نہ جانے انہیں کیسا لگتا ہے جب وہ ۔۔۔ غلاموں کو مدحت سرا دیکھتے ہیں
مدینے کے شیدائی تو خواب میں بھی ۔۔۔ مدینے کی آب و ہوا دیکھتے ہیں
عجب رنگ ہوتا ہے چہرے پہ اپنے ۔۔۔ مدینے میں جب آئینہ دیکھتے ہیں
اسی سمت ہوتا ہے لطفِ خدا بھی ۔۔۔ جدھر شاہِ ہردوسرا دیکھتے ہیں
کبھی ان کی ذات گرامی کی عظمت ۔۔۔ کبھی اپنا حرفِ ثنا دیکھتے ہیں
جو رکھتے ہیں دل میں سجا کر مدینہ ۔۔۔ نبی کو وہ جلوہ نما دیکھتے ہیں
چمکتی ہی رہتی ہیں مسرور آنکھیں ۔۔۔ نہ جانے تصور میں کیا دیکھتے ہیں

جنت کی بہاریں

جنت میں نہ پیشاب و پاخانہ ہوگا نہ تھوک اور نہ ناک صاف کرنے کی حاجت۔ وہاں کنگھیاں سونے کی ہوں گی' انگیٹھیاں عود کی' جنتیوں کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ ہر جنتی کا قد آدم علیہ السلام کے قد کے برابر ساٹھ ہاتھ ہوگا۔ (۴۳۳۳)

☆ جنت کی نہر کوثر کے کنارے سونے کے' پانی بہنے کی جگہ یاقوت وموتیوں سے جڑی ہوئی ہوگی' اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگی اور پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا۔ (۴۳۳۴)

☆ جنت کے درخت کا سایہ سو سال گھوڑے کی دوڑ سے زیادہ ہوگا' اگر چاہو تو قرآن پاک کی آیت پڑھ کر وظل

Marfat.com

ممدود (الواقعہ) (۴۳۳۵)

☆ جنت میں بازار بھی ہوگا اور خدا کا دیدار بھی ہوگا (طویل حدیث ۴۳۳۶)

☆ ہر جنتی کو بہتر بیویاں ملیں گی جن میں سے دو تو خوبصورت جنتی حوریں ہوں گی اور ستر اہل دوزخ کے ترکہ سے جنتی کو ملیں گیان عورتوں اور مردوں کی شرمگاہوں کی صفت بیان سے باہر ہے۔ (۴۳۳۷)

☆ اگر جنتی اولاد کی خواہش کرے گا تو ایک آن میں حمل وضع حمل، رضاعت اور بلوغ ہو جائے گا۔ (۴۳۳۸)

☆ آخری جنتی کو دنیا کے دس گنا برابر جنت سے حصہ ملے گا۔ هٰذَا اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔ یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہوگا۔ (۴۳۳۹)

سبحان اللہ! جب کم درجے کے جنتی کا یہ حال ہے تو اعلیٰ درجے کے جنتی کا حال کیا ہوگا اور یہ خوش نصیب یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے امتی ہوں گے جو اپنے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا میلا لگائے رکھتے تھے اس پر یوں عرض کیا جا سکتا ہے:

خزانہ جو اشکوں کا پایا ہے ہم نے — وہیں جا کے سارا لٹایا ہے ہم نے
محبت کا میلا لگایا ہے ہم نے — مدینے کو دل میں بسایا ہے ہم نے
سلامت رہے آپ کا نامِ نامی — اسی سے تو گھر جگمگایا ہے ہم نے
فضا، رنگ، خوشبو، محبت، اجالے — نگاہوں میں کیا کیا چھپایا ہے ہم نے
بہت ہے وہ اک شعر بھی جو ادب سے — درِ پاک پر گنگنایا ہے ہم نے
بڑے کام بنتے ہیں ذکر مبیں سے — کئی مرتبہ آزمایا ہے ہم نے
مدینے کے ذرّے کو ذرّہ نہ جانا — گہر جان کر ہی اُٹھایا ہے ہم نے
وہی مہر و الفت کا رکھیں گے مرہم — جنہیں زخم اپنا دکھایا ہے ہم نے
ملا تھا جو حسّان کو آپ ہی سے — خزانہ وہی ہے، جو پایا ہے ہم نے

جنت و دوزخ کا دُعا کرنا

جو اللہ تعالیٰ سے تین بار جنت کا سوال کرتا ہے جنت خود کہتی ہے اے اللہ! اس کو جنت میں داخل فرما اور جو دوزخ سے تین بار اللہ کی پناہ طلب کرتا ہے دوزخ خود دعا کرتی ہے: اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ۔ اے اللہ! اس کو آگ سے پناہ عطا فرما۔

(۴۳۴۰)

☆ ہر شخص کے دو مقام ہوتے ہیں ایک جنت میں دوسرا دوزخ میں۔ جب وہ مر کر دوزخ میں داخل ہوگا تو اہل جنت اس کے اس مقام کے وارث ہوں گے۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا اولئك هم الوارثون۔ وہی لوگ وارث ہونے والے ہیں۔ (۴۳۴۱)

آخری حدیث اور آخری نعت اس آخر الزمان رسول دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی جس کے صدقے اللہ تعالیٰ نے اہل

Marfat.com

ایمان کو جنت کا وارث بنا دیا اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے نہ صرف قرآن میں بیان فرمائی: تلك الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا (مریم) بلکہ قرآن کی گواہی کے ساتھ زبور میں بھی لکھ دی: ولقد کتبنا فی الزبور من بعدالذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون (الانبیاء)

دامن میں صد شوق جب پھیلاؤں گا　　میں سمندر سے سمندر پاؤں گا
دیکھنا پھر موج میں جب آؤں گا　　جام پر میں جام بھی چھلکاؤں گا
حشر کے دن اور کیا ہے دیکھنا　　آپ کو بس دیکھتا رہ جاؤں گا
خلا میں ویسے تو جا سکتا کہاں　　آپ کی انگلی پکڑ کر جاؤں گا
رنگ خوشبو کہکشاں یہ چاندنی　　یہ نظارے پھر کہاں میں پاؤں گا
آپ کی مدحت کا حاصل ہے شرف　　اس عطا پر تو ضرور اتراؤں گا
میری آنکھوں میں جو موتی ہیں وہ سب　　آپ کے دربار میں برساؤں گا
جاگتے میں ہی نہیں میرے حضور　　خواب میں بھی آپ کے گن گاؤں گا
آپ کا مسرور کیفی ہوں حضور　　آپ کے در سے نہ خالی جاؤں گا

وَھٰذا اخر سنن الامام ابی عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ والحمد للہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی سیّدنا محمد رسول اللہ وخاتم النبیین وعلٰی اٰلِہٖ وصحبِہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

Marfat.com

ہماری چند دیگر مطبوعات

ناشر
اکبر بک سیلرز

Marfat.com